سیرتِ محمدیہ

ترجمہ

مواہبِ لدنیہ

ترتیب و تدوین جدید
مکرم جناب محمد عبدالستار طاہر مسعودی زید مجدہٗ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۚ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

سیرتِ محمدیہ

ترجمہ مواہبِ لدنیہ اوّل

تصنیف

شیخ المورخین حضرت امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترتیب و تدوینِ جدید

مکرم جناب محمد عبدالستار طاہر مسعودی زید مجدہٗ

تحریک

مولانا محمد منشا تابش قصوری

صدر ادارہ ریاض المصنفین لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۴۰۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جملہ حقوق بحق شبیر برادرز محفوظ ہیں)

نام کتاب	....	سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ (اوّل)
تصنیف	....	امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ
جدید ترتیب وتدوین	....	محمد عبدالستار طاہر مسعودی
زیر سرپرستی	....	محمد منشا تابش قصوری
اشاعت اوّل	....	اگست 2002ء
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	words maker Lhr.
مطبع	....	اشتیاق اے مشاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	شبیر برادرز لاہور
قیمت مکمل سیٹ	....	روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

زبیدہ سینٹر 40 اُردو بازار لاہور (پاکستان)

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	حالات مصنف "معارف لدنیہ"	
۲	ابتدائیہ	۱۳
۳	دیباچہ از مصنف	۱۷
۴	رسول اکرم کی طہارت نسب	۳۳
۵	حقیقت محمدی کا ظہور	۳۳
۶	مخلوق کے مقدر پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھے گئے	۳۶
۷	عرش کی پیدائش	۳۶
۸	لوح محفوظ کی پیدائش	۳۶
۹	حضرت محمد ﷺ کب سے نبی ہیں؟	۳۷
۱۰	اللہ تعالیٰ سے انبیاء کرام کا حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر عہد	۳۷
۱۱	حضرت محمد ﷺ کی رسالت سب نبیوں اور ان کی امتوں کیلئے	۴۲
۱۲	حضرت محمد ﷺ کی اصل طینت	۴۴
۱۳	حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک آسمان اور زمین والوں کیلئے	۴۵
۱۴	اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بہ اغراض نہیں ہیں	۴۶
۱۵	اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق	۴۶
۱۶	تخلیق کائنات کے دیگر مراحل	۴۷
۱۷	حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان کی سیر	۴۹
۱۸	فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ	۵۰
۱۹	حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کا ظہور	۵۰
۲۰	ابلیس لعین کا حسد وحیلہ اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی جنت بدری	۵۲
۲۱	حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو کس مقام پر اُتارا گیا	۵۳
۲۲	ابلیس لعین اور سانپ کہاں پھینکے گئے	۵۳
۲۳	آدم علیہ السلام جنت میں کتنا عرصہ رہے	۵۳
۲۴	ممنوعہ پھل کی ترغیب دینے پر حضرت حوا کو سزا	۵۳
۲۵	حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ زاری	۵۴
۲۶	حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے آنسوؤں کے ثمرات	۵۴
۲۷	اس ذرا سی بھول سے عبرت پکڑو	۵۴
۲۸	حضرت آدم علیہ السلام کی بھول گناہ صغیرہ تھا	۵۵
۲۹	حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے میں حکمت	۵۵
۳۰	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کیونکہ قبول ہوئی	۵۶
۳۱	حضرت آدم علیہ السلام جس جنت میں رہے	۵۸
۳۲	حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش	۵۸
۳۳	بنے ہیں کونین مصطفیٰ کے لئے	۶۰
۳۴	حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد	۶۱
۳۵	حضرت محمد ﷺ کے تمام ماں باپ پاک وطاہر ہیں	۶۱
۳۶	حضرت محمد ﷺ تمام مخلوقات سے بہتر اور برگزیدہ ہیں	۶۳
۳۷	حضرت محمد ﷺ کا کوئی بھائی بہن نہ تھے	۶۴
۳۸	رسول اللہ ﷺ آباء کرام میں منتخب ہیں	۶۴
۳۹	تعارف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۴
۴۰	حضرت محمد ﷺ کا نسب مبارک عدنان تک	۶۵
۴۱	حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر نور محمدی کی جھلک	۶۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۲	ابرہہ کے لشکر کی ابابیلوں سے ہلاکت	۶۹
۴۳	زمزم جو حضرت عبدالمطلب نے کھودا	۷۱
۴۴	رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کی قربانی	۷۳
۴۵	ذبیح حضرت اسماعیل ہیں نہ حضرت اسحاق علیہم السلام	۷۴
۴۶	حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی شادی	۷۷
۴۷	رسول کریم ﷺ کے زمانہ حمل میں عجیب وغریب مشاہدات	۷۸
۴۸	رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کا وصال	۸۲
۴۹	والد ماجد کے وصال پر رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک	۸۳
۵۰	حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شوہر کے فراق میں اظہارِ غم	۸۴
۵۱	آپ ﷺ کی ولادت کے وقت حالات	۸۴
۵۲	آپ ﷺ شکم مادر سے دنیا میں کس عالم میں تشریف لائے	۸۸
۵۳	آپ ﷺ کی ولادت پر شام کے محلات روشن ہو گئے	۸۸
۵۴	آپ ﷺ کی ولادت پر یہودیوں کے تاثرات	۹۰
۵۵	آپ ﷺ کی ولادت پر کسریٰ کے محل میں زلزلہ	۹۱
۵۶	آپ کی ولادت پر شیطانوں کو آگ کی مار	۹۱
۵۷	حضرت آدم علیہ السلام سمیت چودہ نبی ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے	۹۲
۵۸	رسول اللہ ﷺ کا ختنہ مبارک	۹۳
۵۹	ختنہ واجب ہے سنت ؟	۹۴
۶۰	ختنہ کرنے میں حکمت	۹۵
۶۱	آپ ﷺ کا سال ولادت	۹۵
۶۲	آپ ﷺ کا ماہِ ولادت	۹۶
۶۳	آپ ﷺ کا یوم ولادت	۹۶
۶۴	آپ کی برکت سے زمان ومکاں کو شرف ہے	۹۷
۶۵	آپ ﷺ کا وقت ولادت	۹۸
۶۶	ایک یہودی کا قول کہ نبی آخر الزماں پیدا ہوئے	۹۸
۶۷	آپ کی ولادت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت	۹۹
۶۸	آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے	۱۰۰
۶۹	رسول اللہ ﷺ کی مدت حمل اور جائے پیدائش	۱۰۱
۷۰	آپ کے میلاد کی خوشی میں دشمن جاں کے عذاب میں کمی	۱۰۲
۷۱	میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانا	۱۰۲
۷۲	آپ ﷺ کی شیر خوارگی	۱۰۳
۷۳	حلیمہ سعدیہ کی حضور کو لوریاں	۱۰۶
۷۴	سرکار کے بچپن کی باتیں	۱۰۷
۷۵	آپ ﷺ کا شق سینہ مبارک	۱۱۰
۷۴	آپ امت کے ہزار آدمیوں پر بھاری	۱۱۱
۷۵	تابوت سکینہ کی حقیقت	۱۱۲
۷۶	رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت	۱۱۲
۷۷	رسول پاک کی والدہ ماجدہ کا وصال	۱۱۵
۷۸	رسول اکرم ﷺ کے والدین کریمین کا ایمان لانا	۱۱۷
۷۹	آپ کے باپ دادا مشرک نہیں تھے	۱۲۰
۸۰	زمانہ فترت......	۱۲۳
	(حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کا درمیانی عرصہ)	۱۲۵
۸۱	اہل فترت کی اقسام	۱۲۶
۸۲	ابو طالب...... کفیل رسول اکرم ﷺ	۱۲۹
۸۳	چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کا سفر	
۸۴	آپ ﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے تجارت، پھر شادی	۱۳۲
۸۵	قریش کے ہمراہ کعبہ کی تعمیر نو	۱۳۴
۸۶	رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ظہور	۱۳۵
۸۷	فرشتے کے تین بار بھینچنے میں حکمت	۱۳۸
۸۸	آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو کیونکر پہچانا	۱۳۸
۸۹	کیا رسول اللہ ﷺ نزول وحی سے ڈر گئے تھے؟	۱۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۹۰	سب سے پہلی وحی......مختلف روایات	۱۴۰
۹۱	غار حرا کو اور غاروں پر ترجیح کیوں؟	۱۴۰
۹۲	سینہ مبارک کا تیسری بار چاک (شق صدر)	۱۴۳
۹۳	سلسلہ وحی رکنے پر آپ کا غم	۱۴۳
۹۴	وحی کے مراتب	۱۴۴
	☆ وحی کا پہلا مرتبہ	۱۴۴
	☆ وحی کا دوسرا مرتبہ	۱۴۵
	☆ وحی کا تیسرا مرتبہ	۱۴۵
	☆ وحی کا چوتھا مرتبہ	۱۴۶
	☆ وحی کا پانچواں مرتبہ	۱۴۶
	☆ وحی کا چھٹا مرتبہ	۱۴۶
	☆ وحی کا ساتواں مرتبہ	۱۴۷
	☆ وحی کا آٹھواں مرتبہ	۱۴۷
۹۵	وحی لانے والے	۱۴۷
۹۶	زمین و آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ وحی	۱۴۷
۹۷	وحی کی حالتیں اور تقاضے	۱۴۸
۹۸	انبیاء کرام پر حضرت جبرئیل کا نزول	۱۴۸
۹۹	رسول اللہ ﷺ کو وضو اور نماز کی تعلیم	۱۴۸
۱۰۰	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر اوّل ایمان لانے والے	۱۵۰
	☆ سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون	۱۵۰
	☆ سب سے پہلے ایمان والے آزاد مرد	۱۵۱
	☆ کم عمری میں سب سے پہلے ایمان لانے والے	۱۵۲
۱۰۱	شان ابوبکر صدیق بزبان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۱۵۳
۱۰۲	ورقہ بن نوفل کا ایمان	۱۵۳
۱۰۳	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام	۱۵۳
۱۰۴	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ایمان لانے والی صحابیات	۱۵۴
۱۰۵	نبی اکرم ﷺ کی اپنی قوم کو دعوت اسلام	۱۵۴
۱۰۶	دعوت اسلام پر اہل قوم کا رویہ	۱۵۵
۱۰۷	فروغ اسلام کے لئے ابوطالب کا کردار	۱۵۵
۱۰۸	بارگاہ رسالت کے اولین گستاخ اور ان کا انجام	۱۵۶
	☆ ولید بن مغیرہ (لعین)	۱۵۷
	☆ عاصی بن وائل (لعین)	۱۵۷
	☆ حارث بن قیس (لعین)	۱۵۷
	☆ اسود بن عبدی غوث (لعین)	۱۵۷
	☆ اسود بن المطلب (لعین)	۱۵۷
۱۰۹	آپ ﷺ کو قریش کی ایذا رسانی	۱۵۷
	☆ ابولہب (لعین)	۱۵۸
	☆ ابولہب کی بیوی (لعین)	۱۵۸
	☆ عقبہ بن ابی معیط (لعین)	۱۵۹
	☆ (عمرو بن ہشام) ابوجہل (لعین)	۱۶۱
	☆ عمارہ بن الولید (لعین)	۱۶۱
	☆ امیہ بن خلف (لعین)	۱۶۱
۱۱۰	سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا	۱۶۲
۱۱۱	آپ ﷺ سے یہودیوں نے روح کی حقیقت پوچھی	۱۶۳
۱۱۲	روح سے کیا مراد ہے؟	۱۶۵
۱۱۳	روح کے بارے میں مختلف آراء	۱۶۶
۱۱۴	اہل ایمان کو قریشی کفار کی ایذا رسانی	۱۶۷
۱۱۵	شان بلال رضی اللہ عنہ	۱۶۹
۱۱۶	حبشہ کی طرف پہلی ہجرت	۱۷۰
۱۱۷	مراد رسول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۱۷۰
۱۱۸	معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) اور شعب ابی طالب	۱۷۲
۱۱۹	سورۃ والنجم اذا ھوی کے واقعات	۱۷۳
۱۲۰	حبشہ کی طرف دوسری ہجرت	۱۷۷
۱۲۱	مشرکین کے معاہدہ کا نقض	۱۷۷
۱۲۲	ابوطالب کے اسلام میں اختلاف	۱۷۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
123	ابوطالب کی پیشین گوئی	178
124	آپ ﷺ کے لئے غم کا سال (عام الحزن)	181
125	طائف کا سفر	181
126	عداس نصرانی کا قبولِ اسلام	183
127	جنوں کا واقعہ	183
128	کیا معراج ربیع الاوّل میں ہوئی؟	185
129	معراج ہجرت سے کتنا عرصہ پہلے ہوئی؟	185
130	قبیلہ اوس اور خزرج کا قبولِ اسلام	186
131	صحابہ کرام کی مدینے کو ہجرت	191
132	رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کو ہجرت	191
133	مدینہ کی طرف ہجرت میں حکمت	194
134	مکہ سے کب نکلے' مدینہ کب تشریف لائے	194
135	ہجرت مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ساتھ	195
136	قصیدہ بردہ شریف میں واقعہ غار ثور کا ذکر	199
137	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایثار و جاں نثاری	201
138	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے محبوب	203
139	مکڑی کا تاریخی کردار	203
140	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور غلام کی خدمات	204
141	غار ثور سے مدینہ کو روانگی	205
142	سفر مدینہ میں ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں قیام	205
143	ام معبد کا حضور ﷺ کے بارے میں اپنے شوہر سے ذکر	206
144	ایک مومن جن نے آپ کی خبر دی	209
145	سراقہ سے حسن سلوک	210
146	سفر مدینہ میں ایک چرواہے کا قبولِ اسلام	210
147	مقام قبا میں تشریف آوری	211
	ماہ ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ تشریف آوری	212
148	تاریخ ہجری کا آغاز	213
149	قبا میں قیام کی مدت	213

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
150	مسجد قبا کی بنیاد	214
151	مسجد جمعہ کی بنیاد	214
152	مسجد جمعہ سے مدینے کا سفر	214
153	مدینہ میں آپ کی قیام گاہ	215
154	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ والا مکان رسول اللہ ﷺ کا ذاتی مکان ہے	217
155	مدینہ تشریف لانے پر عورتوں کا اظہارِ مسرت	217
156	حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اشعار	218
157	مدینہ کے لئے دعائے رسول ﷺ	219
158	مدینہ کے لئے دعائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	219
159	حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں کتنا عرصہ قیام فرمایا	219
160	ثنیۃ الوداع	219
161	مسجد نبوی کی تعمیر	220
162	اصحابِ صفہ	222
163	منبر رسول اکرم ﷺ	222
164	انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ (مؤاخات)	223
165	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی	223
166	اذان کی ابتدا	223
167	خواب میں اذان کی تعلیم	225
168	صحابہ کے پیچھے رسول اللہ ﷺ کی نماز	226
	ہجرت کے بعد نماز میں دو رکعت کا اضافہ	227
169	علمائے یہود کی رسول دشمنی	228
170	غزواتِ رسول ﷺ	228
171	غزواتِ رسول ﷺ کی تعداد	229
172	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا لشکر	229
173	سریہ حضرت عبیدۃ المطلبی رضی اللہ عنہ	230
174	سریہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	231
175	غزوۂ ودان/غزوۂ ابواء	231

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۷۶	غزوۂ بواط/ جنگ کید	۲۳۱
۱۷۷	غزوۂ عشیرہ	۲۳۲
۱۷۸	بدر کا پہلا غزوہ	۲۳۲
۱۷۹	سریہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	۲۳۳
۱۸۰	تحویل قبلہ	۲۳۴
۱۸۱	تحویل قبلہ پر یہود و منافقین کی ہرزہ سرائی	۲۳۵
۱۸۲	رمضان المبارک کی فرضیت	۲۳۶
۱۸۳	غزوۂ بدر عظمیٰ	۲۳۶
☆	شیطان کی شیطانی اور صحابہ کرام کی استقامت	۲۴۰
☆	جنگ کا آغاز	۲۴۰
☆	مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں	۲۴۱
☆	حضرت ابوبکر نے ترک دعا کے لئے کیوں کہا	۲۴۲
☆	غزوۂ بدر میں اللہ کی نصرت	۲۴۴
☆	کیا فرشتوں نے قتال کیا تھا؟	۲۴۵
☆	حضور ﷺ نے کفار پر کنکریاں پھینکیں	۲۴۶
☆	غزوۂ بدر میں معجزات رسول اکرم ﷺ	۲۴۷
☆	کفار و مشرکین قریش کا انجام	۲۴۸
☆	سماع میت کی تحقیق	۲۴۹
☆	واقعہ بدر نظم میں	۲۵۰
☆	بدر میں قتل ہونے والے کفار کو عذاب	۲۵۳
☆	اسیران بدر	۲۵۴
☆	حضرت عباس بن عبدالمطلب کا قبول اسلام	۲۵۵
☆	قیدیوں کے بارے میں فیصلہ	۲۵۷
۱۸۴	بنت رسول زوجہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتقال	۲۵۸
۱۸۵	ابولہب کا انجام	۲۵۹
۱۸۶	سریہ عمیر رضی اللہ عنہ اور عصما کا قتل	۲۵۹
۱۸۷	غزوۂ ذی قرقرہ	۲۶۰
۱۸۸	سریہ سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	رسول اللہ کے مقابل مشرکین کی اقسام	۲۶۱
۱۸۹	غزوۂ بنی قینقاع	۲۶۱
۱۹۰	غزوۂ السویق	۲۶۲
۱۹۱	حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شادی	۲۶۳
☆	خطبہ نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶۵
۱۹۲	سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	۲۶۷
۱۹۳	غزوۂ غطفان	۲۶۹
۱۹۴	غزوۂ بحران	۲۷۰
۱۹۵	سریہ زید بن حارث رضی اللہ عنہ	۲۷۰
۱۹۶	غزوۂ احد	۲۷۱
☆	غزوۂ اُحد سے متعلق حضور ﷺ کا خواب	۲۷۲
☆	جنگ کے لئے تیاری اور روانگی	۲۷۲
☆	تیراندازوں کا تقرر اور انہیں تاکید	۲۷۴
☆	جنگ کا آغاز	۲۷۵
☆	حکم عدولی پر نقصانِ عظیم	۲۷۶
☆	رسول اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ	۲۷۷
☆	نبی اکرم ﷺ پر حملہ	۲۷۹
☆	جاں نثاروں کی وفا شعاریاں	۲۸۱
☆	غزوۂ اُحد میں معجزات	۲۸۲
☆	آپ کی سلامتی سے مردہ تنوں میں جان آ گئی	۲۸۳
☆	زخم کھا کر دعائیں دیں	۲۸۳
☆	حزب اللہ اور حزب الشیطان	۲۸۳
☆	جنگ کے بعد مشرک عورتوں کا کردار	۲۸۴
☆	رسول کریم کی مرہم پٹی	۲۸۴
☆	زخمیوں اور شہداء کی جستجو	۲۸۵
☆	شہداء سے اللہ کا معاملہ	۲۸۶
☆	جنگ احد میں کتنے شہید اور ہلاک ہوئے	۲۸۸
☆	کفار مدینہ کا رویہ	۲۸۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	جنگ احد میں رسول اکرم کی ثابت قدمی	۲۸۸
☆	جنگ احد میں حکمت الٰہی	۲۸۹
۱۹۷	غزوۂ حمراء الاسد	۲۹۰
۱۹۸	شراب کی حرمت	۲۹۰
۱۹۹	سریہ ابی سلمہ عبداللہ بن اسد ؓ	۲۹۱
۲۰۰	سریہ عبداللہ بن انیس ؓ	۲۹۱
	سریہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۹۲
۲۰۱	سریہ منذر بن عمر ؓ/ سریۃ القراء/ سریہ بیر معونہ	۲۹۹
۲۰۲	غزوہ بنی نضیر	۳۰۳
	غزوہ ذات الرقاع	۳۰۶
۲۰۳	غزوہ بدر الاخیرہ	۳۰۷
۲۰۴	غزوہ دومۃ الجندل	۳۰۸
۲۰۵	غزوہ مریسیع/ غزوہ بن مصطلق	۳۱۰
۲۰۶	غزوۂ خندق/ غزوۂ احزاب	۳۱۱
☆	بخاری شریف میں غزوۂ خندق کا ذکر	۳۱۳
☆	غزوۂ خندق میں معجزات	۳۱۴
☆	خندق کی کھدائی کے بعد صف آرائی	۳۱۴
☆	بنی قریظہ کی بدعہدی	۳۱۴
☆	بنی قریظہ کی غداری کی تصدیق	۳۱۵
☆	منافقین کی راہ فرار	۳۱۶
☆	جنگ کا آغاز	۳۱۶
☆	اللہ کی نصرت	۳۱۷
☆	رسول اللہ کی دعائیں	۳۱۸
☆	دوران جنگ جو نماز قضا ہوئی	۳۱۹
☆	صلوٰۃ وسطیٰ کے تعین میں اختلاف	۳۲۰
☆	غزوۂ خندق قریش کی آخری جنگ	۳۲۱
۲۰۷	غزوۂ بنی قریظہ	۳۲۲
☆	رئیس بنی قریظہ کا صلاح مشورہ	۳۲۳
☆	فرمان نبی میں اضافے پر ابولبابہ کی خود کو سزا	۳۲۳
☆	آپ کے زمانہ میں صحابہ کرام کا اجتہاد	۳۲۶
☆	بنی قریظہ کے لئے فیصلہ پر عملدرآمد	۳۲۸
☆	بی بی ریحانہ سے حضور کا نکاح	۳۲۸
☆	بنی قریظہ سے مال غنیمت	۳۲۸
☆	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت	۳۲۸
☆	شہادت سعد پر عرش الٰہی کا جھومنا	۳۲۹
☆	سعد بن معاذ کا حسن عاقبت	۳۳۰
۲۰۸	مشرکین مکہ سے صلح کا عرصہ	۳۳۰
۲۰۹	حج کی فرضیت	۳۳۱
۲۱۰	سریہ محمد بن مسلمہ ؓ	۳۳۱
۲۱۱	غزوہ بنی لحیان	۳۳۲
۲۱۲	غزوہ الغابہ/ غزوہ ذی قرد	۳۳۳
۲۱۳	سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی ؓ/ سریہ الغمر	۳۳۵
۲۱۴	سریہ محمد بن مسلمہ ؓ/ سریہ بنی ثعلبہ	۳۳۵
۲۱۵	سریہ زید بن حارث/ سریہ بنی سلیم	۳۳۵
۲۱۶	سریہ زید بن حارث/ سریہ موضع عیص	۳۳۶
۲۱۷	سریہ زید بن حارث/ سریہ طرف	۳۳۶
۲۱۸	سریہ زید بن حارث/ سریہ حسمی	۳۳۷
۲۱۹	سریہ زید بن حارث/ سریہ وادی القریٰ	۳۳۷
۲۲۰	سریہ عبدالرحمٰن بن عوف/ سریہ دومۃ الجندل	۳۳۷
۲۲۱	سریہ حضرت علی ابن ابی طالب ؓ/ سریہ بنی بکر	۳۳۸
	سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ وادی القریٰ	۳۳۸
۲۲۲	سریہ عبداللہ بن عتیک ؓ	۳۳۹
۲۲۳	سریہ عبداللہ بن رواحہ ؓ	۳۴۱
۲۲۴	سریہ کرز ابن جابر الفہری ؓ/ سریہ عکلین	۳۴۱
۲۲۵	سریہ عمرو بن امیۃ الضمری ؓ	۳۴۲
۲۲۶	صلح حدیبیہ	۳۴۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	مقام حدیبیہ	۳۴۳
☆	ہجرت کے بعد پہلے عمرے کے لئے روانگی	۳۴۳
☆	قریش کے بارے میں خبر	۳۴۴
☆	صحابہ کرام سے مشورہ	۳۴۴
☆	مشیت ایزدی	۳۴۵
☆	حدیبیہ میں معجزہ	۳۴۵
☆	بدیل بن ورقا کی صلح کے لئے کوشش	۳۴۵
☆	عروہ بن مسعود قریش کا سفیر	۳۴۷
☆	صحابہ کرام کی وارفتگی کا عینی شاہد	۳۴۹
☆	بنی کنانہ سے سفیر قریش	۳۵۰
☆	سہیل بن عمرو کی صلح کے لئے آمد	۳۵۱
☆	صلح کی شرائط	۳۵۱
☆	صلح نامہ کی تحریر	۳۵۱
☆	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم رسول	۳۵۲
☆	رسول اکرم کی کتابت کے بارے میں اختلاف	۳۵۳
☆	رسول اکرم کو حروف خط کی معرفت	۳۵۴
☆	صلح میں قریش سے موافقت میں حکمت	۳۵۵
☆	فتح مکہ کے لئے راہ ہموار ہوئی	۳۵۶
☆	ابوجندل رضی اللہ عنہ کا معاملہ	۳۵۷
☆	حضرت عمر فاروق کی شان جلالت	۳۵۹
☆	بیعت رضوان	۳۶۱
☆	سورۃ الفتح کا نزول	۳۶۲
۲۲۷	خمر کی حرمت	۳۶۳
۲۲۸	حشیش (بھنگ) کی حرمت	۳۶۳
☆	حشیش کے نقصانات	۳۶۵
۲۲۹	غزوۂ خیبر	۳۶۷
☆	خیبر میں حدی خوانی	۳۶۷
☆	عامر بن الاکوع کی شہادت کی بشارت	۳۶۸
☆	عامر بن الاکوع کے اشعار کا تجزیہ	۳۶۹
☆	خیبر میں تشریف آوری	۳۷۱
☆	فاتح خیبر	۳۷۱
☆	خیبر کا پہلا شہید	۳۷۲
☆	ایک دوزخی مجاہد	۳۷۳
☆	خیبر کا دروازہ	۳۷۴
☆	حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی	۳۷۴
☆	گدھے کے گوشت کی حرمت	۳۷۶
☆	گھوڑے کے گوشت کی حرمت	۳۷۷
☆	غزوۂ خیبر میں مزید ممنوعات	۳۸۰
☆	ایک یہودیہ نے آپ کو زہر دیا	۳۸۰
☆	خیبر میں آپ کی نماز فجر قضا ہوگئی	۳۸۳
☆	خیبر کی غلبہ سے فتح	۳۸۴
۲۳۰	وادی القریٰ کی فتح	۳۸۴
۲۳۱	سریہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۲	سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۳	سریہ حضرت بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۴	سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۵	سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۸۶
۲۳۶	عمرۃ القضا	۳۸۷
☆	عمرہ کے لئے طریق کار	۳۸۸
☆	ابن رواحہ کے اشعار	۳۸۸
☆	مشرکین کا گمان اور صحابہ کی شان	۳۹۰
☆	سید الشہداء حضرت حمزہ کی بیٹی	۳۹۱
☆	حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح	۳۹۲
۲۳۷	سریہ ابن ابی العوجاء اسلمی رضی اللہ عنہ	۳۹۲
۲۳۸	سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	۳۹۳
۲۳۹	دوسرا سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	۳۹۳

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۴۰	سریہ شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ	۳۹۳
۲۴۱	سریہ کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ عنہ	۳۹۳
۲۴۲	سریہ موتہ	۳۹۳
۲۴۳	سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ / غزوہ ذات السلاسل	۳۹۶
۲۴۴	سریہ عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ / غزوہ سیف البحر	۳۹۷
۲۴۵	سریہ ابی قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۹۹
۲۴۶	دوسرا سریہ ابی قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۹۹
۲۴۷	فتح مکہ...... ایک پرشکوہ موڑ	۴۰۰
	☆ فتح مکہ کے محرکات	۴۰۰
	☆ فتح مکہ میں رجزیہ اشعار	۴۰۱
	☆ قریش کی تجدید عہد کے لئے کوشش	۴۰۳
	☆ حاطب بن ابی بلتعہ کی اہل مکہ کو اطلاع	۴۰۳
	☆ قریش کے حلیف سے اللہ تعالیٰ کی رعایت	۴۰۴
	☆ حاطب کا خط	۴۰۵
	☆ دوست قبائل سے امداد طلبی	۴۰۵
	☆ لشکر اسلام کی روانگی	۴۰۵
	☆ راستے میں قرابت داروں سے ملاقات	۴۰۵
	☆ اہل اسلام کی پیش قدمی	۴۰۷
	☆ حضرت سعد کی قریش کو للکار	۴۰۸
	☆ قریش کے لئے نرم دلی	۴۰۹
	☆ مکہ شہر میں آمد	۴۱۱
	☆ ابوسفیان بن حرب کا قبولِ اسلام	۴۱۲
	☆ امان کی ندا	۴۱۴
	☆ جن بدبختوں کو امان نہ ملی	۴۱۴
	☆ فتح مکہ میں اکرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۴۱۶
	☆ مکہ غلبہ سے فتح ہوا یا صلح سے	۴۱۶
	☆ مکہ میں آپ کے ٹھہرنے کا مقام	۴۱۸
	☆ امِ ہانی کی پناہ میں آنے والے	۴۱۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆ فتح مکہ پر خطبہ	۴۱۹
	☆ یوم فتح پر علامہ اطلیسی کا قصیدہ	۴۲۰
	☆ بیت اللہ کا طواف	۴۲۳
	☆ فضالہ کا دل بدل ڈالا	۴۲۴
	☆ خانہ کعبہ سے بتوں کی صفائی	۴۲۴
	☆ خانہ کعبہ کی کنجی اور کنجی بردار	۴۲۶
	☆ خانہ کعبہ کی کنجی کے بارے میں وحی	۴۲۸
	☆ آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی	۴۲۹
	☆ مکہ میں قیام کی مدت	۴۳۲
۲۴۸	سریہ نخلہ (عزیٰ بت کی مسماری)	۴۳۲
۲۴۹	سریہ عمرو بن العاص (سواع بت کی بیخ کنی)	۴۳۲
۲۵۰	سریہ سعد بن زید الاشہلی (مناۃ بت کی بیخ کنی)	۴۳۳
۲۵۱	سریہ بنی جذیمہ	۴۳۳
۲۵۲	غزوۂ حنین/غزوۂ ہوازن	۴۳۵
	☆ غزوہ کے اسباب	۴۳۵
	☆ مسلمانوں کا لشکر	۴۳۵
	☆ حریفوں کی خبر لانے والے	۴۳۵
	☆ مسلمانوں کی وقتی پسپائی	۴۳۶
	☆ وفا شعاروں کی جاں نثاری	۴۳۶
	☆ مسلمانوں کی یلغار	۴۳۶
	☆ آپ نے دشمنوں پر کنکریاں اور مٹی پھینکی	۴۳۷
	☆ اللہ کی نصرت	۴۳۸
	☆ مسلمانوں کے پیچھے ہٹنے کی وجہ	۴۳۸
	☆ نصرت الٰہی کا یقین کامل	۴۳۹
	☆ نبی پاک پر فرار کی بدگمانی	۴۳۹
	☆ رسول پاک نے شعر نہیں کہا	۴۴۱
	☆ دادا جان سے نسبت کی وجہ	۴۴۱
	☆ بچوں کے قتل کی ممانعت	۴۴۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	بظاہر شکست میں نہاں مشیت ایزدی	۴۴۲
۲۵۳	سریہ ابوعامر الاشعری رضی اللہ عنہ	۴۴۳
۲۵۴	سریہ طفیل بن عمرو الدوسی / سریہ ذی الکفین	۴۴۵
۲۵۵	غزوۂ طائف	۴۴۵
۲۵۶	سریہ قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ	۴۵۰
۲۵۷	سریہ عیینہ بن الحصن الفزاری رضی اللہ عنہ	۴۵۱
۲۵۸	سریہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ	۴۵۲
۲۵۹	سریہ عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ	۴۵۳
۲۶۰	سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ	۴۵۳
۲۶۱	سریہ ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ	۴۵۴
۲۶۲	سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی رضی اللہ عنہ	۴۵۴
۲۶۳	سریہ حضرت علی ابن ابی طالب / غزوہ ذات السلاسل	۴۵۵
۲۶۴	سریہ عکاشہ بن محصن	۴۵۵
۲۶۵	شاعر مشرکین کعب بن زہیر کا ایمان لانا	۴۵۵
۲۶۶	غزوۂ تبوک / غزوۂ عسرت / غزوۂ فاضحہ	۴۶۱
☆	لشکر عسرت میں عثمان غنی کی سخاوت	۴۶۲
☆	حضرت علبہ بن زید کا شوقِ جہاد	۴۶۴
☆	جہاد سے گریزاں' عذر کرنے والے	۴۶۴
☆	غزوۂ تبوک میں حضرت علی کی مدینہ میں خلافت	۴۶۵
☆	شہر ثمود میں احتیاط کا حکم	۴۶۶
☆	کم پانی والے چشمہ میں کثرت و برکت	۴۶۷
☆	مواضعات تبوک نے جزیہ دیا	۴۶۷
☆	دومۃ الجندل کی فتح	۴۶۷
☆	ہرقل روم کو دعوت اسلام	۴۶۸
☆	تبوک سے واپسی	۴۶۸
☆	مسجد ضرار	۴۶۸
☆	مدینہ میں آمد	۴۶۹
☆	جہاد سے محروم مریضوں کا حال	۴۶۹
☆	حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت	۴۷۰
☆	ہمراہ نہ جانے والوں کا عذر قبول فرمالیا	۴۷۲
☆	ایک اور معاملہ	۴۷۳
۲۶۷	حضرت ابوبکر صدیق امیر حج مقرر ہوئے	۴۷۳
۲۶۸	رئیس المنافقین ابی ابن سلول کی موت	۴۷۵
۲۶۹	ازواج مطہرات سے ایک ماہ علیحدہ رہنے کا عہد	۴۷۵
۲۷۰	حجۃ الوداع سے پہلے ابوموسیٰ الاشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یمن روانگی	۴۷۶
۲۷۱	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نجران روانگی	۴۷۶
۲۷۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یمن روانگی	۴۷۷
۲۷۳	رسول اللہ ﷺ کا آخری حج (حجۃ الوداع)	۴۷۷
۲۷۴	سریہ اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۴۷۸
۲۷۵	رسول کریم ﷺ کا وصال: رحلت	۴۷۹
۲۷۶	لشکر اسامہ کی روانگی اور فتوحات	۴۸۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

صدیاں بیت گئیں' زمانے بدل گئے ــــ وقت ہے کہ گزرتا جا رہا ہے' پانی ہے کہ بہتا جا رہا ہے ــــ پھول کھلتے جا رہے ہیں ــــ باغ مہکتے جا رہے ہیں ــــ آنے والے آ رہے ہیں' جانے والے جا رہے ہیں ــــ وہ آئے ہیں نہ جانے کے لئے ــــ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے کے لیے ــــ وہ ہم سے اوجھل ہیں' آنکھوں والوں سے اوجھل نہیں ــــ وہ کسی کے من میں ہیں اور کسی کے درمیان!

ان سے محبت کرنے والے ــــ ان کی اداؤں پر مرمٹنے والے ــــ ان کے نام پر جان فدا کرنے والے' ہر زمانے میں رہے ہیں ــــ

☆ ــــ ان سے محبت کرنا

☆ ــــ ان کی اداؤں پر مرمٹنا

☆ ــــ ان کے نام پر جان فدا کرنا

یہ بھی ان کی شان بیان کرنا ہے ــــ وفا شعاروں اور جانثاروں کا رنگ ہی جدا ہے۔

ان کی شان لکھنے والے' کہنے والے' سننے والے' پڑھنے والے ہر دور میں رہے ہیں ــــ ان کے ذکر اذکار سے کوئی زمانہ خالی نہ رہا اور نہ رہے گا ــــ ہر زمانے کے ماتھے ان کی مدحت کا سہرا رہا ہے ــــ شان بیان کرنے والے اپنے اپنے رنگ میں ان کی شان بیان کرتے آئے ہیں ــــ ہر ایک کا رنگ جدا' انداز جدا! ــــ ہر کوئی اپنے اپنے پیار کا رنگ جما رہا ہے ــــ ہر کوئی اپنی نسبت پر اترا رہا ہے' اٹھلا رہا ہے ــــ کوئی سفر میں ہے' کوئی منزل پہ ہے ــــ کوئی پانے کو ترس رہا ہے' کوئی پا کے تڑپ رہا ہے ۔

جیہڑے محرم راز حقیقت دے' اوہ راز حقیقت کھول دے نئیں
جنہاں ویکھیا نئیں اوہ بولدے نیں' جنہاں ویکھ لیا اوہ بول دے نئیں

اک روح رواں ہے جس کے دم قدم سے سب رونق ہے۔ یہ سب اسی حسن کے جلوے ہیں ۔

تو کائناتِ حسن ہے یا حسن کائنات

اللہ کریم کے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کتنی عظیم الشان ہے کہ جسے انہوں نے بھی بیان کیا (یعنی اعتراف کیا) جنہیں آپ کے دامن سے وابستہ ہونے کی توفیق نہ ہوئی ــــ ورنہ سرچشمہ حسن وکمال اللہ کریم کی ذات تو شان محبوب کریم بیان کر رہی ہے ۔

Marfat.com

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

(رضا)

دنیا جہان کے تمام درخت قلم ہو جائیں اور سارے سمندروں کا پانی روشنائی ہو جائے' آپ کے اوصاف حمیدہ' اخلاق حسنہ اور سیرت ذیشان کا حق تب بھی نہ ادا ہو پائے ۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

○

''مواہب لدنیہ'' سیرت پاک کی ایک معروف کتاب ہے جسے امام الائمہ محدث شیخ احمد بن محمد ابن ابی بکر الخطیب قسطلانی شافعی علیہ الرحمہ نے لکھا____ اس وقت ہمارے پیش نظر جلد اول ہے____ یہ جلد ایک مقصد کو محیط ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبی پاکیزگی سے لے کر آپ کے وصال تک کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔

اس جلد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی میدان کارزار میں گزری____ جب تک آپ مکہ میں رہے' کفار و مشرکین قریش سے نبرد آزما رہے____ جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی دشمنوں سے سامنا ہوا____ اردگرد کے علاقوں سے عمر بھر یلغار رہی____ وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کی قوت جیسے جیسے بڑھتی گئی' کفر کی مزاحمت دم توڑتی گئی' تاریکی چھٹتی گئی' روشنی پھیلتی گئی____

ہوا عبیر فشاں است و ابر گوہر بار
جلوس گل بہ سریر چمن مبارک باد! (غالب)

ہجرت کے آٹھ سال بعد جس شان و شوکت سے مکہ فتح ہوا' وہ تاریخ اسلام کا ایک پرشکوہ موڑ ہے____ آپ کی رحمتوں کی بارشوں سے جانی دشمن بھی سرفراز ہوئے۔ انہیں بھی دولت ایمان نصیب ہوئی____ سیرت پاک کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فتح مکہ کے بعد قرب و جوار کے علاقوں سے کفر نے سر اٹھایا____ اور مزاحمت متواتر رہی____ جب آپ نے ظاہری طور پر دنیا سے پردہ فرمایا تو اس وقت بھی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں لشکر اسلام تیار کھڑا تھا____ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر اسلام کا نور چھا گیا ۔

سیل انوارِ رحمت رواں جو ہوا   نور ہی نور تھا جس طرف دیکھئے
دیدۂ و دل اجالوں میں ڈوبے ہوئے   جلوۂ طور تھا جس طرف دیکھئے

(کاوش)

○

فاضل مصنف نے ''مواہب لدنیہ'' کو مختلف مقاصد پر تقسیم کیا ہے۔ آپ ان مقاصد کو ابواب سمجھ لیں____ اپنے مقدمہ میں بقیہ مقاصد کا یوں تعارف کرایا ہے:

○ دوسرے مقصد میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارک بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں دس فصلیں ہیں۔

Marfat.com

☆ — پہلی فصل میں حروف تہجی کے اعتبار سے اسماء گرامی ہیں۔

☆ — دوسری فصل میں آپ کی اولاد امجاد کا بیان ہے۔

☆ — تیسری فصل میں ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔

☆ — چوتھی فصل میں آپ کے چچا' پھوپھیاں اور دیگر اعزاء کا ذکر ہے۔

☆ — پانچویں فصل آپ کے خادمین کرام کے بارے میں ہے۔

☆ — چھٹی فصل آپ کے خلفاء کرام اور دیگر جانثاروں کے متعلق ہے۔

اس کے بعد مکاتیب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (مکاتیب کا حصہ ایک نئی فصل کا تقاضا کرتا ہے)

☆ — ساتویں فصل میں آپ کے موذنین اور شعراء کرام ہیں۔

☆ — آٹھویں فصل آپ کے سامان جہاد کے بارے میں ہے۔

☆ — نویں فصل میں آپ کے پالتو جانوروں کا ذکر ہے۔

☆ — دسویں فصل میں آپ کے پاس آنے والے وفود شامل ہیں۔

○ — تیسرے مقصد میں آپ کے حسن و جمال اور اخلاق حمیدہ کا ذکر ہے ـــــ اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

دوسری جلد میں دوسرا مقصد مکمل اور تیسرے مقصد کی پہلی فصل شامل ہے۔

○ — چوتھا مقصد آپ کے معجزات کے بارے میں ہے ـــــ اس مقصد میں دو فصلیں ہیں۔

○ — پانچواں مقصد آپ کے سفر معراج اور مشاہدہ انوار و جمال سرچشمہ حسن و کمال یعنی رب کریم کے بارے میں ہے۔

○ — قرآن پاک میں حبیب الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شان بیان کی گئی ہے۔ چھٹا مقصد اس کے بارے میں ہے ـــــ اس مقصد میں دس نوعیتیں ہیں۔

○ — ساتواں مقصد۔ اطاعت و محبت رسول و آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے ـــــ اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

○ — آٹھواں مقصد دکھیوں کے دکھ مٹانے' غیب کی خبروں اور خوابوں کی تعبیروں کے بارے میں ہے ـــــ اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

○ — نویں مقصد میں آپ کی عبادات کے حقائق بیان کیے گئے ہیں۔

○ — دسواں مقصد ـــــ روز محشر آپ کے انتہائی کمال اور شان و عظمت کا دن ہے۔ اس بارے میں گفتگو کی گئی ہے ـــــ اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

○

سیرت نگار ہونا یا سیرت نگاروں میں کسی طور شامل ہونا بہت بڑی سعادت کی بات ہے ـــــ ''مواہب لدنیہ'' کا ترجمہ ''سیرت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم'' کے نام سے بازار میں دستیاب تھا ـــــ لیکن اس کا انداز نگارش پرانا تھا ـــــ زیرنظر

Marfat.com

کتاب میں تسہیل، تدوینِ جدید، پیرابندی اور ذیلی سرخیوں کا اہتمام کیا گیا ــــ امید ہے کہ کتاب کی نئی شکل وصورت اہلِ شوق کے ذوق پر پورا اترے گی۔

جلد اوّل پر وسط اپریل ۲۰۰۱ء سے کام کا آغاز کیا اور الحمد للہ ماہ وسط جولائی ۲۰۰۱ء میں تکمیل سے ہمکنار ہوا ــــ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء ــــ یہ اللہ کریم کی خاص رحمت اور لطف وکرم ہے کہ اس نے اس سعادت سے سرفراز فرمایا ــــ احقر اس لائق نہیں تھا لیکن یہ سب اس کی نگہ عنایت سے ہی ممکن ہو سکا۔

احقر کے پیر ومرشد سعادتِ لوح وقلم ممتاز دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شفیق دعائیں رفیقِ سفر رہیں۔

محترم بزرگوارم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب، زید عنایتہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی پیہم حوصلہ افزائی سے قلم کا سفر جاری رہا ــــ

میرے جیسے ناپختہ کار کی قدم قدم پر رہنمائی کرنے والی اور آتشِ شوق کو ہوا دینے والی بے لوث شخصیت علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ہیں۔

اس کتاب کے لیے تحریک وترغیب دینے والے برادرم ملک شبیر حسین صاحب مدظلہ العالی ہیں جو اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ــــ انہیں اس بات کی لگن اور تڑپ تھی کہ ہمارے ادارے "شبیر برادرز" سے سیرت پاک کی کوئی جامع کتاب منظرِ عام پر آئے ــــ سچ تو یہ ہے کہ ان کے مخلصانہ تعاون کے سبب ہی یہ کتاب آپ تک پہنچ سکی ــــ جسے انہوں نے اپنے حسنِ ذوق اور ادارے کے روایتی انداز میں آراستہ کیا ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر برادرم ملک محمد سعید صاحب مجاہد آبادی زید مجدہ ناظم ادارہ مظہر اسلام، لاہور کا شکریہ ادا نہ کیا جائے ــــ اس وفا کے پتلے اور سراپا لوث وخلوص کا بھرپور تعاون حاصل رہا ــــ

میرے پیر ومرشد ارشاد فرماتے ہیں:

"محبوب یہی چاہتا ہے کہ چاہنے والا اسی کو چاہے اور کسی کو نہ چاہے ــــ لیکن دنیائے عشق ومحبت کا یہ عجوبہ ہے کہ محبوب حقیقی جلد مجدہٗ یہ چاہتا ہے کہ اس کا چاہنے والا اس کے محبوب کو چاہے اور اس چاہت کے صلے میں خود اس کا محبوب بن جائے۔ سبحان اللہ!"

احقر اپنے ان تمام پیاروں کا ممنون ومشکور ہے ــــ اللہ کریم کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی سیرت پاک کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بالایمان فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

خاکپائے صاحبدلاں
محمد عبدالستار طاہر
پیر کالونی - والٹن لاہور کینٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ
از مصنف ''مواہب لدنیہ''

اللہ تعالیٰ کے لیے جمیع حمد ثابت ہے جس نے انوار معارف محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب کو ازل کے آسمان سے طلوع فرمایا[1] ـــــ یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ ازل کو اس حیثیت سے کہ وجود عالم سے پہلے اس مکان سے تشبیہ دی ہے جس پر آسمان کی بلندی ہے اور اس مکان کے لیے استعارۂ تحلیلیہ کے طور پر آسمان ثابت کیا ہے۔ آسمان کی حیثیت زمین کے لیے ایک بڑے خیمہ اور سائبان کی ہے۔

انوار محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب کو ظاہر کرنے سے اس لیے تعبیر کیا ہے کہ وہ آفتاب پہلے موجود نہیں تھا ـــــ موجود ہونے پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور عالم سے پہلے ظاہر کرنا اس لیے بیان کیا کہ اس آفتاب کو ظاہر کرنے کے بعد عالم کو پیدا فرمایا ـــــ جب اللہ تعالیٰ نے اس آفتاب کو ظاہر فرمایا تو وہ موجود ہو گیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے لیے قدم کی صفت ثابت ہو ـــــ اگر مخلوق کے لیے قدم کی صفت ثابت ہو گی تو یہ امر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کے منافی ہوگا ـــــ پھر اس آفتاب کے وجود اور ظہور کے بعد مظاہر صفات میں کہ وہ عالم مشاہدہ میں موجود ہونے والے اس کو اس ظہور سے تعبیر کیا کہ اس جہاں کے لیے روشنی ہے ـــــ کمالات رسالت کے رازوں کی انتہائی بلندی سے صفات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجلی روشن ہوئی۔ یا یوں کہہ لیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مظاہر رسالت کے کنارہ سے صفات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجلی کو روشن کیا ـــــ افق ناحیہ اور طرف کو کہتے ہیں یعنی کمالات ظاہر ہونے کی جگہ۔ صوفیاء کرام کے نزدیک افق اس غرض کے لیے کنایہ ہے جس تک مقربین کا سلوک ختم ہو جاتا ہے ـــــ اولیاء اللہ میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے' قرب کا وہ مرتبہ ان کا افق اور معراج ہے ـــــ تجلی صفات سے مراد صوفیا کرام کے نزدیک وہ شے ہے کہ صفات سے ایک صفت اس طور پر ہو کہ جس کا تعین اور امتیاز ذات سے ہو ـــــ ایسا ''توقیف'' میں آیا ہے اور بقول صاحب ''لطائف الاعلام'' کہ تجلی صفات سے صوفیاء کرام کی مراد یہ ہے کہ قویٰ اور صفات کی جو نسبت مخلوق کے ساتھ کی جاتی ہے' اس سے ان قویٰ اور صفات کو مجرد کر دیا جائے اور ان کی اضافت حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک احمد وہ اسم ہے جو آپ سے پہلے کسی کا نام نہیں رکھا گیا۔ بعض صحابہ

---

1 معارف سے مراد علوم ہیں۔ ـــــ ازل سے مراد قدم ہے

Marfat.com

کرام کا نام آپ کے بعد احمد رکھا گیا۔۔۔۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد اس امر پر کرتا ہوں کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی بنیاد اپنے ان امور پر رکھی ہے جن کا اعتبار ازل میں کیا ہے اور وہ امور اپنے غیر سے سابق ہیں۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے ستونوں کو اپنے لواحق ابدیت پر بلند فرمایا ہے۔۔۔۔

ستونوں سے مراد معجزات ہیں۔ رسالت کو ایک مکان قرار دیا ہے جیسے مکان کی بلندی اور مضبوطی ستونوں سے ہوتی ہے' ویسے ہی رسالت کی رفعت اور مضبوطی معجزوں سے ہے۔۔۔۔ راغب نے کہا ہے کہ رسالت اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان اللہ تعالیٰ کی سفارت (نمائندگی) ہے اور یہ کہ عقل والوں کی عقلیں مصالح معاش اور معاد میں قاصر ہوتی ہیں۔ ان کی علت کو دفع کرنا ہی رسالت ہے۔۔۔۔ اور بعض محققین کے نزدیک رسالت وہ سفارت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور عقل والوں کے درمیان ان کی علتوں کے دفع کرنے کے لیے ان چیزوں میں ہو جو دارین کے مصالح سے ہیں۔

ابدیت سے مراد زمانے ہیں جن کو انقضاء نہیں ہے۔ چنانچہ ابد وہ دنیا ہے جس کی انتہاء نہیں ہے۔ ابدیت کو لواحق کے ساتھ اس لیے تعبیر کیا ہے کہ ابدیت معجزوں کا محل ہے۔ معجزے نبی کے موجود ہونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔ وہ اپنی ذات اور افعال میں ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔[2] اللہ تعالیٰ ایک ہونے میں اپنی عظمت و جلال سے بے مثال فرد (یکتا) ہے۔[3] اور اللہ تعالیٰ اپنے کمال کے استحقاق کی وجہ سے اپنی وحدانیت میں واحد اور بے مثال ہے۔[4] جب کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا فیض پہنچنے کا سبب اور ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

۲ یہ توحید افعال کی تاکید ہے جو لوگ (معتزلہ) یہ کہتے ہیں کہ بندہ خالق افعال ہے' یہ ان کا رد ہے۔۔۔۔ امام مالک وغیرہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جو بات میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی ہے' اس میں افضل بات لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔"

۳ راغب نے کہا ہے کہ فرد وہ شے ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مختلط نہ ہو۔۔۔۔ فرد وتر سے اعم ہے اور واحد سے اخص ہے۔ اس کی جمع "فرادیٰ" ہے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رب لاتذرنی فردًا ای وحیدا

اللہ تعالیٰ کے حق میں فرد اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس امر پر تنبیہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس جفت ہونے میں کل اشیاء سے مخالف ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تنبیہ کی گئی ہے:

ومن کل شئی خلقنا زوجین

اور کہا گیا ہے کہ فرد کا معنی یہ ہے اپنی ذات کے سوا دوسروں سے بے نیاز ہو۔ چنانچہ یہ قول اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مثل ہے:

ان اللہ لغنی عن العالمین

جس وقت یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرد ہے تو اس کا یہ معنی ہے کہ وہ اپنی واحدانیت کے ساتھ بے مثال (منفرد) ہے اور ہر ایک ترکیب سے بے نیاز ہے اور کل موجودات سے جدا ہے۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی فردانیت (ایک ہونے میں) اپنی عظمت اور جلال کے ساتھ بے مثال ہے۔۔۔۔ جلال اور عظمت کا ایک ہی معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت' اس کا جلال ہے۔ اس کی کبریائی ہے۔۔۔۔ رازی نے کہا ہے کہ "جلیل" کا معنی اپنی صفات میں کامل اور "کبیر" کا معنی اپنی ذات میں کامل۔۔۔۔ اور "عظیم" کا معنی یہ ہے کہ ذات و صفات دونوں میں کامل ہو۔۔۔۔ "جلیل" صفات سلبیہ اور ثبوتیہ دونوں کے کمال کو فائدہ دیتا ہے۔۔۔۔ اصمعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ جلال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شخص کی تعریف نہ کی جائے گی مگر اہل لغت اس کے خلاف ہیں۔ انہوں نے اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے غیر کی تعریف میں بھی کیا ہے۔

۴ وہ مطلق کمال خالص جو ذات اور صفات اور افعال سے متعلق ہے' وہ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی ذات کو کسی قسم سے تغیر نہیں ہے۔

Marfat.com

وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

واشهد ان سيدنا وحبيبنا محمداً عبده ورسوله

''اور میں شہادت دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

آپ اللہ تعالیٰ کی محبت کے باعث شرعی اور طبعی طور پر تمام مومنوں کے حبیب ہیں اور آپ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے بنی نوع انسان کے اشرف ترین فرد ہیں۔ آپ اعیان کی آنکھوں کی پتلی ہیں ـــــ عدنان کی منتخب اولاد میں سے آپ ہی آخری انتخاب ہیں جو اپنی ذات میں ہر کمال سے متصف ہے ـــــ آپ کو وہ نادر معجزات عطا کیے گئے ہیں جو آپ کی ذات کی روشن دلیل ہیں اور آپ کی ذات عموم رسالت اور معجزات کے ساتھ مخصوص ہے یعنی سب جہانوں کی رسالت کے ساتھ آپ کو خصوصیت ہے۔ جن وانسان' ملائکہ اور ان کے علاوہ جو اشیاء موجود ہیں۔ آپ سب کے رسول ہیں۔ یہاں تک کہ آپ جمادات کے بھی رسول ہیں ـــــ معجزہ اور آیت اپنی سچائی ثابت کرنے میں مشترک ہیں لیکن آیت اعم ہے' اس لیے کہ آیت میں نبوت کی مقارنت کی شرط نہیں جبکہ معجزہ میں مقارنت کی شرط ہے۔ چنانچہ ہر ایک معجزہ آیت ہے لیکن ہر ایک آیت معجزہ نہیں ہے۔ جیسا کہ

- آپ کا شق صدر (یعنی سینہ مبارک چاک کیا جانا) اور
- اظہار نبوت سے پہلے پتھر کا آپ کو سلام کرنا

آیت ہے' معجزہ نہیں ہے ـــــ گویا اظہار نبوت سے پہلے جو عجائب آپ سے ظاہر ہوئے۔ وہ آیات ہیں اور اظہار نبوت کے بعد جو خوارق ظاہر ہوئے وہ معجزہ ہیں۔

آپ سر جامع فرقانی ہیں یعنی جو اسرار اور خصائص دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں متفرق طور پر تھے' وہ تمام اسرار آپ کی ذات اقدس میں جمع ہیں۔[۵] اور جو حکم ظاہر باطن اور شریعت وطریقت میں سلف کی امتوں کے درمیان تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے اس خاص حکم کے ساتھ باختلاف مختص تھے' آپ ان سب کے جامع ہیں ـــــ اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کے لیے ظاہر و باطن میں اور شریعت وطریقت میں سوائے ایک حکم کے دوسرا حکم نہیں تھا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام کے قصہ میں ہے کہ دونوں نبی اپنی اپنی شریعت پر حکم کر رہے تھے یا احکام ظاہری اور باطنی کے ساتھ عمل پیرا تھے ـــــ سر جامع فرقانی سے مراد وہ سر (راز بھید) ہے جسے فرقان نے ثابت کیا ہے ـــــ فرقان حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے ـــــ آپ رب کے قرب کی بخششوں کے ساتھ نوع انسانی سے تخصیص کیے گئے ہیں۔[۶] آپ حقائق ازلیہ کا مورد

---

۵ یوں کہنا احسن ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ ہی کی مختلف صفات و کمالات کو پھیلانے والے تھے ـــــ وہ کرنیں آخر کار آپ کی ذات اقدس میں مرتکز ہو گئیں جیسے منشور میں سے روشنی گزر کر سات رنگوں میں پھیل جاتی ہے لیکن ان سات رنگوں کا اصل اور محور تو وہ سفید روشنی ہی ہے ـــــ طاہر

۶ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ قرب کی وہ بخششیں کی ہیں کہ ان کے ساتھ آپ کی ذات خاص ہے۔ نوع انسانی سے کسی اور کو آپ کا سا رتبہ حاصل نہیں ہوا ـــــ قرب میں سب کا مقام و درجہ آپ کے بعد ہے۔

Marfat.com

اور ان کا مصدر ہیں۔[7] جس وقت حقائق کے خطائر قدس[8] اور ان کے محل میں آپ رونق افروز ہوں تو ان حقائق کا آپ ہی منبر ہیں اور ان حقائق کے خطیب (یعنی بیان فرمانے والے) ہیں ـــــ آپ اللہ تعالیٰ کا وہ بیت معمور ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کے لیے اختیار فرمایا ہے۔[9] ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حقائق انس کا آپ کو جامع کیا ہے۔[10] ـــــ آپ نقطہ اکوان کی سیاہی کی اصل ہیں[11] ـــــ اور آپ حکمتوں اور عرفان کے چشموں سے نکلنے کی جگہ ہیں۔[12] آپ مدد وفا کے دریا سے عطاہائے شریفہ سے اس شاعر کی مدد کرنے والے ہیں جو اہل علوم اور برگزیدگی سے ہے۔ جس مقام پر اس شاعر نے آپ کی ذات اقدس کو بخشش انفسیہ کے ساتھ مخاطب کیا ہے اور یہ کہا ہے:

فانت رسول اللہ اعظم کاین ـــــ وانت لکل الخلق بالحق مرسل

"یارسول اللہ! آپ ہر ایک اس شے سے اعظم ہیں جو ہونے والی ہے یا موجود ہے ـــــ
آپ کل مخلوق کے لیے حق (سچائی) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔"
یعنی آپ کی رسالت کی دعوت عامہ خلائق کے لیے ہے ـــــ حق وہ امور ہیں جو واقعہ کے مطابق ہیں۔

علیك مدار الخلق اذ انت قطبه ـــــ وانت منار الحق تعلم و تعدل

"یارسول اللہ! آپ مخلوق کے وجود کا مرکز ہیں' اس لیے کہ آپ اس کا قطب ہیں ـــــ یعنی آپ کل مخلوق کی وہ اصل ہیں کہ مخلوق آپ کی طرف رجوع کرتی ہے ـــــ اور آپ حق کا وہ مینار ہیں کہ اپنے غیر پر آپ کو علو ہے' شرف ہے ـــــ اور مخلوق کے درمیان جو معاملات ہوتے ہیں' آپ ان کا فیصلہ کرنے میں عدل فرماتے ہیں۔

---

۷ حقائق' حقیقت کی جمع ہے ـــــ حقائق ازلیہ ارباب سلوک کے نزدیک وہ علوم ہیں جو تصفیہ باطن سے ادراک کیے جاتے ہیں یعنی جو حقیقتیں حق تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ظاہر ہوتی ہیں' ان کا مرکز آپ ہی کی ذات ہے۔ یہ حقیقتیں آپ ہی کے ذریعے خلق خدا تک پہنچتی ہیں۔ ان کا مصدر آپ ہی ہیں۔

۸ قدس کا معنی ہے "طاہر" ـــــ خطائر جمع ہے "خطیرہ" کی ـــــ یعنی وہ احاطہ جو بانسوں اور درخت کی شاخوں سے بکریوں کے گرد حفاظت کے لیے بنایا جاتا ہے ـــــ "خطیرۂ قدس" سے یہاں مراد بہشت ہے۔

۹ آپ کی ذات مقدس کو بیت معمور اس لیے قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ علوم اور اسرار آپ کی ذات اقدس میں داخل ہیں جن کی عام انسان طاقت نہیں رکھتا ـــــ اور وہ علوم آپ سے پہلے کسی پر نازل نہیں ہوئے ہیں۔ ان علوم کے داخل ہونے کے سبب آپ کو تشبیہا بیت اللہ کہا ہے اور اللہ تعالیٰ پر نفس کا اطلاق اس لیے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:
انت کما اثنیت علیٰ نفسك۔

۱۰ حقیقت وہ شے ہے کہ جس کی طرف حق الامر اور وجوب الامر کی بازگشت ہو۔

۱۱ نقطہ اکوان سے مراد وہ مرکز ہے جس پر اکوان گردش کرتا ہے۔

۱۲ حکمت کے معنی ہیں "علم کی تحقیق" اور "عمل کا اتقان" ـــــ امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حکمت وہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں بصیرت کے نفاذ اور نفس کی تہذیب کے ساتھ ہو اور اس کے ساتھ حق کی تحقیق عمل کے لیے ہو اور اس کی ضد سے باز رہتا ہے ـــــ حکیم وہ شخص ہے جس نے امور کا احاطہ کیا ہے ـــــ ابن حجر علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ:
حکمت کا اطلاق قرآن مجید پر کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید ان کل امور کو شامل ہے ـــــ کبھی حکمت کا اطلاق نبوت پر کیا جاتا ہے ـــــ کبھی حکمت کا اطلاق صرف علم پر کیا جاتا ہے ـــــ اور کبھی صرف معرفت پر اطلاق کیا جاتا ہے ـــــ عرفان کا معنی ہے "علم"

Marfat.com

فوادك بيت الله دار علومه — وباب عليه منه الخلق يدخل

"فواد: قلب ـــــ یاغشائی قلبی یارسول اللہ! آپ کا دل مبارک اللہ تعالیٰ کے علوم کا گھر ہے اور آپ اس گھر کا دروازہ۔ اسی گھر سے اور حق کے لیے ہیں کہ حق اس دروازہ سے داخل ہوتا ہے۔"

ينابيع علم الله منه تفجرت — ففى كل حى منه لله منهل

"ینابیع جمع ہے ینبوع کی بمعنی چشمہ ـــــ یارسول اللہ! آپ کے دل مبارک سے اللہ تعالیٰ کے علم کے چشمے جاری ہوئے ہیں ـــــ اور اس سے ہر قبیلے میں اللہ تعالیٰ کے علم کا ایک چشمہ جاری ہے۔"

منحت بفيض الفضل كل مفصل — فكل له فضل به منك يفضل

"یارسول اللہ! آپ نے اپنے فیض اور فضل سے ہر اک فضیلت والے شخص کے ساتھ کرم فرمایا ہے اور آپ ہی نے اسے عزت عطا فرمائی ـــــ ہر وہ انسان جسے فضیلت ملی ہے یقیناً اس نے آپ ہی سے فضیلت پائی ہے۔"

نظمت نثار الانبياء فتاجهم — لديك بانواع الكمال مكلل

"یارسول اللہ! آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی موتیوں کی طرح بکھری ہوئی شریعتوں کو یکجا فرمایا اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں تاج کی طرح آپ کے نزدیک مرصع ہیں ـــــ بلکہ یوں کہیے کہ آپ نے ان انبیاء کرام کی شریعتوں کے تاج کو رنگارنگ نگینوں سے جڑ کے رونق بخشی ہے۔

فيا مدة الامداد نقطة خطه — و يا ذروة الاطلاق اذ يتسلسل

محال يحول القلب عنك وافتى — وحقك لا اسلو ولا اتحول

یارسول اللہ! مدتوں کی انتہاء آپ کے خط کا ایک نقطہ ہے ـــــ اور یارسول اللہ! جس وقت مراتب اطلاق کو تسلسل ہو تو آپ اس اطلاق کی انتہاء ہیں ـــــ یارسول اللہ! یہ ناممکن ہے کہ میرا دل آپ سے پھر جائے ـــــ میں ایسے حال میں آپ کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے آپ کے بغیر صبر نہ ہوگا اور نہ ہی میں آپ سے پھروں گا۔"

عليك صلوٰة الله منه تواصلت — صلوٰة اتصال عنك لا تتنصل

یارسول اللہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمت نازل ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے متواصل ہو اور اس رحمت کو ایسا اتصال ہو کہ آپ کی ذات اقدس سے جدا نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کی عظمت سے بسدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والوں یعنی فرشتوں کی بصیرتوں کی بینائی کھلی رہ گئی یعنی آپ کے جمال کے جلال کو انہوں نے جس وقت دیکھا تو وہ حیران رہ گئے۔[۱۳] ـــــ اور مقربین کی ذاتیں

---

۱۳ ابوسعید کی حدیث معراج میں مرفوعاً روایت ہے کہ ملائکہ نے سدرۃ المنتہیٰ کو اس طرح سے ڈھانپ لیا جیسے کوے درخت پر بیٹھ کر درخت کو ڈھانپ لیتے ہیں ـــــ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سدرہ کے ہر ایک پتہ پر ایک فرشتہ نازل ہے۔ جمال کے جلال سے معنی عظمت ہے۔ اس اضافت میں یہ لطف اور اشارہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتے اگرچہ مقربین ہیں مگر انکو بھی آپ کا حسن و جمال دیکھنے کی تاب نہ ہوئی بلکہ حسن کے رعب سے ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ فرشتوں کے علاوہ اور کون ہے جسے آپ کا جمال مبارک دیکھنے کی طاقت ہو ـــــ اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ آپ کا وصف کرنے والا عاجزی سے یہ کہتا تھا کہ "میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سا حسین کوئی نہیں دیکھا" ـــــ باوجود اس کے کہ آپ کو کل حسن دیا گیا تھا۔ آپ کے حسن کے سبب کوئی فتنہ میں مبتلا نہ ہوا ـــــ نیز اکابر انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں آپ کے حسن و جمال و جلال کے کمال کے مشاہدہ کی مشتاق (آرزومند) ہوئیں۔ یہ رؤسا انبیاء کرام علیہم السلام وہ ہیں جنہوں نے شب معراج میں آپ کا آسمانوں میں نظارہ کیا۔

Marfat.com

اور روحیں آپ کی رَوائح طیبہ کی جانب متوجہ ہوئیں اور عقل والوں کی گردنیں آپ کی اعین لامحہ اور آپ کے لحظات کی طرف دراز ہوئیں۔۱۴ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکان مستوی اقدس میں ٹھہرا دیا اور اپنے احاطہ جامعہ اور اپنے حضرات خطیرۂ واسطہ قدس یعنی (بہشت) میں سرانفس پر مطلع فرمایا۔۱۵ چنانچہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اشخاص (یعنی صورتیں اور جسم) حرم تعظیم میں خدمت کے قدموں پر کھڑے ہو گئے اور ملائکہ کے اشباح (یعنی اشخاص) معارج جلال میں اجلال کے قدموں پر کھڑے ہو گئے۔۱۶ ——— اور عشاق کی روحیں مقامات شوق میں بے اختیار نکل پڑیں۔ وہ ایسی حیران تھیں کہ یہ سمجھ نہ آتا تھا کہ کس طرف جائیں۔

كل اليك بكله مشتاق وعليه فن رقبائه احداق ۱۷

''وہ لوگ جن کی آنکھیں آپ کے جمال مبارک کی عظمت سے کل کھلی رہ گئیں اور ان کے بعد جو لوگ ہیں۔ جسم و روح سے آپ کے مشتاق ہیں ——— ان تمام پر ان کے رقیبوں کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔''

تهواك ما فاح الحمام با يكة اولاح برق في الدجىٰ خفاق ۱۸

''آپ کی طرف میرا دل کشش رکھتا ہے۔ جب تک کبوتر جنگل میں یا درخت پر نوحہ کرتا رہے اور جب تک حرکت کرنے والی بجلی تاریکی میں چمکتی رہے۔''

شوقي اليه لا يزال يديره فجميه بجميعه عشاق

قائل نے خطاب سے غیبت کی طرف انتقال کیا ہے ——— معنی یہ ہے کہ میرا وہ شوق جو آپ کی طرف ہے' ہمیشہ ہوا کو حرکت دیتا رہتا ہے' لہٰذا جمیع شوق یعنی ان سب کا شوق جن کا ذکر پہلے شعر میں ہوا ہے' آپ کی جمیع ذات والا صفات سے کثیر عشق رکھتا ہے۔۱۹ ——— آپ کے مشاہدہ کے لیے چاند دیوانہ ہوا اور وہ چر گیا اور اپنے چاک ہونے پر اس نے ان دشمنوں کے پتے چیر ڈالے جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی تھی۔۲۰ اور درخت کا تنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں وہ زار و قطار رویا اور وہ ایسا دیوانہ ہوا کہ غایت بے طاقتی سے چر گیا ——— اس کے چاک ہونے سے جلائے

---

۱۴ روائح جمع ہے رائحہ کی بمعنی خوشبو ——— اعین جمع ہے عین کی یعنی چشم آنکھ ——— لمح کا معنی ہے نظر کا بصر کو اچک لے جانا اور لمح بصر کا ایک شی کی طرف دراز ہونا ——— لحظات جمع ہے لحظ اور بمعنی مراقبہ یا آنکھوں کے کنارے سے دائیں اور بائیں طرف دیکھنا۔

۱۵ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحیٰ ——— یہاں پر خطیرہ واسطہ قدس سے مراد جنت نہیں ہے ——— آپ کو سرانفس پر اطلاع مکان مستوی (انتہائی بلند مقام) میں معراج کے وقت ہوئی ہے کہ رب نے آپ سے وہاں سے کلام کیا ہے نہ کہ جنت میں ——— ''انفس' نفس بہ سکون فا'' کی جمع ہے ——— اس کا معنی روح اور ذات ہے جیسے کہ عالم انفسی سے مراد عالم ارواح اور عالم باطنی ہے۔

۱۶ اشخاص جمع ہے شخص کی ——— مراد فرشتوں کا وجود ہے کہ اجسام بشری سے مخالف ہے ——— اس لئے کہ وہ اجسام نورانی ہیں ——— معارج' معرج اور معراج کی جمع ہے' ان دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

۱۷ رقباء جمع ہے رقیب کی بمعنی منتظر و نگہبان ——— احداق جمع ہے حدقہ کی' بمعنی سیاہی چشم' یہاں مراد آنکھ ہے۔

۱۸ ایکہ بمعنی درخت آپس میں ملے ہوئے یا بیر اور پیلو کے درختوں کا جنگل ——— دجیٰ بمعنی تاریکی ——— خفاق بمعنی حرکت کرنے والی شے۔

۱۹ لفظ ''کل'' دیکھنے میں ایک ہے لیکن معنوی طور پر ایک سے زیادہ ہے ——— عشاق بوزن فعال کثیر عشق رکھنے والا مبالغہ کا صیغہ ہے۔

۲۰ یہ اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہجرت سے پانچ سال پہلے کفار نے شق القمر کا معجزہ چاہا تو آپ کی انگلی مبارک کے اشارے سے چاند چر کو دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ پر رہا اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے دوسری طرف ہو گیا۔

Marfat.com

ہوئے منافقوں کے دل اس معجزہ کے غضب سے پھٹ گئے۔۲۱ ـــــ اور آپ کی بعثت کے مشکوٰۃ سے حقائق کے لشکروں کی طلائی تلواریں چمکنے لگیں۔۲۲ آپ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں روشن دلیلوں اور سچے ارادوں سے ہمیشہ کام لیتے رہے اور آپ متفرقات اسلام کو ان کے جہات کے افتراق کے بعد جمع کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے دین کے کمالات اور آپ کی روشن دلیلیں جو نہایت متین اور قوی تھیں، پوری ہوگئیں اور آپ کی کاملہ کثیر نعمتیں آپ کی جمیع امت پر تمام ہوگئیں۔ پھر موت و حیات کے درمیان آپ کو اختیار دیا گیا اور آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا۔۲۳ ـــــ آپ نے ایسے حال میں دنیا پر آخرت کو اختیار فرمایا کہ آپ ظاہر و باطن میں قدم سلامت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دارالسلام اور فردوس کرامت یعنی تکریم اور **تبجیل** کی طرف آپ کو منتقل کیا۔۲۴ ـــــ اور دارالاقامت میں تکریم کے بلند زینوں میں آپ کو اتارا اور یوم مشہود یعنی روز قیامت میں کہ جمیع خلائق موجود ہوگی، شرف کی اعلیٰ بخششیں آپ کو عطا فرمائیں ـــــ آپ شاہد و مشہود ہیں۔۲۵ اور آپ وہ محمود ہیں کہ ان محامد سے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے جو محامد اللہ تعالیٰ آپ کو الہام فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطائر قدس اقدسیہ یعنی جنت اور مشاہد انفسیہ میں یعنی عالم ارواح اور ذات میں بلند مرتبہ اور اعلیٰ درجہ عطا فرمایا ہے۔۲۶ اللہ تعالیٰ آپ پر آپ کی آل اطہار اور آپ کے اصحاب اخیار پر فواضل صلوٰت اور شرائف تسلیم اور کثیر برکات پہنچائے۔ وہ صلوٰت اور سلام ایسے ہوں جن سے انتہا کا زمانہ منقطع نہ ہو اور ان صلوٰت اور سلاموں کی کثرت کے باعث ابد الاباد تک اعداد گھیر نہ سکیں۔۲۷

حمد اور نعت کے بعد مخفی تر ہے کہ یہ کتاب عواطف رحمانیہ کی خوشبوؤں کے لطیفوں سے ایک لطیفہ ہے کہ اللہ کریم کی مواہب (عطا) سے وہ بخشش ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد علیہ افضل الصلوٰت اور انمی التسلیم اور اسنی الصلوات کے تھوڑے کمالات شرف

---

۲۱ یہ ستون خانہ کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے جو استن حنانہ کے نام سے مشہور ہے۔

۲۲ بعثت بمعنی نبوت کا اعلان و اظہار ہے کہ آپ مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں ـــــ مشکوۃ بمعنی قندیل، دیا یا قندیل میں وہ جگہ جہاں فتیلہ (روئی کی بتی) رکھا جائے ـــــ بوارق جمع ہے بارقہ کی، بمعنی روشن چیز، چمک اور روشنی کہ برق سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں چمکنا ـــــ طلائی تلوار، طلیعہ کی جمع ہے بمعنی طلایہ لشکر کہ آپ کی دعوت عامہ سے خاص اور منتخب لوگ آپ کے فرمانبردار ہوگئے۔

۲۳ رفیق اعلیٰ ـــــ انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ جماعت جو اعلیٰ علیین میں مقیم ہے ـــــ یا رفیق اعلیٰ سے ذات باری تعالیٰ مراد ہے کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ رفیق ہے ـــــ یا خطیرہ قدس (بہشت) سے مراد ہے ـــــ ظاہر میں رفیق اعلیٰ سے مراد وہ مکان ہے جس میں انبیاء کرام علیہم السلام یا مقرب فرشتوں کی مرافقت ہو۔

۲۴ جنت کو دارالسلام اس لیے کہتے ہیں کہ جو آدمی وہاں داخل ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا اور فرشتے ان سے سلام علیک کریں گے ـــــ یا دارالسلام نام اس لیے ہے کہ وہاں پر آفات سے امن ہے۔

۲۵ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انا ارسلناك شاهداً و مبشراً و نذيراً ـــــ یعنی آپ نے اپنی امت کو جو دین کی دعوت دی ہے، آپ ان پر اور دوسرے نبیوں کی امتوں پر گواہ ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کو دین کی دعوت دی ہے ـــــ مشہود، جمیع انبیاء کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک منظور الیہ مراد ہے۔

۲۶ مشاہد جمع ہے مشہد کی یعنی جائے حضوری، دیکھے جانے کا مقام ـــــ انفسیہ یعنی زیادہ نفاست رکھنے والا۔ دیکھنے کا مقام، اس سے مراد ذات الٰہی کا قرب ہے ـــــ آپ کا بلند مرتبہ یہ ہوگا کہ قیامت کے دن آپ عرش بریں کے دائیں جانب تشریف فرما ہوں گے ـــــ اور درجہ اعلیٰ سے مراد وہ وسیلہ ہے جو جنت میں اعلیٰ ترین درجہ ہے ـــــ خطائر قدس اقدسیہ سے مراد جنت ہے۔

۲۷ یعنی انتہا سے انتہاء کے زمانہ میں ان کا شمار ناممکن ہے۔

Marfat.com

سے باخبر کرتا ہے۔ ۲۸ زمانہ ہائے قدیم میں جو آپ کی نبوت کی سبقت ہوئی ہے یعنی کل انبیاء کی نبوت سے آپ کی نبوت پہلے ہوئی ہے اور غایات احدیت میں آپ کی نبوت ثابت ہوئی ہے ـــــ یہ لطیفہ اس سے مطلع کرتا ہے۔ ۲۹ اور گزشتہ زمانوں میں آپ کی احمدیت (یعنی محمودہ صفات) کی جو بشارت دی گئی ہے۔ ۳۰ اور گزشتہ زمانوں کی امتوں میں آپ کی محمدیت کا جو تذکرہ کیا گیا ہے' وہ لطیفہ اس کی خبر دیتا ہے ـــــ اور آپ کی ولادت کی ان آیتوں کے انوار کے بوارق لامعہ کے اشراق سے جن کے فجر کی شعاع اللہ تعالیٰ کی جمیع مخلوق میں جاری و ساری ہے ـــــ اور ان آیات ولادت کے فخر و مباہات کے چاند نے آپ کی ملت کے اردگرد دورہ کیا ہے' وہ لطیفہ اس کی خبر دیتا ہے۔ ۳۱ ـــــ اور آپ کے عواطف لطائف رضاعت اور حضانت سے اور آپ کے اسرار سر معراج کے چشموں سے ـــــ اور آپ کے شہر کی جگہ اور آپ کی ہجرت سے' وہ لطیفہ خبر دیتا ہے۔ ۳۲ ـــــ اور آپ کے ان عوارف معارف عبودیت سے جن کے عود کی خوشبو آپ کے اہل ولایت کے قلوب کے آفاق میں ساری ہے' وہ لطیفہ ان سے مطلع کرتا ہے۔ ۳۳ ـــــ اور آپ کے نفائس انفاس احوال ذکیہ اور آپ کی سیرت علیہ کے دقائق حقائق سے اس وقت تک کی وہ لطیفہ خبر دیتا ہے کہ آپ روضہ قدس احدیت میں منتقل ہوئے ہیں۔ ۳۴ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بزرگ آیات کے ساتھ جو بزرگی آپ کو عطا فرمائی ہے ـــــ اور بزرگ معجزات کے ساتھ آپ کی تکریم کی ہے ـــــ اور آیات قرآنی میں آپ کے ذکر کو جو رفعت دی ہے ـــــ اور علوئے قدر و منزلت سے آپ کو جو رفعت عطا فرمائی ہے ـــــ اور آپ کی صفات محمودہ اور محاسن اخلاق پر آپ کی محبت واجب کی ہے اور آپ کے طریقوں کی اتباع کو کل مخلوق پر واجب کیا ہے' وہ لطیفہ ان سے خبر دیتا ہے۔

اور آپ کی وہ سیادت جو مشہد مشاہد مرسلین میں انواع سیادت کی جامع ہے ـــــ اور آپ کی تفصیل اس شفاعت عظمیٰ کے

---

۲۸ صلوات جمع ہے صلوۃ کی' بمعنی درود ـــــ انمی' زیادہ بڑھنے والا ـــــ اسنی' زیادہ روشن ـــــ صلات جمع ہے صلہ کی' بمعنی احسان ـــــ لطیفہ ہے لطافت سے' کثافت کی ضد ـــــ عواطف جمع ہے عاطف کی بمعنی مہربانی ـــــ مواہب جمع ہے مواہبت کی' بمعنی بخششیں' عطایا جمع عطیہ بمعنی بخشش)

۲۹ غایات جمع غایت یعنی انتہا ـــــ شی کی کاشی نے اپنے لطائف میں کہا ہے کہ غایت وہ شے ہے جس سے ظہور کمال جو ہر ایک شے کے ساتھ مختص ہے اور اس کے لیے حضرت علم ازل میں وہ کمال تھا' پورا ہو جائے۔ جیسے تخت بنانے کی غایت اس پر بیٹھنا ہے ـــــ اور قلم کی غایت اس سے لکھنا ہے ـــــ اس لیے کہ ہر ایک موجود کے لیے جو انسان ہے یا غیر انسان ہے' غایات ہیں۔

۳۰ تورات میں ''احدی احمد المختار'' آپ کی صفت ہے ـــــ اور تنزیل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کے اوصاف کی خبر دیتے ہوئے ومبشر الرسول یاتی من بعد اسمہ احمد نے فرمایا ہے۔

۳۱ انوار' نور کی جمع ـــــ بوارق' بارق کی جمع' وہ ابر جس میں بجلی ہو ـــــ لامعہ' روشن اور چمکدار ـــــ ضو' نور کی شعاع ـــــ اقطار جمع قطر بالضم' بمعنی کنارہ مراد ہے اطراف دنیا۔

۳۲ عواطف جمع عاطفت بمعنی مہربانی ـــــ لطائف جمع لطیفہ' بمعنی اچھی چیز اور نازک ـــــ حضانت' گود میں پرورش پانا ـــــ رضاعت' شیر خواری

۳۳ عوارف' خوشبوئیں' مجازی معنی بخشش ـــــ آفاق جمع افق بمعنی طرف کنارہ۔

۳۴ نفائس جمع نفیس چیز' گراں مایہ' مرغوب و نیک ـــــ انفاس جمع نفس بمعنی دم ـــــ ذکیہ بمعنی پاک از فساد ـــــ دقائق جمع دقیقہ یعنی باریک شے' جزئیات ـــــ حقائق جمع حقیقت ـــــ سیرت سے مراد آپ کا وہ احوال جو غزوات وغیرہ میں تھا ـــــ روضہ احدیت سے مراد جنت ہے۔

Marfat.com

ساتھ جو عام اولین و آخرین کے لیے عامہ ہے ـــــ اور ان امور کے علاوہ آپ کے عجائب آیات ـــــ اور آپ کے عطیات ـــــ اور آپ کی نبوت کی غرائب علامات ـــــ اور آپ کی جو محبتیں ہیں' ان سے وہ لطیفہ خبر دیتا ہے۔۳۵ ـــــ ان کل امور کو میں ایسے حال میں لایا ہوں کہ ملحدوں پر قاہرہ حجتیں ہیں (کہ معارضہ کرنے سے ان کو مانع ہیں) اور موحدوں کے لیے نافع نصیحت کے اسباب ہیں ـــــ اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں' ان کے مصمم ارادوں کو بیدار کرنے والے ہیں۔ سبحان اللہ!

واللہ میں اس تالیف کے لیے کسی طور سے لائق نہ تھا ـــــ اور اس راہ کی سختی کی وجہ سے جو چیز یہاں موجود ہے ـــــ اور ایسے راستہ میں چلنے کی مشقت سے کہ میری طرح چل نہیں سکتا ہے ـــــ میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں جانتا تھا ـــــ اور میں نے اس راہ میں جو رفتار اپنائی ہے' اس میں ایک نکتہ یہ ہے کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ کی شفا شریف کو حضور تخصیص اور اصطفائے نبوی میں مکتب تادیب اور تعلیم میں مشہد مشاہدہ موانست و تکریم (یعنی روضہ اقدس نبوی اور منبر شریف کے درمیان) پڑھ کر سناتا تھا۔۳۶ ـــــ اور انوار تجلیات احمدیہ کی جلوہ گاہوں میں آپ کی صفات خلقت اور محاسن اخلاق عظیمہ ذکیہ کا استکشاف کرتا تھا ـــــ اور آپ کے طریقہ واضحہ ملت میں آپ کی سیرت کے سر کے لیے آپ کے طریق کے ارفع آسمان تک میں سیر کرتا تھا ـــــ اور آپ کی سنتوں کے ریاض روضہ نزیہہ حسنہ میں انبساط اور لہو کی حالت میں تھا۔۳۷ ـــــ اور فتح باری سے آپ کے اس فضل و فیض کی مدد چاہتا تھا جو جمیع موجودات میں ساری ہے ـــــ اس عطا کے صاحب نے اپنے ان حقائق سے (جو سینہ در سینہ) محفوظ ہیں' مجھ کو عطا فرمائے۔۳۸ ـــــ اور اس قسم سے جو لطائف روحانیہ مکنونہ سے ہی اور اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھی تھی' اسے میرے لیے ظاہر فرما دیا ـــــ چنانچہ فتح محمدی کے باعث استبصار کی بصیرت کی آنکھ کھل گئی۔۳۹ اور ناظر نے ریاض ارتیاض دقائق اسرار میں نزہت کی سیر کی۔۴۰ جو ابکار مخدرات سنت نبویہ میں تھے۔ میں نے ان کے معنی کو ہر ایک صورت میں جلوہ گر کیا۔۴۱ ـــــ اور مصباح مشکوٰۃ معارف کے تلالو کے ہر ایک لمعان سے اس کی اور مصباح مشکوٰۃ معارف کے تلالو کے

---

۳۵ مشہد حاضر ہونے کی جگہ ـــــ مشاھد جمع سیادت' بزرگی' سرداری۔
۳۶ مشہد حاضر ہونے کی جگہ ـــــ مشاھد جمع مشہد ـــــ موانست بمعنی انس و محبت۔
۳۷ روضہ وہ جگہ جہاں پھول کھلے ہوئے ہوں اور جہاں صاف اور پاک پانی ہو ـــــ نزیھہ' نزہت سے ہے یعنی تازگی ـــــ خرمی حسنا' احسن کی مونث ہے۔
۳۸ حقائق وہ علوم جو تصفیہ قلب سے ادراک کیے جائیں۔
۳۹ ابن الکمال علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ بصیرت قلب منور کی وہ قوت ہے جو نور قدس سے ہوتی ہے اور آدمی اس قوت کے سبب اشیاء کے حقائق اور بواطن کو اس طرح سے دیکھتا ہے جیسے سر کی آنکھوں سے اشیاء کی صورتیں اور ان کا ظاہر دیکھتا ہے۔
۴۰ ناظر یعنی آنکھ یا آنکھ کا سیاہ نقطہ' آنکھ کی پتلی' باغبان' دیدبان وغیرہ ـــــ ارتیاض یعنی تابعدار ہونا ـــــ دقائق جمع دقیقہ' باریک چیزیں' یہ اسرار و رموز سے کنایہ ہے ـــــ نزہت کی اصل یہ ہے کہ پانی سے دوری اختیار کی جائے ـــــ تنزہ یعنی سیر' اس کی اصل یہ ہے کہ آدمی سیر کے لیے شہر سے باہر باغوں میں جاتا ہے' لہٰذا تنزہ کا معنی مکانوں سے دوری ہے اور نزہت سرسبزہ اور باغوں کے معنی میں استعمال ہوئے۔
۴۱ ابکار جمع بکر بمعنی زن دوشیزہ ـــــ مخدرات جمع مخدرہ یعنی وہ زن پردہ نشین جس کا بیاہ نہ ہوا ہو' مطلق زن پردہ نشین خدر بمعنی پردہ۔
۴۲ تلالؤ بجلی کی چمک یعنی روشنی ـــــ بارقہ چمکنے والی شے' مجازی معنی روشنی و درخشندگی ـــــ بارقہ' برق سے ہے یعنی چمک' صوفیا کی اصطلاح میں بارقہ وہ لائحہ جو قدس کی طرف سے وارد ہوتا ہے اور فوراً بجھ جاتا ہے۔ یہ حالت ابتدائی کشف میں ہوتی ہے اور بارقہ بمعنی تلوار ـــــ مصباح کے معنی ہیں چراغ مشکوٰۃ' چراغ دان وغیرہ۔

Marfat.com

ہر ایک لمعان سے اس کی روشنیوں کا میں نے اقتباس کیا۔۴۲ ــــ اور میں نے ہر ایک نکتہ صوفیا کی خوشبو سونگھی اور لطائف تاویل کتاب کی عزیز آیتوں کی شاخوں سے من چاہے پھل کا انتخاب کیا۔۴۳ ــــ اور میں اس کی عطا کے لطیف باغوں میں غبوق اور صبوح میں ہمیشہ صبح وشام جاتا تھا۔۴۴ یہاں تک کہ معانی کے ابر ریاض مبانی کی زمین پر زور سے برسے۔ اس ابر کے برسنے سے اس ریاض کی کلیاں کھل گئیں اور نفائس جواہر علوم سے ان کے اوراق مرصع ہو گئے ــــ اور اسرار حقائق کے میوہ چننے والے کے لیے ان کے پھل شیریں اور لذیذ ہو گئے ــــ اور عجائبات الفاظ کے حوضوں نے زلال جوامع کلمات کو شدت سے اچھالا اور ابنائے عشق کے خطیب قلوب نے عزام اقدس کے منبر پر خطبہ پڑھا۔۴۵ ــــ وہ خطیب اس حبیب کے محاسن کی ندا دے رہا ہے جو شریف القدر ہے ــــ چنانچہ خلاصہ شراب راحت سے ارواح نفیسہ جھومنے لگیں اور عشاق کے بزرگ اشخاص طرب انگیز آواز سے محبوب کے جمال کی طرف جھک پڑے ــــ اور وفا کے زمزمہ کرنے والے نے خلاصہ اصحاب وفا کی حضرت میں ایسے حال میں زمزمہ کیا کہ وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور ان اشعار کو بار بار پڑھتا جاتا تھا۔

حضر الحبيب و غاب عنه رقيبه   حسبى نعيم زال عنه حسيبه

''حبیب حاضر ہوا ہے اور حبیب کا رقیب حبیب سے غائب ہو گیا ہے۔ میرے لیے وہ نعمت کافی ہے جس سے حساب لینے والا دور ہو گیا۔''۴۶

داوى فؤادى الوصل من ادوائه   طوبىٰ لقلبى والحبيب طبيبه

''میرے دل میں جو ہجر کی بیماری تھی' حبیب نے اس کی دوا وصل سے کی ــــ ایسے حال میں میرے دل کو خوشخبری ہو کہ حبیب اس کا طبیب ہے۔''۴۷

صدق المحب حبيبه فى حبه   فحباه صدق الحبه منه حبيبه

''حباہ بمعنی اعطاہ محب یعنی عاشق کو اس کے حبیب نے اپنی محبت میں سچا پایا' لہٰذا اپنے محب (چاہنے والے) کو اس کے

---

۴۳ ابن الکمال علیہ الرحمہ نے کہا کہ تاویل کا معنی یہ ہے کہ آیت کا معنی اس کے ظاہر سے اس کے معنی محتمل کی طرف پھیرا جائے۔ جس وقت محتمل ایسا ہو کہ تاویل کرنے والا اس کو کتاب اور سنت کے موافق دیکھتا ہو۔ جیسے ارشاد باری ہے یخرج الحی من المیت' اگر اس سے ظاہر کا معنی لیا جائے کہ وہ انڈا ہے جس سے طائر کو نکالتا ہے اور اگر زندہ سے مراد مومن اور مردہ سے مراد کافر ہو یا زندہ سے مراد عالم اور مردہ سے مراد جاہل ہو تو یہ آیت مبارکہ کی تاویل ہوگی ــــ

کتاب عزیز' قوی اور اپنے معانی اور اعجاز سے ہر ایک کتاب پر غالب اور اپنے احکام سے دوسری کتابوں کے احکام کو فسخ کرنے والی کتاب ــــ یا کتاب عزیز شریف اور عظیم کتاب ــــ یا وہ کتاب کہ جس کی نظیر کتابوں میں نہ ہو ــــ یا اپنے اعجاز کے باعث ایسی ہے کہ جس کی مشابہت ممتنع ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔

۴۴ غبوق وہ شے جو عشا کے وقت پی جائے ــــ اور صبوح وہ شے ہے جو صبح کے وقت پی جائے' مراد صبح وشام سے ہے نہ کہ کچھ پینے پلانے سے مراد

۴۵ عزام' سختی اور مصیبت جوان کو پہنچے مراد عشق سے کہ عشاق کو عشق سے مصیبت ہوتی ہے۔

۴۶ نعمت سے مراد حبیب یا اس کا وصال ــــ حساب لینے والے سے مراد رقیب ہے۔

۴۷ ادوا جمع دا بمعنی بیماری ــــ طوبیٰ" طیب سے ہے بمعنی فرح اور آنکھ کی ٹھنڈک اور بمعنی خوشخبری۔

Marfat.com

حبیب نے سچی محبت عطا کی۔

لباہ لب فوادہ ناجا بہ　　　لماد عاہ الیٰ العزام وحبیبہ ۴۸؎

معنی یہ ہے کہ محبّ کو اس کے قلب نے بلایا' محب نے جواب میں کہا' میں حاضر ہوں جبکہ قوی سبب نے محبّ کو عشق کی طرف بلایا۔

ولجامع الاھواء حیعل حبہ　　　ولحسنہ خطب القلوب خطیبہ ۴۹؎

یعنی جامع ہواؤں کے لیے اس کے حبیب کی محبت نے کہا۔ ''آؤ'' ـــــ یا حبیب نے کہا۔ ''آؤ'' ـــــ اور اس حبیب کے حسن کا جو خطیب ہے' اس نے قلوب کے ساتھ بیاہ چاہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حبیب کا حسن دلوں کے وصال کے لیے خود خطیب بن گیا اور باہم جوڑ دیا جبکہ اولوا الالباب کے کانوں نے ان مواہب (عنایات) کو سنا تو ان کے اعیان کی آنکھیں اس خطاب کے خلاصہ جوہر کے خلاصہ کرنے کے لیے ایک ایسی کتاب میں جو عطائے نبویہ کے چہرہ سے نقاب منیع کو کھول دے' ملتف ہوئیں۔۵۰ ـــــ لہٰذا میں نے قلم کا رخ ان عقل والوں کے مقاصد حاصل کرنے اور ان کے مطالب لکھنے کی طرف ایسے حال میں موڑ دیا کہ میں صواب کی طرف مائل تھا اور جو شے غیب کے پردے میں مجھے سونپی گئی تھی' اسے اس کتاب میں ودیعت کرنے والا اور قوی وہاب سے ان مطالب میں مدد چاہنے والا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ کریم نے مجھ پر وہ مطالب آسان فرما دیئے اور جو کمی تھی وہ بھی پوری کر دی ـــــ اور جو شے دلیل کی قسم سے متعلق مخفی تھی' میں نے اسے واضح کر دیا اور اس راستے کی جو سختی یا دشواری تھی' اسے بھی سہل اور آسان کر دیا اور اس کتاب کا نام

المواھب الدنیہ بالمسخ المحمدیہ

رکھا اور سیرت کی راہ اپنانے والے اور اس راہ پر چلنے کا ارادہ کرنے والوں کی آسانی کے لیے میں نے اس کتاب کو بارہ مقاصد (ابواب) پر مرتب کیا:

---

۴۸ راغب نے کہا ہے کہ لب وہ عقل ہے جو آلودگیوں سے پاک ہو اور عقل کا نام خالص لب اس لیے ہے کہ انسان کے جسم میں جتنے قوی ہیں' عقل ان سب سے خالص ہے۔ جیسے کسی شے کا خلاصہ ہو (جوہر یا نچوڑ) ہوتا ہے ـــــ
اور کہا گیا ہے کہ لب وہ شے ہے جو عقل سے بڑھ کر ہو اور عقل کی قسم سے ہو ـــــ ہر ایک لب عقل ہے لیکن ہر ایک عقل لب نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام جو اللہ تعالیٰ نے اولی الالباب کی عقلوں سے متعلق فرمائے ہیں اور جن کا کوئی ادراک نہیں کرتا ہے۔ سوائے فساد سے پاک عقل والے ـــــ
اس کی مثال یہ ارشاد باری ہے جو ومن اوتی الحکمۃ سے ومایذکر الا اولی الالباب تک ہے۔
حرالی نے کہا ہے کہ لب اس عقل کا باطن ہے جس کی شان یہ ہے کہ ملحوظات حقائق کا لحاظ کرتی ہے ـــــ اور ابن الکمال نے کہا ہے کہ لب وہ عقل ہے کہ نور قدس کے سبب روشن و منور ہو مگر اوہام اور تخیلات کے پوست سے پاک اور صاف ہو۔
عزام عشق کی مصیبت وحبیب بمعنی سبب ہے۔

۴۹ حیعل اسمائے افعال سے ہے۔ اس کا معنی حی علی الفلاح ہے۔ یہاں پر مطلق بلانے کے معنی میں ہے ـــــ ھوا بمعنی عشق۔

۵۰ ابن العماد نے کشف اسرار میں کہا ہے کہ دل کے دو کان ہیں۔ دل ان دونوں کانوں سے سنتا ہے۔ جیسے سر کے دو کان ہیں۔

Marfat.com

پہلا باب ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طہارتِ نسب

اس باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سابق ازیعت میں سابق نبوت یعنی تقدم نبوت سے بزرگی دی ہے۔۵۱ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت کا منشور اپنی مجلس موانست میں ظاہر کیا ہے۔۵۲ اور اپنی عنایت کے توقیع کو اپنے خصائص قدس کرامت میں ثابت کیا ہے اور

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طہارت نسب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آیات حمل کی علامتیں اور دلیلیں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شیرخواری اور دایہ کی گود میں پرورش
- اظہار پیغمبری میں جو باریکیاں ہیں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت

---

۵۱ توقیف میں کہا ہے کہ ازل بمعنی قدم جس کی ابتداء نہ ہو اور مجازی طور پر اس شے پر ازل کا اطلاق کیا جاتا ہے جس کی عمر دراز ہو اور ازل کا معنی وجود کا استمرار زمانہ ہائے مقدرہ غیر متناہیہ میں ماضی کی جانب جیسے کہ ابد ہے کہ وجود کا استمرار مآل میں ہے ـــــ اور ازلی وہ شے ہے جو مسبوق بالقدم نہ ہو اور وجود کے تین مرتبے ہیں' چوتھا نہیں ہے:

- ☆ ایک وجود ازلی اور ابدی ہے وہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے'
- ☆ دوسرا وجود وہ ہے جو نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے' وہ دنیا ہے'
- ☆ تیسرا وجود ابدی ہے' غیر ازلی جو آخرت ہے جس کا عکس محال ہے۔ اس لیے کہ جس شے کا قدم نہ ہو' اس کا عدم محال ہے۔

نبوت اور رسالت امام الحرمین نے رسالت کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ صفت کلامی ہے ـــــ وہ فرمان الٰہی ھو رسولی ہے ـــــ اس کی تصدیق امر خارق عادات کے ساتھ ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے نبوت کی تعریف یوں کی ہے کہ نبوت سے مراد وہ صفت ہے جو نبی کے لیے خاص ہوتی ہے اور اس کے سبب نبی اور غیر نبی سے فرق ہوتا ہے اور وہ نبی امتیازی صفات سے مختص ہوتا ہے۔ ان امتیازی صفات میں سے:

- ☆ ایک یہ امر ہے کہ نبی ان حقائق امور کو پہچانتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات' ملائکہ اور آخرت سے متعلق ہیں ـــــ نبی کا وہ علم کثرت معلومات' کشف کی زیادتی اور تحقیق سے غیر نبی کے علم سے مخالف ہوتا ہے۔
- ☆ دوسری صفت یہ ہے کہ نبی کے لیے نبوت فی نفسہ ایک ایسی صفت ہے جس کے سبب وہ افعال پورے ہوتے ہیں جو خارق عادات ہیں۔ جیسے ہماری یہ صفت کہ جس کے باعث ہماری وہ حرکات پوری ہوتی ہیں جو ہمارے ارادوں سے نزدیک ہوتی ہے کہ وہ قدرت ہے۔
- ☆ تیسری صفت یہ ہے جس کے سبب نبی ملائکہ کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جیسے بصیر کی صفت ہے جس کے باعث اگمی سے اس میں فرق ہے۔
- ☆ چوتھی صفت یہ ہے کہ نبی کو اس شے کا ادراک عالم غیب سے ہوتا ہے جو آئندہ زمانہ میں ہونے والی ہوتی ہے ـــــ لہٰذا ان کمالات اور صفات سے ہر ایک کمال اور صفت اقسام کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔

۵۲ رسالت کا اثر ان احکام سے ہے جو حیات عالم ہیں ـــــ ظاہر کرنے سے مراد قوت سے فعل میں لانا ہے ـــــ مجلس موانست سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وہ مقام ہے جو ملا اعلیٰ میں اس کے بندوں کے لیے ہے۔ وہ مقام امن ہے اور دحشت سے محفوظ و مامون۔

Marfat.com

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار سے جہاد کرنے میں حاصل معرفتیں
- آپ کے روانہ کردہ چھوٹے بڑے لشکر' ان کی ہیئت اور اندازِ کار
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری فراق (وفات شریف)
- اپنے ریاض روضہ میں منتقلی

دوسرا باب ــــ اسماء مبارک وعزیز واقارب

اس باب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان اسمائے شریفہ کا ذکر ہے جو آپ کے کمال اخلاق منیفہ کی خبر دیتے ہیں اور

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد بزرگ وطاہر
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ شریک بھائی
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دادیاں اور نانیاں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اور غلام
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حراست کرنے والے
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شرائع اور احکام میں اہل اسلام کو محررہ خطوط
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غیر شخص کو محررہ مکاتیب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موذن اور خطیب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حدی خواں اور شعرائے مداح گستر
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آلات جنگ اور سواریاں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے والے سفیر

اس بات میں دس فصلیں ہیں۔

تیسرا باب ــــ حسن و جمال خوباں

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کمال خلقت اور جمال صورت سے کل مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔[۵۳] اور آپ کو اخلاق پاکیزہ سے مکرم کیا تھا اور اوصاف مرضیہ سے آپ کو بزرگی دی تھی۔[۵۴] آپ کی حیات کی ضرورت جس شے کی

۵۳ کمال خلقت یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن مبارک کے اجزاء کامل اور معتدل القادیر پیدا فرمائے تھے۔

۵۴ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزرگی کا ذکر قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں میں کیا ہے۔

Marfat.com

طرف داعی تھی، اس کا ذکر اس باب میں کیا گیا ہے ــــــ اس باب کی تین فصلیں ہیں۔

چوتھا باب ــــــ معجزات

معجزات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ثبوت اور صدق رسالت پر دلالت کرتے ہیں ــــــ جن خصائص آیات اور بدائع کرامات کے ساتھ آپ مخصوص کیے گئے ہیں۔۵۵ ــــــ اس باب میں دو فصلیں ہیں۔

پانچواں باب ــــــ سفر معراج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لطائف معراج اور اسرار کے ساتھ جو خصوصیت ہے۵۶ اور عموم لطائف تکریم سے حضرت تقرب الٰہی میں مکالمہ اور مشاہدہ اور آیات کبریٰ سے آپ کو تعمیم ہے۵۷ ــــــ اس باب میں اس کا ذکر ہے۔

چھٹا باب ــــــ قرآن پاک میں شان حبیب الرحمٰن

آیات تنزیل یعنی قرآن مجید میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کی تعظیم اور آپ کے ذکر پاک کی رفعت بیان ہوئی ہے ــــــ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدق نبوت اور ثبوت بعثت (اظہار وظہور نبوت) پر شہادت دی ہے ــــــ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے حق ہونے اور علوے منصب جلیل اور آپ کے مرتبہ کی قسم کھائی ہے ــــــ آپ کی اطاعت اور آپ کی سنت مبارکہ کا اتباع کل مخلوق پر واجب کیا ہے ــــــ اللہ کریم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اپنے فضل وکرم سے آپ کے لیے وعدہ لیا ہے ــــــ وہ عہد یہ ہے:

"اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کا زمانہ نبوت پائیں تو وہ آپ پر ایمان لائیں اور کفار کے مقابلے میں آپ کو نصرت دیں۔"

اور سابقہ کتب تورات، انجیل وغیرہ میں ہے، اس طرح آپ کے ذکر کی بلندی ہے کہ آپ صاحب رسالت اور صاحب تبحیل ہیں ــــــ اس باب میں دس نوعیں ہیں۔

ساتواں باب ــــــ اطاعت ومحبت رسول وآلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپ کی اتباع ــــــ آپ کی خو اور خصلت اور طریقہ کے ساتھ سیدھی راہ چلنا

---

۵۵ خصائص آیات: نبوت کی وہ نشانیاں ہیں جو خاص آپ ہی کے لیے ہیں یعنی وہ آیات مبارکہ جو اپنے غیر پر فاضلہ ہیں ــــــ بدائع کرامات: وہ نادر کرامات جن کے ساتھ آپ کرامات میں بے مثال ہیں یعنی وہ کرامات آپ کی ذات سے مختص ہیں ــــــ کرامات وہ امر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ساتھ اپنے حقیقی بندوں میں سے جس ہستی کو چنا ہے، اس کے بلا دعویٰ نبوت سے اس کا اکرام کیا ہے ــــــ کرامت نبی اور ولی کے لیے ہے، کرامت معجزہ سے اعم ہے۔ اس لیے کہ معجزہ میں نبوت کی مقارنت شرط ہے۔

۵۶ اسریٰ: آپ کا مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ تک رات میں تشریف لے جانا ــــــ معراج نور کی سیڑھی ہے یا جوہر سے ہے جس پر ارواح آسمان کی طرف صعود کرتی ہیں۔

۵۷ یعنی آپ نے ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ فرمایا اور قرب الٰہی میں آیات کبریٰ دیکھے ہیں اور اپنے رب سے کلام کیا ہے۔

Marfat.com

اور سیدھی راہ پانا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے ـــــ اور آپ کی آل' آپ کے اصحاب اور آپ کے قرابت داروں کی محبت فرض ہے ـــــ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا جو حکم ہے' یہ باب ان پر مشتمل ہے ـــــ اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک آپ کے شرف اور فضل کو کثیر فرمائے۔ آمین!

آٹھواں باب ـــــ دکھیوں کے دکھ مٹانے والے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طبی بصیرت جو

- مریضوں اور آفت رسیدوں کے لیے ہے
- لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمانا
- غیب کی خبروں کی خبر دینے والے

اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

نواں باب ـــــ عبادات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات کے حقائق کے لطائف بیان کیے گئے ہیں ـــــ یہ باب سات نوعوں پر مشتمل ہے۔

دسواں باب ـــــ روز محشر آپ کے انتہائی کمال وعظمت کا دن

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت عظمیٰ و کبریٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری فراق (وفات شریف) اور اپنی طرف آپ کے وصال فرمانے سے آپ پر تمام کر دی ـــــ

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور مسجد منیف کی زیارت
- آپ کی فضیلت وعظمت جو آخرت میں ان فضائل اولیات کے سبب ہوگی جو فضائل تکریم اور درجات عالیہ کے جامع ہیں
- آپ کی بزرگی جو قرب الٰہی کے خصائص کے مشہد مشاہد انبیاء کرام اور مرسلین علیہم السلام میں ہے
- اولین وآخرین آپ کی شفاعت اور مقام محمود کے سبب آپ کی تعریف کریں گے

---

۵۸ یوم المزید ـــــ جنت میں جمعہ کا دن ـــــ جیسا کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کی مسند میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے اور آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا کہ حسنیٰ اور زیادتی

- کبھی نفس شے پر دوسری شے سے ہوتی ہے اور
- کبھی زیادتی مذمومہ ہوتی ہے ـــــ
  جیسے زیادتی کفایت پر ہوتی ہے ـــــ جیسے انگلیوں کی زیادتی یا قوائم دابہ کی زیادتی ہے
- کبھی زیادتی محمودہ ہوتی ہے ـــــ جیسے ان لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنہوں نے نیکی کی ہے۔ للذین احسنو الحسنیٰ ـــــ زیادہ نیک انجام اور اللہ تعالیٰ کا دیدار مراد ہے۔

Marfat.com

- آپ مجمع جامع اولین و آخرین میں مجد اور اشراف کے ساتھ منفرد (بے مثل) ہوں گے
- جنت عدن میں اعلیٰ مدارج سعادت پر آپ کو ترقی ہوگی
- قیامت کے دن آپ کو اعلیٰ معالے حسنی اور زیادہ کی برتری ہوگی۔ ۵۸

اللہ کریم و رحیم جس کی غنا اور خط بزرگ ہے اور جس کی بزرگی اور شرف برتر ہے ــــ میں اس سے اس کی ذات وحید کی وجاہت کے طفیل اور اس کے نبی مکرم و معظم و اعظم و محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل چاہتا ہوں کہ اقبال اور قبول سے مجھ کو برکت عظیم میں مدد دے ــــ اور مجھے اس شخص کو جو اس کتاب کو لکھے یا پڑھے یا اس کو سنے اور کل مسلمانوں کو عواطف نبویہ سے لطائف سوال اور نہایت مراد عطا فرمائے ــــ وہ صراط مستقیم جو حق کی طرف پہنچانے والا ہے اللہ رب العزت کے ذمہ ہے۔

وھو حسبنا نعم الوکیل

(امام الائمہ المحدث الشیخ)

احمد بن محمد ابن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی

رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

باب نمبر ا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طہارت نسب

اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی سابق ازلیت میں نبوت کے تقدم سے بزرگی عطا فرمائی ہے۔[1] ـــــ آپ کی رسالت کا منشور اپنی مجلس موانست میں شائع کیا ہے اور اپنی عنایت کا توقیع آپ کے حضائر قدس کرامت میں ثابت کیا ہے۔[2] ـــــ

یہ پہلا باب آپ کی طہارت نسب اور ان سے متعلق قوی دلائل کے بارے میں جن دلائل سے آپ کے مراتب کا کمال یقین حاصل ہوتا ہے ـــــ اور وہ دلائل جو آپ کے حمل کی نشانیوں کے بارے میں ہیں۔[3] ـــــ یہ پہلا باب آپ کی شیرخواری اور دائیوں کے ہاں پرورش پانے کے بارے میں ہے ـــــ اس باب میں آپ پر نبوت کے اعلان اور مکہ سے آپ کی ہجرت میں جو حقیقتیں ہیں' ان کی باریکیوں کو بیان کیا گیا ہے ـــــ کفار کے ساتھ جنگ میں آپ کو جو معرفتیں تھیں اور کفار کی طرف آپ کے روانہ کردہ چھوٹے بڑے لشکروں کا بھی اس باب میں ذکر ہے ـــــ آپ کی ہیئت اور حالت اور آپ کے طریقہ (سنت) آپ نے جس وقت سے تخلیق پائی یعنی پیدا ہوئے اور اس وقت تک کہ آپ نے وصال فرمایا اور پھر وصال کے بعد اپنے ریاض روضہ میں منتقل ہوئے' ان سب باتوں کو اس پہلے باب میں سنون کی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔

حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور:

اے صاحب عقل سلیم اور اوصاف کمال تمیم سے متصف اللہ تعالیٰ تجھے اور مجھے ہدایت سے صراط مستقیم کی طرف توفیق دے۔[4] ـــــ تو اس امر کو جان لے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کریم نے اپنی عطا اپنی

---

۱ سابق ازلیت وہ ازلیت ہے جس کے لیے کوئی اول نہیں ہے یعنی وہ نکتہ آغاز ہے ـــــ اسی طرح سابق نبوت وہ نبوت ہے جس سے کسی نبی کی نبوت کو اولیت نہیں ہے یعنی آپ ہی نبوت کا نکتہ آغاز ہیں۔

۲ حضائر قدس وہ مقامات شرف ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ کرامات جو نقصان سے پاک ہے' ظاہر ہوتی ہے ـــــ جیسے اللہ پاک نے جنت میں ہر جگہ حوروں کے سینوں پر اور عرش کے ساق پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھا ہے ـــــ ان تمام مقامات سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت کا اظہار ہوتا ہے۔

۳ آپ کی والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں جو نشانیاں دیکھی تھیں' حقیقت میں وہ نشانیاں حمل کے بارے میں روشن دلیلیں تھیں۔

۴ عقل سلیم وہ عقل ہے جو کدورتوں کی آلودگی سے پاک ہو ـــــ اس مقام پر مصنف نے اہل عقل کو خاص طور پر اس لیے مخاطب کیا ہے کہ انسان کا شرف عقل سے ہے ـــــ عقل ہی کے سبب انسان حسن کو قبح سے تمیز کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپ کی ذات اقدس کے اسرار (راز بھید) وہی جان سکتا ہے جس کی عقلی کدورتوں سے پاک اور صاف ہو۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

مخلوق کے لیے مخصوص فرمادی۔ یا یوں کہہ لیں کہ مخلوق کے رزق کا اندازہ کیا تو انوار صمدیت ۵ سے حضرت احدیت ۶ میں حضرت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر فرمایا۔ ۷ پھر اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ سے عالم علوی (آسمانی دنیا) اور عالم سفلی (زمینی دنیا) تمام جہانوں کو اپنے حکم کی صورت پر جیسے کہ اس کے علم اور ارادہ قدیم میں سبقت ہوئی تھی' پیدا کیا۔ ۸ ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی نبوت کا علم عطا فرمایا اور آپ کو آپ کی رسالت کی بشارت اس وقت دی کہ آدم علیہ السلام آپ کے ارشاد کے مطابق روح اور جسم کے درمیان تھے ـــــ پھر آپ سے ارواح کے چشمے جاری ہوئے۔ ۹

پھر آپ کی حقیقت نے ملا اعلیٰ یعنی خلق اعلیٰ جو مقربین ہیں' ان میں اس وقت ظہور کیا کہ آپ ظہور کامل کے منتظر تھے ـــــ آپ فیض رسانی کمالات سے کل انبیاء کرام علیہم السلام اور کل مقربین بارگاہ کے لیے شیریں چشمہ تھے ـــــ آپ پیدا ہونے کے تقدم سے کائنات کی جمیع اجناب کی جنس عالی ہیں ـــــ اور جمیع موجودات اور جمیع آدمیوں کے لیے اکبر باپ ہیں۔ اس لئے کہ جمیع کائنات اور جمیع آدمی آپ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔

اسم باطن کے سبب جو زمانہ آپ کے لیے عالم ملکوت میں تھا' اس نہایت کو پہنچ گیا کہ آپ کے وجود مبارک اور روح

پھر مصنف نے صاحب عقل سلیم کی دوسری صفت بیان فرمائی کہ ''تو اوصاف کمال اور تتمیم سے متصف ہے'' ـــــ یعنی اپنی ذات میں کامل ہے اور تجھی سے دوسرے کی ذات کی تکمیل ہوتی ہے ـــــ لفظ کمال اور تتمیم دونوں ہم معنی ہیں (جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے) ـــــ زرکشی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ لفظ ''کمال'' کی تفسیر تتمیم'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے خطا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ـــــ اور عبدالقاہر نے ان دونوں لفظوں میں فرق بیان کیا ہے کہ اتمام کا معنی ''اصل کے نقصان کو دور کرنا ہے'' ـــــ اور کمال کے معنی ''اصل کی تکمیل کے بعد اس کے نقائص دور کرنا ہے۔''

۵ انوار صمدیت ـــــ صمدیت کی طرف ''انوار'' کی اضافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی وجہ سے ہے۔ جیسے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یاجابر! ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ

۶ حضرت احدیت ـــــ اول تعینات ذات اور اس کے مراتب (ومقامات) کا وہ اول (نکتہ آغاز) جس میں غیر ذات کا اعتبار نہیں ہے ـــــ جیسے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام ومرتبہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے: کان اللہ ولا شیء معہ
اسے کاشی نے ذکر کیا ہے۔

۷ حقیقت محمدیہ ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف مع اول صفت ـــــ جیسا کہ ''توقیف'' اور ''لطائف کاشی'' میں ہے کہ صوفیاء کرام حقیقت محمدیہ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کا نام حقیقت الحقائق ہے ـــــ اور جو کل حقائق کو ینہ میں سمیٹے ہوئے ہے اور کل حقائق میں اس طرح سے جاری وساری ہے جیسے کل اپنی جزئیات میں رواں دواں ہوتا ہے۔
حقیقت الحقائق کے لیے حقیقت محمدیہ اس وجہ سے صورت میں ہے کہ حقیقت محمدیہ کا ثبوت خلق وسطیہ اور برزخیہ اور عدالت میں اس طور پر تھا کہ آپ کا نام اور آپ کا وصف آپ پر اصلاً غالب نہیں ہوا تھا ـــــ یہ خلق برزخیہ وسطیہ میں نور احمدی ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ ''اول ما خلق اللہ نوری'' ـــــ اس اعتبار سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''نور الانوار'' اور ''ابو الارواح'' ہے۔
اور پھر آپ ہر کامل کے بعد تشریف لائے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ آپ کے بعد آپ کی مثل (مانند) پیدا نہ فرمائے گا۔

۸ صورت حکم ـــــ وہ صورت ہے جس کے ساتھ ازلی خطاب متعلق ہے' نہ نفس حکم کی صورت ـــــ اس لیے کہ نفس حکم ازلی ہے۔

۹ یعنی خالص ارواح کے چشمے جاری ہوئے جیسا انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں ہیں ـــــ چشموں سے مراد وہ کمالات ہیں جو آپ کے نور مبارک سے انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کو پہنچے ہیں ـــــ کمالات کو مجازی طور پر چشموں سے تعبیر کیا ہے کہ کمالات کی چشموں کے ساتھ مشابہت ہے۔

Marfat.com

مبارک کا ملاپ ہو ــــــ اسم ظاہر کی طرف اس زمانے کا حکم عالم ملک میں منتقل ہوا۔۱۰ ــــــ چنانچہ آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجموعی طور پر جسم ارواح کی حالت میں ظہور فرمایا ــــــ اگرچہ آپ کی تخلیق دیگر انبیاء کرام سے متاخر ہوئی ہے لیکن آپ کی قدر و قیمت کی پہچان یہ ہے کہ آپ حقیق الحقائق ممکنات ہیں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سرالٰہی کا خزانہ ہیں۔۱۱ اور آپ امرالٰہی کے نافذ ہونے کی جگہ ہیں۔۱۲ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کے سوا کوئی امرالٰہی نافذ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی خیر لکھی جاتی ہے۔

یہاں مصنف نے کسی شاعر کی نعت کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

الا بابی من کان ملکا وسیدا　　　وآدم بین المآء والطین واقف

سن لو میں اس شخص پر اپنا باپ فدا کرتا ہوں جو اس وقت جمیع امور خلق کا بادشاہ اور سردار تھا کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے یعنی جسم بے روح تھے۔

فداك الرسول الابطحی محمد　　　له فی العلا مجد تلید و طارف

جس وقت کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے' وہ ذات والا جمیع امور خلائق کا بادشاہ تھی ــــــ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ اللہ کے رسول اور بطحائے مکہ کے رہنے والے ہیں ــــــ آپ کو رفعت شان میں قدیم اور جدید عز و شرف حاصل ہے۔

اتی بزمان اسعد فی آخر المدا　　　وکان له فی کل عصر مواقف۱۳

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نبیوں کے زمانہ سے آخر زمانہ میں نیک وقت میں تشریف لائے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے مبعوث ہونے کا زمانہ تھا ــــــ اور بوجہ تقدم خلقت کے آپ کے ہر ایک زمانہ میں بہت سے احوال تھے۔

اتی لانکسلر الدهر یجبر صدعه ۱۴　　فاثنت علیه السن و عوارف ۱۵

یعنی آپ اس لیے تشریف لائے کہ زمانہ میں جو شکستگی اور خرابی آ گئی تھی' اس کا جبر کریں یا اللہ کے دین میں جو بگاڑ ہو گیا تھا کہ مخلوق خدا' اللہ تعالیٰ کے سوا اور کی عبادت کرتی تھی۔ اس کی اصلاح فرمائیں اور فساد (بگاڑ) کو دور فرما دیں ــــــ آپ نے دہر کی یا دین کی اس طرح سے اصلاح فرمائی کہ مخلوق کی زبانوں نے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں جو معروف امور

---

۱۰ یعنی عالم ملک کہ عناصر میں موجود ہے ــــــ ظاہر اور باطن دونوں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصف ہیں۔

۱۱ یعنی آپ اسرار الٰہی اور اس کے کمالات کا محل ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان صفات کمالیہ سے آپ پر افاضت کی ہے جو آپ کے غیر میں پائے جاتے ہیں۔

۱۲ یعنی آپ ہی کی ذات سے وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں جن کی افاضت آپ کی خاص خلقت پر ہوئی ہے۔

۱۳ مواقف سے مراد احوال اور اطوار ہیں۔

۱۴ دھر یعنی زمانہ ــــــ صدع یعنی ایک چیز کا شگافتہ ہونا' پھٹ جانا ــــــ دہر کی جگہ دین کا لفظ بھی آیا ہے۔

۱۵ السن' لسان کی جمع ہے یعنی زبان ــــــ عوارف' عارفہ کی جمع ہے یعنی بھلائی۔

Marfat.com

تھے' آپ کی ثناء اس لیے کی۔ آپ نے انہیں ظاہر فرما دیا اور ان سے مکروہات کو دور فرما دیا۔

شاعر نے ان شاعری امور کو جو آپ کے صدق اور کمال پر دلالت کرتے ہیں' استعارہ بالکنایہ کے طریقے پر ''نفوسِ ناطقہ'' سے تشبیہ دی ہے ـــــ اور ان شرعی امور کے لیے جو شے نفوسِ ناطقہ کے لوازم سے تھی (کہ فعلِ جمیل کی ثناء ہے) استعارہ تخیلیہ کے طریق پر ثابت کیا ہے۔

اذا رام امر الایکون خلافه　　　ولیس لذ الامر فی الکون صارف

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی امر کا ارادہ فرمایا' عالمِ کون میں اس کا خلاف نہیں پایا گیا۔ آپ کے امر کا پھیر دنے والا یعنی مانع کوئی نہیں ہے۔

مخلوق کے مقدر پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھے گئے:

امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ان کی تقدیریں لکھیں۔''[۱۶]

عرش کی پیدائش:

مخلوق کی جب تقدیریں لکھی گئیں' اس وقت عرشِ الٰہی پانی پر تھا ـــــ یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش سے پہلے عرشِ الٰہی کے نیچے پانی تھا' اور پانی ہوا کی پشت پر تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول اس پر دلیل ہے کہ عرش اور پانی دونوں زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے پیدا کیے گئے۔

لوحِ محفوظ کی پیدائش:

اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب[۱۷] میں جو کچھ لکھا' اس میں یہ بھی لکھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وجود میں خاتم الانبیاء ہیں۔

لوح حقیقی ہے یا تمثیل کے طور پر ہے' اس سے مراد علمِ الٰہی ہے ـــــ اس باب میں دو قول ہیں۔ اکثر کا یہ کہنا ہے کہ لوح حقیقی ہے ـــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ خلق لوحا محفوظا من دوۃ بیضا صفحا بھامن یاقوتہ حمراء تلمہ من نورو کتابہ نور

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ کو روشن موتی سے پیدا کیا ہے ـــــ لوحِ محفوظ کے صفحے سرخ یاقوت سے پیدا کیے ہیں اور اس کے قلم کو نور سے پیدا کیا۔''

۱۶　یہ تقدیریں علمِ ازلی کے اعتبار سے ہیں ورنہ اس وقت تک آسمان کا وجود نہ تھا۔ زمانے کا وجود کیونکر ثابت ہو سکتا ہے ـــــ زمانہ' حرکتِ فلکی کی مقدار کو کہتے ہیں ـــــ پچاس ہزار سال سے مراد زمانے کی کثرت ہے۔ ازل میں عدد کا تعین نہیں ہو سکتا۔

۱۷　ام الکتاب' کتابوں کی اصل کہ وہ لوحِ محفوظ ہے ـــــ اس لیے کہ ہونے والی جو بھی شے ہے' وہ لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

Marfat.com

طبرانی نے لکھا ہے کہ لوح محفوظ کا عرض (چوڑائی) زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے ــــــ ''کنزالاسرار'' میں ہے کہ لوح محفوظ کا طول (لمبائی) بھی اتنا ہی ہے ــــــ

لوح محفوظ کس شے سے ہے؟ ــــــ اس ضمن میں مختلف احادیث ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر یہ حدیث پیش کی جائے کہ:

''عرش کا وجود' تقدیر اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبین لکھے جانے سے پہلے ہے۔''

تو اس طرح سے یہ بمشکل ثابت ہوگا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور عرش وغیرہ سے پہلے ہے ــــــ اس کا جواب امام سخاوی علیہ الرحمہ نے یہ دیا ہے کہ:

''یہ امر جائز ہے کہ آپ کا نور عرش کے پیدا ہونے سے پہلے پیدا ہوا ــــــ لیکن اس کا اندراج اور اظہار تقدیر (لکھے جانے) کے وقت ہوا ــــــ اندراج اور اظہار عرش اور آسمانوں کے پیدا ہونے کے بعد ہوا۔

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کب سے نبی ہیں؟

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس وقت بھی نبی تھا کہ جب آدم علیہ السلام اپنی طینت میں پڑے ہوئے تھے۔''[18]

یعنی اس سے قبل کہ آدم علیہ السلام میں روح ڈال دی جاتی' وہ زمین پر ڈال دیے گئے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے میرۃ الضبی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کب سے نبی ہیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔''[19]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) متی وجبت لك النبوة یعنی آپ کو نبوت کس وقت واجب ہوئی؟''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وآدم بین الروح والجسد یعنی میرے لیے نبوت اس وقت ثابت ہوئی جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔''[20]

اللہ تعالیٰ سے انبیاء کرام کا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر عہد:

سہل ابن صالح المدانی نے روایت بیان کی ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب المقلب باقر

---

۱۸ اس کی روایت احمد' بیہقی اور حاکم نے کی ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

۱۹ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' اور ابونعیم نے اپنی ''حلیہ'' میں روایت کیا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

۲۰ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام سے مقدم کیونکر ہو گئے۔ حالانکہ جو انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے گئے ہیں' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے آخر (بعد میں) آئے ہیں؟''

ابوجعفر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''اللہ تعالیٰ نے جبکہ عالم وزمین میں بنی آدم سے عہد لیا اور ان کی پشتوں سے ان کی اولادوں کو نکالا اور ان کو ان کے نفوس پر گواہ ٹھہرا کے یہ دریافت فرمایا:

الست بربکم یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ـــــ اس مخلوق میں سے سب سے پہلے جس شخص نے بلیٰ انت ربنا کہا' وہ آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ـــــ اس وجہ سے آپ انبیاء علیہم السلام سے مقدم ہیں ـــــ حالانکہ جو انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں' ان میں آپ آخر (میں) ہیں۔''

O

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد اور آپ کے دوسرے ارشاد انا اول الانبیاء خلقا و آخرھم بعثا کا امام غزالی علیہ الرحمہ نے اپنی ''النفخ والتسویہ'' میں اس طرح سے جواب دیا ہے کہ:

''حدیث شریف میں خلق سے مراد تقدیر ہے' ایجاد مراد نہیں ہے ـــــ اس لیے کہ ایجاد سے مراد خلاف واقعہ ہے ـــــ

☆ اس سے پہلے کہ آپ کی والدہ آپ کو جنم دیتیں' آپ موجود اور مخلوق نہیں تھے۔

☆ آپ اشیاء کی غایات اور کمالات سابقہ ہیں ـــــ اور اشیاء وجود میں لاحقہ ہیں۔

یہ متقدمین کے اس قول کا معنی ہے۔

''اول فکر کا' آخر عمل کا ہے ـــــ یا یوں کہہ لیں کہ آخر عمل کا' اول فکر کا ہے۔''

متقدمین کا کہنا یہ ہے کہ مہندس جو مکان کا انداز کرنے والا ہے' جس وقت کسی مکان کے بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے جو چیز اس کے ذہن میں آتی ہے' وہ مکان کی صورت اور بناوٹ ہوتی ہے ـــــ لہٰذا اس کے اندازہ کرنے میں ایسا مکان کامل البنا ہے' حاصل ہو جاتا ہے ـــــ آخرکار مہندس کے علم وعمل کا حاصل وہ کامل مکان ہے ـــــ چنانچہ کامل مکان' مہندس کے حق میں تقدیراً اول اشیاء ہے اور وجود میں آخر اشیاء ہے ـــــ اس لیے کہ مکان سے پہلے اینٹوں اور دیواروں وغیرہ کا بنانا' شہتیر اور لکڑی وغیرہ کا کام غایت ہے اور کمال مکان کی طرف وسیلہ ہے کہ پورا مکان ہے ـــــ غایت مکان ہے اور مکان ہی کی وجہ سے آلات اور اعمال پائے جاتے ہیں۔

اس کے بعد امام غزالی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد ـــــ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آدم علیہ السلام کی خلقت ہونے سے پہلے بھی نبی تھے ـــــ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اس لیے ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور جب تک رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات کمال کو پہنچیں' آپ رفتہ رفتہ کدورت سے پاک کیے جائیں' جیسے کہ آپ قلب مبارک سے حلقہ نکالا گیا اور آپ کا سینہ چاک (شق صدر) کیا گیا ـــــ

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حقیقت تب تک سمجھ میں نہ آئے گی جب تک کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ مکان کے لیے دو وجود ہیں:

☆ ایک وجود مہندس کے ذہن اور دماغ میں ہے اور

☆ دوسرا وجود مکان کا وہ ہے کہ مہندس ذہن سے آنکھوں کے ذریعے مکان کی صورت دیکھتا ہے

یعنی وجود ذہنی ـــــ وجود خارجی عینی کا سبب ہے ـــــ لہٰذا وجود ذہنی (یعنی خاکہ) لامحالہ وجود خارجی سے پہلے ہے۔

جیسے یہ دونوں وجود ہیں' ویسے ہی اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کا تصرف خلق میں ہے۔

جس وقت اس امر کا ارادہ کیا جائے کے ہم اسے اللہ تعالیٰ کے حق میں پہچانیں۔[۲۱] تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کی ایجاد سے پہلے اشیاء کی تقدیر لکھتا ہے ـــــ اس کے بعد تقدیر کے مطابق وجود عطا کرتا ہے۔

O

امام غزالی علیہ الرحمہ نے جو کچھ کہا ہے وہ شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ کے اس قول سے رد کیا گیا ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا ہے۔''

جبکہ ایسا امر ہے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کنت نبیا سے آپ کی روح مبارک کی طرف اشارہ ہو ـــــ یا حقائق میں سے ایک حقیقت کی طرف اشارہ ہو۔ حقائق کی معرفت سے ہماری عقلیں قاصر ہیں ـــــ لیکن حقائق کو صرف وہ لوگ جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نور الٰہی سے مدد دی ہے ـــــ پھر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حقائق میں سے ہر ایک حقیقت کو جس وقت میں جو شے دینا چاہتا ہے' دیتا ہے ـــــ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت' وقت ابتداء اور تخلیق آدم علیہ السلام کی تکمیل سے پہلے متکون ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وہ وصف اس حقیقت کو اس طور سے عطا فرمایا ہے کہ اس حقیقت کی تخلیق نبوت قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت پر اس وقت اس وصف کا اضافہ فرمایا ہو ـــــ پس آپ کی حقیقت آدم علیہ السلام کی تخلیق (خلقت) سے پہلے ہے اور نبوت کا حصول پیدا ہونے کے وقت ہے ـــــ

''لطائف کاشی'' اور ''سبل'' میں ہے کہ وہ صفت جو نبوت ثابتہ (شک و شبہ سے پاک) ہے' وہ تیسرا مرتبہ (دمقام) ہے ـــــ جو یہ ہے کہ آپ مرتبہ علم الٰہی سے مرتبہ کتابت سے اس مرتبہ کی طرف منتقل ہوئے جو وجود عینی خارجہ کا مقام و مرتبہ

---

۲۱ وجود ذہنی حق تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ یہاں تشبیہ نہیں ہے بلکہ فقط ارادہ الٰہی کے سابق ہونے پر ایجاد میں۔

Marfat.com

ہے ــــ ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ اس مطلب نے یہ فائدہ دیا کہ

- آپ کی نبوت اولاً علم میں مقدر تھی۔
- پھر اس کے ساتھ کتابت کا تعلق ہوا۔
- پھر اس کے ساتھ ابراز اور ایجاد کا تعلق فرشوں کے لیے وجود عینی (ظاہری) ہوا۔

اور وہ قضیہ کہ آپ کی حقیقت کا ابراز عام موجودات سے پہلے ہے' یہ ہے کہ (مقامات و) مراتب چار ہیں:

- ایک مرتبہ تعلق علم کا ہے' اس طور پر کہ آپ نبی ہوں گے۔
- پھر آپ کے نور کا پیدا کرنا
- پھر آپ کو ام الکتاب (لوح محفوظ) میں لکھنا
- پھر ملائکہ کے لیے آپ کا ظاہر کیا جانا۔

اس کے ساتھ یہ قول اشارہ کرتا ہے کہ آپ کا انتقال ــــ مرتبہ علم اور مرتبہ کتابت سے ــــ مرتبہ وجود عینی (ظاہری) کی طرف ہوا ــــ چنانچہ

- آپ کی حقیقت یا آپ کی روح شریف بنی ہوگی۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت کی خبر دی تا کہ فرشتے اور ان کے علاوہ جو بھی عالم موجود اس وقت تھے' آپ کی اس کرامت کو جان لیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

آپ کی حقیقت (روح مبارک) اس وقت سے موجود ہے' اگرچہ آپ کا جسم مبارک بعد میں وجود میں آیا جو نبوت کا وصف لیے ہوئے ہے اور آپ کی روح مبارک پر اللہ تعالیٰ نے جو اضافی اور امتیازی اوصاف حمیدہ اتصاف فرمائے' اسی وقت سے حاصل ہیں' انہیں تاخیر نہیں ہوئی ــــ مگر اعلان نبوت' دعوت دین اسلام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص آپ ہی کے لیے جو کچھ ہے اور آپ کی روح مبارک کے اس عنایت کے اہل ہونے سے متعلق ہے' وہ فوری طور پر ظہور میں آئے۔ اس کے لیے ذرہ بھر دیر نہیں ہے ــــ اور اسی طرح آپ کا نبی ہونا اور آپ کو کتاب دی جانی اور نبوت کا حکم دیا جانا ہے۔ یہ سب آپ کی ذات شریف پر متقدم ہے' متاخر نہیں ہے مگر آپ کا اس عالم میں اس وقت تک ہونا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظہور فرمایا۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص نے اس طرح سے علم الٰہی کے ساتھ تفسیر کی ہے کہ آپ آئندہ نبی ہوں گے تو وہ شخص اس معنی کی طرف نہیں پہنچا جیسے امام غزالی علیہ الرحمہ وغیرہ ہیں ــــ اس لیے کہ

- اللہ تعالیٰ کا علم جمیع اشیاء پر محیط ہے اور
- ایسے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصف نبوت اس امر کا سزاوار ہے کہ اس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ

Marfat.com

وصف آپ کے لیے اس وقت امر ثابت تھا۔

اور اگر اس سے صرف علم الٰہی اس طرح سے مراد لیا جائے کہ آقا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مستقبل میں نبی ہوں گے ــــ تو آپ کو کوئی خصوصیت نہ ہوگی کہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت میں جمیع انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے باخبر تھا اور اس وقت سے پہلے جانتا تھا کہ آقا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آپ کے غیر کے سوا کوئی خصوصیت ضرور ہے ــــ اس لیے اس کے سبب آپ نے اپنی امت کو آگاہی کے لیے اس خبر سے باخبر فرمایا ہے تاکہ امت کے لوگ آپ کی اس قدر و منزلت کو پہچان لیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

O

شعبی کی روایت ہے کہ کسی نے پوچھا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کب نبی تھے؟ ــــ (یہ احتمال ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں) ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس وقت مجھ سے میثاق لیا گیا' آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔''۲۲

یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس وقت آدم علیہ السلام کی مٹی سے صورت بنائی گئی تھی' اس وقت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم' آدم علیہ السلام سے نکالے گئے اور نبی کیے گئے ــــ اور آپ سے وعدہ لیا گیا ــــ پھر آپ آدم علیہ السلام کی پشت کی طرف پھیر دیے گئے تا آنکہ اپنے ظہور کے اس وقت میں جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ظہور مقدر کیا ہے' ظہور فرمائیں ــــ چنانچہ آپ ظہور میں کل انبیاء علیہم السلام سے اول ہیں۔

کیا اس بات پر اعتراض نہ کیا جائے گا کہ یہ جو کہا گیا ہے' اس سے آدم علیہ السلام کا آپ سے پہلے پیدا ہونا لازم آتا ہے۔۲۳ اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت آپ نبی کیے گئے اور آپ سے وعدہ لیا گیا' اس وقت آدم علیہ السلام کا بدن بے روح تھا اور اس وقت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے ــــ جس وقت نکالے گئے اور نبی کیے گئے اور آپ سے وعدہ لیا گیا۔ چنانچہ ــــ

''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خلقت میں اول الانبیاء ہیں ــــ اور بعثت میں خاتم الانبیاء ہیں۔''

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے کے بعد ان سے ان کی اولاد نکالی گئی' جیسا کہ اس بات پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں۔۲۴ اور اس جگہ یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم' آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے

---

۲۲ اس حدیث کو ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جابر جعفی کی روایت سے ان احادیث میں روایت کیا ہے جن کو ابن رجب نے ذکر کیا ہے ــــ یہ مرسل حدیث شعبی کی ضعیف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سابق سے اس کو قوت ہے۔

۲۳ اس لیے کہ آپ آدم علیہ السلام کی طینت سے نکالے گئے ہیں ــــ یہ اس حدیث کے منافی ہے۔ کنت اول الانبیاء خلقاء ــــ یعنی ''میں پیدا ہونے میں کل انبیاء علیہم السلام سے اوّل ہوں۔''

۲۴ اور کچھ احادیث ایسی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ آدم علیہ السلام میں روح پھونکنے سے پہلے نکالے گئے یہ سلمان وغیرہ سے روایت ہے۔

Marfat.com

سے پہلے نکالے گئے ہیں اور نبی کیے گئے اور آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے سے پہلے آپ سے وعدہ لیا گیا۲۵ ــــــ بعض علماء نے اس اعتراض کا جواب یوں دیا ہے کہ:

''آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے سے پہلے حضرت آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی پشت سے نکالنے کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں کہ نوع انسانی کے مخلوق ہونے سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی مقصود ہیں۔یعنی اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو نوع انسانی پیدا نہ ہوتی ــــــ آپ عین نوع انسانی ہیں ــــــ اور نوع انسانی کا خلاصہ ہیں ــــــ اور نوع انسانی کی لڑی کا آپ وہ گراں قیمت موتی ہیں جو واسطہ العقد ہے۔''

جو احادیث پہلے بیان ہوئیں' وہ اس ضمن میں خاص ہیں کہ آپ کو خلقت میں خصوصیت ہے ــــــ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر جاننے والا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سب نبیوں اور ان کی امتوں کے لیے:

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے آیت اذا اخذ اللہ میثاق النبیین کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ اسلام کے زمانہ سے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا ــــــ اور وہ انبیاء کرام جو آدم علیہ السلام کے زمانہ تک آئے ہیں' کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس نبی سے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں عہد لیا:

''اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث کیے جائیں ــــــ اور وہ نبی زندہ ہو تو اسے چاہیے کہ

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرے۔
- اور وہ نبی ان کل امور کے ساتھ اپنی قوم سے عہد لے۔۲۶

جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا کیا۔اس کو یہ امر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھے ــــــ آپ کے نور نے ان انبیاء علیہم السلام کو اس درجہ ڈھانپ لیا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں یوں گویا کیا:

''اے ہمارے رب! یہ کون ہے جس کے نور نے ہم کو ڈھانپ لیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے ــــــ اگر تم اس پر ایمان لاتے ہو تو میں تم کو نبی کر دیتا ہوں۔''

کل انبیاء علیہم السلام نے کہا:

''ہم آپ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام سے پوچھا:

---

۲۵ کیا یہ امر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خصوصیت ہے یا اس خلاف پر مبنی ہے جس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔

۲۶ اسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے ــــــ عماد ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

Marfat.com

''کیا میں تم پر گواہی دوں؟''

انہوں نے کہا ـــــ ''بے شک!''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان **اذاخذ اللہ میثاق النبیین لما تتکم من کتاب وحکمة ثم جائکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه ـــــ وانا معکم من الشاهدین** ۲۷

شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس آیت شریفہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بلند ذکر اور آپ کی قدر عالی کی جو تعظیم ہے' وہ ڈھکی چھپی نہیں ہے ـــــ اور آپ کی اس تعظیم اور مرتبہ کے ساتھ یہ امر ہے کہ اگر آپ کا انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں تشریف لانا قرار دیا جائے تو اس تقدیر پر یہ ہے کہ

''آپ کل انبیاء علیہم السلام کی طرف مرسل ہیں''

چنانچہ آپ کی نبوت اور رسالت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک جمیع خلق کے لیے عام ہوگی ـــــ اور کل انبیاء علیہم السلام اور ان کی کل امتیں انبیاء علیہم السلام کی بقاء اور نبوت کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت میں آپ کی امت سے ہوں گی۔ آپ کا یہ فرمان عالی **وبعث الی الناس کافة** آپ کی قوم اور ان کے سوا جو قومیں عرب وعجم اور اسود واحمر ہیں' سب کو شامل ہوگا ـــــ امام مسلم کی روایت میں ہے **بعثت الی الخلق کافة** ـــــ اس پر اجماع ہے کہ آپکا یہ فرمان جنوں اور فرشتوں کے لیے ہے۔ ۲۸ ـــــ اس فرمان کے ساتھ وہ آدمی جو پیدا ہونے والے ہیں' آپ کے زمانہ سے قیامت تک مختص نہ ہوں گے بلکہ آپ کا فرمان ان آدمیوں کے لیے بھی ہے جو ان آدمیوں سے پہلے تھے۔ ۲۹ جس وقت یہ پہچان لیا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی الانبیاء ہیں ـــــ یعنی ایسی حالت میں کہ انبیاء علیہم السلام کی بقاء نبوت پر ہے۔ آپ ان کی طرف مرسل ہیں ـــــ اس لیے کہ آپ انبیاء علیہم السلام کے نبی ہیں۔ ظاہر یہ ہوا کہ

☆ جمیع انبیاء علیہم السلام آخرت میں آپ کے لوا کے نیچے ہوں گے۔

☆ اور دنیا میں بھی ایسا ظاہر ہوا ہے کہ شب معراج میں آپ نے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے ـــــ اور آپ ان کے امام ہوئے ہیں۔

اگر آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے زمانہ میں آپ کے تشریف لانے کا اتفاق ہوتا تو ان انبیاء علیہم السلام اور ان کی کل امتوں کو آپ پر ایمان لانا اور آپ کی نصرت واجب ہوتی۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا۔

---

۲۷ یعنی آپ کے نور پر کمالات اور نبوت کی افاضت کی اور آپ کی خلقت کو اللہ تعالیٰ نے اکمل کیا۔

۲۸ یہ دونوں ارشادات میں سے ایک فرمان ہے۔ اس فرمان کو ابن حزم' مازری اور امام سبکی علیہ الرحمہ نے ترجیح دی ہے۔

۲۹ یہ جو مذکور ہوا ہے کہ آپ نبی تھے اور آپ کی اتباع کے لیے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا گیا ہے اور روحیں جسموں سے پہلے پیدا ہوئی ہیں ـــــ اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا معنی ظاہر ہے۔ **کنت نبیاء و آدم بین الروح والجسد**

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اصل طینت:

عارف ربانی عبداللہ ابن ابی حمزہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''بہجتہ النفوس'' اور ان سے پہلے ابن سبع نے اپنی کتاب ''شفا الصدور'' میں کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ارادہ کیا' حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ''وہ مٹی لائیں جو زمین کا قلب' اس کا حسن اور اس کا نور ہے۔'' ــــــ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام جنت کے فرشتوں اور رفیع اعلیٰ (ساتویں آسمان کے گروہ) زمین پر اترے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی جگہ سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک مٹھی مٹی لی ــــــ وہ مٹی روشن روشن اور منور تھی ــــــ وہ مٹی جنت کی نہروں میں سے تسنیم کے پاک وصاف پانی سے گوندھی گئی' یہاں تک کہ مٹی روشن موتی کی طرح ہوگئی ــــــ اس کی عظیم شعاعیں تھیں۔ پھر فرشتوں نے اس کو عرش وکرسی' زمین وآسمانوں' پہاڑوں اور دریاؤں کے اطراف طواف کرایا۔ ــــــ اس سے پہلے کہ آدم علیہ السلام کو پہچانیں' ملائکہ اور جمیع خلق نے ہمارے سید حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے فضل کو پہچان لیا۔

اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو جب اپنے اس ارشاد طوعا وکرہا سے خطاب فرمایا تو آسمان اور زمین نے جواب دیا۔

اتینا طایعین یعنی ہم دونوں اور ہمارے درمیان جو مخلوق ہے' ان کے ساتھ ہم ایسے حال میں حاضر ہیں کہ تیرے حکم کے مطیع رہیں۔

زمین سے کعبہ شریف کی جگہ نے ــــــ اور آسمان سے اس جگہ نے جو کعبہ کے محاذی ہے' جواب دیا ــــــ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اصل طینت اس ناف زمین سے ہے جو مکہ میں ہے ــــــ بعض علماء نے کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد اس امر سے آگاہی دیتا ہے کہ زمین سے جگہ نے جواب نہیں دیا بلکہ درۂ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اور کعبہ کی جگہ سے دراز کشیدہ زمین نے۔

لہٰذا تکوین میں اصل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہو گئے اور کل کائنات آپ کے تابع ہوگئی ــــــ اسی لیے کہا گیا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القریٰ ہے ــــــ اور آپ کا درہ ام الخلیقہ یعنی اصل خلقت ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہر شخص کی مٹی اس کے مدفن کی جگہ سے ہوتی ہے' اس کا تقاضا یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن مکہ میں ہوتا۔ اس کی وجہ سے کہ آپ کی مٹی مکہ معظمہ سے تھی ــــــ صاحب ''عوارف المعارف'' علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ:

''اس پانی نے جس پر عرش تھا' جس وقت موجیں ماریں اور اطراف میں اپنا کف پھینکا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جوہر یعنی آپ کی طینت اس جانب میں کہ آپ کی تربت شریف مدینہ منورہ میں ہے' واقع ہوئی۔

پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکی ہیں کہ آپ کی طینت مکہ سے ہے اور آپ مدنی ہیں کہ آپ کی تربت مدینہ

Marfat.com

میں ہے ـــ آپ کا شوق مکہ کی طرف تھا اور حال یہ تھا کہ آپ کی تربت مدینہ میں تھی۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آسمان اور زمین والوں کے لیے:

ابن طغر بیگ کے مولد شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو الہام کیا ـــ انہوں نے پوچھا:

"اے میرے رب! تو نے میری کنیت کس لیے **ابو محمد** رکھی ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے آدم! تم اپنا سر اٹھاؤ۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سراوق عرش میں دیکھا ـــ آدم علیہ السلام نے پوچھا:

"اے رب! یہ کیا نور ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یہ اس نبی کا نور ہے جو تمہاری اولاد سے ہے ـــ اس کا نام آسمان میں **احمد** مشہور ہے اور اہل زمین کے لیے **محمد** ہے ـــ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔"

اس روایت کی شہادت وہ حدیث پاک ہے جسے حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا ہوا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:

"اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔"

شاعر نے کہا ہے۔

وکان لذی الفردوس فی زمن الصبا　　واثواب شمل الانس محکمة السدی[۳۰]

آدم علیہ السلام اپنے اول امر میں روح کے جسم سے ملنے کے بعد فردوس کے نزدیک تھے اور انس (محبت) کی جمعیت کے کپڑے تانا میں مضبوط تھے ـــ یعنی نافرمانی سے پہلے مقام خوشنودی الٰہی میں فردوس میں تھے اور جمعیت انس کے اثواب کا تانا محکم تھا۔

یشاهد فی عدنا ضیاءً مشعشعا　　یزید علی الانوار فی الضوء والهدیٰ[۳۱]

آدم علیہ السلام ایسے حال میں کہ جنت عدن میں تھے منتشر ضیا یعنی قوی نور کا مشاہدہ کرتے تھے ـــ وہ ضیا اور انوار

---

۳۰ اثواب، ثواب کی جمع ہے یعنی کپڑا ـــ سدیٰ کپڑے کا تانا جو بانے کے مقابل ہے ـــ کپڑے کی اصل تانا ہے جس کی مضبوطی سے کپڑا مضبوط ہوتا ہے ـــ اثواب اور انس کے اکٹھا ہونے اور اس کے تانے کے محکم ہونے سے مراد قرب الٰہی ہے ـــ صبا لڑکپن کے معنی میں ہے۔ اس کی جگہ لفظ رضا بھی آیا ہے۔

۳۱ جنت عدن اور جنت فردوس بہشت کے نام ہیں ـــ مشعشع یعنی منتشر جیسا کہ شامی میں ہے۔

Marfat.com

متعارفہ سے زیادہ روشن اور ہدایت میں زائد النور تھی۔

فقال الٰھی ما الضیاء الذی اری   جنود السماء تعشو الیہ ترددا ۳۲

آدم علیہ السلام نے پوچھا' اے میرے مولیٰ! یہ کیسی روشنی ہے؟ جسے میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کے رہنے والوں کے لشکر روشنی کی طلب میں ایسے حال میں قصد کرتے ہیں کہ وہ بار بار اس کی طرف دوڑتے ہیں۔

فقال نبی خیر من وطئی الثریٰ   وافضل من فی الخیر راح اواغتدا ۳۳

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جواب دیا کہ وہ روشنی وہ نبی ہے جو ان لوگوں کا خیر ہے کہ زمین پر چلتے ہیں ــــ اور ان لوگوں کے لیے فضل ہے جو صبح وشام خیر کا راستہ طے کرتے ہیں۔

تخیرتہ من قبل خلقك سیدا   وابسة قبل النبیین سوددا

اے آدم! تمہارے پیدا کرنے سے پہلے میں نے حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو سردار کیا ہے ــــ اور سب نبیوں سے پہلے میں نے ان کو شرف کا لباس پہنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بہ اغراض نہیں ہیں:

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلّل باغراض نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے میں کیونکر علت ہوگی؟ــــ

اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ یہ بات دلائل سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض افعال کی تعلیل ان حکمتوں اور مصلحتوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ حکمتیں اور مصلحتیں اللہ تعالیٰ کے افعال کی غایات اور منافع (ثمرات) ہیں ــــ نہ وہ اسباب ہیں کہ فعل پر بھڑکانے والے ہوں اور نہ ہی اس کی فاعلیت کے لیے علت مقتضیہ ہیں۔ ۳۴ ــــ یہ امر اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے کہ اس سے ذات کی تکمیل کی محتاجی اپنے غیر سے لازم آتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ غیر کا محتاج نہیں ہے ــــ اس امر پر نصوص شاہد ہیں کہ بعض افعال الٰہی کی تعلیل حکمتوں اور مصلحتوں کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہے۔ یعنی میں نے مخلوق (جن وانسان) کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

لہٰذا بعض افعال کی تعلیل حکمتوں اور مصلحتوں کے ساتھ لفظی تعلیل مراد ہے نہ کہ معنوی تعلیل ــــ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ منافع سے بے نیاز ہے ــــ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل کسی ایسے فائدے کے لیے نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ یا غیر کی طرف راجع ہو ــــ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ غیر واسطہ عمل کے کسی کو فائدہ پہنچائے۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

---

۳۲ تعشو بمعنی قصد کرنا' ارادہ کے ہیں ــــ متردد' دوڑنے والا۔

۳۳ ثریٰ' نمناک خاک' خلاف تراب ــــ یہاں پر ثریٰ بمعنی مطلق زمین ہے۔

۳۴ یعنی فاعلیت کے لیے اس طور سے علت مستلزمہ نہیں ہیں کہ ان کے وجود سے اللہ تعالیٰ کا فاعل ہونا لازم ہو۔

Marfat.com

"یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' جملہ اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو شے پیدا کی ہے' مجھے اس کی خبر دیجئے۔"

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے جابر! تحقیق اللہ تعالیٰ جملہ اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تمہارے نبی کا نور پیدا کیا____ اللہ تعالیٰ نے جس جگہ چاہا اس کی قدرت سے وہ نور دور کرنے لگا____ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم' نہ جنت تھی نہ دوزخ' نہ کوئی فرشتہ تھا نہ کوئی آسمان اور نہ ہی کوئی زمین' نہ کوئی سورج تھا' نہ چاند۔ نہ ہی کوئی جن تھا اور نہ کوئی انسان۔"

تخلیق کائنات کے دیگر مراحل:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ارادہ کیا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار اجزاء پر تقسیم کیا:

- اس نور کے اوّلی جز سے قلم پیدا کیا۔
- اس کے دوسرے جز سے لوح پیدا کی۔
- اس کے تیسرے جز سے عرش پیدا کیا
- پھر چوتھے جز کو چار اجزا پر تقسیم کیا:
- اول جز سے حاملان عرش پیدا کیے (کہ وہ آٹھ فرشتے ہیں)
- دوسرے جز سے کرسی پیدا کی (جو عرش سے غیر ہے)
- تیسرے جز سے کل ملائکہ پیدا کیے
- پھر چوتھے جز کو چار اجزا پر تقسیم کیا:
- پہلے جز سے سات آسمان پیدا کیے۔
- دوسرے جز سے سات زمینیں پیدا کیں (زمینوں کی پیدائش آسمانوں سے پہلے ہے)
- تیسرے جز سے جنت اور دوزخ پیدا کی۔
- پھر چوتھے جز کو چار اجزاء پر تقسیم کیا:
- اول جز سے مومنوں کے ابصار کے نور کو پیدا کیا۔
- دوسرے جز سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا کیا کہ وہ نور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔
- تیسرے جز سے مومنوں کے انس کے نور کو پیدا کیا کہ وہ توحید ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یعنی اس نور میں اضافہ نہیں فرمایا بلکہ اسی نور کو تقسیم کیا جو ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔

علماء نے سائل کے اس سوال کے جواب میں اختلاف کیا ہے:

Marfat.com

''کیا نورِ محمدی کے بعد قلم مخلوقات سے اوّل ہے؟''____

اس کا جواب حافظ ابو یعلی ہمدانی نے یہ دیا ہے کہ:

''جمہور کا واضح مذہب یہ ہے کہ قلم سے پہلے عرش پیدا کیا گیا ہے____ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔''

یہ حدیث صریح اس باب میں ہے کہ عرش کے پیدا ہونے کے بعد مخلوق کی تقدیر لکھی گئی____ اور عبادہ بن الصامت کی حدیث جو مرفوع ہے' اس سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اول ما خلق اللہ القلم یعنی قلم کے اول پیدا ہونے کے وقت مخلوق کی تقدیر لکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے قلم سے فرمایا ''تو لکھ!''____ قلم نے عرض کیا:

''اے میرے رب! میں کیا لکھوں؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کل اشیاء کی تقدیر لکھ'' ۳۵

اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث کہا ہے____ ابو رزین العقیلی کی مرفوع حدیث سے احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان الماء خلق قبل العرش ''یعنی پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا ہے۔''

اور سدی نے متعدد اسناد سے روایت کی ہے کہ ان اللہ لم یخلق شیئا مما خلق قبل الماء تحقیق اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں' ان میں کسی شے کو پانی سے پہلے پیدا نہیں کیا____ حضرت جابر اور ابو رزین کی دونوں حدیثوں کو جمع کیا جائے تو بات یوں بنتی ہے کہ:

''قلم کی اولیت ان مخلوقات کی نسبت ہے جو نورِ محمدی' عرش اور پانی کے سوا ہیں۔''

ان چیزوں میں جو اولیت ہے' وہ اس اضافت کی وجہ سے ہے جو ان کی جنس کی طرف ہے جیسے:

☆ اول وہ شے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے' میرا نور ہے۔

☆ ایسے ہی باقی اشیاء میں کہا جائے کہ اول وہ شے پیدا کی گئی ہے کہ لکھتی ہے' وہ قلم ہے جس نے مخلوق کی تقدیریں لکھیں۔

☆ اور اول وہ شے پیدا کی گئی جس پر عرش ہونا صادق آتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ ۳۶

---

۳۵ عبدالرزاق کی حدیث میں چوتھا آخری جز بیان سے رہ گیا ہے۔ اس لیے عبدالرزاق کی تصنیف کی طرف رجوع کرنا چاہیے____ اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اختلاف ہے۔

۳۶ عرش بہت سے معنوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قاموس وغیرہ میں ہے۔

Marfat.com

بیضاوی نے اولیت کو اجرام سماوی کی اولیت کے ساتھ مقید کیا ہے نہ مطلق کہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد رب العرش العظیم کے معنی میں کہا ہے ـــــ

''عرش وہ ہے کہ وہ اول اجرام ہے ـــــ اور کل اجرام سے اعظم ہے ـــــ اور کل اجرام پر محیط ہے۔'' ۳۷

حضرت آدم علیہ السلام کی آسمانوں کی سیر:

''احکام ابن قطان'' میں علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ابن مرزوق کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے میں اپنے رب کے سامنے ایک نور تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس نور کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا ـــــ اپنی شدت سے وہ نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ ان کے تمام نور پر جو جسم میں تھا یا باقی انوار پر جو انبیاء علیہم السلام کے نور تھے' وہ نور ان سب پر غالب تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مملکت کے تخت پر آدم علیہ السلام کو رفعت دی' اس تخت کو اپنے ملائکہ کے کندھوں پر اٹھوایا اور ملائکہ کو حکم فرمایا۔ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو آسمانوں کی سیر کرائی تاکہ اللہ تعالیٰ کے عجائبات ملکوت کو دیکھیں۔ ۳۸ ـــــ کعب الاحبار سے کسی نے پوچھا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو کتنی بار اکرام سے آسمانوں کی سیر کرائی؟ ـــــ کعب نے کہا: ''تین بار۔''

- پہلی بار ''سریر کرم'' پر بٹھا کر سیر کرائی۔
- دوسری بار ملائکہ کے کندھوں پر۔
- تیسری بار میموں گھوڑے پر سوار کرا کے سیر کرائی گئی۔

میموں گھوڑا مشک اذفر سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بازوؤں کے پر موتی اور مرجان سے ہیں ـــــ آدم علیہ السلام کی سواری کے وقت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ میکائیل علیہ السلام' آدم علیہ السلام کے دائیں طرف اور اسرافیل علیہ السلام بائیں طرف تھے ـــــ آسمانوں کی سیر کے دوران آدم علیہ السلام اپنے دائیں اور بائیں طرف ملائکہ سے سلام علیک کرتے تھے' آدم علیہ السلام کہتے تھے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فرشتے اسی طور سے سلام کا جواب دیتے تھے ـــــ آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ تحیہ (سلام) تمہارا اور تمہاری اولاد کا

---

۳۷ حکیم ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی خلقت کو کامل کیا تو ان کو جبرئیل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل علیہ السلام کے کندھوں پر اس تخت کو اٹھوایا جو سونے کا تھا یا یاقوت احمر کا تھا ـــــ۔ اس تخت کے نو ستون تھے ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو میرے آسمانوں کی سیر کراؤ تاکہ آدم آسمانوں کے عجائبات دیکھیں ـــــ پھر ان فرشتوں کو حکم ہوا کہ وہ اپنے منہ عرش کی طرف پھیر کر اس کے سامنے سجدہ کریں۔ فرشتوں نے ایسا ہی کیا ـــــ اسی لیے آدم علیہ السلام کی اولاد کا جنازہ چار آدمی اٹھاتے ہیں ـــــ فرشتوں میں اس تخت کا نام ''سریر مملکت'' تھا۔

۳۸ یعنی اللہ تعالیٰ کے ملک عظیم کو دیکھیں ـــــ ملکوت میں تا مبالغہ کے لیے ہے۔

Marfat.com

قیامت کے دن تک ہے۔ ۳۹

آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمیع مخلوقات کے نام سکھائے ۴۰ ــــ پھر جمیع ملائکہ کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے لیے حکم فرمایا ــــ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس لعین نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا ــــ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی رحمت سے اور اپنی جنت سے دور کر دیا اور دونوں جہاں میں اسے خوار و رسوا کیا ــــ

آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ تعظیمی سجدہ تھا اور تحیۃ کے طور پر۔ جیسے کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا تھا۔ وہ سجدہ سجدۂ عبادت نہیں تھا' اس لیے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی مسجودلہٗ ہے ــــ اور آدم علیہ السلام قبلہ کی مانند ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سجدہ کیا' پھر میکائیل علیہ السلام نے پھر اسرافیل علیہ السلام نے اور پھر عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا۔ ان کے بعد ملائکہ مقربین نے سجدہ کیا ــــ جبکہ ابوالحسن نقاش نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا ــــ پہلے سجدہ کرنے پر انہیں لوح محفوظ کی تولیت سے جزا دی گئی۔ ۴۱ ــــ اسرافیل علیہ السلام کی اس اولیت پر ان کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ ان کی پیشانی پر کل قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔

یہ حدیث پہلی حدیث سے معارض ہے ــــ مصنف کے شیخ نے ان دونوں حدیثوں کو اس طرح جمع کیا ہے:

''جس نے بالفعل اول سجدہ کیا وہ اسرافیل ہیں ــــ اور جس نے امتثال کے لیے اول سجدہ کیا' وہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ ۴۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''سجدہ جمعہ کے دن وقت زوال سے عصر تک تھا۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کا ظہور:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو ان کی ایک بائیں پسلی سے پیدا کیا جبکہ

---

۳۹ حضرت جعفر ابن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ روح آدم علیہ السلام کے سر پر ایک سو برس ٹھہری رہی ــــ اور ایک سو برس ان کے سینہ میں ٹھہری رہی' پھر ایک سو برس تک ان کی دونوں پنڈلیوں اور قدموں میں ٹھہری رہی۔

۴۰ الہام سے سکھائے یا علم ضروری سے سکھائے یا فرشتے کی زبان سے سکھائے ــــ قرطبی نے کہا ہے کہ وہ فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

۴۱ یعنی ان کو لوح محفوظ پر اطلاع دی گئی اور ان کو لوح محفوظ میں متصرف کیا گیا ــــ لوح محفوظ میں جو شے ہے' اسرافیل علیہ السلام اسے ملائکہ کی طرف نقل کرتے ہیں۔

۴۲ مصنف کے شیخ نے کہا ہے کہ شاید دفعہ واحدۃ کی سجدہ نہ کرنے میں یہ حکمت ہو ــــ اول سجدہ کرنے والے نے اشارہ سے سمجھا کہ وہ سجدہ کے لیے مخاطب ہے ــــ سب سے اول اور جمع میں وقفہ ہے۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام سو رہے تھے ——— ''حوا'' نام اس لیے رکھا گیا کہ وہ زندہ سے پیدا کی گئی تھیں ——— حضرت آدم علیہ السلام جب بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حوا کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ دل میں ان کے لیے کشش محسوس ہوئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے الہام سے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔[۴۳] ——— فرشتوں نے کہا کہ ''اے آدم! ٹھہر جاؤ' ہاتھ نہ بڑھاؤ'' ———

آدم علیہ السلام نے کہا:

''میں کس لیے اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے حوا کو میرے لیے پیدا کیا ہے۔''[۴۴]

فرشتوں نے کہا:

''حوا کا مہر ادا کرو'' ——— آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا:

''ان کا مہر کیا ہے؟''

ملائکہ نے کہا:

''حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تین بار درود شریف پڑھو' یہی مہر ہے۔''[۴۵]

ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''صلوٰۃ الاحزان'' میں روایت کی ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کی قربت کا ارادہ کیا تو حضرت حوا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے مہر طلب کیا۔[۴۶] ——— آدم علیہ السلام نے عرض کی:

''اے میرے رب! میں حوا کو کیا چیز مہر دوں؟''

اللہ تعالیٰ نے وحی سے فرمایا:

''میرے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ پر بیس بار درود شریف پڑھو۔''

آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بیس بار درود شریف بھیجا ——— پھر اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا علیہما السلام دونوں کو نعیم جنت مباح کی اور دونوں کو گندم کے درخت سے ممانعت فرمائی۔

جنت کے جس پھل کے کھانے سے منع فرمایا گیا' اس کے بارے میں تین مختلف روایات ملتی ہیں:

☆ وہب نے کہا ہے کہ گندم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کا دنیا میں رزق کیا ہے ——— گندم کا ہر ایک دانہ گائے کے گردہ کی مثل تھا ——— شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ نرم تھا۔[۴۷]

☆ اور یہ کہا گیا کہ انگور کے درخت سے ممانعت کی تھی۔[۴۸]

---

۴۳ قربت کے ارادہ سے یا بغیر قربت' لذت و فرحت پانے کے لیے۔

۴۴ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو جو یہ جواب دیا' یہ جواب علم ضروری سے تھا ——— یا الہام سے تھا ——— یا حضرت حوا علیہا السلام نے خبر دی کہ میں تمہارے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

۴۵ ظاہر میں یہ ہے کہ ملائکہ کو اس کا علم وحی کے ذریعے ہوا تھا۔

۴۶ حوا علیہا السلام نے یہ ملائکہ سے سنا تھا ——— یا وحی کے ذریعہ ——— یا الہام سے معلوم ہوا تھا۔

۴۷ یہ ابن عباس' حسن' عطیہ' قتادہ' قرطبی' محارب اور مقاتل کے قول میں ہے۔

۴۸ یہ ابن مسعود' ابن جبیر' سدی اور جعدہ بن ہبیرہ کا قول ہے ——— ان کا کہنا ہے کہ خمر (شراب) آدم علیہ السلام کی اولاد پر حرام کی گئی ہے۔

Marfat.com

☆ اور یہ کہ تین کے درخت سے ممانعت کی تھی۔۴۹

شیطان لعین کا حسد و حیلہ ــــ اور آدم و حوا کی جنت بدری:

ان دونوں سے ابلیس لعین نے حسد کیا ــــ جس نے سب سے پہلے حسد اور تکبر کیا ہے وہ ابلیس لعین ہے ــــ ابلیس جنت کے دروازہ کے پاس آیا۔ اس نے یہاں تک حیلہ کیا کہ وہ جنت کے دروازہ میں داخل ہو گیا۔۵۰ ــــ جنت میں داخل ہونے کے بعد آدم و حوا علیہما السلام کے پاس آیا اور کھڑا ہو گیا اور اس طور سے ان کے سامنے نوحہ کیا کہ اپنے نوحہ سے دونوں کو غمگین کر دیا ــــ ابلیس پہلی ذات ہے جس نے نوحہ کیا ــــ آدم اور حوا علیہما السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟

ابلیس لعین نے کہا:

''میں تم پر روتا ہوں کہ تم دونوں مر جاؤ گے اور نعیم جنت کھو دو گے ــــ میں تم کو ایک درخت کے بارے میں بتلاتا ہوں۔ تم دونوں اس درخت سے کھا لو۔''۵۱

اور ابلیس لعین نے دونوں سے حلف لیا کہ میں تمہارا ناصح ہوں ــــ ابلیس لعین وہ پہلی ذات ہے جس نے جھوٹا حلف کیا ہے اور بات میں آلودگی اور خیانت کی ہے۔۵۲ ــــ اور آدم و حوا علیہما السلام سے اللہ کی قسم کھائی اور کہنے لگا:

''تم دونوں میں سے جو کوئی گندم کا دانہ کھانے کے لیے پہل کرے گا' اس کو اپنے صاحب پر غلبہ ہوگا۔''

ابلیس لعین کے کہنے پر حضرت حوا نے اس درخت کا ایک دانہ کھا لیا ــــ پھر حوا نے آدم علیہ السلام کے لیے بات بنائی اور ترغیب دی۔ یہاں تک کہ آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھا لیا ــــ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام نے یہ گمان کیا کہ کوئی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم کھائے (گویا ابلیس لعین نے جھوٹا حلف نہیں کیا ہے) ــــ دانہ کھانے پر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:

''اے آدم! میں نے جنت میں جو چیزیں مباح کی تھیں' کیا اس میں اس درخت سے سعت اور فسحت نہیں تھیں؟''۵۳

آدم علیہ السلام نے عرض کی:

''اے رب! تیری عزت کی قسم! بے شک جنت میں ہر شے فراخ و کثیر تھی لیکن میں نے یہ گمان کیا کہ کوئی تیری جھوٹی قسم نہ کھائے گا ــــ (اور اسی بات نے مجھے پھل کھانے کی ترغیب دی)''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

۴۹ یہ قتادہ اور ابن جریج کے نزدیک ہے۔
۵۰ ابلیس لعین کو جنت میں طاؤس اور سانپ نے داخل کرایا۔
۵۱ اور ایسے ملک کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ وہ ملک ہمیشہ ایک حالت پر رہے گا' پرانا نہ ہوگا۔
۵۲ اور غرض سے خالص نصیحت نہیں کی۔
۵۳ یعنی جنت میں انواع و اقسام کی نعمتیں کثرت سے تھیں۔

Marfat.com

"مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں تجھے زمین پر اتاروں گا اور تو محنت و تکلیف کے بغیر معیشت نہ پائے گا۔"
چنانچہ آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اتار دیئے گئے۔

آدم وحوا کو کس مقام پر اتارا گیا:

اس بارے میں مختلف روایات ہیں:

- آدم علیہ السلام سراندیپ میں اور حضرت حوا علیہا السلام جدہ میں۔
- عرفہ میں
- مزدلفہ میں

ابلیس لعین اور سانپ کہاں پھینکے گئے:

اس سلسلہ میں بھی روایات مختلف ہیں:

- بصرہ کے قریب ابلہ میں اتار دیا گیا
- جدہ میں اتارا گیا

اور سانپ

- بسیان میں
- بجستان میں
- اصفہان میں

بعض نے اس کے سوا بھی کہا ہے۔

آدم علیہ السلام جنت میں کتنا عرصہ رہے؟

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آخرت کے نصف دن کے برابر ٹھہرے ـــــ کلبی کے مطابق یہ پچاس ہزار سال ہیں۔
- ضحاک نے کہا کہ آدم جنت میں وقت ضحا داخل ہوئے اور دو نمازوں کے درمیان نکلے۔
- حضرت حسن بسری علیہ الرحمہ نے کہا دو دن ایک گھڑی ٹھہرے ـــــ دنیا کے حساب میں یہ ایک سوتیس سال ہوتے ہیں۔
- وہب اور ابن جریر کے مطابق دنیا کے حساب سے تینتالیس (۴۳) سال جنت میں ٹھہرے۔
- یہ بھی کہا گیا کہ دنیا کے دنوں سے بعض دن ٹھہرے۔

ممنوعہ پھل کھانے کی ترغیب دینے پر حضرت حوا کو سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت فرمایا:
"تو نے جو یہ فعل کیا' اس کے لیے کس شے نے تجھے مائل کیا۔"

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی:

''اس کے لیے حوا نے ترغیب دی تھی' اس لیے میں نے دانا کھالیا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میں حوا کو یہ سزا دوں گا کہ وہ مشقت سے حاملہ ہوگی اور ہر ماہ دوبارہ خون آلود کروں گا۔'' ۵۴

آدم علیہ السلام کی گریہ زاری:

اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

- وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتار دیئے گئے' وہ تین سو برس تک رویا کرتے اور ان کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔
- مسعودی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا' وہ جنت اور اہل جنت کے فراق سے روئے۔ ۵۵ اگرچہ جنت سے خروج سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی گئی تھی۔

اگر اہل زمین کے آنسو جمع کیے جائیں اور آدم علیہ السلام کے آنسو جمع کیے جائیں تو آدم علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسوؤں سے کثیر ہوں گے۔

- مجاہد نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام ایک سو برس تک روتے رہے اور اپنے رب سے شرم کے باعث آسمان کی طرف سر نہیں اٹھاتے تھے۔

آدم و حوا کے آنسوؤں کے ثمرات:

مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے تر و تازہ عود' زنجبیل اور صندل اگایا ــــــ اور انواع و اقسام کی خوشبوئیں پیدا کیں۔

حضرت حوا علیہا السلام یہاں تک روئیں کہ ان کے آنسوؤں سے قرنفل اور گرم مصالحہ کے اجزا اُگ آئے۔

اس بھول سے عبرت پکڑو:

اے اولادِ آدم! غور کرو کہ تمہارے باپ ایک ادنیٰ فعل پر تین سو سال تک روتے رہے ــــــ ان کا وہ فعل بھول سے ہوا ــــــ اے بڑے بڑے گناہ کرنے والو! جان بوجھ کر گناہ کرنے پر تمہارا کیا حال ہوگا' تم کیا کرو گے! ــــــ اے اہل ابصار! اپنے باپ کے فعل سے عبرت پکڑو ــــــ آدم علیہ السلام فرشتوں کو جب آسمانوں سے آتے جاتے دیکھتے تو ان کا یہ آنا جانا حضرت آدم کو اپنے وطن کے لیے بہت تڑپاتا۔ ۵۶ اپنے گزرے وقت اور اپنے ہمسایوں (جنت میں فرشتے اور حیوانات) کو یاد

---

۵۴ مراد حیض ہے۔

۵۵ اہل جنت ملائکہ تھے ــــــ اور آدم علیہ السلام گندم کھانے پر روئے۔

۵۶ وطن سے مراد جنت اور اس کے مقامات ہیں کہ بلا کھٹکے ان کی نعمتیں ان کو مباح کی گئی تھیں۔

Marfat.com

کرتے تھے ـــــ اے گناہگارو! اس خطا سے خود کو بچاؤ کہ جس خطا پر حبیب اپنے محبّ سے یہ کہے:

هذا فراق بيني وَ بينك

اے عقل سلیم والے! تو یہ دیکھ اور غور کر کہ تیرے باپ آدم علیہ السلام نے ''سریرِ مملکت'' پر کیونکر جلوس کیا ـــــ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ اس لقمہ کی طرف بڑھایا جس سے انہیں منع کر دیا گیا تھا ـــــ اور پھر وہ جنت سے نکال دیئے گئے ـــــ

اے آدم علیہ السلام کے فرزندو! ـــــ گناہوں کے انجام سے ڈرو ـــــ اس لیے کہ جس پر گناہ نازل ہوئے' گناہوں نے اسے اس کے مقام سے گرا کر پست مرتبہ کر دیا۔

آدم علیہ السلام کی بھول گناہ صغیرہ تھا:

اگر یہ کہا جائے یا اعتراض کیا جائے کہ یہ ایک بار کا فعل' جس کے سبب آدم علیہ السلام جنت سے اتار دیئے گئے' گناہ کبیرہ تھا یا صغیرہ! ـــــ اگر کبیرہ تھا تو انبیاء علیہم السلام پر نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد کبیرہ جائز نہیں ہے ـــــ اور اگر یہ فعل صغیرہ تھا تو اس کے سبب جو حکم جاری ہوا' وہ کس لیے جاری ہوا:

- آدم علیہ السلام کا لباس اتار لیا گیا۔
- انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔
- اس کے سوا ان کے ساتھ جو دیگر امور ہوئے

صاحب ''کشاف'' زمخشری نے اس کا جواب اس طرح سے دیا ہے کہ یہ گناہ صغیرہ نہیں تھا بلکہ آدم علیہ السلام کے قلبی اعمال کی قسم جو اخلاص' نیک خیالات (افکار صالح) اور اعظم الاعمال ہیں' میں چھپا ہوا تھا۔ ۵۷ ـــــ آدم علیہ السلام پر جو کچھ جاری ہوا' وہ تو صرف اس کوتاہی کے سبب ہونے والے بگاڑ کے اظہار اور اس کے ہونے کا خوف دلانے کے لیے جاری ہوا تاکہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لیے خطاؤں اور گناہوں سے بچنے میں اللہ کا لطف و کرم ہو۔

آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے میں حکمت:

آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارنے میں اللہ کریم کا کتنا لطف و حکمت ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کا زمین پر نزول نہ ہوتا تو

- مجاہدین کا جہاد اور عابدین' مجتہدین کا اجتہاد ظاہر نہ ہوتا۔
- گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی ٹھنڈی آہیں آسمان پر صعود نہ کرتیں۔
- گناہگاروں کے آنسوؤں کے قطرے نہ اترتے۔ ۵۸

---

۵۷ صغیرہ گناہ پر جب طاعات غالب ہوں تو مواخذہ (باز پرس) نہیں کیا جاتا۔

۵۸ جبکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی ـــــ وحی اور الہام سے ان پر وہ امر ظاہر فرمایا کہ انہیں اطمینان ہو گیا اور دل سے خوف جاتا رہا۔ ان کو جب دلی طور پر اطمینان ہوا تو یوں فرمایا۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حوصلہ دیا اور فرمایا:

''اے آدم! اگر تم دارِ قرب سے اتار دیئے گئے ہو تو غمگین نہ ہو ـــــ میں تم سے قریب ہوں۔ ہے کوئی دعا کرنے والا' میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں ـــــ اگر جنت سے نکال دینے کی وجہ سے تم شکستگی محسوس کر رہے ہو تو جن لوگوں کے دل میری وجہ سے شکستہ ہیں' میں ان کے پاس ہوں ـــــ

اگر آسمان میں تسبیح کہنے والوں کی آوازیں تم سے جدا ہوگئی ہیں تو اس کے بدلے میں نے زمین پر گناہگاروں کو ندامت سے رونا عطا فرمایا ہے ـــــ ہمیں آسمان پر کی جانے والی تسبیح سے گناہگاروں کا رونا زیادہ پسند ہے ـــــ تسبیح کہنے والوں کے شور میں اکثر فخر و غرور کا گمان ہوتا ہے جبکہ گناہگاروں کے پچھتاوے سے رونا انکسار کو حسن بخشتا ہے ـــــ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو دنیا سے لے جاتا۔۵۹ ـــــ اور تمہارے بعد ایسی قوم کو لاتا کہ وہ گناہ کرتی' پھر وہ لوگ توبہ و استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ـــــ

پاک ہے وہ رب کریم جو مصیبت میں اپنے بندے کے ساتھ لطف و کرم کرتا ہے اور ان بلاؤں کو اپنی رحمت اور عطا سے بدل دیتا ہے ـــــ اور جس وقت وہ کسی بندے کی یاری چھوڑ دیتا ہے تو پھر بندے کا کثرت سے اجتہاد کرنا فائدہ نہیں دیتا بلکہ اس کا اجتہاد اس پر وبال ہو جاتا ہے۔

آدم علیہ السلام کی توبہ کیونکر قبول ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی حجت کی تلقین کی اور وہ شے ان پر القا کی جس کے سبب ان کی توبہ قبول کی گئی ـــــ اس حجت سے متعلق روایات ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں:

- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حسن' ابن جبیر' ضحاک اور مجاہد نے کہا۔ ہے کہ وہ حجت **ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین** ہے۔
- مجاہد سے یہ روایت بھی ہے: **سبحانک اللھم لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفرلی انک انت الغفور الرحیم** آدم علیہ السلام کی حجت ہے۔
- آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر **محمد رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا دیکھا تو آپ کے وسیلے سے شفاعت چاہی۔
- قرطبی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کی حجت سے مراد رونا' حیاء' دعائے مغفرت اور اپنی بھول پر ندامت اور توبہ و استغفار ہے۔

ابلیس لعین کو اس کی نافرمانی کے باعث دور ہانک دیا ـــــ اس کا عمل بکھرے ہوئے غبار کی طرح ہوگیا۔۶۰ ـــــ اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین سے فرمایا:

---

۵۹ یعنی تمہاری موت مقتضی ہوتے ہی تم کو مار ڈالتا۔

۶۰ اس کے اعمال نے اس میں کچھ نفع نہیں دیا۔

Marfat.com

"تو مردود ہے، تو جنت سے نکل جا ـــــ قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔"

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنے عدل کے تقاضوں سے اس کے فعل کی جزا دیتا ہے تو اس کے لیے کوئی نیک عمل فائدہ مند نہیں ہوتا۔۶۱ ـــــ اور جس وقت وہ کریم کسی بندے پر اپنا فضل پھیلاتا ہے۔تو پھر کوئی گناہ، گناہ نہیں رہتا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ مخلوق پر آدم علیہ السلام کے فضائل علم کے ذریعے ظاہر ہوئے اور علم کے تقاضے جب تک پورے نہ ہوں، عمل تکمیل نہیں پا سکتا ـــــ جنت دارِ عمل نہیں اور نہ ہی عبادت گاہ ہے بلکہ وہ تو نعمتوں کا گھر ہے اور اللہ پاک کے جلوؤں کے نظارہ کرنے کی جگہ ہے ـــــ

آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ:

"اے آدم! تمہیں زمین پر جہادِ نفسی کرنا چاہیے اور ہواؤں کے لشکروں سے جدوجہد کے ساتھ صبر اختیار کرو ـــــ تم ابھی تک ذہنی طور پر جنت ہی کے شب و روز کے نظاروں میں گم ہو ـــــ گویا تمہارے موجودہ حال سے حسین ماضی نے اکمل حال میں سفر کیا ہے ـــــ"

حضرت آدم علیہ السلام جنت میں جس حال میں تھے، اس سے ابلیس لعین کو حسد ہوا ـــــ اور آدم علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی، حتیٰ کہ اسی کی وجہ سے آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے۔۶۲ ـــــ اس عقل کے اندھے کو یہ خیال نہیں آیا کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے نکلیں گے تو ان کے فضائل کامل ہو جائیں گے ـــــ اور جنت میں آدم علیہ السلام جس شان سے تھے، اسی اکمل شان و حال سے لوٹیں گے ـــــ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

"آدم علیہ السلام کا جنت سے نکالا جانا اس بات کا اشارہ ہے، گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں جنت ہی میں آدم علیہ السلام کی مغفرت کرتا تو میرا کرم ظاہر نہ ہوتا بلکہ یہ ظاہر ہوتا کہ میں ایک نفس کی مغفرت کر رہا ہوں ـــــ لہٰذا آدم کو دنیا کی طرف روانہ کرتا ہوں۔ ان کے ساتھ ہزاروں عاصی آئیں گے ـــــ یہاں تک کہ ان کی اور ان کے گناہگاروں کی قیامت کے دن مغفرت کروں گا تا کہ آدم علیہ السلام اور دیگر پر میری بخشش اور میرا کرم ظاہر ہو۔"

آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانے میں یہ بھی امر ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صلب میں اولاد رکھی۔ چونکہ جنت دارِ توالد (یعنی افزائش نسل کا مقام) نہیں ہے، اس لیے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا اور دنیا میں بھیجا۔
- اور یہ کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان لوگوں کو نکالے جن کو جنت نصیب نہیں ہے (یعنی کفار)

---

۶۱ یعنی اس کی مغفرت و بخشش کی کوئی صورت نہیں رہتی۔

۶۲ ☆ سب سے پہلے نافرمانی کرنے والا ابلیس لعین ہے۔
☆ سب سے پہلے حسد و تکبر کرنے والا ابلیس لعین ہے۔
☆ سب سے پہلے نوحہ کرنے والا ابلیس لعین ہے۔
☆ سب سے پہلے جھوٹی قسم کھانے والا ابلیس لعین ہے۔

Marfat.com

تو اے دوست! تو یقین کر لے کہ جنت ہمارے لیے جاگیر ہے اور ان جاگیروں کا منشور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے بارگاہ کبریائی سے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ چکا ہے۔ وہ منشور وبشر الذین امنو وعملو الصلحت ان لھم جنات تجری من تحتھا الانھار ہے۔

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان لوگوں کو بشارت دے دیجئے جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق بھی کی ہے اور (فرائض و نوافل سے) اعمال صالحہ کیے ہیں ـــــ ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن میں پھل دار درخت ہیں اور مکانات ہیں اور باغوں کے درختوں اور قصور کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں۔''

اقطاع یعنی جاگیریں قبضہ سے نہیں لیے جاتے مگر وہ لوگ جو کہ طاعت سے نکل جاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حسن عمل کی توفیق چاہتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کس جنت میں رہے:

حضرت آدم علیہ السلام جس جنت میں مقیم رہے ـــــ اس سے متعلق دو رائیں ہیں:

- ☆ وہ جنت خلد ہے۔
- ☆ جنت خلد کے سوا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے دار ابتلا (مصیبت کا گھر) قرار دیا تھا۔

آدم علیہ السلام جنت خلد میں قیامت کے دن داخل ہوں گے ـــــ جنت خلد

- ☆ دار جزا ہے اور دار ثواب ہے ـــــ نہ کہ دار تکلیف ہے نہ دار امر و نہی۔
- ☆ دار سلامت ہے ـــــ نہ کہ دار ابتلا اور امتحان
- ☆ دار قرار ہے ـــــ نہ کہ دار انتقال

جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ آدم علیہ السلام دار خلد میں تھے' انہوں نے اس طور سے اپنی بحثیں پیش کی ہیں کہ عارضی داخل ہونا کبھی قیامت سے پہلے بھی ممکن ہو سکتا ہے ـــــ اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شب معراج جنت خلد میں تشریف لے گئے تھے ـــــ کچھ نے یہ کہا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جو غم اور سختی جنت میں پائے' جنت خلد میں غم اور تکلیف نہیں پائے جاتے۔ قیامت کے دن جب مومنین جنت میں داخل ہوں گے' غم و سختی نہ ہوں گے جیسا کہ اس کے لیے قرآن پاک کی آیات دلیل ہیں ـــــ مومنوں کے جنت میں داخل ہونے سے غم اور حزن کی نفی مشروط ہے ـــــ واللہ اعلم

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے آدم علیہ السلام کی بخشش:

حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر اور جنت میں ہر جگہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ لکھا دیکھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا:

Marfat.com

''اے رب! یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کون شخص ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہ تمہارا وہ فرزند ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔''

آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

''اے رب! اس فرزند کی بزرگی کے سبب اس کے والد پر رحم فرما۔''

آدم علیہ السلام کو ندا کی گئی:

''اگر تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب زمین و آسمان کے سب رہنے والوں کی شفاعت طلب کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کرتے۔''

ایک اور روایت جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے خطا کی تو عرض کی:

''اے رب! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل تو میری مغفرت کر دے۔''

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے پوچھا:

''اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکر پہچانا جبکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا؟''

آدم علیہ السلام نے کہا:

''اے رب! میں نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یوں پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور پھر مجھ میں اپنی روح پھونکی ـــــ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو قوائم عرش پر میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا ـــــ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس شخص کا نام لکھا ہے جو تیرے لیے تمام مخلوق میں پیارا (احب الخلق) ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے آدم! تم نے سچ کہا' محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے تمام مخلوق میں پیارے ہیں۔ جس وقت تم نے بحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے سوال کیا ہے تو جان لو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ـــــ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔''[۶۳]

طبرانی نے اس حدیث کی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہاری اولاد سے آخری نبی ہیں۔''

---

۶۳ اس حدیث کو بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے ساتھ عبدالرحمٰن متفرد ہے ـــــ اور راویوں نے اس حدیث میں عبدالرحمٰن کا اتباع نہیں کیا ہے ـــــ بیہقی کے نزدیک یہ حدیث غریب اور ضعیف ہے ـــــ جبکہ حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

Marfat.com

بنے ہیں کونین مصطفیٰ کے لیے:

سلمان کی حدیث جس کی روایت ابن عساکر سے ہے' میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

''آپ کا رب یہ فرماتا ہے کہ میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا تھا اور آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے ــــ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو مکرم پیدا نہیں کیا ــــ میں نے دنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک آپ کی جو کرامت و منزلت ہے' ان کو انہیں معرفت دوں ــــ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔''

سید علی رقوی علیہ الرحمہ نے اپنے قصیدہ میں کہا ہے:

سکن الفواد فعش هینا یا جسد ‏ ‏ ‏ هذا لنعیم هوالمقیم الی الآبد

یعنی ''حبیب نے دل میں ٹھکانہ کیا ہے ــــ اے جسم! ایسے حال میں تو زندگی خوش گزار کہ گوارا ہو یہ نعمت ہے اور حبیب ہمیشہ کے لیے مقیم ہے۔''

روح الوجود حیاة من هو واجد ‏ ‏ ‏ لولاه ماتم الوجود لمن وجد

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وجود کی روح ہیں اور ان لوگوں کی روح ہیں جن کو مخلوق میں سے آپ نے پایا ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو جو لوگ مخلوق میں پائے گئے ہیں۔ ان کا وجود کامل نہ ہوتا۔ گویا آپ ان کے وجود کے کمال کا سبب ہیں۔''

عیسیٰ و آدم والصدور جمیعهم ‏ ‏ ‏ هم اعین هو نورها لماورد

''عیسیٰ اور آدم علیہما السلام جو آپ سے پہلے گزر گئے اور دیگر معظم انبیاء کرام علیہم السلام جو گزر چکے ہیں' وہ سب آنکھیں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان آنکھوں کا نور ہیں جبکہ آپ دنیا میں تشریف لائے۔

لو ابصر الشیطان طلعه نوره ‏ ‏ ‏ فی وجه آدم کان اول من سجد

اگر شیطان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک کی چمک آدم علیہ السلام کے چہرے میں چشم بصیرت سے دیکھتا تو جنہوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا ہے' شیطان ان سب سے پہلے سجدہ کرتا ــــ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کیا تھا' اس وجہ سے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک آدم علیہ السلام کے چہرہ میں نہیں دیکھ سکا اور سجدہ نہیں کیا۔

او لورایٰ النمرود نور جماله ‏ ‏ ‏ عبدالجلیل مع الخلیل ولاعند

اگر نمرود لعین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا نور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ میں دیکھ لیتا تو وہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ جلیل کی عبادت کرتا اور ان سے دشمنی نہ کرتا۔

لکن جمال الله جل فلا یری ‏ ‏ ‏ الا بتخصیص من الله الصمد

لیکن اللہ تعالیٰ کا وہ جمال کہ عین کمال اور نور ہے اور انسان کو طاعت الٰہی پر مائل کرتا ہے ــــ ابصار سے بزرگ ہے یعنی ظاہری دیکھنے والوں کو اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے ــــ مگر ایک تخصیص کے ساتھ جس کو اللہ تعالیٰ صمد تخصیص دے یعنی

Marfat.com

بصیرت (دل کی بینائی) عطا کرے۔ وہ نور تب نظر آتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد:

اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو اس لیے پیدا کیا تھا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس قرار پکڑیں اور حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام کے پاس آرام لیں ــــ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا علیہا السلام سے مقاربت کی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے برکات حضرت حوا پر فائض ہوئے ــــ حضرت حوا علیہا السلام نے ان نیک سالوں میں بیس بطنوں میں چالیس فرزندوں کو جنم دیا۔

حضرت شیث علیہ السلام کو ان کی بزرگی کی وجہ سے تنہا جنم دیا جن کی خوش بختی (سعد) کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی اطلاع دی ــــ وہ خوش بختی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ــــ آپ کا نور حضرت شیث علیہ السلام کے چہرے سے چمکتا تھا ــــ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشخبری دی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام ماں باپ پاک وطاہر ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی تو حضرت شیث علیہ السلام ان کے سب بیٹوں پر جانشین (وصی) ٹھہرائے گئے ــــ پھر حضرت شیث علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ انوش کو اپنا وصی اور صفی اختیار کریں ــــ انہوں نے اس سے یہ جانا کہ میرا وصال ہونے والا ہے۔ چنانچہ انوش کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ــــ حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت کے مطابق اپنے بیٹے انوش کو یہ وصیت فرمائی کہ اس نور کو صرف پاک عورتوں میں منتقل کیا جائے ــــ

وصیت جاریہ ایک زمانے سے دوسرے زمانے کی طرف ہمیشہ منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو عبدالمطلب اور ان کے لاڈلے بیٹے حضرت عبداللہ کی طرف منتقل کر کے پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس نسب شریف کو سفاح جاہلیت سے پاک وطاہر فرمایا۔[۶۴] جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

---

۶۴ سفاح ــــ بالکسر زنا، اس کا اصل معنی پانی کا بہنا ہے ــــ "آدمی اپنا پانی بہتا" ہے اور ضائع کرتا ہے ــــ اس لیے زنا کا معنی سفاح ہے ــــ ایام جاہلیت میں زنا کے بہت سے اشکال تھے جن کو زنا نہیں کہتے تھے بلکہ نکاح جاہلیت کہتے تھے ــــ اس لیے اکثر احادیث نے نکاح جاہلیت کی نفی پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نسب کے بارے میں دلالت کی ہے یعنی آپ کے آبائے کرام نے جاہلیت کے اقسام نکاح سے کوئی نکاح نہیں کیا۔ آپ کا نسب ان عیوب سے الحمد للہ پاک وطاہر رہا ــــ جاہلیت کے نکاح اس طور پر تھے:

☆ بڑا بیٹا باپ کی دوسری بیوی کے ساتھ نکاح کر لیتا تھا۔

☆ ایک مرد دو بہنوں کے ساتھ نکاح کر لیتا تھا۔

☆ ان عورتوں سے نکاح اس طور پر ہوتا تھا کہ ایک عورت کے پاس چند مرد جاتے۔ جس وقت وہ حاملہ ہو کر جنم دیتی تو بچہ جس مرد سے مشابہ ہوتا، وہ اس کی اولاد ہوتا تھا۔

☆ ایک نکاح استبضاع تھا۔ وہ یوں تھا کہ جس وقت عورت حیض سے پاک ہوتی، اس کا شوہر اس سے کہتا کہ کسی کو فلاں کے پاس بھیج اور اس سے مقاربت کر ــــ اور شوہر یہاں تک اس سے جدا رہتا تھا کہ اس کا حمل ظاہر ہو جائے ــــ اگر اس مرد سے اس کی عورت کا حمل ظاہر ہوتا اور وہ امر کو دوست رکھتا کہ اس کے پاس جائے تو وہ اس سے مقاربت کرتا تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

Marfat.com

سے احادیث مرضیہ میں وارد ہوا ہے ـــــ وہ احادیث وہ ہیں جن کو بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفاح جاہلیت سے جو امور تھے ان میں سے کسی امر نے مجھے جنم نہیں دیا بلکہ اسلام کے مطابق نکاح سے میری پیدائش ہوئی☆

ابن سعد اور ابن عساکر نے ہشام بن محمد بن السائب کلبی سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ سو مائیں لکھیں ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان ماؤں کو میں نے پاک و طاہر پایا اور امر جاہلیت سے جو شے تھی اس قسم سے کوئی شے نہیں پائی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے نکاح سے ظہور کیا ہے۔ سفاح سے ظہور نہیں کیا ـــــ آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک کہ میرے باپ اور میری ماں نے مجھے جنم دیا ہے سفاح جاہلیت سے مجھ تک کوئی شے نہیں پہنچی۔ ۶۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابونعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ماں باپ سفاح سے ہرگز نہیں ملے ـــــ اللہ تعالیٰ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرات کی طرف ہمیشہ مجھ کو ایسے حال میں منتقل فرماتا رہا کہ میں مصفّی اور مہذب تھا ـــــ دو شعبے متفرع نہیں ہوتے تھے مگر میں ان کے اچھے شعبہ میں ہوتا تھا ـــــ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وتقلبك فی الساجدین کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف پھیر دیتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی پیدا فرمایا ـــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اصلاب میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا ـــــ اس حدیث کے راوی ابونعیم ہیں۔

حضرت امام جعفر الصادق نے اپنے باپ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ آیہ کریم لقد جاء کم رسول من انفسکم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جاہلیت کی ولادت سے کوئی شے نہیں پہنچی ـــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غیر سفاح کے یعنی نکاح سے پیدا ہوئے۔

☆ ایک نکاح جمع تھا ـــــ وہ یوں تھا کہ دس سے کم آدمیوں کی ایک جماعت ایک فاحشہ کے پاس جاتی۔ اس فاحشہ کے مکان پر علامت کے لیے ایک جھنڈا رہتا تھا کہ یہ فاحشہ ہے ـــــ وہ تمام مرد اس سے مقاربت کرتے جس طرح وہ فاحشہ وضع حمل کرتی اور کچھ راتیں گزر جاتیں تو اس کے بعد وہ فاحشہ اپنا آدمی ان مردوں کے پاس بھیجتی۔ اس کے بلانے سے سب مرد حاضر ہو جاتے۔ ان میں سے کوئی تخلف نہیں کرتا ـــــ جب وہ سب آ جاتے تو وہ فاحشہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا امر تھا تم نے اسے پہچان لیا۔ میں نے بچہ جنا ہے اے فلاں یہ تیری اولاد ہے ـــــ یہ بات وہ اس مرد سے کہتی جسے وہ دوست رکھتی تھی۔ وہ مرد اس لڑکے کو اپنے ساتھ لاحق کر لیتا۔ اسے یہ قدرت نہ ہوتی کہ فرزند ہونے سے انکار کرتا اگرچہ وہ لڑکا اس کے ساتھ اشبہ نہ ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے نکاحوں کی اپنے نسب سے نفی فرماتے ہیں کہ جیسے عورت مرد سے فصل کرائے۔ پھر عورت کو ایک مدت کے بعد مرد بھلا معلوم ہو اور مرد کو عورت بھلی معلوم ہو۔ وہ اس سے نکاح کر لے ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان عیوب سے میرے نسب کو محفوظ رکھا ہے۔

۶۵ اس حدیث کو طبرانی نے ''اوسط'' میں ـــــ اور ابونعیم اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لقد جاءکم رسول من انفسکم کو فا کے فتح سے پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ حسب‘ صہر اور نسب کی رو سے میں تم لوگوں سے زیادہ نفیس ہوں ـــــ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے میرے باپ داداؤں میں کوئی سفاح نہیں ہے‘ ہم کل نے نکاح کیا ہے ـــــ اس حدیث کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

''دلائل النبوۃ'' از ابو نعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے روایت بیان فرمائی کہ زمین کے مشارق اور مغارب کی میں نے چھان بین کی مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے افضل کسی مرد کو نہیں دیکھا ـــــ اور بنی ہاشم سے افضل کسی باپ کے بیٹے نہیں دیکھے۔ ۶۶

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی آدم کے خیر القرون سے مبعوث کیا گیا ہوں ـــــ ایک قرن سے دوسرے قرن میں‘ یہاں تک کہ میں جس قرن سے تھا‘ اسی قرن میں ہوں۔''

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات میں برگزیدہ ہیں:

صحیح مسلم میں واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فرزندوں میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا ـــــ اور کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا ـــــ اور بنی ہاشم کو قریش سے برگزیدہ کیا ـــــ اور مجھ کو بنی ہاشم سے برگزیدہ کیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا ـــــ خلق کے اچھے فرقوں میں مجھ کو پیدا کیا ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو انتخاب کیا ـــــ مجھ کو ان کے اچھے قبیلہ میں پیدا کیا ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے گھرانوں کا انتخاب کیا ـــــ مجھ کو ان کے اچھے گھرانے میں پیدا کیا ـــــ میں ان سے روح‘ ذات اور اصل میں اشرف ہوں۔ ۶۷

اس حدیث میں جسے طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو برگزیدہ کیا ـــــ پھر کل مخلوق سے بنی آدم کو برگزیدہ کیا ـــــ پھر بنی آدم سے عرب کو برگزیدہ کیا ـــــ پھر عرب سے مجھ کو برگزیدہ کیا ـــــ

پس ہمیشہ اچھوں سے اچھوں کو چنا ـــــ مجھ کو سب سے اچھا پیدا کیا ـــــ تم لوگ سن لو! جس شخص نے عرب کو دوست

---

۶۶ اس حدیث کو طبرانی نے اپنی ''اوسط'' میں روایت کیا ہے ـــــ حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے متن کے صفحات پر صحت کے لوائح ظاہر ہیں یعنی یہ حدیث نہایت درجہ صحیح ہے۔

۶۷ اس حدیث کو اسی طرح ترمذی نے تنہا روایت کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

رکھا' اس نے میری محبت کی وجہ سے دوست رکھا ــــ اور جس شخص نے عرب سے دشمنی (بغض) کی' اس نے میری دشمنی کی وجہ سے دشمنی کی۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی بھائی بہن نہ تھے:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماں باپ سے تنہا اولاد ہیں۔ آپ کی ولادت میں کوئی بھائی اور کوئی بہن آپ کی شریک نہیں ہوئی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ:

- آپ کے ماں اور باپ کا خالص ہونا آپ تک ہی رہے' اور
- آپ کے ماں باپ کا نسب آپ تک ہی محدود رہے تاکہ یہ نسب خاص آپ ہی کے لیے ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کے لیے غایت اور شرف پورا کرنے کے لیے نہایت ٹھہرایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آباء کرام میں منتخب ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آباء کرام کا سلالہ یعنی خلاصہ ہیں ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

- نبی عربی' امی' بطحی' حرمی' ہاشمی' قریشی' بنی ہاشم سے چنے ہوئے۔
- مختار اور منتخب عرب کے اشراف بطنوں سے ہیں۔
- نسب میں عرب سے اثبت اور اقوی۔
- حسب میں عرب سے اشرف۔
- اصل میں عرب سے احسن ــــ اور اصل میں عرب سے اعظم ــــ اور اصل میں عرب سے اطیب ــــ اور اصل میں عرب سے اعز اور
- زبان میں عرب سے افصح یعنی کل عرب سے آپ زیادہ فصیح ہیں اور
- بیان میں عرب سے اوضح اور
- نسل میں عرب سے ارجح اور
- ایمان میں عرب سے اصح
- چشم اور اعوان میں عرب سے اعز اور
- گروہ میں عرب سے اپنے باپ اور اپنی ماں کی طرف سے اکرم ہیں۔
- اور جو بندے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم ہیں ــــ آپ اکرم شہروں اور اکرم بندوں سے ہیں۔ آپ محمد بن عبداللہ الذبیح بن عبدالمطلب ہیں

تعارف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد ہے ــــ آپ کا نام شیبۃ الحمد اس لیے رکھا گیا کہ جب وہ پیدا

Marfat.com

ہوئے تو ان میں سپیدی تھی ـــــ ایک اور روایت میں آپ کا نام عامر ہے۔۶۸ عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث ہے ـــــ یہ کنیت ان کے بیٹوں میں سب سے بڑے بیٹے حارث کے نام سے ہے۔

مکہ میں عبدالمطلب کا نام عبدالمطلب نہیں رکھا گیا' اس لیے کہ جب ان کے والد ہاشم کا آخری وقت آ پہنچا تو انہوں نے مکہ میں اپنے بھائی مطلب سے کہا کہ تمہارا بیٹا یثرب میں ہے' اس کی خبر لو ـــــ اسی بنا پر نام عبدالمطلب رکھا گیا ـــــ عبدالمطلب کے چچا انہیں اپنے پیچھے بٹھا کے مکہ لائے تھے ـــــ عبدالمطلب کا لباس پھٹا پرانا تھا۔۶۹ لوگ مطلب سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ ـــــ ''مطلب'' حیا سے یہ نہ کہتے کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے بلکہ اپنا بیٹا کہتے تھے ـــــ عبدالمطلب کو ان کے چچا مکہ میں لائے تو ان کا حال احوال درست ہوا۔ اس وقت انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے ـــــ اس لیے ان کا نام عبدالمطلب رکھا گیا۔

عرب میں پہلے جس شخص نے نیل سے خضاب کیا ہے' وہ عبدالمطلب ہیں ـــــ عبدالمطلب نے ایک سو چالیس سال عمر پائی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب مبارک عدنان تک:

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب ہاشم کے فرزند ہیں ـــــ ہاشم کا نام عمرو ہے ـــــ ہاشم نام اس لیے رکھا گیا تھا کہ قحط سالی میں اپنی قوم کے لیے ثرید کے ٹکڑے ملتے اور ان کو کھلاتے تھے۔

ہاشم عبد مناف کے فرزند ہیں ـــــ ان کا نام مغیرہ ہے ـــــ وہ قصی کے فرزند ہیں ـــــ قصی بفتح قاف ـــــ قصی کی تصغیر ہے ـــــ اس کا معنی دور ہے ـــــ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ ان کی والدہ فاطمہ جس وقت انہیں اپنے ساتھ بلاد قضاعہ میں لے گئیں' قصی اپنے عشیرہ سے دور ہو گئے تھے ـــــ قصی کا نام مجمع ہے۔ شاعر نے کہا ہے ؎

ابو کم قصی کان یدعی مجمعا ۔۔۔ به جمع الله القبائل من فهر

یعنی تمہارا باپ قصی ہے جس کا نام مجمع ہے ـــــ فہر سے جو قبیلے تھے' اللہ تعالیٰ نے قصی کی وجہ سے جمع کر دیئے' یعنی ان قبیلوں کو قصی سے عز و شرف اور قوت حاصل ہوئی ـــــ

ایک اور روایت میں قصی کا نام زید ہے ـــــ بقول امام شافعی علیہ الرحمۃ' زید ابن کلاب نام ہے ـــــ لفظ کلاب یا اس مصدر سے منقول ہے جو مکالبۃ کے معنی میں ہے کہ آپس میں بدی اور خصومت کرنے کو کہتے ہیں ـــــ عرب لوگ کہتے ہیں کالبت العدو مکالبۃ ـــــ یا کلاب' کلب سے ہے۔ عرب لوگ اس لفظ سے کثرت کا ارادہ کرتے تھے۔ جیسا کہ اپنی اولاد کے نام درندوں کے نام پر رکھتے تھے۔۷۰

---

۶۸ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے اور اس پر مجد الدین شیرازی نے ابن قتیبہ کا اتباع کیا ہے۔

۶۹ دھوپ کی وجہ سے چہرہ متغیر تھا ـــــ مطلب ان کو ان کی والدہ کو اطلاع دیئے بغیر بچوں میں کھیلتا ہوا پا کر اپنے ساتھ لے آئے ـــــ ان کو اندیشہ ہوا کہ شاید ان کی والدہ میرے ہمراہ نہ بھیجیں۔

۷۰ کسی نے ایک اعرابی سے سوال کیا کہ تم لوگ اپنے بیٹوں کے نام کس لیے برے ناموں سے رکھتے ہو جیسے کلاب ہے ـــــ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

Marfat.com

کلاب کا نام حکیم ہے ـــــ ایک اور روایت میں کلاب کا نام عرہ ابن مرہ بن کعب ہے ـــــ کعب پہلے شخص ہیں جنہوں نے جمعہ کے دن آدمیوں کو جمع کیا ہے ـــــ قریش جمعہ کے دن ان کے پاس جمع ہوتے' کعب انہیں وعظ کیا کرتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبعوث یاد دلایا کرتے ـــــ نیز قریش کو یہ فخر سے بتاتے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری اولاد سے ہیں ـــــ کعب' قریش کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کے اتباع کے لیے تاکید کیا کرتے تھے اور اس تلقین کے لیے اشعار پڑھا کرتے تھے۔ ان اشعار میں سے یہ شعر ہے ۔

یالیتنی شاهدا فحواء دعوته   حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

''کاش میں آپ کی دعوت کے اعلان کے وقت حاضر ہوتا ـــــ اور اس وقت حاضر ہوتا کہ آپ کا قبیلہ سچائی کے رسوا ہونے کی خواہش کرتا۔''

کعب بن لوئی (تصغیر لائی' بروزن عصا ہے) لوئی کا نام ثور ہے ـــــ وہ ابن غالب ابن فہر ہیں ـــــ اور فہر کا نام قریش ہے ـــــ قریش ان سے نسبت کیے جاتے ہیں ـــــ اور جو نسبت قریش کو بزرگی عطا کرتی ہے' وہ کنانی نسبت سے ہے نہ قریشی۔

قریش ابن مالک بن النضر ان کا نام قیس بن کنانہ ہے ـــــ کنانہ قریش کو جمع کیا کرتے تھے ـــــ ان کے علم و فضل کی وجہ سے عرب لوگ ان کے پاس جمع ہوتے تھے۔

کنانہ' ابن خزیمہ' خزمہ کی تصغیر ہے ـــــ ابن مدرکہ ابن الیاس[۱] ـــــ الیاس وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیت الحرام کو قربانی کے اونٹ بھیجے تھے ـــــ الیاس اپنی صلب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حج کے دوران لبیک کہنا سنتے تھے۔

الیاس ابن مضر ہیں ـــــ مضر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اونٹوں کے لیے حدی خوانی کا طریقہ جاری کیا۔ مضر دوسرے لوگوں کے مقابل آواز میں احسن تھے۔

ابن نزار' بالکسر نزر سے ہے' اس کا معنی ہے ''قلیل'' ـــــ نزار نام اس لیے رکھا گیا کہ جب وہ پیدا ہوئے تھے تو ان کے باپ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان دیکھا ـــــ وہ نہایت درجہ مسرور ہوئے ـــــ اس خوشی میں انہوں نے لوگوں کو کھانا کھلایا اور یہ کہ اس پیدا ہونے والے کی خاطر میں نے جو کچھ کیا ہے' وہ تھوڑا ہے' نہ ہونے کے برابر ہے۔ قلیل ہے ـــــ اس لیے نزار نام رکھا گیا۔

نزار بن معد بن عدنان ہیں ـــــ اس پر علماء کا اجماع اس امر پر حجت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

یا ذیب یعنی بھیڑیا ـــــ اور اپنے غلاموں کے نام اچھے ناموں سے رکھتے ہو۔ جیسے مرزوق ہے' رباح ہے'' ـــــ
اس اعرابی نے جواب دیا کہ ''ہم لوگ اپنے بیٹوں کے نام درندوں کے نام پر اپنے دشمنوں کیلئے رکھتے ہیں ـــــ اور اپنے غلاموں کے نام اپنے نفسوں کے لیے رکھتے ہیں ـــــ عرب لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ ہمارے بیٹے ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ کا سامان ہیں اور ان کے سینوں میں تیر ہیں ـــــ اس وجہ سے ان کے لیے یہ نام اختیار کیے ہیں''۔

[۱] بکسر ہمزہ' ابن الانباری کا قول ہے ـــــ اور بفتح ہمزہ' قاسم بن ثابت کا قول ہے ـــــ یاس' رجا کی ضد ہے ـــــ اس نام میں لام تعریف کا ہے اور ہمزہ وصل کی ہے ـــــ سہیلی نے کہا ہے کہ یہ زیادہ صحیح قول ہے۔

Marfat.com

اپنی نسبت عدنان تک بیان فرمائی۔ عدنان سے آگے نہیں بڑھے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ونسبت عزهاشم من اصولها ومحتدها المرضی اکرم محتد

صمت رتبة عليا اعظم بقدرها ولم تسم الا بالنبی محمد

''اور ہاشم کی عزت کی نسبت اس کے اصول سے ہے ــــ یعنی آبائے کرام کی وجہ سے ہے ــــ اور اس کی اصل پسندیدہ سب اصلوں سے اکرم اصل ہے ــــ یہ نسبت رفیع منزل کی رو سے مرتفع ہے ــــ اسے رفعت کو زیادہ کیا ہے۔ کس درجہ اپنے مرتبہ میں اعظم ہے ــــ اور حال یہ ہے کہ اس نسبت کو محمد رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بلندی عطا ہوئی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قبیلہ بنی ہاشم کو گویا اپنے آبا سے مرتبہ ملا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ مقام یہ مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ملا ہے ــــ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وکم اب قدعلا بابن ذ ذی شرف کم اعلت برسول اللہ عدنان

اور بہت سے باپ ہیں کہ بیٹے کی وجہ سے انہوں نے شرف کی بلندیوں پر علو کیا ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے عدنان کو شرف حاصل ہوا ہے اور انہوں نے علو پایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اپنا نسب بیان کرتے تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے ــــ پھر آپ ٹھہر جائے اور فرماتے۔

''نسب بیان کرنے والوں نے معد بن عدنان سے جو تجاوز کیا ہے' جھوٹ کہا ہے۔'' یہ الفاظ دو تین بار دہراتے۔[۷۲] ــــ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت فرمان الٰہی الم یاتکم نباء الذین من قبلکم قوم نوح و عاد و ثمود والذین من بعدهم لا یعلمهم الا اللہ پڑھتے تو یہ کہتے تھے کہ نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ کہا ہے۔[۷۳]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجت یہ تھی کہ نساب لوگ علم نسب کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے علم انساب کی بندوں سے نفی کی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نسب فقط عدنان تک ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔ عدنان سے برتر جو کچھ بیان کیا جاتا ہے' یہ نہیں جانا جا سکتا کہ وہ کون شخص ہے اور اس کا نام کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان تیس باپ ہیں جو نہیں پہچانے جاتے ــــ عروہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ ہم نے کسی ایسے شخص کو نہیں پایا کہ معد بن

---

۷۲ اس حدیث کو مسند الفردوس میں روایت کیا ہے لیکن سہیلی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں زیادہ صحیح بات جو مرفوع روایت کی گئی ہے کہ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

۷۳ یعنی کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی ہے جو تم سے پہلے تھے۔ وہ لوگ قوم نوح' قوم عاد' قوم ہود اور قوم ثمود یعنی قوم صالح تھے ــــ اور وہ لوگ جو ان کے بعد میں ہیں' ان کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

عدنان کے بعد پہچانا جاتا ہو۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے اس شخص کا احوال پوچھا جو اپنا نسب آدم علیہ السلام تک پہنچاتا تھا ــــ انہوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا اور انکار کے طور پر یہ کہا کہ اس شخص کو کس نے اس کی خبر دی ہے ــــ اسی طرح سے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے نسب کے بارے میں آدم علیہ السلام تک پہنچانے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے۔

ہمارے لیے مناسب یہی ہے کہ ہم عدنان سے آگے بڑھنے سے اعراض کریں' اس لیے کہ عدنان سے اوپر ناموں میں الفاظ کی تبدیلی کے باعث اکثر نام غلط ہیں۔ اس لیے ان کی صحت میں دشواری ہے اور فائدہ نہ ہونے کے برابر۔

حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر نورِ محمدی کی چمک:

حافظ ابوسعید نیشاپوری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور مبارک جب عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا اور وہ بالغ بھی ہو گئے ــــ ایک دن وہ مقام حجر میں سو گئے' پھر وہ خواب سے ایسے حال میں بیدار ہوئے کہ

- ان کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا'
- سر میں تیل پڑا ہوا تھا'
- انہیں حسن و جمال کا حلہ پہنایا گیا تھا

وہ اپنی ایسی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے ــــ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی آنکھوں میں سرمہ کس نے لگایا اور سر میں تیل کس نے ڈالا ہے؟

عبدالمطلب کا ہاتھ ان کے باپ مطلب نے پکڑا اور انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا انہیں کہہ سنایا۔ کاہنوں نے مطلب سے کہا:

''تم یہ جان لو کہ آسمان کے اللہ نے اس لڑکے کو اجازت دی ہے کہ نکاح کرے۔''

مطلب نے عبدالمطلب کا نکاح قیلہ کے ساتھ کر دیا۔[۷۴] ــــ قیلہ نے عبدالمطلب سے حارث کو جنم دیا' پھر وہ وفات پا گئیں ــــ

قیلہ کے بعد ہند بنت عمرو سے عبدالمطلب کی شادی کرا دی ــــ عالم یہ تھا کہ عبدالمطلب کے جسم سے خالص مشک کی بو مہکتی تھی ــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی سے چمکتا تھا ــــ

قریش کی یہ حالت تھی کہ جب قحط سالی ہوتی تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو جبل ثبیر کی طرف لے جاتے اور ان کی ذات سے تقرب الی اللہ چاہتے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے کہ ان کو بارش سے سیراب فرما ــــ اللہ تعالیٰ ان کی فریاد رسی فرماتا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو عظیم بارش سے سیراب فرماتا تھا ــــ قریش

---

۷۴ قیلہ لقب ہے جبکہ ان کا نام صفیہ بنت جندب اور کنیت ام الحارث ہے۔

Marfat.com

نے عبدالمطلب کی آزمائش کر لی تھی کہ انکی حاجتیں عبدالمطلب کے ہاتھ سے پوری ہوتی ہیں ـــــ یہ برکت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے سبب سے تھی اور اسی سبب سے جاہلیت کے لوگ جن امور پر قائم تھے' عبدالمطلب ان کے خلاف تھے ـــــ یہ امر اللہ تعالیٰ کے الہام سے تھا ـــــ اور عبدالمطلب اپنی اولاد کو ظلم اور بغی ترک کرنے کے لیے حکم فرماتے تھے ـــــ اور ان کو مکارم اخلاق کی ترغیب و تحریک دیتے ـــــ اور جو کام دنائت کے تھے' ان سے ان کو منع کرتے تھے ـــــ اور وہ طریقے جو قرآن شریف اور سنت مطہرہ میں آئے ہیں' انہیں اختیار فرماتے تھے ـــــ جیسے

- نذر ادا کرنی
- نکاح محارم سے ممانعت
- سارق کا ہاتھ کاٹنا
- موودہ کے قتل سے ممانعت ۷۵
- خمر کی حرمت
- بیت اللہ کا برہنہ طواف نہ کرنا ۷۶

ابرہہ کے لشکر کی ابابیلوں سے ہلاکت:

اصحمۃ النجاشی کی طرف سے یمن کا بادشاہ ابرہہ بیت الحرام کو ڈھانے کے لیے جب آیا تو عبدالمطلب کو بھی اس کی خبر پہنچی ـــــ انہوں نے قریش سے فرمایا:

''اے گروہ قریش! ابرہہ بیت اللہ ڈھانے کے لیے راستہ نہ پائے گا ـــــ اس لیے کہ اس بیت (گھر) کا رب وہ ہے جو اس بیت کی حمایت اور حفاظت کرتا ہے۔''

ابرہہ آیا تو قریش کے اونٹ اور بکریاں ہانک کر لے گیا ـــــ ان اونٹوں میں چار سو اونٹنیاں حضرت عبدالمطلب کی تھیں ـــــ حضرت عبدالمطلب قریش کے لوگوں کے ساتھ سوار ہوئے اور جبل ثبیر پر چڑھ گئے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک کے ہالہ نے ہلال کی طرح حضرت عبدالمطلب کی پیشانی پر دائرہ کیا اور اس کی شعاع آفتاب کی مانند شدت سے بیت الحرام پر پہنچی۔ حضرت عبدالمطلب نے نور کا دائرہ اپنی پیشانی پر اور اس کی شعاع بیت اللہ پر دیکھی تو کہا:

''اے گروہ قریش! تم پلٹ جاؤ' تم کو اس امر کی کفایت کی گئی ـــــ اللہ کی قسم! یہ جو نور مجھ سے نکلا ہے' اس بات کا اشارہ ہے کہ ہمیں کامیابی و کامرانی ہوگی۔''

اہل قریش حضرت عبدالمطلب کے کہنے پر پلٹ کر چلے گئے۔

پھر ابرہہ نے ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ قریش کے لشکر کو بھگا دے۔ ۷۷ ابرہہ کا بھیجا ہوا آدمی مکہ میں آیا۔ جب اس نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ کی طرف دیکھا تو اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا ـــــ جب ہوش میں آیا تو حضرت عبدالمطلب کے لیے سجدہ میں گر پڑا اور کہنے لگا:

---

۷۵ عرب لوگ حمیت جاہلیت سے لڑکی کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اس کو موودہ کہتے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت

۷۶ ان امور کو سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب ''مرآۃ الزمان'' میں ذکر کیا ہے۔

۷۷ قریش والوں کا کوئی لشکر نہیں تھا' صرف وہی لوگ تھے جو عبدالمطلب کے ہمراہ آئے تھے اور انہوں نے ابرہہ سے جنگ کا ارادہ کیا تھا ـــــ جب مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی تو لوٹ کر چلے گئے تھے۔

Marfat.com

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے برحق سید (سچے سردار) ہیں۔''

حضرت عبدالمطلب جب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے تو ابرہہ نے اپنے اس عظیم ہاتھی کے فیل بان کو اشارہ کیا کہ اس ہاتھی کو عبدالمطلب کے سامنے حاضر کر دے جو بادشاہ کو سجدہ نہیں کرتا تھا' تاکہ عبدالمطلب اس ہاتھی کو ڈرائیں ـــــ (جبکہ دوسرے ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کرتے تھے) ـــــ ہاتھی نے جب حضرت عبدالمطلب کے چہرہ کی طرف نظر کی تو جس طرح سے اونٹ بیٹھ جاتا ہے' وہ بیٹھ گیا اور سجدہ میں گر گیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھی کو گویا کر دیا۔ اس نے کہا:

''اے عبدالمطلب! اس نور پر سلام ہو جو آپ کی پشت میں ہے۔''

ابرہہ جب مکہ معظمہ میں کعبہ شریف ڈھانے کے لیے آیا تو لشکر کے ساتھ وہ ہاتھی بھی تھا ـــــ وہ ہاتھی بیٹھ گیا۔ آدمیوں نے اس پر شدید چوٹیں لگائیں کہ وہ کھڑا ہو جائے مگر وہ ہاتھی کھڑا نہیں ہوا بلکہ مکہ شریف کی طرف نہیں بڑھا ـــــ اسے یمن کی طرف اس خیال سے بڑھایا کہ مکہ کی طرف پھر پلٹ آئے گا ـــــ اسے مکہ کی طرف پلٹایا وہ کھڑا ہو گیا لیکن مکہ کی طرف نہیں بڑھا۔ ۷۸

پھر اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو دریا سے ابرہہ کے لشکر کی طرف بھیجا ـــــ ان پرندوں میں سے ہر ایک کے ساتھ تین تین پتھر تھے ـــــ ایک پتھر اس کی چونچ میں اور دو پتھر اس کے دونوں پنجوں میں۔ یہ پتھر مسور کے دانہ کی طرح تھے ـــــ ابرہہ کے لشکر میں جس کسی کو وہ پتھر لگتا' وہ ہلاک ہو جاتا تھا ـــــ جب ان لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو مکہ معظمہ سے بھاگتے ہوئے نکلے اور جدھر ان کو راستہ ملا' ادھر کو گرتے پڑتے بھاگتے جاتے تھے اور ہلاک ہوتے جاتے ـــــ

ابرہہ کے جسم میں چیچک کی بیماری پیدا ہو گئی۔ اس کی ایک ایک کر کے ساری انگلیاں گر پڑیں ـــــ اس کے جسم سے پتلا اور گاڑھا ریم اور خون بہنے لگا یہاں تک کہ اس کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ ۷۹ اس قصہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اس فرمان سے اشارہ فرمایا ہے۔ **الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل** ـــــ

اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو **الم تر کیف** کس لیے فرمایا' حالانکہ یہ واقعہ بعثت (اعلانِ نبوت) سے کافی عرصہ پہلے رونما ہوا تھا ـــــ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دیکھنے سے مراد علم اور یاد دلانا ہے ـــــ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اصحاب فیل (ہاتھی والے) کے قصہ کی خبر متواتر ہے' لہٰذا جو علم اس خبر سے حاصل ہوگا' وہ ''علم ضروری'' ہوگا اور وہ علم اپنی قوت میں دیکھنے کا مساوی ہوگا۔

یہ قصہ سینہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شرف پر دلالت کرتا ہے اور آپ کی نبوت کے لیے آغاز اور قوت کا

---

۷۸ شام کی طرف اس کا رخ کیا تو وہ دوڑتا چلا گیا ـــــ پھر مشرق کی طرف اس کو چلایا' وہ دوڑ کر گیا مگر مکہ کی طرف ایک قدم نہیں بڑھا۔

۷۹ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ صنعائے یمن میں ابرہہ کے سینہ کے دو ٹکڑے ہو گئے ـــــ ایک اور روایت یوں ہے کہ ابرہہ جس وقت ایک سرزمین میں پہنچا' اس کا ایک عضو گر پڑا' یہاں تک کہ بلادِ خثعم میں پہنچا۔ اس وقت اس کے جسم پر اس کے سر کے سوا کچھ نہ باقی تھا' وہ مر گیا ـــــ یہ بھی ممکن ہے کہ ابرہہ بلادِ خثعم میں مرا ہو اور اس کے آدمی اسے مردہ حالت میں لے گئے ہوں۔

Marfat.com

اور آپ کی قوم کے ساتھ مخلوق نے جو کچھ اعتنا کیا اور آدمیوں کا اعتنا آپ کی قوم پر ظاہر ہوا تو باعث اور ارہاص ہے۔ ۸۰ــــ اس اعزاز سے مطلع کرنے کے لیے اس قصہ کی خبر دی گئی ــــ یہاں تک کہ اہل عرب نے آپ کی قوم سے خضوع کیا اور ان کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے اس بات پر یقین کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کو تمام آدمیوں پر فضیلت اور شرف حاصل ہے ــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی حمایت کی اور ان سے اس ابرہہ کا شر رفع فرمایا جس سے جنگ کرنے کی تمام اہل عرب میں طاقت و ہمت نہ تھی۔ غرض یہ تمام باتیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ارہاص سے تھے۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے کہا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ نبوت کی (تقویت) طاقت کے لیے اعلان نبوت سے پہلے معجزات کی تقدیم آغاز کے لیے جائز ہے۔ اسی لیے اعلان نبوت سے پہلے بادل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کرتا تھا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حجاج ابن یوسف نے کعبہ کو ویران کیا اور جو حالات ابرہہ اور اس کے لشکر کے ساتھ پیش آئے' ان میں سے کوئی حادثہ حجاج کے ساتھ پیش نہ آیا ــــ اس کا جواب یہ ہے کہ ابرہہ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے' وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ازروئے ارہاص واقع ہوئے ــــ ارہاص نبی کے آنے سے پہلے محتاج نہیں ہوتا جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا اور آپ کی نبوت قطعی دلائل کے ساتھ مضبوط ہو گئی تو ان حالات میں کسی کی حاجت و ضرورت نہ رہی ــــ واللہ اعلم ــــ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کو اس بلا سے نجات عطا فرمائی اور ابرہہ نامراد و ناامید پلٹ گیا ــــ

اس دوران حضرت عبدالمطلب مقام حجر میں سو رہے تھے کہ انہوں نے ایک عظیم خواب دیکھا ــــ بیدار ہوئے تو خوفزدہ اور مرعوب تھے ــــ قریش کے کاہنوں سے اپنا خواب بیان کیا ــــ کاہنوں نے کہا:

"اگر تمہارا خواب سچا ہوگا تو تمہاری پشت سے ضرور وہ شخص پیدا ہوگا جس پر اہل زمین و آسمان ایمان لائیں گے ــــ اور وہ لوگوں کے درمیان ایسا ہوگا جیسے علم ظاہر ہوتا ہے۔"

حضرت عبدالمطلب نے اسی زمانہ میں حضرت فاطمہ سے شادی کی۔ حضرت فاطمہ اس وقت حضرت عبداللہ ذبیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حاملہ ہوئیں۔

حضرت عبدالمطلب نے جو زمزم کھودا:

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ذبح کا سبب یہ تھا کہ حضرت عبدالمطلب کو زمزم کھودنا پڑا جس کا پس منظر یہ ہے کہ عمرو بن الحارث جرہمی کی قوم نے اللہ تعالیٰ کے حرم (کعبہ) میں نافرمانی کی اور زیادتیاں کیں۔ ۸۱ــــ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو

---

۸۰ ارہاص وہ خوارق عادات یا کرامات جو نبوت سے پہلے ہوں ــــ انبیاء علیہ السلام نبوت سے پہلے اولیاء کے درجہ سے قاصر نہیں ہوتے ــــ یہ جائز ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے خوارق کا ظہور ہو ــــ ان خوارق کا نام ارہاص ہے ــــ اس کی تفصیل میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ نے کی ہے۔ ائمہ اصول کا یہی مذہب ہے۔

۸۱ زیادتیاں یہ تھیں کہ جو غیر لوگ حرم شریف میں آتے' یہ لوگ ان پر ظلم کرتے ــــ کعبہ کے لیے جو مال ہدیہ کے طور پر بھیجا جاتا' یہ لوگ اسے کھا لیتے تھے' اس لیے ان کا حال برا ہو گیا ــــ

Marfat.com

غفلت سے بیدار کیا اور انہوں نے قوم جرہم کو مکہ معظمہ سے نکال دیا ـــــ عمرو بن الحارث نے غبن کردہ مال میں سے قیمتی اور نفیس ماہ چاہ زمزم میں چھپا دیا اور زمزم کا نشان بھی مٹانے کی کوشش کی۔ پھر اپنی قوم کے ساتھ یمن کی طرف بھاگ گیا ـــــ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا اور خواب میں زمزم کے لیے رہنمائی کی گئی اور زمزم سے متعلق علامات بتلائی گئیں۔ ان علامتوں پر حضرت عبدالمطلب نے زمزم کھودنا چاہا ـــــ لیکن قریش نے مخالفت و ممانعت کی ـــــ ان میں سے کچھ کمینے لوگوں نے انہیں تکلیف بھی پہنچائی جس سے حضرت عبدالمطلب کی آزمائش بڑھ گئی ـــــ ان کی اولاد میں اس وقت فقط حارث تھے ـــــ حارث کے علاوہ ان کا کوئی اور فرزند نہیں تھا ـــــ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی کہ

''اگر میرے دس بیٹے پیدا ہوں گے اور وہ میرے مددگار ہوں گے یعنی میرے دشمنوں کو دفع کریں گے تو ان میں سے ایک فرزند کو ذبح کروں گا۔''

اس نذر ماننے کے بعد انہوں نے زمزم کھود لیا ـــــ زمزم ان کے لیے باعث عزت و فخر تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کو دس بیٹے عطا فرمائے جن کے نام یہ ہیں:

- حارث
- زبیر
- حجل
- ضرار
- مقوم
- ابولہب
- عباس
- حمزہ
- ابوطالب
- عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان بیٹوں کے باعث حضرت عبدالمطلب کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی قربانی:

حضرت عبدالمطلب ایک رات خانہ کعبہ میں سو گئے ـــــ انہوں نے خواب میں دیکھا' کوئی کہہ رہا تھا:

''اے عبدالمطلب! رب کعبہ کے لیے اپنی نذر پوری کرو۔''

یہ خواب دیکھ کر فکر مند ہوئے' پھر ایک مینڈھا ذبح کیا اور فقراء و مساکین کو کھلا دیا ـــــ حضرت عبدالمطلب پھر سو گئے ـــــ پھر خواب میں کہا گیا:

''مینڈھے سے جو شے اکبر ہے' وہ ذبح کرو۔''

خواب سے بیدار ہوئے اور ایک بیل ذبح کیا۔ پھر سو گئے ـــــ پھر خواب میں کہا گیا:

''اس سے اکبر شے ذبح کرو۔''

آپ نے خواب سے بیدار ہو کر ایک اونٹ ذبح کیا اور مساکین کو کھلا دیا ـــــ پھر سو گئے۔ انہیں یہ ندا کی گئی۔

''جو شے اس سے اکبر ہے' وہ ذبح کرو۔''

حضرت عبدالمطلب نے ندا کرنے والے سے پوچھا:

''اونٹ سے اکبر کیا شے ہے؟'' ـــــ جواب ملا:

''اپنی اولاد میں سے اس ایک فرزند کو ذبح کرو' جس کی تم نے نذر مانی ہے۔''

Marfat.com

اس پر حضرت عبدالمطلب شدید غمگین ہوئے۔ اپنی اولاد کو جمع کیا اور انہیں اپنی نذر کے بارے میں بتلایا ـــــ سب بیٹوں نے کہا:

''ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں ـــــ آپ فرمائیں۔ ہم میں سے آپ کسے ذبح کرنا پسند فرمائیں گے۔''

حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ تم میں سے ہر ایک' ایک بغیر نوک کا تیر لے کر اس پر اپنا نام لکھے ـــــ اور اپنے اپنے نام والے سب تیر میرے پاس لے آؤ ـــــ باپ کے ہدایت پر سبھی اپنے اپنے نام کے تیر لے آئے ـــــ اور ہبل نامی بت کے پاس پہنچے جو خانہ کعبہ میں سب سے بڑا بت تھا۔ قریش کے لوگ اس کے پاس قرعہ ڈالتے تھے ـــــ قرعہ ڈالنے پر مقرر آدمی سے اتفاق کرنا پڑتا تھا کہ قرعہ میں جو کچھ نکلے گا' اس پر راضی ہیں ـــــ جس کا نام جس شے پر نکلتا' وہ اس پر راضی ہوتا ـــــ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کے ناموں کے تیر اس قرعہ انداز کو دیئے ـــــ اور خود کھڑے ہو کر دعا کرنے لگے۔

''اے میرے اللہ! میں نے اپنے بیٹوں میں سے تیرے لیے ایک کے ذبح کی نذر مانی ہے ـــــ میں ان کے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں' جو تجھے منظور ہو اس کا نام نکال دے۔''

قرعہ ڈالنے پر حضرت عبداللہ کا نام نکلا ـــــ حضرت عبداللہ اپنے بھائیوں کی نسبت اپنے باپ کے سب سے پیارے تھے ـــــ ناچار حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور چھری لے کر اساف اور نائلہ نامی بتوں کے پاس آئے ـــــ یہ دو بت کعبہ میں قربانی کے لیے مخصوص تھے۔

قریش کے سردار حضرت عبدالمطلب کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور انہیں ایسا کرنے سے روکا ـــــ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میں تو اپنی نذر پوری کر رہا ہوں ـــــ قریشی سرداروں نے کہا:

''تم عبداللہ کو ذبح نہ کرو ورنہ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے ـــــ اس طرح سے تو ہمیشہ کے لیے یہ ایک رسم بن جائے گی کہ ہر آدمی اپنے بیٹے کو لا کر ذبح کیا کرے گا ـــــ تم اپنے رب سے معافی مانگو ـــــ تم فلاں کاہنہ سے رجوع کرو ـــــ ہمیں یقین ہے کہ وہ کاہنہ تمہارے لیے بہتر راہ نکال لے گی۔''[۸۲]

قریش کے لوگ مدینہ منورہ کے پاس خیبر میں اس کاہنہ کے پاس گئے ـــــ حضرت عبدالمطلب نے اس سے اپنی نذر اور اپنے فرزند کی قربانی کا ذکر کیا ـــــ اس نے پوچھا:

''تم لوگوں میں نفس کی دیت کتنی ہے؟''

انہوں نے کہا ''دس اونٹ ہیں۔'' ـــــ اس نے سن کر کہا:

''تم لوگ واپس چلے جاؤ ـــــ پھر اپنے بیٹے عبداللہ اور دس اونٹ لے لو۔ دس اونٹوں اور حضرت عبداللہ پر قرعہ ڈالو ـــــ اگر قرعہ حضرت عبداللہ کے نام پر نکلے تو اونٹوں کی تعداد بڑھا دو ـــــ پھر اس طرح قرعہ ڈالتے رہو یعنی ہر ایک قرعہ پر اونٹوں کی تعداد بڑھاتے جاؤ ـــــ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں پر نکل آئے ـــــ اور جب ایسا ہو تو سمجھ لو تمہارا رب راضی ہو گیا اور تمہارے فرزند نے نجات پائی ـــــ پھر یہ سب اونٹ ذبح کر ڈالو۔''

۸۲ حافظ عبدالغنی نے اپنی کتاب ''المبہمات'' میں کاہنہ کا نام قطبہ لکھا ہے ـــــ جبکہ ابن اسحاق نے اس کا نام سجاح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے مکہ معظمہ واپس آ کر ایسا ہی کیا ـــــ حضرت عبداللہ کو بھی حاضر کیا اور دس اونٹ بھی اور حضرت عبدالمطلب دعا کے لیے کھڑے ہو گئے ـــــ لیکن قرعہ ان کے فرزند کے نام پر نکلا ـــــ کاہنہ کی تجویز کے مطابق اونٹوں کی تعداد بڑھاتے بڑھاتے سو (۱۰۰) ہو گئی ـــــ جب اونٹ سو (۱۰۰) کی تعداد کو پہنچے تب قرعہ اونٹوں پر نکلا ـــــ چنانچہ اونٹ ذبح کر دیے گئے اور اسی جگہ چھوڑ دیے گئے ـــــ ان کا گوشت لینے اور کھانے سے نہ کسی مرد کو روکا گیا اور نہ کسی پرندے یا درندے کو ـــــ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔''

ذبیح حضرت اسماعیل ہیں نہ حضرت اسحاق علیہم السلام:

حضرت معاویہ بن سفیان سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے ـــــ آپ کے حضور ایک اعرابی آیا۔ اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں شہروں کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ قحط کی حالت میں ہیں اور پانی خشک ہو گیا ہے ـــــ مال یعنی اونٹ' بکریاں وغیرہ ہلاک ہو گئے ـــــ اور عیال فاقوں سے ضائع ہو گئے۔

اے ابن الذبیحین! آپ مجھے اس غنیمت سے کچھ عطا کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے۔''

اعرابی کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ابن الذبیحین ہونے سے انکار نہیں کیا ـــــ ۸۳ ذبیحین سے مراد حضرت عبداللہ اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہم السلام ہیں ـــــ کچھ علماء کا خیال ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں ـــــ اگر یہ بات صحیح ہو تو یہ کہا جائے کہ عرب چچا کو باپ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

ام کنتم شهداء اذحضر يعقوب الموت اذقال لبنيه ماتعبدون من بعدی قالوانعبد الهك واله آبائك ابراهيم و اسمعيل و اسحق

یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو باپ گردانا ہے جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں۔

لوگوں نے حضرت معاویہ سے پوچھا کہ ذبیحین کون لوگ ہیں؟

حضرت معاویہ نے جواب دیا:

''حضرت عبدالمطلب کو جب زمزم کھودنے کے لیے حکم ہوا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر زمزم آسانی سے کھد گیا تو اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو ذبح کریں گے ـــــ زمزم کھودے جانے پر انہوں نے اپنی نذر پوری کرنا چاہی ـــــ اپنے بیٹوں کے نام قرعہ ڈالا جو کہ حضرت عبداللہ کے نام پر نکلا ـــــ چنانچہ حضرت عبدالمطلب انہیں

---

۸۳ جیسا کہ زمخشری نے اپنی کتاب ''الکشاف'' میں روایت بیان کی ہے۔

Marfat.com

ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے لیکن حضرت عبداللہ کے ماموں نے جو بنی مخزوم سے تھے، حضرت عبدالمطلب کو اس سے منع کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ بجائے اس قربانی کے اپنے رب کو راضی کرو اور اپنے بیٹے کا فدیہ دے دو ـــــ حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے بدلے ایک سو اونٹ دیئے ـــــ

لہٰذا پہلے ذبیح حضرت عبداللہ ہیں اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں''۔

ابن القیم کا کہنا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ذبح مکہ معظمہ میں تھا ـــــ اس لیے قربانیاں یوم نحر (دس ذوالحجہ) میں مکہ معظمہ ہی میں ٹھہرائی گئیں ـــــ جیسا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا مکہ معظمہ ہی میں ہے ـــــ اور مکہ ہی میں کنکریاں ماری جاتی ہیں جسے رمی جمار کہتے ہیں ـــــ ان باتوں کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ دونوں وہی ہیں جو مکہ معظمہ میں تھے، نہ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ ـــــ

اور اگر ذبح فرض محال ملک شام میں ہوتا جیسا کہ یہود گمان کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس گمان کے ہم خیال ہیں اور پھر قربانیاں اور یوم نحر ملک شام میں ہوتے نہ کہ مکہ معظمہ میں ـــــ حضرت اسماعیل کے ذبح ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ذبیح کا نام حلیم رکھا ہے۔ اس لیے کہ جو شخص اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ذبح کے لیے تسلیم کر دے، اس سے بڑھ کر حکمت والا اور کون ہوگا ـــــ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر کیا ہے تو ان کا نام حلیم رکھا ہے ـــــ عقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بشری فطرت کے مطابق کہ ماں باپ کو پہلا بیٹا اس اولاد سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جو اس کے بعد ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے بیٹے کی تمنا کی، اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرما دیا۔ بیٹا عطا ہونے پر ان کے دل میں اس کی محبت نے جگہ بنالی ـــــ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ اس خلت[۸۴] کا منصب محبوب کی محبت کے باعث توحید کا مقتضی ہے اور یہ کہ اس محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو۔ لیکن یہاں دل میں بیٹے کی محبت کے لیے بھی گنجائش نکل آئی ـــــ خلت کو غیرت آئی کہ خلیل کے دل سے یہ دوسری محبت نکال دے۔ چنانچہ محبوب کے ذبح کرنے کے لیے حکم ہو گیا۔ اس کے باوجود حضرت خلیل نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ـــــ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت بیٹے کی محبت سے بڑھ کر تھی، اعظم تھی ـــــ اس وقت خلت خالص نظر آئی تو ذبح میں کوئی مصلحت باقی نہ رہی۔ اس لیے کہ عزم اور نفس کا اطمینان دلانے میں یہ مقصد یقیناً حاصل ہو گیا اور یوں ذبح کا حکم منسوخ کر کے ذبیح کا فدیہ دیا گیا اور حضرت خلیل اللہ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔

ان الذبیح هدیت اسمعیل   نطق الکتاب بذاك والتنزیل

''اے مخاطب! تجھے ہدایت ہو کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، ان کے ساتھ کتاب اور تنزیل ناطق ہے۔''

شرف به خص الا له نبیا   وابانه التفسیر والتاویل

اس شرف کو حضرت اسماعیل علیہ السلام پر مقصود کر دے کہ وہی ذبیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کے ساتھ ہمارے نبی کریم

۸۴ خلت وہ خالص سچائی ہے جس میں کوئی چیز حائل نہیں ہے۔

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خاص کیا ہے اور اس امر کو کلام الٰہی کی تفسیر اور تاویل نے ظاہر کر دیا ہے۔

معافی بن ذکریا نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی عالم سے (جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا) پوچھا:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کون سے بیٹے کے ذبح کے لیے حکم ہوا تھا؟''

اس عالم نے جواب دیا:

''واللہ اے امیر المومنین! یہودیوں کو پتہ ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں لیکن عربوں سے حسد کے سبب وہ اسے نہیں مانتے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تمہارے باپ ہوں ـــــ یہ حسد اس فضل کی وجہ سے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام سے کیا ہے۔ وہ اس فضل سے انکار کرتے ہیں اور یہ گھمنڈ کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں اور وہ بزرگی انہیں عطا کی گئی ہے ـــــ وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام یہود کے باپ ہیں۔''

اے رب کریم سے خالص محبت رکھنے والے! تو غور کر کہ اس واقعہ میں کیا سرِ جلیل (اعلیٰ راز) ہے ـــــ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نقصان کے بعد ان کے حوصلہ اور سختی کے بعد لطف و کرم فرماتا ہے ـــــ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بیٹے کی اپنے وطن بیت المقدس سے دوری ـــــ پھر مکہ میں تنہائی و غربت ـــــ اور بیٹے کے ذبح پر صبر کیا ـــــ اس کا پھل یہ ملا کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بیٹے کی نشانیاں اور ان کے قدموں کے روندنے کی جگہوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں (شعائر اللہ) قرار دیا اور ان مقامات کو روز قیامت تک کے لیے حج کا حصہ اور عبادت کے لائق قرار دیا ـــــ

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت اس شخص کے لیے ہے جو مخلوص میں سے ہے اور

☆ ضعف رکھتا ہے اور ذلت اٹھاتا ہے اور انکسار اختیار کر لیتا ہے۔

☆ مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اور قضا کے ساتھ خوشی سے ملتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی شان کی بلندی کا ارادہ فرماتا ہے اور یہ اس کریم کا فضل ہے۔ ارشاد باری ہے:

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم

''اور ہم یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں پر فضل کریں جو زمین پر کمزور ہیں، وہ فضل یہ ہے کہ ان کو خوف سے نجات دیں، انہیں امر دین میں پیشوا کریں اور ان کو وارث کریں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے، جسے چاہتا ہے، اسے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔''

کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے یہ نذر مانی تھی کہ جس وقت ان کے فرزندے پورے دس ہو جائیں گے، تب وہ ان میں سے ایک کو ذبح کریں گے ـــــ حالانکہ ان کی شادی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہالہ سے

Marfat.com

ر پوری کرنے کے بعد ہوئی ـــــ لہٰذا حضرت عبدالمطلب کے دو بیٹے حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نذر ری کرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ چنانچہ نذر پوری کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے ان دو سمیت نہیں تھے ـــــ ہلی نے کہا ہے کہ اس میں اشکال نہیں ہے' اس لیے کہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ چچا تھے ـــــ ایک اور رویت کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دس چچا تھے' زیادہ نہیں تھے ـــــ تو یہ لفظ وں اور بیٹوں کے بیٹوں پر حقیقی طور پر واقع ہوتا ہے نہ کہ مجازی طور پر ـــــ اس صورت میں حضرت عبدالمطلب کے بیٹوں اور وں کے بیٹوں سے دس مرد تھے جس وقت انہوں نے نذر پوری کی۔

سیرت کی کچھ کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹوں میں سب سے ہوتے تھے' یہ بات اتنی معروف نہیں ـــــ شاید روایت یہ ہو کہ حضرت عبداللہ اپنی ماں کے بیٹوں میں اصغر تھے ورنہ تاریخ بتاتی ہے کہ

''حضرت حمزہ' حضرت عبداللہ سے چھوٹے تھے ـــــ جبکہ حضرت عباس' حضرت حمزہ سے چھوٹے تھے۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں ـــــ حضرت عباس سے روایت ہے کہ:

''رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا ہونا مجھے یاد ہے۔ میں اس وقت تین برس کا تھا یا تین برس سے کچھ کم یا زیادہ تھا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس لائے گئے۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو عورتیں مجھے کہنے لگیں کہ اپنے بھائی کو پیار کرو ـــــ میں نے آپ کو پیار کیا۔''

اس صورت میں یہ کہنا کیونکر درست ہوگا کہ حضرت عبداللہ ہی اصغر تھے۔ یہ بکائی علیہ الرحمہ کی روایت ہے۔ اس روایت کی یک وجہ یہ ہے کہ جس وقت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذبح کا ارادہ کیا تو اس وقت اپنے بھائیوں میں ہ اصغر ہوں ـــــ حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس واقعہ کے بعد پیدا ہوئے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی شادی:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے ہمراہ اونٹ ذبح کرنے سے فارغ ہو کر جب واپس ہوئے تو ایک عورت کے پاس سے گزر ہوا۔ جو موضع تبالہ سے تھی ۸۵ مختلف روایات کے مطابق اس عورت کے تین نام ملتے ہیں:

✪ قتیلہ ✪ رقیقہ بنت نوفل ✪ فاطمہ بن مرالخثعمیہ ۸۶

یہ عورت کاہنہ تھی اور اس کا تعلق بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے تھا ـــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے مردوں میں سب سے زیادہ حسین تھے۔ اس عورت نے جب وقت حضرت عبداللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا:

''آپ کے عوض جو اونٹ ذبح کیے گئے ہیں' میں آپ کو ان کی مثل دیتی ہوں۔ آپ اس وقت میرے ساتھ صحبت کریں۔''

---

۸۵ تبالہ نام کے دو گاؤں ہیں ایک یمن میں' ایک طائف میں شاید اس تبالہ کے پاس گئے ہوں جو مکہ معظمہ کے قریب واقع ہے۔

۸۶ ابو نعیم خرائطی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے۔

Marfat.com

یہ اس نے اس وجہ سے چاہا کہ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ میں نور نبوت دیکھا اور چاہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہو جاؤں ـــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے انکار فرمایا اور عذر کیا کہ میں اس کے لیے حوصلہ نہیں رکھتا۔ میرے باپ میرے ساتھ ہیں اور میں نہ ان کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ان کے خلاف چل سکتا ہوں ـــــ اس امر کو اشعار میں یوں بیان کیا گیا ہے:

اما الحرام فالممات دونہ والحل لاحل فاستبینہ

وہ حرام فعل جس کی تو خواہش کرتی ہے' سراسر موت کا راستہ ہے اور یہ حلال نہیں ہے کہ میں اسے ظاہر کروں ـــــ یا یہ کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے کہ میں تیری آرزو کو حلال جان کر اسے پورا کروں۔

فکیف بالامر الذی تبغینہ یحمی الکریم عرضہ و دینہ

جس امر کو تو چاہتی ہے' اسے کیونکر کیا جائے ـــــ شریف آدمی اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرتا ہے اور برے کاموں سے اپنے بڑوں کی رسوائی کا باعث نہیں بنتا۔

حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس لائے۔ وہب اپنے نسب اور شرف کے اعتبار سے بنی زہرہ کے سردار تھے ـــــ انہوں نے اپنی بیٹی آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ سے کر دی ـــــ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نسب میں اپنے باپ کی طرف سے اور حسب میں اپنی ماں کی طرف سے قریش کی تمام عورتوں میں افضل تھیں۔

علماء نے گمان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کر کے اپنے گھر لائے۔ شعب ابی طالب میں جمرۃ الوسطیٰ کے مقام پر ان سے صحبت کی ـــــ یہ دوشنبہ کا دن تھا ـــــ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حمل ٹھہر گیا۔ ملاپ کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے نکلے اور صحبت کی آرزومند عورت کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ

''آج تو مجھے وہ دعوت نہیں دے رہی جس کے لیے تو کل خواہاں تھی'' ـــــ

اس نے کہا:

''مجھے آپ سے صحبت کا کوئی شوق نہیں تھا ـــــ میں تو اس نور کی طالب تھی جو آج آپ سے جدا ہو گیا ہے ـــــ کل تک وہ نور آپ کے ساتھ تھا ـــــ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا' یہ اس کی مرضی کہ اس نور کو جہاں چاہے رکھے۔''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حمل میں عجیب وغریب مشاہدات:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حاملہ ہوئیں تو حمل کے دوران کئی عجیب وغریب واقعات و حالات دیکھنے میں آئے جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آئے ـــــ علماء نے کہا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نطفہ طاہرہ اور آپ کے درۂ محمدیہ نے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدف رحم میں قرار پکڑا تو مقامات ملکوت و جبروت سے یہ ندا کی گئی:

Marfat.com

- طہارت شریفہ کی جگہوں کو معطر کرو' شرف اعلیٰ کے مقامات کو خوشبودار بناؤ۔
- صوفیہ ملائکہ مقربین کے لیے جو اہل صدق و صفا ہیں' صفہ ہائے میں عبادت کے مصلے بچھاؤ۔"

یہ سب امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرحت اور سرور کی وجہ سے ہوئے ــــ اور وہ فخر سوائے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی کو حاصل نہیں ہوا جو ہمیشہ سے محفوظ چلا آ رہا تھا ــــ

- ان کے بطن میں وہ نور منتقل ہوا ہے جو پوشیدہ تھا۔
- اللہ تعالیٰ جو قریب و مجیب ہے' اس نے اس سید برگزیدہ حبیب کے ساتھ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان عورتوں میں وہ خاص اور افضل و برتر مقام عطا فرمایا ہے جو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ہونے کی آرزو رکھتی تھیں ــــ اسلئے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نسب میں اپنی قوم سے افضل و انجب ہیں ــــ اور اصل فرع میں اپنی قوم سے پاکیزہ تر اور طیب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں آپ کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو وہ ماہ رجب میں جمعہ کی رات تھی ــــ اللہ تعالیٰ نے جنت کے خازن رضوان کو اس رات میں یہ حکم دیا کہ جنت الفردوس کو کھول دے اور زمین و آسمان میں یوں منادی کی جائے:

"اے زمین و آسمان کے رہنے والو! سن لو اور جان لو کہ وہ نور مخزون و مستور (چھپا ہوا خزانہ) جس سے نبی ہادی پیدا ہوگا' آج رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں قرار پکڑے گا جس میں آپ کی خلقت (پیدائش) کامل ہوگی ــــ اور وہ نبی اپنی ماں کے پیٹ سے لوگوں کی طرف ایسے حال میں ظہور کرے گا کہ بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا ہوگا۔"۸۷

کعب الاحبار کی روایت میں یہ ہے کہ اس رات آسمان اور اس کے چاروں طرف اور زمین اور اس کے اجزاء میں یہ ندا کی گئی:

"وہ نور مکنون جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسد شریف کی صورت ہوگی' آج کی رات اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن میں قرار پکڑے گا۔"

- **فیاطوبی لها ثم یاطوبی لها**۸۸ ــــ اس دن دنیا کے تمام بت صبح کے وقت اوندھے پائے گئے۔
- قریش میں سخت قحط کا عالم تھا۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور مبارک کے صدقے زمین سرسبز ہوگئی

---

۸۷ سہل بن عبداللہ تستری نے اس بارے میں کہا ہے جسے حافظ خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

۸۸ صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ اس کا معنی "طیب' حسن اور خیر" ہے ــــ صاحب قاموس کے غیر نے اس کا معنی "فرح اور آنکھوں کی ٹھنڈک" بتایا ہے ــــ ضحاک نے اس کا معنی "عطیہ" لکھا ہے ــــ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس کا معنی "نعمتیں" ہیں ــــ حدیث پاک میں یوں بھی آیا ہے ــــ طوبیٰ للشام فان الملائکة باسطة اجنحتها علیها طوبیٰ ــــ بروزن فعلیٰ طیب وغیرہ معانی سے مراد ہے ــــ نہ جنت مراد ہے نہ درخت طوبیٰ

Marfat.com

اور درختوں پر پتے جنم لینے لگے۔

✪ قریش کے پاس ہر طرف سے کثیر خیر آئی۔۔۔۔

جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حمل ٹھہرا' اس سنہ کا نام ''سنہ فتح'' اور ابتہاج (خوشی و مسرت) رکھا گیا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو آپ بیان فرماتی ہیں کہ:

''میں نے جیسے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ آپ اس امت کے سید (سردار) کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں۔۔۔۔''

آپ فرماتی ہیں کہ:

''مجھے اس بات کا علم نہیں ہوا کہ میں آپ کے ساتھ حاملہ ہوئی ہوں۔۔۔۔ اور نہ میں نے اس حمل سے کچھ بوجھ محسوس کیا۔۔۔۔ اور نہ میں نے کسی ایسی چیز کی خواہش پائی جیسا کہ عام طور پر حاملہ عورتوں کا ہر ایک چیز کھانے کو دل کرتا ہے۔۔۔۔ مگر میں نے اتنی بات دیکھی کہ میرا حیض موقوف ہو گیا ہے۔۔۔۔ اور کوئی آنے والا میرے پاس ایسے حال میں آیا کہ میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ بیدار تھی' اس نے مجھ سے پوچھا' کیا آپ کو اس امر کا علم ہو گیا ہے کہ آپ سید الانام کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں۔۔۔۔ پھر اس آنے والے نے مجھے یہاں تک مہلت دی کہ جس وقت میرے جنم دینے کا وقت قریب آ گیا تو وہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ کہو:

اعیذہ بالواحد　　من شر کل حاسد

یہ شعر پڑھنے کے بعد اس کہنے والے نے کہا کہ ''نومولود کا نام مبارک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رکھو۔''

ابن اسحاق کے غیر کی روایت میں ہے کہ اس کہنے والے نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ یہ تعویذ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بازو پر باندھ دو۔۔۔۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''میں ایسے حال میں بیدار ہوئی کہ میرے سر کے پاس سونے کا ایک قطعہ تھا جس میں اشعار لکھے ہوئے تھے:

اعیذہ بالواحد　　من شر کل حاسد

''اللہ تعالیٰ جو ذات و صفات اور اسماء میں ایک ہے' سے ہر ایک حاسد کے شر سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی اور حفاظت چاہتی ہے۔

و کل خلق راید　　من قائم و قاعد [۸۹]

ہر اس مخلوق سے جو برائی کی آرزو رکھتی ہے' کھڑی ہے یا بیٹھی ہے' تمام کے شر سے پناہ چاہتی ہے۔

من السبیل حاید　　علی الفساد جاھد

مخلوق میں سے جو بھی سیدھی راہ سے ہٹا ہوا ہے اور فساد و خرابی کے لیے کوشش کرتا ہے' اس سے پناہ چاہتی ہوں۔

۸۹　رائد۔۔۔۔ وہ شخص جسے گھاس کے لیے بھیجیں۔۔۔۔ طالب شر سے مراد ہے جو برائی کی طرف سبقت کرے۔

Marfat.com

من نافث او عاقد و کل خلق مارد

ایسا فساد پر کوشش کرنے والا کہ وہ جادوگر ہے اور گرہوں میں سحر پھونکتا ہے اور ہر اس شخص سے پناہ چاہتی ہوں جو سرکش ہے اور سینہ زوری کرنے والا ہے۔

یاخذ بالمراصط[۹۰] فی طراق الموارد [۹۱]

''ماردیا'' مخلوق سے ہر وہ شخص کہ گھات کی جگہوں کو آدمیوں کے جمع ہونے کے راستہ میں پکڑتا ہے' اس سے پناہ چاہتی ہوں۔''

شداد بن اوس سے یہ روایت ہے کہ نبی عامر سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے حال کی کیا حقیقت ہے؟۔۔۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے امر کی یہ ابتداء ہے کہ آپ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔۔۔۔۔ اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔۔۔۔۔ اور میں اپنے ماں باپ کا پہلا بیٹا ہوں۔ جیسے عورتیں حاملہ ہوتی ہیں' میری ماں میرے ساتھ زیادہ بھاری حمل سے حاملہ ہوئی۔۔۔۔۔ میری ماں حمل کا بھاری پن جو پاتی تھی تو اپنی ہم صحبت عورتوں سے اس کا ذکر کرتی تھی۔۔۔۔۔ پھر یہ ہوا کہ میری ماں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ

''وہ مولود جوان کے بطن میں ہے' نور ہے۔''

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حمل میں طبیعت کو بوجھل پایا جبکہ باقی حدیثوں میں ہے کہ انہوں نے طبیعت کو بوجھل نہیں پایا۔۔۔۔۔ حافظ ابونعیم نے شداد بن اوس کی اس حدیث اور دوسری حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ:

''حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حمل کے باعث طبیعت میں بھاری پن حمل کے ابتدائی علقہ میں تھا اور استقرار حمل کے وقت دور ہو گیا۔۔۔۔۔ لہٰذا حمل کا امر دونوں حالتوں میں اور عورتوں کی معروف عادت سے خارج ہوگا۔''

حافظ ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو ان کے حمل کی دلیل یہ تھی کہ حمل کی رات قریش کے کل چوپائے گویا ہو گئے تھے اور یہ کہتے تھے:

''قسم ہے رب کعبہ کی! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حمل ٹھہر گیا۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے امام اور اہل دنیا کے آفتاب ہیں''۔۔۔۔۔

---

۹۰ یاخذ بالمراصد۔۔۔۔۔ مارد کی صفت ہے یا خلق کی صفت ہے۔

۹۱ حافظ عبدالرحیم العراقی نے کہا ہے کہ بعض سیرت نگاروں نے ان اشعار کو اسی طرح سے ذکر کیا ہے اور ان اشعار کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے گردانا ہے۔۔۔۔۔ جبکہ حال یہ ہے کہ ان اشعار کی کچھ اصل نہیں ہے۔۔۔۔۔
بے شک بیہقی کے نزدیک ابن اسحاق کی حدیث سے یہ اشعار آئے ہیں' ان میں بعض الفاظ کا اختلاف ہے۔

Marfat.com

دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی کا تخت باقی نہ رہا' صبح کو اوندھا پایا گیا۔۔۔۔ مشرق کے وحشی جانور' مغرب کے وحشی جانوروں کی طرف بشارت کے ساتھ دوڑے۔۔۔۔ اور اسی طرح دریا کی مخلوق میں سے بعض بعض کو بشارت دیتی تھی۔۔۔۔ آپ کے حمل کے مہینوں سے ہر ایک مہینہ میں آپ کے لیے ایک ندا زمین پر اور ایک ندا آسمان پر یہ ہوتی تھی کہ:

''تم لوگوں کو بشارت ہو' وہ وقت آ پہنچا کہ ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں ظہور فرمائیں کہ وہ میمون اور مبارک ہوں۔''

یہ حدیث شدت سے ضعیف ہے۔۔۔۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیر سے یہ روایت ہے کہ اس رات کوئی گھر باقی نہ رہا جو نور سے منور نہ ہوا ہو۔۔۔۔ اور کوئی جگہ باقی نہ رہی جس میں نور داخل نہ ہوا۔۔۔۔ اور قریش کا ہر چوپایہ گویا ہو گیا۔

ابو زکریا یحییٰ بن عایذ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نو ماہ کامل اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں رہے۔۔۔۔ اس دوران درد سر' ہاتھ پیر کی تکلیف اور پیٹ کی آنتوں کے درد کی وہ شکایت نہیں کرتی تھیں۔۔۔۔ اور نہ کسی قسم کی ریح کی شکایت۔۔۔۔ نہ ہی کوئی ایسی شکایت جو بالعموم حاملہ عورتوں کو لاحق ہوتی ہے۔۔۔۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں:

''میں نے اس حمل سے زیادہ خفیف (ہلکا) حمل کسی عورت میں نہیں دیکھا۔۔۔۔ اور نہ ہی اس سے زیادہ عظیم برکت والا کسی کا حمل دیکھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال:

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی یہ کیفیت ہے کہ قریش جب تجارت سے واپس آئے تو مدینہ یثرب کے پاس سے ان کا گزر ہوا۔۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ ضعف کی حالت میں لوٹے۔۔۔۔ بیماری وضعف کے باعث اپنے باپ کے ماموؤں کے ہاں رک گئے جو بنی عدی بن النجار سے تھے۔۔۔۔ بیماری کی حالت میں ان کے پاس ایک مہینے ٹھہرے رہے۔۔۔۔ جب ان کے ہمراہ جانے والے مکہ معظمہ میں سفر تجارت سے واپس پہنچے تو حضرت عبدالمطلب نے ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا۔۔۔۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ بیماری اور کمزوری کے باعث یثرب میں رک گئے ہیں۔۔۔۔ حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے پاس ان کے بھائی حارث کو بھیجا کہ ان کی خیر خبر لائیں۔۔۔۔ حارث جب یثرت پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی آمد سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔۔۔۔

ان کی تدفین کے بارے میں دو روایتیں ہیں:

☆ انہیں دار بتابعہ میں دفن کیا گیا ☆ مقام ابواء میں دفن کیے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو ملائکہ نے عرض کیا:

Marfat.com

''اے ہمارے اللہ! ___ اے ہمارے سید! ___ تیرا نبی یتیم رہ گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا:

''میں اس نبی کا حافظ ہوں ___ اور اس کا نصیر ہوں۔''

کسی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماں باپ کی طرف سے کس لیے یتیم کیے گئے؟''

امام ممدوح نے فرمایا:

''اس میں اللہ کی یہ حکمت تھی کہ آپ پر مخلوق کا حق نہ ہو۔''[۹۲]

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت عمر سے متعلق مختلف روایات ہیں:

- واقدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ کی وفات کے بارے میں اثبت قول یہ ہے کہ قول یہ کہ پچیسویں سال میں وفات پائی۔
- ابو احمد حاکم نے کہا ہے کہ تیس سال میں وفات پائی ہے۔
- حافظ علائی اور ابن حجر نے اس قول کو صحیح کہا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھارویں سال میں وفات پائی ___ اس قول کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اختیار کیا۔

والد ماجد کے وصال پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک:

اس ضمن میں مختلف روایات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

- حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حمل کے دو مہینے پورے ہو گئے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔
- دولابی کا یہ قول ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہد میں تھے اس وقت آپ کے والد ماجد نے وفات پائی۔
- ابن خیثمہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو ماہ کے تھے۔
- اور کہا گیا ہے کہ سات ماہ کے تھے۔
- یہ بھی کہا گیا ہے کہ اٹھارہ ماہ کے تھے۔
- اور جو قول راجح اور مشہور ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد نے جب وصال فرمایا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت شکم مادر مبارک میں تھے۔

---

۹۲ ابو حیان نے اس گفتگو کو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی تفسیر ''بحر'' میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

شوہر کے فراق میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اظہارِ غم:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے وصال پر ان کی جدائی میں یوں اظہارِ غم فرمایا:

عفا جانب البطحاء من آل هاشم ۹۳ وجاور لحد اخار جا فی الغما غم

آل ہاشم سے بطحا کا علاقہ خالی ہو گیا ــــ آل ہاشم سے مراد حضرت عبداللہ ہیں ــــ وہ ایسے حال میں کفنوں میں لپٹے ہوئے ہیں کہ قبر کے مجاور ہو گئے ہیں اور اپنے گھر والوں سے دور ہو گئے ہیں۔

دعة المنايا دعوة فاجابها ۹۴ وما تركت فی الناس مثل ابن هاشم

حضرت عبداللہ کو ملک الموت نے بلایا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں حاضر ہوں ــــ موت نے آدمیوں میں ابن ہاشم جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔

عشيه راحو ايحملون سريره ۹۵ تعاوره اصحابه فی التزاحم

جو لوگ ان کے دفن کرنے کو آئے تھے، ایسے حال میں گئے کہ ان کی سریر کو اٹھائے ہوئے تھے ــــ وہ اٹھانے والے ان کے دوست احباب تھے، وہ باری باری سے ان کے جنازہ کے سریر کو مزاحمت کے ساتھ لیتے تھے یعنی ایک دوسرے کے ساتھ سریر کے لینے میں سبقت کرتا تھا یعنی ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ جنازہ کے سریر کو میں لے چلوں ــــ اس سے جنازہ کی عظمت مراد ہے۔

فان تلك غالته المنايا وريبها فقد كان معطاء كثير التراحم

موت اور اس کے اسباب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غفلت کی حالت میں ہلاک کر دیا ــــ لوگوں نے ان کی موت سے اس لیے افسوس کیا کہ وہ کثرت سے عطا کرتے اور کثرت سے ترحم فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت حالات:

ابونعیم نے عمر بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنم دینے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا:

''آسمان کے تمام دروازے کھول دو ــــ اور ساتوں جنتوں کے بھی سارے دروازے کھول دو ــــ''

اس دن آفتاب کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا ــــ یعنی آفتاب کے نور اور کثیر کر دیا گیا ــــ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور کرامت کی وجہ سے آپ کی پیدائش کے سال دنیا کی تمام عورتوں کو اولادِ نرینہ سے نوازا۔ ۹۶

---

۹۳ یہاں عفا کا معنی ''خالی ہونا'' ہے ــــ غماغم: وہ شے ہے جس میں کوئی شے لپیٹی جائے' یہاں مراد ''کفن'' ہے۔

۹۴ منایا ـ منیہ کی جمع ہے۔ بہ تشدید بمعنی موت ــــ لفظ دعوة کی جگہ بغتة بھی آیا ہے۔ بمعنی اچانک و یکایک بلانے کا فاعل موت ہے ــــ یہاں پر مراد ملک الموت ہے کہ روحیں قبض کرتے ہیں۔

۹۵ عشیہ: آخرون ــــ سریر' جس پر مردہ کو لے جائیں ــــ فی التزاحم میں فی بمعنی مع ساتھ ہے۔

۹۶ اس حدیث کا راوی مطعون (بدنام و رسوا) ہے۔

Marfat.com

ابونعیم نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔۹۷ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جس وقت میرے حمل سے مجھے چھ مہینے گزر گئے کہ کوئی آنے والا میرے پاس خواب میں آیا اور اس نے مجھ سے یہ کہا کہ:

''اے آمنہ! تم خیرالعالمین کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو ـــــ جس وقت ان کو جنم دو تو ان کا نام **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) رکھو ـــــ اور تم امر کو وضع حمل تک چھپاؤ۔''

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''پھر مجھے وہ درد زہ ہوا جو حاملہ عورتوں کو ہوتا ہے ـــــ میرا حال نہ کسی مرد نے جانا اور نہ کسی عورت کو معلوم ہوا۔ میں اس وقت گھر میں تنہا تھی جبکہ حضرت عبدالمطلب اس وقت طواف کعبہ میں تھے ـــــ میں نے ایک عظیم آواز سنی جیسے دیوار گرتے وقت دھم سے ہوتی ہے ـــــ ایسا عظیم امر دیکھا جس نے مجھ کو ڈرا دیا ـــــ اس کے بعد ایک سفید پرندے نے اپنا بازو میرے دل پر مل دیا۔ اس کے بازو ملنے سے اس وقت مجھ کو جو رعب تھا' جاتا رہا اور ایک قسم کا درد جسے میں محسوس کرتی تھی' چلا گیا ـــــ میں نے پینے والی سفید چیز کا برتن دیکھا' میں نے اس میں سے پی لیا ـــــ پھر میرے پاس ایک ایسا نور آیا جو بلند تھا ـــــ

پھر میں نے ایسے دراز قد کی عورتیں دیکھیں جو کھجور کے درختوں کی طرح دراز قد تھیں' گویا عبدالمناف کی بیٹیوں میں سے تھیں۔۹۸ ـــــ ان عورتوں نے چاروں طرف سے مجھے گھیر لیا ـــــ میں حیران ہو رہی تھی اور دل میں واغوثاہ کہتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ ان عورتوں نے میرا احوال کہاں سے معلوم کر لیا جو میرے پاس آئی ہیں (اس روایت کے غیر نے کہا ہے کہ) ان عورتوں نے مجھ سے کہا ہم

- آسیہ (فرعون کی بیوی) اور
- مریم بنت عمران (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ)

ہیں ـــــ اور ہمارے ساتھ یہ عورتیں حورعین ہیں ـــــ مجھ پر امر سخت ہو گیا اور پہلے جو آواز دھم سے میں نے سنی تھی' اس سے زیادہ ہولناک آواز میں ہر گھڑی سنتی تھی ـــــ میں جبکہ اسی حالت میں تھی کہ میں نے یکایک سفید دیباج موجود پایا (جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کے لیے پھیلایا گیا ہے) ـــــ اس دوران میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔

''جس وقت یہ پیدا ہوں تو تم دونوں ان کو آدمیوں کی آنکھوں سے علیحدہ کر لو۔''

میں نے مردوں کو دیکھا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی ابریقین ہیں (مردوں کی شکل میں ملائکہ تھے) ـــــ پھر میں نے پرندوں کی ایک ٹکڑی دیکھی جو آگے سے آئی۔ وہ پرندے اتنے کثیر تھے کہ انہوں نے میرے حجرے کو ڈھانپ لیا ـــــ ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی تھیں اور ان کے بازو یاقوت کے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ نے میری نگاہ سے حجاب

---

۹۷ ابوسعید عبدالملک نیشاپوری نے اپنی کتاب ''معجم کبیر'' میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کو صاحب کتاب ''السعادۃ والبشری'' نے ابوسعید سے نقل کیا ہے۔ ابوسعید نے اپنی طویل حدیث میں حضرت کعب سے روایت کی ہے۔

۹۸ عبدمناف کی بیٹیاں دراز قد تھیں اور حسن کے باعث دیگر عورتوں میں حسین وجمیل واجمل تھیں۔

Marfat.com

اٹھا دیئے۔ میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا ــــ پھر میں نے تین جھنڈے دیکھے جو نصب کیے گئے تھے:

- ایک جھنڈا مشرق میں تھا
- ایک جھنڈا مغرب میں تھا اور
- ایک جھنڈا کعبہ شریف کی چھت پر قائم تھا۔۹۹

اس کے بعد مجھے دردزہ شروع ہوا اور میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا ــــ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو سجدے میں پایا۔ (آپ حقیقت میں ساجد تھے) تضرع اور عاجزی کرنے والے کی طرح آپ نے اپنی شہادت کی انگلیوں کو آسمان کی طرف اٹھا رکھا تھا اور باقی انگلیاں بند کر لی تھیں ــــ پھر آسمان سے سفید بادل آیا' اس نے آپ کو ڈھانپ کر مجھ سے غائب کر دیا ــــ اور یہ ندا آئی:

''آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا طواف کراؤ۱۰۰ ــــ اور آپ کو سمندروں میں داخل کرو تا کہ سمندر کی مخلوق آپ کے نام مبارک کو پہچان لے۔۱۰۱ اور آپ کی صفت کو پہچان لے اور اس امر کو پہچان لے کہ آپ کا نام سمندروں میں ماحی ہے ــــ کفر اور شرک سے کوئی شے باقی نہ رہے گی مگر آپ کے زمانہ میں سمیٹ دی جائے گی۔''

پھر وہ بادل بہت جلد آپ سے ہٹ گیا۔۱۰۲

یہی حدیث مختلف انداز پر مگر اضافات کے ساتھ صاحب ''السعادۃ والبشریٰ'' نے بھی روایت کی ہے کہ جب سفید بادل نے آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ مجھ سے غائب ہو گئے ــــ تو اس دوران آنے والی ندا میں یہ بھی شامل تھا کہ:

''ہر ایک ذی روح کے سامنے جو جن اور انسان اور فرشتے اور پرندوں سے ہے' آپ کو پیش کرو اور آپ کو

- حضرت آدم علیہ السلام کا خلق
- شیث علیہ السلام کی معرفت
- نوح علیہ السلام کی شجاعت
- ابراہیم علیہ السلام کی خلت
- اسماعیل علیہ السلام کی زبان
- اسحاق علیہ السلام کی رضا

---

۹۹ اس کی حکمت سے شاید اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کی شریعت مشرق و مغرب میں عام ہوگی اور مکہ پر برتری حاصل کرے گی اور اس طور پر ظاہر ہوگی جیسے علم ظاہر ہوتا ہے۔

۱۰۰ زمین کے طواف کی خصوصیات اس لیے ہے کہ زمین آپ کی بعثت اور ظہور کی جگہ ہے۔

۱۰۱ زمین پر سات سمندر ہیں ــــ ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہب اور حسان بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ زمین کی مسافت پانچ سو برس کی ہے ــــ زمین کے سمندر زمین ہی سے ہیں ــــ سمندروں کی مسافت تین سو برس کی ویران زمین اور آباد زمین کی مسافت یکساں ہے یعنی ایک ایک سو برس کی۔

۱۰۲ یہ حدیث اس قسم سے ہے جس میں علماء نے کلام کیا ہے ــــ مصنف نے یہ حدیث اس لیے ذکر کی ہے کہ یہ حدیث مولدوں میں مشہور ہے تا کہ لوگ اس پر متنبہ ہو جائیں ــــ خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ جیسے کہ اس حدیث کو صاحب ''السعادۃ والبشریٰ'' نے بھی روایت کیا ہے ــــ

Marfat.com

- صالح علیہ السلام کی فصاحت
- لوط علیہ السلام کی حکمت
- یعقوب علیہ السلام کی بشارت
- موسیٰ علیہ السلام کی شدت قوت میں
- ایوب علیہ السلام کا صبر
- یونس علیہ السلام کی طاعت
- یوشع علیہ السلام کا جہاد
- داؤد علیہ السلام کی آواز
- دانیال علیہ السلام کی حب
- الیاس علیہ السلام کا وقار
- یحییٰ علیہ السلام کی عصمت
- عیسیٰ علیہ السلام کا زہد

عطا کرو ـــــ اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے اخلاق میں آپ کو غوطہ دوں۔[۱۰۳]

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وہ بادل مجھ سے ہٹ گیا تو میں نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ آپ ایک ایسے سبز حریر کو پکڑے ہوئے ہیں کہ لپٹنے کے طور پر سخت لپٹا ہوا ہے اور اس حریر سے پانی نکل رہا ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے تمام دنیا پر قبضہ کر لیا ہے اور اہل دنیا میں سے کوئی مخلوق نہ رہی مگر آپ کے قبضہ میں خوشی سے داخل ہوگئی۔''

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا اور آپ سے مشک اذفر کی خوشبو کی طرح مہک آ رہی تھی ـــــ اس دوران میں نے تین آدمیوں کو دیکھا:

- ایک کے ہاتھ میں چاندی کی ابریق تھی'
- دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا'
- تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا

اس نے اس حریر کو پھیلایا اور اس میں سے اس نے ایک ایسی مہر نکالی کہ دیکھنے والوں کی بینائی اس کے نور سے متحیر ہوتی ہیں۔ پھر اس ابریق سے آپ کو سات بار غسل دیا۔ پھر آپ کی دونوں شانوں کے درمیان اس مہر سے مہر لگا دی اور آپ کو حریر میں لپیٹ دیا ـــــ پھر آپ کو اٹھایا اور اپنے بازوؤں کے درمیان ایک ساعت رکھا۔ پھر آپ کو میری طرف پھیر دیا۔[۱۰۴]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو جنت کے خازن رضوان نے کہا:

---

۱۰۳ انبیاء کرام کی جن خصوصیات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ کو عطا کر دی جائیں ـــــ یہ اوصاف حمیدہ دراصل آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات ارفع واعلیٰ کی شعاعیں ہیں جن میں سے ہر نبی کو علیحدہ علیحدہ وصف عطا ہوا ـــــ سب نبی آپ کی تشریف آوری کی بشارت دینے آئے تھے اور سبھی آپ کی امت میں سے ہونے کے آرزومند تھے ـــــ لہٰذا یہ تمام کمال وعروج جمیع اوصاف حمیدہ آپ کے ظہور فرمانے پر آپ کی ذات ذیشان میں پھر مرکز ہو گئے ہیں ـــــ طاہر

۱۰۴ اس حدیث کو ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ـــــ یہ حدیث منکر ہے اور حافظ ابوبکر بن عائذ نے اپنی کتاب ''مولد'' میں روایت کیا ہے کہ اس کو ابوبکر سے شیخ بدر الدین زرکشی نے ''شرح بردۃ المدیح'' میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کو بشارت ہو کہ کسی نبی کے لیے علم باقی نہ رہا مگر آپ کو وہ علم دیا گیا۔۔۔۔ آپ کل انبیاء علیہم السلام سے علم میں اکثر ہیں۔۔۔۔ اور قلب میں ان تمام سے اشجع ہیں۔''

شکم مادر سے دنیا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس عالم میں تشریف لائے:

ایک اور روایت میں مختلف کیفیت بیان ہوئی ہے کہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا تو آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے روشن ہوگئی اور آپ شکم مادر سے دنیا میں اس عالم میں تشریف لائے کہ آپ دونوں ہاتھوں پر ٹیکا دیئے ہوئے تھے۔۔۔۔ پھر آپ نے ایک مٹھی خاک لی اور اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھایا۔۔۔۔

شکم مادر سے دنیا میں تشریف لانے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق مزید روایات ملتی ہیں:

- جب آپ زمین پر واقع ہوئے' ایسے حال میں کہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو بند کیے ہوئے تھے اور شہادت کی انگلی سے اس طور پر اشارہ فرمارہے تھے جیسے تسبیح پڑھنے والا شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتا ہے۔۔۔۔ (طبرانی کی روایت)
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت آموجود ہوا تو جس وقت آپ پیدا ہوئے' میں نے دیکھا کہ مکان نور سے معمور ہوگیا۔۔۔۔ اور میں نے دیکھا کہ تارے اتنے قریب ہوگئے تھے کہ مجھے یوں لگا کہ جیسے مجھ پر گر پڑیں گے۔۔۔۔ (بیہقی کی روایت)

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے حال میں خاتم الانبیاء تھا کہ آدم علیہ السلام اپنی طینت میں پڑے تھے اور۔۔۔۔ میں تم لوگوں کو اپنے واقعہ کی خبر دیتا ہوں کہ میں

- ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی دعا ہوں

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم

- میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔۔۔۔

ومبشر برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

- میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جسے انہوں نے جاگتی آنکھوں سے دیکھا تھا نہ کہ نیند کے خواب میں۔ نبیوں کی مائیں ایسا ہی دیکھا کرتی ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر شام کے محلات روشن ہو گئے:

اس معجزہ پر کئی روایات کتب سیر میں مذکورہ ہیں' ملاحظہ فرمائیں:

☆ جس وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا تو ایسا نور دیکھا جس سے ملک شام کے محلات اتنے روشن ہو گئے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ان کو دیکھا۔[105]

---

105 حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔۔۔۔ اور اس حدیث کی روایت ابونعیم نے عطا بن یسار سے اور انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

☆ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ جو بنی سعد سے تھیں (غالباً حلیمہ سعدیہ) سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے دیکھا گویا میرے سامنے سے ایسا شہاب ثاقب نکلا جس سے کل زمین روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے قصور دیکھے۔

☆ ہمام بن یحییٰ نے اسحٰق بن عبداللہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے کہا ہے کہ جب میں نے آپ کو جنم دیا تو میرے پیش سے ایسا نور نکلا جس سے شام کے قصور روشن ہو گئے ـــــ میں نے آپ کو ایسے حال میں جنم دیا کہ آپ ایسے پاک وصاف تھے کہ آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی ـــــ (ابن سعد کی روایت)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس ابن عبدالمطلب نے اس حالت کی طرف اپنے شعر میں اشارہ کیا ہے:

وانت لما ولدت اشرقت الارض　　　وضاءت بنورك الافق

جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور مبارک سے آسمان کے کنارے بھی روشن ہو گئے۔

فنحن فی ذالك الضياء و فی النور　　　و سبل الرشاد نخترق

''ہم لوگ اس ضیاء اور نور میں ہیں اور رشاد کے راستوں میں گزر رہے ہیں۔''

حافظ ابن رجب نے ''لطائف المعارف'' میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت کے وقت اس نور کا نکلنا دراصل اس نور کی طرف اشارہ ہے جس کو آپ لائیں گے اور اہل زمین اس سے ہدایت پائیں گے اور اس کے سبب شرکت کی ظلمت زائل ہو جائے گی ـــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قدجاءكم من الله نور و كتاب مبين يهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ويخرجهم من الظلمات الى النور باذنه

لیکن بصرہ کے محلات کا اس نور سے روشن ہوجانا جو آپ کے ساتھ نکلا ـــــ اس طرف اشارہ ہے کہ ملک شام آپ کے نور نبوت کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ شام آپ کا دارالملک ہے۔ کعب الاحبار نے بیان کیا ہے کہ قدیم کتب میں ہے:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ کے پیدا ہونے کی جگہ مکہ معظمہ میں ہے ـــــ اور آپ کی ہجرت کی جگہ یثرب میں ہے ـــــ اور آپ کا ملک شام میں ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت مکہ معظمہ سے ظاہر ہوئی اور آپ کے ملک کا پھیلاؤ ملک شام تک ہو گیا ـــــ اس لیے آپ کو شب معراج میں شام کی طرف بیت المقدس تک سیر کرائی گئی ـــــ جیسے کہ آپ سے پہلے حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تھی ـــــ اور شام ہی میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے ـــــ اور شام ہی محشر کی زمین اور خلق کے نشر کرنے کی جگہ ہے۔۱۰۶ ـــــ ارشاد نبوی ہے:

علیکم بالشام فانها خیرة الله من ارضه مجتبیٰ الیها خیرة من عباده

''آخر زمانہ میں تم لوگ شام میں قیام اپنے اوپر لازم ٹھہرا لینا' ملک شام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین سے برگزیدہ کیا ہے کیونکہ شام میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو جمع کرے گا۔''۱۰۷

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ ''شفا'' سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا۔ آپ میرے ہاتھوں پر آ گرے اور آپ نے آواز کی ـــــ میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔'' رحمك الله ! مشرق اور مغرب کا درمیان مجھ پر اس قدر روشن ہو گیا کہ میں نے روم کے محلات دیکھے ـــــ پھر میں نے آپ کو دودھ پلایا ـــــ آپ کی والدہ ماجدہ کا دودھ پلایا یا اپنا دودھ پلایا ـــــ ۱۰۸ ایک اور روایت میں دودھ پلانے کی بجائے اس طرح سے ہے کہ میں نے آپ کو آپ کا لباس پہنایا اور لٹا دیا ـــــ شفا کہتی ہیں کہ مجھے زیادہ دیر نہیں گزری کہ ظلمت اور رعب نے مجھے ڈھانپ لیا' پھر آپ مجھ سے غائب کر دیئے گئے ـــــ پھر میں نے سنا کہ ایک فرشتہ کہہ رہا تھا:

''تو انہیں کہاں لے گیا تھا؟'' ـــــ دوسرے جواب دیا

''میں آپ کو مشرق کی طرف لے گیا تھا۔''

شفا کہتی ہیں کہ یہ بات ہمیشہ میرے دل میں تھی یہاں تک کہ آپ نے رسالت کا اظہار فرمایا ـــــ اسلام لانے میں میں اول ہوں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر یہودیوں کے تاثرات:

بیہقی اور ابونعیم نے حسان بن ثابت سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے عجائبات پر ایک حدیث روایت کی ہے کہ میں سات یا آٹھ برس کا لڑکا تھا۔ جس شے کو میں دیکھتا اسے جان لیتا تھا ـــــ اور جو بات میں سنتا' اسے سمجھ لیتا تھا ـــــ یکایک میں نے سنا کہ صبح صبح ایک یہودی چیخ رہا ہے اور یامعشر یہود کہہ کر یہودیوں کو پکار رہا ہے ـــــ یہودی اس کے پاس جمع ہو گئے ـــــ انہوں نے اسے کہا:

''تجھ پر افسوس ہے' تجھ کیا ہو گیا ہے کہ صبح صبح چیخ رہا ہے؟''

اس نے کہا:

''احمد کا وہ ستارہ جس کے ساتھ آج کی رات وہ پیدا ہوئے ہیں' طلوع ہو گیا ہے۔''

---

۱۰۶ یعنی مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر شام کی زمین میں بکھر جائیں گے اور پھر وہاں جمع ہوں گے۔

۱۰۷ اس حدیث کو امام احمد' ابوداؤد' ابن حبان اور حاکم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے۔

۱۰۸ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دس رضاعی ماؤں میں شفا کا نام شامل نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی جس نے مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کی تھی، جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی' اس نے پوچھا:

''اے قریش والو! کیا تم میں سے کسی کے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟''

قریش نے کہا:

''ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔''—— اس نے کہا:

''تم لوگ دیکھو' آج کی رات اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے—— اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے۔''

اہل قریش اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور انہوں نے جا کر پوچھا تو انہیں پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے—— وہ یہودی قریش کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس آیا—— حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قریش کو دکھانے کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نکالا—— اس یہودی نے علامت (مہر نبوت) دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا—— ہوش میں آ کر اس نے کہا کہ:

''بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی—— اے گروہ قریش! سن لو واللہ یہ نبی تم لوگوں پر رعب و دبدبہ سے ایسا غلبہ کرے گا جس کی خبر مشرق اور مغرب سے ظہور کرے گی۔''[۱۰۹]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر کسریٰ کے محل میں زلزلہ:

آپ کے عجائب ولادت میں وہ حدیث ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے—— اور طبریہ کا بحیرہ خشک ہو گیا—— ایران کے آتش کدے کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے جل رہی تھی۔[۱۱۰]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر شیطانوں کو آگ کی مار:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شیطانوں کو آسمانوں سے نہیں روکا جاتا تھا' وہ بلا روک ٹوک آتے جاتے تھے—— جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا پر تشریف لائے تو شیاطین پر تین آسمانوں میں آنے سے روک دیا گیا—— لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو شیاطین پر تمام آسمان بند کر دیئے گئے—— انہیں آگ کے شعلے مارے جاتے تھے۔

شیاطین کی جو جماعتیں آسماں پر جاتی تھیں' وہاں کے بھید چرا کے لاتی تھیں—— آئندہ کے لیے جو امور طے کیے جاتے

---

۱۰۹ یعنی اس نبی کے غلبہ کی باتیں مشرق اور مغرب میں ہوں گی—— اس حدیث کو یعقوب بن سفیان نے حسن اسناد سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ فتح الباری میں کہا ہے۔

۱۱۰ اس حدیث کو بیہقی اور ابونعیم نے—— اور خرائطی نے ''ہواتف'' میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے—— ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کی تعداد کے موافق کسریٰ کے خاندان کے ملوک اور ملکات ملک کے مالک ہوں گے—— انہی میں سے چار سال میں دس بادشاہ ملک کے مالک ہوں گئے—— اسے ابن ظفر نے ذکر کیا ہے—— ابن سید الناس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کے باقی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک ایران کے مالک ہوئے۔

Marfat.com

تو فرشتوں کی باتیں سن سن کر شیاطین ان سے کاہنوں' جادوگروں کو خبر دیتے تھے۔ اس لیے ان کو ان باتوں سے منع کر دیا گیا ــــ شقراطیسی شاعر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں کتنا اچھا کہا ہے:

ضیاء لمولذہ الافاق واتصلت   بشری الھواتف فی الاشراق والطفل [111]

طفلت الشمس ــــ معنی یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت زمین کے اطراف روشن ہو گئے یعنی زمین روشن ہوگئی اور غیبی فرشتوں کی بشارت کہ آپ پیدا ہوئے' دن کے اول میں یعنی سحری کے وقت ولادت ہوئی اور آخر میں متصل ہوگئی ــــ گویا آپ کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی اور نبیوں میں سب سے آخر میں تشریف لائے تو یوں اس خبر کو دوام ہو گیا۔

وصرح کسری تداعی من قواعدہ [112]   وانقض منکسر الارجاء ذامیل

یعنی کسریٰ کا وہ قصر (محل) جو اس قدر بلند و وسیع وعریض تھا کہ دیکھنے والوں کو دور سے دکھائی دیتا تھا لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر اپنی بنیادوں سے گر رہا تھا' بالاخر جڑ سے ایسا گر گیا کہ اس کے اطراف ٹوٹے ہوئے تھے ــــ اصل میں د. یرھا تھا۔

ونار فارس لم توقد وما خمدت   مذالف عام و نھر القوم لم لسیل

اور فارس (ایران) کی آگ جو ایک ہزار برس سے رات دن مسلسل مشتعل رہتی تھی اور کبھی بجھتی نہیں تھی' وہ مسلسل جلتے رہنے والی آگ اس طرح سے بجھ گئی کہ اسے بھڑکانے والے بھڑکاتے تھے لیکن وہ بھڑکتی نہیں تھی ــــ ایرانیوں (قوم فارس) کی نہر جسے بحیرۂ سادہ کہتے تھے اور جو ملک عجم میں واقع تھی' جاری نہیں ہوئی بلکہ اس کا پانی زمین میں چلا گیا ــــ شاعر کہتا ہے کہ یہ سب اس بات کی علامتیں ہیں کہ اہل فارس کی آگ بجھ گئی اور انکی بادشاہی ختم ہو جائے گی اور حق کا ظہور ہوگا۔

خرت لمنعہ الاوثان وانبعثت   ثواقب الشھب ترمی الجن بالشعل [113]

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ظہور فرمایا تو بت منہ کے بل جا گرے اور وہ شہاب ثاقب جو جنوں اور شیطانوں کو آگ کے شعلے مارتے ہیں' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب شیاطین کو دفع کرنے کے لیے بھیجے گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام سمیت چودہ نبی ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے:

ابن درید کی وشاح میں ابن الکلبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مختون پیدا ہوئے تھے ــــ ان کے بعد بارہ انبیاء کرام علیہم السلام مختون پیدا ہوئے:

✪ حضرت شیث علیہ السلام   ✪ حضرت موسیٰ علیہ السلام   ✪ حضرت ادریس علیہ السلام

---

۱۱۱ اشراق ــــ وہ وقت جس میں آفتاب طلوع ہوتا ہے اور روشنی پھیلتی ہے ــــ طفل' غروب ہونے کا وقت ہے۔

۱۱۲ صرح بمعنی قصر ــــ صرح وہ وسیع عمارت جو دیکھنے والے سے چھپی نہ رہے' چاہے دور ہی کیوں نہ ہو۔ تداعی کا معنی گرتا ہے ــــ قواعد بمعنی اساس' بنیاد ــــ انقض' گرنے میں سرعت کی ــــ منکسر الارجاء' بمعنی اطراف میں شکستہ ــــ میل' بفتح میم ویائے تحتانی' معنی خلقی طور پر ٹیڑھا

۱۱۳ خرت' گر پڑے ــــ اوثان' وثن کی جمع ہے یعنی بت ــــ ثواقب' ثاقب کی جمع ہے یعنی شعلہ کی مانند بھڑکتے ہوئے اور روشن ستارے۔

Marfat.com

- حضرت سلیمان علیہ السلام
- حضرت نوح علیہ السلام
- حضرت شعیب علیہ السلام
- حضرت سام علیہ السلام
- حضرت یحییٰ علیہ السلام
- حضرت لوط علیہ السلام
- حضرت ہود علیہ السلام
- حضرت یوسف علیہ السلام
- حضرت صالح علیہ السلام
- آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ مبارک:

اس ضمن میں تین مختلف روایات ملتی ہیں:

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں پیدا ہوئے کہ ختنہ کیے ہوئے اور ناف بریدہ تھے۔[۱۱۴]
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کے پاس میری بزرگی سے یہ امر ہے کہ میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوں اور کسی شخص نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔[۱۱۵]
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں پیدا ہوئے کہ ناف بریدہ اور ختنہ کیے ہوئے تھے۔[۱۱۶]

اس اختلاف سے تین قول حاصل ہوئے:

- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مختون پیدا ہوئے۔
- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں دن کیا اور اس کی خوشی میں

---

۱۱۴ اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

۱۱۵ اسے طبرانی نے "اوسط" میں نعیم، خطیب اور ابن عساکر نے متعدد طریقوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ـــــ ضیاء نے اس حدیث کو "مختار" میں صحیح حدث کہا ہے۔

۱۱۶ اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے ـــــ حاکم نے "مستدرک" میں کہا ہے کہ متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے ہیں ـــــ جبکہ حافظ ذہبی نے حاکم کا یہ قول رد کیا ہے کہ یہ حدیث (شیخین کے بغیر) متواتر نہیں۔ اس لیے اس میں صحت معلوم نہیں ہوتی ـــــ حاکم کے نزدیک ان احادیث کے تواتر سے مراد یہ ہے کہ ان روایات کی شہرت بھی ہے اور سیرت کی کتابوں میں ان کی کثرت بھی ـــــ حاکم کی متواتر سے مراد سند کے اس طریق سے نہیں جو ائمہ حدیث کے نزدیک اصلاح حدیث میں ہے۔

حافظ زین الدین العراقی نے کہا ہے کہ کمال بن العدیم نے اس موضوع پر احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے ـــــ ابن القیم نے اس کی تصریح کی ہے کہ مختون پیدا ہونا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے نہیں کیونکہ اکثر آدمی ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے ہیں ـــــ

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ عرب لوگ یہ زعم کرتے ہیں کہ جس وقت لڑکا قمر کی حکومت میں پیدا ہوتا ہے تو اس کے حشفہ کا پوست جو ختنہ میں کاٹا جاتا ہے، وہ وسیع ہو کر سکڑ جاتا ہے اور حشفہ پر سے اٹھ جاتا ہے اور وہ ختنہ کیے ہوئے کی مثل ہو جاتا ہے ـــــ جو شخص حشفہ کے پوست کے بغیر پیدا کیا گیا ہے اس کا نام مختون رکھا گیا ہے، اس لیے مجاز روا رکھا گیا ہے کہ ختان کے معنی کاٹنا یا قطع کرنا ہے ـــــ قطع ایسے مختون میں غیر ظاہر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بغیر قطع کے اس ہیئت پر اس کی تخلیق و ایجاد کرتا ہے۔

Marfat.com

لوگوں کو کھانا بھی کھلایا ـــــ اور آپ کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔ ۱۱۷

- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ اس وقت کیا گیا جب آپ دائی حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے اور جس وقت جبریل علیہ السلام نے شق صدر کیا اور آپ کا قلب مبارک پاک کیا تھا تو آپ کا ختنہ بھی کیا تھا۔ ۱۱۸

ختنہ واجب ہے یا سنت؟

اس بارے میں دو قول ہیں:

- امام مالک' امام ابو حنیفہ اور بعض شافعی حضرات علیہ الرحمہا نے کہا ہے کہ ختنہ سنت ہے' واجب نہیں ہے۔
- امام شافعی کے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ مردوں کے حق میں واجب اور عورتوں کے حق میں سنت ہے۔

ابوالملیح بن اسامہ نے اپنے باپ سے یہ روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الختان سنة للرجال مكرمة للنساء ۱۱۹

جس شخص نے ختنہ کو واجب قرار دیا ہے' اس کا کہنا ہے کہ سنت سے مراد حدیث میں واجب کے خلاف نہیں بلکہ سنت سے مراد طریقہ ہے لہٰذا ختنہ مواجب ہے ـــــ اس کی حجت یہ ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے کہ ختنہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت سے ہے' لہٰذا ختنہ واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

ان اتبع ملة ابراهيم حنيفاً وما كان من المشركين

اور یہ وجوب اس لیے ہے کہ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ثابت کرتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسے حال میں ختنہ کیا تھا کہ اسی سال کے تھے اور ختنہ تیشہ سے کیا تھا جسے بسولہ بھی کہتے ہیں۔ ۱۲۰

رسول کریم نے کلیب الحضری یا جہنی سے فرمایا تھا: **الق عنك شعر الكفر واختتن** زمانہ کفر سے تو جن بالوں کو نہیں مونڈھتا تھا' اب تو مسلمان ہو گیا ہے۔ ان بالوں کو مونڈھ ڈال یا نورہ سے ان کو دور کر ـــــ اور ختنہ کر۔''

کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وفات

---

۱۱۷ ولید بن مسلم نے اپنی سند سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے' روایت کیا ہے اور ابن البر نے اس کو ''تمہید'' میں بیان کیا ہے۔

۱۱۸ اس کو ابن القیم' دمیاطی' مغلطائی اور طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ابو نعیم نے ابوبکرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ـــــ جبکہ ذہبی نے اسے حدیث منکر کہا ہے۔

جو غلاف مرد کے حشفہ کو ڈھانپ لیتا ہے' اس کے قطع کرنے کو ''ختان'' کہتے ہیں ـــــ اور بعض چمڑا جو عورت کی شرم گاہ کے اعلا پر ہوتا ہے' اسے قطع کرنے کو بھی ''ختان'' کہتے ہیں ـــــ مرد کے ''ختان'' کا نام ''اعذار'' ہے ـــــ اور عورت کے ''ختان'' کا نام ''خفاض'' ہے۔

۱۱۹ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۲۰ حدیث میں ''قدوم'' آیا ہے ـــــ بعض نے ''قدوم'' کا معنی تیشہ لیا ہے ـــــ اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں قدوم سے مراد آلہ نہیں بلکہ ملک شام میں ایک موضع ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا ہے۔

Marfat.com

ی' آپ کس شخص کی مثل تھے؟۔۔۔ ابن عباس نے کہا' اس دن میں مختون تھا۔

تنہ کرنے میں حکمت:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قطع نظر اس بات کے کہ ختنہ واجب ہے یا سنت!۔۔۔ ختنہ کرنے میں حکمت ہے کہ مرد کا حشفہ قوی نہیں ہوتا ہے۔۔۔ جب تک حشفہ قلفہ میں رہتا ہے' مباشرت کے وقت لذت قوی ہوتی ہے۔۔۔ جس قت قلفہ (پوست) قطع کر دیا جاتا ہے تو حشفہ سخت ہو جاتا ہے اور لذت ضعیف ہو جاتی ہے۔۔۔

ہماری شریعت میں لائق امر یہ ہے کہ لذت کی قلت کی جائے نہ قطع لذت۔۔۔ جیسے کہ فرقہ مانو یہ ہے کہ ترک نکاح سے رک لذت کرتا ہے۔۔۔ مانو یہ کا یہ فعل فراط ہے یعنی حد سے تجاوز اور قلفہ کا باقی رکھنا تفریط ہے۔۔۔ جبکہ ان دونوں حالتوں کے درمیان ختنہ ہی عدل ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ عرب لوگ ختنہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ مرد بالغ ہو جائے۔۔۔ اور شافعی حضرات نے کہا ہے کہ لی پر یہ واجب ہے کہ بلوغ سے پہلے ختنہ کر دے۔۔۔ واللہ اعلم

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سال ولادت:

اس بارے میں بھی علماء میں اختلاف ہے۔ اس ضمن میں مختلف سات روایات سامنے آتی ہیں:

- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔[۱۲۱]
- مشہور قول یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصحاب فیل کے واقعہ کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے۔ (سہیلی علیہ الرحمہ)
- اصحاب فیل کے واقعہ کے پچپن دن بعد آپ پیدا ہوئے ہیں (دمیاطی علیہ الرحمہ)
- چالیس دن بعد پیدا ہوئے ہیں۔[۱۲۲]
- واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔
- واقعہ فیل سے پندرہ سال پہلے پیدا ہوئے ہیں۔
- مشہور قول یہ ہے کہ آپ واقعہ اصحاب فیل کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ یہ قصہ آپ کی نبوت کے لیے تمہید تھا۔۔۔ اور آپ کے ظہور اور آپ کی بعثت (اعلان واظہار نبوت) کا مقدمہ تھا۔

ابن القیم نے کہا ہے کہ اصحاب فیل نصاریٰ اہل کتاب تھے۔۔۔ ان کا دین اہل مکہ کے دین سے اچھا تھا۔۔۔ جبکہ اہل مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کی کوئی کتاب نہیں تھی۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو اہل کتاب پر ایسی فتح ونصرت عطا

---

۱۲۱ یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول ہے جو ان کے نزدیک محفوظ ہے۔۔۔ اس سے ابن جوزی نے ''صفوۃ'' میں اور ابن الجزار نے بھی اتفاق کیا ہے۔

۱۲۲ یہ دونوں قول مغلطائی اور دمیاطی نے بیان کیے ہیں۔

Marfat.com

فرمائی جس میں بشر کی کوئی کارسازی نہیں تھی ـــــ اور وہ نصرت اس نبی کے لیے ارہاص اور مقدمہ تھا جس نے مکہ سے ظہور فرمایا ـــــ اور وہ نصرت بلد الحرام (کعبہ) کی تعظیم کی وجہ سے تھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ماہ ولادت:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

- جس مہینہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے، مشہور قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔[۱۲۳]
- کہا گیا ہے کہ آپ ماہ صفر میں پیدا ہوئے ہیں۔
- یہ بھی روایت ہے کہ ماہ ربیع الاخر میں۔
- یہ کہ آپ ماہ رجب میں پیدا ہوئے ہیں ـــــ یہ قول صحیح نہیں ہے۔
- یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں پیدا ہوئے۔[۱۲۴]
- اور جس نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم عاشورہ میں پیدا ہوئے ہیں، اس نے کیسی غریب بات کہی ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت:

جس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سال ولادت اور ماہ ولادت میں علماء نے اختلاف کیا ہے اور مختلف روایات سامنے آتی ہیں۔ اسی طرح سے یوم ولادت کے بارے میں مختلف آراء ہیں ـــــ کہا جاتا ہے کہ جس دن آپ پیدا ہوئے ہیں، وہ غیر معین ہے کہ اول مہینہ ہے یا آخر مہینہ ہے ـــــ جس شخص کا یہ قول ہے، اس کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں دوشنبہ (پیر) کے دن بلاتعین تاریخ آپ کی ولادت ہوئی ہے ـــــ (دوسری یا آٹھویں تاریخ تھی یا ان کے علاوہ کوئی تاریخ تھی ـــــ اس کا تعین نہیں ہوسکتا) ـــــ

جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ آپ کی ولادت کا دن معین ہے:

- کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے بعد آپ پیدا ہوئے ہیں۔

---

۱۲۳ یہ جمہور علماء کا قول ہے اور ابن جوزی نے اس قول پر جمہور علماء کا اتفاق کرنا لکھا ہے۔

۱۲۴ یہ قول ابن عمر سے روایت کیا گیا ہے۔ اس کی اسناد صحیح نہیں ـــــ ابن عمر کا قول اس شخص کے موافق ہے جس نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ کے ساتھ ایام تشریق میں حاملہ ہوئی تھیں (ایام تشریق قربانی کے دن یوم نحر) کے بعد دو یا تین دن ہیں ـــــ ان کا نام ایام تشریق اس لیے ہے کہ قربانی کرنے والے قربانیوں کا گوشت کاٹتے تھے ـــــ یا ایام تشریق نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ شروق شمس کے بعد عید کی نماز پڑھتے ہیں ـــــ یہ قول اس امر کے موافق ہے کہ حمل کی مدت نو مہینے ہیں)

۱۲۵ شیخ قطب الدین قسطلانی نے کہا ہے کہ اس قول کو اکثر اہل حدیث نے اختیار کیا ہے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جبیر بن مطعم سے نقل کیا گیا ہے ـــــ اکثر وہ لوگ جن کو تاریخ کی معرفت ہے۔ انہوں نے اسے اختیار کیا ہے ـــــ اس قول کو علی الترتیب حمیدی، شیخ ابن حزم، قضاعی نے "عیون المعارف" میں اہل زیج (اہل میقات) زہری، محمد ابن جبیر بن مطعم نے اختیار و روایت کیا ہے۔

Marfat.com

- کہ ربیع الاول کی آٹھ راتیں گزرنے کے بعد آپ پیدا ہوئے ہیں۔[۱۲۵]
- کہ ربیع الاول کی دسویں تاریخ کو پیدا ہوئے ہیں۔
- کہ بارہویں ربیع الاول کو ــــــ اس قول پر اہل مکہ کا عمل ہے' وہ لوگ اس تاریخ کو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔
- کہ ربیع الاول کی سترہ راتیں گزرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔
- کہ اٹھارہ راتیں گزرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

☆ کہ ربیع الاول کے آٹھ دن باقی رہے تھے کہ آپ پیدا ہوئے ہیں۔

یہ آخری دو قول جس شخص سے نقل کیے گئے ہیں' بالکل غیر صحیح ہیں ــــــ اور مشہور قول یہ ہے کہ:

''آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے ہیں۔'' یہ قول ابن اسحٰق کا ہے۔

آپ کی برکت سے زمان و مکاں کو شرف ہے:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے ہیں ــــــ آپ کی ولادت نہ محرم میں ہوئی اور نہ رجب میں ــــــ نہ رمضان المبارک اور نہ غیر رمضان المبارک کے اور مہینوں میں' جن مہینوں کو شرف حاصل ہے۔

اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زمانہ سے شرف نہیں ہے بلکہ زمانے کو آپ کی ذات اقدس سے شرف حاصل ہے جیسے کہ جگہوں کو آپ کی ذات مبارکہ سے شرف ہے ــــــ ان جگہوں میں سے مدینہ منورہ ہے کہ آپ کی وجہ سے مکہ سے افضل ہے۔

اگر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مذکورہ مہینوں یعنی محرم' رجب اور رمضان المبارک میں پیدا ہوتے جو کہ اہل عرب کے نزدیک بزرگ مہینے ہیں تو یہ گمان کیا جاتا کہ ان مہینوں کی فضیلت کی وجہ سے آپ کو شرف حاصل ہوا ہے ــــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت عرب کے غیر بزرگ مہینوں میں اس لیے کی تاکہ اللہ تعالیٰ کی وہ عنایت جو آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی وہ کرامت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے' وہ ظاہر ہو ــــــ

جمعہ کا وہ دن جس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے ہیں' ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ کوئی مسلمان جمعہ کے دن اس ساعت کو نہیں پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں کسی خیر کا سوال کرتا ہے ــــــ مگر اللہ تعالیٰ وہ خیر خاص اس بندہ کو عطا کرتا ہے جس ساعت میں سید المرسلین پیدا کیے گئے ہیں۔ اس ساعت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ تم دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو ــــــ آپ کی ولادت باسعادت دوشنبہ کے دن اول ساعت میں ہوئی ہے۔ اس لیے دوشنبہ کی اول ساعت میں دعا مانگنی چاہیے ــــــ مصنف نے جمعہ کے دن ایک ساعت کی دعا کی قبولیت کے لیے بیان کی ہے لیکن اس ساعت کی

---

۱۲۵ شیخ قطب الدین قسطلانی نے کہا ہے کہ اس قول کو اکثر اہل حدیث نے اختیار کیا ہے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جبیر بن مطعم سے نقل کیا گیا ہے ــــــ اکثر وہ لوگ جن کو تاریخ کی معرفت ہے۔ انہوں نے اسے اختیار کیا ہے ــــــ اس قول کو علی الترتیب حمیدی' شیخ ابن حزم' قضاعی نے ''عیون المعارف'' میں اہل زیچ (اہل میقات) زہری' محمد ابن جبیر بن مطعم نے اختیار و روایت کیا ہے۔

Marfat.com

نشاندہی و تخصیص نہیں کی ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا اور جمعہ کے دن اپنے بندوں کو عبادت کی تکلیف دی کہ نماز جمعہ ادا کریں' خطبہ پڑھیں' غسل کریں' نجاست سے طہارت کریں۔۔۔۔۔ اور دوشنبہ کا دن جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن ہے' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہ تکلیف نہیں دی۔۔۔۔۔ آپ کی امت سے اس تکلیف کی تخفیف اپنے نبی کے اکرام کی وجہ سے آپ کے وجود کی عنایت کے سبب معاف فرمائی۔

غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کیسا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' **وما ارسلنك الا رحمة للعالمين** ۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وقت ولادت:

آپ کی ولادت کے وقت میں جس میں آپ پیدا ہوئے ہیں' علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آپ دن میں پیدا ہوئے ہیں یا رات میں۔۔۔۔۔ اس بارے میں کئی روایات موجود ہیں۔۔۔۔۔ جو مختلف خیالات کی عکاسی کرتی ہیں۔

- مشہور قول ہے کہ آپ دوشنبہ کے روز دن میں پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

ابو قتادہ الانصاری سے روایت ہے کہ کسی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''دوشنبہ کا دن وہ ہے جس میں میں پیدا ہوا ہوں۔۔۔۔۔ اور دوشنبہ کے دن مجھ پر نبوت نازل کی گئی ہے۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔۔۔۔۔ یہ حدیث صریحاً اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دن میں پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

- امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔۔۔۔۔ دوشنبہ کے دن نبی ہوئے۔۔۔۔۔ اور دوشنبہ کے دن مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔۔۔۔۔ دوشنبہ کے دن آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجراسود اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ مکہ معظمہ کی فتح دوشنبہ کے دن ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اور سورۂ مائدہ دوشنبہ کے دن نازل ہوئی ہے۔
- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

ایک یہودی کا قول کہ نبی آخرالزماں پیدا ہوئے:

عبداللہ ابن عمر بن العاصی سے روایت ہے کہ مرالظہران میں (جو مکہ شریف سے ایک منزل پر ہے' عیصی نامی ایک یہودی تھا۔ وہ اہل شام سے تھا' وہ کہا کرتا تھا:

''زمانہ قریب ہے۔۔۔۔۔ اے اہل مکہ! تم لوگوں میں ایک ایسا مولود پیدا ہوگا کہ سارا عرب اس کا مطیع ہوگا اور اس سے عاجزی کرے گا۔۔۔۔۔ وہ ملک عجم کا مالک ہوگا۔۔۔۔۔ یہ اس کے پیدا ہونے کا زمانہ ہے۔''

مکہ معظمہ میں کوئی بھی مولود پیدا ہوتا' وہ اس کے متعلق ضرور دریافت کرتا۔۔۔۔۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے' عبدالمطلب اپنے گھر سے نکلے اور عیصی کے پاس آ کر اسے آواز دی۔۔۔۔۔ اس نے مکان پر سے عبدالمطلب کو

Marfat.com

دیکھا اور کہنے لگا:

''خدا کرے تم ہی اس مولود کے باپ ہو ــــ میں جس مولود کی تم لوگوں سے باتیں کیا کرتا تھا' وہ آج (یعنی دوشنبہ) کو پیدا ہو گیا ــــ وہ دوشنبہ کے دن نبی ہو گا اور دوشنبہ کے دن وفات پائے گا۔''

عبدالمطلب نے اس یہودی سے کہا کہ:

''آج کی رات صبح کے وقت ایک مولود میرے ہاں پیدا ہوا ہے'' ــــ عیصی نے پوچھا:

''تم نے اس مولود کا نام کیا رکھا ہے؟''

عبدالمطلب نے کہا ــــ ''محمد رکھا ہے'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ــــ عیصی نے کہا:

''اے اہلِ بیت اللہ! ــــ میں واللہ یہ تمنا کرتا تھا کہ یہ مولود تم لوگوں میں پیدا ہو ــــ تین خصلتوں کے باعث کہ وہ خصلتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ وہی مولود ہے جو ان تین خصلتوں پر آیا ہے۔''

- ــــ پہلی خصلت یہ ہے کہ اس مولود کا ستارہ آج کی رات طلوع ہوا ہے۔
- ــــ دوسری خصلت یہ ہے کہ وہ آج کے دن پیدا ہوا ہے۔
- ــــ تیسری خصلت یہ ہے کہ اس کا نام محمد ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) [۱۲۶]
- ــــ یہ کہ آپ کی ولادت طلوع غفر کے وقت ہوئی ہے ــــ غفر' تین چھوٹے ستارے ہیں جن میں چاند نزول کرتا ہے ــــ وہ وقت انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا وقت ہے۔ [۱۲۷]
- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کا وقت شمسی مہینوں سے نیساں کے مطابق ہے جو رومی مہینہ ہے ــــ وہ برج حمل ہے ــــ ماہ نیساں کی بیس تاریخیں گزری تھیں کہ آپ کی ولادت ہوئی۔
- اور کہا گیا ہے کہ آپ رات کے وقت پیدا ہوئے ہیں ــــ اس میں وقت کا تعین نہیں ہے کہ کتنی رات گزری تھی۔

آپ کی ولادت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت:

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک یہودی تھا جو تجارت کرتا تھا ــــ جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے' اس یہودی نے پوچھا:

''اے گروہ قریش! کیا تم لوگوں میں آج کی رات کوئی مولود پیدا ہوا ہے؟''

قریش نے جواب دیا کہ ''ہمیں اس کا علم نہیں ہے''۔

اس نے کہا:

---

۱۲۶ اس حدیث کو ابو جعفر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے ــــ ابو نعیم نے اس حدیث کی روایت ''دلائل النبوۃ'' میں ایسی سند سے کی ہے جس میں ضعف ہے۔

۱۲۷ ابن دحیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے ــــ اس لیے کہ اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی ولادت رات میں ہوئی ہو ــــ زرکشی نے کہا کہ یہ امر اس حدیث کو ضعیف کرنے کی علت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ نبوت کا زمانہ خوارق عادت کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ جائز ہے کہ تارے رات میں تو کیا چاہے دن میں گریں۔

Marfat.com

''آج کی رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے ـــــ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے کہ وہ خاتم نبوت ہے ـــــ اس میں بال اس طرح سے مجتمع ہیں' گویا گھوڑے کی عیال ہے۔''

قریش یہ سن کر یہودی کو ساتھ لے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ـــــ قریش نے کہا:

''ہم آپ کے بیٹے کو دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔''

آپ کی والدہ ماجدہ نے انہیں آپ کو دکھایا ـــــ قریشیوں نے آپ کی پشت مبارک سے کپڑا ہٹایا تو یہودی اس علامت نبوت کو دیکھ کر بے ہوش کر گر پڑا ـــــ اس نے کہا:

''اللہ کی قسم! آج سے بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی۔''

☆ شیخ بدر الدین زرکشی نے کہا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت دن میں تھی۔

آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے:

جب یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم رات میں پیدا ہوئے ہیں تو کون سی رات افضل ہے؟ ـــــ

''لیلۃ القدر افضل ہے یا آپ کی ولادت کی رات!''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے تین وجوں سے افضل ہے:

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے جبکہ لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے ـــــ

مشرف کی ذات کے سبب جس شے کو شرف حاصل ہو' وہ شے اس شے سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے ـــــ یہ ایک اصولی بات ہے' اس میں کوئی نزاع نہیں ہے ـــــ اس اعتبار سے آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

- دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اسلئے شرف حاصل ہے کہ لیلۃ القدر میں فرشتے نازل ہوتے ہیں ـــــ ولادت کی رات کو شرف آپ کے ظہور کے باعث حاصل ہوا ہے۔ آپ اس میں پیدا ہوئے ہیں ـــــ وہ ہستی جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے' وہ ان لوگوں سے افضل ہے جس کے دم قدم سے لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ فرشتے ہیں ـــــ یہ وجہ اصح اور پسندیدہ مذہب پر ہے۔[۱۲۸]
- تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت پر اللہ کریم کا فضل واقع ہوا ہے ـــــ اور آپ کی ولادت شریف کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام

---

۱۲۸ جمہور اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ ہر نبی فرشتہ سے افضل ہے جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جمیع عالمین سے افضل ہیں' اس پر اجماع ہے ـــــ اسے امام فخر رازی' ابن سبکی اور سراج الدین البلقینی نے حکایت کیا ہے۔

Marfat.com

جہانوں کے لیے رحمت بنا کے بھیجا ہے ـــــ آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع مخلوق پر عام ہوئی ہے یعنی آپ کی رحمت سب کے لیے ہے۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں ـــــ اس لیے آپ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اے وہ ماہ مبارک! جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے ہیں ـــــ تو کس درجہ افضل و اشرف ہے ـــــ اور تیری راتوں کی حرمت کتنی وافر ہے ـــــ گویا وہ راتیں عقود زمانہ میں اپنے انوار سے موتی ہیں ـــــ اے مولود کے چہرے! تو کس درجہ روشن ہے۔ وہ ذات باری تعالیٰ جس نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کو دلوں کے لیے ربیع کیا ہے اور آپ کے حسن کو بدیع کیا ہے ۔

يقول لنا لسان الحال منه و قول الحق يعزب للسميع

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حال ہم سے کہتی ہے اور حال یہ ہے کہ سننے والے کو حق بات شیریں (میٹھی) معلوم ہوتی ہے ـــــ اے سائل! اگر تو میری صفات اور میرے احوال کے بارے میں پوچھتا ہے تو سن!

فوجهي والزمان وشهر وضعي ربيع في ربيع في ربيع

''میرا چہرہ اور میرا زمانہ اور میرے پیدا ہونے کا مہینہ زمانہ ربیع میں ماہ ربیع الاول میں ربیع ہے ـــــ آپ کا چہرہ مبارک اعتدال حسن اور رونق میں ربیع کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ اس چہرہ مبارک نے ربیع کے موسم میں ماہ ربیع الاول میں اپنی بہار دکھائی ہے۔[۱۲۹]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدت حمل اور جائے پیدائش:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدت حمل میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں:

- کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حمل کی مدت نو مہینے کامل تھی۔
- کہا گیا ہے کہ دس مہینے تھی۔
- کہا گیا ہے کہ آٹھ مہینے تھی۔
- کہا گیا ہے کہ سات مہینے تھی۔
- کہا گیا ہے کہ چھ مہینے تھی۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جائے پیدائش سے متعلق بھی مختلف آراء ہیں:

---

۱۲۹ اہل معانی نے کہا ہے (جیسا کہ ''سبل'' میں ہے) کہ آپ کی ولادت فصل ربیع میں ہوئی ہے کہ فصلوں میں معتدل فصل ہے ـــــ فصل ربیع میں رات اور دن دونوں معتدل ہوتے ہیں۔ حرارت اور برودت (ٹھنڈک) معتدل ہوتی ہے ـــــ موسم ربیع کی نسیم رطوبت (نمی) اور یبوست کے درمیان معتدل ہوتی ہے ـــــ اس موسم کا آفتاب ارتفاع اور ہبوط میں معتدل ہوتا ہے اور موسم ربیع کا چاند اول درجہ میں چاندنی راتوں میں معتدل ہوتا ہے ـــــ وہ شے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مربیوں کے اسماء سے آپ کے لیے مہیا کر رکھی ہے۔ اس نظام کی سلک میں منعقد ہوتی ہے ـــــ آپ کی تربیت کرنے والوں میں والدہ اور قابلہ ہیں ان کو شفا ہے اور آپ کو گود میں لینے والی کے نام میں برکت ہے اور نمود ہے اور آپ کی دودھ پلانے والیوں میں ثواب، حلم اور سعد ہے۔

Marfat.com

- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محمد بن یوسف (برادر حجاج بن یوسف معروف ظالم گورنر) کے مکان میں پیدا ہوئے ہیں) ۱۳۰
- شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔
- مکہ میں بنی جمح کی روم میں پیدا ہوئے۔
- آپ مکہ میں نہیں بلکہ عسفان میں پیدا ہوئے جو کہ مکہ سے چھتیس میل پر واقع ہے' یہ روایت بھروسہ کے لائق نہیں ہے۔

آپ کے میلاد کی خوشی میں دشمن جاں کے عذاب میں کمی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابولہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔۔۔۔ جس وقت ثویبہ نے آپ کی ولادت کی بشارت ابولہب کو دی' ابولہب نے اس خوشی میں دایاں ہاتھ بلند کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔۔۔۔ ابولہب کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا۔ یہ خواب جنگ بدر کے بعد واقع ہوا۔ ابولہب سے پوچھا' تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا:

> ''دوزخ میں ہوں مگر دوشنبہ کی ہر رات کو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے۔۔۔۔ اور میں اپنی دو انگلیوں کے گڑھے کی مقدار' سے پانی پیتا ہوں۔'' ۱۳۱

ابولہب نے اپنی انگلی کے سرے سے اس گڑھے کی طرف اشارہ کر کے مقدار بتائی اور کہا:

> ''اتنا پانی اس لیے پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی مجھے بشارت دی تھی۔۔۔۔ میں نے آپ کی ولادت کی خوشی سے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔۔۔۔ اس وجہ سے مجھے اتنا پانی پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔''

ابن جزری نے کہا ہے کہ ابولہب وہ کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن شریف نازل ہوا۔۔۔۔ آپ کی ولادت کی رات میں اسے فرحت حاصل ہوئی تھی جس پر اسے دوزخ میں اس فرحت کی جزا دی گئی ہے۔۔۔۔ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہے' مسلمان ہے اور توحید پر قائم ہے اور آپ کی ولادت سے وہ مسرور ہوتا ہے' خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جتنی وہ استطاعت رکھتا ہے' آپ کی محبت میں وہ خرچ کرتا ہے۔۔۔۔ اس کا کیا حال ہوگا؟۔۔۔۔ مجھے میری جان کی قسم ہے! اللہ کریم کی طرف سے کیا اس کی جزا نہ ہوگی۔۔۔۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم کے ساتھ اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشیاں منانا:

اہل محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور اہتمام کرتے ہیں۔۔۔۔

---

۱۳۰ یہ مکان زقاق المدلک میں واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عقیل کو دے دیا تھا۔ ان کی زندگی تک ان کے قبضہ میں تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند نے محمد بن یوسف کے فروخت کر ڈالا۔۔۔۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عقیل نے باتاج قریش ہجرت کے بعد محمد بن یوسف کو فروخت کر دیا تھا۔

۱۳۱ دو انگلیاں۔۔۔۔ ایک شہادت کی انگلی دوسری اس کے ساتھ والی۔۔۔۔ جب ان کو کشادہ کیا جائے تو ان کے درمیان ایک گڑھا پیدا ہو جاتا ہے' وہ مقدار مراد ہے۔

Marfat.com

کھانے کھلاتے ہیں۔۔۔۔۔ ولادت کی راتوں میں صدقہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔۔۔ مبرات میں کثرت کرتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ کی ولادت باسعادت کے حالات و واقعات پڑھنے سننے میں ذوق و شوق کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ان مسلمانوں پر آپ کے میلاد شریف کی برکات سے ایک فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ آپ کے میلاد شریف کے خواص سے جو چیزیں آزمائی گئی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ میلاد مسلمانوں کے لیے بلاؤں مصیبتوں سے امان کا باعث ہوتا ہے اور وہ میلاد شریف دلی مرادیں برلانے میں بہت جلد بشارت کا سبب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے جس نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید کی حیثیت میں اختیار کیا ہے۔۔۔۔۔ اس عید کو اختیار کرنے سے جن لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اصل میں ان کے دل محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و چاہت سے خالی ہیں۔۔۔۔۔ پھر کس منہ سے مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ کیا نبی کا کلمہ صرف حلق سے اوپر اوپر پڑھتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کے دل اس محبت سے متضاد کیوں ہیں؟۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ ساتھ جنہوں نے میلاد شریف مناتے ہوئے بعض ناپسندیدہ امور کو جاری کیا ہے جیسے گانا بجانا وغیرہ۔۔۔۔۔ انہیں یہ سوچنا چاہیے بلکہ خیال کرنا چاہیے کہ ان کی ان حرکات سے کہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل اطہر کو تکلیف تو نہیں پہنچ رہی۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ سنت پر چلائے بلکہ استقامت عطا فرمائے۔ آمین[۱۳۲]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شیر خوارگی:

صوفیا کرام اور دیگر علماء نے ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو دنیا کے آسمان کے فرشتوں نے ندا کی:

''یہ وہ درِ یتیم ہے جس کے مثل کی قیمت نہیں پائی جاتی۔۔۔۔۔ اس کی رضاعت اور پرورش کا کون کفیل ہوگا۔۔۔۔۔''

پرندوں نے کہا:

''ہم اس کے کفیل ہوتے ہیں اور اس کی خدمت عظیمہ کو ہم غنیمت جانتے ہیں۔''

صحرا کے وحشی جانوروں نے پرندوں سے کہا:

''اس خدمت کے ساتھ ہم اولیٰ ہیں۔ آپ کے شرف اور تعظیم کو ہم پائیں گے۔''

ان دونوں کی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ زبان قدرت نے یہ ندا کی:

''اے جمیع مخلوقات! اللہ تعالیٰ نے اپنی سابق حکمت قدیمہ میں یہ لکھ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی حلیمہ حلیم کا شیر خوار ہو۔''

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔[۱۳۳] کہ میں مکہ شریف میں ان عورتوں کے ساتھ جو بنی سعد بن بکر سے تھیں۔۔۔۔۔ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ ہم سب عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں تھیں۔ میں اپنی گدھی پر آئی اور میرے ہمراہ میرا ایک لڑکا اور ایک اونٹنی

---

۱۳۲ ابن الحاج نے اپنی کتاب ''المدخل'' میں اس موضوع پر کافی لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادے اور حسن عمل پر جزا عطا فرمائے۔

۱۳۳ ان احادیث کو ابن اسحاق' ابن راہویہ' ابو یعلیٰ' طبرانی' بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

تھی ـــــ وہ اونٹنی ایک قطرہ دودھ نہیں دیتی تھی ـــــ اور ہم اس لڑکے کے ساتھ بھوک کی شدت سے تمام رات نہیں سوتے تھے ـــــ میرا بیٹا میرے پستان میں اتنا دودھ نہیں پاتا تھا کہ اس کی بھوک مٹ جائے اور نہ ہی ہماری اونٹنی میں اتنا دودھ تھا کہ جسے پی کر وہ میرا دودھ چھوڑ دیتا۔ چنانچہ ایسے حال میں ہم لوگ مکہ آئے۔

شیر خوار بچوں کے لیے مکہ آنے والی عورتوں میں سوائے میرے ہر ایک نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لینے سے انکار کر دیا کہ آپ کے والد ماجد فوت ہو چکے ہیں' آپ یتیم ہیں ـــــ اللہ کی قسم! میری ہمراہی تمام عورتوں میں سے ہر ایک نے شیر خوار بچہ لے لیا ـــــ میں نے اپنے شوہر سے کہا:

''واللہ! میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتی کہ میں اپنی ساتھی عورتوں میں اس طرح سے جاؤں کہ میرے ساتھ کوئی شیر خوار بچہ نہ ہو ـــــ ہم اس یتیم کے پاس ضرور جائیں گے اور ضرور اسے لیں گے۔''

جب ہم آپ کے گھر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ آپ ایسے صوف کے پارچہ میں لپٹے ہوئے تھے جو دودھ سے زیادہ سفید تھا ـــــ آپ سے مشک کی بو آ رہی تھی ـــــ آپ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا تھا ـــــ آپ اپنی پشت مبارک پر سو رہے تھے اور نیند میں خراٹے لے رہے تھے ـــــ آپ کے حسن و جمال کے باعث میں آپ کو جگانے سے ڈری ـــــ آہستہ سے آپ کے قریب گئی ـــــ پھر میں نے آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے اس طور سے تبسم فرمایا کہ ہنس رہے تھے۔ پھر آپ نے اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں تا کہ میری طرف دیکھیں ـــــ اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں سے ایک نور نکلا۔ حتیٰ کہ وہ نور آسمان میں داخل ہوا' اس وقت میں اس نور کو دیکھ رہی تھی ـــــ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ پھر میں نے آپ کو اپنی دائیں چھاتی دے دی۔ آپ نے جتنا دودھ چاہا' میری چھاتی سے اتر آیا ـــــ پھر میں نے آپ کو بائیں چھاتی کی طرف پھیرا لیکن آپ نے دوسری چھاتی کا دودھ پینے سے انکار کر دیا اور اب تک آپ کی وہی صفت ہے[۱۳۴] کہ دوسری چھاتی کا دودھ نہیں پیتے ہیں ـــــ آپ اور آپ کا دودھ شریک بھائی سیراب ہو گئے۔ پھر میں نے آپ کو مع آپ کے ان کپڑوں کے جن میں آپ لپٹے ہوئے تھے' لے لیا اور جہاں میں ٹھہری ہوئی تھی' آپ کو وہاں لے آئی ـــــ آپ کے سامنے میری چھاتی میں اتنا دودھ اترا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ـــــ میرا شوہر ہماری اس اونٹنی کے پاس گیا جو ایک قطرہ بھی نہیں دیتی تھی' یکا یک اس کے تھن دودھ سے بھرے پائے ـــــ میرے شوہر نے اتنا دودھ دوہا کہ میں نے اور میرے شوہر دونوں نے سیراب ہو کر پیا اور ہماری رات اچھی گزری ـــــ میرے شوہر نے کہا:

''واللہ! اے حلیمہ! مجھے یقین ہے کہ تو نے ایک مبارک ذات کو پایا ہے ـــــ جس خیر و برکت کے ساتھ ہم نے رات بسر کی ہے' کیا تو نے نہیں دیکھی؟ ـــــ جب سے ہم نے اس مولود کو لیا ہے۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب ہم کو ہمیشہ کثیر خیر و برکت سے نوازتا رہا ـــــ جب میرے شوہر نے اس خیر و برکت کو دیکھا جو آپ کے سبب ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا:

---

۱۳۴ اہل علم نے کہا ہے کہ آپ نے بائیں چھاتی کا دودھ اس لیے نہیں پیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم دیا تھا کہ دودھ میں آپ کا شریک ہے۔ یہ بائیں چھاتی اس کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عدل الہام فرمایا۔

Marfat.com

''اس خیر و برکت کا کسی سے ذکر مت کر' خاموشی اختیار کر اور لوگوں سے اپنے اس امر کو چھپائے رکھ کہ تجھ سے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حسد نہ کریں ـــــ اس لیے کہ جس رات سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے' علمائے یہود کی یہ حالت ہے کہ انہیں دن کو چین ہے نہ رات کو' ان کی تو نیندیں اڑ گئی ہیں ـــــ ''۱۳۵

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے مکہ شریف میں تین دن قیام کیا اور بعض ماؤں نے اپنے بچوں اور ان کی دائیوں کو رخصت کیا ـــــ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سے رخصت چاہی ـــــ پھر میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آگے بٹھا لیا ـــــ ہمارے سوار ہونے پر ہماری اونٹنی نے کعبہ کی طرف تین سجدے کیے اور اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ پھر وہ راستہ چلنے لگی۔ یہاں تک کہ دوسروں کی سواریوں سے آگے نکل گئی ـــــ یہ عجب معاملہ دیکھ کر انہیں سخت حیرت ہوئی۔ وہ عورتیں جو میرے پیچھے رہ گئی تھیں' مجھ سے کہنے لگیں:

''اے بنت ابی ذویب! کیا یہ تیری وہی اونٹنی ہے جس پر تو سوار ہمارے ساتھ آئی تھی ـــــ کبھی کمزوری کی وجہ سے تجھے اونچا کرتی تھی اور کبھی نیچا ـــــ ''

میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ وہی اونٹنی ہے ـــــ وہ عورتیں سخت حیران تھیں اور کہتی تھیں:

''اس اونٹنی کی کوئی شان ہے!''

میری اونٹنی کو اللہ پاک نے گویائی عطا فرمائی' وہ کہنے لگی:

''تحقیق میری البتہ بڑی شان ہے ـــــ پھر میری بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے گویا دوبارہ زندگی عطا فرمائی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے میرے ضعف کے بعد مجھے قوت و توانائی عطا فرمائی ہے ـــــ اے بنی سعد کی عورتو! تم بڑی غفلت میں ہو ـــــ تم نہیں جانتی کہ میری پشت پر کون سی ذات سوار ہے۔ میری پیٹھ پر خیر الانبیاء سید المرسلین خیر الاولین والآخرین اور حبیب رب العالمین سوار ہیں۔''

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب ہم بنی سعد کے علاقے میں پہنچے تو میرے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں بنی سعد کی زمین سے زیادہ قحط ناک زمین کوئی نہ ہوگی لیکن جب سے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آئے' میری بکریاں شام کو باہر سے چر کر گھر آتی تھیں تو دودھ سے بھری ہوتی تھیں۔ ہم ان کا دودھ دوہتے اور پیتے تھے ـــــ ہماری نسبت دوسروں کی بکریوں سے دودھ کا ایک قطرہ نہیں آتا تھا ـــــ وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں بنت ابو ذویب کا چرواہا بکریاں چراتا ہے' تم بھی وہیں چراؤ ـــــ پھر بھی ان کی بکریاں شام کو بھوکی لوٹتی تھیں اور دودھ کا ایک قطرہ نہیں دیتی تھیں اور میری بکریاں شام کو جو واپس آتیں تو ان کا پیٹ بھرا ہوتا اور ان میں دودھ بھی کثیر ہوتا ـــــ اللہ تعالیٰ نے جو برکت حلیمہ سعدیہ کے لیے پیدا فرمائی تھی' اس برکت کی نیکی اللہ ہی کے لیے ہے جس سے حلیمہ کے اونٹ' بکریاں اور دوسرے جانور کثیر ہو گئے ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دم قدم سے حلیمہ سعدیہ کی قدر رفیع ہو گئی اور انہیں اپنی قوم میں عزت اور بزرگی ملی۔ حلیمہ سعدیہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے جو خیر و برکت ملی' اور خوش بختی اور خیر و کثیر عطا ہوا۔ حلیمہ کو ہمیشہ اس کا

۱۳۵ حلیمہ سعدیہ کی اس روایت کو ظفر بیگ نے اپنی کتاب ''المنطق المفہوم'' میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

احساس رہا۔

لقد بلغت بالهاشمی حلیمه مقاماً علافی ذروة العز والمجد

ایک ہاشمی یعنی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب حلیمہ ایسے مقام پر پہنچ گئیں کہ وہ اعلیٰ عزت اور بزرگی میں بلند تر ہے ـــــ یعنی حلیمہ نے آپ کے سبب نہایت اعلیٰ عزت اور بزرگی کا مقام پایا ہے۔

وزادت موا شیها واخصب ربعها وقدعم هذا لسعد کل بنی سعد

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باعث حلیمہ کے اونٹ اور بکریاں زیادہ ہوگئیں اور ان کا علاقہ سرسبز ہوگیا ـــــ تمام بنی سعد کو یہ سعادت عام عطا ہوئی۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب سے آپ میرے گھر میں تشریف لائے بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں سے مشک کی بو نہ آتی ہو ـــــ آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالی گئی ـــــ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بنی سعد میں سے اگر کسی کے جسم میں کوئی بیماری پیدا ہوتی تو آپ کا دست مبارک اس تکلیف کی جگہ پر رکھا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے جلد شفا ہو جاتی ـــــ اسی طرح اگر کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تو آپ کے دست مبارک سے اس کو شفا ہو جاتی ـــــ

حلیمہ سعدیہ کی حضور کو لوریاں:

عورتیں عموماً جیسے بچوں کو بہلاتے ہوئے کوئی شعر وغیرہ گنگناتی ہیں یا بچوں کو دونوں ہاتھ میں اٹھا کر فضا میں اوپر نیچے دائیں بائیں لہراتی ہیں، حضرت حلیمہ سعدیہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہلاتے اور کھلاتے ہوئے اشعار گنگنایا کرتی تھیں:

یارب اذا عطیة فابقه واعله الی العلی وارقه

اے میرے رب! تو نے ہمیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمایا ہے۔ تو انہیں بڑی زندگی دے اور اعلیٰ مراتب سے نواز۔

وارحض اباطیل العد الجقه ۱۳۶

دشمن لوگ آپ سے متعلق جو باطل باتیں یا باطل خیال کریں، انہیں دفع کر۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو گود میں لیتیں اور آپ کو بہلاتے ہوئے یہ اشعار پڑھتی تھیں:

هذا اخ لی لم تلده امی ولیس من نسل ابی وعمی ۱۳۷

''یہ میرا بھائی ہے۔ اگرچہ میری ماں نے اسے جنم نہیں دیا اور نہ ہی میرے باپ کی نسل سے ہے اور نہ ہی میرے چچا کا بیٹا

---

۱۳۶ ابن الطراح نے کہا ہے کہ یہ اشعار عبداللہ محمد بن المعلی الازدی کی کتاب ''الترقیص'' میں ہیں۔

۱۳۷ یہ اشعار غیر ابن الطراح نے نقل کیے ہیں۔

Marfat.com

ہے"۔۔۔۔ گویا مجازی اخوت بیان کی ہے۔

فدیته من مخول معمی فانمه اللهم فیما تنمی

"عرب لوگ کہتے ہیں کہ میرے اس بھائی کے چچا اور ماموں بڑے عزت اور احترام والے ہیں۔ اس کی عظمت اور بزرگی سے اپنے آپ کو اس پر فدا کرتی ہوں۔۔۔۔ اے میرے اللہ! جن لوگوں کو تو نے قوت دی ہے' ان میں تو اسے قوی کر اور بلندی عطا فرما"۔

بحذف مضاف یوں کہا جائے کہ جن لوگوں کی اولادوں کو تو نے بڑھایا ہے' میرے بھائی کی اولادوں کو تو بڑھا اور اس کی پیروی کرنے والوں (ماننے والوں) کی کثرت فرما۔۱۳۸

سرکار کے بچپن کی باتیں:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا:

"یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے دین میں داخل ہونے کے لیے آپ کی نبوت کی علامت نے مجھے بلایا۔۔۔۔ میں نے آپ کو جھولے میں دیکھا تو آپ چاند سے باتیں کرتے تھے اور اپنی انگلی مبارک سے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے۔۔۔۔ آپ جس طرف چاند کو اشارہ کرتے' وہ اس طرف جھک جاتا تھا۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔۔۔۔ اور جس وقت چاند عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا تو میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا۔"

ابن سبع نے خصائص میں لکھا ہے کہ فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے۔۔۔۔ بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حلیمہ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کا جب دودھ چھڑایا تو آپ نے سب سے پہلے جو کلام کیا تو فرمایا:

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا

جب آپ نے گھر سے باہر نکلنے اور ہم عصروں میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت پائی تو آپ گھر سے باہر تشریف لے جاتے۔ جب لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے تو آپ اس سے دامن بچا کے گزر جاتے تھے۔۔۔۔ بالعموم حلیمہ سعدیہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا نہیں چھوڑتی تھیں کہ کہیں آپ دور نہ چلے جائیں۔۱۳۹

اتفاق سے حضرت حلیمہ ایک بار آپ سے غافل ہو گئیں۔۔۔۔ آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ آفتاب کے زوال کے اول وقت میں جانوروں کی طرف تشریف لے گئے۔۔۔۔ جب حضرت حلیمہ کو معلوم ہوا تو تلاش میں گھر سے نکلیں تاکہ آپ کو

---

۱۳۸ بیہقی نے اور صابونی نے "کتاب المائتین" میں خطیب اور ابن عساکر دونوں نے اپنی تاریخوں میں اور ابن ظفر بیگ سیاف نے "کتاب النطق المفہوم" میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۳۹ ابن سعد' ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔

Marfat.com

آپ کی بہن شیما کے ساتھ پائیں ـــــ حلیمہ نے آپ کو شیما کے ساتھ دیکھا تو شیما سے خفگی سے فرمانے لگیں:

''اتنی گرمی میں بھائی کو لے کر آئی ہے۔'' ـــــ شیما نے جواب دیا:

''نہیں ماں! بھائی کو کوئی گرمی نہیں لگی۔ میں نے دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ جس وقت آپ کہیں ٹھہر جاتے' وہ بادل بھی وہیں ٹھہر جاتا ـــــ اور جس وقت راستہ چلتے تو وہ بادل بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلتا تھا ـــــ یوں اس شان سے آپ یہاں تک آ پہنچے۔''

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جوانی میں اس طرح سے بڑھتے تھے کہ اورلڑکوں کی جوانی سے آپ کا شباب شامل نہیں ہوتا تھا ـــــ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے آپ کا دودھ چھڑایا تو ہم لوگ آپ کو لے کر آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس آئے ـــــ آپ کی برکات اور خیر کثیر کے باعث ہمارا دل یہی چاہتا تھا کہ آپ ہمارے ہی پاس ٹھہرے رہیں ـــــ ہم نے آپ کی والدہ ماجدہ سے بات کی اور کہا:

''کاش آپ انہیں ہمارے پاس چھوڑ دیتیں تاکہ آپ جسم پکڑتے اور قوی ہو جاتے ـــــ اس لیے مکہ کی وبا سے ہمیں آپ پر خوف محسوس ہو رہا ہے۔''

ہم آپ کی والدہ ماجدہ سے لطف و کرم' شفقات و عنایت کے آرزومند رہے اور یہی گزارش کرتے رہے۔ آخر کار آپ کی والدہ ماجدہ نے ہمارے ساتھ آپ کو پھر بھیج دیا۔ ہم آپ کو ساتھ لے کر اپنے گھر لوٹ آئے۔

ہمارے آنے کے دو تین ماہ بعد آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہماری بھیڑ بکریوں میں ہمارے گھر کے پیچھے تھے ـــــ آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا:

''میرے قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے جو سپید کپڑے پہنے ہوئے تھے ـــــ انہوں نے اس کو زمین پر لٹایا اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔''

میں اور آپ کا رضاعی باپ دوڑتے ہوئے گھر سے نکلے۔ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ آپ کے رضاعی باپ نے آپ کو گلے سے لگایا اور گال تھپتھپاتے ہوئے پوچھا:

''اے میرے پیارے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے پاس ایسے دو مرد آئے جن کے جسم پر سفید کپڑے تھے' انہوں نے مجھے لٹا دیا اور میرا پیٹ چیرا۔ ان دونوں نے میرے پیٹ میں سے کوئی شے نکالی اور وہ پھینک دی۔ پھر میرے پیٹ کو پہلی حالت پر پھیر دیا۔''

ہم آپ کو لے کر گھر آئے۔ آپ کے رضاعی باپ نے مجھ سے کہا:

''اے حلیمہ! مجھے ڈر ہے کہ ہمارے بیٹے کو یہ صدمہ جن سے پہنچا ہے ـــــ اس سے پہلے کہ ہمیں جس بات کا خوف ہے وہ ظاہر ہو ـــــ تو ہمیں اپنے ساتھ لے چل تاکہ ہم آپ کو آپ کے گھر والوں کے پاس واپس چھوڑ آئیں۔''

Marfat.com

چنانچہ ہم آپ کو ساتھ لے کر مکہ آئے۔ راستے میں آپ ہم سے گم ہو گئے۔ ہوا یہ کہ میں قضائے حاجت کے لیے گئی اور آپ کا پتہ نہ چلا۔[۱۴۰] میں نے حضرت عبدالمطلب کو اطلاع کی ــــ انہوں نے ایک ہفتہ بیت اللہ کا طواف کیا اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لوٹا دینے کے لیے دعا کی ــــ عبدالمطلب نے ایک ندا سنی' کوئی کہہ رہا تھا:

''اے لوگو! تم کچھ غم نہ کرو' اس لیے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وہ رب ہے کہ آپ کو ضائع نہ کرے گا اور نہ تنہا چھوڑے گا۔''

عبدالمطلب نے کہا:

''اے غیب سے آواز دینے والے! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں کہ ہم ان کو پائیں ــــ ان کے پاس ہمیں کون لے جائے گا۔''

آواز دینے والے نے کہا:

''آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تہامہ کے جنگل میں ہیں۔'' عبدالمطلب یہ سن کر مسلح سوار ہوئے۔ ورقہ بن نوفل سے ملے' پھر سب سے مل کر آپ کی تلاش میں روانہ ہو گئے ــــ اور آپ کو ایک درخت کے نیچے پایا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عبدالمطلب کے علاوہ ابو مسعود الثقفی اور عمرو بن نوفل بھی اپنے اپنے اونٹ پر تلاش میں نکلے تھے ــــ اچانک انہوں نے آپ کو دیکھا کہ آپ موز کے ایک درخت کے پاس کھڑے ہیں اور اس کے پتے لے رہے ہیں ــــ عمرو انجان بن کر آپ کے سامنے آئے جیسے آپ سے ناواقف ہیں۔ آپ سے کہنے لگے:

''آپ کون ہیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں۔''

یہ سن کر عمرو نے آپ کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور عبدالمطلب کے پاس لے آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبدالمطلب کو لوٹا دیا تو عبدالمطلب نے بڑے کوہان کے ہزار اونٹ اور ایک رطل سونا صدقہ کیا ــــ حلیمہ سعدیہ کے لیے افضل سامان سفر مہیا کیا۔

تاریخ خمیس کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ نے حلیمہ سعدیہ سے پوچھا:

''تم لوگ کس وجہ سے میرے بیٹے کو واپس لائے ہو ــــ تمہیں تو یہ حرص تھی کہ میرا بیٹا تمہارے پاس ہی رہے؟''

ہم نے آپ کی والدہ ماجدہ سے کہا:

''ہمیں آپ کے مرض کے باعث آپ کو نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔'' یہ سن کر آپ کی والدہ ماجدہ نے ہم سے فرمایا:

''تم جو کہہ رہے ہو کہ آپ کے بیمار ہو جانے یا کسی اور وجہ سے آپ کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہے تو یہ اصل بات نہیں ہے ــــ حقیقت کیا ہے' تم مجھ سے ساری بات صحیح صحیح بیان کرو کہ میرے بیٹے کو کیوں واپس لائے ہو؟''

---

۱۴۰ ان ایام گمشدگی میں آپ کے ساتھ کیا حالات ہوئے ــــ سیرت کی کوئی کتاب کیا اس کی وضاحت کرتی ہے؟

Marfat.com

یوں آپ کی والدہ ماجدہ نے ہمیں سچ بات کہنے پر مجبور کر دیا اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا ــــ یہ سن کر آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا:

''ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کسی شیطان سے آپ کو نقصان پہنچے ــــ واللہ شیطان آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ــــ میرے بیٹے کے ساتھ یقیناً کوئی عظیم امر ہونے والا ہے ــــ اور اسی امر نے اسے تمہارے پاس بلایا ہے۔''[۱۴۱]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا شق سینہ مبارک:

اس ضمن میں تین روایتیں ہیں۔ ایک روایت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام کے ذکر میں گزری ــــ بقیہ دو پیش خدمت ہیں۔

شداد بن اوس کی حدیث جسے ابو یعلیٰ' ابونعیم اور ابن عساکر نے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں بنی سعد بن بکر میں شیر خوار تھا۔ وہاں قیام کے دوران ایک دن جبکہ میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بطن وادی میں تھا اچانک میں نے تین آدمیوں کو موجود پایا۔ ان کے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا ایک تھال تھا ــــ انہوں نے مجھے میرے دوستوں کے درمیان سے پکڑ لیا ــــ یہ دیکھ کر لڑکے جلدی سے بھاگ کر قبیلہ کی طرف چلے گئے۔ ان تینوں میں سے ایک نے مجھے بڑے لطیف انداز پر زمین لٹا دیا ــــ وہ لٹا دینا مجھے برا نہیں لگا ــــ پھر انہوں نے اس جگہ سے کہ سینہ کی ہڈی جدا ہوتی ہے اور معدے کا سرا ہے' ناف کی انتہا تک چاک کیا ــــ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور خود پر اس شق کا کچھ اثر نہیں پاتا تھا ــــ پھر اس مرد نے میرے پیٹ میں سے آنتیں وغیرہ نکالیں اور انہیں اس برف سے اچھے طور پر دھویا۔ پھر پیٹ سے نکالی گئی چیزوں کو دوبارہ ان کی جگہ پر رکھ دیا ــــ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ''ہٹ جاؤ'' ــــ پھر اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا ــــ میں یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اس نے میرا دل کو چیرا۔ پھر اس میں سے ایک کالا لوتھڑا نکالا اور اسے پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کیا۔ گویا وہ کوئی شے لے رہا ہے ــــ میں نے اس کے ہاتھ میں نور کی ایک ایسی انگوٹھی موجود پائی جسے دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی ــــ اس انگوٹھی سے اس نے میرے دل پر مہر لگا دی۔ میرا دل نور سے معمور ہو گیا۔ وہ نور نبوت اور حکمت کا نور تھا۔ پھر اس نے میرے دل کو اس کے مقام پر لگا دیا۔ اس مہر کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں ایک زمانہ تک پائی۔

پھر تیسرے آدمی نے اپنے اس ہمراہی سے کہا کہ ''ہٹ جاؤ'' اور اس نے اپنا ہاتھ جہاں سے معدہ شروع ہوتا ہے اور ناف کے آخیر تک پھیرا ــــ اللہ کے حکم سے وہ شق مل گیا ــــ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر بڑے لطیف انداز سے مجھے اٹھا دیا۔

دوسری روایت بیہقی کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حلیمہ سعدیہ نے کہا ــــ یکا یک میں نے دیکھا میرا بیٹا ضمرہ خوفزدہ سا دوڑتا ہوا آ رہا ہے۔ اس کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے اور روتے ہوئے پکار رہا ہے:

---

[۱۴۱] یہ اس لیے فرمایا کہ زمانہ حمل اور وقت ولادت میں آپ کی والدہ ماجدہ نے کئی اسرار مشاہدہ فرمائے تھے۔

Marfat.com

''اے اماں اے بابا! تم جلدی جلدی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس پہنچو ــــــ اگر جلدی نہ چلو گے تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو مردہ پاؤ گے ــــــ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے ہمارے درمیان سے آپ کو اچک لیا اور آپ کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا ــــــ اس نے آپ کا سینہ مبارک ناف تک چیر ڈالا۔''

اس روایت میں مزید یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس تین آدمیوں کا گروہ آیا۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی ابریق تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت (تھال) تھا۔

آپ کے قلب اطہر پر مہر لگانے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر رسالت ختم ہوگئی۔ اگر آپ کے ساتھ مہر نبوت خاص کی گئی ہے تو یہ امر مسلم ہے ــــــ لیکن مہر پر نبی کے دل پر لگائی گئی جس میں یہ حکمت ہے کہ مہر ایک ایسی علامت ہے کہ نبی غیر نبی سے ممتاز ہو جائے۔

آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا جانا اور دل اطہر کا نکالنا پہلی بار اس وقت ہوا جب کہ جبرئیل علیہ السلام غار حرا میں آپ کے پاس وحی لائے تھے ــــــ اور سینہ مبارک کا چاک کیا جانا دوسری بار شب معراج میں ہوا ہے۔

دل اطہر سے جو حلقہ نکالا گیا ہے' اس میں یہ حکمت تھی کہ لڑکپن کے حالات سے پاکیزگی ہو تا کہ لڑکپن کی عمر میں رجولیت کے اوصاف سے آپ متصف ہو جائیں۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عصمت کے اکمل احوال پر نشو ونما پائی ہے۔

''دلائل النبوت'' میں ابونعیم نے کہا ہے کہ سینہ مبارک کا چاک متعدد بار ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم امت کے ہزار آدمیوں سے بھاری:

سینہ مبارک کے چاک سینہ کے بعد تین آدمیوں میں سے پہلے نے تیسرے سے کہا کہ ''آپ کو آپ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ تولو'' ــــــ انہوں نے مجھے دس کے ساتھ وزن کیا' میں دس وزن میں بھاری نکلا۔

پھر اس نے کہا کہ ''آپ کی امت کے ایک سو آدمی کے ساتھ وزن کرو'' ــــــ مجھ کو ایک سو کے ساتھ وزن کیا' میں ایک سو سے بھی بھاری رہا۔

پھر اس نے کہا کہ ''آپ کو ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو'' ــــــ انہوں نے ایک ہزار کے ساتھ کیا' میں ایک ہزار سے بھی بھاری ہوا۔

یہ دیکھ کر اس نے کہا' ''آپ کو چھوڑ دو' اب وزن نہ کرو' ــــــ اگر تم آپ کو آپ کی کل امت کے ساتھ وزن کرو گے' تب بھی آپ ان سے بھاری نکلیں گے ــــــ''

پھر ان سب نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا اور میرے سر پر اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دیئے ــــــ پھر انہوں نے کہا' ''اے حبیب اللہ! آپ گھبرائیں نہیں۔ آپ کے ساتھ جس خیر کا ارادہ کیا جاتا ہے' اس کا علم ہو جانے پر یقیناً آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی''۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وزن کرنے سے اعتباری وزن مراد ہے نہ کہ ظاہری ترازو سے تولنا ـــــ وزن میں فضیلت سے مراد غالب رہنا ہے ـــــ یہ کام فرشتوں نے کیا ـــــ اس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی خبران لوگوں کو کر دیں جو آپ کے سوا ہیں اور وہ اس کا اعتقاد رکھیں' اس لیے کہ یہ امور اعتقادیہ سے ہے۔

تابوت سکینہ کی حقیقت:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب شریف کا طشت میں دھویا جانا آپ کے ساتھ خاص ہے یا آپ کے سوا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایسا کیا گیا ہے ـــــ اس کے بارے میں تابوت سکینہ سے پتہ چلتا ہے ـــــ تابوت میں وہ طشت (تھال) تھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قلوب دھوئے گئے تھے۔۱۴۲

سکینہ وہ طمانیت و سکون جو اس تابوت سے حاصل تھا ـــــ کہا جاتا ہے کہ سکینہ ایک ہوا کا نام ہے' اس کا چہرہ آدمی کے چہرہ کی طرح تھا۔۱۴۳ اس کا سر بلی کے سر کی مانند تھا۔۱۴۴ اس کی آنکھوں میں شعاع تھی۔۱۴۵ جس وقت دو گروہ جنگ کے لیے باہم مل جاتے تھے تو وہ اپنے دونوں ہاتھ نکالتے اور مخالف کی طرف دیکھتے۔ اس کے رعب سے مخالف کا لشکر بھاگ جاتا۔۱۴۶

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہر نبوت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت سے مہر لگائی گئی تھی اور خاتم شریف سے مشک کی بو مہکتی تھی اور خاتم نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی۔۱۴۷ مہر نبوت پر خال جمع تھے۔ گویا وہ سیاہ مسے تھے۔۱۴۸ مہر نبوت آپ کے بائیں شانہ کی نرم ہڈی کے پاس تھی ـــــ ایک اور روایت کے مطابق وہ مہر نبوت بائیں شانہ کے غضروف کے پاس تھی ـــــ ابونعیم کے مطابق مہر نبوت آپ کے دائیں شانہ کی نرم ہڈی یا غضروف کے پاس تھی۔

- مہر نبوت شانہ مبارک کے پاس بال جمع تھے۔۱۴۹ ـــــ
- مہر نبوت غدود کی طرح تھی۔۱۵۰
- مہر نبوت گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔۱۵۱
- مہر نبوت اس آلہ کی مثل تھی جس سے مہر لگاتے تھے۔۱۵۲
- مہر نبوت گوشت کی گولی کی طرح تھی۔۱۵۳
- مہر نبوت پچھنے کے اس نشان کی مثل تھی جو گوشت کو لیے ہو۔۱۵۴

---

۱۴۲ آپ کے ساتھ اس طشت کو خصوصیت نہیں ہے ـــــ اس کو طبری' عماد ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سدی کی ایک حدیث کو اس روایت کی طرف منسوب کیا ہے جو ابی مالک، سے ہے اور ابی مالک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۴۳ اس کی روایت ابن جریر نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے کی ہے۔

۱۴۴ مجاہد کا اضافہ۔ ۱۴۵ ابن ابی الربیع۔ ۱۴۶ ابوالشیخ۔ ۱۴۷ امام بخاری

۱۴۸ مسلم شریف ـــــ مسوں کے ساتھ تشبیہ صرف رنگ میں ہے نہ کہ مہر نبوت کی صورت میں۔

۱۴۹ صحیح حاکم ۱۵۰ بیہقی ۱۵۱ شمائل ترمذی ۱۵۲ عمرو ابن اخطب ۱۵۳ ابن عساکر

۱۵۴ کتاب الروض

Marfat.com

✪ مہر نبوت ایک ایسا سبز خال تھا جو گوشت میں ایک گڑھا تھا اور اس پر چپڑا تھا۔ ۱۵۵

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مہر نبوت ایک زردی مائل سیاہ خال تھا اور اس کے ارد گرد بال جمع تھے ــــ بلکہ یہ کہ اکٹھے تین بال تھے۔ ۱۵۶ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی اور اندرونی حصہ میں اللہ وحدہ لاشریك له لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر میں توجہ حیث کنتن فابلك منصور تھا یعنی جس طرف آپ ارادہ کریں متوجہ ہوں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں فرق نہ ہو کیونکہ آپ کو نصرت دی گئی ہے۔ ۱۵۷ مہر نبوت چمکدار نور تھا۔ ۱۵۸ مہر نبوت کبوتر کے غدرہ کی مانند تھی۔ ۱۵۹ مہر نبوت گوشت کی گولی کی مثل تھی جس میں گوشت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ ۱۶۰ مہر نبوت سیاہی مائل چھوٹے انجیر کی طرح تھی اور پشت مبارک کی ہڈیوں سے ملی ہوئی تھی۔ جس وقت آپ نے وفات پائی، میں نے مہر نبوت کو ڈھونڈا، وہ اٹھائی گئی تھی۔

ان کل روایتوں کو حافظ مغلطائی نے اپنی کتاب ''الزاہر الباسم'' میں روایت کیا ہے ــــ فتح الباری میں ہے کہ جو روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ مہر نبوت پچھنوں کے نشان کی طرح تھی ــــ یا سیاہ خال کی طرح تھی ــــ یا سبز خال کی طرح تھی، اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا ــــ یا یہ لکھا ہوا تھا سر فانك منصور ــــ ان میں سے کوئی شے ثابت نہیں ہوئی ــــ

حدیث پاک میں ہے کہ ''خاتم نبوت زر الحجلہ کے مثل تھی''۔ ۱۶۱

قرطبی نے کہا ہے کہ احادیث ثابتہ اس امر پر دلیل ہیں کہ خاتم نبوت ظاہراً ایک سرخ شے تھی جو آپ کے بائیں شانہ کے پاس تھی ــــ راوی نے اسے چھوٹا کر کے بیان کیا ہے تو اس نے کبوتر کے انڈے کے ساتھ اندازہ کیا ہے ــــ اور جس وقت بڑا کر کے بیان کیا ہے تو اس نے ایک مٹھی کے برابر اس کا اندازہ کیا ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خاتم نبوت سے متعلق تمام روایتیں معنی میں ایک دوسرے کے قریب اور

---

۱۵۵ تاریخ ابن ابی خثیمہ ۱۵۶ تاریخ قضاعی ۱۵۷ نوادر الاصول از حکیم ترمذی

۱۵۸ مولد شریف از ابن عائذ ــــ یعنی ایک صورت تھی جس میں نور تھا اور نور کی شدت اس درجہ تھی کہ ممکن نہیں ہے کہ کسی صورت کے ساتھ اس وصف کی تعبیر کی جائے۔

۱۵۹ سیرت ابن ابی عاصم ــــ ابو ایوب نے کبوتر کے غدرہ کا معنی کبوتر کا قرطمہ کہا ہے کہ وہ کبوتر کی چونچ کی بڑ میں ایک نقطہ ہوتا۔

۱۶۰ تاریخ نیشاپوری

۱۶۱ زر بزائے ہوز ــــ ورائے مہملہ اور حجلہ بجائے حطی وجیم عربی ــــ نووی نے کہا ہے کہ حجال کا واحد ہے حجلہ ــــ حجلہ وہ مکان جو قبہ کی مثل ہو اور اس کی بڑی بڑی گھنڈیں ہوں اور اس کے ڈنڈے ہوں اور وہ گھر جو دلہن کے لیے تخت اور کپڑے اور پردہ سے آراستہ کریں ــــ بعض علماء نے کہا ہے کہ حجلہ سے مراد طائر معروف ہے اور زر اس طائر کا انڈا ہے (یعنی کبوتر کا) ــــ اس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے ــــ علماء نے امام ترمذی کا انکار کیا ہے کہ زر انڈے کے معنی میں نہیں آیا۔ البتہ استعارہ کے طور پر درست ہو سکتا ہے ــــ حجلہ خوبصورت قبہ ہو اس کی گھنڈیوں کو انڈے سے تشبیہ دی جائے ــــ حدیث میں لفظ جمع کف آیا ہے ــــ بضم جیم وسکون میم یعنی ہاتھ کی مٹھی ــــ حدیث میں لفظ ''خیلاں'' آیا ہے۔ بکسر خائے معجمہ وسکون یائے تحتانی ــــ خال کی جمع ہے جسے ہندی میں تل کہتے ہیں جو انسان کی جلد پر ہوتا ہے ــــ حدیث میں لفظ نغض، فتح نون وغین معجمہ و ضاد معجمہ ساکن ــــ نووی نے کہا ہے کہ النغض والناغض ــــ شانہ کا اعلیٰ حصہ ــــ نغض وہ رقیق ہڈی جو شانہ کی طرف ہوتی ہے اور شانہ کی حرکت کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ حرکت کرنے کی وجہ سے اس کا نام ناغض رکھا گیا ہے ــــ حدیث میں لفظ بضعته ناشرہ آیا ہے ــــ بضعہ، ٹکڑا ــــ اور ناشزہ کے معنی ہیں ابھرا ہوا گوشت یعنی مہر نبوت۔ جسم سے گوشت کا ایک ابھرا ہوا ٹکڑا۔

Marfat.com

متفرق طور پر اس امر پر متفق ہیں کہ:

''خاتم (مہر) نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک پر ابھری ہوئی کبوتر کے انڈے اور مجلہ کی گھنڈی کے برابر تھی۔''

یہ خاتم نبوت اس مشق کا اثر ہے جو دو فرشتوں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان کیا تھا۔ وہ مہر نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دونوں فرشتوں کے شق صدر کرنے کے بعد تھی۔

خاتم نبوت کب وضع کی گئی' کیونکر وضع کی گئی اور کس نے وضع کی ہے ـــــ اس کی تصریح ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں ہے جو براء وغیرہ کے نزدیک ہے۔ یہ کہ ابوذر نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ بتلائیں کہ آپ کو کیونکر علم ہوا کہ آپ نبی ہیں اور آپ نے کس دلیل سے جانا کہ آپ نبی ہیں' یہاں تک کہ آپ نے اپنی نبوت کا یقین کرلیا'' ـــــ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں مکہ کے نواح میں تھا۔ اس وقت دو شخص میرے پاس آئے ـــــ دوسری روایت کے مطابق دو فرشتے آئے (یعنی جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام) آئے۔ ان دونوں میں سے ایک زمین پر اترا اور دوسرا فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان تھا ـــــ ان میں سے ایک نے اپنے ہمراہی سے پوچھا ـــــ ''کیا یہ وہی ہے؟'' ـــــ اس نے جواب دیا ''ہاں یہ وہی ہے''۔ اس نے کہا' ''آپ کو ایک مرد کے ساتھ وزن کرو'' ـــــ (اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے) ـــــ اسی حدیث میں ہے کہ پھر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ''آپ کا پیٹ چاک کرو'' ـــــ اس نے میرا پیٹ چاک کیا اور میرا دل نکالا۔ دل میں سے شیطان کے دباؤ کی جگہ اور خون کا لوتھڑا نکالا اور ان دونوں کو پھینک دیا ـــــ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ''آپ کا پیٹ اس طرح سے دھو جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور آپ کا مبارک دل اس طرح سے دھو جس طرح سے کپڑا دھوتے ہیں'' ـــــ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ''آپ کا پیٹ سی دو'' ـــــ اس نے میرا پیٹ سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی جیسے کہ وہ اب لگی ہے ـــــ اور وہ دونوں مجھ سے پیٹھ پھیر کے چلے گئے ـــــ گویا میں اس واقعہ کو معائنہ کے طور پر دیکھ رہا تھا۔

''دلائل النبوت'' میں ابونعیم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جب ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ فرشتے نے آپ کو اس پانی میں تین بار غوطے دیئے جسے وہ چاندی کی ابریق میں لایا تھا ـــــ پھر اس نے سفید حریر کا قطعہ نکالا۔ اس کپڑے میں ایک انگوٹھی موجود تھی جو بیضہ مکنونہ کی طرح تھی اور زہرہ ستارہ کے مانند روشن ـــــ وہ مہر آپ کے شانہ مبارک پر لگا دی ـــــ ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر ایسے حال میں کہ اس کے دائیں ہاتھ میں نبوت کا خال یعنی نبوت کی علامتیں ہوتی

Marfat.com

تھیں ـــــ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث کیے گئے کہ آپ کی نبوت کا خال مہر نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔۱۶۲ ـــــ اس صورت پر مہر نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دل کے مقابل لگائی جائی اس صفت سے ہوگی جس کے ساتھ آپ کو سارے نبیوں سے اختصاص ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا وصال:

آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات آپ کی کمسنی کی عمر میں ہوئی ـــــ والدہ ماجدہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی ـــــ اس بارے میں مختلف آراء ہیں:

✪ چار سال ✪ پانچ سال ✪ چھ سال ✪ سات سال ✪ نو سال

✪ بارہ سال ایک ماہ دس یوم

آپ کی والدہ مادہ نے کہاں وصال فرمایا اور کہاں تدفین ہوئی۔ اس بارے میں بھی مختلف روایات ہیں:

✪ مقام ابواء ✪ شعب ابی زویب میں حجوں میں ✪ مکہ معظمہ میں دار رابعہ

مختلف راویوں کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو اپنے ماموں کے پاس لے گئیں جو بنی عدی بن النجار سے مدینہ طیبہ میں تھے ـــــ اس وقت آپ کے ساتھ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں ـــــ آپ کی والدہ مادہ نے آپ کو دار تابعہ میں اتارا۔ آپ کے ساتھ ایک ماہ تک آپ کے ماموں کے پاس ٹھہری رہیں ـــــ جو امور اس مقام میں واقع ہوئے تھے' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے ـــــ آپ نے اس مکان کو دیکھ کر فرمایا:

''میری والدہ ماجدہ نے مجھے اس جگہ اتارا تھا اور میں نے بنی عدی بن النجار کے کنوئیں میں اچھی طرح سے تیرنا سیکھا تھا ـــــ یہود کی ایک قوم وہاں آتی جاتی تھی۔ وہ لوگ مجھے دیکھا کرتے تھے۔''

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان یہودیوں میں سے ایک شخص یہ کہتا تھا کہ:

''آپ اس امت کے نبی ہیں اور مدینہ آپ کی ہجرت کی جگہ ہے۔''

ان یہودیوں کے کلام میں سے میں نے ان سب باتوں کو یاد رکھا ہے ـــــ پھر آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کی طرف پلٹیں۔ جب آپ مقام ابواء پر پہنچیں تو آپ نے وفات پائی۔

دلائل النبوت میں ہے کہ اسماء بنت رہم نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس بیماری میں ان کے پاس حاضر ہوئی جس بیماری کے سبب انہوں نے وفات پائی ـــــ اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گدرائے ہوئے لڑکے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی ـــــ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سر کے پاس تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے:

۱۶۲۔ حاکم نے مستدرک میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

بارك الله فيك من غلام — يا ابن الذى من حومة الحمام
نجا بعون الملك المنعام — فودى غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام — ان صح ماابصرت فى المنام
فانت مبعوث الى الانام — من عندى ذى الجلال والاكرام
تبعث فى الحل وفى الحرام — تبعث فى التحقيق والاسلام
دين ابيك البر ابراهام — فالله انهاك عن الاصنام
ان لاتو اليها مع الاقوام۱۶۳

اے بیٹا! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے ـــــ تو اس شخص کا فرزند ہے جس نے موت کی سخت جگہ سے ملک منعام یا ملک علام کی مدد سے نجات پائی ـــــ اور اس صبح میں کہ وفائے نذر کے لیے اس کے اور اس کے بھائیوں کے درمیان قرعہ ڈالا گیا کہ کسے ذبح کیا جائے ـــــ قرعہ آپ کے باپ عبداللہ کے نام پر نکلا ـــــ ان کے بدلے سوقیمتی اونٹوں کا فدیہ دے دیا گیا۔ اے بیٹا! تیری نبوت کے بارے میں جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے' اگر وہ صحیح ہے تو جن و انسان کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس سے بھیجا گیا ہے کہ وہ صاحب جلال اور صاحب الکرام ہے۔

اے بیٹا! تو حلال اور حرام کے درمیان امتیاز کے لیے بھیجا گیا ہے۔ (یہاں حلال کو اور حرام کو سرزمین قرار دیا گیا ہے۔۱۶۴

اے بیٹا! حق اور باطل جو باہم مل گئے ہیں' تو باطل سے حق کو جدا کرنے کے لیے مبعوث ہوگا۔ حق اور اسلام کے بیان میں مبعوث ہوگا کہ وہ تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ وہ محسن اور خدا کے مطیع تھے۔

اے لڑکے! اللہ نے تجھے بتوں سے منع کیا ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ بتوں کی نصرت نہ کرے ـــــ عبادت کے طور پر بتوں کی تعظیم نہ کرے ـــــ اور بتوں کے لیے ذبح نہ کرے جیسے کہ کفار ذبح کرتے ہیں ـــــ اور ان کے سامنے سہام یعنی قرعہ سے تقسیم نہ کرے جیسے بتوں کے پجاری کرتے ہیں۔۱۶۵ ـــــ

پھر آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

---

۱۶۳ حومتہ' قتال ـــــ معظم قتال' قتال کی سخت جگہ ـــــ حمام' قضائے موت اور قدر موت ـــــ ضرب بالسھام' قرعہ ڈالنا' عرب تیروں پر نام لکھ کر قرعہ اندازی کیا کرتے تھے ـــــ سوام' بڑی قیمت ـــــ انام' جن وانسان یا روئے زمین پر موجود تمام اشیاء۔

۱۶۴ سرزمین حلال' مکہ معظمہ ـــــ سرزمین حرام کل روئے زمین مخلوق کے کفر اور شرک کے اعتبار سے۔

۱۶۵ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان اس بارے میں واضح ہے کہ وہ موحدہ تھیں ـــــ اس لیے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا ذکر کیا ہے اور اللہ کریم کے نزدیک اپنے بیٹے کی بعثت کا ذکر کیا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتوں کی عبادت اور بتوں کی دوستی سے منع فرمایا ہے ـــــ یہی توحید کے امور ہیں۔ ان کے سوا اور کچھ توحید نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا اعتراف اور اس کی الوہیت کا اقرار ہے ـــــ اس بات کا بھی اقرار ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ـــــ اور بتوں کی عبادت سے نجات اور عہد جاہلیت میں اس کی مثال کفر سے بری ہونے اور صفت توحید کے ثبوت کے لیے اسی قدر کافی ہے۔

Marfat.com

''ہر ایک زندہ مرے گا ـــــ ہر ایک نئی شے پرانی ہوگی ـــــ ہر ایک کبیر فنا ہوگا ـــــ اور میں مروں گی لیکن میرا ذکر باقی رہے گا اور میں نے عظیم خیر چھوڑی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ـــــ میں نے طاہر کو جنم دیا ہے۔''

پھر آپ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی ـــــ ہم لوگ جنوں کا نوحہ سنتے تھے ـــــ جنوں نے نوحہ میں جو اشعار کہے تھے ہم نے انہیں یاد رکھا ـــــ یہ اشعار ان میں سے ہیں:

نبکی فتاة البرة الامينه ذات الجمال العفة الزرينه

وہ جوان عورت جو محسنہ، مطیع خدا اور امینہ ہے ـــــ صاحب جمال، بارع، صاحب عفت اور صاحب وقار ہے ـــــ ہم لوگ اس کے لیے روتے ہیں۔

زوجة عبد الله والقرينة ام نبی الله ذی السكينة

وہ جوان عورت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ، ہمسر اور ہمنشین ہیں ـــــ اور اللہ تعالیٰ کے اس نبی کی والدہ ماجدہ ہیں جو صاحب ثبات اور صاحب طمانیت ہے۔

وصاحب المنبر بالمدينة صارت لدی حضرتها رهينه

وہ نبی مدینہ میں صاحب منبر ہوگا ـــــ اس نبی کی والدہ ماجدہ اپنی قبر میں گرو ہوگئیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کا ایمان لانا:

تحقیق طور پر یہ روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی ہیں ـــــ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں ہم کو حج کے لیے گئے ـــــ مجھے اس راستہ سے لے گئے جو عقبۃ الحجون کی طرف جاتا ہے ـــــ اس وقت آپ رو رہے تھے اور سخت حزین و غمگین تھے ـــــ آپ کے رونے کی وجہ سے میں بھی روئی ـــــ پھر آپ اونٹ پر سے اترے اور مجھ سے فرمایا:

''اے حمیرا! تم کوئی شے پکڑ لو تا کہ گرنے سے بچو۔''

میں نے اونٹ کے پہلو پر کمر ٹیک دی ـــــ آپ دیر تک وہاں ٹھہرے رہے ـــــ یہ بھی روایت ہے کہ میرے پاس سے جانے کے بعد آپ کافی دیر تک وہاں ٹھہرے رہے ـــــ پھر آپ پلٹ کر میری طرف تشریف لائے۔ اس وقت آپ بہت خوش تھے اور تبسم فرما رہے تھے ـــــ آپ نے فرمایا:

''میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا اور میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ تو ان کو زندہ کر دے ـــــ اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو میرے لیے زندہ کر دیا ـــــ وہ مجھ پر ایمان لے آئیں ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی موت کی حالت پر پھیر

Marfat.com

دیا ۔۔۔۔ ۱۶۶

حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اپنی کتاب ''مورد الصادی بمولد الهادی'' میں جس مقام پر کہا ہے' بہت خوب کہا ہے:

حبا الله النبی مزید فضل ۔۔۔ علی فضل وكان به رؤفا

''اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فضل پر مزید فضل عطا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ رافت کرتا ہے۔''

فاحیا امه وکذا اباه ۔۔۔ لایمان به فضلا منیفا

''اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو زندہ کیا اور ایسا ہی آپ کے والد ماجد کو زندہ کیا کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائیں ۔۔۔۔ یہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بزرگ فضل سے تھا۔''

فسلم فالقدیم بذا قدیر ۔۔۔ وان کان الحدیث به ضعیفا

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین ماجدین کو زندہ کیا۔ تم اس امر کو تسلیم کر لو کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور زندہ کرنے پر قادر ہے اور دوسروں کو زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اگرچہ آپ کے والدین کے زندہ ہونے کے بارے میں ضعیف حدیثیں آئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا ذکر اس شے کے ساتھ نہ کرو جس میں کوئی نقص ہو۔ اس سے کمال درجہ حذر کرو۔ اس لیے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتا ہے کیونکہ عرف عام یہ ہے کہ جب کسی کے باپ کا اس صفت سے ذکر کیا جائے جس سے اس پر کوئی نقص لازم آتا ہو ۔۔۔۔ یا ایسے وصف سے اس کے باپ کو متصف کیا جائے کہ اس کے باپ کی ذات کے ساتھ قائم ہوا اور وہ وصف اس میں نقصان ہو تو گفتگو میں اس کا وصف اس کے بیٹے کو ایذا دیتا ہے ۔۔۔۔

ابن منذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سبیعہ بنت ابولہب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! لوگ کہتے ہیں کہ تو حمالة الحطب النار کی بیٹی ہے۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں کھڑے ہوئے کہ غضبناک تھے۔ آپ نے فرمایا:

''اقوام کا کیا حال ہے۔ میری قرابت کے بارے میں مجھے ایذا دیتے ہیں ۔۔۔۔ جس نے مجھ کو ایذا دی' اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔''

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

۱۶۶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک اور حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا زندہ کرنا روایت کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائے ہیں ۔۔۔۔ اس حدیث کو سہیلی لائے ہیں اور ایسے ہی اس حدیث کو خطیب سابق لاحق یعنی متقدم اور متاخر میں لائے ہیں جو بمعنی منسوخ و ناسخ ہے ۔۔۔۔ اور سہیلی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت میں مجہول راوی ہیں ۔۔۔۔ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث تحقیق منکر ہے اور اس کی سند مجہول ہے ۔۔۔۔ ابن رحیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ قرآن شریف اور اجماع اس کو رد کرتا ہے۔

Marfat.com

''مُردوں کو برا کہنے کے باعث زندہ لوگوں کو ایذا نہ دو۔''

اس حدیث کو طبرانی نے ''معجم صغیر'' میں روایت کیا ہے ــــ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانا کفر ہے۔

- ایسا کلام کرنے والا شافعیہ کے نزدیک قتل کیا جائے گا۔ اگر وہ اپنے ایسے فعل سے توبہ نہ کرے گا۔
- مالکیہ کے نزدیک اس کا قتل واجب ہوگا۔ اگرچہ وہ توبہ کرے۔

قاضی ابوبکر جو ائمہ مالکیہ سے ہیں' ان سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ماجدین دوزخ میں ہیں ــــ انہوں نے جواب دیا:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **ان الذین یوذون اللہ ورسوله لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرة واعدلهم عذاب مهینا** ــــ اس ایذا سے اعظم کوئی ایذا نہیں ہے کہ کہا جائے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ماجدین دوزخ میں ہیں۔''

جن علماء کرام نے آپ کے والدین ماجدین کے ایمان کے استدلال میں گفتگو کو طول دیا ہے' اللہ کریم ان کے پیارے ارادوں پر اجر کثیر عطا فرمائے ــــ حافظ ابن حجر نے اپنی بعض کتابوں میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس آل کے بارے میں یہ گمان ہے جو آپ کے اعلان نبوت سے پہلے وفات پا گئی کہ قیامت کے دن امتحان کے وقت وہ مطیع ہوگی اور آپ کے اکرام کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگی تاکہ ان کو جنت میں دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں ــــ ''کتاب الاحکام'' اور ''اصابہ'' میں ہے کہ عبدالمطلب اور آپ کے جملہ اہل بیت ان لوگوں میں جو جنت میں داخل ہوں گے' ایسے حالات میں جنت میں داخل ہوں گے جو مطیع ہوں گے' وہی نجات پائیں گے ــــ

یہ بات اس امر پر دلیل ہے کہ عبدالمطلب حنیفیت اور توحید پر قائم تھے ــــ عبدالمطلب نے صلیب اور صلیب کی عبادت کرنے والوں سے تبرا کیا تھا مگر ابوطالب کو نجات نہ ہوگی کہ انہوں نے زمانہ بعثت کو پایا تھا اور وہ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے۔[۱۶۷]

ام ایمن برکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد آپ کی دایہ تھیں اور آپ کو گود میں لیا کرتی تھیں ــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے تھے کہ

---

۱۶۷ جیسے صحیح حدیث میں ہے کہ اہل نار میں ابوطالب پر عذاب نہیں ہے۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس قسم سے ہے کہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین دوزخ میں نہیں ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ دوزخ میں ہوتے تو ابو طالب کی نسبت ان پر نہایت خفیف درجہ عذاب ہوتا کہ آپ کے والدین مرتبہ میں ابوطالب سے بڑھ کر آپ کے زیادہ قریب ہیں ــــ اور ان کا عذر بڑا خفیف ہے کہ انہوں نے آپ کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ان پر اسلام ظاہر کیا گیا ــــ لہٰذا آپ کے والدین کے حق میں دوزخ ممتنع ہے۔ بخلاف ابو طالب کے ــــ کہ صادق مصدوق نے خبر دی ہے **انه اهون اهل النار عذابا** ــــ لہٰذا آپ کے والدین اہل نار سے نہیں ہیں ــــ اہل اصول کے نزدیک اس کا نام دلالۃ اشارۃ ہے۔

Marfat.com

''میری والدہ کے بعد تم میری ماں ہو۔''۱۶۸

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادا مشرک نہیں:

بعض علماء نے تحقیق قطعی حکم کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ناجی ہیں اور دوزخ میں نہیں ہیں۔۔۔۔ کسی نے اس کے خلاف یہ کہا ہے کہ کسی عالم نے اس امر کی وضاحت نہیں کی کہ موت کی وجہ سے عمل کا سلسلہ ختم ہو جانے پر ایمان اپنے صاحب کو نفع دے سکتا ہے۔۔۔۔ اگر کسی نے خصوصی دعویٰ کیا ہے تو اس پر دلیل پیش کرے۔۔۔۔ ابو الخطاب بن دحیہ نے کہا ہے کہ جو شخص کافر مر گیا (مرنے کے بعد زندہ ہونے پر) اس کو ایمان نفع نہ دے گا۔۔۔۔ بلکہ اگر عذاب کے معائنہ کے وقت ایمان لائے گا تو وہ ایمان اسے کیونکر نفع نہ دے گا' یقیناً دے گا۔

قرطبی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص آپ کے وصال تک ہمیشہ متواتر ہیں۔۔۔۔ لہٰذا آپ کا اپنے والدین کو زندہ کرنا اس فضیلت سے ہوگا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضیلت دی ہے اور آپ کا اکرام کیا ہے۔

قرطبی نے کہا ہے کہ آپ کا اپنے والدین کو زندہ کرنا اور ان کا آپ پر ایمان لانا عقلاً ممتنع نہیں ہے اور نہ شرعاً ممتنع ہے۔۔۔۔ شرعاً ممتنع نہ ہونے کی مثال کتاب عزیز میں ہے کہ بنی اسرائیل کا مقتول زندہ کیا گیا ہے اور اس نے اپنے قاتل کی خبر دی ہے۔۔۔۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔۔۔۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر مردوں کا ایک زندہ کیا ہے۔۔۔۔ جب یہ ثابت ہو گیا ہے تو آپ کے والدین کے زندہ کرنے کے بعد ان کا ایمان ممتنع نہ ہوگا۔۔۔۔ یہ امر آپ کی کرامت اور فضیلت میں اضافہ ہے۔

یہ جو ابو الخطاب نے کہا کہ جو شخص کافر مر گیا' اس کا ایمان اس کو مرنے کے بعد زندگی میں نفع نہ دے گا' یہ دراصل اس روایت کے رد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر لوٹا دیا جبکہ وہ غروب ہو چکا تھا۔۔۔۔ امام طحاوی کہتے ہیں) کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ اگر آفتاب کا پلٹ آنا فائدہ مند نہ ہوتا اور اس کے پلٹ آنے سے وقت کی تجدید نہ ہوتی (یعنی عصر کا وقت دوبارہ آیا) تو اللہ تعالیٰ آفتاب کو آپ پر نہ لوٹاتا۔۔۔۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا زندہ کیا جانا ان کے ایمان کے لیے نفع کا باعث ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی تصدیق ان کے لیے نفع کا باعث ہوگی ۱۶۹۔۔۔۔ بعض علماء نے رجعت شمس کی حدیث میں طعن کیا ہے۔

---

۱۶۸ یعنی میرے ساتھ رعایت اور شفقت کرنے میں میری ماں کی طرح ہو۔۔۔۔ یا یہ کہ میں تمہارے ساتھ جو رعایت اور جو احترام کرتا ہوں' اس حیثیت سے تم میری ماں ہو۔

۱۶۹ قرطبی نے اشارہ کیا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے کہ رجعت شمس کی حدیث کی اصل نہیں ہے۔۔۔۔ ابن جوزی نے امام احمد کا اتباع کیا ہے اور وہ اس حدیث کو موضوعات میں لائے ہیں۔۔۔۔ اسی طرح سے ابن تیمیہ نے اس حدیث کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے لیکن مغلطائی' حافظ ابن حجر' قطب خیضری اور امام سیوطی نے اس کی تردید کی ہے۔۔۔۔ ان کا کہنا ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہنے میں خطا کی ہے۔۔۔۔ اس حدیث کی ابن مندہ اور ابن شاہین نے اسماء بنت عمیس کی حدیث نقل کی ہے۔۔۔۔ ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے۔ دونوں کی اسناد حسن ہیں۔۔۔۔ اس جگہ سے امام طحاوی اور قاضی عیاض نے اس حدیث کی صحت کی ہے۔۔۔۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

Marfat.com

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کی نجات کا قائل ہے۔ اس نے اس طور پر بھی تمسک کیا ہے کہ آپ کے والدین ماجدین نے بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے فترت ۱۷۰ کے زمانہ میں وفات پائی ہے ـــــ بعثت سے پہلے جو کوئی مر جائے تو اس کے لیے عذاب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ـــــ اہل کلام اور اہل اصول سے اشاعرہ نے ـــــ اور شافعیہ سے فقہا نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ:

''جو شخص ایسے حال میں فوت ہو گیا کہ اس کو دعوت نبوت نہیں پہنچی تو وہ ناجی فوت ہوا۔''

آپ کے باپ دادا مشرک نہیں:

امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب ''اسرار التنزیل'' میں لکھا ہے کہ آذر بت تراش حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا ـــــ انبیاء علیہم السلام کے باپ کافر نہیں تھے۔ اس پر بہت سی وجوہ دلالت کرتی ہیں۔ ان وجوہ میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے' الذی یراك حین تقوم وتقلبك فی الساجدین ـــــ یعنی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا تھا ـــــ اس فرمان باری تعالیٰ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع باپ دادا مسلمان تھے۔ فرمان نبوی جو اس امر پر دلالت کرتا ہے' یہ ہے کہ:

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی الارحام الطاھرات

اور ارشاد باری ہے انما المشرکون نجس ـــــ اس فرمان سے یہ واجب ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد سے کوئی شخص مشرک نہ ہو۔

بیضاوی نے اس آیت شریفہ کا یہ معنی لیا ہے وتردوك فی تصفح ای تامل احوال المجتھدین ۱۷۱ ـــــ یعنی جو لوگ تہجد کی نماز پڑھتے ہیں' آپ کا ان کے احوال سے ایک بار اور دوسری بار بحث کرنا۔

جب فرض قیام لیل منسوخ ہوا' اس رات میں آپ نے صحابہ کے گھروں کے اردگرد چکر لگایا' یہ دیکھنے کے لیے صحابہ اس وقت کس حال میں ہیں؟ ـــــ آپ کو حرص تھی کہ صحابہ عبادت کی کثرت کریں ـــــ اور اس وقت آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صحابہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہیں۔ آپ نے ان کے گھروں کو شہد کی مکھیوں کے گھروں کی مانند پایا ۱۷۲ ـــــ

قرآن حکیم میں ہے۔ فلما تبین انه عدو الله تبراء منه ـــــ جب آذر کا انتقال ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ وہ کفر پر مرا ہے تو انہوں نے اس کے لیے استغفار پڑھنی چھوڑ دی ـــــ اہل کتاب اور اہل تاریخ نے اس پر اجماع کیا ہے کہ

(بقیہ حاشیہ) علامہ شامی نے کہا ہے کہ امام احمد اور حفاظ کی ایک جماعت کا قول اس حدیث کے موضوع ہونے میں یوں ظاہر ہے کہ یہ حدیث ان تک بعض کذاب کے طریق سے پہنچی ہے ورنہ یہ حدیث موضوع تو کیا ضعیف بھی نہیں ہے۔

۱۷۰ یہ وہ زمانہ ہے جس میں نزول وحی اور احکام شریعت موقوف تھے۔

۱۷۱ تصفح ـــــ تصفحت الکتاب سے لیا گیا ہے یعنی کتاب کے اوراق الٹ کے ان میں دیکھنا اور تامل کرنا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ تہجد گزار ہیں' آپ ان کے احوال میں تامل اور سوچ کرتے ہیں۔

۱۷۲ جیسے شہد کی مکھی کے چھتے میں بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ ویسے ہی اصحاب کے گھروں میں ذکر الٰہی کی آواز تھی۔

Marfat.com

آ ذر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔۔۔۔ عرب لوگ چچا کو باپ کہتے ہیں۔۔۔۔ قرآن پاک میں و آلہ آبائك ابراھیم و اسمٰعیل۔۔۔۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب کے چچا ہیں' لہٰذا چچا کو باپ کہنا ثابت ہے۔

امام ابو حیان نے تفسیر بحر میں فرمان الٰہی وتقلبك فی الساجدین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ روافض اس بات کے قائل ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادا مومن تھے' وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وتقلبك فی الساجدین کے ساتھ استدلال کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے ساتھ استدلال کرتے ہیں۔ لم ازل من اصلاب الطاھرین۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ۱۷۳۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی طرف جانے کے لیے اشارہ فرمایا۔۔۔۔ ہم لوگ آپ کے پیچھے گئے۔ قبروں میں سے ایک قبر کے پاس آپ بیٹھ گئے۔۔۔۔ آپ نے دیر تک سرگوشی کی۔ پھر آپ رونے لگے۔۔۔۔ آپ کے رونے کے سبب ہم لوگ بھی رونے لگے۔۔۔۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کے آپ کی طرف گئے۔ آپ نے ان کو بلایا' پھر آپ نے ہم کو بلایا۔۔۔۔ آپ نے ہم سے پوچھا:

''تم کیوں روئے؟''۔۔۔۔ عرض کیا۔

''حضور آپ کے رونے کے سبب ہمیں بھی رونا آ گیا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ قبر جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا' میری والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔۔۔۔ میں نے اپنے رب سے ان کی زیارت کے لیے اجازت چاہی۔۔۔۔ میرے رب نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے ان کے لیے دعا کے لیے اجازت چاہی لیکن اس کے لیے مجھے اجازت نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ماکان للنبی والذین آمنو ان یستغفروا للمشفعین ولم کانوا ولی کفربی

یعنی ''نبی اور ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے' سزاوار نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہیں' اگرچہ مشرکین قرابت دار ہوں۔''

آپ نے فرمایا:

''اس وقت شفقت کہ فرزند کو والدہ پر ہوتی ہے' اس نے مجھے رلایا۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ میں اپنی والدہ کی مغفرت چاہوں۔۔۔۔ میرے رب نے مجھ کو اجازت نہیں دی۔۔۔۔ اور اس بارے میں اجازت چاہی کہ میں اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کروں۔۔۔۔ میرے رب نے

---

۱۷۳ اس حدیث کو ابن جریر نے علقمہ بن مرثد اور انہوں نے سلیمان بریدہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔
حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔۔۔۔ ذہبی نے اس کو ''اختصار مستدرک'' میں رد کیا ہے کہ اس روایت میں ایوب بن ہانی ہے۔۔۔۔ اس کو ابن معین نے ضعیف کہا ہے۔۔۔۔ امام سیوطی نے کہا ہے کہ یہ علت اس حدیث کو عیب لگاتی ہے۔۔۔۔ اس حدیث کی دوسری علت ہے جو بخاری وغیرہ کی حدیث کے مخالف ہے کہ یہ آیت شریفہ مکہ میں ابو طالب کی وفات اور آپ کے استغفار کے بعد نازل ہوئی ہے۔۔۔۔ اس میں اور وجوہ بھی ہیں۔

Marfat.com

مجھے اجازت دی کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو اس لیے کہ قبریں آخرت یاد دلاتی ہیں۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رونا اس امر پر تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ سے آپ کا زمانہ اور آپ پر ایمان لانے کا زمانہ فوت ہو گیا تھا۔

زمانۂ فترت ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا درمیانی عرصہ:

مسلم شریف میں ہے کہ کسی نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرا باپ کہاں ہے؟'' ـــــ آپ نے فرمایا:

''دوزخ میں ہے۔'' ـــــ اس نے پیٹھ پھیری' آپ نے اس کو بلا کر فرمایا:

''میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہے۔''

امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص کفر پر مرا ہے' وہ دوزخ میں ہے اور اس کو مقربین بارگاہ الٰہی کی قرابت نفع نہیں دیتی ہے ـــــ اس حدیث میں یہ فائدہ ہے کہ جو شخص زمانہ فترت میں مرا اور جیسے عرب لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے' مرنے والا بھی اس طریق پر ہو تو وہ دوزخ میں ہے ـــــ اور اس میں دعوت نبوت پہنچنے سے قبل مواخذہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ جو لوگ زمانہ فترت میں مر گئے ہیں' ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ انبیاء کی دعوت پہنچ چکی ہے ـــــ

امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ جو شخص شرک کی حالت میں مر گیا ہے' وہ دوزخ میں ہے۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے مر گیا ہو۔ اس لیے کہ مشرکین نے دین ابراہیم علیہ السلام کی حنیفیت کو بدل دیا تھا بلکہ حنیفیت کے ساتھ شرک کو بدل دیا تھا اور شرک کا ارتکاب کیا تھا ـــــ مشرکین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حجت نہیں ہے جو انہوں نے شرک کو اختیار کیا تھا ـــــ اول سے آخر تک جو رسول تھے' ان سب کے دین سے ان لوگوں کو ہمیشہ علم رہا ہے کہ

- شرک قبیح ہے۔
- شرک پر وعید ہے۔
- اہل شرک دوزخ میں جائیں گے۔

یہ خبریں کہ اللہ تعالیٰ شرک پر مشرکین کو عذاب دے گا۔ ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ کے بعد امتوں کے درمیان چلی آتی تھیں ـــــ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت اور ہر دور میں مشرکین پر حجت تامہ ہے ـــــ اگر اللہ تعالیٰ کے احکام اور حجتیں مشرکوں کی سزاؤں کے لیے نہ ہوتیں اور صرف توحید ربوبیت کی وہ فطرت ہوتی جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پیدا کیا ہے ـــــ اگر بندے ان امور کے لائق ہوتے تو یہ امور حجت کے لیے کافی تھے ـــــ اللہ تعالیٰ اس تنہا فطرت کے تقاضوں کے سبب عذاب نہ دیتا۔[۱۷۴]

۱۷۴ اس لیے کہ صحیح امر یہ ہے کہ ایمان واجب نہیں ہوتا ہے مگر شرح کے ساتھ نہ عقل کے ساتھ ـــــ لوگوں نے اگرچہ اپنی عقل سے جانا مگر ان کے جاننے کے باوجود جب تک ایمان کے تقاضے پورے نہ ہوتے' اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دیتا۔

Marfat.com

اہل زمین کو ہمیشہ سے یہ علم رہا ہے کہ رسولوں نے روئے زمین پر مخلوق خدا کو توحید کی طرف بلایا ہے۔۔۔ لہٰذا مشرک بتوں کی عبادت کرنے والا دوزخ میں عذاب کا مستحق ہوگا۔۔۔ اس لیے کہ مشرک نے رسولوں کی دعوت کی مخالفت کی ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا ہے۔ جیسے کہ اہل جنت ہمیشہ جنت میں رہنے والے ہیں۔

اہل فترت وہ امتیں تھیں جو رسولوں کے زمانہ میں پیدا ہونے والی تھیں۔۔۔ یا وہ لوگ تھے جن کو اول رسول نہیں بھیجا گیا اور نہ ان لوگوں نے دوسرے رسول کو پایا۔۔۔ جیسے اعراب ہیں یعنی جنگلوں صحراؤں کے رہنے والے۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف نہ عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے اور نہ وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لاحق ہوئے۔۔۔

فترت اس تفسیر سے اس زمانہ کو شامل ہے جو دو رسولوں کے درمیان ہے جیسے کہ حضرت نوح اور ہود علیہ السلام کے درمیان فترت ہے۔۔۔ لیکن فقیہ حضرات جب فترت کے بارے میں بات کرتے ہیں تو اس فترت سے ان کی مراد وہ زمانہ ہوتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہے۔

بخاری نے سلمان سے موقوف طور پر روایت کی ہے کہ فترت کی مدت چھ سو برس تھی جبکہ قرآنی دلائل قاطعہ نے اس امر پر دلالت کی ہے کہ مشرکین پر تعذیب نہیں ہے جب تک کہ رسول بھیجنے سے ان پر حجت قائم نہ ہو۔۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

ہم نے اس سے یہ جانا ہے کہ ایسے مشرکین کو عذاب نہ ہوگا جن پر کوئی حجت قائم نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ ان کو رسول کی دعوت نہیں پہنچی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض اہل فترت کی تعذیب میں صحیح احادیث آئی ہیں۔ جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

- میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا۔۔۔ وہ دوزخ میں اپنی آنتیں کھینچ رہا تھا۔
- میں نے صاحب محجن کو دیکھا۔۔۔ وہ دوزخ میں تھا۔ ۱۷۵

اس اعتراض کے کئی جواب ہیں:

- ایک جواب یہ ہے کہ یہ حدیثیں اخبار احاد (ایک ایک خبر) ہیں کہ ظن کا فائدہ دیتی ہیں۔۔۔ یہ احادیث قطعی حکم کا قرآن مجید سے اس طور سے خلاف نہیں کر سکتی ہیں کہ ان لوگوں کو عذاب نہ ہوگا۔۔۔ لہٰذا ان احادیث پر قرآن مجید کی تقدیم وفوقیت واجب ہے۔ اگرچہ صحیح احادیث ہوں۔
- دوسرا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں پر تعذیب مقصود کی گئی ہے۔۔۔ یہ احادیث وارد ہونے کی وجہ سے جو لوگ ان کے سوا ہیں ان پر ہم ان کا قیاس نہ کریں گے۔۔۔ لہٰذا یہ احادیث حکم قاطع کے منافی نہیں ہیں۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر عذاب کے سبب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے (کہ شرک کا خاص کر اس کا اپنا معاملہ ہے)

---

۱۷۵ صاحب محجن ایک چور تھا جو اپنے ساتھ آنکڑا رکھتا تھا۔ حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا۔۔۔ اگر اس کی چوری کا علم ہو جاتا تو وہ سامان کے مالک سے کہتا کہ تمہاری چیز تو خود بخود میرے آنکڑے سے لٹک گئی تھی۔۔۔

Marfat.com

- تیسرا جواب یہ ہے کہ ان احادیث میں تعذیب' جو وارد ہے' صرف انہی لوگوں پر مقصود ہے جنہوں نے توحید کو شرک سے بدل دیا ـــــ اور وہ اہل فترت سے تھے ـــــ جیسے عمرو بن لحی ہے کہ اس نے گمراہی کو اختیار کیا ہے اور بتوں کو پوجتا رہا ـــــ ایسے لوگوں کا عذر قبول نہ ہوگا کہ انہوں نے شریعت کو بدل ڈالا۔

اہل فترت کی اقسام:

اہل فترت کی تین اقسام ہیں:

(۱) اول فترت وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی بصیرت سے توحید پایا تھا کہ اس بصیرت نے انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت سے منع کیا تھا ـــــ

پھر ان لوگوں میں سے وہ ہیں جو کسی شریعت میں داخل نہیں ہوئے (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا انتظار کیا) جیسے قس بن ساعدۃ الایادی اور زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

اور ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ شریعت حق میں جس کے آثار قائم تھے' داخل ہوئے ہیں ـــــ جیسے

- تبع اور اس کی قوم حمیر سے تھی اور
- اہل نجران اور ورقہ بن نوفل ہیں ـــــ

ورقہ کا نام عثمان بن الحویرث ہے ـــــ ان لوگوں نے نصرانی دین کے نسخ سے قبل عہد جاہلیت میں نصرانیت اختیار کر لی تھی۔

(۲) دوسری قسم اہل فترت وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید کو بدل ڈالا اور شرک اختیار کر لیا ـــــ توحید اختیار نہیں کی ـــــ اپنے نفس وخواہش کے لیے ایک شرع گھڑ کے احکام اختیار کیے تھے کہ خود حلال قرار دیا اور خود ہی حرام ٹھہرایا ـــــ یہ لوگ اکثر اہل عرب سے ہیں جیسے عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس بن مضر ہے ـــــ یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے عربوں کے لیے بتوں کی عبادت کا طریقہ مشروع کیا اور احکام مشروع کیے ـــــ اس نے چار قسم کے اونٹ بحیرہ' اوسائبہ' وصیلہ اور حام بتوں کی نذر کیے تھے ـــــ اس کا اتباع تمام عرب نے کیا ـــــ ان کے سوا اور بہت سے امور ہیں جنہیں عمرو بن لحی نے اختیار کیا ـــــ وہ ملک شام سے عمالیق سے ہبل نامی بت کو لایا تھا اور اسے کعبہ کے پاس نصب کیا ـــــ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عمرو نے ایک جن تمامہ مطیع کر رکھا تھا ـــــ اس نے اسے کہا کہ جدہ میں نوح علیہ السلام کے دور کے بت ہیں' وہ لے آ ـــــ اس نے لوگوں کو بت پرستی پر لگایا اور دین ابراہیم کے خلاف کیا۔

(۳) تیسری قسم اہل فترت وہ لوگ ہیں جنہوں نے

- نہ شرک کیا اور نہ توحید اختیار کی۔
- نہ کسی نبی کی شریعت میں وہ لوگ داخل ہوئے
- نہ اپنے نفس کے لیے کوئی شریعت اختراع کی
- نہ کوئی دین اختراع کیا

Marfat.com

بلکہ وہ لوگ ان امور سے عمر بھر غفلت میں رہے۔۔۔۔ جو لوگ جاہلیت کے ان طریقوں پر تھے' وہ بھی اس تیسری قسم میں داخل ہیں۔۔۔۔ جب اہل فترت تین قسموں میں تقسیم ہوئے تو جن پر عذاب صحیح ہوگا تو دوسری قسم کے لوگوں پر اس کا نفاذ ہوگا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر اختیار کیا اور بداعمالی (اعمال خبیثہ) کی وجہ سے حق سے تجاوز کیا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو کافر اور مشرک فرمایا ہے۔۔۔۔ اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی کا حال بیان فرمایا ہے تو اس پر کفر اور شرک کا اطلاق کیا ہے۔۔۔۔ جیسے ولکن الذین کفروا۔۔۔۔ یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمانے پر کافر کہے جائیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر کذب (جھوٹ) کا افترا (بہتان) کیا ہے۔۔۔۔ اور وہ نہیں جانتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر افترا کر رہے ہیں۔۔۔۔ یہ سب انہوں نے اپنے باپ دادا کی تقلید سے اختیار کیے ہیں۔

تیسری قسم حقیقتاً وہی اہل فترت ہیں جو غیر معذب ہیں یعنی جنہیں عذاب نہ ہوگا۔۔۔۔ اس پر کل علماء کا اتفاق ہے کہ اسی قسم سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین ہیں کہ ان کو زمانہ کے تاخر کی وجہ سے دعوت نہیں پہنچی اور ان کے درمیان اور انبیائے سابقین کے درمیان دوری رہی۔۔۔۔ یہ دونوں جاہلیت کے اس زمانہ میں تھے کہ شرق اور غرب میں جہل عام ہوگیا تھا۔۔۔۔ اور جو لوگ شریعت کو پہچانتے تھے' وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے تھے۔۔۔۔ اور دعوت کی وجہ پر تبلیغ و دعوت کرنے والے نہیں رہے تھے۔۔۔۔ تھوڑے بہت گنتی کے چند علماء اہل کتاب میں سے جیسے ملک شام میں بکھرے ہوئے تھے' انہیں سوائے مدینہ کے اور کہیں سفر کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ایسی لمبی عمر عطا ہوئی کہ مطلوب کی جستجو پر قدرت رکھتے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ پردہ نشین خاتون تھیں' مردوں سے مل جل نہیں سکتی تھیں کہ شرائع کے بارے میں معلوم کرتیں۔

لیکن پہلی قسم کے لوگ جیسے قس اور زید بن عمرو ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے بارے میں فرمایا کہ ہر ایک تنہا ایک امت کے درجہ میں مبعوث کیا جائے گا۔۔۔۔ لیکن عثمان بن الحویرث اور تبع اور اس کی قوم جو حمیر سے تھی۔۔۔۔ اور اہل نجران جو ہیں' ان لوگوں کا حکم ان اہل دین کا حکم ہے جو اس دین میں داخل ہوئے ہیں۔ جب تک ان میں سے کوئی شخص اس اسلام سے وابستہ نہیں ہوا ہے جو کل دینوں یعنی تمام پہلی شریعتوں کو منسوخ کرنے والا ہے۔۔۔۔ رہی بات ورقہ یعنی عثمان بن الحویرث کی بات تو وہ صحابی ہیں اور مطلقاً ان اول لوگوں میں سے ہیں جو مسلمان ہوگئے ہیں۔

رہی بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ماجدین کے مسئلہ میں یہ وہ بحث ہے جو آسان ہے۔۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ اس بحث کو ترک کر دیا جاتا۔ جیسا کہ امام سخاوی علیہ الرحمہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان کی نفی اور اثبات میں باز رہنا بہتر خیال کیا ہے۔

ابو طالب۔۔۔۔ کفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب جو آپ کے کفیل تھے۔ جب انہوں نے وفات پائی' اس وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کتنی تھی۔۔۔۔ اس سے متعلق مختلف روایات ہیں:

Marfat.com

- ✪ آٹھ برس ✪ نو برس ✪ چھ برس
- ✪ آٹھ برس ایک ماہ دس دن ✪ دس برس ✪ تین برس ۱۷۶

علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے وقت چار برس کے تھے اور ان کے بعد حضرت عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی ہے ــــ یہ کیونکر ہوگا کہ آپ عبدالمطلب کی وفات کے تین سال کے تھے۔

حضرت عبدالمطلب کی عمر کے بارے میں دو مختلف آراء ہیں:

- ✪ ایک سو دس برس ✪ ایک سو چالیس برس

حضرت عبدالمطلب نے ابو طالب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے لیے اس لیے وصیت کی تھی کہ ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی تھے۔

ابن عساکر علیہ الرحمہ نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے کہ میں مکہ معظمہ میں آیا تو اہل مکہ کو قحط میں پایا ــــ قریش نے کہا:

''اے ابو طالب! جنگل قحط ناک ہوگیا ہے ــــ عیال قحط زدہ ہو گئے ہیں۔ آپ آئیں اور پانی کے لیے دعا کیجئے۔''

ابوطالب گھر سے نکلے تو ان کے ہمراہ ایک لڑکا تھا۔ وہ گویا تاریک دن کے لیے آفتاب تھا جس سے سیاہ بادل ہٹ گیا ہو۔ ۱۷۷ اس لڑکے کے گرد چھوٹی عمر والے بہت سے لڑکے تھے۔ ابوطالب نے اس حسین وجمیل لڑکے کو بازو سے پکڑ کر اس کی پشت کعبہ سے چپکا لی ــــ اس لڑکے نے عاجزی کرنے والے کی طرح آسمان کی طرف اپنی انگلی اٹھا کے اشارہ کیا یعنی پانی برسنے کے لیے التجا کی ــــ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا ــــ دیکھتے ہی دیکھتے چار طرف سے بادل آیا اور بارش ہونے لگی ــــ وہ بادل اتنا برسا کہ جنگل بہہ نکلے۔ شہر والے اور شہر سے باہر والے سب سیراب ہو گئے ــــ

اس بارے میں ابو طالب کہتے ہیں:

وابیض یستسقی انعمام بوجھه ثمال الیتامٰی عصمة الارامل ۱۷۸

مراد یہ ہے کہ لوگ آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ کریم سے توسل ڈھونڈتے ہیں ــــ آپ یتیموں کے ملجا اور فریاد رس ہیں ــــ اور مسکین مردوں اور مسکین عورتوں کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔

یلوذبه الھلاك من آل ھاشم فھم عنده فی نعمه وفواضل ۱۷۹

آل ہاشم میں سے جو لوگ ہلاک ہونے کے قریب ہیں، وہ آپ سے التجا کرتے ہیں۔ آپ ان کی فریاد رسی فرماتے ہیں یا

---

۱۷۶ اسے ابن عبدالبر اور مغلطائی نے حکایت کیا ہے۔

۱۷۷ آفتاب جب بادل میں سے نکلتا ہے تو اس کی روشنی پہلے کی نسبت زیادہ اور کثیر معلوم ہوتی ہے ــــ اسی لیے آپ کو اس آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔

۱۷۸ ثمال، بکسر ثائے مثلثہ ملجا وفریاد رس، بھوک کی شدت میں کھلانے والا ــــ رامل جمع رمل، ارملہ یعنی مساکین مرد اور مساکین عورتیں مگر عورتوں کے لیے مختصر ہے اور استعمال میں بھی عام ہے ــــ ابیض آپ گورے یا شریف القوم یعنی پاک ناموس ہیں کہ آپ کے چہرہ مبارک کے سبب یا آپ کی ذات مقدس کے سبب لوگ بادلوں سے پانی طلب کرتے ہیں۔

۱۷۹ یلوذ بمعنی یلتجی، التجا گزار ــــ ھلاك جمع ھالك ــــ نعمة، بخشش ــــ فواضل، عظیم نعمتیں۔

Marfat.com

ان کو کھانا کھلاتے ہیں اور عظیم نعمتوں سے نوازتے ہیں۔

یہ اشعار ابوطالب کے اس قصیدہ کے ہیں جسے ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے۔ یہ قصیدہ اسی (۸۰) اشعار پر مبنی ہے ــــ ابوطالب یہ قصیدہ اس وقت کہا جبکہ اہل قریش آپ کی ایذا رسانی کے لیے جمع ہوئے تھے ــــ اور جن کے دل اسلام کے لیے مائل ہوئے تھے۔ قریش نے انہیں آپ کے پاس سے بھگا دیا تھا ــــ اول قصیدہ کا یہ ہے:

ولما رایت القوم لاود عندھم وقد قطعوا کل العری والوسائل[۱۸۰]

میں نے قوم قریش کو جان لیا کہ ان کے دل میں ہماری محبت نہیں ہے ــــ قریش نے سارے وعدے اور وسائل یکسر جدا کر دیے ہیں۔

وقد جاھرون بالعداوۃ والاذی وقد طاوعوا امر العد والمزایل

قریش نے ہم معشر بنی ہاشم کی عداوت (دشمنی) اور ایذا رسانی کھلم کھلا طور پر کی ہے ــــ اور ایسے دشمن کے امر تابع ہو گئے ہیں جو جدائی کرنے والا ہے۔

اعبد مناف انتم خیر قومکم فلا تشرکوفی امرکم کل واغل

واغل بمعنی خسیس اور کمینہ اور جمیع احوال میں حقیر ــــ اے اہل عبد مناف! تم اپنی قوم کے خیر ہو ــــ اپنے امر میں ہر ایک شخص جو کمینہ اور حقیر ہے، شریک نہ کرو۔

فقد خفت ان لم یصلح اللہ امرکم تکونوا کما کانت احادیث وایل

تمہارے امر کو اگر اللہ تعالیٰ درست نہ کرے گا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اگر تم ایمان نہ لاؤ گے) مجھے خوف ہے کہ تم لوگ ایسے ہو جاؤ گے جیسے وایل کی باتیں ہیں ــــ میری آرزو ہے کہ میں تمہیں بری حالت میں نہ دیکھوں۔

اعوذ برب الناس من کل طاعن بسوء علینا اوملح بباطل

بندوں کے رب کے ساتھ میں ہر اس شخص سے پناہ مانگتا ہوں جو ہم پر برائی سے طعنہ مارتا ہے یا اس شخص سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو امر باطل کے ساتھ مواظبت کرتا ہے۔

وثور ومن ارسی ثبیرا مکانہ وراق یسر فی حراءً و نازل

ثور، ثبیر اور حرا تینوں پہاڑ ہیں ــــ ابوطالب ان کی عظمت اور بزرگی کے سبب قسم کھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جبل ثور اور اس ذات کی قسم! جس نے ثبیر کو اس کی جگہ پر ثابت قدم اور قائم رکھا ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہے ــــ اس کی قسم ہے اور اس شخص کی قسم ہے جو نیکوکاری سے جبل حرا پر چڑھے اور اس میں نزول کرے۔

وبالبیت حق البیت فی بطن بکہ وتاللہ ان اللہ لیس بغافل

اس گھر کی قسم! جو مکہ میں واقع ہے اور وہ بہت حق ہے یعنی کعبہ مکرمہ ــــ اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ تم لوگ ہم سے رسول

۱۸۰ رایت بمعنی علامت ــــ عری، جمع عروہ مراد عورتیں یعنی وعدے ــــ وسیلہ بمعنی قربت یعنی جس شے کے ساتھ تقرب حاصل کیا جائے، وسیلہ بادشاہ کے نزدیک منزلت۔

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو دشمنی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں۔

کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدا ولما نطاعن دونہ ربناضل[۱۸۱]

قسم ہے بیت اللہ کی! تم لوگوں نے یہ غلط کہا ہے کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر قہر اور غلبہ کریں گے ـــــ حال یہ ہے کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس طرف تم لوگوں سے اور جو تمہارے علاوہ ہیں' ان سب کے ساتھ نیزوں اور تیروں سے لڑیں گے تو تم ان پر کیونکر غالب آسکو گے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تم سے مغلوب نہ ہوں گے اور تم ان پر قہر نہ کرسکو گے۔

ونسلمہ حتیٰ نصرع حولہ ونزھل من ابنائنا والحلایل

اے گروہ قریش! ہم لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمہارے سپرد کر دیں گے' ایسا نہ ہوگا ـــــ تم جو معاملہ چاہو ان کے ساتھ کرو' یہاں تک کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ہم قتل کیے جائیں گے حتیٰ کہ ہم اپنے فرزندوں اور اپنی بیویوں سے غافل ہو جائیں گے یعنی سب کو بھول جائیں گے۔

امام عبدالواحد ابن التین نے کہا ہے کہ ابو طالب کے اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی آپ کی نبوت کو پہچانتے تھے۔ اس لیے کہ بحیرہ راہب نے ابوطالب کو آپ کی شان سے مطلع کر دیا تھا ـــــ کثیر احادیث میں ہے کہ ابو طالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کی معرفت تھی ـــــ گروہ شیعہ نے اس اشعار سے یہ تمسک کیا ہے کہ ابو طالب مسلمان تھے ـــــ ابن حجر علیہ الرحمہ نے علی بن حمزۃ البصری شیعہ کی ایک کتاب میں ابوطالب کے بیشتر اشعار پائے ہیں اور علی البصری نے یہ زعم کیا ہے کہ ابو طالب مسلمان تھے اور ان کا وصال اسلام پر ہوا ہے ـــــ گروہ حشویہ یہ زعم کرتے ہیں کہ ابو طالب نے کفر پر انتقال کیا' اس کے لیے وہ جو دلیل پیش کرتے ہیں' اس کا رَتی وزن نہیں۔

چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بارہ برس کی عمر کو پہنچے تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کی طرف تشریف لے گئے ـــــ اس سفر میں آپ کی عمر مبارک کے بارے میں مزید روایات ملتی ہیں:

- نو سال (طبری وغیرہ)
- بارہ سال دو ماہ دس دن (ابوعمر)
- تیرہ سال (ابن الجوزی وغیرہ)
- بارہ سال ایک ماہ (سیرت مغلطائی)

جب آپ شہر بصریٰ میں جو مدینہ حوران ہے' پہنچے تو عیسائی عالم دین بحیرا راہب جس کا نام جرجیس تھا' سے ملاقات ہوئی۔[۱۸۲] اس نے آپ کو آپ کی صفات و علامات نبوت سے پہچان لیا ـــــ آپ کا دست مبارک تھام کر کہنے لگا:

---

۱۸۱ نبزی، بضم نون و سکون بائے موحدہ و فتح زائے معجمہ بمعنی قہر تغلب ـــــ نہایہ میں صیغہ مضارع مجہول سے نبزی ہے اور لفظ محمد ترکیب میں نائب فاعل ہے اور جواب قسم میں لا محذوف ہے۔

۱۸۲ ذہبی نے کتاب "تجرید صحابہ" میں لکھا ہے کہ بحیرا راہب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بعثت سے پہلے دیکھا ہے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

''یہ سید المرسلین ہیں۔ یہ سید العالمین ہیں ــــ یہ وہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ رحمتہ اللعالمین مبعوث کرے گا۔ (جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا۔ وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين)

کسی نے بحیرا سے پوچھا:

''تجھے اس بات کا علم کیونکر ہوا؟''

اس نے کہا:

''جب تم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ گھاٹی کے قریب سے گزرے تو ہر درخت اور ہر پتھر نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا ــــ درخت اور پتھر سوائے نبی کے کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے ــــ میں آپ کو اس مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو آپ کے شانہ کے غضروف کے نیچے سیب کی طرح ہے ــــ ہم آپ کے نبی ہونے کی علامات اپنی کتابوں میں پاتے ہیں ــــ''

اور اس نے یہود کے خوف سے ابو طالب سے یہ استدعا کی کہ وہ آپ کو واپس بھجوا دیں ــــ اس حدیث میں آپ کی ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو ایک بادل آپ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔

اس سفر میں روم سے سات آدمی آئے جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے ــــ بحیرا ان اجنبی لوگوں سے ملا اور ان سے آنے کا مقصد پوچھا۔ انہوں نے کہا:

''یہ نبی اس مہینہ میں اپنے گھر سے سفر پر نکلنے والا تھا ــــ بادشاہ نے ہر راستہ پر آدمی بھیجے ہیں تاکہ آپ کو قتل کر ڈالیں، ہمیں بھی اس مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے۔''

بحیرا نے ان سے پوچھا:

''کیا تم نے کسی ایسے امر کو دیکھا ہے کہ جس کے جاری کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہو ــــ بندوں میں سے کوئی اس کی قدرت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس امر کو پھیر دے۔''

انہوں نے کہا:

''کسی کو یہ قدرت نہیں۔''

راوی نے کہا ہے کہ ان رومی لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ نہ کرنے اور آپ کو ایذا نہ دینے کے لیے بحیرا سے بیعت کی اور وہ بحیرا کے ہاں ٹھہر گئے۔ اس لیے کہ بادشاہ نے انہیں آپ کے قتل کے لیے بھیجا تھا۔ جب بحیرا کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) اور وہ آپ پر ایمان لایا ہے ــــ اسے ابن مندہ اور ابونعیم نے اصحابہ میں روایت کیا ہے ــــ علماء نے صحابی کی یہ تعریف کی ہے کہ جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے، وہ صحابی ہے ــــ ذہبی کا قول اس تعریف پر مبنی ہے کہ کیا آپ کو حالت نبوت میں دیکھنا مراد ہے یا اس حالت سے وہ دیکھنا اعم ہے کہ جس شخص نے آپ کو نبوت سے پہلے دیکھا ہے اور نبوت سے پہلے دین حنیف پر مر گیا ہے، وہ اصحاب میں داخل ہوا ــــ یہ محل نظر ہے۔

Marfat.com

سمجھانے سے وہ اپنے ارادہ سے باز آئے تو انہیں بادشاہ کی حکم عدولی پر اپنی جانوں کا خوف تھا۔۔۔۔۔۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو واپس بھجوا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔۱۸۳

بیہقی اور ابونعیم کے نزدیک ایک حدیث میں اس سفر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات بحیرا نے اس طرح سے پائے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب شتر سواروں کی جماعت میں تشریف لا رہے تھے تو ایک سفید بادل آپ پر سایہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔ پھر وہ قافلہ ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ یہ درخت بحیرا سے قریب تھا۔۔۔۔۔۔ بحیرا نے دیکھا:

- ایک سفید بادل آپ پر سایہ کر رہا ہے۔
- جس درخت کے سایہ میں قافلہ ٹھہرا' اس درخت کی شاخیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھک گئیں۔
- آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔

یہ سب امور دیکھنے پر بحیرا نے آپ کو بغل میں لے لیا اور بہت سی چیزیں جو آپ کے حال' خواب' آپ کی ہیئت اور آپ کے امور سے تھیں' آپ سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بحیرا کو بتاتے جاتے تھے۔۔۔۔۔۔ بحیرا نے آپ کے بارے میں کتب سابقہ سے جو علم حاصل کیا تھا' وہ سب باتیں اس علم کے موافق تھیں۔

رہی بات بادل کے آپ پر سایہ کرنے کی تو جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دودھ چھڑانے کے بعد بنی سعد میں تشریف فرما تھے' آپ کی رضاعی بہن شیما بنت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوپہر کے وقت آپ کو دیکھا کہ ایک بادل آپ پر سایہ کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ جس وقت آپ ٹھہر جاتے' وہ بادل بھی آپ کے سر اقدس پر ٹھہر جاتا اور جس وقت آپ قدم بڑھاتے تو وہ ابر بھی قدم بہ قدم آپ پر سایہ کیے جاتا۔

ان قال یوما ظللته غمامه هی فی الحقیقة تحت ظل القابل

اگر قیلولہ (دوپہر کے وقت آرام) کے وقت آپ داخل ہوتے' اگرچہ اس وقت میں آپ سوتے نہیں تھے' اس وقت اور آپ کے چلتے ہوئے یا نہ چلتے ہوئے ہر حال میں بادل آپ پر سایہ کیے رکھتا۔۔۔۔۔۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بادل آپ سے تبرک کے لیے آپ کا محتاج تھا جبکہ آپ ابر کے محتاج نہیں تھے۔

شیخ بدرالدین زرکشی نے بعض اہل معرفت سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم معتدل الحرارت اور برودت (ٹھنڈک) تھے۔ آپ کو نہ گرمی محسوس ہوتی تھی نہ سردی۔۔۔۔۔۔ آپ اپنے اعتدال کے بادل کے سایہ میں تھے۔

---

۱۸۳ بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے۔۔۔۔۔۔ حافظ ذہبی نے اس حدیث کو اس قول کی وجہ سے ضعیف کہا ہے کہ حدیث کے آخر میں وارد ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت متاہل نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خریدا۔۔۔۔۔۔ حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے ''اصابہ'' میں کہا ہے کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں اور اس میں کوئی چیز سوائے اس فقرہ کے ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے ساتھ بھیجا'' اور کچھ منکر نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ لہٰذا اس فقرہ پر عمل کیا جائے گا کہ اس حدیث میں اس کا الحاق کیا گیا ہے اور اس حدیث کے راویوں میں سے کسی ایک کی غلطی سے یہ فقرہ دوسری حدیث سے قطع کیا گیا ہے۔ اس کے راویوں میں سے کسی راوی کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ یہ فقرہ اسی حدیث کا ہے۔

Marfat.com

ابن مندہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوئے۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق اٹھارہ برس کے تھے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیس برس کے تھے۔۔۔۔ تجارت کے سلسلہ میں شام کا ارادہ کیا۔۔۔۔ دوران سفر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی جگہ ٹھہرے جہاں بیری کا ایک درخت تھا۔ آپ اس کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راہب کی طرف چلے گئے جس کا نام بحیرا تھا۔ اس راہب سے کچھ دریافت فرمارہے تھے۔۔۔۔ راہب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''وہ شخص کون ہے جو اس درخت کے سایہ میں بیٹھا ہے؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔''

بحیرا نے بے ساختہ کہا:

''واللہ یہ شخص نبی ہے۔۔۔۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے سایہ میں کوئی نہیں بیٹھا سوائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے۔''

اس انکشاف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق واقع ہوگئی۔۔۔۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے آپ کی اتباع فرمائی۔

حافظ ابوالفضل ابن حجر علیہ الرحمہ نے ''اصابہ'' میں لکھا ہے کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سفر ابوطالب کے سفر سے دوسرا ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے تجارت اور پھر شادی:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد کا سامان تجارت کے لیے لے گئے۔۔۔۔ آپ کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔۔۔۔ اس سفر کے وقت آپ کی عمر مبارک کے بارے میں تین روایتیں ہیں:

- پچیس سال
- اکیس سال
- تیس سال

دوران سفر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سوق بصری پہنچے۔۔۔۔ ایک دوسری روایت کے مطابق تہامہ میں جو سوق حباشہ تھا' وہاں پہنچے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درخت کے سایہ میں قیام فرمایا۔۔۔۔ نسطورا راہب نے دیکھ کر کہا:

- اس درخت کے سایہ میں نبی کے سوا کوئی اور نہیں بیٹھا۔

Marfat.com

✪ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی اور اس درخت کے سایہ میں نہیں بیٹھا۔

میسرہ نے دیکھا کہ دوپہر کے وقت یا گرمی کی شدت کے وقت دھوپ میں دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے ہیں ـــــ دوران سفر میسرہ آپ کے حسن اخلاق اور معاملات سے خاصا متاثر ہوا ـــــ اس سفر تجارت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خلاف توقع زیادہ منافع ہوا۔

جب قافلہ سفر تجارت سے مکہ کو واپس ہوا تو دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عرفہ میں تھیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور یہ دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ کے سر اقدس پر سایہ کر رہے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو بلا کر سفر کا حال پوچھا ـــــ میسرہ نے جو مشاہدہ کیا تھا اور آپ کے حسن اخلاق وحسن معاملات کا سب حال بیان کیا ـــــ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت متاثر ہوئیں ـــــ

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کا پیغام بھیجا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا ـــــ آپ کے چچوں میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ گئے اور خویلد بنت اسد سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ مانگا ـــــ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی گئی ـــــ مہر کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔

✪ بیس جوان اونٹ ـــــ (روایت ابن اسحٰق)

✪ ساڑھے بارہ اوقیہ سونا (ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہے) ـــــ (روایت از دولابی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور روسائے شہر اس نکاح میں حاضر ہوئے ـــــ ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا:

الحمد لله الذی جعلنا من ذریة ابراهیم و زرع اسماعیل وضیضئی معد و عنصر مضر وجعلنا حضنته لبیته وسواس حرمه وجعلنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی محمد بن عبدالله لایوزن برجل الارجح به فان کان فی المال قلا فان المال ظل زایل و امر حایل و محمد ممن قد عرفتم قرابته وقد خطب خدیجه بنت خویلد و بذل لها من الصداق ما آجنه وعاجله من عالی کذا وهوا والله بعد هذا له نباء عظیم و خطر جلیل زوجها

ترجمہ: ”اللہ پاک کے لیے جمیع حمد ثابت ہے۔ وہ اللہ کریم جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے پیدا کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے کیا ـــــ اور معد کی اصل سے کیا اور مضر کے عنصر سے بنایا ـــــ اپنے گھر کعبہ شریف کا خادم ٹھہرایا اور اپنے حرم شریف کا مدبر کیا ـــــ اور ہمارے لیے ایسا گھر کیا کہ وہ حج کے لیے مقصود ہے اور ہمارے لیے وہ حرم کیا کہ دشمن کے شر سے ہمیں امن ہے ـــــ ہمیں لوگوں پر حکام ٹھہرایا کہ ان پر جس طرح سے چاہیں حکم کرتے ہیں۔

Marfat.com

پھر حمد کے بعد یہ امر ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ شرف اور فضل میں کوئی اس جیسا نہیں، عقل میں کوئی اس سے بہتر و غالب نہیں ـــــ اگرچہ میرے بھتیجے کا مال تھوڑا ہے مگر مال کی کچھ حقیقت نہیں، مال تو ڈھلتا سایہ ہے، مال امر حائل ہے کہ ایک کے پاس سے دوسرے کی طرف چلا جاتا ہے اور اسے بقا بھی نہیں ـــــ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں میں سے ہیں جن کی قرابت تم نے پہچان لی ہے کہ وہ بنی ہاشم اور اولاد عبدالمطلب سے ہیں ـــــ اور آپ کے آبائے کرام کو تم لوگ پہچانتے ہو ـــــ مال سے حسب افضل و اعظم ہے۔

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا رشتہ مانگنے کے لیے آئے ہیں ـــــ انہوں نے خدیجہ کو میرے مال سے وہ مال دیا ہے جو اجل اور عاجل ہے ـــــ واللہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں جو کچھ میں نے کہا ہے، وہ ان کی خبرِ عظیم ہے جس کا تمہیں علم نہیں اور خطرِ عظیم وجسیم ہے ـــــ لہٰذا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کر دی ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہل مکہ میں طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی تیسری شادی تھی ـــــ اس شادی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی دو شادیاں یوں کیں:

- ابی ہالی بن زراۃ التمیمی ـــــ ان سے دو لڑکے ہند اور ہالہ ہوئے۔
- عتیق بن عابد المخزومی ـــــ ان سے ہند ہوا۔

قریش کے ہمراہ کعبہ کی تعمیر نو:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب پینتیس برس ہوئی، قریش کو گمان ہوا کہ سیلابوں سے کعبہ کہیں گر نہ جائے ـــــ قریش نے ایک نجار قبطی جس کا نام باقوم تھا اور جو سعید بن العاصی کا مولی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جس نے منبر شریف بنایا تھا، سے کہا کہ وہ کعبہ معظمہ کو تعمیر کرے۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے اور قریش کے ہمراہ پتھر اٹھاتے تھے ـــــ اہل قریش کا طریق کار یہ تھا کہ اپنے کندھے پر پہلے اپنے تہبند رکھتے تھے۔ پھر اس تہبند پر پتھر اٹھاتے تھے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تہبند کندھے پر رکھ کر پتھر اٹھایا ـــــ آپ ایک دم گر پڑے اور یہ ندا آئی:

''اپنی شرم گاہ چھپائیں۔''

یہ آپ کو پہلی ندا کی گئی ـــــ آپ سے ابوطالب یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے بھتیجے! اپنا تہبند اپنے سر پر رکھ لو۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''میں برہنگی کے باعث گر پڑا تھا۔''

جب تعمیر کعبہ مکمل ہوگئی تو حجر اسود کی تنصیب باقی تھی ــــ قریش کا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ شرف اسے حاصل ہو ــــ قریب تھا کہ اس وجہ سے تلواریں نکل آتیں اور قتل و غارت شروع ہو جاتی کہ اعلان ہوا:

''کل علی الصبح سب سے پہلے جو حرم کعبہ میں داخل ہوگا' حجر اسود اسی کے ہاتھوں نصب ہوگا۔''

سب نے دیکھا کہ سب سے پہلے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حرم کعبہ میں تشریف لائے ــــ سب نے صادق وامین پکارا ــــ آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے' ہمیں منظور ہے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک نیچے بچھا کر درمیان میں حجر اسود رکھ دیا اور قریش کے تمام سرکردہ لوگوں سے کہا کہ سب مل کر اس چادر کو اٹھائیں ــــ سب نے چادر کو اٹھایا ــــ جب حجر اسود نصب کرنے کی جگہ پر پہنچ گیا تو آپ نے اٹھا کر حجر اسود کو نصب فرما دیا ــــ یوں مکہ بلکہ حرم کعبہ قتل و غارت سے امن میں رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا ظہور:

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جب رسالت کا ظہور (بعثت) ہوا تو متفق علیہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی ــــ آپ کی بعثت کے وقت عمر مبارک کے بارے میں متعدد روایات ہیں:

- چالیس سال
- چالیس سال چالیس دن
- چالیس سال دس دن
- چالیس سال دو ماہ

مہینے اور اس کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے:

- سترہ رمضان دوشنبہ
- سات رمضان المبارک
- چوبیس رمضان المبارک
- ماہ رجب المرجب
- آٹھ ربیع الاول شریف دوشنبہ' قصہ فیل کا اکتالیسواں سال ــــ

اللہ تعالیٰ نے اول ربیع الاول میں عالمین کے لیے رحمت اور تمام کافۃ جن و انسان کے لیے آپ کو رسول مبعوث فرمایا ــــ آپ دوشنبہ کے روز رسالت پر مبعوث ہوئے ــــ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا ــــ آپ نے فرمایا:

''دوشنبہ کے دن میں پیدا ہوا ہوں اور دوشنبہ کے دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔''[۱۸۴]

قرآن شریف کا نزول رمضان المبارک میں ہوا جیسے کہ ارشاد باری ہے۔ شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن ــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کا اکرام نبوت کے ساتھ کیا ہے اور قرآن شریف آپ پر نازل کیا گیا ــــ قرآن شریف لوح محفوظ سے یکشت نازل نہیں ہوا بلکہ رفتہ رفتہ تیئس برس میں حالات کے مطابق نازل ہوتا رہا ہے۔

---

۱۸۴ امام مسلم نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

''کتاب تعبیر'' از امام بخاری علیہ الرحمہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اقسام وحی میں سب سے پہلے جو ابتداء ہوئی' وہ رویائے صادقہ (سچے خواب) تھے ـــــ آپ سوتے ہوئے کوئی خواب نہیں دیکھتے تھے بلکہ صبح کے نور کی طرح ظاہر ہوتا تھا ـــــ

آپ غار حرا میں عبادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے' وہاں عبادت کے لیے توشہ لے جایا کرتے تھے ـــــ چند راتیں اور چند دن عبادت میں گزار کر پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پلٹ آتے ـــــ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے کی طرح آپ کو توشہ تیار کر کے دے دیتیں اور آپ اسی طرح سے غار حرا میں تشریف لے جاتے۔

حسب معمول آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس غار میں ایک فرشتہ آیا۔ اس فرشتے نے آپ سے کہا۔

اقراء ـــــ یعنی پڑھیے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں پڑھنا نہیں جانتا۔''

آپ فرماتے ہیں کہ اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر بھینچا' مجھے سخت تکلیف ہوئی ـــــ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا ''اقراء ـــــ پڑھو۔''

میں نے اسے کہا کہ ''میں قاری نہیں ہوں۔'' ـــــ اس نے پھر مجھے پکڑ کر بھینچا' مجھے نہایت درجہ مشقت ہوئی ـــــ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا۔ ''پڑھو ـــ ''

میں نے پھر اسے کہا کہ ''میں قاری نہیں ہوں'' ـــــ اس فرشتہ نے مجھے تیسری مرتبہ بھینچا' مجھے پھر حد درجہ تکلیف ہوئی ـــــ پھر اس نے مجھے چھوڑ کر کہا:

اقراء باسم ربك الذی .... مالم یعلم

اس کے بعد فرشتہ غائب ہو گیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ کے بعد گھر واپس تشریف لے آئے ـــــ آپ کے قلب اطہر کی دھڑکن بہت تیز تھی ـــــ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی حالت بدلی ہوئی دیکھی تو حال دریافت کیا ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

زملونی زملونی ـــــ یعنی ''مجھے چادر اوڑھا دو''۔

آپ چادر اوڑھے لیٹے رہے ـــــ جب آپ کی حالت سنبھلی تو آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حوصلہ بڑھا دیا:

''آپ کی جان کو ہرگز کوئی خطرہ نہیں ـــــ میں آپ کو خیر کی بشارت دیتی ہوں ـــــ آپ اللہ کے رسول ہیں ـــــ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہ کرے گا ـــــ

Marfat.com

- آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں (یعنی قرابت داروں کے ساتھ ان کے حسب حال احسان فرماتے ہیں)
- آپ ہمیشہ سچی بات کہتے ہیں۔
- ضعیفوں' یتیموں اور عیال کی ضروریات کا وہ بار اٹھاتے ہیں جو آدمی کو عاجز کر دیتا ہے۔
- مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔
- لوگوں کو جو حوادث پیش آتے ہیں' آپ ان کی حق پر مدد فرماتے ہیں۔[۱۸۵]

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالغزیٰ بن قصی کے پاس لے گئیں ـــــ ورقہ ایک نصرانی عالم تھے اور وہ عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے۔ ورقہ انجیل سے عربی میں لکھتے تھے۔ شیخ کبیر تھے اور نابینا ہو گئے تھے ـــــ انہوں نے سارا واقعہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی اور کہنے لگے:

''یہ وہ ناموس (فرشتہ) ہے جو[۱۸۶] حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی ـــــ کاش میں آپ کے دور نبوت میں جوان ہوتا ـــــ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکلنے پر مجبور کر دے گی۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ورقہ سے پوچھا۔

''کیا قوم کے لوگ مجھے نکال دیں گے؟''

ورقہ نے کہا:

''بے شک وہ آپ کو نکال دیں گے ـــــ جو شے آپ لائے ہیں' کوئی دوسرا نہیں لایا ـــــ اللہ کا پیغام لانے والوں سے لوگوں نے عداوت کی ہے' تکلیف پہنچائی ہے ـــــ اگر آپ کے اعلان نبوت تک میں زندہ رہا تو میں آپ کو ایسی نصرت دوں گا جو قوی اور بلیغ ہوگی۔''

''دلائل النبوۃ'' میں بیہقی کی روایت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے عتیق! تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاؤ۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر ورقہ کے پاس لے گئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو واقعہ گزرا تھا' ورقہ بن نوفل سے بیان فرمایا ـــــ مزید یہ فرمایا:

''جس وقت میں تنہائی میں ہوتا ہوں' یا محمد یا محمد کی آواز سنتا ہوں ـــــ میں بھاگتا ہوا چلا جاتا ہوں۔''

ورقہ نے کہا:

''جس وقت یا محمد یا محمد کی غیبی آوازیں سنیں تو آپ نہ بھاگئے بلکہ اپنی جگہ قائم رہیں ـــــ اور آواز دینے

---

۱۸۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات ارفع و اعلیٰ صفات میں مکارم اخلاق اور محاسن شمائل جمع فرما دیئے ہیں۔ کوئی مکروہ امر آپ کو نہ پہنچے گا۔

۱۸۶ یعنی جن کو آپ نے دیکھا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سروحی ہیں ـــــ اہل کتاب/ نصرانی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ناموس اکبر کہتے ہیں۔

Marfat.com

والا جو کچھ کہے' اسے سن کر میرے پاس تشریف لے آئیں اور مجھے بتلا دیجئے۔"

چنانچہ جس وقت آپ تنہا تھے ـــــ ندا کرنے والے نے یا محمد کہہ کر آپ کو پکارا۔ آپ اپنی جگہ پر قائم رہے ـــــ اس نے آپ سے کہا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ الحمد للہ رب العالمین پڑھو۔"

آپ نے آخر سورت تک پڑھا ـــــ پھر اس نے آپ سے کہا:

"لا الہ الا اللہ پڑھئے۔"

فرشتے کے تین بار بھینچنے میں حکمت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتے سے تین بار فرمایا کہ میں قاری نہیں ہوں ـــــ فتح الباری میں ہے کہ آپ کے اس فرمان کو:

- منع کرنے پر گمان کیا جائے۔
- نفی محض کے ساتھ خبر دینے پر خیال کیا جائے۔
- دریافت کرنے پر گمان کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ آپ کیونکر پڑھیں ـــــ اور کیا پڑھیں' فرشتے نے تین بار آپ کو بھینچا ـــــ اس میں حکمت یہ تھی کہ

- آپ دوسری شے کی طرف توجہ نہ فرمائیں۔
- جو قول آپ پر وحی کیا جاتا ہے' وہ وزنی ہے' اس پر تنبیہ مقصود تھی۔
- تخیل اور وسوسے کے گمان کو دور کرنا ـــــ

آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو کیونکر پہچانا:

اگر یہ خیال کیا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو کیسے پہچان لیا کہ وہ جن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہیں ـــــ اس کی دو وجوہ ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ پر معجزات کو ظاہر فرمایا ہے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچان لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتہ ہیں ـــــ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر معجزے ظاہر فرمائے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان معجزوں سے پہچانا کہ آپ نبی ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک میں علم ضروری پیدا فرما دیا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہیں۔ نہ جن ہیں اور نہ ہی شیطان ـــــ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام میں اس طور پر علم ضروری پیدا کر دیا ہے کہ ان کے ساتھ کلام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ان کو بھیجنے والا ان کا پروردگار

Marfat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ان سے کسی نے کلام نہیں کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے ان کو بھیجا ہے۔

دلائل النبوت میں بیہقی نے بعض اہل علم سے یہ روایت کی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت کا ارادہ کیا اور نبوت کے ساتھ آپ کی ابتداء کی' آپ جس درخت اور جس پتھر کے پاس سے گزرتے تھے' وہ پتھر اور وہ درخت آپ کو سلام کرتا تھا۔۔۔۔ پتھروں اور درختوں سے آواز سن کر آپ اپنے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھتے لیکن آپ کوئی شے نہیں دیکھتے تھے سوائے درختوں اور پتھروں کے۔۔۔۔ جو ہر طرف سے نبوت کے سلام کے ساتھ آپ کو السلام علیك یارسول اللہ کہہ کر سلام کرتے تھے۔

کیا نزول وحی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ڈر گئے تھے؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک مہینہ غار حرا میں مجاورت کی۔۔۔۔ مجاورت پوری کرنے کے بعد جب میں اوپر سے نیچے اترا تو مجھے کسی نے آواز دی۔۔۔۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا لیکن کوئی نہ تھا' پھر میں نے اپنے پیچھے دیکھا مگر میں نے کوئی شے نہیں پائی۔۔۔۔ جب اوپر سر اٹھایا تو جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔۔۔۔ اس شے سے میں اپنی حالت پر قائم نہ رہا۔۔۔۔ اور میں نے کہا دثرونی دثرونی۔۔۔۔ یعنی مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔۔۔۔ پھر یا ایھا المدثر o قم فانذر وربك فكبر ...... آخر آیت تک نازل ہوئی۔۔۔۔ اس سورۃ کا نزول اس سے پہلے تھا کہ نماز فرض کی جائے۔[۱۸۷]

غار حرا میں آپ کی مجاورت طلب نبوت کے لیے نہیں تھی اس لیے کہ:

- نبوت اس سے برگزیدہ ہے کہ طلب کرنے سے ملے یا اکتساب سے ملے۔
- نبوت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک عطا ہے۔
- نبوت وہ خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اسے نبوت کے ساتھ مخصوص فرماتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ جس جگہ اپنی رسالت تسلیم کرتا ہے' اس جگہ سے زیادہ عالم ہے۔ (بہتر جاننے والا ہے)

آپ کے قلب اطہر کی جو بے چینی بیان ہوئی' جبرئیل علیہ السلام کے خوف سے نہیں تھی' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اس سے بلند وارفع واعلیٰ ہے کہ کہا جائے کہ آپ ڈر گئے۔۔۔۔ آپ نہایت ثابت قلب تھے۔ اپنے حال کی فرحت کی وجہ سے آپ کو بے چینی نہیں تھی بلکہ یہ اضطراب اس وجہ سے ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے۔۔۔۔ آپ نے یہ خوف کیا کہ بجائے اللہ تعالیٰ کے' اللہ تعالیٰ کے سوا یا اس کے غیر کی طرف نہ متوجہ ہو جاؤں۔۔۔۔ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ شاید نبوت کے بھاری بوجھ سے آپ کو خوف ہوا۔۔۔۔ نبوت کا بوجھ اٹھانے سے تو پہاڑوں نے معافی چاہی تھی۔۔۔۔ آخر حضرت انسان کا دل خاص طور پر محبوب اعظم وآخر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل مبارک اس گراں باری کے لیے انتخاب کیا گیا۔

---

۱۸۷ اس حدیث کو امام بخاری، امام مسلم اور ترمذی رحمتہ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

سب سے پہلی وحی ــــ مختلف روایات:

- صحیح روایت یہ ہے کہ قرآن شریف سے سب سے پہلے جو شے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی وہ سورہ اقرا ہے۔۱۸۸
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے اول جو شے نازل ہوئی ہے' وہ سورہ یا ایھا المدثر ہے ــــ امام نووی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو ضعیف بلکہ باطل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وحی رک جانے کے بعد سورہ یا ایھا المدثر نازل ہوئی۔
- بیہقی نے کہا ہے کہ پہلے سورہ فاتحہ نازل ہوئی ــــ اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے یعنی ضعیف حدیث کی قسم سے ہے ــــ اگر یہ حدیث محفوظ مان لی جائے تو یہ حدیث یہ احتمال رکھتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سورۂ اقراء اور سورہ یاایھا المدثر ــــ کے نازل ہونے کے بعد سورہ فاتحہ نازل ہوئی ہے۔
- امام ابوجعفر بن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے قرآن پاک سے سب سے پہلے جو چیز نازل کی' وہ تعوذ ہے۔ انہوں نے کہا:

  ''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اعوذ باللہ پڑھیے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استعیذ بسمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیے''۔ پھر کہا: ''اقراء باسم ربك الذی پڑھیے''۔

- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اقرا باسم ربك اول وہ سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا۔۱۸۹

اور غاروں پر غار حرا کو ترجیح کیوں؟

ابن ابی جمرہ نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس وجہ سے اپنے آپ کو غار حرا کی تنہائی کے ساتھ مختص کیا تھا ــــ غار حرا میں آپ تنہائی میں عبادت فرماتے تھے۔ غار حرا کے سوا اور بھی جگہیں (غاریں) تھیں لیکن آپ ان میں خلوت و عبادت نہیں فرماتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غار حرا کو خاص طور پر اس لیے انتخاب فرمایا تھا کہ اس غار کو دوسرے غاروں

---

۱۸۸ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح روایت میں مرفوعاً آیا ہے ــــ یہ ابو موسیٰ الاشعری اور عبید بن عمیر سے روایت کیا گیا ہے ــــ امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ صحیح وہ قول ہے جس پر جمہور سلف اور خلف ہیں۔

۱۸۹ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ یہ اثر غریب ہے ــــ اس اثر کے اسناد میں ضعف اور انقطاع ہے ــــ واللہ اعلم ــــ اس اثر کے نقل کرنے میں حافظ عماد الدین کی علمی شان پر قدح نہیں کیا جائے گا، اس لیے کہ محدثین جس وقت کسی حدیث کو لاتے ہیں اور اس کی سند ذکر کرتے ہیں تو وہ اس حدیث کے ذمہ سے بری ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

اس لیے زیادہ فضیلت ہے کہ آپ

- اس غار میں لوگوں سے دور رہتے۔
- اپنی عبادت دلجمعی' یکسوئی اور کھلے دل سے کرتے تھے۔
- وہاں سے اپنے رب کے بیت (خانہ کعبہ) کو دیکھتے تھے۔

بیت اللہ شریف کی طرف نظر کرنا عبادت ہے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس غار میں تین باتیں جمع تھیں :ـــــ ایک خلوت ـــــ دوسرے عبادت ـــــ تیسرے بیت اللہ کی طرف دیکھنا۔

غار حرا کے سوا جو غار ہیں' ان میں یہ تین خصوصیات نہیں تھیں ـــــ شاعر مرجانی نے غار حرا کے فضائل میں کلام کہا ہے ـــــ غار حرا کے ساتھ جو فضیلت ہے' اسے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرجانی کو جزائے خیر عطا فرمائے

تامل حراء فی جمال محیاه　　فکم من اناس من حلاحسنه تا هوا

''حرا کے چہرہ کے حسن و جمال میں تم تامل سے دیکھو۔ تم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اس کے حسن کے زیور سے سرگشتہ ہیں۔

فمما حوی من جالعلیا زایرا　　یفزح عنه الهم فی حال مرقاه

غار حرا کی دیگر فضیلتوں پر یہ فضیلت حاوی ہے جو اس کے لیے خاص ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کی جگہ ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نزول کا مقام ہے ـــــ اس کے اس شرف کی وجہ سے جو شخص حرا کی بلندی کی زیارت کے لیے آتا ہے۔ غار حرا کی زیارت کرنے والے کے غم کو دور کر دیتا ہے جس وقت وہ شخص اس غار پر چڑھتا ہے۔

به خلوة الهادی الشفیع محمد　　وفیه له غار له کان یرقاه

''اس غار میں اعلان نبوت سے پہلے اور وحی نہ آنے کے وقفہ میں ہادی خلائق اور شفیق امم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلوت (تنہائی) رہی ہے ـــــ اور حرا (پہاڑ) میں ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خاص غار ہے کہ آپ اس پر تشریف لاتے تھے اور حرا ہی میں آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوا کرتے تھے۔

وقبلته للمقدس کانت بغاره　　وفیه اتاه الوحی فی حال مبداه

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ بیت المقدس سے حرا کے غار میں تھا یعنی آپ بیت المقدس کی طرف غار حرا میں نماز پڑھتے تھے اور آپ کے ابتدائی احوال میں آپ کے پاس وحی آئی ـــــ ایک جگہ لفظ مبداه کی صبراه آیا ہے ـــــ یہ مبداه سے احسن ہے۔ اس لیے کہ شعر میں اس لفظ سے ایطا واقع ہوتا ہے ـــــ صبراه کا معنیٰ یہ ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نفس شریف کو غار حرا میں خلوت پر روکا' اور اس غار میں آپ کے پاس وحی آئی۔۱۹۰

۱۹۰ شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غار حرا میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ہے ـــــ آپ نے شب معراج اور نماز فرض ہونے کے بعد بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ہے ـــــ اور اول آپ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہے ـــــ یا یہ احتمال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عبادت کرتے تھے اور آپ کا قبلہ بیت المقدس تھا۔

Marfat.com

وفیہ تجلی الروح بالموقف الذی　　به الله فی وقت البداۃ سواہ

اور حرا میں روح الامین نے اس موقف میں تجلی کی ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کی ابتداء میں اس موقف کو ہموار کیا ہے۔

وتحت تخوم الارض فی السبع اصلہ　　ومن بعد ہذا اہتز بالسفل اعلاہ

لفظ تخوم مفرد ہے۔ اس کی جمع تخم ہے جیسے فلس اور فلوس ـــــ تخوم کا معنی ہر ایک قریہ اور زمین اور اس کی انتہیٰ یعنی جڑ ساتویں زمین کے نیچے ہے ـــــ اور اس کے بعد یعنی امور مذکورہ کے بعد اپنے نیچے کی حصہ کی حرکت کے سبب حرا کے اوپر کے حصہ نے طرب (خوشی) سے جنبش کی ـــــ اس شرف کی وجہ سے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مبارک رکھا اور اس پر رونق افروز ہوئے۔۱۹۱

ولما تجلی الله قدس ذکرہ　　بطور تشظی فہو احدیٰ شظایاہ

تشظی کا معنی ہے پھٹ گیا اور شظایا جمع شظی ہے ـــــ اس کا معنی ہے "شے کا ہر ایک ٹکڑا" ـــــ اللہ تبارک وتعالیٰ کہ جس کا ذکر پاک ہے' نے طور پر تجلی فرمائی' طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حرا بھی اس طور کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے جو بڑا پہاڑ ہو گیا۔۱۹۲

ومنہا ثبیر ثم ثور بمکۃ　　کذا قداتی فی نقل تاریخ مبداہ

"طور کے انہی ٹکڑوں میں سے جبل ثبیر ہے جو حرا کے مقابل ہے۔ ان دونوں کے درمیان ایک وادی ہے ـــــ پھر انہی ٹکڑوں میں سے جبل ثور ہے جو مکہ میں ہے ـــــ تاریخ میں حرا کی ابتدائی ایسے ہی بیان ہوئی ہے"۔

وفی طیبۃ ایضا ثلاث فعدہا　　فعیرا و ورقانا واحدا رویناہ

"مدینہ منورہ میں بھی طور کے تین ٹکڑے ہیں۔ ان کی گنتی کر لو ـــــ ایک جبل عیر ہے ـــــ دوسرا جبل ورقان ہے ـــــ تیسرا جبل احد ہے۔ ہم نے اسے روایت کیا ہے یعنی مکہ معظمہ کے تین پہاڑ اور مدینہ منورہ کے تین پہاڑ طور ہی کے ٹکڑے ہیں"۔

ویقبل فیہ ساعۃ الظہر من دعا　　به وینادی دعانا اجبناہ

جو شخص ظہر کے وقت حرا میں دعا کرتا ہے' اس کی دعا قبول کی جاتی ہے ـــــ حرا میں یہ ندا کی جاتی ہے کہ "جو شخص ہم سے دعا کرتا ہے' ہم اس کی دعا قبول کرتے ہیں" ـــــ یہ ندا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔"

---

۱۹۱ یہ معجزہ ہے جسے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حرا پر تشریف رکھتے تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ایک بڑے پتھر نے حرکت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے حرا ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں۔" یہ واقعہ جبل احد اور جبل ثبیر پر بھی رونما ہوا ہے۔

۱۹۲ حدیث پاک میں ہے کہ سرانگشت خنصر کے نصف مقدار میں اللہ تعالیٰ نے طور پر تجلی فرمائی تھی ـــــ وہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت، جلال اور جمال سے ٹکڑے ٹکڑے ہو لیا ـــــ ان ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا حرا ہے ـــــ تجلی سے مراد ہے نور کا اظہار۔

Marfat.com

وفی احد الاقوال فی عقبہ حرا　　اتی ثم قابیل لھا بیل غشاہ

عقبہ بفتح عین اور قاف یعنی پہاڑ پر چڑھنے کی وہ سخت جگہ جہاں دشواری سے چڑھا جائے۔۔۔ بہت سی روایتوں میں سے ایک روایت یہ ہے کہ عقبہ حرا میں قابیل آیا اور اس نے اس جگہ ہابیل کو قتل کیا ہے۔

ومما حوی سرا حوتہ صخورہ　　من التبر کسیر ایقام سمعناہ

سمعت بہ تسبیحھا غیر مرۃ　　واسمعتہ جمعاً فقالو اسمعناہ

''غار حرا میں جو اسرار سونے کے ہیں' غار حرا کے بڑے پتھروں میں بھی سونے کے وہی اسرار ہیں۔۔۔ ہم کو روایت کی گئی ہے کہ غار حرا اور اس کے پتھروں میں سونے کی اکسیر ہے۔۔۔ میں نے غار غرا میں ان پتھروں کی تسبیح اکثر سنی ہے اور وہ تسبیح میں نے ایک جماعت کو سنائی ہے۔ ان لوگوں نے سن کر کہا کہ ہاں ہم نے بھی اس تسبیح کو سنا''۔

بہ مرکز النور الالھی مثبتا　　فللہ ما احلی مقاما باعلاہ

''حرا میں نور الٰہی کی جگہ ثابت ہے۔۔۔ لہٰذا حرا کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ حرا اپنے اعلیٰ حصہ کے باعث اقامت کے لیے کتنا شیریں ہے۔

سینہ مبارک کا تیسری بار چاک (شق صدر)

ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا' اسے دھویا' پھر آپ سے کہا۔ اقرا باسم ربک مالم یعلم تک پڑھیے۔۔۔ اسی حدیث میں ہے کہ ورقہ نے کہا:

''آپ کو بشارت ہو' میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی ہے۔۔۔ آپ ناموس موسیٰ علیہ السلام کی صفت پر ہیں کہ آپ پر وحی آئی ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی تھی۔۔۔ اور آپ نبی مرسل ہیں۔''[۱۹۳]

شق صدر میں یہ حکمت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قلب قوی کے ساتھ تطہیر کے اکمل احوال میں جو وحی ہو' اسے پائیں۔[۱۹۴]

وحی کا سلسلہ رکنے پر آپ کا غم:

وحی کا سلسلہ وقفے وقفے سے تیئس سال جاری رہا۔۔۔ پہلی وحی کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے اور وحی وقتی طور پر رک گئی۔۔۔ وحی کا سلسلہ رک جانے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا غم کیا کہ اس غم سے آپ کئی بار

---

۱۹۳ طیالسی اور حارث نے بھی اپنی اپنی مسندوں میں آپ کے صدر مبارک کا شق ہونا روایت کیا ہے۔

۱۹۴ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صدر مبارک کا یہ تیسرا شق ہے۔۔۔ پہلا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہوا۔۔۔ دوسرا شق اس وقت ہوا جبکہ آپ دس برس کے تھے۔۔۔ اور چوتھا شق صدر معراج کی شب میں ہوا۔

Marfat.com

تشریف لے گئے تا کہ خود کو اونچے پہاڑوں سے گرا دیں۔۔۔ جس وقت آپ پہاڑ کی بلندی پر پہنچے کہ خود کو اس سے نیچے گرا دیں۔۔۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

''یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ برحق رسول اللہ ہیں۔''

اس سے آپ کے قلب اطہر کی بے چینی کو قرار آ جاتا اور آپ گھر واپس تشریف لے آتے۔۔۔ پھر جس وقت وحی آنے میں کبھی عرصہ گزر جاتا اور وحی نہ آتی تو آپ پھر پہاڑ پر تشریف لے جاتے۔ جس وقت پہاڑ کی بلندی پر پہنچتے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہو جاتے اور پہلے ہی کی طرح عرض گزار ہوتے:

''یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ برحق اللہ کے رسول ہیں۔''

پھر آپ کے نفس انوار کو تسکین ہو جاتی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو یہ فرمایا تھا کہ مجھے اپنے نفس پر خوف ہوا ہے۔۔۔ علماء کا کہنا ہے کہ یہ خوف آپ سے اس سے پہلے تھا کہ آپ کو اس طور پر ''علم ضروری'' حاصل ہو جاتا کہ جو شخص آپ کے پاس آیا تھا' وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ تھا۔ اس کے وصول ہونے کے بعد خوف نہیں رہا۔۔۔ بلکہ آپ کے لیے یہ امور زیادہ دشوار تھے کہ

- آپ کی اس حالت پر آپ کو کوئی مجنون کہتا۔۔۔ اگرچہ اس وقت کسی نے آپ کو مجنون نہیں کہا۔ صرف آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا۔
- دوسرا یہ کہ آپ کا اپنی قوم سے یہ خوف تھا کہ کہیں وہ آپ کو قتل نہ کر ڈالیں۔ اگرچہ آپ کے علم میں یہ تھا کہ جو شے آپ کے پاس آئی ہے' وہ آپ کے رب کی طرف سے ہے۔ بشری طور پر قتل اور قوم کی اذیت کا خوف تو ہوگا۔

وحی کے مراتب:

اللہ تعالیٰ نے وحی کے متعدد مراتب کامل کیے ہیں اور اہل علم نے ان میں سے آٹھ مراتب بیان کیے ہیں۔ علی الترتیب تمام مراتب کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

وحی کا پہلا مرتبہ

وحی کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رویائے صادقہ دیکھتے تھے۔ آپ کوئی خواب نہیں دیکھتے تھے بلکہ صبح کے نور کی مانند ظہور میں آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں کلام کیا ہے۔ جیسا کہ امام زہری علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث پاک میں ہے:

اتانی ربی نی احسن صورۃ فقال یا محمد انذری فیم یختصم ملا الاعلیٰ

یعنی رات میں رب تعالیٰ میرے پاس احسن صفت میں آیا اور میرے رب نے مجھ سے پوچھا:

Marfat.com

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ملائکہ مقربین کس معاملہ میں آپس میں سوال و جواب کرتے ہیں ـــــ کیا آپ اس واقعہ کو جانتے ہیں۔''

وحی کا دوسرا مرتبہ:

وحی کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نفس مبارک اور قلب اطہر میں فرشتہ القا (دل میں بات ڈالنا) کرتا تھا اور آپ اس کو نہیں دیکھتے تھے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ان روح القدس نفث فی روعی لن تموت نفس حتی تستکمل رزقها فاتقوا الله و اجملو فی الطلب

یعنی ''روح القدس نے میرے نفس یا قلب میں پھونکا ہے کہ ہرگز کوئی نفس نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کرلے گا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور طلب معیشت میں اچھا طریقہ اختیار کرو۔ ۱۹۵

وحی کا دوسرا مرتبہ وہ علم ہے جس کو اللہ تعالیٰ آپ کے قلب اطہر اور آپ کی زبان مبارک پر احکام کے اجتہاد کے وقت القا کرتا تھا ـــــ اس امر پر علماء نے اتفاق کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اجتہاد فرماتے تھے تو آپ کو قطعاً اصابت ہوتی تھی اور آپ خطا سے معصوم تھے ـــــ تمام امت کے سوا امر اجتہاد احکام میں قطعاً اصابت آپ کے حق میں خرق عادت سے ہے ـــــ وہ علم جو اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس علم میں فرق کرتا ہے جو نفس میں وحی سے پھونکا جاتا ہے' اس سبب سے کہ اس علم کا حصول اجتہاد سے ہوتا ہے ـــــ لہٰذا دونوں علوم کا فرق ظاہر ہے۔

وحی کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دحیۃ الکلبی کے سوا کسی اور کی صورت میں آنا ـــــ اس لیے کہ دحیہ عرب لوگوں میں معروف تھے۔ اسے ابن المنیر نے نقل کیا ہے۔

وحی کا تیسرا مرتبہ:

وحی کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آپ کے لیے فرشتہ مرد کی صورت میں حاضر خدمت ہوتا ہے اور آپ سے خطاب کرتا ـــــ یہاں تک کہ وہ فرشتہ جو کچھ آپ سے کہتا آپ اسے سن کر یاد رکھتے تھے ـــــ فرشتہ آپ کے پاس دحیہ الکلبی کی صورت میں آتا تھا۔ ۱۹۶ ـــــ اسے نسائی نے صحیح سند سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ـــــ

---

۱۹۵ یعنی بدوضعی سے طلب معیشت نہ کرو، تمہارا جو رزق ہے، وہ تم کو ملے گا ـــــ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے قناعت کے باب میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح حدیث کہا ہے۔

۱۹۶ یہ اعتراض بھی ممکن ہے کہ جس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی کی صورت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو ان کی روح کہاں ہوتی تھی ـــــ اگر وہ روح اس جسم میں ہوتی تھی جس کے چھ سو پر تھے تو جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آتا تھا، نہ وہ جبرئیل علیہ السلام کی روح تھی اور نہ ان کا جسم تھا ـــــ اور اگر وہ روح اس شخص میں تھی جو دحیہ کی صورت میں تھا تو کیا ایسا عظیم جسم مرجاتا تھا یا وہ جسم اس روح سے خالی رہ جاتا تھا جو اس سے منتقل ہو کر اس جسم کی طرف جاتی تھی جو کہ دحیہ کے جسم سے مشابہ تھا ـــــ جیسا کہ امام عینی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ امر بعید نہیں ہے کہ اس روح کا انتقال اس جسم کی صورت کا موجب نہ ہو، لہٰذا وہ جسم زندہ باقی رہتا تھا ـــــ اس کے معارف سے کوئی شے ناقص نہیں ہوتی تھی ـــــ اور اس جسم کی روح کا انتقال دوسرے جسم کی طرف ویسے ہی ہوتا تھا جیسے کہ شہیدوں کی ارواح کا انتقال سبز پرندوں کے پیٹ کی طرف ہوتا ہے ـــــ اجسام کی موت ارواح کی جدائی سے عقلاً واجب نہیں ہے بلکہ اجسام کی موت ارواح (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

دحیہ کلبی اتنے جمیل وخوبرو تھے کہ جس وقت وہ شام کو تجارت کے لیے جاتے تو ہودج نشین عورتیں ان کے دیکھنے کے لیے نکل پڑتی تھیں۔

وحی کا چوتھا مرتبہ:

یہ ہے کہ وحی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اس گھنٹی کی آواز کی مانند آتی تھی جیسے جانوروں کے گلے میں اوران کے سروں پر باندھتے ہیں۔۔۔۔۔ اس قسم کی وحی دیگر اقسام ومراتب وحی کی نسبت آپ پر ایسی زیادہ سخت ہوتی تھی کہ آپ کی جبیں مبارک پر سخت سردی میں پسینہ آجاتا۔۔۔۔۔ اس وحی کا ثقل آپ پر ہوتا تھا کہ آپ کی سواری کا اونٹ آپ کو لے کر زمین پر بیٹھ جاتا۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ آپ پر ایسی ہی وحی ایسے حال میں آئی کہ آپ کی رات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران پر تھی۔ آپ کی ران حضرت زید کی ران پر اتنی ثقیل ہوگئی کہ قریب تھا کہ آپ کی ران زید کی ران کو توڑ ڈالے۔

طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتا تھا۔۔۔۔۔ آپ کی شان یہ تھی کہ جس وقت آپ پر وحی نازل کی جاتی تھی تو آپ کو شدید بخار کی کیفیت ہو جاتی اور چھوٹے چھوٹے موتیوں کی طرح آپ کو شدید پسینہ آجاتا' پھر وہ وحی آپ سے موقف ہو جاتی تھی۔ میں اس وحی کو لکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے املا کراتے جاتے تھے۔۔۔۔۔ میں وحی لکھنے سے فارغ نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ میری حالت ایسی ہو جاتی تھی کہ گویا میرا پاؤں اس کے ثقل سے ٹوٹ جائے۔۔۔۔۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں اپنے پاؤں سے کبھی نہ چل سکوں گا۔۔۔۔۔

جب سورۂ مائدہ نزل ہوئی تو سورۃ کے بوجھ سے قریب تھا کہ آپ کے اونٹ کا بازو ٹوٹ جائے۔۔۔۔۔ اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی علیہ الرحمہ نے ''شعب الایمان'' میں روایت کیا ہے۔

وحی کا پانچواں مرتبہ:

پانچواں مرتبہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرشتہ کو اس کی صورت میں دیکھتے تھے جس صورت پر وہ پیدا کیا گیا تھا۔ اس کے چھ سو بازو تھے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ جس شے کو چاہتا کہ آپ کی طرف وحی کرے' وہ فرشتہ آپ کے پاس وحی لاتا تھا۔۔۔۔۔ یہ آپ کو دو مرتبہ واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ سورہ نجم میں ہے۔

وحی کا چھٹا مرتبہ:

یہ وہ وحی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر آپ کی طرف وحی کی ہے۔۔۔۔۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شب معراج میں وحی کی

کی جدائی سے (اور ارواح کا اتصال قبروں سے رہتا ہے) اس عادت کے سبب سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں جاری کیا ہے۔۔۔۔۔ بنی آدم کے غیر میں یہ لازم نہ ہوگا۔

فتح الباری میں ہے کہ حق بات یہ ہے کہ فرشتہ کا آدمی کی صورت پر ہو جانا اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ فرشتہ کی ذات منقلب ہو کر آدمی ہوگئی بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ فرشتہ آدمی کی صورت پر ظاہر ہوا۔

Marfat.com

ہے ___ وہ وحی فرض نماز اور نماز کے علاوہ جو چیزیں ہیں' ان کے لیے کی گئی تھی۔

وحی کا ساتواں مرتبہ:

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی طرف اللہ تعالیٰ کا کلام فرشتے کے واسطہ کے بغیر ___ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا ___ یعنی بلاواسطہ کلام کیا ہے۔

وحی کا آٹھواں مرتبہ:

بعض علماء نے وحی کا آٹھواں مرتبہ بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مواجہ میں بغیر کسی حجاب کے آپ سے روبرو کلام کیا ہے ___ یہ اس شخص کے مذہب پر ہے جو کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

وحی لانے والے:

عامر الشعبی نے صحیح احادیث سے ثابت کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لانے کے لیے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام متعین کیے گئے تھے جو تین سال تک آپ پر ظاہر ہوتے رہے اور وحی کے کلمات آپ کے پاس لاتے رہے ___ آپ کو آداب و انعال سکھاتے تھے۔

پھر آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام متعین کیے گئے ___ جبرئیل علیہ السلام قرآن شریف لائے ___ جو وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس لاتے تھے' اس کی دو صورتیں ہیں:

- جبرئیل علیہ السلام وحی کی اس حالت میں اپنی اصلی صورت پر ہوں گے یا
- جبرئیل علیہ السلام آدمی کی صورت پر ہوں گے۔

ان دونوں صورتوں کا ذکر گزشتہ سطور میں آ چکا ہے ___ اگر اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے بغیر وحی کا ارادہ فرمایا ہے تو وہ ظاہر ہے' وہ وہ صورت ہے جو ساتواں مرتبہ ہے۔

زمین و آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ وحی:

ابن القیم نے چھٹے مرتبہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی کا ارادہ کیا ہے۔ اس مرتبہ اور اس سے پہلے ذکر ہونے والے جو پانچ مَراتب ہیں' ان کے درمیان باعتبار وحی کرنے کے محل کا تغائر کیا ہے یعنی وحی کا فوق سماوات ہونا ___ یہ وحی پہلی پانچ وحی کے خلاف ہے' اس لیے کہ وہ وحی زمین پر تھیں ___ اس احتمال پر یہ لازم آتا ہے کہ باعتبار اس جگہ کے جس میں جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ہیں' وحی کی اقسام متعدد ہوں یہ غیر ممکن ہے۔ اس لیے کہ لاتعدو لاتحصی' مقامات میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لائے ہیں ___

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جو وحی آسمان میں حاصل ہوئی ہے' باعتبار اس شان کے ہے جو ان مشاہد غیب میں ہے اور وہ ایک نوع وحی ہے ___ اس وحی کی نوع سے جو زمین پر مختلف مقامات پر آئی ہے' وہ نوع مغائر ہے ___ ولی عراقی کے اس

Marfat.com

قول کا ماحصل یہ ہے کہ:

- زمین کی جملہ جگہیں ایک نوع ہے اور
- جو وحی آسمان میں ہے وہ ایک نوع ہے

جگہیں متعدد ہونے کے اعتبار سے وحی کی نوعوں کا تعدد لازم نہ ہوگا۔

وحی کی حالتیں اور تقاضے:

ابن المنیر نے یہ ذکر کیا ہے کہ وحی میں وحی کے مقتضا کے اختلاف کے سبب حال مختلف ہوتا تھا۔

- اگر وحی وعدہ خیر اور بشارت میں نازل ہوتی تو فرشتہ آدمی کی صورت میں نازل ہوتا تھا۔
- بغیر اس کے کہ وحی میں مشقت ہوتی' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وہ فرشتہ خطاب کرتا تھا۔
- اگر وحی وعید شر اور کسی امر سے ڈرانے میں نازل ہوتی تو آواز گھنٹی کی طرح ہوتی تھی۔

انبیاء کرام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نزول:

ابن العادل نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مختلف انبیاء علیہم السلام کے پاس مختلف بار نازل ہوئے:

- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چوبیس ہزار بار نازل ہوئے۔
- حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بارہ مرتبہ نازل ہوئے۔
- حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس چار بار۔
- نوح علیہ السلام کے پاس پچاس مرتبہ۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چار سو مرتبہ۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دس مرتبہ نازل ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو اور نماز کی تعلیم:

حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس احسن صورت اور اطیب خوشبو سے ظاہر ہوئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہونے کے بعد کہا:

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ سے فرمایا ہے کہ آپ جن وانساں کی طرف میرے رسول ہیں ـــــ آپ جن وانساں کو لا الہ الا اللہ کی طرف بلائیں۔''

پھر جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس سے پانی کا چشمہ ابل پڑا ـــــ اس پانی سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وضو کیا۔ پھر آپ کو وضو کرنے کے لیے امر کیا ـــــ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو

Marfat.com

گئے۔۔۔۔ پھر جبرئیل نے آپ سے عرض کی کہ آپ ان کے ساتھ نماز پڑھ لیں۔۔۔۔ جبرئیل علیہ السلام آپ کو وضو اور نماز کی تعلیم دینے کے بعد آسمان کی طرف چلے گئے۔۔۔۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب گھر کو واپس تشریف لائے تو راہ میں آپ جس پتھر، ڈھیلے اور کسی درخت کے پاس سے گزرے وہ السلام علیك یا رسول اللہ کہتا تھا۔۔۔۔ جب آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا تو وہ سن کر فرحت سے بے ہوش ہوگئیں۔۔۔۔ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور انہیں چشمہ جبرئیل علیہ السلام پر لائے۔۔۔۔ آپ نے وضو کیا تا کہ ان کو وضو کرنا سکھا دیں۔۔۔۔ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ وضو کرلیں۔۔۔۔ انہوں نے وضو کیا اور پھر آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔ جس طرح آپ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھائی تھی۔۔۔۔ نمازوں سے پہلے جو دو رکعت نماز فرض ہوئی ہے یہ اس کا واقعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دو رکعت نماز کو سفر میں ویسے ہی برقرار رکھا اور قیام کے دوران (حضر میں) اسے پورا کیا یعنی چار رکعتیں حضر میں ٹھہرائیں۔۔۔۔ مقاتل علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ پہلے دو رکعتیں فرض نماز صبح کی اور دو رکعتیں عشا کی تھیں۔۔۔۔ ارشاد باری ہے۔ **وسبح بحمد ربك بالعشی والابکار** ۔۔۔۔ فتح الباری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شب معراج سے پہلے نماز پڑھا کرتے تھے اور ویسے ہی صحابہ کرام نماز پڑھتے تھے۔۔۔۔ سوال یہ ہے کہ کیا پانچ وقتوں کی نماز سے پہلے کوئی نماز فرض کی گئی تھی یا نہیں؟۔۔۔۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فرض نماز وہ تھی جو طلوع آفتاب سے پہلے اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے پڑھی جاتی تھی۔۔۔۔ فرضیت نماز کے بارے میں حجت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ **وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها۔**

امام نووی نے کہا ہے پہلے جو شے واجب ہوئی ہے وہ انذار یعنی مخلوق کو ڈرانا اور توحید الٰہی کی طرف بلانا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: **یاایها المدثر قم فانذر**، پھر

- اللہ تعالیٰ نے رات کا وہ قیام فرض کیا جسے سورہ مزمل کے شروع میں ذکر فرمایا یعنی **یاایها المزمل قم اللیل** ہے۔
- پھر اللہ تعالیٰ نے اسے نسخ فرما دیا جیسا کہ اس سورہ کے آخر میں ہے۔ **فاقرؤا ما تیسر من القرآن**۔
- پھر اس فرض کو مکہ معظمہ میں شب معراج میں پانچ نمازیں فرض کرنے سے نسخ کر دیا۔

اوپر بیان کردہ روایت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرنا لکھایا۔۔۔۔ تو یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وضو شب معراج سے پہلے فرض ہوا۔۔۔۔ پھر وحی متاخر ہونے کے طور پر متاخر ہوگئی اور یہاں تک تاخیر ہوئی کہ آپ پر یہ تاخیر دشوار ہوگئی بلکہ اس تاخیر نے آپ کو غمگین کر دیا۔۔۔۔ وحی کی تاخیر میں حکمت یہ تھی کہ آپ کو وحی سے خوف ہوتا تھا اور وہ خوف دور ہو۔۔۔۔ اور وحی کے عود کرنے کی طرف آپ کو شوق پیدا ہو۔۔۔۔ ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ وحی کو تین سال تک تاخیر ہوئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت آپ کی رسالت پر متقدم تھی۔۔۔۔ سورۂ اقراء کے نزول میں آپ کی نبوت

Marfat.com

ہوئی ـــــ اور سورۂ مدثر کے نزول میں آپ کی رسالت انذار، بشارت اور تشریع کے احکام کے ساتھ ہوئی ـــــ آپ کی رسالت قطعی طور پر نبوت سے متاخر ہے ـــــ اس پر دلیل یہ ہے کہ

- سورہ اقراء آدمی کے احوال پیدائش، تعلیم اور افہام پر متضمن تھی تو یہ مناسب ہوا کہ سورہ اقراء اول سورہ ہے جو نازل کی گئی۔
- اس کا نازل ہونا ہی ترتیب طبعی ہے ـــــ ترتیب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جو شے علم، فہم، حکمت اور نبوت سے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پہنچائی ہے، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرمائے ـــــ اور اپنے بندوں کی تعریف کی جگہ میں اس شے سے جو نعمت بیان، نعمت فہمی، نعمت لفظی اور نعمت خطی کی قسم سے ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرف اس ہر ایک نعمت کو پہنچایا ہے ـــــ اس علم، فہم، حکمت اور نبوت کے ساتھ آپ پر منت رکھے، پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اس طور پر امر کرے کہ آپ کھڑے ہوں اور اس کے بندوں کو ڈرائیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اول ایمان لانے والے:

اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہونے والی مختلف شخصیات ہیں جن کا ذکر بالترتیب کیا جاتا ہے۔

ابن الصلاح نے کہا ہے کہ مردان حر سے اول جو شخص ایمان لایا ہے، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ لڑکوں یا کمسن لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں ان میں اول حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں ـــــ عورتوں میں سے اول حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ـــــ موالی میں سے اول حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ اور عبید میں سے اول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ اولیت اسلام کی حقیقت سے زیادہ عالم ہے۔

سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون:

اللہ تعالیٰ پر جو ذات سب سے پہلے ایمان لائی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کا شرف حاصل کیا وہ صدیقہ نساء حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

وہ مشقتیں جنہیں برداشت کرنا درجہ صدیقیت کے حقوق کی وفا کو طلب کرتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے لیے آمادہ ہوگئیں ـــــ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اول جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تھے اور آپ نے انہیں دیکھا تو آپ کے قلب اطہر کو اضطراب پیدا ہوا ـــــ آپ نے گھر آ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''مجھے میرے نفس پر خوف محسوس ہو رہا ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر آپ کا حوصلہ بڑھایا اور عرض کیا:

''آپ کو بشارت ہو کہ اللہ کریم آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔''

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے خصائص، عادات وصفات اور اخلاق وفضائل جو آپ کے اوصاف حمیدہ

Marfat.com

تھے ان کی دلیل دیتے ہوئے کہا کہ جو شخص ان صفات سے متصف ہو وہ کبھی رسوا نہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلے ایمان لانے والے آزاد مرد:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد مردوں میں سے اول صدیق' امت اور اسلام کی طرف اسبق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔۔۔۔

طبرانی نے ثقہ رجال حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے نازل کیا ہے۔''

یہ حدیث مرفوع ہے۔۔۔۔ اس نام (صدیق) کی ابتداء شب معراج کی صبح کو ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب مردوں سے پہلے معراج کا واقعہ سن کر تصدیق فرمائی تھی۔۔۔۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غمخواری اور مدد اپنی جان اور اپنے مال سے کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اسلام لانے میں کل آدمیوں میں سے اول ہیں۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی شہادت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اشعار سے کی ہے۔

اذا تذکرت شجوی من اخی ثقة　　فاذکر اخاك ابابکر بما فعلا

''شجوی بمعنی غم اور حزن۔۔۔۔ معنی یہ ہے کہ جس وقت تم اس شخص کو یاد کرو کہ اپنے صدیق کے لیے اپنے نفس اور اپنے قلب پر مشقتیں برداشت کرتا ہے۔۔۔۔ اور تم چاہو کہ ہم اس شخص کی پیروی / اقتداء کریں تو تم اپنے بھائی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے فعل جمیل سے یاد کرو۔

خیر البریة اتقاها را عدلها　　بعد النبی و اوفاها بما حملا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر خلائق ہیں اور تقویٰ میں خلائق سے زیادہ ہیں۔۔۔۔ اور خلائق سے عدل میں زیادہ ہیں۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور حفاظت عہد میں جو مشقتیں انہوں نے اٹھائی ہیں' خلائق سے زیادہ ہیں۔

الثانی التالی المحمود مشهده　　و اول الناس قدما صدق الرسلا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی ہیں۔۔۔۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے تابع ہیں کہ اپنے نفس کو بذل کیا۔۔۔۔ اور اپنے مال اور اہل کو اور اپنی ریاست کو اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کے رسول کی طاعت اور ملازمت میں چھوڑ دیا۔۔۔۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں لوگوں سے عداوت کی اور اپنے نفس کے ساتھ آپ کی حفاظت کی۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور کی جگہ محمود تھی یعنی لوگ ان کی حضوری کے مقام کی مدح کرتے تھے۔۔۔۔ اس لیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے لوگوں

Marfat.com

سے مالوف تھے اور قوم ان سے محبت رکھتی تھی ـــــ تقدم میں اول الناس ہیں کہ رسولوں کی تصدیق کی ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کل امت کی تصدیق ہے ـــــ اسے ابوعمر علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔

طبری نے کہا ہے کہ اول وہ مرد جو عربی اور بالغ تھا اور اسلام لایا تھا اور اس نے اپنا اسلام ظاہر کیا تھا' حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق' نخعی' ابن الماجشون' محمد بن المنکدر اور اخنس نے حضرت ابن عباس اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس امر میں موافقت کی ہے کہ از روئے اسلام حضرت ابوبکر الصدیق اوّل الناس ہیں۔

کم عمری میں سب سے پہلے ایمان لانے والے:

میمون بن مہران کا کہنا ہے کہ واللہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بحیرا کے زمانہ میں ایمان لائے ہیں ـــــ ان کے اس ایمان سے مراد ان کا یقین صدق ہے اور وہ یقین ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب میں ثابت ہوا تھا ـــــ لہٰذا یہ منافی نہیں ہے کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت کے بعد اول المسلمین ہیں یا ثانی المسلمین ہیں یا ثالث المسلمین ہیں ـــــ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور پھر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کا سفر مبعوث ہونے سے پہلے کیا تھا ـــــ ملک شام کا یہ سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کیے جانے والے سفر کے بعد کا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ہیں ـــــ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آغوش تربیت میں تھے ـــــ اس صورت پر یہ ہے کہ لڑکوں میں سے پہلا لڑکا ایمان لایا ہے۔ وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم ہیں ـــــ اس لیے کہ وہ لڑکے تھے اور اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے ـــــ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے:

سبقتکموا الی اسلام طرا صغیرا مابلغت اوان حلمی

یعنی میں نے اسلام کی طرف تم لوگوں سے ایسے حال میں سبقت لی ہے کہ میں کمسن لڑکا تھا اور بلوغ کے وقت کو نہیں پہنچا تھا۔

اسلام کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن دس سال کا تھا ـــــ طبری نے کہا ہے کہ اول مرد جو اسلام لایا ہے' حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ اس وقت لڑکے تھے' بالغ نہیں ہوئے تھے اور وہ اپنا اسلام چھپاتے تھے۔

شان ابوبکر صدیق بزبان علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے چار چیزوں کی طرف سبقت کی ہے کہ وہ چیزیں مجھے نہیں دی گئیں:

- انہوں نے افشائے اسلام میں مجھ سے سبقت کی ہے۔

Marfat.com

- وہ ہجرت میں مجھ سے مقدم رہے ہیں۔
- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں مصاحب رہے۔
- انہوں نے نماز کی اقامت کی ہے' میں اس وقت شعب بنی ہاشم میں تھا۔

وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے تھے اور میں اپنے اسلام کو اس وقت چھپاتا تھا۔

اس حدیث کی تخریج صاحب ''فضائل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' نے کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں اس وقت رہے ہیں کہ اٹھارہ سال کے تھے اور اہل مکہ تجارت کے لیے شام کا ارادہ کرتے تھے ___ اس سفر میں بحیرا راہب نے حضرت ابوبکر سے پوچھا تھا کہ اس درخت کے نیچے کون تشریف فرما ہے؟___ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحیرا کو جواب دیا کہ وہ محمد بن عبداللہ ہے ___ اور بحیرا نے جب یہ کہا کہ آپ نبی ہیں تو بحیرا کے اس انکشاف پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یقین واقع ہوا تھا ___

ورقہ بن نوفل کا ایمان:

ایک روایت ہے کہ پہلا مرد جو اسلام لایا تھا' وہ ورقہ بن نوفل ہیں ___ اور اگر یہ کہا جائے کہ ورقہ بن نوفل نے آپ کی نبوت کو پایا ہے' نہ آپ کی رسالت کو' اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت نبوت کے بعد ہے ___ رسالت کے وقت ورقہ نے وفات پائی تھی ___ لیکن سیرت کی کتابوں میں آیا ہے اور ابونعیم کی روایت گزشتہ صفحات میں آ چکی ہے کہ ورقہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا۔

''آپ کو بشارت ہو کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ وہ رسول ہیں جن کی بشارت ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے ___ اور آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناموس کی مثل پر ہیں اور تحقیق آپ نبی مرسل ہیں ___ آپ کو جہاد کے لیے امر کیا جائے گا' اگر میں اس زمانہ کو پاؤں گا تو ضرور آپ کے ہمراہ جہاد کروں گا۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی ورقہ بن نوفل نے جو تصدیق کی ہے' یہ اس کی تصریح ہے۔ اس تصریح کی وجہ سے مردوں میں سے اول ورقہ ایمان لائے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جو جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایمان لائے ہیں' ان میں حضرت زید بن حارث کے بعد:

- حضرت عثمان بن عفان
- حضرت زبیر بن العوام
- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
- حضرت سعد بن ابی وقاص
- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلانے سے ایمان لائے ___ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

Marfat.com

اصحاب کو جس وقت انہوں نے اسلام کی طرف ان کے بلانے کو قبول کیا' رسول اکرم کی خدمت میں لائے۔ یہ سب اصحاب مسلمان ہو گئے اور انہوں نے نماز پڑھی۔ ان نو نفوس کے بعد

- ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح
- ابو سلمہ عبداللہ بن الاسد
- ارقم بن ابی الاقرم المخزومی
- عثمان بن مظعون جمحی
- قدامہ بن مظعون جمحی
- عبداللہ بن مظعون جمحی
- عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف
- سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام لائے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ایمان لانے والی صحابیات:

ابن سعد کی روایت کے مطابق درج ذیل خواتین نے دولت ایمان پائی:

- حضرت عمر فاروق کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بن الخطاب
- حضرت عباس کی زوجہ حضرت ام الفضل
- حضرت اسماء بنت ابوبکر
- حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ وہم ہے کہ اس وقت تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا نہیں ہوئی تھیں وہ کیونکر اسلام لائیں ـــــ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت نبوت کے چوتھے سال میں ہوئی ہے۔

پھر اسلام میں مرد اور عورتیں گروہ در گروہ ایک دوسرے کے بعد داخل ہوئیں ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس طور پر امر کیا کہ جو شے آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں' اس کے ساتھ مشرکین سے خطاب کریں یعنی نماز میں قرآن شریف جہر سے پڑھیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی قوم کو دعوت اسلام:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی قلیل تعداد کے ہمراہ دار ارقم میں تشریف فرما تھے ـــــ یہیں پر آیت کریمہ فاصدع بما تومر نازل ہوئی ـــــ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے نماز میں قرآن پاک سے جہر فرمایا ـــــ

قاضی بیضاوی نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ جس شے کے ساتھ آپ کو امر کیا گیا ہے' آپ اس کے ساتھ جہر کریں یعنی مشرکین سے حجت کے ساتھ کلام کریں ـــــ آپ جو شے لائے ہیں' اس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز کریں ـــــ

یہ آیت کریمہ نبوت کے تین سال بعد نازل ہوئی ـــــ پہلی وحی کے بعد اس آیت کریمہ کے نزول تک اسلام کی تبلیغ عام

Marfat.com

ں تھی ـــــ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اس کے اظہار عام کے لیے حکم فرمایا ـــــ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کے سامنے اسلام کو کھلم کھلا بیان فرمایا اور اسلام کو ظاہر فرمایا ـــــ آپ نے اسلام کا اظہار اس طور سے فرمایا کہ ت کی دعوت کو دوبارہ پیش فرمایا اور اس پر تاکید کی ـــــ آپ نے اظہار حجت میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اس سے ان کے پھاڑ ڈالے اور ایسی حجتیں اور دلائل پیش فرمائے کہ وہ عاجز ہو گئے اور ان کے خلاف نہ لا سکے ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہ وسلم نے فاصدع بما تومر کا اظہار پورے طور پر کیا ـــــ

آپ کی قوم نے پیغام سن کر آپ سے دوری اختیار نہیں کی اور نہ ہی آپ کے دعویٰ کی تردید کی۔ یعنی آپ کے ارشاد کو لیا اور جو کچھ آپ نے فرمایا' انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا ـــــ ایک دن آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ لوگ بتوں کو سجدہ کر ہے تھے۔ آپ نے انہیں بتوں سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''تم نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین باطل کر دیا۔''

ان لوگوں نے کہا:

''ہم اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے ان بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے اس فعل سے راضی نہیں ہوئے اور ان کے اس عمل کی خامی بیان فرمائی۔

وت اسلام پر اہل قوم کا رویہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے معبودوں کا ذکر فرمایا اور ان معبودوں کا عیب ظاہر فرمایا ـــــ یہ واقعہ ت کے چوتھے سال کا ہے ـــــ ان لوگوں نے آپ کے خلاف اور عداوت پر اتفاق کیا ـــــ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام ے باعث محفوظ رکھا' ان کا دامن رسول دشمنی سے آلودہ نہیں ہوا ـــــ آپ کے چچا ابو طالب نے آپ پر عطوفت کی اور آپ کو نوں سے بچایا۔ وہ آپ اور آپ کے دشمنوں کے درمیان حائل ہو گئے ـــــ

معاملہ ایسا سنگین شدید ہو گیا کہ قوم کے لوگوں میں سے بعض نے بعض کو مارا ـــــ بعض نے بعض سے عداوت ظاہر ں ـــــ جو شخص اسلام لے آتا' اہل قریش اس کو انواع و اقسام کی تکلیفیں دیتے تھے ـــــ ان مسلمانوں کو ان کے دین سے نہ میں ڈالتے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو آپ کے چچا ابو طالب اور بنی ہاشم کے سبب سوائے ابولہب کے اور بنی بدالمطلب کے سبب قریش کے شر سے محفوظ رکھا۔

روغ اسلام کے لیے ابو طالب کا کردار:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوطالب کے پاس تھے۔ آپ نے انہیں بھی اسلام کی طرف بلایا ـــــ قریش بوطالب کے پاس جمع ہوئے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے تھے ـــــ ابوطالب نے قریش سے کہا:

''جس وقت اونٹ اپنی چراگاہ سے پلٹ کر آتے ہیں۔ اگر کوئی اونٹ اپنے بچے کے سوا دوسرے اونٹ کے بچہ پر مہربان

Marfat.com

ہوتو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو تمہارے حوالے کردوں۔"

یعنی یہ محال ہے کہ ایک ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کے بچہ پر مہربان ہو۔۱۹۷ ـــــ ابوطالب نے یہ اشعار پڑھے

والله لن يصلوا اليك بجمعهم　　حتى اوسد فى التراب دفينا

اللہ کی قسم! وہ تمام لوگ آپ تک نہ پہنچیں گے یہاں تک کہ میں مٹی میں نہ مل جاؤں۔

فاصدع بامرك ما عليك غضاضة　　وابشر وقر بذاك منك عيونا

اللہ تعالیٰ نے جس شے کی تبلیغ کے لیے آپ کو امر کیا ہے' آپ اس کا جہر فرمائیں ـــــ اس کے اظہار سے آپ پر کسی قسم کی ذلت اور منقصت نہیں ہے ـــــ آپ کو بشارت ہو' آپ اس سے اپنی آنکھیں سیکیے۔ (غضاضۃ کے معنی ہیں ذلت' عیب)

ودعوتنى وزعمت انك ناصحى　　ولقد صدقت وكنت ثم امينا

"آپ نے اپنے دین میں داخل ہونے کے لیے مجھے دعوت دی ہے' آپ نے مجھ سے یہ ذکر کیا ہے۔ آپ میرے ناصح ہیں ـــــ یقیناً آپ نے سچ فرمایا اور جس دین کی طرف آپ نے مجھے بلایا ہے' اس میں آپ امین ہیں' آپ نے امین کی ہے نہ زیادتی۔

وعرضت دينا لا محالة انه　　من خير اديان البرية دينا

آپ نے میرے روبرو ایک ایسے دین کو پیش کیا ہے' وہ دین مخلوق کے ہر دین سے اچھا ہے۔ اس لیے کہ وہ قاطع حجتوں سے ثابت ہے۔

لولا الملامة اوحذارى سبةً　　لو جدتنى سمحا بذاك مبينا

مجھے اگر ملامت کا خوف اور عار دلانے کا ڈر نہ ہوتا تو آپ ضرور مجھے اس دین کو اپنانے والا اور دین میں جواں مرد پاتے۔

بارگاہ رسالت کے اولین گستاخ اور ان کا انجام:

جو لوگ دین اسلام پر ٹھٹھا کرتے تھے' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے کفایت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعرض عن المشركين ـــــ یعنی مشرکین جو بات کہتے ہیں اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ ہم نے آپ کو ٹھٹھا کرنے والوں سے کفایت کی یعنی ہم نے ان کو ذلیل کر دیا ہے۔ ان پر قہر کیا ہے' ان کو ہلاک کیا ہے۔ ان کی بیخ کنی کی ہے۔

دین پر ٹھٹھا کرنے والے قریش کے سرکردہ لوگوں میں سے پانچ تھے:

- ولید بن مغیرہ
- عاصی بن وائیل
- حارث بن قیس

۱۹۷ واقعہ یہ ہے کہ قریش ابوطالب کے پاس عمارہ ابن الولید کو لائے تا کہ وہ اسے بیٹا بنالیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں تا کہ آپ کو قتل کر ڈالیں ـــــ ابوطالب نے کہا "واللہ! یہ بڑا عیب ہے جو تم لوگ مجھ پر لگاتے ہو کہ میں تمہارا بیٹا لے لوں اور اسے کھلاؤں پلاؤں اور اپنا بیٹا تمہیں دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو۔ واللہ یہ کبھی نہ ہوگا۔" ـــــ پھر قریش سے کہا کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک اونٹ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کے بچے پر مہربان ہو۔ یہ محال ہے۔ ایسے ہی میرے لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کرنا محال ہے۔

Marfat.com

✪ اسود بن عبدی غوث ✪ اسود بن المطلب

(۱) ولید بن مغیرہ (لعین):

اس نے آپ پر یہ عیب لگایا کہ آپ جادوگر ہیں ـــــ اس کی قوم نے اس کا اتباع کیا ـــــ وہ بھی آپ کو جادوگر کہتے تھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کو ان سے کفایت کرتا ہوں ـــــ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ تیر بنانے والے کے سامنے سے گزرا۔ وہ اپنے تیر درست کر رہا تھا' ولید کے کپڑے پر ایک تیر لگا ـــــ تیر کی تعظیم کی وجہ سے اس کے لینے کی طرف وہ نہیں جھکا۔ اس کے پاشنہ کی رگ میں وہ تیر لگا۔ اس نے رگ کو کاٹ دیا ـــــ جس سے ولید بیمار رہا اور پھر کفر کی حالت میں مر گیا۔

(۲) عاصی بن وائیل (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عاصی کے تلوے کی طرف اشارہ کیا' اس کے تلوے میں ایک کانٹ چبھ گیا ـــــ اس کا پاؤں ورم سے سوج گیا ـــــ ورم سے اس کا پاؤں ایک چکی کی طرح ہو گیا اور وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔

(۳) حارث بن قیس (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حارث کی ناک کی طرف اشارہ کیا ـــــ اس کی ناک سے پیپ نکلنے لگا اور وہ مر گیا۔

(۴) اسود بن عبدی غوث (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسود بن عبدی غوث کی طرف اشارہ کیا ـــــ وہ ایک درخت کی جڑ میں بیٹھا اپنے سر سے درخت پر ٹکریں مارنے لگا ـــــ وہ اپنے چہرہ کو کانٹوں پر مارتا تھا' یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گیا۔

(۵) اسود بن المطلب (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسود بن المطلب کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا' وہ اندھا ہو گیا ـــــ غرض یہ سب بری حالت سے مر گئے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کی ایذا رسانی:

نبی اکرم آدمیوں پر ان کے مکانوں میں گردش کرتے اور یہ فرماتے تھے:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔"

مذکورہ بالا پانچ بے ادبوں کے علاوہ اور بھی گستاخ تھے ـــــ قریش نے آپ کو ایذا دی ـــــ آپ پر شعر گوئی' کہانت اور جنون کا عیب لگایا ـــــ انہی میں سے بعض وہ تھے کہ آپ پر مٹی ڈالتے تھے ـــــ آپ کے مکان کے دروازہ پر خون وغیرہ ڈالتے تھے ـــــ ان لعینوں میں چند ایک کے بارے میں کچھ تفصیل ملتی ہے:

Marfat.com

- ابولہب
- ابولہب کی بیوی
- عمرو بن ہشام (ابوجہل)
- عتبہ بن ربیعہ
- شیبہ بن ربیعہ
- ولید بن عتبہ
- امیہ بن خلف
- عقبہ بن ابی معیط
- عمارہ بن ولید

(۱) ابولہب (لعین)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے تو ابولہب آپ کے پیچھے ہوتا ـــــ وہ کہتا کہ لوگو! یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ تم اپنے باپ کے دین کو ترک کر دو۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قریش کو کوہ صفا پر تشریف لے جا کر پکارا ـــــ جب سب قریش جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں دین حق کی دعوت دی ـــــ بتوں کی پرستش سے منع فرمایا ـــــ اس پر ابولہب نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ نعوذ باللہ ـــــ ''تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں' تو نے اسی لیے ہمیں بلایا تھا۔''

اس پر سورہ لہب نازل ہوئی جس میں اس لعین کے بدانجام کا ذکر ہے ـــــ یہ بدبخت آپ کے دروازہ پر گوبر ڈالا کرتا تھا۔

(۲) ابولہب کی بیوی (لعین)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام آپ کی راہوں میں دل بچھاتے' آنکھیں بچھاتے ـــــ یہ بدبخت عورت سرکار کی راہوں میں کانٹے بکھیرا کرتی ـــــ سورۂ لہب میں اس کا انجام بھی بیان ہوا ہے ـــــ جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی سن کر آئی ـــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ کر عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کاش آپ اس سے دور ہو جاتے تو بہتر ہوتا۔ اس لیے کہ یہ ایک بے ہودہ گو عورت ہے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے اور اس کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کوئی شے حائل ہو جائے گی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابولہب کی بیوی نے کہا:

''اے ابوبکر! تمہارے صاحب نے ہماری ہجو کی ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''واللہ آپ شعر نہیں کہتے ہیں اور نہ ہی شعر پڑھتے ہیں۔''

یہ سن کر وہ پلٹ کے چلی گئی ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ابولہب کی جورو نے آپ کو نہیں دیکھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جس نے مجھے اپنے بازو سے چھپا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ چلی گئی۔''

Marfat.com

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور نعیم نے روایت کیا ہے ۔۔۔۔۔ بیہقی علیہ الرحمہ کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم ابولہب کی جورو سے پوچھو کیا میرے پاس کسی کو دیکھتی ہے ۔۔۔۔۔ وہ ہرگز مجھے نہ دیکھے گی۔''

(۳) عقبہ بن ابی معیط (لعین)

یہ بدبخت بھی آپ کے دروازے پر گوبر ڈالتا تھا ۔۔۔۔۔ ایک بار حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کعبہ کے پاس نماز میں سجدہ فرما رہے تھے کہ اس لعین نے آپ کی گردن مبارک پر اپنا پاؤں رکھ کر دبا دیا۔ قریب تھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں باہر نکل پڑیں ۔۔۔۔۔ بعض نے گلا گھونٹنے کے طور پر آپ کا گلا گھونٹا ۔۔۔۔۔ قریش نے آپ کا سر مبارک اور آپ کی داڑھی مبارک پکڑ کے کھینچی۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک سے اکثر بال گر پڑے ۔۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور قریش سے کہا:

''کیا تم اس شخص کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''

بخاری شریف میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صحن کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ یکا یک عقبہ بن ابی معیط لعین آیا ۔۔۔۔۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا شانہ مبارک پکڑ لیا اور آپ کا کپڑا آپ کی گردن مبارک میں لپیٹ کر اس طور پر گلا گھونٹا ۔۔۔۔۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ انہوں نے عقبہ لعین کو بازو سے پکڑ کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دفع کیا ۔۔۔۔۔ ایک اور روایت میں ہے کہ عقبہ لعین کو دفع کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''کیا تم اس مرد کو قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''[۱۹۸]

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ۔۔۔۔۔ قریش کی ایک جماعت اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔ ابوجہل نے کہا:

''کیا تم اس ریاکار شخص کو نہیں دیکھتے ہو (کہ آپ تنہائی میں پڑھنے کی بجائے نماز دکھلاوے کے لیے پڑھتے ہیں) ۔۔۔۔۔ تم میں سے کون فلاں جگہ ذبح کیے گئے اونٹ کی اوجھڑی لا کر آپ پر ڈالتا ہے کہ جب آپ سجدہ کریں ۔۔۔۔۔''

عقبہ بن ابی معیط لعین جو ان میں زیادہ شقی تھا' اس کے نفس و شیطان نے اسے بھیجا اور جا کر گوبر سے بھری اوجھڑی اٹھا لایا ۔۔۔۔۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سجدہ میں سر رکھا تو اس لعین نے وہ اوجھڑی آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی ۔۔۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ میں رہے اور سر مبارک سجدہ سے نہیں اٹھایا ۔۔۔۔۔ آپ کی اس حالت سے وہ لعین اتنا ہنسے کہ بعض بعض پر ہنستے ہنستے گر پڑا ۔۔۔۔۔ کوئی جانے والا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی

---

۱۹۸ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آل فرعون کے مومن سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ جس وقت فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زبان سے نصرت دی تھی اور زبان پر اقتصار کیا تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان کو ہاتھ کا تابع کیا یعنی زبان سے کہا اور ہاتھ سے قریش کو دفع کیا اور قول و فعل کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نصرت دی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ (شاید وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے)۔۔۔۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت کم عمر تھیں۔ وہ سن کر دوڑتی ہوئی آئیں' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے۔ حضرت فاطمہ نے اس مشیمہ کو آپ کی شانوں پر سے اٹھا کر پھینک دیا اور لعینوں کی طرف متوجہ ہوئیں۔ آپ انہیں برا کہہ رہی تھیں۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کر کے ان لعینوں پر یوں بددعا فرمائی:

اللهم عليك قريش ''اے میرے اللہ! تو کفار قریش کو ہلاک کر۔'' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر لعین کا نام لے کر اس کا تعین کیا اور فرمایا:

اللهم بعمرو بن هشام۔۔۔۔ وعتبه بن ربيعه و۔۔۔۔ شيبه بن ربيعه۔۔۔۔ والوليد بن عتبه۔۔۔۔ واميه بن خلف۔۔۔۔ وعقبه بن ابی معيط۔۔۔۔ وعماره بن الوليد

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''واللہ! میں نے انہیں یوم بدر میں پچھڑا ہوا دیکھا۔۔۔۔ پھر وہ سب کھینچ کر قلیب بدر میں ڈال دیے گئے۔۔۔۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قلیب والے متبع لعنت کیے گئے ہیں۔۔۔۔

یعنی جب سے وہ دنیا میں قتل کیے گئے ہیں' ویسے ہی اللہ کی رحمت سے دور ہانک دیے گئے ہیں۔۔۔۔ یا یہ معنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش کی ہلاکت کے لیے دعا فرمائی تھی۔۔۔۔ پھر آپ نے ان کے قتل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

''اے اللہ! تو ان کو ان کی زندگی میں ہلاک کر اور ان کی موت کے بعد تو ان پر لعنت کو متبع کر۔''

یعنی لعنت ان کا پیچھا نہ چھوڑے۔ ۱۹۹

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت کہ انہوں نے ان مذکورہ معاندین کو قلیب بدر میں پچھڑا ہوا دیکھا ہے' یہ

---

۱۹۹ علماء نے گوبر اور اوجھڑی وغیرہ کی نسبت اس حدیث سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ جو شے یعنی کوئی نجاست ابتداء انعقاد نماز کو روکتی ہے، وہ شے اگر نماز میں پیش آ جائے تو اس شخص کی نماز کو باطل کر دے گی۔۔۔۔ نمازی نے اگر دوران نماز اس نجاست کو دور کر دیا ہو اور اس شے کا اثر باقی نہ رہا ہو تو اس شخص کی نماز صحیح ہوگی۔۔۔۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

اس حدیث پاک سے دو اور امور پر بھی استدلال ممکن ہے کہ۔۔۔۔ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے، اس کا گوبر پاک ہے۔۔۔۔ دوسرا یہ کہ نجاست کا دور کرنا فرض نہیں ہے (یہ استدلال ضعیف ہے)۔۔۔۔ امام نووی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہیں ہوا کہ آپ کی پشت مبارک پر کیا شے رکھی ہے۔ اصل طہارت کے لازم پکڑنے کے ساتھ آپ اپنے سجدہ میں قائم رہے۔۔۔۔

امام نووی کے قول کے تعاقب میں یہ کہا گیا ہے کہ اس صورت کی مثل میں نماز کا اعادہ واجب ہے۔ یہ مشکل ہے۔۔۔۔ لیکن فرض نماز میں اعادہ واجب نہیں ہوتا (شاید آپ کی نماز نفل تھی)۔۔۔۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نماز فرض تھی اور وقت میں بھی وسعت تھی جس میں فرض ادا ہو سکتا تھا۔ شائد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت اس فریضہ کا اعادہ فرمایا ہو۔۔۔۔ لیکن اگر رسول پاک نے نماز کا اعادہ فرمایا ہوتا تو ضرور کتابوں میں ذکر ہوتا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نماز کو فاسد پر قرار نہیں دیتا تھا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے کفش مبارک پر نجاست لگی ہوئی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو نجاست کی خبر اسی وقت دی تھی۔

Marfat.com

...لام اکثر کفار کے پچھڑے ہونے پر محمول کیا گیا ہے ـــــ اس لیے کہ عقبہ بن ابی معیط لعین قلیب بدر میں نہیں پھینکا گیا بلکہ یہ ...ین اس کے بعد قید میں قتل کیا گیا ہے کہ مقام بدر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک منزل پر کوچ ...کیا تھا۔

(۴) عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل (لعین)

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ابو جہل لعین نے لوگوں سے پوچھا:

''کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے درمیان اپنا چہرہ خاک آلود کرتے ہیں۔''

اس لعین کی مراد یہ ہے کہ کیا آپ سجدہ کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں ـــــ لوگوں نے کہا:

''بے شک آپ ہمارے درمیان نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔'' ابو جہل نے لات اور عزیٰ کی قسم کھا کے کہا:

''اگر میں آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھوں گا تو ضرور آپ کی گردن کچل ڈالوں گا اور آپ کے چہرے کو خاک آلود کر ...دوں گا۔''

ابو جہل اپنے مذموم ارادے سے آیا۔ رسول کریم نماز ادا فرما رہے تھے تا کہ آپ کی گردن کچل ڈالے ـــــ یکا یک قریش نے ابو جہل کی یہ حالت دیکھی کہ وہ پیچھے ہٹ رہا تھا اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا تھا ـــــ کسی نے اس بدبخت سے پوچھا:

''تجھے کیا ہو گیا ہے جو یہ حرکت کر رہا ہے۔''

اس لعین نے کہا کہ:

''میرے اور اللہ کے رسول کے درمیان آگ کی ایک خندق ہے اور دہشت ہے ـــــ اور پرندوں کے بازو ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''اگر ابو جہل میرے نزدیک آتا تو ملائکہ اس کا ایک ایک عضو اچک لے جاتے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے کلا ان الانسان لیطغی ـــــ آخر سورت تک نازل فرمایا۔

(۵) عمارہ بن الولید (لعین)

عمارہ بدر میں قتل نہیں ہوا بلکہ اصحاب مغازی نے کہا ہے کہ وہ سیاہ بخت سرزمین حبشہ میں مر گیا ـــــ عمارہ کا نجاشی حبشہ کے ساتھ قصہ ہے۔ وہ یہ کہ عمارہ نجاشی کی عورت سے ملاقات کرنے کے درپے ہوا تھا ـــــ نجاشی نے عمارہ کی ایسی حرکت پر اس کی سزا کے لیے ساحرہ عورتوں کو مقرر کیا۔ انہوں نے اپنا سحر عمارہ کی شرم گاہ میں پھونک دیا ـــــ عمارہ اس سحر سے وحشی بن گیا اور بہائم کے ساتھ جا ملا ـــــ اور اسی حالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اپنے انجام کو پہنچا ـــــ

(۶) امیہ بن خلف (لعین)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لعین کے ہاتھوں بڑے دکھ اٹھائے تھے ـــــ اسے جنگ بدر میں حضرت عبدالرحمٰن

Marfat.com

بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار کیا تھا ۔۔۔۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور امیہ کے درمیان عہد جاہلیت میں اخوت تھی۔ انہوں نے اسے زندہ رکھنا چاہا ۔۔۔۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کو عبدالرحمٰن کے ساتھ دیکھا تو بڑی آواز سے پکارا:

''اے انصار اللہ! راس الکفر امیہ گرفتار موجود ہے۔ اگر اس نے دوسروں سے نجات پائی تو میں نجات نہ دوں گا۔''

انصار نے اپنی تلواروں سے امیہ کو کوچے دیئے یہاں تک کہ اسے قتل کر ڈالا۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا:

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش میں قوی تر جوان اور عزت نفس میں زیادہ شدید تھے ۔۔۔۔ آپ سن چھ ۶ ہجری میں اسلام آئے ۔۔۔۔ آپ کے اسلام لانے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو قوت ہوگئی۔ قریش کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدت اور طاقت کا بخوبی اندازہ تھا' اس لیے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا رسانی سے قریش قدرے باز رہے۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دولت ایمان سے سرفراز ہوئے تو انہوں نے اپنے جذبات اور محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اظہار شعر کے پیرائے میں کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

حمدت اللہ حین ھدی فوادی الی الاسلام والدین الحنیف

اللہ تعالیٰ نے جس وقت میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کی طرف رہبری فرمائی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی ۔۔۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دین کی حقیقت پر رہبری کی' لہٰذا میں نے باطن میں اس دین کی فرمانبرداری اور ظاہر میں اس کا اقرار کیا ۔۔۔۔ چنانچہ اس سے تصدیق' فرمانبرداری اور یقین دونوں کے درمیان جمع ہوگیا۔

لدین جاء من رب عزیز خبیر بالعباد بھم لطیف

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اس دین پر کی جو ایسے رب کی طرف سے آیا ہے کہ وہ غالب و برتر ہے اور دوسروں کو عزت عطا کرنے والا ہے ۔۔۔۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے ۔۔۔۔ وہ ہر شے کی حقیقت کا علم رکھتا ہے ۔۔۔۔ اپنے نبیوں اور رسولوں پر اپنا کلام نازل کرتا ہے ۔۔۔۔ بندوں کے اعمال سے قیامت تک اس کو علم ہے ۔۔۔۔ کوئی شے ایسی نہیں جس کا اسے علم نہ ہو ۔۔۔۔

اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو برا کہتے تھے اور ایذا پہنچاتے تھے ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان کے احوال سے باخبر ہے۔ یقیناً انہیں عذاب دے گا ۔۔۔۔ اور وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطف و کرم کرنے والا ہے''۔

اذا تلیت رسائلہ علینا تحدد مع ذی اللب الحصیف

''اس رب برتر کے احکام جس وقت ہمارے سامنے پڑھے جاتے ہیں جن کا ہمیں حکم ملا ہے ۔۔۔۔ وہ رسائل (احکام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام لاتے ہیں تاکہ اس کے بندوں تک

Marfat.com

وہ احکام پہنچا دیں ــــــ جو شخص عقل کامل رکھتا ہے وہ ان رسائل و احکام میں فکر کرتا ہے۔ ان کے نادر معانی' ان کی تفصیل اور قصص و مواعظ میں وہ غور کرتا ہے اور اس غور و فکر میں اسے اپنے آنسوؤں پر اختیار نہیں رہتا"۔

رسائل جاء احمد من هدایا　　　بآیات مبینة الحروف

وہ رسائل وہ ہیں کہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کے ساتھ ہدایت کرنے کے لیے وہ آیات لائے ہیں جو واضح ہیں اور کھول کر بیان کیے گئے حروف ہیں یعنی آپ قرآن شریف لائے ہیں جس کے ہر حرف سے حکم الٰہی ظاہر ہوتا ہے اور آدمی ہدایت پاتا ہے"۔

واحمد مصطفیٰ فینا مطاع　　　فلا تغشوه بالقول العنیف

"اور احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مخلوق میں مختار ہیں اور ہمارے لیے واجب الاطاعت ہیں۔ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو شے حق سے لائے ہیں' اسے باطل سے نہ چھپاؤ"۔

فلا واللہ نسلمه لقوم　　　ولما نقض فیهم بالسیوف

اللہ کی قسم! ہم احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو قوم کے حوالے نہ کریں گے بلکہ تلوار سے قوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

مغلطائی نے کہا ہے کہ قریش نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیشکش کی کہ:

- اگر آپ ہم لوگوں کے درمیان شرف چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنی قوم پر سردار بناتے ہیں۔
- اگر آپ بادشاہ ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم آپ کو اپنی قوم پر بادشاہ بنانے کے لیے تیار ہیں۔
- اگر وہ شے ہے جو آپ کے پاس صورت بن کے آتی ہے اور وہ آپ پر غالب ہوگئی ہے یعنی جن نے غلبہ کر لیا ہے تو ہم اپنے مال و اسباب آپ کے نفس اور بدن کے علاج میں خرچ کریں گے ــــــ حتیٰ کہ آپ بھلے چنگے ہو جائیں اور اگر علاج سے صحت نہ ہوگی تو پھر لوگ ہمیں ملامت نہ کریں گے کہ ہم نے آپ کا علاج کیا' آپ پر اپنے مال مال خرچ کیے اور آپ اچھے نہ ہوئے"۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا:

"مجھ پر جن وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کے بھیجا ہے اور مجھ پر اپنی کتاب نازل کی ہے ــــــ اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں جنت کی بشارت دوں اور دوزخ سے ڈراؤں ــــــ لہٰذا میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کر دی ــــــ جو شے میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ اگر تم اسے مجھ سے قبول کر لو گے تو دنیا و آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم اس شے کو قبول نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے لیے میں یہاں تک صبر کروں گا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے"۔

Marfat.com

یہودیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کی حقیقت پوچھی:

جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو جن کے نصیب میں سعادت تھی انہیں دولت ایمان مل گئی اور جن کی قسمت میں شقاوت تھی۔ انہوں نے شقاوت کی غلاظت سمیٹی ــــ انہی سیاہ بختوں میں سے نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط لعین دونوں علمائے یہود کے پاس گئے ــــ انہوں نے ان سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا احوال پوچھا ــــ ان یہودی علماء نے کہا کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تین چیزیں دریافت کرو۔ اگر تمہیں ان تینوں کی خبر آپ سے مل جائے تو سمجھنا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی مرسل ہیں اور اگر انہوں نے اس امر کی خبر دی نہیں دی تو سمجھنا کہ آپ صرف باتیں بنانے والے ہیں۔ تم ان سے:

- ان جوان مردوں کا احوال پوچھو جو اول زمانہ میں گزرے ہیں ــــ
- اس مرد کا حال پوچھو جو دنیا میں بڑا گردش کرنے والا تھا ــــ
- روح کی حقیقت کیا ہے؟ ــــ

انہوں نے واپس آکر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان تینوں چیزوں کے متعلق پوچھا ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس کی میں تمہیں کل خبر دوں گا۔''

اس کے ساتھ انشاء اللہ نہیں فرمایا ــــ لیکن وحی آنے میں کچھ دیر ہو گئی ــــ وحی کی تاخیر میں مختلف روایات ہیں:

- پندرہ دن
- تین دن
- بارہ دن
- چار دن
- چالیس دن

پھر فرمان الٰہی **و لا تقولن لشئی انی فاعل ذلك غدا الا ان یشاء اللہ** نازل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے:

- ان جوان مردوں کا ذکر نازل فرمایا جو پہلے زمانہ میں گزر چکے وہ اصحاب کہف تھے۔
- پھر دنیا میں گردش کرنے والے کا ذکر فرمایا کہ وہ ذوالقرنین ہے۔
- روح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی** ....

یعنی اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لوگ آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں ــــ ان سے کہہ دیجئے کہ روح امر رب سے ہے۔''

اسی مضمون پر مشتمل بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں تھا ــــ اس وقت آپ درخت خرما کی ایک شاخ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے ــــ کچھ یہودیوں کا ادھر سے گزرا ہوا ــــ وہ آپس میں کہنے لگے:

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کا پوچھو۔

Marfat.com

- روح کے امر میں کس چیز نے تمہیں شک میں ڈالا ہے جو آپ سے پوچھتے ہو۔
- آپ سے نہ پوچھو تاکہ آپ ایسی شے کے ساتھ نہ پیش آویں جسے تم مکروہ سمجھتے ہو۔
- بعض نے کہا آپ سے پوچھو۔
- بعض نے آپ سے روح کی حقیقت پوچھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سب کی آپس کی گفتگو و خودکلامی سن کر خاموش رہے اور انہیں کچھ جواب نہیں دیا—— میں نے آپ کی ایسی حالت سے جان لیا کہ آپ کی طرف وحی بھیجی جا رہی ہے—— میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ نے فرمایا:

ویسئالونك عن الروح قل الروح من امر ربی —— ۲۰۰

روح سے کیا مراد ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کے سوال سے دوسری بار جو خاموشی اختیار فرمائی تو یہ خاموشی اس بات پر محمول کی جائے گی کہ روح سے متعلق حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کریم سے مزید بیان کی توقع تھی——

اس حدیث پاک میں روح سے متعلق جو سوال اٹھایا گیا ہے' اس سے جو مراد ہے' اس پر مختلف آرا ہیں:

- روح سے مراد روح انسان ہے۔
- روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔
- روح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔
- روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تنہا صف کے طور پر کھڑا ہوگا۔
- روح سے مراد ان چیزوں کے سوا ہے۔

قرطبی کا کہنا ہے کہ روح کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ ان لوگوں نے انسان کی روح سے متعلق سوال کیا تھا—— اس لیے کہ یہودی اس طور پر اعتراف نہیں کرتے کہ:

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔
- اس امر سے بھی غافل نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہیں۔

---

۲۰۰ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ جو شے بے تامل اور بے فکر کے ظاہر ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ آیت شریف مدنی ہے—— اور یہ آیت اس وقت نازل نہیں ہوئی جب یہود نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان چیزوں سے متعلق مدینہ منورہ میں پوچھا، باوجود اس امر کے کہ یہ سورہ مکیہ ہے—— اس کا جواب اس طور پر دیا جاتا ہے کہ یہ سورۃ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مدینہ منورہ میں دوسری بار نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ مکہ معظمہ میں اس سے پہلے نازل ہوئی تھی—— اور جو حدیث اس سورۃ کے مکی ہونے پر دلالت کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ کوئی ایسی شے ہم کو دو جس کو ہم اس مرد سے پوچھیں—— یہود نے قریش سے کہا کہ تم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کی حقیقت پوچھو—— قریش نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کی حقیقت پوچھی تو یہ سورت نازل ہوئی۔

Marfat.com

- اس امر سے بھی جاہل نہیں کہ ملائکہ ارواح ہیں۔

روح کے بارے میں مختلف آراء:

علماء کا مختار قول یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس روح سے متعلق پوچھا تھا جو کہ زندگی کا سبب ہے ــــــ اور اس سوال کا جواب احسن وجوہ پر واقع ہوا یعنی روح سے سوال کرنا روح کی ماہیت پوچھنے کا گمان رکھتا ہے ــــــ اور ان سوالوں کا گمان ہے۔

- کیا روح متحیر ہے یا متحیز نہیں ہے؟ [۲۰۱]
- کیا روح متحیر میں حال ہے یا حال نہیں ہے؟
- کیا روح قدیم ہے یا حادث ہے؟
- کیا جسم سے اپنے انفعال کے بعد باقی رہتی ہے یا روح فنا ہو جاتی ہے؟
- روح کو عذاب دیئے جانے اور نعمت دیئے جانے کی کیا حقیقت ہے؟
- اور ان امور کے سوا جو امور روح کے متعلقات ہیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہود کے سوال میں وہ شے نہیں ہے جو کوئی شخص بیان کردہ ان معانی کی تخصیص کرے ــــــ مگر ظاہر بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

- روح کی ماہیت پوچھی تھی اور یہ کہ
- کیا روح قدیم ہے یا حادث ہے؟

روح کے بارے میں جواب اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ

- روح ایک موجود شے ہے۔
- طبائع اور اخلاط کی ترکیب سے متغائر ہے۔
- روح ایک جوہر بسیط مادہ سے مجرد ہے ــــــ وہ پیدا کرنے والے سے حادث نہیں ہوتا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کن ہے۔
- گویا روح موجود ہے جو امر الٰہیٰ اس کی تکوین اور ایجاد سے پیدا کی گئی ہے۔
- اور جسم کے لیے زندگی کا فائدہ پہنچانے میں روح کو تاثیر ہے۔
- روح کی جو کیفیت مخصوصہ ہے۔ اس کے عدم علم سے علم کی نفی لازم نہیں آتی۔

یہ گمان ہوتا ہے کہ ارشاد باری من امر ربی میں امر سے مراد فعل ہو ــــــ جیسے کہ یہ ارشاد باری وما امر فرعون برشید ہے یعنی فرعون کا فعل ذی رشد بلکہ صریح ضلالت اور محض غی تھا ــــــ لہٰذا روح حادث ہے ــــــ البتہ سلف نے ان اشیاء میں

۲۰۱ یعنی جسم سے منفصلہ ہے یا منفصلہ نہیں ہے ــــــ جسم میں حال نہیں ہے اور جسم سے ایسا تعلق رکھتی ہے جیسا عاشق معشوق سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

بحث کرنے اور روح کے بارے میں غور اور مبالغہ کرنے سے خاموشی اختیار کی ہے۔

فتح الباری میں ہے کہ مختلف لوگوں نے روح کی حقیقت میں کلام میں مبالغہ آرائی کی ہے اور اس کی تہہ تک پہنچے ہیں اور ان کے اقوال ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئے ہیں۔

- روح وہ نفس ہے جو داخل اور خارج ہے۔
- روح ایک لطیف جسم ہے جو جمیع بدن میں حلول کرتا ہے۔
- روح خون ہے۔
- روح کے بارے میں لوگوں کے اقوال ایک سو تک پہنچے ہیں۔
- ہر نبی کے لیے پانچ روحیں ہیں۔
- ہر مومن کے لیے تین روحیں ہیں۔
- روح اور نفس متغائر ہیں ـــــ یہی قول حق ہے۔
- روح اور نفس دونوں ایک شے ہیں ـــــ کبھی روح کے ساتھ نفس سے تعبیر کی جاتی ہے اور کبھی نفس کے ساتھ روح سے تعبیر کی جاتی ہے ـــــ خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو روح کہتے ہیں اور روح کو نفس کہتے ہیں۔

ابن بطال علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ روح کی حقیقت کی معرفت یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس کے علم کو اپنے لیے اختیار کیا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ روح کے بارے میں جیسے قرآن کریم نے خبر دی ہے ـــــ روح کو مبہم رکھنے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلق کی آزمائش کی ہے تاکہ مخلوق کو اس کی معرفت کرا دے کہ جس چیز کا وہ ادراک نہیں کرتے ہیں' اس کے علم سے وہ عاجز ہیں۔ یہاں تک کہ مخلوق کو اس طرف مضطر کرے کہ روح کے علم کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیں۔

قرطبی نے کہا ہے کہ اس بارے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ انسان کی عاجزی کا اظہار ہو' اس لیے کہ انسان کو باوجود اس کے اپنے وجود کا قطعی یقین ہے ـــــ جس وقت اس نے اپنے نفس کی حقیقت نہیں پائی تو رب تعالیٰ کی حقیقت کے ادراک سے اس کی عاجزی اولیٰ ہوگی۔

اور یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت سے مطلع نہیں فرمایا ـــــ بلکہ گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت بیان فرما دی ہو لیکن مخلوق پر اس کی حقیقت کے اظہار سے منع فرما دیا گیا ہو۔ جیسا کہ قیامت کے علم کے بارے میں ہے۔

اہل ایمان کو قریشی کفار کی ایذا رسانی:

کفار مکہ نے جب یہ دیکھا کہ دین اسلام آہستہ آہستہ پھیل رہا ہے' لوگ اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے ـــــ تو کفار قریش کو فکر لاحق ہوئی ـــــ انہوں نے اہل ایمان کو تکالیف دینا شروع کر دیں۔ مظالم اس حد تک بڑھ گئے کہ ابوجہل لعین دشمن خدا حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں' کے پاس گیا۔۔۔ کفار قریش اس وقت انہیں عذاب دے رہے تھے۔۔۔ ابوجہل لعین نے حضرت سمیعہ کے مقام مخصوص میں حربہ سے کونچہ دیا اور قتل کر ڈالا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب غلاموں میں سے کسی غلام کی طرف سے گزرتے اور اسے عذاب دیا جا رہا ہوتا تو آپ اس غلام کو کفار قریش سے خرید کر آزاد فرما دیتے۔۔۔ انہی میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن اہل ایمان نے پہلے اسلام ظاہر کیا' وہ سات افراد ہیں:

- رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
- حضرت ابوبکر صدیق
- حضرت عمار بن یاسر
- حضرت سمیعہ
- حضرت صہیب
- حضرت بلال حبشی
- حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہما

- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے شر سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کے سبب بچایا۔
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار قریش کے شر سے ان کی قوم کے سبب بچایا۔
- باقی لوگ جنہوں نے اسلام ظاہر کیا' انہیں مشرکین قریش نے پکڑ لیا اور انہیں لوہے کی زرہیں پہنا دیں' پھر انہیں دھوپ میں ڈال دیا۔
- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ اللہ عزوجل کے معاملہ میں ان کا نفس ان پر حقیر ہو گیا یعنی وہ عذاب و ایذا کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔۔۔ بلال غلاموں پر سبک ہو گئے تھے۔۔۔ کافروں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا۔۔۔ وہ لڑکے انہیں شعاب مکہ میں پھرانے لگے۔۔۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد احد پکارتے (یعنی اللہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں) ۲۰۲۔۔۔ مشرکین نے ان کی گردن میں رسی ڈالی اور لڑکے انہیں کھینچے کھیلتے۔۔۔ یہاں تک کہ ان کی گردن میں رسی کے نشان بیٹھ گئے۔

کفر پر مجبور کرنے کیلئے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی' بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ایذا پر احد احد کہتے تھے۔۔۔ انہوں نے عذاب کی تلخی کو ایمان کی حلاوت (مٹھاس) کے ساتھ ملا دیا۔۔۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت بھی کچھ ایسا ہی واقعہ ہوا۔۔۔ ان کی بیوی ان کے انتقال کے وقت واحرہ باہ کہتی تھیں۔ ۲۰۳ واحرباہ کی جگہ حوباہ بھی روایت کیا گیا ہے۔ ۲۰۴۔۔۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واطرباہ کہہ کر یہ کہتے تھے کہ کل کے دن میں اپنے احباب سے ملوں گا کہ میرے وہ احباب میرے ملنے کو مشتاق ہیں۔۔۔ اور وہ احباب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ

---

۲۰۲ اس حدیث کو امام احمد علیہ الرحمہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔۔۔ اور اسی طرح سے مجاہد سے بھی ایک روایت ہے۔

۲۰۳ یہ کلمہ اس جگہ کہتے ہیں کہ کل مال و اسباب لوٹ لیا جائے اور باقی کچھ نہ چھوڑا جائے۔

۲۰۴ حوباہ کا معنی شدت، سختی اور مصیبت میں اس کا ملال ہے۔

Marfat.com

کرام ہیں ـــــ مرتے دم بھی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موت کی تلخی کو لقائے احباب کی حلاوت سے ملا دیا ـــــ

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں ـــــ آپ بھی غلام تھیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر آزادی دلائی تھی ـــــ زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان لوگوں میں سے تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں عذاب دیا جاتا تھا ـــــ ظالموں کے ظلم سے ان کی بینائی چلی گئی تھی ـــــ مشرکین مکہ جو بات زنیرہ سے کہتے تھے آپ اسے ماننے سے انکار کرتی تھیں اور اسلام پر ثابت قدم تھیں ـــــ

جب حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بینائی جاتی رہی تو مشرکوں نے کہا کہ ان کی بینائی کو لات وعزیٰ کی وجہ سے صدمہ پہنچا ہے ـــــ آپ نے فرمایا:

"ایسا ہرگز نہیں کہ میری بینائی کو لات وعزیٰ نے صدمہ پہنچایا ہے۔"

اللہ کریم نے کرم فرمایا اور زنیرہ کی بینائی زنیرہ کو پھر لوٹا دی اور وہ بینا ہو گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

شان بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ابو محمد الشقراطیسی کو جنہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

لا فی بلال جلاء من امیه قد اجله الصبر فیه اکرم النزل

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ سے بڑے دکھ اٹھائے۔ انہوں نے اس مصیبت پر صبر کر لیا تھا ـــــ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ انہیں اسلام سے پھیرنا چاہتا تھا ـــــ اللہ کریم نے ان کی ثابت قدمی پر ایسے اکرم مقام پر اتارا کہ وہاں مہمان کے لیے وہ طعام ہے جس سے مہمان کا اکرام کیا جائے یعنی ان کے صبر کا صلہ بہشت تھا۔

اذاجهدوه بضنك الامر وهو علی شدائد الازل ثبت الازد لم یزل ۲۰۵

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس مصیبت کو دیکھا کہ مشرکین قریش نے ان کو ان کی طاقت و برداشت سے بڑھ کر عذاب میں ڈالا۔ انہوں نے قید کی تنگی ایسی مشقت پائی ـــــ وہ اس حال میں جس کی سختیوں پر ہمیشہ اپنی قوت پر ثابت قدم رہے۔

القوه بطحا برمضاء البطاح وقد عالوا علیه صحور اجمة الثقل ۲۰۶

مشرکین نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوندھے منہ ایسی زمین پر ڈالا جو شدید تپتی ہوئی ریت تھی اور ان کی پیٹھ پر بڑے بھاری پتھر رکھ دیئے گئے۔

فوحد الله اخلاصا وقد ظهرت بظهره کندوب الطل فی الطلل ۲۰۷

ان مصیبتوں میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از روئے اخلاص اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور حال یہ تھا کہ ان کی پیٹھ پر اس طور پر زخموں کے نشان پڑ گئے تھے جیسے خفیف مینہ برسنے سے مکانوں کے آثار میں نشان پڑ جاتے ہیں یعنی جیسے خفیف قطروں

۲۰۵ ضنک بمعنی تنگی ـــــ ازل بمعنی قید اور تنگی کرنی ـــــ ثبت مصدر بمعنی اسم فاعل ـــــ ازد بمعنی ثابت قوت

۲۰۶ بطح بمعنی سرنگوں ـــــ رمضاء گرم ریتلی زمین ـــــ عالو بمعنی رفعوا

۲۰۷ ندوب جمع ندب بمعنی نشان ـــــ طل، خفیف مینہ ـــــ طلل، قوم کے مکانوں کے نشان اور ان کے اترنے کی جگہیں۔

Marfat.com

سے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ ویسے ہی ایذا سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ پر گڑھے پڑ گئے تھے۔

ان قد ظہر ولی اللہ من دبر — قد قد قلب عدواللہ من قبل

دشمن خدا نے اللہ کے دوست کی پیٹھ پیچھے زخم دیئے' اس لیے کہ انہیں اوندھا ڈال دیا تھا اور پیٹھ پر مارا تھا۔۔۔۔ دشمن خدا کا دل سامنے سے چیرا گیا یعنی دشمن خدا نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے سے حیلہ کر کے ایذا پہنچائی تھی۔۔۔۔ اور اس موذی کو اس کے روبرو سے عذاب دیا گیا کہ اس میں حیلہ کا شائبہ نہ تھا۔

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت:

یہ واقعہ ماہ رجب ۵ھ میں ہوا۔ مشرکین مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔۔۔۔ حبشہ کی طرف متعدد مسلمانوں نے ہجرت کی۔

- ان میں سے وہ شخص ہے جس نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔
- ان میں سے وہ شخص ہے جس نے اپنی ذات سے (تنہا) ہجرت کی۔

ان مہاجرین کی تعداد سے متعلق مختلف روایات ہیں:

- گیارہ مرد
- بارہ مرد چار عورتیں
- پانچ عورتیں
- دو عورتیں

مہاجرین کے امیر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔ زہری نے لکھا ہے کہ مہاجرین کا حبشہ میں کوئی امیر نہ تھا۔۔۔۔ یہ لوگ مشرکین قریش سے چھپ کر پیدل دربار کی طرف گئے اور نصف دینار کے بدلے کشتی کرایہ سے لی۔

سب سے پہلے جو مسلمان مکہ سے ہجرت کے لیے نکلا' وہ ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو اپنی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔۔۔۔ آپ کے بارے میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عورت نے اطلاع دی۔۔۔۔ اس نے کہا:

''میں نے ان دونوں کو ایسے حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کرایا تھا۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی ہے۔''

کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ مہاجرین کو حبشہ میں امن ہے تو قریش نے حبشہ کے والی نجاشی جس کا نام اصحمہ تھا' کے پاس اپنے نمائندے ہدیئے اور تحفے دے کر بھیجے۔ ان میں عمرو بن عاصی' عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمارہ بن الولید لعین شامل تھے۔۔۔۔ انہوں نے ان مہاجرین کو ان کی قوم کی طرف لوٹانے کے لیے نجاشی کو زور دیا۔۔۔۔ نجاشی نے انکار کیا اور انہیں ان کے تحفوں سمیت ناکام لوٹا دیا۔

Marfat.com

مرادِ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے مبارک سے اسلام قبول کر لیا۔ وہ دعا یہ تھی:

اللھم اغر الاسلام بابی جھل او العمر ابن الخطاب

جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا' اس وقت انچاس مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ان کی بہن نے اسلام قبول کر لیا ہے ـــــ اس خبر سے آپ غصے سے ان کے گھر پہنچے اور ان سے کہا:

''اے اپنی جان کی دشمن! مجھے پتہ چلا ہے کہ تو صابی ہو گئی ہے۔''

پھر انہوں نے اپنی بہن کو مارا۔ خون بہنے لگا ـــــ خون دیکھ کر آپ کی بہن رونے لگیں اور کہا:

''اے خطاب کے بیٹے! تو جو کچھ کرنے والا ہے' وہ کر۔ ہاں میں مسلمان ہو گئی ہوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ کی حالت میں بہن کے گھر میں داخل ہوئے تھے ـــــ اچانک ان کی نظر ایک کتاب پر پڑی ـــــ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں بسم اللہ الرحمن الرحیم موجود پایا۔ جب میں رحمٰن اور رحیم کے پاس پہنچا' میں ڈر گیا اور صحیفہ کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا ـــــ آپ کا دل مائل ہوا اور پھر بے اختیار کتاب کو اٹھا لیا ـــــ اب جو کھولا تو سامنے آیت کریمہ سبح للہ مافی السمٰوت والارض موجود پایا اور پڑھتے پڑھتے آمنو باللہ ورسولہ تک پہنچا ـــــ اور دل میں ایمان کی شمع روشن ہو گئی ـــــ اور بے اختیار اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد الرسول اللہ کہا ـــــ جو لوگ مکان میں چھپے ہوئے تھے' مجھ سے کلمہ لا الہ الا اللہ سن کر دوڑتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے مجھے مبارک دینے کے لیے نکلے ـــــ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس مکان میں آیا جو اسفل صفا میں تھا۔ میں مکان میں داخل ہوا تو دو مردوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازوؤں سے پکڑ لیا ـــــ یہ حضرت حمزہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ جب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسے چھوڑ دو۔''

انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے کپڑے پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ پھر آپ نے فرمایا:

''اے ابن الخطاب! تم مسلمان ہو جاؤ۔''

پھر آپ نے یہ دعا فرمائی۔ اللھم اھد قلبہ ـــــ میں نے اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ کہا ـــــ مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مکہ کے راستوں میں لوگوں نے سنی۔

اس وقت حالت یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان ہو جاتا تو وہ اسلام کا اظہار نہیں کرتا تھا ـــــ پھر میں آپ کے پاس سے نکلا

Marfat.com

اور اس شخص کے پاس گیا جو کوئی راز کی بات نہیں چھپاتا تھا اور اسے فاش کر دیتا تھا ـــــ میں نے اسے چپکے سے کہا:

''میں صابی ہو گیا'' ـــــ یعنی ایک دین سے دوسرے دین میں داخل ہو گیا۔

وہ شخص بلند آواز سے شور کرنے لگا۔

''اے لوگو! تم سن لو کہ عمر ابن الخطاب صابی ہو گئے۔''

یہ سن کر آدمی مجھے مارنے لگے اور میں آدمیوں کو مارنے لگا ـــــ میرے لڑنے اور مارنے کو دیکھ کر میرے ماموں نے پوچھا:

''یہ کیا ہو رہا ہے' کون لڑ رہا ہے؟''

لوگوں نے کہا:

''ابن الخطاب ہیں۔''

میرا ماموں پتھر پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنی آستین سے اشارہ کر کے لوگوں سے کہا:

''تم لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنی بہن کے بیٹے کا ذمہ لے لیا ہے۔''

یہ سنتے ہی آدمی مجھ سے ہٹ گئے ـــــ میں ہمیشہ لوگوں کو مار پیٹ کرتا رہتا تھا اور وہ مجھ سے جھگڑتے تھے ـــــ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اہل آسمان عمر کے اسلام سے خوش ہوئے۔''

معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) اور شعب ابی طالب:

صحابہ کرام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر مثالی تھی' دیدنی تھی ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا قریش کے لیے دھچکے سے کم نہیں تھا ـــــ پھر صحابہ کرام کی حبشہ میں عزت و اکرام ہوئی ـــــ قبائل میں اسلام کی خوشبو پھیلنے لگی ـــــ

قریش نے جب یہ سب دیکھا تو انہیں سخت تشویش ہوئی اور انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کر دیا جائے ـــــ ابو طالب کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو جمع کیا ـــــ بنی ہاشم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شعب (مکان) میں داخل کر لیا۔[۲۰۸] اور جن لوگوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا' ان سے آپ کو بچایا تھا' اب جبکہ ابو طالب نے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو بلایا تو انہوں نے ابو طالب کے کہنے کو قبول

---

۲۰۸ یہ مکان بنی ہاشم کے رہائشی مکانوں کے علاوہ تھا اور شعب ابن یوسف سے مشہور تھا ـــــ یہ مکان ہاشم کا تھا ـــــ عبد المطلب نے یہ مکان اپنے لڑکوں میں اس وقت تقسیم کر دیا تھا جس وقت ان کی بینائی ضعیف ہو گئی تھی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ اس مکان میں آپ کے والد کی طرف سے ہو گیا تھا۔

Marfat.com

کیا۔۔۔۔ حیرت کی بات ہے کہ کفار قریش نے بھی جاہلیت کی عادت پر حمیت قومی سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بچاؤ کیا یعنی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ شریک ہو گئے۔

قریش نے جب یہ دیکھا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب حتیٰ کہ کفار قریش بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہو گئے ہیں تو قریش جمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ قریش اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے مابین ایک معاہدہ لکھا جائے۔ اس معاہدہ کے تین نکات تھے۔

- قریش سے بنی ہاشم اور بنی مطلب شادی نہ کریں اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قریش شادی نہ کریں۔
- بنی ہاشم کو قریش کوئی شے فروخت نہ کریں اور نہ بنی ہاشم سے قریش کچھ خرید کریں۔
- قریش بنی ہاشم سے اس وقت صلح نہیں کریں گے جب تک کہ بنی ہاشم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کے لیے قریش کے حوالے نہ کر دیں۔

اس معاہدہ کو ایک صحیفہ میں منصور بن عکرمہ یا بغیض بن عامر نے لکھا۔۔۔۔ یہ معاہدہ لکھنے والے کا ہاتھ شل ہو گیا۔۔۔۔ قریش نے صحیفہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا۔۔۔۔ یہ واقعہ ہلال محرم نبوت کے ساتویں سال میں ہوا۔۔۔۔ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب شعب ابی طالب میں منتقل ہو گئے مگر ابولہب نہیں گیا' وہ قریش کے ساتھ تھا۔

اس معاہدہ پر دو یا تین سال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نے اقامت کی۔۔۔۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ دو سال ٹھہرے رہے اور سخت مشقت اٹھائی۔ بنی ہاشم تک کوئی بھی شے اگر پہنچی تو چوری چھپے پہنچی۔

سورۃ والنجم اذاھویٰ کے واقعات:

حبشہ کی ہجرت سے چند لوگ اس وقت آئے جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ والنجم اذا ھویٰ پڑھی۔ جب آپ افرایتم الھلات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تک پہنچے تو شیطان نے آپ کی تلاوت میں تلک الغرانیق العلاواِن شفاعتھن ترتجیٰ کا القا کر دیا[۲۰۹] نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب سورہ نجم ختم کی تو آپ نے سجدہ کیا۔۔۔۔ آپ کے ساتھ مشرکین نے اس وہم سے کہ ان کے معبودوں کو خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے' سجدہ کیا۔۔۔۔ یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔ شیطان لعین نے اس امر کو ظاہر کیا یہاں تک کہ اس کی خبر حبشہ کی سرزمین پر ان تک پہنچی جو مکہ سے ہجرت کر کے گئے تھے۔۔۔۔ وہ عثمان بن مظعون اور ان کے اصحاب تھے۔۔۔۔ لوگوں نے آپس میں کہا کہ مکہ والے سارے مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔۔۔۔ اور مسلمان مشرکین کی ایذا رسانی سے امن وہ گئے۔۔۔۔ یہ خبر سن کر وہ مہاجرین حبشہ سے جلد لوٹ آئے۔

---

۲۰۹ غرانیق، غرنوق اور غرنیق کی جمع ہے۔ غرنیق پانی کا ایک پرندہ ہے۔۔۔۔ اس کی سفیدی کی وجہ سے اس کا نام غرنیق رکھا گیا ہے۔۔۔۔ غرنوق جوان گورے نازک مرد کو بھی کہتے ہیں۔۔۔۔ مشرکین یہ زعم کرتے تھے کہ بت انہیں اللہ سے قریب کرتے ہیں اور اللہ سے ان کی شفاعت کرتے ہیں۔۔۔۔ لہٰذا وہ بت اس پرندے سے تشبیہ دیئے گئے جو آسمان میں بلند ہوتا ہے۔

Marfat.com

جب مشرکین کو یہ ظاہر ہوگیا کہ تلك الفرانیق العلانہ آپ نے پڑھا اور نہ ہمارے معبودوں کا آپ نے خیر کے ساتھ ذکر کیا۔۔۔۔ مشرکین کا جو خیال اور ارادہ تھا' وہ اس سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں پلٹے۔۔۔۔

۲۱۰

امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے۔ وما ینطق عن الھدیٰ ان ھوالا وحی یوحی۔۔۔۔ اور یہ بھی فرمایا ہے سنقرئك فلاتنسی

صحیح بخاری میں بھی یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ والنجم پڑھی اور سجدہ کیا۔۔۔۔ اور مشرکین جن وانس نے سجدہ کیا۔۔۔۔ صحیح بخاری میں غرانیق کی حدیث نہیں ہے۔۔۔۔ اس بات میں شک نہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بتوں کی تعظیم کی تجویز کی ہے' وہ کافر ہوگیا۔۔۔۔ اس لیے کہ بالضرور یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اعظم سعی بتوں کی نفی میں تھی۔۔۔۔ اگر ہم اسے جائز رکھیں گے تو آپ کی شریعت سے ایمان اٹھ جائے گا اور پھر ہر ایک حکم میں احکام اور شرائع سے ہم یہ تجویز کریں ایسا ہی ہو یعنی شیطان نے احکام اور شرائع میں بھی القا کیا ہوگا۔ ایسا کہنا بالکل خطا ہے۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کا فائدہ باطل ہو جائے گا یعنی

''اے رسول جو شے تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کی گئی ہے' اس کو تو پہنچا دے۔ اگر تو نہ پہنچائے گا تو تو نے اپنے رب کی رسالت نہیں پہنچائی۔''

اس لیے کہ وحی میں جو کمی یا زیادتی ہوگی اس کے درمیان فعل میں فرق نہ رہے گا۔۔۔۔ ان عقلی ونقلی وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ موضوع ہے۔ اس کی اصل نہیں ہے۔ ۲۱۱

سعید بن جبیر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ میں سورہ والنجم پڑھی۔ جب آپ افرایتم اللات والعزی و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ کو پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانیق العلا وان شفاعتھن لترتجی کو القا کر دیا۔۔۔۔ مشرکین نے کہا آپ نے آج سے پہلے ہمارے معبودوں کو خیر کے ساتھ یاد نہیں کیا۔۔۔۔ آپ نے سجدہ کیا تو مشرکین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔۔۔۔ آیت کریمہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا

---

۲۱۰ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''شفا شریف'' اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں اس قصہ اور اس کی اصل کو باطل اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ امام رازی نے اس قصے پر بات کرنا ناجائز قرار دیا ہے۔۔۔۔ بیہقی علیہ الرحمہ نے اس کے راوی کو مطعون قرار دیا ہے۔

۲۱۱ بیہقی نے جو کہا ہے کہ اس قصہ کی اصل نہیں ہے تو ایسا نہیں ہے بلکہ اس قصہ کی اصل ہے۔۔۔۔ اس کی روایت ابن ابی حاتم، طبری اور ابن المنذر علیہ الرحمہا نے بہت سے طریقوں سے شعبہ سے' انہوں نے ابن بشر سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے۔۔۔۔ اور اسی طرح سے بزار، ابن مردویہ، ابن اسحاق نے سیرت میں، موسیٰ نے بن عقبہ نے مغازی میں اور ابو معشر نے سیرت میں تخریج کی ہے۔۔۔۔ جیسے کہ حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ نے اس پر تنبیہ کی ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ اس قصہ کے تمام طریق مرسل ہیں اور کسی وجہ سے اس قصہ کو مسندہ نہیں دیکھا۔۔۔۔ اس قصہ کے اصل کے ثبوت پر شیخ الاسلام اور حافظ ابو الفضل نسطلانی نے تنبیہ کی ہے اور کہا ہے کہ ابن حاتم، طبری اور ابن المنذر نے بہت سے طریقوں سے شعبہ سے، انہوں نے ابو بشر سے اور انہوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے۔۔۔۔

Marfat.com

اذا تمنی القی الشیطان فی امنیۃ آپ کی تسلی کے لیے نازل ہوئی۔۲۱۲

اس سلسلہ میں علماء نے بہت سے پہلو اختیار کیے ہیں:

- کسی نے کہا ہے کہ **تلك الغرانیق العلا** آپ کی زبان پر اس وقت جاری ہوا کہ آپ پر غنودگی طاری ہو گئی تھی اور اس وقت آپ کو شعور نہیں تھا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اس کا علم ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو محکم کر دیا۔۔۔۔ اسے طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔
- قاضی نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا وقوع صحیح نہیں ہے۔۔۔۔ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ جائز نہیں ہے کہ غنودگی میں آپ کی زبان مبارک پر ایسا جاری ہو اور خواب کی غفلت میں شیطان کو آپ پر ولایت نہیں۔
- کسی نے کہا ہے کہ شیطان نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں تک مضطر کیا کہ آپ نے بے اختیار **تلك الغرانیق العلا** پڑھ دیا۔
- ابن العربی نے اس کا ارشاد باری سے رد کیا ہے جو حکایتاً شیطان سے ہے۔ **ماکان لی علیکم من سلطان** ابن العربی نے کہا ہے کہ اگر شیطان کو اس پر قوت ہوتی تو پھر کسی کو طاعت پر قوت باقی نہ رہتی۔
- کسی نے یہ کہا ہے کہ مشرکین جس وقت اپنے معبودوں کا ذکر کرتے تھے ان معبودوں کو **تلك الغرانیق العلا وان شفاعتھن لترتجی** کے ساتھ وصف کیا کرتے تھے لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حفظ کے ساتھ متعلق ہو کر آپ کی زبان مبارک پر جاری ہو گیا۔ اسے آپ نے سہواً ذکر فرمایا۔
- کسی نے کہا ہے کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کفار کی ملامت کے لیے کہا ہو۔
- قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ کہنا جائز ہے جس وقت اس جگہ کوئی ایسا قرینہ ہو کہ مراد پر دلالت کرتا ہو اور خاص کر ایسے حال میں کہ اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا۔
- کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت ارشاد باری **ومناۃ الثالثۃ الاخری** تک پہنچے تو مشرکین نے یہ خوف کیا کہ اس کے بعد آپ کوئی ایسی شے لائیں گے جس سے ان کے معبودوں کی مذمت کریں گے۔۔۔۔ مشرکین نے اس کلام کی طرف جلدی کی اور اس کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت میں اپنی عادت کے مطابق مخلوط کر دیا۔۔۔۔ مشرکین کی عادت یہ تھی کہ وہ آپس میں کہتے تھے کہ جس وقت آپ قرآن پڑھیں تو تم لوگ اسے نہ سنو بلکہ آپس میں لغو باتوں کو مخلوط کر دو۔۲۱۳

---

۲۱۲ اس حدیث کی تخریج بزار اور ابن مردویہ نے امیہ بن خالد کے طریق سے کی ہے۔۔۔۔ ابن مردویہ نے اس کی اسناد بالترتیب، شعبہ، سعید بن جبیر اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔۔۔۔ ابن اسحاق اس قصہ کو سیرت میں مطول طور پر ذکر کیا ہے۔۔۔۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں۔۔۔۔ اور ابن شہاب الزہری نے اپنے شیخ سے ور ابو معشر نے اپنی سیرت میں محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس سے۔۔۔۔ اور ابن مردویہ نے عباد بن صہیب کے طریق پر یحییٰ بن کثیر سے، یحییٰ نے کلبی سے، کلبی نے ابو صالح اور ابو بکر الہذلی سے۔۔۔۔ اور ایوب نے عکرمہ بن عبداللہ البریری مدنی سے۔۔۔۔ اور ابن مردویہ نے سلمان التیمی سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تسلی اپنے اس ارشاد سے فرما دی وما ارسلنا من قبلك...... اور اللہ تعالیٰ نے اس سے بندوں پر حق و باطل واضح فرما دیا۔

یہاں شیطان سے مراد جن یعنی ناری مخلوق نہیں بلکہ شیطان انسان ہے۔

✪ کہا گیا ہے کہ غوانیق العلا سے مراد ملائکہ ہیں۔ کفار کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اور کفار ملائکہ کی عبادت کرتے تھے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس طریق پر بعید نہیں ہے کہ یہ قرآن ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کل کے ذکر کو اس طور پر ترتیب دیا:

افرایتم الات والعزیٰ والمناة الثالثة الاخریٰ والغرانقه العلاوان شفاعتهن لترتجی۔

تاکہ مشرکین کے قول کہ ''ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں'' کا رد اپنے ارشاد عالی الکم الذکر وله الانثیٰ سے کرے۔ مشرکین نے جب اس کلام کو سنا تو انہوں نے اس ارشاد کو جمیع پر محمول کیا (اپنی جہالت سے یا دشمنی سے یا مکروہ فریب سے)۔ مشرکین نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے معبودوں کی تعظیم کی اور اسی گمان میں مشرکین راضی ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں کلمے نسخ کر دیئے اور اپنی آیتوں کو محکم کر دیا۔ وہ دو کلمے یہ ہیں:

الغرانقة العلا وان شفاعتهن لترتجی

✪ کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک ترتیل اور آیتوں کے فاصلہ سے پڑھ رہے تھے۔ شیطان نے سکتوں میں سے ایک سکتہ کا انتظار کیا اور ان کلمات کے ساتھ ایسی آواز نکالی جو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھا' اس نے وہ آواز سنی اور اسے آپ کے ارشاد سے گمان کیا اور ان کلمات کو شائع کیا۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سب وجوہ میں یہ وجہ احسن ہے اور اس کی تائید وہ شے کرتی ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لفظ ''تمنا'' کی تفسیر ''تلاوت'' کے معنی میں وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح ابن العربی نے اس تاویل کو مستحسن سمجھا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فی امینة کا معنی یہ ہے ای فی تلاوته۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت اس کے رسولوں کے حق میں یہ ہے کہ جس وقت وہ کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اپنے نفس کی طرف سے اس بات میں زیادتی کر دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا اس بارے میں نص ہے کہ شیطان نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

---

۲۱۳ یعنی پکار پکار کے ایسی باتیں کرو جس سے دل پریشان ہو جائیں۔ اور آپ کا دل بھی پریشانی میں مبتلا ہو جائے۔ یہ اس لیے کرتے تھے کہ وہ قرآن شریف کی مثل لانے سے عاجز تھے۔ پھر مشرکین نے اس کی اشاعت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو آپ کو اس کا رنج ہوا۔ اور یہ شیطان سے منسوب کیا گیا۔ اس لیے کہ شیطان ہی مشرکین کو اس راہ پر لگانے والا تھا۔

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں زیادتی کی تھی' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نہیں پڑھا تھا۔۲۱۴

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت:

جب مسلمانوں نے دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ (۱۸) عورتیں تھیں ـــــ ان مہاجرین میں عبید اللہ بن جحش اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ تھا ـــــ عبید اللہ وہاں جا کر عیسائی ہوگیا اور عیسائیت پر ہی اس نے وفات پائی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے ساتویں سال حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمایا جبکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت حبشہ میں تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی ـــــ جب آپ موضع برک انعماد (جو مکہ معظمہ سے پانچ راتوں کے راستہ پر ہے) میں پہنچے تو سید القارہ مالک بن الدغنہ کے جوار میں پلٹ آئے ـــــ آپ اپنے مکان میں اپنے رب کی عبادت کرتے تھے ـــــ پھر آپ نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی ـــــ آپ مسجد میں نماز اور قرآن پاک پڑھتے تھے ـــــ جب آپ قرآن پاک پڑھتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر اختیار نہیں رہتا تھا' بے اختیار رونے لگتے ـــــ جب آپ قرآن پاک پڑھنے لگتے تو مشرکوں کی عورتیں اور بچے آپ کے گرد جمع ہو جاتے ـــــ اشراف قریش جو مشرکین سے تھے' ان کو اس امر نے ڈرا دیا ـــــ انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا:

> ''ہمیں یہ خوف ہے کہ یہ شخص ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں ڈالے گا ـــــ انہیں قرآن پاک پڑھنے سے منع کر دو ـــــ اگر یہ بات مان لیں کہ اپنے رب کی عبادت اپنے مکان میں کرلیا کریں تو ٹھیک ہے ـــــ لیکن اگر وہ انکار کریں اور قرآن پڑھنے پر قائم رہیں تو تم نے جو امان دینے کا عہد کیا' اسے توڑ دیا جائے ـــــ لیکن ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تیرے عہد کو توڑ ڈالیں۔''

ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشرکین کے کہنے کے مطابق گفتگو کی ـــــ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا:

> ''میں تیرے جوار کو تیری طرف پھیر دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے جوار کے ساتھ راضی ہوں۔'' ۲۱۵

مشرکین کے معاہدہ کا نقض:

نو یا دس سنہ میں مشرکین نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے درمیان جو معاہدہ لکھ دیا تھا' وہ اس کے نقض پر آمادہ ہوئے ـــــ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے مطلع فرما دیا کہ قطع رحم اور ظلم (معاشرتی مقاطعہ) سے جو کچھ اس

---

۲۱۴ امام ابو جعفر طبری علیہ الرحمہ نے اپنی جلالت قدر اور وسعت علم اور نظر میں شدت ساعد کے ساتھ اس معنی کی طرف قاضی عیاض اور ابن العربی سے سبقت کی ہے اور اس معنی کو درست سمجھا ہے۔

۲۱۵ اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

معاہدہ میں لکھا تھا' سب دیمک نے کھا لیا ہے ـــــ اس میں فقط اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہی محفوظ رہا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین سے بیان فرمایا ـــــ انہوں نے وہ معاہدہ جو کعبہ میں لٹکایا گیا تھا' حضور کے ارشاد کے مطابق دیکھا تو ایسا ہی پایا جیسے کہ ارشاد فرمایا تھا ـــــ یہ واقعہ نبوت کے دسویں سال کا ہے۔

ابوطالب کے اسلام میں اختلاف:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابو طالب نے ستاسی (۸۷) سال کی عمر میں وفات پائی ـــــ یہ نبوت کے دسویں سال کا نصف شوال تھا ـــــ اس وقت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک انچاس برس آٹھ ماہ گیارہ دن تھی ـــــ اور آپ کی ہجرت سے تین سال قبل یہ سانحہ ہوا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوطالب سے ان کی وفات کے وقت فرمایا:

''اے چچا کلمہ لا الہ الا اللہ کہو ـــــ یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے ساتھ قیامت کے دن میں تمہارے لیے اپنی شفاعت کو حلال کر دوں گا (یعنی آپ کے کلمہ پڑھنے کی گواہی دوں گا۔)

ابو طالب نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرے کلمہ کہنے پر حرص ہے تو کہنے لگے:

''واللہ بھتیجے! اگر قریش کا خوف نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ میں نے موت کے خوف سے کلمہ پڑھا' میں آپ کو خوش کرنے کے لیے ضرور کلمہ پڑھ لیتا لیکن قریش کے خوف سے نہیں پڑھوں گا۔''

ابوطالب سے جب موت قریب ہوگئی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کی طرف دیکھا' وہ اپنے دونوں ہونٹ ہلا رہے تھے ـــــ انہوں نے اپنا کان ابو طالب کی طرف جھکا دیا اور سن کر کہا:

''واللہ بھتیجے! میرے بھائی نے وہ کلمہ پڑھ لیا جس کے لیے آپ انہیں اصرار کر رہے تھے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں نے ابو طالب سے نہیں سنا۔''

ابن اسحٰق نے لکھا کہ ابوطالب اپنی موت کے وقت مسلمان ہو گئے ۲۱۶ ـــــ اس کا جواب اس وقت دیا گیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کی شہادت اپنے اسلام لانے کے بعد دی ہوتی تو قبول ہوتی ـــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کے ساتھ وہ شہادت رد نہیں کی جاتی کہ میں نے ابو طالب سے کلمہ نہیں سنا۔

اس لیے کہ شاہد عادل جس وقت کہے کہ میں نے سنا ـــــ اور وہ شخص جو شاہد عادل سے زیادہ عادل ہو' اس نے کہا' میں نے نہیں سنا ـــــ تو جس نے سنے کو ثابت کیا ہے' اس کے قول پر عمل ہوگا لیکن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کے کلمہ پڑھنے کی اپنے مسلمان ہونے سے پہلے شہادت دی ہے' باوجود اس کے کہ صحیح حدیث نے ابوطالب کی وفات کو کفر اور

---

۲۱۶ اس کو بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل میں یونس بن بکیر کے طریق سے ابن اسحٰق سے یوں روایت کیا ہے کہ ہم سے عباس نے، عبداللہ بن معبد بن عباس سے، انہوں نے اپنے بعض اہل سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔

Marfat.com

شرک پر ثابت کیا ہے۔

صحیح بخاری میں سعید بن المسیب کی حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ ابوطالب نے ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ ایسے لوگوں کی موجودگی میں جو آخری بات کہی' وہ یہ تھی کہ:

''وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے۔''

اور ابوطالب نے اس امر سے انکار کیا کہ **لا الٰہ الا اللہ** کہیں ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا:

''میں تمہارے لیے ضرور استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے تمہاری مغفرت چاہنے سے منع نہ کر دیا جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

وماکان النبی والذین امنوا ان یستغفرو المشرکین ولو کانوا اولی قربی

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ فرمایا:

انك لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء

اور اس طور پر بھی جواب دیا گیا ہے کہ ابوطالب اگر کلمہ توحید پڑھ لیتے تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ان کی مغفرت چاہنے سے منع نہیں کرتا ـــــ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ ابوطالب:

- آپ کے ساتھ مراعات کرتے تھے اور
- آپ کو نصرت دیتے تھے اور
- آپ کے لیے دشمنوں پر غضب کرتے تھے ـــــ

کیا یہ امور مرنے کے بعد ان کو نفع دیتے ہیں؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''بے شک یہ امور ان کو نفع دیتے ہیں ـــــ میں نے ان کو شدید عذاب دوزخ میں پلایا' میں نے ان کو ہلکے عذاب کی طرف نکال دیا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب دوزخ کے اسفل طبقہ میں ہوتے۔''

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

''یقین ہے میری شفاعت ابوطالب کو قیامت کے دن نفع دے گی ـــــ وہ ضحضاح دوزخ میں کیے جائیں گے' ان کے دونوں ٹخنوں تک وہ آگ پہنچے گی جس سے ان کا دماغ جوش مارے گا۔'' ۲۱۷

۲۱۷ ضحضاح ۔اس قدر پانی جو آدمی کے ٹخنوں تک پہنچے ـــــ آگ کے لیے اس آتش دوزخ سے استعارہ کیا گیا ہے یعنی جیسے قلیل پانی ٹخنوں تک پہنچتا ہے۔ ویسے ہی دوزخ کی آگ ابوطالب کے ٹخنوں تک پہنچے گی۔

Marfat.com

اور ابن اسحٰق کی روایت میں یہ زائد ہے کہ:

''ابوطالب کا دماغ اس آگ سے جوش مارے گا یہاں تک کہ ان کے دونوں قدموں پر بہے گا۔''

حکمت الٰہی میں جیسے فکر ونظر کرتے ہیں' سہیل نے اس قسم کی فکر سے اللہ پاک کی حکمت اور عمل کی جزا کی مشابہت میں یہ کہا ہے کہ:

''ابوطالب ہمہ تن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ناصر تھے ــــ یعنی (آپ کی نصرت کیلئے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کرتے تھے) ــــ لیکن عبدالمطلب کی ملت پر ثابت قدم تھے' انہوں نے مرتے دم اس کا اقرار کیا ــــ للہذا اللہ تعالیٰ نے عذاب کو خاص کر ان کے دونوں قدموں پر مسلط کیا' اس لیے کہ ابوطالب نے اپنے دو قدموں کو خاص کر اپنے باپ دادا کی ملت پر ثابت قدم رکھا تھا ــــ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔''۲۱۸

ابوطالب کی پیشین گوئی:

ابوطالب پر جب موت طاری ہوئی تو انہوں نے سرکردہ قریش کو اپنے پاس بلایا اور انہیں وصیت کی اور ان سے خطاب کر کے کہا:

''اے گروہ قریش! تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہو ــــ میں تمہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ خیر کرنے کی وصیت کرتا ہوں' اس لیے کہ محمد:

- قریش میں امین ہیں۔
- عرب میں بڑے صادق ہیں۔

اور جن باتوں کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کل باتوں کے جامع ہیں (یعنی جتنے اعلیٰ خصال تم میں فرداً فرداً پائے جاتے ہیں' وہ سارے آپ میں جمع ہیں۔) ــــ اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ایسا امر لائے ہیں جسے دل نے تو قبول کر لیا ہے لیکن تمہاری دشمنی کی وجہ سے زبان نے انکار کیا ہے ــــ

اللہ کی قسم! عرب کے فقیر' اہل بادیہ' ضعیف لوگ اور اردگرد کے رہنے والوں نے' میں دیکھ رہا ہوں' محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کر لی ہے ــــ اور آپ کے کلمہ کی تصدیق کی ہے ــــ اور آپ کے امر کی تعظیم کی

---

۲۱۸ قرانی کی شرح تنقیح میں ہے کہ کفار چار قسم کے ہیں ــــ ان میں سے اس شخص کا ذکر کیا ہے جو بظاہر اور بباطن ایمان لایا ہے اور بے اعتباری و بے عملی کے باعث کافر ہوا ہے جیسے کہ ابوطالب ــــ ابوطالب کہتے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ میرا بھتیجا حق کہتا ہے، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے اسلام پر شرم دلائیں گی تو آپ کا اتباع ضرور کرتا ــــ ابوطالب کہتے ہیں:

لقد علموا ان ابننا لا مکذب　　یقینا ولا یعزی بقول الا باطل

یعنی قریش کو پتہ ہے کہ ہمارا فرزند جھوٹ نہیں کہتا اور جھوٹی بات کی طرف اسے کوئی نسبت کرتا ہے ــــ ابوطالب کا یہ کہنا تصریح باللسان اور اعتقاد بالجنان ہے۔ بغیر اس کے ابوطالب نے بے عملی نہیں کی۔

Marfat.com

ہے۔۔۔۔ آپ نے ان لوگوں کو غمرات موت میں گھسا دیا ہے (یعنی وہ لوگ جنگ کرنے اور دشمنوں پر فتح پانے کے بعد)۔۔۔۔ قریش کے رئیس اور صنادید ادنیٰ درجہ کے ہو گئے ہیں۔۔۔۔ قریش کے مکانات ویران ہو گئے ہیں جبکہ ان لوگوں کے ضعیف اشخاص بادشاہ ہو گئے ہیں۔۔۔۔

قریش کے جو لوگ آپ پر آج اعظم ہیں' وہ اس وقت آپ کی طرف زیادہ حاجت مند ہو گئے ہیں۔۔۔۔ اور جو لوگ آپ سے زیادہ دور تھے' وہ قریش کی نسبت آپ کے نزدیک زیادہ نصیب والے ہو گئے ہیں۔۔۔۔ عرب نے آپ کے لیے اپنی دوستی کو خالص کر لیا ہے۔ اپنے دلوں کو آپ کے اخلاص اور محبت میں زیادہ صفا کر لیا ہے اور آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہیں۔

اے گروہ قریش! تم آپ کے لیے خادم اور ناصر ہو جاؤ اور آپ کے گروہ کے حامی بن جاؤ۔۔۔۔ واللہ!

- جو شخص آپ کے راستہ پر چلے گا' وہ ہدایت پائے گا اور
- جو آپ کی سیرت اختیار کرے گا' وہ سعادت پائے گا۔

اگر میرے نفس کے لیے کچھ مدت ہوتی۔۔۔۔ اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں ضرور آپ کو فتنوں سے بچاتا اور آفتوں کو آپ سے ضرور دفع کرتا۔"

اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔[۲۱۹]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غم کا سال (عام الحزن)

بعثت کے دس سال بعد آپ کی دو عزیز القدر ہستیاں آپ سے جدا ہو گئیں۔۔۔۔ جن کے دم قدم سے آپ کو قریش کے مقابل بڑا سہارا تھا۔۔۔۔ رمضان کے مہینے میں پہلے ابوطالب نے وفات پائی۔۔۔۔ پھر ان کے تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال فرمایا کرتے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ سے پچیس سال ساتھ رہا۔۔۔۔ ان کے وصال کے چند دن بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ کے ساتھ شادی کی۔

طائف کا سفر:

نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں چند راتیں رہ گئیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے تین ماہ بعد آپ طائف تشریف لے گئے۔ اس لیے کہ ابوطالب کے انتقال کے بعد قریش نے آپ کو اذیت پہنچائی۔ اس وقت آپ کے ساتھ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

---

۲۱۹ ابوطالب کی اس گفتگو سے ان کی فراست جھلک رہی ہے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا شروع ہی سے کس حد تک اندازہ کیا ہے۔۔۔۔ اور جیسے انہوں نے اظہار خیال کیا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طائف میں ایک ماہ قیام فرمایا۔ ایک روایت میں دس یوم ہے ـــــ آپ نے بنی ثقیف کے اشراف کو اسلام کی دعوت دی ـــــ انہوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی ـــــ بنی ثقیف نے کمینوں اور غلاموں کو آپ پر مسلط کر دیا ـــــ یہ ذلیل لوگ آپ کو برا کہتے تھے ـــــ موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے کہ ان لوگوں نے آپ کے پاشنوں پر پتھر مارے ـــــ اور یہاں تک خون بہا کہ آپ کے دونوں نعلین مبارک خون آلود ہو گئے ـــــ جس وقت آپ کو پتھر لگتا' آپ اس کے صدمہ سے زمین پر بیٹھ جاتے۔ لوگ آپ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کرتے تھے ـــــ جس وقت آپ چلتے' وہ لوگ پھر پتھر مارتے اور ٹھٹھے کرتے ـــــ ایسے میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بچاتے تھے۔ حتیٰ کہ زید نے پتھر کھائے اور ان کے سر پر جا بجا زخم ہو گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم سے پوچھا:

''کیا یوم احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر آیا ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے تمہاری قوم قریش سے جو کچھ دیکھا' وہ بیان سے باہر ہے ـــــ اور اس سے زیادہ سخت وہ موقع تھا جو میں نے بنی ثقیف سے یوم عقبہ میں دیکھا۔۲۲۰ جب میں نے اپنے نفس کو ابن عبد یالیل بن کلال کے سامنے پیش کیا اور جس چیز کے لیے میں نے ارادہ کیا تھا' اس نے مجھے جواب نہیں دیا (یعنی نہ نصرت دی اور نہ ہی اسلام قبول کیا) ـــــ میں حیرت کی حالت میں ایسا غمگین چلا گیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں ـــــ میں اس حالت سے سنبھل نہیں پایا' اس وقت میں مقام قرن الثعالب میں تھا ـــــ

وہاں میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو اچانک میں نے ایک ایسے بادل کو پایا جس نے مجھ پر سایہ کیا تھا' میں نے دیکھا تو وہاں جبرئیل علیہ السلام تھے ـــــ جبرئیل نے مجھے آواز دی اور کہنے لگے:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سنی اور جو شے انہوں نے آپ پر رد کی ہے' اسے بھی سنا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے تاکہ جس شے کے لیے آپ چاہیں' حکم فرمائیں ـــــ ''

پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے آواز دی اور سلام کیا اور کہنے لگا:

''یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا بیان سنا ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں ـــــ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے ارادے کے مطابق حکم فرمائیں ـــــ اگر آپ چاہیں تو میں ان دو پہاڑوں جبل ابوقبیس اور جبل قیقعان کو ان لوگوں پر آپس میں ملا دوں (تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں)۔''

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑوں کے فرشتے سے فرمایا:

''نہیں! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے انہیں پیدا فرمائے گا جو اکیلے رب کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ

---

۲۲۰ یوم عقبہ سے وہ واقعہ مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو طائف میں عقبہ کے مقام پر عبد یالیل کے ساتھ تکلیف اٹھانے کا موقع آیا ـــــ نہ کہ عقبہ منیٰ مراد ہے۔

Marfat.com

کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔''

عداس نصرانی کا قبول اسلام:

عبدیالیل ـــــ ابن عبد کلال کا بھائی تھا۔ اہل طائف جو بنی ثقیف سے تھے ان کے اکابر سے تھا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اہل طائف سے واپس تشریف لائے تو راستہ میں ایک باغ کے پاس سے گزرے۔ یہ باغ عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے دونوں بیٹوں کا تھا۔ وہ دونوں اس وقت باغ میں تھے ـــــ بنی ثقیف کے مکروہ رویئے سے ان دونوں کے دل میں رحم آیا اور انہوں نے آپ کی خدمت میں اپنے غلام عداس نصرانی کے ہاتھ انگور بھجوائے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انگور کا خوشہ اٹھایا تو بسم اللہ کہا' پھر انگور کھائے ـــــ عداس نے آپ کا چہرہ مبارک بڑے غور سے دیکھا' پھر کہا:

''واللہ! یہ وہ کلام ہے جسے اس شہر کے رہنے والے نہیں کہتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عداس سے پوچھا:

''تم کس شہر کے رہنے والے ہو' تمہارا دین کیا ہے؟''

عداس نے بتلایا:

''میرا دین نصرانی ہے' میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم مرد صالح یونس بن متی کے علاقے سے ہو؟''

عداس نے حیرت سے کہا:

''آپ کو اس کا علم کیونکر ہوا؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یونس علیہ السلام میرے بھائی ہیں اور وہ میری طرح نبی ہیں۔''

یہ سن کر عداس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہاتھوں اور سر مبارک اور دونوں پاؤں پر جھک پڑا اور انہیں بوسے دیتا تھا ـــــ اور یوں عداس مسلمان ہو گیا۔

جنوں کا واقعہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب طائف سے واپس تشریف لائے تو مقام نخلہ میں رات میں قیام فرمایا۔ مقام نخلہ مکہ معظمہ سے ایک رات کے فاصلہ پر ہے ـــــ قیام کی رات میں آپ نے نماز میں بعض قرآن پاک پڑھا:

- اول رکعت میں سورہ اقراء۔
- دوسری رکعت میں سورہ الرحمٰن اور

Marfat.com

✪ تیسری میں سورہ حٰمٓ پڑھی۔

اللہ تعالیٰ نے جنوں میں سے سات اشخاص کو جو نصیبین کے رہنے والے تھے (نصیبین ملک شام کا ایک شہر ہے) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف پھیر دیا ـــــــ

صاحب الروض نے ابن درید سے ان سات جنوں کے نام لکھے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تھے:

✪ منشی ✪ ناشی ✪ شاصر ✪ ماضر

✪ الاحقب ✪ عمرو بن جابر ✪ وسرق

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جنوں نے قرآن پاک سنا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ "خاموش ہو جاؤ" ـــــــ پھر اللہ تعالیٰ نے واذا صرفنا الیك نفرا من الجن یستمعون القرآن .... نازل فرمایا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو لیلۃ الجن میں جس شے نے خبر دی تھی وہ ایک درخت تھا (یہ معجزہ ہے) ـــــــ جنوں نے آپ سے زاد کے بارے میں پوچھا ـــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"ہر وہ ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا مبارک نام ذکر کیا جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ لگے تو جتنا گوشت اس پر تھا' تم اس سے زیادہ پاؤ گے ـــــــ یہی تمہارا زاد ہے۔ ۲۲۱

اور ہر ایک مینگنی تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔"

اس بار جنوں نے قرأت سماعت کی تھی ـــــــ پھر اپنی قوم کی طرف پلٹ کے چلے گئے ـــــــ اس کے بعد گروہ کے طور پر ایک قوم ـــــــ ایک قوم کے بعد اور ایک فوج ـــــــ ایک فوج کے بعد آپ کے پاس جن آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن وحی سنا کرتے تھے۔ ایک کلمہ سنتے اور دس کلمے میں زیادہ کر دیتے تھے ـــــــ جو کلمہ انہوں نے سنا ہوتا تھا' وہ حق ہوتا تھا اور جن کلموں کو وہ زیادہ کر دیتے تھے' وہ باطل ہوتے تھے ـــــــ اس سے پہلے جنوں کو ستارے نہیں مارے جاتے تھے' لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعثت فرمائی تو جنوں کا آسمان پر کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ انہیں آگ کے شعلے مارے جاتے جس جن کو شعلے کا جتنا حصہ پہنچتا' وہ اسے جلا دیتا تھا ـــــــ اس نئی تبدیلی کی انہوں نے ابلیس لعین سے شکایت کی۔ اس لعین نے کہا:

"یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں' ضرور کوئی عظیم امر اس حادثے کا سبب ہے۔"

ابلیس لعین نے اپنے لشکروں کو چاروں طرف بھیجا ـــــــ ان میں سے کچھ شیاطین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مقام نخلہ کے دو پہاڑوں کے درمیان ایسے حال میں پایا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے ـــــــ انہوں نے جا کر ابلیس کو خبر کی۔ اس لعین نے کہا:

---

۲۲۱ زاد سے مراد وہ کھانا ہے جو انسان کے کھانے سے بچ رہے ـــــــ یا ایک قسم کے کھانے سے مراد ہے جیسے انسان کے لیے حلال و حرام اشیاء معین ہیں، اس سوال سے پہلے شاید جنوں کو جو ملتا ہوگا، کھا لیتے ہوں گے ـــــــ یا انسان کا وہ کھانا کھا لیتے ہوں گے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جاتا ہوگا۔

Marfat.com

"یہ وہ حادثہ ہے جو روئے زمین پر ہوا ہے۔" ۲۲۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طائف سے واپسی پر ایک درخت کے سایہ میں آرام فرمایا۔۔۔۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہاں نوافل کے بعد آپ نے یہ دعا مانگی:

اللهم اليك اشكو ضعف قوتي وقلة حيلتي وهواني على الناس يا ارحم الراحمين انت ارحم الراحمين وانت رب المستفضعفين الیٰ من تكلني الى عدو بعيد يتجهني ام الى صديق قريب ملكته امرى ان لم تكن غضبانا الى فلا ابالي ان مافيتك اوسع لي اعوذ بنور وجهك الذى اضاء ت له السموٰت واشرقت له الظلمات وصلح عليه امر الدنيا والاخرة ان ينزل بي غضبك اويحل بي سخطك لك العتبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة الا بك

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں مطعم بن عدی کے جوار میں داخل ہوئے۔

کیا معراج ربیع الاول میں ہوئی؟

امام زہری علیہ الرحمہ نے حکایت کیا ہے کہ معراج کا یہ واقعہ رسالت پر مبعوث ہونے کے پانچ سال بعد تھا۔۔۔۔ ماہ ربیع الاول میں آپ کو روح اور جسم کے ساتھ بیداری میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج ہوئی۔۔۔۔ پھر اقصیٰ سے ساتوں آسمان کے اوپر تک تشریف لے گئے۔۔۔۔ اور اپنے رب کو اپنے سر کی دو آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی' وہ یہ کہ آپ پر پانچ نمازیں فرض کیں۔۔۔۔ پھر آپ اپنی اسی رات میں مکہ میں پلٹ آئے۔۔۔۔ آپ نے اس واقعہ کے بارے میں لوگوں کو بتایا۔۔۔۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے۔ انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔۔۔۔ کفار نے آپ کی تکذیب کی۔۔۔۔ کفار نے آپ سے بیت المقدس کا وصف پوچھا۔۔۔۔ بیت المقدس جس صورت پر تھی' اللہ تعالیٰ نے آپ کے روبرو پیش کر دیا۔ آپ اس کی طرف دیکھتے اور کفار سے اس کی تعریف بیان کرتے جاتے تھے۔

زہری سے قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اسے نقل کیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات بعثت کے دس سال بعد ماہ رمضان میں ہوئی۔ یہ بات غلط ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے ساتھ نماز فرض ہونے کے بعد نماز پڑھی ہے۔۔۔۔ آپ کی وفات معراج سے پہلے ہوئی جبکہ نماز آپ کی وفات کے بعد فرض ہوئی۔۔۔۔

ابن حجر کا کہنا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی ہے۔

معراج ہجرت سے کتنا عرصہ پہلے ہوئی؟

اس بارے میں مختلف روایات ہیں:

---

۲۲۲ اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

- معراج ہجرت سے ایک سال پانچ ماہ پہلے تھی ــــ (سدی، طبری، بیہقی)
- معراج ماہ شوال میں تھی۔
- معراج ماہ رجب میں تھی ــــ (ابوعمر یوسف ابن عبدالبر)
- ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی ــــ (امام نووی، ابن سعد)
- ہجرت سے ایک سال تین ماہ پہلے ہوئی یعنی ماہ ذی الحجہ میں ــــ (احمد بن فارس)
- ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی ــــ (ابن اثیر)
- ہجرت سے آٹھ سال دو ماہ پہلے ہوئی ــــ (ابن جوزی)
- ہجرت سے ایک سال دو ماہ پہلے ہوئی ــــ (عبدالبر)
- ہجرت سے پہلے ستر ہ ربیع الاخر میں ہوئی ــــ (حربی امام نووی)
- معراج ربیع الاول میں تھی ــــ (شرح صحیح مسلم)
- معراج ستائیس رجب کو ہوئی ــــ (حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی سرو المقدسی)
- وہ دن جو معراج کی رات سے طلوع کرتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔
- شنبہ کا دن تھا۔
- ابن دحیہ نے کہا ہے کہ انشاء اللہ دوشنبہ کا دن ہوگا تا کہ میلاد، بعثت اور ہجرت اور وفات کے دن کے موافق ہو

اس لیے کہ یہ اطوار انتقالات کے وجود اور نبوت اور معراج، ہجرت اور وفات کی رو سے ہیں۔

قبیلہ اوس اور خزرج کا قبول اسلام:

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے اظہار، اپنے نبی کے اعزاز اور اپنے نبی سے اپنے وعدہ کے وفا کرنے کا جب ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس موسم میں تشریف لے گئے جس میں آپ نے قبیلہ اوس اور خزرج کے انصار سے ملاقات کی تھی ــــ آپ نے اپنے نفس مبارک کو عرب قبائل کے سامنے پیش کیا ــــ جیسا کہ آپ ہر موسم میں اظہار رسالت کے لیے عرب قبائل کے سامنے خود کو پیش فرمایا کرتے تھے ــــ اس دوران آپ ایسی جگہ تشریف فرماتے تھے جو عقبہ جمرہ سے قریب ہے ــــ آپ خزرج کے چند آدمیوں سے ملے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

''تم کون لوگ ہو؟''

انہوں نے بتایا کہ ہم قبیلہ خزرج سے ہیں ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کے لیے فرمایا:

''کیا تم لوگ بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ باتیں کروں!''

انہوں نے کہا کہ بے شک ہم بیٹھیں گے ــــ چنانچہ وہ آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ ان کے سامنے قرآن پڑھا۔

اس وقت ان کے ساتھ اللہ پاک نے یہ مہربانی فرمائی۔ ان لوگوں کے شہروں کے ساتھ یہودیوں کے گھر تھے۔ یہودی اہل کتاب تھے۔ یہودیوں اور اوس وخزرج کے درمیان کوئی تنازعہ ہوتا تو وہ یہود اوس وخزرج کو دھمکایا کرتے۔

''ایک نبی اب مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کا زمانہ آ گیا ہے۔ ہم یہودی اس نبی کا اتباع کریں گے اور اس نبی کے ساتھ رہ کر تمہیں قتل کریں گے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اوس وخزرج کے ان لوگوں سے کلام فرمایا تو انہوں نے یہودیوں کی بیان کردہ صفات میں سے آپ کی صفت کو پہچان لیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا:

''یہ تو وہی نبی ہیں' ایسا نہ ہو کہ آپ کی اتباع میں یہودی ہم پر سبقت لے جائیں۔''

چنانچہ انہوں آپ کی پیش کردہ اسلام کی دعوت کو انہوں نے قبول کر لیا۔ ان میں سے چھ آدمی مسلمان ہو گئے' وہ سب قبیلہ خزرج سے تھے:

- ابو امامہ اسعد بن زرارہ
- عوف بن الحارث بن رفاعہ (وہ ابن عفرا ہیں)
- رافع بن مالک ابن عجلان
- قطبہ بن عامر بن حدیدہ
- عقبہ بن عامر بن نابی
- جابر بن عبداللہ بن ریاب

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''کیا تم میری مدد کرو گے۔ حتیٰ کہ میں اپنے رب کی رسالت کو پہنچا دوں!''

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ ہمارے دنوں سے ایک دن یوم بعاث ۲۲۳ اول سال میں تھا۔ اس دن ہم نے جنگ کی۔ اگر وہی دن آ جائیں اور ہم لوگ جنگ میں پہلی طرح ہوں تو ہم آپ کے حضور حاضر نہ ہو سکیں گے۔ آپ ہمیں اتنی مہلت دیں کہ ہم اپنے قبیلوں کو لوٹ جائیں۔ ہمیں اللہ کریم سے امید ہے کہ ہماری آپس میں اصلاح ہو جائے اور ہم اپنے عشائر کو اسلام کی طرف بلائیں جیسا کہ آپ نے ہمیں اسلام کی طرف بلایا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آپ کے پاس اکٹھا فرما دے گا۔ اگر وہ متفق اللفظ آپ کی رسالت پر ہو جائیں گے اور آپ کا اتباع کر لیں گے تو آپ سے بڑھ کر کوئی غالب و برتر نہ ہوگا۔ اور آپ سے جو وعدہ ہم نے کیا ہے' وہ آئندہ سال کا حج ہے۔''

یہ کہہ کر وہ لوگ مدینہ منورہ کی طرف پلٹ کر چلے گئے۔ ان کے مدینہ جانے کی دیر تھی کہ گھر گھر میں ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہونے لگا۔ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں آپ کی باتیں نہ ہوتی ہوں۔ دراصل

---

۲۲۳ بعاث، بعین مہملہ اور بغین معجمہ دونوں طرح آیا ہے۔ بعاث ایک جگہ کا نام ہے۔ بغاث ایک قلعہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ایک کھیت ہے جو بنی قریظہ کے پاس مدینہ منورہ سے دو میل پر ہے۔ جہاں اوس اور خزرج کی باہم جنگ ہوئی تھی۔

Marfat.com

جو کچھ انہوں نے دیکھا' سنا' اس کا تذکرہ کرتے تھے۔ اس لیے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر چل نکلا ــــ بلکہ کو بہ کو پھیل گیا۔

آئندہ سال حج کا سال تھا ــــ بارہ آدمیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ــــ ان میں سے کا ذکر گزشتہ سطور میں ہو چکا ہے ــــ بقیہ سات مرد یہ تھے جو دولت ایمان سے سرفراز ہوئے:

- معاذ بن الحارث بن رفاعہ
- ذکوان بن عبدالقیس الزرقی ۲۲۴
- عبادہ بن الصامت ابن قیس
- ابوعبدالرحمٰن یزید ابن ثعلبۃ البلوی
- عباس بن عبادۃ بن نضلہ (قبیلہ خزرج سے)
- ابوالہیثم بن الیتہان (بنی الاشہل سے)
- عویم بن ساعدہ

انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عورتوں کی بیعت پر بیعت کی یعنی اس بیعت کے موافق تھی جو فتح مکہ کے وقت اس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ وہ بیعت یہ تھی:

- ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گے۔
- ہم چوری نہ کریں گے۔
- ہم زنا نہ کریں گے۔
- ہم اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔
- ہم ایسا بہتان کسی پر نہ کریں گے جسے ہم اپنی طرف سے گھڑیں گے۔
- معروف میں نافرمانی نہ کریں گے۔
- تنگی اور آسانی دونوں حالتوں میں آپ کا حکم سنیں گے۔
- جو شے نفس کو مسرور کرتی ہے ارو جو شے نفس کو مکروہ لگتی ہے یعنی ہر ایک امر و نہی اور آسانی' دشواری میں ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار رہیں گے۔
- آپ جس شے کو اپنے نفس مبارک کے لیے اختیار فرمائیں گے۔ ہم اس شے سے راضی رہیں گے اور اپنے نفوس کے لیے ہم وہ شے نہ چاہیں گے۔
- آپ جس کسی کو ملک یا حکومت دیں گے' ہم اس سے جھگڑا نہ کریں گے۔
- ہم جس جگہ ہوں گے' وہاں حق کا اعتراف کریں گے۔
- اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ہم خوف نہ کریں گے۔

ان امور کی بیعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۲۲۴ ذکوان نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ معظمہ میں کوچ کیا تھا ــــ اور آپ ہی کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ذکوان مہاجر انصاری ہیں۔ آپ جنگ احد میں شہید ہوئے۔

Marfat.com

"اگر تم اس عہد کو وفا کرو گے تو اللہ کے فضل سے تمہارے لیے جنت ہے ـــــ اور جو شخص ان امور کے خلاف کرے گا تو اس کا امر اللہ کی طرف سے سپرد کیا گیا ہے ـــــ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس کے بدلے اپنے عدل سے اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے معاف فرما دے گا۔"

جس دن ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی' اس دن کفار اور مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کو قتال فرض نہیں کیا گیا تھا ـــــ پھر یہ لوگ مدینہ کی طرف پلٹ کے چلے گئے ـــــ

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر کیا ـــــ جو لوگ ایمان لائے تھے' اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں انہیں جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے ـــــ اوس اور خزرج نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا:

"آپ اس شخص کو ہمارے پاس بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن پاک پڑھا دے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس بھیج دیا۔

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ مدینہ کے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھا دیں ـــــ اس وقت چالیس مرد تھے ـــــ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر انصار سے کثیر لوگ مسلمان ہوئے ـــــ انصار میں سے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر مسلمان ہوئے تو ان کے اسلام لانے سے بنی عبدالاشہل کے جمیع مرد اور عورتیں ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئیں ـــــ سوائے اصیرام کے جو عمرو بن ثابت بن وقش ہیں' انہوں نے یوم احد تک تاخیر کی ـــــ پھر وہ یوم احد میں مسلمان ہو گئے اور احد میں شہید ہو گئے ـــــ اتفاق سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ بھی نہیں کیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اصیرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا:

"اصیرام اہل جنت سے ہیں" سبحان اللہ!

کتنے کمال کی بات ہے کہ بنی عبدالاشہل میں نہ کوئی مرد منافق تھا اور نہ کوئی عورت منافقہ تھی' سبھی خالص مخلص تھے' یہ محض رب کریم کا فضل وکرم ہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عقبہ ثالث میں آئندہ سال ماہ ذی الحج ایام تشریق کے درمیان ستر مرد آئے۔ ان آنے کی تعداد سے متعلق اور بھی روایات ہیں:

- ستر پر ایک یا دو مرد زیادہ تھے اور دو عورتیں تھیں ـــــ (ابن سعد)
- تہتر (۷۳) مرد اور دو عورتیں تھیں ـــــ (ابن اسحاق)
- پچھتر (۷۵) نفوس تھے ـــــ (حاکم)

لیلۃ العقبہ میں ان میں سے سب سے پہلے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی' ان سے متعلق مختلف آراء ہیں:

- براء ابن معرور
- ابوالہیثم
- اسعد بن زرارہ

Marfat.com

انہوں نے اس شرط پر بیعت کی کہ:

- وہ لوگ دین کے دشمنوں سے آپ کی حفاظت کریں گے۔ جیسے وہ اپنی بیوی بچوں کو دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔
- احمر و اسود (یعنی عرب اور عجم یا جن وانس) سے جنگ کریں گے۔ قتال (جنگ) کی اجازت کے لئے پہلی جو آیت کریمہ نازل ہوئی' ان کے بارے دو روایتیں ہیں:
- وہ اذن للذین یقاتلون ہے۔
- وہ ان اللہ اشتری من المومنین .... ہے (اکلیل)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بارہ نقیب مقرر فرمائے ــــــ ارشاد باری ہے: وبعثنا فیھم اثنی عشر نقیبا ۲۲۵

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں دس سال تک قیام فرمایا ــــــ ہر سال حج کے موسم میں لوگوں کو ان کے ٹھہرنے کی جگہ مقام منیٰ وغیرہ میں تلاش کرتے اور ارشاد فرماتے:

''کون شخص مجھے ٹھکانا دے گا ــــــ کون شخص میری نصرت کرے گا تاکہ میں اپنے رب کی رسالت کو پہنچا دوں ــــــ جو شخص ایسا کرے گا' اس کے لیے جنت ہے۔''

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یثرب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ــــــ

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ:

''جس وقت میں تمہارے پاس یثرب میں آؤں تم میری نصرت کرنا ــــــ اور تم میری اس طرح سے حفاظت کرنا جس طرح تم اپنے بیوی بچوں کی دشمنوں سے حفاظت کرتے ہو ــــــ اور اس کے بدلے میں تمہارے لیے جنت ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس رات کو عقبہ میں اس لیے حاضر ہوئے کہ یثرب والوں سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عہد کی مضبوطی کریں اور ان سے وعدہ و تاکید کریں ــــــ حضرت عباس تاحال مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ اپنی قوم کے دین پر تھے ــــــ انہوں نے اہل یثرت سے کہا:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں میں جس مقام پر ہیں' تم نے دیکھ لیا ہے ــــــ ہم نے آپ کو اپنی قوم کے ساتھ بچایا ہے ــــــ آپ اپنی قوم میں عزت سے ہیں اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں ــــــ آپ نے انکار کیا مگر تمہارے ہاں رہنا اختیار فرمایا ہے ــــــ

اگر تم غور کرو کہ تم نے جس شے کی طرف بلایا ہے' اس کی وفا کرو گے اور جو شخص آپ سے خلاف کرے تو اس سے آپ کی حفاظت کرو گے تو تمہیں اختیار ہے کہ جس شخص کا تم نے بار اٹھایا ہے۔

۲۲۵ نقیب سے مراد متکفل امور ہے۔

Marfat.com

لیکن اگر آپ کے خروج کے بعد تم آپ کو دشمن کے حوالے کر دو گے یا آپ کو چھوڑ دو گے تو بہتر یہی ہے کہ آپ کو ایسے ہی چھوڑ جاؤ۔۔۔۔ اس وقت آپ بڑی عزت میں ہیں اور اپنی قوم میں سب آفتوں سے محفوظ ہیں اور (سب سے بڑھ کر) اپنے شہر میں ہیں"۔

اہل یثرب نے کہا:

"جو کچھ آپ نے کہا' ہم نے اسے سن لیا ہے' (آپ اطمینان رکھیں)"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے جس شے کو اپنے رب اور اپنے نفس کے لیے دوست رکھا ہے' آپ سے اختیار فرمائیں۔"

صحابہ کرام کی مدینے کو ہجرت:

لیلۃ العقبہ میں اہل یثرب نے جو بیعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی' پوری ہوگئی۔۔۔۔ یہ بیعت کفار قریش سے مخفی رکھی گئی۔۔۔۔ جولوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' آپ نے انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے حکم فرمایا۔

وہ لوگ تنہا بھی اور گروہ بھی مکہ معظمہ سے نکلے۔۔۔۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں اس انتظار میں مقیم رہے کہ کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکہ سے ہجرت کے لیے حکم آجائے۔

جب صحابی نے سب سے پہلے مکہ سے مدینہ کے لیے ہجرت کی وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ بیعت عقبہ سے ایک سال پہلے چلے گئے تھے۔ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے مکہ معظمہ میں آئے تھے۔۔۔۔ اہل مکہ نے ان کو ایذا پہنچائی۔۔۔۔ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب انصار کے اسلام قبول کرنے کی خبر پہنچی تو آپ انصار کی طرف چلے گئے۔۔۔۔

ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی لیلیٰ۔۔۔۔ پھر عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما' پھر اور مسلمان گئے۔۔۔۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بھائی حضرت زید اور عباس بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیس شتر سواروں میں گئے۔ مدینہ منورہ میں آئے اور عوالی میں اترے۔۔۔۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کو گئے۔۔۔۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص باقی نہ رہا' سوائے حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کو ہجرت:

ابن اسحٰق اور مغلطائی نے لکھا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کے لیے کثرت سے اجازت چاہتے تھے (اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر جانا بھی نہیں چاہتے تھے)۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے:

Marfat.com

''تم جلدی نہ کرؤ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی ہمراہی پیدا فرمادے۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دل کی گہرائیوں سے یہ آرزو کرتے تھے کہ وہ ہمراہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں۔

پھر قریش دارندوہ میں جمع ہوئے۔ ان کے ساتھ ابلیس لعین ایک نجدی بوڑھے کی صورت میں موجود تھا۔۲۲۶۔۔۔۔ دارندوہ ۲۲۷ میں حالات کی تازہ ترین صورتحال ان کے پیش نظر تھی:۔۔۔۔

- مسلمانوں کی شبانہ روز بڑھتی ہوئی طاقت'
- اسلام کا تیزی سے دل میں گھر کرنا
- مسلمانوں کا مکہ سے ان کی پہنچ سے باہر ہوتے جانا

ان سب امور پر صلاح مشورہ جاری تھا۔۔۔۔ آخرکار قریش کی آراء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر جمع ہو گئیں۔۔۔۔ اس اتفاق رائے کے بعد وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے کہا:

''آج رات آپ ہجرت فرما جائیں۔۔۔۔ اور آج رات اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں۔''

جب رات ہوگئی تو قریش آپ کے مکان پر دروازہ پر جمع ہو گئے اور اس انتظار میں تھے کہ آپ سو جائیں تو پھر آپ پر حملہ کریں۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبز چادر اوڑھ لی اور آپ کے بستر مبارک پر سو رہے۔۔۔۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اول شخص ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو اللہ کے لیے بیچ کیا اور اپنی جان پیش کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بچایا۔۔۔۔ حضرت علی اس بارے میں فرماتے ہیں:

وقيت بنفسي خير من وطى الثرىٰ　　ومن طاف بالبيت العتيق وبالحجر

''یعنی میں نے اپنے نفس کے ساتھ اس شخص کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں کا خیر ہے اور ان لوگوں کا خیر ہے جنہوں نے بیت عتیق کا طواف کیا ہے اور حجر کا طواف کیا ہے''

رسول اهه خاف ان بمكر وابه　　فنجاه ذو الطول الا له من المكر

---

۲۲۶ ابلیس لعین نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش میں صلاح ومشورے کے لیے نجدی بوڑھے کا بہروپ اختیار کیا۔۔۔۔ احادیث کتب سیر میں ابلیس لعین کا نجدی بہروپ اختیار کرنا نجدیوں کے منفی کرداروں کی سمت متعین کرتا ہے۔
ابلیس لعین کی موجودگی کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ قریش نے آپس میں کہا تھا کہ اہل تہامہ سے کوئی شخص ہمارے ساتھ صلاح مشورے میں شامل نہ ہو اس لیے کہ اہل تہامہ کا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میل ومحبت کا ساتھ ہے، اس لیے ابلیس لعین شیخ نجدی کی صورت میں شریک مشاورت ہوا تھا۔

۲۲۷ دارندوہ قصی بن کلاب کا گھر تھا۔ قریش کسی بھی کام کے لیے دارندوہ ہی میں صلاح ومشورہ کیا کرتے۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو کچھ قریش کرتے، اس کے لیے دارندوہ میں صلاح ومشورہ کرتے تھے۔۔۔۔ ایک ندوہ بھارت میں بھی ہے۔

Marfat.com

''وہ خیر خلائق اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے دین کے دشمنوں سے یہ خوف کیا کہ وہ ان کے ساتھ مکر کریں گے۔۔۔۔ لیکن اب رب کریم نے جو صاحب بخشش وعطا ہے' اس رسول کو دشمنوں کے مکر سے نجات دی''۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصف شب کو سورہ یاسین کی آیت **فاغشینا ھم فھم لایبصرون** پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے۔ آپ نے ان سب کے سروں میں وہ مٹی ڈال دی جو آپ کے دست مبارک میں تھی۔۔۔۔ آپ ان کے درمیان میں سے گزرے لیکن اللہ تعالیٰ نے قریش کو اندھا کر دیا تھا۔ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکے۔۔۔۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے جس جگہ کا آپ نے ارادہ فرمایا تھا۔۔۔۔

اس کے بعد قریش کے پاس ایک شخص آیا جو قریش کے ساتھ نہیں تھا۔ اس نے قریش سے کہا:

''تم لوگ اس جگہ کس کا انتظار کر رہے ہو؟''

انہوں نے کہا:

''ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔''

اس نے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ناکام کر دیا۔۔۔۔ واللہ! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس سے نکل گئے۔۔۔۔ اور پھر تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال دی اور اپنے کام سے چلے گئے۔۔۔۔ تمہاری جو حالت ہے' کیا تم اسے نہیں دیکھتے۔''

یہ سن کر ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور سب نے ہی اپنے سر پر مٹی موجود پائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ قریش میں سے کسی مرد کو کوئی کنکر ہی نہیں لگی اور ان میں سے ہر ایک کو یوم بدر میں قتل کیا گیا کہ وہ کافر تھے (یعنی جو آپ کے قتل کے لیے مامور کیے گئے تھے' انجام کار وہ سب جنگ بدر میں مارے گئے)۔۔۔۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك .... یقتلوك اویخرجوك ۲۲۸

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کے لیے اجازت عطا فرمائی اور یہ بھی فرمایا

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطان نصیرا

یعنی **مدخل صدق** مدینہ منورہ ہے۔۔۔۔ اور **مخرج صدق** مکہ معظمہ ہے۔۔۔۔ معنی یہ ہے کہ مجھے مدینہ میں پسندیدہ طور پر داخل فرما کہ میں کوئی مکروہ امر نہ دیکھوں۔۔۔۔ اور مکہ معظمہ سے مجھے اس طرح سے نکال کہ اپنے دل میں مکہ کے لیے

---

۲۲۸ اس آیہ مبارک میں اہل ندوہ کے مکر کا بیان فرمایا ہے۔۔۔۔ ابوالبختری نے یہ رائے دی تھی کہ آپ کو باندھ ڈالو اور ایک مکان میں بند کر دو۔۔۔۔ ابوجہل لعین نے یہ رائے دی تھی کہ عرب کے تمام قبیلوں سے ایک ایک جوان لے لیا جائے اور وہ سب آن واحد میں آپ پر ایک ہی ضرب لگا دیں۔ آپ کے قتل کے بعد اگر بنی عبدمناف خون کا دعویٰ کریں گے تو دیت دے دی جائے گی۔ ابلیس لعین نے اس رائے سے اتفاق کیا تھا۔۔۔۔ ابوالاسود کی رائے یہ تھی کہ کیوں نہ آپ کو مکہ سے نکال دیں۔

Marfat.com

خیال نہ کروں اور مجھے وہ قوت عطا فرما کہ جس سے تو مجھے اپنے دشمنوں پر کامیابی عطا فرما۔

مدینہ کی طرف ہجرت میں حکمت:

اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینہ میں یہاں تک قیام فرمایا کہ یہیں سے اپنے رب کے پاس انتقال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اس بات کا خیال کیا ہے کہ اشیاء کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب شرف حاصل ہو ـــــ یہ قطعاً خیال نہیں کیا کہ آپ کو اشیاء کے باعث شرف حاصل ہو ـــــ اگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصال تک ہی مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہتے تو یہ وہم کیا جاتا کہ آپ کو مکہ معظمہ کے شرف نے حضرت خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے ساتھ سبقت کی تھی ـــــ لہٰذا اللہ کریم نے یہ ارادہ کیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ظاہر کرے ـــــ اس لیے مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے آپ کو حکم فرمایا۔ جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمایا تو مدینہ نے آپ کی ذات مبارک سے شرف پایا ـــــ حتیٰ کہ اس امر پر اجماع ہے کہ دنیا جہان کی سب جگہوں سے افضل وہ جگہ ہے کہ جس جگہ نے آپ کے اعضائے کریمہ کو ملایا ہے یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ

مکہ سے کب نکلے، مدینہ میں کب تشریف لائے:

اس بارے میں متعدد روایات ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ سے خروج بیعت عقبہ کے تین ماہ بعد تھا یا تین ماہ کے قریب تھا ـــــ (حاکم)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول کے پہلے دن مکہ معظمہ سے نکلے۔ اس صورت پر بیعت عقبہ کے دو ماہ انیس دن بعد آپ کا مکہ معظمہ سے نکلنا ہوگا ـــــ (ابن اسحاق)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے دو ماہ چند راتوں میں بیعت عقبہ کے بعد نکلے ہیں ـــــ (اموی)
- اور کہا ہے کہ آپ عرہ ربیع الاول کو مکہ معظمہ سے نکلے اور ربیع الاول کی بارہ راتیں گزری تھیں کہ مدینہ منورہ تشریف لائے۔
- اس صورت میں آپ پنج شنبہ کے دن مکہ معظمہ سے نکلے ـــــ (فتح الباری)
- متواتر اخبار وارد ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے دوشنبہ کے دن نکلے اور دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں آپ داخل ہوئے ہیں ـــــ (حاکم)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے پنج شنبہ کے دن نکلے ـــــ (محمد بن موسیٰ الخوارزمی)

حاکم اور خوارزمی کے قولوں کو اگر اس طرح جمع کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے پنج شنبہ کے

Marfat.com

دن نکلے ـــــ اور غار سے دوشنبہ کی رات میں نکلے' اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غار میں تین رات قیام فرمایا (شب جمعہ' شب شنبہ اور شب یک شنبہ) اور اثنائے شب دوشنبہ میں نکلے ـــــ

نبوت کے وقت سے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ معظمہ میں قیام کی مدت تیرہ (۱۳) سال ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ابن عباس سے روایت ہے ـــــ البتہ مسلم شریف میں ابن عباس سے پندرہ سال کی روایت ہے ـــــ صحیح تر پہلی ہی روایت ہے۔ اس پر حضرت صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد دلالت کرتا ہے کہ آپ نبوت کے بعد مکہ معظمہ میں تیرہ سال مقیم رہے۔ ۲۲۹

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة　　يذكر لو يلقى صديقا مواتيا

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریش میں تیرہ سال قیام فرمایا۔ لوگوں کو اس شے کی طرف بلاتے تھے جو شے آپ اللہ تعالیٰ سے لائے تھے ـــــ اور لوگوں کے جھگڑوں پر تحمل فرماتے تھے ـــــ کاش! آپ ایسے صدیق کو پاتے جو آپ سے اتفاق کرتا اور اطاعت کرتا ـــــ یا یوں کہہ لیں کہ اگر آپ کسی ایسے صدیق کو پاتے جو آپ کی اطاعت کرتا تو دعوت نبوت آپ کے لیے آسان ہو جاتی۔

ہجرت مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ:

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ لے لیں ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکہ سے جانے کی خبر کی اور یہ فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں۔ آپ کچھ دن مکہ میں ٹھہر جائیں۔ جب لوگوں کی امانتیں لوٹا دیں' تب آپ بھی مدینہ چلے آئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ خلاف معمول اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت میں آپ ہمارے ہاں تشریف نہیں لایا کرتے تھے ـــــ آپ نے ڈھاٹا باندھا ہوا تھا ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں' واللہ آپ ایسے وقت میں کسی عظیم حکم سے تشریف لائے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکان میں آنے کے لیے اجازت چاہی ـــــ آپ اندر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

''میں تمہارے پاس سے جاتا ہوں'' (جیسے کوئی راز کی بات کہنا چاہتے ہوں)

---

۲۲۹ صرمہ بن انس ـــــ یا صرمہ بن قیس ـــــ یا ابن ابی انس بن مالک بن عدی ابی قیس الانصاری النجاری صحابی ہیں ـــــ ان کے اشعار میں حکمت اور وصیتیں ہیں ـــــ بڑے حق بات کہنے والے تھے ـــــ اپنی قوم میں بہت عظیم تھے، مسلمان ہو گئے تھے ـــــ ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:
''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' میرے گھر کے لوگ آپ کے اہل ہیں۔'' ۲۳۰؎
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''مجھے مکہ سے نکلنے کے لیے حکم ہو گیا ہے۔''
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:
''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے ساتھ ہوں۔''
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''ہاں تم میرے ساتھ ہو۔''
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:
''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' میرے سواری کے دونوں اونٹوں میں سے ایک اونٹ آپ لے لیجئے۔''
رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''لیکن میں قیمت کے بدلے لوں گا۔'' ۲۳۱؎

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سفر کے لیے جو شے جلد تیار ہو سکتی تھی' ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تیار کر دی ـــــ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے توشہ راہ تیار کر کے توشہ دان میں بھر دیا ـــــ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمر باندھنے کے کپڑے سے ایک ٹکڑا قطع کیا اور اسے توشہ دان کے منہ پر باندھ دیا تاکہ زاد راہ محفوظ رہے ـــــ اس سبب سے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ''ذات النطاقین'' رکھا گیا ـــــ

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبل ثور کے غار میں پہنچے ـــــ جبل ثور اسفل مکہ میں پہاڑ ہے ـــــ جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے نکلے اور حزورہ میں ٹھہرے۔ آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور بیت اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

---

۲۳۰ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ میرے گھر کے لوگ آپ کے اہل ہیں، وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہو چکا تھا۔

۲۳۱ اگر یہ کہا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت کے بغیر اونٹ کی سواری کیوں قبول نہ فرمائی اور وہ بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اتنا مال صرف کیا تھا جو کہ اونٹ کی قیمت سے کثیر و بیش بہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول بھی فرما لیا تھا ـــــ ہجرت کا معاملہ دوسرا تھا۔ اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کی فضیلت کو کامل کرنا مقصود تھا تاکہ اللہ کے لیے ہجرت اپنی ذات اور اپنے مال سے ہو اور یہ بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سب سے بڑھ کر ہوں۔

Marfat.com

''واللہ اے بیت اللہ! تو اللہ تعالیٰ کی کل زمین سے میرے نزدیک زیادہ دوست ہے ــــ اور تو اے بیت اللہ! اللہ تعالیٰ کی کل زمین سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ دوست ہے ــــ اگر تیرے شہر کے رہنے والے مجھے تجھ سے نہ نکالتے تو میں ہرگز نہ نکلتا۔''۲۳۲

آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کا علم حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل کے سوا کسی کو نہیں ہوا۔ اس لیے آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے سفر کے لیے توشہ تیار کیا تھا ــــ

روایت ہے کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں اس کھڑکی سے نکل کر غار کی طرف تشریف لے گئے تھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی پشت میں تھی ــــ جبکہ قریش نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کھو دیا اور آپ کو مکہ کے گرد ونواح میں تلاش کیا ــــ اور ہر طرف نشان قدم پہچاننے والوں کو آپ کے نشان قدم پر بھیجا ــــ جو شخص ثور کی طرف گیا تھا' اس نے وہاں پر آپ کے قدم مبارک کا نشان پایا۔ وہ اس نشان پر چلتا گیا۔ چلتے چلتے وہ جبل ثور تک پہنچا تو آپ کے قدم مبارک کا نشان منقطع ہو گیا یعنی ثور سے آگے پتہ نہ چلا ــــ قریش پر آپ کا نکل جانا دشوار ہو گیا۔ انہیں صبر نہ رہا اور انعام رکھا کہ جو شخص آپ کو واپس لائے یا آپ کی خبر لائے تو اس کے لیے سو اونٹ انعام ــــ شیخ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے:

ویح قوم جفوا نبیاء بارض الفتہ ضبابھا والظباء

ویح کلمہ ترحم ہے ــــ اس شخص کے لیے کہا جاتا ہے جو مہلکہ میں پڑ جائے اور اس ہلاکت کا مستحق نہ ہو ــــ اس قوم کا بھلا ہو جس نے اپنے نبی پر اس سرزمین میں جفا کی یعنی ایذا پہنچائی کہ آپ کے قتل کے لیے نکل کھڑے ہوئے ــــ وہ زمین وہ ہے جس میں گوہ اور ہرن تک اس نبی سے مانوس تھے (ضب اور ظبی میں معجزوں کی طرف اشارہ ہے) ــــ قوم کا بھلا اس لیے چاہا ہے کہ وہ لوگ آپ کے قرابت دار تھے۔

وسلوہ وحن جذع الیہ وقلوہ ودہ العزباء

اس قوم کے دلوں نے آپ سے نفرت کی۔ حال یہ ہے کہ آپ کے لیے درخت کے تنے نے نالہ وفریاد کی اور قوم کے لوگوں نے آپ سے دشمنی کی ــــ جبکہ غریب لوگوں نے آپ کو دوست رکھا یعنی انصار نے آپ سے محبت اور دوستی کی۔

اخرجوہ منھا وا راہ غارہ رحمتہ حمامۃ ورقاء

وہ قوم آپ اور آپ کے باپ دادا کے وطن سے نکلنے کا سبب ہوئی جبکہ جبل ثور کے غار نے آپ کو ٹھکانہ دیا ــــ اور اس قوم سے آپ کی حمایت ایسے کبوتر نے کی جو ورقاء تھا یعنی جس کا سفید رنگ سیاہی میں مخلوط تھا ــــ اس کبوتر نے آپ کی حمایت کے لیے غار پر انڈے دیئے۔

وکفتہ نبجھا عنکبوت ما کفتہ الحمامۃ الصلاء

---

۲۳۲ یہ وہ درست ترین دلیل ہے جس کے ساتھ مدینہ منورہ پر مکہ معظمہ کی تفصیل کے بارے میں احتجاج کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور مکڑی نے اپنے جالے سے دشمنوں سے آپ کو وہ کفایت کی کہ آپ کو دشمنوں سے حمامه حصلانے کی (حصلا ــــ کثیر پتوں کا درخت' کبوتر کو اس درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے ــــ اس کے پروں کی کثرت کی وجہ سے یہ استعارہ کے طور پر ہے)

روایت ہے کہ ہجرت کے دوران ثبیر پہاڑ نے آپ کو یہ ندا کی:

''آپ مجھ پر سے اتر جائیں ــــ اس لیے کہ مجھے یہ خوف ہے کہ آپ مجھ پر قتل کیے جائیں ــــ اور اس وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ عذاب دے۔''

پھر حرا نے ندا کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ میری طرف تشریف لائیں۔''

قاسم بن ثابت نے ''دلائل'' میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہ ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ غار میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے غار کے در پر راءۃ کو اگا دیا۔۲۳۳ یعنی اس کو اسی وقت اگا دیا۔ گویا جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں تشریف فرما ہوئے تو تین معجزات ہوئے:

- غار کے در پر راءۃ درخت اگا دیا جس نے کافروں کی آنکھوں کو غار سے روک دیا اور وہ نہیں دیکھ سکے۔
- اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا۔ اس نے غار کے منہ پر جالا تن دیا۔
- اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتر بھیج دیئے۔ انہوں نے غار کے منہ پر گھونسلا بنایا اور اس میں انڈے بھی دیدیئے ــــ حرم شریف کے کبوتر انہی دونوں کبوتروں کی نسل سے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے انہیں حمایت کی جزا دی)

قریش کے نوجوان ہر ایک بطن سے لاٹھیاں اور تلواریں لے کر آئے ــــ ان میں سے ایک غار تک آیا۔ اس نے غار کے منہ پر دو جنگلی کبوتر دیکھے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا۔ انہوں نے اسے کہا کہ

''تجھے کیا ہو گیا تو غار میں نہیں گیا' کیا بات ہے؟''

اس نے کہا:

''میں نے غار کے منہ پر دو جنگلی کبوتر دیکھے' ان سے میں نے جانا کہ غار میں کوئی نہیں۔''

ایک اور کافر نے دوسروں سے کہا کہ غار کے اندر داخل ہو ــــ امیہ بن خلف نے کہا:

''غار کی طرف تمہاری حاجت نہیں۔ غار میں بلکہ ایک مکڑی ہے جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی میلاد سے اقدم ہے۔''

وہ آپس میں کہنے لگے کہ:

---

۲۳۳ راءۃ معروف درخت ہے ــــ وہ درخت ام غیلان ہے ــــ ابوحنیفہ دینوری نے لکھا ہے کہ وہ درخت انسان کی قد کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ڈورے ہوتے ہیں اور اس کی سفید کلیاں ہوتی ہیں ــــ اس کے ڈورے اور پھول گل تکیوں میں بھرتے ہیں۔ وہ ایسے ہلکے اور نرم ہوتے ہیں جیسے پرندے کے پر، وہ روئی کی طرح ہوتے ہیں۔

Marfat.com

''اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے ہوتے تو انڈے ٹوٹ جاتے اور مکڑی کا جالا بھی ٹوٹ گیا ہوتا۔''

غور کا مقام ہے کہ لشکروں کے ساتھ قوم سے مقابلہ کرنے میں یہ چیزیں معجزہ ہیں ـــــ آخر درخت نے کیونکر ان کے مطلوب (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر سایہ کیا ـــــ اور کیسے ڈھونڈنے والوں کو حیران کر دیا اور کافر بھٹکتے پھرے ـــــ پھر مکڑی آئی اور اس نے غار کا دروازہ جسے طالب ڈھونڈ رہا تھا' اسے بند کر دیا اور مکان کے چہرے میں وہ فروکش ہوگئی اور اس مکڑی نے وہ کپڑا ایجاد کیا جسے اس نے بنا تھا اور جو کچھ اس نے بنا' اس سے چھپا لیا حتیٰ کہ قائف پر طالب مخفی ہوگئی ـــــ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

والعنکبوت اجادت حوك حلتها فما تخال خلال النسج من خلل

مکڑی نے اپنے حلہ کے بنے میں متانت کی ـــــ اس کی اس متانت سے بنے میں تم خلل نہ پاؤ گے ـــــ اور جالے کے بنے سے مکڑی کو شرف حاصل ہوا ـــــ ابن النقیب نے کیا خوب کہا ہے:

ودود القزان نسجت حریرا یجمل لبسه فی کل شی

ریشم کے کیڑے نے اگر حریر (ریشم) بنا تو حریر (ریشم) کا پہننا ہر ایک حال میں زینت دیتا ہے۔

فان العنکبوت اجل منها بما نسجت علی راس النبی

مکڑی ریشم کے کیڑے سے اس بنے کے سبب زیادہ بزرگ ہے جس کو اس مکڑی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر غار میں بنا ہے۔

روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

''اے میرے اللہ! ان کی بینائیوں کو اندھا کر دے۔''

چنانچہ غار میں داخل ہونے سے ان کی بینائیاں اندھی ہوگئیں اور وہ کفار غار کے دائیں بائیں آ جا رہے تھے لیکن غار میں نہیں آتے تھے۔

قصیدہ بردہ شریف میں واقعہ غار ثور کا ذکر:

اس واقعہ کی طرف صاحب ''بردہ'' نے اشارہ کیا ہے:

اقسمت بالقمر المنشق ان له من قلبه نسبة مبرورة القسم

میں نے شق ہوئے چاند کی قسم کھائی ـــــ چاند کے شق کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر کے شق سے ایک نسبت ہے ـــــ میری وہ قسم پوری ہونے والی ہے۔

وما حوی الغار من خیرو من کرم وکل طرف من الکفار عنه عمٖ

اور میں نے اس شے کی قسم کھائی جو خیر اور کرم سے ہے ـــــ اس خیر کو غار نے جمع کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وآلہٖ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو غار میں نزول فرمایا' آپ کے خیر اور کرم کو غار نے جمع کیا اور میں نے اس کی قسم کھائی اور کفار کی ہر ایک آنکھ اندھی ہوگئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہوں نے نہیں دیکھا

فالصدق فی الغار والصدیق لم یرما　　وهم یقولون ما بالغار من ارم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عین صدق ہیں بلکہ آپ صاحب صدق ہیں ـــــ آپ غار میں تھے اور صدیق بھی غار میں تھے وہاں سے گئے نہیں تھے۔ جو شخص غار کے اردگرد چکر لگاتا' کبوتروں اور مکڑی کے جالے کو تیز نظر سے دیکھتا تھا ـــــ کفار یہ دیکھ کر کہتے تھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

ظنو الحمام وظنو العنکبوت علی　　خیر البریة لم تنسج ولم تحم

کفار نے کبوتر اور مکڑی پر یہ گمان کیا کہ انہوں نے خیر خلائق پر جالا نہیں تنا اور نہ آپ کے اطراف دورہ کیا کہ یہ جنگلی جانور ہیں جو آدمیوں سے بھاگتے ہیں۔

رقایة اللہ اغنت عن مضاعفة　　من الدروع وعن عال من الاطم

حفظ الٰہی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان زرہوں سے جو دوہری کڑیوں کی ہوتی ہیں ـــــ اور ان قلعوں سے جو نہایت بلند ہوتے ہیں اور ان سے تحفظ نفس ہوتا ہے' ان سے بے نیاز کر دیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان کفار میں اندھے پن کی صفت پیدا کر دی۔ جو شے غار میں تھی' وہ اسے دیکھنے سے معذور رہے۔ باوجود اس کے ان کی بینائی سلامت تھی ـــــ اسی لیے انہوں نے گمان کیا:

- کبوتر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اطراف میں دورہ نہ کرے گا۔
- مکڑی بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر جالا نہ بنائے گی۔

سبب یہ ہے کہ دونوں حیوان کبوتر اور مکڑی وحشی ہیں' آبادی سے جہاں آدمی ہوں' مانوس نہیں ہوتے ـــــ جب انہیں کسی انسان کی موجودگی کا حس ہوتا ہے تو فوراً اس سے بھاگ جاتے ہیں ـــــ بدبخت کفار یہ نہیں جان پائے کہ رب قدیر اپنے بندوں میں سے جس کے لیے جس شے کو چاہتا ہے' مسخر کر دیتا ہے ـــــ اور وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی حفاظت جس شے کے ساتھ چاہتا ہے' اس بندے کو اس کی حفاظت دوہری کڑیوں کی زرہوں اور بلند قلعوں کے ساتھ پناہ ڈھونڈنے سے بے نیاز کر دیتی ہے ـــــ ابوصیری شاعر کو اللہ جزائے خیر دے' ان کے قصیدہ لامیہ میں ہے

واغیرتا حسین اضحی الغار وهوبه　　کمثل قلبی معمور وما هول

قوم کی غیرت پر افسوس ہے جس وقت کہ آپ غار میں داخل ہوئے اور آپ غار میں تھے اور غار کی حالت معموری اور مرحبا اور خوش آمدید کہنے میں میرے دل کی مانند تھی ـــــ کہ میرا دل آپ کی محبت سے معمور ہے اور آپ کے خیال مجسم جمال کو مرحبا اور خوش آمدید کہتا ہے۔

Marfat.com

کانما المصطفیٰ وصاحبه الصدیق   یشان قد آوا اهماغیل

غیل' شیر کے رہنے کی جگہ ـــــ گویا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو شیر تھے جن کو شیر کی بوجھی نے ٹھکانا دیا تھا۔

وجلل الغار نسج العنکبوت علی   وهن فیا حبذا نسج وتجلیل

اپنے ضعف کے باوجود مکڑی کے جالے نے غار کو ڈھانک لیا ـــــ کیا اچھی اس کی بناوٹ ہے اور اس کا ڈھانکنا کیا اچھا ہے ـــــ تجلیل سے جلل ماضی کا صیغہ ہے یعنی ڈھانک لیا ـــــ وهن 'سستی ـــــ یہاں پر کمزوری سے مراد مکڑی کے تار ہیں۔

عنایة ضل کید المشرکین سبها   وما مکایدهم الا الا ضالیل

وہ ایسی عنایت یعنی حفاظت تھی جس کے سبب مشرکین کا مکر رد ہو گیا ـــــ مشرکین کا مکر نہیں بلکہ اسے گمراہی کہیے۔

اذ ینظرون وهم لا یبصرونهما   کان ابصارهم من ذیغها حول

مشرکین کبوتر' اس کے انڈے اور مکڑی کے جالے کو دیکھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھ پاتے تھے ـــــ دلوں کی طرح ان کی آنکھیں بھی انہیں دیکھنے سے محروم تھیں ـــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اگر مشرکین میں سے کوئی اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھے گا تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا'' ـــــ (یعنی ہم اتنے قریب ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھارس بندھائی:

ماظنك باثنین اللہ ثالثهما

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایثار و جانثاری:

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے غار میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدموں کو ایسے حال میں دیکھا کہ ان سے خون ٹپکتا تھا۔ میں رونے لگا اور مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برہنہ پائی اور کسی کی جفا کی عادت نہیں کی ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے غار میں داخل ہوئے تاکہ اپنے نفس کے ساتھ آپ کی حفاظت کریں ـــــ انہوں نے غار میں ایک سوراخ دیکھا۔ اس سوراخ میں اپنی ایڑی لگا دی تاکہ سوراخ سے کوئی شے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے باہر نہ نکلے ـــــ اس سوراخ میں سے زہریلے سانپ نے ان کو کاٹ لیا ـــــ اس کی تکلیف سے حضرت ابوبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو بہنے لگے ـــــ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں رکھ کر آرام فرمانے لگے ـــــ جب سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے پاؤں پر کاٹ لیا تو انہوں نے جنبش تک نہیں کی۔ ان کے آنسو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر گرے ــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''ابوبکر! کیا بات ہے تمہارے آنسو کیوں ٹپک رہے ہیں؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس جگہ سانپ نے کاٹا تھا' لعاب دہن مبارک لگا دیا ــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تکلیف محسوس کر رہے تھے' وہ جاتی رہی۔

ایک روایت اس طرح سے ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھوج لگانے والوں کو دیکھا جو غار کے منہ کے سامنے کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے تو ان پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال پر ان کا غم شدید ہو گیا۔ انہوں نے کہا:

''اگر میں قتل کیا جاؤں گا تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ میں ایک مرد ہوں (یعنی میرے قتل کے سبب امت ہلاک نہ ہوگی) ــــ اور اگر آپ قتل کیے جائیں گے تو امت ہلاک ہو جائے گی (کہ آپ کے سبب دین ہلاک ہو جائے گا)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لاتحزن ان اللہ معنا ــــ ''غم نہ کرو' اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مدد اور کامرانی سے ہمارے ساتھ ہے' لہٰذا ابوبکر تم پریشان نہ ہو ــــ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنا سکینہ نازل فرمایا۔۲۳۴ ــــ اس لیے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار تھے نہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ اپنی استقامت میں سکینہ کے ساتھ تھے ــــ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے لشکروں سے تائید دی جنہیں تم نے نہیں دیکھا یعنی ملائکہ سے تائید دی تاکہ غار میں آپ کی حراست کریں اور ملائکہ سے تائید اس لیے دی کہ ملائکہ کفار کے منہ اور ان کی نگاہوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے سے پھیر دیں۔۲۳۵

---

۲۳۴ سکینہ وہ انیست ہے کہ جس کے حاصل ہونے سے دلوں کو تسکین اور قرار ہو جاتا ہے۔

۲۳۵ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم کا علم ہوا کہ وہ غم شدید ہو گیا ہے۔ وہ غم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے لیے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا ــــ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے **لاتحزن ان اللہ معنا** کے ارشاد سے ان کو ڈھارس بندھائی۔ ان کے قلب کو تقویت بخشی ــــ اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے ''ثانیٔ اثنین'' کا تحفہ خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تھا نہ کہ دیگر اصحاب کرام کے لیے ــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے میں ثانی رجال ہیں اور بذل نفس اور عمر ــــ اور سبب موت میں ثانی ہیں، اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے ــــ چنانچہ اس کی جزا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دی گئی کہ مرنے کے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جگہ دفن ہوئے۔ گویا جیسے عمر بھر ایک ساتھ رہے، مرنے کے بعد یہ ساتھ قائم رہا ــــ اور بزرگی دینے کا موذن کھڑا ہوا۔ شہروں کے منبروں پر ندا کر رہا ہے: **ثانی اثنین اذ ھما فی الغار**

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح فرمائی۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد　　طاف العدوبه اذصاعد الجبلا

اور ثانی اثنین ایسے غار میں تھے کہ وہ غار اپنے شرف میں اپنے غیر سے نزول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور یق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سبب زائد تھا۔۔۔۔ جبکہ حال یہ تھا کہ دشمن اس غار کے اطراف میں پھر رہا تھا اور جس وقت کہ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا۔

وکان حب رسول الله قدم علموا　　من الخلائق لم یعدل به بدلا

رت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔۔۔۔ عام مسلمانوں اور ان سوا جو لوگ تھے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ خلائق میں سے کسی کو برابر نہیں ٹھہرایا ہے۔۔۔۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو مقام و مرتبہ نہیں دیا کہ کوئی ان کا قائم مقام ہوتا۔۔۔۔

شمس الدین بن اللبان عارف نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کلا ان معی ربی یهدین۔۔۔۔ اور ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ان اللہ ا۔۔۔۔ غور طلب بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے شہود معیت رب کو تنہا اپنے لیے خاص کیا اور اس شہود کو اپنی ذات سے نے تابعین کی طرف متعدی نہیں کیا۔۔۔۔ جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہود معیت الٰہی کو اپنی ذات سے رت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متعدی فرمایا۔۔۔۔ اور ''معی'' نہیں فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ میرے ہی ساتھ ہے' یہ نہ ایا۔۔۔۔ بلکہ آپ نے ان اللہ معنا فرمایا اور شہود معیت الٰہی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریک رکھا۔۔۔۔ نبی یم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نور سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد دی۔۔۔۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ الیٰ عنہ سر معیت میں موجود ہوئے اور اس جگہ سے سر سکینہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا۔۔۔۔ ورنہ حضرت ابوبکر ی اللہ تعالیٰ عنہ اس تجلی اور شہود کے بوجھ تلے قائم نہیں رہ سکتے تھے۔۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں معیت ربوبیت ہے ۔رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قصہ میں معیت الٰہیہ ہے' اس میں بڑا فرق ہے۔

ڑی کا تاریخی کردار:

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں عطا بن میسرہ سے روایت کی ہے کہ مکڑی نے دو بار جالا بنا ہے۔۔۔۔ ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت جالا بنا تھا جب طالوت بادشاہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ڈھونڈ رہا تھا۔ طالوت بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کے ائی کی اولاد سے تھا۔۔۔۔ طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ جالوت کو قتل کر ڈالو گے تو میں اپنی بیٹی تم سے ہ دوں گا اور اپنا ملک بھی آپ کو تقسیم کر دوں گا۔۔۔۔ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تو طالوت نے اپنا وعدہ پورا کر

Marfat.com

دیا ــــــ بنی اسرائیل میں حضرت داؤد علیہ السلام کی قدر عظیم ہوگئی حتیٰ کہ مملکت کے ساتھ مستقل ہوگئے ــــــ حضرت داؤد علیہ السلام کی مقبولیت اور پذیرائی دیکھ کر طالوت کی نیت میں فتور آ گیا اور ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اس کا داؤ نہیں چلا ــــــ پھر طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو صحرا میں دیکھا تو کہنے لگا' آج ضرور ان کو قتل کر ڈالوں گا ــــــ حضرت داؤد علیہ السلام طالوت سے بھاگے۔ یہاں تک کہ ان کو ایک غار مل گیا' وہ اس میں چھپ رہے ــــــ مکڑی نے اس غار پر جالا بن دیا ــــــ طالوت اس غار کے پاس گیا' داؤد علیہ السلام اسے نظر نہیں آئے ــــــ یہ غیر معمولی واقعہ دیکھ کر طالوت نے اپنے ارادہ سے توبہ کی اور ملک چھوڑ دیا ــــــ طالوت اور اس کی اولاد مجاہدہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ سب شہید ہوگئے ــــــ طالوت نے چالیس سال تک حکومت کی تھی ــــــ پھر اس کا ملک حضرت داؤد علیہ السلام کو منتقل ہوگیا اور آپ کے پاس جمع بنی اسرائیل جمع ہوگئے ــــــ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل کسی ایک بادشاہ کے پاس جمع نہیں ہوئے' سوائے حضرت داؤد علیہ السلام کے ــــــ حضرت داؤد علیہ السلام کا عرصہ حکومت سات برس تھا۔

اور ایک بار' ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر غار کے منہ پر جالا بنا تھا ــــــ اور ایسا ہی جالا مکڑی نے اس غار پر بنا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تھے جبکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خالد بن نبیح الہذلی کے قتل کے لیے مقام عرنہ کو بھیجا تھا ــــــ انہوں نے خالد کو قتل کیا' اس کا سر اٹھایا اور غار میں داخل ہوگئے۔ چنانچہ مکڑی نے اس غار پر جالا بُن دیا۔ ڈھونڈنے والے آئے' انہوں نے کچھ نہیں پایا اور ناکام لوٹ گئے۔

ابن عساکر کی تاریخ میں ہے کہ مکڑی نے حضرت زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شرمگاہ پر بھی جالا بن دیا تھا۔ جب وہ برہنگی کی حالت میں سولی پر چڑھائے گئے تھے۔ یہ سانحہ سن ایک سو اکیس ہجری (۱۲۱ھ) میں واقع ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور غلام کی خدمات:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار میں تین رات قیام فرمایا ــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں رہا کرتے تھے ــــــ بڑے سمجھدار اور حاذق نوجوان تھے۔ جس چیز کی طرف حاجت ہو' اس کی فطنت رکھتے تھے' سریع الفہم تھے ــــــ صبح کے تڑکے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے چلے جاتے تھے۔ ان کو مکہ میں قریش کے پاس صبح ہوتی تھی' گویا رات کو وہ قریش کے ساتھ رہتے ہیں ــــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی باتیں سنتے' ان کی کارگزاری سنتے' آئندہ کے لائحہ عمل سنتے اور اس کو یاد رکھتے۔ جب خوب اندھیرا چھا جاتا تو اس گزرے دن کی خبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لاتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اطراف میں دودھ دینے والی بکریاں چرایا کرتے ــــــ عشاء کی ایک گھڑی گزرنے کے بعد عامر

Marfat.com

بکری آپ کے پاس لے جاتے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اورابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تازہ دودھ سے رات گزارتے تھے۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کی جو تین راتیں تھیں' ان راتوں میں عامر بن فہیرہ ہر ایک رات کو دودھ کی بکری آپ کے پاس لاتے تھے۔

غارِ ثور سے مدینہ کو روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن الاریقط کو اجرت پر رہبر ٹھہرایا تھا۔۔۔۔ عبداللہ بن الاریقط کفار قریش کے دین پر تھا' اس کا اسلام معلوم نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن الاریقط کو اپنی سواری کے اونٹ دے دیئے تھے اور اسے تین راتوں کے بعد غارِ ثور کے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔۔ عبداللہ بن الاریقط تیسری رات کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سواری کے دونوں اونٹ لایا۔۔۔۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور رہبر گئے۔۔۔۔ وہ انہیں ان کو سواحل کے راستہ پر لے گیا۔

سفرِ مدینہ میں ام معبد کے ہاں قیام:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور رہبر سب مقام قدید میں ام معبد عاتکہ بنت خالد الخزاعیہ کے پاس سے گزرے۔۔۔۔ ام معبد عفیفہ جلیلہ مزقویہ تھی۔ وہ اپنے قبہ کے صحن میں بیٹھتی تھی۔ پھر وہ آدمیوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی۔ آپ کے ساتھیوں کا توشہ خرچ ہو چکا تھا اور گرمی کے وقت وہاں پہنچے تھے۔۔۔۔

انہوں نے ام معبد سے دودھ اور گوشت طلب کیا تاکہ ام معبد سے خرید کریں۔۔۔۔ ام معبد کے ہاں سے کوئی شے نہ پائی۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکان کے ایک طرف ایک ایسی بکری دیکھی جس کی لاغری نے اور بکریوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد سے پوچھا۔

''کیا اس بکری میں دودھ ہے؟''

ام معبد نے کہا:

''یہ بکری بیمار ہے۔ یہ ایسی ضعیف ہے کہ دودھ نہیں دے سکتی۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد سے فرمایا:

''کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس بکری کو دوھ لوں!''

ام معبد نے کہا:

''ہاں' میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔۔۔۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔۔۔۔ اگر آپ اس بکری میں دودھ دیکھتے

Marfat.com

ہیں تو دودھ لیں۔''

آپ نے بکری طلب فرمائی اور اس کی ٹانگیں اپنی پنڈلیوں اور رانوں کے درمیان رکھیں اور اس کے تھنوں کو ملا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا۔۔۔۔ بکری نے اپنی ٹانگیں پھیلا دیں اور دودھ اتار لائی۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسا برتن طلب فرمایا جو ایک گروہ کو شکم سیر کر دیتا تھا اور سیری کی گرانی کے سبب دودھ پینے والے سو جاتے اور زمین پر لیٹ جاتے (یعنی وہ برتن ایسا سیر کرنے والا تھا)۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دودھ قوی طور پر دوہا۔۔۔۔ ا حدیث میں لفظ ثج آیا ہے۔۔۔۔ شارح نے ثج کا معنی حلب قوی لکھا ہے جبکہ مصنف نے ثج کا معنی سیلان لکھا ہے۔ اور روایت میں فحلب ثجاحتی علاوہ الثمال۔۔۔۔ ثمال کا واحد ثمالہ ہے بمعنی رغوہ یعنی دودھ کا جھاگ۔۔۔۔ اور قوم کو پلایا' یہاں تک کہ وہ تمام سیراب ہو گئے۔۔۔۔ پھر دوسرے لوگوں نے پیا' وہ بھی سیراب ہو گئے۔۔۔۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں دوسری بار دودھ دوہا۔۔۔۔ ان لوگوں نے ایک بار پینے کے بعد دوسری بار دودھ پیا۔۔۔۔ پھر آپ نے وہ بکری ام معبد کے پاس چھوڑ دی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھی چلے گئے۔

ام معبد روایت کرتی ہیں کہ جس بکری کے تھنوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چھوا تھا' وہ ہمارے پاس رہی۔۔۔۔ یہاں تک کہ زمان الرماد (۱۷ یا ۱۸ھ) سخت قحط سالی کا زمانہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں آیا میں ہم صبح و شام اس کا دودھ دوہا کرتے تھے اور ہماری سرزمین میں نہ تھوڑا دودھ تھا اور نہ بہت۔

ام معبد کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق اپنے شوہر سے ذکر:

ام معبد کو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اس کا شوہر ابو معبد آ گیا۔۔۔۔ ابو معبد کا نام اکثم بن ابی الجون ہے' اسے ابن الجون بھی کہا جاتا ہے۔۔۔۔ ابو معبد ایسی لاغر بھیڑوں کو ہانک کے لا رہا تھا کہ وہ لاغری سے گرتی پڑتی آ رہی تھیں۔۔۔۔ ان بھیڑوں میں کم مغز تھا۔۔۔۔ ابو معبد نے دودھ دیکھا تو اسے تعجب ہوا اور کہنے لگا:

''اے ام معبد! یہ کیا ہے اور تیرے لیے کہاں سے آیا ہے۔۔۔۔ حال یہ ہے کہ بکریاں چراگاہ سے دور رہیں اور ان میں حاملہ نہیں ہے۔۔۔۔ گھر میں دودھ دینے والی کوئی بکری نہیں ہے۔''

ام معبد نے کہا:

''نہیں ہے واللہ مگر یہ امر کہ ہمارے پاس ایک مبارک مرد آیا' اس کا احوال ایسا تھا ایسا تھا۔''

ابو معبد نے ام معبد سے کہا:

''اس مرد کا وصف بیان کر۔''

ام معبد نے کہا:

رایت رجلا ظاهر الوضاة مليح الوجه حسن الخلق لم تعبه ثجلت ولم تزريه صعلة وسيم قسيم في عينيه وعج وفي اشفاره وطف وفي صوته صجل احور اكحل ازج اقرن شديدسواد الشعر في عنقه

Marfat.com

سطع وفي لحيته كثاثة اذا صمت فعليه الوقار واذا تكلم سماء وعلاوه البهاء وكان منطقه خرزات نظمن ينحدرن حلوا المنطق فصل لا نزر ولا حذر اجهر الناس واجمله من بعيد واحلاه واحسنه من قريب ربعة لاتشنوء ه من طول ولا تقجمه عين من قصر غصن بين غصنين فهوا نضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدر اله رفقاء يحفون به اذا قال استمعوالقوله واذا امر تبادروا الى امره محفود محشود لاعابس ولا منفد

ابومعبد نے ام معبد سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفات ۲۳۶ سن کر کہا:

---

۲۳۶ ☆ طاهر الوضاءه —— ظاہر میں حسین

☆ مليح الوجه —— نمکین چہرہ

☆ حسن الخلقت —— خلقت میں حسین

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں　　یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

☆ لم تعبه ثجلة —— ایسے بڑے پیٹ والا نہیں ہے جس کی وجہ سے عیب لگایا جائے۔

☆ ولم تزديه صعلة —— اس کا سر چھوٹا نہیں ہے جو اسے عیب لگا دے۔

☆ وسيم قسيم —— وہ حسین ہے

☆ وفي عينيه وعج —— اس کی دونوں آنکھوں میں سیاہی ہے، یعنی آنکھ کی پتلیاں سیاہ ہیں۔

☆ وفي اشفاده وطف —— اور اس کی آنکھوں کی پلکوں میں درازی ہے اور کثرت سے پلک ہیں اور ابرو کے بال کثرت سے ہیں۔

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں　　نرگس مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود　　اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

☆ وفي صوته صحل —— اس کی آواز میں تیزی نہیں ہے۔

☆ احور —— اس کی آنکھوں کی سفیدی اور آنکھوں کی سیاہی شدت سے ہے۔

شش جہات سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال　　دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

☆ اكحل —— اس کی آنکھوں کی پلکیں سیاہ ہیں۔

☆ ازج —— اس کے ابرو باریک اور دراز ہیں۔

☆ اقرن —— پیوستہ ابرو ہے ——

☆ شديد سواد الشعر —— اس کے بال نہایت سیاہ ہیں۔

وہ کرم کی گھٹا، گیسوئے مشک سا　　لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

☆ وعنقه سطح —— اس کی گردن میں ارتفاع اور طول ہے۔

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں　　اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

☆ وفي لحية كثاثة —— اس کی داڑھی میں بال کثرت سے ہیں اور داڑھی طویل نہیں ہے:

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن　　سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل　　ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

☆ اذا صمت فعليه الوقار —— جس وقت وہ خاموش ہوتا ہے تو اس پر وقار ہوتا ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا　　چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

''واللہ یہ شخص قریش کا صاحب ہے' اگر میں اس شخص کو پاتا تو ضرور اس کا اتباع کرتا۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں سے چلے گئے ـــــ قریش کے چند لوگ ہمارے پاس آئے۔ ان میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا۔ میں اس کے پاس نکل کے گئی ـــــ اس لعین نے مجھے پوچھا:

''تمہارا باپ کہاں ہے؟''

میں نے کہا:

''واللہ میں نہیں جانتی' کہاں ہے۔''

☆ واذا تکلم سماء وعلا البهاء ـــــ جس وقت وہ کلام کرتا ہے تو اپنے ساتھیوں/ دوستوں سے مرتفع اور بلند رہتا ہے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں ـــ اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

☆ وکان منطقه خرزات نظمن ينحدرن ـــــ اس کی باتیں وہ جواہر ہیں جو آپس میں انتظام پائے ہوئے ہیں اور مسلسل اتر رہے ہیں۔

☆ حلوا المنطق ـــــ شیریں گفتار ہے۔

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود ـــ اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود ـــ اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

☆ فصل ولا نزر ولا حذر ـــــ اس کا کلام حق اور باطل کے درمیان فاصل ہے۔ نہ قلیل الکلام ہے اور نہ زیادہ گو کہ جس سے مخاطب بے لطف ہو۔

☆ اجهر الناس واجمله من بعيد ـــــ دور سے وہ اجہر الناس اور اجمل الناس ہے اور قریب سے زیادہ شیریں اور احسن الناس ہے ـــــ وہ میانہ قد ہے۔ قد کا طول اسے عیب نہیں لگاتا۔

سرتا بقدم تن سلطان زمن پھول ـــ لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

☆ ولا تقتحمه عين من قصر ـــــ اس میں کوتاہ قد کا عیب نہیں ہے کہ جس کے دیکھنے والے کی آنکھ اس سے تجاوز کر کے دوسرے کو دیکھے۔ اس کا قد ایسا نازک ہے کہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ ہے۔

طائران قدس جس کی ہیں قمریاں ـــ اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

تیرا قد تو نادر دہر ہے، کوئی مثل ہو تو مثال دے ـــ نہیں پھولوں کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

☆ فهوا النظر الثلاثه منظرا ـــــ وہ شاخ تین شاخوں میں سے منظر میں تروتازہ ہے۔

☆ واحسنهم قدا له ـــــ اور آدمیوں سے قد میں احسن ہے۔

قد بے سایہ کے سایہ رحمت ـــ ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

☆ رفقاء يحفون به ـــــ اس کے ایسے رفیق ہیں کہ چار طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں۔

☆ اذاقال استمعو القوله ـــــ جس وقت وہ بات کہتا ہے۔ اس کی بات فوراً سنتے ہیں۔

☆ واذا امر تبادر والى امره ـــــ اور جس وقت وہ رفیقوں کو امر کرتا ہے تو وہ اس کے امر کی طرف سبقت کرتے ہیں اور دوڑتے ہیں۔

☆ محفود ـــــ مخدوم

☆ محشود ـــــ اس کے پاس لوگ جمع رہتے ہیں۔

☆ لاعابس ـــــ وہ کسی کے ساتھ منہ نہیں بناتا۔

☆ ولامفند ـــــ وہ کسی کو ملامت نہیں کرتا۔

Marfat.com

یہ سن کر اس لعین، بدکلام و بدزبان وخبیث شخص نے میرے رخسار پر ایسا طمانچہ مارا جس سے میرے کان کا مندرا نکل پڑا۔۔۔ پھر وہ لوگ پلٹ کے چلے گئے۔۔۔ جبکہ ہمیں یہ علم نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہیں۔

ایک مومن جن نے آپ کی خبر دی:

مومن جنوں میں سے ایک مرد اسفل مکہ سے آیا۔۔۔ لوگ اس کی آواز سنتے تھے لیکن اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ جن یہ اشعار پڑھتا تھا:

خبری اللہ رب الناس خیر جزائہ رفیقین حلا خیمتی ام معبد

اللہ تعالیٰ جو رب الناس ہے، ان دو رفیقوں کو اپنی اچھی جزا دے جو کہ ام معبد کے دو خیموں میں اترے، ایک روایت میں جزی اللہ خیرا او الجزاء بکفہ آیا ہے یعنی ان دونوں رفیقوں کو جزائے خیر دے۔ حال یہ ہے کہ جزا دینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور حلاء کی جگہ قالا آیا ہے جو قیلولہ سے مشتق ہے یعنی ان دونوں رفیقوں نے ام معبد کے دو خیموں میں قیلولہ کیا۔

ھما نزلا بالبوثم ترحلا فافلح من امسی رفیق محمد

وہ دونوں رفیق نیکی کے ساتھ اترے۔ پھر انہوں نے کوچ کر دیا جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہوا۔ اس نے فلاحیت پائی۔

فیا لقصی مازوی اللہ عنکم بہ من فعال لا تجازی وسودد

اے آل قصی! تم کیا اچھے ہو تم لوگوں سے اللہ تعالیٰ ان کرموں اور سرداری کو نہ لے جن کرموں کی برابری نہیں کی جاتی ہے یعنی ان کرموں اور سرداری کی کوئی کریم اور کوئی سردار برابری نہیں کر سکتا۔۔۔ اور اگر تجازی زائے معجمہ سے پڑھا جائے تو یہ معنی ہوگا کہ وہ کریم ایسے ہیں کہ جن کے عظیم ہونے کی وجہ سے ان کا بدلہ نہیں ہو سکتا

لیھن بنی کعب مکان فتا تھم ومقعدھا للمنومنین بمرصد

بنی کعب کی جواں عورت کی بجائے بنی کعب کو چاہیے کہ مبارکباد دے۔۔۔ اور اس جواں عورت کے بیٹھنے کی جگہ بنی کعب کو مبارکباد دے کہ وہ مومنوں کے لیے انتظار کی جگہ ہے۔

سلوا اختکم عن شاتھا واناتھا فانکم ان تسالوا الشاۃ تشھد

اے بنی کعب تم اپنی بہن سے اس کی بکری اور اس کے دودھ کے برتن کا احوال پوچھو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا بکری دودھ چند مرتبہ دوھا اور وہ برتن بھر گیا اور وہ لوگ سیراب ہو گئے۔۔۔ اگر تم اپنی بہن کا احوال بکری سے پوچھو گے تو وہ بکری خود گواہی دے گی۔

فغادرھا رھنا لدیھا الحالب یرددھا فی مصدر ثم مورد

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد سے غیر حاملہ بکری طلب فرمائی۔ آپ کے لیے بکری کے تھن نے وہ خالص دودھ جس میں مسکہ تھا' دیا۔

دعاها بشاة حايل فتحلبت له بصريح ضرة الشاة مزيد

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کو ام معبد کے پاس دودھ دوہنے والے کے لیے رہن چھوڑ دیا۔ دودھ دوہنے والا اس بکری سے سرۃ بعد اخری دودھ دوہا کرتا تھا۔ اس سے دودھ کی کثرت مراد ہے۔

سراقہ سے حسن سلوک:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سراقہ بن مالک آنکلا ـــــ وہ قریش کے تلاش کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ وہ آگے بڑھا تو اس کے گھوڑوں کے پاؤں زمین میں دھنس گئے ـــــ سراقہ نے آنحضرت سے امان طلب کی اور اس نے کہا:

"میں جانتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بددعا کی ہے۔ آپ دونوں صاحب میرے لیے دعائے خیر کریں تاکہ میرے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئیں ـــــ اس کے بدلے میں لوگوں کو آپ کی طرف سے پھیر دوں گا اور میں آپ دونوں صاحبوں کو ضرر نہ دوں گا۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے ـــــ سراقہ گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا ـــــ سراقہ نے کہا:

"اس وقت میں نے یہ شے دیکھی کہ میرے جی میں آیا کہ عنقریب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امر ظاہر ہو جائے گا ـــــ اہل قریش نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو ارادہ رکھتے تھے انہیں اس سے مطلع کیا ـــــ پھر میں نے اپنا زاد اور سامان ان کے روبرو پیش کیا لیکن انہوں نے اس میں سے کوئی چیز نہیں لی۔"

سفر مدینہ میں ایک چرواہے کا قبول اسلام:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس راستہ سے گزر رہے تھے۔ اس راستہ میں ایک غلام بکریاں چرا رہا تھا۔ اس سے دودھ پلانے کے لیے فرمایا۔ اس غلام نے کہا:

"میرے پاس کوئی ایسی بکری نہیں ہے جو دوہی جا سکے۔ سوائے اس کے کہ یہاں وہ بکریاں ہیں جو اول برس حاملہ ہوئی تھیں۔ ان میں اب دودھ باقی نہیں رہا۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اسی کو لے آؤ۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے پاؤں اپنی پنڈلیوں اور رانوں کے درمیان دودھ دوہنے کے لیے رکھے اور اس کے تھن ملے اور دعا فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ دودھ اتار لائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپر لائے۔ آپ نے اس

Marfat.com

میں دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا ـــــ پھر آپ نے دودھ دوہا اور اس چرواہے کو پلایا ـــــ پھر آپ نے دودھ دوہا اور خود نوش فرمایا ـــــ چرواہے نے کہا:

''آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ خبر دیجئے کہ آپ کون ہیں؟ ـــــ میں نے آپ کے مثل نہیں دیکھا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''کیا تجھے خود پہ بھروسہ ہے کہ تو میرا راز چھپا سکے تاکہ میں تجھے خبر دوں؟''

اس غلام چرواہے نے کہا:

''ہاں میں آپ کا راز چھپا سکتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''محمد اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

اس غلام نے کہا:

''آپ وہی رسول ہیں جن کے بارے قریش یہ زعم کرتے ہیں کہ وہ صابی ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''قریش البتہ یہ بات کہتے ہیں (وہ جھوٹے ہیں)''

اس غلام نے کہا:

''میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ جو شے آپ لائے ہیں' وہ حق ہے ـــــ جو کام آپ نے کیا ہے وہ سوائے نبی کے کوئی اور نہیں کر سکتا ـــــ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''تو آج کے دن میرے ہمراہ جانے کی ہرگز ہرگز قدرت نہیں رکھتا ہے۔ جس وقت تجھے یہ خبر پہنچے کہ میں نے ظہور کیا ہے تو ہمارے پاس آجانا۔''

مقامِ قبا میں تشریف آوری:

مدینہ میں مسلمانوں نے جب یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ معظمہ سے نکل آئے ہیں ـــــ وہ روز ہر صبح کے تڑکے مقام حرہ کی طرف جاتے' آپ کی راہ دیکھتے اور آپ کا انتظار کرتے ـــــ جب دوپہر کو حرارت بڑھ جاتی تو شدید دھوپ کے باعث اپنے گھروں کو پلٹ آتے تھے ـــــ مدینہ کے مسلمانوں نے ایک دن خلاف معمول آپ کا زیادہ دیر تک انتظار کیا' پھر اپنے گھروں کو پلٹ آئے ـــــ اور اپنے گھروں میں آرام کیا ـــــ یہودیوں میں سے ایک شخص اپنے قلعوں میں سے کسی کام کے لیے چڑھا ـــــ وہ اس کام کی طرف دیکھ رہا تھا ـــــ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا کہ سپید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور جلدی سے آرہے ہیں اور راستہ کا سراب ان کو اٹھا رہا ہے اور ظاہر کر رہا

Marfat.com

ہے یعنی سراب میں ان لوگوں کے چلنے کی حرکت اس کی آنکھوں کو نظر آ رہی تھی ـــــ یہودی کو خود پر اختیار نہ رہا۔ اس نے اپنی بلند آواز سے پکارا:

''اے بنی قیلہ! ۲۳۷ تمہارا خط اور تمہارا مطلوب آ گیا۔''

بنی قیلہ یعنی اوس اور خزرج اپنے ہتھیاروں کے ساتھ سرعت سے نکلے اور آپ سے ملاقات کی ـــــ آپ قبا میں عمرو بن عوف کے پاس اترے ـــــ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے ملاقات کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش بیٹھ گئے ـــــ انصار میں سے جن آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا' وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلام علیک کرتے تھے' وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گمان کرتے تھے ـــــ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دھوپ آ گئی ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے اپنی چادر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کیا۔ اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا۔

اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دھوپ لگتی تھی اور اس سے پہلے آ چکا ہے کہ دھوپ کے وقت آپ کے لیے ابر اور ملائکہ سایہ فگن رہتے تھے۔ یہ امر مبعوث ہونے سے پہلے تھا جیسا کہ یہ اپنی جگہ پر صریح طور پر واقع ہوا ہے۔

ماہ ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف آوری:

یہ امر طے ہے کہ آپ مدینہ میں ماہ ربیع الاول میں تشریف لائے لیکن اس کی تاریخ میں اختلاف ہے اور اس بارے مختلف روایتیں ہیں:

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ میں آنا ہلال ربیع الاول کے وقت ہوا یعنی ماہ ربیع الاول کے اول دن ـــــ (موسیٰ بن عقبہ)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے وقت مدینہ میں تشریف لائے تھے ـــــ (ابن اسحاق)
- دوشنبہ کی رات کو تشریف لائے تھے ـــــ (ابو معشر)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے وقت میں تشریف لائے تھے ـــــ (ابن سعد)
- ربیع الاول کی تیرہ تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے ـــــ (کتاب' شرف المصطفیٰ)

---

۲۳۷ قیلہ ـــــ اوس اور خزرج کی والدہ ہے۔

Marfat.com

یہ قول اپنے اور اپنے پہلے قول میں اس طرح جمع کرتا ہے کہ ہلال کی روایت میں اختلاف پر محمول کیا جائے۔۔۔۔۔ یعنی آپ مدینہ منورہ میں ہلال کے وقت تشریف لائے یا ربیع الاول دو راتیں گزرنے کے وقت تشریف لائے۔۔۔۔۔ اور آخری دو قول یہ ہیں کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ گزرنے کے وقت تشریف لائے یا ربیع الاول کی تیرہ تاریخ کو تشریف لائے۔

- جس وقت آفتاب آخر وقت کو پہنچا تھا' دھوپ کی حرارت شدید تھی۔۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مدینہ میں تشریف لائے' ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر گئی تھیں اور دوشنبہ کا دن تھا۔۔۔۔۔ (امام نووی۔۔۔۔۔ کتاب الیسر)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن ربیع الاول کے اول دن غار سے نکلے اور ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے وقت جمعہ کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔ (ابن الکلبی)
- ربیع الاول کی دو راتیں گزری تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔۔۔۔۔ (ابن جوزی)
- بائیس راتیں گزرنے کے وقت مدینہ میں تشریف لائے۔۔۔۔۔ (بیہقی)

یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے موافق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں چودہ رات قیام فرمایا۔۔۔۔۔ اسے ان کے اس قول کے ساتھ شامل کیا جائے۔

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے ایسے حال میں نکلے کہ ماہ صفر کی تین راتیں باقی رہی تھیں۔۔۔۔۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج پنج شنبہ کے دن اور غار میں قیام جمعہ اور شنبہ اور ایک شنبہ کی رات میں ہوگی اور غار سے خروج دوشنبہ کی رات کو ہوگا۔۔۔۔۔

سابق میں جو مختلف اقوال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خروج کے بارے میں آئے ہیں' اس میں جمع کی صورت جو بتائی گئی ہے' یہ روایت اس جمع کے موافق ہے اور ابن حزم نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے حال میں مکہ معظمہ سے نکلے تھے کہ ماہ صفر کی تین راتیں باقی رہ گئی تھیں۔۔۔۔۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے خروج کے بعد مکہ میں تین دن قیام کیا۔۔۔۔۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دوشنبہ کے دن سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو قبا میں پا لیا۔۔۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قیام کی مدت قبا میں ایک رات یا دو راتیں تھیں۔۔۔۔۔

تاریخ ہجری کا آغاز:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں تاریخ لکھنے کے لیے امر فرمایا۔۔۔۔۔ ہجرت کے وقت سے تاریخ لکھی گئی۔۔۔۔۔ اور یہ کہا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول شخص ہیں جنہوں نے تاریخ لکھی ہے اور تاریخ ماہ محرم سے مقرر کی ہے۔۔۔۔۔ (بروایت حاکم)

قبا میں قیام کی مدت:

اس بارے میں بھی مختلف روایات ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا:

Marfat.com

- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں بنی عمرو بن عوف میں بائیس رات قیام فرمایا۔
- بنی عمرو بن عوف میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چودہ راتیں ٹھہرے ــــ (صحیح مسلم)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ' سہ شنبہ' چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو قیام فرمایا۔

مسجد قبا کی بنیاد:

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا کی اس مسجد کی بنیاد ڈالی جس کی اساس تقویٰ پر ہے ــــ یہ صحیح قول پر ہے۔

- مسجد قبا اول وہ مسجد ہے جو اسلام میں بنائی گئی ہے۔
- اور اول وہ مسجد ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جماعت سے ظاہری طور پر نماز پڑھائی ہے۔
- مسجد قبا وہ اوّل مسجد ہے جو عام مسلمانوں کی جماعت کے لیے بنائی گئی ہے۔

مساجد میں سے مسجد قبا کے سوا کسی مسجد کی بنا متقدم ہوئی ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکان میں مسجد تعمیر کی تھی ــــ لیکن جس خصوصیت سے یہ مسجد آپ نے تعمیر فرمائی اور مسجد اس مسجد کے برابر نہیں ہوسکتی۔

مسجد جمعہ کی بنیاد:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن قبا سے اس وقت نکلے کہ دن بلند ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بنی سالم بن عوف میں جمعہ کی نماز کا وقت آ گیا ــــ مسلمانوں میں سے جو لوگ اس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' ان کی تعداد سو تک تھی۔ آپ نے ان کو وادی رانوناء کے بطن میں نماز پڑھائی ــــ مسجد کا نام غبیب اور وادی کا نام ذی صلب ہے ــــ جمعہ کی نماز کی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد جمعہ رکھا گیا ــــ یہ مسجد غبیب ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو پتھروں سے نصف قد آدم بنائی گئی ہے ــــ جو شخص مسجد قبا کی طرف جانے والا ہو' اس کے دائیں طرف وہ مسجد واقع ہوتی ہے۔

مسجد جمعہ سے مدینے کا سفر:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر جمعہ کی نماز کے بعد ایسے حال میں سوار ہوئے کہ مدینہ کی طرف متوجہ تھے ــــ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کو جب تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ردیف کر لیا تھا ــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوڑھے تھے اور جانے پہچانے تھے کہ مکہ سے مدینہ کو تجارت کے لیے آنا جانا رہتا تھا ــــ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جوان تھے اور پہچانے نہیں جاتے تھے (مکہ سے سفر کیے آپ کو ایک مدت گزر گئی تھی) ــــ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ملتا تو وہ پوچھتا:

''اے ابوبکر! یہ کون مرد ہے جو تمہارے سامنے ہے؟''

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے جواب دیتے کہ:

''یہ مرد مجھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔''

وہ مرد گمان کرتا کہ حضرت ابوبکر ظاہری راستہ سے مراد رکھتے ہیں یعنی جو لوگوں کی آنے جانے کی راہ ہے ___ جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد سبیل خیر سے تھی کہ وہ راہ اسلام ہے ___ ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''مجھے آدمیوں سے مشغول رکھو۔''

جس وقت کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتا کہ آپ کون ہیں؟ ___ تو وہ کہتے کہ باغی حاجت ہوں یعنی طالب حاجت ہوں ___ جس وقت ان سے پوچھا جاتا کہ

''آپ کے ساتھ یہ کون شخص ہے؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے:

یھدینی السبیل ___ یعنی مجھے راستہ بتاتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں مشہور آدمی تھے ___ جس وقت کوئی ملنے والا ان کو دیکھتا' وہ ان سے پوچھتا:

''یہ کون شخص ہے جو تمہارے ساتھ ہے؟''

حضرت ابوبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے کہتے:

ھذا یھدینی الطریق ___ اس قول سے دین کی ہدایت کا ارادہ کرتے تھے ___ پوچھنے والا شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہبر گمان کر لیتا تھا ___ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مدینہ کے نزدیک معروف تھے۔ اس لیے کہ وہ اپنے سفر تجارت میں اہل مدینہ کے پاس سے گزر کے جایا کرتے تھے ___ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بوڑھے نہیں ہوئے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے تھے ___ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن آدمیوں نے ہجرت کی تھی' ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جس کے سیاہ بالوں میں سپیدی مخلوط ہو یعنی کھچڑی بال ہوں۔

مدینہ میں آپ کی قیام گاہ:

جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انصار کے مکانوں میں سے کسی مکان پر سے گزر فرماتے وہ لوگ آپ کو اپنے پاس قیام کرنے کی غرض سے بلاتے اور عرض کرتے:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قوت اور منعت کی طرف تشریف لائیں۔''

یعنی عزت اور اس کی جماعت کی طرف آپ آئیں جو کہ آپ کو دشمنوں سے روکنے والی ہوگی اور آپ کی حمایت کرے

Marfat.com

گی ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کو یہ جواب فرماتے:

''تم میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو' اس لیے کہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی تھی اور آپ اسے حرکت نہیں دیتے تھے اور وہ اونٹنی دائیں اور بائیں طرف دیکھتی جاتی تھی ــــــ چلتے چلتے مالک بن النجار کے مکان کے پاس آئی مسجد کے دروازہ پر بیٹھ گئی ــــــ وہ جگہ سہل اور سہیل رافع بن عمرو کے بیٹوں کا مربد تھا۔۲۳۸ ــــــ ان دونوں کی پرورش معاذ بن عفرا یا اسعد بن زرارہ کیا کرتے تھے ــــــ یا دونوں پرورش کرتے تھے ــــــ اسعد کی نسبت راجح روایت یہ ہے کہ

پھر وہ اونٹنی ایسے حال میں اٹھی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار تھے' آخرکار حضرت ابو ایوب الانصاری کے دروازہ پر بیٹھ گئی ــــــ پھر وہاں سے اٹھی اور پہلے جہاں بیٹھی تھی' اس جگہ پر بیٹھ گئی اور اپنی گردن کا باطن حصہ زمین پر ڈال دیا یا جس جگہ سے کہ اونٹ ذبح کیا جاتا ہے' اس آگے کے حصہ کو زمین پر ڈال دیا اور منہ کھولے بغیر اس نے آواز کی ــــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی سے اتر پڑے اور فرمایا۔

''اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا سامان اٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مکان میں لے گئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔

بنی نجار کا مکان انصار کے مکانوں میں اوسط اور ان مکانوں سے افضل تھا ــــــ بنی نجار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے ماموں تھے ــــــ صحیح بخاری میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے' میرے پاس اترے۔ میں مکان کے اوپر تھا جبکہ میں نے اپنی زوجہ ام ایوب سے تنہائی کی' میں نے اس سے کہا کہ

''اوپر رہنے میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ آپ کے پاس ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔''

وہ رات اس فکر سے نہ میں نے آرام سے گزاری اور نہ ام ایوب نے۔ صبح میں اٹھا تو میں نے عرض کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آج کی رات نہ میں آرام سے سویا اور نہ ام ایوب۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''اے ابو ایوب! ایسی حالت کس لیے رہی؟''

میں نے عرض کی:

''اوپر رہنے کے لیے آپ ہم سے زیادہ حق رکھتے تھے' آپ کے پاس ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔''

---

۲۳۸ مربد ــــــ بکسر اول، اونٹوں کے روکنے کی جگہ، خرما اور خرمن خشک کرنے کی جگہ۔

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''نیچے کی جگہ ہمارے ساتھ زیادہ موافق ہے۔''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

''یہ نہ ہوگا کہ آپ نیچے رہیں ـــــ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس چھت پر کبھی نہ رہوں گا جس کے نیچے آپ رہیں گے۔'' (حاکم)

ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا مکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی مکان ہے:

وہ مکان جو ابوایوب کا ہے' اس کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تبع اول نے اس وقت بنایا تھا جس وقت مکہ معظمہ سے پلٹ کر مدینہ میں گزرا تھا۔ اس نے چار سو عالم مدینہ میں چھوڑے تھے اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک خط لکھا تھا ـــــ وہ خط ان علماء میں سے جو کبیر تھا' اسے دیا تھا اور اسے تاکید کی تھی کہ وہ خط نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے۔ اگر وہ آپ کا زمانہ پائے یا اس کی اولاد میں سے کوئی شخص آپ کا زمانہ پائے تو وہ خط آپ کو دے دے ـــــ مالک ہونے والے اشخاص باری باری سے اس مکان کے مالک ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ مکان ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف میں آ گیا ـــــ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عالم کبیر کی اولاد میں سے جس کو تبع نے اپنا خط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچانے کے لیے دیا تھا ـــــ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اہل مدینہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نصرت دی ہے ـــــ انہی چار سو علماء کی اولاد سے ہیں ـــــ اس صورت میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ذاتی مکان میں ٹھہرے نہ کہ اپنے غیر کے مکان میں ـــــ اسی طرح اس واقعہ کو تحقیق لنصرۃ میں بیان کیا ہے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے اہل مدینہ مسرور ہو گئے اور مدینہ آپ کے تشریف لانے سے منور ہو گیا اور دلوں میں سرور آ گیا ـــــ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی ہر ایک شے مدینہ سے منور ہو گئی۔

آپ کے مدینہ تشریف لانے پر عورتوں کا اظہار مسرت:

پردہ نشین عورتیں آپ کے تشریف لانے کے وقت اپنے اپنے مکان کی چھتوں اور کوٹھوں پر چڑھ گئیں اور یہ اشعار کہتی تھیں

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ہم لوگوں پر چودھویں رات کا چاند ثنیات الوداع سے طلوع ہوا ہے۔ آپ کو حسن و جمال اور کمال ظاہری اور باطنی کے انوار سے چودھویں رات کا چاند قرار دیا ہے کہ انوار کمال میں کامل ہوتا ہے۔

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع ۲۳۹

۲۳۹ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری پر لڑکیوں کے ان اشعار پڑھنے کی بیہقی نے ''دلائل'' ابوالحسن مقری نے ''کتاب الشمائل'' اور طبری نے ''الریاض'' میں روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ہم لوگ پر آپ کی تشریف لانے کا شکر واجب ہوا ہے۔ جب تک دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہم پر واجب ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔ بنی نجار کی لڑکیاں اپنے گھروں سے دف لے کر نکلیں۔ وہ یہ شعر پڑھتی تھیں:

نحن جوار من بني نجار   يا حبذا محمد من جار

ہم بنی نجار کی جوان لڑکیاں ہیں ـــــ اے ہماری قوم! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کیا اچھے ہمسائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لڑکیوں سے پوچھا:

''کیا تم مجھے دوست رکھتی ہو؟'' ـــــ انہوں نے کہا:

''بے شک یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ کو دوست رکھتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لڑکیوں سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میرا قلب تم لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔'' (طبرانی، معجم صغیر)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کے وقت لڑکے اور خادم راستوں میں پھیل گئے، وہ یہ ندا کرتے تھے:

''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آئے ـــــ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آئے۔''

حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اشعار:

مدینہ پہنچ کر حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار آ گیا۔ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار آجاتا تو وہ یہ شعر پڑھتے تھے:

كل امرئي مصبح في اهله   والموت ادنى من شراك نعله

ہر ایک مرد کو صبحك الله بالخير ہر ایک صبح کے وقت کہتے ہیں اور وہ اپنے اہل میں صاحب نعمت ہوتا ہے اور موت اس سے زیادہ قریب ہوتی ہے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اس کے پاؤں سے قریب ہوتا ہے۔

حضرت بلال کی یہ حالت تھی کہ جس وقت بخار ان کو چھوڑ دیتا، وہ اپنی آواز بلند کرتے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

الا ليت شعري هل ابتين ليلة   بوادو حولي اذخر و جليل

کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میں کسی رات وادی مکہ میں ایسے حال میں رہا ہوں کہ میرے اطراف اذخر کا جو خوشبودار گھاس ہے اور جلیل جو نازک نبات ہے، رہی ہو یعنی میں نے عیش سے رات گزاری ہو۔

وهل اردن يوما مياه مجنتة   وهل يبدون لي شامة وطفيل

Marfat.com

کیا میں کسی دن مجنتة کے چشموں پر وارد ہوں گا ـــــ اور کیا شامہ اور طفیل میرے لیے ظاہر ہوں گے ـــــ شامہ طفیل مکہ میں دو پہاڑوں کے چشمے ہیں۔

اے میرے اللہ! تو شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت کر اور انہیں اپنی رحمت سے خارج کر دے۔ اس لیے کہ انہوں نے ہمیں ہماری زمین سے ایسی سرزمین کی طرف نکالا ہے جس میں وباء ہے۔

مدینہ کیلئے دعائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

اللھم حبب الینا المدینة کحبنا مکہ او اشد اللھم بارك لنا فی صاعنا ومدنا وصحهالنا وانقل حماها الی الحجفة

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں ایسے حال میں آئے کہ اللہ تعالیٰ کی کل زمین سے مدینہ میں وباء زیادہ تھی ـــــ اور وادی بطحان ایسے پانی کو جاری کرتی تھی جو رنگ و بو میں متغیر تھا جسے سڑا کہنا چاہیے۔

مدینہ کیلئے دعائے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

اللھم ارزقنی شھادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد بلاد رسولك

آپ نے حضرت ابوایوب کے ہاں کتنا عرصہ قیام فرمایا:

اس بارے میں تین مختلف روایتیں ہیں کہ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کتنا عرصہ قیام فرمایا:

- سات ماہ (صحیح بخاری)
- ایک ماہ (دولابی)
- دوسرے سنہ کے ماہ صفر تک

ثنیۃ الوداع:

ثنیۃ الوداع مدینہ سے باہر وہ مقام ہے جہاں سے جانے والوں کو رخصت کیا جاتا ہے اور مدینہ آنے والوں کو خوش آمدید کہا جاتا۔

ثنیۃ الوداع ایک قدیم اسم ہے ـــــ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے تو انصاری عورتوں نے یہ شعر پڑھا:

طلع البدر علینا ‏ ‏ ‏ ‏ من ثنیات الوداع

ثنیۃ الوداع سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

- ثنیۃ الوداع کا نام اس لیے ثنیۃ الوداع رکھا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض سفروں

Marfat.com

میں کہ (وہ غزوہ تبوک ہے) بعض مدینہ کے رہنے والوں کو وہاں سے رخصت فرمایا ہے۔

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض لشکروں کی ثنیۃ الوداع تک مشائعت کی ہے اور اس لشکر کو وہاں سے رخصت کیا ہے۔
- قدیم عہد میں مدینہ سے مسافر کو ثنیۃ الوداع تک مشائعت کیا جاتا تھا اور اس کے پاس سے رخصت کیا جاتا تھا۔۔۔۔ (قاضی عیاض)
- اہل مدینہ حجاج اور غازیوں کی ثنیۃ الوداع تک مشائعت کیا کرتے تھے اور ان کو اس کے پاس رخصت کیا کرتے تھے اور ثنیۃ الوداع کی طرف آنے والوں کی ملاقات کے وقت نکلا کرتے تھے۔۔۔۔ (ابن بطال)
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے تشریف لائے تو مدینہ سے آدمی نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثنیۃ الوداع کے مقام سے ملاقات کرتے تھے۔ (صحیح بخاری' سنن ابی داؤد' ترمذی شریف)
- شام کے ناحیہ سے مکہ آنے والا شخص ثنیۃ الوداع کو نہیں دیکھتا ہے اور اس کی طرف نہیں جاتا ہے۔۔۔۔ لیکن مکہ سے آنے والا شام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔۔۔۔ ثنیۃ الوداع کی طرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا واقع نہیں ہوا ہے کیونکہ اس وقت آپ تبوک سے آئے تھے۔۔۔۔ (ابن القیم)
- احتمال ہوتا ہے کہ وہ ثنیۃ جو ہر ایک طرف سے ہے اور اس کی طرف مشائعت کرنے والے آدمی پہنچتے ہیں۔ اس کا نام ثنیۃ الوداع کہتے ہوں۔۔۔۔ (ابن العراقی)

مسجد نبوی کی تعمیر:

پہلے پہل تو معاملہ یہ رہا کہ جس جگہ نماز کا وقت آ جاتا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ لیتے تھے۔۔۔۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شریف کی تعمیر کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

''اے بنی نجار! تم اپنے باغ کی قیمت مقرر کرو۔''

انہوں نے عرض کیا:

''ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی قیمت طلب نہیں کرتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر قیمت جگہ لینے سے انکار فرمایا اور اس باغ کو دس دینار کے بدلے خرید فرما لیا۔۔۔۔ وہ دینار آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے ادا فرمائے۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا تمام مال لے کر مکہ سے نکلے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کی جگہ میں کھجور کے درخت کچھ ویران جگہ اور مشرکین کی قبریں تھیں۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مشرکین کی قبریں کھود کر ان کی ہڈیاں نکال دی گئیں' کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے اور ویرانہ سمیت ساری جگہ کو ہموار کر دیا گیا۔۔۔۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

اینٹوں کے لیے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اینٹیں لے کر مسجد بنائی گئی ــــ کھجور کے شاخوں سے اس کی چھت بنائی گئی اور کھجور کے تنوں سے اس کے ستون بنائے گئے۔

اس مسجد کی تعمیر میں مسلمانوں نے کام کیا ــــ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دو اینٹیں ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا رہے تھے ــــ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور ایک اینٹ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''لوگوں کے لیے ایک اجر ہے اور تمہارے لیے دو اجر ہیں اور دنیا سے تمہارا آخری زاد ایک گھونٹ دودھ ہے ــــ اور تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس مسجد شریف میں لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے تھے ــــ اور دوران یہ فرماتے تھے:

هذا الحمال لا حمال خيبرا   هذا بررينا واطهر

''یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں ہے' اینٹوں کا بوجھ ہے ــــ اے ہمارے رب! یہ بوجھ زیادہ نیک اور اطہر ہے ــــ خیبر کے بوجھ سے مراد تمر دخرما ہے کہ وہاں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور آدمی اور اونٹ ان کو اٹھا کے لاتے ہیں۔''

اللهم ان الاجر اجر الاخرة   فارحم الانصار والماجهرة

''اے میرے اللہ! اجر تو آخرت کا اجر ہے ــــ تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما ــــ کہ وہ تیرے دین کا کام مشقت سے کر رہے ہیں تو ان کو اس کام کا اجر آخرت میں عطا فرما۔

کتاب ''تحقیق النصرۃ'' میں ہے کہ اینٹیں اٹھاتے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک رکھ دی ــــ لہٰذا صحابہ نے بھی اپنی اپنی چادریں رکھ دیں اور وہ بھی شعر پڑھتے جاتے تھے۔

لئن قعدانا والنبی یعمل   ذاك اذا للعمل مضلل

اگر ہم ایسے حال میں بیٹھ جائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کام کر رہے ہیں ــــ کام کرنے کی بجائے ہمارا بیٹھ جانا ہمارے عمل کو بے کار و ضائع کرنے والا ہے۔

دوسرے صحابہ یہ شعر پڑھتے تھے:

لایستوی من تعمیر المساجدا   یداب فیها قایما وقاعدا

ومن یری عن التراب حایدا

''جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے اور اپنے عمل میں کوشش کرتا ہے۔ ایسے حال میں کہ وہ کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ شخص کہ مٹی سے بچتا ہے۔ وہ اس تعمیر کرنے والے کے برابر نہیں ہوتا۔

مسجد کا قبلہ قدس متعین کیا گیا ــــ مسجد کے تین دروازے قائم کیے گئے:

Marfat.com

- ایک باب مسجد کے آخر بنایا گیا ـــــ اسے باب آل عثمان بھی کہتے ہیں۔
- ایک باب الرحمہ جسے باب عاتکہ بھی کہا جاتا ہے۔
- ایک وہ باب جس سے آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔

مسجد کا طول اس جگہ سے جو قبلہ سے ملی ہوئی ہے' مسجد کے آخر تک ایک سو ہاتھ رکھا گیا ـــــ اور دونوں جانب میں عرض اس کے مثال رکھا گیا یعنی مربع بنائی گئی ـــــ یا طول سے عرض کم رکھا گیا ـــــ اور مسجد کی بنیاد تین ہاتھوں کے قریب رکھی گئی اس کے پہلو میں اینٹوں سے دو مکان بنائے گئے اور ان کی چھت کھجور کے تنوں اور کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اس حجرہ میں جو مسجد سے ملا ہوا تھا' مسجد تک راستہ بنا دیا ـــــ اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس آخر مکان میں رکھا جو مسجد سے ملا ہوا اس باب تک ہے جو باب آل عثمان سے ملا ہوا ہے ـــــ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے ان مکانوں میں تشریف لے گئے جن کو آپ نے مسجد نبوی کے ساتھ بنایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارث' حضرت ابو رافع کو مکہ بھیجا تا کہ وہ حضرت فاطمہ' حضرت ام کلثوم' حضرت سودہ بنت زمعہ' حضرت اسامہ بن زید اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدینہ لے آئیں ـــــ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر والوں کو مدینہ لے گئے۔

اصحاب صفہ:

مسجد نبوی میں ایک سایہ دار جگہ تھی ـــــ اس جگہ مساکین ٹھکانا کرتے تھے ـــــ اس جگہ کا نام صفہ تھا ـــــ اور وہاں رہنے والوں کو اصحاب صفہ کہا جاتا تھا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصحاب صفہ کو رات کے وقت بلاتے اور انہیں اپنے اصحاب پر تقسیم فرما دیتے تھے اور وہ اصحاب ان اصحاب صفہ کو کھانا کھلاتے تھے ـــــ انہی اصحاب صفہ میں سے ایک طائفہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشاء کا کھانا کھاتا تھا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اصحاب صفہ سے ستر مردوں کو دیکھا۔ ان میں سے کسی کے بدن پر ایک چادر ہوتی ـــــ کسی کے فقط ایک تہمد ہوتا یا فقط ایک کمبل ـــــ جس کو وہ ستر پوشی کے لیے اپنی گردن میں باندھ لیتے تھے ـــــ ان کمبلوں میں ایسا کمبل ہوتا جو نصف پنڈلی تک پہنچتا ـــــ اور انہی کمبلوں میں سے وہ کمبل ہوتا جو ٹخنوں تک پہنچتا تھا۔ اس کو آدمی اپنے ہاتھ سے جمع کر کے اس کراہت سے پکڑے رہتا کہ اس کی شرم گاہ نظر نہ آئے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصحاب صفہ ستر سے زائد تھے ـــــ اور جنہیں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا ہے' وہ ان ستر کے سوا تھے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بیر معونہ میں بھیجا تھا یہ بھی اصحاب صفہ میں سے تھے لیکن یہ لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے شہید ہو گئے تھے۔

Marfat.com

منبر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جمعہ کے دن کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کرتے تھے ـــــ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کھڑا رہنا مجھ پر دشوار ہو گیا ہے ـــــ چنانچہ آپ کے لیے منبر بنایا گیا ـــــ یہ منبر میمون مولیٰ سعد بن عبادہ کی بیوی نے تیار کیا

کھجور کے تنے کا رونا ہجرت کے سال میں واقع ہوا ہے ـــــ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت اوس وخزرج دونوں قبیلوں کے آدمیوں میں ایک دوسرے پر غضب اٹھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ آپس میں قتال کریں ـــــ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے ـــــ دونوں قبیلوں کی باتیں سن کر آپ منبر پر سے اتر آئے ـــــ اور ان کے ساتھ آپ نے مہربانی فرمائی کہ وہ دونوں گروہ خاموش ہو گئے اور انہوں نے دشمنی چھوڑ دی۔

ابن سعد نے قطعی طور پر کہا ہے کہ منبر ہجرت کے ساتویں سال میں بنایا گیا ہے ـــــ بعض اہل سیرت سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے پہلے کہ لکڑی کے منبر کو لیں، آپ مٹی کے منبر سے خطبہ پڑھا کرتے تھے ـــــ البتہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جس وقت خطبہ ارشاد فرماتے تھے، درخت کے تنے سے ٹیک لگا لیتے تھے۔

انصار ومہاجرین میں بھائی چارہ (مواخات):

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے ہوئے پانچ ماہ ہوئے تھے۔ جب آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ قرار دی ـــــ یہ نوے (90) مرد تھے ـــــ ہر ایک طائفہ پینتالیس مردوں کا حق اور مواساۃ اور توارث پر تھا یعنی آپس میں ہمدرد اور شریک احوال اور شریک اموال اور ایک دوسرے کی میراث پانے کے باہم مستحق قرار دیئے گئے تھے۔

مہاجرین اور انصار ایسی ہی معاشرت رکھتے تھے حتیٰ کہ جنگ بدر کے بعد یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

والوالارحام بعضھم اولیٰ ببعض آخر ـــــ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کے آٹھ ماہ بعد یا نویں مہینہ کے آغاز پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیاہ کر اپنے گھر لائے ـــــ ایک اور روایت کے مطابق ہجرت سے اٹھارہ ماہ بعد شوال کے مہینہ میں بیاہ کے لائے۔

اذان کی ابتداء:

سیرت کی کتابوں میں ہے کہ نماز کے لیے نمازی کسی کے بلانے کے بغیر نماز کے اوقات میں جمع ہوا کرتے تھے ـــــ اذان کی ابتدا ہجرت کے دوسرے سال میں ہوئی ـــــ

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا سے بلایا کرتے تھے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کہ لوگوں کو نماز کے لیے کس طریق سے جمع کیا جائے ـــــ

Marfat.com

اس بارے میں مختلف تجاویز پیش کی گئیں:

- بعض اصحاب نے کہا کہ جیسے نصاریٰ ناقوس بجاتے ہیں' نماز کے وقت ناقوس بجائی جائے۔
- یہ کہ جیسے یہود بوق پھونکتے ہیں' نماز کے وقت بوق پھونکا جائے۔
- یہ کہ آگ بھڑکا کر اسے بلند کیا جائے۔ لوگ آگ دیکھ کر نماز کے لیے آئیں گے۔

یہ سب باتیں چونکہ دوسروں کے لیے خاص تھیں اور ان کی شناخت تھی' اس لیے چاہیے تھا کہ اہل اسلام کے لیے کوئی جداگانہ طریقہ ہو' کوئی منفرد انداز ہو ـــــ اس کے لیے مختلف صحابہ کرام کو خواب میں اذان کے لیے رہنمائی کی گئی جبکہ اذان اور اقامت کے الفاظ تعلیم کیے گئے ـــــ خواب کے ذریعے ان صحابہ کرام کو اذان کی تعلیم دی گئی:

- حضرت عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ (اوسط از طبرانی)

کچھ روایات میں تعداد زیادہ بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

- تیرہ صحابہ کرام نے اذان کو خواب میں دیکھا ـــــ (وسیط از امام غزالی علیہ الرحمہ)
- چودہ صحابہ کرام نے اذان کو خواب میں دیکھا ـــــ (شرح التنبیہ از جیلی علیہ الرحمہ)
- سات انصار نے اذان کو خواب میں دیکھا ـــــ (سیرت مغلطائی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں امام احمد کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خواب میں ایک مرد کو دیکھا۔ اس نے حضرت عبداللہ کو اذان اور اقامت سکھلائی ـــــ جبکہ وہ صبح کو اٹھے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا۔ آپ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں نے خواب میں دیکھا ہے بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ میں سو نہیں رہا تھا بلکہ بیدار تھا ـــــ میں نے ایک شخص کو دیکھا اس کے جسم پر دو سبز کپڑے تھے۔ اس نے رو بہ قبلہ ہو کر دو بار اللہ اکبر اللہ اکبر کہا ـــــ یہاں تک کہ وہ اذان سے فارغ ہو گیا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''انشاء اللہ یہ سچا خواب ہے ـــــ تم بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور ان کو اذان کے الفاظ بتلاؤ تاکہ وہ اذان دیں ـــــ اس لیے کہ بلال تم سے آواز میں احسن ہیں اور ان کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انہیں اذان بتلا رہا تھا اور وہ اذان دے رہے تھے۔

ابن اسحٰق کی روایت میں اس سے قدرے مختلف ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب اس طرح سے ہے کہ میں سو رہا تھا کہ ایک مرد میرے گرد پھر رہا تھا' اس کے ہاتھ میں ایک ناقوس تھا ـــــ میں نے اسے کہا کہ:

Marfat.com

''اے اللہ کے بند! کیا تو اس ناقوس کو بیچتا ہے۔''

اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو اس ناقوس کو کیا کرے گا ـــــ میں نے کہا کہ اس سے ہم لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے ـــــ اس نے مجھ سے کہا:

''کیا میں اس شے پر تیری رہنمائی نہ کروں جو تیرے لیے ناقوس سے اچھی ہے؟''

میں نے کہا:

''بے شک اس شے کے لیے رہنمائی کرو جو میرے لیے خیر ہے۔''

اس نے کہا:

''اللہ اکبر اللہ اکبر کہو'' ـــــ اور بقیہ کلمات اذان کا ذکر کیا ـــــ پھر اس نے مجھے کہا:

''جس وقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر اللہ اکبر آخر کلمات اقامت تک کہو۔''

خواب میں اذان کی تعلیم:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذان شب معراج میں دکھائی گئی تھی۔ جیسا کہ بزار نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذان کی تعلیم کرے ـــــ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس ایک چوپایہ لائے جس کا نام براق ہے ـــــ آپ اس پر سوار ہوئے اور آپ کو اس حجاب (آسمان) تک لائے جو عرش الرحمٰن سے ملا ہوا ہے ـــــ اس دوران کہ آپ ایسی حالت پر تھے' یکا یک ایک فرشتہ حجاب سے نکلا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا:

''یہ کون شخص ہے؟''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور میں اور مخلوق سے زیادہ قرب مکانی میں ہوں ـــــ جب سے میں پیدا کیا گیا ہوں میں نے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا۔''

اس فرشتہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا ـــــ حجاب سے اس طرف سے فرشتہ سے کہا گیا:

''میرے بندے نے سچ کہا انا اکبر انا اکبر۔''

پھر بقیہ اذان کو ذکر کیا گیا ـــــ یہ وحی سے اقوی ہے' اس لیے کہ وحی کی سماعت بالواسطہ ہے اور یہ سننا بلاواسطے کے ہے۔

اذان کی مشروعیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے تک متاخر ہوئی ـــــ آپ نے نماز کے وقت میں جب لوگوں کو آگاہ کرنے کا ارادہ فرمایا' وحی کے نزول میں تاخیر ہو گئی۔ یہاں تک عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا۔ ان کا خواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشاہدہ کے مطابق ہوا اور آپ نے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے اور اس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے آسمان میں جو شے دیکھی تھی یعنی فرشتے نے اذان کہی تھی' اللہ تعالیٰ کی اس کے

Marfat.com

ساتھ مراد یہ ہے کہ آپ کو آسمان پر جو شے دکھائی گئی تھی' زمین پر وہ شے ایک سنت ہو اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب نے جو انصار کے خواب کے ساتھ موافق ہوا' اس کو آپ کے نزدیک قوت دیدی۔

حارث کی مسند میں ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نماز کے لیے اذان دی ہے' حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے دنیا کے آسمان پر اذان کہی ـــــ اس ذان کو حضرت عمر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے اور یہ ذکر کرنے میں حضرت عمر نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبقت کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اس کے ساتھ عمر نے تم سے سبقت کی۔''

معلوم یہ ہوا کہ حضرت عمر اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان بیداری کی حالت میں سنی۔

صحابہ کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو صحابہ کرام کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی:

- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح مسلم شریف میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں حصہ لیا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رفع حاجت کے لیے کسی مناسب جگہ کی طرف تشریف لے گئے ـــــ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر سے پہلے طہارت کا لوٹا اٹھا لیا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت سے پلٹے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ہاتھ دھوئے۔ پھر آپ نے اپنا منہ مبارک دھویا ـــــ پھر آپ نے اپنا جبہ اپنی کلائیوں سے نکالنا چاہا ـــــ آپ کے جبہ مبارک کی دونوں آستینیں تنگ تھیں ـــــ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ جبہ میں داخل کیے حتیٰ کہ آپ نے اپنی دونوں کلائیاں دونوں کہنیوں تک نکال لیں ـــــ پھر آپ نے دونوں موزوں پر مسح کیا' پھر آپ تشریف لائے ـــــ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے ـــــ دیکھا کہ لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امام بنا لیا تھا اور وہ نماز پڑھا رہے تھے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتوں میں سے ایک رکعت پائی ـــــ چنانچہ آپ نے صحابہ کے ساتھ اخیر رکعت نماز پڑھی۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری فرما رہے تھے ـــــ اس بات نے مسلمانوں کو ڈرا دیا کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز پڑھنے میں سبقت کی ـــــ اس پر مسلمانوں نے کثرت سے تسبیح کی یعنی سبحان اللہ پڑھنے لگے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نماز ادا کر لی تو مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا'

Marfat.com

''تم نے اچھا کام کیا!''

سنن ابو داؤد شریف میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھا دی تھی ـــــ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیچھے دوسری رکعت نماز پڑھی۔ پھر عبدالرحمٰنؓ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری کی۔

امام نووی علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ فاضل کو مفضول کی اقتداء جائز ہے' اگرچہ فاضل کی تقدیم افضل ہے ـــــ اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بعض امت کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ـــــ لیکن اس موقع پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش امام تھے' وہ اپنی نماز میں باقی رہے ـــــ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش امام ہونے کے باوجود پیچھے ہٹ گئے تھے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ کر امامت فرمائیں ـــــ ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نماز رکعت پڑھ لی تھی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تقدیم کو اس لیے ترک فرمایا کہ قوم کی نماز کی ترتیب میں خلل نہ آئے۔ بخلاف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے۔ حالانکہ اس کی صورت یہ نہیں تھی ـــــ

سیرت ہاشمیہ میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پیش امام تھے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی اقتدا فرماتے تھے۔

صحیح احادیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مرض وفات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تین بار نماز پڑھی۔

دارقطنی نے یہ روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک کسی نبی کی امت کا ایک فرد نبی کی امامت نہ کرلے' تب تک نبی کا وصال نہیں ہوتا۔

ہجرت کے بعد نماز میں دو رکعت کا اضافہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو:

- ہجرت کے ایک ماہ بعد ربیع الاخر کی تیرہ راتیں گزر گئیں' سنہ شنبہ کا دن تھا ـــــ (دولابی)
- ہجرت کے ایک سال بعد یا ایک سال کی مدت گزر گئی تھی ـــــ (سہیلی)

کہ نماز حضر میں دو رکعتیں زیادہ کی گئیں ـــــ اور صبح کی نماز کو اپنی حالت پر برقرار رکھا گیا کہ اس میں لمبی قرأت مستحب تھی ـــــ اسی طرح مغرب کی نماز بھی بحالت خود چھوڑ دی گئی' اس لیے کہ مغرب کی نماز کا وتر اور صلوٰۃ سفر برقرار رہی گئی۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مکہ میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی' پھر جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نماز چار رکعت فرض کی گئی ـــــ اور نماز سفر کو فرض تک رکھا گیا ـــــ یعنی مسافر کے لیے چار چار رکعتوں والی فرض نمازوں سے کمی کر دی گئی ـــــ اس کی دلیل یہ حدیث پاک

Marfat.com

ہے۔ ان اللہ وضع عن المسافر شطر الصلوۃ ـــــ یعنی اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز ساقط کی ہے ـــــ

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر نماز حضر میں چار رکعتیں فرض کی ہیں اور سفر میں دو رکعتیں ـــــ

علمائے یہود کی رسول دشمنی:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ علمائے یہود نے دو وجہ کی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کا اظہار کیا:

- از روئے بغاوت
- حسد

بغاوت شاید اس لیے کہ دوسرے شہر سے آ کر مدینہ منورہ میں تمام روساء سے بڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عزت ملی ـــــ اور حسد اس لیے یہ آخری نبی' بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل سے کیوں ہوئے ـــــ حالانکہ یہودیوں کی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق علامات و واقعات درج تھے اور یہودیوں کو اس آخری نبی کا شدت سے انتظار تھا ـــــ محض دوسری جد سے ہونے کے باعث وہ رحمت باری سے محروم رہ گئے۔ العیاذ باللہ!

بنی زریق سے ایک یہودی لبید بن اعصم تھا۔ اس لعین نے آپ پر سحر کیا ـــــ سحر کا عالم یہ تھا کہ آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ کوئی کام کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں آپ وہ کام نہیں کر رہے ہوتے تھے ـــــ اس نے ایک کنگھی اور کنگھی میں رہ جانے والے بالوں پر سحر کیا تھا ـــــ اس کنگھی کو بالوں سمیت اس نے کسی کنویں کے اندر بھاری پتھر تلے دبا دیا تھا ـــــ

صحیح احادیث کے مطابق کسی نبی پر سحر ہو جانا نبوت کا عیب نہیں ہے۔ اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اجسام میں زخموں' زہروں' قتل اور ان کے علاوہ آفتوں میں مبتلا ہوتے تھے ـــــ وہ امور اس قسم کی مصیبتوں سے ہیں جن مصیبتوں کو علماء نے انبیاء کرام پر جائز قرار دیا ہے جیسے کہ ایک جماعت (اہل مکہ) نے آپ کو اپنے درمیان سے نکال دیا اور انہوں نے آپ کے قتل کے لیے سازش بھی کی ـــــ لیکن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور آپ کے اصحاب آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور آپ کی مدد کے لیے کھڑے ہو گئے ـــــ مدینہ آپ کے لیے دارالسلام اور پناہ کے لیے بڑا قلعہ ہو گیا کہ وہ اس میں پناہ رکھتے تھے ـــــ

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کا جہاد شروع فرمایا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر روانہ فرمائے:

- ایسے لشکر جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو کفار سے جہاد کے لیے روانہ فرمایا اور خود تشریف نہیں لے گئے ـــــ انہیں بعوث اور سرایا کہا جاتا ہے۔
- اور ایسے لشکر جس میں آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ رہ کر کفار سے جہاد فرمایا ہے' انہیں غزوہ کہا جاتا ہے۔

آپ نے بذات خود مشرکین سے غزا کیا ہے۔ آپ نے اور آپ کے اصحاب نے یہاں تک جنگ کی کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے۔

Marfat.com

غزوات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قتال کے لیے ستر سے زائد آیتوں میں آپ کو اجازت دی گئی۔۔۔۔ قتال کی اجازت میں سب سے پہلی جو آیت نازل ہوئی' یہ ہے اذن للذین یقاتلون بالھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔۔۔۔ اجازت کی اس طور پر وجہ بیان کی گئی ہے کہ جن لوگوں کو قتال کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی تھی' ان پر کفار ظلم کرتے تھے۔ وہ لوگ مار کھائے ہوئے' ستائے ہوئے اور سر پھٹے ہوئے آتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے تھے کہ

''صبر کرو۔۔۔۔ اس لیے مجھے ابھی قتال کے لیے حکم نہیں ہوا۔''

یہاں تک کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

مکہ معظمہ میں چونکہ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی جبکہ مشرکین کثیر تعداد میں تھے۔۔۔۔ اس عالم میں قتال دشوار ہوتا۔۔۔۔ اس لیے اس وقت تک قتال کے لیے وحی نہ آئی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کی تعداد:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مغازی جن میں آپ نے بذات خود شرکت فرمائی' ستائیس (۲۷) ہیں۔۔۔۔ ان میں سے نو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نفس شریف سے غزا فرمایا:

- غزوہ بدر
- غزوہ خندق
- فتح مکہ
- غزوہ احد
- غزوہ قریظہ
- غزوہ حنین
- غزوہ مریسیع
- غزوہ خیبر
- غزوہ طائف

وہ سرایا جن میں آپ نے اپنے اصحاب کو بھیجا ہے' سینتالیس (۴۷) ہیں۔۔۔۔

- سریہ وہ لشکر ہے جو رات کو نکلے۔۔۔۔ سریہ کا نام سریہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کا جانا مخفی ہوتا ہے۔۔۔۔ یہ معنی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ لفظ سریہ سر سے لیا گیا ہے۔

سریہ' جیش کا ایک قطعہ ہوتا ہے جو جیش سے نکالا جاتا ہے اور وہ جیش کی طرف عود کر کے آتا ہے۔۔۔۔ سریہ ایک سو تا پانچ سو آدمیوں تک مشتمل ہوتا ہے۔۔۔۔ پانسو سے زیادہ کو منسر کہتے ہیں۔۔۔۔ اگر آٹھ سو آدمیوں سے زیادہ کا لشکر ہو تو اس کا نام جیش ہے۔۔۔۔ اگر چار ہزار سے زیادہ کا لشکر ہو تو اس کا نام جحفل ہے۔۔۔۔ خمیس' جیش عظیم کو کہتے ہیں۔۔۔۔ بعث وہ حصہ جو سریہ سے جدا ہوتا ہے۔۔۔۔ کتیبہ اس کہتے ہیں جو جمع ہو اور منتشر نہ ہو۔

- ساریہ وہ لشکر ہے جو دن میں نکلے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اول بعوث آغاز رمضان میں تھا۔۔۔۔ ایک روایت یہ ہے سن دو ہجری ربیع الاول میں تھا۔

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تیس (۳۰) مہاجرین پر امیر بنا کر بھیجا۔

انصار نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ طے کیا تھا کہ:

- وہ آپ کو اپنے گھر میں دشمن سے بچائیں گے۔
- وہ دشمن کو روکیں گے۔

انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر بدر میں غزا کیا۔

جن مہاجرین کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش کے لیے مقرر فرمایا تھا' وہ مدینہ سے نکلے ــــ قریش کے اس قافلہ سے مزاحمت کرتے تھے جس میں ابوجہل لعین تھا۔ابوجہل کے قافلہ سے مشرکین کے تین سو شتر سوار آملے ــــ یہ لوگ مقام عیص کے ناحیہ سے دریا کے کنارہ پہنچ گئے ــــ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہوئے تو ان کے درمیان مجدی عمرو الجہنی حائل ہو گیا ــــ مجدی دونوں گروہوں میں صلح کرانے والا تھا ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لوائے ابیض (۲۴۰) (سفید جھنڈا) قائم فرمایا تھا ــــ

سریہ عبیدۃ المطلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبیدہ ابن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساٹھ آدمیوں پر امیر مقرر کیا گیا ــــ بطن رابغ کی طرف یہ سریہ ہجرت کے آٹھویں مہینے کے شروع میں ماہ شوال میں روانہ کیا گیا ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لوائے ابیض قائم فرمایا ــــ اس لوا کو مسطح بن اثاثہ نے اٹھایا۔

اس سریہ میں مشرکین کے امیر کے تین نام روایتوں میں ملتے ہیں:

- ابوسفیان بن حرب
- مکرز بن حفص
- عکرمہ بن ابی جہل

مشرکین کے لشکر میں دو سو آدمی تھے ــــ ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی ــــ مگر یہ ہوا کہ اس دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر چلایا ــــ یہ پہلا تیر تھا جو اہل اسلام نے چلایا۔

---

۲۴۰ لوا ــــ جنگ میں اٹھائے جانے والے جھنڈے کو کہتے ہیں ــــ اس سے صاحب جیش کا مقام پہچانا جاتا ہے کہ یہاں ہے ــــ لوا کو کبھی امیر الجیش اٹھاتا ہے اور کبھی مقدم جیش اس کو مقدم لشکر کو دے دیتا ہے ــــ

ایک جماعت نے اہل لغت سے تصریح کی ہے کہ لوا اور رایت ہم معنی ہیں ــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رایت سیاہ تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لوا ابیض تھا ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رایت میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ درج تھا ــــ لوا اور رایت میں جو فرق ہے، وہ ظاہر ہے ــــ لوا وہ ہے جو رمح میں گرہ دیا جاتا ہے اور رمح پر لپیٹ دیا جاتا ہے ــــ جبکہ رایت وہ شے ہے جس میں گرہ دی جاتی اور اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور ہوا اس کو ہلاتی ہے ــــ لوا، رایت سے کم ہے ــــ لوا موٹا بڑا علم ہے ــــ علم امیر کی جگہ کی علامت ہے ــــ جس جگہ امیر دورہ کرتا ہے، علم بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے ــــ جبکہ رایت کا صاحب جنگ والی ہوتا ہے ــــ شاید لوا اور رایت میں فرق عرف کے طور پر ہے ــــ پہلی بار رایات یوم خیبر میں بنائے گئے ــــ یوم خیبر سے پہلے صرف لواؤں کو پہچانتے تھے۔

Marfat.com

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اسلام میں پہلا رایت حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے ـــــ ایک جگہ لکھا ہے کہ اسلام میں پہلا رایت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے ـــــ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہی وقت ساتھ ساتھ بھیجا تھا' اسی لیے لوگوں کو یہ گمان ہوا ـــــ

روایتوں میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ساتویں مہینہ کے آغاز پر بھیجا گیا تھا اور حضرت عبیدہ کا لشکر آٹھویں مہینہ کے آغاز میں بھیجا گیا ـــــ اس میں شبہ نہیں ہوسکتا ـــــ لیکن یہ احتمال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کے رایت ساتھ ساتھ ایک ہی وقت میں قائم فرمائے ہوں ـــــ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی روانگی آٹھویں مہینہ کے آغاز تک کسی وجہ سے دیر کا سبب بن گئی ہو۔

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے نویں مہینے آغاز ذیقعد میں تھا ـــــ جو حجاز کی ایک وادی خرار کی طرف بھیجا گیا ـــــ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لوائے ابیض عطا ہوا ـــــ اس سریہ میں لوائے ابیض کو مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس مردوں کے درمیان اٹھایا۔

قریش کے اونٹ غلے سے لدے ہوئے تجارت کے لیے آرہے تھے ـــــ یہ سریہ اس کے حائل ہونے کے لیے گیا ـــــ یہ لوگ صبح کے وقت خرار میں پہنچے تو پانچویں تاریخ کی صبح تھی ـــــ قریش کا غلہ لیکن ایک دن پہلے اس وادی سے گزر گیا تھا۔

غزوۂ ودان/غزوۂ ابواء:

غزوات میں یہ پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت فرمائی ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بارہویں مہینہ کے آغاز پر ماہ صفر میں ساٹھ مہاجرین کے درمیان تشریف لے گئے ـــــ قریش کا ارادہ رکھتے تھے ـــــ اس غزوہ میں لواء کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے سے یہ اثر مرتب ہوا کہ مصالحت ان شرائط پر ٹھہری:

- بنی ضمرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کریں۔
- لوگوں کو آپ پر کثرت سے جمع نہ کریں۔
- آپ کے دشمنوں کی آپ پر اعانت نہ کریں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل مقرر فرمایا۔

غزوۂ بواط/جنگ کید:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے تیرہویں مہینہ کے شروع میں ماہ ربیع الاول میں یہ غزوہ فرمایا ـــــ آپ ناحیہ رضوی سے دوسو اصحاب کے ہمراہ بواط میں پہنچے ـــــ امیہ بن خلف الجمی قریش کے اونٹوں پر غلہ لا رہا تھا ـــــ آپ نے اس قافلہ کے حائل ہونے کا ارادہ فرمایا تھا ـــــ اس غزوہ کے دوران مدینہ پر سائب بن عثمان بن مظعون کو عامل قرار

۲۳۱ ینبع ایک قلعہ ہے جس میں چشمے اور کھجور کے درخت ہیں اور کھیتی ہے ـــــ یہ مصر کے حاجیوں کے راستہ میں ہے۔

Marfat.com

فرمایا ـــــ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن سے جنگ نہیں فرمائی ـــــ
ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کید کا معنی حیلہ کرنا' کوشش کرنا ہے ـــــ اس وجہ سے اس غزوہ کو جنگ کید بھی کہتے ہیں۔

غزوہ عشیرہ:

غزوہ عشیرہ ہجرت کے سولہویں مہینے کے آغاز میں پیش آیا ـــــ ایک روایت میں لشکر کی تعداد ڈیڑھ سو اور دوسری روایت میں دو سو آدمی ہیں ـــــ عشیرہ بنی مدلج کا ایک موضع ینبع میں ہے۔۲۴۱ ـــــ یہ غزوہ ایک روایت میں ماہ جمادی الاول اور دوسری روایت میں ماہ جمادیٰ الثانی میں ہوا۔ اس لشکر میں تیس اونٹ تھے۔ ایک کے بعد دوسرا سوار ہوتا تھا ـــــ اس غزوہ میں لوا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا تھا ـــــ یہ لوائے ابیض تھا ـــــ اس غزوہ کا مقصد مکہ سے شام کی طرف لوٹنے والے قریش کا قافلہ تھا ـــــ شام سے مکہ کی طرف لوٹنے والے اس قافلہ میں پچاس ہزار اشرفی اور ایک ہزار اونٹ تھے ـــــ لیکن یہ قافلہ چند دن پہلے گزر گیا تھا ـــــ اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی مدلج سے جو بنو کنانہ سے تھے' مصالحت فرمائی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بنی ضمرہ کے درمیان معاہدہ یوں لکھا گیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا کتاب من محمد رسول اللہ لبنی ضمرہ فانھم امنون علی اموالھم و ان انفسھم وان لھم النصر علی من رامھم ان لا یحاد بوا فی دین اللہ مابل بحر صوفة وان النبی اذا دعاھم لنصرا اجابوہ علیھم بذلك ذمة اللہ وذمة رسولہ

ترجمہ ''یہ تحریر محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بنی ضمرہ کے لیے ہے ـــــ اس طور پر کہ بنی ضمرہ کو اپنے اموال اور جانوں پر امن دیا گیا ہے ـــــ بنی ضمرہ کے لیے جو شخص برائی کا ارادہ کرے ان کی اس شرط پر مدد دی جائے گی کہ بنی ضمرہ اللہ کے دین کی نصرت میں مخالفت نہ کریں ـــــ نصرت کی یہ شرط ہمیشہ رہے گی ـــــ ان کو اس شرط کے ساتھ امن دیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مدد کے لیے بلائیں' بنی ضمرہ حاضر ہوں ـــــ اس کے ساتھ ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا عہد ہے۔''

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ میں جانے کے وقت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل مقرر فرمایا تھا۔

بدر کا پہلا غزوہ:

غزوہ عشیرہ کے دس دن بعد یہ غزوہ ہوا۔ مدینہ کے اونٹ اور بکریاں جو دن میں چرنے کے لیے چھوڑے جاتے تھے' کرز بن جابر الفہری نے لوٹ لیے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کرز کی تلاش میں تشریف لے گئے۔ بدر کے ناحیہ سے مقام سفوان میں جب آپ پہنچے تو کرز نہیں مل سکا ـــــ اس غزوہ کا نام بدر اولیٰ ہے۔
ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس غزوہ میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل بنایا گیا ـــــ اور

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوا اٹھایا تھا۔

سریہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ امیر المومنین حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں ہجرت کے سترہویں مہینے کے شروع ماہ رجب میں گیا۔۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اٹھارہ یا بارہ مرد تھے۔ یہ لشکر نخلہ کی طرف گیا۔ نخلہ مکہ سے ایک رات کے فاصلہ پر ہے۔۔۔۔ آپ کو قریش کے قافلہ کے آنے کی خبر ملی تھی۔۔۔۔ قریش کا قافلہ آپ کے ہمراہیوں کے پاس سے گزرا۔۔۔۔ یہ قافلہ طائف سے منقیٰ اور چمڑا لے کر آ رہا تھا۔۔۔۔ اس قافلہ کا امیر عمرو بن الحضرمی تھا۔۔۔۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اگر ہم نے انہیں قتل کر دیا تو اس مہینہ کی حرمت کی ہتک ہو گی۔۔۔۔ اور اگر آج رات انہیں چھوڑ دیا گیا تو یہ لوگ حرم مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔۔۔۔ ان مہاجرین نے قتل پر اتفاق کیا۔ چنانچہ عمرو کو قتل کر کے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کسانہ کو قید کر لیا۔۔۔۔ قافلہ کے جو لوگ بھاگ سکے وہ بھاگ گئے۔۔۔۔ یہ لوگ قافلہ کے اونٹ ہانک لائے۔

یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی۔۔۔۔ ابن جحش نے اس غنیمت کو تقسیم کیا اور اس سے پہلے کہ خمس فرض کیا جائے' عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غنیمت سے اپنے اجتہاد سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خمس علیحدہ کر لیا۔۔۔۔ دوسری روایت کے مطابق اس قافلہ کی ساری غنیمت مدینہ منورہ لے آئے۔۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے شہر حرام (حرمت والے مہینے) میں قتال کے لیے تمہیں حکم نہیں دیا تھا۔۔۔۔ آپ کو اس غنیمت کی علت میں توقف ہوا۔ اس لیے مال غنیمت کی تقسیم اور دونوں قیدیوں کے بارے میں تاخیر فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ بدر سے پلٹ آئے۔۔۔۔ آپ نے اس غنیمت کو انہی لوگوں پر تقسیم فرما دیا جو اس غنیمت میں شریک تھے۔

قریش نے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حرمت والے مہینے میں خونریزی کی اور مال لے لیا۔۔۔۔ اس پر یہ وحی نازل ہوئی۔ ویسالونك عن الشهر الحرام قتال فيه ۔۔۔۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں کہتے ہیں:

تعدون قتلا فى الحرام عظيمة   واعظم منه لونرى ذاك راشد
صدود كم عما يقول محمد   وكفر به والله راء و شاهد

تم لوگ شہر حرام میں قتل کو عظیم شمار کرتے ہو۔۔۔۔ قتل سے بڑھ کر تمہارا وہ فعل ہے کہ اگر صاحب رشد اس کو دیکھے یعنی اس فعل میں غور کرے تو تمہارا وہ فعل اس شے سے رک رہنا ہے جس شے کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ تمہارا کفر ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے اور تم پر گواہ ہے۔

سقينا من ابن الحضرمى رما حنا   بنخلة لما اوقد الحرب واقد

مقام نخلہ میں ہم نے ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو سیراب کیا جبکہ جنگ کی آگ بھڑکانے والے نے آگ

Marfat.com

بھڑکائی۔

قریش نے دونوں قیدیوں عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کسانہ کے فدیہ کے لیے کسی کو بھیجا ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کا فدیہ لے لیا ــــ ہر ایک کا فدیہ چالیس اوقیہ تھے ــــ حکم بن کسانہ نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ٹھہر گئے اور بیر معونہ میں شہادت پائی ــــ جبکہ عثمان بن عبداللہ مکہ لوٹ گیا اور اس کی موت کفر پر واقع ہوئی۔

تحویل قبلہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو صخرہ بیت المقدس کی طرف رخ کے نماز ادا فرماتے رہے ــــ صخرہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز ادا کرتے رہے بلکہ صخرہ بیت المقدس تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ ہے ــــ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا عرصہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی ــــ اس مدت سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

- سولہ ماہ
- سترہ ماہ
- اٹھارہ ماہ

حربی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف لائے ــــ پھر پورا سال بلکہ دوسرے سال سے چھ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز ادا فرمائی۔

تحویل قبلہ کا واقعہ کب پیش آیا ــــ اس کے تعین کے لیے بھی کئی روایتیں ہیں:

- جمادی الآخر
- نصف شعبان بروز سہ شنبہ
- نصف رجب بروز دوشنبہ

تحویل قبلہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کونسی نماز ادا فرما رہے تھے۔

- نماز عصر (صحیح بخاری)
- نماز ظہر (نسائی شریف)

اہل قبا کو دوسرے دن صبح کی نماز تک تحویل قبلہ کی خبر نہیں پہنچی ــــ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کسی نے آ کر انہیں اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف نماز پڑھیں۔ چنانچہ اہل قبا کعبہ رخ ہو گئے۔

طبری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی' اس وقت اکثر اہل مدینہ یہود تھے۔ وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے ــــ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں ــــ یہود اس بات سے خوش تھے کہ آپ نے سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ــــ حقیقت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلی تمنا یہ تھی کہ قبلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف نماز پڑھیں ــــ آپ دعا مانگتے تھے اور بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ چنانچہ تحویل قبلہ کے بارے میں وحی نازل ہوئی۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں ایسے حال میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے کہ کعبہ آپ کے سامنے تھا۔

طبری نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اول جو نماز پڑھی' وہ کعبہ کی طرف پڑھی۔ پھر آپ جب مکہ میں تھے' بیت المقدس کی طرف پھر گئے۔ آپ نے تین سال تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو سولہ ماہ تک آپ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کعبہ کی طرف متوجہ کرایا۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں' پھر آپ کو یہ حکم ہوا کہ آپ مسجد حرام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ چنانچہ آپ مسجد حرام کی طرف پھر گئے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی مسجد حرام کی طرف پھر گئے۔ اس مسجد کا نام مسجد قبلتین رکھا گیا۔

تحویل قبلہ پر یہود و منافقین کی ہرزہ سرائی:

اللہ تعالیٰ نے جب تحویل قبلہ کی تو بعض لوگوں کو جو منافقین' کفار اور یہود سے تھے' انہوں نے کہا:

ماولٰهم عن قبلتهم التي كانوا عليها

یعنی انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کبھی بیت المقدس کو قبلہ بتاتے ہیں اور کبھی کعبہ کو قبلہ ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

قل لله المشرق والمغرب یعنی حکم نصرت اور امر کل اللہ ہی کے لیے ہے۔ جس طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے' ہم متوجہ ہوتے ہیں۔ ہماری طاعت اس کے لیے حکم کی تعمیل میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہر روز ہم کو چند مرتبہ کتنی ہی سمتوں میں متوجہ کرائے تو ہم اس کے بندے ہیں اور اس کے حکم ماننے والے ہیں۔ اس کے خادم ہیں۔ وہ جس جگہ ہمیں متوجہ کرے گا' ہم متوجہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ عظیم عنایت ہے۔ اس لیے کہ آپ کی امت کو اپنے خلیل کے قبلہ کی طرف ہدایت فرمائی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود ہم سے ان پر حسد کریں گے۔

- جمعہ سے ہم سے حسد کرتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت کی ہے اور
- اس قبلہ پر ہم سے حسد کرتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت فرمائی اور پھر وہ اس قبلہ سے گمراہ رہے۔

بعض مومنوں نے کہا کہ ہماری ان نمازوں کا کیا ہوگا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف پڑھیں اور ہمارے فوت ہو جانے والے بھائیوں کی نمازوں کا کیا ہوگا جو انہوں نے بیت المقدس کی طرف پڑھیں۔ ان کی تسلی کے لیے اللہ کریم نے فرمایا **وماکان الله ليضيع ايمانكم**۔ یہود نے کہا (کہ تحویل قبلہ سے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے باپ کے شہر

Marfat.com

کے لیے مشتاق ہو گئے —— اور اس سے آپ اپنی قوم کو خوش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں —— اگر آپ ہمارے قبلہ (صخرہ بیت المقدس) پر ثابت رہتے تو ہم یہ امید کرتے کہ آپ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے آئے ہیں کہ وہ آئیں گے —— چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **وان الذین اوتو الکتاب لیعلمون انه الحق من ربهم** —— یعنی وہ یہود جنہوں نے استقبال کعبہ اور بیت المقدس سے پھر جانے کا انکار کیا ہے۔ ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کی جو کتابیں ہیں' ان سے انہیں خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کعبہ کی طرف متوجہ کرے گا۔

رمضان المبارک کی فرضیت:

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے اٹھارہ ماہ بعد تحویل کعبہ اول نصف شعبان میں ہوئی —— ماہ رمضان شریف کے روزے فرض کیے گئے —— اور عید سے دو دن پہلے فطرانہ کی زکوٰۃ فرض کی گئی کہ چھوٹا بڑا' آزاد غلام مرد عورت کی طرف سے

- ایک صاع تمر یا
- ایک صاع زبیب یعنی منقیٰ
- ایک صاع شعیر یعنی جو
- یا ایک صاع گندم

سے نکالا جائے —— یہ زکوٰۃ فطر' اموال کی زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے فرض کی گئی۔

اموال کی زکوٰۃ دوسرے سنہ ہجری میں فرض کی گئی ہے —— ایک اور روایت میں ہے کہ اموال کی زکوٰۃ ہجرت سے پہلے فرض کی گئی۔ **واللہ اعلم**

غزوۂ بدر عظمیٰ:

اس غزوۂ بدر کو ان ناموں سے پکارا جاتا ہے:

- غزوۂ بدر الکبریٰ
- غزوہ بدر العظمیٰ
- بدر الثانیہ
- بدر القتال

بدر کو بدر پکارنے کی یہ وجوہات ہیں:

- بدر ایک قریہ ہے جو بدر بن مخلد بن النضر بن کنانہ سے منسوب ہے' بدر اس قریہ میں اترا تھا۔
- دوسری روایت کے مطابق اسے بدر بن الحارث سے نسبت ہے جس نے اس کے کنوئیں کو کھودا تھا۔
- بدر کو بدر پکارے جانے کی وجہ اس قریہ کا وہ کنواں ہے جس کا نام ہی بدر ہے —— اس کنوئیں کا نام بدر اس لیے رکھا گیا کہ اس میں گولائی تھی —— یا یہ کہ وہ کنواں صاف تھا' اس کا پانی روشن تھا اور کنوئیں میں چاند نظر آتا تھا۔

ابن کثیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یوم بدر یوم الفرقان ہے یعنی اس دن حق و باطل کے درمیان فرق واقع ہوا —— یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوی اور غالب کیا اور اہل اسلام کو قوی اور غالب کیا —— اور کفر کے دماغ کی ہڈی توڑ ڈالی یعنی اسے فنا کر دیا —— اور کفر کے اس محل کو اللہ تعالیٰ نے ویران کر دیا جس کی کفار اور مشرکین تعظیم کرتے تھے۔

اسلام کی یہ عزت اور کفر کا سر توڑنا ایسے حال میں ہوا کہ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور دشمن کثیر تعداد میں تھا —— دشمن

Marfat.com

کی زر ہیں بڑی اور پوری تھیں ـــــ ان کے مال اور کامل ہتھیار ان کے ساتھ تھے اور چرنے کے کھلے چھوڑے ہوئے گھوڑے ان کے ساتھ تھے اور سب سے بڑھ کر انہیں تکبر تھا ـــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قوی کر دیا اور اپنی وحی نازل فرمائی ـــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کے چہرے روشن کر دیئے ـــــ اور شیطان لعین اور اس کے تابعین کو اللہ تعالیٰ نے خوار اور رسوا کیا ـــــ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے حال میں کہ اپنے مومنین اور پرہیزگاروں پر جو دین کی کامیابی دینے والے ہیں' کی لاج رکھنے والا ہے۔ یہ فرمایا ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ـــــ یعنی تمہاری تعداد قلیل تھی تاکہ تم لوگ یہ جان لو کہ نصرت صرف اللہ کی طرف سے ہے نہ تعداد کی کثرت اور نہ مال واسباب کے سبب!

غزوۂ بدر اسلام کے اعظم غزوات میں سے ہے اس لیے کہ

- اس غزوہ سے اسلام کا ظہور ہوا اور اس کے بعد آفاق پر اسلام کا نور چمکا۔
- اللہ تعالیٰ نے اس کے وقوع سے کفار کو ذلیل کر دیا۔
- مسلمانوں میں سے اس غزوہ میں جو حاضر ہوا' اللہ تعالیٰ نے اسے عزت دی۔

جو شخص اس غزوہ میں حاضر و شامل ہوا' اللہ کے نزدیک وہ ابرار سے ہے ـــــ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے احوال پر مطلع ہوا اور فرمایا اعملوا ما شئتم یعنی تمہارے لیے جنت واجب ہوگئی ـــــ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابولبابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ـــــ یہ پہلا غزوہ ہے جس میں انصار شامل ہوئے۔ اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی ـــــ لیکن آپ کے ساتھ تین سو پانچ آدمی گئے تھے اور آٹھ آدمی بدر میں حاضر نہیں تھے۔ وہ کسی ضرورت سے نہیں گئے لیکن

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں غنیمت عطا فرمائی۔
- اور فرمایا کہ ان کا اجر ویسا ہی ہے جیسا کہ بدر میں حاضر ہونے والوں کا ہے ـــــ

چنانچہ وہ لوگ ان کی مانند ہیں جو حاضر ہوئے ہیں ـــــ اور وہ اہل بدر میں شمار کیے جاتے ہیں ـــــ ان آٹھ اصحاب کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ ہوگئی ـــــ اصحاب بدر کے پاس تین گھوڑے نہایت دوڑنے والے تھے:

- ایک حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
- دوسرا حضرت یعسوب زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
- اور تیسرا مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

صحابہ کرام کے پاس یہی تین گھوڑے تھے' ان کے علاوہ ستر اونٹ تھے۔

مشرکین کے لشکر کی تعداد ایک روایت میں ایک ہزار اور دوسری روایت میں ساڑھے نو سو ہے ـــــ ان کے ساتھ ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے۔

غزوہ بدر سترہ رمضان جمعہ کے دن ہوا ـــــ اس جنگ کے لیے مسلمانوں کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی معیاد مقرر تھی

Marfat.com

کہ جنگ فلاں وقت میں ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد ولکن لیقضی اللہ امر کان مفعولا

یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں نے ارادہ نہیں کیا تھا لیکن قریش کے قافلہ کے تعرض کے لیے۔''
اس کا پس منظر یہ ہے کہ شام سے قریش کا تجارتی قافلہ آرہا تھا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان تیس شتر سواروں کے ساتھ تھے۔ اسی قافلے میں عمرو بن العاص تھے۔ جب یہ لوگ بدر کے قریب پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس قافلہ کی اطلاع ملی۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بلا کر قریش کے کثرت مال اور قلیل تعداد سے مطلع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

''قریش کا قافلہ ہے۔ اس میں کثرت سے اموال ہیں۔ تم اس قافلہ کی طرف جاؤ۔ امید ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس قافلہ سے (مال) غنیمت دے۔''

ابوسفیان نے نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کے آنے کی خبر سنی تو ایک شخص ضمضم بن عمرو العقاری کو اجرت دے کر مکہ بھیجا کہ قریش کو مکہ جا کر اطلاع دے کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ ان کے قافلہ کے معترض ہوئے ہیں ـــــ قریش قریباً ایک ہزار خود پوش اٹھے اور اشراف قریش میں سے کسی نے تخلف نہیں کیا ـــــ اس لشکر میں ابولہب نے اپنی جگہ عاصی بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا۔

ادھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب مقام روحا میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ قریش اس لیے آئے ہیں کہ اپنے قافلہ سے آپ کو روکا جائے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے قافلہ کی طلب اور اس گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا جو ان سے لڑنے سے بھاگتا تھا ـــــ اور صحابہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے دونوں طائفوں میں سے ایک طائفہ کا وعدہ کیا ہے کہ قافلہ کو لو یا قریش سے جنگ کرو۔

صحابہ کرام کا رجحان قافلے کی طرف تھا ـــــ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے انہوں نے بہت اچھا کلام کیا ـــــ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر کلام کیا ـــــ ان کے بعد حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو کام کے لیے حکم دیا ہے آپ وہی کریں ـــــ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ واللہ ہم ہرگز یہ نہیں کہیں گے جیسے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون یعنی آپ اور آپ کا رب جائیں اور دونوں لڑو ـــــ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ اور آپ کے رب دونوں کے ساتھ رہ کر جہاد کریں گے ـــــ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ ہمیں برک انعماد یعنی ملک حبشہ کو لے جائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ رہ کر ان سے لڑیں گے جو ملک حبشہ کے اس طرف ہوں گے یہاں تک کہ آپ ملک حبشہ کو پہنچ جائیں۔''

مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سن کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اچھا کہا اور ان کے لیے دعائے

Marfat.com

خیر فرمائی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! مجھے اشارہ دو۔''

اس ارشاد کے مخاطب انصار تھے کیونکہ انصار نے جس وقت عقبہ میں آپ سے بیعت کی تھی تو انہوں نے کہا تھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے ہمارے گھر پہنچنے تک ہم آپ کے ذمہ سے بری ہیں ــــ جب آپ ہمارے پاس پہنچیں گے تو آپ ہمارے ذمہ میں ہوں گے ــــ اور جن ناپسندیدہ باتوں سے ہم اپنی جانوں' اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کو بچاتے ہیں' ان کی حفاظت کرتے ہیں' ہم آپ کی بھی حفاظت کریں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خیال تھا کہ انصار نے کہیں یہ اعتقاد نہ کر لیا ہو کہ ان پر آپ کی نصرت واجب ہے ــــ مگر مدینہ میں اچانک آ جانے والے دشمنوں سے حفاظت انصار کے ذمہ واجب نہیں ہے کہ ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی دشمن ہو تو آپ انصار کو اس طرف لے جائیں۔ اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے اشارہ دو تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''واللہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) گویا آپ ہم لوگوں کا ارادہ فرماتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بے شک!''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''ہم آپ پر ایمان لائے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی شہادت دی کہ آپ جو شے لائے ہیں' وہ حق ہے ــــ اس پر ہم نے آپ کو اپنے عہد اور مواثیق سمع اور طاعت پر دے دیئے ہیں ــــ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے جس شے کا ارادہ فرمایا ہے' آپ اسے جاری فرمائیں ــــ قسم ہے اس ذات پاک کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم سے اس بحرِ محیط میں جانے کے لیے فرمائیں' ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں اتر جائیں گے ــــ ہم میں سے کوئی ایک بھی تخلف نہ کرے گا اور ہم اس سے کراہت نہیں کرتے کہ ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں ــــ جنگ کے وقت ہم بڑے صابر ہیں اور دشمن کے مقابلہ کے وقت بڑے صادق ہیں ــــ امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سے وہ امر دکھا دے کہ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ آپ ہمیں اللہ کی برکت پر لے جائیں۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت مسرور ہوئے۔ انکی ان باتوں نے آپ کو دشمن کے سامنے جلد آنے پر آمادہ کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اللہ کی برکت پر چلے جاؤ اور تمہیں بشارت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا مجھ سے وعدہ کر لیا ہے ــــ واللہ میں کفار کے مرنے کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس کافر کے مرنے کی جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی' کوئی بھی اس جگہ سے دور نہیں گرا۔

Marfat.com

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوچ کر کے بدر کے قریب اترے اور قریش عدوۃ القصوی میں اترے جو مدینہ منورہ سے دور ہے اور وادی کی طرف ہے ـــــ مسلمان سرخ یا سفید ریت کے ایسے ٹیلے پر اترے جس میں آدمیوں کے قدم اور جانوروں کے سم اتر جاتے تھے۔ بدر میں جو پانی تھا' اس پر مشرکین نے پہل کر کے قبضہ کر لیا اور اس میں سے اپنے لیے کنوئیں بنا لیے۔

شیطان کی شیطانی اور صحابہ کرام کی استقامت:

مسلمان صبح جب بیدار ہوئے تو بعض کو وضو کی حاجت تھی اور بعض کو غسل کی۔ پانی کی تنگی اور پیاس سے سخت تکلیف ہوئی ـــــ شیطان نے یہ وسوسہ پیدا کیا اور کہنے لگا:

''تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ تم حق پر ہو اور نبی اللہ تمہارے درمیان ہیں اور تم اولیاء اللہ ہو ـــــ جبکہ مشرکین نے پانی سے تم پر غلبہ کر لیا ہے ـــــ حال یہ ہے کہ تم پیاسے ہو۔ کیا تم بغیر طہارت اور بغیر غسل کے نماز پڑھو گے؟ تمہارے دشمن تو انتظار نہیں کرتے' خواہ پیاس میں تمہاری گردنیں کاٹ ڈالے اور کمزور تمہیں گھیر لیں ـــــ پھر دشمن جیسے چاہیں تم سے سلوک کریں' تمہیں قتل کریں یا قیدی بنا ڈالیں۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بارش بھیج دی ـــــ اتنا پانی برسا کہ جنگل بہنے لگا ـــــ مسلمانوں نے پانی پیا' غسل کیا' وضو کیا ـــــ اونٹوں کو پلایا اور پانی کے برتن بھر لیے ـــــ بارش نے غبار کو ہٹا دیا اور زمین کو اس طور پر خشک کر دیا کہ اس پر چلنے والوں کے قدم جم گئے اور جانوروں کے سم بھی ٹکنے لگے ـــــ یوں شیطان لعین کا وسوسہ زائل ہو گیا اور اس کا وار اس کے سینے پر رد کیا گیا۔ مسلمانوں کے دل خوش ہو گئے۔

قرآن کریم میں اس واقعہ سے متعلق اس طرح سے ہے۔ **وینزل علیکم من السماء ماءً لیطھرکم بہ** ـــــ ''یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اس لیے نازل کرتا ہے کہ اس سے تمہیں ہر طرح کی پاکی کی حاجت سے پاک فرما دے'' ـــــ یہ طہارت ظاہری ہے۔

ویذھب عنکم رجز الشیطان ـــــ ''یعنی تم سے شیطان کے بہکاوے کو لے جائے'' ـــــ یہ طہارت باطنی ہے۔ جنابت بھی رجز باطن ہے' اس لیے کہ جنابت شیطان' کے خیال سے ہوتی ہے ـــــ لہٰذا یہ طہارت باطنی ہے۔

ولیربط علی قلوبکم بالصبر ـــــ ''اور تمہارے دلوں پر صبر کو باندھے'' ـــــ یعنی تمہیں یہ کامل بھروسہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا لطف مسلمانوں کے حال پر ہے ـــــ اور اس پانی کے سبب تمہارے قدموں کو قائم رکھے تاکہ زمین خشک اور سخت ہونے کی وجہ سے ریت میں تمہارا پاؤں نہ اترے اور اس پر قدم جمے رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک عریش (یعنی سائبان) بنایا گیا اور آپ اس میں تشریف فرما تھے۔

جنگ کا آغاز:

عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ہمراہ نکلا اور جنگ کے لیے پکارا ـــــ مسلمانوں

Marfat.com

میں سے چند انصار نوجوان نکلے ـــــ عوف بن حارث' معاذ بن حارث' (ان کی ماں عفراء تھی) ـــــ اور تیسرا جوان عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ـــــ عتبہ کہنے لگا:

"تم کون ہو؟" ـــــ انہوں نے کہا۔

"ہم انصار سے ہیں۔" ـــــ قریش نے کہا:

"ہمیں تمہارے ساتھ کوئی حاجت نہیں۔"

پھر کفار کے منادی نے یوں ندا کی:

"اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لیے ہماری قوم کے ہمارے برابر کے جوان نکالیے۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے عبیدہ بن الحارث! تم اٹھو ـــــ اے حمزہ! تم اٹھو ـــــ اے علی! تم اٹھو۔" (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یہ حضرات کھڑے ہوئے اور قریش کے مقابل جا پہنچے ـــــ قریش نے پوچھا:

"تم کون ہو؟" ـــــ ان حضرات نے انہیں اپنے اپنے نام بتلائے ـــــ کفار نے کہا:

"بے شک یہ ہمارے برابر کے ہیں۔"

چنانچہ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مسلمانوں میں مسن تھے' کفار کے مسن عتبہ بن ربیعہ سے جنگ کی ـــــ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ بن ربیعہ سے لڑائی کی ـــــ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی ـــــ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید کو اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ کو قتل کر دیا ـــــ لیکن حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عتبہ قتل نہ ہو سکا' البتہ ان کا گھٹنا زخمی ہو گیا ـــــ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عتبہ کے قتل کے لیے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کی۔

ابوداؤد نے مزید یہ لکھا ہے کہ ولید کے قتل کے بعد حضرت علی و حضرت حمزہ زخمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔[۳۴۲]

مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لیے دعائیں:

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اس کے بعد ایک دوسرے کی طرف گیا اور بعض بعض سے قریب ہو گیا یعنی عام جنگ شروع ہو گئی ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے عریش میں تشریف فرما رہے۔ آپ کے ہمراہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے حضور مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لیے دعا فرما رہے تھے اور آپ کے رب نے آپ سے جس نصرت کا وعدہ فرمایا تھا' اس کی طلب فرما رہے تھے:

---

۳۴۲ اس روایت کو ابن اسحاق، موسیٰ بن عتبہ، حاکم، ابو الاسود اور ابن سعد' ابن حجر نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

اللھم ان تھلك ھذہ العصابة من اھل الایمان الیوم فلا تعبد فی الارض ابدا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنے رب سے اپنے بعض سوال کو ترک فرما دیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جس کا وعدہ فرمایا ہے' اسے آپ کے لیے پورا فرمانے والا ہے۔''

ایک اور روایت جو ابن عتبہ سے ہے' میں اس طرح سے ہے کہ یوم بدر میں جنگ شروع نہ ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دائیں طرف کھڑے تھے ــــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم لاتخذلنی اللھم انشدك ماوعدتنی

تیسری روایت جو حاکم ونسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے یوم بدر میں کچھ قتال کیا ــــــ پھر میں آیا' یکایک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے سجود میں یاحی یا قیوم کہہ رہے ہیں' میں پلٹ کے چلا گیا ــــــ میں نے قتال کیا اور پھر آیا' چنانچہ میں نے آپ کو ویسے ہی سجدے میں پایا۔ آپ یاحی یاقیوم کہہ رہے تھے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم بدر میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے ــــــ آپ کو غنودگی آ گئی۔ پھر آپ ایسے حال میں بیدار ہوئے کہ تبسم فرما رہے تھے ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تمہیں بشارت ہو (کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے پاس آ گئی) ــــــ یہ جبریل علیہ السلام موجود ہیں۔ ان کے سامنے کے دونوں دانتوں پر غبار ہے۔'' ۲۴۳

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سائبان کے دروازہ سے باہر تشریف لائے اور یہ پڑھ رہے تھے:

سیھزم الجمع ویولون الدبر

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترک دعا کیلئے کیوں کہا:

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ترک دعا کے لیے کیونکر عرض گزار تھے' وہ دراصل آپ کی امید کو قوی کر رہے تھے اور آپ کو ثابت قدم رکھ رہے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام' مقام احمد ہے ــــــ اور آپ کا یقین ہر ایک کے یقین سے بڑھ کر ہے ــــــ اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام رجا میں تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے جو وعدہ کیا تھا' ان کو اس پر بھروسہ تھا ــــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام خوف میں تھے ــــــ قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ

---

۲۴۳ دانتوں پر غبار نصرت اور اہتمام کی وجہ سے تھا تاکہ آپ اور آپ کے اصحاب کو سرور ہو۔

Marfat.com

دونوں مقام فضیلت میں برابر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خوف اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے' کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کو یہ خوف ہوا کہ اس کے بعد روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جائے گی' لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خوف عبادت تھا ـــــ اس میں شک نہیں کہ آپ کا خوف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رجا سے اعلیٰ تھا۔

خطابی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص یہ وہم کرے کہ اس حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے رب کے ساتھ زیادہ بھروسہ تھا ـــــ بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں خوف پر اٹھانے والی وہ شفقت تھی جو آپ کو اپنے اصحاب پر تھی اور ان کے دلوں کو تقویت دینا مقصود تھا ـــــ چنانچہ آپ نے توجہ اور ابتہال میں مبالغہ فرمایا تاکہ دعا اور ابتہال کے وقت ان کے دلوں کو تسکین ہو جائے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام کو یہ علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ مستجاب ہے ـــــ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے جو کچھ کہا کہ آپ دعا اور ابتہال سے باز رہیں ـــــ آپ کو یہ علم ہو گیا تھا کہ آپ کی دعا قبول کی گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نفس میں قوت اور طمانیت پائی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبولیت دعا کا علم ہونے پر **سیھزم الجمع ویولون الدبر** پڑھا۔

جبکہ سہیلی نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں مقام خوف میں تھے کہ وہ حالت اکمل حالات صلوٰۃ کی ہے ـــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ جائز ہو گیا تھا کہ اس دن نصرت واقع نہ ہو گی۔ اس لیے کہ آپ کے ساتھ نصرت کا وعدہ اس واقعہ کے لیے معین نہیں تھا' نصرت کا وعدہ نہیں تھا مگر مختصر طور پر یہ وہ امر ہے جو بادی الرائے سے ظاہر ہوتا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے **اللھم ان تھلك ھذہ العصابہ من اھل الایمان فلا تعبد بعد الیوم** نہیں کہا ـــــ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شدت اجتہاد اور دعا میں تعب اس لیے تھا کہ آپ نے دیکھا کہ ملائکہ قتال میں تعب اٹھا رہے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے اور اللہ تعالیٰ کے انصار شدائد موت میں گھس رہے تھے ـــــ اور جہاد دو قسموں پر ہے:

- ایک جہاد تلوار کے ساتھ ہے۔
- ایک جہاد دعا کے ساتھ ہے۔

اور امام کی عادت سے ہے کہ وہ جیش کے پیچھے رہے اور لشکر کے ساتھ رہ کر جنگ نہ کرے ـــــ چنانچہ تمام لوگ کوشش اور اجتہاد میں تھے آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ اپنے نفس کو دو کوششوں میں سے ایک کے ساتھ راحت دیں (یعنی جہاد بالسیف اور اجتہاد بدلدعا) ـــــ حال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے انصار اور ملائکہ اجتہاد کر رہے تھے' آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ راحت اختیار کریں ـــــ اللہ تعالیٰ کا گروہ یونی مومنین اللہ کے دشمنوں سے جنگ کر رہے تھے۔

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ یوم

Marfat.com

بدر میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین کی طرف ایسے حال میں نظر فرمائی کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس تھے ـــــ آپ عریش میں داخل ہوئے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے ہاتھ دیئے اور اپنے رب کو پکارنے لگے: اللھم انجزلی ما وعدتنی ـــــ آپ اپنے رب کو پکارتے ہی رہے اور اپنے ہاتھ دراز کیے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک آپ کے شانوں سے گر پڑی ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی چادر مبارک اٹھا کر آپ کے دونوں شانوں پر ڈال دی اور آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر چادر کو پکڑے رہے اور عرض کی:

''یانبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کا اپنے رب سے سوال کرنا آپ کے لیے کافی ہے (یعنی آپ زیادہ دعا نہ مانگیے) اس لیے کہ جو کچھ آپ کے رب نے آپ سے وعدہ کیا ہے' وہ اسے پورا کرے گا''

اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: **اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین**

یعنی جس وقت تم لوگ اپنے رب سے مدد چاہتے تھے' ایسے حال میں تمہاری طرف ایک ہزار ملائکہ بھیجنے والا ہوں جو ان ملائکہ سے ردیف کے طور پر یعنی کے پیچھے ایک آئے گا'' ۲۴۴

غزوہ بدر میں اللہ کی نصرت:

دوسری آیت مبارک میں ہے: **بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین** ـــــ اس کا معنی یہ ہے کہ ہزار فرشتوں کے پیچھے تین ہزار اور فرشتے اور آئے ـــــ لہٰذا یہ تین ہزار ان ایک ہزار کے لیے کثیر ہیں جو پہلے قلیل تھے (اس کا معنی یہ ہے کہ تین ہزار فرشتوں نے ایک ہزار فرشتوں کو قوت دی اور ان کو زیادہ کر دیا اور

- ایک ہزار فرشتے وہ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے ہمراہ کفار سے قتال کیا اور
- ایک ہزار فرشتے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو بشارت سے ثابت قدم رکھو اور وہ فرشتے مردوں کی صورت میں تھے' اور مومنوں سے کہتے تھے! اثبتوا یعنی ثابت قدم رہو ـــــ تمہارے دشمن قلیل ہیں اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

ربیع بن انس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد ایک ہزار ملائکہ سے کی' پھر وہ تین ہزار ہو گئے' پھر پانچ ہزار ہو گئے ـــــ سعید بن عروبہ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم بدر میں مومنوں کی مدد پانچ ہزار فرشتوں سے کی تھی ـــــ عامر شعبی نے کہا ہے کہ یوم بدر میں مسلمانوں کو یہ خبر ملی تھی کہ کرز بن جابر مشرکوں کی مدد کر رہا ہے۔ یہ بات ان پر بڑی دشوار گزری' تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من الملائکۃ منزلین

---

۲۴۴ اگر مردفین دال کے فتح سے پڑھا جائے گا تو یہ معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار ملائکہ کو مسلمانوں کا ردیف کیا اور مسلمانوں کے پاس مدد کے لیے ملائکہ کو لایا۔

۲۴۵ یعنی دیکھنے والوں کو ان کا نور سپید عمامہ نظر آتا۔ ملائکہ نورانی اجسام ہیں۔ ان کے لیے جسمانی لباس لائق نہیں ہیں اور ملائکہ کی یہی علامتیں ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں اور ان کی دموں میں تھیں۔

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں میں ـــــ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام پانسو فرشتوں میں مردوں کی صورت میں نازل ہوئے ـــــ فرشتے ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے جسموں پر سپید کپڑے تھے اور ان کے سروں پر سپید عمامے تھے اور عماموں کے اطراف کو انہوں نے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ رکھا تھا ـــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر میں ملائکہ کی علامت سپید عمامے تھے اور یوم حنین میں سبز عمامے تھے ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر میں ملائکہ کی علامت سپید عمامے تھے۔۲۴۵ ـــــ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ملائکہ ایسے حال میں نازل ہوئے تھے کہ زرد عمامے باندھے ہوئے تھے ـــــ

کیا فرشتوں نے قتال کیا تھا؟

کہا گیا ہے کہ ملائکہ نے یوم بدر کے سوا اور دنوں میں قتال نہیں کیا ـــــ بدر کے سوا تعداد یا سامان اور مدد کے طور پر مسلمانوں کے ساتھ رہتے تھے۔

''نہایت البیان'' تفسیر قرآن میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم میں یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ کیا یوم حسنین میں ملائکہ نے قتال کیا ہے یا قتال نہیں کیا ہے ـــــ جمہور علماء کا قول ہے کہ ملائکہ نے سوائے بدر کے قتال نہیں کیا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے یوم احد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں اور بائیں طرف وہ مرد دیکھے جن کے جسموں پر سپید کپڑے تھے ـــــ ان مردوں کو نہ میں نے اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد دیکھا یعنی حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام دونوں سخت قتال کرتے تھے۔

ابن الانباری نے کہا ہے کہ ملائکہ نہیں جانتے تھے کہ آدمی کیونکر قتل کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو اس ارشاد سے تعلیم فرمائی۔

- فاضربوا فوق الاعناق ''سروں پر تلوار مارو'' اور فرمایا
- واضربو امنهم كل بنان ''یعنی ہر ایک جوڑ پر مارو'' ـــــ

سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ تفسیر میں آیا ہے کہ یوم بدر میں سر اور ہر جوڑ پر ضرب واقع تھی ـــــ مسلمان ملائکہ کے مقتولوں کو اپنے قتل کیے ہوئے کفار سے پہچانتے تھے کہ ان کی گردنوں اور مفصلوں پر سیاہ نشان تھے۔

ابو امام بن سہل بن حنیف نے روایت کی ہے کہ یوم بدر میں ہم نے دیکھا کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنی تلوار سے کسی مشرک کی طرف اشارہ کرتا' اس سے پہلے کہ تلوار اس مشرک تک پہنچے اس کا سر گر پڑتا تھا۔

شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ ملائکہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر قتال کیا۔ باوجود اس کے کہ جبریل علیہ السلام اس امر پر قادر تھے کہ اپنے ایک بازو پر سے کفار کو دفع کر دیں۔ اس میں کیا حکمت تھی؟ ـــــ اسے یہ جواب دیا گیا کہ اس ارادہ کی وجہ سے یہ ہوا کہ قتال کا فعل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا فعل ہو ـــــ اور ملائکہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی مدد ہوں جیسے کہ لشکروں کی لشکر مدد کرتے ہیں ـــــ یہ ان

Marfat.com

اسباب کی وجہ سے تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں جاری فرمایا۔ حالانکہ جمیع افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی غفاری نے بیان کیا کہ میں اور میرا چچازاد جنگ بدر کے دوران آئے اور اس پہاڑ پر چڑھے جہاں سے مقام بدر نظر آتا ہے ــــــ اس وقت ہم دونوں مشرک تھے۔ ہم اس تاڑ میں تھے کہ لوگ بھاگیں تو ہم ان کا مال و اسباب لوٹ مار کریں ــــــ اس دوران ہم نے یکایک دیکھا کہ ایک ایسا بادل ہم سے نزدیک ہو گیا جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز تھی ــــــ میں نے ایک کہنے والے کو سنا' وہ کہتا تھا:

''اے حیزوم! آگے بڑھ''[۲۴۶]

میرے چچازاد بھائی کا دل اس ہیبت سے پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔ میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاؤں' پھر میں نے اس حالت سے افاقہ پایا۔

غزوہ بدر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار پر کنکریاں پھینکیں:

جب عام جنگ شروع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکرایں لیں اور وہ کنکریاں کفار کے منہ پر دے ماریں' اور فرمایا ــــــ ''شاھت الوجوہ'' ــــــ چنانچہ کوئی مشرک باقی نہ رہا جس کی دونوں آنکھوں اور دونوں نتھنوں میں کنکریاں نہ داخل ہوئیں ــــــ چنانچہ کفار بھاگ گئے اور صنادید قریش میں سے جس شخص کو قتل کیا' اسے اللہ تعالیٰ نے قتل کیا اور قریش کے اشراف میں سے جو شخص قید کیا گیا' وہ قید کیا گیا (اشراف قریش میں سے گرفتار ہونے والے ستر آدمی تھے۔)

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے ارشاد باری تعالیٰ ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ میں کہا ہے کہ یوم بدر میں یہ ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین کنکریاں لیں:

- ایک کنکری قوم کی صف میمنہ میں پھینکی اور
- ایک کنکری میسرہ میں پھینکی اور
- ایک کنکری ان کے درمیان پھینکی

اور فرمایا شاھت الوجوہ ــــــ چنانچہ کفار بھاگ گئے ــــــ اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت شریفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کنکریاں مارنے کے بارے میں یوم بدر میں نازل ہوئی ہے۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم حنین میں بھی کنکریاں ماری تھیں۔

ایک جماعت نے یہ اعتقاد کیا ہے کہ آیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کا سبب آپ کی ذات سے ہے اور اس فعل کی اضافت رب تعالیٰ کی طرف ہے ــــــ اس جماعت نے اسے مذہب جبریہ میں اور بندوں کی طرف افعال کی جو نسبت ہوتی ہے' اس نسبت کے رد میں اور تنہا رب تعالیٰ کی طرف بندوں کے افعال کی نسبت ثابت کرنے میں اصل گردانا ہے۔ (تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا) ــــــ ابن القیم نے کہا ہے کہ ان کا یہ اعتقاد قرآن شریف کے سمجھنے میں غلط

۲۴۶ حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔

Marfat.com

ہے اور اگر ان کا یہ قول صحیح بھی ہو تو اس کا طرد کرنا واجب ہے۔۔۔۔ چنانچہ اس کے طرد میں یہ کہا جائے گا۔ ماصلیت اذصلیت ولاصمت اذ صمت ولا فعلت کذا اذا فعلت ولکن اللہ فعل ذلک یعنی مخاطب سے یہ کہا جائے گا کہ جس وقت تو نے نماز پڑھی تو نے نماز نہیں پڑھی اور جس وقت تو نے روزہ رکھا تو نے روزہ نہیں رکھا اور جس وقت تو نے ایسا فعل کیا تو نے وہ فعل نہیں کیا بلکہ یہ تمام افعال اللہ تعالیٰ نے کیے'' ۔۔۔۔ اگر وہ لوگ اس کا طرد کریں گے تو ان کو بندوں کے افعال میں بندوں کی طاعت اور بندوں کی گنہگاری کہنا لازم آئے گا ۔۔۔۔ اس وقت کوئی فرق نہ ہوگا اور بندوں کا کوئی فعل ان کی طرف منسوب نہ ہوگا ۔۔۔۔ اور بندوں سے مامور بہ اور منہی عنہ امتثال کا ثابت نہ ہوگا' اور نہ طاعت سے ان کو کچھ ثواب حاصل ہوگا اور نہ گناہ سے کوئی عذاب' یہ امر شریعت کا ہدم ہوگا ۔۔۔۔ اور آیات اور احادیث کثیرہ کا رد ہوگا ۔۔۔۔ اور آیات اور احادیث کثیرہ کا رد ہوگا ۔۔۔۔ اور اگر یہ لوگ اسے تنہا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص کریں گے اور آپ کے جمیع افعال کے ساتھ یا تنہا آپ کے کنکریاں پھینکنے کے ساتھ' نہ آپ کے دوسرے افعال کے ساتھ مخصوص کریں گے' وہ اپنے نفوس سے جھگڑا کریں گے ۔۔۔۔ اس لیے کہ انہوں نے بندوں سے تمام افعال کی نفی کی ہے اور بعض افعال کی نسبت بعض بندوں کی طرف کی ہے' لہٰذا اس آیت میں جو بیان ہوا ہے' لوگ اسے سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس لیے کہ بشر کا وہ پھینکنا اس حد کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اس پھینکنے کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تھی کہ وہ کنکریوں کا پھینکنا ہے ۔۔۔۔ اور اس پھینکنے کی انتہاء رب تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ وہ کنکریوں کا پہنچا دینا ہے ۔۔۔۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کنکریاں پھینکنے کی وہ مبدا' اضافت ہے ۔۔۔۔ اور اس پھینکنے کے پہنچانے کی وہ نہایت ہے۔ آپ سے اللہ تعالیٰ نے نفی کی ہے ۔۔۔۔ اس کی مثال آیت شریف میں نفس آیت ہے (یہ انجام کے اعتبار سے ہے۔ اس لیے کہ ان لوگوں سے قتل کی نفی اور قتل کا اثبات ان کے لیے آیت میں نہیں ہے) فرمان الٰہی ہے فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم ۔۔۔۔۔۔ وما رمیت اذرمیت ولکن اللہ رمیٰ ۔۔۔۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس طور پر خبر دی کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کی آنکھوں میں کنکریاں پہنچانے کے ساتھ منفرد ہے ۔۔۔۔ کنکریوں کا پہنچانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نہیں تھا لیکن اس آیت کے ساتھ اشارے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب کو قائم کیا تھا جو بندوں پر ظاہر ہوتے ہیں ۔۔۔۔ چنانچہ کافروں کی شکست اور ان کا قتل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اضافت کی گئی اور آپ کے ساتھ اضافت کی گئی اور یہ امور آپ کے فعل سے حاصل ہوئے ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ خیر الناصرین ہے۔ جیسا کہ اس نے کتاب مبین میں فرمایا ہے۔

غزوہ بدر میں معجزات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عکاشہ بن محصن الاسدی نے یوم بدر میں اپنی تلوار سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ وہ تلوار عکاشہ کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی ۔۔۔۔ عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ایک درخت کی سوکھی لکڑی کا تنہ ان کو دے دیا جس میں کوئی شاخ نہیں تھی اور فرمایا' اس سے جنگ کرو۔''

Marfat.com

انہوں نے اسے حرکت دی، وہ لکڑی کا تنا ان کے ہاتھ میں لمبے قد کی سخت پٹھے سفید چمکدار تیز تلوار ہوگئی۔۔۔۔ عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تلوار سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس تلوار کا نام عون تھا۔ پھر وہ تلوار عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہمیشہ رہتی تھی اور عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مقامات جنگ میں موجود ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ عکاشہ شہید کیے گئے۔ وہ تلوار ان کی شہادت کے وقت ان کے پاس تھی۔

عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر میں ایسے حال میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا اٹھا کر لا رہے تھے۔ اس ہاتھ پر عکرمہ ابن ابو جہل نے تلوار ماری تھی اور وہ ہاتھ چمڑے سے لٹک رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس ہاتھ پر لعاب دہن مبارک ڈال دیا۔ وہ ہاتھ مل گیا۔۔۔۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عکاشہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

کفار و مشرکین قریش کا انجام:

عروہ بن الزبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کہ عظمائے مقتولین بدر قلیب میں ڈال دیئے جائیں۔۔۔۔ وہ قلیب میں ڈال دیئے گئے مگر امیہ بن خلف، قلیب بدر میں نہیں ڈالا گیا۔ وہ مر کر اپنی زرہ میں پھول گیا تھا۔ اس لیے اس پر اتنی مٹی اور پتھر جو اس کو چھپا دیتے، ڈال دیئے گئے۔۔۔۔ کفار قریش کے عظماء قلیب میں ڈال دیئے گئے۔۔۔۔ کفار کی مردار لاشوں کی کثرت تھی۔۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ اپنے اصحاب کو ان کے دفن کے لیے حکم فرمائیں۔۔۔۔ البتہ انہوں نے انہیں کھینچ کر قلیب میں ڈال دینا آسان سمجھا۔ ۲۴۷

جملہ مقتولین کفار ستر آدمی تھے اور یہ چوبیس روساء قریش سے تھے۔۔۔۔ یہ قلیب بنی انمار کے ایک شخص بدر نے کھودا تھا۔

طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مقام بدر میں ہمیں کل کے دن اہل بدر کے پچھڑنے کی جگہ دکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے:

"ان شاء اللہ! کہ یہ فلاں کے کل پچھڑنے کی جگہ ہے۔"

قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو حد ٹھہرائی تھی، کفار قریش نے اس سے خطا نہیں کی۔ یہاں تک کہ آپ مقتولین بدر کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے مقتولین بدر کو مخاطب کر کے فرمایا:

"یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان هل وجدتم ما وعدکم اللہ و رسوله حقا۔۔۔۔ اللہ

۲۴۷ کافر پر نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے اور کافر کو غسل دینا مسلمان پر واجب نہیں۔۔۔۔ کافر کے قرابت دار کافر کے لیے اس کو غسل دینا جائز اور اولیٰ ہے۔۔۔۔ مسلمانوں پر ذمی کا کفن دفن واجب ہے نہ حربی اور مرتد کا کفن دفن اور اس پر کتوں کو چھوڑنا جائز ہے۔ اگر وہ دفن کر دیا جائے تو دفن اس لیے کہ اس کی بدبو سے ایذا نہ پہنچے (مختصر الروضہ از حجازی)

Marfat.com

اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ کیا تھا' کیا تم نے اس کو حق پایا؟ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ مجھ سے کیا' میں نے اس کو حق پایا۔"

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان مقتولین کو مخاطب کر کے پکارا:

"یا عتبہ بن ربیعہ ___ یا شیبہ بن ربیعہ ___ یا امیہ بن خلف ___ یا ابوجہل بن ہشام"

امیہ بن خلف قلیب میں نہیں تھا۔ وہ لحیم شحیم تھا اور سڑ کر پھول گیا تھا۔ اس پر اتنے پتھر اور مٹی ڈال دی گئی تھی جس نے اس کو چھپا لیا تھا ___ اگر ان دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا جائے کہ امیہ بن خلف قلیب بدر سے قریب تھا' لہٰذا جن لوگوں میں وہ پکارا گیا' ان میں پکارا گیا۔ اس سبب سے امیہ جملہ روساء قریش سے تھا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے بعض اہل علم سے لکھا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"اے اہل قلیب بدر! تم لوگ برابر عشیرہ تھے۔ تم نے میری تکذیب کی اور انہوں نے میری تصدیق کی۔"

سماعِ میت کی تحقیق:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں ارواح نہیں ہیں۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو بات میں کہتا ہوں تم ان لوگوں سے زیادہ نہیں سنتے ہو ___ فرق یہ ہے کہ یہ لوگ جواب میں کچھ کہنے کی قدرت نہیں رکھتے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ مقتولین قلیب بدر جانتے ہیں کہ توحید اور ایمان کی قسم سے جو بات میں نے زمانہ ماضی میں کہی ہے' وہ حق ہے ___ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انک لاتسمع الموتی .... آخر آیت تک پڑھا ___ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تاویل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مردہ کے سننے سے مطلقاً انکار کرتی تھیں ___ ان کے انکار پر ان کا یہ قول دلیل ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ مقتولین بدر البتہ اب جانتے ہیں۔

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولین کو توبیخ' ذلت اور عذاب اور حسرت کے لیے زندہ کیا ___ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے مردوں کے سننے کا انکار کرنے والوں کا رد ہوتا ہے ___ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے ما انتم باسمع لما اقول منھم ___ یعنی میں جو بات ان مقتولین بدر سے کہتا ہوں' تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو ___ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت امام احمد نے حسن اسناد سے کی ہے۔ اگر یہ حدیث محفوظ ہے تو گویا یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس ارشاد سے اس وجہ سے رجوع کیا ہے کہ وہ اس قصہ میں موجود نہیں تھیں' ان کے نزدیک صحابہ سے یہ ثابت ہو گیا۔

Marfat.com

اسماعیل علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس فہم' ذکا اور کثرت روایت اور علم کے غوامض میں غور کا وہ سرمایہ تھا جس پر زیادتی ممکن نہیں ہے ــــ لیکن ثقات کی روایت کے رد کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے مگر ایسی نص کے ساتھ جو اس کی مثل ہو اور اس کے نسخ پر دلالت کرتی ہو ــــ یا اس کی تخصیص ــــ یا اس کے استحالہ پر دلالت کرتی ہو۔ اس مقام پر یہ تینوں امور منتفی ہیں' لہٰذا صحابہ کی وہ روایت کیونکر رد کی جائے گی اور اس امر کے درمیان اس جمع کا انکار کیا جائے گا جس کا انکار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا ہے ــــ ان کے غیر نے اس امر کو ثابت کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان انك لا تسمع الموتی ' ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد انهم الان یسمعون کے منافی نہیں ــــ اس لیے کہ اسماع کا یہ معنی ہے کہ سنانے والا اپنی آواز سامع کے کان میں پہنچا دے ــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ارشاد مقتولین قلیب بدر کو سنا دیا۔ اس طور پر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ان کو پہنچا دی ــــ لیکن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب اس طور پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انهم لیعلمون فرمایا۔ اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس واقعہ کے بعد اس کو سنا ہے تو یہ جواب یسمعون کی روایت کا منافی نہیں ہے بلکہ اس کی تائید کرتا ہے۔

سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر کے ساتھ احتجاج کیا ہے ــــ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مانند ہے: افانت تسمع الصم اوتهدی العمی یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ہدایت کرتا ہے اور توفیق دیتا ہے اور دلوں کے کانوں تک نصیحت کو پہنچاتا ہے' نہ کہ آپ پہنچاتے ہیں ــــ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور بہروں کے ساتھ تشبیہ کی بنا پر کفار کو مردہ و بہرا گردانا ہے' حالانکہ وہ زندہ ہیں ــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس وقت چاہتا ہے درحقیقت وہی سناتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا نبی اور نہ کوئی دوسرا شخص ــــ اس وقت آیت کے ساتھ دو وجوہ کی بنا پر کوئی تعلق نہیں:

- ایک وجہ یہ ہے کہ آیت کفار کو ایمان کی طرف بلانے میں نازل ہوئی ہے اور
- دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی نفی کی ہے کہ آپ کفار کو سنانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت چاہیں کفار کو نہیں سناتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ چاہتا ہے' وہی کرتا ہے۔ وهو علی کل شیء قدیر

واقعہ بدر نظم میں:

علامہ ابن جابر نے واقعہ بدر کو اپنے اشعار میں بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے:

بدا یوم بدر وهم کالبدر حوله کواکب فی الفق الکواکب تنجلی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم بدر میں ایسے حال میں ظاہر ہوئے کہ بدر کی مثل تھے ــــ اور آپ کے اطراف

Marfat.com

جو مرد تھے' اشراق اور ظہور میں وہ کواکب کی مانند تھے ـــــ اور آپ ان کواکب کی طرف میں ظاہر ہوتے تھے اور اپنے غیر سے پہچانے جاتے تھے۔ جیسے چودھویں رات کا چاند ستاروں میں پہچانا جاتا ہے ـــــ بعض کتب میں کواکب کی جگہ مواکب آیا ہے۔ شتر سواروں کی وہ جماعت جو آہستہ آہستہ جائے' ان سے بھی قوم مراد ہے۔

وجبريل في جند الملائك دونه　　فلم تغن اعداد لعد والمخذل

اور جبرئیل علیہ السلام ان فرشتوں کے لشکر میں تھے جو آپ کے اور اصحاب کے اعوان اور انصار تھے اور آپ کے آگے تھے ـــــ سو دشمن مخذول کی کثرت اور تیاری سامان نے ان کو بے نیاز نہیں کیا یعنی اس کی کثرت اور سامان اس کو بکار آمد نہیں ہوا یعنی مسلمانوں کی شدت اور قوت دشمنوں کی آنکھوں میں اس طور سے ظاہر ہوئی کہ وہ مخذول ہو گئے اور مسلمانوں نے قدرت پا کے ان میں بعض کو قتل اور بعض کو قید کیا۔

رمى بالحصى في اوجه القوم رمية　　فشراهم مثل النعام بمجهل

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے چہروں پر ایک بار کنکریاں پھینکیں' شتر مرغ کی طرح ان کو ہانک دیا اور ان کی جماعت ایسی جگہ میں بکھیر دی کہ جہاں سے ان کو راستہ نہیں ملتا تھا اور نہ وہ پلٹ سکتے تھے۔

فجادلهم بالمشرفي فلموا　　فجادله بالنفس كل مخبدل

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دشمنوں کے ساتھ مجادلہ کیا یعنی ان کو تلوار سے مارا ـــــ یا تلوار سے ان کے ساتھ بخشش کی۔ ان دشمنوں نے اپنے آپ کو سونپ دیا اور ہر ایک بچھڑے ہوئے نے آپ کے لیے اپنے نفس یعنی جان سے بخشش کی یعنی آپ نے ان کو قتل کیا اور انہوں نے اپنی جان دیدی۔

عبيدة سل عنهم وحمزة واستمع　　حديثهم في ذلك اليوم من علي

ان دشمنوں کا احوال عبیدہ بن الحرث المطلبی اور حمزہ بن عبدالمطلب سے پوچھ لو اور اس دن کی باتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سن لو کہ وہ بدر میں موجود تھے اور کفار سے لڑے تھے۔

فهم عتبوا بالسيف عتبة اذ غدا　　فذاق الوليد الموت ليس له ولي

عبیدہ اور حمزہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو تلوار سے مارا۔ جس وقت اس نے طلب مبارزت (جنگ) کے لیے مبادرت کی ـــــ چنانچہ ولید بن عتبہ نے موت کا مزا چکھا' اس کا کوئی مددگار نہیں تھا۔

وشيبه لما شاب خوفا تبادرت　　اليه العوالي بالخضاب المعجل

اور شیبہ جبکہ غم سے اس کے سر کے بال اور داڑھی سپید ہوگئی تو نیزوں کے بھالوں نے خضاب معجل کے ساتھ مبادرت کی یعنی ان اصحاب نے نیزوں کے بھالوں سے خون بہایا ـــــ وہ خون شیبہ کے سر کے بالوں اور داڑھی کے لیے خضاب ہو گیا خون کو حنا کے خضاب سے تشبیہ دی گئی ہے۔

Marfat.com

وجال ابو جهل فحقق جهله عذاة تردى بالردى عن تذلل

اور ابوجہل نے اپنی شدت کے اظہار کے لیے مقام حرب اور جنگ میں چکر لگائے ــــــ چنانچہ اس وقت اس کا جہل ثابت (محقق) ہوگیا کہ اس نے خواری سے ہلاکت کی چادر اوڑھی یعنی ابوجہل ذلت سے قتل کیا گیا۔

فاضحى قليبا فى القليب وقومه يؤمونه فى الى شرمنهل

ابوجہل قلیب بدر میں پھینک دیا گیا اور اس کی قوم قلیب بدر میں اس کا ارادہ کرتی تھی اور اس کو برے سرچشمہ کی طرف لے جا رہی تھی ــــــ آتش دوزخ کو شر منہل سے تعبیر کیا ہے کہ وہ لوگ اس میں اترے۔

وجاء لهم خير الانام موبّخا ففتح من اسماعهم كل مقفل

ان مقتولین کے پاس خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں تشریف لائے کہ ان کو ملامت فرما رہے تھے اور ان کے اور ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا اور فرمایا کہ "تم لوگ اپنے نبی کا برا عشیرہ تھے" ــــــ اور ان کے کانوں سے ہر ایک قفل کھول دیا یعنی وہ لوگ غفلت میں تھے اور سچ بات سے گریز کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں حق داخل نہیں ہوتا تھا۔ مرنے کے بعد وہ قفل زائل ہو گئے، ٹوٹ گئے ــــــ اور انہوں نے حق کو ظاہر جان لیا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا ــــــ چنانچہ آپ کا خطاب اکمل حالت سماع میں ان کے کانوں تک پہنچ گیا۔

واخبر ما انتم باسمع منهم ولكنهم لايهتدون لمقول

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پوچھنے والوں کو کہ آپ ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ خبر دی کہ تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو بلکہ وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں یا سماعت میں تمہارے برابر ہیں لیکن وہ لوگ جواب ادا کرنے کی طرف راستہ نہیں پاتے۔

سلاعنهم يوم السلا اذا تضاحكوا فعاد بكاء عاجل لم يوجل

شعرائے عرب دو شخصوں کو مخاطب کر کے کلام کرتے ہیں۔ اس لیے تثنیہ کا صیغہ لائے ہیں یعنی تم دونوں مخاطب ان لوگوں سے یوم سلا کو پوچھو ــــــ یوم سلا وہ دن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے ــــــ ابوجہل لعین نے جانور کا سلا یعنی بچے کی اوجھڑی طلب کر کے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھوا دیا۔ آپ اپنی اس حالت نماز میں رہے ــــــ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہوا، وہ تشریف لائیں اور اس اوجھڑی کو آپ کے شانوں سے علیحدہ کیا اور ان لوگوں کو برا بھلا کہا ــــــ اوجھڑی رکھنے کے بعد وہ لوگ اس طور سے ہنسے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے ــــــ یوم سلا کو اس لیے پوچھو کہ وہ آپس میں ہنستے تھے۔ ان یک ہنسی بکاء عاجل ہو گئی یعنی ہنسنے کے ساتھ ہی انہیں رونا پڑا۔

الم يعلموا علم اليقين بصدقه ولكنهم لايرجون لمعقل

کیا علم الیقین سے ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صدق نہیں جانا' لیکن کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اپنی جائے پناہ کی طرف رجوع کریں اور جو مصیبت ان کو پہنچی ہے، اس سے اپنے آپ کو بچالیں۔

Marfat.com

فیا خیر خلق اللہ جاهك ملجئ وحبك ذخری فی الحساب و مولئی

اے خیر خلق اللہ! آپ کی شان میرا ملجا ہے اور روز حساب میں آپ کی محبت میرا بھروسہ اور میرا مرجع ہے۔

علیك صلوۃ یشمل الآل عرفها واصحابك الاخیار اهل التفضل

آپ پر ایسا درود جس کی رائحہ ذکیہ آپ کی آل اور آپ کے اصحاب اخیار کو شامل ہو جو جان و مال کے ساتھ اوروں پر فضیلت رکھتے تھے، ہمیشہ پہنچے۔

بدر میں قتل ہونے والے کفار کو عذاب:

علامہ ابن مرزوق علیہ الرحمہ نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کی طرف گئے ــــ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک مرد کو عذاب دیا جا رہا ہے اور وہ شخص عذاب کی تکلیف سے آہ و پکار کرتا ہے۔ جب اس کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے یا عبداللہ کہہ کے پکارا ــــ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ:

''میں نہیں جانتا کہ اس شخص نے میرا نام پہچانا یا جیسے کہ کوئی شخص کسی کا نام نہیں جانتا لیکن اہل عرب کی روایت کے مطابق یا عبداللہ کہہ کر پکارتا ہے۔'' ــــ

میں نے اس پکارنے والے کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ پانی پلا دو۔

میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پانی پلاؤں لیکن ایک حبشی جو اس کے عذاب دینے پر مامور تھا، اس نے کہا:

''اے عبداللہ! اسے پانی نہ پلاؤ ــــ یہ ان مشرکین سے ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں قتل کیا ہے۔''

اس واقعہ کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

مرزوق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آیات باقیہ سے وہ آیت ہے کہ میں اکثر حاجیوں سے سنا کرتا تھا کہ جس وقت حاجی اس جگہ سے گزرتے تھے، وہ بادشاہان وقت کے طبل کی مثل آواز طبل سنتے تھے اور وہ حاجی یہ اعتقاد کرتے تھے کہ وہ آواز طبل اہل ایمان کی نصرت کیلئے ہے ــــ اور میں نے اکثر اس بات کا انکار کیا تھا اور اکثر بار میں نے اس کی تاویل یہ کی تھی کہ شاید وہ جگہ سخت ہے ــــ چارپایوں کے سموں کی آواز اس سے نکلتی ہے۔ مجھ سے لوگ کہتے تھے کہ وہ جگہ نرم ہے، ریت کی طرح ہے، سخت نہیں ہے ــــ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسی سخت جگہ پر اونٹ جاتا ہے کہ اس کے پاس سخت زمین میں آواز نہیں دیتے ریت میں کیونکر آواز دیں گے ــــ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس روشن مقام یا بلند مقام میں پہنچنے کا مجھ پر احسان فرمایا، میں اپنے اونٹ سے اترا اور میں وہاں چل پھر رہا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک لمبی لکڑی درخت سعدان کی تھی جس کا نام ام غیلاں ہے ــــ اور جو خبر میں حاجیوں سے سنا کرتا تھا، وہاں مجھے اس کا خیال تک نہ رہا تھا ــــ میں دوپہر کی شدید گرمی میں جا رہا تھا۔ مجھے ایک شخص نے جو بادیہ نشین اونٹ والوں کے غلاموں سے تھا، نے ڈرا دیا ــــ وہ کہنے لگا ''کیا تم طبل کی آواز سنتے ہو'' ــــ جب میں نے اس کا کلام سنا تو مجھے قوی لرزہ آ گیا

Marfat.com

اور جو بات مقام بدر میں طبل کی آواز سے متعلق تھی، مجھے یاد آ گئی اور آسمان سے جو ہوا تھی، میں نے طبل کی آواز سنی ـــــ اور میں فرحت یا ہیبت یا جس کیفیت کو خدا جانتا ہے، اور مجھے وہ شے پہنچی تھی جس سے میں حیران تھا، مجھے شک ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا:

''شاید میرے ہاتھ میں جو لکڑی ہے، ہوا اس میں آ کر ٹھہر گئی ہے اور اس کی آواز کی مثل پیدا ہوئی۔''

اور میں اس آیت عظیمہ کی طلب تحقیق کے لیے حریص تھا۔ میں اپنے ہاتھ سے لکڑی زمین پر ڈال کر بیٹھ گیا یا کود کر کھڑا ہو گیا ـــــ یا میں نے یہ سب حرکات کیں ـــــ میں نے طبل کی آواز محقق طور پر سنی یا ایسی آواز سنی کہ جس میں مجھے شک نہیں کہ وہ طبل کی آواز ہے جو جانب یمن سے آ رہی ہے ـــــ ہم لوگ مکہ مشرفہ کی طرف جا رہے تھے۔ پھر ہم لوگ بدر میں اترے۔ میں سارا دن اس آواز کو بار بار سنتا رہا۔

<u>اسیران بدر:</u>

یوم بدر میں مسلمانوں میں سے چودہ شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین سے اور آٹھ انصار سے ـــــ ان میں چھ انصاری خزرج سے تھے اور دو اوس سے۔

مشرکین سے ستر آدمی قتل کیے گئے اور ستر قید کیے گئے ـــــ ان قیدیوں میں افضل

☆ حضرت عباس ابن عبدالمطلب

☆ عقیل بن ابی طالب

☆ نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب

تھے ـــــ یہ سب مسلمان ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں امام احمد علیہ الرحمہ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے'' (اور کل کے دن وہ تمہارے بھائی تھے)

یہ سن کر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان لوگوں کی گردن مار دیجئے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کیا ـــــ پھر دوسری بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب کر کے فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر یہی کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کی گردن مار دیجئے۔''

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار ایسا کیا۔۔۔۔۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:
''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کو قتل نہ کیجئے۔۔۔۔۔ ان کو معاف فرمادیں اور ان سے فدیہ قبول فرمائیں۔''
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو کچھ غم تھا اور آپ کے چہرہ اقدس سے نمایاں تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تقریر سے وہ جاتا رہا۔۔۔۔۔ آپ نے ان کو معاف فرمادیا اور ان سے فدیہ قبول کرلیا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذ تم عذاب عظیم فکلو امما غنمتم حلالاً طیبا ۔

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب کا قبول اسلام:

طبرانی اور بزار نے ابی الیسر کی حدیث سے روایت کی ہے۔ ابی الیسر نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کیا۔۔۔۔۔
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسیم مرد تھے۔۔۔۔۔ ان سے کسی نے کہا:
''ابوالیسر نے آپ کو کیونکر قید کیا۔۔۔۔۔ ابوالیسر بدصورت، چھوٹے قد کا آدمی ہے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنی ہتھیلی میں اس کو لے لیتے۔''
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
''نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں ابوالیسر سے ملا تو میری آنکھوں میں خندمہ پہاڑ کی طرح ظاہر ہوا۔'' ۲۴۱
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کے قیدیوں کے باندھنے کا اختیار دیا گیا۔۔۔۔۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قید کو سخت کیا تاکہ اسلام قبول کرلیں۔۔۔۔۔
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے حال میں سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نالہ کررہے تھے۔۔۔۔۔ آپ کو نیند نہیں آئی۔۔۔۔۔ انصار کو معلوم ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کیلئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھول دیا۔۔۔۔۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کامل خوشنودی کیلئے آپ سے عرض کیا:
''کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے؟''
آپ نے اس سلسلہ میں انصار کو کوئی جواب نہیں دیا۔
ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:
''آپ اپنے نفس اور اپنے بھائیوں کے دونوں بیٹوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن الحارث اور عتبہ بن عمرو اپنے حلیف کا

---

۲۴۱ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ خندمہ مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔

Marfat.com

فدیہ دیں۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"میں مسلمان تھا لیکن قوم نے مجھے کراہت دلائی۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ زیادہ عالم ہے۔ جو بات تم کہتے ہو، اگر وہ حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت میں جزا دے گا لیکن تمہارا ظاہری امر یہ ہے کہ تم ہم لوگوں کے مخالف تھے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سو اوقیہ اور حضرت عقیل پر اسی اوقیہ فدیہ ٹھہرائے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"کیا رشتہ داری کی وجہ سے یہ فدیہ ٹھہرایا ہے؟" ۲۴۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ اس لیے کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مالدار تھے تاکہ دین محابا تہ نہ ہو۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یاایھاالنبی قل لمن فی ایدیکم من الاساری ان یعلم اللہ......... آخر آیت تک۔ یہ آیت سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"کاش مجھ سے اس کا دو چند لیا جاتا۔"

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: یؤتیکم خیرا مما اخذ منکم۔۔۔۔

یعنی "اللہ تعالیٰ دنیا میں تمہیں اس کا دو چند دے گا اور آخرت میں تمہیں ثواب ملے گا۔"

کہا جاتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے بدر کے لیے سونے کے بیس نکالے تھے تاکہ مشرکوں کو کھانا کھلائیں۔۔۔۔ لیکن قید ہونے پر وہ بیس اوقیہ ان سے لے لیے گئے۔ انہوں نے فدیہ طلب کیے جانے پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

"یہ بیس اوقیہ ان کے فدیہ کے حساب میں رکھ لیے جائیں۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ وہ شے نہیں جسے لے کر آپ نکلے تھے اور جس سے ہم مسلمانوں پر کفار کو مدد دی تھی، لہٰذا یہ تمہارے لیے نہیں چھوڑے جاسکتے۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"آپ نے مجھے ایسے حال میں چھوڑ دیا ہے کہ غربت کے باعث قریش کے آگے ہاتھ پھیلاؤں گا۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

۲۴۲ گویا غصے کے طور پر کہا۔۔۔ کہ رشتہ دار کے ساتھ کمی ہونی چاہیے جبکہ آپ نے ہم سے اوروں کے مقابلے میں فدیہ زیادہ لیا ہے۔

Marfat.com

''وہ سونا کہاں ہے جو آپ نے ام الفضل کو مکہ سے نکلتے وقت دیا تھا۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی حیرت سے پوچھا:

''آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے رب نے مجھے خبر دی ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں ـــــ اس سونے کے بارے میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ میں یہ شہادت دیتا ہوں لا الہ الا اللہ وانک عبدہٗ ورسولہ ۔''

☆ اہل علم نے تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدیم مسلمان تھے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے اور یوم بدر میں مشرکین کے ساتھ نکلے تھے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرما دیا تھا کہ جو شخص حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے، وہ ان کو قتل نہ کرے۔ اس لیے کہ وہ کراہت سے نکلے ہیں ـــــ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان کا فدیہ دیا اور مکہ مشرفہ کی طرف پلٹ گئے۔

☆ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر میں مسلمان ہوئے ہیں ـــــ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم فتح میں الوا کی طرف تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس فتح کے ساتھ ہجرت ختم ہو گئی۔

☆ اور یہ کہ یوم خیبر میں مسلمان ہوئے تھے۔

☆ اور یہ کہ اپنا اسلام چھپاتے تھے اور اس کا اظہار یوم فتح مکہ میں کیا ـــــ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام بدر سے پہلے تھا ـــــ آپ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کی خبریں لکھا کرتے تھے ـــــ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کو دوست رکھتے تھے ـــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ آپ کا مقام مکہ مشرفہ میں آپ کے لیے خیر ہے۔

قیدیوں کے بارے میں فیصلہ:

جمہور علماء کے نزدیک قیدیوں کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ قیدیوں کے بارے میں امام کو اختیار ہے کہ

☆ اگر چاہے قتل کرے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کے ساتھ کیا۔

☆ اور اگر چاہے تو مال سے فدیہ لے لے، جیسا کہ آپ نے بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا اور

☆ اگر چاہے غلام بنائے جس کو قید کیا ہے۔

Marfat.com

یہ امام شافعی علیہ الرحمہ اور علماء کے ایک گروہ کا مذہب ہے اور اس مسئلہ میں کتب فقہ میں خلاف مقرر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے قیدیوں میں سے دو کے قتل کے لیے حکم فرمایا:

☆ بدر سے پلٹتے وقت عقبہ بن معیط کے قتل کے لیے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا ___ یہ عاصم، عاصم بن عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے نانا ہیں ___ انہوں نے اس کے ہاتھ باندھ کر قتل کر ڈالا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مضیق الصفراء سے باہر تشریف لائے تو حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو نضر بن الحارث کے قتل کے لیے حکم فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بدر سے مدینہ کے لیے تشریف لائے تو آپ کے ساتھ مشرکین کے قیدی تھے ___ اور مشرکین سے جو مال غنیمت اکٹھا ہوا تھا، وہ بھی ہمراہ تھا۔ عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو بنی مازن سے تھے، مال غنیمت پر مقرر فرمایا ___ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مضیق الصفراء سے باہر تشریف لائے تو غنیمت کو مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم فرمایا ___

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے۔ آپ قیدیوں سے ایک دن پہلے مدینہ تشریف لے آئے۔ جب قیدی مدینہ پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اصحاب کے درمیان تقسیم فرما دیا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ نیکی کرو۔

بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زوجہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بدر کے جمیع امور سے آخر رمضان اور یکم شوال کے دن فارغ ہوئے ___ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دینے کے لیے مدینہ بھیجا ___ وہ چاشت کے وقت مدینہ میں ایسے وقت پہنچے کہ حضرت رقیہ بنت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوگ دفن کر چکے تھے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہ قول صحیح ہے۔

اور یہ روایت بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دفن میں موجود تھے ___ آپ ان کی قبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ کی چشمان مبارک میں آنسو بھر آئے۔ آپ نے اصحاب سے پوچھا کہ:

''تم میں سے آج کی رات کس نے جماع نہیں کیا ہے؟''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میں نے جماع نہیں کیا ہے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر میں اتاریں۔''

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس روایت کا انکار کرتے ہوئے صحیح بخاری میں حدیث کی تخریج کی ہے ___ اور کہا ہے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کے دفن میں حاضر ہوئے تھے ___ اس حدیث کے ذکر میں انہوں نے نہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لیا ہے اور نہ کسی اور کا ___ جبکہ طبرانی،

Marfat.com

طبری، امام طحاوی، واقدی، ابن سعد اور دولابی کی روایت میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لکھا ہے۔
طبرانی کی حدیث میں یقین حاصل ہو گئی ــــ اور جس نے یہ کہا ہے کہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، اسے وہم ہوا ہے ــــ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ حضرت رقیہ کی بیماری کے باعث غزوہ بدر میں نہیں گئے تھے ــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا غنیمت سے حصہ نکالا اور مستحق اجر ٹھہرایا۔

ابولہب کا انجام:

ابوسفیان ابن حارث بدر سے جب مکہ آیا تو ابولہب نے اس سے قریش کی خبر پوچھی ــــ ابوسفیان نے کہا:

''جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے، ہم نے اپنے شانے ان کو دے دیئے ــــ وہ جس طرح چاہتے، ہمیں قتل کرتے تھے ــــ اور جس طور سے چاہتے تھے، ہمیں قید کرتے تھے ــــ اللہ کی قسم! اس کے باوجود میں نے اپنے ساتھیوں کو ملامت نہیں کی ــــ ہم نے گورے رنگ کے ایسے مرد دیکھے جو ابلق گھوڑوں پر آسمان اور زمین کے درمیان تھے، ان سے کوئی شے باقی نہیں رہتی۔'' (یعنی سب کو فنا کر دیتے ہیں)

ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مولی نے جو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے، کہنے لگے:

''اسلام ہم میں داخل ہو چکا تھا ــــ واللہ وہ ملائکہ تھے۔''

ابولہب نے یہ سن کر اپنا ہاتھ اٹھایا اور ابو رافع کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارا ــــ ام الفضل ایک ستون کے پاس گئیں اور وہ ستون ابولہب کے سر پر مارا اور کہنے لگیں:

''تو نے ابو رافع کو اس لیے کمزور جانا کہ اس کا سردار اس وقت یہاں نہیں ہے۔''

ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ واللہ ابولہب سات راتوں تک زندہ نہیں رہا ــــ اللہ نے ابولہب کو عدسہ میں مبتلا کیا ــــ عدسہ ایک ایسا مرض ہے جو شدید طور پر متعدی ہے اور عرب اس سے بدفالی لیتے تھے ــــ ابولہب کے بیٹے اس سے دور ہو گئے یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو گئی ــــ اس کی لاش تین دن تک پڑی رہی۔ کوئی اس کے قریب نہیں جاتا تھا، نہ کسی کو اس کے دفن کی فکر تھی ــــ جب اس کے بیٹوں کو یہ خوف ہوا کہ لوگ ان کے باپ کی لاش کو یونہی پڑا رہنے پر انہیں برا بھلا کہیں گے تو انہوں نے اس کے لیے ایک گڑھا کھودا اور ایک لکڑی سے اسے اس میں دھکیل دیا۔ پھر دور سے اس پر پتھر پھینک کر ڈال دیئے حتیٰ کہ ابولہب پتھروں میں چھپ گیا۔

ابن عقبہ نے کہا کہ مقتولین قریش پر ایک مہینہ نوحہ ہوتا رہا۔

سریہ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عصما کا قتل:

ہجرت کے انیسویں ماہ کے آغاز میں یہ واقعہ ہوا ــــ عصما بنت مروان جو یزید بن زید الخطمی کی بیوی تھی ــــ عصما اسلام کی برائی کرتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتی تھی۔

عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو بصیر فرماتے تھے۔ ایک رات وہ عصما کے

Marfat.com

گھر آئے ــــ عصما کے ارد گرد اس کے لڑکے لڑکیاں سو رہے تھے ــــ عصما کے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ سو رہا تھا۔ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصما کو اپنے ہاتھ سے ٹٹولا اور بچے کو اس سے دور کر دیا۔ پھر اپنی تلوار اس کے سینہ پر رکھی اور زور سے اس کی پشت سے پار کر دی۔

عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور آپ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس عورت کے مارے جانے کے بارے میں کوئی نہیں پوچھے گا اور نہ ہی کوئی بدلہ لے گا۔ نہ خون طلب کرے گا، اس کا خون معاف ہے۔''

علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد **لاینتطحان فیھا غنزان**۲۴۳ کلام مفرد مختصر بلیغ سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی نے ایسا بلیغ کلام نہیں کیا ہے ــــ اس کا مطلب یہ ہے کہ عصما کے قتل کے بارے میں کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔ اس کا خون معاف کیا گیا ہے، اس لیے کہ وہ دشمن خدا اور دشمن رسول تھی۔

غزوۂ ذی قرقرہ:

اس غزوۂ کی تاریخ سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ یکم شوال میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر کی نماز ادا فرمائی۔

☆ غزوہ بدر کے ساتھ دن بعد۔

☆ تیسرے سنہ ہجری میں نصف محرم میں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی سلیم کا ارادہ فرما کر مدینہ سے نکلے اور اس پانی پر پہنچے جس کا نام کدر ہے ــــ کدر ایک قسم کا پرندہ ہے جس کے رنگ میں کدورت ہوتی ہے، وہ پرندے اس مقام میں رہا کرتے ہیں ــــ یہ مقام ان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نرم زمین ہے ــــ اور اس غزوہ کا نام غزوہ ذی قرقرہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام پر قیام کی مدت سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ تین دن ☆ دس دن ☆ پندرہ راتیں

لیکن آپ نے بنی سلیم اور بنی غطفان میں سے کسی کو نہیں پایا ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پر سباع بن عرفطہ کو خلیفہ مقرر فرمایا ــــ ایک اور روایت میں ابن مکتوم کو خلیفہ مقرر فرمایا ــــ اس غزوہ میں لوا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا ــــ لوا کا رنگ سفید تھا۔ ۲۴۴

سریہ سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے بیسویں مہینہ کے آغاز میں ہوا ــــ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی عفک لعین یہودی کی طرف

---

۲۴۳ انتطاح ــــ بکریوں اور مینڈھوں کا سینگوں سے لڑنا، غنز ــــ بھیڑ کو کہتے ہیں۔

۲۴۴ ابن سعد نے اس غزوہ کا ذکر غزوہ سویق کے بعد کیا ہے۔

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ یہ لعین نہایت بوڑھا تھا۔ ایک سو بیس برس کا تھا۔۔۔۔ لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر اکساتا تھا اور آپ کی شان اقدس میں اشعار کی صورت میں گستاخیاں کرتا تھا۔۔۔۔ سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی کے پاس آئے۔ اپنی تلوار اس کے جگر پر رکھ کر اسے زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ وہ تلوار بستر میں گھس گئی۔ اللہ و رسول کے دشمن ابوعفک نے چیخ ماری۔۔۔۔ اس کے ماننے والے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اسے اس کے مکان میں داخل کیا، پھر وہ مر گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل کفار کی اقسام:

ہجرت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار تین قسم پر تھے:

☆ ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر مصالحت کی تھی کہ وہ آپ سے جنگ نہ کریں گے۔۔۔۔ اور آپ کے دشمن کو آپ سے جنگ کیلئے نہ اکسائیں گے۔۔۔۔ یہود کے وہ تین گروہ تھے:

☆ بنی قریظہ ☆ بنی نضیر ☆ بنی قینقاع

☆ ایک قسم وہ کفار تھے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی اور آپ سے دشمنی قائم کی تھی جیسے قریش تھے۔

☆ ایک قسم وہ کفار تھے جنہوں نے آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیا تھا اور اس بات کے انتظار میں تھے کہ آپ کا آخر کار انجام کیا ہوتا ہے۔۔۔۔ جیسے عرب کے گروہ تھے کہ باطن میں آپ کے ظہور اور غلبہ کو دوست رکھتے تھے جیسے بنی خزاعہ تھے۔۔۔۔ ان کے برعکس بنی بکر اور ان کفار میں سے وہ لوگ تھے جو ظاہر میں آپ کے ساتھ تھے لیکن باطن میں آپ کے دشمن کے ساتھ تھے، یہ منافقین لوگ تھے۔

غزوۂ بنی قینقاع:

بنی قینقاع بطن یہود کا مدینہ میں زیادہ مشہور تھا۔۔۔۔ یہ لوگ بہادر مگر جنگ میں صابر تھے۔ مال، شجاعت اور بغاوت میں دیگر یہود سے اکثر تھے۔۔۔۔ یہ غزوہ ہجرت کے شروع بیسویں مہینہ نصف شوال شنبہ کے روز ہوا۔

یہود میں سے جن لوگوں نے پہلے معاہدہ توڑا، وہ بنی قینقاع تھے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد شوال میں ان سے جنگ کی۔۔۔۔ واقدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ بدر کے ایک ماہ بعد ان کو جلاوطن کر دیا۔۔۔۔ جبکہ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ بنی نضیر کو بدر کے چھ ماہ بعد جلاوطن کیا گیا۔

غزوہ بنی قینقاع کا پس منظر یہ ہوا کہ ایک عرب عورت ایک یہودی زرگر کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔۔ اس زرگر نے اس عورت کو اپنا چہرہ کھولنے کیلئے پھسلایا۔ عورت نے منہ دکھانے سے انکار کیا۔ زرگر نے اس کے کپڑے کی طرف ارادہ کیا۔ عورت نے کپڑے کو کمر سے باندھ لیا۔۔۔۔ لیکن جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کی شرم گاہ کھل گئی۔۔۔۔ لوگ ہنسنے لگے۔ عورت نے چیخ ماری۔۔۔۔ مسلمانوں میں سے ایک مرد نے زرگر پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ یہودیوں نے بھی اس مسلمان پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ مسلمانوں اور بنی قینقاع کے درمیان دشمنی ہو گئی۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد مدینہ میں ابولبابہ ابن عبدالمنذر کو خلیفہ مقرر کیا اور خود صحابہ کے ہمراہ بنی قینقاع کی طرف تشریف لے گئے۔ پندرہ راتوں میں ذیقعدہ تک ان کا سخت محاصرہ کیا۔۔۔۔ جھنڈا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ یہ جھنڈا سفید تھا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے بنی قینقاع کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے قلعہ سے اس شرط پر اترے کہ

''ان کے اموال آپ کے ہیں اور عورتیں اور بچے ان کے لیے!''

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت منذر بن قدامتہ السلمی اوسی البدری کو ان کی مشکیں باندھنے کے لیے حکم فرمایا۔۔۔۔

ان لوگوں کے سلسلہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی اور ان کے لیے منت کی۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں کو کھول دینے کے لیے حکم فرمایا اور انہیں قتل کرنے سے چھوڑ دیا لیکن انہیں یہ حکم دیا کہ وہ مدینہ سے نکل جائیں۔ یہ لوگ ملک شام کے ایک شہر اذرعات میں پہنچ گئے۔۔۔۔ وہاں ان کی بقاء نہایت تھوڑی ہوئی۔۔۔۔ ایک سال نہیں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قلعہ سے بہت سے ہتھیار اور کثیر آلات لیے۔۔۔۔ بنی قینقاع، عبداللہ بن ابی اور عبادہ بن الصامت کے حلیف تھے۔۔۔۔ عبادہ بن الصامت نے ان کے حلف سے نفرت کی اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کر کے ان کے حلف سے نفرت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین سے محبت کرتا ہوں اور جمیع کفار کے حلف اور کفار کی دوستی سے آزاد ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے عبادہ بن الصامت اور عبداللہ ابن ابی کے بارے میں فرمایا:

یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء۔۔۔۔ اور یہ بھی کہ فان حزب اللہ ھم الغالبون۔۔۔۔۔۔۔

یعنی ''یہود ونصاریٰ پر اعتماد نہ کرو اور ان کے ساتھ مل جل کر نہ رہو، وہ لوگ تمہارے خلاف متفق ہیں۔۔۔۔ بعض ان کا بعض کا دوست ہے۔۔۔۔ مگر اللہ تعالیٰ کی جماعت غلبہ والی ہے۔''

غزوہ السویق:

یہ غزوہ پانچ ذی الحجہ یک شنبہ کے دن ہجرت کے بائیسویں مہینہ کے آغاز میں ہوا۔۔۔۔ السویق کے معنی ہیں ستو۔۔۔۔ اس لیے کہ مشرکین کی خوراک اس غزوہ کے دوران ستو تھے اور یہ ستو مسلمانوں کا مال غنیمت ٹھہرے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جس وقت ابوسفیان بدر سے مکہ لوٹا تو اس نے یہ قسم کھائی کہ نہ عورتوں سے مقاربت کروں گا، نہ بالوں میں تیل ڈالوں گا اور نہ جنابت کی حالت میں سر دھوؤں گا جبکہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے جنگ نہ کرلوں۔۔۔۔

Marfat.com

ابوسفیان قریش کے دوسو سواروں کے ساتھ نکلا تاکہ اپنی قسم پوری کر سکے ــــ یہ گروہ مقام عریض میں پہنچا ــــ جو مدینہ کا ایک ناحیہ ہے اور مدینہ سے تین میل پر واقع ہے ــــ انہوں نے کھجور کے درخت جلا ڈالے اور ایک دو انصاری شہید کر دیئے ــــ اس کارروائی سے ابوسفیان نے گمان کیا کہ میری قسم پوری ہوگئی اور اپنے ساتھیوں سمیت مکہ واپس چلا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ابولبابہ کو خلیفہ کیا اور ان لوگوں کی طلب میں دوسو مہاجرین وانصار کے ہمراہ نکلے ــــ ابوسفیان اور اس کے ساتھی واپس بھاگتے ہوئے ستوؤں کی تھیلیاں پھینکتے جاتے تھے ــــ ستوؤں کی تھیلیاں پھینکنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی سواری سے بوجھ کم ہو جائے اور وہ ہلکا پن محسوس کرتے ہوئے تیز دوڑیں۔ مسلمانوں نے وہ تھیلیاں اکٹھی کر لیں لیکن ابوسفیان اور اس کے ساتھی نکل گئے۔ رسول کریم واپس مدینہ تشریف لے آئے ــــ اور ماہ ذی الحجہ میں عید کی نماز ادا فرمائی اور قربانی کرنے کے لیے حکم فرمایا۔

اس مہینہ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت فرمائی۔

حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی:

اس شادی کے سن سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ ہجرت کے دوسرے سال نکاح ہوا ــــ (حافظ مغلطائی)

☆ ماہ صفر ہجرت کے دوسرے سال نکاح ہوا اور ماہ ذوالحجہ کے بائیسویں مہینے کے شروع میں بیاہ ــــ

(طبری، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ)

☆ جنگ اُحد کے بعد نکاح ــــ (ابوعمرو)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیاہ کر لائے تھے، اس کے ساڑھے چار ماہ بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور پھر ساڑھے سات ماہ بعد انہیں بیاہ کر اپنے گھر لائے ــــ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جب شادی ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ یا ساڑھے چھ ماہ تھی ــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت تک دوسری شادی نہیں کی۔ ۲۴۵

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ دونوں باری باری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

---

۲۴۵ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی جویریہ کے ساتھ منگنی کرنا چاہی تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما کر تین بار فرمایا کہ "میں اجازت نہ دوں گا۔ بنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ کے دشمن کی بیٹی جمع نہ ہوگی" ــــ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگنی ترک فرمادی ــــ اسے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابوداؤد علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں دوسری عورت اپنے اس ارشاد مااتکم الرسول فخذذہ ومانھاکم عنہ فانتھوا کی وجہ سے حرام کر دی تھی ــــ

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے ــــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیغام سن کر خاموش رہے اور دونوں کو کچھ جواب نہیں دیا ــــــ

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کرنے کے لیے کہا ــــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ان دونوں حضرات نے مجھے اس طرف توجہ دلائی جس سے کہ میں غافل تھا۔ چنانچہ مارے خوشی کے میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس سرشاری میں اپنی چادر کھینچتا جا رہا تھا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فاطمہ کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے ــــــ''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''تمہارے پاس کچھ ہے جس سے فاطمہ کا مہر ٹھہراؤ گے؟''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا گھوڑا تمہارے لیے مجبوری ہے، تم اپنی زرہ کو بیچ ڈالو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زرہ چار سو اسی (۴۸۰) درہم میں فروخت کر دی اور وہ درہم لے کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ درہم لے کر اپنی گود میں رکھ لیے اور ان میں سے ایک مٹھی میں لے کر فرمایا:

''اے بلال! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے لیے خوشبو خرید لو۔''

اور حاضرین سے فرمایا کہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لیے جہیز تیار کرو ــــــ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے چھوارے کی چھال کے بان بانوں کا پلنگ اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری گئی تھی، تیار کیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''جس وقت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہارے پاس آئیں، تم ان سے کوئی بات نہ کہنا، یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آ ؤں۔''

حضرت فاطمہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر میں ایک جانب بیٹھ گئیں جبکہ دوسری جانب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا:

''کیا اس جگہ میرا بھائی ہے؟''

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

Marfat.com

''آپ کے بھائی موجود ہیں ــــــ کیا آپ نے ان کے ساتھ اپنی بیٹی کو بیاہ دیا ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں بیاہ دیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکان میں داخل ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ''پانی لاؤ'' ــــــ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی لے لیا اور اس میں کلی کی۔ پھر حضرت فاطمہ سے فرمایا:

''آگے آؤ۔''

وہ آگے آئیں تو آپ نے وہ پانی ان کی دونوں چھاتیوں کے درمیان اور سر پر چھڑکا اور فرمایا:

اللھم انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطان الرجیم

پھر آپ نے فرمایا، ''پیٹھ پھیرو'' ــــــ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیٹھ پھیری۔ آپ نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان پانی ڈالا۔ پھر اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے ساتھ کیا اور فرمایا:

''اپنے اہل کے پاس اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی برکت کے ساتھ داخل ہو۔'' ۲۴۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ابوالخیر القزوینی الحاکمی کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ منگنی چاہی تھی ــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس کے لیے میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے۔''

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند دنوں کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا:

''اے انس! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پاس ابوبکر وعمر وعثمان اور عبدالرحمٰن اور چند انصار اور چند مہاجرین کو بلاؤ۔'' جب یہ سب اصحاب جمع ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر نہ تھے ــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خطبہ پڑھا:

خطبہ نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

الحمد للہ المحمود بنعمۃ المعبود بقدرتہ المطاع سلطانہ المرھوب من عذابہ وسطوتہ النافذ امرہ فی سمایہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزھم باحکامہ واعزھم بدینہ واکرمھم بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تبارک اسمہ وتعالت عظمتہ جعل المصاھرۃ سببا لاحقا وامرا مفترضا او شبح بہ الارحام والزم بہ الانام فقال غرمن قائل وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ

---

۲۴۶ اس حدیث کی روایت ابوحاتم نے اور احمد نے مناقب میں اس کی مثل کی ہے۔

Marfat.com

نسبا وصهرا وكان ربك قديرا نام الله تعالىٰ يجرى الى قضائه يجرى قضائه الى قدره ولكل قضاء قدر ولكل قدر اجل ولكل اجل كتاب يمحوا الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب ثم ان الله امرنى ان ازوج فاطمه (رضى الله تعالىٰ عنها) من على بن ابى طالب (رضى الله تعالىٰ عنه) فاشهدوا انى قد زوجه على اربعمائة مثقال فضة ان رضى بذلكعلى

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ جو اپنی نعمتوں کے باعث تعریف کیا گیا۔ اس کی ان نعمتوں کا شمار کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی قدرت کے باعث عبادت کے لائق ہے۔ اس لیے کہ اس کی عبادت پر کسی کو قدرت نہیں ہے۔ صرف اس کے اقدار اور **اطیعوا اللہ** کے حکم کی وجہ سے ـــــ وہ اللہ تعالیٰ کہ جس کے عذاب اور سطوت سے خوف کیا جاتا ہے، اپنے غلبہ کے سبب اطاعت کیا گیا ہے ـــــ تنزیل میں فرمایا ہے **وایای فارهبون** ـــــ اور تمام زمینوں اور آسمان میں اپنا امر نافذ کرتا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا ہے ـــــ تمام مومنوں اور کافروں اور جن و انسان کو اپنے احکام کے ساتھ ممیز کیا ہے اور ان کو اپنے دین کے ساتھ معزز کیا ہے ـــــ اور مخلوق کو اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب مکرم کیا ہے۔ (اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان **وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين** دلیل ہے) ـــــ اللہ تعالیٰ نے کہ اس کا نام مبارک ہے اور اس کی عظمت برتر ہے، نکاح کو سبب لاحق کیا ہے یعنی ایک نسب دوسرے نسب کے ساتھ نکاح کے ذریعے متصل ہوتا ہے ـــــ اور نکاح کو ایسا امر ثابت کیا ہے کہ جس کے باعث ارحام کو ملا دیا ہے اور اس کے ساتھ مخلوق کو لازم کیا ہے ـــــ وہ کہنے والا بڑا بزرگ ہے جس نے فرمایا **وهو الذى خلق من الماء بشرا فجعله نسباو صهرا وكان ربك قدير** ـــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کی قضاء کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا اس کی قدر کی طرف جاری ہوتی ہے۔ ہر ایک قضا کے لیے ایک قدر ہے اور ہر ایک قدر کے لیے ایک وقت مقرر ہے اور ہر ایک مقررہ وقت کیلئے ایک حکم لکھا ہوا ہے جس میں اس کی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شے کو چاہتا ہے، فنا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، قائم و ثابت رکھتا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کے پاس ام الکتاب ہے"۔

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کا ایک طبق منگوا کر فرمایا۔ "کھجوریں لوٹو" ـــــ حاضرین نے کھجوریں سمیٹ لیں۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں چار سو مثقال چاندی کے بدلے تمہارے ساتھ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شادی کر دوں۔ کیا تم اس پر راضی ہو؟"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"بے شک میں راضی ہوں۔"

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جمع اللہ سملکما وغر جدکما وبارك علیکما واخرج منکما کثیرا طیباً

دولابی نے اسماء سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ کیا۔ اس زمانے میں کوئی ولیمہ ان کے ولیمہ سے بڑھ کر افضل نہیں تھا ـــــ اس لیے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی ـــــ ان کا ولیمہ چند صاع تمر اور حیس سے تھا ـــــ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز خمیلہ (روئی کی چادر جس کے اردگرد ریشے ہوں یا روئی کی توشک) اور قربہ اور رسادہ تھا جس میں درخت خرما کا ریشہ بھرا تھا۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: (۳ ہجری)

محمد بن مسلمہ چار ساتھیوں سمیت چودہ ربیع الاول، ہجرت کے پچیسویں ماہ کے آغاز میں کعب بن اشرف یہودی کی طرف گئے ـــــ کعب بن اشرف شاعر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں شاعری میں گستاخیاں کرتا تھا اور کفار قریش کو آپ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے۔ مختلف قبائل کے لوگ آباد تھے۔ آپ نے ان کے عقائد کے اختلاف کے باعث ان کی اصلاح کرنے کا ارادہ فرمایا کہ وہ سب ایک ہی کلمۂ اسلام پر متفق ہو جائیں ـــــ جبکہ حال یہ تھا کہ یہود اور مشرکین مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو صبر کے لیے تلقین فرمائی۔ کعب مردود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف دینے سے باز نہ آیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک گروہ کو بھیج دیں تاکہ کعب کا کام تمام کر ڈالے۔

کعب بن اشرف نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ عہد کیا تھا کہ آپ کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کروں گا ـــــ وہ عہد توڑ کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام کو گالیاں دیں ـــــ اس کی دشمنی کی وجہ یہ تھی کہ دو آدمی فتح بدر کی بشارت لے کر مدینہ میں آئے۔ انہوں نے بتلایا کہ فلاں قتل کیا گیا، فلاں قید کیا گیا۔ کعب نے سن کر کہا:

"کیا یہ دونوں جو کہتے ہیں حق ہے! ـــــ اگر ایسا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے تو یہ لوگ اشراف عرب اور ملوک الناس تھے ـــــ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے تو زمین کا بطن اس کی ظہر سے خیر ہے یعنی مر جانا اچھا ہے۔"

کعب نے جب خبر کا یقین کیا اور قیدیوں کو بندھا ہوا دیکھا تو ذلیل وخوار ہو کر قریش کی طرف گیا اور ان کے مقتولین پر رویا ـــــ قریش کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بھڑکاتا تھا ـــــ

مکہ میں کعب، مطب ابی وداعہ سہمی کے مکان میں اترا ـــــ مطلب کی زوجہ عاتکہ بنت السید بن ابی العیص نے اس کو اتارا اور اس کا اکرام کیا ـــــ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف کفار قریش کو اکساتا اور گستاخانہ اشعار پڑھتا تھا ـــــ

Marfat.com

یہ خبر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو آپ نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ انہوں نے مطلب اور ان کی زوجہ کی ہجو کی ـــــ بعد میں یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ عاتکہ نے کعب کا کجاوہ پھینک دیا اور کہا کہ ہمیں اس یہودی سے کیا کام! ـــــ کعب عاتکہ کے ہاں سے نکل کر ایک کے بعد دوسرے گروہ کے پاس جاتا جس طرح عاتکہ کے پاس گیا تھا اور اسی طرح جگہ جگہ کرتا پھرتا تھا ـــــ اس کی خبریں مسلسل رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ رہی تھیں ـــــ آپ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر فرماتے، حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کی ہجو کرتے ـــــ ہر شخص کعب کے ساتھ عاتکہ کا معاملہ کرتا تھا۔

پھر کعب پلٹ کے مدینہ آیا اور مسلمانوں کی عورتوں سے اپنے عشق کے حالات غزل میں بیان کرتا تھا اور ان کی برائی کرتا تھا ـــــ کعب نے مکہ میں ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اپنے اشعار میں برائی کی ـــــ ان وجوہات کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کے لیے حکم فرمایا۔ اس بارے میں روایتیں ہیں:

☆ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کعب بن اشرف کے قتل کا کون شخص متکفل ہوتا ہے۔

☆ دوسری روایت میں ہے کہ وہ کون شخص ہے جو کعب بن اشرف کے قتل کے لیے متوجہ ہوتا ہے۔

ایک بار خصوصاً سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متوجہ ہو کر فرمایا اور دوسری بار عمومیت سے ارشاد فرمایا:

''اس نے ہماری دشمنی کا اعلان کیا ہے اور اپنے اشعار میں ہماری برائی کی ہے ـــــ وہ قریش کی طرف مکہ میں گیا ہے اور انہیں ہمارے خلاف بھڑکایا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دی ہے۔ **الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون کفروا هولاء اهدی من الذین امنو سبیلا اولئك الذین لعنهم الله** ـــــ

ابن اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ آپ کا ارشاد محمد بن مسلمہ اخو بنی عبدالاشہل نے سن کر کہا:

''آپ کے لیے کعب کے قتل کا میں تکفل کرتا ہوں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں اسے قتل کر ڈالتا ہوں۔''

آپ نے محمد بن مسلمہ سے فرمایا:

''اگر تم اس کی قدرت رکھتے ہو تو اس کو قتل کر ڈالو۔''

محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے لیے مجبوری ہے کہ ہم خلاف واقع باتیں کریں تاکہ اس کے قتل کے لیے وسیلہ بنے ـــــ ہمارا مقصود یہ ہے کہ کوئی حیلہ کریں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو بات تمہارے لیے کعب کے قتل کیلئے حیلہ بن سکے، کہو ـــــ تم جو بات کہو، وہ تم کو حلال ہے۔''

چنانچہ کعب کے قتل کیلئے محمد بن مسلمہ، ابو نائلہ سلکان بھی سلامہ (کعب کا دودھ شریک بھائی) عباد بن بشر، حارث بن اوس بن معاذ اور ابو عبس بن جبر متفق ہوئے یہ پانچوں اصحاب بنی اوس سے تھے۔

Marfat.com

ابن سعد علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ کعب کو قتل کر کے یہ اصحاب بقیع غرقد ۲۴۷ میں پہنچے اور وہاں انہوں نے تکبیر کہی ـــــ رات کے وقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ان کی تکبیر سنی تو آپ نے بھی تکبیر کہی اور پہچان لیا کہ انہوں نے کعب کو قتل کر ڈالا ـــــ پھر یہ اصحاب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان چہروں نے فلاحیت پائی۔''

ان حضرات نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے چہرہ مبارک نے فلاحیت پائی۔''

یہ کہہ کر کعب کا سر آپ کے قدموں میں ڈال دیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعب کے قتل پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں ہے کہ اسلام میں پہلا سر کعب کا ہے جو اٹھا کر لایا گیا ـــــ اس غزوہ میں حارث بن اوس کی پنڈلی پر تلوار کا پیلا لگ جانے سے وہ زخمی ہو گئے۔ ان کا کافی خون بہہ گیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر لعاب دہن مبارک، ڈال دیا، پھر انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔

غزوہ غطفان:

یہ غزوہ دو اور ناموں سے بھی مشہور ہے:

☆ غزوہ ذی امر ☆ غزوہ انمار

یہ غزوہ نجد کے ناجیہ میں واقع ہوا۔ ہجرت کے پچیسویں مہینے میں ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزری تھیں، جب یہ واقعہ رونما ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اطراف میں جمع ہوئے۔ یہ لوگ لوٹ مار کا ارادہ رکھتے تھے ـــــ دعثور بن الحارب المحاربی ان کا سردار تھا ـــــ اس کا نام غورث اور غورک بھی ملتا ہے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو بلایا اور ساڑھے چار سو سواروں کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔

ان لوگوں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے شہروں میں اترے ہیں تو یہ لوگ خوف سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام حبان تھا اور بنی ثعلبہ سے تھا، اسے مسلمانوں نے پکڑ لیا ـــــ اسے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہو گیا ـــــ اسے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا تاکہ اسے تعلیم دیں۔

---

۲۴۷ بقیع غرقد مدینہ منورہ کا مقبرہ ہے۔ اس جگہ غرقد کے درخت جمع ہیں۔ ان درختوں کے نام پر یہ جگہ مشہور ہوئی۔

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بارش ہوئی۔ آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر ایک درخت پر پھیلا دیئے تاکہ خشک ہو جائیں ـــــ اور آپ اسی درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ وہ لوگ پہاڑ سے آپ کو دیکھ رہے تھے ـــــ انہوں نے دعثور سے کہا:

''اس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اکیلے ہیں، تجھے چاہیے کہ اب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو نہ چھوڑے۔'' ۲۴۸

دعثور تلوار لیے آپ کی طرف آیا اور آپ کے سر پر کھڑا ہو کر للکارنے لگا:

''آپ کے دن کون آپ کو مجھ سے بچائے گا۔''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرا اللہ!''

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینہ پر ریلا دیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی ـــــ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلوار لے لی اور فرمایا:

''مجھے تو میرے اللہ نے بچا لیا، اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا!''

دعثور نے کہا:

''کوئی نہیں ـــــ اور میں گواہی دیتا ہوں **لا اله الا الله وانك رسول الله** ''

پھر دعثور اپنی قوم کی طرف آیا اور انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ اس پر وحی خدا نازل ہوئی۔

یاایها الذین آمنوا ذکروا نعمة الله علیکم اذهم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم...... آخر آیت تک۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنگ کیے بغیر واپس تشریف لے گئے ـــــ آپ مدینہ سے تیرہ راتیں باہر تشریف فرما رہے۔

غزوہ بحران:

اس غزوہ کو غزوہ بنی سلیم بھی کہا جاتا ہے ـــــ بحران ناحیہ فرع میں ایک گاؤں ہے ـــــ اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ بحران میں بنی سلیم کی بڑی جمعیت ہے ـــــ آپ تین سو صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ سے نکلے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بنی سلیم کے لوگ اپنے اپنے پانیوں میں متفرق ہو گئے ہیں ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو واپس تشریف لے آئے اور ان سے جنگ نہیں ہوئی۔

اس غزوہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر عامل مقرر فرمایا تھا ـــــ ابن ہشام نے لکھا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے دس راتیں باہر رہے۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ: (۳ ہجری)

نجد کے پانیوں میں سے ایک پانی کا نام قردہ ہے ـــــ ابن اسحاق نے اس غزوہ کا سبب یہ لکھا ہے کہ بدر کی جنگ کے بعد

۲۴۸ صحابہ کرام اس وقت اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

Marfat.com

قریش نے تجارت کے لیے راستہ بدل لیا۔ انہوں نے شام کی طرف جانے والے راستوں سے خوف کیا اور انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کر لیا۔

قریش میں سے تاجر لوگ نکلے۔ ان میں ابوسفیان بن حرب تھا۔ ان تاجروں کے ساتھ کثیر چاندی تھی ــــ ابن سعد نے لکھا ہے کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے اٹھائیسویں مہینے کے شروع میں ماہ جمادی الاخر کو ایک سو سواروں کے ساتھ بھیجا کہ قریش کے قافلہ کو روکیں۔ اس قافلہ میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ کثیر مال اور چاندی کے برتن تھے۔ اصحاب نے قافلہ کو پا لیا اور لدے ہوئے اونٹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئے ــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پانچ حصے کیے۔ پانچواں حصہ تیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا ــــ مغلطائی نے مال کے پانچویں حصہ کی مالیت پچیس ہزار درہم لکھی ہے ــــ ابن اسحاق نے اس غزوہ کو کعب بن اشرف لعین کے قتل سے پہلے ذکر کیا ہے۔

غزوۂ اُحد:

یہ غزوہ اُحد نامی پہاڑ کے دامن میں ہوا ــــ احد پہاڑ مدینہ سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر ہے ــــ اس کا نام احد اس کے اکیلا ہونے کی وجہ سے رکھا گیا ــــ احد پہاڑ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: احد یحبنا ونحبه ــــ احد پہاڑ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔

یہ جنگ ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں ہوئی۔ شنبہ کا دن تھا ــــ ماہ شوال کی تاریخ سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ شوال کی گیارہ راتیں گزر چکی تھیں۔

☆ شوال کی سات راتیں گزری تھیں۔

☆ نصف شوال تھا۔

جنگ احد جنگ بدر کے ایک سال بعد اور ہجرت کے اکیسویں مہینہ میں ہوئی۔

اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ جب قریش بدر سے مکہ کی طرف پلٹ کے گئے اور ان کے ساتھی قلیب بدر میں مارے گئے۔ ابو سفیان، عبداللہ بن ربیعہ اور عکرمہ ابن ابوجہل نے ان لوگوں کے مجمع میں جن کے باپ بھائی بیٹے بدر میں مارے گئے، سے کہا:

> ''اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے تم لوگوں کو گھٹا دیا اور ظلم کیا اور تمہارے بڑوں کو مار ڈالا ــــ ابوسفیان کے قافلہ کے مال سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے جنگ کے لیے ہماری مدد کرو۔ وہ شخص بھی مال سے ہماری مدد کرے جس کی تجارت اس قافلہ میں تھی ــــ ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنے مرنے والوں کے خون کا بدلہ آپ سے لے لیں گے۔''

اس بات پر سب نے اتفاق کیا ــــ مال کے ایک ہزار اونٹ تھے، بیچ دیے گئے۔ پچاس ہزار اشرفی کا مال تھا ــــ ابن

Marfat.com

اسحاق نے لکھا ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان الذین ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقنھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے لیے قریش جمع ہوئے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط لکھ کر قریش کی اطلاع دی ـــــ کفار قریش ابوسفیان کے ہمراہ احد کے بطن وادی میں اترے۔ مسلمانوں میں بہت سے ایسے تھے کہ غزوہ بدر کے موقع پر ان کے شامل نہ ہو سکنے پر انہیں افسوس تھا۔

غزوہ احد سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خواب:

شب جمعہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھا۔ جب آپ صبح اٹھے تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

''واللہ میں نے خیر دیکھی ہے ـــــ میں نے ایک گائے دیکھی کہ ذبح کی جاتی ہے اور میں نے اپنی تلوار کے پچھلے میں رخنہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مستحکم زرہ میں داخل کیا ہے ـــــ

اس کی تعبیر یہ ہے کہ گائے میرے اصحاب میں سے ہیں جو شہید کیے جائیں گے ـــــ اور وہ رخنہ جو اپنی تلوار کے پچھلے میں میں نے دیکھا ہے، وہ میرے اہل بیت میں سے ایک مرد ہے جو شہید کیا جائے گا''۔

ابن عقبہ نے کہا ہے کہ وہ رخنہ کہ آپ کی تلوار میں پڑا دکھائی دیا۔ وہ زخم تھا جو آپ کے چہرہ مبارک میں آیا ہے۔ اس لیے کہ دشمنوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو اس دن صدمہ پہنچایا اور آپ کے دو دائیں دانت شہید کیے اور آپ کے نیچے کے ہونٹ کو زخمی کر ڈالا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''میں نے مستحکم زرہ کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ مدینہ ہے ـــــ تم مدینہ میں ٹھہرے رہو۔ اگر قریش کوچوں میں داخل ہوں گے تو ہم ان سے جنگ کریں گے اور مکانوں پر سے ان پر پتھر مارے جائیں گے۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا جن میں نوجوان بھی شامل تھے:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آج کے دن کی تمنا کرتے تھے۔ آپ ہمیں ہمارے دشمنوں کی طرف لے چلیں، جب ہم ان کی طرف جائیں گے تو وہ یہ گمان نہ کریں گے کہ ہم نے ان سے کمزوری دکھائی۔''

جنگ کے لیے تیاری اور روانگی:

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو جمعہ کی نماز پڑھائی، پھر انہیں وعظ سنایا اور کوشش اور اجتہاد کے لیے حکم فرمایا اور یہ بھی فرمایا:

''تم جب تک اپنی جگہ پر قائم رہو گے اور صبر کرو گے تو تم کو نصرت ہوگی۔''

اور پھر حکم دیا کہ دشمن کے لیے تیار ہو جائیں۔ صحابہ کرام کو اس سے بڑی فرحت ہوئی ـــــ پھر آپ نے عصر کی نماز

Marfat.com

پڑھائی ــــــ اس دوران حاضرین کی تعداد بڑھ گئی تھی ــــــ مدینہ سے تین میل پر واقع موضع عوالی کے رہنے والے بھی آ ملے ــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔ ان دونوں حضرات نے آپ کے سر اقدس پر عمامہ باندھا اور آپ کو لباس پہنایا۔ صحابہ کرام اس وقت صفیں باندھے کھڑے تھے اور آپ کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے ــــــ حضرت سعد بن معاذ اور سید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صحابہ سے کہا:

''تم لوگوں نے شہر سے نکلنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جبر کیا ــــــ بہتر یہی ہے کہ یہ فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا جائے۔ اس لیے کہ جس کام میں مصلحت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سے بہتر جانتے ہیں ــــــ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زرہ پہنے ہوئے باہر تشریف لائے اور اپنی تلوار میان میں ڈالے ہوئے تھے ــــــ صحابہ نے جو کچھ کہا تھا (یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شہر سے باہر جنگ کیلئے کیوں کہا) اس پر سب نادم ہوئے ــــــ سب نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں قطعاً یہ حق نہیں کہ ہم آپ کی بات کی مخالفت کریں، آپ جو چاہیں کریں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ جس وقت وہ اپنی زرہ جنگ کے لیے پہنے، اسے اتار کر رکھ دے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ فرما دے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے یہ فرمایا تھا کہ وہ مدینہ کو نہ چھوڑیں جبکہ صحابہ کرام نے طلب شہادت کے لیے باہر نکلنے کے لیے ایثار کیا تھا ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زرہ پہنی، اس سے صحابہ نادم ہوئے۔ تب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا:

''کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ زرہ پہنے اور اسے اتار کر رکھ دے، یہاں تک کہ اگر دشمن کو پائے تو وہ اس سے قتال کرے ــــــ''

اور اس حدیث میں یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں۔ ۲۴۹

جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین جھنڈے قائم کیے:

☆ ایک جھنڈا السید بن حضیر کے ہاتھ میں دیا۔

☆ ایک جھنڈا مہاجرین کے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا ــــــ ایک اور روایت کے مطابق مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا گیا۔

☆ اور ایک جھنڈا قبیلہ خزرج کیلئے حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا ــــــ ایک اور روایت میں

---

۲۴۹ اس حدیث کو امام احمد، نسائی، طبرانی، حاکم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔

اس وقت مسلمانوں میں ایک سو زرہ پوش تھے ــــ حضرت سعد بن معاذ اور سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں زرہ پہنے ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے دوڑ رہے تھے ــــ آپ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ پر نماز پڑھانے کے لیے عامل مقرر کیا اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حراست پر مقرر فرمایا ــــ مسلمانوں میں سے جن کی عمر کم تھی یعنی چودہ سال تھی، انہیں واپس بھجوا دیا۔ ان میں

☆ حضرت اسامہ بن زید ☆ حضرت عبداللہ ابن عمر ☆ حضرت زید بن ثابت

☆ حضرت ابو سعید خدری ☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی ــــ جبکہ مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زرہ پوش تھے، دو سو گھوڑے تھے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں بھی ہمراہ تھیں ــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم احد میں تشریف لائے۔ رئیس المنافقین اپنے تین سو ساتھیوں سمیت آپ سے علیحدہ ہو گیا ــــ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کو مقام شوط میں پلٹ جانے کے لیے حکم فرمایا ۲۵۰ ــــ مسلمانوں نے احد کی جڑ میں صفیں باندھیں اور مشرکین نے شورہ زار زمین میں صف باندھی ــــ ابن عقبہ نے کہا ہے کہ مشرکین کے میمنہ کے سواروں پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل تھے۔

تیر اندازوں کا تقرر اور انہیں تاکید:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس تیر اندازوں پر مقرر فرمایا اور انہیں دو باتوں کی تاکید فرمائی:

☆ اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں پرندے اٹھائے لیے جا رہے ہیں، تم اپنی اس جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ جب تک کہ میں کسی کو تمہارے پاس بھیجوں۔

☆ اور اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے کفار کو شکست دی اور ہم نے انہیں روند ڈالا ہے، تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ جب تک کہ میں کسی کو تمہارے پاس نہ بھیجوں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں امام احمد، طبرانی اور حاکم کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تیر اندازوں کو ایک جگہ کھڑا کر کے فرمایا کہ ہماری پیٹھوں کی حفاظت کرو یعنی ہمارے پیچھے نہ کوئی آنے پائے ــــ انہیں تاکید فرمائی:

☆ اگر تم دیکھو کہ ہم قتل کیے جاتے ہیں، تم ہماری مدد نہ کرنا۔

☆ اور اگر تم دیکھو کہ ہم مال غنیمت لے رہے ہیں، تم ہمارے ساتھ شامل نہ ہونا۔

---

۲۵۰ شوط مدینہ منورہ اور احد کے درمیان ایک باغ ہے۔

Marfat.com

جنگ کا آغاز:

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لیے کون لیتا ہے؟''

بہت سے صحابہ اس غرض سے حاضر خدمت ہوئے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کو تلوار نہیں دی۔ حضرت ابو دجانہ سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس تلوار کا کیا حق ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اس کا حق یہ ہے کہ اسے دشمن کے منہ پر مارو یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔''

حضرت ابو دجانہ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔''

آپ نے وہ تلوار ان کو عطا فرمائی ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاع مرد تھے اور لڑائی کے وقت متکبرانہ وضع سے رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا کہ ابو دجانہ تبختر سے چل رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''یہ وہ رفتار ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے مگر جنگ کے دوران اسے ناپسند نہیں کرتا۔''

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں نے اپنے دل میں کہا واللہ میں ضرور دیکھوں گا کہ ابو دجانہ کیا کرتے ہیں ـــــ میں ان کے پیچھے گیا۔ انہوں نے اپنا سرخ عصابہ لیا اور اس سے اپنے سر پر پٹی باندھی ـــــ انصار نے دیکھ کر کہا کہ موت کا عصابہ نکالا ہے۔ ابو دجانہ ایسے حال میں نکلے کہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

انا الذی عاھد نی خلیلی ــ ونحن بالسفح لدی النخیلی
ان لا اقوام الدھر فی الکیول ــ اضرب بسیف اللہ والرسول

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تلوار عطا کرتے وقت ابو دجانہ سے پوچھا تھا کہ اگر میں یہ تلوار تم کو دے دوں گا تو شاید تم آخر صف والوں سے جنگ کرو گے جبکہ آخر صف والے جنگ نہیں کرتے ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وعدے یا عہد کو اپنے شعر میں بیان کرتے ہیں کہ میں وہ شخص ہوں کہ میرے خلیل حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے اس وقت عہد لیا ہے کہ ہم پہاڑ کی جڑ میں نخلون کے پاس تھے ـــــ وہ عہد یہ ہے کہ میں آخر صف میں کبھی قیام نہ کروں گا اور دشمنوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تلوار سے ماروں گا ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین میں سے جسے پاتے، اسے قتل کر ڈالتے۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی تو ارطاۃ بن شرجیل ابن ہاشم بن عبد مناف کو قتل کیا ـــــ حضرت

Marfat.com

علی کرم اللہ وجہ الکریم نے طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کے علمبردار کو قتل کیا۔۔۔۔ پھر جھنڈا اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کے دونوں ہاتھ دونوں شانے کاٹ ڈالے۔۔۔۔ حضرت حنظلہ غسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسفیان بھڑ گئے۔ حنظلہ کو شداد بن اوس نے شہید کر ڈالا۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ملائکہ حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔''

صحابہ کرام نے ان کی بیوی جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ہمشیرہ تھیں، سے ان کی کیفیت دریافت کی۔ حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''حنظلہ ایسے حال میں نکلے تھے کہ وہ جنب تھے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسی لیے حنظلہ کو ملائکہ نے غسل دیا تھا۔ ۲۵۱''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی نصرت نازل فرمائی۔ مسلمانوں نے تلواروں سے کفار کو قتل کر کے استیصال کیا۔ یہاں تک کہ کفار کے لشکر کو بھگا دیا۔۔۔۔ اس ہزیمت میں کوئی شک نہ تھا کہ کفار اس طور پر پیٹھ دکھا کر بھاگے کہ کسی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔ کفار کی عورتیں انہیں پکار پکار کر کہتی تھیں:

''تمہارا برا ہو، یوں بھاگ رہے ہو۔''

مسلمانوں نے کفار کا پیچھا کیا اور انہیں دور تک بھگا دیا۔۔۔۔ اور مال غنیمت سمیٹنے لگے۔۔۔۔

حکم عدولی پر نقصان عظیم:

تیر اندازوں نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو فراموش کر دیا اور اپنے سربراہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے اپنی جگہ چھوڑ دی:

''لوگو! غنیمت لو، تمہارے ساتھی کفار پر غالب ہو گئے، اب کیا انتظار کرتے ہو؟''

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یاد دلایا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے جو بات کہی تھی، کیا تم اسے بھول گئے؟''

لیکن ان کے ہمراہیوں نے اپنے فرض کو پس پشت ڈالتے ہوئے کہا:

''واللہ ہم اپنے ساتھیوں کے پاس ضرور جائیں گے اور مال غنیمت سے ضرور حصہ لیں گے۔''

جب یہ لوگ کفار کے پاس آئے، مشرکین نے پلٹ کر ان پر حملہ کیا جس کے باعث یہ بھاگتے ہوئے اپنے ٹھکانے کی طرف چلے آئے۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ یوم احد میں مشرکین فاش طور پر بھاگے۔ ابلیس لعین نے پکار کر کہا:

---

۲۵۱ - علماء سے جس نے یہ کہا ہے کہ شہید جس وقت جنب ہو تو اسے غسل دیا جائے، اس نے اس خبر کے ساتھ تمسک کیا ہے۔

Marfat.com

''اے مسلمانو! اپنی آخر کی طرف سے احتراز کرو۔''
اول طرف میں جو مسلمان تھے۔ وہ پلٹے۔ ابلیس لعین نے جعیل بن سراقہ کی صورت اپنا رکھی تھی اور انہوں نے آخر والے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا شروع کر دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت مسلمان پلٹے تو مشرکین کے ساتھ خلط ملط ہو گئے اور انہیں یہ تمیز نہ رہی کہ مسلمان کون ہیں اور کفار کون ہیں ـــــ اس لعین نے مسلمانوں کو غلطی میں ڈالا تاکہ بعض مسلمان بعض مسلمانوں کو قتل کریں۔ اس آواز کے سنتے ہی مسلمان پلٹے اور بعض بعض کو قتل کر رہا تھا ـــــ وہ نہیں جانتے تھے کہ ہم آپس میں قتل کر رہے ہیں ـــــ قلیل مسلمانوں کا گروہ مدینہ کی طرف چل دیا اور باقی بکھر گئے اور ان میں قتل واقع ہوا۔ مسلمانوں میں قتل و غارت ہوئی، بعض نے بعض کو قتل کیا ـــــ تیر اندازوں کی کوتاہی نے جنگ کا پانسہ بدل دیا ـــــ ابن سعد کی روایت ہے کہ خالد بن ولید نے پہاڑ کی خالی جگہ کی طرف نظر کی اور وہاں مسلمانوں کی تعداد کم دیکھ کر سواروں کے ساتھ حملہ کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے خالد بن ولید کی پیروی کی۔ انہوں نے تیر اندازوں میں سے جو باقی رہ گئے، ان کو شہید کر ڈالا اور ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شہید کر ڈالا ـــــ شہید ہونے والے ان تیر اندازوں کی تعداد دس سے کم تھی۔

بخاری شریف میں وحشی کی طویل حدیث میں یہ ہے کہ مشرکین نے پھر صف جنگ باندھی ـــــ سباع ابن عبدالعزیٰ خزاعی نکلا۔ اس نے للکارا:

''ہے کوئی لڑنے والا!''

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکل کے اس کی طرف گئے۔ آپ نے سباع پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا ـــــ وحشی اس وقت ایک پتھر کے نیچے گھات میں تھا ـــــ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قریب سے گزرے ـــــ وحشی نے اپنا حربہ تاک کے مارا۔ ایسا کاری زخم لگا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں درکون کے درمیان سے نکل گیا ـــــ یہ حربہ ان کی شہادت کا باعث ہوا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی افواہ:

تیر اندازوں کی غلطی سے ایسی بھگدڑ مچی کہ مسلمانوں کے تین گروہ ہو گئے:

- ☆ ایک گروہ نے مدینہ کی راہ لی۔
- ☆ دوسرا گروہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی خبر سن کر حیرت زدہ رہا۔
- ☆ تیسرا گروہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قائم رہا۔

پھر دوسرا گروہ رفتہ رفتہ تیسرے گروہ سے آملا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے قتال کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا ـــــ ابن قمءہ نے انہیں شہادت کے مرتبے پر سرفراز کیا ـــــ ابن قمہ حضرت مصعب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گمان کرتا تھا، اس لیے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زرہ پہنتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوتے تھے ــــ ابن قمہ نے شور کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قتل کیے گئے ــــ ان شور مچانے والوں میں ازب العقبہ اور ابلیس لعین کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نظروں سے اوجھل ہو گئے تو صحابہ میں سے ایک نے کہا:

''تم اپنی قوم کی طرف لوٹ چلو تا کہ وہ تمہیں امن دیں، اس سے پہلے کہ کفار تمہارے پاس آئیں اور تمہیں قتل کریں ــــ اس لیے کہ کفار تمہارے گھروں میں داخل ہونے والے ہیں۔''

صحابہ کرام میں سے اکثر نے کہا:

''اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شہید کیے گئے ہیں، کیا تم اپنے دین پر کفار سے جنگ نہ کرو گے ــــ اور جس امر پر تمہارے نبی تھے، اس پر نہ آؤ گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور شہید ہو کر ملاقات کرو گے۔''

ان کہنے والوں میں سے حضرت انس بن مالک بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ــــ ان کی شہادت پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اس کی گواہی دی۔

اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے (یعنی تیر مار رہے تھے اور پتھر پھینک رہے تھے) ــــ آپ کے اردگرد صحابہ میں سے فقط چودہ حضرات رہ گئے تھے۔ ان میں سات مہاجرین سے تھے:

☆ حضرت ابوبکر صدیق ☆ حضرت عمر بن خطاب ☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

☆ حضرت سعد بن عبادہ ☆ حضرت طلحہ ☆ حضرت زبیر

☆ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اور سات صحابہ انصار میں سے تھے:

☆ حضرت ابودجانہ سماک ☆ حضرت حباب بن منذر ☆ حضرت عاصم بن ثابت

☆ حضرت حارث بن صمہ ☆ حضرت سہل بن حنیف ☆ حضرت سعد بن معاذ

☆ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مسلمانوں میں سے ستر صحابہ نے شہادت پائی ــــ جبکہ غزوہ بدر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ستر کفار کو قید کیا تھا اور ستر ہی مارے گئے تھے۔

آپ کی شہادت کی تصدیق کیلئے ابوسفیان جب مکہ کو لوٹنے لگا تو تین بار آواز دیکر پوچھا:

''کیا مدینہ والوں میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں؟''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع فرمایا ــــ پھر ابوسفیان نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تصدیق چاہی اور کہنے لگا:

Marfat.com

"کیا مدینہ والوں میں ابن ابی قحافہ ہیں؟" ـــــ تین بار پوچھا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دینے سے منع فرمایا ـــــ پھر ابوسفیان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تصدیق کرنا چاہی اور آواز دے کر پوچھا:

"کیا مدینہ والوں میں ابن الخطاب ہیں؟"

اس نے تین بار پوچھا ـــــ ابن قمہ نے انہیں بتایا کہ میں نے ان حضرات کو قتل کر ڈالا ہے ـــــ اہل مدینہ کی طرف سے خاموشی پر ابوسفیان کو ابن قمہ کی بات پر سچائی کا گمان ہوا ـــــ چنانچہ وہ اپنے لشکر والوں کو خبر دینے کے لیے پلٹ گیا اور کہنے لگا:

"وہ لوگ قتل کیے گئے ـــــ اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود پر اختیار نہ رہا اور ابوسفیان کو جواب دیا:

"او دشمن خدا! تو جھوٹا ہے ـــــ جن لوگوں کی تو نے گنتی کی ہے، وہ تمام زندہ ہیں ـــــ اور جو شے تجھے غمگین کرنے والی ہے، وہ باقی رہی ہے یعنی یوم فتح۔"

ابوسفیان نے کہا:

"آج کا دن بدر کے دن کے مقابلہ میں ہے ـــــ جنگ ایک ڈول ہے کہ ایک بار ان لوگوں کے لیے ہے ـــــ اور دوسری بار ان لوگوں کیلئے ہے۔" ۲۵۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ:

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو ڈھونڈنے کے لیے متوجہ ہوئے۔ مشرکین آپ کے سامنے آئے ـــــ اور آپ پر حملہ آور ہوئے آپ کو تکلیف دینے اور زخم لگانے والے پانچ بدبخت ولعین تھے:

- ☆ عبداللہ بن عمرو بن قمہ
- ☆ عتبہ بن ابی وقاص برادر سعد
- ☆ عبداللہ ابن شہاب
- ☆ ابو عامر فاسق
- ☆ ابی ابن خلف

آپ کے چہرہ انور پر پتھر مارے اور اسے خون آلود کر دیا ـــــ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر مبارک پر خود کو کچل دیا تھا یعنی پتھروں سے خود کو توڑ ڈالا تھا ـــــ عبداللہ بن قمہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پتھر مار کر آپ کا چہرہ مبارک زخمی کر دیا اور آپ کے سامنے کے دانت توڑ دیئے ـــــ اور آپ کے مغفر کے دو حلقے آپ کے رخسار مبارک میں گھس گئے۔ ابن قمہ مردود نے کہا:

"اس پتھر کو لو، پتھر مارنے والا میں ابن قمہ ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال میں اسے بددعا دی کہ اپنے چہرہ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے۔

۲۵۲۔ یعنی جیسے ڈول سے ایک پانی بھرتا ہے اور اس کے بعد دوسرا پانی بھرتا ہے ـــــ اسی طرح کبھی ایک کو فتح دوسرے کو شکست اور کبھی دوسرے کو فتح اور ایک کو شکست ہوتی ہے

Marfat.com

''اقماء ك الله!'' ـــــ ''اللہ تجھے ذلیل کرے۔''

اللہ تعالیٰ نے ابن قمیہ پر ایک پہاڑی نر ہرن کو مسلط کر دیا۔ وہ اسے سینگ مارتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ـــــ ابن عایذ نے عبدالرحمٰن بن زید بن جابر سے روایت کی ہے کہ ابن قمیہ یوم احد سے پلٹ کے اپنے اہل کے پاس گیا۔ پھر اپنی بکریوں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر گیا ـــــ اس کو ایک نر ہرن مل گیا۔ اس کے سامنے آیا، اس پر حملہ کرتا تھا۔ ایسے سینگ مارے کہ اس کو ہلاک کر دیا اور پہاڑ سے پھینک دیا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے تھا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دانت عتبہ بن ابی وقاص برادر سعد نے زخمی کیے تھے۔ اس نے چار پتھر مارے تھے۔ ان میں سے ایک پتھر آپ کے دندان مبارک پر لگا تھا۔ آپ کی دائیں طرف کی نیچے کی رباعی ٹوٹ گئی اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہو گیا ـــــ جب سے یہ سانحہ ہوا کہ عتبہ کی نسل سے کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو وہ جوان نہیں ہوتا تھا کہ اس کے منہ سے بدبو آتی تھی ـــــ یا پھر اس کے سامنے کے چار دانت جڑ سے نہیں ہوتے تھے ـــــ یہ عتبہ کی نسل کی پہچان تھی ـــــ دوسری روایت میں ہے کہ عتبہ کے پتھر مارنے سے آپ کے مسوڑھے زخمی ہو گئے تھے۔ دندان مبارک جڑ سے نہیں اکھڑے تھے۔

عبداللہ ابن شہاب نے پیشانی مبارک کو زخمی کیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے جن کو ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کے ساتھ کید کرنے کے لیے کھودا تھا یعنی مسلمان ان گڑھوں میں گریں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب گھاٹی کی طرف ارادہ فرمایا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں کا ایک گروہ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے ـــــ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی پر چڑھے تو ابی بن خلف نے آپ کو پہچان لیا اور کہنے لگا کہ:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں۔۔ اگر آپ نے نجات پائی ہے، میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔''

صحابہ کرام نے آپ سے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا ہم میں سے کوئی اس کی طرف جائے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسے چھوڑ دو۔''

آپ نے حارث ابن الصمہ سے حرب لیا۔۲۵۳؎ آپ نے اس سے اس انداز سے حرکت دی کہ لوگ آپ کے قریب سے اس طور سے دور ہو گئے جس طور سے اونٹ اپنی پیٹھ کو حرکت دیتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابی ملعون کے سامنے آئے اور اس کے اس طرح سے برچھا مارا کہ ملعون اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا اور اس کا خون نہیں نکلا۔ البتہ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ ابی بن خلف جب پلٹ کے قریش کی طرف گیا تو اس نے کہا:

''واللہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے قتل کر ڈالا ـــــ کیا مکہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نہیں کہا تھا کہ تجھے میں قتل کروں گا ـــــ واللہ! اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ پر تھوک دیتے تو ضرور مار ڈالتے۔''

۲۵۳- یہاں تین اور نام بھی لیے جاتے ہیں: ابن الزبیر۔ طلحہ۔ سہل ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

Marfat.com

دشمن خدا ابی ابن خلف مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر مقام سرف میں مر گیا۔ قریش اس وقت اسے لے کر مکہ کی طرف پلٹ رہے تھے ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ ابی ابن خلف بطن رابغ میں مر گیا۔ جو جحفہ کے نزدیک ہے ۔۔۔ طویل مدت گزرنے کے بعد میں بطن رابغ میں جا رہا تھا۔ یکایک میں نے دیکھا کہ میرے لیے آگ کی لپٹ بھڑکی۔ میں ڈر گیا اور یکایک میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس آگ میں سے زنجیریں بندھا ہوا نکل رہا ہے اور زنجیر کو کھینچ رہا ہے اور العطش کہہ کے پکارتا ہے ۔۔۔ اور یکایک میں ایک اور شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ:

''اسے پانی نہ پلاؤ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قتیل ہے۔ یہ ابی بن خلف ہے۔''

اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

جانثاروں کی وفاشعاریاں:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑلیا ۔۔۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ یہاں تک کہ آپ سیدھے کھڑے ہو گئے ۔۔۔ آپ کے چہرہ انور میں خود کی دو حلقی گھس گئی۔ ان حلقوں کو ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رخسار مبارک سے کھینچ کے نکالا اور ان حلقوں کو دانتوں سے اس زور سے پکڑا کہ دو بار میں ان کے سامنے کے دو دانت گر پڑے۔ دونوں حلقے اس شدت سے آپ کے چہرہ انور میں گھس گئے تھے ۔۔۔ مالک بن سنان والد ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے رخسار مبارک کا خون چوسا، پھر وہ خون نگل لیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کے خون کو میرے خون نے مس کیا، اسے دوزخ کی آگ نہ پہنچے گی۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ اسے دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔

امام زہری نے لکھا ہے کہ یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر تلوار کی ستر ضربیں لگائی گئیں ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب ضربوں کے شر سے محفوظ رکھا ۔۔۔ فتح الباری میں ہے کہ یہ حدیث مرسل اور قوی ہے اور یہ احتمال ہے کہ راوی نے تلوار کی ستر ضربوں سے حقیقی ستر ضربوں کا ارادہ کیا ہے یا کثرت ضربات میں مبالغہ ہے (اس لیے کہ زبان عرب میں جہاں کہیں لفظ سبعین واقع ہوتا ہے، اس سے حقیقی تعداد نہیں مراد ہوتی بلکہ کثرت مراد ہوتی ہے)

سیرت ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام) میں لکھا ہے کہ ام عمارہ نسیبہ بن کعب المازینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوم احد میں قتال کیا۔ ام عمارہ نے کہا کہ میں اول دن میں اپنی جگہ سے نکلی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچی اور میں کھڑی ہو کر جنگ کرنے لگی۔ کفار کو آپ کے پاس سے تلوار سے دفع کر رہی تھی اور کمان سے تیر مار رہی تھی حتیٰ کہ میں زخمی ہو گئی ۔۔۔ ابن قمئہ کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے، اس نے مجھے اس وقت زخمی کیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے آدمی پیٹھ پھیر کے چلے گئے۔ ابن قمئہ ملعون سامنے سے آیا اور کہنے لگا:

''مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا بتا دو، میں انہیں نہیں چھوڑوں گا۔ اگر اس سے پہلے وہ بچ رہے ہیں۔''

Marfat.com

میں اس کے سامنے آ گئی اور اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور رکھنا چاہا۔ اس نے مجھ پر وار کیا، اس وار پر میں نے اس پر تلوار کے تین وار کیے لیکن اس دشمن خدا کے جسم پر دو زر ہیں تھیں جس وجہ سے میری ضربوں نے اس پر اثر نہیں کیا۔۔۔۔۔ ام سعد بنت سعد ابن الربیع جو اس حدیث کی راوی ہیں، نے کہا کہ میں نے نسیبہ کی گردن پر گہرا خشک زخم دیکھا۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے آپ کو ڈھال بنا دیا تھا۔ ان کی پیٹھ پر تیر لگتے تھے۔ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر جھکے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم میں تیروں کی کثرت ہو گئی اور وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک ہزار تیر چلائے۔۔۔۔۔ ان کے تیر ختم ہو گئے تو بعض تیر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چلائے۔۔۔۔۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے تیر دے رہے تھے اور فرماتے تھے:

ارم فداك ای و ابی ۔۔۔۔۔ ''تم تیر مارو، تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔''

غزوۂ اُحد میں معجزات:

﴿۱﴾

یوم اُحد میں قتادہ بن النعمان کی آنکھ کو تیر یا نیزا سے صدمہ پہنچا یہاں تک کہ آنکھ ان کے رخسار پر گر پڑی۔۔۔۔۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آنکھ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آنکھ کو اپنے دست مبارک میں لے لیا اور اس کی جگہ پر اس کو پھینک دیا اور یہ دعا فرمائی: اللھم اکسه جمالا وہ آنکھ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھوں میں احسن تھی اور زیادہ قوی نگاہ تھی۔۔۔۔۔

﴿۲﴾

ابو رہم الغفاری نے کلثوم بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ میں تیر مارا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن مبارک ڈال دیا، وہ اچھے ہو گئے۔۔۔۔۔

﴿۳﴾

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی، وہ شاخ ان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تلوار سے قتال کیا۔ اس تلوار کا نام عرجون تھا اور وہ تلوار ہمیشہ میراث میں چلی آتی تھی۔ یہاں تک کہ بغاالترکی جو معتصم باللہ کے امراء سے بغداد میں تھا، دو سو دینار میں اس کے ہاتھ بیع کی گئی۔۔۔۔۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کی یہ حدیث عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی مثل ہے جو غزوہ بدر میں بیان ہو چکی ہے مگر فرق یہ ہے کہ عکاشہ کی تلوار کا نام عون تھا اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تلوار کا نام عرجون تھا۔

Marfat.com

آپ کی سلامتی سے مردہ تنوں میں جان آ گئی:

مشرکین مسلمانوں کے مقتولین کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ ان کا مثلہ کرتے تھے۔ کان، ناک اور شرم گاہ کاٹتے تھے اور پیٹ چیرتے تھے ـــــ مشرکین کو گمان یہی تھا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اشراف اصحاب کو شہید کر ڈالا ہے ـــــ اول جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچانا، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کعب نے کہا:

''میں نے آپ کی دونوں آنکھیں پہچان لیں۔ مغفر کے نیچے چمک رہی تھیں۔ میں نے بلند آواز سے پکارا۔ اے گروہ مسلمانان! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ہیں ـــــ

مسلمانوں نے آپ کو پہچانا تو انہوں نے جلدی کی اور آپ کے پاس آئے۔

زخم کھا کر دعائیں دیں:

ابن اسحاق نے حمید الطویل سے روایت کی ہے۔ انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رباعی ٹوٹ گئی۔ آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ کے چہرہ انور پر خون بہہ رہا تھا۔ آپ اسے پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے تھے:

''وہ قوم کیونکر فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون سے رنگین کر دیا اور ان کا نبی انہیں ان کے رب کی طرف بلاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے **لیس لک من الامر شئی اویتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون** نازل فرمایا۔''

یعنی ''آپ کو امر سے کچھ اختیار نہیں ہے۔ آپ قوم کو ڈرانے کے لیے ایک عبد ہیں اور ان کے جہاد کے لیے مامور ہیں ـــــ یا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب دے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہوئے۔ آپ کسی شے سے اپنا خون مبارک خشک کر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

''اگر اس خون سے کچھ زمین پر گرے گا تو ان لوگوں پر آسمان سے عذاب نازل ہو جائے گا۔''

پھر آپ نے یوں دعا فرمائی:

''**اللھم اغفر لقومی** ''اے میرے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما۔'' **فانھم لایعلمون**۔ ''وہ جاہل ہیں، نہیں جانتے ہیں۔''

حزب اللہ اور حزب الشیطان:

ابوسفیان نے احد سے مکہ پلٹ جانے کا ارادہ کیا تو پہاڑ پر چڑھا اور اس نے بلند آواز سے پکارا:

انعمت فعال [۲۵۴] ''تو اچھا ہو گیا۔ پس بلند ہو جا۔ جنگ ایک پانی کا ڈول ہے۔ ایک کے بعد دوسرا کامیاب ہوتا ہے ـــــ

۲۵۴- انعمت فعال اپنے آپ سے خطاب ہے کہ تو اچھا ہوا، یعنی اچھا کام کیا ـــــ لہٰذا تو بلند ہو ـــــ یا جنگ یعنی واقعہ سے خطاب ہے کہ اے جنگ! تو اچھی ہوئی ـــــ یا ازلام سے خطاب ہے کہ جوتیوں کے پاس تیر ڈالے جاتے ہیں،

Marfat.com

یوم احد یوم بدر کے مقابلہ میں ہے ــــ اے ہبل! تو اپنے دین کو ظاہر کر یا اپنی بڑائی کو زیادہ کر۔"

ابوسفیان نے جس وقت احد کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک تیر پر لفظ نعم لکھا تھا۔ وہ نکل آیا۔ ابوسفیان احد کی طرف نکلا جبکہ اعل ھبل کہا ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"تم اسے جواب دو اور کہو اللہ اعلیٰ واجل"

ابوسفیان نے کہا:

"انعمت فعال ھبل کا ذکر چھوڑ دے۔ ہبل اپنے فتوے میں سچا ہوا اور تیروں نے لفظ نعم کے ساتھ جواب دیا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"تجھے ایسا کہنا سزاوار نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مساوات نہیں ہے ــــ ہمارے مرنے والے جنت میں ہیں اور تمہارے قتل ہونے والے دوزخ میں ہیں۔"

ابوسفیان نے کہا:

"ہمارے لیے عزیٰ بت ہے اور تمہارے لیے عزیٰ نہیں ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم یہ کہو اللہ مولینا ولا مولیٰ لکم"

ابوسفیان اور اس کے ساتھی جب احد سے پلٹے تو ابوسفیان نے پکار کر کہا:

"آئندہ سال تمہاری وعدہ گاہ مقام بدر ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے کسی سے فرمایا کہ ابوسفیان کو جواب میں نعم کہہ دو یعنی "بہتر! آئندہ سال ہم لوگ مقام بدر میں آئیں گے ــــ ہمارے تمہارے درمیان مقام بدر وعدہ گاہ ہے۔"

جنگ کے بعد مشرک عورتوں کا کردار:

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہندہ بنت عتبہ اور وہ عورتیں جو ہندہ کے ساتھ تھیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو اصحاب قتل کیے گئے تھے، ان کی لاشوں کی بے حرمتی کرنے لگیں۔ ان کا مثلہ کرنے لگیں یعنی کان اور ناک کاٹتی تھیں ــــ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر چاک کیا اور اسے چبایا مگر ہندہ کو اسے نگلنے کی قدرت نہ ہوئی اور چبا کے پھینک دیا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرہم پٹی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی کے منہ تک پہنچ گئے ــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی ڈھال مہراس کے پانی سے بھری ــــ مہراس بڑا عظیم پتھر جس میں گڑھا ہو اور کثیر پانی کی وسعت روکتا ہو ــــ مہراس ایک چشمہ کا نام ہے جو احد میں ہے ــــ وہ پانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور آپ کے چہرہ مبارک کو دھویا اور آپ کے سر اقدس میں پانی ڈالا ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت فرماتے تھے:

Marfat.com

''ان لوگوں پر اللہ کا غضب شدید ہو گیا جنہوں نے اللہ کے نبی کا چہرہ زخمی کیا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس دن ظہر کی نماز ان زخموں کی وجہ سے بیٹھ کر ادا فرمائی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ (مسلمانوں نے بھی خود زخمی ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی ـــــ یا امام کی اتباع کی وجہ سے واجب ہے، پھر یہ وجوب منسوخ ہو گیا)

طبرانی نے ذکر کیا ہے کہ یوم احد میں مشرکین جب پلٹ گئے، عورتیں اصحاب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نکل کے آئیں اور ان کو مدد دیتی تھیں ـــــ ان عورتوں میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ انہوں نے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو غایت، شوق اور فرحت سے آپ سے معانقہ کیا اور پانی سے آپ کے زخم دھونے لگیں ـــــ جس قدر دھوتی تھیں خون زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ جب انہوں نے خون کی زیادتی دیکھی، تھوڑا بوریا لیا اور اسے جلایا اور پھر اسے زخموں پر چپکایا۔ یہاں تک کہ وہ زخم پر چپک گیا اور خون ٹھہر گیا۔

زخمیوں اور شہداء کی جستجو:

مرہم پٹی کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقتولین میں بھیجا ـــــ واقدی نے لکھا ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا سعد بن الربیع کہہ کے مکرر آواز دی ـــــ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب نہیں دیا ـــــ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضعیف آواز سے ان کو جواب دیا ـــــ محمد بن مسلمہ نے سعد کو مقتولین میں نہایت مجروح پایا۔ تھوڑی جان باقی تھی ـــــ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''میرا سلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچا دو اور آپ سے عرض کر دو کہ سعد کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس جزا سے بہتر جزا دے جو جزا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دی ہے ـــــ

اور اے محمد بن مسلمہ! اپنی قوم کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہو گا۔ اگر کوئی دشمن تمہارے نبی کے پاس پہنچ جائے، جب تک تم زندہ ہو تو کسی دشمن کو آپ کے پاس نہ پھٹکنے دو۔''

پھر سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے اور وہ انگلیوں سے پہچانے گئے ـــــ یا ہاتھ پاؤں سے پہچانے گئے ـــــ نہ پہچانے جانے کا سبب یہ تھا کہ دشمنوں نے ان کے کان ناک کاٹ ڈالے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی جگہ سے نکلے۔ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر رہے تھے۔ آپ نے ان کو بطن وادی میں پایا ـــــ ان کا پیٹ جگر کی جگہ سے چیرا گیا تھا اور ان کا مثلہ کیا گیا تھا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال جو دیکھا تو اس سے زیادہ آپ نے دل دکھانے والی کوئی شے نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"رحمتہ اللہ علیک آپ بہت خیر کے کام کرتے تھے اور بہت صلہ رحمی کرتے تھے۔۔۔۔ لوگو! سن لو واللہ آپ کے بدلے مشرکین کے ستر آدمیوں کا ضرور مثلہ کروں گا۔"

آپ پر سورۂ نحل کے خواتیم نازل ہوئے۔ فان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم.......... آخر آیت تک۔۔۔۔ چنانچہ آپ نے صبر کیا اور اپنی قسم کا کفارہ دیا اور آپ نے جو ارادہ کیا تھا، اس سے رک گئے۔

جن کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند مثلہ کیا گیا تھا، ان میں حضرت عبداللہ ابن جحش، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے ہیں۔ اس لیے ان کو مجدع فی اللہ کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ان کے کان ناک کاٹے گئے ہیں۔۔۔۔ جس وقت عبداللہ ابن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے، ان کی عمر پچاس سال سے کچھ کم تھی۔ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیے گئے۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بلندی پر چڑھ کر شہدا کرام کو دیکھا تو فرمایا:

"میں ان لوگوں پر گواہ ہوں۔۔۔۔ زخمیوں میں سے جس نے اللہ کی راہ میں زخم اٹھائے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ایسے حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہے گا۔۔۔۔ جس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی بو مشک کی بو ہوگی۔"

عبداللہ بن ثعلبہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کے لیے فرمایا۔

"جس حالت میں یہ مقتولین ہیں، ان کے زخموں کے ساتھ ان کو کپڑے اوڑھا دو یعنی ان کے زخموں کو نہ دھوؤ۔۔۔۔"

شہداء سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ:

ابوبکر بن مردویہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"سنو میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حجاب کے اس طرف سے کسی سے ہرگز کلام نہیں کیا لیکن تمہارے باپ سے اپنی ذات سے بالمشافہ (یعنی بغیر کسی ذریعے کے) کلام کیا۔۔۔۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"تم مجھ سے سوال کرو، میں تمہیں عطا کروں گا۔"

تمہارے باپ نے عرض کیا:

"میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میں دنیا کی طرف دوسری بار پھیر دیا جاؤں اور تیری محبت میں دوسری بار قتل کیا جاؤں۔"

رب کریم نے فرمایا:

"میں نے پہلے وعدے کر لیا ہے کہ بندے دنیا کی طرف نہیں پلٹیں گے۔"

تمہارے باپ نے عرض کیا:

"اے رب! تو نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے، جو لوگ میرے پر اس طرف ہیں، ان کو میری خبر پہنچا دے۔"

اللہ تعالیٰ نے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا.......... آخر آیت تک نازل فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''جب کہ تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں رکھیں۔ وہ جنت کی نہروں پر وارد ہوتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سائے میں سونے کی جو قندیلیں لٹک رہی ہیں، ان میں وہ ٹھکانہ کرتے ہیں۔
ان شہیدوں نے جنت کا پاکیزہ کھانا کھایا اور نہروں کا پانی پیا اور ان کی جگہ اچھی ہوئی۔ ان شہیدوں نے کہا، کاش اللہ تعالیٰ نے جو احسان ہمارے ساتھ کیا ہے، ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس کا علم ہوتا تاکہ جہاد سے اعراض نہ کرتے اور اسے ترک نہ کرتے اور جہاد سے پیچھے نہ رہتے ــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں تمہارے بھائیوں کو تمہاری خبر پہنچاتا ہوں ــــ فرمایا **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا** ــــ''

امام سہیلی علیہ الرحمہ نے ''روضہ'' میں کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ پھر وہ پرندے ان قندیلوں میں ٹھکانہ پکڑتے ہیں جو عرش عظیم سے لٹک رہے ہیں ــــ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کرتا ہے:

والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم

''ان قندیلوں میں رات کو ٹھکانہ پکڑتے ہیں اور دن کو چرتے ہیں ــــ ان کی یہ دونوں حالتیں جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہیں اور آخرت میں جنت میں داخل ہونے کے بعد ان قندیلوں میں ٹھکانہ نہ پکڑیں گے۔ یہ حالت برزخ میں ہے۔

مسند ابن ابی شیبہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''شہدا نہر میں ہیں'' یا یہ فرمایا ہے۔ ''نہر پر ہیں'' ــــ اس نہر کا نام بارق ہے اور جنت کے دروازہ کے پاس ہے۔ شہداء سبز قبوں میں ہیں۔ صبح و شام ان کا رزق جنت سے آتا ہے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے کہا ہے، گویا شہدا کی اقسام ہیں:

☆ ان میں سے وہ شہید ہیں جن کے ارواح جنت میں چرتی ہیں اور

☆ ان میں سے وہ شہید ہیں جو اس نہر پر جنت کے دروازہ کے پاس ہیں اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ ان شہداء کی سیر کی انتہا اس نہر تک ہو۔ اس جگہ وہ جمع ہوتے ہیں اور اس جگہ ان کا رزق صبح و شام پہنچتا ہے۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مسند امام احمد میں یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ ''ہر ایک مومن کے لیے خوشخبری ہے کہ ہر ایک مومن کی روح بھی جنت میں رہتی ہے اور جنت میں چرتی ہے اور جنت کے پھل کھاتی ہے ــــ اور جو کچھ حسن، رونق اور سرور جنت میں ہے، اسے دیکھتی ہے ــــ اور مومن کی کرامت کے لیے جو شے اللہ تعالیٰ نے جنت میں مہیا کی ہے، مومن کی روح اس کا مشاہدہ کرتی ہے'' ــــ ابن اکثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث عزیز عظیم اسناد ہے۔

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی روح ایک پرندہ ہے کہ جنت کے درخت سے لٹکتی رہتی ہے یعنی پھل کھاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس روح کو اس مومن کے جسم کی طرف پلٹا دے گا جس دن کہ مومن کو اٹھا دے گا۔

Marfat.com

اور اس حدیث میں یہ ہے کہ مومن کی روح جنت میں پرندے کی شکل پر ہوتی ہے ــــــ لیکن شہداء کی اروح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں ــــــ شہدا کی ارواح عام مومنین کی روحوں کی نسبت سوار کی طرح ہیں ــــــ عام مومنوں کی روحیں بذات خود اڑتی ہیں ــــــ ہم اللہ تعالیٰ سے جو کریم اور منان ہے، یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو ایمان پر موت دے۔

جنگِ اُحد میں کتنے شہید اور ہلاک ہوئے:

یوم احد میں شہداء کرام کی تعداد سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ ستر آدمی شہید ہوئے۔

☆ پینسٹھ شہید ہوئے ــــــ چار مہاجرین سے اور اکسٹھ انصار سے۔

☆ ستر شہید ہوئے ــــــ چھ مہاجرین سے اور چونسٹھ انصار سے۔ (ابی ابن کعب سے روایت)

ابن حبان نے اس حدیث کو اس وجہ سے صحیح کہا ہے کہ مشرکین سے تیئس (۲۳) مرد قتل کیے گئے ــــــ یہ جو کہا گیا کہ ابی ابن خلف کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا، درست نہیں۔ آپ نے اپنے دست اقدس سے کسی کو قتل نہیں کیا ــــــ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ یوم احد میں ملائکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے یمین اور شمال میں دو ایسے مرد دیکھے جن کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے نہ اس سے پہلے ان دونوں کو دیکھا تھا اور نہ بعد میں ــــــ وہ دونوں حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام تھے۔ وہ دونوں سخت جنگ کر رہے تھے۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر ملائکہ کا جنگ کرنا یوم بدر کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

کفار مدینہ کا رویہ:

مسلمان یوم احد میں اپنے شہید ہونے والوں پر روئے تو اس سے منافقین بہت خوش ہوئے اور یہود کی دشمنی کی آلودگی ظاہر ہوگئی یعنی یہود دل میں دشمنی رکھتے تھے لیکن ظاہر میں مسلمانوں کے خوف سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ یہود نے کہا:

''اگر آپ نبی ہوتے تو آپ زخمی نہ ہوتے اور اصحاب مقتول نہ ہوتے۔''

یہ ان کا محض بہتان تھا ــــــ اور یہ بہتان اس سے بڑھ کر نہ تھا کہ یہود نے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تھا جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زخمی ہونا اس سے بڑھ کر نہ تھا ــــــ یہ تنبیہ اس لیے ہے کہ ناقص العقل اس حدیث کے سیاق سے وہم میں نہ پڑے اور خلاف اعتقاد کو جائز سمجھے یا حدیث میں کلام کرے۔

جنگِ اُحد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ثابت قدمی:

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے قاضی ابی عبداللہ بن المرابط مالکی سے لکھا ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھاگ گئے یا چھپ رہے ــــــ اس سے توبہ طلب کی جائے کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے ــــــ اگر اس نے توبہ کی تو

Marfat.com

بہتر ہے ورنہ وہ شخص قتل کیا جائے ـــــ اس لیے کہ ایسا کہنا برائی اور عیب لگانا ہے۔ اس لیے کہ ایسا کہنا آپ پر اس امر کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص کیا ہے، جائز نہیں ہے ـــــ کیونکہ آپ ثابت القلب ہیں اور آپ کے دشمن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا رعب ڈالا ہے ـــــ اور آپ کا جو امر ہے، آپ کو اس کی بصیرت ہے اور اپنی عصمت کا آپ کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ ہے۔ اس سے زیادہ آپ کی عصمت کا یقین اور کیا ہوگا۔ یوم احد میں بعض اوقات ایسا واقع ہوا کہ آپ کے ساتھ سوا طلحہ اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی باقی نہ رہا۔ آپ ثابت قدم رہے۔ آپ تیر مارتے تھے اور انی عبداللہ فرماتے جاتے تھے ـــــ اور آپ نے اس کی پروا نہیں کی کہ دشمن آپ کی آواز سنیں گے ـــــ

جنگ احد میں حکمت الٰہی:

یوم احد میں مسلمان شہید ہوئے اور زخمی ہوئے۔ فوائد اور حکمت ربانی کے عظیم مظاہر ہیں ـــــ ان مظاہر میں سے مسلمانوں کی تعریف، گناہ کے انجام کی برائی میں اور حکم عدولی کے برا ہونے میں ہے ـــــ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیراندازوں کو حکم فرمایا کہ اپنی اس جگہ سے کہیں نہ جائیں جہاں ٹھہرنے کے لیے حکم فرمایا تھا ـــــ

انہی مظاہر میں سے یہ ہے کہ رسل علیہم السلام کی عادت ہے کہ ان کی آزمائش کی جاتی ہے اور ان کے لیے عاقبت کی نیکی ہوتی ہے ـــــ اس میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ اگر انبیاء کو ہمیشہ نصرت دی جائے تو البتہ مسلمانوں میں وہ لوگ شامل ہو جائیں گے جو کہ مسلمانوں میں سے نہیں ہیں اور صادق اپنے غیر سے جدا ہونے والا نہ ہوگا ـــــ اور اگر ہمیشہ رسل علیہم السلام کو شکست ہو تو بعثت (اعلان وظہور نبوت) سے مقصود حاصل نہ ہوگا ـــــ چنانچہ حکمت الٰہی نے دو امروں کے درمیان جمع کرنے کا تقاضا کیا تاکہ سچائی جھوٹ سے جدا ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ منافقوں کا نفاق مسلمانوں سے چھپا ہوا تھا لیکن واقعہ احد کے موقع پر اہل نفاق نے اپنے قول اور فعل سے جو شے چھپائے رکھی تھی، ظاہر ہوگئی یعنی جو امر اپنے دلوں میں چھپاتے تھے اور آپس میں اس کی باتیں کرتے تھے اور مسلمانوں سے اسے چھپاتے تھے، وہ واضح طور پر ظاہر ہوگیا اور مسلمانوں کو معلوم ہوگیا کہ ان کا دشمن ان کے گھر میں ہے، ان کے لیے وہ آمادہ ہوگئے اور ان پر نظر رکھی اور ان سے پرہیز کیا ـــــ

انہی مظاہر میں سے یہ ہے کہ بعض جگہوں میں نصرت کی تاخیر نفس کی شکست ـــــ اور اس کی بلندی وتکبر کی شکست مقصود تھی ـــــ جبکہ مسلمان شکست میں مبتلا ہوئے اور انہوں نے صبر کیا لیکن منافقین نے بے صبری کی۔

ان مظاہر میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لیے اپنے دار کرامت میں منزلیں مہیا رکھی ہیں۔ ان کے اعمال ان منزلوں کو نہیں پہنچتے ـــــ لہٰذا ان کے لیے وہ ابتلاء اور رنج کے اسباب اس طرح جمع کیے تاکہ ان کی وجہ سے وہ ان منزلوں کی طرف پہنچیں۔

انہی مظاہر میں سے یہ ہے کہ شہادت اولیاء کے اعلیٰ مراتب سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف مسلمانوں کو گامزن کر دیا۔

ان مظاہر میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے ہلاک کا ارادہ کیا اور ان کے لیے اسباب بھی مہیا کر دیئے جس کے وہ لائق تھے ـــــ اور یہ امر ان کے کفر اور بغاوت کے سبب اور اولیاء اللہ کو تکلیف میں زیادتی کرنے کی وجہ سے ہوا ـــــ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے گناہ پاک کر دیئے اور کفار کو ہلاک کیا۔

Marfat.com

غزوہ حمراء الاسد:

مدینہ منورہ سے ذوالحلیفہ کے لیے نکلیں تو راستہ کے بائیں جانب آٹھ یا دس میل پر حمراء الاسد آتا ہے____ ہجرت کے بتیسویں مہینے کے شروع میں یہ غزوہ ہوا____ یعنی یوم احد کی صبح کو شنبہ کے دن چھ یا آٹھ راتیں شوال کی گزری تھیں____

جن لوگوں نے کل کے دن دشمنی کی تھی، ان کی طلب کے لیے یہ غزوہ ہوا____ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے موذن نے یہ ندا کی:

''ہمارے ساتھ صرف وہ لوگ نکلیں جو یوم احد میں حاضر ہوئے تھے۔ صرف وہی چلیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دشمن کو ڈرانے کے لیے نہیں نکلے بلکہ اس لیے نکلے کہ دشمن کو خبر ہو کہ آپ ان کی طلب میں نکلے ہیں____ اور وہ یہ سمجھ لیں کہ آپ طاقت رکھتے ہیں اور دشمن کے ہاتھوں جو صدمہ آپ کو پہنچا ہے، اس نے آپ کو کمزور نہیں کیا۔

مدینہ سے پانچ دن باہر رہنے کے بعد جمعہ کے دن آپ واپس تشریف لائے۔ اس غزوہ میں آپ نے حمراء الاسد میں دو شنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو قیام فرمایا____ اور دشمن بھاگ گئے۔ البتہ معاویہ بن مغیرہ بن العاصی ہاتھ آ گیا____ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کی گردن مارنے کے لیے حکم دے دیا گیا۔

شراب کی حرمت:

شراب ہجرت کے چوتھے سال ماہ شوال میں حرام کی گئی____ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جسے امام احمد نے روایت کیا ہے، میں ہے کہ خمر تین بار حرام کی گئی ہے:

☆

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تھے تو اہل مدینہ خمر پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے____ اہل مدینہ نے خمر اور جوئے دونوں کے متعلق آپ سے پوچھا۔ وحی نازل ہوئی:

يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير و منافع للناس .... آخر آیت تک____ آدمیوں نے کہا:

''ہم پر خمر حرام نہیں ہوئی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا____ فیھما اثم کبیر____ آدمی خمر پیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک دن تھا کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے نماز پڑھی یا آپ کے اصحاب نے مغرب میں نماز پڑھی۔ اپنی قرات میں غلط کر دیا۔

ابوداؤد، ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور حدیث حسن بھی کہا ہے____

☆

نسائی اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ ہمارے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا پکوایا اور ہمیں بلایا اور ہمیں خمر پلائی____ خمر نے ہمیں بے خود کر دیا____ نماز کا وقت آ گیا تو لوگوں نے مجھے پیش

Marfat.com

امام کیا۔ میں نے قل یاایھا الکافرون لا اعبد ماتعبدون ونحن نعبد ما تعبدون پڑھا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے زیادہ سخت آیت نازل کی:

یا ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون

اس کے بعد بھی لوگ خمر پیا کرتے تھے۔۔۔۔

☆

پھر دوسری آیت سے غلیظ آیت نازل ہوئی:

یاایھا الذین آمنو انما الخمر والمیسر .... لعلکم تفلحون

لوگوں نے کہا۔ ''ہمارے رب نے ہماری انتہاء کر دی۔''

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سنہ میں پیدا ہوئے۔

سریہ ابی سلمہ عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے ۳۵ویں مہینہ کے آغاز میں محرم میں ہوا۔ یہ واقعہ قطن نامی پہاڑ (جبل قطن) جوفید کے ناحیہ میں ہے، ہوا۔۔۔۔ ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ انصار اور مہاجرین سے ڈیڑھ سولشکری تھے۔۔۔۔ آپ خویلد کے دونوں بیٹوں طلحہ اور سلمہ کی تلاش میں گئے۔۔۔۔ لیکن انصار اور مہاجرین نے انہیں نہیں پایا۔۔۔۔ چنانچہ اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں لیکن کسی سے جنگ نہیں ہوئی۔

سریہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

محرم کی پانچ راتیں گزرنے پر دوشنبہ کے دن ہجرت کے ۳۵ ویں مہینہ کے آغاز میں یہ واقعہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا وادی عرقہ میں واقع مقام عرفہ گئے۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ آپ سے جنگ کے لیے وہاں پر سفیان بن خالد الہندلی نے گروہوں کو جمع کیا ہے۔۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس پہنچے۔۔۔۔ اس نے پوچھا:

''تم کس گروہ سے ہو؟''

انہوں نے کہا:

''میں خزاعہ سے ہوں۔۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آدمیوں کو جمع کرتے ہو۔۔۔۔ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔''

سفیان نے کہا۔۔۔۔ ''بیٹھ جاؤ''۔۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر اسے غفلت سے قتل کر دیا۔۔۔۔ اور اس کا سر لے لیا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو سفر کرتے تھے اور دن میں چھپ رہتے تھے حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے۔۔۔۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''افلح الوجہ'' ـــــ یعنی اس چہرہ نے فلاح پائی۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''افلح وجھك یارسول اللہ !'' ـــــ ''یارسول اللہ! آپ کے چہرہ نے فلاح پائی''

کہ آپ کا دشمن مارا گیا اور سفیان بن خالد الہذلی کا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ عبداللہ اس مہم میں مدینہ سے اٹھارہ راتیں باہر رہے ـــــ محرم کے سات دن باقی تھے کہ بروز شنبہ عبداللہ مدینہ آگئے تھے۔

سریہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مکہ اور عسفان کے درمیان مقام رجیع کی طرف ناحیہ حجاز میں ہذیل کا ایک پانی ہے ـــــ یہ سریہ ماہ صفر میں ہجرت کے ۳۶ ویں مہینہ کے آغاز میں ہوا ـــــ یہاں کے رہنے والے عضل کہلاتے ہیں جو بنی الھون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر کا ایک بطن ہے۔ یہ لوگ عضل بن الدیش کی طرف منسوب ہیں۔ ابن اسحاق نے لشکر رجیع کا سنہ تین کے آخر میں ذکر کیا ہے ـــــ لشکر رجیع حضرت عاصم، حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا سریہ تھا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ عاصم بن قتادہ نے حدیث بیان کی ہے کہ یوم احد کے بعد عضل کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم لوگوں میں اسلام ہے ـــــ آپ اپنے اصحاب میں سے چند آدمی ہمارے ساتھ بھیجئے تاکہ وہ ہمیں دین کے احکام سکھائیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہمراہ چھ صحابہ کرام کو حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بھیجا ـــــ یہ لوگ مقام رجیع پر بنی ہذیل کے پانی پر پہنچے تو انہوں نے ان کے ساتھ بے وفائی کی ـــــ اور بنی ہذیل کو پکار کر بلایا ـــــ صحابہ کرام ابھی اپنے کجاوؤں میں ہی تھے ـــــ آنے والے تلواروں سے لیس تھے اور آکر صحابہ کرام کا گھیراؤ کر لیا۔

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنی اپنی تلواریں نکال لیں ـــــ انہوں نے کہا:

''واللہ! ہم تمہارے قتل کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ہمارا مقصد تمہارے بدلے اہل مکہ سے فائدہ حاصل کرنا ہے ـــــ اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور اس کا یہ معاہدہ ہے کہ ہم تمہیں قتل نہ کریں گے۔''[۲۵۵]

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس وعدہ اور معاہدہ سے انکار کیا ـــــ حضرت مرثد، حضرت خالد اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہم کسی مشرک سے وعدہ قبول نہ کریں گے۔''

یہ صحابہ کرام ان سے لڑے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

---

۲۵۵ - یعنی تمہیں مکہ والوں کے حوالے کر دیں گے اور ان سے تمہارے بدلے میں نفع حاصل کریں گے کہ اہل مکہ کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں جو کوئی ملے، اس کا مثلہ کریں ـــــ اور بدر واحد میں اہل مکہ کے جو مارے گئے ہیں، ان کے بدلے انہیں قتل کریں۔

Marfat.com

بخاری شریف میں یہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان آدمیوں پر حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر فرمایا تھا ____ جب یہ اصحاب مقام ہداۃ میں پہنچے جو کہ مکہ اور عسفان کے درمیان ہے تو ہذیل نے قبیلہ بنی لحیان سے دو سو مردوں کو جمع کیا ____ ایک اور روایت میں ایک سو تیر انداز لکھے ہیں جو ان کے ہمراہ ہوئے ____ ابو معشر کی روایت ان کے مغازی میں یہ ہے کہ صحابہ کرام صبح کے وقت مقام رجیع میں اترے اور وہاں انہوں نے عجوہ کھجوریں کھائیں (جو ہمراہ لائے تھے) ان کی گٹھلیاں زمین پر گریں۔ یہ اصحاب رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے ____ قبیلہ ہذیل کی ایک چرواہا عورت آئی جو بکریاں چرا رہی تھی۔ اس نے عجوہ کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھیں جو کہ چھوٹی اور زرد رنگ ہوتی ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تو مدینہ کی کھجوریں ہیں ____ اس نے اپنی قوم میں شور کیا:

''دشمن تم پر پہنچ گئے۔''

اس قبیلے کے آدمی ان کی تلاش میں آئے۔ انہوں نے پہاڑ کی طرف جاتے قدموں کے نشان دیکھے اور اس طرح انہوں نے انہیں پالیا۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو جب دشمن کا پتہ چلا تو انہوں نے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر خود کو بچایا ____ لیکن لوگوں نے ان کا گھیراؤ کرلیا اور ان سے کہا:

''تمہارے لیے وعدہ اور معاہدہ ہے کہ اگر تم لوگ اس ٹیلہ سے اتر کر ہمارے پاس آ جاؤ گے تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔''

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''ساتھیو سن لو! میں کافر کے ذمہ پر نہ اتروں گا۔''

پھر عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی:

''اے اللہ! ہماری خبر اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرمائی ____ جس دن یہ اصحاب شہید کیے گئے، ان کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہوگئی ____ مشرکین نے ان لوگوں کو تیر مارے اور عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر ڈالا ____ حضرت خبیب بن عدی، حضرت زید بن دثنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کے وعدہ اور معاہدہ پر ان کے پاس چلے گئے ____ ان ظالموں نے حضرت خبیب اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں بیچ ڈالا ____

بنو الحارث بن عامر نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید لیا ____ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی قید میں رہے ____ حتیٰ کہ اہل مکہ نے ان کے قتل پر اتفاق کیا ____ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث کی کسی بیٹی سے استرا مانگا، حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر ناف بال صاف کرنے کے لیے استرا تیز کر رہے تھے ____ اس دوران وہ عورت اپنے چھوٹے بیٹے سے غافل ہوگئی۔ وہ بچہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گیا۔ انہوں نے اسے پاس بٹھا لیا ____ عورت اس بات سے ڈری کہ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں اس قتل نہ کر دیں، لرزنے لگی ____ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی

Marfat.com

حالت دیکھ کر اسے تسلی دی اور فرمایا:

''میں ایسا نہیں ہوں کہ بے وفائی کروں۔''

اس عورت نے کہا:

''واللہ! میں نے کسی قیدی کو خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اچھا نہیں دیکھا ــــ واللہ! میں نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ایسے حال میں پایا کہ انگور کے خوشہ سے انگور کھا رہے تھے، وہ خوشہ مرد کے سر کے برابر تھا ــــ اور وہ زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے۔ مکہ میں کوئی پھل نہ تھا، وہ انگور نہ تھے ــــ مگر وہ رزق اللہ تعالیٰ نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نصیب کیا تھا۔''

یہ وہ کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے کفار پر اس کو آیت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے لیے دلیل قرار دیا۔[۲۵۶]

اہل مکہ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حرم سے نکالا تا کہ ان کو مقام حل میں قتل کریں۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''مجھے چھوڑ دو تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔''

موسیٰ بن عقبی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد تنعیم کی جگہ نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی:

اللهم احصهم عدد ولا تبق منهوا احدا واقتلهم بددا

''اے میرے رب! ان کو اس طرح سے ہلاک فرما کہ ان کی گنتی سے کوئی باقی نہ رہے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ اور انہیں متفرق قتل کر۔''

سال نہیں پلٹا کہ ان میں سے کوئی زندہ رہا ہو، سب ہلاک ہو گئے ــــ بریدہ بن سفیان کی روایت میں ہے کہ خبیب رضی

۲۵۶- اہل سنت کے نزدیک اولیاء کی کرامت مطلقاً ثابت ہے لیکن بعض محققین نے اس شے کو جس کو انبیاء علیہم السلام کو دشمن کی لڑائی کے لیے بلانا اور اس پر غلبہ ڈھونڈنے سے علیحدہ رکھا ہے۔ ان محققین میں سے علامہ ابوالقاسم القشیری علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اولیاء کرام بغیر باپ کے بیٹا موجود کرنے اور اس کے مثال تک نہیں پہنچے ہیں ــــ جیسے جماد کو جانور بنا دینا ہے ــــ اس بارے میں یہ بہت عدل کرنے والا مذہب ہے۔

اور یہ امر کہ فی الحال دعا کی قبولیت اور کھانے کا کثیر کرنا اور اس شے کا انکشاف جو آنکھ سے اوجھل ہے اور جو شے آنے والی ہے، اس کی خبر دینا اور اس کی مثل تحقیق کثرت سے ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا اس شخص سے وقوع جو صلاح کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ عادت کی مانند یقین کیا جاتا ہے، لہٰذا اس وقت خارق عادت اس شے کی مثل میں منحصر ہو گیا۔

امام قشیری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے یہ کہا ہے کہ ہر ایک معجزہ جو کسی نبی کے لیے پایا جائے، یہ جائز ہے کہ وہ معجزہ ولی کے لیے کرامت واقع ہو ــــ اس کی تقلید اس طور پر واقع ہو گئی ــــ اور جس امر کو ہم نے ثابت کیا ہے، اس کے سوا وہ امر ہے کہ عامہ علماء کے نزدیک قرار پا چکا ہے ــــ خرق عادت اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص سے خرق عادت واقع ہو، وہ اولیاء اللہ سے ہو یہ غلط ہے ــــ اس لیے کہ کبھی مبطل کے ہاتھ پر جو جادوگر اور کاہن اور راہب ہو، ظاہر ہوتا ہے ــــ لہٰذا جو شخص اس کے ساتھ اولیاء اللہ کی ولایت پر استدلال کرتا ہے، وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اولیاء کے خارق عادت اور ان کے غیر کے درمیان کوئی فرق پیش کرے ــــ اولیٰ یہ ہے کہ جس شخص سے خارق عادت واقع ہو، اس کے احوال کا امتحان کیا جائے ــــ اگر وہ شخص احکام شرعیہ، اوامر و نواہی کے ساتھ عمل پیرا ہے تو خارق عادت اس کی ولایت کی علامت ہے ــــ اور جو شخص اس کے برعکس اوامر و نواہی شرعی کے ساتھ عمل پیرا نہ ہو، وہ ولی نہیں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی:

''اے میرے اللہ! میں اس شخص کو نہیں پاتا کہ تیرے رسول کو میرا اسلام پہنچا دے۔''

اور اسود کی روایت میں جو عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت خبیب کے واقعہ سے مطلع کیا ـــــ پھر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

ولست ابالی حین اقتل مسلما   علی ای شق کان للہ مصرعی

میں پروا نہیں کرتا جس وقت میں قتل کیا جاؤں۔ ایسے حال میں کہ مسلمان ہوں اور کسی پہلو پر اللہ تعالیٰ کے لیے میرے بچھڑنے کی جگہ ہو۔

و ذالک فی ذات الا لہ وان یشاء   یبارک علی اوصال شلو ممزع

اور میرا یہ قتل اللہ کے لیے اس کی رضا چاہنے کے لیے اور اس کے ثواب کے لیے ہے ـــــ اگر اللہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے جسم کے جوڑوں یعنی ہر ایک عضو میں برکت دے۔۲۵۷

لقد اجمع الاخراب فی والبو   قبایلھم واستجمعوا کل فجمع

میرے بارے میں گروہوں نے اجماع کیا ہے اور اپنے قبیلوں کو خاص کیا ہے اور ہر ایک مجمع کو جمع کیا ہے۔۲۵۸

الی اللہ اشکو غربتی بعد کرمتی   وما ارصد الاخراب لی عند مصرعی

سختیاں اٹھانے کے بعد جو غربت مجھے ہے، اس کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہوں اور اس شے کی شکایت کرتا ہوں کہ گروہوں نے میرے بچھڑنے کے وقت اس کا ارادہ کیا ہے۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے تیرہ (۱۳) اشعار ذکر کیے ہیں ـــــ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول شخص ہیں جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعتوں کو ہر ایک مسلمان کے لیے سنت کیا ہے جبکہ اسے جبراً یعنی ہاتھ پیر باندھ کر قتل کیا گیا ہو ـــــ دراصل حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل ذاتی نہیں بلکہ سنت جاریہ ہے ـــــ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات میں کیا اور جس شخص نے یہ فعل کیا، آپ نے اسے مستحسن جانا ـــــ اور اسے مسلمانوں نے مستحسن جانا ـــــ نماز اس عمل سے بڑھ کر ہے جس کے ساتھ بندے کا عمل ختم ہوا۔۲۵۹

---

۲۵۷ - شلو یعنی جسم، اس کا اطلاق عضو پر کیا جاتا ہے ـــــ ممزع، ٹکڑے ٹکڑے۔

۲۵۸ - البو یعنی خاص کیا ہے۔

۲۵۹ - رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مولی حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ وہ نماز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں پڑھی تھی ـــــ یہ روایت لیث بن سعد کی طرف منسوب ہے ـــــ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف میں کسی سے ایک خچر کرایہ پر لیا۔ کرایہ کرنے والے نے ان سے یہ شرط کی کہ جس جگہ وہ چاہے اتار دے ـــــ کرایہ کرنے والا انکو لے کر ایک ویرانہ کی طرف مڑ گیا اور زید سے کہا، اتر پڑو ـــــ وہ اتر پڑے۔ یکا یک انہوں نے اس ویرانہ میں مقتولین دیکھے۔ زید نے کہا کہ جب اس شخص نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو قتل کرے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں ـــــ اس نے کہا، تم پڑھ لو۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ابو الاسود کی روایت جو عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ جب اہل مکہ نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر نیزے اور حربے لگانے شروع کیے تو اس وقت انہیں آواز دی اور قسم دی:

''کیا تم اس بات کو دوست رکھتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں یعنی ہم آپ کو (نعوذ باللہ) قتل کریں اور تمہیں چھوڑ دیں۔''

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا ـــــ واللہ! میں تو اس بات کو بھی دوست نہیں رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک میں کوئی کانٹا چبھے اور میں اس کانٹے کا فدیہ ہوں۔'' (مقصود یہ ہے کہ میں آپ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھنا پسند نہیں کرتا۔[۲۶۰]

ابوسفیان نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم اس بات کو دوست رکھتے ہو کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے پاس محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں ـــــ اور ہم ان کی گردن ماریں جبکہ تم اپنے گھر رہو۔''

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''واللہ میں اس امر کو دوست نہیں رکھتا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنی جگہ پر ہیں، ان کو کوئی ایسا کانٹا چبھے جو تکلیف دے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں۔''

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا:

''میں نے لوگوں میں سے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی ایسے کو دوست رکھتا ہو جیسے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کی محبت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہے۔''

پھر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نطاس نے قتل کیا ـــــ قریش نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کسی کو بھیجا تا کہ ان

(صفحہ گزشتہ کا بقیہ حاشیہ) تم سے پہلے ان مقتولین نے بھی نماز پڑھی تھی۔ ان کی نماز نے ان کو کچھ نفع نہیں دیا ـــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب میں نے نماز پڑھ لی تو وہ شخص میرے پاس آیا تا کہ مجھے قتل کرے۔ میں نے یا ارحم الراحمین کہا ـــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس شخص نے ایک آواز سنی کہ اسے قتل نہ کر ـــــ اس آواز نے اسے ڈرایا۔ وہ وہاں سے نکلا اور آواز دینے والے کو ڈھونڈنے لگا لیکن اسے کچھ نظر نہ آیا ـــــ وہ میری طرف پلٹ کے آیا ـــــ میں نے پھر یا ارحم الراحمین کہہ کر آواز دی ـــــ اور تین بار ایسا کیا۔ اچانک میں نے ایک گھڑ سوار کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک لوہے کا حربہ تھا۔ اس حربہ کے سرے پر آگ کا شعلہ تھا۔ اس نے اس حربہ سے اس شخص کو ایسا کونچہ دیا کہ اس کی پیٹھ سے باہر نکال دیا اور وہ مرا ہوا گرا ـــــ پھر اس سوار نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جس وقت تم نے پہلی بار یا ارحم الراحمین کہہ کے پکارا، میں ساتویں آسمان پر تھا ـــــ دوسری بار تم نے یا ارحم الراحمین کہہ کے پکارا، میں دنیا کے آسمان میں تھا ـــــ جب تم نے تیسری بار یا ارحم الراحمین کہہ کے پکارا تو میں تمہارے پاس آ گیا۔

۲۶۰ - روایت ہے کہ سب سے پہلے جس صحابی نے یہ کہا تھا کہ میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھنے نہیں دینا چاہتا، وہ زید بن الدثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

Marfat.com

کے جسم کی کوئی شے لائے جس سے ان کی پہچان ہو سکے۔۲۶۱

بریدہ بن سفیان کی روایت میں ہے کہ جب عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے تو ہذیل نے ارادہ کیا کہ ان کا سر لے کر سلافہ بنت سعید کو بیچ ڈالیں ـــــ سلافہ، مسافع اور جلاس طلحۃ العبدری کی ماں ہے ـــــ یہ دونوں حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں یوم احد میں مارے گئے تھے ـــــ ان کی ماں سلافہ نے نذر مانی تھی کہ اگر عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر میرے ہاتھ لگا تو ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی اور جو شخص عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر لائے گا، اسے سو اونٹ دوں گی ـــــ جو لوگ حضرت عاصم کا سر لینے کے لیے گئے تھے، انہیں حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شہد کی مکھیوں نے باز رکھا ـــــ وہ لوگ ان کے جسم سے کچھ نہیں پا سکے ـــــ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد چاہا تھا کہ انہیں کوئی مشرک نہ چھوئے اور نہ وہ کسی مشرک کو ہاتھ لگائیں ـــــ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ملی۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن بندے کی حفاظت اس کی وفات کے بعد کرتا ہے۔ جیسا کہ مومن بندہ کو اس کی حیات میں محفوظ رکھا تھا ـــــ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی کہ مشرکین سے ان کے گوشت کو محفوظ رکھا۔۲۶۲ اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے نہیں منع کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے شہادت سے ان کے اکرام کا ارادہ فرمایا ـــــ ان کی کرامت یہ ہے کہ ان کے گوشت کے کاٹنے سے ان کی ہتک حرمت ہوتی ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان کی حمایت کی۔

سریہ منذر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریۃ القراء / سریہ بیر معونہ:

بیر معونہ بلاد ہذیل میں مکہ اور عسفان کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ یہ واقعہ ہجرت کے ۳۶ ویں مہینہ کے آغاز اور جنگ احد کے چار ماہ کے شروع میں ماہ صفر میں ہوا ـــــ بیر معونہ کے پاس وقوعہ ہونے سے یہ سریہ بیر معونہ سے منسوب ہے۔ یہ غزوہ رعل اور ذاکون کے ساتھ ہوا ـــــ رعل اور ذکوان بن سلیم کی مختلف شاخیں ہیں۔ اہل رعل، رعل بن عوف بن مالک سے منسوب ہیں ـــــ جبکہ اہل ذکوان، ذکوان بن ثعلبہ سے متعلق ہیں ـــــ یہ غزوہ سریۃ القراء کے نام سے بھی مشہور ہے۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے اس کا پس منظر یہ بیان کیا ہے کہ ابو براء بن عامر بن مالک بن جعفر المعروف ملاعب الاسنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ـــــ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور اس نے اسلام سے دوری بھی ظاہر نہیں کی بلکہ یہ کہنے لگا:

"اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ ساتھی اہل نجد کی طرف بھیجیں گے تو میں اہل نجد کو آپ کے پیغام کی طرف بلاؤں گا ـــــ مجھے امید ہے کہ وہ آپ کے پیغام کو قبول کر لیں گے۔"

---

۲۶۱ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم بدر میں قریش کے سرداروں میں سے عقبہ بن ابی معیط لعین کو قتل کیا تھا ـــــ غزوہ بدر سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقبہ کے ہاتھ پیر باندھ کر قتل کیا تھا۔

۲۶۲ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی تھی کہ "یا اللہ! میں نے تیرے دین کی حمایت اول دن میں کی ہے تو میرے گوشت کی حمایت آخر دن میں فرما"۔

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے اہل نجد سے اپنے اصحاب کے لیے خدشہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ انہیں نقصان پہنچائیں گے۔''

ابو براء نے کہا:

''میں آپ کے اصحاب کا ہمسایہ اور ذمہ دار ہوں، آپ انہیں بھیج دیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت منذر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مطلب سلمی کو بھیجا تا کہ ان کو راستہ بتا دیں۔ حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں متعدد قاری حضرات تھے ـــــ ان کی تعداد مختلف ہے:

☆ ستر قاری حضرات ☆ چالیس قاری حضرات ☆ تیس قاری حضرات

قتادہ نے اپنی روایت میں کہا ہے یہ قاری حضرات دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھایا کرتے تھے ـــــ ثابت کی روایت میں ہے کہ لکڑیوں کے بدلے اہل صفہ کے لیے غلہ خرید لیا کرتے تھے اور رات میں قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

یہ اصحاب روانہ ہوئے تو بیر معونہ کے پاس جا کر ٹھہرے ـــــ انہوں نے حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خط مبارک کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن عامر بن الطفیل العامری کے پاس بھیجا۔ یہ عامر بن الطفیل کافر ہے۔ یہ عامر بن الطفیل الاسلمی صحابی نہیں ہے ـــــ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عامر کے پاس آئے۔ عامر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خط مبارک کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے سفیر پر ظلم وستم کر کے اسے شہید کر دیا ـــــ

ان قاریوں نے بنی عامر سے انصاف چاہا ـــــ بنی عامر نے ان کی بات نہیں مانی بلکہ یہ کہا کہ:

''ہم ابو براء کا وعدہ نہ توڑیں گے ـــــ ابو براء نے ان قاریوں کے لیے وعدہ کیا ہے اور ذمہ لیا ہے اور ہمسائیگی کا وعدہ کیا ہے۔''

پھر عامر بن الطفیل نے بنی سلیم کے قبائل بنی عصیہ اور بنی رعل سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کے موقف کو سنا پھر بنی عصیہ اور بنی رعل نے نکل کر قاریوں کو گھیر لیا اور جہاں ان کا قیام تھا، وہاں ان کا گھیراؤ کر لیا ـــــ جب قاریوں نے یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے اپنی اپنی تلواریں نکال لیں اور ان سے جنگ کی، یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے۔ سوائے حضرت کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، وہ سخت زخمی حالت کے باوجود بچ نکلے ـــــ پھر آپ یوم الخندق میں شہید ہوئے ـــــ عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید کر لیے گئے۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ وہ بنی مضر سے ہیں ـــــ عامر بن الطفیل نے انہیں اس خیال سے اپنی تحویل میں لے لیا کہ میری والدہ کے ذمہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ چنانچہ اس کے بدلے عمرو کو آزاد کر دیا ـــــ

ان قاریوں کی شہادت کی خبر جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

''اس کا ذمہ دار ابی براء ہے۔ اس نے ان لوگوں کو اپنی پناہ میں لیا تھا۔ اس لیے مجھے کراہت محسوس ہوتی تھی اور خدشہ تھا۔''

Marfat.com

یہ خبر جب ابو براء کو ملی کہ اس کے بھتیجے عامر بن الطفیل نے کیا کچھ کیا ہے، وہ اس کے افسوس سے ہی مر گیا۔۔۔۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس دوران شہید کیے گئے۔ انہیں ملائکہ نے دفن کیا، ان کا جسم نہیں مل سکا۔

ابن سعد نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیر معونہ پر بہت حزن وغم کیا۔ اس سے پہلے آپ نے کسی کا ایسا حزن نہیں کیا۔۔۔۔ صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب بیر معونہ کے قاتلوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیس (۳۰) دن تک صبح کو ان پر بددعا کی تھی۔۔۔۔ آپ بنی رعل، بن لحیان اور بنی عصیہ پر دعا کرتے تھے۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیر معونہ کے شہداء کے بارے میں ارشاد باری کا نزول ہوا۔۔۔۔ ہم نے اسے پڑھا لیکن اس کی تلاوت نسخ ہو گئی۔ البتہ اس کا معنی باقی رہ گیا۔ وہ یہ ہے:

بلغوا قومنا۔۔۔۔ ہماری قوم کو پہنچا دو۔

انا قد لقینا ربنا۔۔۔۔ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی۔

فرضی لنا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا۔

ورضینا عنہ۔۔۔۔ اور ہم اپنے رب سے راضی ہو گئے۔

یہ وہم کیا جاتا ہے کہ بنی لحیان ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے یوم بیر معونہ میں قاریوں کو شہید کیا ہے۔۔۔۔ جبکہ ایسا نہیں ہے، قراء کو بنی رعل، بن ذکوان اور بنی عصیہ اور ان لوگوں نے شہید کیا ہے کہ جن کے ہمراہ بنی سلیم تھے۔۔۔۔ بنی لحیان وہ لوگ ہیں جنہوں نے لشکر رجیع کو شہید کیا تھا۔۔۔۔ ان تمام کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں آئی مگر دونوں وقوعات یعنی بیر معونہ اور مقام رجیع میں جو اصحاب کرام شہید ہوئے، ان کی خبر ایک ہی وقت میں آئی۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں پر ایک ہی دعا فرمائی جنہوں نے آپ کے اصحاب کرام کو دو مقامات پر شہید کیا تھا۔۔۔۔ واللہ اعلم

غزوۂ بنی نضیر:

بنی نضیر یہودیوں کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ ہجرت کے چوتھے سال ماہ ربیع الاول میں یہ غزوہ ہوا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ عامر بن طفیل نے اہل بیر معونہ کو شہید کیا تو اپنی ماں کی نذر کے بدلے میں عمرو بن امیہ کو آزاد کر دیا۔۔۔۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ کا رخ کیا۔ راہ میں بنی عامر کے دو افراد ملے۔ ان کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عہد تھا، عمرو کو اس بات کا علم نہ تھا۔۔۔۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔۔۔۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ دونوں بنی عامر سے ہیں۔۔۔۔ وہ دونوں جب سو گئے تو عمرو نے انہیں ہلاک کر دیا اور یہ گمان کیا کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے بدلہ پر کامیابی پائی۔۔۔۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو اپنی کامیابی کے بارے میں بتایا۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان کا میرے ساتھ عہد تھا۔۔۔۔ تم نے دو ایسے قتیلوں کو قتل کیا ہے جن کی دیت میں دوں گا۔"

Marfat.com

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ بنی عامر کے جن دو آدمیوں کو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہلاک کیا ہے، بنی نضیر سے ہونے والے پیمان کی وجہ سے اس سلسلہ میں مدد چاہیں ـــــ بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان حلفیہ معاہدہ تھا ـــــ جبکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں مرنے والوں کی دیت میں بنی نضیر سے مدد چاہیں ـــــ بنی نضیر نے کہا:

''اے ابو القاسم! جس بات کو آپ دوست رکھتے ہیں اور جس مقصد کے لیے آپ ہم سے تعاون چاہتے ہیں، ہم تعاون کریں گے۔''

ان میں سے بعض نے بعض کے ساتھ اکیلے یہ سازش کی کہ

''تمہیں اس وقت جو موقع ہے، اس کی طرح تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ہرگز ہرگز نہ پاؤ گے۔''

اس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کے مکانوں کی ایک دیوار کے پہلو میں تشریف رکھتے تھے ـــــ انہوں نے آپس میں کہا:

''کون جوان اس مکان پر چڑھ کر یہ بڑا پتھر آپ پر ڈالتا ہے ـــــ اور آپ کو قتل کر کے ہمیں آپ کی طرف سے راحت دیتا ہے؟''

اس کام کے لیے عمرو بن حجاش بن کعب نے جھٹ خود کو پیش کرتے ہوئے کہا:

''اس کے لیے میں ہوں۔''

وہ مکان پر چڑھا تاکہ آپ پر پتھر پھینک دے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنے چند اصحاب میں تھے، جن میں حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ ابن سعد نے کہا کہ سلام بن مشکم یہودی نے یہود سے کہا:

''ایسا نہ کرو ـــــ تم نے جو ارادہ کیا ہے واللہ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا رب آپ کو ضرور خبر کر دے گا ـــــ اور یہ فعل اس عہد کا توڑنا ہے جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہے۔''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا کہ جس چیز کا یہودیوں نے ارادہ کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان سے اس کی خبر آئی ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے ایسے اٹھ کھڑے ہوئے کہ جیسے قضائے حاجت کو ظاہر کر رہے تھے ـــــ اپنے اصحاب کو ان کی جگہ میں چھوڑ دیا اور مدینہ کی طرف جلد جلد پلٹ آئے۔ صحابہ کرام نے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واپس آنے میں تاخیر محسوس کی تو آپ کی تلاش کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے ـــــ اور آپ کی جستجو میں آپ تک پہنچ گئے ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے غدر کے ارادہ سے صحابہ کرام کو مطلع فرمایا ـــــ اس بارے میں یہ ارشاد باری نازل ہوا:

یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھمo .... آخر آیت تک

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے جنگ کے لیے تیاری فرمائی اور ان کی طرف جانے کے لیے حکم دیا ـــــ

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا ہے کہ مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لیے ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں عامل مقرر فرمایا ــــ محاذ جنگ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ پھر لشکر کے ہمراہ یہودیوں کا محاصرہ کر لیا ــــ محاصرہ کی مدت میں اختلاف پایا جاتا ہے:

☆ چھ راتیں ☆ پندرہ دن ☆ بیس دن قدرے (تیمی)

☆ تئیس دن (ابن الطلاع) ☆ پچیس راتیں (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے یہودی قلعوں میں بند ہو کے رہ گئے ــــ آپ نے ان کے درخت کاٹنے کے لیے ابالیلی مازنی اور عبداللہ بن سلام کو ارشاد فرمایا اور درختوں کو جلا دیا اور مکان ویران کر دیئے گئے یعنی درخت کٹ جانے سے یہودی بے روزی ہو گئے ــــ یہود نے پکار کے کہا:

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ فساد کرنے سے دوسروں کو منع کرتے تھے ــــ اور فساد کرنے والے کی مذمت فرماتے تھے ــــ ان درختوں کے کاٹنے اور انہیں جلا دینے کا کیا حال ہے؟ (یہ فساد ہے یا اصلاح ہے) ۲۶۳''

عوف بن خزرج کا ایک گروہ تھا۔ ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ یہ سب منافق تھے ــــ انہوں نے بنی نضیر کے پاس آدمی بھیجے اور ان سے کہا:

''تم سب اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مسلمانوں کو دفع کرو ــــ ہم تمہیں ہرگز حوالے نہ کریں گے ــــ اگر تم سے قتال کیا جائے گا تو ہم تمہارے ساتھ رہ کر مسلمانوں سے قتال کریں گے ــــ اور اگر تم یہاں سے نکل کر جاؤ گے تو ہمیں تمہارے ساتھ نکلیں گے۔''

منافقین نے اس کا انتظار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کی ہلاکت سے بنی نضیر کے دلوں میں رعب ڈال دیا ــــ منافقین نے بنی نضیر کی کوئی مدد نہیں کی ــــ یہود نے جب منافقین کا یہ معاملہ دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا بھیجا:

''ہمیں ہماری سرزمین سے جلاوطن کر دیں اور آپ ہمارے خون سے باز رہیں۔''

ابن سعد نے اس کا حال اس طرح سے بیان کیا ہے کہ جس وقت یہود نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غدر کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے مطلع فرما دیا تو آپ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہود کی طرف بھیجا اور

---

۲۶۳ اہل تاویل نے کہا ہے کہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہودیوں کی اس بات سے کچھ شبہ واقع ہو گیا جس پر وحی نازل ہوئی۔ **ماقطعتم من لینة...... ولنجزی الفاسقین** تک (یعنی تم نے پھل کی اقسام سے جو شے کاٹی ہے یا اس کو اس کی جڑ پر قائم چھوڑ دیا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کاٹا ہے اور اسی کے حکم سے اسے چھوڑ دیا ہے ــــ اللہ تعالیٰ ان کے کاٹنے کے حکم سے فاسقین یعنی یہود کو رسوا کرے گا)

لینة ــــ عجوہ برنی کے سوا اقسام کھجور سے ہیں ــــ اس آیت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کے درختوں میں سے وہ درخت نہیں جلائے جن سے انسان کو قوت ہوتی ہو ــــ یہود کا عجوہ سے قوت تھا ــــ اور حدیث میں ہے کہ عجوہ جنت سے ہے۔ اس کی کھجور احسن غذا ہے ــــ برنی بھی ایسی ہی کھجور ہے کہ اس سے قوت پاتے تھے ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں **ماقطعتم من لینة** فرمایا ہے اور **ماقطعتم من نخلة** عمومیت سے نہیں فرمایا ــــ یہ تنبیہ اس وجہ سے ہے کہ دشمن کے وہ درخت جن سے قوت اور غذا ہوتی ہے، اسے کاٹنا مکروہ ہے۔ جس وقت یہ امید ہو کہ وہ درخت مسلمانوں کو پہنچیں گے۔

Marfat.com

فرمایا:

''یہود سے کہو کہ میرے شہروں سے نکل جاؤ ـــــ اور ان شہروں میں تم رہائش نہ کرو ـــــ تم نے جس شے کا ارادہ غدر سے کیا، اس کا ارادہ کیا ـــــ تم کو دس دن کی مہلت ہے ـــــ اس کے بعد تم میں سے جو کوئی دکھائی دے گا، اس کی گردن ماردی جائے گی۔''

اس پر یہود کچھ دن ٹھہرے رہے اور اپنا سامان تیار کرتے رہے اور جو اونٹ بہت بہادر ہوتا، لوگوں سے وہ کرایہ پر لیے ـــــ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے سویدا اور داعس کو یہود کی طرف یہ کہہ کر بھیجا:

''تم اپنے شہروں سے نہ نکلو بلکہ اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو ـــــ میرے ساتھ دو ہزار عرب ساتھی ہیں۔ وہ تمہارے قلعوں میں داخل ہوں گے اور بنی قریظہ اور تمہارے حلیف بنی غطفان تمہیں مدد دیں گے۔''

ابن ابی سلول نے مدد کے سلسلے میں جو کچھ کہہ کر بھیجا تھا، بنی قریظہ کے سردار حیی بن اخطب نے لالچ کیا اور اپنے بھائی جدی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا:

''ہم اپنے شہروں سے نہیں نکلیں گے، جو آپ کو کرنا ہے کیجئے۔''

حیی کا پیغام سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی ـــــ آپ کی تکبیر کے ساتھ صحابہ کرام نے بھی آواز کی تکبیر بلند کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت یہود کی طرف تشریف لے گئے ـــــ آپ نے عصر کی نماز بنی نضیر کے میدان میں پڑھی ـــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے ـــــ یہود نے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ تیر اور پتھر لیے اپنے قلعوں پر کھڑے ہو گئے ـــــ اس لمحے ابن ابی سلول یہود سے کنارہ کر گیا اور ان کی مدد نہیں کی ـــــ یہود کے حلیف بنی غطفان نے بھی ایسا ہی کیا اور انہوں نے بھی یہود کی کوئی مدد نہیں کی ـــــ اس صورت حال سے بنی نضیر ان کی مدد سے مایوس ہو گئے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کا محاصرہ کر کے ان کے درخت کاٹ ڈالے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے فرمایا:

''مدینہ سے نکل جاؤ، تمہارے وہ اموال معاف ہیں جن کو اونٹ اٹھالیں ـــــ لیکن زرہیں اور ہتھیار لے جانے کی اجازت نہیں۔''

اس عہد پر یہود اپنے قلعوں سے اترے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پندرہ دن تک یہود کا محاصرہ کیا ـــــ یہود نے اپنے ہاتھوں سے اپنے مکان ویران کیے۔ پھر انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا ـــــ ان کے نکالے جانے کا اختیار محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا ـــــ یہود نے عورتوں اور بچوں کو اونٹوں پر سوار کرایا اور سامان وغیرہ چھ سو اونٹوں پر لاد کر خیبر میں پہنچ گئے ـــــ وہاں منافقوں نے یہود سے شدید غم کا اظہار کیا۔ آخر کو ان کے بھائی بند تھے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اموال لے لیے، ہتھیاروں سے پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس (۳۴۰) تلواریں لیں۔

بنی نضیر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سہم صفی وقف ہوا تاکہ زمانہ تنگی میں اس سے مدد ملے ـــــ آپ ـــــ

Marfat.com

اس سے کسی کو حصہ نہیں دیا۔ اس لیے کہ مسلمانوں نے اس کی فتح میں نہ گھوڑوں کو حرکت دی تھی اور نہ تکلیف اٹھائی تھی اور نہ اونٹوں پر سفر کیا تھا۔ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ اپنے مکان چھوڑ کر خیبر کی طرف نکل گئے ـــــ ان کا خیبر کی طرف نکل جانا اس وجہ سے نہیں ہوا کہ مسلمانوں نے ان سے قتال کیا ہو ـــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مال مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا تا کہ انصار جو کچھ مشقت مہاجرین کی امداد سے اٹھا رہے ہیں، وہ اس تقسیم سے رفع ہو جائے ـــــ اس لیے کہ انصار نے اپنے اموال اور مکانات مہاجرین میں تقسیم کر دیئے تھے ـــــ حضرت ابو دجانہ اور حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے فقر کے اظہار کی وجہ سے ان کی حاجت روائی کے لیے حصہ عطا فرمایا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام بن ابی الحقیق کی تلوار عنایت فرمائی ـــــ یہ تلوار لوگوں میں بہت معروف تھی۔

غزوہ ذات الرقاع:

اس غزوہ کے سال اور مہینے میں اختلاف ہے:

☆ غزوہ بنی نضیر کے بعد چوتھے سال ربیع الاخر کے مہینہ میں ـــــ (ابن اسحاق)

☆ چوتھے سال ہجرت ماہ جمادی الاول۔

☆ پانچویں سال ماہ محرم ـــــ (ابن سعد و ابن حبان)

☆ بنی قریظہ کے بعد پانچویں سال ماہ ذی قعدہ ـــــ (ابو معشر)

اس حساب سے غزوہ ذات الرقاع پانچویں سال کے آخر اور سنہ کے اول میں ہے جو اس سے ملا ہوا ہے ـــــ بقول حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ قابل یقین بات یہ ہے کہ یہ غزوہ بنی قریظہ کے بعد ہوا ہے، اس لیے کہ صلوٰۃ خوف غزوہ خندق میں شروع نہیں ہوئی بلکہ صلوٰۃ خوف کا وقوع غزوہ ذات الرقاع میں ثابت ہوا ہے ـــــ وقوع صلوٰۃ خوف نے اس کے آخر ہونے پر دلالت کی ہے، لہٰذا یہ غزوۂ خندق کے بعد ہے۔

اس غزوہ کے منسوب ہونے میں بھی کئی روایتیں ہیں:

☆ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے ہے کہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں اپنے جھنڈوں میں پیوند لگائے تھے ـــــ (ابن ہشام)

☆ اس کا نام ذات الرقاع اس لیے ہے کہ جس مقام پر یہ غزوہ ہوا، وہاں اس نام کا ایک درخت تھا۔[۲۶۴]

☆ مسلمان جہاں اترے تھے، اس جگہ کا نام ذات الرقاع ہے، ایک جگہ سیاہ تھی اور ایک جگہ سفید تھی۔ گویا اس زمین میں مختلف پیوند لگائے تھے، اس لیے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا۔

☆ ان لوگوں کے گھوڑوں میں سیاہی اور سفیدی تھی، اس لیے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا ـــــ (ابن حبان)

---

۲۶۴ عرب لوگ اس درخت کی عبادت کرتے تھے۔ عربوں میں سے جس شخص کو کوئی حاجت ہوتی تو اس درخت سے کپڑے کا ایک ٹکڑا باندھ دیتا تھا۔

Marfat.com

☆ اس جگہ ایک پہاڑ ہے، اس میں بہت سے مقامات ہیں، اس لیے ذات الرقاع نام رکھا گیا ہے ـــــ (واقدی)

☆ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں صلوٰۃ الخوف واقع ہوئی ہے ـــــ (داؤدی)

☆ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں صلوٰۃ کی ترقیع ہوئی ہے ـــــ ترقیع کے معنی ہیں پیوند لگانا ـــــ بعض صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منفرد ہو کر بعض نماز ادا کی ـــــ اس نے کپڑے کے خلل کی اصلاح سے مشابہت پیدا کی ـــــ گویا پہلے گروہ کے انفراد کو بمنزل پیوند کے گردانا اور دوسرے گروہ کے قیام اور اتمام صلوٰۃ کو جلوس کی حالت میں بمنزل دوسرے پیوند کے گردانا

☆ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ (ایک روایت میں ہے کہ ہم غازیوں میں گئے) ہم چھ افراد تھے، ہمارے درمیان ایک اونٹ تھا۔ ایک کے بعد دوسرا سوار ہوتا تھا اور پیادہ پا چلتے تھے کہ قدم گھس گئے اور میرے قدم گھس گئے اور میرے پاؤں کے ناخن چلتے چلتے گر پڑے۔ ہم اپنے پیروں پر کپڑے لپیٹ لیتے تھے۔ اس لیے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا ہے کہ ہم اپنے پیروں پر کپڑے کی پٹی باندھ لیتے تھے۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کا ارادہ فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی تھی کہ بنی محارب اور بنی ثعلبہ جو غطفان سے ہیں، انہوں نے مختلف گروہوں کو جمع کیا ہے ـــــ اس اطلاع پر آپ چار سو صحابہ کرام کے ہمراہ روانہ ہوئے ـــــ (ایک دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ کرام کی تعداد سات سو ہے) ـــــ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر عامل مقرر فرمایا۔ (ایک دوسری روایت حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ملتا ہے) ـــــ یہاں تک کہ غطفان کی زمین میں مقام نخل پر اترے۔ مقام نخل نجد کا ایک گاؤں ہے ـــــ

ابن سعد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہاں کوئی مرد نہیں پایا بلکہ عورتیں پائیں، انہیں پکڑ لیا ـــــ ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ان لوگوں میں ایک جماعت ملی، وہ اور صحابہ کی جماعت ایک دوسرے کے قریب آئے لیکن ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔ بعض آدمیوں نے بعض کو ڈرایا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی ـــــ ابن سعد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ اول صلوٰۃ خوف تھی جسے آپ نے ادا فرمایا ـــــ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں تھے ـــــ اچانک ہم ایک ایسے درخت کے پاس آئے جو بہت سایہ دار تھا۔ ہم نے یہ درخت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام فرمانے کے لیے چھوڑ دیا ـــــ مشرکین میں سے ایک شخص آیا۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی ـــــ اس شخص نے آپ کی تلوار نیام سے نکالی۔ آپ اس وقت سو رہے تھے، بیدار ہو گئے۔ اس نے آپ سے پوچھا:

Marfat.com

''کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں خوف نہیں کرتا۔''

اس نے کہا:

''آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرا اللہ بچائے گا۔''

اس اطمینان، اس شکوہ وسطوت اس جاہ وجلال کی عظمت و ہیبت سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلوار لے لی اور فرمایا:

''مجھے تو میرے اللہ نے بچالیا، اب تجھے میرے ہاتھوں کون بچائے گا؟''

اس نے کہا:

''مجھے چھوڑ دیں، قتل نہ کریں۔''

آپ نے اسے دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا:

''تو کلمہ شہادت اشهد ان لا اله الا الله واشهدان محمداً عبده و رسوله کہو۔''

اس اعرابی نے کہا:

''میں یہ شہادت نہ دوں گا لیکن آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال نہ کروں گا اور قتال میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہ رہوں گا۔''

آپ نے اسے جانے دیا ــــ وہ اپنے قبیلے میں آیا اور ان سے کہنے لگا:

''میں تمہارے پاس خیر الناس کے پاس سے آیا ہوں۔''

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی کو سزا نہیں دی، جو حرکت اس نے کی، اس پر باز پرس نہیں کی بلکہ اسے معاف فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کو معاف کرنے میں نہایت درجہ آرزو تھی تاکہ وہ اسلام میں داخل ہوں۔

ابوالیمان کی روایت میں بخاری کے نزدیک جہاد میں یہ ہے کہ اس شخص نے تلوار لے کر تین بار آپ سے یہ کہا:

''مجھ سے کون شخص آپ کو منع کرے گا؟''

یہ انکاری سوال ہے جس کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے آپ کو کوئی شخص منع نہ کرے گا ــــ یہ کہتے ہوئے اعرابی آپ کے سر پر کھڑا ہوا تھا اور آپ کے پاس کوئی تلوار نہیں تھی یعنی خالی ہاتھ تھے ــــ اعرابی نے آپ کے ساتھ تین بار یہ کلام کیا یعنی:

Marfat.com

''مجھ سے کون شخص آپ کو منع کرے گا۔''

اس سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کو اس سے بچایا ورنہ اور کون سا امر ہے کہ جس نے اعرابی کو کلام کے پلٹانے کی طرف حاجت مند کیا۔ باوجود اس کے کہ اسے سنہری موقع تھا کہ آپ کے قتل کے سبب اپنی قوم کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ ہوتا، بڑا مقام ہوتا ۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں جو اس شخص کے جواب میں لفظ اللہ تھا ۔۔۔۔ یعنی مجھے تجھ سے اللہ تعالیٰ منع کرے گا، اسی امر کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مشیت ایزدی کچھ اور تھی، وہ نہ تھی جس کا ارادہ اعرابی لے کر آیا۔ اسی لیے اعرابی نے جب اپنی بات کو دہرایا کہ مجھ سے آپ کو کون منع کرے گا اور آپ نے اس کے جواب میں صرف اللہ فرمایا، اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا، اس میں آپ کی بے پروائی مگر بھرپور اعتماد پایا جاتا ہے۔

واقدی نے کہا ہے کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کے گیا۔ اس کے سبب سے کثیر خلق نے ہدایت پائی ۔۔۔۔ ہاں جس وقت اس شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ درد کمر میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی یا نکل گئی اور اعرابی زمین پر گر پڑا ۔۔۔۔ بخاری میں اس اعرابی کا نام غورث بن الحارث ہے۔ ۲۶۵

اس غزوہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لوٹنے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹ نے چلنے میں سستی کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پر یا پہلو میں لکڑی سے ٹہوکا دیا۔ جو اونٹ اس کے سامنے جا رہے تھے، وہ ان سے آگے آگے چلنے لگا ۔۔۔۔ پھر آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کیا یہ اونٹ تم مجھے فروخت کرتے ہو؟''

آپ نے ان سے اونٹ خرید کر لیا اور ان سے فرمایا:

''مدینہ تک اس کی پیٹھ تمہارے لیے ہے، تم اس پر سوار ہو کر چلو۔''

جب آپ مدینہ پہنچے تو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی قیمت ادا فرما دی بلکہ اس کی طے شدہ قیمت سے زیادہ عنایت فرما دیا۔ اس سے بڑھ کر وہ اونٹ بھی انہی کو بخش دیا۔ سبحان اللہ !!

غزوہ بدر الاخیرہ:

غزوہ بدر الاخیرہ غزوہ الصغریٰ ہے اور اس کا نام بدر الموعد ہے یعنی یوم احد میں ابوسفیان کے ساتھ اس کا وعدہ ہوا تھا ۔۔۔۔ یہ

---

۲۶۵ جعفر اور خطابی نے غویرث تصغیر سے حکایت کیا ہے اور غزوہ غطفان میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ غزوہ ذی امر ہے جو کہ نجد کے نواح میں واقع ہوا ۔۔۔۔ خطابی نے اس قصہ کی مثل ایک شخص کی حکایت بیان کی ہے جس کا نام دعثور ہے اور وہ شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر تلوار لے کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس نے آپ سے کہا تھا:

''کون شخص مجھ سے آپ کو منع کرے گا''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔۔ ''اللہ!'' ۔۔۔۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے سینہ پر دھکا دیا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

عیون الاثر میں ہے کہ بظاہر یہ ہے کہ یہ دونوں واقعات ایک ہیں ۔۔۔۔ لیکن دیگر محققین نے کہا ہے کہ دو الگ الگ واقعات ہیں ۔۔۔۔ اس قصہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرط شجاعت اور آپ کی قوت یقین اور تکلیف اٹھانے پر قوت صبر اور آپ کی قوت حلم وتحمل ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

غزوہ ماہ شعبان میں غزوہ ذات الرقاع کے بعد ہوا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ ذات الرقاع سے جب مدینہ تشریف لائے تو جمادی الاول سے آخر رجب تک مدینہ میں قیام فرمایا ــــ پھر ماہ شعبان میں ابوسفیان کی معیاد کی وجہ سے بدر کی طرف تشریف لے گئے۔

ابوسفیان نے یوم احد میں کہا تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان وعدہ کردہ (موعد) بدر آئندہ سال ہے ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام میں سے ایک صحابی سے فرمایا:

''ابوسفیان سے کہہ دو کہ بہتر، ہمارے اور تمہارے درمیان وہی موعد ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے پندرہ سو صحابہ کرام کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ آپ کے لشکر کے ساتھ صرف دس گھوڑے تھے ــــ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ مقرر فرمایا ــــ آپ نے اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ بدر میں قیام فرمایا اور ابوسفیان کے انتظار میں رہے۔

ابوسفیان مکہ سے نکل کر امر الظہر ان کے ناحیہ میں واقع مقام مجنہ میں آیا ــــ ابوسفیان کو لوٹ جانے میں عافیت نظر آئی۔ اس نے قریش سے کہا:

''اے قریش والو! تم کو راحت نہیں دے سکتا اور سفر کی مشقت زائل نہیں کر سکتا مگر وہ سال جس میں سرسبزی اور ارزانی ہو، تم اپنے جانوروں کو اس سال میں درختوں کے پتے کھلاؤ اور اپنے جانوروں کا دودھ پیو ــــ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا یہ سال خشکی کا سال ہے، بارش نہیں ہے۔ زمین خشک ہے ــــ میں لوٹنے والا ہوں، تم بھی لوٹ چلو۔''

یہ سن کر اس کے سارے ساتھی بھی پلٹ گئے ــــ اہل مکہ نے ان کے لشکر کا نام ''جیش السویق'' رکھا۔ اہل مکہ ان سے کہتے تھے کہ تم مکہ سے نکلے ہی نہیں، تم تو ستو پیتے رہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مقام بدر میں آٹھ دن تک قیام فرمایا۔ صحابہ کرام کے ساتھ جو کچھ مال تجارت تھا، انہوں نے اسے وہاں فروخت کیا اور ایک درہم کے دو دو درہم نفع پایا ــــ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے حق میں الذین استجابو اللہ والرسول .... فانقلبو بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء .... آخر آیت تک نازل فرمایا ــــ اور یہ صحیح ہے کہ یہ آیت شریفہ حمراء الاسد کی شان میں نازل ہوئی۔

غزوہ دومتہ الجندل:

مدینہ سے پندرہ یا سولہ راتوں کی مسافت پر دومہ ایک شہر ہے۔ دومہ شہر سے دمشق پانچ راتوں کے فاصلے پر ہے ــــ ابوعبید البکری نے کہا ہے کہ دومہ کا نام دومی بن اسماعیل کے نام پر ہے کہ دومی وہاں ٹھہرے تھے۔ یہ غزوہ ہجرت کے ۴۹ ویں مہینے کے آغاز پر ماہ ربیع الاول میں ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ دومہ میں ایک کثیر جماعت ہے جو پاس

Marfat.com

سے گزرنے والوں پر ظلم وستم کرتے ہیں۔۔۔۔ ماہ ربیع الاول کی پانچ راتیں رہ گئی تھیں جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔۔۔۔ آپ رات میں سفر کرتے جبکہ دن میں قیام فرماتے۔۔۔۔ مدینہ پر سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر کیے گئے۔ جب مسلمانوں کا لشکر دومہ شہر کے قریب پہنچا تو وہ لوگ غائب تھے مگر ان کے اونٹ، بکریاں، گائے موجود تھے۔ ان کے چوپائے اور چرواہے قابو کر لیے گئے۔ ان میں سے جو بھاگ سکا، وہ بھاگ گیا۔۔۔۔ اہل دومہ کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بکھر گئے۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے میدان میں اترے، وہاں کوئی مدمقابل نہ آیا۔ وہاں چند دن قیام فرمایا، سریوں کو وہاں سے پھیلا دیا اور متفرق کر دیا۔۔۔۔ پھر سب اصحاب آپ کے ساتھ پلٹ آئے۔ نہ ادھر سے کوئی زخمی یا شہید ہوا اور نہ ہی کفار میں سے کوئی مارا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص صحابہ کرام کے ہاتھ آ گیا۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ:

''اہل دومہ کہاں ہیں؟''

اس نے کہا:

''ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے ان کے اونٹ اور دیگر جانور پکڑ لیے ہیں تو وہ بھاگ گئے۔''

وہ شخص مسلمان ہو گیا۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیس ربیع الاخر کو مدینہ میں داخل ہوئے۔۔۔۔ اس حساب سے آپ مدینہ سے پچیس دن باہر رہے۔۔۔۔ لیکن راستہ کے سفر کے حساب سے تیس دن بنتے ہیں اور دومہ میں قیام کی کم سے کم مدت تین دن ہے۔

غزوہ مریسیع / غزوہ بنی مصطلق:

مریسیع بن خزاعہ کے ایک پانی کا نام ہے۔ مریسیع اور مدینہ کے نواحی گاؤں مقام فرع کے درمیان دو دن کا راستہ ہے۔۔۔۔ اسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں۔ مصطلق، خذیمہ بن سعد بن عمرو کا لقب ہے۔ مصطلق بنی خزاعہ کا ایک بطن ہے۔۔۔۔

اس کے سال میں اختلاف ہے:

☆ ہجرت کا پانچواں سال ۔۔۔۔ (امام بخاری)

☆ ہجرت کا چھٹا سال ۔۔۔۔ (ابن اسحاق)

☆ ہجرت کا چوتھا سال ۔۔۔۔ (موسیٰ بن عقبہ)

شعبان کی دو راتیں گزرنے پر دوشنبہ کے دن یہ غزوہ ہوا۔

غزوہ مریسیع کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ بنی مصطلق کا رئیس حارث بن ابی ضرار اپنی قوم اور جن عربوں سے اس کی علیک سلیک ہے، انہیں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جمع کر رہا ہے اور ان سب نے اس پر بالاتفاق تہیہ کر لیا ہے۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو بھیجا

Marfat.com

تاکہ صورتحال کا جائزہ لے سکیں ـــــ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا کر حارث بن ابی ضرار سے ملے۔ اس سے بات چیت کی اور جائزہ لے کر لوٹ آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو مدینہ پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ آپ نے تیزی سے منافقین پر حملہ کیا۔ آپ کے ہمراہ تیس گھڑ سوار تھے ـــــ اس غزوہ میں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کے ہمراہ تھیں ـــــ حارث اور اس کے ساتھیوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے سخت خوف محسوس ہوا اور انہیں اپنے جاسوس کے مارے جانے کی بھی خبر ملی ـــــ عربوں میں سے جو لوگ اس کے لشکر میں شامل تھے، وہ بھی بکھر گئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مریسیع پہنچ کر جنگ کے لیے صحابہ کرام کی صف بندی کی۔ آپ نے

☆ مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا اور

☆ انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

پہلے کچھ دیر تیر اندازی ہوتی رہی۔ پھر آپ نے صحابہ کو حکم دیا اور انہوں نے ایک دم اس طرح حملہ کیا کہ جیسے ایک آدمی کا حملہ تھا۔ ان کے دس آدمی مارے گئے اور باقی قید کر لیے گئے ـــــ یہ قیدی سات سو سے زیادہ تھے۔ عورتوں، بچوں اور مردوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کے چوپائے، اونٹ، گائے، بکریاں ہانک لائے ـــــ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شہید ہوا۔

اس غزوہ میں تیمم کی آیت نازل ہوئی ہے اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بعض سفروں میں گئے ـــــ اس غزوہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ افک ہوا ہے۔ اس کی ابتداء یہ ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گر گیا تھا ـــــ کہا گیا ہے کہ اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار دو بار گرا ہے۔ اس لیے دو مختلف قصے ہیں۔ جیسا کہ ان دونوں قصوں کے سیاق سے ظاہر ہے ـــــ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میرے ہار کا امر جو کچھ تھا، وہ تھا اور اہل افک نے جو کچھ کہا، وہ بتایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوسرے غزوہ میں گئی، میرا ہار پھر گر گیا۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور آپ کی وجہ سے ہار ڈھونڈنے کے لیے آدمی بھی بیٹھ گئے۔ مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ''اے میری بیٹی! تو ہر ایک سفر میں لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث ہو جاتی ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے تیمم کے بارے میں رخصت نازل کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''میری بیٹی تو ضرور مبارک ہے۔''

اس غزوہ میں ابن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے کہا کہ ہم جب مدینہ کی طرف لوٹ جائیں گے تو مدینہ سے اس شخص کو جو زیادہ عزیز ہے، زیادہ ذلیل شخص ضرور نکال دے گا (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے مدینہ سے نکال دیں گے ـــــ ابن ابی کی یہ بات حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نہایت ضابط اور صاحب حفظ تھے سنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کے حضور میں گوش گزار کیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں سے اس بارے میں دریافت فرمایا ـــــ آنحضرت نے حلفیہ کہا کہ ہم نے ایسا نہیں کیا ـــــ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی منافقت کو ظاہر فرما دیا۔ اذا جاء ك المنافقون ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن ارقم سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچا کیا۔''

اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے اٹھارہ دن باہر رہے۔

غزوہ خندق/غزوہ احزاب:

احزاب، حزب کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں گروہ، جماعت ـــــ اس غزوہ کا نام غزوہ احزاب اس لیے ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے کئی گروہوں نے مشترکہ طور پر لشکر کشی کی۔ ان میں قریش، غطفان، یہود اور وہ لوگ تھے جو ان کے ساتھ تھے۔

☆ قریش کا امیر لشکر ابو سفیان بن حرب تھا۔

☆ غطفان کا امیر عینہ بن حصن بنی فرازہ میں تھا۔

☆ بنی المرہ میں حارث بن عوف المری امیر تھا۔

اس غزوہ کا نام غزوہ خندق اس لیے ہے کہ مسلمانوں نے مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی اور مدینہ میں رہ کر کافروں کا سامنا کیا۔ خندق کھودنا اہل عرب میں نہیں تھا۔ اس کا مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا۔ انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم فارس والوں کا جنگ کا یہ طریقہ ہے کہ جس وقت دشمن ہمارا محاصرہ کرتے، ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے۔''

عرب والوں کے لیے یہ ایک نئی بات اور قابل عمل تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پسند فرمایا اور خندق کھودنے کے لیے حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں سورہ احزاب میں صدر کو نازل فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں اپنا ارشاد یاایھا الذین امنوا اذکرو انعمة الله علیکم .... قویا عزیزا تک نازل فرمایا ـــــ صدر کا نام اس لیے رکھا کہ باقی سورۃ جو اس کے علاوہ ہے، یہ اس سے مرتفع ہے کہ اس صدر میں مومنوں کے فضل اور ان کے ثبات اور منافقین کی خباثت اور ان کی دشمنی پر دلالت کرتا ہے ـــــ ''مصباح'' میں ہے کہ صدر مجلس اس کی اونچی جگہ ہے۔

اس غزوہ کی تاریخ میں اختلاف ہے۔

☆ ماہ شوال ہجرت کے چوتھے سال میں ـــــ (موسیٰ بن عقبہ)

☆ ماہ شوال ہجرت کے پانچویں سال میں ـــــ (ابن اسحاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کم عمری کے باعث رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

انہیں جنگ احد میں شامل ہونے سے منع فرما دیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی ــــ لیکن غزوہ خندق میں شامل ہونے کی اجازت فرما دی تھی کہ اس وقت وہ پندرہ برس کے ہو گئے تھے ــــ ان دونوں غزوات کے درمیان ایک سال ہے ــــ غزوہ احد ۳ ہجری میں ہوا ــــ اس حساب سے غزوہ خندق ہجرت کے چوتھے سال میں ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ خیبر سے یہودیوں کا ایک گروہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچا اور انہیں یقین دلایا کہ ہم آئندہ تمہارے ساتھ ہوں گے تاکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا جائے ــــ قریش اس پر رضامند ہو گئے اور یہود سے وعدہ کیا کہ ہم فلاں وقت میں تمہارے ساتھ جائیں گے ــــ پھر وہ یہود قریش سے غطفان کے پاس آئے۔ غطفان جو قیس غیلان سے ہیں، انہوں نے غطفان کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کے لیے اکسایا اور انہیں یہ بھی بتایا کہ قریش بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

دونوں لشکروں کی تعداد کے بارے میں دو روایتیں ہیں:

☆ مشرکین دس ہزار اور مسلمان تین ہزار تھے ــــ (ابن اسحاق)

☆ مشرکین چار ہزار مسلمان ایک ہزار تھے ــــ (فتح)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ چھتیس گھوڑے تھے ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کی کھدائی کے لیے خود بھی کام کیا اور تکلیف اٹھائی تاکہ مسلمانوں کو اجر و ثواب کے لیے شوق اور تحریک ہو۔ آپ نے اور مسلمانوں نے خندق کھودنے میں کمال کوشش کی ــــ اس عمل میں منافقین شامل نہیں ہوئے اور ضعف کا اظہار کر کے مسلمانوں کو چھوڑ دیا۔

بخاری شریف میں غزوہ خندق کا ذکر:

(۱) صحیح بخاری میں سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خندق میں تھے۔ دوسرے صحابہ کرام خندق کھودتے تھے اور ہم اپنے کندھوں اور پیٹھ پر مٹی اٹھاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللھم لاعیش الا عیش الآخرۃ فاغفر للمھاجرین والانصار

''اے میرے اللہ! دنیا کی کوئی عیش دائمی نہیں لیکن آخرت کی عیش جسے ہمیشگی ہے، تو مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما۔''

(۲) بخاری کے بعض نسخوں میں یہ ہے کہ ہم خندق کی مٹی اپنے جگر پر اٹھاتے تھے۔ مراد یہی ہے کہ پہلو پر رکھتے تھے ــــ چونکہ جگہ پہلو سے ملا ہوا ہے، اس لیے جگر اٹھانے کو کہا ہے۔

(۳) بخاری ہی کی تیسری حدیث حمید علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے ہیں۔ صبح کا وقت اور سردی کا موسم ہے ــــ انصار مہاجرین کے غلام نہیں تھے کہ ان کے لیے خندق کھودتے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تکلیف اور بھوک دیکھی تو فرمایا:

Marfat.com

اللھم لاعیش الاعیش الآخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ

صحابہ کرام جو مہاجرین اور انصار سے تھے، انہوں نے آپ کے جواب میں عرض کیا:

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد مابقینا ابدا

''یعنی ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہم باقی رہیں گے ہمیشہ جہاد کریں گے''۔۔۔۔ ابن بطال نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اللھم لاعیش الاعیش الآخرۃ ابن رواحہ صحابی کا قول ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ تمثیل فرمائی تھی۔

(۴) حارث بن ابی اسامہ کے نزدیک طاؤس بن کیان مانی۔ تابعی کی مرسل حدیث ہے جس میں اس جز کے آخر میں یہ زیادہ لکھا ہے:

والعن آلھی تمضلا والقارۃ ھم کلونا لبنقل الحجارۃ

''اے اللہ! عضل اور قارہ پر لعنت بھیج کہ انہوں نے ہمیں پتھر اٹھانے کی تکلیف دی ہے۔''

(۵) بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ میں نے یوم احزاب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خندق کی مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ مٹی کے غبار نے آپ کے بطن مبارک کی جلد مجھ سے چھپا دی تھی۔ آپ کے شکم مبارک پر کثیر بال تھے۔[۲۶۶] میں نے سنا کہ آپ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے رجز پڑھ رہے ہیں، مٹی اٹھا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں:

اللھم لولا انتما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

''اے میرے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم تیرے نام پر صدقہ دیتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔۔۔۔''

ایک اور روایت میں تصدقنا کی جگہ لفظ صمنا آیا ہے یعنی ''نہ ہم روزہ رکھتے اور نہ نماز پڑھتے۔''

فانزل سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

''اے اللہ! تو ہم پر سکینہ نازل فرما کہ ہمارے دلوں کو قرار ہو۔ اگر ہم دشمن سے جنگ کریں تو ان کے مقابلہ میں ہمیں ثابت قدم رکھ یعنی ہمارے قدموں کو قوی کرتا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی جگہ جمے رہیں۔''

ان الاولی قدر غبوا علینا وان ارادو فتنہ ابینا

ان لوگوں نے جو گروہ در گروہ ہیں، ہمیں ڈرایا ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے جنگ کے لیے رغبت کی ہے اور اگر ان لوگوں نے فتنہ کا ارادہ کیا ہے تو ہم نے انکار کیا ہے کہ نہ فتنہ کریں گے اور نہ اس فتنہ سے بھاگیں گے۔۔۔۔ اگر ابینا کی بجائے لفظ اتینا کہا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ ان لوگوں نے جنگ کا ارادہ کیا ہے تو ہم بھی آگئے اور اپنے دشمن پر یہ سب کیا۔۔۔۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ان اشعار کو پڑھتے وقت آپ آخر میں اپنی آواز کو کھینچتے تھے۔

---

۲۶۶ صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر بال کثیر نہیں تھے اور نہ ہی شکم مبارک پر۔۔۔۔ بلکہ سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی اور وہ مجتمع تھی، بکھری ہوئی نہیں تھی۔ چنانچہ وہ بال باریک ہونے کے باوجود کثیر تھے۔

Marfat.com

(۲) بخاری کی روایت میں یہ ہے:

ان الاولی قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنہ ابینا

سلیمان التیمی کی حدیث میں جو ابی عثمان الہندی سے ہے، یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کی ابتداء میں فرمایا:

بسم اللہ لہ وبہ بدینا ولو عبدنا غیرہ شقینا

حبذا ربا وحبذدینا

''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ہم آغاز کرتے ہیں۔ نہ اپنی قوت اور طاقت سے۔ اگر اس اللہ کی غیر کی ہم عبادت کریں گے تو ہمیں شقاوت ہوگی۔ کیا اچھا وہ رب ہے اور کیا اچھا ہمارا دین ہے۔''

غزوہ خندق میں معجزات:

خندق کھودنے میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی نشانیوں سے بہت سی نشانیاں واقع ہوئی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ یوم خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے۔ پتھر کا ایک سخت قطعہ نکل آیا ـــــ جو اصحاب خندق کھود رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

''خندق میں سخت پتھر کا قطعہ ظاہر ہوگیا ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھے ہوئے تھے ـــــ اور ہماری یہ حالت تھی کہ تین دن سے ہم نے کوئی شے چکھی نہ تھی، پیٹ بھر کھانا کہاں میسر ہوتا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کدال لیا اور اس پتھر پر مارا۔ وہ پتھر ریت کی طرح بکھر گیا۔

ایک اور روایت میں اھیل کی جگہ لفظ اھیم آیا ہے۔ اھیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی میں کہا گیا ہے۔ فشاربون شرب الھیم ـــــ اس سے وہ ریت مراد ہے جسے کوئی پانی سیراب نہیں کرسکتا۔

امام احمد اور نسائی نے اس قصہ کو براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خندق کھودنے کے لیے حکم فرمایا۔ کھدائی کے دوران خندق میں ایک ایسا عظیم پتھر ظاہر ہوا جس پر کدال اثر نہیں کرتا تھا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ تشریف لائے اور کدال لیا۔ آپ نے

☆ بسم اللہ کہہ کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ اس کا تیسرا حصہ بکھر آگیا ـــــ آپ نے فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام ـــــ یعنی مجھے ملک شام اور خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ واللہ میں اس گھڑی شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔

☆ پھر دوسری بار کدال مارا اور اس پتھر کا دوسرا ثلث کاٹ دیا۔ آپ نے فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح فارس ـــــ یعنی مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں۔ واللہ اس وقت میں مدائن کا سفید محل

Marfat.com

دیکھ رہا ہوں۔

☆ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی، باقی پتھر بھی کٹ گیا۔ آپ نے فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن ــــــ مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ واللہ میں اس وقت اپنی اس جگہ پر صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے وہ نشانی ہے جو صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ یوم خندق میں قلیل کھانا کثیر ہو گیا۔

خندق کی کھائی میں جتنا عرصہ لگا، اس بارے میں مختلف روایتیں ہیں:

☆ اصحاب خندق کے کام میں بیس راتوں کے قریب ٹھہرے رہے ــــ (موسیٰ بن عقبہ)

☆ چوبیس دن ــــ (واقدی) ☆ پندرہ دن ــــ (نووی)

☆ اصحاب نے خندق کھودنے میں ایک ماہ قیام کیا ــــ (ابن القیم)

خندق کی کھدائی کے بعد صف آرائی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خندق کھودنے سے جب فارغ ہو گئے تو مشرکین کا لشکر آیا۔ قریش جہاں سیلاب جمع ہوتے ہیں، اپنے دس ہزار حلیفوں اور بنی کنانہ، تہامہ کے جو لوگ ان سے مل گئے، ان میں اترے ــــ عیینہ بن حصن غطفان اور اہل نجد کے ان لوگوں کے ساتھ احد کی جانب اترا جو اس کے تابع تھے ــــ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں میں سے جو آپ کے ہمراہ گئے تھے، سب نے اپنی پیٹھ سلع پہاڑ کی طرف کر دی ــــ آپ کے ساتھ تین ہزار جانباز تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لشکر وہاں قائم کیا اور خندق آپ کے اور مشرکین کے درمیان رہی۔

☆ مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور

☆ انصار کا جھنڈا حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

بنی قریظہ کی بدعہدی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بنی قریظہ کے فتنہ کا خوف ذریت پر تھا ــــ اس لیے آپ حراست کرنے والوں کو مدینہ کی طرف بھیجا کرتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دشمن حیی بن اخطب صبح اپنی جگہ سے نکلا اور کعب بن اسد القرظی جو صاحب پیمان اور عہد بنی قریظہ تھا، اس کے پاس آیا ــــ کعب نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی قوم کے لیے صلح کر لی تھی اور وعدہ کیا تھا ــــ کعب نے حیی پر اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا اور اس کے لیے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا:

''اے حیی! تو منحوس آدمی ہے۔ چلا جا ــــ میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد کیا ہے۔ میرے اور ان

Marfat.com

کے درمیان جو عہد ہے، میں اس عہد کو توڑنے والا نہیں ہوں۔ میں نے آپ جیسا صدق و وفا میں نہیں دیکھا۔"

حیی نے کعب سے کہا:

"تیری خرابی اور ہلاکت ہو تو قلعہ کا دروازہ کھول دے۔"

حیی دروازہ کھلوانے کے لیے اصرار کرتا رہا، اڑا رہا یہاں تک کہ کعب کو حیی کے لیے دروازہ کھولنا پڑا۔ حیی نے کعب سے کہا:

"تیری ہلاکت ہو، میں تیرے پاس زمانہ کی عزت کو لایا ہوں۔ وہ عزت قریش ہیں۔ میں نے انہیں سیلابوں کے جمع ہونے کی جگہ پر اتارا ہے ـــــ قریش کے علاوہ غطفان بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ معاہدہ کیا ہے کہ ہم اپنی جگہ سے نہیں ٹلیں گے۔ یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا استیصال کر دیں گے۔"

حیی اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ کعب نے اپنا عہد توڑ دیا اور اس کے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان جو پیمان تھا، وہ اس سے بری ہو گیا۔

بنی قریظہ کی غداری کی تصدیق:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یوم الاحزاب میں میں اور عمرو بن ابی مسلمہ عورتوں کے ساتھ حسان کے سنگ بستہ قلعہ میں تھے ـــــ یکایک میں نے اپنے والد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار بنی قریظہ کی طرف جاتے ہیں اور آتے ہیں۔ وہ دو یا تین بار گئے اور آئے جبکہ میں حسان کے قلعہ سے اپنے مکان کی طرف پلٹ کے گیا۔ میں نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

"اے بابا! میں نے آپ کو جاتے آتے دیکھا۔"

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"میرے پیارے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھا؟"

میں نے کہا ـــــ "ہاں میں نے دیکھا۔"

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون شخص بنی قریظہ کے پاس جا کر ان کی خبر لاتا ہے۔ میں بنی قریظہ کی خبر لینے گیا تھا جبکہ میں پلٹ کے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین کو جمع کیا اور فرمایا **فداك ابی و امی** ـــــ میرا باپ اور ماں تجھ پر فدا ہوں۔" [۲۶۷]

اصحاب مغازی کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خبر پہنچی تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، ابن رواحہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تاکہ خبر کو پہچانیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے احوال کے بارے میں جو خبر ملی تھی، صحابہ کرام نے انہیں اس خبر سے اخبث احوال پر پایا۔ ان لوگوں نے کہا:

---

۲۶۷ اس حدیث کی روایت شیخین نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

''رسول اللہ کون ہیں؟''

اور وہ لوگ آپ کے پیمان اور عہد سے بری ہو گئے۔ پھر دونوں سعد اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خبر کے لیے گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

''جیسا غدر عضل اور قارہ نے اصحاب رجیع (یعنی خبیب اور ان کے ساتھی) کے ساتھ کیا تھا، وہ غدر انہوں نے کیا ہے۔''

اس خبر کے پہنچنے سے بلاعظیم ہو گیا اور خوف شدید ہو گیا کہ مسلمانوں کا دشمن ان کے فوق سے آیا یعنی مشرق کی طرف سے اعلیٰ وادی سے غطفان آئے ____ اور مغرب کی جانب سے اسفل وادی سے قریش آئے۔ یہاں تک کہ مومنوں نے ہر قسم کا گمان کیا یعنی نصرت و یاس کا گمان کیا۔

منافقین کی راہ فرار:

بعض منافقین سے نفاق ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

و اذیقول المنافقون ، الذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غروراً ____

منافقین اور جن لوگوں میں ضعف اعتقاد تھا، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نے کامیابی اور دین کی بلندی کا جو وعدہ فرمایا ہے، وہ وعدہ باطل ہے ____ منافقین اور جن لوگوں میں ضعف اعتقاد تھا، ان کے نفاق کا اس آیت شریفہ میں اجمال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل اپنے اس ارشاد میں فرمائی۔ **وقال رجال ممن معہ یا اھل یثرب لامقام لکم** ____ ان مردوں میں سے جو آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ اہل یثرب! تمہارے لیے نہ ٹھہرنا ہے اور نہ جگہ ہے۔ **فارجعوا** تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔

اوس بن قیظی نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے مکانات غیر مضبوط ہیں۔ ہم دشمن سے ان مکانوں پر خوف کرتے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنے مکانوں کو لوٹ جائیں۔ وہ مدینہ سے خارج ہیں۔''

ان کی غرض جنگ سے فرار تھا۔

جنگ کا آغاز:

ابن عایذ نے کہا ہے کہ نوفل بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی اپنے گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے ارادے سے آیا۔ اس نے چاہا کہ اپنے گھوڑے کو خندق پار کرائے لیکن وہ خندق میں گر پڑا ____ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا تھا ____ مشرکین پر نوفل کا مر جانا عظیم ہوا ____ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ کہلا کر کسی کو بھیجا:

''ہم نوفل کی دیت آپ کو اس شرط پر دیتے ہیں کہ آپ نوفل کی لاش کو ہمیں دے دیں، ہم اسے دفن کر دیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کو جواب دیا:

''نوفل خبیث تھا، کافر مرا۔ وہ خبیث الدیت ہے (یعنی اس کی دیت حلال نہیں ہے) اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کی دیت پر

Marfat.com

لعنت کی ہے ___ اور ہم تمہیں اسے دفن کرنے سے نہیں روکتے، ہمیں اس کی دیت کی حاجت نہیں۔"

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان خندق پر ٹھہرے کہ ان کے دشمن ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور ان کے درمیان قتال نہیں تھا مگر تیر اندازی جاری تھی۔ ایک جگہ سے خندق کا پاٹ قدرے کم تھا۔ ایک عرب پہلوان عمرو بن عبدود العامری اور اس کے ساتھیوں عکرمہ، ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی اور ضرار بن الخطاب نے اپنے اپنے گھوڑے وہاں سے مسلمانوں کی طرف ایڑ لگا کر لے گئے۔ یہاں کے خندق اور سلع پہاڑ کے درمیان شورہ دار زمین میں اترے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو سے جنگ کی اور اسے ہلاک کر دیا۔

☆ نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ لڑنے کے لیے نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

باقی اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھ کر بھاگ گئے ___ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر لگا جس سے ان کی شہ رگ کٹ گئی۔ یہ تیر ابن العرقہ بن عامر ابن لوی نے مارا تھا۔ اس نے تیر مارتے ہوئے کہا:

"مجھ سے یہ تیر لے اور جان لے کہ میں ابن العرقہ ہوں۔"

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

عرق اللہ وجهك فی النار

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عرق اللہ وجهك فی النار

پھر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

"یااللہ! اگر تو نے قریش کی جنگ کچھ باقی رکھی ہے تو مجھے اس کے لیے باقی رکھ ___ جس قوم نے تیرے رسول کو تکلیف دی اور تیرے رسول کو جھٹلایا، مجھے اس قوم سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں جس کے ہمراہ میں جہاد کروں۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انیس (۱۹) راتیں ٹھہرے رہے ___ حضرت نعیم بن مسعود الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگی حکمت کے پیش نظر حیلہ کیا۔ اپنا اسلام چھپا کر دشمن کے لشکر میں چلے گئے اور ایک گروہ کو دوسرے سے گمراہ کر دیا اور یوں ان میں پھوٹ پڑ گئی ___ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد الحرب خدعة قریش، قریظہ اور غطفان کے کلمات باہم مختلف ہو گئے۔ ایک نے کچھ کہا، دوسرے نے کچھ کہا اور سب ایک بات پر متفق نہ رہے۔

اللہ کی نصرت:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے لیلۃ الاحزاب میں اپنے آپ کو ایسے حال میں دیکھا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہمارے اوپر تھے اور بنی قریظہ ہمارے پچھلی طرف تھے۔ ان سے ہمیں اپنے بال بچوں کا خوف تھا ___ اور اس رات ہم پر کوئی رات اس رات سے زیادہ تاریک اور زیادہ آندھی نہیں آئی ___ منافقین عذر بہانے تراش کر

Marfat.com

ساتھ چھوڑ گئے تھے اور آپ کے ساتھ تین سو حضرات تھے ـــــ میں بھوک، سردی اور خوف سے اپنے زانو پر بیٹھا ہوا تھا ـــــ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا:

''تم جاؤ اور مشرکوں کی خبر لاؤ''

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے میری سردی اور خوف کو دفع کر دیا۔ میں ان کے لشکر میں داخل ہوا۔ یکا یک میں نے لشکر میں تند و تیز ہوا پائی جو ان کے لشکر سے ایک بالشت تجاوز نہیں کرتی تھی یعنی وہ ہوا ان کے لشکر سے باہر نہیں جاتی تھی بلکہ لشکر ہی میں چل رہی تھی ـــــ جب میں وہاں سے لوٹا تو میں نے اپنے راستہ میں سواروں کو دیکھا۔ ان سواروں نے مجھ سے کہا:

''تم اپنے صاحب کو خبر کر دو کہ اللہ نے آپ کو مشرکین سے ہوا اور لشکروں سے کفایت کی۔''

ایک دوسری روایت میں مزید یہ ہے کہ ابوسفیان کہہ رہا تھا:

''اے لشکر قریش! جس مقام پر تم نے پڑاؤ ڈالا ہے، یہ تمہارے ٹھہرنے کے قابل نہیں ـــــ یہاں تمہارے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے ـــــ ہمارا بنی قریظہ سے اختلاف ہو گیا ہے۔ انہوں نے جنگ سے انکار کر دیا ہے ـــــ اور جو کچھ تم اس ہوا سے دیکھ رہے ہو، ہم نے وہ دیکھا کہ نہ ہماری ہنڈیا چولہوں پر ٹھہرتی ہے اور نہ ہی آگ جلتی ہے ـــــ لہٰذا تم کوچ کرو ـــــ میں بھی کوچ کر رہا ہوں۔''

اتنا کہہ کر ابوسفیان اپنے اونٹ پر کود کے بیٹھ گیا۔ ابھی اونٹ کے ہاتھ کی رسی بندھی ہوئی تھی کہ ابوسفیان اونٹ پر قائم ہو گیا ـــــ اس رات جو ہوا چلی، اس نے ان کے خیموں کی میخیں اکھاڑ ڈالیں۔ ان کے ڈیرے ان پر گرا دیئے۔ ان کی ہانڈیاں چولہوں پر اوندھی ہو گئیں۔ ان پر وہ مٹی اڑائی کہ الامان! ان پر کنکریاں برسیں۔ ایک نفانفسی اور افراتفری کا عالم تھا، جانور رسیاں تڑوا کر بھاگ رہے تھے اور اپنے ہی لشکریوں کو روندتے کچلتے بھاگتے چلے گئے ـــــ مشرکین نے اپنے لشکر کے اطراف میں تکبیر اور ملائکہ کے ہتھیاروں کی آواز سنی ـــــ مشرکین نے اسی رات بھاگتے ہوئے کوچ کیا اور اپنے سامان سے جو شے انہیں بوجھ لگتی تھی، اسے چھوڑ دیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا

''ہم نے احزاب پر باد صبا اور ایسے لشکر بھیجے کہ تم نے نہیں دیکھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں:

(۱) بخاری میں عبداللہ بن اوفی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے احزاب پر بددعا فرمائی۔ وہ دعا یہ ہے:

اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم وزلھم

''اے میرے اللہ! اے قرآن نازل کرنے والے! اے حساب میں تیزی کرنے والے! ـــــ احزاب کو بھگا دے ـــــ

Marfat.com

یااللہ! تو ان مشرکوں کو بھگا دے اور انہیں متزلزل کر دے کہ جنگ کے وقت ثابت قدم نہ رہیں۔"

(۲) احمد نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے یوم خندق میں عرض کیا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ کچھ دعا کرتے ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ ہمارے قلوب ہمارے حلقوم میں پہنچ گئے ہیں۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک میں دعا کرتا ہوں: اللھم استر عوراتنا وآمن روعاتنا ــــ

یااللہ! ہمارے عیبوں اور ہماری خطاؤں اور جس چیز کا اظہار ہمیں برا لگتا ہے تو اسے چھپا دے ــــ اور ہمارے خوف کو امن دے۔"

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کے چہروں پر ہوا کو مارا، ہوا نے ان کے منہ پھیر دیئے۔

(۳) ابن ظفر کے ینبوع میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

یاصریخ المکروبین یا مجیب المضطربین اکشف ھمی وغمی وکربی فانک تری مانزل بی وبا صحابی

آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو یہ بشارت دی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان لوگوں پر آندھی اور لشکروں کو بھیجتا ہے (وہ ملائکہ ہیں) ــــ آپ نے اپنے اصحاب کو اس کی اطلاع کی اور آپ نے دونوں ہاتھ ایسے حال میں اٹھائے کہ آپ شکراً شکراً فرما رہے تھے۔

(۴) بخاری شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم الخندق میں یہ دعا فرمائی:

ملاء اللہ بیوتھم وقبورھم نارا

"اے اللہ! مشرکین کے مکانوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔"

دوران جنگ جو نماز قضا ہوئی:

مشرکین نے آپ کو عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا ــــ صحیح مسلم میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ آپ کو مشرکین نے عصر کی نماز سے روکا یہاں تک آفتاب سرخ ہو گیا ــــ یا راوی نے یہ کہا ہے کہ آفتاب زرد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مشرکین نے صلوٰۃ وسطیٰ سے ہم کو روک رکھا ــــ گویا نماز کا وقت بالکل خارج نہیں ہوا تھا ــــ شیخ تقی الدین بن الدقیق العید نے کہا کہ نماز سے روک دینے کی انتہاء آفتاب کی سرخی یا زردی تک ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ یوم خندق میں آئے اور مشرکین قریش کو برا کہنے لگے اور کہا:

Marfat.com

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قریب نہ تھا کہ میں نماز عصر پڑھوں۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوگیا۔'' (یعنی غروب کے وقت میں نے نماز پڑھی۔)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''واللہ! میں نے نماز عصر نہیں پڑھی۔''

ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطحان میں اترے۔ آپ نے وضو کیا، ہم نے بھی نماز کے لیے وضو کیا۔ غروب آفتاب کے بعد آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور عصر کی نماز کے بعد مغرب کی نماز ادا فرمائی ــــ یہ امر کہ مغرب سے پہلے نماز نہیں پڑھی گئی، یہ امر اسباب نماز کے اشتغال کی وجہ سے ہو یا اسباب نماز کے غیر کے سبب ہو۔ جیسے دشمن کے پلٹنے کا خوف غروب سے پہلے ہو۔

اس مشہور روایت کے مطابق سوا عصر کے کوئی نماز فوت نہیں ہوئی جبکہ:

☆ ظہر اور عصر دونوں وقت کی نمازیں فوت ہوگئیں۔ (موطا)

☆ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یوم خندق میں چار نمازیں نہیں پڑھنے دیں۔

(عبداللہ ابن مسعود۔ ترمذی شریف)

ابن العربی نے کہا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ جو نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں پڑھی، وہ صرف عصر کی نماز ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ان روایات کے درمیان اکٹھا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جنگ خندق کئی دن تک رہی ــــ اور یہ امر کہ مسلمانوں نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی یا ظہر وعصر دونوں وقتوں کی نماز نہیں پڑھی، یہ امر بعض دنوں میں ہوا ــــ اور چار نمازوں کی تاخیر بعض دنوں میں ہوئی ہو۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غروب آفتاب تک نماز عصر کی تاخیر کی۔ اس تاخیر کے یہ اسباب ہوسکتے ہیں:

☆ یہ امر صلوٰۃ خوف کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔

☆ آپ نے یہ نماز جان بوجھ کر تاخیر کی کہ آپ دشمن کے ساتھ مشغول تھے۔

☆ آپ نے نسیان کی وجہ سے تاخیر کی ہو کہ آپ دشمن کے ساتھ مشغول تھے۔

نماز خوف کے نازل ہونے سے پہلے یہ امر نماز میں تاخیر کا عذر ہوگا لیکن دشمن اور جنگ کی وجہ سے آج کے دن (یوم خندق) نماز کا وقت ہونے پر نماز کی تاخیر جائز نہیں ہے بلکہ نماز خوف تو موجودہ صورت حال کے مطابق ادا کی جائے گی۔

صلوٰۃ وسطیٰ کے تعین میں اختلاف:

صلوٰۃ وسطیٰ سے کونسی نماز مراد ہے۔ اس میں اختلاف کیا گیا ہے ــــ اس بارے میں حافظ دمیاطی نے ایک مفرد تالیف جمع

Marfat.com

کی ہے جس کا نام

"کشف المغطیٰ عن الصلوٰۃ الوسطیٰ"

رکھا ہے۔ اس میں انیس (۱۹) قول ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ ـــــ نماز صبح ہے یا نماز ظہر ـــــ یا نماز عصر ہے یا نماز مغرب ـــــ یا جمع نمازیں ہیں ـــــ اس لیے ارشاد باری تعالیٰ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ پر اظہار خیال کیا گیا ہے ـــــ اس لیے کہ یہ فرمان الٰہی فرائض اور نوافل کو شامل ہے کہ وسطیٰ کو صلوٰۃ پر عطف کیا ہے۔ (حافظ ابن البر)

☆ یا پھر صلوٰۃ جمعہ ہے کہ جمعہ میں مسلمانوں کا اجتماع اور خطبہ ہوتا ہے ـــــ وسطیٰ سے مراد جمعہ ہے۔ قاضی حسین نے اپنی تعلیقات "کتاب صلوٰۃ الخوف" میں اسے صحیح کہا ہے۔

☆ یا عام دنوں میں ظہر کی نماز ہے اور جمعہ کے دن نماز جمعہ ـــــ یا نماز عشا ہے کہ عشا کی نماز ان دو نمازوں کے درمیان ہے جو قصر نہیں کی جاتی ہیں ـــــ ۲۶۸ (ابن التین، قرطبی)

☆ یا صبح اور عشا دونوں وقتوں کی نمازیں ہیں۔ ۲۶۹ (امام واحدی)

☆ یا صبح اور عصر دونوں وقت کی نمازیں ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان دونوں کے بارے میں قوی دلیلیں ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نماز وسطیٰ ہے ـــــ ظاہر قرآن شریف صبح کی نماز ہے اور سنت کی نص عصر ہے۔

☆ یا صلوٰۃ وسطیٰ، صلوٰۃ جماعت یا وتر ہیں ـــــ یا صلوٰۃ الخوف ہے ـــــ یا صلوٰۃ عیدالاضحیٰ ہے ـــــ یا صلوٰۃ عیدالفطر ہے ـــــ یا پانچ نمازوں میں سے ایک نماز غیر معین ہے ـــــ یا صبح کی نماز ہے ـــــ یا عصر کی نماز ہے۔

یہ قول سابق کے قول کے مخالف ہے یا تعین میں توقف کیا جانا بہتر ہے۔ اس لیے کہ ہر ایک کے وقت کی دلیلوں میں تعارض ہے اور ترجیح دشوار ہے۔

غزوہ خندق قریش کی آخری جنگ:

ذیقعد میں سات راتیں باقی رہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے چار شنبہ کے دن واپس تشریف لائے ـــــ آپ نے خندق میں پندرہ دن قیام فرمایا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا:

"قریش اس سال کے بعد تمہارے ساتھ ہرگز ہرگز قتال نہ کریں گے۔"

اس ارشاد عالی میں علامات نبوت سے ایک علامت ہے۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس سنہ میں قریش نے آپ کو بیت اللہ سے روک دیا تھا، عمرہ کا ارادہ فرمایا تھا اور قریش کے درمیان صلح ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس

---

۲۶۸ اکحل وسط وزاع میں ایک رگ ہے ـــــ خلیل نے کہا ہے کہ اکحل حیات کی رگ ہے ـــــ ہر عضو میں اکحل کا ایک شعبہ ہے ـــــ ہاتھ میں جو رگ ہے، وہ اکحل ہے ـــــ پیٹھ میں جو رگ ہے، وہ ابہر ہے ـــــ ران میں جو رگ ہے، وہ نساء ہے ـــــ جس وقت وہ رگ کٹ جاتی ہے تو خون نہیں رکتا۔

۲۶۹ نماز عشاء سونے کے وقت واقع ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی محافظت کے لیے حکم کیا گیا ہے۔

Marfat.com

عہد کو توڑ ڈالا ____ عہد کا یہ توڑنا فتح مکہ کا سبب بنا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، ایسا ہی ہوا۔

دوسری روایت جو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس کے بعد قریش تم سے کبھی جنگ نہ کریں گے لیکن تم ان سے جنگ کرو گے۔''

غزوہ بنی قریظہ:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام یوم چہار شنبہ کو مدینہ میں داخل ہوئے اور اپنے ہتھیار رکھ دیئے ____ غزوہ بنی قریظہ کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں:

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام استبرق کا عمامہ باندھے ہوئے بغلہ شہبا پر سوار تھے جس پر دیباج قطفہ تھا یعنی دیبا کی چادر تھی۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے اور ہتھیار رکھ دیئے، غسل فرمایا۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں ____ واللہ ہم نے ہتھیار نہیں رکھے، آپ مشرکین کی طرف جائیں۔ یہ کہہ کر بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ (بخاری شریف)

☆ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں۔ میں ان کی طرف ارادہ کرنے والا ہوں۔ ان کے قلعوں کو ہلا دینے والا ہوں ____ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرنے والے کو حکم دیا، اس نے یوں پکار دیا:

''جو شخص سنتا اور مطیع ہے، وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے۔'' ____ (ابن اسحاق)

☆ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ اٹھئے اور اپنے جسم پر اپنے ہتھیار لگائیے ____ واللہ میں بنی قریظہ کو اس طور پر کچل ڈالوں گا جیسے انڈا صاف پتھر پر کچلا جاتا ہے ____ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن منادی کرنے والے کو بھیجا۔ اس نے یہ ندا کی:

''یاخیل اللہ راکبی ____ اے اللہ کے سوارو! گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔'' ____ (ابن عائذ)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مقدمہ پر بھیجا اور ان کے پیچھے آپ تشریف لے گئے ____ (حاکم، بیہقی)

ابن سعد نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین ہزار صحابہ کرام کے ہمراہ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔ مسلمانوں کے پاس (۳۶) گھوڑے تھے ____ ماہ ذیقعد میں سات دن باقی تھے جب یہ غزوہ ہوا اور چہار شنبہ کا دن تھا۔

آپ نے مدینہ پر ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر فرمایا ____ اور آپ نے زرہ مغفر پہنا، کمان لگائی اور اپنے گھوڑے لحیف پر سوار ہوئے اور بنی قریظہ کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں پر اترے ____ یہاں لشکر والے آ کر آپس میں ملحق ہو گئے ____

Marfat.com

ان میں سے بہت سے صحابہ عشاء آخر کے وقت آئے کہ انہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اس لیے کہ آپ نے روانگی سے پہلے فرمادیا تھا کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں ــــ انہوں نے عصر کی نماز عشا کے بعد بنی قریظہ میں پڑھی ــــ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب میں عیب نہیں لگایا کہ انہوں نے عشا آخر کے بعد عصر کی نماز ادا کی ہے ــــ اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سبب سے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کیونکہ یہ تو آپ کے ارشاد کے عین مطابق تھا۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بعض مسلمانوں کو راستے میں عصر کا وقت آ گیا ــــ بعض نے کہا کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے۔ یہاں تک ہم بنی قریظہ میں آ جائیں گے اور بعض نے کہا، ہم راستہ میں نماز پڑھ لیں گے ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ ارادہ نہیں فرمایا کہ ہم نماز نہ پڑھیں۔ بلکہ آپ کا ارشاد اس غرض سے تھا کہ ہم بنی قریظہ کی طرف جانے میں تیزی کریں۔ یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا گیا، آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں ڈانٹا یعنی نماز پڑھنے والوں اور نماز نہ پڑھنے والوں دونوں گروہوں کو کچھ ملامت نہیں کی کہ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی اور تم نے نماز کیوں پڑھی ــــ

بنی قریظہ کے محاصرے کے بارے میں مختلف روایات ہیں:

☆ پچیس راتیں ــــ (ابن اسحاق)

☆ پندرہ راتیں ــــ (ابن سعد)

☆ انیس راتیں ــــ (ابن عقبہ)

یہاں تک کہ حصار میں ان کی مشقت کی نہایت ہوگئی ــــ وقذف اللہ فی قلوبھم الرعب ۔"اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا"۔

رئیس بن قریظہ کا صلاح مشورہ:

یہود کے رئیس کعب بن اسد نے ان کے روبرو ظاہر کیا کہ تم لوگ ایمان لے آؤ اور ان سے کہا:

"اے گروہ یہود! اس امر سے جو شے تم پر نازل ہوئی، تم اسے دیکھتے ہو اور میں تمہارے سامنے تین خصلتیں پیش کرتا ہوں۔ ان تینوں میں سے جس خصلت کو چاہو اختیار کرو۔"

یہود نے کعب سے پوچھا:

"وہ کیا خصلتیں ہیں؟"

کعب نے کہا:

"ہم اس مرد کے تابع ہو جائیں اور اس کی نبوت کی تصدیق کریں ــــ واللہ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ ضرور نبی مرسل ہے ــــ اور یہ مرد وہی ہے جس کا ذکر تم اپنی کتاب تورات میں پاتے ہو ــــ جب تم یہ امور اختیار کرلو گے تو اپنے خون، اپنے اموال، اپنی اولاد اور اپنی عورتوں پر امن پاؤ گے۔"

Marfat.com

یہود نے اسے اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔ کعب نے یہود سے کہا:

"جس وقت تم نے اس سے انکار کیا تو آؤ ہم تم پہلے اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کو قتل کر ڈالیں ـــــ پھر ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اصحاب کی طرف ننگے پاؤں جائیں اور اپنی تلواریں کھینچتے ہوئے ہوں ـــــ اور اپنے پیچھے کسی قسم کا بوجھ نہ چھوڑیں، پھر جنگ کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان فیصلہ کر دے ـــــ اگر ہم مارے جائیں تو اپنے پیچھے وہ شے نہ چھوڑیں گے جس پر ہمیں کوئی خوف ہو۔"

یہود نے کعب سے کہا:

"اگر تمہارا اس رادے سے بھی انکار ہے تو سنو! آج کی رات شنبہ کی رات ہے ـــــ مجھے یقین ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو اس رات میں ہماری طرف سے اطمینان ہوگا کہ شنبہ کی رات یہود کوئی گڑبڑ نہ کریں گے ـــــ تم لوگ قلعوں سے اترو شاید ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے اصحاب کو غفلت میں جالیں۔"

یہود نے کعب کو جواب دیا:

"اگر ہم ایسا کریں گے تو اپنے شنبہ کو فاسد کریں گے اور ہم وہ نئی بات پیدا کریں گے کہ ہم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے، انہوں نے ایسا نہیں کیا مگر جس نے بھی شنبہ میں کوئی نئی بات پیدا کی تو تجھے پتہ ہے کہ اس کی صورت مسخ ہو گئی اور تجھ سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے۔"

فرمان نبی میں زیادتی پر ابولبابہ کی خود کو سزا:

یہود نے کسی کی زبانی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ ہماری طرف ابولبابہ کو بھیج دیں ـــــ ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذر ہیں، ہم ان سے اپنے بارے میں مشورہ کریں گے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دیا ـــــ

یہود نے جب ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی ان کے گرد کھڑے ہو گئے ـــــ لڑکے اور عورتیں ان کے سامنے رونے لگے۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اس صورتحال پر نرم ہو گیا ـــــ جو مرد ابولبابہ کے پاس آئے تھے، انہوں نے پوچھا:

"اے ابولبابہ! کیا تم مناسب دیکھتے ہو کہ ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حکم سے اپنے قلعوں سے اتر آئیں؟"

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"بے شک مناسب ہے، تم اتر آؤ۔"

اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کا حکم تم لوگوں کے حق میں ذبح ہے۔ ۲۷۰

---

۲۷۰ صحیح حدیث میں ہے کہ صبح اور عشاء کی نماز منافقین پر زیادہ بھاری ہے۔

Marfat.com

ابولبابہ نے کہا:

"واللہ میرے قدم اپنی جگہ پر تھے (یعنی وہاں سے حرکت نہیں کی تھی) کہ مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خیانت کی ـــــ میں اپنے اس کہنے پر نادم ہوا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا ـــــ اور میں یہود کے پاس سے اترا ـــــ میری داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اور آدمی میرے لوٹنے کا انتظار کر رہے تھے ـــــ میں نے قلعہ کے پیچھے سے دوسرا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ مسجد کی طرف آیا۔"

پھر ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں آئے اور اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا اور اپنے دل میں کہا:

"میں اس جگہ سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میں مرجاؤں گا ـــــ یا اللہ اس فعل سے میری توبہ نازل کرے گا جو میں نے کیا ہے ـــــ اور یہ عہد کیا کہ میں بنی قریظہ میں کبھی نہ جاؤں گا اور جس شہر میں میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے، اسے کبھی نہ دیکھوں گا۔"

ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی جبکہ ابولبابہ جس کام سے بھیجے گئے، انہوں نے آ کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کرنا تھی ـــــ لیکن شرمندگی کے مارے وہ حاضر خدمت نہ ہوئے ـــــ یوں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آنے میں بھی دیر کی ـــــ آپ نے فرمایا:

"اگر ابولبابہ میرے پاس آتا تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے مغفرت چاہتا لیکن جس وقت اس نے جو فعل کیا، وہ کیا، میں وہ نہیں ہوں کہ اس کو اس کی جگہ سے رہا کروں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ نازل کرے۔"

راوی نے کہا ہے کہ ابولبابہ چھ راتیں کھجور کے تنے سے بندھے رہے۔ ان کی بیوی ہر نماز کے وقت اور نماز کے لیے کھول دیتی ـــــ پھر وہ اپنی جگہ لوٹ آتے اور ان کی بیوی ان کو اسی تنے سے باندھ دیتی۔ شدید گرمی تھی، نہ کچھ کھاتے تھے، نہ پیتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں بیوی کی بجائے بیٹی لکھی ہے ـــــ اور یہ کہ ابولبابہ انیس (۱۹) راتیں بھاری زنجیر سے بندھے رہے ـــــ اس مشقت میں ان کی سماعت جاتی رہی اور وہ سن نہیں سکتے تھے اور ان کی بینائی بھی متاثر ہوئی ـــــ

عبداللہ بن قسیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ ابولبابہ کی جب توبہ قبول ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے صبح کو سنا کہ آپ ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کی فرحت سے ہنس رہے تھے۔"

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کس بات سے ہنس رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنساتا رہے۔"

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ابولبابہ کی توبہ قبول کی گئی۔''

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا میں ابولبابہ کے پاس نہ جاؤں اور انہیں بشارت نہ دوں'' ـــــ یا یہ کہا کہ ''ابولبابہ کے پاس جاؤں اور انہیں بشارت دوں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک تم جاؤ اور ان کو بشارت دو، اگر تم چاہتی ہو۔''

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں۔ یہ امر اس سے پہلے تھا کہ ازواج مطہرات کا پردہ کیا جائے ـــــ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے ابولبابہ! تمہیں بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کی۔''

یہ سن کر لوگ تیزی سے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تا کہ ان کو کھول دیں۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''واللہ مجھے کوئی شخص نہ کھولے۔ یہاں تک کہ وہ شخص اپنے ہاتھ سے مجھے کھولے کہ وہ رسول اللہ ہی ہوں۔''

آپ کے دست اقدس سے کھلنے میں ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعظیم اور حصول برکت کی امید تھی تا کہ وہ ایسے افعال کی جانب پھر نہ لوٹ سکیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے لیے جب گھر سے نکل رہے تھے، ابولبابہ کو جا کر کھول دیا۔

بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ فرمان الٰہی و آخرون اعترفوا بذنوبھم میں جس شخص کے گناہ کے اعتراف کا ذکر ہے، وہ ابولبابہ ہیں ـــــ اس لیے کہ ابولبابہ نے بنی قریظہ سے کہا، جو کچھ کہا اور اپنے حلق کی طرف اس طور پر اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں ذبح کریں گے۔ اگر تم ان کے حکم پر قلعوں سے اترو گے ـــــ

آپ کے زمانہ میں صحابہ کرام کا اجتہاد:

بنی قریظہ کا جب محاصرہ سخت ہوگیا تو انہوں نے عاجزی کی اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر اپنے قلعوں سے اتریں۔ آپ نے ان کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم بنایا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی اسلم کی رفیدہ نامی عورت کے خیمہ میں رکھا تھا۔ [۲۷۱] یہ عورت زخمیوں کا علاج کرتی تھی ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جب حکم بنایا تو ان کی قوم بنی اوس آئی اور گدھے پر چمڑے کی گدی بچھا کر انہیں بٹھایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسیم مرد تھے۔ پھر بنی اوس ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر

---

۲۷۱ یہی اشارتی بات فرمانِ نبوی میں زیادہ تھی۔

Marfat.com

مسلمانوں کے پاس پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے سید (سردار) کے پاس اٹھ کر جاؤ اور انہیں اتارو۔''

مہاجرین آپس میں کہنے لگے:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے لیے شاید فرمایا ہے۔''

انصار نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد سے عام مسلمانوں کو خطاب فرمایا ہے۔''

حاضرین نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں تمہارے غلاموں کے امر کا حاکم مقرر فرمایا ہے۔ آپ ان کے حق میں فیصلہ فرمائیں۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں ان کے حق میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ مرد قتل کیے جائیں۔ اموال تقسیم کیے جائیں اور ان کی عورتیں اور اولادیں غلام بنا لیے جائیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے ساتھ تم نے ان کے حق میں فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کی بلندی سے نازل ہوتا ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ابن عایذ کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے سعد! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے حق میں تم فیصلہ دو۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''اللہ اور اس کے رسول فیصلہ دینے میں زیادہ حق رکھتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ان کے حق میں حکم کرو۔''

اس قصہ میں یہ مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اجتہاد جائز تھا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہل اصول فقہ نے اختلاف کیا ہے ـــــ مختار مذہب یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں اجتہاد جائز تھا ـــــ آپ کے حضور میں وہ اجتہاد ہوتا یا آپ کے حضور میں نہ ہوتا، دونوں صورتیں برابر ہیں اور مانع بعید نہیں ہوا مگر اس لیے کہ اعتماد کا وقوع اس گمان پر ہے جس کی طرف اجتہاد موِدی مع امکان قطع کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کی وجہ سے۔ لیکن یہ نقصان دہ اس لیے نہیں کہ آپ کو اس کا علم ہو گیا اور اپنے اس اجتہاد کو اس کے حال پر برقرار رکھا اور آپ نے اس اجتہاد پر سکوت فرمایا ـــــ یا اس اجتہاد کے خلاف وحی نازل نہیں ہوئی، لہٰذا وہ اجتہاد باوجود ظنی ہونے کے قطعی ہو جائے گا ـــــ اس لیے کہ اگر وہ اجتہاد

Marfat.com

باطل ہوتا تو ضرور اس کے خلاف وحی آ جاتی ــــ چنانچہ اجتہاد کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ہونا ثابت ہو گیا۔

دمیاطی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پنج شنبہ کے دن ذی الحجہ کی سات راتیں گزری تھیں کہ بنی قریظہ کی طرف سے مدینہ میں تشریف لے آئے۔

بنی قریظہ کے لیے فیصلہ پر عمل درآمد:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کے لیے حکم فرمایا، وہ لوگ مدینہ میں لائے گئے۔ ان کے لیے بازار میں ایک نالی کھودی گئی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے ــــ بنی قریظہ لائے گئے اور ان کی گردنیں ماری گئیں ــــ وہ لوگ چھ سو تا سات سو کے درمیان تھے ــــ دوسری روایت میں ان کی تعداد آٹھ سو اور نو سو کے درمیان بیان کی گئی ہے۔

بی بی ریحانہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ سے اپنے نفس کریمہ کے لیے ریحانہ کو اختیار اور پسند فرمایا اور ان کے ساتھ نکاح فرمایا ــــ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ریحانہ سے ملک یمین کے سبب وطی کرتے تھے یعنی آپ ان کے مالک ہو گئے تھے ــــ اور اثبت قول یہ ہے کہ آپ نے ریحانہ کو آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح فرمایا تھا اور وہ پردہ میں رکھی گئی تھیں۔

بنی قریظہ سے مال غنیمت:

پھر آپ نے مال غنیمت کے لیے ارشاد فرمایا۔ وہ سب اشیاء جمع کی گئیں ــــ پھر سامان اور غلاموں سے خمس نکالا گیا ــــ پھر آپ نے باقی سامان اور غلاموں کے لیے حکم فرمایا ــــ جس چیز یا جس شخص کے لیے آپ نے ارادہ فرمایا، وہ فروخت کیے گئے اور ان کی قیمت مسلمانوں کے درمیان تقسیم کی گئی ــــ یہ تقسیم تین ہزار بہتر (۳۰۷۲) حصوں پر تھی ــــ گھوڑے کے لیے دو حصے اور اس کے سوار کے لیے ایک حصہ نکالا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خمس سے جو سب سے پہلے نکالا گیا تھا، میں سے جو غلام وغیرہ تھے جسے چاہتے آزاد فرما دیتے اور جس کو چاہتے بخش دیتے ــــ اور جس شخص سے خدمت کا ارادہ فرماتے، اس سے خدمت لیتے تھے ــــ اسی طرح سامان میں آپ تصرف فرماتے تھے۔ جو پرانا عام استعمال کا اور گھٹیا ہوتا تو وہ خمس میں آپ کی طرف آ جاتا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخم جاری ہو گیا۔ وہ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہوئے کہ شہید تھے ــــ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

Marfat.com

اللھم انك تعلم انه ليس احد احب الى اجاهد هم فيك من قوم كذبوا رسولك اللهم انى اظن انك قد وضعت الحرب فافجرها واجعل موتى فيها

چونکہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی رگ میں ابن عرفہ نے تیر مارا تھا، وہ کٹ گئی تھی۔ ہاتھ سے سینہ تک ورم بڑھ گیا تھا۔ ان کی دعا سے ہنسلی سے زخم کا خون جاری ہوگیا۔ مسجد میں بنی غفار ۲۷۲ کی ایک عورت کا خیمہ تھا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیمہ میں رکھے گئے تھے۔ جب ان کا زخمی جاری ہوا تو خون نے مسجد والوں کو خوف زدہ کر دیا کیونکہ خون بہنے کا رخ اہل مسجد کی طرف تھا۔ اہل مسجد نے پوچھا:

''اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے کہ تمہاری طرف سے ہماری طرف آ رہا ہے۔''

اچانک انہوں نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ان کا زخم خون بہہ رہا ہے ـــــ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زخم سے اللہ کو پیارے ہوگئے ـــــ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ شہید ہیں۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم جاری ہونے کا سبب یہ ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چت لیٹے ہوئے تھے کہ ایک بھیڑ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئی۔ ان کے سینے کی جگہ اُس کا کھر لگ گیا جس سے ان کا زخم جاری ہوگیا۔ خون بہنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے اور ان کی موت سے عرش الٰہی نے استہزاز کہا ـــــ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث دس صحابیوں سے ثابت ہوئی ہے۔

شہادت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عرش الٰہی کا جھومنا:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر عرش الٰہی نے خوشی سے وجد کیا ـــــ عرش کا حرکت کرنا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کے آنے سے فرحت سے ہوا ـــــ اللہ تعالیٰ نے عرش میں وہ تمیز پیدا کی ہے جس سے یہ تحرک حاصل ہوا۔ اس تحرک سے عرش کو رُکنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وان منها لما يهبط خشية الله

''اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ اللہ کے خوف سے بلندی سے پستی میں اتر آتے ہیں۔''

دیگر علماء نے کہا ہے کہ اس جھومنے سے مراد خوش ہونا اور قبول کرنا ہے۔ اسی جھومنے (اھتز از) سے اہل عرب کا قول ہے۔ **فلان يهتز للمكارم** یعنی فلاں شخص اچھے اوصاف سے خوش ہوتا ہے ـــــ جھومنے سے اس شخص کے جسم کی بے چینی اور حرکت کا ارادہ نہیں کیا جاتا بلکہ وہ شخص اچھے اوصاف سے شادمانی کرتا ہے اور اہل عرب اس سے ارادہ کرتے ہیں ـــــ عرش کا حرکت کرنا تعظیم شان وفات سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عبارت ہے۔ اہل عرب معظم شے کو اعظم الاشیاء کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں **اظلمت لموت فلان الارض** ـــــ یعنی فلاں کے مرنے سے زمین تاریک ہوگئی ـــــ یا ـــــ **وقامت له القيامة**

---

۲۷۲ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خندق میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے۔

Marfat.com

اور اس کی موت کی وجہ سے قیامت قائم ہو گئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ عرش کے جھومنے سے مراد حاملان عرش کا جھومنا ہے۔

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن عاقبت:

حدیث پاک ہے کہ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''سعد کا جنازہ کس قدر ہلکا تھا''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسے ملائکہ جو اٹھا رہے تھے''

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حریر کا ایک حلہ بھیجا گیا۔ آپ کے اصحاب اس پر ہاتھ پھیر کر اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم اس حلہ کی نرمی سے تعجب کرتے ہو۔ جنت میں سعد بن معاذ کے دستی رومال اس سے اچھے ہیں اور زیادہ نرم ہیں۔''

ابن سعد اور ابونعیم نے لکھا ہے کہ کسی نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے روز ان کی قبر کی مٹی ایک مٹھی اپنے ہاتھ میں لے لی اور وہ اسی کو لے گیا۔ پھر اس کے بعد اس نے اس مٹی کو دیکھا کہ یکا یک وہ مٹی مشک ہو گئی ـــــ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تعجب سے دو بار سبحان اللہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ حیرانی آپ کے چہرۂ اقدس سے پہچانی گئی ـــــ آپ نے الحمد للہ فرما کے فرمایا:

''اگر کوئی شخص قبر کے بھینچنے سے نجات پانے والا ہوتا تو اس بھینچے سے سعد نجات پاتے ـــــ ان کو ایک بار بھینچا گیا کہ زمین ان سے مل گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے زمین کے مل جانے کو دور کر دیا۔ بحالت خود ہو گئی۔''

ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قبر کھودی تھی، ان میں میں بھی تھا۔ جس وقت ہم اس قبر کو کھود رہے تھے، ہم لوگوں پر مشک کی بو مہک رہی تھی۔

مشرکین مکہ سے صلح کا عرصہ:

جنگ خندق کے بعد مسلمانوں اور قریش کے درمیان کوئی ایسی جنگ واقع نہیں ہوئی کہ جس کی ابتدا ارادی طور پر مشرکین کی طرف سے ہوتی ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کی تیاری کی لیکن مشرکین نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور قریب تھا کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان جنگ واقع ہو جائے مگر جنگ واقع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفر کم علیهم

پھر صلح واقع ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ آئندہ سال کیا یعنی دس سال تک صلح رہی اور ساتویں

Marfat.com

سال میں آپ نے عمرہ فرمایا ـــــ آخرکار مشرکین نے صلح کے معاہدے کو توڑ دیا۔ آپ مشرکین کی طرف جہاد کے ارادہ سے متوجہ ہوئے ـــــ ۸ ہجری میں مکہ فتح کیا گیا ـــــ فتح مکہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مشرکین سے جنگ کا ارادہ تھا جبکہ مشرکین ایسا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

الآن نغزھم ولا یغزونا

"یعنی مشرکین سے ہم جہاد کریں گے، مشرکین ہم سے نہ لڑیں گے۔"

حج کی فرضیت:

حافظ مغلطائی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس سنہ میں حج فرض کیا گیا ـــــ اگرچہ حج کی فرضیت کے بارے اور بھی روایتیں ہیں:

☆ ہجرت کے چھٹے سال حج فرض کیا گیا۔

☆ ہجرت کے ساتویں سال حج فرض کیا گیا

لیکن ترجیح اسی کو ہے کہ حج ۸ھ میں فرض کیا گیا۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے چھٹے سال یعنی انسٹھ (۵۹) ماہ کے آغاز پر ماہ محرم کی دس راتیں گزرنے پر بھیجا گیا ـــــ بنی بکر بن کلاب کا ایک بطن قرطاء ہے ـــــ بنی قرطاء ضریہ کے ناحیہ میں بکرات میں اترتے ہیں ـــــ ضریہ اور مدینہ کے درمیان سات راتوں کا راستہ ہے۔

اس سریہ بھیجے جانے کا پس منظر نہیں معلوم ہو سکا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس شتر سواروں پر امیر بنا کر روانہ کیا ـــــ یہ لوگ بنی قرطاء پر ٹوٹ پڑے۔ ان میں سے کچھ مارے گئے اور باقی بھاگ گئے ـــــ مسلمانوں نے ان کے اونٹ اور بکریاں ہانک لیں ـــــ

محرم کی ایک رات باقی رہ گئی تھی کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ لوٹ آئے ـــــ بنی قرطاء کا سردار ثمامہ بن اثال الحنفی قیدی بن کر آیا ـــــ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ثمامہ کو لوگوں نے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا ـــــ بعدازاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ثمامہ کو چھوڑ دیا گیا ـــــ ثمامہ نے غسل کیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا:

"اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) واللہ روئے زمین پر آپ کے چہرہ سے کوئی چہرہ ابغض میرے نزدیک نہیں تھا لیکن آپ کا چہرہ واللہ اب میرے نزدیک احب الوجوہ ہو گیا ہے۔

آپ کے دین سے واللہ کوئی دین ابغض نہیں تھا، آپ کا دین اب میرے لیے کل دینوں سے احب الادیان ہو گیا ہے۔

واللہ آپ کے شہر سے کوئی شہر میرے نزدیک ابغض نہیں تھا لیکن آپ کا شہر اب میرے لیے احب البلاد ہو گیا ـــــ

Marfat.com

ایسے حال میں کہ میں عمرہ لانے کا ارادہ کرتا تھا کہ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا۔ کیا آپ مناسب دیکھتے ہیں کہ میں عمرہ کے لیے جاؤں یا آپ کے پاس رہوں۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا و آخرت کی خیر کی بشارت دی اور ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمرہ کے لیے اجازت دے دی۔

ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ میں آئے تو کسی نے کہا:

"تو صابی ہو گیا۔"

یعنی ایک دین سے خارج ہو کر دوسرے دین میں داخل ہو گیا ـــــ ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے دین میں موافقت کی ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ "میں نے اچھے دین کا اتباع کیا ہے کہ وہ دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے ـــــ واللہ میں تمہارے دین کی طرف رجوع نہ کروں گا اور نہ تمہاری رفاقت کروں گا اور نہ تمہارے غلہ کے قافلہ کو چھوڑوں گا ـــــ واللہ تمہارے پاس ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ گندم کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اجازت نہ دیں۔

غزوہ بنی لحیان:

اس غزوہ کے وقوع سے متعلق مختلف روایات ہیں:

☆ ماہ ربیع الاول ہجرت کے چھٹے سال میں ہوا ـــــ (ابن سعد)

☆ ماہ جمادی الاول میں بنی قریظہ کی فتح کے چھٹے مہینے کے آغاز میں ہوا ـــــ (ابن اسحاق)

☆ یہ غزوہ سن ۵ ہجری میں ہوا ـــــ (ابن حزم)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیر معونہ میں شہید ہونے والے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دس اصحاب پر شدید غم فرمایا ـــــ آپ نے دو سو صحابہ کا لشکر تیار کیا جس میں بیس گھوڑے تھے ـــــ مدینہ پر عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ کیا ـــــ پھر روانگی میں جلدی کی اور بطن غران تک پہنچے ـــــ جوامج اور عسقان کے درمیان ایک وادی ہے۔ بطن غران اور عسفان کے درمیان پانچ میل کا فاصلہ ہے۔

آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں پہنچے جہاں اہل الرجیع یعنی جو لوگ بیر معونہ میں شہید ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں رحم اللہ فرمایا اور ان کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی ـــــ بنی لحیان نے آپ کے تشریف لانے کی خبر جو سنی تو وہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں بھاگ گئے اور ان میں کوئی آپ کے سامنے نہیں ہوا ـــــ آپ نے وہاں ایک دو دن قیام فرمایا ـــــ وہاں سے آپ ہر طرف سریہ بھیجتے رہے ـــــ پھر آپ وہاں سے عسقان میں تشریف لائے ـــــ یہاں سے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس سواروں کے ساتھ بھیجا تا کہ قریش ان کے آنے کی خبر سنیں اور ڈر جائیں۔ یہ لوگ کراع الغمیم تک آئے ـــــ

Marfat.com

یہ ایک وادی ہے جو عسقان کے سامنے آٹھ میل پر ہے ــــ پھر یہ لوگ وہاں سے پلٹ گئے اور کسی سے نہیں لڑے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ آپ مدینہ سے چودہ راتیں باہر رہے ــــ آپ نے کسی قسم کی جنگ نہیں کی۔ آپ یہ الفاظ فرماتے تھے:

☆ آیبون ــــ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف عبادت سے رجوع کرنے والے ہیں۔

☆ تآیبون ــــ تقصیر عبادت سے توبہ کرنے والے ہیں ــــ آپ نے یہ تواضعاً فرمایا ہے یا امت کی تعلیم کے لیے فرمایا ہے۔

☆ عابدون ــــ جس کی ذات عبادت کے لائق ہے، ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔ وہ کون ہے ہمارا رب ہے۔

☆ حامدون ــــ ہم اس کی حمد کرنے والے ہیں۔

غزوۂ الغابہ/غزوۂ ذی قرد:

ذی قرد ایک پانی ہے جو مدینہ سے تقریباً بارہ کوس کی مسافت پر ہے ــــ یہ غزوہ سن ۶ ہجری ماہ ربیع الاول میں حدیبیہ سے پہلے ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیس اونٹنیاں دودھ والی جو عنقریب جننے والی تھیں، غابہ کے مقام پر چرا کرتی تھیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اونٹنیوں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے ــــ عینیہ بن حصص الفرازی نے چہار شنبہ کی رات میں چالیس سواروں سمت چھاپہ مارا اور وہ اونٹنیاں ہانک کر لے گئے اور ابن ابو ذر کو قتل کر ڈالا ــــ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ان اونٹنیوں میں ایک مرد بنی غفار کا ایک اور عورت تھی۔ انہوں نے مرد کو قتل کر دیا اور عورت کو غلام بنا کر لے گئے۔

وہ عورت رات کے وقت ان کو غافل پا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی پر سوار ہو کر نکل آئی۔ اس نے یہ نذر کی:

''اگر میں ان لوگوں سے نجات پاؤں گی تو اس اونٹنی کو ذبح کروں گی۔''

وہ عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور اس نذر کے بارے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:

لانذر فی معصیة ولا لاحد فیھا لایملك

یعنی ''کسی معصیت میں کوئی نذر نہیں ہے اور جس شے کا کوئی مالک نہ ہو، اس میں کسی کو نذر کرنا جائز نہیں ہے۔''

اور یاخیل اللہ ارکبی کی ندا کی گئی یعنی ''اے سوارانِ خیل اللہ! سوار ہو جاؤ۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ پانچ سو سوار ہوئے ــــ دوسری روایت میں تعداد سات سو ہے ــــ مدینہ پر ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو حضرات میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ یہ

Marfat.com

لوگ مدینہ کی حراست کرتے تھے ـــــ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ان کا نیزہ جھنڈا قائم کیا اور ان سے فرمایا:

''تم چلے جاؤ یہاں تک کہ تم سے سوار آملیں گے اور میں تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ تم دشمن کے پیچھے رہ جانے والوں کو پا لو۔''

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسعدہ کو قتل کیا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسعدہ کے ہتھیار اور گھوڑے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیئے ـــــ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابان بن عمرو کو قتل کیا ـــــ مسلمانوں میں سے حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے ـــــ انہیں مسعدہ نے شہید کیا ـــــ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کو جالیا۔ وہ پیدل چل رہے تھے اور انہیں تیر مارتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے:

خذها وانا ابن الاکوع واليوم يوم الرضع

''اس تیر کو لے اور تو جان لے کہ میں ابن الاکوع ہوں۔ جو فن تیر اندازی میں معروف زمانہ ہے۔ آج کا دن لئیموں کے قتل کا دن ہے۔''[۲۷۳]

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے لشکر کے سواروں اور پیدل جوانوں سے عشاء کے وقت جا ملے ـــــ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ لوگ پیاسے ہیں۔ اگر آپ مجھے ایک سو جوانوں کے ساتھ بھیجیں گے تو چرنے والے جانور جو ان کے ہاتھوں میں ہیں، ان کو چھڑا لاؤں گا اور ان لوگوں کی گردنیں پکڑ لوں گا۔'' (یعنی انہیں قتل اور قید کروں گا۔)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم ان کے مالک ہوگئے۔ ان کے ساتھ نرمی اور سہولت کرنا، ان کے ساتھ سختی نہ کرنا۔ ان میں نکابت حاصل ہوگئی ہے۔ وہ دشمن قتل کیے گئے ہیں۔ وللہ الحمد''[۲۷۴]

پھر آپ نے فرمایا:

''وہ لوگ ضرور غطفان میں ٹھہریں گے۔''

انہوں نے بنی عمرو بن عوف سے استغاثہ کیا۔ ان کی مدد کے لیے سوار، پیدل اور شتر سوار آئے۔ وہ مدد کے لیے آنے

---

۲۷۳ گزشتہ سطور میں مصنف نے بنی سلیم لکھا ہے۔

۲۷۴ عربوں کا قول ہے لہنم راضع یعنی جس کے پیٹ میں ملامت کا دودھ پینے والا ـــــ دوسرا معنی یہ ہے کہ جسے چھوٹی عمر سے حرب (جنگ) نے دودھ پلایا ہے، وہ حرب کے ساتھ خوگر اور حریص ہے اور اپنے غیر کو پہچانتا ہے۔ وہ آج کے دن پہچانا جاتا ہے۔ ایک اور معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ آج کا دن تم لوگوں پر سخت ہے۔ دودھ پلانے والی نے جسے دودھ پلایا ہے، وہ آج کے دن اسے چھوڑ دے گی اور دودھ پینے والا اس دودھ پلانے والی کو نہ پائے گا۔ وہ لوگ بھاگ گئے اور ان کے سرداروں میں عینیہ اور مسعدہ ایک جماعت میں قتل کیے گئے اور ان کے ہتھیار لے لیے گئے۔

Marfat.com

والے بنی عوف سے تھے۔ وہ لوگ ذی قرد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے ان سے دس اونٹنیاں چھین لیں اور باقی دس اونٹنیاں لے کر وہ لوگ غائب ہو گئے ___ ذیقرد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا۔ ذیقرد میں صلوٰۃ خوف پڑھی گئی اور مدینہ واپس تشریف لے گئے۔ آپ مدینہ سے پانچ راتیں باہر رہے ___ آپ نے ہر ایک سو اصحاب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا۔ وہ اسے ذبح کرتے تھے۔

سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی/ سریۃ الغمر:

غمر ذوق بنی اسد کا ایک پانی ہے جو فید سے دوراتت کے فاصلہ پر ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ربیع الاول میں یہ سریہ گیا۔ چالیس نفوس پر مشتمل یہ سریہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے روانہ ہوا۔ یہ لشکر تیزی سے گیا۔ وہ لوگ ان کے ڈیرے بھاگ گئے۔ ان کے مکان خالی تھے، کوئی آدمی نہیں تھا۔ مسلمان ان کے اعلیٰ بلاد میں اترے اور دو سو اونٹ ہانک لائے۔ وہ اونٹ لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئے۔ جنگ نہیں ہوئی۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ذی القصہ ایک گاؤں ہے جو مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ربیع الاول میں دس آدمی محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی طرف گئے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں رات کو پہنچے۔ وہ لوگ گھات میں رہے کہ یہ لوگ سو گئے ___ مسلمانوں کو انہوں نے گھیر لیا۔ وہ ایک سو افراد تھے۔ رات باہم تیراندازی کرتے رہے۔ پھر عربوں نے مسلمانوں پر نیزوں سے حملہ کیا اور انہیں شہید کر ڈالا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی پڑے رہے، شہادت نہیں ہوئی ___ عربوں نے مسلمانوں کے کپڑے اتار لیے ___ ایک مسلمان محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے گزرا۔ اس نے انہیں مردہ سمجھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی آواز سن کر حرکت کی۔ اس نے انہیں اٹھالیا اور زخمی حالت میں مدینہ لے آیا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماہ ربیع الاخر میں جہاں مسلمان شہید ہوئے تھے، چالیس مجاہدوں کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے ان کی لوٹ کھسوٹ کی اور انہیں پہاڑوں میں بھاگنے پر مجبور کر دیا ___ ابوعبیدہ نے ان میں سے ایک کو پالیا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

ان لوگوں کے اونٹوں سے ایک اونٹ پایا جسے ہانک لائے۔ ان کے سامان سے پرانا سامان ملا۔ اسے مدینہ لے آئے ___ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے خمس لیا اور باقی سامان ان پر تقسیم کر دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ بن سلیم (۶ ہجری):

مدینہ سے چار میل دور بطن نخل کا ایک ناحیہ مقام جموع ہے۔ یہاں بنی سلیم کی طرف یہ سریہ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ربیع الاخر میں گیا ___ سریہ والوں نے بنی مزینہ کی حلیمہ نامی ایک عورت کو پالیا۔ اس عورت نے بنی سلیم کی جگہوں میں سے ایک جگہ بتائی۔ انہوں نے اونٹ، بکریاں اور اسیر یہاں پائے ___ ان اسیروں میں حلیمہ مزینیہ کا شوہر بھی تھا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ یہ سب لے کر مدینہ میں پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلیمہ کو اس کی جان اور اس کا شوہر بخش دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ موضع عیص:

عیص مدینہ سے چار میل پر ایک گاؤں ہے۔ یہ سریہ ہجرت کے چھٹے سال ماہ جمادی الاولیٰ میں گیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ستر شتر سوار تھے۔ یہ سریہ اس لیے گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی تھی کہ ملک شام سے قریش کا ایک قافلہ غلہ لایا ہے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی روک ٹوک کریں ـــــ وہ قافلہ اور جو کچھ اس میں تھا، وہ سب زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا ـــــ صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی ان کے ہاتھ لگی ـــــ قریش کے بہت سے آدمی اسیر کیے گئے۔

اسیران قریش میں ابو العاصی ابن الربیع تھا ـــــ زید اس سمیت تمام قیدیوں کو مدینہ لے آئے ـــــ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاصی کو پناہ دے دی ـــــ مکہ کے دنوں سے اس کی زوجہ تھیں ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پکار کر کہا کہ:

''میں نے ابوالعاصی کو پناہ دی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ:

''مجھے اس کا کچھ علم نہیں ہے (تم سب مومنین اس وقت جو سن رہے ہو، میں نے بھی سنا ہے) جس کو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے پناہ دی ہے، ہم نے اس کو پناہ دی ہے۔''

اس بنا پر ابوالعاصی کا جو سامان مسلمانوں نے لیا تھا، وہ انہیں لوٹا دیا گیا۔

ابن عقبہ نے کہا ہے کہ ابو العاصی حدیبیہ کے بعد ابو بصیر کے ہاتھوں قید ہوا جبکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوالعاصی کے قید ہونے سے پہلے مدینہ ہجرت فرمائی تھی اور ابوالعاصی کو اس کے شرک پر چھوڑ دیا تھا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالعاصی کے اسلام لانے کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلے نکاح پر پھیر دیا ـــــ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوالعاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں سن ۶ ہجری کے بعد اور ان کی عدت ختم ہونے سے پہلے بھجوا دیا ـــــ عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح جدید کے بعد ابوالعاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شریک حیات کر دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ طرف:

طرف مدینہ سے چھتیس (۳۶) میل پر ایک پانی ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال جمادی الاخر میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں یہ سریہ روانہ ہوا۔ آپ پندرہ مجاہدین پر امیر تھے۔ انہوں نے بنی ثعلبہ کا رخ کیا۔ اونٹ اور بکریاں پائیں جبکہ اعراب بھاگ گئے۔

Marfat.com

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس اونٹوں سمیت راتوں رات مدینہ پہنچ گئے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مہم میں چار راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ حسمی:

موضع حسمی ذات القریٰ کے اس طرف ہے۔ یہ سریہ سن ۶ ہجری جمادی الآخر میں گیا تھا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ قیصر روم نے حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صلہ اور خلعت دیا تھا ـــــ بنی جزام سے ہنید نامی ایک شخص نے چند لوگوں سے مل کر حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوٹ لیا ـــــ اس کی خبر بنی جنیب کے کچھ لوگوں کو ملی۔ انہوں نے لٹیروں سے دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال و متاع چھڑا کے حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔

دحیہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ کے گوش گزار کیا ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ پانسو مجاہدوں کو بھیجا۔ لشکر کے ہمراہ دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں سفر کرتے اور دن میں قیام کرتے ـــــ حسمی پہنچ کر انہوں نے صبح سویرے بنی جزام پر حملہ کر دیا۔ ان کی لوٹ کھسوٹ کی۔ کثرت سے قتال ہوا۔ اس سریہ میں ہنید اپنے بیٹے سمیت مارا گیا۔ زید کچھ اونٹ، ایک ہزار بکریاں، ایک سو عورتیں اور بچے لے آئے۔

زید بن رفاعۃ الجزامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ نو آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وہ خط آپ کی خدمت میں پیش کیا جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس وقت لکھ کر دیا تھا جب زید بن رفاعہ نے اسلام قبول کیا تھا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا اور انہیں یہ حکم فرمایا کہ زید بن رفاعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قوم، ان کے حرم اور ان کے اموال کو چھوڑ دیا جائے ـــــ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفاعہ کی قوم سے جو کچھ لیا تھا، وہ سب ان کو لوٹا دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ وادی القریٰ:

یہ سریہ ماہ رجب سن ۶ ہجری میں گیا۔ مسلمان بنی فزارہ سے لڑ پڑے۔ مسلمانوں میں سے بہت سے شہید ہو گئے۔ معرکہ جنگ سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ زخمی حالت میں لائے گئے۔ آپ میں تھوڑی سی جان باقی تھی۔

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ دومۃ الجندل:

یہ سریہ ماہ شعبان سن ۶ ہجری میں دومۃ الجندل کی طرف گیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں اپنے روبرو بٹھایا ـــــ پھر اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور ان سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں، ان سے قتال

Marfat.com

کرو ـــــ اور کسی سے بے وفائی نہ کرو ـــــ جنگ کے دوران لڑکے کو قتل نہ کرو۔"

عبدالرحمٰن بن عرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات سو مجاہدوں کے ہمراہ بنی کلب کی طرف دومتہ الجندل بھیجا ـــــ لشکر کی روانگی کے وقت آپ نے ان سے فرمایا:

"اگر بنی کلب تمہاری اطاعت کریں اور مسلمان ہو جائیں تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے بیاہ کر لینا۔"

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ دومتہ الجندل جا پہنچے ـــــ وہاں تین دن ٹھہرے رہے۔ ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے ـــــ بنی کلب کا رئیس اصبغ بن عمرو الکلبی جو عیسائی تھا، تیسرے دن اسلام میں داخل ہو گیا تھا ـــــ اصبغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے ـــــ اور جو شخص جزیہ دینے پر ٹھہرا رہا، وہ ٹھہرا رہا ـــــ

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تماضر بنت اصبغ سے بیاہ کیا اور انہیں مدینہ لے آئے ـــــ تماضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اباسلمہ کو جنم دیا۔

سریہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سن ۶ ہجری ماہ شعبان میں یہ سریہ بنی بکر کی طرف روانہ کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک سو جانثار تھے۔

اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ بنی سعد بن بکر اس ارادے سے لوگوں کو اکٹھا کر رہے ہیں کہ خیبر کے یہودیوں کی طاقت بڑھائیں اور ان کی مدد کریں ـــــ فدک اور خیبر کے درمیان مسلمانوں سے ان کا سامنا ہوا ـــــ مسلمانوں نے ان کے پانچ سو آدمی قیدی کر لیے اور دو ہزار بکریاں ہاتھ آ گئیں، بنی سعد فرار ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی مدینہ لوٹ آئے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ وادی القریٰ:

وادی القریٰ میں پہلا سریہ ماہ رجب سن ۶ ہجری میں واقع ہوا ـــــ جبکہ دوسرا معرکہ ماہ رمضان سن ۶ ہجری میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں ہی واقع ہوا۔

یہ سریہ وادی القریٰ کے ناحیہ میں ام قرفہ بنت ربیعہ بنت زید الفراری کی طرف گیا۔ یہ مقام مدینہ سے سات میل پر ہے۔

اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے لیے ملک شام کی طرف گئے تھے۔ ان کے ہمراہ بہت سے صحابہ کرام کی پونجی (مال ومتاع) تھی ـــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادی القریٰ میں پہنچے تو اہل قرارہ جو بنی بدر سے تھے، انہوں نے حضرت زید اور ان کے ساتھیوں کو مارا اور جو مال ومتاع تھا، سب لوٹ کر لے گئے۔

یہ لوگ لٹے پٹے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر دے کر بنی قرارہ کی طرف روانہ فرمایا اور فرمایا:

"دن میں قیام کرو اور رات میں چلو۔"

Marfat.com

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق رات میں سفر کرتے اور دن میں قیام ـــــ یہ لوگ بنی فزارہ میں صبح کے وقت پہنچے اور سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا ـــــ بنی فزارہ کے جو لوگ موجود تھے، انہیں گھیر کر قتل کر دیا ـــــ بنی فزارہ کی رئیسہ ام قرفہ گرفتار کر لی گئی ـــــ ام قرفہ کی بیٹی جاریہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو بھی پکڑ لیا ـــــ قیس بن المحسر نے ام قرفہ جو کہ بڑی عمر کی بڑھیا تھی، کو یہ سزا دی کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے باندھ کر دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا۔ پھر ان اونٹوں کو ہانک دیا۔ وہ ایسے گئے کہ ام قرفہ کو چیر ڈالا۔

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے گئے تھے، ویسے ہی لوٹ آئے ـــــ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ایسے حال میں تھے کہ برہنہ تھے اور اپنا کپڑا کھینچ رہے تھے۔ زید کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ فرمایا اور انہیں بوسہ دیا۔ ان سے خبر دریافت فرمائی ـــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس شے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی تھی، آپ کو اس کی خبر دی۔

سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ابو رافع سلام بن ابی الحقیق عبداللہ یہودی کے خاتمہ کے لیے گیا ـــــ اس بدبخت نے یوم خندق میں گروہوں کو اکٹھا کیا تھا۔

اس سریہ سے متعلق مختلف روایات ہیں:

☆ یہ سریہ ماہ رمضان سن ٦ ہجری میں گیا تھا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سریہ ماہ ذی الحجہ سن ۵ ہجری میں بنی قریظہ کے واقعہ کے بعد بھیجا ـــــ (ابن سعد)

☆ جمادی الاخر ہجرت کے تیسرے سال میں بھیجا گیا۔

☆ بخاری میں ہے کہ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بعد بھیجا ـــــ (زہری)

اس سریہ میں حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ یہ صحابہ تھے:

☆ عبداللہ بن انیس ☆ ابو قتادہ

☆ اسود بن خزاعی ☆ مسعود بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ابو رافع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتا تھا اور لوگوں کی آپ کے خلاف مدد کرتا تھا ـــــ مجاہدین خیبر کی طرف گئے اور چھپ رہے۔ جب کچھ سکون ہوا تو آگے بڑھے۔

آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے چرنے والے جانور لے جا چکے تھے ـــــ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کی بولی جانتے تھے ـــــ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''تم لوگ اپنی جگہ بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں اور دربان کے ساتھ بات کرتا ہوں۔ یقین ہے کہ میں قلعہ کے اندر داخل

Marfat.com

ہوسکوں گا۔''

عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کے قریب ہوئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے سے ڈھاٹا باندھا' گویا وہ قضائے حاجت کرتے ہیں ــــــ لوگ اس وقت قلعہ میں جا چکے تھے ــــــ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربان نے آواز دی:

''اے عبداللہ ۲۷۵ اگر تم قلعہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے ہو تو داخل ہو جاؤ ــــــ ورنہ میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ قلعہ کا دروازہ بند کردوں۔''

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں قلعہ میں داخل ہوگیا اور میں چھپ رہا۔ جب آدمی قلعہ میں داخل ہوگئے تو دربان نے قلعہ کا دروازہ بند کر کے کنجیاں لٹکا دیں ــــــ میں کنجیوں کی طرف گیا اور انہیں لے کر دروازہ کھول دیا۔

ابورافع کے پاس رات میں قصے کہانیاں کہی جاتی تھیں۔ وہ اپنے بالاخانے پر رہا کرتا تھا۔ جب اس کے پاس سے قصہ کہانی کہنے والے چلے گئے۔ میں اس کی طرف چڑھا۔ میں ایک دروازہ کھولتا تو اندر سے میں اپنے اوپر دروازہ بند کر دیتا تھا ــــــ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے دروازہ کھولنے کے بعد کہا کہ میں ابورافع کے لیے ہدیہ لایا ہوں ــــــ ابورافع کی بیوی نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا۔ اس عورت نے جب ہتھیار دیکھے تو شور کرنا چاہا لیکن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تلوار کے اشارہ سے خاموش رہنے کے لیے کہا' وہ ساکت ہوگئی ــــــ

میں ابورافع تک پہنچ گیا ــــــ اچانک میں نے اسے ایک تاریک مکان میں پایا۔ اس کے جسم پر مصر کی سپید چادر کی وجہ سے اسے پہچانا ــــــ میں نے ابورافع کہہ کر آواز دی۔ اس نے کہا یہ کون شخص ہے؟ ــــــ میں نے آواز کی سمت ہو کر اس پر تلوار سے ایک ضرب لگائی لیکن وہ قتل نہیں ہوا۔ اس نے چیخ ماری میں مکان سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دور جا کر ٹھہر گیا ــــــ پھر میں ابورافع کے پاس داخل ہوا ــــــ گویا اس کی مدد کے لیے میں نے آواز بدل کر کہا:

''اے ابورافع! یہ کیسی آواز ہے؟''

اس نے اپنا خادم سمجھتے ہوئے کہا:

''تیری ماں پر افسوس ہے' اس سے پہلے کسی شخص نے اس گھر میں میرے تلوار ماری۔''

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک اور ضرب لگائی جس سے مجھے یوں لگا کہ میں نے اسے ست کر دیا ــــــ حال یہ تھا کہ میں نے اسے قتل نہیں کیا تھا ــــــ پھر میں اس سے دور ہٹ گیا اور پھر آیا اور اب میں نے اپنی تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی یہاں تک کہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی ــــــ اس وقت وہ بدبخت قتل ہوا۔

اس کے بعد میں ایک ایک دروازہ کھولتا گیا یہاں تک کہ تمام دروازے کھول کر اس کے مکان کی سیڑھی تک پہنچا۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا اور میں یہ گمان کر رہا تھا کہ میں زمین تک پہنچ گیا ہوں ــــــ چاندنی رات میں گر پڑا۔ میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنے عمامہ سے اس پر پٹی باندھ لی۔ جب مرغ نے اذان دی تو موت کی خبر دینے والے نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر پکارا:

---

۲۷۵ عام طور پر ہر شخص کو عبداللہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

''ابو رافع! تاجر حجازی مارا گیا۔''

میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور ان سے کہا:

''جلدی سے نکل چلو' تحقیق اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کی جان لے لی۔''

پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''تم اپنا پاؤں پھیلا دو۔''

میں نے پاؤں پھیلا دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا ـــــ میں نے جانا کہ میری ٹانگ میں کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔

سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہود خیبر نے ابو رافع سلام بن ابی الحقیق گستاخ کے قتل کے بعد اسیر بن زرام الیہودی کو اپنا امیر مقرر کیا ـــــ اسیر بنی غطفان وغیرہ قبائل میں جا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے لیے جمع کرنے لگا ـــــ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی۔ آپ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ساتھیوں سمیت ماہ رمضان سن ۶ ہجری میں مخفی طور پر بھیجا ـــــ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسیر سے متعلق معلومات لینے گئے تھے اور وہاں کا جائزہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں آپ کو خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس مجاہدوں پر امیر بنا کے روانہ فرمایا۔

یہ لوگ اسیر کے پاس آئے اور جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے اسے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں تیرے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تو آپ کے پاس آئے ـــــ تجھے خیبر پر عامل بنایا جائے گا اور تیرے ساتھ احسان اور نیکی کریں گے۔''

وہ ان کی باتوں میں آ گیا ـــــ وہ تیس آدمیوں کے ساتھ اونٹوں پر سوار نکلا ـــــ مسلمان پیدل گئے تھے' ہر اونٹ سوار یہودی کے پیچھے ایک مسلمان بیٹھ گیا ـــــ خیبر سے چھ میل دور مقام قرقرہ پر جب یہ پہنچے ـــــ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسیر یہودی کی بے وفائی پر اسے ضرب لگائی۔ اسیر اپنے اونٹ سے گر پڑا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسیر کے ساتھیوں پر پل پڑے اور انہیں ہلاک کر دیا۔

پھر یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی کامیابی کی خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالم قوم سے نجات دی۔''

Marfat.com

سریہ کرز ابن جابر الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ عرینین:

عرینین دو قبیلے ہیں' قضاعہ اور بجیلہ ـــــ سریہ عرینین کو بخاری نے خیبر سے پہلے اور حدیبیہ کے بعد ذکر کیا ہے۔ سریہ حدیبیہ ماہ ذیقعد سن ۶ ہجری میں تھا۔

بخاری میں کتاب المغازی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عکل اور بنی عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کلمۂ توحید پڑھ کر اپنا اسلام ظاہر کیا۔ ان لوگوں نے عرض کیا:

''یا نبی اللہ! ہم اونٹ بکریاں وغیرہ دودھ دینے والے جانور رکھتے تھے ـــــ ہم کھیتی باڑی نہیں کرتے تھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے آٹھ دس اونٹ اور ایک چرواہا عنایت فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں ـــــ یہ لوگ گئے اور انہوں نے ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور تندرست ہو گئے' موٹے ہو گئے اور ان کا رنگ و روغن پھر لوٹ آیا ـــــ حالات بدلنے پر ان کی نیت بھی بدل گئی۔ اسلام لانے کے بعد وہ کافر ہو گئے اور مقام حرہ کے ناحیہ میں چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

اس کی مزید تفصیل صحیح مسلم میں ملتی ہے کہ یہ سریہ انصار کے بیس سواروں کا تھا ـــــ ابن مردویہ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلام یسار تھا۔ آپ نے اسے دیکھا کہ وہ اچھے طور سے نماز پڑھتا ہے۔ آپ نے اسے آزاد کر دیا اور اپنی اونٹنیوں کے ساتھ مقام حرہ میں بھیج دیا۔

ایک گروہ نے جو عرینہ سے تھا' اسلام ظاہر کیا اور آپ کی خدمت میں جب آئے تو وہ بخار میں مبتلا تھے' ان کے پیٹ بڑھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی حالت دیکھ کر حکم فرمایا کہ وہ اونٹنیوں میں چلے جائیں۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو یسار کو قتل کر دیا اور اس کی دونوں آنکھوں میں کانٹے چبھوئے اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیچھے مسلمان سوار بھیجے۔ ان سواروں کے امیر کرز بن جابر الفہری تھے۔ کرز انہیں پکڑ کر لے آئے اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں ـــــ سلائیاں قصاص کے طور پر پھیری گئیں کیونکہ انہوں نے چرواہے کی آنکھیں کانٹوں سے پھوڑ ڈالی تھیں۔

سریہ عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ مکہ ابوسفیان بن حرب کی طرف گیا ـــــ ابوسفیان نے غدر سے ایک شخص کو بھیجا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالے ـــــ اس شخص کے پاس خنجر تھا تاکہ دھوکہ سے آپ پر وار کرے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا:

''یہ شخص غدر کا ارادہ کرتا ہے۔''

اسید بن الحضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اندرون تہمد کو پکڑ کے کھینچا تو خنجر موجود پایا۔ وہ شخص شرمندہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''تو مجھے سچ بتا کہ تو کون ہے؟''

اس نے کہا:

''اگر میں سچ کہوں تو کیا میرے لیے امن ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک مجھے امن ہے۔''

اس شخص نے ابوسفیان کی سازش سے آگاہ کیا ـــــ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کی طرف بھیجا۔ سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہمراہ تھے ـــــ دوسری روایت میں خیار بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے ـــــ آپ نے ان دونوں سے فرمایا:

''تم دونوں ابوسفیان کو غافل پاؤ تو اسے قتل کر ڈالو۔''

وہ دونوں مکہ داخل ہوئے۔ عمرو بن امیہ چلے گئے۔ رات کو جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے معاویہ بن ابوسفیان نے ان کو دیکھا ـــــ قریش کو اس کی خبر کی۔ قریش کو عمرو سے خوف محسوس ہوا ـــــ دور جاہلیت میں عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچانک آدمی کو مار ڈالتے تھے ـــــ اہل مکہ نے عمرو بن امیہ کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ یہ اطلاع ملنے پر عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم دونوں مکہ سے فوری نکل گئے۔

عمرو بن امیہ کو عبداللہ بن مالک التیمی سے ملے اور اسے ہلاک کر دیا پھر اور شخص کو قتل کیا ـــــ قریش کے دو قاصد انہیں ملے ـــــ خبر کے تجسس میں نکلے تھے۔ ایک کو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر سے قتل کر ڈالا اور دوسرے کو قید کر کے اپنے ساتھ مدینہ لے گئے۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کارکردگی سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا۔

مقام حدیبیہ:

حدیبیہ ایک کنواں ہے' اس کنویں کے نام پر اس جگہ کا بھی حدیبیہ رکھا گیا ـــــ ایک روایت میں حدیبیہ ایک درخت کا نام ہے ـــــ مقام حدیبیہ مکہ سے نو میل کے فاصلے پر ہے اس مقام کا بیشتر حصہ حرم شریف میں ہے اور کچھ مقام حل میں۔

ہجرت کے بعد پہلے عمرے کے لیے روانگی:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سن ۶ ہجری ماہ ذیقعد دوشنبہ کے دن عمرہ کے لیے تشریف لے گئے ـــــ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خلیفہ مقرر فرمایا ـــــ آپ کے ساتھ کوئی خاص ہتھیار نہیں تھے لیکن مسافر کے ہتھیار جیسے کہ تلواریں نیاموں میں تھیں ـــــ جب آپ ذوالحلیفہ میں تھے تو آپ نے قربانی کے اونٹوں کی گردنوں میں قلادے ڈالے اور قربانی کی علامت کے لیے ان کے کوہان چیر دیئے اور وہاں احرام باندھا

Marfat.com

۔۔۔۔۔ صحابہ کرام نے بھی وہاں اپنے قربانی کے اونٹوں کے قلاوے ڈالے اور ان کے کوہان چیرے۔

قریش کے بارے خبر:

بخاری کی ایک روایت ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ سے عمرہ کے لیے احرام باندھا۔۔۔۔۔ آپ کا ایک جاسوس بنی خزاعہ سے تھا۔ آپ نے اسے قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ حدیبیہ کے بالمقابل ایک جگہ غدیر اشطاط ہے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے ۔۔۔۔۔ اتنے میں وہ جاسوس خبر لے کر آ گیا۔ اس نے بتایا کہ قریش نے آپ کے لیے ہر ایک قبیلہ کے گروہ کو جمع کیا ہے۔ قریش کے حلیفوں میں بنی الہول بن خذیمہ اور بنی الحارث بن عبدمناۃ اور خزاعہ سے بنی المصطلق تھے ۔۔۔۔۔ اور یہ بتایا کہ قریش:

☆ آپ سے جنگ کرنے والے ہیں' اور

☆ بیت اللہ شریف سے آپ کو روکنے والے ہیں اور

☆ مکہ سے آپ کو منع کرنے والے ہیں۔

صحابہ کرام سے مشورہ:

یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! تم مجھے مشورہ دو ۔۔۔۔۔ قریش ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیا تم مناسب سمجھتے ہو کہ میں ان کے عیال اور ان کی اولاد کی طرف جھک پڑوں۔''

اسی حدیث میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ بیت اللہ کے ارادہ سے مدینہ سے نکلے ہیں۔ نہ آپ کسی کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں نہ کسی جنگ کا ۔۔۔۔۔ آپ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوں' جو لوگ بیت اللہ سے روکیں گے ہم ان سے لڑیں گے۔''

یہ سن کر آپ نے فرمایا:

''اللہ کے نام پر چلے جاؤ۔''

امام احمد نے اس حدیث پر یہ اضافہ کیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے:

''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔''

یعنی آپ فرمان الٰہی و مشادرھم فی الامر ۔۔۔۔۔ اپنے اصحاب سے بکثرت مشورہ فرماتے تھے۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جس وقت صحابہ کرام ابھی راستہ ہی میں تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''خالد بن ولید مقام غمیم میں قریش کے سواروں میں مقدمۃ الجیش ہے۔ تم لوگ خالد کے دائیں جانب کا راستہ لو'' ۔۔۔۔۔ ۲۷۶ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ خالد کو اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ اصحاب لشکر خالد کے غبار

---

۲۷۶ غمیم، رابغ اور جحفہ کے درمیان مکہ سے قریب ایک گاؤں ہے۔

Marfat.com

میں یکا یک موجود تھے ـــــ خالد اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر چلے گئے ـــــ گھوڑے کو ایڑ لگائی اور قریش کا لشکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈرانے کے لیے چلے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔

مشیت ایزدی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ٹیلے کی راہ پر پہاڑ کی طرف راستہ میں تھے کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر بیٹھ گئی۔ ساتھیوں نے کہا:

''حل حل ۲۷ لیکن آپ کی اونٹنی اپنی جگہ سے نہیں ہلی ـــــ صحابہ نے دوبارہ خلاتُ القصوا کہا ـــــ قصویٰ یعنی آپ کی اونٹنی پھر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قصوا نے سرکشی نہیں کی۔ اس لیے کہ سرکشی اس کی خلقت میں نہیں ہے لیکن قصوا کو حابس الفیل نے روکا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے جیسا کہ ہاتھی کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔''

ہاتھی (فیل) کے ساتھ اس کی مناسبت یوں ہے کہ اگر صحابہ اس صورت میں مکہ میں داخل ہوتے اور قریش انہیں روکتے تو ان کے درمیان خونریزی ہونے کا شدید امکان تھا ـــــ قریش کے اموال لوٹے جاتے۔ جیسا کہ اگر فیل اور اصحاب فیل کا مکہ میں داخل ہونا تقدیر کیا جاتا۔ یوں اصحاب فیل قتل عام کرتے اور اہل مکہ کے اموال لوٹتے لیکن یہ اللہ کریم کو علم تھا کہ اہل مکہ سے ایک خلق اسلام میں داخل ہوگی اور ان کی نسل سے وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کریں گے اس لیے وہ مکہ میں داخل نہیں ہوئے ـــــ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' قریش مجھ سے کسی ایسے بڑے کام کا سوال نہ کریں گے جس میں اللہ تعالیٰ کے حرمات کی تعظیم کرتے ہیں ـــــ مگر میں ان کو وہ خاص کام عطا کر دوں گا۔''

پھر آپ نے قصوا کو ڈانٹا وہ کود کر کھڑی ہوگئی ـــــ آپ نے قریش سے رخ موڑ لیا۔

حدیبیہ میں معجزہ:

آپ حدیبیہ کی انتہا پر ایسے تھوڑے پانی کے گڑھے پر اترے کہ صحابہ چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے ـــــ دیکھتے دیکھتے گڑھا خالی ہوگیا ـــــ سخت پیاس تھی' پانی بھی اچھی طرح سے دستیاب نہ ہوا ـــــ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی ـــــ

آپ نے اپنے تیردان سے ایک تیر کھینچا اور صحابہ سے حکم دیا کہ اس تیر کو اس گڑھے میں گاڑ دیں ـــــ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! کہ وہ پانی سیرابی سے جوش مارتا تھا۔ پانی کی فراوانی کے باعث صحابہ اس سے ہٹ گئے۔

بدیل بن ورقا کی صلح کے لیے کوشش:

بدیل بن ورقاء الخزاعی بنی خزاعہ کے تین چار آدمیوں کے ساتھ آیا ـــــ یہ لوگ اہل تہامہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

---

۲۷ جب اونٹ چلتے چلتے رک جائے، عرب لوگ اس وقت یہ کلمہ بولتے ہیں۔

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے امانت راز کے لیے ایسے محافظ تھے جیسے جامہ دان لباس کے لیے محافظ ہوتا ہے ـــــ یعنی آپ کے اسرار کو محفوظ رکھتے تھے ـــــ بدیل نے کہا:

''میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ کر آ رہا ہوں ـــــ وہ حدیبیہ کے ان پانیوں پر اترے ہیں جو منقطع نہیں ہوئے۔ ان کے ساتھ دودھ دینے والی اور بچے والی اونٹنیاں ہیں تا کہ ان کے دودھ سے بھوک مٹائیں ـــــ انہوں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو بیت اللہ سے ضرور روکیں گے۔ وہ یوں نہیں لوٹیں گے ـــــ وہ لوگ طویل قیام کے ارادہ سے اپنی عورتوں اور بچوں کو ساتھ لائے ہیں تا کہ ان کے دل میں بھاگنے کا خیال نہ آئے۔''

بدیل اس گفتگو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہم کسی جنگ کے لیے نہیں آئے بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہیں ـــــ قریش کی یہ حالت ہے کہ جنگ نے ان کو ضعیف اور لاغر کر دیا ہے اور ان کو نقصان پہنچایا ہے ـــــ اگر قریش چاہتے ہیں میں اپنے اور ان کے درمیان ایک مدت مقرر کرنا چاہتا ہوں اور میرے اور کفار عرب وغیرہ کے درمیان راستہ خالی رہے بشرطیکہ وہ یہ چاہتے ہوں۔

اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو ظاہر کیا اور قوت دی ـــــ اور اگر قریش چاہیں کہ میری اطاعت میں داخل ہوں جیسے کہ اور لوگ میری اطاعت میں داخل ہوئے ہیں' وہ یہ کریں ـــــ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو ظاہر نہیں کیا تو قریش جنگ سے امن میں ہوں گے اور اگر قریش ان امور سے انکار کریں گے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں ان سے اپنے دین کے لیے ضرور جنگ کروں گا یہاں تک کہ میں تنہا رہ جاؤں اور قتل کیا جاؤں اور پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے اپنا امر نافذ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ باتیں سن کر بدیل نے کہا:

''آپ نے جو کچھ فرمایا' میں قریش کو پہنچا دوں گا۔''

یہ کہہ کر بدیل چلا گیا اور قریش کے پاس پہنچا اور ان سے کہا:

''میں تمہارے پاس اس ذات سے آیا ہوں اور ہم نے اس ذات سے یہ سنا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تمہارے روبرو پیش کریں تو ہم پیش کرتے ہیں۔''

قریش کے سفہا یعنی عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن العاصی نے کہا:

''ہمیں کوئی حاجت نہیں کہ تم ہمیں آپ کی طرف سے کسی شے کی خبر دو۔''

قریش میں سے جو شخص ذی رائے تھا' اس نے بدیل سے کہا:

''جو بات آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں اور تم سن کے آئے ہو' بیان کرو۔''

بدیل نے کہا:

''میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہے' آپ ایسا ایسا کہتے ہیں۔''

Marfat.com

جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل سے فرمایا تھا' قریش سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود قریش کا سفیر:

بدیل کی بات سن کر عروہ بن مسعود کھڑا ہو گیا اور اس نے قریش سے خطاب کرتے ہوئے کہا:
''اے قوم! کیا تم میرے والد کی جگہ نہیں ہو ___ یعنی جیسی شفقت باپ بیٹے پر کرتا ہے' تم ویسی شفقت نہیں کرتے ہو۔''

قریش نے کہا:
''بے شک ہم باپ کی طرح ہیں'' ___ عروہ نے کہا:
''کیا میں بیٹے کی جگہ نہیں ہوں ___ یعنی جیسے بیٹا باپ کا خیر خواہ ہوتا ہے میں تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں۔'' ___ قریش نے کہا:
''بے شک تم بیٹے کی جگہ ہو'' ___ عروہ نے کہا:
''کیا تم لوگوں نے مجھے تہمت کے ساتھ منسوب کیا ہے؟ ___ قریش نے کہا:
''ہم نے کبھی تم پر تہمت نہیں لگائی'' ___ عروہ نے کہا:
''کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری نصرت کے لیے میں نے اہل عکاظ کو بلایا جبکہ اہل عکاظ نے تمہاری نصرت سے انکار کیا ___ تو میں تمہارے پاس اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جنہوں نے میری اطاعت کی' تمہارے پاس لے آیا۔''
قریش نے کہا:
''بے شک ایسا ہی ہے'' ___ عروہ نے کہا:
''اس ذات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تم لوگوں کے سامنے خیر وصلاح کی دعوت پیش کی ہے' تم اسے قبول کر لو اور مجھے چھوڑ دو کہ میں ان کے پاس جاتا ہوں۔''
قریش نے کہا ___ ''جاؤ!''

عروہ بن مسعود آنحضرت صلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل سے جو فرمایا تھا ویسا ہی عروہ سے ارشاد فرمایا۔ عروہ نے آپ کے اس ارشاد پر کہ ''میں قریش سے جنگ کروں گا۔'' اس نے کہا:
''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ اپنی قوم کو بالکل ہلاک کر دیں گے ___ کیا آپ نے عربوں سے کسی کو سنا ہے کہ اس نے آپ سے اپنے اہل یا اپنے اصل کو ہلاک کیا ہو ___ اور اگر آپ کے دشمنوں یعنی قریش آپ پر غالب آ گئے تو مجھے آپ پر امن کی امید نہیں ہے ___ واللہ میں قریش کے سرداروں کو دیکھتا ہوں اور پھر آپ کے صحابہ کرام میں اخلاط الناس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس لائق ہیں کہ جنگ میں آپ کے پاس سے بھاگ جائیں اور آپ کو چھوڑ دیں۔''

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' عروہ کی بات سن کر سخت غصہ آیا اور اسے ملامت کرتے ہوئے فرمایا:

''امصص بضر اللات ــــ تو لات بت کی شرمگاہ میں جو ٹکڑا ہے اسے جا کے چوس ــــ کیا ہم آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس سے بھاگ جائیں گے؟ ــــ کیا ہم آپ کو چھوڑ دیں گے؟'' ۲۷۸

عروہ نے چونکہ صحابہ کرام کو فرار کی طرف نسبت دی تھی' اس بات نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ لفظ کہنے پر مجبور کیا ــــ عروہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ لفظ سنا تو پوچھنے لگا:

''یہ شخص کون ہے؟''

صحابہ کرام نے فرمایا:

''ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

عروہ نے کہا:

سن لو! قسم ہے اس ذات کی جس نے دست قدرت میں میری جان ہے ــــ اگر مجھ پر تمہارا وہ احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نہیں چکا سکا' میں تمہیں اس کا جواب ضرور دیتا۔'' ۲۷۹

راوی لکھتا ہے کہ عروہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگا تو دوران گفتگو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک پکڑ لیتا ــــ یہ گفتگو باہم جاری تھی تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے پاس اس طرح کھڑے تھے کہ ان کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ان کے سر پر مغفر تھا' عروہ جب اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار کی کوتھی اس کے ہاتھ پر مار دیتے اور کہتے تھے:

''اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک سے ہٹا۔'' ۲۸۰

عروہ کو جب تلوار کی کوتھی مارنے کی وجہ سے زیادہ تکلیف ہوئی تو اس نے سر اٹھا کر صحابہ سے پوچھا:

''یہ شخص کون ہے؟''

صحابہ کرام نے فرمایا:

---

۲۷۸ علماء نے کہا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے عروہ کو برا کہنے میں مبالغہ ہے۔ اس لیے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عروہ کے معبود لات بت کو عروہ کی ماں کی جگہ قائم کیا ــــ عرب مذمت کرنے کی جگہ یہ کہتے ہیں۔ امصص بظر امك یعنی تو اپنی ماں کی شرم گاہ کا پارۂ گوشت چوس ــــ بظر گوشت کا وہ ٹکڑا ہے جو ختنہ کرنے کے بعد عورت کی اندام نہانی میں باقی رہ جاتا ہے۔

۲۷۹ عروہ کے ذمہ دیت تھی، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس اونٹ دیئے تھے۔

۲۸۰ علماء نے کہا ہے کہ عرب کی یہ عادت تھی کہ مرد جس شخص سے کلام کرتا، اس کی داڑھی پکڑتا تھا۔ خصوصاً ملاطفت کے وقت ــــ اور اکثر موقعوں پر اپنے ہم مرتبہ کے ساتھ یہ نہیں کرتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عروہ کی تالیف قلبی اور استمالت کی وجہ سے اس سے تغافل اور سکوت فرماتے تھے جبکہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عروہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجلال اور تعظیم کے سبب منع کرتے تھے۔

Marfat.com

''مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔''

عروہ بن مسعود کہنے لگا:

''او بے وفائی کرنے والے! کیا میں تیری جنایت کے شر کے دفع کرنے میں کوشش نہیں کرتا تھا اور اپنا مال نہیں خرچ کرتا تھا۔''

واقعہ یہ تھا کہ عہد جاہلیت میں مغیرہ ایک قوم کے دوست اور ان کے ساتھ ہو گئے۔ پھر مغیرہ نے انہیں قتل کر ڈالا اور ان کے اموال لے لیے اور مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے ___ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ سے فرمایا:

''میں تمہارا اسلام قبول کرتا ہوں لیکن تمہارے مال سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔''

اس لیے کا کفار کا مال امن کی حالت میں لیا ہے کہ وہ تمہارے دوست تھے۔

صحابہ کی وارفتگی کا عینی شاہد:

عروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دونوں آنکھوں سے دیکھنے لگا ___ راوی نے کہا ہے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینہ یا ناک کا پانی نہیں پھینکا مگر صحابہ میں سے کسی کے ہاتھ میں گرا تو اس نے اس پانی کو اپنے منہ یا اپنے جسم کی جلد پر مل دیا۔

☆ جس وقت آپ نے ان کو کسی کام کے لیے ارشاد فرمایا تو اسے کرنے کے لیے وہ جلدی سے دوڑے' اور

☆ جس وقت آپ نے وضو کیا تو آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی پر صحابہ اس طرح لپک پڑے کہ کوئی قطرہ زمین پر گرنے نہ پاتا اور شوق اور وارفتگی کا یہ عالم کہ اس سعادت کے لیے شاید قتال ہو جائے' اور

☆ جس وقت آپ کلام فرماتے' صحابہ کرام آپ کے حضور اپنی آوازیں پست کر دیتے تھے اور ادب و تعظیم کے باعث آپ کی طرف نگاہ اٹھا کے نہیں دیکھتے تھے۔

فتح الباری میں کہا ہے کہ اصحاب کے اس فعل میں عروہ کی اس بات کے رد کی طرف اشارہ ہے کہ صحابہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصیبت میں تنہا چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے ___ صحابہ کرام نے گویا زبان حال سے کہا کہ جو لوگ جس شخص سے اس درجہ محبت رکھتے ہیں اور اتنی بلند تر تعظیم سے باعث تعظیم و تکریم سمجھتے ہیں' ان لوگوں پر کیوں یہ گمان کیا جائے کہ اس شخص کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور اسے دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ان قبائل سے جو مجرد رحم کے سبب بعض کے ساتھ رعایت کرتے ہیں' آپ اور آپ کے دین اور آپ کی نصرت کے ساتھ تعلق اور پکڑ میں سخت ہیں۔

عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کے آیا اور کہنے لگا:

''اے لوگو! واللہ میں ملوک کے پاس گیا ___ اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ___ واللہ! میں نے ہرگز کسی بادشاہ

Marfat.com

کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم مکہ کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی کرتے ہیں ــــ واللہ)

☆ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رینٹ یا تھوک اور بلغم پھینکتے ہیں تو وہ آپ کے اصحاب میں سے ایک کے ہاتھ میں گرتا ہے ــــ اور وہ صحابی اس رینٹ اور تھوک یا بلغم کو اپنے منہ اور جسم کی جلد پر ملتا ہے' اور

☆ جس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اپنے صحابہ کو کوئی حکم دیتے تو اس کی تعمیل کے لیے صحابہ دوڑتے ہیں' اور

☆ جس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وضو کرتے ہیں تو وہ لوگ اس کے قریب ہوتے ہیں کہ وضو کے بقیہ پانی کے لیے آپس میں لڑ مریں' اور

☆ جس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بات کرتے ہیں تو صحابہ اپنی آوازیں آپ کے پاس پست کر لیتے ہیں' اور

☆ آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف تیز نگاہی سے نہیں دیکھتے ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے تم لوگوں پر ہدایت کا بڑا کام ظاہر کیا ہے' تم لوگ اسے قبول کر لو۔''

بنی کنانہ سے سفیر قریش:

یہ گفتگو سن کر بنی کنانہ کے ایک شخص نے کہا:

''مجھے جانے دو میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں۔''

اہل قریش نے اس سے کہا ــــ ''جاؤ''

چنانچہ وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے پاس آیا اسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے ہے کہ قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے پاس قربانی کے اونٹ بھیجو۔'' (تاکہ وہ یہ دیکھ کر اعتبار کرے کہ ہم جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے)''

وہ اونٹ اس کے پاس بھیجے گئے۔ صحابہ نے اس کا استقبال لبیک کہتے ہوئے کیا۔ اس شخص نے یہ دیکھ کر کہا:

''سبحان اللہ! ان لوگوں کے لائق نہیں کہ انہیں بیت اللہ سے روکا جائے۔''

وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کے گیا اور ان سے جا کے کہنے لگا:

''میں نے قربانی کے اونٹ دیکھے ہیں' ان کی گردنوں میں قلاوے ڈالے گئے ہیں اور ان کے کوہان چیر دیئے گئے ہیں ــــ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں بیت اللہ سے روکا جائے۔''

قریش کے درمیان مکرز بن حفص نامی ایک شخص تھا ــــ وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

Marfat.com

''مجھے اجازت دو میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں۔''

مکرز بن حفص جب نبی پاک کے صحابہ کے پاس پہنچا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ مکرز بن حفص ہے۔ یہ مرد فاجر ہے۔''

مکرز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگا۔

سہیل بن عمرو کی صلح کے لیے آمد:

مکرز جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا کہ یکایک سہیل بن عمرو القرشی العامری قریش کا خطیب آیا۔۔۔۔ سہیل کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اب تمہارے لیے تمہارا کام آسان ہو گیا۔''

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور اسے کہا:

''تم اس مرد (نبی پاک) کے پاس جاؤ اور اس سے صلح کرلو۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل کو جب سامنے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''قریش نے اس شخص کو صلح کے ارادے سے بھیجا ہے۔''

سہیل جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو دو زانو بیٹھا۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مربع تشریف فرما ہوئے۔۔۔۔ حضرت عبادہ بن بشر اور سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرہ مغفر پہنے ہوئے آپ کے سر پر کھڑے ہوئے اور دیگر صحابہ آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سہیل کے درمیان اس پر صلح واقع ہوگئی۔

صلح کی شرائط:

صلح کے لیے یہ شرائط طے کی گئیں:

☆ مسلمانوں اور قریش کے درمیان دس سال تک جنگ موقوف رکھی جائے۔

☆ بعض ان کا بعض کو امن دے۔

☆ مسلمان اس سال واپس لوٹ جائیں۔

☆ آپ کے پاس ہمارا کوئی آدمی نہ آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو' آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں گے۔

مسلمانوں نے یہ آخری شرط سن کر کہا:

''سبحان اللہ! مسلمان اسلام کی حالت پر آیا ہو تو اسے مشرکین کی طرف کیونکر پھیر دیا جائے گا؟''

صلح نامہ کی تحریر:

سہیل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ:

Marfat.com

''ہمارے اور آپ کے درمیان جو صلح ہوئی ہے اس کے لیے کچھ ایسا ہو کہ وہ تاکید میں آجائے ــــ اپنے اور ہمارے درمیان ایک تحریر لکھ دیجئے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب کو بلایا ــــ کاتب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انہوں نے اصل صلح نامہ لکھا اور سہیل کے لیے اس کی نقل محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو۔''

سہیل نے کہا:

''رحمٰن اور رحیم کو واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ الفاظ کیا ہیں ــــ لہٰذا آپ **باسمك اللهم** لکھئے جیسے کہ آپ لکھا کرتے تھے۔''

مسلمانوں نے کہا:

''واللہ ہم **باسمك اللهم** نہیں لکھیں گے۔ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیں گے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا:

''**باسمك اللهم** لکھو ــــ **هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله**۔''

یہ وہ شے ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل سے حکم دیا ہے ــــ عبداللہ بن مغفل کی حدیث میں ہے کہ آپ نے یہ لکھا:

هذا ما صالح عليه محمد رسول الله اهل مكة

سہیل نے کہا:

''واللہ اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ آپ رسول اللہ ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہیں روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ لکھئے۔''

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''واللہ میں ضرور رسول اللہ ہوں۔ اگرچہ تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے لیکن تمہارا جھٹلانا میری رسالت کے لیے نقصان دہ نہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم رسول:

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''لفظ رسول اللہ مٹا دو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

Marfat.com

"میں وہ نہیں جو اسے مٹا دوں۔"

علماء نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل ادب مستحب کی قسم سے ہے۔ اس لیے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ نہیں سمجھا کہ لفظ رسول اللہ مٹا دینا میرے نفس پر واجب ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے عدم محو کو اوپر نہیں سمجھا اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ سمجھ لیتے کہ اس کا مٹا دینا میرے نفس پر واجب ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا ترک کرنا جائز نہ ہوتا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"جس جگہ لفظ رسول اللہ لکھا ہوا ہے وہ جگہ مجھے دکھاؤ۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی جگہ دکھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لفظ کو مٹا دیا اور اس کی جگہ لفظ ابن عبداللہ لکھا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کتابت کے بارے میں اختلاف:

کتاب المغازی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کتاب لے لی اور آپ لکھ نہیں سکتے تھے۔ آپ نے یہ لکھا:

هذا ما قاضى عليه محمد بن عبدالله

اس حدیث کو نسائی اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کا لفظ یہ ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب لے لی۔ حال یہ تھا کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے' آپ نے لفظ رسول اللہ کی جگہ **هذا ما قاضى عليه محمد بن عبدالله** لکھا۔"

فتح الباری میں کہا ہے کہ ابوالولید الباجی نے اس روایت کے ظاہر کے ساتھ تمسک کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کے بعد لکھا کہ آپ نہیں لکھ سکتے تھے ___ علمائے اندلس نے ایسا کہنے پر الباجی پر عیب لگایا اور ان کی برائی ان کے زمانہ میں کی اور زندقہ کے ساتھ ان کو منسوب کیا اور کہا:

"الباجی نے جو بات کہی ہے' وہ قرآن شریف کے مخالف ہے۔"

یہاں تک کہ ان علماء میں سے ایک کہنے والے نے کہا:

بوئت ممن شحرى دنيا بآخرة وقال رسول الله قد كتبا

یعنی "میں اس شخص سے بری ہو گیا جس نے آخرت کے عوض دنیا کو خرید لیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا ہے" ___

اندلس کے امیر نے ان علماء کو جمع کیا۔ الباجی کو جو کچھ معرفت تھی' اس کے ساتھ ان علماء پر الباجی نے مدد چاہی اور امیر سے الباجی نے کہا:

Marfat.com

"حدیث سے جو لیا گیا ہے کہ "آپ نے لکھا" قرآن شریف کا منافی نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کے مفہوم سے لیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ نفی کتابت کی قید قرآن شریف کے ورود سے پہلے ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وما کنت تتلو من قبلہ کتاب ولا تخطہ بیمینک** ـــــ اس کے بعد آپ کی امیت متحقق ہوگئی اور اس کے ساتھ آپ کا معجزہ مقرر ہوگیا اور اس بارے میں شک سے امن ہوگیا اور اس سے کوئی مانع نہیں رہا کہ اس کے بعد تعلیم کے بغیر کتابت پہچانی جائے' چنانچہ اس وقت کتابت دوسرا معجزہ ہوگی۔"

ابن وحید نے کہا ہے کہ علماء سے ایک جماعت نے اس پر کہ "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے" ـــــ الباجی کی موافقت کی ہے ـــــ ان علماء میں سے

☆ الباجی کے شیخ ابوذر لہروی ☆ ابوالفتح نیشاپوری

اور دوسرے علماء افریقہ ہیں ـــــ اور ان علماء میں سے بعض نے اس کے لیے اس حدیث کے ساتھ احتجاج کیا ہے۔ جس کی روایت ابن شیبہ نے کی ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات نہیں پائی یہاں تک کہ لکھا اور پڑھا۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حروف خط کی معرفت:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ بہت سے آثار ایسے وارد ہوئے ہیں جو یہ دلالت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حروف خط کی معرفت تھی اور ان حروف کی اچھی صورت بناتے تھے۔ جیسے کہ آپ نے اپنے کاتب سے فرمایا:

"تو اپنا قلم اپنے دائیں کان میں رکھ اس لیے کہ اس سے یاد کی کثرت ہوتی ہے۔"

آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو فتح عام کے بعد اکثر کتابت کیا کرتے تھے:

"الق الدواۃ یعنی سیاہی درست کرو' اس میں لیقہ ڈالو یعنی سوف ڈالو ـــــ **وحرف القلم** اور قلم کو ٹیڑھا خط دو (اس لیے کہ محرف قلم سے لکھنے میں زیادہ مدد ملتی ہے اور دائیں طرف سے بائیں طرف جاتی ہے اور دائیں طرف سے لکھا جاتا ہے) ـــــ **وانصب الباء** اور با کو سیدھا لکھو یا اس کو تھوڑا طول دو' اس لیے کہ با الف اسم کے عوض ہے ـــــ **وفرق السین** اور سین کے دندانے مفصل لکھو تاکہ آپس میں نہ مل جائیں ـــــ **ولاتعور المیم** اور میم کا دائرہ اندھا نہ کرو۔"

اور اس کے علاوہ اور چیزوں کے لکھنے میں آپ نے اپنے کاتب کو تعلیم فرمائی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ان آثار سے جو یہ ذکر ہوا ہے کہ ـــــ "آپ نے لکھا ہے" ـــــ اس لیے کہ یہ جائز ہے کہ آپ نے حروف کی صورت یا بناوٹ سماعت سے پہچانی ہو ـــــ لیکن یہ عقل سے دور نہیں کہ وضع کتابت کا علم آپ کو نصیب ہوا ہو' اس لیے کہ آپ کو ہر شے کا علم دیا گیا تھا ـــــ جمہور علماء نے جواب دیا ہے کہ یہ احادیث ضعیف ہیں اور ان احادیث میں کوئی حجت نہیں ہے ـــــ اور جمہور علماء نے حدیبیہ کے قصہ سے اس طور پر جواب دیا ہے کہ ایک ہی قصہ ہے اور کاتب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ

Marfat.com

جبکہ بخاری میں ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح نامہ لکھا ہے ــــ راوی کے قول میں نکتہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب ایسے حال میں لے لی کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے۔ یہ آپ کے ارشاد کے بیان کے لیے ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

''مجھے اس کی جگہ دکھاؤ کہ کہاں لکھا ہے؟''

جو کلمہ مٹانے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انکار کیا تھا آپ نے اس کلمہ کی جگہ دیکھنا چاہی' یہ ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے ــــ اور اوپر کے مطلب کے بعد حدیث کے راوی نے یہ کہا فکتب فیہ ــــ اس کا معنی یہ ہے کہ اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اس لکھے ہوئے کو آپ نے مٹا دیا اور صلح نامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوٹا دیا ــــ چنانچہ انہوں نے اس کو لکھا کتب ــــ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لکھنے کے لیے امر فرمایا جیسے قائل کا یہ کہنا کہ کتب الی کسریٰ و قیصر ــــ اس کا معنی یہ ہے کہ کسریٰ اور قیصر کو خط لکھنے کے لیے حکم فرمایا ــــ اگر اس لفظ کو اس کے ظاہر پر قیاس کریں کہ آپ نے اپنا نام مبارک اس دن ایسے حال میں لکھا کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے' اس سے یہ لازم نہ ہوگا کہ آپ کتابت کے ساتھ عالم ہو جائیں گے اور اپنے امی ہونے کے وصف سے خارج ہو جائیں گے ــــ اس لیے کہ بہت سے ان لوگوں میں سے ہیں کہ لکھ نہیں سکتے ہیں اور بعض الفاظ یا کلمات کی صورتیں پہچانتے ہیں اور ان کلمات کی شکل اپنے ہاتھ سے بنا سکتے ہیں' خاص کر ناموں کو لکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اس قدر لکھ لینے سے امی ہونے سے خارج نہیں ہو سکتے ــــ جیسے بادشاہوں سے کثیر لوگ ہیں جو لکھنا نہیں جانتے لیکن اپنا نام لکھ لیتے ہیں اور لوگ انہیں امی کہتے ہیں ــــ اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ اس وقت کہ کتاب لکھی جاتی تھی' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک کتابت کے ساتھ رواں ہو گیا ــــ حال یہ تھا کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے لیکن جو کچھ آپ نے لکھا وہ لکھا ہوا مراد کے مطابق نکل آیا ــــ چنانچہ آپ کا دوسرا معجزہ اس وقت خاصۃً ہوگا اور اس کے باعث آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے امی ہونے سے خارج نہ ہوں گے۔

صلح میں قریش سے موافقت میں حکمت:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کاتب سے یہ فرمانا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو اور سہیل کا یہ کہنا کہ رحمٰن اور رحیم کو واللہ میں نہیں جانتا ہوں بلکہ آپ باسمك اللهم لکھئے ــــ علماء نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بجائے باسمك اللهم لکھ کر ان لوگوں کی موافقت فرمائی ــــ اسی طرح لفظ رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھ کر ان کی موافقت فرمائی ــــ یہ اس بڑی مصلحت کی وجہ سے تھا جو صلح کے باعث حاصل ہوئی ــــ حالانکہ ان تبدیلیوں میں بظاہر کوئی نقصان وہ بات نہ تھی کیونکہ بسم اللہ اور باسمك اللهم جو دو لفظ ہیں' ان دونوں کا معنی ایک ہی ہے اور اسی طرح محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرق نہیں ہے ــــ بخاری کی ایک روایت میں انا رسول اللہ وانا عبداللہ ہے ــــ اللہ تعالیٰ کا وصف اس جگہ لفظ رحمٰن اور رحیم کے ترک

Marfat.com

کرنے میں وہ شے نہیں ہے جو اس وصف کی نفی کرے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف اس جگہ رسالت سے ترک کرنے میں وہ شے ہے جو رسالت کی نفی کرے۔

لہٰذا جو شے ان لوگوں نے طلب کی اس میں کوئی نقصان والی بات نہیں' اس لیے ان کی موافقت کی گئی ــــ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے هذا ما قاضی علیه محمد بن عبداللہ لکھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس شرط پر کہ تم لوگ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل نہ ہو' چنانچہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں۔''

سہیل نے کہا:

''آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان واللہ ہم راستہ نہ چھوڑیں گے' اس لیے کہ عرب لوگ باتیں کریں گے کہ ہم مجبور کر دیئے گئے ــــ لیکن یہ بات کہ ہم آپ کو بیت اللہ کے طواف سے نہ روکیں' یہ آئندہ سال سے ہوگا۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھ دیا ــــ

فتح مکہ کے لیے راہ ہموار ہوئی:

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر سہیل کی موافقت کی ان لوگوں میں سے آپ کے پاس کوئی شخص نہ آئے۔ اگرچہ وہ شخص دین اسلام پر ہو مگر آپ اسے مشرکوں کو واپس کر دیں گے ــــ اس میں کیا حکمت تھی؟ ــــ

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مصلحت کہ اس صلح کی تکمیل پر اثر انداز ہوئی۔ اس کے نتائج اور فوائد دور رس تھے ــــ اور اس کا انجام یہ ہوا کہ مکہ فتح ہو گیا اور سارے مکہ والے مسلمان ہو گئے اور لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے ــــ صلح سے پہلے مکہ والے مسلمانوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امور سے وہ لوگ (کہ بعض امر میں بعض معاونت کرتا) واقف نہیں ہوتے تھے اور جو لوگ آپ کے حالات مفصل طور پر جانتے تھے اہل مکہ انہیں آنے نہیں دیتے تھے ــــ لیکن جب حدیبیہ کی صلح ہو گئی تو مکہ والوں نے مسلمانوں سے میل جول کیا ــــ مکہ والے مدینہ آئے ــــ اور مسلمان مدینہ سے مکہ گئے ــــ انہوں نے اپنے دوستوں اور واقف کاروں سے تبادلہ خیال کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال' آپ کے معجزات اور نبوت کی علامات' آپ کا حسن سیرت یعنی طرز زندگی اور حسن معاملات کا سنا ــــ اپنے آپ کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف پہلوؤں سے موازنہ کیا ــــ چنانچہ مکہ والوں کے دل ایمان کی طرف مائل ہو گئے۔ حتیٰ کہ مکہ والوں میں سے اکثر نے فتح مکہ سے پہلے اسلام کی طرف رجوع کیا۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان مسلمان ہو گئے جیسے خالد بن ولید اور عمرو بن العاص وغیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ــــ اور دوسروں نے اسلام کی طرف رجحان زیادہ کیا جس روز یوم فتح تھا' وہ سارے مسلمان ہو گئے اس لیے کہ ان کے لیے اسلام کی طرف جو جھکاؤ تھا' اس کا آغاز ہو چکا تھا۔

قریش کے علاوہ عرب لوگ جو دیہاتوں میں رہتے تھے' وہ اسلام کے لیے قریش کے اسلام کے منتظر تھے۔ ۲۸۱ چنانچہ یہ ہوا

۲۸۱ اس لیے کہ ان کا خیال تھا کہ قریش میں قوت اور رائے ہے اور ان کا یہ خیال تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی قوم یعنی قریش زیادہ جانتی ہے

Marfat.com

کہ جب قریش مسلمان ہوئے تو عرب بھی مسلمان ہو گئے ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اذا جاء نصر اللہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اللہ کے دشمنوں پر ـــــ والفتح فتح مکہ' اس پر کل علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد عالی ہے لاھجرۃ بعد الفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ـــــ افواج وہ جماعتیں ہیں جن کو عرب لوگ فتح مکہ کے بعد اقطار ارض سے رغبت کی حالت میں لائے ہیں ـــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اس حکمت بالغہ سے زیادہ عالم ہیں جس میں سے یہ ہے کہ مسلمان بیت اللہ سے روک دیئے گئے تھے ـــــ ظاہر میں یہ امر شکستگی تھی لیکن باطن میں مسلمانوں کے لیے عزت تھی' بڑائی تھی اور قوت تھی ـــــ جبکہ مشرکین نے عزت کا ارادہ کیا تو ذلیل ہوئے اور غلبہ کا ارادہ کیا تو قہر کی لپیٹ میں آئے۔ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین

ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ:

بخاری کی روایت میں ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے لیے اصحاب نبی اور اہل مکہ کے درمیان شرائط طے ہو رہی تھیں کہ قریش کے سفیر سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایمان لانے کی سزا کاٹ رہے تھے' قید خانہ سے کسی طرح نکل آئے ' وہ بیڑیوں میں بندھے آہستہ آہستہ چل رہے تھے' انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا ـــــ ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سہیل بن عمرو نے کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) یہ وہ پہلی شرط ہے جس کا محاکمہ میں آپ سے کرتا ہوں' آپ اسے میری طرف لوٹا دیجئے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل سے فرمایا:

''ابھی تو ہم کتابت سے بھی فارغ نہیں ہوئے۔''

سہیل نے کہا:

''اس وقت میں کسی شے پر آپ سے ہرگز صلح نہیں کروں گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل سے فرمایا:

''تو میرا فعل اس کے حق میں نافذ کر' مجھے اس کی اجازت دے' میں اسے تیری طرف نہیں پھیروں گا۔''

سہیل نے کہا:

''میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں تو اجازت دے۔''

اس نے کہا:

''میں اس کی اجازت دینے والا نہیں ہوں۔''

Marfat.com

مکرز نے کہا:

''بلکہ ہم نے آپ کو اس کی اجازت دی۔''

ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے گروہ مسلمانو! میں مسلمان آیا ہوں اور اس حال میں پھر مشرکین کی طرف واپس کر دیا جاؤں ـــــ کیا تم نے وہ شے نہیں دیکھتے ہو جسے میں نے دیکھا ہے۔''

ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کے معاملہ میں سخت عذاب دیا گیا تھا ـــــ ابن اسحاق نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوجندل) تو صبر کر اور اللہ کریم سے ثواب اور بدلے کی امید رکھ ـــــ ہم بے وفائی نہیں کرتے ہیں۔'' ـــــ (کہ تمہارے آنے سے پہلے صلح پوری ہوگئی ہے) ـــــ مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو ضعیف ہیں اور تمہارے ساتھ ہیں' کشائش اور رہائی عطا فرمانے والا ہے۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جست کر کے کھڑے ہوگئے اور جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک طرف ٹہل رہے تھے اور یہ کہتے تھے:

''تم صبر کرو یہ لوگ مشرکین ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خون کتے کے خون کی مانند ہے۔''

خطابی نے کہا ہے کہ جو شے ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ میں واقع ہوئی ہے۔ علماء نے اس کی تاویل دو وجوہات پر کی ہے:

☆ ان میں ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے تقیہ کو جائز کیا ہے ـــــ جس وقت مسلمان کو ہلاکت کا خوف ہو اور مسلمان کو اس کی رخصت دی ہے کہ وہ کفر کے کلمہ کے ساتھ گفتگو کرے ـــــ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اپنا ایمان چھپا کے رکھے اگر مسلمان کو توریہ ممکن نہ ہو یعنی مسلمان توریہ کو نہیں پہچانتا ہے ـــــ ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین کی طرف لوٹا دینا اس لیے نہیں تھا کہ وہ ہلاکت کے لیے سپرد کیے گئے بلکہ موت سے ان کی خلاصی کے لیے تقیہ ہی راہ نجات تھی یعنی تقیہ کر کے موت سے نجات پا سکتے تھے۔

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے باپ کی طرف نہیں لوٹایا اور غالب گمان یہ تھا کہ باپ ابوجندل کو ہلاکت تک نہیں پہنچائے گا ـــــ باپ اگر ان کو عذاب دے گا یا قید کرے گا' ان کے لیے تقیہ کے ساتھ بھی وسعت ہے (کہ وہ ظاہری طور پر مشرکین کے ساتھ کفر پر موافقت کر لیں اور ان کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن رہے۔ لہٰذا ہلاکت اور عذاب سے سلامت رہیں گے) ـــــ لیکن ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فتنہ کا جو خوف کیا جاتا تھا' فتنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے جس سے وہ اپنے مومن بندوں کی آزمائش کرتا ہے۔

Marfat.com

علماء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ کیا مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح جائز ہے کہ جو شخص مشرکین کے پاس سے اسلام کی حالت میں آئے اور مشرکین کی طرف واپس کر دیا جائے۔ اس شرط سے صلح جائز ہے یا جائز نہیں ہے ـــــ اس میں دو آراء ہیں:

☆ بے شک جائز ہے' اس طریق پر ابوجندل اور ابوبصیر کے قصہ دلالت کی ہے۔
☆ صلح جائز نہیں ہے اور اس قصہ میں جو امر ہوا ہے وہ منسوخ ہے اس کی ناسخ یہ حدیث ہے انابری من مسلم بین مشرکین یعنی میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان قیام رکھتا ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی رائے ہے ـــــ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ ہے کہ عاقل کے درمیان' مجنوں اور لڑکے کے درمیان تفصیل جائے کہ عاقل کا قبیلہ اگر اس کی حمایت کر سکتا ہو تو عاقل کو رد کر دینا جائز ہے ـــــ جبکہ مجنوں اور لڑکا نہیں لوٹائے جائیں گے ـــــ

بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ رد کے جواز کا ضابطہ یہ ہے کہ مسلمان اس طور پر ہو کہ اسے دارالحرب سے ہجرت واجب نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان جلالت:

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ اللہ تعالیٰ کے نبی برحق نہیں ہیں؟''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک میں اللہ تعالیٰ کا برحق نبی ہوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''کیا ہم مسلمان حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل نہیں ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ ''بے شک!''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''جب آپ نبی برحق ہیں اور ہم حق پر ہیں اور دشمن باطل پر ہے تو ہم کس لیے اپنے دین میں ذلیل حالت اختیار کریں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دیا:

''میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرا ناصر ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے پھر استفسار کیا:

''کیا آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''بے شک ہم کہا کرتے تھے ـــــ تم بتاؤ کہ کیا میں نے تمہیں یہ خبر دی تھی کہ ہم بیت اللہ میں اس سال آئیں گے۔''
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
''آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اس سال میں آئیں گے۔''
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''تم بیت اللہ کو آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔''
پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے کہا:
''اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے نبی برحق نہیں ہیں؟''
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
''بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی برحق ہیں۔''
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:
''کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل نہیں ہے؟''
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
''بے شک ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔''
پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا:
''جس وقت یہ ہے تو ہم کس لیے اپنے دین میں ذلیل حالت اختیار کریں۔''
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
''اے عمر! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ضرور رسول اللہ ہیں اور آپ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر ہے۔ تم آپ کی رکاب پکڑے رہو۔ ۲۸۲
اللہ کی قسم! آپ حق پر ہیں۔''
پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:
''کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ کو آئیں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے۔'' ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
''ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا۔''
پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
''تم بیت اللہ کو آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔''

---

۲۸۲ یعنی تم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے وابستہ رہو اور آپ سے خلاف نہ کرو، اس شخص کی طرح کہ سوار کی رکاب پکڑے رہتا ہے اور اسے چھوڑتا نہیں ہے۔

Marfat.com

علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوالات اور ان کی گفتگو کسی شک میں مبتلا نہیں تھی۔ بلکہ ان کا مقصود اس مصلحت کے کشف کے لیے تھا جو ان سے اوجھل تھا اور وہ سوال کفار کو ذلیل کرنے اور اسلام کے ظہور پر تحریک دینے کے لیے تھا ـــــ جیسا کہ یہ امر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت میں اور ان کی دین میں شدت' دین کی نصرت اور باطل لوگوں کو ذلیل کرنے میں پہچانا گیا تھا ـــــ اس سارے معاملے میں اس بات کا جواز ہے کہ علم میں یہاں تک بحث کی جائے کہ اصل معنی ظاہر ہو جائے ـــــ لیکن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کی مانند جو حرف بہ حرف جواب دیا یہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل عظیم اور علم بارع اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال پر ان کی زیادتی معرفت اور ان کے رسوخ اور ان امور میں ان کو اپنے غیر پر جو زیادتی تھی' اس پر دلائل ظاہرہ ہیں۔

بیعت رضوان:

قریش اور مسلمانوں کے درمیان صلح دس سال تک تھی اور صلح لڑائی موقوف کرنے پر اس طور پر تھی کہ آدمیوں کو اس میں امن ہو جائے گا اور بعض ان کا بعض سے باز رہے ـــــ نہ قتل کرے نہ مال لوٹے ـــــ اور صلح اس پر تھی کہ بیت اللہ میں آئندہ سال داخل ہوں اور تین دن قیام کریں۔ جب مکہ میں داخل ہوں تو تلواریں نیام کی ہوئی جلباب میں رہیں ـــــ یہ شرط اس لیے تھی کہ علامت اور نشانی صلح کے لیے ہو۔ اس لیے کہ مسلمانوں کا داخل ہونا صلح سے تھا ـــــ مکی ابن ابی طالب القیروانی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آدمیوں کو صلح کی تحریر دے کر قریش کے پاس بھیجا اور سہیل بن عمرو کو اپنے پاس روک رکھا۔ مشرکین نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا' اس پر مسلمان بڑے غضب ناک ہوئے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ عثمان قتل کیے گئے ـــــ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام کو بیعت رضوان کے لیے شجرہ کے نیچے بلایا۔ ۲۸۴ مسلمانوں نے آپ سے موت پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ دشمن سے مقابلہ میں پشت نہ دکھائیں گے ـــــ بیعت رضوان میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا:

''یہ عثمان کی طرف سے ہے۔''

بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے فرمایا:

''یہ عثمان کی بیعت ہے۔''

اس دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مارا ـــــ مشرکین نے بیعت کو سنا تو ڈر گئے اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلمانوں کی جماعت کو بھیج دیا اور اس بیعت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ...... لقد رضی اللہ عن المؤمنین

---

۲۸۳ جلباب چمڑے کا ہوتا ہے اور جراب سے مشابہ ہوتا ہے جس میں تلوار نیام کی ہوئی رکھی جاتی ہے۔

۲۸۴ شجرہ سمرہ کا درخت ہے یا ام خیلاں ہے یعنی ببول کا درخت ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے نیچے سایہ لینے کو اترے تھے۔

Marfat.com

مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سر منڈائے اور حدیبیہ میں اپنے قربانی کے اونٹ ذبح کیے ـــــ مغلطائی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا کو بھیج دیا جس نے قربانی کے ان اونٹوں کے بال اٹھائے اور انہیں حرم شریف میں ڈال دیا۔

سورہ فتح کا نزول:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں انیس یا بائیس دن قیام فرمایا ـــــ جب آپ حدیبیہ سے واپس ہوئے تو بعض مسلمانوں کے دل میں فتح نہ ہونے کے باعث کچھ شبہ تھا ـــــ اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس سورہ سے مسلمانوں کی تسلی فرماتا ہے اور انہیں اپنی نعمتیں یاد دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا فتحنا لك فتحاً مبینا ۔ ۲۸۵

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد واثابھم فتحا قریبا صحیح روایت پر اس سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ اس لیے کہ خیبر کی فتح میں مسلمانوں کو کثیر غنیمتیں واقع ہوئی ہیں ـــــ مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں حدیبیہ میں حاضر ہوا جب ہم لوٹے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عسفان سے آگے ایک وادی کراع الغمیم کے پاس کھڑا پایا ـــــ صحابہ آپ کے پاس جمع تھے۔ آپ نے ان کے سامنے انافتحنالك فتحامبینا پڑھا ـــــ ایک صحابی نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا یہ فتح ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' یہ صلح البتہ فتح ہے''۔

سعید بن منصور نے صحیح اسناد سے شعبی سے روایت کی ہے کہ انا فتحنالك فتحامبینا حدیبیہ کی صلح ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی یعنی اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے آپ کی عصمت فرمائی ـــــ آپ کے گناہوں کے درمیان عصمت حائل ہوگئی ـــــ غفر کا معنی چھپاتا ہے وہ بندہ اور گناہوں کے درمیان ہے۔ انبیاء کرام کے ساتھ یہی لائق ہے اور صحابہ نے بیعت رضوان اور خیبر کے خرموں کو پیوند لگائے ـــــ اہل روم فارس پر غالب ہوئے اور مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت پر فرحت کی ـــــ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اذاجاء نصر اللہ والفتح اور فرمان نبوی لاھجرۃ بعدالفتح بالاتفاق اس سے مراد فتح مکہ ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی طرف پلٹ آئے اور اس سنہ میں آفتاب کو کسوف ہوا ـــــ اوس بن صامت نے اپنی عورت خولہ سے اظہار کیا اور کہا انت علی کظھر می ـــــ اسی سال میں ماہ رمضان میں پانی کے لیے دعا کی گئی اور صحابہ پر پانی برسا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی دو قسم کے ہو گئے ہیں ـــــ ایک وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور ستاروں کے ساتھ کفر کیا ہے ـــــ اور دوسرے قسم اس کے برعکس ہیں''۔

---

۲۸۵ حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت براء بن العازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ فتح سے مراد اس جگہ فتح حدیبیہ ہے اور صلح اس کے بعد ہوئی۔ منافقین کو یہ گمان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین اپنے گھر والوں کی طرف کبھی پھر کے نہ جائیں گے بلکہ قتل کیے جائیں گے۔

Marfat.com

خمر کی حرمت:

دمیاطی نے قطعی طور پر اپنی سیرت میں کہا ہے کہ خمر کی تحریم حدیبیہ کے سنہ میں ہوئی ہے ـــــ جس دن خمر حرام کی گئی' اس دن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساقی تھے ـــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔تحریم کے وقت چودہ سال عمر تھی۔

نسائی اور بیہقی نے صحیح سند سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ خمر کی تحریم انصار کے دو قبیلوں پر نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے خمر پی جس وقت انہیں نشہ ہو گیا تو بعض نے بعض کے ساتھ ایسی حرکات کیں جیسے کوئی کھیلتا ہے اور بعض میں بعض مخلوط ہو گئے ـــــ جب ان کا نشہ اتر گیا تو ہر شخص اپنے چہرہ اور سر کو دیکھنے لگا اور یہ کہنے لگا:

''میرے ساتھ یہ فعل میرے اس بھائی نے کیا ہے۔''

وہ لوگ آپس میں قرابت دار اور بھائی تھے جن کے دلوں میں کینہ نہیں تھا اور بعض زخمی یہ کہتے تھے:

''اگر میرا بھائی میرے ساتھ رافت کرتا رحم کرتا' میرے ساتھ یہ نہ کرتا۔''

حتیٰ کہ ان کے دلوں میں کینہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت **یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر منتھون** تک نازل فرمائی ـــــ اکثر آدمی جو بحث میں مبالغہ کرتے تھے' انہوں نے کہا:

''خمر پلیدی ہے اور فلاں فلاں کے پیٹ میں ہے۔ حال یہ ہے کہ وہ یوم احد میں قتل کیا گیا جیسے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے **لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا محسنین** تک نازل فرمایا ـــــ تحریم خمر کی آیت فتح کے سال میں فتح سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

لفظ خمر مصدر ہے۔ محاورہ میں خمرہ کہتے ہیں۔ جس وقت کسی شے کو کوئی شے چھپا دے ـــــ اس کے ساتھ انگور کے شیرہ کا نام رکھا گیا ہے جس وقت وہ شدید ہو جاتا ہے اور ابل آتا ہے گویا وہ شیرہ عقل کو چھپا دیتا ہے جیسا کہ مسکر نام رکھا جاتا ہے اس لیے کہ وہ سکر کرتی ہے یعنی عقل کو ادراک سے منع کرتی ہے اور خمر مطلقاً حرام ہے (خواہ نشہ کرے' خواہ نہ کرے) ـــــ اسی طرح ہر وہ شے جو سکر کرے اکثر علماء کے نزدیک وہ حرام ہے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ نقیع زبیب اور تمر جس وقت پکایا جائے یہاں تک کہ اس کے دو ثلث جل جائیں پھر وہ تیز ہو جائے۔ اس کا اس قدر پینا حلال ہے کہ نشہ نہ کرے ـــــ امام مالک اور امام شافعی علیہ الرحمہما نے کہا ہے کہ جس وقت حنفی اسے پیئے تو اس کو حد کی جائے۔

حشیش (بھنگ) کی حرمت:

حشیش کہ جس کا نام قنب ہندیہ' حیدریہ اور قلندریہ ہے ـــــ اس کے متعلق چاروں اماموں نے کلام نہیں کیا ہے اور ان ائمہ کے علاوہ دیگر علمائے سلف نے کچھ لکھا ہے۔ اس لیے کہ یہ چیز ان ائمہ اور علماء سلف کے زمانہ میں نہ تھی ـــــ یہ چھٹی صدی

Marfat.com

ہجری کے آخر میں ظاہر ہوئی ــــ ساتویں صدی کے آغاز میں اور علمائے متاخرین نے ان کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ چیزیں مسکر ہیں۔ چنانچہ ان میں حد واجب ہوگی ــــ کیونکہ یہ چیزیں عقل کو ماؤف کرنے والی ہیں۔ لہٰذا سزا واجب ہوگی ــــ اطباء نے بھی اجماعی طور انہیں مسکرہ قرار دیا ہے۔

ابن تیمیہ حنبلی نے کہا ہے کہ حیدریہ شراب کی طرح نشہ لانے والی ہے۔ اس کے کھانے والے اس سے نشہ کرتے ہیں' اس لیے اس کو کھاتے ہیں۔ بخلاف بنج وغیرہ کے کہ بنج نہ نشہ کرتی اور نہ اشتہا پیدا کرتی ہے۔

علماء نے اپنی کتابوں میں ان نباتات کی تصریح کی ہے کہ یہ مسکرہ ہیں یعنی نشہ لانے والی ہیں اور یہ نباتات کلام میں فساد ڈالنے والی ہیں ــــ صحیح مسلم میں ہے **کل مسکر حرام** ــــ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ویحرم علیھم الخبائث** یعنی اور کونسی خبیث شے اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ شے ان عقلوں کو فاسد کرتی ہے۔ جملہ قوموں اور شریعتوں نے ان کے قبول و حفظ پر اتفاق کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص حشیش کھاتا پیتا ہے' حشیش سے اس کے اس انتظام فعل میں اور اس کے قول میں تبدیلی ظاہر ہوتی ہے جس کے کمال کی مدد عقل کے نور سے لی گئی ہے ــــ ابوداؤد میں دیلم الحمیری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم لوگ سرد علاقے میں رہتے ہیں۔ ہم اس سرزمین میں سخت کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں کی شراب بنا کر استعمال کرتے ہیں ــــ اس شراب سے ہم اپنے کاموں اور علاقے کی سردی میں قوت پکڑتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''کیا وہ شراب نشہ کرتی ہے؟''

میں نے عرض کیا: ''بے شک نشہ کرتی ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس سے خود کو بچاؤ۔''

میں نے عرض کیا:

''لوگ اسے ترک کرنے والے نہیں ہیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگر لوگ شراب کو ترک نہ کریں تو تم ان سے جنگ کرو۔''

گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بدعات پر تنبیہ فرمائی ہے جس کی وجہ سے مرز (جوار اور جو سے بنی شراب) حرام کی گئی ہے ــــ چنانچہ یہ واجب ہوا کہ جو شے اس شراب کا عمل کرے یعنی شراب کی مانند بے خود کر دے اور

Marfat.com

شراب کی طرح اثر کرے' اس کی تحریم واجب ہے ـــــ اور اس میں شک نہیں کہ حشیش شراب کا عمل کرتی ہے اور اس سے بڑھ کر اثر کرتی ہے ـــــ لہٰذا جو اشیاء ایسا عمل یا اثر کرتی ہیں' ان کی تحریم واجب ہے ـــــ مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نشہ کی ہر چیز اور عضا میں سستی پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے ـــــ

علماء نے کہا ہے کہ مفتر نشے کی ہر ایک وہ چیز ہے جو ہاتھ پاؤں میں سستی پیدا کرتی ہے اور انہیں ڈھیلا کرتی ہے ـــــ یہ حدیث حشیش وغیرہ کی تحریم پر جو مخدرات سے ہیں' زیادہ دلیل ہے۔ اگر حشیش مسکرہ نہیں ہے مگر جسم میں سستی اور اعضاء میں ڈھیلا پن پیدا کرتی ہے اس لیے حشیش کے استعمال سے خواب کی کثرت ہوتی ہے۔ اس کے بخارات دماغ میں پہنچتے ہیں' ان کے ذریعے حشیش کا استعمال کرنے والوں کے سر بھاری ہو جاتے ہیں۔ حشیش کی تحریم پر اکثر علماء نے اجماع کیا ہے۔

ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ جس نے حشیش کو حلال کیا وہ کافر ہو گیا' جبکہ زرکشی نے اس کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حشیش کی تحریم دین سے نہیں معلوم ہوئی۔ ہم نے یہ ضرور تسلیم کر لیا ہے کہ حشیش حرام ہے لیکن ہم کفر کو تسلیم نہیں کرتے ـــــ ''شرح المہذب'' میں امام نووی نے لکھا ہے کہ وہ تھوڑی حشیش جو نشہ نہیں کرتی' اس کا کھانا حرام نہیں جبکہ خمر کا وہ قلیل حصہ جو نشہ نہیں کرتا' حرام ہے ـــــ خمر اور حشیش میں فرق یہ ہے کہ حشیش طاہر ہے اور خمر ناپاک ہے۔ لہٰذا نجاست کے سبب خمر کا تھوڑا حصہ پینا جائز نہیں ـــــ زرکشی کا کہنا ہے کہ حدیث پاک میں ہے کہ جس شے کا کثیر حصہ نشہ کرے اس کا قلیل حصہ حرام ہے۔ حشیش سے نہ قلیل جائز ہے نہ کثیر ـــــ ابن دقیق العبد نے کہا ہے کہ افیون خشخاش کا دودھ ہے اور فعل میں حشیش سے اقویٰ ہے۔ اس لیے کہ تھوڑی افیون حقیقی طور پر نشہ کرتی ہے۔ اسی طرح سے سیکران نشے کی چیز ہے اور خوشبودار جوز ہے۔ سیکران ایک بوٹی ہے جو ہمیشہ ہری رہتی ہے اور اس کا تخم کھایا جاتا ہے۔ باوجود اس کے بالاجماع وہ طاہر ہے۔ حرام اور نشہ آور ابن دقیق کے نزدیک ہے۔

بعض علماء نے حشیش کے بارے میں ایک سو بیس دینی اور بدنی نقصان شمار کیے ہیں ـــــ بعض علماء نے کہا ہے کہ ہر ایک وہ شے مذمومات کی قسم سے جو خمر میں ہے' وہ حشیش میں موجود ہے اور خمر سے زیادہ ہے۔ اس لیے کہ خمر کا اکثر نقصان دین میں ہے نہ بدن میں' جبکہ حشیش کا نقصان دین اور بدن دونوں میں ہے۔

ان نقصانات میں سے یہ ہیں:

☆ حشیش سے عقل فاسد ہو جاتی ہے۔

☆ مروت نہیں رہتی ہے۔

☆ آدمی برہنہ ہو جاتا ہے' ستر عورت نہیں کر سکتا۔

☆ نماز ترک کر دیتا ہے۔

☆ محرمات میں واقع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ دینی نقصانات تھے جبکہ بدنی نقصانات بھی ہیں جن میں دین بھی مشترک ہے:

☆ حشیش استعمال کرنے والے کی نسل منقطع ہو جاتی ہے۔
☆ برص ہو جاتا ہے' جذام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
☆ اور بیماریوں اور رعشہ اور علت انبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
☆ اس کے منہ سے بدبو آتی ہے
☆ اس کی آنکھوں سے پلکیں گر جاتی ہیں۔
☆ اس کے دانتوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں اور دانت سیاہ ہو جاتے ہیں۔
☆ ضیق النفس کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔
☆ اس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے
☆ کبد کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔
☆ شیر کو جعل کی مانند کر دیتی ہے۔
☆ جسم میں کسل پیدا کر دیتی ہے۔
☆ نامردی اور عزت دار کو ذلیل کر دیتی ہے۔
☆ صحیح کو علیل' فصیح کو گونگا اور ذکی کو کلام سے مجبور کر دیتی ہے۔
☆ سعادت کو لے جاتی ہے۔
☆ شہادت کو بھلا دیتی ہے۔
☆ جسم کے رطوبات خشک کر دیتی ہے۔
☆ نسیان پیدا کر دیتی ہے۔
☆ سر میں درد اور منی کو خشک کر دیتی ہے۔
☆ نگاہ تاریک کر دیتی ہے۔
☆ اچانک موت پیدا کرتی ہے۔
☆ دق اور سل اور استسقاء پیدا کرتی ہے۔
☆ فکر کو فاسد کر دیتی ہے۔
☆ راز کو فاش کراتی ہے۔
☆ حیا جاتی رہتی ہے' غیرت نہیں رہتی۔
☆ کیسہ کو تلف کرتی ہے یعنی روپیہ برباد جاتا ہے۔

Marfat.com

☆ اسے استعمال کرنے والا ابلیس کا دوست ہوتا ہے۔

☆ خون میں حرکت پیدا کرتی ہے اور فطنت کو لے جاتی ہے۔

☆ حشیش کا استعمال کرنے والا سنت سے دور ہے۔

☆ جنت سے راندہ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا موعود ہے یہاں تک کہ ندامت سے اپنے دانتوں پر مارے اور توبہ کرے ــــ اللہ تعالیٰ سے قبول توبہ میں اپنا گمان نیک کرے۔

کہنے والے نے کیا اچھا کہا ہے:

قل لمن یاکل الحشیشة جهلا　　　یاخبیثا عشك شرمعیشة

جو شخص جہالت سے حشیش کھاتا ہے' اس سے کہہ دو کہ اے خبیث تو نے زندگی بری کی ہے۔

دیة العقل بدرة فلما ذا　　　یا سفیها بعتها بحشیشة

عقل کی دیت ایک بدرہ ہے' چنانچہ اسے کمینے! تو نے حشیش کے بدلے بیچ ڈالا۔

غزوۂ خیبر:

خیبر ایک بڑا شہر ہے جس میں بہت سے قلعے ہیں' باغات ہیں' درخت ہیں' خیبر کے یہ قلعے ہیں:

☆ نطاۃ　☆ حصن العصب بن معاذ　☆ حصن ناعم

☆ شق　☆ حصن ابی الحقیق　☆ حصن البرئ

☆ حصن القموص　☆ حصن وطیح　☆ حصن سلالم

☆ حصن قلعۃ الزبیر بن العوام (زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حصہ میں ملا)

خیبر شام کی طرف آٹھ برد چار منزل پر ہے ــــ شامی نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ سے تین دن کے راستہ پر ان حاجیوں کے بائیں طرف واقع ہے جو ملک شام کے ہیں۔ شاید تین دن کے راستہ پر تیز چلنے کی حالت میں ہے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔ مدینہ منورہ میں ذی الحجہ اور ماہ محرم کا کچھ حصہ قیام فرمایا پھر سنہ ۷ ہجری میں خیبر کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں قیام فرمایا اور انیس راتیں خیبر کا محاصرہ کیا ــــ اور آخرکار ماہ صفر میں خیبر کو فتح کر لیا۔

غزوہ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چودہ سو پیدل صحابہ کرام اور دو سو سوار مجاہد تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔

خیبر میں حدی خوانی:

بخاری شریف میں سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ ہم رات کے وقت سفر کر رہے تھے ہم میں سے ایک مجاہد نے عامر سے کہا کہ کیا تم ہمیں اپنے اشعار نہ سناؤ گے۔ عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے۔ وہ اپنے اونٹ سے اتر پڑے اور لشکر میں حدیٰ خوانی شروع کر دی۔ وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اللھم لولا انت ماھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

''اے میرے اللہ! اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ تیری تصدیق کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔''

فاغفر فداءً لك ما ابقینا وثبت الاقدام ان لاقینا

''اے اللہ! تجھ پر ہماری جان فدا ہے تو ہمارے وہ گناہ بخش دے ہم نے تیرے جو اوامر ترک کیے ہیں یا یہ معنی ہے کہ وہ گناہ جو ہم نے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں اور ان سے ہم نے توبہ نہیں کی ہے تو ان کو بخش دے اور اگر ہم دشمن سے مقابل ہو جائیں تو ہمارے قدم ثابت رکھ اور انہیں جنبش نہ دے۔

والقین سکینة علینا انا اذا صیح بنا اتینا

''اے اللہ! ہم لوگوں پر تو سکینہ کو نازل فرما۔ جس وقت لوگ ہمیں پکارتے ہیں تو ہم فوراً قتال کے لیے موجود ہو جاتے ہیں یا حق کے لیے موجود ہو جاتے ہیں ـــــ'' ایک روایت میں اتینا کی جگہ ابینا بائے موحدہ سے آیا ہے یعنی اگر کوئی شخص امر باطل میں مدد کے لیے ہمیں پکارتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں کہ امر باطل کی ہم مدد نہ کریں گے۔

وبالصیاح عولوا علینا

اور وہ لوگ جو ہمیں مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ اپنی پکار سے ہم پر بھروسا کرتے ہیں کہ ہم ان کی مدد کریں گے ــــ ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جو انہوں نے اپنے باپ سے کی ہے' احمد کے نزدیک اس رجز میں اضافہ ہے جو کہ یہ ہے:

ان الذین قدبغوا علینا اذا اراد و فتنةً ابینا

''وہ لوگ جنہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے جس وقت انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا ہم نے انکار کیا ــــ اور ابینا کی جگہ اتینا بھی آیا ہے۔ یعنی ان لوگوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا ہم ان کی طرف آئے اور ہم نے اقدام کیے۔

ونحن عن فضلك ما استغنینا

اور ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں۔ ہمارے احوال پر تیرا فضل ہمیشہ رہے۔

عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی بشارت:

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''یہ اونٹوں کو چلانے والا کون شخص ہے؟''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

Marfat.com

"عامر بن الاکوع ہیں۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یرحمہ اللہ فرمایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"اے نبی اللہ! عامر کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ آپ نے کس لیے عامر کے باقی رہنے کی دعا نہیں فرمائی کہ ہم عامر کی شجاعت سے نفع اٹھاتے۔"

حدیث میں ہے کہ آپ جسے یرحمہ اللہ فرما دیتے وہ شہادت پاتا تھا۔ اسی لیے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کہا۔

اور احمد کی روایت میں ہے کہ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجز پڑھنے لگے اور اونٹوں کو چلا رہے تھے۔ یہ عربوں کی عادت تھی کہ جس وقت راہ چلتے میں اونٹ کو نشاط میں لانے کا ارادہ کرتے' ان میں سے بعض اونٹ سے اتر پڑتا اور اونٹوں کو چلاتا اور اس حالت میں حدیٰ کہتا۔

عامر بن الاکوع کے اشعار کا تجزیہ:

شاعر کا کہنا اللھم لولا انت ما اھتدینا ایسی ہی روایت ہے اور علماء نے کہا ہے کہ اس مصرع کا ثواب یہ ہے' لاھم ہے یا تاللہ ہے ___ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے ___ اور شاعر کا کہنا فداء لك' مارزی نے کہا ہے کہ یہ لفظ مشکل ہے اس لیے کہ باری تعالیٰ کو فدیتك نہیں کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ لفظ کسی ایسے مکروہ میں استعمال نہیں ہوتا کہ کسی شخص کے ساتھ اس مکروہ کے حلول کی توقع ہوتی ہے۔ چنانچہ دوسرا شخص یہ اختیار کرتا ہے کہ وہ مکروہ مجھ پر نازل ہو جائے اور اس شخص کی طرف سے وہ اپنے آپ کو فدا کر دے۔

مارزی نے کہا ہے کہ شاید یہ لفظ اس طور پر واقع ہوا ہو کہ اس کے معنی کی حقیقت کا ارادہ نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے قاتله الله ما افصحه ___ اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے کس درجہ فصیح شخص ہے ___ اس لفظ کے ساتھ اس شخص پر بددعا کی حقیقت کا ارادہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی فصاحت سے تعجب کا اظہار اور اس کے امر کی تعظیم ہوتی ہے ___ جیسے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

"تربت یداك ___ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

تربت یمینك ___ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو۔"

اس نے بددعا مراد نہیں ___ بلکہ ان الفاظ میں استعارہ کی قسم ہے' اس لیے کہ فدا ہونے والا شخص جس پر فدا ہوتا ہے جس وقت وہ اپنا نفس کسی مکروہ کی وجہ سے اس کی طرف سے فدا کرے تو وہ اس کی رضا طلبی میں مبالغہ کرنے والا ہوتا ہے ___ چنانچہ شاعر کی مراد یہ ہے کہ میں تیری رضا میں اپنا نفس فدا کروں۔ بہرحال اگرچہ معنی کا صحیح جہت کی طرف لوٹانا ممکن ہوا۔ جیسا کہ اس جہت مذکورہ میں ہے ___ لیکن اس لفظ کا اطلاق' اس کا استعارہ اور اس کا جائز ہونا اس امر کا محتاج ہے کہ اس لفظ کی اجازت کے لیے شرع وارد ہوئی ہو۔ (شرع وارد نہیں ہوئی) لہٰذا یہ جواب خوب نہیں۔

اور کبھی کہا جاتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس لفظ کو سماعت فرما کے سکوت کیا اور شاعر کو یرحمہ اللہ دعا دی تھی ___

Marfat.com

مارزی نے کہا ہے کہ کبھی قائل کی مراد اپنے قول فداء لك سے وہ ذات ہوتی ہے جس سے وہ خطاب کرتا ہے اور اس لفظ سے اس کی مراد فصل کلام ہوتی ہے تو قائل اس لفظ کا استعمال کرتا ہے ــــ پھر شاعر نے پہلے کلام کے تمام کی طرف واپسی کی اور ماابقینا کہا ــــ مارزی نے کہا ہے کہ اس تاویل سے لفظ اور معنی دونوں صحیح ہوتے ہیں اگر اس تاویل میں کلام کے راستہ سے باہر چلا جانا نہ ہوتا تو ہم کو مارزی کے کلام کی تصحیح اس کی تاویل کی طرف بے قرار کرتی ــــ لہٰذا اس بے جادہ روی کے سبب ہم مارزی کے کلام کو صحیح کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ شاعر اس شعر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے حق میں اور آپ کی نصرت میں ہم سے جو کوتاہی ہوئی ہے' اس کی باز پرس آپ ہم سے نہ کیجئے بلکہ بخش دیجئے ــــ اس صورت پر جو ہم نے بیان کیا ہے' شاعر نے اپنے قول اللھم کے ساتھ دعا کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اس نے اس کلمہ سے اپنے کلام کا آغاز کیا ہے اور شاعر کے قول لوء لا انت کے ساتھ مخاطب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ــــ لیکن اس کے بعد

وانزلن سکینه علینا　　　　وثبت الاقدام ان لاقینا

کا عطف (یعنی موڑنا) اوپر کے شعر پر ہوتا ہے۔ یہ شعر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ جب دعا اللہ تعالیٰ سے ہے تو اس سے اوپر کے شعر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مخاطب نہیں ہو سکتے ــــ اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو:

''اے نبی اللہ! آپ اپنے رب سے یہ سوال کیجئے کہ ہم پر سکینہ نازل کرے اور جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہمارے قدموں کو جما رکھے' ہمارے قدم ڈگنے نہ پائیں۔''

اس صورت میں اوپر کے شعر پر عطف نہ ہوگا۔ واللہ اعلم ــــ

شاعر کا کہنا اذا صیح بنا اتینا یعنی جس وقت قتال یا مکروہات کے لیے ہمیں پکارا گیا' ہم چلے آئے اور ہم نے قتال اور مکروہات سے تاخیر نہیں کی ــــ ایک اور روایت میں ابینا ہے باء مواحدہ کے ساتھ' بجائے تاء مثناۃ یعنی فرار سے ہم نے انکار کیا ــــ اور شاعر کا یہ مصرع وبالصیاح عولوا علینا اور انہوں نے بلند آواز سے پکارا اور ہمارا ارادہ کیا اور ہم سے مدد چاہی اور ہم کو قتال کے لیے بے چین کیا گیا کہ عولوا العویل علی الشیے سے ہے یعنی اس شے پر اعتماد کرنا ــــ کہا گیا کہ عولوا ــــ عویل سے بنے۔ اس کا معنی ہے آواز ــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''یہ اونٹوں کو چلانے والا کون شخص ہے؟'' ــــ صحابہ نے کہا ــــ

''عامر ہیں'' ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یرحمہ اللہ'' ــــ صحابہ میں سے ایک نے کہا:

''عامر کے لیے شہادت ثابت ہوگئی اور قریب میں واقع ہوگی۔''

صحابہ کو یہ معلوم تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کے لیے یہ دعا ایسے موقع پر کی' وہ شہید ہو گیا ــــ صحابہ کرام نے عرض کیا:

Marfat.com

''کاش آپ ہمیں عامر سے کچھ فائدہ اٹھانے دیتے یعنی ہمیں ان کی مصاحبت کا کچھ زمانے تک موقع ملتا اور ان کی شہادت میں کچھ تاخیر فرمائی ہوتی۔''

خیبر میں تشریف آوری:

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں رات کو تشریف لائے ـــــ آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ جس وقت کسی قوم کی طرف رات میں جاتے' صبح تک ان پر حملہ کرنے میں جلدی نہیں کرتے تھے ـــــ جب صبح ہوئی تو یہودی زمین کھودنے کے آلات مساۃ اور مکتل لے کر نکلے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے:

''یہ محمد ہیں! ـــــ اے واللہ! یہ محمد ہیں!! ـــــ خمیس یعنی لشکر آپ کے ساتھ آیا ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''خیبر ویران ہوگیا ـــــ انا اذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین''

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ فرمایا:

''اللہ اکبر خربت خیبر'' [۲۸۶]

اس حدیث سے شگون لیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ڈھانے کے آلات دیکھے تو یہ پہچانا کہ یہود کا شہر ویران ہو جائے گا ـــــ یہ احتمال ہوتا ہے کہ آپ نے خربت خیبر یعنی خیبر ویران ہوگیا' بطریق وحی کہا ہو ـــــ اس کی تائید آپ کا وہ ارشاد عالی کرتا ہے جو اس کے بعد ہے:

انا اذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین

اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز تاریکی میں اول وقت میں خیبر کے وقت پڑھی۔ پھر فرمایا:

اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین

مغلطائی وغیرہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈے تقسیم فرمائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم سیاہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر سے بنایا گیا تھا۔

فاتح خیبر:

بخاری میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے' ان کی آنکھیں آ گئی تھیں پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ کر مل گئے۔ جب ہم لوگوں نے وہ رات بسر کی جس کی صبح کو خیبر فتح کیا گیا' آپ

---

۲۸۶ لشکر کا نام خمیس اس لیے رکھا گیا ہے کہ لشکر پانچ حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے ـــــ مقدمہ اور ساقہ آگے اور پیچھے کا فوجی حصہ ـــــ میمنہ اور میسرہ دائیں اور بائیں جانب کا حصہ ـــــ اور قلب فوج کا درمیانی حصہ ہے۔

Marfat.com

نے اس رات فرمایا:

''کل کے روز میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں۔''

یا یہ فرمایا کہ:

''یہ جھنڈا کل کے دن وہ شخص ضرور لے گا جس کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول دوست رکھتے ہیں۔''

ایک اور روایت میں مزید یہ ہے:

''جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرے گا۔''

صبح جب بیدار ہوئے تو سب لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور اس امید پر کہ آپ انہیں جھنڈا عطا کریں گے ـــــ آپ نے دریافت فرمایا:

''علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟''

صحابہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ان کو آنکھوں کی شکایت ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''ان کے پاس کسی آدمی کو بھیجو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن ڈال دیا اور ان کے لیے دعا فرمائی' وہ صحت یاب ہو گئے گویا انہیں آنکھوں کے درد کی شکایت ہی نہیں تھی۔ آپ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا میں ان لوگوں سے یہاں تک لڑوں کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''تم آہستگی اور وقار سے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں اترو ـــــ پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور اسلام میں ان پر اللہ تعالیٰ کا جو حق واجب ہے' انہیں اس سے خبر دو ـــــ (اگر تمہاری اطاعت نہ کریں تو ان سے قتال کرو) قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ـــــ! اللہ تعالیٰ اگر کسی ایک شخص تمہارے سبب ہدایت کرے تو تمہارے لیے سرخ رنگ کے اونٹوں سے اچھا ہوگا۔''

خیبر کا پہلا شہید:

صحابہ کرام نے جنگ کے لیے صفیں باندھیں۔ حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے' ان کی تلوار چھوٹی تھی۔ انہوں نے ایک یہودی کی پنڈلی پر تلوار مارنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی تلوار کی دھار پلٹ گئی اور ان کے گھٹنے میں لگی ـــــ عامر رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ خیبر سے لوٹے تو اس زخم سے شہید ہو گئے۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' ساتھیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ عامر کا عمل باطل ہو گیا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے یہ کہا ہے وہ غلطی پر ہے' عامر کے لیے دو اجر ہیں۔

ایک اجر جہاد اور طاعت کا' دوسرا اجر جہاد فی سبیل اللہ کا'' —— پھر آپ نے اپنی دو انگلیاں جمع کیں اور فرمایا:

''عامر ضرور مجاہد ہے۔''

یزید بن عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ کی ساق پر تلوار کی ضرب کا اثر دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا:

''یہ کیسی چوٹ ہے جو پنڈلی میں لگی ہے؟''

سلمہ نے کہا:

''یہ وہ چوٹ ہے جو یوم خیبر میں لگی تھی۔ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اس پر تین بار پھونک دیا۔ اس گھڑی تک میں نے اس چوٹ کی شکایت نہیں کی۔''

ایک دوزخی مجاہد:

بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے کہ ہم خیبر میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو جو آپ کے ساتھیوں میں سے تھا اور اسلام کا دعویٰ کرتا تھا' کے بارے میں فرمایا:

''یہ اہل نار سے ہے۔''

جب جنگ ہوئی تو اس مجاہد نے شدید قتال کیا یہاں تک کہ اس کے زخم کثیر ہو گئے —— ان کی شدید لڑائی اور شدید زخمی ہونے پر ساتھی شاید فرمان نبوی میں شک کرتے کہ یہ اہل نار سے ہے —— اس مجاہد سے زخموں کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی۔ ہاتھ بڑھا کر اپنے تیردان سے ایک تیر نکالا اور اس تیر سے اپنے نفس کو ذبح کر ڈالا —— صحابہ میں سے اکثم الخزاعی نے تیزی سے بارگاہ نبوی میں پہنچ کر عرض کیا:

''یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کیا۔ فلاں نے آپ کی بات کو سچا کیا۔ فلاں نے اپنے آپ کو ذبح کیا اور اپنے نفس کو قتل کر ڈالا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر بلال سے فرمایا:

''اٹھو اور آدمیوں کو آگاہ کرو لایدخل الجنة الامؤمن ۲۸۷ وان اللہ یوید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنی مومن کے سوا جنت میں داخل نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس دین کو مرد فاجر سے تائید دیتا ہے۔ ۲۸۸

---

۲۸۷ اس میں اشارہ ہے کہ وہ مرد مسلوب الایمان تھا۔

Marfat.com

بخاری کے نزدیک ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا:

''ایک شخص جس شے کو ظاہر کرتا ہے' اس میں اہل جنت کا عمل کرتا ہے اور معاصی سے اہل نار کے عمل کے ساتھ متلبس ہوتا ہے ــــ اور ایک شخص اہل نار کا عمل اس شے میں کرتا ہے جس کو وہ ظاہر کرتا ہے' وہ اہل جنت سے ہوتا ہے۔''

مسلمانوں نے اہل خیبر سے قتال کیا اور اہل خیبر نے مسلمانوں سے شدید قتال کیا ــــ مسلمانوں میں سے پندرہ مرد شہید ہوئے ــــ شامی نے کہا ہے کہ چونتیس مسلمان شہید ہوئے۔ جبکہ یہود میں سے ترانوے مارے گئے۔ لعنھم اللہ ــــ اور اللہ تعالیٰ نے خیبر کا ایک ایک حصن فتح کیا۔

آل ابی الحقیق کا وہ خزانہ جو گدھے کے چمڑے میں رکھا گیا تھا' لے لیا گیا ــــ یہود نے اس خزانہ کو ایک ویرانہ میں غائب کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے رسول کی رہبری فرمائی' آپ نے اسے نکال لیا۔

خیبر کا دروازہ:

خیبر کا دروازہ بڑی مشقت کے بعد ستر آدمیوں نے ہلایا تھا جبکہ شیر خدا حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا اسے اکھاڑ ڈالا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ خیبر میں ایک دروازہ اٹھا لیا۔ اس کے بعد اس دروازہ کی آزمائش کی گئی' چالیس مرد اسے نہیں اٹھا سکے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حصن تک پہنچے تو اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھینچ لیا اور اسے زمین پر ڈال دیا۔ ہم لوگوں میں سے ستر آدمی اس دروازہ پر جمع ہو گئے' ان ستر مردوں کی یہ کوشش تھی کہ دروازہ کو اس کی جگہ لوٹا دیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی:

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہود کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ کی بیٹی تھی ــــ بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب کے ساتھ بیاہ کیا ــــ صفیہ کا شوہر کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق قتل کیا گیا تھا۔ صفیہ اس وقت دلہن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن و جمال کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے انہیں اپنے نفس کے لیے اختیار فرمایا۔ سد صہبا تک پہنچنے پر آپ حیض سے پاک ہو گئیں اور آپ کو حلال ہو گئیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے پھر آپ نے ایک چھوٹے چمڑے میں حیس بنایا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''جو لوگ تمہارے اطراف ہیں' ان کو آگاہ کر دو۔''

یہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ تھا ــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت صفیہ کے لیے اپنے اس طرف عبا سے پردہ بناتے

---

۲۸۸ رجل سے مراد وہی مقتول ہے یا مطلق مرد فاجر بدکار مراد ہے۔

Marfat.com

تھے پھر آپ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا رکھ دیتے۔ حضرت صفیہ اپنا پاؤں آپ کے گھٹنا پر رکھ دیتی تھیں یہاں تک کہ اونٹ پر سوار ہو جاتی تھیں۔

بخاری شریف میں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ مسلمانوں نے آپس میں کہا:

''حضرت صفیہ امہات المومنین سے ہیں یا لونڈی ہیں جو غنیمت میں آئی ہیں اور آپ ان کے مالک ہو گئے ہیں ۔۔۔۔ اگر آپ نے ان کا پردہ کیا تو امہات المومنین سے ہیں اور اگر آپ نے انہیں نہ چھپایا تو لونڈی ہیں۔''

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ فرمایا تو ان کے لیے اونٹ پر اچھا بستر بچھایا اور پردہ تان دیا ۔۔۔۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے بعد یہود کی اولادوں کو بردہ بنایا اور غلاموں میں حضرت صفیہ بھی تھیں ۔۔۔۔ وہ دحیۃ الکلبی کی طرف حصہ میں گئیں ۔۔۔۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئیں۔ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمایا اور ان کے عتق کو ان کا مہر ٹھہرایا۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دحیہ سے فرمایا کہ:

''غلاموں میں سے کوئی لونڈی غیر صفیہ کے لے لو۔''

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت دحیہ سے سات غلاموں کے لیے بدلے لیا تھا ۔۔۔۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ تم کسی لونڈی کو غلاموں میں سے غیر صفیہ کے لیے لے لو۔ اس لیے کہ اس جگہ نفی زیادتی پر کوئی دلالت نہیں ہے ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ واقع سے زیادہ عالم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس لیے لیا کہ وہ یہود کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ کی بیٹی تھیں ۔۔۔۔ اور حضرت صفیہ ان عورتوں میں سے نہیں تھیں کہ دحیہ کو بخش دی جاتیں ۔۔۔۔ اس لیے کہ صحابہ دحیہ کی طرح اور دحیہ سے فوق مرتبہ میں کثرت سے تھے ۔۔۔۔ لیکن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مانند نفاست نسب اور حسن و جمال میں غلاموں میں قلیل عورتیں تھیں ۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر دحیہ کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مخصوص فرماتے تو بعض صحابہ کے تغیر خاطر کا امکان تھا ۔۔۔۔ چنانچہ یہ امر مصلحت عامہ سے تھا کہ حضرت صفیہ حضرت دحیہ سے واپس لے لی جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اختصاص حضرت صفیہ کے ساتھ ہوا اس لیے کہ اس میں جمیع صحابہ کی رضامندی تھی۔

یہ امر کہ آپ نے صفیہ کو دحیہ کو دے دیا اور پھر ھبہ سے آپ سے رجوع کیا ۔۔۔۔ یہ امر ھبہ سے رجوع کرنے میں کچھ نہیں ہے یعنی صفیہ دحیہ کو ھبہ کی گئی تھیں پھر واپس لے لی گئیں۔ گویا ھبہ سے رجوع ہوا اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ھبہ سے لوٹایا جانا نہیں ہے بلکہ اسباب مذکورہ علت ہیں' وہ اسباب یہ ہیں:

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقسیم میں شامل نہیں ہوئی تھیں' لہٰذا ھبہ بھی نہ ہوگا۔
☆ دوسرے صحابہ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل تھے' ان کی دل شکنی ہوتی۔
☆ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملک زادی تھیں' دحیہ ان کے لائق نہ تھے۔

Marfat.com

مغلطائی نے کہا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان کی آغوش میں چاند اترا ہے ـــــ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے شادی کو خواب کی تعبیر خیال کرتی تھیں۔ ۲۸۹

گدھے کے گوشت کی حرمت:

اسی غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے گدھے کا گوشت حرام قرار دیا ـــــ جیسا کہ بخاری میں ہے کہ جس دن مسلمانوں کو خیبر پر فتح حاصل ہوئی اس دن کی رات میں مسلمانوں نے کثیر آگ روشن کی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''یہ کیسی آگ ہے' تم لوگ کس شے پر یہ آگ جلا رہے ہو۔''

صحابہ نے عرض کیا۔

''یہ آگ پر گوشت جلا رہے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا:

''کس قسم کے گوشت پر؟''

صحابہ نے عرض کیا:

''گدھے کے گوشت پر۔''

بیس یا تیس گدھے ذبح کیے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''یہ گوشت پھینک دو اور ہانڈیاں توڑ ڈالو۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''ہم یہ گوشت پھینک دیتے ہیں اور ہانڈیاں دھو ڈالتے ہیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''بلکہ یہ کرو'' (یعنی گوشت پھینک دو اور ہانڈیاں دھو ڈالو)

ہانڈیاں توڑنے میں مال کا نقصان تھا' اس لیے دھونے کے لیے حکم فرمایا۔

بخاری کی ایک اور روایت میں جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوم خیبر میں لہسن کھانے سے منع فرمایا اور گدھے کے گوشت سے بھی منع فرمایا۔ (لہسن میں بدبو ہوتی ہے اور اس کی تحریم خصائص نبویہ سے ہے)

ابن ابی ادنیٰ نے کہا ہے کہ ہم نے گروہ اصحاب میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے گدھے کے گوشت سے

---

۲۸۹ حاکم نے کہا ہے کہ ایسا ہی جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے جاری ہوا ہے ـــــ جویریہ بنت الحارث ام المومنین بنی مصطلق سے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے تین دن خواب میں دیکھا تھا کہ یثرب سے ایک چاند آ رہا ہے اور ان کی آغوش میں اترا ہے۔

Marfat.com

اس لیے منع فرمایا ہے کہ اس میں خمس ۲۹۰ نہیں لیا گیا تھا ـــــ بلکہ حقیقت یہ ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کی نجاست کی وجہ سے ہانڈیاں دھونے کے لیے حکم فرمایا تھا ـــــ اس لیے کہ گدھا گندگی کھاتا ہے' وہ نجس اور محرم ہے ـــــ پہلے آپ نے ہانڈیاں توڑ ڈالنا مناسب دیکھا پھر آپ نے اپنے اجتہاد میں تبدیلی فرما دی یا اس بارے میں آپ کی طرف وحی آئی کہ ہانڈیاں دھو لی جائیں۔

گھوڑے کے گوشت کی حرمت:

امام شافعی علیہ الرحمہ اور جمہور علمائے سلف اور خلف کا مذہب یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز (مباح) ہے۔ اس میں کراہت نہیں ہے ـــــ اس کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت انس بن مالک اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے (صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا' ہم نے اسے کھایا' اس وقت ہم مدینہ میں تھے ـــــ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ ہم نے اور اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھایا۔

فتح الباری میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد سے کہ اس وقت ہم مدینہ میں تھے' یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ گھوڑے کے گوشت کا مباح ہونا جہاد فرض ہونے کے بعد تھا ـــــ لہٰذا جس شخص نے اس علت کی وجہ سے کہ گھوڑے آلات جہاد سے ہیں' گھوڑوں کے گوشت کی تحریم کی ہے ـــــ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث سے اس شخص پر رد کیا جائے گا ـــــ اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد میں کہ:

"اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھایا۔"

یہ اس شخص پر رد ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر مطلع ہوئے ہیں ـــــ باوجود اس کے کہ حدیث وارد ہے اگر حدیث وارد نہ ہوتی تب بھی آل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ آل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شدت سے میل جول رکھتے تھے اور وہ آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے ـــــ آل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ کرتے تھے' وہ اس کے جواز کو جانتے تھے۔ اس کے باوجود یہ رجحان تھا کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے احکام میں کثرت سے سوال کرتے تھے ـــــ یہاں یہ امر پسندیدہ ہے کہ جس وقت کسی صحابی نے کہا کہ:

"ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ایسا کرتے تھے۔"

اسے باز رہنے (رفع) کا حکم ہوگا۔ (یعنی اس حدیث کو مرفوع کہیں گے) ـــــ اس لیے کہ ظاہر امر یہ ہے کہ صحابی کے فعل کی آپ کو اطلاع ہوئی ہے اور آپ نے اسے برقرار رکھا ہے اور جس وقت یہ امر مطلق صحابہ میں ہوگا تو آل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ کیوں کر نہ ہوگا (کہ وہ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر رہتے تھے)

---

۲۹۰ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ جو غرباء اور لاوارثوں کے لیے وقف کیا جائے۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے ـــــ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت متواتر نہیں' یہ خبر احاد سے ہے ـــــ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ شیخین کی شرط پر عطا بن یسار سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ تمہارے سلف ہمیشہ گھوڑے کا گوشت کھاتے تھے ـــــ ابن جریج نے ان سے پوچھا:

''کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب گھوڑے کا گوشت کھاتے تھے؟''

انہوں نے کہا ''ہاں!'' ـــــ عطا بن یسار تابعین کے طبقہ وسطیٰ سے تھے۔ انہوں نے جمیع صحابہ کو نہیں پایا ـــــ بلکہ انہوں نے ان لوگوں سے خبر دی ہے جنہوں نے بعض صحابہ کو دیکھا تھا ـــــ

امام مالک کا مذہب ہے کہ گھوڑا مکروہ ہے ـــــ فاکہانی مالکی نے بھی گھوڑے کو مکروہ کہا ہے ـــــ امام مالک نے گھوڑے کا گوشت کھانے کو جو مکروہ کہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ گھوڑے اکثر جہاد میں استعمال کیے جاتے ہیں اگر اس کی کراہت نہ ہو تو اس کا استعمال کھانے میں کثیر ہو جائے گا ـــــ اور اگر کھانے میں اس کا استعمال کثیر ہو جائے گا تو گھوڑے فنا ہو جائیں گے۔ چنانچہ گھوڑوں سے دشمن کو ڈرانا اور وہ شے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **ومن رباط الخیل ترھبون به عدواللہ وعدوکم** میں امر وارد ہوا ہے' نقص کی طرف رجوع کرے گا، لہٰذا اس صورت پر کراہت سبب کی وجہ سے خارج ہوگی ـــــ خارج کا سبب بحث میں نہیں ہے اس لیے کہ وہ حیوان جس کی شرعی طور پر اجازت ہے' اس پر علماء کا اتفاق ہے جیسے اونٹ۔

بعض منع کرنے والوں کا یہ کہنا کہ اگر گھوڑے حلال ہوتے تو ان سے قربانی جائز ہوتی۔ یہ قول اس سے منتقض ہو جاتا ہے کہ بڑے حیوان کی قربانی نہیں کی جاتی اور اس کی قربانی کا شرعی حکم نہیں ـــــ ابوداؤد اور نسائی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں' خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس حدیث کا اگر ثبوت تسلیم کر لیا تو یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کا معارضہ نہ کرے گی جو گھوڑے کے گوشت کے جواز پر دلالت کرتی ہے ـــــ جبکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے موافق حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے ـــــ بعض علماء نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث تحریم پر دلالت کرتی ہے' اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ گھوڑے کے بارے میں رخصت دی گئی ہے۔ اس رخصت کا معنی یہ ہے کہ ممنوع کا مباح مع قیام جو حکم اصلی سے ہو ـــــ یعنی یہ رخصت خاص تھی' عام نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں صحابہ کو شدید بھوک کی وجہ سے رخصت دی تھی اور یہ رخصت مطلق حلال ہونے پر دلالت نہیں کرتی یعنی جو بات نزاع کا باعث ہے اس کے حل پر دلالت نہیں کرتی۔

اس کا جواب اس طور پر دیا گیا ہے کہ اکثر روایتیں لفظ ''اذن'' کے ساتھ آئی ہیں جیسا کہ مسلم نے روایت کیا ہے ـــــ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ:

''ہم نے خیبر کے زمانہ میں گھوڑے اور گدھے کے گوشت کھائے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا''

Marfat.com

اس حدیث میں گھوڑے کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس حدیث نے گھوڑے کے گوشت کے جائز ہونے پر دلالت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ گھوڑے کا ذکر نہ ہونا دلیل نہیں ـــــ جبکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کے لیے حکم فرمایا۔''

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ راوی کا یہ کہنا کہ ''رخصت دی'' ـــــ رخصت سے اذن مراد ہے ـــــ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں گھوڑے کے گوشت کی جو تحریم ہے' اس میں بھی احتجاج کا نقص گھوڑے کے گوشت کے اذن کے ساتھ کیا گیا ہے ـــــ اگر گھوڑے کے گوشت کی رخصت بھوک کی وجہ سے تھی تو گدھے کا گوشت اس اذن کے اولیٰ تھا کہ کھایا جاتا کہ اس وقت گدھے کثیر تھے اور گھوڑے قلیل ـــــ حاصل کلام یہ ہوا کہ:

''گھوڑے کا گوشت کھانے میں اذن نہیں تھا مگر اس کی اجازت عام نہ تھی بلکہ خاص ضرورت کی وجہ سے اجازت دی گئی۔''

امام مالک اور دیگر علماء جو گھوڑے کے گوشت کی تحریم کے قائل ہیں۔ انہوں نے فرمان الٰہی کے ساتھ احتجاج کیا ہے کہ یہ فرمان منع کے لیے ہے **والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ**

یعنی ''یہ حیوانات سواری اور زینت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔''

اس کی وضاحت اور تشریح بہت وجوہ سے کی گئی ہے:

☆ ایک وجہ یہ ہے کہ آیت شریف **لترکبوھا** میں لام تعلیل کے لیے ہے، لہٰذا لام نے اس پر دلالت کی ہے کہ یہ حیوانات سواری اور زینت کے علاوہ کاموں کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ اس لیے کہ جو علت ظاہری طور پر ہو' حصر کا فائدہ دیتی ہے ـــــ چنانچہ ان حیوانوں کے کھانے کی اجازت بظاہر آیت کے خلاف ہے۔

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ لفظ **بغال** اور **حمیر** ' **خیل** پر عطف کیا گیا ہے ـــــ اس نے اس امر پر دلالت کی ہے کہ گھوڑوں' خچروں اور گدھوں کے ساتھ حکم تحریم میں مشترک ہے ـــــ چنانچہ جس شخص نے خیل کو منفرد کر لیا ہے' وہ اس شے کے حکم کے لیے جو خیل پر عطف کی گئی ہے' دلیل کا محتاج ہے۔

☆ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس آیت کا سیاق امتنان کی جگہ کیا گیا ہے ـــــ اگر ان حیوانوں سے کھانے میں انتفاع کیا جاتا تو البتہ کھانے کے ساتھ اعظم امتنان ہوتا ـــــ حال یہ ہے کہ حکیم ادنیٰ نعمتوں سے امتنان نہیں کرتا کہ وہ سواری اور زینت ہے اور اعلیٰ نعمتیں چھوڑ دیتا ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ ان حیوانوں کے ذکر سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **ومن الانعام و منھا تاکلون** میں جن حیوانوں کا ذکر کیا گیا ہے' ان کے کھانے کے ساتھ امتنان واقع ہوا ہے۔

☆ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر ان حیوانوں کا کھانا مباح کیا جاتا تو جو فائدہ ان حیوانوں سے سواری اور زینت میں ہے اور اس کے ساتھ امتنان واقع ہوا ہے وہ فائدہ نہ ہوتا ـــــ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ سورہ نحل بالاتفاق مکی ہے جبکہ

Marfat.com

گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد دی گئی ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیت سے گھوڑے کا گوشت کھانا منع سمجھا ہوتا تو اس کے کھانے کی اجازت نہ دیتے ـــــ اور یہ بھی جواب ہے کہ سورہ نحل کی آیت گھوڑے کا گوشت نہ کھانے میں صریح نہیں ہے جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث گھوڑے کا گوشت جائز ہونے میں صریح ہے ـــــ اور یہ بھی جواب ہے کہ جب یہ تسلیم کرلیا کہ آیت والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا میں لام تعلیل کے لیے ہے لیکن یہ امر تسلیم نہیں کرتے کہ سواری اور زینت میں فائدہ پہنچانے کا حصر ہے۔ اس لیے کہ گھوڑوں سے سواری اور زینت اور کھانے کے علاوہ نفع لیا جاتا ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے جیسے:

☆ گھوڑوں پر سامان لادا جاتا ہے۔

☆ ان سے پانی بھرتے ہیں۔

☆ ان سے غلہ پیسا جاتا ہے۔

اور آیت کریمہ میں لفظ ''رکوب'' اور ''زینت'' کا ذکر نہیں ہے لیکن اس لیے کہ گھوڑوں سے جو اشیاء طلب کی جاتی ہیں' ان اشیاء ـــــ زیادہ تر سواری اور زینت ہے ـــــ اس کی مثال گائے کی وہ حدیث ہے جو صحیحین میں بیان ہوئی ـــــ جس وقت اس گائے نے اپنے سوار کو خطاب کر کے کہا تھا:

''میں سواری کے لیے نہیں پیدا کی گئی بلکہ کھیتی کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔''

یہ حدیث اس کے باوجود حصر میں زیادہ صریح ہے' اس کے ساتھ اغلب امر کا ارادہ نہیں کیا جاتا۔ وگرنہ گائے کھائی جاتی ہے ـــــ اور گائے سے کھیتی کے علاوہ بہت کی اشیاء میں نفع لیا جاتا ہے ـــــ بیضاوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے سورہ نحل کی آیت کے ساتھ گھوڑے کے گوشت کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں حرمت کے ثبوت کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے اس لیے کہ فعل کی تعلیل سے جس شے کے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا فعل سے غیر اس کا اصلاً ارادہ نہ کیا جائے۔

غزوہ خیبر میں مزید ممنوعات:

اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سباع یعنی درندوں میں سے ہر ایک جانور جو دانتوں سے پھاڑنے والا ہے' اس کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

یوم خیبر میں مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے فروخت کے لیے منع فرمایا ہے ـــــ اور اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ کسی کنیز یا لونڈی سے تب تک ملاپ نہ کرو جب تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے۔

خیبر میں ایک یہودیہ نے آپ کو زہر دیا:

اس غزوہ میں زینب بنت الحارث سلام بن مشکم کی یہودی عورت نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو زہر دیا۔ جیس

Marfat.com

کہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے ــــــ

اس حدیث میں یہ ہے کہ جب خیبر فتح کیا گیا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ایسی بکری ہدیہ بھیجی گئی جس میں زہر تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہود سے جو لوگ یہاں ہیں' انہیں میرے پاس جمع کرو۔''

وہ سب آپ کے پاس جمع کیے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے فرمایا:

''میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں۔ کیا تم مجھے اس کا سچ بیان کرو گے؟''

یہود نے کہا:

''اے ابوالقاسم! بے شک ہم سچ کہیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

''تمہارا باپ کون ہے؟''

یہود نے کہا ــــ ''ہمارا باپ فلاں شخص ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے جھوٹ کہا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے یعنی اسرائیل یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔''

یہود نے کہا:

''آپ نے سچ فرمایا اور آپ اپنے قول میں سچے ہیں۔''

پھر آپ نے یہود سے فرمایا:

''کیا تم میرے ساتھ کسی بات میں سچ کہنے والے ہو اگر میں تم سے اس شے کے بارے میں پوچھوں۔''

انہوں نے کہا:

''بے شک اے ابوالقاسم ہم سچ کہیں گے۔ اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ پہچان لیں گے۔ جیسے کہ آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں ہمارا جھوٹ پہچان لیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے پوچھا:

''اہل نار کون لوگ ہیں؟''

یہود نے کہا:

''ہم لوگ دوزخ میں تھوڑا عرصہ رہیں گے' پھر آپ لوگ دوزخ میں ہمارے قائم مقام ہوں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم لوگ دوزخ میں ذلت وخواری سے مستقل قیام کرو گے ــــ واللہ ہم لوگ دوزخ میں تمہارے قائم مقام کبھی نہ ہوں

Marfat.com

گے ——"

پھر آپ نے یہود سے فرمایا —— کیا تم لوگ مجھ سے کسی شے میں سچ کہو گے اگر میں تم لوگوں سے اس شے کے بارے میں پوچھوں۔"

انہوں نے کہا —— "بے شک ہم سچ کہیں گے۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"کیا تم لوگوں نے بکری میں زہر ملایا ہے؟"

یہود نے کہا —— "بے شک ہم نے زہر ملایا ہے۔"

آپ نے یہود سے پوچھا:

"اس امر کے لیے تمہیں کس بات نے اکسایا؟"

یہود نے کہا:

"ہم نے ارادہ کیا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے آرام پالیں گے —— اور اگر آپ نبی ہوں گے تو کو زہر نقصان نہ دے گا۔"

ابوداؤد میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں لکھا ہے کہ یہودیہ زینب' مرحب کی بہن ہے —— جبکہ بیہقی نے اسے مرحب کی بھتیجی لکھا ہے —— ابوداؤد کے غیر کی روایت میں ہے کہ زینب بنت الحارث ابن مشکم کی عورت لوگوں سے پوچھنے لگی:

"بکری میں کونسی شے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پسند ہے۔"

لوگوں نے بتایا کہ آپ کو دستی زیادہ پسد ہے —— اس نے ایک بکری ذبح کر کے اسے بھونا —— پھر اس نے ایسے زہر کا ارادہ کیا جو کہ فوراً مار ڈالے —— اس نے یہود سے زہروں کے بارے میں مشورہ کیا کہ کون سا زہر مار ڈالنے میں تیزی سے اثر کرتا ہے —— زینب نے یہود کے مشورہ پر بکری میں زہر ملایا' شانے اور دستیوں میں زہر زیادہ ملا دیا —— پھر اس نے وہ زہر آلود بکری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تحفۃً بھیجی۔ آپ نے وہ لے لی۔ آپ کے پاس تین اصحاب موجود تھے' ان اصحاب میں حضرت بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے —— نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دستی اٹھائی اور اس میں سے دانتوں سے گوشت کاٹا۔ حضرت بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری ہڈی لی —— رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن کے ساتھ گوشت کا وہ حصہ جو دانتوں سے کاٹا' نگل لیا —— جو گوشت حضرت بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں تھا' انہوں نے اسے نگل لیا' دوسروں نے بھی کھایا —— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اس کے کھانے سے اپنے ہاتھ اٹھالو' اس لیے کہ یہ دستی مجھے خبر دے رہی ہے کہ زہر آلود ہے۔"

اس حدیث میں ہے کہ بشر بن البراء ایک سال کے بعد مر گئے —— بعض نے کہا ہے کہ اسی وقت فوت ہو گئے ——

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو یہودیہ کے پاس بھیجا اور اس سے دریافت فرمایا:

Marfat.com

''تو نے اس میں زہر ملایا ہے؟''

اس یہودیہ نے کہا:

''آپ کو کس نے خبر دی کہ یہ زہر آلود ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ دستی جو میرے ہاتھ میں ہے' اس نے خبر دی۔''

اس یہودیہ نے کہا:

''بے شک ہم نے زہر ملایا ہے ـــــ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ شخص نبی ہے تو زہر اسے نقصان نہ دے گا' اگر نبی نہیں ہے تو ہم لوگ آرام پائیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودیہ کو معاف کر دیا ـــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس گوشت کے سبب جو بکری میں سے کھایا تھا' اپنے دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگوائے ـــــ زہری نے کہا ہے کہ وہ یہودیہ مسلمان ہو گئی ـــــ بیہقی نے کہا ہے کہ احتمال ہوتا ہے کہ پہلے اس یہودیہ کو آپ نے چھوڑ دیا ہو لیکن جب بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقمہ کھانے سے اللہ کو پیارے ہو گئے تو اسے قتل کیا ہو ـــــ سہیلی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس مبارک کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے' اسے بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے طور پر قتل کیا ہو۔

خیبر میں آپ کی نماز فجر قضا ہوگئی:

اور بھی غریب یہ امر ہے کہ اس غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر نہیں پڑھی اور سو گئے ـــــ جبکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام پر مقرر کیا کہ نماز فجر کے وقت آپ کو بیدار کر دیں جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مسلم کے نزدیک ہے ـــــ

وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے تو تمام رات سفر میں رہے یہاں تک کہ آپ کو اونگھ آ گئی ـــــ آپ آخر رات میں اترے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا:

''آج کی رات تم ہماری حفاظت کرو۔''

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر نماز پڑھی جس قدر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی توفیق دی ـــــ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دیگر صحابہ کرام سو گئے۔ جب فجر قریب ہوئی تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کے مقابلہ میں اپنی سواری کے اونٹ کے ساتھ بیٹھ کر ٹیک لگا لی۔ اُن پر بھی نیند نے غلبہ کیا' آخر وہ بھی رات سفر کرتے رہے تھے ـــــ وہ بھی سو گئے ـــــ

نہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور نہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور نہ آپ کے دیگر صحابہ

Marfat.com

کرام میں سے کسی کی آنکھ کھلی ــــــ

جب سورج کی شعاعیں اور دھوپ لگی تو سب سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے' آپ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی:

''اے بلال!''

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' میرے نفس پر اللہ تعالیٰ نے غلبہ کیا جیسے کہ آپ کے نفس پر غلبہ کیا'' ــــــ یا یہ معنی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلا دیا جیسے کہ آپ کو سلا دیا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اونٹوں کو چلاؤ۔''

صحابہ کرام نے اپنی اپنی سواری کے اونٹ تھوڑی دور تک چلائے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اقامت کے لیے فرمایا ــــــ انہوں نے اقامت کہی ــــــ آپ نے صحابہ کو نماز پڑھائی جبکہ آپ نے نماز قضا کر لی اور فرمایا:

''جو شخص نماز کو بھول جائے جس وقت اسے یاد آئے' اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری'' اس غزوہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی جو حبشہ ہجرت کر گئے تھے' آ ملے۔

خیبر کی غلبہ سے فتح:

خیبر کی فتح میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ ''کیا غلبہ سے فتح ہوا یا صلح سے فتح ہوا'' ــــــ عبدالعزیز بن صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے' اس طرح واضح بیان کیا ہے کہ خیبر غلبہ سے فتح کیا گیا۔

جس نے یہ کہا ہے کہ خیبر صلح سے فتح ہوا ہے' اسے ان دو قلعوں سے شبہ ہوا جو وطیح اور سلالم ہیں ــــــ ان قلعہ والوں نے اپنی جانیں بچانے کے لیے یہ قلعے سونپ دیئے تھے ــــــ یہ صلح کی ایک قسم ہے لیکن یہ واقعہ نہیں ہوا بلکہ یہود کو محصور کرنے سے اور ان کے ساتھ قتال کرنے سے قلعے ہاتھ آئے۔

وادی القریٰ کی فتح:

غزوہ خیبر کے بعد جمادی الآخر میں وادی القریٰ کو فتح کیا گیا۔ آپ نے وہاں چار دن قیام فرمایا ــــــ محاصرہ کے دوران آپ کے ایک غلام مدعم کو ایک تیر لگا وہ جاں بحق ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا:

''وہ شملہ جو اس نے خیبر میں خیانت سے لیا ہے' وہ ضرور اس پر آتش دوزخ بھڑکائے گا۔''

اہل تیما نے آپ سے جزیہ دینے پر صلح کر لی ــــــ یہ حافظ مغلطائی نے کہا ہے۔

Marfat.com

سریہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مقام تربہ مکہ سے دو منزل پر واقع ہے ــــ یہ سریہ شعبان ۷ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں گیا ــــ آپ کے ساتھ تیس مجاہد تھے ــــ آپ کے ہمراہ بنی ہلال کا ایک رہبر بھی تھا ــــ آپ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپ رہتے تھے۔ ہوازن کے لوگ جو مقام تربہ میں تھے' انہیں آپ کے آنے کی خبر ملی تو وہ بھاگ گئے ــــ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہوں کی طرف آئے۔ وہاں ان میں سے کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنے اموال وغیرہ اونٹ بکریاں سب ساتھ لے گئے ــــ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ لوٹ آئے۔

سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نجد میں بنی کلاب کی طرف ایک قریہ ضربہ ہے جو بصرہ کے راستہ پر مکہ سے قریب ہے۔ یہ سریہ شعبان ۷ ہجری میں گیا ــــ کہا جاتا ہے کہ یہ سریہ بنی فزارہ کی طرف گیا ــــ مسلمانوں نے ایک جماعت کو غلام بنا لیا اور دوسرے مارے گئے ــــ صحیح مسلم میں فزارہ کی طرف بھیجا جانا وارد ہوا ہے' یہی قول صحیح ہے۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

خیبر میں ایک گاؤں فدک ہے۔ اس کے اور مدینہ کے درمیان سات میل کا فاصلہ ہے۔ یہ سریہ شعبان سات ہجری میں بنی مرہ کی طرف حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں گیا۔ آپ کے ہمراہ تیس مجاہد تھے ــــ جنگ ہوئی۔ حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت زخمی ہو گئے ــــ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے ــــ علیہ بن زید الحارثی ان لوگوں کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے ــــ علیہ کے بعد بشیر بن سعد بھی حاضر ہو گئے ــــ آپ مقتولین میں سے اٹھ کر فدک تک پہنچے' یہود کے ہاں ٹھہرے رہے پھر بیماری سے اٹھے اور مدینہ میں آئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نجد کے ناحیہ میں مدینہ سے آٹھ میل پر میفعہ واقع ہے۔ ماہ رمضان المبارک ۷ ہجری میں دو سو تیس مجاہدوں کا لشکر میفعہ پہنچا۔ انہوں نے ان کے مکانوں کا محاصرہ کر لیا جو لوگ سامنے آئے انہیں ہلاک کر ڈالا۔ ان کے اونٹ' گائے بکریاں مدینہ کی طرف ہانک لائے۔

اہل مغازی نے کہا ہے کہ اس سریہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص نہیک بن مرداس کو قتل کیا حالانکہ قتل سے پہلے اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا تو حضرت اسامہ نے کہا:

''اس نے جان کے خوف سے لا الہ الا اللہ کہا تھا۔''

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟"

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت پشیمان ہوئے اور افسوس سے کہنے لگے:

"میں کسی سے جنگ نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دے۔"

بخاری میں ابی ظبیان سے روایت ہے کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم ان لوگوں کے پاس صبح کے وقت اچانک جا پہنچے ـــــ ہم نے انہیں شکست دی ـــــ میں اور ایک انصاری مجاہد ان لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس جا پہنچے جب ہم اس کے پاس آئے تو اس نے لا الہ الا اللہ کہا ـــــ میرا ساتھی انصاری تو اس سے باز رہا لیکن میں نے اپنے نیزے سے اسے مارا۔ حتیٰ کہ اسے ہلاک کر دیا ـــــ جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس شخص کے قتل کی خبر پہنچی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا:

"اے اسامہ! کیا تم نے اس کے بعد اس شخص کو قتل کیا تھا کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا؟"

میں نے عرض کیا:

"وہ قتل سے پناہ مانگ رہا تھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کلمہ کو بار بار فرماتے تھے:

"اسامہ تم نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا۔" یہاں تک کہ میں نے اس وقت یہ تمنا کی کہ:

"آج کے دن سے پہلے میں مسلمان نہ ہوا ہوتا۔"

یعنی میں نے جتنے اعمال صالحہ کیے تھے' اس قتل کی وجہ سے میرے نزدیک بے کار ہو گئے تھے' اس کا سخت الم ہوا ـــــ اسی لیے انہوں نے کہا:

"آج کے دن سے پہلے میں مسلمان نہ ہوا ہوتا تو بہتر ہوتا ـــــ اور آج کے دن میں مسلمان ہوا ہوتا تا کہ میرے ذمہ اس کے قتل کا الزام نہ ہوتا۔"

سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سرزمین غطفان جو یمن اور جبار کی طرف ہے ـــــ دوسری روایت میں بنی قرارہ اور بنی عذرہ کی سرزمین ہے۔ یہ سریہ ماہ شوال ۷ ہجری میں گیا۔ حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تین سو افراد تھے ـــــ بنی غطفان نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کیا تھا۔

مسلمان رات میں سفر کرتے تھے اور دن میں چھپ جاتے تھے۔ بنی غطفان کو جب حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی خبر ملی تو بھاگ گئے ـــــ بہت سے اونٹ' گائے اور بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئے' دو افراد کو اسیر کر لیا۔ انہیں لے کر جب مدینہ پہنچے تو ان دونوں قیدیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

عمرۃ القضا:

اس عمرہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے معاہدہ کیا تھا ـــــ یہ عمرہ اس عمرہ کی قضا نہیں ہے جس سے آپ کو روکا گیا تھا۔ اس لیے کہ وہ عمرہ فاسد نہیں ہوا تھا تاکہ اس کی قضا واجب ہوتی بلکہ وہ عمرہ عمرۂ تامہ تھا' اس لیے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چار عمرے گنتی کیے ہیں۔

دوسرے علماء نے کہا ہے یہ عمرہ' عمرۂ اولیٰ کی قضا تھا اور عمرہ حدیبیہ کو عمروں میں شمار کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس عمرہ میں اجر کا ثبوت ہے۔ نہ یہ ہے کہ یہ عمرہ کامل کیا گیا ـــــ عمرۃ القضا کے نام کے سبب اس اختلاف پر مبنی ہے کہ جس نے عمرہ کا ارادہ کیا اور اسے بیت اللہ سے روک دیا گیا اس پر اس عمرہ کی قضا واجب ہے ـــــ ۲۹۱ جمہور علماء نے کہا ہے کہ جس شخص کو عمرہ سے روکا گیا ہے۔ اس پر قربانی واجب ہے' قضائے عمرہ واجب نہیں ـــــ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے اس کے برعکس روایت ہے ـــــ امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اس پر نہ قربانی لازم آتی ہے اور نہ قضائے عمرہ ـــــ دوسری روایت یہ ہے کہ اس پر قربانی اور قضائے عمرہ دونوں لازم ہیں ـــــ جمہور علماء کی حجت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان فان احصرتم فما استیسر من الھدیٰ ہے یعنی

"اگر تم حج یا عمرہ سے منع کیے جاؤ تو جو شے قربانی سے تم پر آسان ہو' واجب ہے ـــــ ایک بکری ذبح کرو یا اس سے اعلیٰ ذبح کرو' قضا واجب نہیں ہے۔"

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی حجت یہ ہے کہ عمرہ شروع کرنے سے لازم ہوتا ہے ـــــ اگر عمرہ کے لیے آنے والا روک دیا جائے تو اسے عمرہ کی تاخیر جائز ہے ـــــ لہٰذا جس وقت روک دینا زائل ہو جائے تو عمرہ کرے اور دو احراموں کے درمیان حلال ہونے سے قضا کا ساقط ہونا لازم نہیں ہوتا (امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی یہ دلیل عقلی ہے)

اور اس شخص کی حجت جس نے قربانی اور قضا دونوں کو واجب کیا ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو واقع ہوا ہے ـــــ صحابہ جس وقت روک دیئے گئے تو انہوں نے اونٹ ذبح کیے اور انہوں نے آئندہ سال عمرہ کیا اور قربانی کعبہ کو بھیج دی ـــــ اور جس شخص نے قربانی اور قضا دونوں کو واجب نہیں کیا ہے' اس کی حجت یہ ہے کہ صحابہ کرام کا حلال ہونا روک دینے کے سبب اونٹ ذبح کرنے پر موقوف نہیں ہوا تھا بلکہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ جس شخص کے ساتھ قربانی ہے' وہ اسے ذبح کرے اور جس شخص کے ساتھ قربانی نہیں وہ اپنا سر منڈائے۔

حاکم نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ۷ ہجری میں ذیقعد کا چاند دیکھا تو اپنے صحابہ کرام کو یہ حکم فرمایا کہ مشرکین نے حدیبیہ میں جس عمرہ سے انہیں روک دیا تھا' اس کی قضا کے لیے عمرہ کریں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو صحابہ کرام حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے' ان میں سے کوئی شخص رہنے نہ پائے۔ صحابہ کرام میں سے کوئی پیچھے نہ رہا۔ سوائے ان کے جو خیبر میں شہید ہو گئے تھے یا جو قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دو ہزار

۲۹۱ عام طور سے روکنا اور خاص طور پر روکنا یکساں ہے ـــــ اور عمرۃ الاسلام ہو یا غیر عمرۃ الاسلام برابر ہیں۔

Marfat.com

مرد گئے۔ عورتیں' بچے ان کے علاوہ تھے ۔۔۔۔ آپ نے ابورہم غفاری کو مدینہ پر خلیفہ کیا۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے لیے مختلف قسم کے ساٹھ جانور جن میں اونٹ گائے وغیرہ شامل ہیں' لے لیے ۔۔۔۔ ہتھیار' مغفر اور زرہیں اور نیزے ساتھ لیے ۔۔۔۔ ایک سو گھوڑے بھی ہمراہ تھے ۔۔۔۔ ذی الحلیفہ پہنچ کر آپ نے گھوڑوں کو اپنے آگے کیا اور ان پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا ۔۔۔۔ ہتھیار والوں کو آگے فرمایا اور ان پر حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل ٹھہرایا ۔۔۔۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا اور لبیک کہا۔ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ لبیک کہتے تھے ۔۔۔۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑوں کے ساتھ الظہر ان تک گئے۔ انہیں وہاں قریش کے چند آدمی ملے' ان قریشوں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''گھوڑے لانے کا کیا سبب ہے؟''

محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں' انشاء اللہ کل صبح تک اس منزل پر پہنچ جائیں گے۔''

وہ قریشی مکہ میں آئے۔ اہل قریش ان کی خبر سن کر ڈر گئے ۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراۃ لظہران میں اترے ۔۔۔۔ اور بطن یا جج کی طرف جو مکہ سے قریب ایک گاؤں ہے' جو لوگ حرم کی حدود میں ہوتے ہیں وہ اس جگہ سے نظر آتے ہیں۔

عمرہ کے لیے طریق کار:

آپ نے ہتھیار آگے بھیج دیئے اور اپنی حفاظت کے لیے اوس بن خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسو جانثاروں سمیت پاس رکھا ۔۔۔۔ باقی حضرات عمرہ کے مناسک کے لیے گئے۔ اسی طرح ایک گروہ گیا اور ایک گروہ آپ کی حفاظت کرتا رہا ۔۔۔۔ قریش کے اشراف اس دوران مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے ۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ قصویٰ پر جب تشریف لے گئے تو مسلمانوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں میں لٹکا لیں اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے میں لے کر لبیک کہہ رہے تھے ۔۔۔۔ آپ مکہ میں اس ٹیکری سے داخل ہوئے جو حجوں پر نکلتی ہے۔ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے اونٹ کی مہار تھام رکھی تھی ۔۔۔۔

ابن رواحہ کے اشعار:

ترمذی شریف میں شمائل میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضا میں مکہ میں ایسے حال میں داخل ہوئے کہ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے ۔

خلوا نبی الکفار عن سبیلہ   الیوم نضر بکم علی تنزیلہ

اے کفار کی اولاد! آپ کے راستہ سے دور ہو جاؤ ۔۔۔۔ آپ کے مکہ تشریف لانے کی وجہ سے آج کے دن ہم تمہیں ماریں گے ۔۔۔۔ اگر تم لوگ ہمیں روکو گے تو ہم پلٹ کے نہ جائیں گے۔ جیسے حدیبیہ کے سال میں پلٹ گئے تھے ۔۔۔۔ یا تمہیں

Marfat.com

تنزیل قرآن کے حکم پر ماریں گے۔

ضربا یزیل الهام عن مقیله　　ویذهل الخلیل عن خلیه

ہم ایسی ضرب لگائیں گے کہ سروں کو ان کی آرام گاہ یعنی گردنوں سے جدا کر دے گی اور اس ضرب سے دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا یعنی مرنے والا زندہ کو اور زندہ مرنے والے کو بھول جائے گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے ابن رواحہ! تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شعر پڑھتے ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عمر! اسے چھوڑ دو' تم اسے مت روکو ــــ اس لیے کہ یہ اشعار یا کلمات قریش کی ایذا میں تیر مارنے سے زیادہ تیزی رکھتے ہیں۔''

اس حدیث کو عبدالرزاق نے دو وجوں سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔ اس لفظ سے

خلوا بنی الکفار عن سبیله　　قد انزل الرحمن فی تنزیله

''اے کفار کی اولاد! آپ کی رہ گزر سے دور ہو جاؤ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے' وہ یہ ہے:

بان خیر القتل فی سبیله　　نحن قتلنا کم علی تاویله

خیر القتل یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد اس کے دشمنوں کے اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تشریح جیسی کہ ہم نے سمجھی اور تم نے اس تشریح سے انکار کیا ــــ ہم تم سے اس تشریح کے انکار پر جنگ کریں گے۔

کما قتلنا کم علی تنزیله

''جیسا کہ ہم نے اس کے نازل ہونے پر تم سے جنگ کی یعنی قرآن پاک آپ کی نبوت کی دلیل ہے' تم نے اسے نہ مانا' اس لیے ہم نے تم سے جنگ کی۔''

اس حدیث کی روایت طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں کی ہے:

الیوم نضربکم علی تنزیله　　ضربا یزیل الهام عن مقبله

ویذهل الخلیل عن خلیله　　یارب انی مؤمن بقیله

اور ابن عقبہ کے نزدیک مغازی میں ابن رواحہ کے اشعار کے بعد یہ شعر ہے:

قد انزل الله فی تنزیله　　فی صحف تتلی علی رسوله

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تنزیل میں ان صحیفوں کو نازل کیا ہے جو اس کے رسول پر پڑھے جاتے ہیں ــــ ابن عقبہ نے لیکن اس روایت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کیا ــــ ابن اسحاق نے ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار کے اس شعر کا اضافہ کیا ہے:

Marfat.com

یارب انی مؤمن بقیله انی رایت الحق فی قبوله

"اے میرے رب! میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے ساتھ ایمان لانے والا ہوں۔ آپ کا فرمان قبول کرنے میں میں نے حق کو دیکھ لیا ہے۔"

ابن ہشام نے کہا ہے کہ ابن رواحہ کا یہ ارشاد انا ضربنا کم علی تاویله آخر تک عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے' عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غزوہ حنین میں کہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لبیک فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ رکن یعنی حجر اسود کو اپنے اس عصا سے بوسہ دیا جس کا سر ٹیڑھا تھا ـــــ آپ اپنے احرام کی چادر مبارک اس طور پر اوڑھے ہوئے تھے کہ دائیں ہاتھ کی بغل سے سینہ مبارک اور بائیں مونڈھے پر ڈالے ہوئے تھے ـــــ آپ نے اپنی سواری کے اونٹ پر طواف کیا۔ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی آپ کی طرح احرام کی چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔

مشرکین کا گمان اور صحابہ کی شان:

بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے کہا:

"تمہارے پاس ایک ایسے حال میں آئی ہے کہ انہیں یثرب کے بخار نے سنت کر دیا ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی یہ بات سن کر صحابہ کرام سے فرمایا:

"تمام لوگ بیت اللہ کے تین پھیرے دوڑ کر پورے کریں۔"

اور صحیح یہ ہے کہ مشرکین نے کہا:

"تمہارے پاس ایسی قوم آئی ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو دوڑ کر طواف کرنے کے لیے حکم فرمایا اور یہ فرمایا:

"دونوں رکنوں کے درمیان آہستہ چلیں۔"

جمیع طوافوں میں جو اصحاب نہیں دوڑے' ان کے امر سے آپ کو کسی شے نے منع نہیں کیا مگر ان کے ساتھ شفقت فرمائی کہ تھک جائیں گے' کمزور ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: دوڑو ـــــ تاکہ مشرکین صحابہ کرام کی قوت دیکھیں ـــــ اس وقت مشرکین جبل قیقعان کی طرف تھے ـــــ دونوں رکنوں کے درمیان جو لوگ چلتے تھے' انہیں قیقعان پر مشرکین نظر نہیں آتے تھے ـــــ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صفا اور مروہ کے درمیان اپنی سواری کے اونٹ پر طواف کیا جبکہ فارغ ہونے کے وقت ساتواں طواف تھا ـــــ اس وقت قربانی کے اونٹ مروہ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے ـــــ آپ نے فرمایا:

"یہ ان کے ذبح کرنے کی مستحب جگہ ہے اور مکہ کا ہر ایک وسیع راستہ ذبح کرنے کی جگہ ہے۔"

چنانچہ مروہ کے نزدیک انہیں ذبح کیا ـــــ اور اس جگہ آپ نے سر منڈایا اور اسی طرح تمام مسلمانوں نے کیا کہ اپنے

Marfat.com

اونٹ ذبح کیے اور وہیں اپنے سر منڈائے۔

عمرہ سے فارغ ہونے والوں کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس بطن یا جج میں پہنچ جائیں اور ہتھیاروں کے پاس ٹھہرے رہیں اور دوسرے ساتھی جو ہتھیاروں کے پاس ہیں' وہ آ کر اپنی قربانیاں ادا کریں ـــــ وہ دو سو صحابہ کرام تھے جو طواف اور قربانی سے فارغ ہو کر گئے تھے ـــــ ان صحابہ کرام نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا اور اسی طور پر دیگر صحابہ کرام نے عمل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں تین دن قیام فرمایا ـــــ بخاری شریف میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے' وقت معینہ گزر گیا تھا۔ قریش حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''اپنے صاحب سے کہہ دو کہ آپ یہاں سے چلے جائیں ـــــ وقت مقررہ گزر چکا یعنی تین دن ہو چکے ہیں۔''

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے تشریف لے جانے لگے تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی آپ کے پیچھے ہولی اور یاعم یاعم کہہ کر پکارنے لگی ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

''اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو۔''

انہوں نے اسے اٹھا لیا ـــــ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے لیے حضرت علی' حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھگڑا کیا ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں نے اسے لے لیا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔''

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجہ ہے۔''

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میرے بھائی کی بیٹی ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے اس کی خالہ کو حکم دیا اور فرمایا:

''خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین سے یہ شرط کرنے کے باوجود کہ آپ اہل مکہ سے کسی کو نہ لے کر جائیں اور وہ مکہ سے جانے کا ارادہ کریں ـــــ حضرت علی' حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے لیے اصرار رہا۔ یہ اس لیے تھا کہ کفار قریش نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کو طلب نہیں کیا تھا اور آنحضرت صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ:

''خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔''

یعنی اس خاص حکم میں اس لیے کہ خالہ اپنی بہن کی اولاد سے مہربانی اور شفقت کرنے میں اور یہ کہ وہ اولاد کی اصلاح کرتی ہے' اس کی طرف ہدایت کرنے میں قریب ہے ___ یعنی خالہ پرورش کرنے میں پھوپھی پر مقدم ہے۔ اس لیے کہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت موجود تھیں اور جس وقت خالہ مقدم کی گئی باوجود اس کے کہ عورتوں میں عصبات میں پھوپھی اقرب ہے، لہٰذا خالہ غیر پھوپھی سے مقدم ہے ___ اس حدیث سے یہ اخذا ہوا کہ باپ کے رشتہ داروں پر ماں کے رشتہ داروں کی تقدیم ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ محرم تھے اور ان کے پاس ایسے تشریف لائے کہ آپ ان پر حلال تھے۔

بخاری میں سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلطی کی ہے۔ اگرچہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی خالہ تھیں' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلال ہونے کے بعد ان سے نکاح کیا ___ مسلم میں یزید بن الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے جب نکاح کیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور میں دونوں مقام سرف میں حلال تھے۔

سریہ ابن ابی العوجاء اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ماہ ذی الحجہ ہجرت کے ساتویں سال بنی سلیم کی طرف گیا۔ اس سریہ میں پچاس مجاہد تھے۔ انہیں چاروں طرف سے کفار نے گھیرے میں لے لیا' شدید جنگ ہوئی۔ حتیٰ کہ تمام مسلمان شہید ہوگئے۔ ابن ابی العوجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہیدوں میں سخت زخمی پائے گئے ___ کفار انہیں بھی مقتول سمجھ کر چھوڑ گئے ___ ابن العوجاء بڑی مشقت اٹھا کر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سن آٹھ ہجری ماہ صفر کے آغاز میں آئے ___ شافعیہ کے نزدیک احرام کی حالت میں آپ کو نکاح کرنا جائز ہے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ بنی طوح کی طرف کدید میں گیا ___ قاموس میں ہے کہ کدید حرمین شریفین کے درمیان ایک پانی ہے۔ کدید کا معنی زمین کا بطن واسع اور موٹی سخت زمین جیسی کہ کدید ہے ___ یہ سریہ ماہ صفر سن ۸ ہجری میں گیا ___ غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ وغیرہ غنیمت لیے ___ اسی مہینہ میں خالد بن ولید' عثمان بن ابی طلحہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آئے اور مسلمان ہوگئے۔

Marfat.com

دوسرا سریہ غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ مصاب نامی گاؤں میں ہوا۔ مصاب کی طرف بشیر بن سعد کے اصحاب کی طرف فدک میں ماہ صفر سن ۸ ہجری میں گیا۔ غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ دو سو مجاہد تھے ـــــ انہوں نے صبح کے وقت اہل مصاب پر حملہ کیا' مصاب کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ یہ غنیمت میں اونٹ بکریاں مدینہ لے کر آئے۔

سریہ شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ عامر بنی عامر کی طرف مقام سیٔ میں جو ایک پانی مقام ذات عرق سے وجرہ کی طرف ہے' اور مکہ سے بصرہ تک تین منزل ہے جبکہ مدینہ سے پانچ منزل ہے ـــــ یہ سریہ ماہ ربیع الاول سنہ ۸ ہجری میں گیا ـــــ اس سریہ میں چوبیس مجاہد تھے جو ہوازن کے مجمع کی طرف گئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شجاع کو امارت کے لیے حکم فرمایا ـــــ شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو سفر کرتے اور دن میں قیام کرتے ـــــ وہاں صبح کے وقت پہنچے اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ مال غنیمت میں اونٹ' بکریاں اور بچے آئے۔ یہ مال غنیمت مدینہ لایا گیا یہ لوگ پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

مال غنیمت میں سے ہر ایک کے حصہ میں پندرہ اونٹ آئے۔ تقسیم میں ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا۔

سریہ کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ذات القریٰ کے وراء ذات اطلاع ہے ـــــ یہ سریہ ماہ ربیع الاول میں سن ۸ ہجری میں ذات اطلاع کی طرف گیا۔ اس سریہ میں پندرہ مجاہد تھے ـــــ جب یہ ذات اطلاع تک پہنچے تو ان کے مدمقابل لوگوں کی تعداد کثیر تھی ـــــ صحابہ کرام نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ سب شہید ہوگئے۔ مقتولین میں حضرت کعب شدید زخمی ہوئے اور شدید زخمی ہونے کی وجہ سے بچ گئے۔ رات ہونے پر وہ مشقت سے اٹھے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا ـــــ صحابہ کرام کی شہادت سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سخت رنجیدہ ہوئے ـــــ آپ نے ان کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ فرمایا پھر آپ کو یہ اطلاع ملی کہ کفار دوسری جگہ کی طرف چلے گئے ہیں چنانچہ آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔

سریہ موتہ:

ملک شام میں عمل بلقا سے دمشق کے نزدیک موتہ ایک قریہ ہے ـــــ یہ سریہ جمادی الاول سن ۸ ہجری میں بھیجا گیا ـــــ اس کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خط دے کر ملک بصریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرجیل بن عمرو الغسانی سے سامنا ہوا۔ اس نے حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر ڈالا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قاصدوں میں حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ہزار مجاہدوں پر امیر بنایا اور فرمایا:
''اگر زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید کیے جائیں تو جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر ہوں ـــــ اگر جعفر شہید کیے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر ہوں ـــــ اور اگر عبداللہ شہید کیے جائیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے میں سے کسی ایک کو رضامندی سے اپنا امیر ٹھہرا لیں۔۲۹۲

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے اس لشکر کے لیے سفید جھنڈا قائم کیا اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما دیا اور انہیں یہ ارشاد فرمایا کہ:
''جہاں حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے ہیں وہاں پہنچیں ـــــ اور جو لوگ وہاں مقیم ہیں' انہیں اسلام کی طرف بلائیں ـــــ اگر اسلام قبول کر لیں تو بہتر ورنہ ان پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور ان سے جنگ کرو۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی مشایعت کے لیے شہر سے باہر نکلے اور ثنیۃ الوداع پر جا کر ٹھہر گئے' وہاں سے انہیں رخصت کیا۔ جب یہ لوگ چل دیئے تو مسلمانوں نے انہیں یہ دعا دی:

دفع اللہ عنکم وردکم نماعین ـــــ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

لکننی سال الرحمن مغفرۃ وضربتہ ذات فرغ تقذف الزبدا

''لیکن میں رحمٰن سے مغفرت اور ایسی ضرب چاہتا ہوں جو وسیع ہو یعنی ایسا بڑا زخم ہو جس سے خون بکثرت جاری ہو اور اس خون میں جھاگ پیدا ہوں۔ جب خون کثرت سے نکلتا ہے تو اس کے جوش کے سبب اس پر جھاگ آ جاتے ہیں۔''

جب مسلمان مدینہ منورہ سے نکلے تو دشمن کو ان کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی۔ انہوں نے مقابلے کے لیے گروہوں کو اکٹھا کیا ـــــ شرجیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد آدمی جمع کر لیے اور اپنے لشکر کے آگے دشمن کی خبر لانے والے بھیجے ـــــ مسلمان شام کے ایک گاؤں معان میں اترے ـــــ مسلمانوں کو دشمن کی کثرت اور ان کے گروہوں کے بارے میں پتا چلا کہ ہرقل سرزمین بلقا یعنی روم میں ایک لاکھ رومی مشرکین کے درمیان اترا ہے۔ مسلمانوں نے دو رات اس لیے قیام کیا کہ اس صورتحال کے بارے میں غور کریں اور آپس میں کہا:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لکھیں اور اس صورتحال سے انہیں آگاہ کریں۔''

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ہوا دی' ان کی بہادری کو ہوا دی اور مسلمان موتہ تک آ گئے ـــــ ان کے مقابل مشرکین آئے ـــــ مشرکین اتنی کثرت سے آئے کہ کسی کو ان کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہ تھی ـــــ مشرکین اپنی شجاعت' مالداری اور شان و شوکت دکھانے کی غرض سے اپنے ساتھ ہتھیار اور گھوڑے اور دیباج اور ریشمی کپڑا اور سونا کثرت سے لائے۔

مسلمان اور مشرکین آپس میں مقابل ہوئے۔ اس دن مسلمانوں کے لشکر کے تین امیروں نے پیدل رہ کر کفار سے جنگ کی ـــــ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا اور جنگ کی۔ ان کے ہمراہ مسلمانوں نے اپنی صفوں میں جنگ کی۔ حتیٰ

۲۹۲ گویا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لشکر کی روانگی سے پہلے ہی ان صحابہ کی شہادت کی خبر دے دی۔

Marfat.com

کہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزہ لگنے سے شہید ہوگئے ـــــ پھر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا اور اپنے گھوڑے شقراء سے اتر پڑے اور جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ ایک رومی نے انہیں ایک تلوار ماری اس ضرب نے انہیں دو ٹکڑے کردیا ـــــ ان کے جسم کے دو ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے میں اسی سے زیادہ زخم پائے گئے۔ ان کے جسم پر سامنے کی جانب تلوار اور نیزے کے بہتر زخم لگے تھے ـــــ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں ننانوے سے زیادہ تلوار اور تیروں کے زخم تھے ـــــ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلوار اور نیزے کے پچاس کے درمیان زخم گنتی کیے۔ ان زخموں میں سے کوئی زخم ان کی پشت پر نہ تھا۔

ابن اسحاق نے روایت بیان کی ہے کہ بنی مرہ کے ایک شخص نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت وشہادت کا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ واللہ گویا ضرور میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ رہا ہوں جس وقت وہ اپنے گھوڑے شقراء سے کودے' انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ آگے بڑھے اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا اور جنگ کی' آخرکار شہید ہوگئے ـــــ ان کے بعد ثابت ابن خرم العجلانی نے جھنڈا اٹھایا لیکن مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اتفاق کیا کہ جھنڈا وہ لیں ـــــ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لے لیا۔ رومی بھاگے' بھاگڑ پڑ گئی' مشرکین ان کے پیچھے ہو لیے ـــــ مسلمانوں میں بہت شہید ہوئے ـــــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین سے زبردست جنگ کی' مشرکین بھاگ گئے اور مال غنیمت ہاتھ لگا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زمین اٹھا دی گئی۔ یہاں تک کہ کفار سے جنگ کی جگہ آپ نے ملاحظہ فرمائی ـــــ عباد بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں مزید یہ ہے کہ اس جنگ میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ بالکل کٹ گئے' پھر وہ شہید ہوگئے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ جو کٹ گئے' ان کے بدلے میں ان کو دو بازو دیئے ـــــ وہ ان بازوؤں سے جنت میں اڑتے ہیں جس جگہ وہ چاہتے ہیں۔''

بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابن رواحہ' ابن حارث اور جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے ـــــ غم آپ کے چہرۂ انور سے جھلک رہا تھا ـــــ آپ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم گواہ رہو کہ تمہارا باپ ملائکہ کے ساتھ آسمان میں اڑتا ہے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی روایت بیان کی ہے ـــــ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ملائکہ کے گروہ میں میرے پاس سے ایسے حال میں گزرے کہ ان کے دونوں بازو

Marfat.com

رنگین تھے ــــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں آج کی رات جنت میں داخل ہوا' میں نے جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا کہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔'' ــــــ

ایک اور روایت میں مزید تفصیل ہے:

جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جبرئیل اور میکائیل (علیہم السلام) کے ساتھ اڑتے ہیں' ان کے دو بازو ہیں۔ ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بازو دیئے ہیں۔''۲۹۳

جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ اس جنگ میں کٹ جانے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بدلے دو بازو دیئے۔ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا' وہ کٹ گیا ــــــ پھر انہوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا' وہ بھی کٹ گیا ــــــ انہوں نے جھنڈا اپنی بغل میں لے لیا' پھر وہ شہید کر دیئے گئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں یہ ذکر کیا ہے کہ لیلیٰ بن امیہ اہل موتہ کی خبر لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''اگر تم چاہو تو مجھے خبر دو اور اگر تم چاہو تو میں تم کو خبر دوں۔''

لیلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''حضور آپ ہی خبر دیجئے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل موتہ کی خبر سے ان کو مطلع فرمایا۔ لیلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر کہا:

''قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے' آپ نے ان لوگوں کی بات سے کوئی حرف نہیں چھوڑا جس کو آپ نے ذکر نہیں فرمایا۔''

جبکہ طبرانی نے ابوالبشر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ابوعامر الاشعری وہ شخص ہے جس نے اہل موتہ کے قتل کی خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہے۔

سریہ عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ذات سلاسل کی طرف گیا۔ اس کا نام ذات السلاسل اس لیے ہے کہ مشرکین نے ایک کو دوسرے کے ساتھ اس

---

۲۹۳ سہیلی نے کہا ہے کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بازو ایسے نہیں ہیں جیسے وہم کی طرف سبقت ہوتی ہے کہ وہ پرندوں کے بازوؤں اور پروں کی طرح ہیں۔ اس لیے کہ آدمی کی صورت سب صورتوں سے اشرف ہے اور کل صورتوں میں اکمل ہے، لہٰذا دونوں بازوؤں سے مراد صفت ملکیہ ہے اور قوت روحانیہ ہے جو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحقیق قرآن نے از روئے توسع کے عوض سے جناح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں تعبیر کی ہے۔ واضمم یدك الیٰ جناحك (اس آیت میں جناح پسلی سے مراد ہے یعنی اپنا ہاتھ اپنی بائیں پسلی سے ملا دو ــــــ یہ موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہے) علماء نے ملائکہ کے بازوؤں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ صفات ملکیہ ہیں۔ وہ صفات نہیں سمجھے جاتے مگر معائنہ سے ــــــ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں اور عادتاً کسی پرندے کے تین بازو نہیں پہچانے جاتے۔ چہ جائیکہ ان سے اکثر ہوں اور جس وقت کوئی خبر ان صفات کی کیفیات کے بیان میں ثابت نہیں ہوتی تو اس کے بغیر ہاہم ان کی حقیقت میں بحث کریں۔ ان کے ساتھ ہم ایمان رکھتے ہیں۔

Marfat.com

خوف سے باندھا تھا کہ جنگ کے وقت بھاگ جائیں گے ـــــ ذات السلاسل اس لیے بھی کہتے ہیں کہ اس جگہ ایک پانی ہے جس کو سلسل کہتے ہیں۔ یہ ذات القریٰ کی درا ہے اور مدینہ منورہ سے دس دن کے راستہ پر ہے ـــــ یہ سریہ ماہ جمادی الآخر سن ۸ھ میں گیا تھا۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی تھی کہ قضاعہ کی جماعت حملہ کے لیے جمع ہوئی ہے۔ آپ نے عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ایک سفید جھنڈا قائم کیا اور ایک سیاہ جھنڈا بھی ہمراہ کر دیا۔ ان کی سرکردگی میں مہاجرین اور انصار کے تین سو شرفاء اور نفیس مجاہد تھے ـــــ ان کے لشکر میں تیس گھوڑے تھے۔

عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں سفر کرتے اور دن کو چھپ رہتے تھے۔ جب یہ قضاعہ سے قریب ہوئے یعنی ماء سلاسل تک پہنچ گئے ـــــ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ مدمقابل ایک کثیر جماعت ہے ـــــ انہوں نے رافع بن مکیث الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدد کے لیے بھیجا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ دو سو مجاہد روانہ فرمائے۔ انہیں ایک پرچم عطا فرمایا۔ ان کے ہمراہ مہاجرین و انصار کے نفیس حضرات تھے۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ـــــ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر مل جائیں اور دونوں متفق رہیں' باہم اختلاف نہ کریں ـــــ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ صحابہ کی امامت کریں ـــــ لیکن عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''تم مدد پر آئے ہو اور میں لشکر کا امیر ہوں۔''

ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات پر اتفاق کیا ـــــ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کو نماز پڑھاتے تھے۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے روانہ ہوئے ـــــ یہاں تک کہ دشمن یعنی بنی بلی اور بنی عذرہ تک پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا' وہ بھاگ گئے اور متفرق ہو گئے ـــــ یہ لوگ زیادہ نہیں تھے' مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔ انہوں نے تھوڑی دیر جنگ کی' مسلمانوں نے انہیں بھگا دیا۔

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دن وہاں قیام کیا۔ آپ سواروں کو بھیج دیتے تھے' وہ اونٹ بکریاں وغیرہ لاتے' یہ انہیں ذبح کرتے اور کھا لیتے تھے ـــــ اس جنگ میں مال غنیمت نہیں تھا کہ تقسیم کیا جاتا۔

سریہ عبیدہ بن الجراح/غزوہ سیف البحر/سریہ خبط:

امام بخاری نے اس کا نام غزوہ سیف البحر رکھا ہے' یہ سریہ خبط کے نام سے بھی معروف ہے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں تین سو مجاہد روانہ فرمائے ـــــ ان مجاہدین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تاکہ قریش کے قافلہ پر پہنچیں۔

اس لشکر کے دو مقصد تھے:

Marfat.com

☆ ایک قریش کے قافلہ کا انتظار

☆ جہینہ کے ایک قبیلہ سے جنگ

یہ سریہ قریش کے جس قافلہ کے لیے گیا تھا' اس قافلہ میں اونٹوں پر غلہ وغیرہ اشیاء تھیں ـــــ اس قافلے کا انتظار جہینہ میں کرنا تھا ـــــ لشکر جہینہ کے قبیلہ کی طرف جو مقام قبیلہ میں تھا' گیا تھا۔ قبیلہ دریا کے کنارہ سے ملا ہوا ہے۔ مدینہ منورہ اور اس کے درمیان پانچ رات کا فاصلہ ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ یہ سریہ ماہ رجب سن ۸ ہجری میں گیا تھا ـــــ اس قول میں نظر ہے اس لیے کہ قریش کے قافلہ پر پہنچنا متصور نہیں ہوتا ہے کہ اس مدت میں ہو۔ وہ لوگ اس وقت صلح میں تھے۔ بے شک یہ احتمال ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو قافلہ قریش کا انتظار کرنا قریش کی جنگ کے لیے نہیں تھا بلکہ قبیلہ جہینہ سے ان کے محفوظ رکھنے کے لیے انتظار تھا۔

مسلمانوں نے کسی سے قتال نہیں کیا بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ مسلمان کم و بیش نصف ماہ ایک جگہ ٹھہرے رہے۔

اس سریہ کے مجاہدوں کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کا ایک توشہ دان زادراہ دیا تھا جبکہ کھجوریں ختم ہوگئیں تو مسلمانوں نے خبط یعنی درخت سلم کے پتے کھائے ـــــ ابی زبیر کی روایت میں ہے کہ ہم اپنے عصاؤں سے سلم کے پتے جھاڑتے تھے اور انہیں پانی میں بھگو کو کھاتے تھے ـــــ بخاری کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے کہا ہے کہ ہم تین سو مجاہد تھے ـــــ ہمارا زادراہ ختم ہوگیا یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک' ایک دن میں ایک کھجور کھاتا تھا ـــــ پھر قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اونٹ خریدا اور اسے مسلمانوں کے لیے ذبح کیا ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے دریا سے ایک حیوان کو نکالا جس کا نام عنبر ہے[۲۹۴] مسلمانوں نے اس میں سے کھایا اور زادراہ بھی لے لیا' جنگ نہ ہوئی اور لوٹ آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو صحاح ستہ کی زینت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا' تین سو شتر سوار تھے۔ ہمارے امیر عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ہم دریا کے کنارے ٹھہرے' ہمارا زادراہ ختم ہوگیا ـــــ ہم نے درخت سلم بمعہ پتے کھائے ـــــ پھر دریا نے ہمارے لیے ایک حیوان کو پھینک دیا جس کا نام عنبر ہے۔ ہم نے اس مچھلی سے نصف ماہ کھایا' یہاں تک کہ ہمارے جسم درست ہوگئے ـــــ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مچھلی کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اسے قائم کیا اور سب سے زیادہ طویل اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا۔

جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم نے یہ واقعہ آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

''وہ رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا ـــــ کیا اس مچھلی کے گوشت میں سے تمہارے پاس کچھ ہے' ہمیں بھی کھلاؤ۔''

ہم نے اس مچھلی میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا' آپ نے اسے کھایا۔

---

۲۹۴ یہ ایک مچھلی ہے جس کی لمبائی پچاس ہاتھ ہوتی ہے۔

Marfat.com

سریہ ابی قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نجد میں بنی محارب کی سرزمین میں خضرۃ ہے ــــ یہ سریہ ماہ شعبان سن ۸ ہجری میں خضرۃ کی طرف گیا۔ ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ پندرہ مجاہد غطفان کی طرف روانہ کیے گئے ــــ انہیں ان میں سے جو شخص ملا' اسے ہلاک کر دیا ــــ کثیر تعداد میں غنیمت لائے' دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں۔ غلام بھی بہت سے تھے ــــ ابوقتادہ مدینہ سے پندرہ راتیں باہر رہے۔

دوسرا سریہ ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ذی خشب اور ذی المروہ کے درمیان بطن الضم ہے جو مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے ــــ یہ سریہ رمضان المبارک سن ۸ ہجری میں گیا۔

اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ اہل مکہ سے جہاد کریں' ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آٹھ مجاہدوں کے ہمراہ سریہ کے انداز میں بطن الضم روانہ فرمایا تاکہ گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف توجہ فرمائی ہے اور وہ لوگ یہ خبر لے جائیں کہ آپ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں ــــ تاکہ قریش غافل رہیں اور ایسا ہی ہوا کہ جس رات آپ مکہ میں داخل ہوئے' قریش کو اس رات خبر ہوئی۔

مسلمان عامر بن الرضبط سے ملے۔ عامر نے ان لوگوں سے اسلام کا سلام کیا۔[۲۹۵] محلم بن جثامہ نے عامر کو قتل کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا ــــ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ محلم بن جثامہ دو چادریں اوڑھے ہوئے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا تاکہ آپ اس کی مغفرت چاہیں ــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لاغفر اللہ لك

محلم کھڑا ہو گیا اور رونے لگا' اپنے آنسو اپنی دونوں چادروں پر لیتا تھا یعنی اپنے آنسو پونچھتا تھا ــــ محلم کو ساتواں دن نہیں گزرا کہ وہ مر گیا ــــ دفن کے بعد زمین نے اسے پھینک دیا ــــ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ محلم کو دوبارہ دفن کیا۔ جب اس کے قبیلہ والے تنگ آ گئے تو وہ اسے دو پہاڑوں کی طرف لے گئے' وہاں اسے پہلو پر لٹا کر اس پر پتھر رکھ دیئے یہاں تک کہ اسے چھپا دیا۔

لوگوں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

''زمین تمہارے صاحب سے زیادہ بدآدمیوں کو قبول کرتی ہے (جیسے کفار اور مدعیان الوہیت ہیں) ــــ لیکن اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا ہے کہ تمہیں نصیحت کرے۔''

---

۲۹۵ سلام سے مراد اسلام کا سلام ہے یا کلمہ شہادت کا انقیاد ہے۔

Marfat.com

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ابن ابی حداد کے ساتھ دو سو نفوس غابہ کی طرف گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر ملی کہ غابہ میں رفاعہ بن قیس اپنی قوم قیس کو آپ سے جنگ کے لیے جمع کر رہا ہے تو مسلمانوں نے رفاعہ کو قتل کر ڈالا اور اس کے لشکر کو بھگا دیا اور اونٹ بکریاں غنیمت میں لائے۔

فتح مکہ ــــ ایک پرشکوہ موڑ:

''زادالمعاد'' میں ہے کہ فتح مکہ وہ عظیم الشان فتح ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین' اپنے رسول اور اپنے لشکر کو عزت عطا فرمائی جو انصار اللہ سے ہیں' اور ان لوگوں نے اس کے دین کی نصرت کے لیے اپنی جانیں خرچ کی ہیں ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے حرم کو کہ جس میں جو شخص داخل ہوتا ہے' امن پاتا ہے' کو عزت دی ہے' قوت دی ہے اور شوکت دی ہے ــــ اس فتح سے اپنے شہر اور اپنے اس گھر کو کفار اور مشرکین کے ہاتھ سے چھڑایا ہے جسے تمام جہانوں کے لیے ہدایت قرار دیا ہے ــــ یہ وہ فتح ہے جس سے اہل آسمان خوش ہوئے اور اس فتح کو اعلیٰ درجہ کی عزت اور عظمت حاصل ہوئی ــــ اللہ کے دین میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہوئے ــــ اس فتح سے زمین کا چہرہ روشنی اور سرور سے نورانی ہو گیا۔

فتح مکہ کے محرکات:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے لشکر اور رحمٰن کے مجاہد اس وجہ سے نکالے کہ قریش نے حدیبیہ میں جو معاہدہ کیا تھا' اسے توڑ دیا تھا ــــ عہد میں یہ شرط واقع ہوئی تھی کہ:

''جو شخص اس امر کو دوست رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیمان اور عہد میں داخل ہو' وہ آپ کے عہد میں داخل ہو جائے ــــ اور جو شخص اس امر کو دوست رکھے کہ قریش کے پیمان اور عہد میں داخل ہو' وہ ان کے عہد میں داخل ہو جائے۔''

اس کے بعد بنی بکر قریش کے پیمان اور عہد میں داخل ہو گئے اور بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیمان اور عہد میں داخل ہوئے ــــ

حال یہ تھا کہ عہد جاہلیت میں بنی بکر اور بنی خزاعہ کے درمیان محاذ آرائی اور جنگ تھی۔ جب اسلام کا ظہور ہوا اور اس کا غلبہ ہوا یہ لوگ جنگ و جدل سے غافل ہو گئے۔ جب صلح تھی تو نوفل بن معاویۃ الدیلی' بنی بکر سے نکل کر بنی الدیل میں گیا۔ اس نے خزاعہ میں رات بسر کی ــــ خزاعہ اس وقت اپنے پانی وتیرہ پر تھے ــــ وتیرہ اسفل مکہ میں واقع ہے۔ نوفل کے خزاعہ کے ایک آدمی منبہ کو قتل کر ڈالا ــــ اس کے قتل سے بنی خزاعہ بنی بکر کے لیے غفلت سے بیدار ہوئے۔ ان سے یہاں تک جنگ کی کہ حرم میں داخل ہو گئے اور جنگ پھر بھی نہیں چھوڑی ــــ قریش نے بنی بکر کی ہتھیاروں سے مدد کی اور بعض قریشیوں نے بنی بکر کے ساتھ رہ کر رات میں چھپ کر جنگ کی ــــ ان میں سے:

☆ صفوان بن امیہ ☆ شیبہ بن عثمان ☆ سہیل بن عمرو ☆ جویطب بن عبدالعزیٰ

☆ مکرز بن حفص تھے۔

Marfat.com

عمرو بن سالم الخزاعی چالیس شتر سواروں میں جو بنی خزاعہ سے تھے' نکلا۔ یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس مصیبت اور قتل کی خبر دی۔ وہ آپ سے نصرت چاہتے تھے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ واقعات سن کر ایسے حال میں کھڑے ہو گئے کہ اپنی چادر مبارک کھینچ رہے تھے اور یہ فرماتے تھے:

''اگر میں لوگوں کو اس شے کے ساتھ نصرت نہ دوں گا جس شے کے ساتھ میں اپنے نفس کو نصرت دوں' میں نے نصرت نہیں دی۔''

طبرانی کی ''معجم صغیر'' میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رات میں وضو کرنے کی جگہ میں سنا۔ آپ لبیك لبیك لبیك فرماتے تھے۔ یہ کلمہ تین بار فرمایا اور تین بار نصرت نصرت نصرت فرمایا۔ جب آپ وضو کرنے کی جگہ سے نکلے تو میں نے کہا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں نے آپ سے سنا' آپ نے وضو کی جگہ تین بار لبیك کہا اور تین بار نصرت فرمایا ـــــ گویا آپ کسی انسان سے کلام کر رہے تھے' کیا کوئی شخص آپ کے ساتھ تھا۔''

آپ نے فرمایا:

''بنی کعب کا یہ رجز کہنے والا مجھ سے فریاد رسی چاہ رہا ہے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ قریش نے بنی کعب یعنی بنی خزاعہ پر بنی بکر کو مدد دی ہے۔''

پھر آپ تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حکم فرمایا کہ آپ کے سفر کا سامان تیار کریں اور کسی کو خبر نہ کریں ـــــ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ان سے پوچھا:

''اے میری بیٹی! یہ کیا تیاری ہے؟''

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہا:

''واللہ میں نہیں جانتی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''واللہ یہ زمانہ بنی اصفر کے غزوہ کا نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''واللہ مجھے علم نہیں ہے۔''

فتح مکہ میں رجزیہ اشعار:

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ تین دن ٹھہرے رہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی۔ میں نے رجز پڑھنے والے سے سنا۔ آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھتا تھا:

Marfat.com

یارب انی ناشد محمدا حلف انبیاء وابیہ الاتلدا

''اے رب! میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے باپ اور آپ کے باپ عبدالمطلب کی قدیم مناصرت یعنی باہمی مدد یاد دلاتا ہوں۔''

و زعموا ان لست تدعو احدا فانصر ھداك نصرا ابدا

''قریش نے یہ گمان کیا ہے کہ ہماری نصرت کے لیے آپ کسی کو نہ بلائیں گے۔ آپ ہم کو ایسی نصرت دیجئے جس کا اثر منقطع نہ ہو اور ہمیشہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت کرے۔''

وادع عباد اللہ یاتوا مددا فیھم رسول اللہ قد تجردا

''تجرد کا معنی ہے کہ مہیا ہوئے اور آمادہ ہوئے ___ ایک روایت میں تجردا کی بجائے تحردا آیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ غضب کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بلائیں' وہ ایسے حال میں آئیں گے کہ وہ لشکر ہوں گے اور ہم کو نصرت دیں گے' قوت دیں گے ___ ان لشکروں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں ہوں گے کہ غضب ناک ہوں گے یا ان لوگوں کی جنگ کے لیے مستعد و آمادہ ہوں گے۔''

ان سیم خسفا وجھہ تربدا

یعنی جن لوگوں نے آپ سے عہد کیا تھا اگر آپ ان کی ذلت کا ارادہ کریں گے تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ آپ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیں گے جن کو آپ نے ذلیل کرنے کا ارادہ کیا ہوگا۔ خسفا بمعنی اولی 'تربد' بمعنی تغیر۔

ابن اسحاق نے ان اشعار پر یہ اضافہ کیا ہے:

ھم بیتونا بالو تیر ھجدا وقتلونا رکعا و سجدا

ان لوگوں نے رات میں ہمارا ارادہ کیا جب کہ ہم مقام وتیرہ میں سو رہے تھے اور ہمیں ایسے حال میں قتل کیا کہ ہم لوگ رکوع اور سجود میں تھے۔

وزعموا ان لست ادعو احدا وھم اذل واقل عددا

''اور ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ میں کسی کو فریاد رسی کے لیے نہ بلاؤں گا اور وہ زیادہ ذلیل اور تعداد میں بہت کم ہیں۔''

یہ اشعار سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عمرہ بن سالم! تجھے نصرت دی گئی۔''

چنانچہ یہ وہ سبب تھا جس نے فتح مکہ کو حرکت دی ___ بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بعض مذکورہ بالا اشعار نقل کیے ہیں۔

Marfat.com

قریش کی تجدید عہد کے لیے کوشش:

ابوسفیان بن حرب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ میں آیا ـــــ وہ یہ چاہتا تھا کہ نیا معاہدہ کیا جائے اور مدت بھی بڑھا دی جائے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان سے انکار کر دیا' وہ مکہ لوٹ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر اس کے کہ کسی کو اس ارادہ پر مطلع کریں' سفر کا سامان تیار کر لیا۔

حاطب بن ابی بلتعہ کی اہل مکہ کو اطلاع:

حاطب نے ایک خط لکھ کر اسے مکہ کی طرف بھیجا اور اہل مکہ کو اس واقعہ کی خبر دی ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس کی اطلاع کر دی ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا:

''تم جاؤ یہاں تک کہ تم لوگ روضہ خاخ میں پہنچو گے تو وہاں ایک ہودج نشین عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے' اس عورت سے وہ خط لے لو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہم لوگ گئے' یہاں تک کہ روضہ خاخ میں آئے۔ یکا یک ہم نے ایک ہودج نشین عورت موجود پائی۔ ہم نے اسے کہا کہ خط نکال دے ـــــ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ـــــ ہم نے کہا تجھے خط ضرور نکال کر دینا چاہیے یا ہم ضرور تیرے کپڑے اتار دیں گے'' ـــــ یہ سن کر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا۔ ہم اس خط کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس خط میں یہ لکھا موجود پایا:

''یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ میں مشرکین میں سے جو آدمی ہیں' ان کی طرف ہے۔''

حاطب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض امر سے ان لوگوں کو خبر دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب سے پوچھا:

''یہ کیا بات ہے؟''

حاطب نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں ـــــ میری حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ایسا شخص تھا جو قریش سے ملا ہوا تھا یعنی ان کا حلیف تھا ـــــ اور میں قریش میں سے نہیں تھا۔ مہاجرین میں سے جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں' ان کی قریش سے رشتہ داریاں ہیں ـــــ قریش ان کے عزیزوں اور اموال کی حفاظت کرتے ہیں جبکہ قریش سے امر نسبی مجھ سے فوت ہوگیا تو میں نے اس امر کو دوست رکھا کہ قریش کے نزدیک میں احسان ٹھہراؤں جس کے سبب قریش میرے عزیزوں کی حمایت کریں ـــــ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر جانے کے لیے نہیں کیا اور نہ ہی اسلام کے بعد

Marfat.com

کفر کے ساتھ راضی ہوا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب کی گفتگو سن کر فرمایا:

''تم لوگ سن لو! حاطب نے تحقیق تم سے سچ کہا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دیتا ہوں۔''

قریش کے حلیف سے اللہ تعالیٰ کی رعایت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حاطب بدر میں حاضر ہوا ہے۔ تمہیں کیا علم ہے کہ جو لوگ بدر میں حاضر ہوئے ہیں ـــــ تحقیق اللہ تعالیٰ ان کے احوال پر مطلع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت فرمایا ہے **اعملوا ما شیتم فقد غفرت** یعنی تم لوگ جو چاہو کرو' میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے ـــــ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے **یاایھا الذین امنوا لاتتخذو اعدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ ...... فقد ضل سواء السبیل** تک نازل فرمایا۔''

فتح الباری میں ہے کہ حاطب نے جس شے کے ساتھ عذر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی' اس کے باوجود عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔''

یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دین میں شدت تھی اور منافقین کے لیے نفرت و دشمنی تھی ـــــ انہوں نے یہ گمان کیا کہ جس شخص نے اس چیز کے خلاف کیا جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا' وہ قتل کا مستحق ہوگا لیکن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ قطعاً یقین نہیں کیا تھا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاطب کے قتل کے بارے میں اجازت چاہی تھی اور حاطب پر منافق کا اطلاق کیا تھا۔ اس وجہ سے حاطب نے جو امر ظاہر کیا تھا اس کے خلاف چھپایا تھا اور حاطب نے جو ذکر کیا کہ میرے عزیز مکہ میں تھے' مجھے ان کے لیے خوف تھا ـــــ حاطب نے یہ امر اس تاویل سے کیا تھا کہ اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہے۔

یہ اس امر کو شامل ہے کہ ان لوگوں کو وہ حیثیت حاصل ہوگئی ہے جس کے سبب باری تعالیٰ نے ان کے پہلے گناہ بخش دیئے اور وہ اس کے اہل ہوگئے ہیں کہ لاحقہ گناہوں میں جو امر شروع کریں' ان کی مغفرت کی جائے گی ـــــ یعنی جنگ بدر کے بعد جو عمل وہ لوگ کریں گے ان کی مغفرت ہے۔ یہ ان کی خصوصیت مغفرت میں ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کے بارے میں جس شے کی خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کی سچائی کو اس سے ظاہر کر دیا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ اہل جنت کے اعمال پر رہے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑا ـــــ اور اگر کسی سے کسی شے کا صدور تقدیر کیا گیا ہے' ضرور اس نے توبہ کی طرف سبقت کی ہے اور اس نے طریق حق کو لازم پکڑا ہے ـــــ جو شخص ان اصحاب کی سیرت پر

Marfat.com

مطلع ہوا ہے' اس بات کو ان کے احوال سے قطعی طور پر جانتا ہے۔

حاطب کا خط:

یحییٰ بن سلام کی تفسیر میں ہے کہ وہ خط جو حاطب نے لکھا تھا' اس کا مضمون یہ ہے:

امابعد یا معشر قریش فان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جاء کم بجیش عظیم یسیر کالسیل فو اللہ لوجاء کم وحدہ لنصرہ اللہ وانجر لہ فانظر و الانفسکم والسلام ـــــ ایسا ہی اسے سہیلی نے روایت کیا ہے۔

واقدی علیہ الرحمہ نے مرسل سند سے یہ روایت کی ہے کہ حاطب نے سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ اور عکرمہ کو یہ لکھا ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آدمیوں میں غزوہ کے ساتھ اعلام کیا ہے اور میں آپ کو گمان نہیں کرتا ہوں کہ تمہارے غیر کا آپ ارادہ کرتے ہیں ـــــ اور میں نے اس امر کو دوست رکھا ہے کہ تمہارے نزدیک میری کوئی منت رہے۔''

دوست قبائل سے امداد طلبی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرب سے جو لوگ آپ کے طرفدار تھے' ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے' اپنے پاس حاضر ہونے کے لیے انہیں طلب فرمایا۔ وہ عرب:

☆ بنی اسلم	☆ بنی غفار	☆ بنی مزینہ
☆ بنی جہینہ	☆ بنی اشجع	☆ بنی سلیم

ہیں۔ ان قبائل میں سے وہ لوگ ہیں جو مدینہ میں آ کر آپ سے ملے اور ان میں سے وہ لوگ ہیں جو راستہ میں لشکر اسلام میں شامل ہوئے۔

لشکر اسلام کی روانگی:

غزوہ فتح میں مسلمان دس سے بارہ ہزار صحابہ کرام تھے ـــــ جب لشکر روانہ ہوا اس وقت دس ہزار مجاہدین تھے' پھر دو ہزار راستے میں شامل ہوگئے ـــــ آپ نے مدینہ پر ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ـــــ دوسری روایت میں ہے کہ ابورہم غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ ٹھہرایا ـــــ امام مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سولہ رمضان المبارک سن ۸ ہجری کو تشریف لے گئے ـــــ مغازی میں ہے کہ انیس تاریخیں گزر گئی تھیں کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام کدید میں پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک پانی ہے' آپ نے افطار کیا اور افطار ہی میں رہے یہاں تک کہ رمضان المبارک کا سلخ ہوگیا۔

راستے میں قرابت داروں سے ملاقات:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پہلے اپنے اہل وعیال کے ساتھ اسلام اور ہجرت کی حالت میں نکلے تھے۔ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مقام جحفہ میں ملے' اس سے پہلے مکہ میں اپنی خدمت سقایہ پر ایسے حال میں مقیم تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے راضی تھے۔

اور جو لوگ آپ سے راہ میں ملے تھے' ان میں سے:

☆ ابوسفیان بن الحارث' آپ کے چچا کے بیٹے اور آپ کے دودھ شریک بھائی انہوں نے بھی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا۔

☆ ابوسفیان کے بیٹے جعفر بن سفیان تھے۔

ابوسفیان نبوت سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے الفت رکھتے تھے اور آپ کو نہیں چھوڑتے تھے۔ جب آپ نبوت پر مبعوث ہوئے تو آپ سے دشمنی کی اور آپ کی ہجو کہی ___ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان دونوں کی ملاقات مقام ابواء پر ہوئی اور مکہ میں داخل ہونے سے پہلے دونوں مسلمان ہو گئے ___

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے فرزند نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مقام سقیا اور عرج کے درمیان ملاقات کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے اعراض فرمایا۔ اس وجہ سے کہ ان دونوں سے سخت ایذا اور ہجو آپ دیکھا کرتے تھے ___ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''آپ کے چچا اور آپ کے پھوپھی کے بیٹے کو آپ کے ساتھ اشقی الناس نہ ہونا چاہیے۔''

یعنی اگر آپ ان سے اعراض فرمائیں گے تو وہ اشقی الناس ہو جائیں گے۔

ابوعمر صاحب ''ذخائر العقبیٰ'' نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابوسفیان سے کہا:

''تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کے منہ کے سامنے سے آؤ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو یوسف علیہ السلام سے کہا تھا وہ آپ سے کہو یعنی تاللہ لقد آثرك الله علينا وان كنا لخاطئين ___ ۲۹۶ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشنود نہیں ہوتے کہ کوئی شخص قول میں آپ سے زیادہ اچھا ہو۔''

ابوسفیان نے یونہی کیا اور یہ آیت پڑھی، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھوا رحم الراحمین ۲۹۷

کہا جاتا ہے کہ جب سے ابوسفیان مسلمان ہوئے' انہوں نے حیا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سر نہیں اٹھایا۔

---

۲۹۶ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی، تحقیق اے یوسف اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم لوگوں پر فضیلت دی اور ہم لوگ آپ کے امر میں گنہگار تھے، سو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہمیں ذلیل کیا۔

۲۹۷ یعنی آج کے دن تم پر کچھ عتاب نہیں ہے کہ تم اپنی خطا کا اقرار کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشے، اللہ تعالیٰ زیادہ رحم فرمائے ___ تثریب بمعنی عتاب

Marfat.com

اہل اسلام کی پیش قدمی:

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے چل دیئے جب آپ مقام قدید میں تھے' آپ نے قبائل کے لیے چھوٹے بڑے جھنڈے قائم کر کے مرحمت فرمائے ــــــ پھر آپ مرالظہر ان میں عشا کے وقت اترے اور اپنے صحابہ کرام کو حکم فرمایا ــــــ انہوں نے دس ہزار جگہ آگ جلائی اور قریش کو آپ کے آنے کی خبر نہیں پہنچی ــــــ قریش اس وجہ سے غمگین تھے کہ انہیں خوف تھا کہ آپ خاص ہم سے جہاد کریں گے۔ قریش نے ابوسفیان بن حرب کو بھیجا اور ان سے کہا:

''اگر تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرو تو آپ سے ہمارے لیے امان لے لینا۔''

ابوسفیان بن حرب' حکیم بن خرام اور بدیل بن ورقہ قریش سے گئے یہاں تک کہ مرالظہر ان میں آئے۔ انہوں نے جب اسلام کا لشکر دیکھا تو اس لشکر کی ہیبت نے انہیں ڈرا دیا ــــــ بخاری میں ہے کہ یکا یک انہوں نے بہت سی آگ دیکھی۔ گویا وہ آگ مقام عرفہ کی تھیں۔ عرب عرفہ کی رات میں کثرت سے آگ جلایا کرتے تھے ــــــ ابوسفیان نے ان لوگوں کو دیکھ کر کہا:

''یہ کیا آگ ہے ــــــ البتہ گویا یہ آگ عرفہ کی آگ ہے۔''

بدیل بن ورقہ نے کہا:

''یہ بنی عمرو کی آگ ہے۔''

ابوسفیان نے کہا:

''بنی عمران لوگوں سے جنہوں نے آگ جلائی ہے' اقل ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو آدمی حارس تھے' انہوں نے ابوسفیان وغیرہ کو دیکھا اور انہیں پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔ ابوسفیان مسلمان ہو گئے ۲۹۸ ابوسفیان جب روانہ ہونے لگے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''ابوسفیان کو خطم الجبل کے پاس روک دو تا کہ مسلمانوں کی فوج دیکھے۔'' ۲۹۹

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا ــــــ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبائل ابوسفیان کے پاس سے لشکر در لشکر کے طور پر گزرنے لگے ــــــ ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''یہ کون لوگ ہیں؟''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یہ بنی غفار ہیں۔''

---

۲۹۸ گویا ابوسفیان دو ہوئے، ابوسفیان بن حارث اور ابوسفیان بن حرب، دونوں فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔

۲۹۹ خطم الجبل بمعنی پہاڑ کی ناک۔

Marfat.com

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''مجھے بنی غفار سے کیا سروکار!''

پھر بنی جہینہ گزرے۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے قبیلہ کی مانند پوچھا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سردار قریش کو للکار:

یہاں تک کہ ایک ایسا لشکر گزرا جس کی مثل ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''یہ کون لوگ ہیں؟''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یہ انصار ہیں' ان پر سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہیں ــــ ان کے ساتھ ایک بڑا جھنڈا ہے۔''

یہ بڑا جھنڈا' پرچم نبوی تھا اور انصار کے ساتھ ہر ایک بطن میں ایک چھوٹا جھنڈا تھا ــــ یہ سب لوہے میں چھپے ہوئے تھے' صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں ــــ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا:

''اے ابوسفیان! آج کا دن جنگ کا ہے' آج کا دن قتل کفار کا ہے' آج کے دن کعبہ حلال کر دیا جائے گا یعنی جس کا خون مباح کیا گیا ہے اگر آج کے دن وہ استار کعبہ کو بھی پکڑے گا تو وہ قتل کیا جائے گا ــــ اگر اہل مکہ معارضہ کریں گے تو وہ قتل کیے جائیں گے ــــ کعبہ سے بت نکال دیے جائیں گے۔''

ابوسفیان نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''ہلاکت کا دن کیا اچھا ہے!''[۳۰۰]

ابوسفیان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج کا دن کعبہ اور اہل کعبہ کے غضب کا دن ہے اور جو لوگ کعبہ پر قدرت پائیں ان کے مقابلہ میں اہل کعبہ کو نصرت دینے کا دن ہے ــــ ایک اور معنی بیان کیے گئے کہ آج کا دن وہ دن ہے جس میں آپ کو لازم ہے کہ میری حفاظت اور میری حمایت آپ اس امر سے کریں کہ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ آج کا دن جنگ اور قتل کا دن ہے ــــ آج کے دن حرمت کی حلت ہے ــــ اس بات کو مہاجرین میں سے ایک مجاہد نے سنا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''ہم لوگوں کو اس امر سے امن نہیں ہے کہ سعد قریش پر حملہ کریں۔''

---

۳۰۰ خطابی نے کہا ہے کہ ابوسفیان نے اس امر کی تمنا کی ہے کہ اس کے پاس دولت اور قوت ہوتی تو وہ اپنی قوم کی حمایت کرتا اور ان سے فکروں کو دور کرتا ــــ یہ عاجزی سے کہا ہے۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم سعد کے پاس جا پہنچو اور ان سے جھنڈا لے لو' تمہی اس جھنڈا کو لے کر مکہ میں داخل ہو۔''

مغازی میں یہ روایت ہے کہ ابوسفیان نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان کے مقابل تھے' یہ کہا:

''کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کے لیے حکم دیا ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہم نے حکم نہیں دیا۔''

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا تھا' وہ آپ سے ذکر کیا پھر آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی اور رحم کی استدعا کی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ابوسفیان آج کا دن رحمت کا دن ہے' آج کے دن اللہ تعالیٰ قریش کو عزت دے گا۔''

آپ نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا' اس شخص نے سعد سے جھنڈا لے لیا اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے قیس کو وہ جھنڈا دے دیا۔

قریش کے لیے نرم دلی:

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا' رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ میں قریش کی ایک عورت سامنے آئی اور یہ اشعار پڑھے:

یانبی الهدا الیك لجا حی قریش ولات حین لجائی

''اے ہدایت کے نبی! آپ کے طرف قریش کے قبیلہ نے ایسے حال میں پناہ پکڑی ہے کہ پناہ کا وقت نہیں ہے۔''

حین ضاقت علیهم سعة الارض و عاداهم اله السماء

''قریش نے آپ سے ایسے وقت میں پناہ پکڑی ہے کہ تمام روئے زمین کی وسعت ان پر تنگ ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو دشمن کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قریش کا دشمن ہو گیا ہے۔ اب وہ کہاں جائیں' ان کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔

ان سعدا یرید قاصمة الظهر باهل الحجون والبطحاء

''سعد قریش سے اس خصلت کا ارادہ کرتے ہیں جو قریش کو کل امور سے وہ خصلت مانع ہے۔ گویا ان کی کمر اس طور سے ٹوٹ گئی ہے کہ ان کو کسی قسم کی حرکت نہیں ہے۔ اہل حجوں اور اہل بطحا یہی قریش لوگ ہیں۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ اشعار سنے تو قلب اطہر میں قریش کے لیے رافت اور محبت جاگ اٹھی۔ آپ نے جھنڈے کے لیے حکم فرمایا۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ جھنڈا لے لیا گیا اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے قیس رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا گیا ــــ ابی یعلی کے نزدیک حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈے کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے بلکہ دو جھنڈوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے' ایک جھنڈا مہاجرین کا تھا اور دوسرا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ــــ جبکہ زہری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا جن لوگوں کو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھنڈا دیا گیا ان کے بارے میں یہ تین قول آئے ہیں:

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیے بھیجا کہ وہ سعد سے جھنڈا لے لیں اور اس کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں۔

☆ پھر آپ نے سعد کی خاطر کے تغیر کا خوف کیا چنانچہ جھنڈا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے قیس کو دے دیا۔

☆ پھر یہ ہوا کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر کا خوف کیا کہ ان کے بیٹے سے کوئی ایسی حرکت صادر ہو جائے جسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکروہ سمجھیں' سعد نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چاہا کہ آپ قیس سے جھنڈا لے لیں' اس وقت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لے لیا۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ پھر لشکر آیا جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ مہاجرین و انصار اور ان کے چھوٹے بڑے جھنڈے تھے ــــ انصار کے ہر ایک بطن میں ایک بڑا اور ایک چھوٹا جھنڈا تھا ــــ وہ لوہے میں اس طرح چھپے ہوئے تھے کہ ان کے جسم کی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی' سوائے آنکھوں کی پتلیوں کے ــــ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا:

''جو بات سعد بن عبادہ نے کہی ہے' کیا آپ کو اس کا علم نہیں ہوا ہے؟''

آپ نے ابوسفیان سے کہا:

''سعد نے کیا کہا ہے؟''

ابوسفیان نے کہا:

''سعد نے یہ کہا ہے کہ آج کا دن قتل کا دن ہے۔''

آپ نے ابوسفیان سے کہا:

''سعد نے غلط کہا ہے (اصل خبر انہیں معلوم نہیں) یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو معظم کرے گا ــــ اور یہ وہ دن ہے جس میں کعبہ کو لباس پہنایا جائے گا۔''

عروہ نے کہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ آپ کا پرچم مقام حجون [۳۰۱] میں گاڑا جائے ــــ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

۳۰۱ حجون مکہ کے مقبرہ کے قریب جگہ ہے۔

Marfat.com

''اے ابوعبداللہ! کیا اس جگہ پرچم قائم کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا ـــــ ''بے شک!''

مکہ شہر میں آمد:

اسی دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کدا کی طرف سے اعلیٰ مکہ سے مکہ میں داخل ہوں ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کدی کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے ـــــ اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواروں میں سے دو مجاہد:

☆ جیش بن الاشعر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید ہوئے ـــــ

بخاری شریف میں ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسفل مکہ سے مکہ میں داخل ہوئے ـــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اعلائے مکہ سے داخل ہوئے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ یوم فتح میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنے اونٹ پر اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے تو اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے ـــــ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سال فتح میں اس کدا سے داخل ہوئے جو اعلیٰ مکہ میں ہے ـــــ

موسیٰ بن عقبہ نے تمام لشکروں کے مکہ میں داخل ہونے کا حال لکھا ہے کہ:

☆ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہاجرین اور ان کے سواروں پر امیر بنا کر بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ کدا سے اعلیٰ مکہ میں داخل ہوں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اپنا جھنڈا مقام حجون میں گاڑیں اور اپنی جگہ سے کہیں نہ جائیں یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لے آئیں۔

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی قضاعہ اور بنی سلیم وغیرہم کے قبائل میں بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ اسفل مکہ سے داخل ہوں اور اپنا جھنڈا مکہ معظمہ کے گھروں کے قریب گاڑیں۔

☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کے لشکر میں آپ نے لشکر کے مقدمہ میں بھیجا اور ان کے ساتھیوں کو یہ تاکید فرمائی کہ اپنے ہاتھ قتال سے روکیں اور قتال نہ کریں ـــــ مگر اس شخص سے جو ان سے قتال کرنا چاہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ اسفل مکہ سے داخل ہوئے۔ اس جگہ بنی بکر، بنی حارث بن عبد مناف اور بنی ہذیل کے بہت سے آدمی اخلاط الناس جمع تھے ـــــ جن سے قریش نے نصرت چاہی تھی۔ ان لوگوں نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتال کیا، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے قتال کیا ـــــ وہ لوگ بھاگ گئے ـــــ بنی بکر سے بیس اور بنی ہذیل سے تین یا چار آدمی قتل ہوئے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے ساتھ قتل سوق حزورہ اور باب مسجد تک ختم ہوا ـــــ قتل ہونے

Marfat.com

سے بچ جانے والے اپنے اپنے مکانوں میں داخل ہو گئے اور انہی میں سے ایک گروہ پہاڑوں پر چڑھ گیا۔
رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تلواروں کی چمک دیکھی تو آپ نے پوچھا:
''یہ چمک کیسی ہے ـــــ جبکہ میں نے قتال سے منع کیا تھا۔''
صحابہ کرام نے عرض کیا:
''ہمیں گمان ہے کہ خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے قتال کیا گیا ہے اور خالد ہی نے قتال کی ابتدا کی ہے ـــــ انہیں اس کے بغیر چارہ نہ تھا کہ وہ ان سے قتال نہ کریں۔''
یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اطمینان کا اظہار فرمایا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:
''تم نے کس لیے قتال کیا' جبکہ میں نے قتال سے منع کیا تھا۔''
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:
''ان لوگوں نے ہم سے قتال کی ابتدا کی' جہاں تک میرا بس چلا میں نے اپنا ہاتھ قتال سے روکا۔''
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''قضاء اللہ خیر!''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرالظہران میں اترے تو عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اہل مکہ کے لیے نرم ہوا ـــــ رات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغلہ پر سوار ہو کر گئے تاکہ کسی کو پائیں اور اسے کہیں کہ وہ اہل مکہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے خبر کرے تاکہ اہل مکہ آپ سے امن چاہیں ـــــ

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کی آواز سنی ـــــ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کو بغلہ پر اپنے پیچھے سوار کر لیا اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔ ابوسفیان مسلمان ہو گئے جبکہ حکیم بن خرام اور بدیل بن ورقا دونوں اس لیے لوٹ کر چلے گئے کہ اہل مکہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دیں ـــــ

ابوسفیان بن حرب کا قبول اسلام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ابوسفیان کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے سوار دیکھا ـــــ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:
''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ ابوسفیان ہے' آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن مار دوں۔''
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔''

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''ابوسفیان کو اپنے ٹھہرنے کی جگہ لے جاؤ جس وقت تم صبح کو اٹھو تو انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔''

وہ لے کر چلے گئے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے دن صبح کو اٹھے تو ابوسفیان کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھا تو آپ نے فرمایا:

''اے ابوسفیان! تیرا بھلا ہو کیا وہ وقت نہیں آ گیا کہ تو لا الہ الا اللہ سیکھے؟''

ابوسفیان نے کہا:

''میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں' آپ کس درجہ حلیم ہیں' کس درجہ اکرم ہیں اور کس درجہ صلہ رحمی فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے اس نرم اور شیریں انداز سے خطاب فرمایا ـــــ اور میرے واقعات سے چشم پوشی فرمائی کہ میں نے ایسی دشمنی کی اور جنگ کی۔

تحقیق میں نے یہ گمان کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کے کوئی معبود ہوتا تو مجھے مجھ سے بے نیاز کر دیتا۔ میں نے اپنے رب سے نصرت چاہی اور آپ نے اپنے اللہ سے نصرت چاہی ـــــ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا یا ایسی جنگ نہیں کی مگر آپ کو مجھ پر نصرت دی گئی اگر میرا اللہ برحق ہوتا تو البتہ تحقیق میں آپ پر غلبہ کرتا۔''

پھر آپ نے فرمایا:

''اے ابوسفیان! تیرا بھلا ہو' کیا وہ وقت نہیں آ گیا کہ تو یہ سیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ (تو میری نبوت کا اقرار کرے)''

ابوسفیان نے کہا:

''میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں۔ آپ کس درجہ حلیم اور کس درجہ اکرم ہیں اور کس درجہ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ یہ کلمہ جو ہے اس سے میرے نفس میں اب تک کچھ شبہ ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کی یہ بات سنی تو انہوں نے اس خوف سے کہ مسلمانوں کو ان سے سخت دشمنی ہے اور یہ وقت باتوں میں مجادلہ کرنے کا نہیں ہے اور کہیں کوئی شخص ابوسفیان کے قتل کی مبادرت نہ کرے۔ ابوسفیان سے کہا:

''تیرا بھلا ہو تو مسلمان ہو جا اور یہ شہادت دے۔''

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد الرسول الله

اس سے پہلے کہ تیری گردن ماری جائے۔''

یہ سنتے ہی ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا اور شہادت حق ادا کی۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو دوست رکھتا ہے' ابوسفیان کے لیے کوئی چیز فخر کی ٹھہرائیے۔''

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ــــ ''بہتر''

امان کی ندا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا آپ کے منادی کرنے والے نے یہ ندا کردی:

☆ جو شخص مسجد میں داخل ہوگا اسے امان ہے۔

☆ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا' اسے امان ہے۔

☆ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا' اسے امان ہے۔

جن بدبختوں کو امان نہ ملی:

واقدی علیہ الرحمہ نے اپنے شیوخ سے ان لوگوں کے نام جمع کیے ہیں جنہیں یوم فتح میں امن نہیں دیا گیا اور ان کے قتل کے لیے حکم جاری کیا گیا۔ یہ چھ مرد اور چار عورتیں یعنی دس افراد ہیں:

چھ مرد:

☆ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ☆ ابن خطل ☆ عکرمہ بن ابوجہل

☆ حویرث بن نقید ☆ مقیس بن صبابہ ☆ ھبار بن الاسود

چار عورتیں:

☆ فرتنا (ابن خطل کی گائن) ☆ قریبہ (ابن خطل کی گائن)

☆ ارنب ☆ سارہ

ان میں سے دو مرد اور ایک عورت مسلمان ہوگئے تھے ــــ مردوں میں عکرمہ بن ابوجہل اور ھبار بن الاسود اور عورتوں میں ابن خطل کی گائن فرتنا مسلمان ہوگئے ــــ فرتنا مسلمان ہونے کے بعد بنی المطلب کی مولاۃ ہوگئی ــــ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عمرو بن صیفی بن ہشام کی مولاۃ تھی۔

حویرث بن نقید کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا اور مقیس بن صبابہ کو نمیلہ اللیثی نے قتل کیا۔

ھبار وہ شخص ہے کہ جس وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی تھی تو ان کے اونٹ کے سامنے آگیا تھا۔ اونٹ وحشت سے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر بھاگا یہاں تک کہ وہ ایک بڑے پتھر پر گر پڑیں اور ان کا بچہ ضائع ہوگیا۔

کعب بن زہیر' ہندہ بنت عتبہ زوجہ بولہب اور وحشی بن حرب بھی مسلمان ہوگئے۔

یوم فتح میں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کو بتایا گیا کہ ابن خطل استار کعبہ کو پکڑے ہوئے ہے ــــ آپ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا ــــ ابن خطل کے قاتلوں میں تین مختلف نام مختلف روایتوں میں ملتے ہیں:

Marfat.com

☆ ابوہریرہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سعید بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے بارے میں فرمایا:

''انہیں قتل کر ڈالو ـــــ اگرچہ تم ایسے حال میں پاؤ کہ استار کعبہ سے لٹک رہے ہوں۔''

ابن خطل کے قتل کے لیے آپ نے اس لیے حکم فرمایا تھا کہ ابن خطل مسلمان تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اونٹوں وغیرہ کا صدقہ لینے کے لیے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک انصاری جوان کو بھی بھیجا۔ اس کے ساتھ ایک غلام تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا۔ وہ غلام مسلمان تھا۔ ابن خطل ایک ٹھہرنے کی جگہ پر اترا اور غلام سے کہا کہ اس کے لیے ایک بکرا ذبح کر کے اس کے لیے کھانا تیار کرے ـــــ

ابن خطل ہو گیا ـــــ جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ غلام نے اس کے لیے کچھ تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے غلام پر حد سے زیادتی کی اور اسے قتل کر ڈالا ـــــ پھر وہ مرتد ہو کر مشرک ہو گیا ـــــ اس کی دو گانے والیاں تھیں' وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں ـــــ ایک کا نام فرتنا اور دوسری قریبہ تھی ـــــ فرتنا مسلمان ہو گئی تھی اور قریبہ قتل ہو گئی تھی۔

ابن خطل کے مختلف نام بیان کیے گئے ہیں ـــــ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا' مسلمان ہونے پر عبداللہ نام رکھا گیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چھپ رہا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر آئے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لا کھڑا کیا اور عرض کیا:

''یا نبی اللہ! عبداللہ سے بیعت لیجئے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس کی طرف دیکھا اور ہر بار کے دیکھنے میں بیعت لینے سے انکار کرتے تھے ـــــ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین بار عرض کرنے کے بعد آپ نے عبداللہ سے بیعت لی پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا:

''جس وقت میں عبداللہ بیعت لینے کے لیے باز رہا' تم میں سے کوئی مرد رشید نہیں تھا کہ عبداللہ کی طرف جاتا اور اسے قتل کر ڈالتا۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے دل میں جو بات ہے ہم اسے نہیں جانتے' کس لیے آپ نے ہمیں اشارا نہیں کیا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''کسی نبی کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے اشارا کرے۔''

یعنی دل میں کچھ ہو اور ظاہر میں کچھ اشارا کرے۔

فتح مکہ میں اکرام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو اکرام مکہ کی فتح سے کیا تو آپ نے سر اقدس اللہ تعالیٰ کی تواضع کے لیے اتنا نیچا کیا کہ قریب تھا کہ آپ کا سر اقدس کجاوے کو لگ جائے ــــــ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اس امر پر شکر اور خضوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا شہر حلال کیا۔ آپ سے پہلے وہ شہر کسی کو حلال نہیں ہوا تھا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو وہ شہر کسی کو حلال ہو گا کہ قتال کیا جائے۔

بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ یوم فتح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر اقدس پر مغفر تھا۔

مکہ غلبہ سے فتح ہوا یا صلح سے:

امام احمد، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے دو لشکروں میں سے ایک لشکر پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا ــــــ یہ لشکر میمنہ اور میسرہ پر گیا ــــــ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے لشکر پر امیر بنا کر بھیجا تھا ــــــ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں پر امیر بنا کے بھیجا تھا جو بے ہتھیار اور بے زرہ تھے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! تم پکارو، انصار کو میرے پاس بلاؤ۔''

میں نے انصار کو پکارا۔ انصار آئے اور آپ کے گرد کھڑے ہو گئے۔ آپ نے انصار سے پوچھا:

''کیا تم لوگ ان متفرق لوگوں کی جماعتوں کو دیکھتے ہو جو قریش کے ساتھ ہیں اور قریش کے تابعین کو تم لوگ دیکھتے ہو۔''

پھر آپ نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر اشارہ کیا کہ ان کو اس طور پر قتل کرو جس طور پر کھیتی کاٹی جاتی ہے یعنی ان کا اچھی طرح استیصال کرو یہاں تک کہ تم مجھ سے مقام صفا میں ملو ــــــ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہم چل دیئے، ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان میں سے کسی کا قتل کریں مگر ہم نے انہیں قتل کیا۔''

ابو سفیان آئے اور انہوں نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! قریش کی جماعت اور اشخاص مباح کر دیئے گئے، آج کے دن کے بعد قریش نہ ہوں گے۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا، اس کو امن ہے۔''

فتح الباری میں ہے کہ جس شخص نے یہ کہا ہے کہ مکہ غلبہ اور قہر سے فتح کیا گیا ہے اس نے اس قصہ کے ساتھ تمسک کیا

Marfat.com

ہے۔ یہ اکثر علماء کا قول ہے اور امام شافعی سے روایت ہے۔

امام احمد نے کہا ہے کہ اہل مکہ صلحاً فتح کیا گیا ہے۔ اس کی چند وجوہات ہیں:

☆ اس وجہ سے کہ صلح سے اہل مکہ کو امن دینا واقع ہوا۔

☆ اس وجہ سے کہ اہل مکہ کے مکانات اہل مکہ ہی کی طرف اضافت کیے گئے یعنی اپنے مکانوں کے مالک اہل مکہ ہی رہے۔

☆ اس وجہ سے کہ اہل مکہ کے مکانات غنیمت میں تقسیم نہیں کیے گئے اور

☆ اس وجہ سے کہ غنیمت لینے والے مکہ کے مکانوں کے مالک نہیں ہوئے ورنہ مکان والوں کا مکان سے نکالنا جائز ہوتا۔

پہلے علماء کی حجت وہ ہے جس کے ساتھ احادیث صحیحہ میں وضاحت واقع ہوئی ہے کہ آپ نے قتال کے لیے حکم دیا اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قتال کا وقوع ہوا ـــــ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس طور سے وضاحت کی مکہ آپ کو دن کی ایک ساعت تک حلال کیا گیا ہے ـــــ اور دوسرے شخص کو آپ نے قتال کرنے سے منع فرما دیا ـــــ ان وجوہ کی بناء پر مکہ غلبہ سے فتح کیا گیا۔

تقسیم جو ترک کی گئی ہے اس کا جواب علماء نے اس طور پر دیا ہے کہ ترک تقسیم اس امر پر لازم نہیں ہوتی ہے کہ مکہ غلبہ اور قہر سے نہیں فتح کیا گیا ـــــ ایسا ہوتا ہے کہ شہر غلبہ اور قہر سے فتح کیے جاتے ہیں اور اہل شہر کے ساتھ احسان کیا جاتا ہے اور ان کے لیے ان کے مکانات چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

امام نووی کا یہ کہنا ہے کہ امام شافعی نے احادیث صحیحہ کے ساتھ احتجاج کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مرالظہر ان میں قریش سے صلح کر لی تھی' اس قول میں نظر ہے ـــــ اس لیے کہ وہ امر جس کی طرف نووی نے اشارہ کیا ہے اگر ان کی مراد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ارشاد ہے کہ:

''جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے گا' اسے امان ہے۔''

جیسے کہ گزشتہ سطور میں بیان ہوا ـــــ اور اسی طرح سے یہ فرمان نبوی ہے کہ:

''جو شخص مسجد میں داخل ہو جائے گا' اسے امان ہے۔''

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اس کا نام صلح نہیں مگر اس وقت کہ جس کی طرف یہ اشارہ کیا گیا کہ قتال سے باز رہے اور اس نے قتال سے باز رہنے کا التزام کیا ہو اور وہ امر احادیث صحیحہ میں وارد ہے ـــــ اس سلسلہ میں ظاہر ہے کہ قریش نے قتال سے باز رہنے کا التزام نہیں کیا۔ اس لیے قریش جنگ کے لیے سامان مہیا کر کے آمادہ ہو گئے ـــــ اور قریش نے امان کا التزام نہیں کیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں اپنے کتیبۂ خضرا کے درمیان ایسے حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے پیچھے

Marfat.com

اسامہ بیٹھے تھے۔ آپ اپنے ناقہ قصویٰ پر سوار تھے ــــ ابوبکر صدیق اور اسید بن حضیر کے درمیان تھے ــــ ابوسفیان نے وہ لشکر دیکھا جس کے ساتھ ابوسفیان کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی ــــ ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے ابوالفضل! تمہارے بھتیجے کا ملک عظیم ملک ہوگیا۔''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان سے کہا:

''تیرا بھلا ہو آپ بادشاہ نہیں ہیں لیکن یہ نبوت ہے۔''

ابوسفیان نے کہا ــــ ''بے شک!''

مکہ میں آپ کے ٹھہرنے کا مقام:

بخاری شریف میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یوم فتح کے وقت پوچھا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کل کے دن کہاں اتریں گے؟''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی اترنے کی جگہ چھوڑی ہے؟''

عقیل اور طالب' ابوطالب کے وارث ہوئے تھے جبکہ جعفر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کی کچھ میراث نہیں پائی تھی۔ اس لیے کہ یہ دونوں حضرات مسلمان تھے اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے ــــ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

لایرث الکافر المؤمن ولا المؤمن الکافر

یعنی ''کافر' مومن کا وارث نہیں ہوتا اور ــــ مومن' کافر کا وارث نہیں ہوتا۔''

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''ہمارے اترنے کی جگہ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت اللہ تعالیٰ مکہ کو فتح کریگا مقام خیف ہے کہ اس جگہ قریش نے کفر پر باہم قسمیں کھائی تھیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مراد مقام محصب سے ہے۔ ان لوگوں کا آپس میں قسم کھانا اس طور پر تھا کہ قریش اور کنانہ نے ــــ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر یہ قسم کھائی تھی کہ ان سے نکاح نہ کریں گے' ان سے بیع نہ کریں گے یہاں تک کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو قریش کے حوالے کر دیں۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پناہ میں آنے والے:

بخاری شریف کی ایک روایت مین ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں غسل کیا اور چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ اس نماز سے زیادہ خفیف نماز پڑھی ہو ــــ غیر اس

Marfat.com

کے نہ تھا کہ آپ رکوع اور سجود کو تمام کرتے تھے۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کے قرابت داروں میں سے دو مردوں کو پناہ دی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ام ہانی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جن لوگوں کو تم نے پناہ دی ہے' انہیں ہم نے پناہ دی۔''

وہ دونوں حضرات حارث بن ہشام اور زہیر ابن امیہ تھے ــــ ابن ہشام نے کہا ہے کہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان دونوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دونوں پر اپنے مکان کا دروازہ بند کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں۔

فتح مکہ پر خطبہ:

فتح مکہ کا دوسرا دن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور صفت وثنا کا رب کریم اہل ہے' آپ نے وہ صفت وثناء کر کے فرمایا:

"یا ایها الناس ان الله حرم مكة يوم خلق السموات والارض فهي حرام بحرمة الله الى يوم القيامة فلا يحل لا مرى يومن بالله واليوم الآخر ان يسفك بهاد ما اويعضد بها شجرة فان احد ترخص فيها لقتال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فقولو ان الله اذن لرسوله ولم ياذن لكم وانما احلت لى ساعة من النهار وقد عادت حرمتها اليوم كحر متها بالامس فليبلغ الشاهد الغايب .

''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ اور یہ سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' اس دن مکہ کی حرمت کی۔ چنانچہ مکہ معظمہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت کے دن تک حرام ہے ــــ کسی شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور قیامت کے دن پر اس کا ایمان ہے' اسے یہ بات حلال نہیں ہے کہ وہ کسی کا خون کرے یا مکہ میں کسی درخت کو کاٹے ــــ اگر مکہ مکرمہ میں کسی شخص کو قتال کے لیے رخصت دی گئی ہے تو وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ــــ تم لوگوں سے کہہ دو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قتال کے لیے اجازت دی ہے اور تم لوگوں کو مکہ میں قتال کے لیے اجازت نہیں دی ــــ میرے لیے دن کی ایک گھڑی میں مکہ مکرمہ کی حرمت لوٹ آئی ہے یعنی مجھے قتال کے لیے ایک ساعت کے لیے جو رخصت دی تھی' اس ساعت کے بعد سے مکہ مکرمہ کی وہی پہلی حرمت قائم ہے ــــ جو شخص اس وقت حاضر ہے اور میری گفتگو سن رہا ہے' اسے چاہیے کہ اس شخص کو یہ بات پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں۔''

پھر آپ نے قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے گروہ قریش! تم لوگ کیا گمان کرتے ہو ــــ میں تمہارے حق میں کیا کرنے والا ہوں۔''

قریش نے کہا:

''ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ہمارے حق میں خیر کرنے والے ہیں' آپ کرم کرنے والے بھائی ہیں اور کرم کرنے والے

Marfat.com

بھائی کے بیٹے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم لوگ چلے جاؤ ــــ تم آزاد کردیئے گئے ہو ــــ''

وہ لوگ نہ غلام بنائے گئے اور نہ ہی قید کیے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ مبارکہ میں جو لفظ ساعت آیا ہے کہ قتال کے لیے حلال کی گئی ــــ اس ساعت سے نہار سے مراد وہ ساعت ہے کہ مابین اول نہار اور دخول وقت عصر کے ہیں ــــ

یوم فتح پر علامہ اطلیسی کا قصیدہ:

علامہ ابو محمد شغر اطلیسی نے یوم فتح پر اپنے مشہور قصیدہ میں خوف کہا ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں:

یوم مکة اذا اشرف فی امم　　تضیق عنها فجاج الوعث والسهل

''یوم مکہ کیسا عظیم دن تھا کہ جس وقت آپ نے مکہ پر علو کیا اور اسے لینے کے لیے آپ ایسے گروہوں میں ظاہر ہوئے کہ ان گروہوں سے دشوار گزار راستے اور آسانی سے گزرنے کے راستے تنگ ہو رہے تھے ــــ **فجاج** ' دو پہاڑوں کے درمیان فراخ کا راستہ ــــ **وعث** ' باریک ریت جس میں چلنا دشوار اور قدموں کے نشان غائب ہو جائیں ــــ **سهل** ' نرم زمین مگر باریک ریت کے موافق نہ ہو جس میں چلنا آسان ہو۔

خوافق ضاق ذرع الخافقین بها　　فی قاتم من عجاج الخیل والابل

''وہ امم یعنی وہ گروہ جس میں آپ تھے' مشرق و مغرب کی وسعت ان کی نقل و حرکت کے سبب تنگ ہوگئی تھی کہ ان کے ساتھ اتنے اونٹ اور گھوڑے تھے اور ان کا غبار اس کثرت سے اٹھتا تھا کہ جس نے مشرق و مغرب کو گھیر لیا تھا۔

خوافق ' حرکت کرنے والے' **خافقه** کی جمع ہے ــــ **قاتم** ' مغبر ــــ **عجاج** ' غبار

وحجفل قذف الا رجاء ذی لجب　　عرمرم کزهاء اسبل منسحل

وہ ایسا لشکر تھا کہ جس کے اطراف دور دور تھے یعنی پھیلا ہوا تھا اور اس لشکر میں کثیر آواز تھی' اس سیلاب کی طرح جو بڑی تیزی سے اپنی رفتار میں گزر جائے اور کہیں نہ رکے۔

حجفل ' لشکر ــــ **قذف** ' سجتا عدار ــــ **جاء** ' نواح' اطراف ــــ **لجبُ** آواز ــــ **عرمرم** ' کثیر ــــ **منسحل** ' اپنے حال میں گزرنے والا اور بہت تیزی کرنے والا

وانت صلی علیك الله تقدمهم　　فی بهو اشراق نور منك مكتمل

''اے نبی! اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے' آپ اس لشکر کے مقدم تھے یعنی آپ جو حکم کرتے وہ لشکر اطاعت اور فرمانبرداری کرتا تھا' نہ ظاہری تقدیم تھی کہ لشکر آپ سے آگے چلتا تھا اور آپ اپنے نور کے اشراق کے ایوان میں ایسے حال میں تھے کہ وہ کامل اور تام تھا یعنی وہ نور آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا جیسے ایوان آدمی کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔

Marfat.com

ینیر فوق اغر الوجه منتجب   متوج بعزیز النصر مقتبل

"وہ نور آپ کے روشن اور شفاف چہرے پر چمک رہا تھا۔ آپ اصل کریم سے انتخاب کیے ہوئے ہیں اور غالب نصرت جس کا آپ کے رب نے آپ سے وعدہ کیا تھا' آپ اس نصرت کا تاج پہنے ہوئے تھے اور خیر کا استقبال فرما رہے تھے۔

منتجب' اصل نجیب سے متخیر یعنی کریم المنسب ـــــ مقتبل' خیر کا استقبال کرنے والا

یسمو امام جنود الله مرتدیا   ثوب الوقار لامرالله ممتثل

"آپ تمام لشکر پر علو فرما رہے تھے' ایسے حال میں کہ وقار کا لباس آپ کی چادر تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کا امتثال کر رہے تھے۔"

خشعت تحت بهاء الغرحين سمت   بك المهابة فعل الخاضع الوجل

"آپ نے حسن عزت کے تحت اس وقت خشوع کیا کہ آپ کے سبب مهابة یعنی اجلال اور آپ کا خوف رفعت پا رہا تھا۔ آپ کا یہ خشوع اس شخص کا فعل تھا کہ خضوع کرے اور خوفناک ہو یعنی کمال عزت کے وقت آپ نے اپنے رب کے لیے خاضع اور خائف شخص کا فعل کیا۔

بہا' یعنی حسن ـــــ سمت' اطراف' جانب ـــــ مهابة یعنی ہیبت' اجلال اور خوف

وقد تباشر املاك السماء بما   ملكت اذا نلت منه غاية الامل

"بعض ملائکہ نے بعض آسمانی ملائکہ کو اس کی بشارت دی جس کے آپ مالک ہوئے اس لیے کہ عزت یا فتح جو شے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی' اس سے نہایت مطلوب کو پایا۔

والارض ترجف من زهو ومن فرق   والجو زهر اشراقا من الجذل

"زمین سرور سے حرکت کرتی تھی اور خوف سے ہلتی تھی اور تحت فلک سرور کے اشراق سے روشن ہو رہا تھا ـــــ رجف' سرور سے ہلنا چلنا ـــــ فرق' خوف ـــــ جوز' وہ ہوا جو آسمان تلے ہو ـــــ ذهو' روشن ہوتا ہے ـــــ جذل' سرور اور فرحت۔

والخيل تختال زهوا فی اعنتها   والعيس تنتال رهوا فی ثنی الجدل

"گھوڑے کبر اور غرور سے رفتار میں تبختر اپنی باگوں میں کر رہے تھے اور اونٹ ہر طرف سہیل یا پیاپی رفتار اور تیز ترین رفتار میں تھے' اطمینان سے چل رہے تھے اور ان کی مہاریں ان کی گردنوں میں پڑی ہوئی تھیں' یہ حالت اطمینان رفتار کی تھی۔

اختیال' رفتار میں کبر اور غرور ـــــ اعنه' جمع عنان ـــــ عیس' سپید سرخی مائل ـــــ تنتال' نصب یعنی پاؤں پر کھڑا رہنا اور ایک کام میں قیام کرنا ـــــ ذهو' سہل رفتار یا پے در پے رفتار۔

لولا الذی خطنت الاقلام من قدر   وسابق من قضاء غير ذی حول

"اگر وہ امر نہ ہوتا جسے مقدر کے قلم نے لکھ دیا ہے اور اس امر کی نسبت قضائے الٰہی پہلے سے ہو چکی ہے' جسے بدلنا اور پلٹنا

Marfat.com

نہیں ہے۔

اهل ثهلان بالتهليل من طرب　　وذب يذبل تهليلا من الذبل

ثہلان پہاڑ طرب سے لا الہ الا اللہ کہتا یعنی خرق عادت اس سے ظہور میں آتا اور یذبل پہاڑ جزع اور فزع سے پگھل جاتا یعنی اس کا وجود باقی نہ رہتا۔

الملك للهم هذا غرمن عقدت　　له النبوة فوق العرش فی الازل

ثہلان پہاڑ اور یذبل پہاڑ یہ کہتا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے لیے ہے' بظاہر جو یہ نصرت ہے' اس کی عزت ہے اسی کے لیے فوق عرش کے روز ازل میں نبوت ظاہر کی گئی ہے یا نبوت روز ازل میں جس کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے۔

شعبت صدع قريش بعد ما قذفت　　بهم شعوب شعاب السهل والقلل

''قریش کو موت کے خوف نے نرم زمین اور پہاڑوں کے راستہ اور گھاٹیوں میں اور چوٹیوں پر پھینک دیا تھا' وہ بکھر گئے تھے۔ آپ نے انہیں جمع کر دیا یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے امان دینے کے باعث وہ جمع ہو گئے اور ان کا بکھرنا ختم ہو گیا۔

شعبت ' جمعت واصلحت ـــــ صدع ' شق ـــــ قذف ' رمت ـــــ شعوب ' موت کا علم ہے' شعب سے ہے متفرق ہونے کے معنی میں' اس لیے کہ موت جماعتوں کو بکھیر دیتی ہے ـــــ شعاب ' شعب کی جمع یعنی پہاڑ میں راستہ۔

قالوا محمد قد زادت كنائبه　　كالا سدتزاء رنی اینا بها العصل

''اہل مکہ نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صولت اور سطوت کو دیکھ کر کہا کہ آپ کے لشکر کثیر ہو گئے۔ یہاں دران لشکر یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب ان شیروں کی طرح ہیں' ان کے دانت ٹیڑھے ہیں۔

کنایب جمع کیتبہ یعنی لشکر ـــــ زیر الاسد ' شیر کی آواز ـــــ اینابہ جمع ناب یعنی کچلی عصل جمع اعصل یعنی نہایت ٹیڑھے دانت

فويل مكة من آثار و طائة　　وويل ام قريش من جوى الهبل

''لفظ ویل کے ساتھ مکروہ امر سے تعبیر کی جاتی ہے اور اس لفظ کے ساتھ دعا کی جاتی ہے ـــــ وطاۃ یعنی روندنا' پامال کرنا ـــــ جوی ' سوزش اور غم ـــــ ھبل ' ماں کا اپنے بیٹے کو گم کرنا ـــــ یعنی مکہ کی خرابی آپ کے روندنے کے نشانوں سے ہے اور ام قریش کی خرابی اپنے بیٹوں کے گم کرنے سے ہے۔

فحدث عفوالفضل العفومنك ولم　　تلمم ولا بالم اللوم والعذل

''آپ نے اپنے عفو کثیر سے ان کے قصور معاف کر دیئے اور عفو سے بخشش کی اور آپ نے ان کا مقابلہ نہیں کیا۔ وہ ملامت جو دکھ دینے والی ہے' ان کا اس سے تدارک نہیں فرمایا۔

Marfat.com

اضربت بالصفح صفحا عن طوایلھم　　طولا اطال مقیل النوم فی المقل

''آپ نے ان کی دشمنی سے منہ پھیر لیا اور قدرت کے باوجود ان سے درگزر کی۔ انعام اور بخشش کرتے رہے۔ ایسا انعام جس نے ان کی آنکھوں میں استراحت کو دراز کر دیا یعنی آپ کے درگزر کرنے سے وہ لوگ آرام و راحت سے سوئے' انہیں کسی قسم کا کھٹکا نہ رہا۔

طوایل جمع طائلہ یعنی دشمنی ـــــ طول ' انعام ـــــ مقیل ' استراحت ـــــ مقل جمع مقلہ یعنی آنکھ کا ڈھیلا۔

رحمت وشج ارحام اتیح لھا　　تحت الوشیج الروع والوجل

''ان لوگوں نے اس کریم العفو کے سایہ میں پناہ لی جو صاحب لطف ہے اور مبارک ذات ہے اور توفیق کے ساتھ مشتمل ہو' یعنی توفیق اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

ازکی الخلیفۃ اخلاقا واطھرھا　　واکرم الناس صفحا عن ذوی الذلل

''آپ ازروئے اخلاق پاک طینت ہیں اور طینت میں زیادہ پاک ہیں اور خطاکار سے درگزر کرتے ہیں' اکرم الناس ہے۔

وطفت بالبیت محبور اوطاف بہ　　من کان عنہ قبیل الفتح فی شغل

بیت اللہ کا طواف:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف ایسے حال میں کیا کہ آپ عیش اور خوشی میں تھے' آپ کے سبب ان لوگوں نے بھی بیت اللہ کا طواف کیا جو فتح مکہ سے پہلے اپنے ذاتی اشغال میں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب مکہ کی فتح دی تو انصار نے آپس میں کہا:

''کیا تم لوگ گمان کرتے ہو کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زمین اور اپنے شہر کی فتح دی' آپ اسی شہر میں قیام فرمائیں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مقام صفا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے جب آپ دعا سے فارغ ہو گئے تو آپ نے انصار سے پوچھا:

''تم لوگوں نے کیا کہا؟''

انصار نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو آپ کے لیے تکلیف کا باعث ہو ـــــ اور نہ ہم نے کسی کام پر آپ کو ملامت کی ـــــ نہ آپ کی قوم کی عیب جوئی کی۔''

آپ تلطف سے انصار سے پوچھتے ہی رہے یہاں تک کہ انصار کو بتانا ہی پڑا کہ ہم نے ایسا کہا تھا۔ آپ نے فرمایا:

''معاذ اللہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ میری زندگی تمہاری زندگی ہے ـــــ میری موت تمہاری موت ہے۔''

Marfat.com

یعنی میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔

فضالہ کا دل بدل ڈالا:

اس وقت فضالہ ابن عمیر بن الملوح نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کو قتل کر ڈالے۔ جب آپ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے ـــــ فضالہ آپ کے نزدیک آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''کیا فضالہ ہے؟''

اس نے کہا:

''ہاں یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہوں۔''

آپ نے اس سے پوچھا:

''تو اپنے نفس سے کیا باتیں کر رہا تھا؟''

فضالہ نے کہا:

''میں نے کچھ بات نہیں کی' میں اللہ تعالیٰ کی یاد کر رہا تھا۔''

فضالہ کی یہ بات سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور پھر فضالہ سے فرمایا:

''تو نے اپنے نفس سے جو باتیں کی تھیں اور یہ جو کہا کہ میں نے اپنے نفس سے کچھ نہیں کہا تو اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت طلب کر۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک فضالہ کے سینہ پر رکھا' اس کے قلب نے سکون پایا۔ فضالہ کہا کرتا تھا:

''واللہ! آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ سے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ میرے نزدیک آپ سے زیادہ دوست کوئی شے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی تھی۔''

یعنی آپ کل مخلوق الٰہی سے زیادہ مجھ کو دوست ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف جمعہ کے دن کیا جبکہ رمضان المبارک کے دس دن باقی رہ گئے تھے۔

خانہ کعبہ سے بتوں کی صفائی:

بیت اللہ شریف کے اطراف تین سو ساٹھ بت تھے جس وقت آپ کسی بت کے پاس گئے اور اس کی طرف چھڑی سے اشارہ فرمایا' آپ اس وقت یہ فرماتے:

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

وہ بت اوندھا ہو گیا ـــــ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ابونعیم کی روایت میں ہے کہ ان بتوں کو شیطانوں نے سیسہ اور تانبا سے جما دیا تھا ـــــ علامہ ابن النقیب المقدسی کی تفسیر میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کا علم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں پر نصرت دینے اور فتح مکہ اور اپنے دین کے کلمہ کے بلند کرنے کا جو وعدہ آپ سے فرمایا تھا وہ پورا کیا۔ جس وقت آپ مکہ میں داخل ہوئے آپ کو یہ امر کیا کہ آپ یوں کہیں:

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے اطراف میں جو بت تھے' ان بتوں کو آنکڑے سے ہول مارتے تھے اور فرماتے تھے:

جاء الحق زهق الباطل ان الباطل

باوجود اس کے کہ کل بت لوہے اور سیسے سے جمع ہوئے تھے' گر پڑے تھے ـــــ تین سو ساٹھ بت سال کے دنوں کے شمار کے موافق تھے۔

ابن النقیب علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ علمائے تفسیر کے حق اور باطل کے معنی میں بہت قول ہیں ـــــ

☆ قتادہ علیہ الرحمہ **جاء القرآن وذهب الشيطان** ـــــ (قتادہ علیہ الرحمہ)

☆ ابن جریج **جاء الجهاد وذهب الشرك** ـــــ (ابن جریج)

☆ مقاتل **جاء عبادة الله وذهب عبادة الشيطان** ـــــ (مقاتل)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم فتح مکہ میں بیت اللہ شریف کے اطراف میں تین سو ساٹھ بت پائے ـــــ وہ بت عرب قبائل کے تھے۔ وہ لوگ ان بتوں کے پاس آتے اور ان کے لیے قربانی کرتے تھے ـــــ بیت اللہ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی:

"اے میرے رب! یہ بت کب تک میرے اطراف میں تیرے سوا عبادت کیے جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو الہام کے طور پر وحی بھیجی' جیسے نحل کی طرف وحی بھیجی تھی ـــــ وہ الہامی وحی یہ تھی کہ:

"میں ایک نئے گروہ کو پیدا کروں گا کہ وہ تیری طرف آنے میں اس طور پر تیزی کریں گے جس طرح سے پرواز میں نسر تیزی کرتا ہے ـــــ اور جیسے پرندے اپنے انڈوں کا اشتیاق رکھتے ہیں' وہ لوگ تیرا اشتیاق رکھیں گے ـــــ اور وہ لبیک اس طور پر کہیں گے کہ تیرے اطراف میں اس کا شور ہوگا۔"

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت فتح نازل ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

"آپ اپنا عصا لیجئے اور پھر بتوں کو گرا دیجئے۔"

آپ ایک ایک بت کے پاس آتے اور اس کی آنکھ یا پیٹ میں عصا سے ایک ہول مارتے اور فرماتے:

Marfat.com

جاء الحق وزهق الباطل

ہر ایک بت اوندھا گر جاتا تھا یہاں تک کہ ان تمام بتوں کو آپ نے گرا دیا اور کعبہ پر بنی خزاعہ کا ایک بت رہ گیا۔ یہ کانسی یا پیتل سے مرکب بنا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم وجہہ الکریم سے فرمایا:

''اس بت کو تم گرا دو۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا لیا حتیٰ کہ وہ کعبہ پر چڑھ گئے اور اس بت کو گرا دیا اور اسے توڑ ڈالا ـــــ اہل مکہ یہ دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کیا' اس لیے کہ کفار کے معبود بیت اللہ میں تھے۔ آپ نے ان بتوں کے لیے حکم فرمایا۔ بت بیت اللہ سے نکالے گئے ـــــ لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی مورتیاں نکالیں ـــــ ان دونوں حضرات کی مورتیوں کے ہاتھوں میں وہ تیر تھے جن سے کفار قریش اپنے امور میں حکم چاہتے تھے اور باہم تقسیم کیا کرتے تھے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش سے کہا:

''کفار قریش پر اللہ کی لعنت ہو ـــــ تم لوگ سن لو! واللہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام دونوں نے ان تیروں سے کبھی تقسیم نہیں کی۔ کفار کو اس کا علم ہے۔''[۳۰۳]

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے اطراف میں تکبیر کہی اور نماز نہیں پڑھی ـــــ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

خانہ کعبہ کی کنجی اور کنجی بردار:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے سال میں اپنے اونٹ قصویٰ پر تشریف لائے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ آپ نے بیت اللہ کے سامنے اپنے ناقہ کو زمین پر بٹھایا۔ پھر آپ نے عثمان ابن طلحہ کو بلایا اور فرمایا:

''بیت اللہ کی کنجی لے کر آؤ۔''

عثمان اپنی ماں کے پاس گئے۔ اس نے کنجی دینے سے انکار کیا۔ عثمان نے کہا:

''واللہ تو مجھے ضرور کنجی دے دے۔ یا یہ تلوار میری پیٹھ سے ضرور نکلے گی۔''

یعنی اگر تو مجھے کنجی نہ دے گی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالوں گا ـــــ عثمان کی ماں نے عثمان کو کنجی دے دی۔ عثمان کنجی لے کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو دے دی۔ آپ نے بیت اللہ کو کھولا ـــــ اس حدیث کو

---

۳۰۲ لشکر خضرا یعنی سبز لشکر کو عرب خضرا اس لیے کہتے ہیں کہ فوجی لوگ زرہ خود اسلحہ وغیرہ میں چھپے ہوتے ہیں جس سے سیاہی دکھائی دیتی ہے۔ اس سیاہی کو سبزہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳۰۳ تیروں سے تقسیم کی ابتداء عمرو بن لحی نے کی تھی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی نسبت کفار نے ایسی تقسیم سے جھوٹ باندھا تھا۔

Marfat.com

مسلم نے روایت کیا ہے۔

فاکہی نے بھی ضعیف طریق سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوطلحہ کے بیٹے یہ گمان کرتے تھے کہ ان کے سوا کعبہ کا دروازہ کھولنے کی کوئی شخص قدرت نہیں رکھتا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کنجی لی اور اپنے دست مبارک سے کعبہ کو کھولا۔

یہ عثمان بن ابی طلحہ ابن عبدالعزیٰ ہے اور ان کو حجی کہتے تھے۔ اب یہ خاندان شیبین کے نام سے معروف ہے ـــــ شیبہ بن عثمان ابن طلحہ کی طرف منسوب ہیں۔ شیبہ عثمان کے چچا زاد بھائی ہیں' ابن عثمان کا کوئی بیٹا نہیں ہے ـــــ ان کی صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہی ہے' انہوں نے ہجرت کی ہے۔ حدیث شریف میں ان کی روایت بھی ہے ـــــ عثمان کی ماں کا نام سلافہ ہے۔

طبقات ابن سعد میں عثمان بن طلحہ سے روایت ہے کہ عہد جاہلیت میں ہم لوگ دوشنبہ اور پنج شنبہ میں کعبہ کو کھولا کرتے تھے ـــــ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ آدمیوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں۔ میں نے آپ سے گفتگو میں سختی کی اور جو میرے جی میں آیا کہہ ڈالا۔ آپ نے میرے ساتھ حلم کیا اور پھر مجھ سے فرمایا:

''اے عثمان! یقین ہے کہ تم اس کنجی کو ایک دن میرے ہاتھ میں دیکھو گے۔ جس جگہ میں چاہوں گا اسے رکھوں گا۔''

عثمان نے کہا:

''جس دن کنجی آپ کے ہاتھ میں ہوگی' اس دن قریش ہلاک اور خوار ہو جائیں گے۔''

آپ نے فرمایا:

''اس دن قریش کی زندگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے سے ان کی عزت ہوگی۔''

یہ کہہ کر آپ کعبہ میں داخل ہوگئے۔ آپ کی اس بات نے میرے دل پر اثر کیا۔ میں نے اس دن گمان کیا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے' یہ امر ویسا ہی ہوگا۔ جبکہ فتح مکہ کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا:

''اے عثمان! کنجی لے آؤ۔''

میں لے کر آیا۔ آپ نے مجھ سے کنجی لے لی پھر آپ نے مجھے دے دی اور فرمایا:

''تم لوگ اس کنجی کو اول امر سے آخر امر تک لو۔''

یعنی یہ ہمیشہ تمہارے قبضہ میں رہے گی جیسے کہ پہلے تمہارے پاس رہی ہے۔

''یہ کنجی تم سے کوئی نہیں چھینے گا مگر ظالم شخص۔ اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے بیت پر امین ٹھہرایا ہے ـــــ اس بیت کے نذر و نیاز سے جو کچھ تم کو پہنچے تم اسے بر سبیل تبرک کھاؤ۔''

عثمان نے کہا کہ جب میں مڑ کے جانے لگا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی۔ میں پلٹ کر آپ

Marfat.com

کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا:

''کیا جو بات میں نے کہی تھی' وہ نہیں ہوئی۔''

عثمان نے کہا کہ میں نے آپ کا وہ فرمان جو آپ نے مکہ سے ہجرت سے پہلے کہا تھا' اسے یاد کیا۔ وہ فرمان یہ تھا کہ:

''تم اس کنجی کو ایک دن میرے ہاتھ میں دیکھو گے۔ جس جگہ میں اسے چاہوں گا اسے رکھوں گا۔''

میں نے آپ سے کہا:

''بے شک یہ وہی امر ہے جو آپ نے فرمایا تھا۔''

یہ آپ کا ظاہری معجزہ تھا۔ پھر عثمان نے کہا:

''میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

خانہ کعبہ کی کنجی کے بارے میں وحی:

ثعالبی کی تفسیر میں ہے کہ یہ آیت مبارکہ **ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانة الی اھلھا** عثمان ابن ابی طلحہ **الحجبی** کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کو یہ حکم دیا تھا کہ کعبہ کی کنجی لے آؤ۔۔۔۔ عثمان نے آپ سے انکار کیا تھا اور بیت اللہ کا دروازہ بند کر دیا تھا اور سطح پر چڑھ گیا تھا اور کہا تھا:

''اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو میں آپ کو منع نہ کرتا۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عثمان کا ہاتھ مروڑ کر کنجی لے لی اور کعبہ کا دروازہ کھول دیا۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہو گئے جب آپ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ کعبہ کی کنجی ان کو دے دیں اور سقایہ الحجاج اور کعبہ کی خدمت دونوں انہی کے سپرد فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ:

''کعبہ کی کنجی عثمان کو لوٹا دیں اور عثمان سے معذرت کریں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل ارشاد کی۔ عثمان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''آپ نے زیادتی کی اور تکلیف دی۔۔۔۔ پھر آپ نرمی کرنے کے لیے آئے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''تیری شان میں اللہ تعالیٰ نے کلام نازل کیا ہے۔''

اور عثمان کے سامنے وہ آیت مبارکہ پڑھی۔ عثمان نے کہا:

''میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا:

Marfat.com

''جب تک بیت اللہ ہے ـــــ یا اس کی اینٹوں میں سے کوئی اینٹ قائم ہے۔ کعبہ کی کنجی اور خدمت عثمان کی اولاد میں رہے گی۔''

کعبہ کی کنجی عثمان کے پاس تھی۔ جب عثمان کا آخری وقت آیا تو وہ کنجی اپنے بھائی شیبہ کو دے دی ـــــ کنجی اور خانہ کعبہ کی خدمت ان لوگوں کی اولاد میں قیامت کے دن تک رہے گی۔

ابن ظفر نے ''ینبوع الحیات'' میں کہا ہے کہ عثمان کا یہ کہنا کہ:

''اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں آپ کو منع نہ کروں گا'' ـــــ یہ راوی کا وہم ہے۔ اس لیے کہ عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے ـــــ اگر عثمان ایمان لانے کے بعد ایسا کہتے تو مرتد ہو جاتے ـــــ اور کلبی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان سے کنجی طلب کی اور اپنا دست مبارک ان کی طرف دراز کیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خدمت کو سقایت کے ساتھ شریک فرما دیجئے۔''

عثمان نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک کنجی سمیت پکڑ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان سے فرمایا:

''اے عثمان! اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہو تو کنجی دے دو۔''

عثمان نے کہا:

''آپ اس کو امانت سے لے لیجے۔''

عثمان نے آپ کو وہ کنجی دے دی اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ـــــ ابن ظفر نے کہا ہے کہ یہ حدیث قبول کے لیے اولیٰ ہے۔

آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی:

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحجبی بیت اللہ میں داخل ہوئے ـــــ انہوں نے بیت اللہ کا دروازہ بند کر دیا ـــــ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں داخل ہوا۔ میں بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملا اور ان سے پوچھا:

''کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی؟''

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہاں نماز پڑھی' دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔''

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری یاد سے یہ بات جاتی رہی کہ میں بلال سے پوچھوں کہ آپ نے کتنی رکعتیں

Marfat.com

پڑھیں؟''

بخاری کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ستون بائیں طرف اور دوسرا ستون دائیں طرف کر کے نماز پڑھی اور تین ستون اپنے پیچھے رکھے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب نماز پڑھی تو آپ کے اور قبلہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا ـــــ ارزقی کی ''تاریخ مکہ'' میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا؟

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟''

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

''اپنے اور دیوار کعبہ کے درمیان دو یا تین ہاتھ کا فاصلہ ٹھہراؤ۔''

اس صورت پر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس بارے میں اتباع کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے اور دیوار کعبہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ رکھے ـــــ ایسی صورت میں اتباع کرنے والے کے دونوں قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدموں کی جگہ واقع ہوں گے اگر تین ہاتھ کا فاصلہ برابر ہوگا ـــــ اور اگر تین ہاتھوں سے فاصلہ کم ہوگا تو اتباع کرنے والے کے دونوں گھٹنے یا اس کے دونوں ہاتھ یا اس کا چہرہ واقع ہوگا ـــــ اللہ تعالیٰ اس جگہ کی حقیقت سے زیادہ عالم ہے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ کعبہ کے اندر نفل پڑھنا مستحب ہے۔

ایک اور روایت سے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کی کل طرفوں میں دعا مانگی۔ آپ نے بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ آپ باہر نکل آئے جب آپ بیت اللہ سے نکلے تو بیت اللہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا ''یہ قبلہ ہے'' ـــــ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث اور اس حدیث کے درمیان جسے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے اس طور پر جمع ہے کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر دی تھی کہ۔

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی۔''

اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس روایت میں جس جگہ نماز کو ثابت کیا ہے جیسے کہ ابن عمر' اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو اسامہ نے اپنے غیر پر اعتماد کیا ہے کہ:

''آپ نے نماز پڑھی۔''

اور جس جگہ اس کی نفی کی ہے جیسے کہ ابن عباس' اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیں کہ:

Marfat.com

''آپ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔''

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے علم میں جو بات ہے اس کا ارادہ کیا ہے۔ اس لیے کہ جس وقت آپ نے نماز پڑھی تھی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں دیکھا تھا ــــ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے پوچھنے میں ابتدا کی ہو اور پھر جس جگہ آپ نے نماز پڑھی تھی اس کے ثبوت طلب کرنے میں زیادتی کا ارادہ کیا تو اسامہ سے بھی پوچھا ہو ــــ لیکن اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نفی نماز کے بارے میں شبہ پیدا کرتی ہے کہ یہ حضرات جس وقت کعبہ میں داخل ہوئے تو دروازہ بند کر دیا اور دعا میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ دعا مانگ رہے ہیں ــــ پھر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے اطراف میں مشغول ہو گئے۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسری طرف تھے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے قریب تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ــــ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اس وجہ سے دیکھا کہ وہ آپ سے قریب تھے اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وجہ سے نہیں دیکھا کہ وہ آپ سے دور تھے اور دوسری طرف یہ دعا میں مشغول تھے ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز خفیف تھی ــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز کو ان وجوہ سے نہیں دیکھا کہ:

☆ دروازۂ کعبہ بند تھا۔
☆ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور تھے۔
☆ وہ دوسری طرف دعا میں مشغول تھے

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گمان پر عمل کرنے کی وجہ سے نماز کی نفی جائز ہو گئی جبکہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کو ثابت کیا اور اس کی خبر بھی دی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کعبہ میں نماز پڑھی' اس وقت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام سے کعبہ سے چلے گئے ــــ وہ کام یہ تھا کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لے آئیں اور اس پانی سے وہ تصویریں دھو ڈالیں جو کعبہ میں تھیں ــــ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز دیکھی تھی ــــ اس روایت کی وجہ سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کو ثابت کیا ہے ــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز نہیں دیکھی' اس لیے انہوں نے اس کی نفی کی ہے ــــ اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو ابوداؤد طیالسی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس داخل ہوا۔ آپ نے کعبہ میں تصویریں دیکھیں۔ آپ نے پانی کا ایک ڈول مانگا۔ میں پانی کا ڈول لے کر آپ کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان تصویروں کو مٹانے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

''اللہ تعالیٰ اس قوم کو غارت کرے جو ان چیزوں کی صورتیں بناتے ہیں جن کو وہ پیدا نہیں کر سکتے۔''

اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں ــــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے دروازہ پر تھے اور لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے سے منع کرتے تھے۔

Marfat.com

مکہ میں قیام کی مدت:

بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں پندرہ رات قیام فرمایا ــــ ایک اور روایت میں انیس رات قیام لکھا ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سترہ رات ٹھہرے ــــ ترمذی کے نزدیک اٹھارہ رات قیام ہے ــــ حاکم کی ''اکلیل'' میں ہے کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ انیس رات آپ نے مکہ معظمہ میں قیام فرمایا۔ اس مدت میں آپ قصر نماز کرتے تھے۔

سریہ نخلہ (عزیٰ بت کی مسماری):

فتح مکہ کے بعد یہ سریہ عزیٰ بت کی طرف مقام نخلہ کو گیا ــــ عزیٰ قریش اور بنی کنانہ کا خاص اور بڑے بتوں میں سے ایک تھا۔ رمضان کی ۲۵ تاریخ سن ۸ ہجری میں یہ سریہ روانہ ہوا۔ تیس سواروں کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان سواروں نے جا کے عزیٰ کو گرا دیا ــــ عزیٰ کو گرانے کے بعد خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی ــــ

آپ نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کیا تم نے کوئی شے دیکھی؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے عزیٰ کو نہیں ڈھایا' تم عزیٰ کی طرف پلٹ جاؤ اور اسے ڈھا دو۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پلٹ کے عزیٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے نیام سے اپنی تلوار نکالی ــــ ایک بوڑھی عورت کالی برہنہ' سر کے بال بکھرے ہوئے نکلی۔ اس کا پجاری اس کے اس احوال سے شور و فریاد کر رہا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ایک وار کر کے اسے دو ٹکڑے کر دیا پھر لوٹ کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا:

''بے شک وہ عزیٰ تھی' وہ اس امر سے مایوس ہوگئی ہے کہ تمہارے شہروں میں کبھی اس کی عبادت کی جائے۔''

سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سواع بت کی بیخ کنی):

مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر بنی ہذیل کا بت تھا جو سواع کے نام سے مشہور تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ رمضان سن ۸ ہجری میں اس مہم پر گئے ــــ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سواع بت تک پہنچ گیا۔ اس کے پاس پجاری تھا۔ اس نے مجھے کہا:

''کیا ارادہ رکھتے ہو؟''

میں نے اس سے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سواع بت کو ڈھا دوں۔''

Marfat.com

اس نے کہا:

''تم اسے ڈھانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔''

میں نے اس سے پوچھا:

''میں کیوں قدرت نہیں رکھتا؟''

اس نے کہا:

''وہ منع کرے گا۔''

میں نے کہا:

''تجھ پر افسوس ہے' کیا یہ بت سنتا ہے یا دیکھتا ہے۔''

پھر میں سواع بت کے پاس گیا اور اسے توڑ ڈالا۔ میں نے اس کے پجاری سے پوچھا:

''تو نے یہ واقعہ کیونکر دیکھا۔''

اس نے کہا:

''میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اسلام قبول کیا۔''

سریہ سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مناۃ بت کی بیخ کنی):

مناۃ بت بنی اوس اور بنی خزرج کا بت تھا۔ جو مشلل پہاڑ میں واقع تھا____ فتح مکہ کے بعد ماہ رمضان سن ۸ ہجری میں یہ سریہ بھیجا گیا۔ سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سواروں پر امیر تھے____ جب آپ مناۃ بت تک پہنچے تو پجاری نے کہا:

''تمہارا کیا ارادہ ہے؟''

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''مناۃ کی بیخ کنی''

پجاری نے کہا:

''تمہیں اس کا اختیار ہے۔''

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مناۃ کے قریب ہوئے تو اس میں سے ایک ایسی عورت نکلی جو برہنہ اور سیاہ تھی اور سر کے بال پریشان کیے تھی۔ خرابی اور ہلاکت کے لیے بددعا کرتی تھی اور اپنا سینہ پیٹ رہی تھی____ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر دیا____ پھر مناۃ کی طرف بڑھے اور ساتھیوں سمیت اسے ڈھا دیا۔

اس مہم کے بعد سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی میں لوٹ آئے____ اس واقعہ سے مناۃ کا وجود دنیا سے معدوم و نابود ہو گیا اور مخلوق معبود حقیقی کی عبادت کی طرف متوجہ ہوئی۔

سریہ بنی جذیمہ:

بنی جذیمہ عبدالقیس کا ایک قبیلہ ہے____ مکہ معظمہ کے اسفل میں یلملم کے ناحیہ میں ایک رات کے فاصلہ پر ہے____

Marfat.com

یہ سریہ ماہ شوال سن ۸ ہجری میں گیا۔ اسے یوم الغمیصا کہتے ہیں۔۔۔۔۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عزیٰ بت کو ڈھا کر لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مکہ میں مقیم تھے۔ آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین سو پچاس مجاہد بھیجے تاکہ بنی جذیمہ کو اسلام کی دعوت دیں۔ آپ جنگ کے لیے نہ گئے تھے۔۔۔۔۔

جب یہ لشکر جذیمہ کے پاس پہنچا تو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا:

''تم لوگ کون ہو؟''

انہوں نے کہا:

''ہم مسلمان ہیں' تحقیق ہم نے نماز پڑھی ہے۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور ہم نے اپنے مکانوں کے صحن میں اور ان کے گوشوں میں مسجدیں بنائی ہیں۔''

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔۔۔۔۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ وہ لوگ اس لفظ کو اچھے طور سے نہ کہہ سکے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ انہیں گرفتار کرلو۔۔۔۔۔ مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر والوں سے کہا کہ بنی خذیمہ کے ہاتھ شانوں سے باندھ ڈالیں۔۔۔۔۔ یہ قیدی مجاہدوں میں تقسیم کر دیے گئے۔۔۔۔۔

سحر کا وقت تھا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منادی کرنے والے نے پکار کر کہا:

''جس کے ساتھ کوئی اسیر ہو' اسے چاہیے کہ اسے قتل کر ڈالے۔''

جو لوگ بنی سلیم کے ہاتھوں میں گرفتار تھے انہوں نے انہیں قتل کر ڈالا۔۔۔۔۔ لیکن مہاجرین اور انصار نے اپنے اپنے قیدی چھوڑ دیے۔۔۔۔۔ یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

اللھم انی ابراء الیک من فعل خالد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھیجا۔ انہوں نے ان لوگوں کے مقتولین کی دیت ادا کر دی بلکہ مقتولین اور ان کے اموال کا بدل دیا اور بدل سے زیادہ دیا۔

خطابی نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے لفظ اسلام کہنے سے عدول کر کے لفظ صبانا کہا۔۔۔۔۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لفظ کو معیوب سمجھا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے یوں سمجھا کہ یہ لفظ صبانا ان لوگوں سے ناک بھوں چڑھانے سے واقع ہوا ہے اور دین کے مطیع نہیں ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ اس لفظ کی تاویل کر کے انہیں قتل کیا۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عجلت کرنے اور ان لوگوں کے معاملے میں دیر نہ کرنے کو اوپرا سمجھا کہ ان لوگوں نے لفظ صبانا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لفظ سے ان کی مراد نہیں پہچانی اور اس سے پہلے ہی انہیں قتل کر ڈالا۔

Marfat.com

غزوہ حنین / غزوہ ہوازن:

حنین ذی المجاز کے قریب ایک صحرا ہے ۔۔۔ ایک روایت کے مطابق حنین ایک پانی ہے ۔۔۔ مکہ اور حنین کے درمیان تین رات کا فاصلہ ہے اور طائف کے قریب واقع ہے۔ اسے غزوہ ہوازن بھی کہا جاتا ہے۔

غزوہ کے اسباب:

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ سے جب فارغ ہوئے اور اس کے کاموں کو آپ نے درست فرمایا اکثر اہل مکہ مسلمان ہو گئے ۔۔۔ بنی ہوازن اور بنی ثقیف کے اشراف آپس میں مل بیٹھے اور انہوں نے مل کر مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کیا ۔۔۔ ان لوگوں کا رئیس مالک بن عوف النضری تھا۔

مسلمانوں کا لشکر:

۶ شوال بروز شنبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ ان کی طرف تشریف لے گئے۔ ان مسلمانوں میں دس ہزار مدینہ کے رہنے والے تھے اور دو ہزاران اہل مکہ میں سے تھے جو مسلمان ہو گئے تھے ۔۔۔ یہ دو ہزار وہ اہل مکہ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم فتح مکہ میں آزاد فرما دیا تھا اور کسی مواخذے کے بغیر انہیں چھوڑ دیا تھا اور انہیں غلام نہیں بنایا تھا۔

آپ نے عتاب بن اسید کو مکہ پر عامل مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسی آدمی مشرکین سے بھی گئے جس میں صفوان بن امیہ تھا ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صفوان سے ایک سو زرہیں اور ان کے متعلق ہتھیار لیے۔ آپ حنین کی طرف سہ شنبہ کی رات میں ۱۰ شوال کو پہنچے۔

حریفوں کی خبر لانے والے:

مالک بن عوف جو دشمن کا رئیس تھا' اس نے تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی خبر لانے کے لیے بھیجے۔ یہ مخبر اپنے رئیس کی طرف جب پلٹ کے گئے تو ان کے جوڑ بند رعب سے جدا ہو گئے تھے ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی حدر الاسلمی کو ان لوگوں کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لشکر میں داخل ہوئے اور لشکر میں چکر لگا کر ان لوگوں کی خبر لے آئے۔

ابوداؤد شریف میں سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے اور چلنے میں مبالغہ کیا۔ ایک سوار نے آ کر کہا:

''میں آپ کے سامنے سے گیا' یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا۔ ہوازن کثیر تعداد میں زنانہ سواریوں' اونٹوں اور بکریوں سمیت حنین کے پاس جمع ہوئے ہیں۔''

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

Marfat.com

''انشاء اللہ تعالیٰ وہ تمام چیزیں کل کے دن مسلمانوں کی غنیمت ہو جائیں گی۔''

مسلمانوں کی وقتی پسپائی:

''زیادۃ المغازی'' میں یونس بن بکیر نے ربیع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے یوم حنین میں کہا:

''قلت کی وجہ سے ہم لوگ آج کے دن ہرگز غالب نہ ہوں گے۔''

یہ امر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دشوار ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر دلدل پر سوار ہوئے۔ دو زرہیں پہنیں' مغفر اور خود سر پر پرکھا۔ صحابہ کے سامنے بنی ہوازن کے اتنے لوگ آئے کہ اس کی مثل کثرت انہوں نے نہیں دیکھی تھی ــــ یہ کثرت آخر شب کے اندھیرے میں صبح کے وقت تھی۔ صحرا کی تنگ جگہوں میں جو لشکر تھے وہ باہر نکلے اور انہوں نے باہم مل کر ایک حملہ کیا ــــ بنی سلیم کے گھوڑوں نے پیٹھ پھیر دی اور فاش طور پر بھاگ گئے۔ اہل مکہ اور دوسرے لوگوں نے ان کا پیچھا کیا ــــ

وفا شعاروں کی جاں نثاری:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس دن کوئی شخص ثابت قدم نہ رہا۔ مگر عباس بن عبدالمطلب' علی بن ابی طالب' فضل بن عباس' ابوسفیان ابن الحارث بن عبدالمطلب' ابوبکر صدیق' عمر بن خطاب اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان تھوڑے آدمیوں میں جو آپ کے اہل بیت اور اصحاب تھے' قائم رہے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں آپ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے اسے اس خوف سے روک رہا تھا کہ خچر دشمن کی طرف نہ پہنچ جائے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے سینے پر چڑھے جاتے تھے یعنی آگے بڑھ رہے تھے اور اس وقت ابوسفیان بن حارث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔''

مسلمانوں کی یلغار:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمانے لگے:

''یوں پکارو یا معشر الانصار! ــــ یا اصحاب السمرہ!''

سمرہ وہ درخت ہے جس کے نیچے صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس شرط سے بیعت کی تھی کہ دشمن کے مقابلہ میں آپ کے پاس سے نہیں بھاگیں گے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی ''یا اصحاب السمرہ'' اور کبھی ''یا اصحاب سورۃ البقرہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بہت بلند اور بھاری تھی ــــ مسلمانوں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پکارنے کو سنا تو وہ اس طور سے آئے جیسے اونٹ اپنے بچوں کا مشتاق ہو کر آتے ہیں۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''واللہ! جس وقت مسلمانوں نے میری آواز سنی' ان کا مڑنا ولفتا اس طور سے تھا کہ گائیں اپنے بچوں کی طرف مڑ کر آئیں ــــ وہ مسلمان لبیک لبیک کہہ رہے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع ہوئے یہاں

Marfat.com

تک نوبت پہنچی کہ اگر کسی کا اونٹ پلٹنے کے لیے مطیع نہ ہوا تو وہ اس پر سے اتر پڑا اور اس نے اونٹ کو چھوڑ دیا اور وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ آیا۔''

جب وہ مسلمان آ گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ سچا حملہ کرو۔ انہوں نے آپ کے حکم کا امتثال کر کے کفار سے جنگ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے قریب آئے اور خچر پر گردن بلند کر کے ان کی لڑائی دیکھی تو یہ فرمایا:

''الآن حمیَ الوطیس یعنی اس وقت لڑائی کا تنور گرم ہوا۔''

وطیس روٹی پکانے کا تنور ــــ لڑائی کی شدت میں جو حرارت ہوتی ہے اسے تنور کی حرارت سے آپ نے تشبیہ دی ہے ــــ یہ وہ فصیح کلام ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی فصیح سے نہیں سنا گیا۔

آپ نے دشمنوں پر کنکریاں اور مٹی پھینکی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زمین سے کچھ کنکریاں لیں پھر فرمایا:

''شاهت الوجوه'' یعنی دشمنوں کے چہرے قبیح ہو گئے۔''

اور وہ کنکریاں مشرکین کے منہ پر ماریں۔ مشرکین میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو پیدا نہیں کیا تھا مگر اس کی دونوں آنکھیں ان مٹی کی کنکریوں سے بھر گئیں۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ زمین کی مٹی سے ایک مٹھی لی ــــ اس روایت سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ آپ نے کنکریاں پھینکیں اور دوسری بار مٹی پھینکی ــــ اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ آپ نے ایک مٹھی کنکریاں اور مٹی مخلوط لی ہو۔

امام احمد' ابوداؤد اور دارمی نے ابوعبدالرحمٰن الفہری کی حدیث سے غزوۂ حنین میں یہ روایت کی ہے کہ مسلمانوں نے پیٹھ پھیر دی اور اکثر منہ پلٹا کے چلے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبار فرمایا:

ان عبدالله ورسوله انا عبدالله ورسوله

پھر آپ گھوڑے سے اترے اور ایک ہتھیلی بھر مٹی کی کفار کے منہ پر ماری اور فرمایا:

شاهت الوجوه!

اللہ تعالیٰ نے انہیں بھگا دیا ــــ بنی ہوازن کے بیٹوں نے اپنے باپوں سے روایت کی ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا کہ جس کی دونوں آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھر گئی ہو۔ اور ہم نے آسمان سے ایک جھنکار اس طور سے سنی جیسے نئے طشت پر لوہا پھیرا جائے اور اس سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

امام احمد اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ خچر آپ کو لے کر ایک طرف جھک گیا۔ خچر کی زین ایک طرف سرک گئی' میں نے کہا:

''اللہ تعالیٰ آپ کو بلندی دے' آپ اونچے ہو جائیں۔''

Marfat.com

آپ نے مجھے فرمایا:

''ایک ہتھیلی مٹی مجھے دو۔''

آپ نے وہ مٹی ان کے منہ پر ماری' ان کی آنکھوں میں مٹی بھر گئی۔ ایسے حال میں مہاجرین اور انصار آ گئے ان کی تلواریں ان کے دائیں ہاتھوں میں ایسے چمک رہی تھیں گویا شہاب ثاقب ہیں ـــــ مشرکین پیٹھ پھیر کے بھاگ گئے۔

اللہ کی نصرت:

مشرکین میں سے ایک نے ابوجعفر بن جریر کو بتایا کہ یوم حنین میں ہم مشرکین اور صحاب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے لیے آپس میں مل گئے ـــــ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتنی دیر تک کہ بکری دوہی جاتی ہے' ہمارے مقابلہ میں نہیں ٹھہرے۔ ہم نے ان کو ایسا کر دیا کہ وہ ہمارے آگے تھے اور ہم ان کے قدموں کے نشانوں پر چل رہے تھے اور ان کے پیچھے سے چلا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم سفید خچر والے صاحب تک پہنچ گئے۔ یکایک ہم نے دیکھا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ـــــ ہمیں آپ کے پاس ایسے مرد ملے جن کے چہرے گورے تھے اور بڑے حسین تھے۔ ان مردوں نے ہم سے کہا:

"شاهت الوجوه!"

تم لوگ پلٹ جاؤ۔ یہ سن کر ہم بھاگ گئے اور انہوں نے ہم پر اس طور سے قدرت پائی کہ وہ لوگ ہمارے شانوں پر سوار ہو گئے ـــــ دمیاطی کی سیرت میں ہے کہ ملائکہ کی علامتیں یوم حنین میں سرخ عمامے تھے۔ فرشتوں نے عماموں کے پلو اپنے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ رکھے تھے ـــــ جبیر بن معطم کی حدیث میں ہے کہ جب آدمی جنگ کر رہے تھے میں نے یوم حنین میں ایک شے کالی کمل کی مثل دیکھی جو کہ آسمان سے اتر رہی تھی ـــــ راوی کے خیال میں وہ فرشتے تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد فرمائی۔

مسلمانوں کے پیچھے ہٹنے کی وجہ:

بخاری شریف میں براء بن عازب رضیَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قیس کے کسی شخص نے ان سے پوچھا:

''تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے یوم حنین میں بھاگ گئے۔''

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ بنی ہوازن تیرانداز تھے۔ ہم نے جس وقت ان پر حملہ کیا' وہ بھاگ گئے ـــــ ہم لوگ غنیموں پر جھک پڑے ـــــ ہوازن تیروں سے ہمارے سامنے آئے ـــــ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سفید خچر پر سوار دیکھا اور ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی باگ پکڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے ہیں:

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

Marfat.com

نصرتِ الٰہی کا یقین کامل:

آپ کا یہ ارشاد جو لاکذب ہے' اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبوت کی صفت کے ساتھ کذب محال ہے ـــــ گویا آپ نے یہ فرمایا ہے:

''انا النبی والنبی لایکذب۔ میں نبی ہوں اور نبی جھوٹ نہیں کہتا۔''

چنانچہ جو بات میں کہتا ہوں اس میں جھوٹا نہیں ہوں کہ مجھے شکست ہو۔ بلکہ مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس بات کا مجھ سے وعدہ فرمایا ہے یعنی میری نصرت کا وعدہ فرمایا ہے وہ وعدہ حق ہے۔ لہٰذا مجھ پر فرار جائز نہیں۔

نبی پاک پر فرار کی بدگمانی:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم نے جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ ایسے حال میں پلٹا کہ میں بھاگ رہا تھا ـــــ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھاگنے کی حالت میں گیا۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت خوف تھا ـــــ علماء نے کہا ہے کہ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عبارت میں مررت علی رسول اللہ منهزماً ـــــ لفظ منهزماً سے مراد یہ ہے کہ جیسے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اپنے بھاگنے کی وضاحت کی ہے۔ انہوں نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھاگے ـــــ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں بھاگے ـــــ اور کسی راوی نے ہرگز یہ نقل نہیں کیا ہے کہ آپ کسی جگہ بھاگے ہوں یعنی جن معرکوں میں آپ تشریف لے گئے نہایت ثابت قدم رہے بلکہ دوسرے آدمی جو اشجع الناس تھے' وہ آپ کی پناہ ڈھونڈتے تھے ـــــ

جملہ مسلمانوں نے اس امر پر اجماع کا اظہار کیا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ آپ کا بھاگنا اعتقاد کیا جائے۔ یہ کہنا آپ پر جائز نہیں ہے ـــــ بلکہ حضرت عباس اور ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں آپ کے خچر کو پکڑے ہوئے تھے اور اسے روک رہے تھے کہ دشمن کی طرف تیزی سے نہ بڑھ جائے ـــــ

قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھاگ گئے' اس سے توبہ کرائی جائے ـــــ اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ وہ شخص قتل کیا جائے ـــــ علامہ بساطی ۳۰۴ نے اس قول کا تعاقب یوں کیا ہے کہ اس قول کا قائل اگر اصل مسئلہ میں یعنی گالی دینے والے کے حکم میں مالکیہ سے مخالفت کرتا ہے تو اس کی کوئی وجہ ہے ـــــ اور اگر اس بات سے اس نے موافقت کی ہے کہ گالی دینے والے کی توبہ قبول نہ کی جائے گی تو یہ ایک مشکل مسئلہ ہے ـــــ اس معنی میں احکام دنیا کی نسبت قتل کی نفی اسے فائدہ نہ دے گی' اس لیے کہ گالی دینے والے کی' زانی اور شارب خمر کی حد ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس موقع میں کہ وہ جگہ جنگ' طعن اور ضرب کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خچر

---

۳۰۴ یہ مسئلہ یوں سمجھا جائے کہ نعوذ باللہ اگر کوئی آپ کو گالی دے تو گالی دینے والے سے توبہ کرائی جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو وہ قتل کیا جائے ـــــ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

Marfat.com

پر سوار ہونا آپ کی نبوت کے اثبات کے لیے تھا۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مزید شجاعت اور تمام قوت کی وجہ سے آپ کو سواری کے ساتھ خاص کیا تھا۔۔۔۔ ورنہ یہ ظاہر ہے کہ خچر عادتاً طمانیت کی سواریوں میں سے ہے اور عادت میں خچر جنگ کی جگہوں کی صلاحیت نہیں رکھتا۔۔۔۔ مگر گھوڑا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر کر دیا کہ قوت قلب اور شجاعت نفس اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے آپ کے نزدیک جنگ صلح کی مانند تھی۔۔۔۔ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں گھوڑوں پر سوار ہوئے نہ دوسرے جانور پر۔ اس لیے کہ گھوڑا عرفاً جنگ ہی کے لیے ہے نہ اور جانور جو گھوڑے کے علاوہ ہیں اور جن پر سوار ہوتے ہیں اس لیے گھوڑے کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ اس میں یہ راز ہے کہ گھوڑا حملہ کرنے اور فرار کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے بخلاف خچروں اور اونٹوں کے کہ ان میں یہ صفات نہیں ہیں۔

ابن ابی شیبہ کے نزدیک حکم بن عتیبہ کی مرسل حدیث سے یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا مگر چار حضرات۔۔۔۔ بنی ہاشم سے تین اشخاص اور بنی ہاشم کے علاوہ ایک شخص حضرت علی' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے سامنے اور سفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔۔۔۔ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جانب سے تھے' کوئی آدمی آپ کی طرف نہیں آتا تھا مگر قتل کر دیا جاتا تھا۔

ترمذی شریف میں اسناد حسن سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ ہم نے آپ کو یوم حنین میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ آدمی منہ پھیر رہے ہیں۔۔۔۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سو حضرات نہیں ہیں۔۔۔۔ شرح مسلم از امام نووی میں ہے کہ یہ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ حضرات تھے۔۔۔۔ حضرت عباس ابن عبدالمطلب کے شعر میں ہے کہ آپ کے ساتھ جو ثابت قدم رہے تھے' وہ صرف دس حضرات تھے:

نصرنا رسول اللہ فی الحرب تسعۃ وقد فرمن فرعنہ واقشعوا

''ہم نو مجاہدوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنگ میں نصرت دی اور تحقیق جو شخص آپ کے پاس سے بھاگا' سو بھاگا اور وہ بھاگنے والے بھاگ گئے۔

وعاشرنا لاقی الحمام بنفسہ لما مسہ فی اللہ لا یتوجع

اور ہمارا دسواں ساتھی (ایمن ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا اس نے اپنے نفس سے موت سے ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ایمن کو جو صدمہ پہنچا' انہوں نے بے قراری اور دردناکی ظاہر نہیں کی۔۔۔۔ جسے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں صدمہ پہنچتا ہے وہ دردناکی کا اظہار نہیں کرتا۔

امام جریر طبری نے کہا ہے کہ شرع میں بھاگنے کی ممانعت ہے۔ وہ بھاگنا وہ ہے کہ پلٹ آنے کی نیت کے غیر پر واقع ہو۔۔۔۔ لیکن وہ فرار جو کثرت عدو کی وجہ سے ہو' وہ ایک گروہ مسلمانوں کی طرف جانے کی غرض سے ہو' یہ غدر ہے۔۔۔۔ یوم حنین میں ایسا ہی ہوا کہ مسلمان بھاگے اور پھر بڑی تیزی سے جنگ کی طرف آپ کے ساتھ رجوع ہوئے اور آپ کے ہمراہ جنگ کی۔

Marfat.com

رسول پاک نے شعر نہیں کہا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب کے بارے میں علماء نے کہا ہے کہ یہ ارشاد شعر نہیں ہے ـــــ اس لیے کہ شاعر کا نام شاعر نہیں ہوتا ہے مگر چند وجوہ سے ـــــ ان وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ شاعر نے قول کا شعور کیا اور اس کا ارادہ شاعر نے کیا اور شعر کی طرف شاعر نے راہ پائی اور شاعر نے عرب کے طریقہ پر کلام موزوں کیا ہو اور وہ کلام قافیہ رکھتا ہو ـــــ اور اس کا کہنے والا شاعر نہ ہوگا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس کلام سے شعر کا ارادہ نہیں فرمایا اور نہ ہی اس کا ارادہ کیا ہے۔ لہٰذا یہ کلام شعر میں شمار نہیں کیا جائے گا اگرچہ موزوں ہو ـــــ

دادا جان سے نسبت کی وجوہ:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان انا ابن عبدالمطلب اور آپ نے انا ابن عبداللہ نہیں فرمایا ـــــ اس لیے کہ آپ کے والد ماجد کی شہرت سے آپ کے جد بزرگوار کی شہرت زیادہ تھی۔ اس لیے کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے باپ عبدالمطلب کی زندگی ہی میں وفات پائی تھی۔ چنانچہ عبدالمطلب مشہور تھے' ان کی شہرت ظاہر اور شائع تھی۔ وہ قریش کے سردار تھے ـــــ کثیر آدمی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عبدالمطلب کا فرزند کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ کے جد کی شہرت کی وجہ سے آپ کو ان سے منسوب کرتے تھے ـــــ ضمام بن ثعلبہ کی حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے۔ انہوں نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھایا اور پوچھا:

''ایکم ابن عبدالمطلب۔ تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے۔''

آپ کی نسبت آپ کے والد ماجد کی بجائے آپ کے جدامجد کی طرف جو کی جاتی ہے' اس میں یہ حکمت ہے کہ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ:

''عبدالمطلب کی اولاد سے ایک ایسا مرد ظہور کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف چلائے گا اور اس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ مخلوق کو ہدایت عطا فرمائے گا اور وہی مرد خاتم الانبیاء ہوگا۔''

اس لیے آپ عبدالمطلب کی طرف منسوب کیے جاتے تھے تاکہ وہ شخص جو ان کو پہچانتا تھا وہ اس امر کو یاد کرے۔

بچوں کے قتل کی ممانعت:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس مشرک پر قدرت ہو' وہ قتل کیا جائے۔ مشرکین بھاگ رہے تھے' مسلمان قتل کرتے کرتے ان کی اولاد میں پہنچ گئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بال بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا:

من قتل قتیلا له علیه بینة فله سلبه

Marfat.com

''جس کسی نے کسی کو قتل کیا' قاتل کو اپنے مقتول پر گواہ پیش کرنا چاہیے۔''

شہادت کے بعد قاتل مقتول کے آلات حرب کا مالک ہے۔ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا اس دن بیس مردوں کے ہتھیار وغیرہ سامان اکٹھا کیا۔

بظاہر شکست میں نہاں مشیت ایزدی:

ابن القیم نے ''ہدی نبوی'' میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ:

''جس وقت مکہ فتح کیا جائے گا' لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے اور کل عرب آپ کے مطیع ہو جائیں گے۔''

جبکہ فتح مبین پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اس امر کا تقاضا کیا کہ بنی ہوازن اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے ہیں' ان کے دلوں کو اسلام قبول کرنے سے روکے اور وہ لوگ جن لوگوں کو جمع کرنے پر قدرت پائیں' انہیں جمع کریں ــــ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا امر اور اللہ تعالیٰ کا تمام اعزاز جو اپنے رسول کے لیے اور اپنے دین کے لیے جو نصرت دیتا ہے' وہ ظاہر ہو جائے ــــ اور ان لوگوں کی غنیمت اہل مکہ کے لیے لشکر کا باعث ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اپنے مومن بندوں کو غلبہ عطا فرمائے ــــ

اور ایسی شدت جنگ اور عظیم قوت جس کی مثال مسلمانوں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی اور ایسی جنگ اور قوت کے بعد اہل عرب سے کوئی شخص مسلمانوں کی برابری نہ کر سکے' اللہ تعالیٰ اپنا قہر ظاہر کرے ۳۰۵ ــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہ سامان کیا کہ باوجود مسلمانوں کی کثرت تعداد اور سامان جنگ اور قوت کے' پہلے انہیں شکست کی کڑواہٹ چکھائی تاکہ وہ سر جو فتح مکہ سے بلند ہوئے تھے' انہیں جھکائے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کے شہر میں ایسے حال میں داخل نہیں ہوئے تھے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ــــ آپ ایسے حال میں مولیٰ کریم کے شہر اور اس کے حرم میں داخل ہوئے کہ اپنی سواری کے جانور پر اپنے رب کی تواضع اور اس کی عظمت کے لیے سر جھکائے ہوئے اور خود جھکے ہوئے تھے ــــ یہ اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اپنا شہر حلال کر دیا تھا اور آپ سے پہلے اسے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کے لیے اپنے شہر کو حلال کرے گا ــــ

اور اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ جس شخص نے قلت کی وجہ سے یہ کہا تھا کہ:

''آج کے دن ہم ہرگز غالب نہ ہوں گے۔'' ۳۰۶

اس کو یہ ظاہر کر دے کہ نصرت نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور جس کسی کو وہ نصرت دیتا ہے اس پر کوئی غالب نہیں ہوتا ــــ اور جس کسی کو وہ چھوڑ دیتا ہے اور مدد نہیں دیتا تو کوئی اس کا ناصر نہیں ہوتا ــــ اور اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اپنے رسول کی

---

۳۰۵ اگرچہ ایران (فارس) اور روم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سخت جنگ کی مگر آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصرت عطا فرمائی۔

۳۰۶ یہ قول ایک غیر شخص کا ہے۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا فرمایا اور نہ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

Marfat.com

نصرت اور اپنے دین کا والی ہوا۔ نہ تم لوگوں کی وہ کثرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے دین کے والی کی ہوئی کہ اس نے تمہیں تعجب میں ڈالا تھا جبکہ تمہاری اس کثرت نے تمہیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ تم لوگ تو پیٹھ پھیرے بھاگ گئے ـــــ اور جب قتل اور زخمی ہونے سے مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان ٹوٹے دلوں کے لیے جوڑنے کا خلعت اپنے اس قاصد کے ہمراہ بھیجا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سکینہ (یعنی طمانیت) تھا ـــــ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول اور مومنین پر نازل فرمایا اور وہ لشکر نازل کیے جنہیں تم نے نہیں دیکھا ـــــ

اور اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہ تقاضا کیا کہ نصرت کے خلعت اور اس کے صلے صرف اہل انکسار کو پہنچائے جاتے ہیں ـــــ اور ہم یہ ارادہ کرتے ہیں کہ روئے زمین پر جو کمزور ہیں' ضعیف ہیں' ہم ان پر احسان کریں۔

ان دونوں غزوات یعنی بدر و حنین میں ملائکہ نے بذات خود مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر کفار سے قتال کیا ـــــ دونوں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے منہ پر کنکریاں ماری تھیں۔

جو دشمن اس معرکہ سے بھاگ گئے تھے' ان کی تلاش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ـــــ ان میں سے بعض طائف کو چلے گئے ـــــ بعض نخلہ کی طرف نکل گئے ـــــ کچھ لوگ اوطاس کی طرف چلے گئے۔

مسلمانوں میں سے چار حضرات نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں سے ایک حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ایمن بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ اور مشرکین میں سے ستر سے زیادہ قتل ہوئے۔

سریہ ابو عامر الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو عامر الاشعری' ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ حنین سے فارغ ہونے کے بعد ان کو ان مفروروں کی طلب میں بھیجا جو بنی ہوازن سے تھے اور یوم حنین میں اوطاس کی طرف بھاگ گئے تھے ـــــ اوطاس دیار ہوازن میں ایک وادی ہے۔

ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مفروروں تک پہنچ گئے۔ وہ سب مفرور ایک جگہ جمع تھے ـــــ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے نو بھائیوں کو جنگ کر کے اس کے بعد قتل کیا۔ آپ ان میں سے ہر ایک کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور یہ کہتے تھے:

''اے اللہ! تو اس پر گواہ رہیو۔''

پھر ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے لیے ان میں سے دسواں شخص نکلا۔ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اسلام کی طرف بلایا اور یہ کہا:

''اے اللہ! تو اس پر گواہ رہیو۔''

اس نے کہا:

''اے اللہ! تو مجھ پر گواہ نہ رہیو۔''

Marfat.com

ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر گمان کیا کہ یہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس کے قتل سے باز رہے ___ پھر وہ بھاگ گیا ___ بعدازاں وہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام اچھا ہوا ___ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اسے دیکھتے تو یہ فرماتے تھے:

هذا شريد ابی عامر (رضی الله تعالیٰ عنه)

علا اور ادنیٰ حارث کے دو بیٹوں نے ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر مارے اور آپ شہید ہو گئے ___ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے اور ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح یاب کیا ___ قیدیوں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن شیما تھیں ___ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل بھی مارے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو یہ دعا فرمائی:

اللهم اغفر لابی عامر واجعله من اعلی امتی فی الجنة

بخاری شریف میں ہے کہ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب تیر مارا گیا تو انہوں نے اپنے بھتیجے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے میرے بھتیجے! تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام کہہ دینا اور آپ سے عرض کرنا کہ آپ میرے لیے مغفرت چاہیں۔''

وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ___ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام حال عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو کیا' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا فرمائی:

اللهم اغفر لعبيدك ابی عامر

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگ رہے تھے تو میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی یعنی آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اس قدر بلند فرمائے کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

اللهم اجعله يوم القيامة فوق كثيرين من خلقك

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور میرے لیے بھی دعا فرمائیں۔ آپ نے یوں دعا فرمائی:

اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه وادخله يوم القيامة مدخلا كريما

ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ان دو دعاؤں میں ایک دعا ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے اور دوسری دعا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے۔

Marfat.com

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی / سریہ ذی الکفین:

ذی الکفین ایک لکڑی کا بت تھا۔ یہ بت عمرو بن جمعہ کا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب طائف کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو ماہ شوال میں طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا گیا کہ اس بت کو ڈھا دیں' اس کے بعد وہ طائف پہنچ کر آپ سے آملیں۔

طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے نکلے اور اس بت کو منہدم کر دیا۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے منہ کو آگ سے جھلس رہے تھے اور اسے جلاتے ہوئے یہ شعر کہہ رہے تھے:

یاذی الکفین لست من عبادکا ميلادنا اقدم من ميلادكا

''اے ذوالکفین! میں تیرے بندوں میں سے یا عبادت کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ ہماری پیدائش نوع بشر تیری پیدائش سے اقدم ہے یعنی ہم تجھ سے اول پیدا ہوئے ہیں جبکہ تجھے آدمیوں نے بنایا ہے تو کیونکر ہماری عبادت کی صلاحیت پیدا کرے گا۔''

انی حشوت النار فی فوادك

''میں نے تیرے دل میں آگ بھر دی ہے جو تجھے اور تیرے دل کو جلا دے گی۔''

انسانی یا حیوانی ہیئت کی وجہ سے بت کے لیے دل ثابت کیا ہے' ورنہ لکڑی کا بت تھا نہ حیوانیت کا اثر تھا اور نہ کچھ حس تھی۔

طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چار سو مجاہد تھے۔ یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طائف میں آنے کے چار دن بعد آپ سے آملے ـــــ مغلطائی نے کہا ہے کہ طفیل کے ساتھ چار مسلمان آئے۔

غزوہ طائف:

طائف ایک بڑا شہر ہے جو خاص مکہ سے تین منزل اور ملتھی آبادی سے دو منزل مشرقی جانب واقع ہے ـــــ طائف میں انگور اور میوے کثرت سے ہیں۔

روایت ہے کہ شہر کا نام طائف جو رکھا گیا ہے اس کی اصل یہ ہے کہ وہ جنت جو اصحاب الصریم کی تھی' جبرئیل علیہ السلام نے اسے اکھاڑا اور اسے مکہ کی طرف لے گئے۔ اسے بیت اللہ کے اطراف طواف کرایا پھر اسے اس جگہ کہ جہاں طائف ہے' اتار دیا ـــــ اور اس شہر کا نام طائف رکھا گیا ـــــ اور وہ جنت یعنی باغ اول صنعا کے نواح میں تھا۔ اس زمین کا نام ''دج بضم جیم'' مفہوم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ شوال سن ۸ ہجری میں جس وقت حنین سے نکلے' طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ جو مال غنیمت تھا' اسے جعرانہ میں روک دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کے مقدمہ پر آپ نے مقدم فرمایا۔

بنی ثقیف اوطاس سے جو بھاگے تھے تو اپنے حصن میں طائف میں داخل ہو گئے تھے۔ ضروریات کی جو چیزیں تھیں' ایک

Marfat.com

سال کے لیے اکٹھا کر کے انہوں نے خود کو اس قلعہ میں بند کر لیا تھا اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب روانہ ہوئے' راستے میں ابو رغال کی قبر پر آپ کا گزر ہوا۔۔۔۔ ابو رغال بنی ثقیف کا باپ ہے۔ اس کی قبر سے سونے کی ایک سیخ نکالی اور آپ قلعہ کے پاس اترے اور وہاں لشکر جمع کیا۔۔۔۔ بنی ثقیف نے مسلمانوں پر شدید تیر اندازی کی۔ وہ تیر بکھر کر کثرت سے ایسے آئے جیسے ٹڈی کی جماعت ہوتی ہے۔۔۔۔ مسلمانوں میں بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ ان میں بارہ حضرات شہید ہو گئے۔ ان میں عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔ اس دن عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر لگا اور مندمل ہو گیا۔۔۔۔ لیکن کچھ مدت بعد وہ زخم کھل گیا۔ وہ اس زخم سے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آج کے دن جس جگہ طائف کی مسجد ہے' وہاں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چڑھ گئے ۳۰۷۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپ کی عورتوں میں سے حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔ ان دونوں بیویوں کے لیے آپ نے دو خیمے کھڑے کرائے۔ طائف کا جتنے دن محاصرہ رہا' آپ دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔۔۔۔ اہل طائف کا محاصرہ اٹھارہ دن تک رہا۔۔۔۔ اہل طائف پر منجنیق نصب کی گئی۔ یہ اسلام میں پہلی منجنیق ہے کہ اس سے اہل طائف پر پتھر برسائے گئے۔۳۰۸۔۔۔۔ طفیل الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریہ ذوالکفین سے لوٹ آئے تھے تو منجنیق بھی اپنے ساتھ لائے۔۳۰۹۔۔۔۔ بنی ثقیف نے مسلمانوں کو تیروں سے مارا۔ مسلمانوں میں سے بارہ حضرات شہید ہو گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی ثقیف کے انگور اور خرما کے درختوں کے کاٹنے اور جلانے کے لیے حکم فرمایا۔۔۔۔ مسلمانوں نے وہ درخت بہت جلد کاٹ ڈالے۔ پھر بنی ثقیف نے آپ سے یہ استدعا کی کہ آپ للہ اور رحم سے ان درختوں کو چھوڑ دیجیے۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کے لیے اور رحم سے ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے منادی کرنے والے نے پکارا:

''جو کوئی بندہ قلعہ سے اترا اور ہماری طرف آیا' وہ آزاد ہے۔''

دمیاطی نے کہا ہے کہ اہل طائف سے انیس افراد نکلے جن میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔ مغلطائی کے نزدیک یہ ہے کہ تیئس (۲۳) نفوس تھے۔

اہل طائف میں سے جو لوگ قلعہ سے اتر کے آئے تھے' رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور مسلمانوں میں سے ہر ایک کو اہل طائف کا ایک ایک آدمی حوالے کر دیا کہ ان کی کفالت وہ مسلمان کرے۔۔۔۔ ان غلاموں کا

---

۳۰۷ یہ وہ مسجد ہے جسے عمرو بن امیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے بنی ثقیف کے اسلام لانے کے بعد بنایا ہے۔

۳۰۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ابلیس نے منجنیق بنائی تھی۔۔۔۔ اور جاہلیت کے دور میں جذیمۃ الابرش نے منجنیق قائم کی تھی۔

۳۰۹ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل عجم کا احوال جنگ بیان کیا اور منجنیق کی کیفیت ظاہر کی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو منجنیق تیار کرنے کے لیے حکم دیا تھا۔

Marfat.com

قلعہ سے اتر کر آنا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انہیں آزاد کر دینا اہل طائف پر نہایت درجہ شاق ہوا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے لشکر کو کوچ کے لیے آواز دے دی۔ اس کوچ سے اہل لشکر نے ناخوشی کا اظہار کیا اور کہا:

''ہم ایسے حال میں کوچ کرتے ہیں کہ طائف ہم نے فتح نہیں کیا۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر والوں سے فرمایا:

''کل صبح کو جنگ کرو۔''

دوسرے دن مسلمانوں نے جنگ کی۔ بہت سے زخمی ہوئے' انہوں نے اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

''انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہاں سے پلٹ کے جانے والے ہیں۔''

یہ سن کر مسلمان خوش ہوگئے اور پلٹ جانے کا یقین کیا اور کوچ کرنے لگے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی یہ حالت دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

امام نووی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان مسلمانوں پر شفقت فرمائی اور طائف سے کوچ کرنے کے لیے ان پر رحمت فرمائی۔۔۔۔ اس لیے کہ طائف کی فتح دشوار تھی اور طائف کے کفار نہایت شدید تھے' انہیں اپنے قلعہ میں قوت حاصل تھی۔۔۔۔ باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے وحی سے علم ہوگیا تھا' یا آپ کو امید تھی کہ طائف اس کے بعد بے مشقت فتح ہو جائے گا۔۔۔۔ جبکہ صحابہ کرام نے طائف میں قیام اور کفار سے جہاد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ ٹھہر گئے۔ اور جب جنگ کی کوشش کی تو صحابہ زخمی ہوگئے۔۔۔۔ تو جس مہربانی کا ارادہ آپ کا صحابہ کے لیے تھا آپ نے اس کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ صحابہ کو اس سے فرحت ہوئی۔۔۔۔ اس وجہ سے کہ صحابہ نے ظاہر مشقت دیکھی اور کوچ پر آمادگی ظاہر کی۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کی رائے میں تبدیلی پر تعجب ہوا اور اس تبدیلی پر آپ مسکرا دیئے کہ صحابہ کرام پہلے جنگ پر متفق تھے' جب زیادہ زخمی ہوگئے۔۔۔۔ تو آپ نے ان کی خواہش پر روانگی کے لیے اجازت دی تو وہ اپنی رائے بدل کر کوچ پر آمادہ ہوگئے۔۔۔۔

یوم طائف میں ابوسفیان صخر بن حرب کی آنکھ پھوٹ گئی۔۔۔۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کی حالت پر فرمایا (جبکہ ابوسفیان کی آنکھ ان کے ہاتھ میں تھی)

''تمہیں کون سی بات زیادہ دوست ہے۔۔۔۔ ایک یہ کہ جنت میں تمہیں چشم بصیرت دی جائے۔۔۔۔ یا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ دنیا میں تمہاری آنکھ تم کو لوٹا دے۔''

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

Marfat.com

''مجھے یہ بات زیادہ دوست ہے کہ مجھے جنت میں آنکھ دی جائے۔''

یہ کہہ کر آنکھ پھینک دی ___ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یرموک میں حاضر ہوئے اس دن ان کی دوسری آنکھ بھی نکل پڑی ___ حافظ زین الدین عراقی نے اسے ''شرح تقریب'' میں بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

''یہ کہو لا الہ الا اللہ وحدہ' صدق وعدہ و نصرعبدہ وھزم الاخراب وعدہ۔''

صحابہ کرام نے جب کوچ کیا تو آپ نے ان سے فرمایا:

''یہ کہو آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کو غور سے دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو صحابہ کو جمع کرتے' گھوڑے لیتے' ہتھیار اور جہاد میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کے لیے جہاد کے لیے کس طرح توجہ اور پرواہ کرتے تھے ___ پھر جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر یا جہاد سے واپس تشریف لاتے تو ان تمام چیزوں سے اپنے آپ کو پاک کر لیتے اور اپنے تمام امور اللہ کی طرف پھیر دیتے اور پھر اس طور یہ فرماتے:

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ و نصرعبدہ وھزم الاخراب وعدہ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد عالی وھزم الاخراب وعدہ میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ نے جنگ کے تمام اسباب جنہیں آپ جمع کرتے تھے یعنی صحابہ کرام کو فراہم کر کے کفار سے جنگ کرتے تھے' ان کی نفی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر سے ان امور کی جو نفی ہے' وہی حقیقت کا معنی ہے ___ اس لیے کہ انسان اور انسان کے افعال رب تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے مخلوق اور ان کے افعال پیدا کیے اور دنیا کے کاموں کا انجام دیکھا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور خلق میں سے جس کسی کو اس نے چاہا اسے برگزیدہ کیا' اس کے ہاتھ پر امور کو جاری کرایا ___ لہٰذا تمام امور اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام کی نسبت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ اہل کفر کو جنگ کے بغیر فنا کر دے تو فنا کر دیتا جیسا کہ اس نے اس کی نسبت فرمایا ہے:

لویشاء اللہ انتصر منھم

یعنی اگر اللہ چاہے گا تو بغیر جنگ کے کفار سے انتقام لے گا اور انہیں جڑ سے اکھیڑ دے گا۔

ولکن لیبلو بعضکم ببعض

لیکن تمہیں جنگ کے لیے حکم کیا ہے تاکہ تمہارے بعض کی بعض سے آزمائش کرے۔

تم میں سے جو قتل ہو' وہ جنت میں جائے اور کفار سے جو قتل ہو وہ دوزخ میں جائے ___ لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے صابر بندوں کو بدلہ دیتا ہے اور اپنے شاکر بندوں کے لیے ثواب کو وسیع کرتا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

Marfat.com

ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلو اخبارکم

یعنی "ہم تمہاری آزمائش جہاد وغیرہ امور سے کریں گے تاکہ تم لوگوں میں سے جو مجاہد ہیں اور جہاد میں صابر ہیں' ان کو معلوم کریں اور دوران جہاد تم سے اگر کوئی کمی کوتاہی ہو تو اسے ظاہر کریں۔"

چنانچہ مکلف آدمی پر دونوں حالتوں میں امتثال امر ہے۔ یعنی

☆ اسباب کے لینے اور حاصل کرنے کا امتثال

☆ اپنے مولیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اس کے ساحت کرم میں اس کے پاس سکون پانا

جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اولاً ربوبیت کے ادب سے اسباب فراہم کرتے تھے اور اپنی امت کو ایسے اسباب فراہم کرنے کی راہ بتاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدرت غامضہ سے جس کو اس نے آپ کے لیے ذخیرہ رکھا تھا جس چیز کو چاہتا آپ کے دست مبارک پر ظاہر فرماتا تھا ـــــ ابن الحاج علیہ الرحمہ اپنی کتاب "مدخل" میں لکھا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ:

"آپ بنی ثقیف پر بددعا کیجئے۔"

آپ نے ان پر اس طور پر دعائے خیر فرمائی:

اللھم اھد ثقیفا وآت بھم

"اے اللہ! تو بنی ثقیف کو ہدایت کر اور تو انہیں لے آ۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان قیدیوں اور مال غنیمت کے لیے حکم فرمایا تھا کہ وہ جمع کیے جائیں۔ یہ غنیمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی تھی ـــــ وہ تمام قیدی اور مال غنیمت جعرانہ میں جمع کیے گئے تھے۔ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طائف سے واپسی تک جعرانہ میں تھا۔

قیدی عورتوں اور لڑکوں سے چھ ہزار تھے' اونٹ چوبیس ہزار اور بکریاں چالیس ہزار سے زیادہ اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انیس دن تک ہوازن کا انتظار کیا کہ وہ مسلمان ہو کر آپ کے پاس آجائیں' مگر وہ نہیں آئے ـــــ پھر آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ مال غنیمت تقسیم کر دیا جائے ـــــ چنانچہ آپ نے تقسیم فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے کہ مردوں کو فی کس ایک سو اونٹ عطا فرماتے تھے' انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا:

یغفر اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعطی قریشا و تیر کنا و سیوفنا تقطر من دمائھم

یعنی "اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ قریش کو عطا کرتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں جبکہ ہماری تلواروں سے دشمنوں کا خون ٹپک رہا ہے۔"

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انصار کی باتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی گئیں آپ نے انصار کے پاس کسی کو بھیجا' وہ آئے۔ آپ نے انہیں ایک چمڑے کے خیمہ میں اکٹھا کیا۔ پھر ان سے فرمایا:

Marfat.com

''کیا تم اس بات سے خوش نہ ہو گے کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کو اللہ کے رسول کو لے جاؤ ـــــ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے! البتہ جس شے کو لے کر تم اپنے گھروں کو پلٹ جاؤ' وہ اس شے سے بہتر ہے کہ جو لوگ لے کر اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔''

انصار نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم راضی ہو گئے۔''

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اور بھی لوگ ساتھ تھے۔ آپ سمیت وہ تمام لوگ حنین سے لوٹ رہے تھے۔ اعرابی آپ سے لپٹ گئے یہاں تک کہ آپ کو سمرہ کے ایک درخت کی طرف جانا ضروری ہوا کہ خود کو ان سے بچائیں۔ آپ کی چادر مبارک اس درخت کے کانٹوں سے اٹک گئی یا اعرابی اس چادر کو اچک کر لے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں ٹھہر گئے اور لوگوں سے فرمایا:

''درخت سے چادر نکال کے مجھے دے دو'' ـــــ یا اعراب سے فرمایا:

''تم میری چادر دے دو اگر میرے پاس ان عضاہ کے درختوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو میں لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتا ـــــ تم مجھے ہرگز بخیل نہ پاتے' نہ جھوٹا اور نہ نامرد''

اس حدیث کو ابن جریر نے اپنی کتاب ''تہذیب'' میں روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے پچیس ذیقعد کو جعرانہ تشریف لائے ـــــ جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرمایا۔[۳۱۰] پھر آپ نے جعرانہ سے عمرہ کا ارادہ فرمایا۔ پنج شنبہ کی رات کو جعرانہ تشریف لائے۔ وہاں تیرہ رات قیام فرمایا ـــــ جب آپ نے مدینہ منورہ کی طرف پلٹ جانے کا ارادہ فرمایا عمرہ کے لیے احرام باندھا اور مکہ میں رات کے وقت داخل ہوئے اور آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا' دوڑے اور سر منڈایا اسی رات جعرانہ کو پلٹ گئے۔ گویا آپ نے رات جعرانہ میں گزاری۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے دو ماہ سولہ دن باہر رہے۔

سریہ قیس بن سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یمن کے ناحیہ میں بنی صداء آباد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو سواروں پر امیر بنا کے بنی صداء کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ بنی صداء سے جنگ کریں ـــــ زیاد بن حارث بنی صداء سے حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے اس لشکر کے بارے میں پوچھا۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ لشکر تمہاری قوم کی طرف بھیجا گیا ہے ـــــ زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

---

۳۱۰ جعرانہ ایک گاؤں ہے۔ مکہ اور اس کے درمیان ایک منزل کی مسافت ہے جیسا کہ فاکہی نے کہا ہے ـــــ ابو الباجی نے کہا ہے کہ جعرانہ اور مکہ کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے ـــــ یہ گاؤں ایک عورت کے نام پر ہے جس کا نام جعرانہ تھا۔

Marfat.com

"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنی قوم کا سفیر ہوں۔ آپ لشکر کو واپس بلالیں۔ میں اپنی قوم کا خود ذمہ لیتا ہوں کہ ان کو مسلمان کر کے لاؤں گا۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو مقام قناۃ سے واپس بلالیا۔۔۔۔

صدائی پندرہ دن کے بعد آئے اور مسلمان ہو گئے۔

سریہ عینیہ بن الحصن انفراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عینیہ بن الحصین کو پچاس سواروں پر امیر بنا کر ماہ محرم سن ۹ ہجری میں سقیا کی طرف روانہ کیا گیا۔۔۔۔ مقام سقیا بنی تمیم کی سرزمین ہے۔۔۔۔ ان سواروں میں نہ کوئی مہاجر نہ کوئی انصاری۔

عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ رہتے۔۔۔۔ ان سواروں نے بنی تمیم کے لوگوں پر صحرا میں ہجوم کیا۔ وہ لوگ اپنے جانوروں کی جگہوں میں داخل ہو گئے۔ اور اپنے مویشی چرنے کے لیے چھوڑ دیے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی جمعیت دیکھی تو وہ بھاگنے لگے۔ عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان میں سے گیارہ مرد پکڑ لیے۔ ان کے ٹھہرنے کی جگہ میں گیارہ عورتیں اور تیس لڑکے پائے۔

بنی تمیم کے سرداروں میں سے دس آدمی آئے۔۔۔۔ شارح زرقانی نے کہا ہے کہ یہ دس آدمی ان آدمیوں میں سے نہیں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے۔۔۔۔ سفارت کے طور پر جو آدمی آئے تھے' ان میں سے:

☆ عطار بن حاجب ☆ زبرقان ☆ قیس بن عاصم ☆ اقرع بن حابس

تھے۔۔۔۔ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہوئے اور پکارا:

"اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہماری طرف گھر سے نکل آئیں۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ظہر کی اقامت کہی۔ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے۔ وہ اپنے بال بچوں کے فدیہ میں آپ سے بات کرتے تھے۔ آپ ان کے ساتھ ٹھہر گئے پھر آپ تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔۔۔۔ ان لوگوں نے عطارد بن حاجب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کے لیے آگے بڑھایا۔ عطارد نے کلام کیا اور خطبہ پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ثابت بن قیس بن شماس نے ان کے خطبہ کا جواب دیا۔۔۔۔ ان لوگوں کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ان الذین ینا دونك من وراء الحجرات

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قیدی اور غلام انہیں لوٹا دیے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی تمیم سے ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ یہ ستر آدمی تھے۔۔۔۔ جبکہ دس کا ذکر کیا گیا ہے' انہی میں سے چار بارگاہ رسالت میں حاضر

Marfat.com

ہو کر دولت ایمان سے سرفراز ہو گئے اور آپ سے استدعا کی کہ آپ ان پر کسی کو امیر مقرر فرما دیں۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''قعقاع بن سعید بن زرارہ کو ان پر امیر مقرر فرما دیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''بلکہ اقرع بن حابس امیر مقرر کیے جائیں۔''

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

''تم نے میری مخالفت کی ہے۔''

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں نے تمہاری مخالفت نہیں کی۔''

حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے مجادلہ کیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں حضرات کی آوازیں بلند ہوئیں۔۔۔۔ اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یا ایھا الذین امنوا الاتقدموا بین یداللہ و رسولہ حتی القضت

یعنی ''تم کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم دینے سے پہلے حکم نہ دو۔''

اور جب یہ آیت لاترفعوا اصواتکم نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میں کلام نہ کروں گا مگر اس شخص کی طرح جو اپنے صاحب سے سرگوشی کرتا ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مثل صحابہ کرام میں سے عمر اور ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ

<u>سریہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط:</u>

بنی مصطلق جو قبیلہ خزاعہ سے ہیں، یہ لشکر بنی مصطلق سے صدقہ لینے کے لیے بھیجا گیا۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنی مصطلق کے درمیان دور جاہلیت میں دشمنی تھی۔۔۔۔ بنی مصطلق مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے عبادت کے لیے مسجد بھی بنائی تھی۔۔۔۔

بنی مصطلق نے جب یہ سنا کہ ولید قریب آ پہنچے ہیں تو ان کے بیس آدمی اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ آ کر ملے۔ بنی مصطلق کو یہ فرحت ہوئی کہ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اونٹ اور بکریاں اللہ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے بطور زکوٰۃ لائے۔۔۔۔ شیطان لعین نے ولید کو بہکانا چاہا

Marfat.com

کہ بنی مصطلق قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں ـــــ حالانکہ وہ لوگ تجمل (شان وشوکت) کے طور پر ہتھیار اپنے ساتھ لائے تھے نہ کہ ولید کے قتل کے لیے ـــــ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کے خوف سے بنی مصطلق سے ملے بغیر ہی راستہ سے پلٹ آئے۔ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی کہ بنی مصطلق ان سے ہتھیاروں سے ملے تھے' اور زکوٰۃ اور ان کے درمیان حائل ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ بنی مصطلق کی طرف ان لوگوں کو بھیجیں جو ان سے جنگ کریں ـــــ آپ کے اس ارادہ کی خبر بنی مصطلق کو پہنچی ـــــ جو لوگ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کے لیے نکلے تھے' وہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقت حال سے آگاہ کیا ـــــ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباح ....

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی مصطلق کے سامنے قرآن پاک پڑھا۔ ان کے ساتھ عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ ان کے اموال سے صدقہ لیں' ان کو اسلام کے احکام شرعی سکھائیں اور انہیں قرآن شریف پڑھائیں۔

سریہ عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی عمرو بن حارثہ کی طرف بھیجا ـــــ ابن عوسجہ ماہ صفر میں گئے ـــــ انہوں نے بنی عمرو کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسلام کے دامن میں آنے سے انکار کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک نامہ مبارک بھی تحریر فرمایا تھا۔ ان ظالموں نے اس کی بے ادبی کی' پانی سے دھو کر اسے ڈول کے پیندے پر لگا دیا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو ان پر بددعا فرمائی کہ:

''ان کی عقل جاتی رہے۔''

آپ کی دعا کے باعث وہ لوگ آج تک اس حالت میں ہیں کہ ان کے جسموں میں کپکپی ہے' کلام میں عجلت ہے' ان کا کلام گڈمڈ سا ہے جو سمجھ میں نہیں آیا ـــــ واقدی نے کہا ہے کہ میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا ہے کہ اچھی طرح سے بات کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

بنی خثعم مقام تربہ سے قریب ہے جبکہ تربہ اعمال مکہ معظمہ سے دو دن کی راہ پر ہے ـــــ یہ سریہ ماہ صفر سن ۹ ہجری میں بنی خثعم کی طرف روانہ ہوا۔ قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیس آدمی تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ بنی خثعم کو ہر طرف سے بکھیر دیں ـــــ بنی خثعم نے شدید جنگ کی' دونوں فریقوں میں کثیر تعداد میں زخمی ہوئے ـــــ قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی خثعم کے کئی آدمی قتل کیے۔

قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی مال غنیمت میں اونٹ' بکریاں اور عورتیں مدینہ منورہ لے کر آئے ـــــ ان

Marfat.com

مجاہدین کے حصہ میں فی آدمی چار اونٹ آئے تھے ــــــ ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا تھا ــــــ یہ حصے خمس کے بعد تقسیم ہوئے تھے یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حصہ کے بعد تقسیم ہوئی۔

سریہ ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

بنی کلاب کی طرف یہ سریہ ماہ ربیع الاول سن ۹ ہجری میں قرطاس بھیجا گیا ــــــ ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ بنی کلاب نے اس نعمت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ــــــ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور ان میں سے اکثر بھاگ گئے ــــــ انہوں نے ان کے اموال غنیمت میں لے لیے۔

سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو مردوں پر امیر بنا کر بھیجا گیا۔ یہ سریہ حبشہ کی طرف ربیع الآخر سن ۹ ہجری میں گیا ــــــ

اس لشکر کے بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ خبر ملی کہ حبشہ کے کچھ لوگوں کو جدہ والوں نے دیکھا ــــــ علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ دریا کے ایک جزیرہ میں پہنچے۔ علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دریا میں ان کی طرف بڑھے تو وہ لوگ بھاگ گئے ــــــ یعنی جنگ نہیں ہوئی۔

علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ پلٹے ــــــ لشکر کے بعض لوگوں نے اپنے گھر کی طرف جانے میں عجلت کی۔ جن لوگوں نے عجلت کی، علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر عبداللہ بن حذافۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کر دیا ــــــ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں مزاح تھا ــــــ وہ لوگ بعض راستہ میں ٹھہرے اور آگ جلائی کچھ پکانے کے لیے یا آگ تاپنے کے لیے ــــــ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

''میں تمہیں بطریق جد حکم دیتا ہوں کہ تم لوگ اس آگ میں کود پڑو۔''

بعض آدمیوں نے آگ میں کود پڑنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ نے کہا:

''تم اپنے آپ کو روکو، آگ میں نہ کودو، میں تم سے مزاح کرتا تھا۔''

صحابہ کرام نے اس واقعہ کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

''جو کوئی تمہیں معصیت کے لیے حکم دے تو تم اس کی اطاعت نہ کرو۔''

اس حدیث کو حاکم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ــــــ بخاری نے اس حدیث پر ایک باب باندھا ہے۔ ''باب سریہ عبداللہ ابن حذافۃ السہمی'' ــــــ سہم، عبداللہ کے دادا کا نام ہے، اس لیے سہمی کہا گیا ہے ــــــ بخاری میں سریہ عبداللہ کے ساتھ سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی لکھا ہے ــــــ اور اسے سریہ انصاری کا نام دیا ہے ــــــ پھر حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سریہ بھیجا۔ اس پر انصار میں سے ایک آدمی کو عامل مقرر کیا ــــــ لشکر والوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اس انصاری کی اطاعت کرنا ــــــ وہ انصاری امیر ان لوگوں پر غضب ناک ہوئے اور ان سے کہا:

''کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ تم میری اطاعت کرو۔''

Marfat.com

اہل لشکر نے کہا:
"بے شک حکم فرمایا تھا۔"
امیر لشکر نے حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو ـــــ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں ـــــ امیر نے کہا "آگ جلاؤ۔" ـــــ آگ جلائی گئی ـــــ امیر نے انہیں حکم دیا کہ تم لوگ آگ میں داخل ہو جاؤ ـــــ انہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا ـــــ ان میں سے بعض دوسروں کو روکنے لگے اور یہ کہنے لگے:

فررنا الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم من النار

یعنی "ہم جہنم کی آگ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دوڑے ہیں' اس آگ میں کیونکر داخل ہوں۔" وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آگ ٹھنڈی ہوگئی ـــــ امیر کا غضب ٹھہر گیا۔ بات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچی۔ آپ نے فرمایا:
"اگر وہ لوگ اس آگ میں داخل ہو جاتے' اس سے باہر نہ نکلتے' جل کر فنا ہو جاتے۔"
یعنی ان کو یہ گمان نفع نہ دیتا کہ ہم لوگ امیر کی اطاعت سے آگ میں داخل ہوئے اور یہ آگ ہمیں نقصان نہ دے گی ـــــ

سریہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سریہ بنی طے کے فلس نامی بت کو گرانے کے لیے بھیجا گیا۔ یہ سریہ ربیع الآخر سن ۹ ہجری میں گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ڈیڑھ سو انصاری ایک سو اونٹوں اور پچاس گھوڑوں پر روانہ کیے گئے ـــــ جبکہ ابن سعد نے مجاہدین کی تعداد دو سو بیان کی ہے۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلس بت کو گرا دیا ـــــ غنیمت میں اونٹ' بکریاں اور غلام آئے ـــــ غلاموں میں سفانہ بنت حاتم طائی تھی۔ جو عدی بن حاتم کی بہن تھی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سفانہ کو غلاموں میں سے آزاد فرما دیا ـــــ اس لیے عدی اسلام لے آئے تھے۔

سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حجاز میں ایک گاؤں جباب ہے۔ یہ بنی عذرہ اور بنی بلی کی سرزمین ہے ـــــ ایک دوسری روایت میں یہ بنی فزارہ اور بنی کلب کی زمین ہے ـــــ البتہ بنی عذرہ کی اس زمین میں شرکت ہے۔
یہ سریہ ربیع الآخر سن ۹ ہجری میں گیا ـــــ علماء نے اس سریہ کے اسباب نہیں بیان کیے نہ ہی لشکریوں کی تعداد نہ ہی واقعہ ذکر کیا ہے۔

شاعر مشرکین کعب بن زہیر ایمان لایا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جس وقت غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک سے لوٹے تھے' کعب بن زہیر کا واقعہ اس

Marfat.com

درمیان ہوا ہے ـــــ ابن اسحاق اور عبدالملک بن ہشام اور ابوبکر محمد بن القاسم بن یسار بن الانباری نے اسے ذکر کیا ہے۔

کعب کے بھائی بجیر بن زہیر نے کعب سے کہا:

"تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ۔ یہاں تک کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤں اور آپ کا کلام سنوں ـــــ اور جو شے آپ کے پاس ہے' اسے پہچانوں۔"

کعب ٹھہر گیا اور بجیر چلا گیا ـــــ یہ اس وقت ہوا کہ مکہ فتح ہو گیا ہے' کعب اور بجیر دونوں اپنے مقام سے نکل کر ابرق الغراف تک آئے ہیں ـــــ بجیر نے وہاں پر کعب سے کہا:

"تو ٹھہرا رہ ـــــ میں آپ کے پاس جاتا ہوں۔"

بجیر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کا کلام سنا اور آپ پر ایمان لایا ـــــ بجیر نے کعب سے اس کا سبب یہ بیان کیا تھا کہ زہیر اہل کتاب کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اس نے اہل کتاب سے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا وقت آ گیا ہے ـــــ زہیر نے اپنے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی دراز ہوئی ہے۔ اس نے اس رسی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا ہے تاکہ اسے لے لیکن وہ رسی اس کے ہاتھ میں نہیں آئی ـــــ

زہیر نے اپنی بیٹیوں کو اس کی خبر کی اور انہیں یہ وصیت کی کہ اگر تم اس نبی کو پاؤ تو میرا اسلام کہہ دینا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے تشریف لائے۔ بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب کو یہ لکھا:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں ان لوگوں کو قتل کر ڈالا جنہوں نے آپ کی ہجو کی تھی ـــــ قریش کے شاعروں میں جو لوگ مثلاً ابن الزبعری اور ہبیرہ ابن ابی وہب باقی رہ گئے تھے' وہ ہر طرف بھاگ گئے ـــــ اگر تجھے تیرے دل میں کوئی حاجت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اڑ کر آ جا ـــــ اس لیے کہ جو کوئی آپ کے پاس ایسی حالت میں آتا ہے کہ اپنے کیے سے توبہ کر لیتا ہے تو آپ اسے قتل نہیں کرتے ـــــ اور اگر تو توبہ کی حالت میں نہیں آتا ہے تو کوئی ایسی جگہ اختیار کر لے جو تجھے نجات دے۔"

کعب نے پہلے یہ اشعار کہے تھے:

الا بلغا عنی بجیرا رسالة	فهل لك فيما قلت ويحك هل لكا
فبين لنا ان كنت لست بفاعل	على اى شئى غير ذالك دلكا
على خلق لم تلف اما ولا ابا	عليه ولا تلقى عليه اخالكا
فان انت لم تفعل فلست باسف	ولا قايل اما عثرت لعالكا
سقاك بها المامون كا سارویة	فانهلك المامون منها وعلكا

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کعب نے یہ اشعار اپنے بھائی بجیر کو بھیجے۔ یہ اشعار جب بجیر کو ملے تو اس نے اس بات کو

Marfat.com

نامناسب سمجھا کہ یہ اشعار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چھپائے جائیں ــــــ بجیر نے یہ اشعار آپ کو سنائے۔
آپ نے فرمایا:
"سقاك بها المامون ــــــ کعب نے جو کہا ہے سچ کہا ہے اور کعب اپنے اقوال میں کاذب (جھوٹا) ہے اور میں مامون ہوں۔"
اور جبکہ آپ نے یہ سنا:

علی خلق لم تلف اما ولا ابا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"بے شک بجیر نے اپنی ماں اور باپ کو اس دین پر نہیں پایا کہ وہ دونوں اس سے پہلے ہلاک ہو گئے" ــــــ
پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"تم میں سے جو کوئی کعب بن زہیر کو دیکھے وہ کعب کو قتل کر ڈالے۔"
کعب کے بھائی بجیر نے کعب کو یہ اشعار لکھ بھیجے:

من مبلغ کعبا فهل لك فی التی   تلوم علیها باطلا وهی احزم

"کون شخص کعب کو یہ خبر پہنچانے والا ہے ــــــ کیا تجھ کو مطیع ہونے اور اس خصلت میں داخل ہونے کی آرزو ہے جس پر تو اپنے بھائی کو ملامت کرتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ آرزو زیادہ پرمسرت ہے یعنی زیادہ صواب والی ہے۔"

الی الله لا العزیٰ ولا اللات وحده   فتنجو اذا کان النجا و تسلم

"اے کعب! تو اللہ واحد کی طرف رجوع کر اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرا ــــــ نہ عزیٰ کی طرف رجوع کر نہ لات کی طرف ــــــ چنانچہ تو نجات پائے گا۔ جس وقت اہل نجات کو نجات اکبر ہوگی اور تو آتش دوزخ سے محفوظ رہے گا اور بڑی دہشت کے ڈر خوف سے بچے گا۔"

لدی یوم لاینجو ولیس بمفلت   من الناس الا طاهر القلب مسلم

"اور وہ نجات اس دن کے نزدیک ہے جس میں کوئی شخص نجات نہ پائے گا اور کوئی رہائی پانے والا نہیں ہے مگر وہ شخص جس کا دل پاک ہے' یعنی وہ شخص حق کا مطیع ہے اور شک اور شرک سے پاک ہے۔"

فدین زهیر و هولا شی دینه   ودین ابی سلمی علی محرم

"زہیر کا جو دین ہے' وہ کچھ نہیں ہے۔ ابی سلمیٰ کا دین مجھ پر حرام ہے۔ میں اس کا اتباع نہیں کر سکتا۔"
کعب کو جب زہیر کا یہ خط پہنچا اس پر زمین تنگ ہو گئی اور اسے اپنی جان پر خوف ہوا ــــــ اس کے قبیلہ کے لوگوں نے اسے اس کے دشمن سے خوف دلایا اور انہوں نے کہا کہ کعب مقتول ہے ــــــ
کعب نے کسی شے سے کوئی چارہ نہیں دیکھا کہ اسلام قبول کرلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں

Marfat.com

حاضر ہو جائے ــــ کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرتا ہے اور اپنا خوف اور غماز تمام لوگ اسے اس کے دشمن سے جو ڈراتے تھے' ان واقعات کو قصیدہ میں ذکر کرتا ہے ــــ پھر کعب اپنے ٹھکانے سے نکلا اور مدینہ منورہ آیا۔ ایک شخص جو بنی جہینہ سے تھا' کعب اور اس کے درمیان علیک سلیک تھی' اس کے پاس ٹھہرا ــــ وہ شخص کعب کو دوسرے دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا ــــ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے' اس شخص نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ کعب سے کہا ــــ ''یہ رسول اللہ ہیں'' ــــ اور آپ کی طرف اشارہ کیا اور کعب سے کہا کہ:

''اٹھ کر آپ کے پاس جا اور امان کی استدعا کر۔''

کعب کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے پاس آ کر بیٹھا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعب کو نہیں پہچانتے تھے۔ کعب نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! کعب بن زہیر آپ کے پاس تائب ہو کر آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے ــــ وہ آپ سے امان چاہتا ہے اگر میں اسے آپ کے پاس لے آؤں تو کیا آپ اس کا عذر قبول فرمائیں گے؟''

آپ نے فرمایا: ــــ ''بے شک!''

کعب نے اس وقت عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں کعب ابن زہیر ہوں۔''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے حضرت عاصم ابن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث لکھی ہے کہ ایک انصاری مسلمان کعب کی طرف تیزی سے بڑھا اور کہنے لگا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اور اس دشمن خدا کو چھوڑ دیجئے' میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری سے فرمایا:

''تم اسے چھوڑ دو' یہ ہمارے پاس ایسے حال میں آیا ہے کہ اپنے کیے سے تائب ہے اور یہ اسلام کی طرف مشتاق ہو کر آیا ہے۔'' ــــ یا یہ معنی ہے کہ ''وہ شرک کو ترک کر کے آیا ہے۔''

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کعب نے انصاری کے قبیلہ پر غضب اس وجہ سے کیا کہ انصار کے اس شخص نے کعب کے قتل کا ارادہ کیا اور مہاجرین میں سے کسی شخص نے کعب کے بارے میں کلام نہیں کیا مگر خیر کے ساتھ ــــ پھر کعب نے لامیہ قصیدہ کہا جس کا آغاز اس طرح سے ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم صتول — متیم الر ھا لم یفد مکبول

انبئت ان رسول اللہ او عدنی — والعفو عند رسول اللہ مامول

مھلا ھداك الذی اعطاك فاقلہ — القران فیہ مواعظ وتفصیل

لا تاخذنی با قوال الوشاۃ ولم — اذنب ولو کثرت فی الا قاویل

Marfat.com

ان الرسول لنور یستضاء بہ — مھند من سیوف اللہ مسلول
فی عصبۃ من قریش قال قایلھم — ببطن مکۃ لما اسلموا ازول
یمشون مشی الجمال الزھر یعصمھم — ضرب اذ عرد السود التنابیل

ابوبکر الانباری کی روایت میں ہے کہ جب کعب اس شعر پر پہنچا:

ان الرسول لنور یستضاء بہ — مھند من سیوف اللہ مسلول

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر جو چادر تھی' آپ نے کعب کی طرف پھینک دی ــــ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چادر مبارک کے معاملہ میں دس ہزار درہم خرچ کیے۔ کعب نے کہا:

''یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ میں یہ دے کر کسی کو اپنی جان پر فضیلت دینے والا ہوں۔''

کعب نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ چادر نہیں دی ــــ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال کیا تو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارثوں کو بیس ہزار درہم بھیجے اور وہ چادر مبارک لے لی ــــ ابوبکر الانباری نے کہا ہے کہ وہ چادر مبارک آج کے دن تک سلاطین کے پاس ہے ــــ محمد بن بلال علیہ الرحمہ نے وہ چادر مبارک ہشام بن عبدالملک کو اوڑھے ہوئے دیکھا ــــ شامی نے کہا ہے کہ آج کے دن اس چادر کا وجود نہیں ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاتار کی لڑائی میں کہیں کھوگئی۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب کعب نے یہ کہا:

اذا عرد السود التنابیل ــــ کامل شعر یہ ہے:

یمشون مشی الجمال الزھر یعصمھم — ضرب اذا عرد السود التنابیل

''قریش کے بہادروں کو سفید اونٹوں سے اس لیے تشبیہ دی ہے کہ دراز قد اور عظیم الخلقت اور گورے تھے ــــ عرد فعل ماضی تعرید سے ہے۔ اس کا معنی بھاگنا ہے ــــ سود' سوڈانی لوگ تنابیل' تنبال کی جمع ہے' قصیر کو کہتے ہیں ــــ یعنی مہاجرین قریش ان سفید اونٹوں کی طرح دشمن کے مقابلہ میں وقار سے چلتے ہیں جو سفید رنگ قوی اونٹ ہیں اور ان کو ان کے دشمنوں سے ان کی تلواریں بچاتی ہیں جس وقت چھوٹے قد والے سوڈانی اس معرکہ سے بھاگتے ہیں۔ انصار میں سوڈانیوں کا خلط ہوگیا تھا ــــ کعب نے انہیں اس لیے اس لفظ سے یاد کیا ہے کہ ایک انصاری جوان نے کعب کے قتل کا ارادہ کیا تھا ــــ سود التنابیل سے مراد انصار ہیں ــــ وجہ وہی ہے کہ انصاری جوان نے کعب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قتل کا ارادہ کیا تھا ــــ اور کعب نے مہاجرین کو مدح کے ساتھ خاص کیا ــــ اس وجہ سے انصار کعب پر غضب ناک ہوئے۔ اس کے بعد کہ کعب مسلمان ہوگیا پھر کعب نے انصار کی مدح کی اور وہ قصیدہ کہا جس میں کعب کہتا ہے:

من سرہ کرم الحیاۃ فلا یزل — فی مقنب من صالح الانصار

Marfat.com

''جس شخص کو کرم حیات پسندیدہ معلوم ہو' اسے چاہیے کہ وہ ہمیشہ ان سواروں میں رہے جو صالحین انصار سے ہیں ــــــ مقنب گھوڑوں اور سواروں کی اس جماعت کو کہتے ہیں جن کی تعداد ایک سو سے کم ہو ــــــ قاموس میں ہے کہ تیس سے چالیس گھوڑوں کو کہتے ہیں اور بعض نے تین سو کی جماعت کو کہا ہے۔

ورثو المکارم کابر اعن کابر ان الخیارھم بنو الاخیار

''وہ انصار ایسے صالح ہیں کہ باپ دادا سے مکارم اخلاق وراثت میں پائے ہیں ــــــ خیار ہی اخیار کی اولاد ہیں۔''

المکرھین السمھری بادرع کسو الف الھندی غیر قصار

''وہ کیسے ہیں کہ نیزوں کو اپنی زرہوں سے کراہت دلاتے ہیں یعنی انہیں پھیر دیتے ہیں' زرہوں پر نیزوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور وہ نیزے ایسے ہیں جیسے ہند کی تلواریں کامل اور دراز ہوتی ہیں اور ان میں کوتاہی نہیں ہوتی ہے۔''

ایک روایت میں مکرھین کی جگہ مکرمین آیا ہے جو اکرام سے ہے یعنی وہ انصار ایسی زرہیں پہنتے ہیں جن سے ان کے نیزوں کو اکرام ہوتا ہے یعنی ان کی زرہیں ان کے نیزوں کی عزت ہیں ــــــ سمھری نیزہ بنانے والے کا نام ہے' اس لیے اس کی طرف نیزہ کی نسبت کی گئی ہے ــــــ ادرع 'درع' کی جمع ہے یعنی زرہ سوالف یعنی تلوار اور نیزہ۔

والناظرین باعین محمرۃ کالجمر غیر کلیلۃ الابصار

''وہ انصار ایسے شجاع (بہادر) ہیں کہ غضب کی حالت میں جب دشمن کو دیکھتے ہیں' ان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں جیسے آتش پارہ ہوتا ہے اور ان کی بینائیوں میں کسی قسم سے نقصان نہیں ہے جیسے آنکھ آ جانے سے سرخ ہو جاتی ہیں اور بینائی میں نقصان آ جاتا ہے ــــــ انصار کی آنکھیں صحیح و سالم ہیں۔ دشمن پر غضب ناک ہونے کی حالت میں آتش پارہ کی طرح سرخ ہو جاتی ہیں۔ یہ کمال شجاعت کی صفت ہے۔

والبایعین نفوسھم لنبیتھم للموت یوم تعانق و کرار

''اور وہ انصار اپنی جانوں کو موت کے لیے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بیچ کرتے ہیں جبکہ جنگ میں دشمن سے اس طور سے مقابلہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے گلے میں اور یہ ان کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں ــــــ یعنی ایک دوسرے کو چمٹ کر لڑتا ہے اور حملہ کرتا ہے۔''

یتطھرون یرونہ نسکالھم بدماء من علقوا من الکفار

''وہ انصار کفار میں سے جس شخص کو چمٹ جاتے ہیں' اس کے خون سے اپنے جسموں کی طہارت کرتے ہیں اور وہ اسے عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔''

خلاصہ یہ ہے کہ دشمنوں کے خون سے وہ اپنے جسموں کی پاکی چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ جیسے پانی سے جسم کا میل پاک ہوتا ہے' انصار کے اعتقاد میں دشمنوں کا خون گناہوں کو جسموں سے پاک کرتا ہے ــــــ یرون بمعنی یعتقدون نسک بمعنی عبادت۔

Marfat.com

قوم اذ اخوت النحوم فانهم للطارقين النازلين مقار

''انصار ایسی قوم ہے کہ جس وقت پانی برسانے والے ستارے ساقط ہو جاتے ہیں اور پانی نہیں برستا اور قحط سالی ہو جاتی ہے تو یہ لوگ ان مسافروں کے لیے جو رات میں اترتے ہیں اور بھوکے ہوتے ہیں' مقاری ہیں۔۔۔۔ مقاری بڑا ظرف جس میں مہمانوں کے لیے کھانا رکھا جاتا ہے۔ کعب' کعب کا باپ زہیر' کعب کا بھائی عقبہ اور عقبہ کا بیٹا عوام مخول شعراء سے تھے۔

غزوۂ تبوک / غزوۂ عسرت / غزوۂ فاضحہ:

تبوک ایک معروف جگہ ہے جو مدینہ سے دمشق جانے میں آدھی راہ ہے۔۔۔۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شام کی طرف تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان چودہ منزلیں ہیں۔۔۔۔ جبکہ تبوک اور دمشق کے درمیان گیارہ منزلیں ہیں۔

یہ غزوہ' غزوۂ عسرت بھی ہے اور غزوۂ فاضحہ کے نام سے معروف بھی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ میں منافقین کو نصیحت فرمائی تھی۔۔۔۔ یعنی منافقین کے کذب پر دلالت کرنے والی آیتیں نازل ہوئی ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وقالو الاتنصر وانی الحر

یہ غزوہ پنج شنبہ کے دن ماہ رجب سن ۹ ہجری میں ہوا۔۔۔۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس غزوہ کو حجتہ الوداع کے بعد ذکر کیا ہے۔۔۔۔ شاید بھولنے والے لوگوں کی یہ بھول ہو کہ اس غزوہ کے وقت شدید گرمی تھی اور قحط بھی کثیر تھا۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ میں توریہ نہیں فرمایا جیسا کہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ غزوات میں توریہ فرماتے تھے۔۔۔۔ ۳۱۱ عبدالرزاق کی تفسیر میں معمر سے روایت ہے' معمر نے ابن عقیل سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام اونٹ بہت ہونے کے باوجود تھوڑے اونٹوں میں گئے۔۔۔۔ گرمی شدید تھی' یہاں تک کہ تشنگی کی نوبت پہنچی' صحابہ اونٹ کو ذبح کرتے اور اس کے اوجھ میں جو کچھ پانی ہوتا' اس کو پیتے تھے۔۔۔۔ پانی' اونٹوں اور نفقہ میں یہ عسرت تھی' اس لیے غزوہ کا نام غزوۂ عسرت رکھا گیا۔۔۔۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان انباط کے ذریعے خبر پہنچی ۳۱۲ کہ رومی لوگ شام میں ہرقل کے پاس جمع ہوئے ہیں۔۔۔۔ اس خبر کے سننے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آدمیوں کو خروج کے لیے تحریک دی اور جس جگہ کا آپ ارادہ رکھتے تھے وہ جگہ ان کو معلوم کرا دی تاکہ ساز و سامان سفر اور جنگ کی تیاری کر لیں۔

عرب کے نصاریٰ نے ہرقل کو یہ لکھا تھا کہ وہ شخص جس نے خروج کیا ہے اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ (نعوذ باللہ) ہلاک ہوگیا ہے اور اہل عرب کو قحط سالی پہنچی ہے جس سے ان کے اموال ہلاک ہوگئے۔۔۔۔ ہرقل نے یہ خبر سن کر اپنے سرداروں میں سے ایک شخص کو بھیجا اور اس کے ساتھ چالیس ہزار لوگ بھیجے۔۔۔۔ یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی۔۔۔۔ اس

---

۳۱۱ توریہ ایسے لفظ کا ذکر جو دو معنوں میں احتمال رکھتا ہو۔ ایک معنی قریب ہو اور ایک معنی بعید۔۔۔۔ قریب معنی کا توہم کیا جائے اور قائل بعید معنی کا ارادہ رکھتا ہو۔۔۔۔ متکلم اپنے کلام میں صادق ہوتا ہے مگر خاصۂ سامع کی فہم سے خلل واقع ہوتا ہے۔۔۔۔ توریہ کی اصل من دری الانسان ہے۔ گویا انسان نے بیان کو اپنی پشت کے پیچھے ڈال دیا ہے۔

۳۱۲ نبط لوگ نبیط بن ہانب بن امیم بن لاد بن سام بن نوح کے ساتھ منسوب ہیں جو شام سے مدینہ منورہ میں زیتون کا تیل لاتے تھے۔

Marfat.com

وقت آدمیوں کو اونٹ اور نفقہ نہ ہونے کے باعث اس سرزمین میں جانے کی قدرت نہ تھی' جنگ کرنے میں ضعف تھا___ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قافلہ ملک شام کی طرف بھیج دیا تھا' اس وقت عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ دوسو اونٹ مع کجاؤں اور پالانوں کے اور سونے کے دوسو اوقیہ موجود ہیں۔''

راوی حدیث عمران نے کہا ہے کہ میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے:

''اس کے بعد عثمان جو عمل کریں گے' وہ ان کو نقصان نہ دے گا۔''

یعنی ان سے کوئی ایسا کام ظہور میں نہ آئے گا جو انہیں نقصان دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے گا___

لشکر عسرت میں عثمان غنی کی سخاوت:

قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹوں اور ستر گھوڑوں پر لشکر عسرت میں آدمیوں کو سوار کیا___ عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار دینار اپنی آستین میں لائے۔ جس وقت لشکر عسرت تیار کیا ان دیناروں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بکھیر دیا۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹا پلٹا رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے **ماضر عثمان ماعمل بعدالیوم**___ حذیفہ علیہ الرحمہ کی حدیث ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو درہم حضور کی خدمت میں پیش کیے آپ انہیں الٹا پلٹا کر یہ دعا فرماتے تھے:

غفر اللہ لک یاعثمان ما اسررت وما اعلنت وماھو کاین الی یوم القیامۃ ما یبالی ماعمل بعدھا___

اس دعا کا خلاصہ یہ ہے جو کہ ایک عظیم بشارت کے طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گناہ کی مغفرت فرمائی ہے یعنی ان سے ان گناہوں کو چھپا دیا ہے___ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی دعا کی برکت سے ان گناہوں سے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نفقہ کرنے سے باز رکھا ہے___

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب روانگی کے لیے تیاری کی تو بعض منافقین نے بعض سے کہا کہ حرارت کی شدت میں جہاد کے لیے نہ نکلو۔ چنانچہ یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

لا تنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرالو کانوا یفقھون

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ اور عرب قبائل کے پاس آدمی بھیجے' آپ ان کا جمع ہونا چاہتے تھے___ بکا کے لوگ آپ کے پاس جہاد کی نیت سے آئے' آپ سے سواری طلب کرتے تھے___ وہ:

☆ سالم بن عمیر	☆ علبہ بن زید	☆ ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب المازنی
☆ عرباض بن ساریہ	☆ ہرم بن عبداللہ	☆ عمرو بن عنمہ
☆ عبداللہ بن مغفل	☆ عبداللہ بن عمرو المزنی	☆ عمرو بن الحمام
☆ معقل المزنی	☆ حرمی بن مازن	☆ نعمان

Marfat.com

☆ سوید ☆ معقل ☆ عقیل

☆ سنان ☆ عبدالرحمٰن ☆ ہند بن مقرن ۳۱۳؎

یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا ان لا یحدوا ما ینفقون

وہ لوگ ایسے حال میں پلٹ کے گئے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم سے آنسو بہہ رہے ہیں کہ وہ لوگ اپنے پاس وہ شے نہیں پاتے ہیں جسے جہاد میں خرچ کریں ـــــ یہ مغلطائی نے کہا ہے کہ یہ لوگ ان اور لوگوں سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے سواریاں طلب نہیں کیں ـــــ بخاری شریف میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ میرے اصحاب نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس لیے بھیجا کہ میں ان کے لیے آپ سے سواری طلب کروں۔ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے اصحاب نے مجھے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواریاں عطا فرمائیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''واللہ میں لوگوں کو کسی شے پر سوار نہ کروں گا۔''

مسلم شریف اور بخاری شریف میں ایک روایت میں یہ ہے کہ میرے پاس وہ شے نہیں ہے جس پر میں تم لوگوں کو سوار کروں ـــــ ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ میں اپنے اصحاب کی طرف جب پلٹا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سواریاں نہ دینے پر غمگین تھا اور خوف سے مجھے غم تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جان میں مجھ پر غضب کیا ہو ـــــ میں اپنے اصحاب کے پاس پہنچا تو انہیں اس بات کے بارے میں بتایا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہی تھی ـــــ مجھے آئے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ یکا یک میں نے سنا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار رہے ہیں:

''عبداللہ بن قیس کہاں ہیں؟''

میں نے انہیں جواب دیا کہ ''حاضر ہوں''

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں بلاتے ہیں' تم حاضر ہو جاؤ۔''

جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا:

''یہ دو اونٹ جو ایک رسی سے بندھے ہیں ـــــ اور یہ دو اونٹنیاں رسی سے ایک جانب بندھی ہیں ـــــ اور دو ملا کر چھ اونٹ لے لو۔''

وہ اونٹ آپ نے سعد سے اسی وقت خرید کیے تھے۔ آپ نے فرمایا:

---

۳۱۳ ہند بن مقرن کا صحابہ میں ذکر نہیں ہے۔ البتہ عبداللہ بن مقرن کا ذکر ہے۔ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل روت سے جنگ کی ہے، عبداللہ بن مقرن میسرہ پر تھے اور ان کے بھائی نعمان میمنہ پر۔

Marfat.com

''انہیں اپنے اصحاب کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان اونٹوں پر سوار کراتا ہے''۔۔۔۔ یا آپ نے یہ فرمایا کہ:

''اللہ کا رسول تمہیں ان اونٹوں پر سوار کرتا ہے' تم لوگ ان پر سوار ہو جاؤ۔''

حضرت علیہ بن زید کا شوقِ جہاد:

حضرت علیہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور رات میں انہوں نے نماز پڑھی اور رو رو کر یہ دعا مانگی:

اللهم انك قد امرت بالجهاد و رغبت فيه ثم لم تجعل عندى ما اتقوىٰ به مع رسولك ولم تجعل فى يد رسولك ما يحملنى عليه وانى اتصدق على كل مسلم بكل مظلمة اصابنى فيها مال او جدا و عرض

''اے اللہ! تو نے جہاد کے لیے حکم دیا ہے اور جہاد کا شوق دلایا ہے پھر تو نے مجھے وہ شے نہیں دی جس سے میں قوت پاؤں اور تیرے رسول کے ساتھ جہاد میں رہوں۔۔۔۔ اور تو نے اپنے رسول کے ہاتھ میں وہ شے نہیں دی کہ تیرا رسول ہم مجاہدین کو سوار کرائے (یعنی سواری کے لیے اونٹ وغیرہ جانور نہیں دیئے ہیں)۔۔۔۔ میرا یہ حال ہے کہ میں ہر ایک مسلمان پر ہر ایک مظلمہ میں اپنا مال یا اپنا جسم یا اپنی آبرو تصدق کرتا ہوں جبکہ کوئی مسلمان مظلمہ میں میرے پاس آ جاتا ہے۔''

علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح جب بیدار ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آج کی رات میں جو متصدق تھا' وہ کہاں ہے؟''

یہ سن کر کوئی شخص نہیں کھڑا ہوا۔۔۔۔ پھر آپ نے دوسری بار تیسری بار یہی ارشاد فرمایا:

''آج کی رات میں جو متصدق تھا وہ کہاں ہے؟ اسے چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔''

علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنے رات کے واقعہ کے بارے میں بتلایا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہیں بشارت ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم نے جو صدقہ دیا ہے' تمہارا وہ صدقہ زکوٰۃ متقبلہ میں لکھا گیا ہے۔''

جہاد سے گریزاں' عذر کرنے والے:

اعراب میں سے جو لوگ اپنی معذوری بیان کرنا چاہتے تھے اور حقیقت میں انہیں کوئی معذوری نہیں تھی بلکہ اپنے بچوں کا حیلہ کر کے عذر پیش کیا تھا۔ تاکہ آپ انہیں پیچھے رہ جانے کے لیے اجازت دے دیں۔۔۔۔ آپ نے ان کا عذر قبول نہیں فرمایا کہ عذر میں وہ جھوٹے تھے' البتہ پیچھے رہ جانے کے لیے اجازت دے دی۔۔۔۔ وہ عذر کرنے والے بنی غفار سے بیاسی حضرات تھے۔۔۔۔ اور منافقین سے دوسرے لوگ بغیر عذر خواہی کے بیٹھ رہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم پر جرات کی علت کو ظاہر کرنا چاہا' اللہ تعالیٰ کا وہ قول یہ ہے:

وقعد الذین کذبو اللہ و رسولہ

وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کی۔ وہ منافقین سے تھے جو ایسے وقت میں بیٹھ رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جہاد کا ارادہ فرما رہے تھے اور انہوں نے کسی قسم کی عذر خواہی نہیں کی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ کیا۔

غزوۂ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ پر خلافت:

حافظ زین الدین العراقی نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں شرح التقریب سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کے مواقع میں کبھی تخلف نہیں کیا مگر تبوک میں۔ تبوک میں تخلف کی یہ وجہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں مدینہ اور اپنے عیال پر خلیفہ کیا تھا اور اس دن ان سے فرمایا تھا:

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی

اس حدیث سے شیعہ لوگ خلافت علی کا استدلال کرتے ہیں مگر یہ خلافت آپ کے زمانہ حیات میں تھی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو زندگی میں اپنا خلیفہ کیا تھا۔ لانبی بعدی سے یہ ظاہر ہے کہ خلافت نبوت نہیں تھی۔۔۔۔ بعض نے کہا ہے کہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی اور ان کے ایک سال یا پانچ مہینہ بعد حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی۔۔۔۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت نبوت کی خلافت تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت:

- ☆ مدینہ کی حفاظت
- ☆ اہل بیت کی خبر گیری اور
- ☆ احکام دین قائم رکھنے

کی غرض سے تھی۔۔۔۔ مدینہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہونے کا واقعہ صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ساع بن عرفط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ مقرر کیا تھا۔۔۔۔ چند لوگ پیچھے رہ گئے ان کو آپ کی نبوت میں کسی قسم کا شک اور ارتیاب نہیں تھا۔ ان میں سے کعب بن مالک۔۔۔۔ مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔ ان لوگوں کے حق میں یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا ہے:

وعلی ثلاثۃ الذین خلفوا

ابوذر اور ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دو صحابی رہ گئے تھے۔۔۔۔ اس کے بعد یہ دونوں اصحاب آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم راستہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔۔۔۔ آپ نے جب ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو فرمایا:

"یہ اکیلے چلتے پھرتے رہیں گے اور قیامت میں اکیلے اٹھیں گے اور اکیلے مریں گے۔" [۳۱۴]

Marfat.com

شہرِ ثمود میں احتیاط کا حکم:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مقام حجر میں پہنچے جو ثمود کا شہر ہے' آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

''اس شہر کا کچھ پانی نہ پیو اور تم لوگوں میں سے کوئی شخص ہرگز باہر نہ جائے مگر اس کے ساتھ اس کا ایک دوست رہے۔''

تمام مجاہدین نے ایسا ہی کیا مگر بنی ساعدہ کے دو آدمیوں نے اس کے خلاف کیا:

☆ ایک شخص اپنی حاجت کے لیے نکلا

☆ دوسرا اپنا اونٹ ڈھونڈنے کے لیے گیا

جو آدمی رفع حاجت کے لیے گیا تھا' رفع حاجت کرنے کی جگہ اس کا گلا گھونٹ دیا گیا' وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا ــــ اور جو شخص اپنا اونٹ ڈھونڈنے کے لیے گیا تھا اسے ہوا نے اٹھا کر بنی طے کے دو پہاڑوں میں پھینک دیا ــــ ایک پہاڑ کا نام اجا اور دوسرے کا نام سلمیٰ ہے ــــ اس کی خبر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی۔ آپ نے سن کر فرمایا:

''میں نے تم لوگوں کو منع نہیں کیا تھا۔''

پھر آپ نے اس شخص کے لیے دعا فرمائی جو رفع حاجت کی جگہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ آپ کی دعا سے اس نے شفا پائی۔ دوسرا شخص جسے ہوا نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا' اسے بنی طے نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت بھیج دیا جس وقت کہ آپ مدینہ کو تشریف لائے۔

صحیح مسلم میں ابوحمید کی حدیث سے ہے کہ ہم لوگ جب تبوک میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آج کی رات پر شدید ہوا چلے گی۔ تم لوگوں میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو جس کسی کا اونٹ ہو وہ اسے مضبوط رسی سے باندھ دے۔''

رات میں تند ہوا چلی' ایک مرد کھڑا ہو گیا' ہوا نے اسے اٹھا لیا یہاں تک کہ بنی طے کے دو پہاڑوں میں پھینک دیا۔

زہری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام حجر میں گئے' آپ نے اپنا چہرہ مبارک پر لپیٹ لیا اور اپنی سواری کے اونٹ کو چلنے پر ابھارا پھر آپ نے فرمایا:

''ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا مگر اس خوف سے گریہ کی حالت میں جو عذاب اہل حجر پر نازل ہوا تھا' وہ تم پر نازل نہ ہو جائے۔''

یعنی ان کی تباہی اور عذاب الٰہی سے ان کے واقعات سے تم کو عبرت ہو۔ ایسے حال میں تم لوگ یہاں سے گزر جاؤ۔

---

۳۱۴ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا ــــ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ربذہ میں بھیج دیا۔ ان کی بیوی اور ایک غلام ان کے ساتھ تھا ــــ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا گیا۔ اس طرف سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزرا ہوا۔ دریافت فرمایا، یہ کس کا جنازہ ہے؟ ــــ معلوم ہوا کہ ابوذر غفاری کا جنازہ ہے ــــ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نماز جنازہ ادا کی اور انہیں دفن کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد عالی کی تصدیق کی:

''تنہا چلتے پھرتے رہیں گے اور تنہا مریں گے اور تنہا اٹھائے جائیں گے۔''

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی جب راستہ میں تھے کہ آپ کا اونٹ قصویٰ گم ہو گیا۔ زید بن صلت جو منافق تھا' کہنے لگا:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ زعم نہیں کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور تم لوگوں کو آسمان کی خبر سے آگاہ کرتے ہیں ــــــ اور وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ ان کا اونٹ کہاں ہے؟''

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کہتا ہے ــــــ اور جو کچھ اس نے کہا تھا آپ نے اس کا ذکر کر کے فرمایا:

''واللہ میں نہیں جانتا ہوں مگر وہ چیز جس کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کے لیے میری رہبری فرمائی ہے۔ وہ اونٹ ایک صحرا میں ایسی ایسی گھاٹی میں ہے اس اونٹ کو ایک شجرہ نے اس کی مہار اٹک جانے سے روک رکھا ہے۔ تم لوگ جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔''

صحابہ کرام گئے اور اونٹ کو آپ کے پاس لے آئے ــــــ اس حدیث کو بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

کم پانی والے چشمہ میں کثرت و برکت:

مسلم بن معاذ بن جبل کی حدیث سے یہ ہے کہ صحابہ کرام تبوک کے چشمہ پر اترے اس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا تھا۔ صحابہ کرام نے اس چشمہ سے چلوؤں میں تھوڑا تھوڑا پانی لیا یہاں تک کہ ایک مشکیزہ میں جمع ہو گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی سے اپنا ہاتھ منہ دھوئے' پھر اس پانی کو اسی چشمہ میں پلٹ دیا۔ چشمہ سے کثیر پانی جاری ہو گیا' لوگوں نے پانی پیا اور بھر لیا۔

مواضعات تبوک نے جزیہ دیا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک پہنچ گئے تو آپ کے پاس صاحب ایلہ آیا اور اس نے آپ سے صلح کر لی اور اس نے آپ کو جزیہ دیا ــــــ اہل جربا اور اذرح آپ کے پاس آئے۔ یہ دونوں شہر ملک شام میں ہیں' ان میں تین میل کا فاصلہ ہے۔ ان لوگوں نے آپ کو جزیہ دیا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

آپ کو یہ خبر ملی کہ ہرقل حمص میں ہے۔ اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی ــــــ

دومۃ الجندل کی فتح:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اکیدر بن عبدالملک نصرانی کی طرف بھیجا۔ اکیدر دومۃ الجندل میں عظیم بادشاہ تھا ــــــ حضرت خالد بن ولید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چار سو بیس سواروں میں گئے۔ یہ سریہ رجب میں گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم اکیدر کو رات میں گائے کا شکار کھیلتے ہوئے پاؤ گے۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیدر بادشاہ تک پہنچ گئے۔ اس وقت اکیدر اپنے قلعہ سے چاندنی رات میں ایک گائے کی طرف

Marfat.com

گیا تھا۔ وہ اور اس کا بھائی حسان اس گائے کو ہانک رہے تھے ـــــ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواروں نے اکیدر پر حملہ کیا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قید کر لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر ڈالا۔ ان دونوں کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھاگ گئے اور قلعہ میں داخل ہو گئے ـــــ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیدر کو قتل سے اس شرط پر امان دی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جائیں۔ اکیدر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومۃ الجندل فتح کرا دے ـــــ اکیدر نے ایسا ہی کیا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکیدر نے دو ہزار اونٹ' چار سو گھوڑے' چار سو زرہوں اور چار سو نیزوں پر صلح کر لی کہ وہ انہیں دے۔

ہرقل روم کو دعوت اسلام:

اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں ہرقل کو ایک خط لکھا۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی ـــــ ہرقل اسلام کی دعوت قبول کرنے کے قریب ہوا مگر ملک اور قوم کے خوف سے دعوت اسلام قبول نہیں کی ـــــ اس نے اپنی قوم کو اطلاع دی' وہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اس نے ان سے معذرت کی کہ میں تمہاری مذہبی آزمائش کرتا تھا پھر دحیہ کی معرفت ایک خط آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں لکھا کہ میں اپنے امر میں مغلوب ہوں اور ہدیہ بھیجا ـــــ آپ نے ہرقل کی نسبت فرمایا:

''اللہ کا دشمن جھوٹا ہے۔''

اور اس کے ہدیہ کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا ـــــ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

سند امام احمد میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا کہ میں مسلمان ہوں ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہرقل نے جھوٹ کہا ہے' وہ اپنی نصرانیت پر ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے دشمن ہرقل نے جھوٹ کہا کہ میں مسلمان ہوں' وہ مسلمان نہیں ہے۔''

تبوک سے واپسی:

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پلٹ گئے۔ آپ تبوک میں انیس راتیں رہے۔ تبوک میں جنگ نہیں ہوئی ـــــ تبوک میں آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے ـــــ راستہ میں آپ نے سترہ یا بیس مسجدیں بنائیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقامی ذی اوان الحین میں ٹھہرے ـــــ ذی اوان اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک ساعت کی مسافت ہے۔

مسجد ضرار:

ذی اوان پر آپ کے پاس آسمان سے مسجد ضرار کی خبر آئی۔ یہ مسجد اہل قبا کی مسجد کے مضر تھی۔ آپ نے مالک بن الاخشم اور معن بن عدی العجلانی کو بلایا۔ اور ان سے فرمایا:

''تم دونوں اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے بنانے والے ظالم ہیں۔ تم دونوں اسے ڈھا دو اور جلا دو۔''

Marfat.com

وہ دونوں گئے۔ انہوں نے اسے جلا دیا اور ڈھا دیا ـــــ یہ اس کے بعد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں فرمایا:

والذین اتخذوا مسجد اضرارًا و کفرا

''ان لوگوں نے یہ مسجد کفار کے پناہ پکڑنے کے لیے بنائی تھی۔''

ابن عباس' قتادہ اور مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے مسجد قبا کو نقصان پہنچانے کی نیت سے مسجد بنائی تھی' وہ بارہ آدمی تھے ـــــ واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے منافقین کے گروہ میں کہا:

''ہم ایک مسجد بناتے ہیں۔ ہم اس میں دوپہر کو قیلولہ کریں گے۔ ہم لوگ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے حاضر نہ ہوں گے۔''

مفسرین نے کہا ہے کہ یہ مسجد ان لوگوں نے اپنی اغراض فاسدہ سے اس وقت بنائی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے۔ ان لوگوں نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے ایک مسجد بنائی ہے کوئی بیمار ہوگا تو اس میں رہے گا یا جس رات پانی برستا ہوگا تو کوئی وہاں ٹھہرے گا۔ ہم لوگ اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ آپ اس مسجد میں نماز پڑھیں اور آپ ہمارے لیے دعائے برکت کریں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہم سفر میں ہیں جس وقت ہم سفر سے آئیں گے' انشاء اللہ اس مسجد میں نماز پڑھیں گے۔''

جب آپ غزوۂ تبوک سے پلٹے تو ان لوگوں نے مسجد میں آنے کے لیے آپ سے کہا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

مدینہ میں آمد:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ مدینہ سے باہر نکلے تا کہ آپ سے ملاقات کریں۔ عورتیں' لڑکے' لڑکیاں اور باندیاں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

''ہم لوگوں پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حسن و جمال میں چودھویں رات کا چاند ہیں ـــــ اور وہ چاند ثنیات وداع سے نکلا ہے ـــــ ثنیات پشتہ یا ٹیلے کا راستہ' پہاڑ یا پہاڑی کا راستہ ـــــ ثنیات وداع مدینہ منورہ کے قریب وہ ٹیلے ہیں جہاں مسافروں کو رخصت کرتے ہیں یا مسافروں کا استقبال کرتے ہیں۔

وحب الشکر علینا ما دعا للہ داع

''ہم لوگوں پر اس چاند کے انوار و برکات کا شکر واجب ہے۔ جب تک کوئی دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا۔''

جہاد سے محروم مریضوں کا حال:

بخاری شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے پلٹے اور مدینہ کے مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے یہ فرمایا:

Marfat.com

''مدینہ میں بہت سے لوگ ہیں کہ تم کسی راستہ میں نہیں گئے اور تم نے کسی صحرا کو عبور نہیں کیا ـــــ مگر وہ لوگ ارادہ اور نیت سے تمہارے ساتھ تھے۔ انہیں مرض نے روک رکھا تھا۔''

یہ حدیث اس حدیث کے معنی کی تائید کرتی ہے جو وارد ہوئی ہے:

نية المؤمن خير من عمله

مومن کی نیت اس کے عمل سے خیر ہے۔ ان لوگوں کی نیت ان کے اعمال سے ابلغ ہے۔ اس لیے کہ اس نیت نے ان لوگوں کو جو معذور تھے اور اس غزوہ میں نہیں گئے تھے' ان لوگوں کے مرتبہ کو پہنچا دیا جنہوں نے اپنے بدنوں سے عمل کیا تھا کہ کفار سے جہاد کیا تھا ـــــ

حال یہ تھا کہ وہ معذورین اپنے مکانوں میں اپنے بستروں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ اور بڑے درجوں کی طرف سبقت کرنا نیتوں اور ہمتوں سے ہے نہ کہ مجرد اعمال سے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ سے نزدیک ہوئے تو یہ فرمایا:

هذه طابة و هذا احد جبل يحبنا ونحبه

''یہ طابہ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے۔ ہم کو یہ ہر ایک دوست رکھتا ہے ـــــ اور ہم طابہ اور احد پہاڑ کو دوست رکھتے ہیں۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت:

جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کی مدح کروں یا خود اسے پڑھوں۔''

آپ نے ان سے فرمایا:

''پڑھو لا يفضض الله فاك''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

من قبلها طبت فى الظلال وفى مستودع حيث يخصف الورق

''زمین سے پہلے یا دنیا سے پہلے یا ولادت سے پہلے آپ طیب تھے۔ جنت کے سایوں میں آدم علیہ السلام کی پشت میں اور اس جگہ جنت میں طیب تھے جہاں آدم اور حوا رہتے تھے'' ـــــ

مستودع سے مراد صلب آدم علیہ السلام ہے یا رحم والدہ ماجدہ مراد ہے یہ درست نہیں ہے ـــــ اس لیے کہ بعد ہبوط آدم علیہ السلام آپ حضرت شیث علیہ السلام کے صلب میں آئے تھے ـــــ اس وقت طیب تھے کہ آدم اور حوا پتوں کو اپنے جسم پر چپٹاتے تھے۔ یعنی بہشتی لباس ان کے جسموں سے علیحدہ ہوگیا تھا اور گندم کا دانہ کھانے کی وجہ سے ان کی یہ حالت برہنگی کی ہوگئی تھی کہ آدم اور حوا علیہما السلام اپنے جسموں پر جنت کے درختوں کے پتے چپٹاتے تھے۔ آپ اس وقت طیب تھے اس پر دوسرا شعر دلیل ہے:

ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق

''پھر آپ شہروں میں یا زمین پر آدم علیہ السلام کی پشت میں اترے۔ اس وقت نہ آپ بشر تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ

Marfat.com

انسان کے خون کا جز۔ یا علق سے مراد علقہ ہے جیسے نطفہ کے حالات ہوتے ہیں کہ ایک حال سے دوسرے حال پر ہوتا جاتا ہے ـــــ کبھی علقہ اور کبھی مضغۃ آپ ان مراتب میں سے کسی مرتبہ میں نہیں تھے۔''

بل نطفة ترکب السفین وقد الجم لنسرا و اھله الغرق

''بلکہ اس وقت آپ نطفہ تھے کہ وہ نطفہ کشتی نوح علیہ السلام پر سوار تھا یعنی سام بن نوح علیہ السلام کی پشت میں تھا ـــــ وہ کشتی پر ایسے حال میں سوار تھے کہ نسر نامی بت اور اس کے اہل کفار' بت پرست کے وہاں تک پانی پہنچ گیا تھا ـــــ یا غرق ہونے نے نسر بت اور کفار بت پرست کو لگام دے دی تھی ـــــ یعنی ڈوبنے کے قبضہ میں ہوگئے تھے جیسے کہ گھوڑا لگام کے اختیار میں ہوتا ہے ـــــ نوح علیہ السلام کی قوم نے جن کو پوجا تھا' ان میں سے ایک کا نام نسر ہے۔

ابن جریر نے ذکر ہے کہ نسر' ود' یعوق اور یغوث' سواع بن شیث علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ جب سواع مر گیا تو اس کے دین کی وجہ سے اس کی صورت بنائی گئی اور اجابت دعا کے لیے وہ اس سے توسل چاہتے تھے ـــــ جب سواع کے فرزند مر گئے تو سواع کی مورت کی مثل ان سب کی مورتیں اس لیے بنائی گئیں تا کہ ان کے افعال حالحہ کو یاد کریں ـــــ وہ لوگ ہمیشہ اسی طور پر ان مورتوں سے تعلق رکھتے تھے ـــــ ان لوگوں کے بعد جو لوگ ہوئے انہوں نے کہا:

''ہمارے باپ دادا نے ان مورتوں کی تعظیم نہیں کی مگر اس لیے کہ یہ مورتی رزق دیتی ہیں اور نفع پہنچاتی ہیں اور نقصان دیتی ہیں۔''

اور ان لوگوں نے ان مورتوں کو اپنا معبود ٹھہرایا اور ان کی عبادت کی ـــــ بعض نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے پانچ شخصوں کے نام ہیں۔

تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق

''وہ نطفہ پشت سے رحم کی طرف منتقل ہوتا تھا جس وقت ایک عالم گزر جاتا اور دوسرا عالم ظاہر ہوتا تھا یا آپ کے ساتھ خطاب ہے کہ آپ اصل سے فروع کی طرف منتقل ہوتے تھے۔''

وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبه انت کیف یحترق

''آپ اس آگ میں داخل ہوئے جو خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے نمرود لعین نے جلائی تھی اور ان کی پشت میں آپ چھپے ہوئے تھے وہ کیونکر جل سکتے تھے کہ آپ ان کے محافظ تھے۔

حتی احتوی بیتك المھیمن من خندف علیاء تحتھا النطق

''مہیمن کا معنی ہر ایک نقصان سے محفوظ ـــــ خندف یعنی دوڑنا ـــــ خندف: الیاس بن مضر کی بیوی کا نام ہے جو شرف نسب میں مشہور تھیں ـــــ یہ لفظ ضرب المثل کے طور پر مقام نسب عالی میں استعمال کیا جاتا ہے ـــــ نطق 'جمع نطاق' کمر بند و منطقہ یعنی آپ کا وہ شرف جو آپ کے فضل پر شاہد ہے وہ اعلیٰ مکان خندف کے نسب سے ہے اور کل خاندان آپ کے گھرانے کے تحت ہیں ـــــ اور تمام گھرانوں سے آپ کا گھرانا مرتفع اور توسط میں ہے۔ نطق سے مراد اس شعر میں نواح اور اوساط جبال ہے' ان کو اس منطقہ سے تشبیہ دی ہے جیسے آدمی کمر سے اندھتا ہے' آدمی کے وسط جسم پر رہتا ہے۔

انت لما ولدت اشرقت الارض و ضاء ت بنورك الافق

Marfat.com

''آپ جس وقت پیدا ہوئے زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق نورانی ہوگیا یعنی تمام دنیا آپ کے نور سے منور ہوگئی۔''

فحن الی ذلک الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق

''ہم لوگ اب، اس ضیاء میں ہیں یعنی اس روشنی سے اس راہ کی ہدایت پاتے ہیں جس میں ابدی سعادت ہے اور نور و ہدایت کے راستہ میں چلتے ہیں۔

ہمراہ نہ جانے والوں کا عذر قبول فرمالیا:

وہ لوگ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ آپ کے پاس آئے اور آپ کے روبرو اپنے نہ جانے کے بارے میں حلف کیا۔ آپ نے ان کا عذر قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت چاہی ــــ

منافقین میں سے ننانوے سے، کم لوگ تھے' جو غزوۂ تبوک میں آپ کے ہمراہ نہیں گئے تھے ــــ بیاسی اور مسلمان تھے جو نہیں گئے تھے۔ آپ نے ان سے پھر بیعت لی اور ان کا عذر قبول فرمایا ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کعب اور ان کے ساتھیوں کے امر کو آخر میں رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ یوں قبول فرمائی:

لقد تاب اللہ علی النبی والمهاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعة العسرة بعد ما کاد تزیغ قلوب فریق منهم ثم تاب علیهم انه بهم رؤف و رحیم

اللہ تعالیٰ نے ان تین مردوں کی توبہ قبول فرمائی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے اور انہوں نے توبہ نہیں کی تھی یہاں تک کہ زمین اپنی ایسی وسعت سے جو ہے وہ ان پر تنگ ہوگئی تھی۔ وہ کوئی ایسی جگہ نہ پاتے تھے کہ اپنے دل کو بے چینی اور پچھتاوے سے تسلی دیں۔ ان کے دل گھٹن اور وحشت سے تنگ ہوگئے تھے کہ انہوں نے توبہ کرنے میں تاخیر کی تھی ــــ اور انہوں نے یہ یقین کرلیا تھا کہ اللہ کے عذاب سے کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ہے مگر اس کی طرف توبہ و استغفار سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان تینوں آدمیوں کو توبہ کرنے کی توفیق دی تاکہ وہ توبہ کریں اور ثابت قدم رہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحیم ہے ــــ وہ تین آدمی:

☆ کعب بن مالک ☆ ھلال بن امیہ ☆ مرارہ بن الربیع

تھے۔ ان کے علاوہ ابولبابہ بھی غزوۂ تبوک میں نہیں گئے، تھے جن کا قصہ غزوۂ خیبر کے ذیل میں گزشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے ــــ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے، ارشاد میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے بیان کیا تھا ــــ اور اپنی اس غلطی کا احساس ہوتے ہی انہوں نے ازخود تجویز کردہ سزا میں خود کو ستون سے بندھوا لیا تھا ــــ ابولبابہ نے سات دن تک اپنے آپ کو ستون سے بندھا رکھا ــــ ان کے علاوہ ہمراہ نہ جانے والے سات حضرات اور تھے جنہوں نے خود کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا تھا ــــ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت و آخرون اعترفوا بذنوبهم نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرما کر ان کے بندھن کھلوا دیئے۔

Marfat.com

ایک اور معاملہ:

راویوں نے کہا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے تشریف لائے تو عویمر العجلانی نے اپنی عورت کو حاملہ پایا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مرد اور عورت دونوں کے درمیان لعان کا حکم دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر حج مقرر ہوئے:

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے پلٹ کر آئے تو بقیہ رمضان المبارک' ماہ شوال اور ذیقعد میں ٹھہرے رہے ـــــ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاجیوں پر امیر مقرر کر کے بھیجا۔

تین سو صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مدینہ سے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے لیے بیس اونٹ ان کے ساتھ بھیجے تھے ـــــ بخاری اور مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حج میں جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا' آپ نے امیر بنا کر بھیجا ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ کو چند آدمیوں میں یہ منادی کرنے کے لیے یوم نحر میں بھیجا کہ:

''اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے ـــــ اور کوئی آدمی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔'' ۳۱۵

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سال میں آدمیوں کا عہد ایک طرف ڈال دیا ـــــ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم وجہہ الکریم کے ساتھ اونٹ پر سوار کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حکم کیا کہ سورۂ برأت کے ساتھ منادی کر دیں۔ انہوں نے اعلان کے ساتھ اہل منیٰ میں برأت کے ساتھ یہ منادی کر دی اور پکار کر کہہ دیا:

''اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ رہ کر بیت اللہ کا طواف کرے۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سال عہد آدمیوں کی طرف ڈال دیا اور آئندہ سال جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا' کسی مشرک نے حج نہیں کیا ـــــ جس سال میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین کا عہد ان کی طرف مطروح کیا' اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

یا ایھا الذین امنوا ان المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا

''اے ایمان والو! مشرکین اپنے خبث باطن کی وجہ سے پلید ہیں' اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام اور کل حرم میں داخل نہ ہوں۔''

اس آیت کریمہ نے مشرک کی نجاست پر دلالت کی ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مفہوم نے حدیث صحیح میں دلالت کی ہے۔ **المؤمن لا ینجس** یعنی مومن پلید نہیں ہوتا ہے لیکن مومن کے جسم پر نجاست ہوتی ہے۔ جمہور علماء کا اتفاق اس پر ہے کہ وہ بدن میں نجس نہیں ہے اور نہ ذات میں نجس ہے اور بعض علمائے ظاہر ان کے اجسام کی نجاست کی طرف گئے ہیں ـــــ ۳۱۶ علمائے ظاہری کا یہ قول ضعیف ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کی ذاتیں نجس ہوتیں جیسے کتا ہے یا خنزیر ہے کہ ذات کے اعتبار سے نجس ہے' مومنوں کو اسلام پاک و طاہر نہ کرتا۔ گویا شرک کے بعد جو مسلمان ہوئے یا ہوتے ہیں' ذات کی نجاست کی وجہ سے پاک نہ ہوتے ـــــ مسجد حرام میں مشرکوں کو داخل ہونے سے جو ممانعت کی گئی ہے' اس ممانعت میں

---

۳۱۵ دور جاہلیت میں رات کو برہنہ ہو کر طواف کرنا دنیوی علائق سے انقطاع خیال کرتے تھے۔ حقیقت میں یہ کمال بے ادبی تھی۔

۳۱۶ کہا ہے کہ پانی چھونے سے نجس ہو جاتا ہے اور ان سے مصافحہ سے آدمی نجس ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مسجد حرام کے علاوہ جو مسجدیں ہیں وہ بھی اس ممانعت میں برابر ہیں۔ مشرکین سے اجتناب کرنا اس وجہ سے مراد ہے کہ کفر کے سبب ان میں خبث ظاہر ہے اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی رکھنے سے ان میں خبث باطن ہے۔

نسائی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ کے عمرہ سے پلٹ کر مدینہ کی طرف تشریف لائے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کے لیے امیر بنا کے بھیجا۔ ہم لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آئے یہاں تک کہ جس وقت ہم لوگ مقام عرج میں تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساتھیوں کو صبح کی نماز کے لیے بلایا۔ جب آپ تکبیر کے لیے سیدھے کھڑے ہوئے تو اپنی پیٹھ کے پیچھے اونٹ کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ تکبیر سے رک گئے اور کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ جدعا کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حج کے بارے میں کوئی امر ظاہر ہوا ہے۔۔۔ شاید وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں' ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں۔''

یکا یک دیکھا کہ ناقہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سوار ہیں۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کیا آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا قاصد ہیں؟۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بھیجا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں امیر نہیں قاصد ہوں۔۔۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ برأت کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اسے آدمیوں کے روبرو مواقف حج میں پڑھوں گا۔''

راوی نے کہا کہ ہم لوگ مکہ معظمہ میں آئے جبکہ ترویہ [۳۱] سے ایک دن پہلے تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آدمیوں میں خطبہ پڑھا اور آدمیوں سے حج کے مناسک بیان کیے جب آپ مناسک حج کے بیان سے فارغ ہوگئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے آدمیوں کے روبرو سورۂ برأت پڑھی یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔۔۔

پھر ہم لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وہاں سے نکلے۔ یہاں تک کہ جس وقت عرفہ کا دن تھا' ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور آدمیوں کو خطبہ سنایا اور انہیں حج کے مناسک تعلیم کیے یہاں تک کہ جس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ سے فارغ ہوگئے پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور آدمیوں کے روبرو سورۃ براۃ پڑھی یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔۔۔ پھر یوم النحر تھا۔ ہم عرفات سے منیٰ جانے اور قربانی کرنے اور حج کے مناسک بیان کیے جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر آدمیوں کے روبرو سورۂ براۃ پڑھی۔۔۔ جبکہ یوم النفر الاول تھا۔۔۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور حاجیوں کو خطبہ سنایا اور ان سے یہ باتیں کیں کہ آدمی کیونکر جمع ہوں اور کس طرح رمی جمار کریں۔۔۔ آپ ان باتوں سے آدمیوں کو حج مناسک کی تعلیم کر رہے تھے اور ہر ایک کو سمجھا رہے تھے۔۔۔ جب

---

[۳۱] ترویہ، اونٹوں کو پانی پلانے کا دن۔۔۔ چونکہ کنوئیں وغیرہ نہیں تھے، اس لیے اس دن پانی پلاتے تھے۔

Marfat.com

آپ خطبہ اور مناسک حج کی تعلیم سے فارغ ہوگئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر آدمیوں کے روبرو سورۂ براۃ پڑھی ــــ اس بار آپ کو تین چار بار سورۂ براۃ پڑھنا پڑی اس لیے کہ تمام آدمی ایک جگہ جمع نہیں ہوئے تھے ــــ مختلف مقامات میں جو حاضر ہوئے ان کو سورۂ برأت سنائی۔

راس المنافقین ابی ابن سلول کی موت:

اس سال میں یہ واقعہ ہوا کہ عبداللہ بن ابی سلول مرگیا ــــ خس کم جہاں پاک ــــ اس کا بیٹا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس نے یہ سوال کیا:

''آپ اپنی قمیض مبارک اسے عطا فرمائیں تاکہ وہ اپنے باپ کو کفن دے سکے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی قمیض مبارک عنایت فرمادی ــــ پھر اس نے یہ سوال کیا کہ:

''آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کھڑے ہوگئے' انہوں نے آپ کا کپڑا لیا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس پر ایسے حال میں نماز پڑھتے ہیں کہ آپ کے رب نے اس پر نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔'' (کہ وہ منافق تھا)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ **استغفرلھم اولا تستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرۃ فلن یغفراللہ لھم** ــــ اور میں استغفار پر ستر بار اور زیادہ کروں گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''وہ منافق تھا۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی:

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم واباللہ و رسولہ وما توا وھم فاسقون

اس حدیث کو شیخین اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

ازواجِ مطہرات سے ایک ماہ الگ رہنے کا حلف:

سن ۹ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں قسم کھائی:

''میں اپنی بیویوں کے پاس ایک ماہ تک نہ جاؤں گا۔''

گھوڑے سے گرنے کے باعث آپ کے جسم مبارک کے دائیں طرف کی جلد چھل گئی تھی ــــ شانہ مبارک تھا یا پنڈلی مبارک چھل گئی تھی ــــ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں ایک بلند غرفہ میں بیٹھ گئے۔ آپ نے اسے کھجور کی شاخوں سے سایہ دار کیا تھا ــــ آپ کے پاس صحابہ کرام عیادت کرنے کے لیے آئے ــــ آپ نے بیٹھ کر انہیں نماز پڑھائی جبکہ صحابہ کرام نے قیام کی حالت میں نماز پڑھی۔ آپ نے جب سلام پھیرا تو صحابہ کرام سے فرمایا:

Marfat.com

''امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جس وقت امام کھڑا رہ کر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو ___ اور اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی بیٹھ کر نماز پڑھو ___ جب تک امام اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھائے تم بھی اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھاؤ''

آپ چاند کی انتیس تاریخ کو اس غرفہ سے اتر آئے۔ صحابہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے قسم کھائی تھی۔ آپ انتیس دن میں اتر آئے۔''

آپ نے فرمایا:

''مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔''

حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یمن روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ فرمایا۔ یمن میں دو مخلاف ہیں دونوں صحابہ کو مختلف مخلاف میں بھیجا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں صحابہ کرام سے فرمایا:

''سہولت کرنا اور احکام وحقوق کی ادائیگی میں دشواری اور سختی نہ کرنا ___ اور انہیں بشارت دینا ___ اور اس طرح سے نہ ڈرانا کہ وہ وحشت کریں اور بھاگیں۔''

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو کہ اہل کتاب ہیں۔ جب تم ان کے پاس آؤ تو ان کتابیوں کو اس امر کی دعوت دو کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں ___

☆ اگر وہ لوگ اس کلمہ کی شہادت سے تمہاری اطاعت کریں تو انہیں خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر ہر ایک دن اور ہر ایک رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں ___

☆ اگر ادائے نماز پر تمہاری اطاعت کریں تو ان کو یہ خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر صدقہ فرض کیا ہے۔ تم میں سے جو غنی ہیں' ان سے لیا جائے گا اور تم میں جو لوگ فقیر ہیں وہ صدقہ ان کو دیا جائے گا ___

☆ اگر وہ لوگ صدقہ دینے پر تمہاری اطاعت کریں تو ان کے نفیس اور قیمتی مال سے بچنا' ان کو نہ لینا ___

☆ مظلوم شخص کی بددعا سے ڈرنا' اس لیے کہ اس کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب نہیں ہے۔''

معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن میں بلند جگہ جو عدن کی طرف ہے' بھیجے گئے تھے۔ ان کا عمل مقام جند میں تھا ___ یہ یمن کے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور جند میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد مشہور ہے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرف بھیجے گئے تھے وہ یمن کی نشیبی سرزمین تھی ___ مخلاف اہل یمن کی لغت میں کورہ کو کہتے ہیں۔ کورہ بمعنی ناحیہ ___ اس کا اطلاق شہر' اقلیم اور روستا پر کیا جاتا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نجران روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حجۃ الوداع سے پہلے ماہ ربیع الاول

Marfat.com

سن ۱۰ ہجری میں بھیجا ـــــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی عبدالمدان کی طرف گئے۔ جو نجران میں ایک قبیلہ ہے' وہ لوگ مسلمان ہو گئے ـــــ نجران یمن کا ایک گاؤں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یمن روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماہ رمضان سن ۱۰ ہجری میں یمن کی طرف بھیجا۔ ان کے لیے ایک جھنڈا قائم کیا اور اپنے دست مبارک سے ان کو عمامہ باندھا ـــــ ابوداؤد' احمد اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے ایسی قوم کے پاس بھیج رہے ہیں کہ جس میں اکثر مجھ سے زیادہ عمر کے لوگ ہیں اور میں نوعمر ہوں ـــــ میں فصل خصومت نہیں جانتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور یہ دعا فرمائی:

اللھم ثبت لسانه واهد قلبه

''اے اللہ! نطق حق کے ساتھ علی کو ہمیشہ برقرار رکھ اور ان کے دل میں ہدایت پیدا کر۔''

اور آپ نے فرمایا:

''اے علی! جس وقت تمہارے پاس دو جھگڑا کرنے والے بیٹھیں' ان دونوں کے درمیان حکم نہ دینا جب تک کہ دوسرے کی گفتگو نہ سن لو۔''

حضرت علی تین سو سواروں میں گئے۔ انہوں نے اپنے صحابہ کرام کو اردگرد میں بھیج دیا۔ وہ اصحاب مال غنیمت' عورتیں' لڑکے' اونٹ اور بکریاں وغیرہ لوٹ کے آئے ـــــ پھر ان لوگوں کی ایک جماعت سے ملے' ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ انہوں نے انکار کر دیا اور تیراندازی کی ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت ان لوگوں پر حملہ کیا۔ ان میں سے بیس مردوں کو قتل کیا ـــــ وہ بکھر گئے اور بھاگ گئے ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طلب سے باز رہے پھر انہیں اسلام کی طرف بلایا ـــــ ان لوگوں نے جلدی کی اور آپ کی دعوت قبول کر لی ـــــ ان کے رئیسوں میں سے چند لوگوں نے اسلام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے لوٹ آئے ـــــ اور مکہ میں آکر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آخری حج (حجۃ الوداع):

اس حج کا نام حجۃ الاسلام اور حجۃ البلاغ ہے ـــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے کہ اس حج کو حجۃ الوداع کہا جائے ـــــ ابن سعد نے کہا ہے کہ جب سے آپ نے اعلان نبوت فرمایا' تب سے وفات تک' آپ نے اس حج کے سوا کوئی حج نہیں کیا ـــــ

حجۃ الوداع سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا تھا ـــــ آپ ہر سال قربانی

Marfat.com

کرتے تھے۔

☆ ایک مینڈھا اپنی اور اپنے اہل بیت کی طرف سے

☆ اور ایک مینڈھا اپنی امت کی طرف سے

اور جہاد کی جگہوں میں جب سے جنگ کے لیے اجازت دی گئی' آپ نے کفار سے جنگ کی اور لشکر روانہ کیے۔۔۔۔

ماہ ذیقعدسن ۱۰ ہجری میں آپ نے حج کو جانے کے لیے ارادہ فرمایا اور صحابہ کو جمع کیا۔۔۔۔ صحیح بخاری میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انیس غزوہ کیے اور ہجرت سے بعد ایک ہی حج کیا جو حجتہ الوداع ہے' اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا۔۔۔۔ ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ السبعی نے کہا ہے کہ آپ نے مکہ میں دوسرا حج کیا ہے۔ جب آپ مکہ میں مقیم تھے' یہ حج ہجرت سے پہلے ہے۔۔۔۔ یہ روایت بھی ہے کہ قیام مکہ کے دوران آپ نے دو حج کیے ہیں' یہ نبوت کے بعد ہوا ہے۔۔۔۔ نبوت سے پہلے کتنے حج کیے تھے' انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے رب العزت کے۔۔۔۔ صحیح روایتوں سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے بہت حج کیے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ۲۵ ذیقعدسن ۱۰ ہجری کو بروز شنبہ مدینہ سے نکلے۔۔۔۔ آپ کی روانگی ظہر اور عصر کے درمیان ہوئی۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھی' چار رکعتیں ظہر کی پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں ذوالحلیفہ میں پڑھیں۔

اس حج میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے۔

سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ بلقا کے ناحیہ مقام شراۃ اہل ابلی کی طرف گیا۔۔۔۔ ماہ صفر کی چھبیس تاریخ تھی اور دو شنبہ کا دن تھا اور ہجرت کا گیارہواں سال تھا۔۔۔۔ یہ سریہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری سریہ ہے۔ جسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ساز و سامان سے تیار کیا تھا۔۔۔۔ یہ سریہ اول امر ہے جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روم کے غزوہ کے لیے روانہ کیا جس جگہ اسامہ کے والد زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔

چار شنبہ کا دن تھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بخار آ گیا اور دردسر شروع ہوا۔ جب آپ پنج شنبہ کی صبح کو اٹھے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جھنڈا قائم کیا۔۔۔۔ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا جھنڈا لیے ہوئے نکلے۔ انہوں نے وہ جھنڈا بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا اور مقام جرف میں لشکر جمع کیا۔۔۔۔

معززین مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا مگر وہ تیزی سے نکلا جن میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔ قوم کے لوگوں نے گفتگو کی۔ عباس بن ابی ربیعتہ الحرومی نے سب سے پہلے یہ طعن کیا:

''یہ لڑکا مہاجرین پر عامل بنایا جاتا ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کرنے والوں کو منع کیا اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئے ـــــ آپ سن کر نہایت غضب ناک ہوئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر نکلے۔ اس وقت اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد صحابہ سے فرمایا:

''اے لوگو! میں نے اسامہ کو جو امیر بنایا ہے' تم بعض نے جو باتیں اس امیر بنانے کے بارے میں کی ہیں' وہ باتیں مجھ تک پہنچی ہیں۔ وہ کیا باتیں ہیں ـــــ اگر تم نے یہ طعنہ کیا ہے کہ میں نے اسامہ کو امیر بنایا ہے تو اسامہ کے امیر بنانے سے پہلے میں نے اسامہ کے باپ زید کو امیر بنایا تھا' تم لوگوں نے طعنہ کیا تھا۔

اللہ کی قسم! اسامہ کے باپ زید امارت کے لیے ضرور اہل تھا اور ان کا بیٹا ان کے بعد امارت کے لیے ضرور اہل ہے ـــــ زید میرے نزدیک احب الناس تھے' ان کے بعد اسامہ مجھے احب الناس ہے۔ اسامہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ وہ تمہارے اچھے لوگوں سے ہے۔''

یہ خطبہ پڑھ کر آپ منبر سے اترے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے ـــــ یہ شنبہ کا دن تھا اور ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں' ہجرت کا گیارہواں سال تھا۔

وہ مسلمان جو اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے' آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رخصت کرنے کے لیے آئے تھے اور لشکر میں جرف کی طرف جاتے تھے جبکہ یک شنبہ کا دن تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری شدید ہو گئی ـــــ اسامہ اپنے لشکر سے آ کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ بے ہوش تھے ـــــ وہ وہ دن تھا کہ صحابہ نے اس گمان سے کہ آپ کو ذات الجنب کی تکلیف ہے' عود ہندی زیتون کے تیل میں پگھلا کر آپ کے دہن مبارک میں بے ہوشی کی حالت میں ڈالا ـــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طرف جھکے اور آپ کو بوسہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت ایسی تھی کہ بات نہیں کرتے تھے۔ آپ اپنے دست مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے پھر ان کو اسامہ پر رکھ دیتے تھے ـــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''آپ کے دست مبارک اٹھانے سے میں نے یہ پہچانا کہ آپ میرے لیے دعا فرماتے ہیں۔''

پھر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر میں پلٹ کر چلے گئے پھر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوشنبہ کے دن حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے کل کے دن روانہ ہو جاؤ۔''

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور مجاہدوں کو کوچ کرنے کے لیے حکم دیا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پر ملال:

اس دوران کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہونے کا ارادہ کرتے تھے کہ یکایک ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا بھیجا ہوا آدمی ان کے پاس آیا' وہ کہنے لگا:

''رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وفات پا رہے ہیں۔''

Marfat.com

یہ سن کر اسامہ' عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ــــــ آپ کے پہنچنے تک آپ وفات پا رہے تھے ــــــ جس وقت آفتاب مائل بہ زوال ہوا' آپ نے اس وقت وفات پائی۔ ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر گئی تھیں۔ ۳۱۸

جب مسلمان مکہ سے مدینہ کی طرف پلٹ کر آئے تو اہل مدینہ کی روایت سے تاریخ لکھی۔ چنانچہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ جمعہ کو ہوئی ــــــ اور آخری ذی الحجہ یوم شنبہ' اول محرم یک شنبہ' آخر محرم دوشنبہ ــــــ اوّل صفر سہ شنبہ' آخر صفر چارشنبہ ــــــ اور اول ربیع پنج شنبہ ہو تو بارہویں تاریخ دوشنبہ کے دن ہوگی ــــــ

سلیمان التیمی علیہ الرحمہ نے قطعی طور پر کہا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرض کی ابتدا شنبہ کے دن ہوئی ــــــ صفر کی بائیں تاریخ تھی اور آپ نے دوشنبہ کے دن وفات پائی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب وفات پائی تو حضرت اسامہ کے لشکر کے مسلمان مقام جرف سے مدینہ منورہ کی طرف آئے ــــــ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسامہ کے اس پرچم کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قائم فرمایا تھا' مدینہ میں داخل ہوئے اور اس پرچم کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر گاڑ دیا ــــــ

لشکر اسامہ کی روانگی:

مسلمانوں نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ پرچم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر لے جاؤ تاکہ وہ سیدھے چلے جائیں۔

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پرچم مسلمانوں کے لشکر کی اول جگہ پر لے گئے ــــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ ربیع الآخر سن ۱۱ ہجری میں اہل ابناء کی طرف گئے۔ ان سے جنگ کی۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے ــــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ کا قاتل بھی اس جنگ میں کام آیا۔ مسلمانوں میں سے کوئی شہید نہیں ہوا ــــــ اہل ابناء کے مکانات اور درخت جلا دیئے گئے۔ کئی مشرکین غلام بنائے گئے۔

جب اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ لوٹ کر آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین اور اہل مدینہ کے ساتھ مسرت سے انہیں ملنے کو تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ زیادہ عالم ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام سریے' چھوٹے بڑے لشکر' آپ کے بھیجے ہوؤں کی تعداد ساٹھ ہے اور آپ کے مغازی ستائیس ہیں۔

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین تمت بالخیر جلد اوّل مواہب لدنیہ

۱۶ ربیع الثانی شریف ۱۴۲۲ھ بروز دوشنبہ صبح ساڑھے پانچ بجے بعد فجر ۹ جولائی ۲۰۰۱ء / ۲۵ ھاڑ ۲۰۵۸ب

o——o——o

۳۱۸ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الموت، مرض کی شدت وکیفیات اور مرض الموت کے دوران آپ کی وصیت، اپنی امت کے لیے دعائیں، ان سب کا تفصیلی حال احقر کی مرتبہ کتاب ''خطبات الناصحین'' مطبوعہ ۲۰۰۱ء شبیر برادرز لاہور میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

جہانگیری
احادیث کی دوسری مستند ترین کتاب خوبصورت کتابت عمدہ طباعت
مفصل تخریج آسان و عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ جو اپنی مثال آپ ہے
متن و ترجمہ
صحیح مسلم شریف
3 جلدیں مکمل
امام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری

جہانگیری
فیوضاتِ جہانگیری شرح صحیح بخاری
المعروف بہ
جمال السنہ
تاریخ میں اپنی نوعیت کی پہلی واحد منفرد شرح
تقریباً 12 جلدیں مکمل

جہانگیری
الموطا
امام مالک
احادیث نبویہ آثار صحابہ اقوال تابعین اور آراء امام مالک
تصنیف امام دار الهجرة
الإمام أبو عبد الله مالك بن أنس بن مالك المدني

جہانگیری
احادیث و آثار کا مستند اور قدیم مجموعہ
سنن دارمی
محدث امام دارمی
2 جلدیں مکمل

جہانگیری
ریاض الصالحین
2 جلدیں مکمل
للإمام الحافظ الفقيه أبي زكريا محيي الدين يحيى النووي المتوفى سنة ٦٧٦ هجرية رحمه الله تعالى

جہانگیری
انتخاب
تفسیر جلالین
مشکوٰۃ المصابیح

جہانگیری
اربعین
نووی

جہانگیری
2 جلدیں مکمل
انتخاب احادیث
صحیح بخاری و صحیح مسلم

جہانگیری
درس نظامی کے نصاب میں شامل فقہ حنفی کی مستند کتاب کا آسان اور عام فہم ترجمہ
شرح القدوری
2 جلدیں مکمل
امام ابوالحسن احمد محمد جعفر بغدادی

جہانگیری
معارفِ درود و سلام
ابن قیم الجوزیہ

جہانگیری
مسند
الإمام زيد
الإمام زيد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب

جہانگیری
مسند
الإمام الشافعي
2 جلدیں مکمل
ترتیب
الأمير أبي سعيد سنجر بن عبد الله الناصري الجاولي

جہانگیری
فیوضاتِ جہانگیری شرح سنن دارمی
المعروف بہ
تحفہ باقیہ

جہانگیری
نحو میر

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

سیرتِ محمدیہ

ترجمہ

مواہبِ لدنیہ

ترتیب و تدوین جدید: مکرم جناب محمد عبدالستار طاہر مسعودی زید مجدہٗ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۚ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

سیرتِ محمّدیہ

ترجمہ

مواہبِ لدنیہ دوم

تصنیف

شیخ المورخین حضرت امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترتیب و تدوین جدید

مکرم جناب محمد عبدالستار طاہر مسعودی زید مجدہٗ

تحریک

مولانا محمد منشا تابش قصوری

صدر ادارہ ریاض المصنفین لاہور

ناشر

شبیر برادرز ○ ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جملہ حقوق بحق شبیر برادرز محفوظ ہیں)

نام کتاب .... سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ (دوم)

تصنیف .... امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

جدید ترتیب و تدوین .... محمد عبدالستار طاہر مسعودی

زیر سرپرستی .... محمد منشا تابش قصوری

اشاعت اوّل .... اگست 2002ء

تعداد 1100

کمپوزنگ .... words maker Lhr.

مطبع .... اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر .... شبیر برادرز لاہور

قیمت مکمل سیٹ .... [redacted] روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

زبیدہ سینٹر 40 اُردو بازار لاہور (پاکستان)

Marfat.com

فہرست مضامین

(حصہ دوم)

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	ابتدائیہ	۱۸
	دوسرا مقصد.....پہلی فصل	۲۱
۱	اسم اور اس کی بحث	۲۱
۲	رسول پاک کا نام محمد کیوں رکھا گیا؟	۲۲
۳	حضور اکرم ﷺ کے اسمائے شریفہ	
۴	آپ کے اسماء شریفہ کی تعداد	۲۴
۵	حروف الالف	۲۶
	☆ الابر باللہ ☆ الابطحی ۲۶ اتقی الناس ☆ الاجود ۲۷ اجود الناس ۲۸ الاحد ۲۸ الاحسن ۲۸ احسن الناس ۲۸ احمد و محمد ۲۸ اسم محمد کی خصوصیات ۳۲ حضرت آدم علیہ السلام کا اپنے بیٹے سے خطاب ۳۳ حیرت انگیز مشاہدات ۳۴ نبی آخر کے گمان میں جو محمد نام رکھے گئے ۳۷ احید ۳۸ الآخذ بالحجزات ۳۹ آخذ الصدقات ۳۹ الآخر ۳۹ الاخشی للہ ۴۰ اذان خیر ۴۰ ارجح الناس عقلا ۴۰ الاعلی ۴۱ الاعلم باللہ ۴۱ ارحم الناس بالعباد ۴۰ الازہر ۴۰ الاصدق فی اللہ ۴۰ اطیب الناس ریحا ۴۰ الاعز ۴۰ اکثر الناس تبعا ۴۱ الاکرم ۴۱ اکرم الناس ☆ اکرم ولد آدم ۴۱ المص الم المر ۴۱ امام الخیر امام المتقین ۴۲ امام المرسلین امام النبیین ۴۲ الامام ۴۲ الآمر و نواہی ۴۲ الامن ۴۳ امنۃ اصحابہ ۴۳ الامین ۴۳ الامی ۴۴ انعم اللہ ۴۵ الاول ۴۶ اول شافع ۴۶ اول المسلمین ۴۶ اول مشفع ۴۶ اول المومنین ۴۶ اول من تنشق عنہ الارض ☆ الاتقی ، الاجل ۴۷ الاحشم ۴۷ الاجح ، لاودوم ۴۷ الارجح ۴۷ الارحم ۴۷ الازکیٰ ۴۷ الاسد ۴۷ الاشنب ۴۷ اصدق الناس لہجۃ ، الاطیب ، الاعظم ، الاغر ۴۸ الاکلیل ۴۸ الامجد ۴۸ امام العالمین ۴۸ امام العالمین ۴۸ امام الناس ۴۸ الامان ، الامۃ ۴۸ الم ، المر ، المعی ۴۸ الانور المتجرد ۴۹ الاواہ ۴۹ الاولیٰ ۴۹ اول المرسلین ، آیۃ اللہ ۴۹	
۶	حرف الباء	
	☆ البر ۴۹ البارقلیط ، فارقلیط ۵۰ الباطن ۵۰ البرہان ۵۰ البشر ۵۱ بشری عیسیٰ ۵۱ البشیر ۵۲ البصیر ۵۲ البلیغ ۵۲ البالغ البیان ۵۲ البینہ ۵۲ البارع ۵۳ الباہر ۵۳ الباہی ۵۳ البحر ۵۳ البدء ۵۳ البدیع ۵۴ البدر ۵۴ البرقیطس ۵۴ بموذ ماذ ۵۴ البہا ۵۴ البھی ۵۴	
۷	حرف التاء	
	☆ التالی ۵۴ التذکرہ ۵۵ التقی ۵۵ التنزیل ۵۵ التہامی ۵۵ التقلیط ۵۵	
۸	حرف ثا مثلثہ	
	☆ ثانی اثنین	۵۵
۹	حرف جیم	۵۶
	☆ الجبار ۵۶ الجد ☆ الجواد ☆ الجامع	۵۷
۱۰	حرف حا	۵۸
	☆ حاتم ☆ حزب اللہ ☆ الحاشر ۵۸ الحافظ ☆ الحاکم بما اراہ اللہ ☆ الحامد ۵۹ حامل لواء الحمد ☆ الحاید الامۃ عن النار ۶۰ الحبیب ۶۰ حبیب الرحمن ☆ حبیب اللہ ۶۰	

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	الحجازی ۶۱ الحجہ البالغہ ۶۱ حجۃ اللہ علی الخلائق ۶۱ حرز الامیین ۶۱ الحرمی ۶۲ حریص ۶۲ الحریص علی الایمان ۶۲ الحسیب ۶۲ الحفیظ ۶۲ الحق ۶۲ الحکیم ۶۳ الحلیم ۶۳ حلم ۶۳ حماد ۶۴ حمطایا' حمیاطا ۶۴ حمعسق ۶۴ حمٰ ۶۴ الحمد ۶۴ حاط حاط ۶۵ حنانا ۶۵ الحکم ۶۵ الحلاحل ۶۵ الحمید ۶۵ الحنان ۶۵ الحی ۶۶ الحق المبین ۶۶ حنیف ۶۶	
۱۱	حرف خای معجمہ	۶۷
	☆ الخبیر ۶۷ خاتم النبیین ۶۷ خاتم المرسلین ۶۷ الخاتم ۶۷ الخازن لمال اللہ ۶۷ الخاشع ۶۸ الخاضع ۶۸ الخالص ۶۸ خطیب الانبیاء ۶۸ خطیب الامم ۶۹ خطیب الوافدین علی اللہ ۶۹ الخلیل ۶۹ خلیل اللہ ۶۹ الخلیفہ ۶۹ خیر الانبیاء ۷۰ خیر البریہ ☆ خیر خلق اللہ وخیر العالمین طرا ۷۰ خیر الناس ۷۰ خیر ھذہ الامۃ ۷۰ خیرۃ اللہ ۷۱ الخافض ۷۱ خلیل الرحمٰن ۷۱ الخیر ۷۱	
۱۲	حرف دال	۷۱
	☆ دار الحکمۃ ۷۱ الداعی الی اللہ ۷۲ دعوۃ النبیین ۷۲ دلیل الخیرات ۷۲ دعوۃ التوحید ۷۲ الدلیل ۷۳	
۱۳	حرف ذال	۷۳
	☆ الذاکر ۷۳ الذکر ۷۳ ذکر اللہ ۷۳ ذوالحوض المورود ۷۴ ذوالخلق العظیم ۷۴ ذو الصراط المستقیم ۷۴ ذوی القوۃ ۷۴ ذومکانۃ ۷۴ ذو عزۃ ۷۴ ذو فضل ۷۴ ذوالمعجزات ۷۴ ذوالمقام المحمود ۷۴ ذوالوسیلۃ ۷۵ الذخر ۷۵ الذکار ۷۵ ذوالتاج ۷۵ ذوالجہاد' ذوالحلیم ۷۵ ذوالسیف ۷۵ ذوالسکینۃ ۷۶ ذوطیبہ ۷۶ ذوالعطایا ۷۶ ذوالفتوح ۷۶ ذوالمدینہ ۷۶ ذوالقضیب ۷۶ ذوالمسیم ۷۶ ذوالھراوۃ ۷۶	
۱۴	حرف الرا	۷۶
	الراضع ۷۶ الراضی ۷۷ الراغب ۷۷ الرافع ۷۷ راکب البراق ۷۸ راکب البعیر ۷۸ راکب الجمل ۷۸ راکب الناقۃ ۷۸ راکب الحبیب ۷۸ الرحمۃ ۷۹ رحمۃ الامۃ ۷۹ رحمۃ للعالمین ۷۹ رحمۃ مہداۃ ۷۹. الرؤف' الرحیم' الرسول ۷۹ رسول الراحۃ ۸۰ رسول الرحمۃ ۸۰ رسول اللہ ۸۰ رسول الملاحم ۸۰ الرشید ۸۰ الرفیع الذکر ۸۱ رفیع الدرجات ۸۱ الرقیب ۸۲ روح الحق' روح القدس ۸۲ رکن المتواضعین ۸۲ الراجی ۸۳ الرجل ۸۳ الرجیح ۸۳ الرحب الکف ۸۳ الرضی ۸۳ رضوان اللہ ۸۳ الرفیق ۸۳ الرعاب ۸۳ الروح ۸۳	
۱۵	حرف الزاء	۸۴
	☆ الزاہد ۸۴ زعیم الانبیاء ۸۴ الزکی ☆ الزمزمی ۸۵ زین من وافی القیامۃ ۸۵ الزاجر ۸۵ الزاہر ۸۵ الزاھی ۸۵ زلف ۸۵ الزین ۸۵	
۱۶	حرف السین	۸۶
	السابق ۸۶ السابق بالخیرات ۸۶ سابق العرب ۸۶ الساجد ۸۶ سبیل اللہ ۸۶ السراج المنیر ۸۶ الصراط المستقیم ۸۷ السعید ۸۸ سعید اللہ سعد الخلائق ۸۸ السیع ۸۸ السلام ۸۸ سالم ۸۸ السید ۸۹ سید ولد آدم ۸۹ سید المرسلین ۸۹ سید الناس ۸۹ سید الکونین ۹۰ سید الثقلین ۹۰ سیف اللہ المسلول ۹۰ السابط ۹۰ السخی ۹۰ السدید ۹۰ سر خلیطیس ۹۱ السمی ۹۱ السنا ۹۱ السند ۹۱ السیف الحرم ۹۱ سیف الاسلام ۹۱	
۱۷	حرف الشین	۹۱
	الشارع ۹۱ الشافع ۹۲ الشاکر ۹۲ الشاہد ۹۲ الشہید ۹۳ الشکور' الشاکر ۹۴ الشکار ۹۵ الشمس ۹۵ المشفع ۹۶ الشافی ۹۶ الشمتن ۹۶ الشدید ۹۶ الشدقم ۹۷ الشریف ۹۷ الشفاء ۹۷ الشہاب	
۱۸	حرف الصاد	۹۸
	☆ الصابر ۹۸ الصاحب ۹۸ صاحب الایات ۹۸ صاحب المعجزات ۹۸ صاحب البرہان ۹۸ صاحب البیان ۹۹	

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	صاحب التاج ۹۹ صاحب الجہاد ۹۹ صاحب الحجۃ ۹۹ صاحب الحطیم ۹۹ صاحب الحوض المورود ۹۹ صاحب الخاتم ۹۹ صاحب الخیر ۱۰۰ صاحب الدرجۃ العالیہ الرفیعہ ۱۰۰ صاحب الرداء ۱۰۰ صاحب الازوج الطاہرات ۱۰۰ صاحب السجود للرب المحمود ۱۰۰ صاحب السرایا ۱۰۰ صاحب السلطان ۱۰۰ صاحب السیف ۱۰۰ صاحب الشرع ۱۰۱ صاحب الشفاعۃ الکبریٰ ۱۰۱ صاحب العطایا ۱۰۱ صاحب العلامات الباہرات ۱۰۱ صاحب العلو والدرجات ۱۰۱ صاحب الفضیلۃ ۱۰۱ صاحب الفرج ۱۰۱ صاحب القضیب ۱۰۲ صاحب قول لا الہ الا اللہ ۱۰۲ صاحب الکوثر ۱۰۲ صاحب القدم ۱۰۲ صاحب اللواء ۱۰۲ صاحب المحشر ۱۰۲ صاحب المدینۃ ۱۰۲ صاحب المغفر ۱۰۳ صاحب المغنم ۱۰۳ صاحب المعراج ۱۰۳ صاحب المظہر المشہود ۱۰۳ صاحب المقام المحمود ۱۰۳ صاحب المیزر ۱۰۳ صاحب المنبر ۱۰۳ صاحب النعلین ۱۰۳ صاحب الہراوۃ ۱۰۴ صاحب الوسیلۃ ۱۰۴ الصادع بما امر اللہ ۱۰۴ الصادق ۱۰۵ الصبور ۱۰۵ اصدق ۱۰۵ صراط اللہ ۱۰۶ صراط الذین انعمت علیہم ۱۰۶ الصراط المستقیم ۱۰۶ الصفوح ۱۰۶ الصفوح عن الزلات ۱۰۸ الصفوۃ ۱۰۸ الصفی ۱۰۸ الصالح ۱۰۸ صاحب التوحید ۱۰۸ صاحب زم زم ۱۰۹ صاحب المدرعۃ ۱۰۹ صاحب المشعر ۱۰۹ صاعد المعراج ۱۰۹ الصبیح ۱۰۹ الصدوق ۱۰۹ الصدیق ۱۰۹ الصندید ۱۰۹ الصین ۱۰۹	
۱۹	حرف الضاد	۱۱۰
	☆ الضارب بالحام الملوم ۱۱۰ الضحاک ۱۱۰ الضحوک ۱۱۰ الضابطہ ۱۱۰ الضارع ۱۱۰ الضمین ۱۱۰ الضیغم ۱۱۰ الضیاء ۱۱۱	
۲۰	حرف الطاء	۱۱۱
	☆ طاب طاب ۱۱۱ الطاہر ۱۱۱ الطیب ۱۱۱ طم طس ۱۱۲ طٰہٰ ۱۱ الطیب ۱۱۳ الطراز المعلم ۱۱۳ الطہور ۱۱۳	
۲۱	حرف الظاء	۱۱۴
	☆ الظاہر ☆ الظفور	۱۱۴
۲۲	حرف العین	۱۱۴
	☆ العابد ۱۱۴ العادل ۱۱۵ العظیم ۱۱۵ المعانی ۱۱۶ العاقب ۱۱۶ العالم ۱۱۶ علم الایمان ۱۱۶ علم الیقین ۱۱۶ العالم بالحق ۱۱۷ العامل ۱۱۷ عبداللہ ۱۱۷ العبد ۱۲۰ العدل ۱۲۰ العربی ۱۲۰ العروۃ الوثقیٰ ۱۲۰ العزیز ۱۲۱ العفو ۱۲۱ العطوف ۱۲۱ العلیم ۱۲۲ العلی ۱۲۲ العلامۃ ۱۲۲ عین العز ۱۲۳ عبدالکریم ۱۲۳ عبدالجبار ۱۲۳ عبدالحمید ۱۲۳ عبدالمجید ۱۲۳ عبدالوہاب ۱۲۴ عبدالقہار ۱۲۴ عبدالرحیم ۱۲۴ عبدالخالق ۱۲۴ عبدالقادر ۱۲۴ عبدالمہیمن ۱۲۴ عبدالقدوس ۱۲۴ عبدالغیاث ۱۲۵ عبدالرزاق ۱۲۵ عبدالسلام ۱۲۵ عبدالمومن ۱۲۵ عبدالغفار ۱۲۵ العارف ۱۲۵ العاضد ۱۲۵ العائل ۱۲۶ العصمۃ ۱۲۶ عصمۃ اللہ ۱۲۶ العفیف ۱۲۶ العلم ۱۲۶ العماد ۱۲۶ العمدۃ ۱۲۶ العین ۱۲۷	
۲۳	حرف الغین	۱۲۷
	☆ الغالب ۱۲۷ الغفور ۱۲۷ الغنی ۱۲۸ الغنی باللہ ۱۲۸ الغوث ۱۲۹ الغیث الغیاث ۱۲۹ الغطمطم ۱۲۹	
۲۴	حرف الفاء	۱۲۹
	☆ الفاتح ۱۲۹ الفارقلیط ۱۳۰ الفارق ۱۳۰ الفتاح ۱۳۰ الفاروق ۱۳۰ الفجر ۱۳۱ الفرط ۱۳۱ الفصیح ۱۳۱ فضل اللہ ۱۳۱ فواتح الفور ۱۳۱ الفاضل ۱۳۲ الفائق ۱۳۲ الفخر ۱۳۲ الفدعم ۱۳۲ الفرد ۱۳۲ الفضل ۱۳۲ الفطن ۱۳۲ الفلاح ۱۳۲ الفہم ۱۳۳ فئۃ المسلمین ۱۳۳	
۲۵	حرف القاف	۱۳۳
	☆ القاسم ۱۳۳ القاضی ۱۳۳ القانت ۱۳۴ قائد	

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	الخیر۱۳۴ قائد الغر ۱۳۴ القائیل ۱۳۴ القائم ۱۳۴ القتال۱۳۴ القتول ۱۳۵ قثم ۱۳۵ القثوم ۱۳۵ قدم صدق۱۳۵ القرشی ۱۳۵ القریب ۱۳۵ القمر ۱۳۶ القیم ۱۳۶ القوی ۱۳۶ القاری ۱۳۷ القائد۱۳۷	
۲۶	حرف الکاف	۱۳۸
	☆ کافۃ الناس ۱۳۸ الکفیل ۱۳۸ الکامل فی جمیع امورہ۱۳۸ الکریم ۱۳۸ کھیعص ۱۳۸ الکاف ۱۳۹ الکافۃ۱۳۹ الکافی ۱۳۹ الکثیر الصمت ۱۳۹ کندیدہ۱۳۹ الکنز ۱۳۹ الکوکب۱۳۹	
۲۷	حرف اللام	۱۴۰
	☆ اللسان ۱۴۰ اللبیب ۱۴۰ اللسن ۱۴۰ اللیث۱۴۰	
۲۸	حرف المیم	۱۴۰
	☆ الماجد۱۴۰ ماذ ماذ ۱۴۱ الموئل ۱۴۱ الماحی ۱۴۱ المامون۱۴۲ المانح ۱۴۲ الماء المعین ۱۴۲ المبارک ۱۴۲ المبتہل ۱۴۳ المبرا ۱۴۴ المبشر ۱۴۴ مبین ۱۴۴ المبعوث بالحق ۱۴۴ المبعوث۱۴۴ المبلغ ۱۴۴ المبیح ۱۴۴ المبین ۱۴۴ المتین ۱۴۵ المتجمل ۱۴۵ المتبسم ۱۴۵ المتربص ۱۴۵ المترحم ۱۴۵ المتضرع۱۴۶ المتقی ۱۴۶ المتلو علیہ ۱۴۶ المتجہد ۱۴۶ المتوسط۱۴۶ المتوکل ۱۴۶ المثبت ۱۴۶ مجاب ۱۴۷ مجیب ۱۴۷ المجتبیٰ ۱۴۷ المجیر ۱۴۷ المحترض ۱۴۷ المحرم ۱۴۷ المحفوظ ۱۴۷ المحلل ۱۴۸ محمد ۱۴۸ المحمود۱۵۲ المحمد ۱۵۲ المختار۱۵۲ المخصوص بالشرف ۱۵۳ المخصوص بالعز ۱۵۳ المخصوص بالمجد ۱۵۳ المخلص ۱۵۳ المدثر ۱۵۳ المدنی ۱۵۴ مدینۃ العلم ۱۵۵ المذکر ۱۵۵ المذکور ۱۵۵ المرتضیٰ ۱۵۵ المرتل ۱۵۵ المرسل۱۵۶ المرتجی ۱۵۶ المرحوم ۱۵۶ المرتفع الدرجات ۱۵۶ المرء ۱۵۶ المزکی ۱۵۷ المزمل ۱۵۷ المسبح ۱۵۹ المستغفر ۱۵۹ المستغنی ۱۵۹ المستقیم ۱۶۰ المسری بہ ۱۶۰ المسعود ۱۶۰ المسلم ۱۶۰ المسلم ۱۶۰ المشاور ۱۶۰ المشفوع ۱۶۱ المشفع ۱۶۱	
	المشہود ۱۶۱ مشفح ۱۶۱ المشیر ۱۶۲ المصباح ۱۶۲ المصارع ۱۶۲ المصافح ۱۶۲ مصحح ۱۶۲ الحسنات ۱۶۲ المصطفیٰ ۱۶۲ المصلح ۱۶۳ المصلی علیہ ۱۶۳ المطاع ۱۶۳ المطہر ۱۶۳ المظہر ۱۶۳ المطلع ۱۶۴ المطیع ۱۶۴ المظفر ۱۶۴ المعزر ۱۶۴ المعصوم ۱۶۴ المعطی ۱۶۴ المعقب ۱۶۴ المعلم ۱۶۵ المعلن ۱۶۵ المعلی ۱۶۵ المفضال ۱۶۵ المفضل ۱۶۵ معلم امۃ ۱۶۵ المفتاح ۱۶۶ مفتاح الجنۃ ۱۶۶ المقتصد ۱۶۶ المقفی ۱۶۶ المقدس ۱۶۷ المقری ۱۶۷ المقسط ۱۶۷ المقسم ۱۶۸ المقصوص علیہ ۱۶۸ المقفی ۱۶۸ مقیل العثرات ۱۶۸ مقیم السنۃ بعد الفترۃ ۱۶۸ المکرم ۱۶۹ المکتفی باللہ ۱۶۹ المکفی ۱۶۹ المکین ۱۶۹ المکی الملاحی ۱۷۰ ملقی القرآن ۱۷۰ الممنوح ۱۷۰ المنادی ۱۷۰ المنتصر ۱۷۱ المنتظر ۱۷۱ المنجی ۱۷۱ المنذر ۱۷۱ المنزل علیہ ۱۷۱ المنحمنا ۱۷۱ المنصف ۱۷۲ المنصور ۱۷۲ المنیب ۱۷۲ المنیر ۱۷۲ المہاجر ۱۷۲ المہدی ۱۷۲ المہدی ۱۷۲ المہداۃ ۱۷۲ المہیمن ۱۷۳ الموتمن ۱۷۳ المولی جوامع الکلم ۱۷۳ الموقر ۱۷۳ الموحی الیہ ۱۷۴ الموصل ۱۷۴ المولی ۱۷۴ المومن ۱۷۴ الموید ۱۷۵ المیسر ۱۷۵ الموم ۱۷۶ المحلو ۱۷۶ المتمکن ۱۷۶ المتحم ۱۷۶ المتمم ۱۷۶ المثبت ۱۷۶ الجادل ۱۷۶ الجید ۱۷۶ المجہ ۱۷۶ المحکم ۱۷۶ الحید ۱۷۶ الخبت ۱۷۷ المخص ۱۷۷ المخص بالقرآن ' المخص بای لا تنقطع ۱۷۷ المختم ۱۷۷ المخضم ۱۷۷ مرحمت ۱۷۷ المرمزم ۱۷۷ المرشد ۱۷۷ مرحمہ ۱۷۸ المرغب ۱۷۸ مزیل الغمۃ ۱۷۸ المستجیب ۱۷۸ المستغیث ۱۷۸ الساد ۱۷۸ المسیح ۱۷۸ المشذب ۱۷۸ المشرد باعدہ ۱۷۸ المشیح ۱۷۹ المصدق ۱۷۹ المصون ۱۷۹ المضری ۱۷۹ المعطی ۱۷۹ المعروف ۱۷۹ المعصم ۱۷۹ المعین ۱۷۹ المغرم ۱۷۹ المغنم ۱۸۰ المغنی ۱۸۰ المعجم ۱۸۰ المفلح ۱۸۰ المقدم ۱۸۰ المقوم المکلم ۱۸۰ الملاذ ۱۸۱ الملقی ۱۸۱ الملجاء ۱۸۱ الملیک ۱۸۱	

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	الملک ۱۸۱ المسلی ۱۸۱ الممنوع ۱۸۱ المنتخب ۱۸۱ المنجد ۱۸۱ المنقذ ۱۸۱ منۃ اللہ ۱۸۲ المہاب ۱۸۲ المہذب ۱۸۲ المورد حوضہ ۱۸۲ موذ موذ ۱۸۲ میذ میذ ۱۸۲ الموعظۃ ۱۸۲ الموقن ۱۸۲ المیز ان ۱۸۳ المکمم ۱۸۳ مکی ۱۸۳ مدنی ۱۸۳	
۲۹	حرف النون	۱۸۴
	☆ النامذ ۱۸۴ الناجز الناس ۱۸۴ الناسخ ۱۸۴ الناشر ۱۸۴ الناصح ۱۸۵ الناصر ۱۸۵ الناطق باحق ۱۸۵ الناہی ۱۸۵ نبی الاحمر نبی الاسود ۱۸۵ نبی التوبۃ ۱۸۵ نبی الحرمین ۱۸۶ نبی الراحۃ ۱۸۶ نبی رحمۃ ۱۸۶ النبی الصالح ۱۸۶ نبی اللہ ۱۸۶ نبی المرحمۃ ۱۸۷ نبی الملحمۃ ۱۸۹ النبی النجم ۱۹۰ النجم الثاقب ۱۹۱ نجی اللہ ۱۹۱ النذیر ۱۹۱ النسیب ۱۹۱ نصیح ۱۹۱ ناصح ۱۹۱ النعمۃ ۱۹۱ نعمۃ اللہ ۱۹۲ النقیب ۱۹۲ النقی ۱۹۲ النور ۱۹۳ نور الامم ۱۹۳ نور اللہ الذی لا یطفاء ۱۹۳ الناسک ۱۹۴ الناصب ۱۹۴ الناظر من خلفہ ۱۹۴ نبی ۱۹۶ النجیب ۱۹۶ النجید ۱۹۶ الندب ۱۹۶ ن ۱۹۶ ناشر ۱۹۶	
۳۰	حرف الواؤ	۱۹۶
	الوجیہ ۱۹۶ الواسط ۱۹۶ الواسع ۱۹۷ الواصل ۱۹۷ الواضع ۱۹۷ الواعد ۱۹۷ الواعظ ۱۹۸ الورع ۱۹۸ الوسیلہ ۱۹۸ الوفی ۱۹۸ الوافی ۱۹۸ ولی الفضل ۱۹۸ الولی ۱۹۸ الواجد ۱۹۹ الوالی ۱۹۹ الوسیم ۱۹۹ الوصی ۱۹۹ الوہاب ۱۹۹	
۳۱	حرف الھاء	۲۰۰
	☆ الہادی ۲۰۰ ھدی ۲۰۰ ہدیۃ اللہ ۲۰۰ الہاشمی ۲۰۱ الحمود ۲۰۱ الھمام ۲۰۱ الھمۃ ۲۰۱ الھین ۲۰۱	
۳۲	حرف الیاء ۲۰۱	
	☆ الیثربی ۲۰۱ یٰسین ۲۰۱ الیتیم ۲۰۲ ابوالقاسم ۲۰۳ ابوابراہیم ۲۰۴ ابوارامل ۲۰۴ ابوالمومنین ۲۰۴	

دوسری فصل:

آپ کی اولاد کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۳	صاحبزادوں کے بارے اختلاف	۲۰۵
۳۴	اصح قول	۲۰۶
۳۵	حضرت قاسم علیہ السلام	۲۰۷
۳۶	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۰۷
۳۷	حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۰۸
۳۸	حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۰۹
۳۹	حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۱۲
	☆ حضرت اُمِ کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۱۶
	☆ حضرت زینب بنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۱۷
۴۰	حضرت عبداللہ ابن نبی کریم ﷺ	۲۱۹
۴۱	حضرت ابراہیم بن نبی اکرم ﷺ	۲۱۹
	☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت	۲۱۹
	☆ عقیقہ اور نام رکھائی	۲۱۹
	☆ دایہ کا انتظام	۲۲۰
	☆ حضرت ابراہیم کا وصال	۲۲۱
	☆ آپ کے وصال پر غم آفتاب	۲۲۲
	☆ گر ابراہیم زندہ رہتے تو کیا نبی ہوتے؟	۲۲۲

تیسری فصل:

نبی اکرم کی ازواجِ مطہرات و باندیاں

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۲	مومنوں کی مائیں	۲۲۵
۴۳	ازواجِ مطہرات کی تعداد اور ان کی ترتیب نکاح	۲۲۶
۴۴	ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۲۸
	☆ عہد جاہلیت میں آپ کی شادیاں	۲۲۸
	☆ رسول کریم سے شادی	۲۲۸
	☆ آپ کے لئے رب تعالیٰ کا سلام	۲۲۹
	☆ دعوتِ اسلام کے لئے آپ کی حوصلہ افزائی	۲۳۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	نبی اکرم کی حضرت آدم پر فضیلت	۲۳۰
☆	اہل جنت میں چار افضل ترین عورتیں	۲۳۰
☆	امہات المومنین میں حضرت خدیجہ کی فضیلت	۲۳۱
☆	حضرت خدیجہ پر حضرت فاطمہ کی فضیلت	۲۳۲
☆	حضرت عائشہ کی فضیلت	۲۳۳
☆	حضرت خدیجہ کا وصال	۲۳۳
۴۵	ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۳۴
☆	آپ کی پہلی شادی	۲۳۴
☆	رسول کریم سے نکاح	۲۳۴
☆	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ایثار	۲۳۴
☆	وفات	۲۳۵
۴۶	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۳۵
☆	بیاہ اور رخصتی	۲۳۵
☆	محبوبہ محبوب خدا ﷺ	۲۳۶
☆	آپ کی شادی اللہ تعالیٰ نے طے فرمائی	۲۳۶
☆	حضرت عائشہ فقیہ، عالمہ، فصیحا	۲۳۷
☆	حضرت عائشہ پر خاص عنایت	۲۳۷
☆	آپ کی وفات	۲۳۷
☆	حضرت عائشہ کی کنیت	۲۳۸
۴۷	ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۳۸
☆	بیوگی اور پھر رسول اللہ سے شادی	۲۳۸
☆	ایک طلاق کے بعد رجوع	۲۳۸
☆	دوسری بار طلاق کا ارادہ	۲۳۹
☆	آپ کے اعزاء کی بدر میں شرکت	۲۴۰
☆	حضرت حفصہ سے روایات	۲۴۰
☆	وصال	۲۴۰
۴۸	ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۴۱
☆	پہلے شوہر اور ان سے اولاد	۲۴۱
☆	مصیبت میں دعا	۲۴۱
☆	نکاح ثانی کے لئے پیام رسانی اور شادی	۲۴۱
☆	حضرت ام سلمہ کی وفات	۲۴۳
☆	آپ سے روایات	۲۴۳
۴۹	ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۴۳
☆	نام وکنیت	۲۴۳
☆	پہلا شوہر مرتد ہو گیا	۲۴۴
☆	آنحضرت کا پیام نکاح	۲۴۴
☆	خطبہ نکاح	۲۴۵
☆	دعوت طعام	۲۴۵
☆	وکیل نکاح میں علماء کا اختلاف	۲۴۵
☆	رحلت	۲۴۶
☆	حضرت ام حبیبہ سے روایات	۲۴۶
۵۰	ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۴۶
☆	پہلی شادی	۲۴۶
☆	حضرت زید بن حارث سے طلاق	۲۴۷
☆	حضرت زید رسول پاک کا پیام نکاح لے کر گئے	۲۴۷
☆	حضرت زینب کا فخر و امتیاز	۲۴۸
☆	دعوت ولیمہ	۲۴۸
☆	وفات	۲۴۹
☆	خصائص حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۴۹
۵۱	ام المساکین و ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۵۰
☆	آپ کی پہلی شادیاں	۲۵۰
☆	رسول کریم ﷺ سے شادی	۲۵۰
☆	وصال	۲۵۱
۵۲	ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۵۱
☆	بیوگی کے بعد رسول کریم سے نکاح	۲۵۱
☆	رسول اکرم کے وکیل نکاح	۲۵۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	حضرت میمونہ کی بہنیں	۲۵۲
☆	حالت احرام میں نکاح پر اختلاف	۲۵۳
☆	رسول اللہ سے نکاح سے پہلے	۲۵۵
☆	حضرت میمونہ کے لئے نزولِ آیت	۲۵۶
☆	آپ کا وصال	۲۵۶
۵۳	ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۵۷
☆	آپ کی پہلی شادی	۲۵۷
☆	غزوۂ مریسیع	۲۵۷
☆	رسولِ اکرم سے شادی	۲۵۷
☆	شادی پر بنی مصطلق سے حسن سلوک	۲۵۸
☆	حضرت جویریہ کا خواب	۲۵۸
☆	وصال	۲۵۹
۵۴	ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۵۹
☆	فتح خیبر سے غلام اور کنیزیں	۲۵۹
☆	حضرت صفیہ کا خواب	۲۵۹
☆	صفیہ بنت حیی رسول اللہ ہی کے لائق تھیں	۲۶۰
☆	عروس نبوی اور ان کا مہر	۲۶۱
☆	حضرت صفیہ کا ولیمہ	۲۶۱
☆	مدینہ منورہ کو روانگی	۲۶۱
☆	حضرت جابر سے روایت	۲۶۲
☆	حضرت صفیہ کی بزرگی	۲۶۳
☆	حضرت صفیہ سے روایات	۲۶۳
☆	آپ کا وصال	۲۶۴

نبی اکرم کی دیگر ازواجِ کرام

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۵	ام شریک غزیہ بنت جابر بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۲۶۴
۵۶	خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۵
۵۷	خولہ بنت الہذیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۶
۵۸	عمرہ بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۶
۵۹	ملیکہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۷
۶۰	اسماء بنت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۷
۶۱	فاطمہ بنت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۸
۶۲	عالیہ بنت ظبیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۸
۶۳	قتیلہ بنت قیس	۲۶۹
۶۴	سنی بنت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۹
۶۵	شرف بنت خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۷۰
۶۶	لیلیٰ بنت الحطیم	۲۷۰
۶۷	بنی غفار سے عورت	۲۷۰
۶۸	حاصل کلام	۲۷۰

جن عورتوں سے آپ نے بیاہ کرنا چاہا

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۹	جمرہ بنت الحارث	۲۷۲
۷۰	سودہ قرشیہ	۲۷۲
۷۱	صفیہ بنت لشامہ	۲۷۲
۷۲	چوتھی عورت	۲۷۲
۷۳	ام ہانی فاختہ	۲۷۲
۷۴	ضباعہ بنت عامر بن قرط	۲۷۳
۷۵	امامہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب	۲۷۳
۷۶	غرہ بنت ابوسفیان	۲۷۳
۷۷	جندعیہ بنت جندب بن ضمرہ	۲۷۴
۷۸	حاصل کلام	۲۷۴

نبی اکرم کی لونڈیاں

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۷۹	حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۷۴
۸۰	حضرت ریحانہ بنت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۷۵
۸۱	حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۷۵
۸۲	چوتھی باندی	۲۷۵

Marfat.com

نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر

چوتھی فصل

نبی اکرم کے چچا' پھوپھیاں' دادیاں' نانیاں اور دودھ شریک بھائی نبی اکرم ﷺ کے چچا

۸۳ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ۲۷۶

☆ حضرت حمزہ کا اسلام لانا ۲۷۷

☆ غزوۂ بدر میں شرکت ۲۷۷

☆ چند امتیازات ۲۷۷

☆ حضرت حمزہ کی شہادت ۲۷۷

☆ حضرت حمزہ کے قاتل کا انجام ۲۷۸

☆ حضرت حمزہ کی لاش نے حضور کا دل دکھا دیا ۲۷۸

☆ حضرت حمزہ کی نمازِ جنازہ ۲۷۹

۸۴ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ۲۸۰

☆ امِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا امتیاز ۲۸۰

☆ حضرت عباس کا حلیہ ۲۸۰

☆ چند خصائص ۲۸۰

☆ اسیر بدر ۲۸۰

☆ حضرت عباس کا ایمان لانا ۲۸۱

☆ حضرت عباس خاتم الہجرت ہیں ۲۸۱

☆ اسلام کے بعد حضرت عباس کی تعظیم و اکرام ۲۸۲

☆ حضرت عباس کا وصف ۲۸۲

☆ حضرت عباس اور ان کی اولاد چادر رحمت تلے ۲۸۳

☆ حضرت عباس کے اوصاف حمیدہ ۲۸۴

☆ حضرت عباس کی فراست ۲۸۴

☆ حاکم وقت کے سامنے احتیاط ۲۸۵

☆ حضرت عباس سے رسول اللہ کی محبت ۲۸۵

☆ حضرت عباس کے لئے بشارتیں ۲۸۶

☆ حضرت عباس کا وصال ۲۸۹

☆ حضرت عباس سے روایات ۲۸۹

رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیاں

۸۵ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۸۹

۸۶ عاتکہ بنت عبد المطلب ۲۹۰

۸۷ اروی بنت عبد المطلب ۲۹۰

۸۸ ام حکیم بیضا بنت عبد المطلب ۲۹۰

۸۹ برہ بنت عبد المطلب ۲۹۰

۹۰ امیمہ بنت عبد المطلب ۲۹۱

۹۱ رسول اللہ ﷺ کی دادیاں ۲۹۱

۹۲ رسول اللہ ﷺ کی نانیاں ۲۹۲

۹۳ حاصل کلام ۲۹۴

رسول اللہ ﷺ کی رضاعی مائیں اور آیائیں

۹۴ ثوبیہ ۲۹۴

۹۵ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۹۵

۹۶ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۹۵

۹۷ حضرت شیما بنت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۲۹۵

آپ کے دودھ شریک بھائی اور بہنیں

پانچویں فصل

رسول اللہ ﷺ کے خدام

۹۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۲۹۷

۹۹ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ ۲۹۷

۱۰۰ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ ۲۹۸

۱۰۱ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۲۹۸

۱۰۲ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ۲۹۸

۱۰۳ حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ ۲۹۹

۱۰۴ حضرت سعد سعید رضی اللہ عنہ ۳۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۰۵	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۳۰۰
۱۰۶	حضرت ابوحذیفہ مہاجر رضی اللہ عنہ	۳۰۰
۱۰۷	حضرت حنین رضی اللہ عنہ	۳۰۰
۱۰۸	حضرت نعیم بن ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ	۳۰۱
۱۰۹	حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہ	۳۰۱
۱۱۰	حضرت ابوالسمح رضی اللہ عنہ	۳۰۱

رسول اللہ ﷺ کی خادم عورتیں

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۱۱	حضرت امِ ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۰۱
۱۱۲	حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۰۱
۱۱۳	حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۰۲
۱۱۴	حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۰۲
۱۱۵	حضرت اُمِ عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۰۲
۱۱۶	مجرموں کی گردن مارنے والے صحابہ کرام	۳۰۲

آپ کے دیگر خادم

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۱۷	حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ عنہ	۳۰۲
۱۱۸	حضرل بلال حبشی رضی اللہ عنہ	۳۰۲
۱۱۹	حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی رضی اللہ عنہ	۳۰۳
۱۲۰	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ	۳۰۳
۱۲۱	حضرت رباح النوبی رضی اللہ عنہ	۳۰۳

رسول اللہ ﷺ کے محافظ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۲۲	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	۳۰۳
۱۲۳	حضرت محمد بن مسلمۃ الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۰۴
۱۲۴	حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۳۰۴
۱۲۵	حضرت بلال رضی اللہ عنہ	۳۰۴
۱۲۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۰۴
۱۲۷	حضرت ابن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	۳۰۴
۱۲۸	حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ	۳۰۴
۱۲۹	ترک حراست کا حکم	۳۰۵

رسول اللہ ﷺ کے غلام

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۳۰	حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ	۳۰۵
۱۳۱	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	۳۰۶
۱۳۲	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ	۳۰۶
۱۳۳	حضرت ابوکبشہ اوس رضی اللہ عنہ	۳۰۶
۱۳۴	حضرت شقران رضی اللہ عنہ	۳۰۶
۱۳۵	حضرت رباح الاسودنوبی	۳۰۷
۱۳۶	حضرت یسار الراعی رضی اللہ عنہ	۳۰۷
۱۳۷	حضرت زید توبی رضی اللہ عنہ	۳۰۷
۱۳۸	حضرت مدعم رضی اللہ عنہ	۳۰۷
۱۳۹	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ	۳۰۷
۱۴۰	حضرت رفاعہ بن زید الجذامی رضی اللہ عنہ	۳۰۷
۱۴۱	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ	۳۰۷
۱۴۲	حضرت مابور رضی اللہ عنہ	۳۰۸
۱۴۳	حضرت سندر و واقد رضی اللہ عنہ	۳۰۸
۱۴۴	حضرت انجشہ الحادی رضی اللہ عنہ	۳۰۸
۱۴۵	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۳۰۸
۱۴۶	حضرت شمعون بن زید رضی اللہ عنہ	۳۰۹
۱۴۷	حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ	۳۰۹

حضور اکرم ﷺ کی غلام خواتین

چھٹی فصل:

رسول اللہ کے خلفاء کرام' امراء' قاصد' کاتب اور مکتوبات شریف

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۴۸	خلیفہء اوّل امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۱۰
☆	شانِ صدیق بزبانِ علی رضی اللہ عنہ	۳۱۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	شانِ صدیق بزبان رسول کریم رضی اللہ عنہ	۳۱۱
☆	روایات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۱۱
☆	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کس لئے ؟	۳۱۲
☆	آپ کا دورِ خلافت	۳۱۳
☆	مرض الموت اور وفات	۳۱۴
☆	امراض میں حکمتِ الٰہی	۳۱۴
☆	حضور کے یومِ وفات سے مماثلت	۳۱۵
☆	ایمان والدین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۳۱۵
۱۴۹	خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۳۱۶
☆	آپ کا لقب	۳۱۶
☆	حضرت عمر کا ایمان لانا	۳۱۶
☆	شانِ عمر بزبانِ نبی اکرم ﷺ	۳۱۶
☆	اگر کوئی اور نبی ہوتا تو	۳۱۷
☆	عمرہ کے لئے خصوصی اجازت	۳۱۷
☆	آپ کا دورِ خلافت	۳۱۷
☆	قاتلانہ حملہ اور شہادت	۳۱۷
۱۵۰	خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۳۱۹
☆	سلسلہ نسب	۳۱۹
☆	ذی النورین لقب کیوں ؟	۳۱۹
☆	شانِ عثمان بزبان نبی ذیشان	۳۱۹
☆	آپ کا دورِ خلافت	۳۲۰
☆	شہادت' عوامل و اثرات	۳۲۰
۱۵۱	خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ	۳۲۲
☆	شان علی بزبان نبی ﷺ	۳۲۲
☆	زہد و اجتہاد علی رضی اللہ عنہ	۳۲۳
☆	فضائل و مناقب علی اور بنی امیہ	۳۲۴
☆	آپ کا دورِ خلافت	۳۲۴
☆	شہادت علی کا پس منظر	۳۲۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	شہادت علی رضی اللہ عنہ	۳۲۵
☆	قاتلِ علی کا انجام	۳۲۶
۱۵۲	حضرت معاویہ اور حضرت عمرو پر حملے	۳۲۷

رسول اکرم ﷺ کے قاصد و کاتب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۵۳	حضرت طلحہ بن عبداللہ التیمی رضی اللہ عنہ	۳۲۸
۱۵۴	حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ	۳۲۸
☆	اللہ کے لئے سب سے پہلے تلوار کھینچنے والے	۳۲۹
☆	حضرت زبیر کے غلام	۳۳۰
☆	انتقال	۳۳۰
۱۵۵	حضرت سعد بن العاص رضی اللہ عنہ	۳۳۱
۱۵۶	حضرت خالد دابا رضی اللہ عنہ	۳۳۱
۱۵۷	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۳۳۱
۱۵۸	حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ	۳۳۱
۱۵۹	حضرت عبداللہ بن الارقم رضی اللہ عنہ	۳۳۱
۱۶۰	حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ	۳۳۳
۱۶۱	حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ	۳۳۴
۱۶۲	حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ	۳۳۴
۱۶۳	حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ	۳۳۴
۱۶۴	حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ	۳۳۵
۱۶۵	حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ	۳۳۵
۱۶۶	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳۳۵
۱۶۷	حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ	۳۳۵
۱۶۸	حضرت عطاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ	۳۳۶
۱۶۹	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۳۳۶
۱۷۰	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	۳۳۶
۱۷۱	حضرت مغیرہ بن شعبہ الثقفی رضی اللہ عنہ	۳۳۶
۱۷۲	حضرت عبداللہ بن رواحۃ رضی اللہ عنہ	۳۳۶
۱۷۳	حضرت نضیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ	۳۳۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۷۴	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	۳۳۷
۱۷۵	حضرت حویطب بن عبدالعزی رضی اللہ عنہ	۳۳۷
۱۷۶	الحاصل	۳۳۷

مکتوبات شریف

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۷۷	صدقات وزکوٰۃ کے بارے میں گرامی نامہ	۳۳۷
☆	اونٹوں میں زکوٰۃ مفروضہ	۳۳۸
☆	چرنے والی بکریوں میں زکوٰۃ مفروضہ	۳۴۰
☆	درہموں یعنی چاندی کے سکہ روپیہ کی زکوٰۃ	۳۴۱
۱۷۸	نصابوں کے بارے میں نامہ مبارک	۳۴۲
☆	بکریوں کی زکوٰۃ	۳۴۳
☆	اہل یمن کے نام نامہ مبارک	۳۴۶

بادشاہوں کے نام مکتوبات شریف

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۷۹	قیصر ملک روم ہرقل کے نام مکتوب	۳۴۸
☆	اہل رم کے دستور کا احترام	۳۴۸
☆	خط لے جانے والے کے لئے جنت کی بشارت	۳۴۸
☆	نامہ مبارک کا متن	۳۴۹
☆	خط ملنے پر ردعمل	۳۵۰
☆	نامہ مبارک کا ادب واحترام	۳۵۱
☆	نسل درنسل برکات	۳۵۱
۱۸۰	کسریٰ پرویز ملک فارس کے نام نامہ مبارک	۳۵۲
☆	خط کی بے ادبی سے بدبختی پر مہر	۳۵۳
۱۸۱	والیٔ حبشہ اصحمہ نجاشی کے نام نامہ مبارک	۳۵۳
☆	آنحضرت کے نام نجاشی کا جوابی خط	۳۵۴
☆	اہل حبشہ کی اسلام میں رغبت	۳۵۴
☆	شاہ حبش کی نماز جنازہ	۳۵۵
۱۸۲	مقوقس شاہ مصر واسکندریہ کے نام مکتوب مبارک	۳۵۵
☆	آنحضرت کے نام مقوقس کا خط	۳۵۷
۱۸۳	والیٔ بحرین منذر ابن ساوی کے نام نامہ رسول	۳۵۷
☆	منذر ابن ساوی کا رسول اللہ کے نام خط	۳۵۸
۱۸۴	آنحضرت کا والیٔ بحرین کے نام دوسرا مکتوب	۳۵۸
۱۸۵	شاہ عمان کے نام مکتوب مبارک	۳۵۸
☆	شاہ عمان کی اسلام کے لئے تحقیق	۳۵۹
۱۸۶	والی یمامہ ہوذہ بن علی کے نام مکتوب مبارک	۳۶۲
☆	والی یمامہ کا جوابی خط	۳۶۳
۱۸۷	والی یمامہ کے نام آنحضرت کا دوسرا مکتوب مبارک	۳۶۳
۱۸۸	حاکم غوطہ حارث بن ابی شمر غسانی کے نام مکتوب مبارک	۳۶۳
☆	بنی تمیم کا قبول اسلام	۳۶۳
☆	حاضر وناظر وعالم الغیب نبی ﷺ	۳۶۴
☆	عطائے رسول کی تحریر وسند	۳۶۵
☆	ہجرت کے بعد تحریر وسند کی تجدید	۳۶۵
☆	حضرت ابوبکر صدیق کی توثیق	۳۶۶
۱۸۹	حاکم ایلہ یحنہ بن روبہ کے نام تحریر وسند	۳۶۶
۱۹۰	جرباو اذرح کے نام امان نامہ	۳۶۷
۱۹۱	حضرت ابوضمیرہ کے نام پروانہ آزادی	۳۶۷
۱۹۲	اکیدر اور اہل دومہ کے نام نامہ مبارک	۳۶۸
۱۹۳	غلام فروخت کرنے پر تحریر	۳۶۸

آنحضرت نے حاکم مقرر فرمائے

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۹۴	حضرت باذان بن ساسان رضی اللہ عنہ	۳۶۹
۱۹۵	حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ	۳۶۹
۱۹۶	حضرت زید ابن لبید انصاری رضی اللہ عنہ	۳۶۹
۱۹۷	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۳۶۹
۱۹۸	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۳۷۰
۱۹۹	حضرت ابوسفیان ابن حرب رضی اللہ عنہ	۳۷۰
۲۰۰	حضرت پرویز بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ	۳۷۰
۲۰۱	حضرت عتاب ابن اسید رضی اللہ عنہ	۳۷۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۰۲	حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۳۷۰
۲۰۳	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	۳۷۰
۲۰۴	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۷۰
	دیگر امراء برائے وصولی زکوٰۃ وصدقات	
۲۰۵	حضرت عینیہ ابن حصن فزاری رضی اللہ عنہ	۳۷۱
۲۰۶	حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ	۳۷۱
۲۰۷	حضرت عباد ابن بشیر رضی اللہ عنہ	۳۷۱
۲۰۸	حضرت رافع ابن مکیث رضی اللہ عنہ	۳۷۱
۲۰۹	حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ	۳۷۱
۲۱۰	حضرت ضحاک ابن سفیان رضی اللہ عنہ	۳۷۱
۲۱۱	حضرت بشر ابن سفیان کعبی رضی اللہ عنہ	۳۷۱
۲۱۲	حضرت عبداللہ ابن اللبیتہ رضی اللہ عنہ	۳۷۱
	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد	
۲۱۳	حضرت عمرو بن امیر ضمری رضی اللہ عنہ	۳۷۲
۲۱۴	حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ	۳۷۲
۲۱۵	حضرت عبداللہ السہمی رضی اللہ عنہ	۳۷۳
۲۱۶	حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ	۳۷۳
۲۱۷	حضرت شجاع بن وہب الاسدی	۳۷۳
۲۱۸	حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ	۳۷۳
	ساتویں فصل	
	رسول پاک کے مؤذن' خطباء' شعراء	
	رسول پاک کے مؤذنین	
۲۱۹	حضرت بلال ابن رباح رضی اللہ عنہ	۳۷۴
۲۲۰	حضرت عمرو ابن مکتوم قریشی اعمیٰ رضی اللہ عنہ	۳۷۴
۲۲۱	حضرت سعد ابن عابد رضی اللہ عنہ	۳۷۴
۲۲۲	حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ	۳۷۵
۲۲۳	ان مؤذنین کی تقلید	۳۷۵
	آنحضرت کے شعراء	
۲۲۴	حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ	۳۷۵
۲۲۵	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳۷۶
☆	شاعر بنوتمیم کا تعاقب	۳۷۶
۲۲۶	حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ	۳۷۷
۲۲۷	حضرت مالک بن النمط رضی اللہ عنہ	۳۷۷
۲۲۸	حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ	۳۷۷
۲۲۹	حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	۳۷۷
۲۳۰	حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ	۳۷۸
۲۳۱	حضرت انجشہ السعید الاسود رضی اللہ عنہ	۳۷۸
۲۳۲	حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ	۳۷۸
	آٹھویں فصل	
	رسول اللہ کے آلاتِ حرب	
۲۳۳	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں	۳۷۹
۲۳۴	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہیں	۳۸۱
☆	زرہوں کا استعمال	۳۸۱
۲۳۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمانیں	۳۸۱
☆	بنی قینقاع سے ملنے والی کمانیں	۳۸۱
۲۳۶	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منطقہ	۳۸۲
۲۳۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھالیں	۳۸۲
۲۳۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزے	۳۸۳
۲۳۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود	۳۸۳
۲۴۰	دیگر اشیائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۳۸۳
☆	آپ کا ڈیرہ	۳۸۴
☆	آپ کا مجن	۳۸۴
☆	آپ کا مغفر	۳۸۴

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	آپ کی لکڑی	۳۸۴
☆	آپ کے قدح	۳۸۴
☆	آپ کے طشت	۳۸۴
☆	آپ کی تھیلی	۳۸۵
☆	آپ کا کمبلا	۳۸۵
☆	آپ کے پیمانے	۳۸۵
☆	آپ کا قطیفہ	۳۸۵
☆	آپ کا تخت	۳۸۵
☆	آپ کا بستر	۳۸۵
☆	آپ کی انگوٹھیاں	۳۸۶
☆	آپ کے موزے	۳۸۶
☆	آپ کے جبے	۳۸۶
☆	آپ کے عمامہ شریف	۳۸۶
☆	آپ کی چادر مبارک	۳۸۶

نویں فصل

رسول اللہ ﷺ کے پالتو چوپائے

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۴۱	رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے	۳۸۷
۲۴۲	رسول ﷺ کے خچر	۳۹۱
۲۴۳	آنحضرت ﷺ کے گدھے	۳۹۲
۲۴۴	رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں	۳۹۳
۲۴۵	رسول اللہ ﷺ کی بکریاں	۳۹۵
۲۴۶	رسول اکرم ﷺ کی گائے	۳۹۵
۲۴۷	آنحضرت ﷺ کا مرغ	۳۹۵

دسویں فصل

بارگاہ نبوی میں آنے والے وفد

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۴۸	وفد کیا ہے؟	۳۹۶
۲۴۹	وفود کا آغاز	۳۹۶
۲۵۰	بنی ہوازن سے وفد	۳۹۷
۲۵۱	بنی ثقیف کا وفد	۴۰۲
☆	بنی ثقیف کے نام نامہء مبارک	۴۰۴
☆	وج میں شکار کی ممانعت کس لئے؟	۴۰۴
۲۵۲	بنی عامر سے وفد	۴۰۵
۲۵۳	قبیلہ عبدالقیس کا وفد	۴۰۷
۲۵۴	بنی حنیفہ سے وفد	۴۱۱
☆	مسیلمہ کی خرافات	۴۱۲
☆	آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس لعنتی کا موازنہ	۴۱۳
☆	رسول پاک کے نام مسیلمہ کذاب کا خط	۴۱۵
☆	مسیلمہ کذاب کے نام نامہء مبارک	۴۱۵
☆	رسول پاک سے مسیلمہ کذاب کی ملاقات	۴۱۶
☆	جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں خواب	۴۱۶
☆	عنسی اسود کذاب	۴۱۷
☆	مسیلمہ کذاب کا انجام	۴۱۷
۲۵۵	بنی طی سے وفد	۴۱۷
۲۵۶	بنی کندہ سے وفد	۴۱۸
۲۵۷	اہل یمن سے وفد	۴۱۸
۲۵۸	ازد سے وفد	۴۲۰
۲۵۹	بنی الحارث ابن کعب سے وفد	۴۲۲
۲۶۰	بنی ہمدان سے وفد	۴۲۳
۲۶۱	مزینہ سے وفد	۴۲۴
۲۶۲	بنی دوس سے وفد	۴۲۵
۲۶۳	نجران کے نصاریٰ سے وفد	۴۲۸
۲۶۴	رومی عامل فردہ بن عمرو الجذامی سے وفد	۴۳۰
۲۶۵	بنی سعد بن بکر سے وفد	۴۳۱
۲۶۶	بنی محارب سے وفد	۴۳۳
۲۶۷	بنی کندہ کے بطن، سکون سے وفد	۴۳۵

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۶۸	بنی سعد ہذیم سے وفد	۴۳۶
۲۶۹	بنی فزارہ سے وفد	۴۳۸
۲۷۰	بنی اسد سے وفد	۴۳۹
۲۷۱	قبیلہ بہرا، بنی قضاعہ سے وفد	۴۳۹
۲۷۲	بنی عذرہ سے وفد	۴۴۰
۲۷۳	بلی سے وفد	۴۴۱
۲۷۴	بنی زمرہ سے وفد	۴۴۱
۲۷۵	قبیلہ خولان سے وفد	۴۴۲
۲۷۶	بنی محارب سے وفد	۴۴۳
۲۷۷	بنی صدا سے وفد	۴۴۴
۲۷۸	بنی غسان سے وفد	۴۴۴
۲۷۹	بنی سلامان سے وفد	۴۴۴
۲۸۰	بنی عبس سے وفد	۴۴۴
۲۸۱	بنی غامد سے وفد	۴۴۵
۲۸۲	بنی ازد سے وفد	۴۴۶
۲۸۳	بنی منتفق سے وفد	۴۴۸
۲۸۴	بنی نخع سے وفد	۴۴۹

تیسرا مقصد

شمائل النبویہ ﷺ

پہلی فصل

رسول پاک کا کمال خلقت اور جمال صورت مبارک

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۸۵	رسول اللہ ﷺ کا سر اقدس	۴۵۵
۲۸۶	رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور	۴۵۵
☆	رخ مصطفی ہے وہ آئینہ	۴۶۲
☆	رخ انور کو چاند سے تشبیہ کیوں؟	۴۶۲
۲۸۷	رسول اللہ ﷺ کی نظر انور	۴۶۶
☆	تاریکی میں دیکھنے کا عالم	۴۶۷
☆	پیٹھ پیچھے سے دیکھنا	۴۶۷
۲۸۸	بروایت علی رضی اللہ عنہ حضور کا حلیہ مبارک	۴۷۱
۲۸۹	رسول اللہ ﷺ کی سماعت شریف	۴۷۳
۲۹۰	رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک	۴۷۴
۲۹۱	آنحضرت ﷺ کا دہن یعنی منہ مبارک	۴۷۷
۲۹۲	رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن مبارک	۴۷۹
۲۹۳	نبی امی ﷺ کی فصاحت و بلاغت	۴۸۱
☆	فصاحت کی مقررہ و مجوزہ حد	۴۸۵
☆	رسول اللہ کی کمال فصاحت	۴۸۶
☆	فصیح و بلیغ ارشاداتِ عالیہ	۴۸۸
☆	اسلام کے جملہ امور آپ کی بلاغت کا شاہکار	۵۱۸
☆	اہل مدینہ کو دعائیں	۵۱۸
☆	قبیلہ بنی نہد کے لئے خصوصی دعا	۵۱۹
☆	بنی نہد کے نام نامہ مبارک	۵۱۹
☆	بنی نہد کے لئے دعا کا ترجمہ	۵۲۱
☆	بنی نہد کے نام نامہ مبارک کا ترجمہ	۵۲۲
☆	آپ ﷺ کے خطوط اور رویئے	۵۲۳
☆	بنی ہمدان سے وفد	۵۲۳
☆	ہمدانیوں کے نام نامہ مبارک	۵۲۳
☆	بنوکلب کے قطعن بن حارثہ علیمی کے نام نامہ مبارک	۵۲۴
☆	وائل بن حجر کے نام نامہ مبارک	۵۲۵
☆	اہل اکیدر و اہل دومہ کے نام نامہ مبارک کی مثال	۵۲۵
☆	کلام عرب میں تمام لغات میں کلام کرنیوالے	۵۲۶
۲۹۴	آپ کی آواز مبارک	۵۲۶
۲۹۵	آپ کا تبسم مبارک	۵۲۷
۲۹۶	آپ کا تبسم مبارک	۵۲۹
۲۹۷	آپ کا دست مبارک	۵۲۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۹۸	بغل مبارک	۵۳۲
۲۹۹	سینہ اطہر	۵۳۳
۳۰۰	قلب اطہر	۵۳۳
☆	قلب کی ماہیت	۵۳۴
☆	قلب کی اہمیت وضرورت	۵۳۵
☆	واقعہ شق صدر	۵۳۵
۳۰۱	حبیب اور کلیم میں فرق	۵۳۸
۳۰۲	نبی کریم ﷺ کے آداب معاشرت	۵۳۹
۳۰۳	آپ کے قدم مبارک	۵۴۰
۳۰۴	قد وقامت مبارک	۵۴۱
۳۰۵	آپ کے موئے مبارک	۵۴۳
۳۰۶	رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک	۵۴۶
۳۰۷	زیر ناف بال مبارک	۵۵۰
۳۰۸	ناخن مبارک	۵۵۰
۳۰۹	کنگھی، مسواک اور آئینہ مبارک	۵۵۱
۳۱۰	رفتار مبارک	۵۵۱
۳۱۱	آپ کا سایہ	۵۵۳
۳۱۲	آپ کی رنگت مبارک	۵۵۳
۳۱۳	تنبیہ واحتیاط بالا یمان	۵۵۵
۳۱۴	خوشبو مبارک	۵۵۷
۳۱۵	لطیفہ	۵۶۰
۳۱۶	آپ کے فضلات مبارک	۵۶۲
☆	آپ کے خون مبارک سے تبرک	۵۶۳
☆	آپ کا بول یعنی پیشاب مبارک	۵۶۵
☆	قضائے حاجت کا نبوی طریق کار	۵۶۶
☆	طہارت کے لئے پانی کا استعمال	۵۷۰
☆	طہارت کے لئے مٹی کے ڈھیلے	۵۷۰
☆	قضائے حاجت سے پہلے دعا	۵۷۱
☆	قضائے حاجت کے بعد دعا	۵۷۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

دنیا میں کتنے ہی مشاہیر ہو گزرے —— بڑے بڑے نامی گرامی' بڑے بڑے قد آور' نامور' طاقت ور —— جاہ و جلال' شان و شوکت' حشمت و تمکنت والے سربرآوردہ لوگ! —— لیکن'

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے!

کتنے پیغمبر اللہ کریم کا پیغام لے کر اس کائناتِ ارضی پر تشریف لائے —— کسی کا کوئی کمال تھا' کسی کا کوئی وصف!

☆ کوئی حسن میں باکمال تھا' کوئی آواز میں'

☆ کوئی کلام میں باکمال تھا' کوئی رفتار میں'

☆ کوئی شجاعت میں بے مثال تھا' کوئی عدل میں۔

غرض کہ کوئی ایسا نہ تھا جو ان تمام صفات و کمالات کا جامع ہو۔

ہر آنے والے نے آ کر قوموں کے مزاجوں کی —— تہذیبوں کی —— معاشروں کی رہنمائی کی۔ اور انہیں بتایا کہ:

☆ ہم تو اس ایک آنے والے کے سفیر ہیں'

☆ ہم تو اس آفتابِ عالم تاب کی ایک کرن ہیں'

☆ ہم تو اس نور کا ایک رنگ ہیں'

☆ ہم تو اس کے اوصاف کی ایک جھلک ہیں'

☆ ہم تو اس کے کمالات کی ایک دمک ہیں ——

جب وہ آ جائے جس کے لئے رب کریم نے ہمیں تمہیں اور سب جہانوں کو بنایا —— اس کائنات کو بنایا' سجایا اور ہمیں تمہاری طرف بھجوایا —— تو تم:

☆ اس کی پیروی کرنا'

☆ اس پر ایمان لانا'

Marfat.com

☆ اس کی مدد کرنا

اللہ کریم نے اپنی پہلی کتابوں کے جوہر قرآن کریم میں اس آنے والے کی زندگی کو ''اسوۂ حسنہ'' بتایا ——

O

ہاں ! —— اس کا اٹھنا' —— اس کا بیٹھنا —— اس کا سونا' اس کا جاگنا —— اس کا کھانا' اس کا پینا —— اس کا پہننا' اس کا اتارنا —— اس کا رونا' اس کا مسکرانا —— اس کا ملنا ملانا' اس کا آنا جانا —— اس کی شجاعت' اس کی قیادت' اس کی عدالت' اس کی امانت' اس کی صداقت' اس کی متانت' اس کی نفاست' اس کی لطافت ! —— غرض کہ زندگی کا کوئی پہلو دیکھ لیجئے' زیست کا کوئی شعبہ دیکھ لیجئے —— حیات کا کوئی زاویہ دیکھ لیجئے —— کوئی گوشہ ایسا نہیں جو حسن و ترتیب سے خالی ہو —— قدم قدم میں حسن ہے' جمال ہے' دلکشی ہے' روشنی ہے' تازگی ہے' زندگی ہے !

ہاں وہ زندگی کی علامت ہیں' جنہوں نے مردہ دلوں میں جان ڈال دی —— جنہوں نے کنکروں کو گویائی عطا کردی —— جنہوں نے نابیناؤں کو بینائی عطا کردی —— ہر وہ ذائقہ جو زندگی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے' وہ آپ ہی کا مرہون منت ہے۔

O

''مواہب لدنیہ'' جلد اوّل پر احقر نے وسط اپریل ۲۰۰۱ء میں آغاز کار کیا۔ —— ۹ جولائی ۲۰۰۱ء / ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ دوشنبہ کو اس کی ترتیب و تدوین جدید کی تکمیل ہوئی۔

دو ایک دن بعد جلد دوم پر آغاز کار کیا' اور ۱۸ رجب ۱۴۲۲ھ / ۵ اکتوبر ۲۰۰۱ء جمعۃ المبارک کے دن تکمیل ترتیب و تدوین ہوگئی —— فالحمد للہ علی ذلك !

پہلی جلد کے مسودہ کے ۵۴۷ صفحات اور دوسری جلد کے ۶۲۶ صفحات ہوئے۔

سیرت پاک پر کام کرتے ہوئے محسوس ہوا کہ یہ ایک ایسی وادی کا مبارک سفر ہے جو دشوار گزار ضرور ہے مگر پرخار نہیں۔ بلکہ گلزار و مرغزار ہے —— دشوار گزار اس لئے کہ ہر قدم محتاط روی کا تقاضا کرتا ہے —— مرغزار اس لئے کہ یہ مرغزار ہے بلکہ مرغزار سے بھی کہیں دلکش و خوبصورت ہے ! —— سچ پوچھئے تو اس راہ کا سفر جہاں پرخطر تھا' اس سے کہیں بڑھ کر پرلطف تھا۔

اتنے قلیل عرصہ میں اس کام کا پایۂ تکمیل کو پہنچ جانا تائید ایزدی نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ تو ان کا کرم ہے ورنہ ' مجھ میں تو ایسی بات نہیں

اب تو یہ عالم ہے۔

یاد میں تیری جو دن گزرے' وہ دن سب سے بہتر ہے
یاد میں تیری رات جو گزرے' اس جیسی کوئی رات نہیں

O

''مواہب لدنیہ'' کی جلد دوم آپ کے ہاتھوں میں ہے —— سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب ذیل پہلو

Marfat.com

اس جلد کی زینت ہیں:

۱ - خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ - آپ کے خدام کرام
۳ - ۲۰ کے لگ بھگ مکتوبات شریف
۴ - آپ کے ذاتی استعمال کی اشیاء
۵ - بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے والے ۳۵ وفود
۶ - شمائل شریف

خاندان کے زیرِ عنوان آپ کی ازواجِ مطہرات' آپ کے محترم چچا' آپ کی پھوپھیاں' دادیاں' نانیاں —— رضاعی مائیں اور دودھ شریک بھائیوں کا ذکر ہے۔

شمائل شریف میں جہاں تک ممکن ہو سکا' مذکورہ عضو مبارک کے حوالے سے قافلہ سالار عشق امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے اشعار اور ان پر مولانا اختر الحامدی علیہ الرحمہ کی تضمین پیش کی گئی ہے —— یوں نثر کے سر نظم و نعت کا سہرا سجایا گیا ہے۔ جس سے بیان کی رونق دوبالا ہو گئی ہے۔

لائق تحسین ہیں ملک شبیر حسین صاحب' جنہوں نے احقر کو یہ کام سونپا —— ان کا بے حد شکر گزار ہوں۔ ان کے علاوہ ان بزرگانِ عظام کا بے حد مشکور ہوں جن کی دعائیں اور شفقتیں ہر لحہ ہر قدم پر احقر کی رہنمائی کرتی رہیں:

☆ پیرو مرشد قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایم - اے' پی ایچ ڈی زید عنایتہٗ
☆ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ
☆ علامہ محمد منشا تابش قصوری دامت برکاتہم العالیہ

اور برادر زعزیز ملک محمد سعید مجاہد آبادی ——

اللہ کریم کے حضور دست بستہ عرض ہے کہ وہ ہم سب کی زندگیوں میں اپنے محبوب کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اسوۂ حسنہ اس طرح سے جاری و ساری فرما دے جس طرح کہ رگوں میں خون دوڑتا ہے' نسوں میں سانس دوڑتی ہے۔

اللھم آمین بجاہ سید المرسلین والحمد للہ رب العالمین

خاکپائے صاحبدلان

محمد عبدالستار طاہر

E-111/A پیر کالونی' والٹن لاہور کینٹ - کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

Marfat.com

دوسرے مقصد کی پہلی فصل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وہ اسمائے مبارک جو آپ کے کمال صفات (جو اپنے غیر سے بڑھ کر ہیں) پر دلالت کرتے ہیں ان کے ذکر پر مبنی ہے۔

اسم اور اس کی بحث:

لفظ اسماء اسم کی جمع ہے۔لغت میں اسم وہ کلمہ ہے جسے عرب نے مسمی کے مقابلہ میں وضع کیا ہے جس وقت وہ کلمہ بولا جاتا ہے تو اس سے وہ مسمی مراد لیا جاتا ہے۔اس تعریف میں چار چیزوں کی مراعات ضروری ہے:

☆ ایک اسم ☆ دوسرا مسمی بفتح میم ثانی

☆ تیسرا مسمی بکسر میم ثانی ☆ چوتھا تسمیہ

چنانچہ اسم وہ موزوں لفظ ہے جو بوجہ تعریف ذات کے یا تخصیص ذات کے ذات پر دلالت کرتا ہے اور اسے غیر سے ممتاز کردے۔ جیسے لفظ زید ہے۔ زید کا مسمی وہ ذات ہے کہ جس کا امتیاز اسم کے ساتھ مقصود ہے —— جیسے زید کی پہچان یعنی زید موجود ہے اور مسمی بکسر میم ثانی اس لفظ کو وضع کرنے والا ہے —— اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اجناس کے اسماء کا وضع کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جبکہ اشخاص کے علموں کا وضع کرنے والا بشر ہے —— تسمیہ کی خصوصیت اس ذات کے ساتھ اور اس لفظ کی خصوصیت اس معنی کے ساتھ کہ جس وقت وہ لفظ بولا جائے یا محسوس کیا جائے تو وہ معنی سمجھا جائے۔

علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا اسم عین مسمی ہے یا مسمی کا غیر ہے۔ایک جماعت نے کہا ہے کہ اسم عین مسمی ہے اور اس پر اس فرمان الٰہی سے استدلال کیا ہے:

"سبح اسم ربك الاعلی "یعنی تسبیح ہے رب علی کے لیے"

اس پر دلالت کی گئی کہ رب کا اسم وہی رب ہے یعنی مسمی۔ لہٰذا جو اسم ہے وہی ذات ہے —— اس کی وضاحت اس طرح سے ہے کہ سبح کا معنی اغلب ذکر ہے۔اذکر ہے۔

☆ گویا اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: اذکر اسم ربك الاعلی

☆ جیسے یہ ارشاد باری ہے: واذکر اسم ربك بکرۃ واصیلا —— کبھی اذکر کا معنی سبح غلبہ میں اوّل کے عکس لیا جاتا ہے۔

ارشاد باری ہے: واذکر اسم ربك ای سبح ربك ——

عربی لغت میں یہ طریقہ ہے کہ ایک فعل کا معنی دوسرے فعل سے لے لیتے ہیں۔اسم مسمی ہی ہے یعنی اسم عین مسمی ہے اس لیے کہ اسم کی اضافت مسمی کی طرف ہے۔

Marfat.com

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس سے شے کی اضافت الیٰ نفسہ لازم آتی ہے' یہ صحیح نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اسم تسمیہ کے معنی میں ہے۔ تسمیہ اسم کا غیر ہے' اس لیے کہ تسمیہ لفظ بالاسم ہے۔ اس پر دلیل فرمان باری تعالیٰ باسم ہے۔ اور اسم مسمی کو لازم ہے۔ چنانچہ تسمیہ اور اسم دونوں متغائر ہوں گے—— علامہ زرقانی شارح مواہب فرماتے ہیں کہ اس معنی سے تسمیہ جو بیان کیا گیا ہے تسمیہ اسم کی زبان سے عبارت ہے۔ چنانچہ سبح اسم ربك کا معنی یہ ہے کہ ''تو اس معنی کو یاد کر کہ وہ ذات ہے'' لفظ اس پر دلالت کرتا ہے' اس میں اضافت بیانی ہے۔ اور جس نے یہ کہا ہے کہ اسم عین مسمی ہے' اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد بغلام اسمه یحییٰ کے ساتھ محبت پیش کی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یایحییٰ خذ الکتاب بقوه . اللہ تعالیٰ نے اسم کو پکارا' اسم نے اس پر دلالت کی کہ اسم ہی مسمی ہے۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ اس کا معنی یایها الغلام الذی اسمه یحییٰ ہے۔ اگر اسم مسمی کا عین ہوتا تو یہ ہوتا کہ جو شخص لفظ النار کہتا' اس کی زبان جل جاتی اور جو شخص لفظ العسل کہتا تو شہد کی ملاوت چکھتا۔ نہ تو لفظ نار کہنے سے زبان جلتی ہے اور اور نہ لفظ عسل کہنے سے شہد کا ذائقہ ملتا ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ اسم عین مسمی نہیں ہے۔

اسماء کی کثرت مسمی کے شرف پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ کریم نے پیارے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کثیر ناموں سے قرآن پاک میں نام رکھا ہے۔ قرآن مجید کے سوا دیگر آسمانی کتابوں اور اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی زبان سے آپ کے بہت سے نام رکھے ہیں۔

رسول پاک کا نام محمد کیوں کر رکھا گیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اسماء سے آپ کا اسم شریف محمد زیادہ مشہور ہے۔ آپ کا یہ نام آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے رکھا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب سے پوچھا گیا کہ:

''آپ نے اپنے فرزند کا کیا نام رکھا ہے؟''

حضرت عبدالمطلب نے کہا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام رکھا ہے۔''

ان سے پوچھا گیا:

''آپ نے اس نام سے اپنے بیٹے کا نام کیوں کر رکھا جبکہ آپ کے کسی باپ کا اور آپ کی قوم میں کسی کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں ہے۔''

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا:

''میں امید کرتا ہوں کہ تمام اہل زمین میرے فرزند کی مدح کریں۔''

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس خواب کی وجہ سے رکھا تھا جو انہوں نے آپ کی ولادت سے پہلے دیکھا تھا۔ جیسا کہ اس خواب کی حدیث کو علی القیر وانی العابر نے اپنی کتاب ''البیان'' میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے لکھا ہے کہ:

''عبدالمطلب نے اپنے خواب میں دیکھا تھا کہ ان کی پشت سے چاندی کی ایک ایسی زنجیر نکلی کہ اس کے ایک طرف میں آسمان ہے اور دوسری طرف میں زمین ہے۔ اس کا ایک رخ مشرق میں ہے اور دوسرا رخ مغرب میں ہے —— پھر وہ زنجیر ایک ایسا درخت ہوگئی جس کے ہر ایک پتا پر نور تھا۔ یکا یک میں نے اہل مشرق اور اہل مغرب کو دیکھا' گویا وہ اس سے لٹک رہے ہیں۔''

حضرت عبدالمطلب نے یہ خواب ایک کاہنہ سے بیان کیا۔ اس نے حضرت عبدالمطلب کو ایک ایسے مولود کی تعبیر دی جو ان کے صلب سے ہوگا۔ اور اہل مشرق اور اہل مغرب اس کا اتباع کریں گے۔ اہل آسمان اور اہل زمین اس مولود کی مدح کریں گے——

اس لئے حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رکھا —— اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وجہ سے بھی رکھا گیا کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ کہا گیا تھا کہ آپ اس امت کے سید کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں۔ جس وقت آپ انہیں جنم دیں تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نام رکھیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبدالمطلب سے یہ بیان کیا تھا۔

ابن البر نے ''استیعاب'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا۔ ان سے کسی نے کہا:

''اے ابوالحارث! آپ کو کس چیز نے اس امر کے لیے تحریک دی کہ آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھیں جبکہ آپ کے باپوں کے نام سے آپ کا نام نہ رکھا۔''

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا:

''میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں آپ کی مدح کرے اور زمین پر آدمی آپ کی مدح کریں۔''

محمد بن جبیر بن مطعم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے بہت نام ہیں —— میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں —— میں احمد ہوں —— اور میں وہ ماحی ہوں کہ میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا۔ اور میں وہ حاشر ہوں کہ میرے آثار قدم پر آدمی حشر کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں۔'' [1]

---

[1] عاقب کا یہ معنی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا —— اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے —— حدیث پاک میں یحشر الناس علی قدمی آیا ہے۔ لفظ قدمی بہ تخفیف یا روایت کیا گیا ہے اور تشدید سے روایت کیا گیا ہے' تثنیہ ہے

امام نووی علیہ الرحمہ نے مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ تخفیف اور تشدید دونوں رواتیوں کا معنی یہ ہے کہ آدمی میرے قدم کے نشان پر یا میرے دونوں قدموں کے نشان پر اور میرے زمانہ اور میری رسالت میں حشر کئے جائیں گے —— نافع بن جبیر کی روایت میں امام بخاری علیہ الرحمہ کے نزدیک بخاری کی ''تاریخ صغیر'' اور ''اوسط'' میں اور حاکم کے نزدیک ان کی مستدرک اور ابونعیم نے دلائل النبوہ میں اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

Marfat.com

آپ کے اسماءِ شریفہ کی تعداد:

ابن سعد سے روایت ہے کہ نافع ابن جبیر خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس تشریف لے گئے۔ عبدالملک نے نافع سے پوچھا:

"کتنی جبیر بن مطعم (یعنی تمہارے باپ) کیا کرتے تھے"

نافع نے کہا:

"بے شک مجھے یاد ہیں وہ چھ اسماءِ شریفہ ہیں"

نافع نے ان پانچ اسما کا ذکر کیا جن کا ذکر ان کے بھائی محمد بن جبیر نے کیا تھا۔ البتہ ایک اسم "خاتم" کو زیادہ کیا۔ یوں یہ کل چھ اسماء ہو گئے۔

حذیفہ بن یمان کی حدیث میں امام بخاری علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ پانچ اسماء ہیں:

☆ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ☆ احمد ☆ مقفی ☆ نبی الرحمۃ

ابونعیم کی روایت میں یہ چھ اسمائے گرامی ہیں:

☆ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ☆ احمد ☆ خاتم

☆ حاشر ☆ عاقب ☆ ماحی

حاشر کا معنی یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو ڈرانے کے لیے قیامت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں' اور میرے سامنے شدید عذاب ہے۔ یعنی آپ ان لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں جن پر قیامت قائم ہوگی اور وہ آپ کی امت ہے۔

عاقب کا معنی یہ ہے کہ آپ انبیاء کرام علیہم السلام کے عقب میں آئے ہیں یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا——

ماحی کا معنی یہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کا اتباع کیا' اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے ان کے گناہ مٹا دیئے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ اسماء شریفہ کی تعداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے نہیں ہے—— اسماء مبارکہ کے شمار کا تعین راوی نے کیا ہے کہ حدیث بالمعنی کی ہے—— اس قول میں نظر ہے' اس لیے کہ حدیث پاک میں اسماء کے شمار کی وضاحت ہے۔ آپ نے فرمایا ہے:

"ان لی خمسة اسماء یعنی میرے پانچ نام ہیں"

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ان پانچ اسماء کے ساتھ مختص ہیں۔ آپ سے پہلے انبیاء میں سے کوئی شخص ان ناموں

ل حدیث پر جو اعتراض وارد ہوا ہے اس کا جواب اس دلیل سے دیا جاتا ہے کہ علم المعانی میں مقرر یہ ہے کہ جار (لفظ کے آخری حرف پر زیر یا کسرہ دینے والا) اور مجرور کی تقدیم حصر (احاطہ کرنا' انحصار کرنا) کا فائدہ دیتی ہے لیکن پانچ اسماء کی جو روایتیں وارد ہوئی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مطلق حصر نہیں ہے کہ اسمائے شریفہ پانچ ہی ہوں۔ اس میں راستہ یہ ہے کہ اس حصر کو حصر مقید پر حمل کیا جائے جیسا کہ علماء کرام نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم یعنی پانچ اسماء پر حمل کیا جائے کہ آپ ان کے ساتھ مختص ہیں یا وہ پانچ اسماء آسمانی کتابوں میں مشہور ہیں اور پہلی امتوں کے علماء کے نزدیک بھی مشہور ہیں'

ابوالعباس عزفی نے کہا ہے کہ اس کا جواب اس طور پر دیا جائے کہ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید باقی اسماء پر مطلع کرے آپ نے ان پانچ اسماء کو ذکر فرمایا:

Marfat.com

کے ساتھ موسوم نہیں ہوا۔ یا یہ معنی ہے کہ میرے پانچ وہ اسماء ہیں جو گزری ہوئی امتوں میں مشہور ہیں' یہ نہیں کہ آپ نے ان اسماء میں شمار کا ارادہ فرمایا ہے—— اس پر دلیل یہ ہے کہ دوسری حدیث میں اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ آپ کے اسماء اکثر ہیں۔ علماء کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم میں آپ کے اسماء شریفہ:

☆ الشاهد ☆ المبشر ☆ النذير

☆ المبين ☆ الداعي الى الله ☆ السراج المنير

وغیرہ ہیں۔

نقاش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں میرے سات اسماء ہیں:

☆ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆ احمد ☆ یاسین ☆ طٰہٰ

☆ مزمل ☆ مدثر ☆ عبداللہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القاب اور اسماء شریفہ قرآن پاک میں کثیر تعداد میں آئے ہیں۔ علماء کی ایک جماعت نے ان کی گنتی کی ہے اور ان اسماء اور القاب کو مخصوص عدد تک پہنچایا ہے۔ ان علماء سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اسمائے الحسنیٰ کی موافقت سے حدیث پاک میں آپ کے جو اسمائے شریفہ ذکر ہوئے ہیں' انہیں ایک سونو (۱۰۹) تک پہنچایا ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طور پر خاص کیا ہے کہ اپنے اسمائے حسنیٰ تے تیس (۳۰) اسماء کے ساتھ آپ کو موسوم کیا ہے—— ابن دحیہ نے اپنی کتاب ''مستوفی'' میں کہا ہے کہ اگر کتب متقدمہ قرآن کریم اور حدیث مبارکہ سے تلاش کیا جائے تو آپ کے اسماء مبارکہ تین سو کو پہنچیں گے۔

بعض صوفیہ کرام نے یہ کہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہزار اسماء ہیں۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ہزار اسماء ہیں—— ان سے اوصاف مراد ہیں—— یعنی وہ تمام اسماء اوصاف مدح ہیں—— اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ صفت پر اسم کا اطلاق اس لیے کیا جاتا ہے کہ صفت اسم پر غالب ہوتی ہے' یا اسم اور صفت دونوں ذات کی تعریف میں مشترک ہوتے ہیں اور ذات کو اس کے غیر سے ممتاز کر دیتے ہیں—— جب ایسا ہے کہ ہر وصف آپ کا ایک اسم ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک وصف بھی ایک اسم ہے۔

ابن عساکر نے کہا ہے کہ جس وقت آپ کی صفات سے آپ کے اسماء کا تجزیہ کیا جائے تو آپ کے اسماء مبارک کثیر ہو جائیں گے اور پھر یہ ہے کہ

☆ ان اوصاف سے وہ وصف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہے—— یا اسم پر غالب ہے اور

☆ انہیں اوصاف سے وہ وصف ہے جو آپ کے اور آپ کے غیر کے درمیان مشترک ہے اور یہ کل مشاہدہ سے ظاہر ہے مخفی نہیں ہے۔

Marfat.com

جس وقت ہم آپ کے اوصاف سے ہر ایک وصف کو ایک اسم ٹھہرائیں گے تو جیسا کہ ابن وحیہ نے کہا کہ آپ کے اسمائے شریفہ تین سو ہیں' اس تعداد کو پہنچ جائیں گے بلکہ تین سو سے کہیں بڑھ جائیں گے۔

قاضی عیاض کی ''شفا'' ــــــ ابن العربی کی ''القبس والاحکام'' اور ابن سید الناس کی تصنیف میں جو اسماء دیکھے ہیں وہ چار سو سے زیادہ اسمائے شریفہ ہیں۔ میں نے ان اسماء کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے:

حرف الالف

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اسمائے مبارک جو الف سے شروع ہوتے ہیں۔

ان اسمائے شریفہ کے معانی علامہ زرقانی علیہ الرحمہ کی ''شرح مواہب لدنیہ'' سے لکھے جاتے ہیں' وہ یہ ہیں:

الابر باللہ :

آپ کے سوا جو لوگ ہیں' اللہ تعالیٰ کے لیے آپ ان سے زیادہ محسن اور صادق الوعد ہیں۔ شامی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے اس اسم سے آپ کا نام رکھا ہے۔ آپ محسن اور صادق الوعد ہیں۔ یہ افعل التفضیل کا صیغہ من بررت فلانا بالکسر ابره مبرا فانا برو بار ای انا محسن ہے اس کا اطلاق صدق پر کیا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: لایزال الرجل یصدق حتی یکتب عندالله بارا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سزا وار ہیں کہ آپ ابر الناس اور اصدق الناس ہوں اور لوگوں سے احسان میں اکثر ہوں۔ ابوعلی حاتمی نے کہا ہے کہ اہل ادب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ زیادہ سچا شعر جو عرب نے کہا ہے وہ ابو ایاس الدؤلی کا یہ شعر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح شریف میں ہے:

فماحملت من ناقة فوق رحلها ابرو اوفی ذمة من محمد

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ صادق' زیادہ محسن اور زیادہ عہد پورا کرنے والے کو کسی ناقہ نے اپنے کجاوہ پر سوار نہیں کیا۔''

الابطحی:

ابطح مکہ کی طرف نسبت ہے۔ وہ سیلاب وادی کی جگہ ہے جو مکہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ اس کی ابتداء کی جگہ محصب ہے۔ آپ کا نام مبارک ابطحی اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ قریش البطاح سے ہیں جو بطح میں اترے تھے۔ نہ ان ظواہر کے رہنے والوں سے ہیں جو حرم شریف سے خارج مکہ کے اطراف ہیں۔

حضرت عبدالمطلب کا نام سید الابطح اور سید الاباطح تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہا ہے:

Marfat.com

واکرم بیت فی البیوت اذا انتمی واکرم جدابطحی یسّود

اتقی الناس:

اتقی افعل التفضیل ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ تقویٰ میں دوسروں سے کثرت رکھتے ہیں —— مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے:

قدعطمتم الی اتقٰکم وابر کم واصدقکم حدیثاً۔

اور یہ ارشاد باری تعالیٰ: یا ایھاالنبی اتق اللہ ۔ یہ امر دوام تقویٰ کے ہے —— ابن فارس کے نزدیک تقویٰ کا معنی ہے قلت کلام یعنی کم بولنا۔ ابن فارس کے غیر نے کہا ہے کہ تقویٰ کا معنی خوف اور حذر ہے اس کی اصل:

☆ شرک سے خوف کرنا'

☆ پھر گناہوں سے خوف کرنا'

☆ پھر شبہات سے بچنا'

☆ پھر زیادتیوں سے بچنا یعنی وہ حلال جس میں کوئی شبہ نہ ہو' حاجت سے زیادہ ہو' اس میں زیادتی سے خوف کرنا۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: یبلغ العبدان یکون من المتقین حتیٰ یدع مالا باس به حذرالمابه باس۔[1]

''بندہ اس وقت تک متقین کے درجہ کو نہیں پہنچتا جب تک کہ بندہ اس شے کو نہ چھوڑ دے جس میں کچھ خوف نہ ہو' اس چیز کے خوف کے سبب جس میں خوف ہے۔''

تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور اس کی طاعت کرے اس کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو —— جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اھل التقویٰ میں ہے۔ اس کا یہ معنی ہے کہ وہ اس کا اہل ہے کہ اس کے عذاب سے آدمی اپنے آپ کو نگاہ میں رکھے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی نے تقویٰ کے بارے پوچھا' آپ نے فرمایا:

ھوالخوف من الجلیل والعمل بالتنزیل والقناعة بالقلیل والاستعداد لیوم الرحیل

''اللہ تعالیٰ جو بزرگ و برتر ہے' اس سے خوف کرنا —— قرآن مجید کے ساتھ عمل کرنا —— قلیل کے ساتھ قناعت کرنا اور کوچ کے دن کے لیے تیاری کرنا۔''

اجود:

صیغہ افعل التفضیل ہے۔ جود کے معنی ہیں کرم —— نحاس نے کہا ہے کہ جواد وہ شخص ہے کہ جو شخص مستحق نہ ہو اس کے ساتھ تفضل کرے' اور جو شخص سوال نہ کرے اس کو وہ عطا کرے اور کثیر دے اور فقر کا خوف نہ کرے —— جود' سخا کا مترادف

---

[1] اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن حدیث کہا ہے۔

Marfat.com

ہے۔۔۔ زیادہ صحیح یہ بات ہے کہ سخا جود سے ادنیٰ ہے۔۔۔ سخا کا معنی حاجات کے وقت نرمی کرنا ہے۔

اجود الناس:

شیخین نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجود الناس تھے۔۔۔ ابو یعلی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

الا اخبر کم من الاجود اللہ الاجود وانا اجود بنی ادم

''اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جود کرتا ہے اور میں بنی آدم سے زیادہ جود کرتا ہوں۔''

الاحد:

آپ صفات کمال کے سبب مخلوق سے منفرد ہیں یا قرب حق کے سبب منفرد ہیں۔۔۔ یہ اسم اسمائے حسنیٰ سے ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔ احد ان اسماء سے ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھا ہے۔۔۔ بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ احد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی تعریف نہ کی جائے گی۔ اہل لغت کے اس قول پر اعتراض نہ کیا جائے گا۔۔۔ اس لیے کہ یہ لفظ صفت کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ اسم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

الاحسن:

یہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء سے ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فتبارك الله احسن الخالقين۔۔۔ نسفی نے کہا ہے کہ احسن افعل التفضیل حسن کا ہے۔ اعضا کا اس صورت پر متناسب ہونا کہ لائق ہے' اس سے مراد مستجمع صفات کمال ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن احسن قولا ممن دعاالی اللہ

عبدالرزاق نے معمر سے' انہوں نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور کہا:

هذا حبيب الله صفوة الله هذا احب اهل الارض الى الله اجاب الله فی دعوته و دعا الناس الیٰ ما اجاب الله فيه

احسن الناس:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احسن الناس' اجود الناس اور اشجع الناس تھے۔۔۔ اس حدیث کو عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔

احمد و محمد: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ان اسماء کا وہ وصف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس حمد کے معنی سے ہے کہ آپ کا اسم شریف۔۔۔ اور آپ کی اس ذات شریف کی خبر دیتا ہے کہ آپ کے کل اسماء آپ کے اوصاف ہیں۔۔۔ اور وہ تمام اوصاف آپ کی ذات

Marfat.com

ریف کی طرف رجوع کرتے ہیں' وہ اسم معنی میں ایک ہے—— اشتقاق میں اس کے دو صیغہ ہیں یعنی وہ لفظ جو آپ کی ذات ریف پر دلالت کرتے ہیں۔

وہ اسم کہ مبنی ہے اور اس کا صیغہ بوزن افعل ہے—— وہ اس انتہا سے غایت کی خبر دیتا ہے کہ اس غایت کے درا انتہا نہیں ہے۔ آپ کا وہ اسم شریف احمد ہے۔

اور وہ اسم کہ صیغہ تفعل پر مبنی ہے وہ اس تضعیف اور تکثیر کی اس قدر خبر دیتا ہے کہ اس کے لیے احصا منتہی نہیں ہے—— نحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وہ اسم شریف محمد ہے۔

سہیلی نے کہا ہے کہ محمد صفت سے نقل کیا گیا ہے یعنی محمد ایک وصف ہے—— لغت کے مطابق محمد وہ ات ہے کہ حمد کے بعد ایسی حمد کرے کہ اس کی نہایت نہ ہو' یعنی اس کی حمد کسی حد پر نہ ٹھہرے۔[1]

احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ اسم شریف ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی زبان سے آپ کا ام رکھا گیا—— ان دونوں انبیائے کرام کی تخصیص اس لیے کی ہے کہ ان دونوں کی کتابوں میں اس اسم شریف کی شہرت ہے۔ ورنہ شفائے قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں ہے کہ احمد کتابوں میں آیا ہے۔ اس اسم شریف سے انبیاء علیہم السلام نے بشارت دی ہے۔ اسم احمد بھی اس صفت سے منقول ہے کہ اس کا معنی تفضیل ہے۔ چنانچہ احمد کا معنی احمد الحامدین (لربہ) ہے ور ایسا ہی معنی میں ہے۔ آپ کا یہ اسم شریف اپنے معنی کے مطابق ہے۔ اس لیے کہ مقام محمود میں آپ پر وہ محامد مفتوح ہوں گے کہ آپ سے پہلے کسی پر وہ محامد مفتوح نہیں ہوئے—— آپ ان محامد سے اپنے رب کی حمد کریں گے۔ مقام محمود شفاعت عظمیٰ کا وہ مقام ہے کہ اولین اور آخرین آپ کی مدح کریں گے۔

محامد حمد کی جمع ہے۔ حمد کے معنی میں اللہ تعالیٰ وہ عظیم محامد آپ کو الہام کرے گا کہ آپ کے غیر کو وہ محامد الہام نہیں کئے ہیں—— فتح سے مراد الہام ہے—— اسی طرح آپ کے لیے لوائے حمد حقیقی قائم کیا جائے گا۔ لوائے حمد کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ یعنی وہ لوا جس کا اتباع ہر ایک حامد اور محمود اور وہ اصحاب حمد کریں گے جن کے لیے اس دن شفاعت کرنے کا رتبہ ہوگا—— جیسے کل انبیاء کرام علیہم السلام ہیں—— ''موقف'' میں اس کی شہرت ہے' اس لیے اس کی تمثیل ہے—— عدم تاویل اس سلسلے میں زیادہ راہ صواب ہے۔

سہیلی نے کہا ہے کہ محمد بھی صفت سے نقل کیا گیا ہے اور یہ محمود کے معنی میں ہے——لیکن اس میں مبالغہ ہے اور معانی کی تکرار ہے' اس پر فعل کی دلالت ہے—— چنانچہ محمد وہ ہے کہ بار بار حمد کیا جائے—— جیسا کہ لفظ مکرم ہے اسی شخص کو مکرم کہیں گے جس کا اکرام بار بار کیا جائے—— ایسا ہی لفظ ممدح ہے اس کی مثل جو لفظ ہے' اور اسم محمد اپنے معنی کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام قبل اس کے رکھا ہے کہ آپ کا یہ نام آدمیوں کے نزدیک رکھا جائے۔ آپ کی اعلام نبوت لینے اور نبوت سے یہ ایک دلالت ہے۔ اس لیے کہ آپ کا یہ اسم شریف آپ پر صادق ہے۔ چنانچہ آنحضرت

---

[1] صیغہ مفعل بہ تشدید عین مفتوحہ مضرب کی مثل نہ ہوگا—— مضرب وہ شخص جس پر کثرت سے ضرب لگائی جائے—— ممدوح وہ شخص جس کے لیے مدح کی جائے' مگر مفعل بہ تشدید عین اس شخص کے لیے ہوگا جس سے مکرر فعل واقع ہو کہ وہ ضرب اور مدح دونوں مثالوں میں ہے۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں:

☆ اس شے کے سبب کہ آپ کو ہدایت کی گئی ہے اور
☆ اس شے سے کہ آپ کو نفع دیا گیا ہے کہ وہ علم وحکمت ہے۔

محمود ہیں—— اور آپ آخرت میں شفاعت عظمیٰ کے سبب **محمود** ہیں—— چنانچہ تحقیق حمد کا معنی مکرر ہوگیا —— جیسے کہ لفظ نے وضع عربی سے تکرار معنی حمد کا اقتضا کیا ہے۔ پھر یہ ہے کہ آپ کے لیے **محمد** کا وصف ثابت نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ آپ **احمد** ہوئے۔ اس لیے کہ آپ نے اپنے رب کی حمد کی۔ آپ کے رب نے آپ کو نبی کیا اور شرف دیا—— چنانچہ اس سے اسم **احمد** اسم **محمد** پر مقدم ہوگیا۔

☆ آپ کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا اور کہا: **ومبشرا لرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** ۔ اور
☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی طویل مناجات میں آپ کا ذکر کیا ہے جس وقت موسیٰ علیہ السلام کے رب نے یہ فرمایا **تلك امۃ احمد** —— موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

اللھم اجعلنی من امۃ احمد

اس سے پہلے کہ **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذکر کرتے' **احمد** کو ذکر کیا۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد اپنے رب کے لیے پہلے آسکے' کہ لوگ رب کی حمد کریں—— اس لیے کہ روزالست میں پہلے جس شخص نے **الست بربکم** کا جواب بلٰی سے دیا ہے' وہ آپ ہی ہیں۔ اور جبکہ آپ موجود ہوئے۔ اور مخلوق کی ہدایت کے لیے مبعوث کئے گئے تو آپ بالفعل **محمد** ہوئے—— اسی طرح امت کی شفاعت میں اپنے رب کی حمد ان محامد سے کریں گے جو محامد آپ کو الہام کئے جائیں گے۔ یوں آپ اپنے رب کے لیے **احمد الحامدین** ہوں گے یعنی حمد الٰہی میں آپ سب سے اجل ہوں گے—— پھر آپ امت کی شفاعت کریں گے۔ آپ کی شفاعت پر اولین اور آخرین آپ کی مدح کریں گے۔

غورطلب بات یہ ہے کہ یہ اسم **احمد** دوسرے اسم **محمد** سے پہلے' کیوں کر ترتیب سے ذکر اور وجود میں دنیا اور آخرت میں پایا گیا۔ ان دونوں اسموں کے ساتھ آپ کی تخصیص میں حکمت الٰہی ظاہر ہوگی—— وہ حکمت الٰہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان دونوں اسموں کے ساتھ اس لیے اختصاص دیا ہے کہ اس سے پہلے کہ اور لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں' آپ سب لوگوں سے پہلے مقام حمد میں قیام کریں گے۔ آپ کی حمد کرنے پر تمام لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے پہلے کہ **محمد** ہوں' **احمد** تھے جیسا کہ مرتبہ وجود میں واقع ہوا ہے اس لیے کہ:

☆ آپ کا اسم شریف **احمد** سابقہ کتب میں واقع ہوا ہے اور
☆ آپ کا تسمیہ **محمد** قرآن پاک میں واقع ہوا ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ اور لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں۔ آپ نے اپنے رب کی حمد کی ہے اور ایسا ہی آخرت

Marfat.com

میں ہوگا کہ آپ سب سے پہلے اپنے رب کی حمد کریں گے' اور اپنے رب سے امتؐ کی شفاعت چاہیں گے —— اس سبب سے لوگ آپ کی حمد کریں گے۔

آپ صورت حمد' لوائے حمد اور مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہوئے ہیں اور کھانا کھانے اور پینے کے بعد' دعا کے بعد اور سفر سے آنے کے بعد آپ کے لیے شروع ہوئی ہے اور آپ کی امت کا نام حمادین رکھا گیا ہے لہٰذا آپ کے لیے حمد کے معنی اور انواع حمد جمع کیے گئے ہیں۔

حافظ محمد بن ابن بکر بن القیم نے کہا ہے کہ آپ کا اسم محمد سابق ہے اور احمد کی سابقیت غلط ہے —— اس پر اس طور سے استدلال کیا ہے کہ تورات میں آپ کا تسمیہ ماذ ماذ ہے۔ اس کی وضاحت بعض ان شارحوں نے کی ہے جو مومنین کتاب سے ہیں کہ ماذ ماذ کا معنی محمد ہے —— حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کا نام احمد کہا ہے۔ اس اسم محمد سے اسم احمد متاخر ہے جو تورات میں ہے —— اور آپ کا نام جو قرآن پاک میں ہے وہ اس سے متقدم ہے —— ابن القیم نے آپ کے اسم احمد میں ذکر کیا ہے۔

کہا گیا ہے کہ احمد بمعنی مفعول ہے' اس کے معنی کی تقدیر یوں ہے احمد الناس یعنی احق الناس و ا ولادھم ان یحمد ۔ چنانچہ احمد محمد کے معنی میں ہے لیکن احمد اور محمد دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ محمد وہ کثیر الخصال کہ ان خصال پر آپ کی حمد کی جائے —— اور احمد وہ کہ جن خصال سے غیر حمد کیا جائے۔ ان خصال سے اکثر حمد کیا جائے —— چنانچہ

☆ اسم محمد کثرت اور کمیت میں ہے'

☆ اسم احمد صفت اور کیفیت میں ہے'

جس حمد سے آپ کا غیر مستحق ہے' آپ اس سے اکثر حمد کے مستحق ہیں۔ یعنی جو حمد انسان نے کی ہو آپ اس سے افضل حمد کے مستحق ہیں۔ لہٰذا احمد اور محمد دونوں اسمائے شریفہ صیغہ مفعول پر واقع ہوئے ہیں —— ابن القیم نے کہا ہے کہ یہ قول آپ کی مدح میں زیادہ بلیغ اور معنی میں اکمل ہے۔ اگر اسم فاعل کا معنی ارادہ کیا جائے گا تو آپ کا نام احمد کے بدل حماد رکھا جائے گا۔ یعنی کثیر الحمد ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی کثیر حمد کیا کرتے تھے۔ اگر آپ کا اسم شریف احمد اپنے رب کی حمد کرنے کے اعتبار سے ہوگا تو اس کے ساتھ اسم حماد اولیٰ ہوگا' جیسے کہ آپ کی امت کا نام حمادین رکھا گیا ہے اور یہ بھی امر ہے کہ یہ دونوں اسمائے شریف آپ کے ان اخلاق اور خصائل محمودہ سے اشتقاق کیے گئے ہیں' جن کے سبب آپ اس امر کے مستحق ہوئے ہیں کہ آپ کا نام محمد اور احمد رکھا جائے نہ کہ کثرت سے رب کی حمد کرنے کے سبب۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے ''شفا شریف'' میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بزرگی دی ہے کہ اپنے اسمائے حسنیٰ سے آپ کا نام رکھا ہے —— اسم احمد کا معنی یہ ہے کہ اکبر من حمد۔ جس شخص نے حمد کی ہے آپ

Marfat.com

اس سے اجل ہیں' اور آپ اس سے اجل ہیں جس کی حمد کی گئی ہے۔[1]

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات:

آپ کے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت سی خصوصیات ہیں:

☆ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار حرفوں پر آیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک اللہ کے موافق محمد ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے اس اسم جلالی کے چار حروف ہیں جیسے محمد کے چار حرف ہیں۔

☆ جس شے سے اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مکرم کیا ہے کہ آدمی کی تصویر لفظ محمد کی شکل پر لکھی گئی ہے۔

☆ لفظ محمد کی پہلی میم آدمی کا سر ہے اور

☆ حا آدمی کے دو ہاتھ ہیں' اور

☆ دوسری میم آدمی کی ناف ہے' اور

☆ دال آدمی کے دونوں پاؤں ہیں۔

شامی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حا کا باطن آدمی کے پیٹ کی مثل ہے'——اور حا کا باطن پشت کی مثل ہے' اور مجمع سر میں مخرج میم کی مثل ہے' دال کی طرف دونوں پاؤں کی مثل ہے۔

جو لوگ دخول دوزخ کے مستحق ہوں گے ان میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ دوزخ سے بچائے) مگر صورت انسانی سے مسخ کیا ہوا۔ یہ امر لفظی صورت محمد کے اکرام کی وجہ سے ہوگا۔[2]

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم شریف محمد اپنے نام مبارک محمود سے مشتق کیا ہے' یعنی نکالا ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی مدح میں کہا ہے

اعز علیہ للنبوۃ خاتم   من اللہ من نور یلوح ویشھد

''اعز نیک مرد نمایاں کردار شریف قوم' آپ کی یہ صفات ہیں آپ کی ذات میں خاتم نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور سے موجود ہے اور وہ ظاہر ہوتی ہے اور آپ کی نبوت پر گواہی دیتی ہے۔''

وضم الالہ' اسم النبی باسمہ   اذا قال فی الخمس المؤذن اشھد

''اللہ تعالیٰ نے تعظیم کی وجہ سے اپنے نام مبارک کے قرین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم شریف کو کیا ہے جس وقت موذن نماز کے پنجگانہ اوقات میں اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے ساتھ اشھد ان محمد رسول اللہ بھی کہتا ہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ   فذو العرش محمود وھذا محمد

''اور آپ کے اسم مبارک کا اپنے نام مبارک سے اشتقاق کیا ہے کہ آپ کی معظم کرے۔ چنانچہ صاحب عرش محمود

---

[1] گرامر کے مطابق اس میں لف ونشر مرتب ہے' اول حمد کی طرف راجع ہے اور ثانی محمد کی طرف۔

[2] ان دونوں خصائص میں سے ایک کو ابن مرزوق نے حکایت کیا ہے اور دوسری خصوصیت کو ابن عماد نے کتاب ''کشف الاسرار'' میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ہے اور یہ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لفظ محمد، محمود سے نکلا ہے اور یہ ظاہر ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی "تاریخ صغیر" میں علی بن زید کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوطالب یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وشق له من اسمه ليجله   فذو العرش محمود وهذا محمد

اس شعر میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوطالب کے ساتھ توارد ہوا ہے یا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کے شعر کو اپنے اشعار میں تضمین کے طور پر لے لیا ہے۔

"تاریخ خمیس" میں ہے کہ اسم شریف کے خواص سے یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کہنے سے کسی کافر کا اسلام صحیح نہیں ہوتا۔ گویا اسم محمد موقوف علیہ السلام ہے — تشہد میں ایک قوم کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لانا متعین ہوگیا ہے۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے جاری ہوئی تھی۔

☆ آدم علیہ السلام کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے جنت میں کنیت ابو محمد تھی، نہ کہ دوسرے نبیوں کے نام سے۔

☆ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضرب اور بسط کے ساتھ مرسلون کے عدد تین سو تیرہ نکلتے ہیں۔

☆ شمس نتائی نے لکھا ہے کہ جس عورت کو وضع حمل کی دشواری ہو تو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر ایک ورق پر لکھ کر اس کے جسم پر باندھ دیں، فوراً وضع حمل ہو جائے گا:

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا ہے[1]۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام اور مرسلین عظام کے عدد کے موافق آدم علیہ السلام پر عصا نازل کئے۔

حضرت آدم کا اپنے بیٹے سے خطاب:

پھر آدم علیہ السلام اپنے بیٹے شیث علیہ السلام سے متوجہ ہوئے اور یہ خطاب کیا:

"اے میرے فرزند! تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ تو اس خلافت کو تقویٰ کی عمارت سے لے اور عروۃ الوثقیٰ سے

[1] انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ابونعیم کے طریق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں وارد ہوا ہے۔ اور ابن عساکر نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

اختیار کر یعنی حق کو پکڑے رہو ہاتھ سے نہ دے ـــــ جس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کے اوّل و آخر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر۔ اس لیے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا ہے۔ حال یہ ہے کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا پھر میں نے آسمانوں کا طواف کیا۔ میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جس پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہ لکھا ہو ـــــ میرے رب نے مجھ کو جنت میں ٹھہرایا۔ میں نے جنت میں کوئی قصر نہیں دیکھا اور نہ کوئی غرفہ مگر اس پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسم لکھا دیکھا ـــــ اور میں نے حورعین کے سینوں پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا دیکھا ہے ـــــ اور جنت کے درختوں کے پتوں پر آپ کا اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا دیکھا ہے۔[1] اور درخت طوبیٰ اور درخت سدرۃ المنتہٰی کے پتوں پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔ ان حجابوں کے اطراف پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا ہے جو کہ بہشت میں ہیں[2]۔ اور اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔

اے شیث! تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی کثرت کرو اس لیے کہ ملائکہ اپنے کل ساعات میں آپ کو یاد کرتے ہیں۔"

بدا مجدہ من قبل نشاط اٰدم　　　　فاسماء ہ فی العرش من قبل تکتب

"میں آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی شے کا ذکر نہیں کرتا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی آدم علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوئی ہے۔ سو آپ کے اسمائے شریفہ عرش پر پہلے سے لکھے جاتے ہیں۔ عرش کی تخصیص اس لیے ہے کہ جس چیز پر نام لکھا جائے عرش اس سے اعظم ہے۔"

حیرت انگیز مشاہدات:

①

حسن بن عرفہ کے خبر میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے آسمان پر لے گئے۔ میں جس آسمان سے گزرا میں نے ہر آسمان پر دیکھا کہ میرا اسم محمد رسول اللہ اور میرے پیچھے ابوبکر کا اسم لکھا ہوا ہے۔

---

1. یہاں لفظ آجام واقع ہوا ہے۔ اجمہ کی جمع ہے۔ اجمہ بہت سے درخت آپس میں لپٹے ہوئے ہوں اس سے مراد جنگل ہے۔ اور اجمہ وہ نشیبی زمین جہاں پانی جمع ہو۔ اور بانس اور قلم اگیں ـــــ خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں جو بن (جنگل) ہے اور وہاں بانس کے درخت موجود ہیں ان کے پتوں پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا ہے۔

2. حجاب ان جگہوں سے مراد ہے کہ جن کے اس طرف دیکھنے والا تجاوز نہیں کر سکتا۔ اگر یہ امر ثابت ہو کہ حجاب ہیں تو ستر ہزار حجاب ہیں۔ ہر ایک حجاب میں پانسو برس کی مسافت ہے۔ یہ امر مخلوق کے اعتبار سے ہے ورنہ ذات باری تعالیٰ کے لیے کوئی حجاب مانع نہیں ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شے اس کو چھپائے ـــــ حجابوں کے بارے میں اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث صحیح نہیں پائی گئی جو مسلم شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا حجاب نور ہے۔ جیسا کہ مصنف نے اس کی تفصیل "مقصد معراج" میں بیان کی ہے۔

Marfat.com

(۲)

قدیم زمانے کے پتھر پر یہ لکھا ہوا پایا گیا —— محمدتقی مصلح امین

(۳)

ایک پتھر پر عبرانی میں خط میں یہ لکھا ہوا پایا گیا:

باسمك اللهم جاء الحق من ربك بلسان عربى مبين لااله الا الله محمدرسول الله!"

(۴)

حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اس اسم شریف کو لکھا ہے۔[1]

(۵)

بلادخراسان میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس کی ایک جبین پر لاالہ الا اللہ لکھا ہوا تھا اور دوسری جبین پر محمدرسول اللہ ۔

(۶)

بلادہند نواحی مالکین میں ایک عظیم درخت ہوتا ہے جس کا پھول سرخ رنگ ہوتا ہے۔ اس پر سپیدی سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔

(۷)

علامہ ابن مرزوق علیہ الرحمہ نے ''شرح بردہ'' میں ذکر کیا ہے ان سے عبداللہ بن صوحان نے کہا ہے کہ ہم پر ایسے حال میں تند ہوا چلی کہ ہم دریائے ہند کے کثیر پانی میں تھے۔ ہم ایک جزیرہ میں ٹھہر گئے۔ ہم نے اس جزیرہ میں ایک سرخ رنگ پھول دیکھا جس کی بو تیز تھی لیکن سونگھنے میں پاکیزہ تھی۔ اس میں سپیدی سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا —— اور ایک سپید رنگ پھول دیکھا تھا' اس پر زردی سے براۃ من الرحمن الرحیم الی جنات نعیم لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۸)

کمال ابن العدیم کی تاریخ میں علی بن عبداللہ الہاشمی الرقی سے روایت ہے کہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں ایک بڑا پھول پایا جس کی بو پاکیزہ تھی اور رنگ سیاہ تھا۔ اس پر سپید خط سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمرالفاروق لکھا ہوا تھا —— راوی نے کہا کہ مجھے اس میں شک سا ہوا کہ کسی نے اسے بنایا ہے یہ قدرتی نہیں ہے —— میں نے ایک ایسے پھول کی طرف ارادہ کیا کہ وہ کھلا نہیں تھا۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں ویسا ہی لکھا ہوا پایا جیسے کھلے ہوئے پھول میں تھا —— اس شہر میں اس قسم کے پھول کثرت سے ہیں اور اس قریہ کے لوگ پتھر پوجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتے۔[3]

---

[1] اسے محمد ابن ظفر نے کتاب ''البشر'' معمر سے انہوں نے زہری سے ذکر کیا ہے جیسا کہ شفا شریف میں ہے۔

[2] سالک مسالک الامصار سے ابوسعید المغربی نے ذکر کیا ہے۔ ابوسعید کو اس شخص نے اس پھول کی خبر دی ہے جو ہند میں داخل ہوا تھا۔

[3] راوی نے تعجب سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض حجت ان کے درخت میں ان پر گردانی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ ومن یضللہ فمالہ من ھاد ۔

Marfat.com

⑨

عبداللہ بن مالک نے کہا ہے کہ میں بلادھند میں داخل ہوا میں ایک شہر کی طرف پہنچا جس کا نام نمیلہ یا ثمیلہ ہے۔ میں نے ایک بڑا درخت دیکھا جس میں بادام کی مثل پھل آتا ہے اور اس پر پوست ہوتا ہے جس کو توڑا جائے تو ایک بڑا پتا لپٹا ہوا اس سے نکلتا ہے۔ اس پر سرخی سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ جلی خط سے لکھا ہوتا ہے — اہل ہند اس درخت سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اس کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں جس وقت کہ ان کے لیے پانی نہیں برستا ہے — اس واقعہ کو قاضی ابوالبقاء بن الضیاء نے اپنے ملک میں حکایت کیا ہے۔

⑩

اسی انداز پر اضافہ کے ساتھ امام یافعی کی کتاب ''روض الریاحین'' میں بعض علماء سے منقول ہے کہ بلاد ہند میں ایک درخت پایا گیا جس میں بادام کی مثل پھل آتا ہے' اس پر پوست آتا ہے۔ جس وقت وہ پھل توڑا جاتا ہے تو اس سے ایک سبز پتا تازہ نکلتا ہے جس میں سرخی سے لا الہ الا اللہ محمدرسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔ اور اس کی کتاب جلیل ہوتی ہے — اہل ہند اس درخت سے برکت حاصل کرتے ہیں اور پانی برسنے کے لیے وسیلہ جانتے ہیں۔

⑪

راوی نے کہا ہے کہ میں نے ابو یعقوب صیاد سے یہ بیان کیا تو ابو یعقوب نے کہا کہ میں اسے عظیم امر نہیں سمجھتا اس لیے کہ میں نے اس سے بڑا امر دیکھا ہے۔ وہ یہ کہ میں ابلہ کی نہر پر مچھلی کا شکار کھیل رہا تھا۔ میں نے ما یک مچھلی پکڑی اس کی دائیں پسلی پر لا الہ الا اللہ لکھا تھا اور بائیں پسلی پر محمد رسول اللہ تھا جب میں نے یہ عجیب بات دیکھی تو اس کی حرمت کی وجہ سے اس مچھلی کو میں نے پانی میں ڈال دیا۔

⑫

تاریخ خطیب میں عبدالرحمٰن ابن ہارون المغربی سے روایت ہے کہ میں دریائے مغرب میں سوار ہوا' ہم اس جگہ پہنچے جس کو برطون کہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ اس نے تکلہ کے سرے ایک مچھلی شکار کی' یعنی کانٹے سے مچھلی پکڑی۔ ایک بالشت کی مقدار میں تھی۔ دیکھا گیا کہ اس کے کان پر لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے اور اس کے قفا اور دوسرے کان پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اس نقش سے زیادہ ظاہر تھا جو پتھر پر ہوتا ہے۔ مچھلی سفید رنگ کی تھی اور کتابت سیاہ تھی۔ گویا وہ کتابت سیاہی سے تھی — ہم نے اس مچھلی کو دریا میں ڈال دیا۔

ابن مرزوق نے شرح قصیدہ بردہ میں ذکر کیا ہے کہ اسی قسم کی ایک مچھلی لائی گئی۔ اس کے کان کی ایک لو میں لا الہ الا اللہ اور دوسرے کان کی لو میں محمد رسول اللہ لکھا دیکھا گیا۔

⑬

ایک جماعت سے روایت ہے انھوں نے ایک زرد رنگ بطیخ پایا۔ جس میں سپیدی سے متفرق خطوط خلقی طور پر تھے۔

Marfat.com

جملہ خطوط میں ایک جانب عربی خط سے لفظ اللہ لکھا تھا اور دوسری جانب میں عزا احمد صاف خط سے لکھا تھا۔ جو شخص خط کا جاننے والا ہے وہ اس میں شک نہ کرے گا۔

⑭

۸۰۷ھ یا ۸۰۹ھ میں انگور کا ایک دانہ پایا گیا اس میں کامل خوش خطی سے سیاہ رنگ سے محمد لکھا ہوا تھا۔

⑮

ابن طغر بیگ سیاف کی کتاب ''نطق مفہوم'' میں بعض علماء سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جزیرہ میں ایک عظیم درخت دیکھا جس کے کثیر پتے پاکیزہ خوشبودار ہیں۔ پتہ کی سبزی میں سرخی اور سپیدی سے صاف اور واضح خط سے خلقی طور پر لکھا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے — ہر پتے میں تین تین سطریں ہیں — پہلی سطر لا الہ الا اللہ ہے اور دوسری سطر میں محمد رسول اللہ ہے اور تیسری سطر میں ان الدین عند اللہ الاسلام ہے۔

نبی آخر کے گمان میں جو محمد نام رکھے گئے:

عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتوں سے یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی شخص کا نام محمد نہیں رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی صیانت اس اسم شریف کے لئے تھی۔ جیسے کہ یحییٰ علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے صیانت کی تھی کہ یحییٰ علیہ السلام سے پہلے ان کا کوئی ہم نام نہیں کیا تھا۔ اس کا سر (راز) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتب متقدمہ میں آپ کا نام محمد رکھا ہے — آپ کے اس اسم شریف سے انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو اس کی بشارت دی ہے — اللہ تعالیٰ اگر آپ کا اسم شریف مخلوق کے اسماء میں مشترک فرماتا تھا تو البتہ شبہ واقع ہوتا۔

جب آپ کے ظہور کا زمانہ قریب ہوا اور اہل کتاب نے آپ کے قرب زمانہ ولادت کی بشارت دی تو لوگوں نے اپنی اولاد کا نام محمد اس امید سے رکھا کہ ہمارا ہی فرزند وہ محمد ہو۔ جس کی بشارت انبیاء کرام علیہم السلام نے دی ہے۔ واللہ اعلم حیث یجعل رسالۃ ''اللہ تعالیٰ جس جگہ اپنی رسالت گردانتا ہے اس جگہ سے زیادہ عالم ہے مخلوق کو اس کا علم نہیں ہے۔

جن لوگوں نے اپنے بیٹوں کا نام رسالت کی امید سے محمد رکھا تھا ان کو اس نام نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ اس لئے کہ ہر ایک محمد نام رسول نہیں ہے اور ہر ایک فاطمہ نام بتول نہیں ہے۔

ماکل من زار الحمی سمع اللہ   من اہلہ اہلا بذاک الزائر

''ہر ایک شخص وہ نہیں ہے جس نے کسی محفوظ مکان کی زیارت کی اسے اس مکان کے لوگوں نے یوں کہا۔ اہلا بذاک الزائر۔ عرب میں جس آنے والے کو عزیز سمجھتے تو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتے تھے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ پہلا اقتباس واللہ اعلم حیث یجعل رسالۃ کا موکد ہے۔ اس لئے کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطیہ ہے اس کے فضل سے ہے۔

جن لوگوں کے بیٹوں کا نام محمد تھا قاضی عیاض نے انہیں شفا میں گن دیا ہے۔ وہ یہ چھ حضرات ہیں:

☆ محمد ابن احیحہ ☆ محمد ابن مسلمۃ الانصاری ☆ محمد ابن البراء

Marfat.com

☆ محمد ابن مجاشع ☆ محمد ابن حمران ☆ محمد ابن خزاعی

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ان کا ساتواں شخص کوئی محمد نامی نہیں ہے...... سہیلی نے ''الروض'' میں کہا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جن لوگوں کا نام محمد رکھا گیا تھا۔ تین شخصوں کے علاوہ معروف نہیں ہوئے۔

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ جن لوگوں کا نام محمد رکھا گیا ہے' ایک جزو مفرد میں' میں نے جمع کیے ہیں۔ وہ نام بیس کی تعداد کو پہنچے ہیں—— ان میں بعض مکرر ہیں' اور بعض میں تو ہم ہے—— ان بیس میں سے پندرہ نفوس ملخص ہو سکتے ہیں۔

جن لوگوں کے اسماء محمد ہیں ان میں زیادہ مشہور محمد بن عدی بن ربیعہ التیمی السعدی ہے...... محمد بن عدی سے پوچھا گیا کہ۔

''تمہارے باپ نے دور جاہلیت میں تمہارا نام محمد کیوں کر رکھا تھا؟''

محمد بن عدی نے کہا کہ جو سوال تم نے مجھ سے کیا ہے یہی سوال میں نے اپنے باپ سے کیا تھا۔ میرے باپ نے کہا:

''بنی تمیم کے چار آدمی جن میں سے ایک میں ہوں—— سفیان بن مجاشع —— یزید بن عمرو—— اور اسامہ بن مالک اپنے گھر سے نکلے۔ ہم شام کا ارادہ رکھتے تھے۔ ہم ایک تالاب پر جو دیر کے نزدیک تھا' اترے—— راہب دیر نے اس پر سے ہم کو دیکھا اور اس نے ہم لوگوں سے کہا کہ قریب میں تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ ہم لوگ جلد اس راہب دیر کی طرف گئے اور ہم نے اس سے پوچھا' ''اس نبی کا نام کیا ہے؟'' —— راہب دیر نے کہا: ''محمد نام ہے'' —— جبکہ ہم لوگ شام سے پلٹ کے آئے تو ہم لوگوں میں سے ہر ایک کے ایک بیٹا ہوا' اس لئے اس کا نام محمد رکھا''۔

انہیں لوگوں میں سے محمد بن احیحہ —— محمد بن اسامہ بن مالک —— محمد بن البراء —— محمد بن طریف محمد ابن عتوارہ —— محمد ابن عامر بن لیث —— محمد بن الحارث بن الحدیج —— محمد بن حرماز بن مالک بن عمرو —— محمد بن حمران بن ابی حمران (ربیعہ بن ربیعہ) —— محمد بن خزاعی بن علقمہ —— محمد بن خولی الہمدانی —— محمد بن سفیان بن مجاشع —— محمد بن الیحمد الازدی —— محمد بن یزید ابن عمرو بن ربیعہ —— محمد بن سیدی —— محمد الفقیمی ہے——

ان لوگوں نے اسلام کو نہیں پایا۔ سوائے محمد بن عدی کے —— محمد بن مسلمۃ الانصاری مشہور صحابی ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے سے بیس برس زیادہ بعد پیدا ہوئے ہیں۔

احید:

بضم اوّل وکسر حاء مہملہ' پھر یا' تحتانی —— یہ شمنی علیہ الرحمہ کا قول ہے—— برہان نے اسے فتح الف اور سکون حائے حطی وفتح یائے تحتانی سے ضبط کیا ہے۔ مصنف نے کہا ہے کہ میں نے اسے شفا کے بعض معتمد نسخوں میں پایا ہے' اور علماء کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ اس لئے کہ آپ اپنی امت کو آتش دوزخ سے پھیریں گے۔

مقتضی میں شمنی نے کہا ہے کہ یہ اسم غیر عربی ہے—— ایک نسخہ میں بفتح ہمزہ وکسر حاو سکون یائے تحتانی (حاد یحید سے) ہے۔ جس وقت ایک شے سے مائل ہو اور عدول کرے۔ چنانچہ یہ عربی ہے—— اگرچہ توافق الالغات سے نہیں ہے۔——

Marfat.com

ماوردی نے اسے اس کی تفسیر میں الف کے مدٗ اور حا کے کسرہ سے ضبط کیا ہے۔

امام نووی نے اپنی کتاب ''تہذیب الاسماء'' اور لغات میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''میرا نام قرآن مجید میں محمد ہے—— انجیل میں احمد ہے—— اور تورات میں احید ہے——

میرا نام احید اس لئے رکھا گیا ہے کہ میں اپنی شفاعت سے اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع کر دوں گا''۔

یا یہ ہے کہ آپ اپنی امت کو دوزخ سے دور کریں گے یا یہ معنی ہے کہ طریق باطل سے دور کریں گے اور اپنی امت کو سبیل حق کی طرف پھیریں گے۔

الآخذبالحجزات:

آخذ کی اضافت حجزات کی طرف ہے۔ آخذ اسم فاعل آخذ سے ہے۔ اس کا معنی لینے والا یا پکڑنے والا—— شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: **انما مثلی و مثل امتی کمثل رجل استوقد نارا فجعلت الدواب والفراش والجناوب یقعن فیھا وھویذ بھن عنھا وانا اخذ بحجز کم وانتم تقتحمون فیھا حجزہ**

''وہ بند کی جگہ ہے جہاں پاجامہ کا کمر بند باندھتے ہیں—— آپ فرماتے ہیں کہ تم لوگ آتش دوزخ میں گرتے ہو اور میں تمہارے کولہوں کو پکڑ کے آتش دوزخ سے روکتا ہوں تا کہ تم دوزخ میں نہ گرو''۔

آخذ الصدقات :

آپ مستطیع لوگوں سے صدقہ لیتے اور محتاجوں کو دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

خذ من اموالھم صدقۃ ...... جو لوگ غزوہ تبوک کو نہیں گئے اور رہ گئے تھے' اگرچہ یہ آیت ان کے حق میں ہے۔ اور انطوع کے اس صدقہ میں نازل ہوئی ہے جو ان کی توبہ کے پورا کرنے کے لئے تھا۔ لیکن ان کے سوا عام لوگوں اور زکوٰۃ مفروضہ کو شامل ہے۔ اس لئے زکوٰۃ نہ دینے والوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے مگر ان لوگوں کو جن کی نماز ہمارے لئے سکون ہے۔

الآخر :

آپ انبیاء سے آخر آئے ہیں۔ شارح نے کہا ہے کہ آپ کا اسم مبارک ''آخر'' انجیل میں ہے—— شامی میں ہے کہ اس اسم کا غیر ''اخراجا'' ہے اس کا معنی آخر الانبیاء ہے۔

ابن ابی شیبہ نے مصعب بن سعد اور انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اوّل جو شخص جنت کے دروازہ کے حلقہ کو پکڑے گا اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائیگا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر تورات کی ایک آیت پڑھی اخرایا قلدما یا الاولون والاخرون—— راوی کا یہ کہنا ہے' کہ اسم مبارک انجیل میں ہے یہ بات تورات کے

Marfat.com

مخالف ہے۔

الاحشی للہ :

آپ اللہ تعالیٰ سے سب مخلوق سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

اذان خیر :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اذن خیر لکم —— ابن عطیہ نے کہا ہے کہ خیر اور حق کے سوا اور کچھ نہ سننے والے۔

ارجح الناس عقلا :

ابونیم نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اکہتر (۷۱) کتابیں پڑھیں۔ جمیع کتابوں میں یہ پایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے وجود دنیا سے اس کے اخیر تک جمیع مخلوق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل کے مقابلہ میں عقل نہیں دی مگر ایک دانہ ریت کی مثل جو دنیا کی تمام ریت سے ہو۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقل میں کل آدمیوں سے ارجح ہیں۔

ابن ابی حاتم وغیرہ کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کنت اوّل الانبیاء خلقا و اخرھم بعثا اوّل اور آخر دونوں اسم اسمائے حسنیٰ الٰہی سے ہیں۔

ارحم الناس بالعباد:

آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ کل آدمیوں سے رحمت میں اکثر ہیں خواہ وہ بندے مومن ہوں یا کافر —— شامی میں ارحم الناس بالعیال واقع ہے۔ یعنی آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رحم والے تھے —— پہلا معنی عام ہے اور دوسرا خاص۔

الازھر:

آپ کا چہرہ مبارک گورا' سفید رنگ' چمکدار تھا —— امام نووی نے کہا ہے کہ اس کا معنی ابیض مستنیر ہے یعنی نور کی طرح چمکتی ہوئی سپیدی۔ یہ معنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کا ہے' کان ابیض۔

الاصدق فی اللہ:

اصدق کا معنی اثبت اور اقوی ہے —— آپ سے زیادہ ثابت قدم اور حق پر کوئی قوی نہ تھا اور نہ ہوگا۔ آپ کا یہ نام مبارک اس قبیل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان میں فرمایا ہے: ومن اصدق من اللہ قیلا ۔

اطیب الناس ریحا:

خوشبو میں آپ دوسروں سے شدید تھے۔ اس لیے کہ آپ کا عرق خوشبو میں مشک سے اطیب تھا۔ آپ کے بعض اسماء سے اطیب ہے —— بلا اضافت کہا گیا ہے کہ اس کا معنی افضل اور اشراف ہے۔

Marfat.com

الاعز:

آپ بہت عزت والے تھے۔ اس کا معنی غلبہ اور قوت ہے۔

الاعلیٰ:

علو میں آپ اکثر تھے۔ یعنی غیر پر رفعت میں آپ زیادہ تھے۔

الاعلم باللہ:

آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات اور جو اوصاف کہ اس کے لیے واجب ہیں' کل مخلوق سے زیادہ عالم تھے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: **انا اتقکم واعلمکم باللہ** اسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔۔۔۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: **انا اتقکم للہ واعلمکم بحدود اللہ** ۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اکثر الناس تبعا:

مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ یعنی آپ کے تابعین جملہ انبیا سے اکثر ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہے: **انا اکثر الانبیا تبعا یوم القیمۃ**۔۔۔۔ آپ نے بھی فرمایا ہے کہ

"بعض انبیاء سے وہ نبی ہوگا جس کے ساتھ اس کی امت کا ایک ہی تصدیق کرنے والا ہوگا۔"

ان دونوں حدیثوں کو امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

الاکرم:

آپ اپنے غیر کے مقابل کثرت کرم سے متصف تھے۔ آپ کا یہ اسم مبارک اس قبیل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام مبارک رکھا ہے وہ یہ ہے: **اقراء وربك الاکرم**۔۔۔۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے **ان اکرم الاولین والا خرین علی اللہ ولا فخر**۔۔۔۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

اکرم الناس' اکرم ولد آدم:

اکرم کا معنی کرم کی صفت میں اپنے غیر سے زیادہ۔۔۔۔ آپ آدم علیہ السلام کی اولاد سے زیادہ مکرم ہیں۔۔۔۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: **ان اکرم ولد ادم**۔۔۔۔ یعنی میں انبیاء اور انبیا کے سوا جو لوگ اولاد آدم علیہ السلام سے ہیں ان سے زیادہ مکرم ہوں۔۔۔۔ اس اسم کے ساتھ آپ کا نام ہونے کی یہ دلیل ہے۔

المص' الم' المر:

یہ تینوں اسمائے مبارک ابن دحیہ نے ذکر کیے ہیں۔۔۔۔ شامی نے کہا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ یہ اسماء اسمائے الٰہیہ سے ہیں۔۔۔۔ ابن دحیہ نے جو کہا ہے اگر صحیح ہے تو یہ اسماء اس قبیل سے ہوں گے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رکھا ہے۔

Marfat.com

امام الخیر امام المتقین:

متقین وہ لوگ جو آپ کی اقتدا کرتے ہیں اور آپ کی سیرت اور سنت کا اتباع کرتے ہیں۔ متقی کی جمع ہے —— متقی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو شرک سے بچائے —— اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرے —— مخالفات دینی سے بچے —— ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ان دونوں اسماء سے موقوف حدیث میں آیا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اذا علیتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فاحسنو الصلوٰۃ علیه فانکم لا تذرون لعل ذلك یعرض علیه

لوگوں نے کہا کہ ہمیں اس کی تعلیم فرمائیں۔ فرمایا "یوں پڑھو":

اللھم اجعل صلواتك و رحمتك و برکاتك علی سید المرسلین و امام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدك ورسولك امام الخیر و قائدالخیر و رسول الرحمته اللھم ابعثه المقام المحمود الذی یغبط فیه الاولون والاخرون

امام المرسلین امام النبیین:

ترمذی نے ابی ابن کعب سے مرفوعا روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے:

اذا کان یوم القیٰمة کنت امام النبیین و خطیبهم وصاحب شفا عتهم غیرفخر

"جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام خطیب اور شفیع ہوں گا۔ یہ حقیقت ہے اس میں فخر کی کوئی بات نہیں۔"

الامام:

آپ کے ساتھ لوگ اقتدا کرتے ہیں۔ اور آپ کے قول اور فعل کی طرف رجوع کرتے ہیں' اس لیے آپ کا اسم مبارک "امام" ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی مدح میں کہا ہے:

امام لهم یهد یهم الحق جاهدا　　　معلم صدق ان یطیعون اهتدوا

"آپ مخلوق کے امام ہیں' مخلوق کو ایسے حال میں حق کی ہدایت فرماتے ہیں کہ آپ ہدایت کے لیے کوشش کرنے والے ہیں —— آپ معلم صدق ہیں اگر لوگوں نے آپ کی اطاعت کی تو انہوں نے ہدایت پائی گراہی سے بچ گئے۔"

لغت میں امام کا معنی یہ ہے کہ جس کے ساتھ خیر وغیر میں اقتدار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **انی جاعلك للناس اماما** —— یہ وحدت کی حالت میں ہے اور جمع کی حالت میں **وجعلنا للمتقین اماماً** .

الآمر ونواهي:

امر اور نہی سے دونوں لفظ اسم فاعل ہیں —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **یا مرهم بالمعروف وینها هم عن المنکر** .

Marfat.com

امر و نہی آپ کے حق میں فرض عین ہیں اور آپ کے غیر کے حق میں فرض کفایہ ہے۔

غرفی نے کہا ہے اگرچہ یہ وصف حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' لیکن چونکہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں' تو اس لیے آپ کی طرف امر اور نہی کی اضافت اس لیے کی گئی ہے کہ آپ آمر اور ناہی کا مشاہدہ کرتے ہیں ——اور آپ دلیل سے جانتے ہیں کہ یہ واسطہ ہے۔اور اس شخص سے نقل ہے جس کے لی درحقیقت یہ وصف ہے۔قرآن پاک میں ہے:

ماآتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا

الاسمن:

بوزن صاحب بمعنی خالص۔تقی۔شریف—— اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت میں ان صفات سے متصف کیا ہے: واللہ یعصمک من الناس یوم لا تخذی اللہ النبی

امنۃ اصحابہ:

آپ اپنے اصحاب کے لیے امن اور طمانیت کا سبب ہیں۔ یہ لفظ امن البلد سے لیا گیا ہے۔جس وقت اہل شہر' شہر میں اطمینان پاتے ہیں تو یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔بیہقی علیہ الرحمہ نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا:

النجوم امنۃ فاذ اذھبت النجوم اتی السماء ما توعدون وانا امنۃ لاصحابی فاذ اذھبت اتی اصحابی مایوعدون و اصحابی امنۃ لامتی فاذ اذھبت اصحابی اتی امتی مایوعدون

شامی نے کہا ہے کہ لفظ امنۃ بفتح ہمزہ اور ضم ہمزہ اور فتح میم ہے—— اس کا معنی وہ شخص ہے جو وافر الامنیۃ ہو' اور ہر ایک شے پر امین کیا جائے—— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اس لفظ سے اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی پر امین کیا ہے——یا آپ کو آپ کے اصحاب پر محافظ کیا ہے کہ وہ بدعت سے محفوظ رہیں' اور انہیں فتنوں سے امن ہو —— یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے جو آپ نے فرمایا ہے:

اذا ارادہ اللہ رحمۃ امۃ قبض نبیھا قبلھا

اس احتمال سے منافی نہیں ہے کہ آپ کی ذات مبارک کے سبب مسخ' خسف اور اس کی مثل انواع عذاب اور ان فتنوں سے جن کا وعدہ ان کے درمیان کیا گیا تھا' کل اصحاب اس کے بعد امن میں تھے۔ کہ ان فتنوں کا دروازہ آپ کے وجود کے سبب بند ہوا تھا۔

الامین:

اس اسم شریف کو ابن فارس نے ذکر کیا ہے۔آپ کا نام اس کے ساتھ اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ حافظ وحی ہیں اور طاعت الٰہی پر قوی ہیں۔فعیل بمعنی داعل ہے۔امام مسلم علیہ الرحمہ نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آپ

Marfat.com

نے فرمایا ہے:

الا تامنونی وانا امین من فی السماء یاتینی خیر من السماء صباحاً و مساًء

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین ۔ مطاع ثم امین** —— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اکثر مفسرین کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ اس جگہ رسول سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا نام آپ کی کم عمری میں اس لیے امین تھا کہ آپ باوفا' صادق القول اور قاذورات اور پلیدیوں سے پاک تھے —— ''بنائے کعبہ'' کے زیر عنوان جلد اوّل میں آچکا ہے کہ قریش نے اس وقت یہ کہا تھا:

ھذا الامین رضینا

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی شان میں کہا ہے۔

امین محب للعباد مسوم بخاتم رب قاھر للخواتم

'' آپ امین ہیں اور رب قاہر کی خاتم سے خاتموں کے لیے علامت کئے گئے ہیں۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

امین بمعنی مامون فعیل بمعنی مفعول ہے۔ اور یہ لفظ ایتمان سے ہے اس کا معنی استحفاظ اور وثوق بالامنۃ ہے —— آپ کا نام امین اس لیے ہوا کہ:

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی پر امین کیا'
☆ اپنے اور اپنے خلق کے درمیان آپ کو واسطہ ٹھہرایا'
☆ اس امانت سے جو خیانت کی ضد ہے' صلہ وافر پہنایا'
☆ اس صدق کا تاج جو امانت کے فاخرہ موتیوں سے مرصع ہے' آپ کے سر مبارک پر رکھا۔

اُلامّی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **الذین یتبعون الرسول النبی الامی** —— امی وہ کہ نہ لکھ سکے۔ نہ پڑھ سکے جیسا کہ حدیث میں ہے: **انا امہ امیۃ لانحسب ولانکتب ۔**

والدہ کی طرف منسوب' گویا آپ اپنی اس حالت پر ہیں جس حالت میں آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنا ہے —— امیت آپ کے حق میں معجزہ ہے اور آپ کے غیر کے حق میں معجزہ نہیں ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے آپ کا وصف اُمیت سے کیا یا امیت کی مثل ایسے لفظ سے کیا جس سے ایذا مقصود ہو۔ اگر واصف نے اس لفظ سے آپ کی تعظیم اور آپ کی نبوت پر دلالت کی غرض سے ارادہ کیا ہے تو وہ حسن ہے' پسندیدہ ہے —— اور جس شخص نے غیر تعظیم وغیرہ کے ارادہ سے کہا ہو'اس لفظ سے اس کا ارادہ برا جانا جائے گا تو وہ سب کرنے والوں سے لاحق ہوگا۔

بعض علماء نے آپ کا نام امی بفتح ہمزہ بھی کہا ہے۔ اس کی قرأت بھی ہوئی ہے —— ابن عطیہ نے کہا ہے کہ یہ لفظ ام کی

Marfat.com

طرف منسوب ہے۔ قصد کے معنی میں یعنی یہ نبی لوگوں کا مقصود ہے۔ اور آپ ان لوگوں کے ارادہ کی جگہ ہیں—— لوگ آپ کی طرف اپنے افعال اور شرع کے ساتھ ارادہ کرتے ہیں۔ اس صورت پر دوسرا اسم ہوگا اور ابن جنی نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ لفظ بمعنی اُمی غیر تغیر نسبت کے ہے۔ لہٰذا یہ دوسرا لغت ہوگا نہ اسم۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ آپ کا وصف کیا ہے۔ اس وصف سے اس امر پر تنبیہ کی ہے کہ آپ کا کمال علم امیت کے ساتھ معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے—— اُمی آپ کے اخص اسماء سے ہے۔ یعنی یہ اسم ان اسماء سے ہے کہ ان کا اختصاص آپ کے ساتھ اپنے غیر سے اظہر ہے۔ اس لئے کہ اُمیت اگرچہ لوگوں میں کثرت سے ہے لیکن اور لوگوں میں غیر معجزہ ہے' جبکہ آپ کی ذات میں معجزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وماکنت تدری مالکتاب ۔ اس سے پہلے کہ آپ کی طرف وحی کی جائے' آپ نہیں جانتے تھے کہ قرآن کیا شے ہے؟ وما الایمان اور آپ نہیں جانتے تھے کہ ایمان کیا شے ہے؟—— یعنی اس کے شرائع اور علامات کا وحی سے پہلے آپ کو علم نہ تھا—— ولکن جعلناہ یعنی روح کو یا کتاب کو—— نورانھدی بہ من نشاء من عبادنا—— نور گردانا ہے اس نور کے ساتھ۔ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں——

اس کے ساتھ آپ کی امیت پر استدلال کیا ہے کہ آپ کو وحی کے سبب کتابت اور قرأت سے بے فکری ہے۔ اس لیے کہ کتابت اور قرأت دونوں کے ساتھ معارف اور علوم کی طرف توصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ جو شے اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے وہ آپ کو پڑھاتا ہے[1]—— اور اللہ تعالیٰ کے قلموں نے علیت کی قسم سے جو شے الواح قدس اقدسیہ میں لکھی ہے' اس کے سبب آپ کو اس شے سے بے نیاز کرتا ہے جو مخلوق لکھتی ہے—— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس وقت قرات اور کتابت سے معرفت مطلوب ہے اور قرأت اور کتابت یہ دونوں ایسے آلہ اور واسطہ ہیں جو معرفت کی طرف پہنچانے والے ہیں۔ چنانچہ جس وقت ثمرہ اور مطلوب حاصل ہوگیا تو واسطہ سے اس ثمرہ نے بے نیاز کردیا—— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عظمیٰ معجزہ قرآن مجید ہے' مگر معارف اور علوم کے طریقہ سے متعلقہ اس بخشش اور فضل کے ساتھ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کے مثل کا وجود اس شخص سے' جس نے نہیں پڑھا اور نہیں لکھا اور سبق نہیں پڑھا اور آپس میں مذاکرہ نہیں کیا اور اس کو تلقین نہیں کی گئی' تعجب کا مقتضی ہے۔ اور انتہا درجہ کی عبرت ہے اور بشیر کا معجزہ ہے۔

انعم اللہ:

بفتح ہمزہ وضم عین—— نعمت کی جمع ہے۔ اصل میں اس کا معنی احسان ہے۔ آپ کا نام اس کے ساتھ اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر نعمت ہیں—— اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندوں کے لیے رحمت بنا کے بھیجا ہے اور آپ کے وجود باوجود کی وجہ سے اللہ کے بندوں کو کثیر نعمتیں حاصل ہوئی ہیں—— انہیں نعمتوں سے اسلام ہے اور کفر سے چھڑانا ہے' اور خسف سے امن ہے۔

---

[1] اپنے ہاتھ سے لکھنے کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لکھنے کے لیے حکم دیا۔ لکھنے والا تو قلم ہے یا قضا وقدر ہیں۔

Marfat.com

الاوّل :

آپ کا اسم شریف اوّل اس لیے ہے کہ خلقت میں کل انبیاء سے آپ اوّل ہیں جس طرح آپ پیدا ہونے میں کل انبیاء اور مخلوق سے اوّل ہیں' عود میں بھی سب سے اوّل ہیں۔

☆ آپ اوّل وہ ہیں جس سے زمین شق ہوگی۔ یعنی آپ قبر انور سے تمام انبیائے کرام اور تمام مخلوق سے جو حشر کے لیے قبروں سے نکلیں گے' اوّل نکلیں گے۔

☆ آپ اوّل ان لوگوں کے ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے۔

☆ آپ سب سے اوّل شفاعت کرنے والے اور مشفع ہیں (یعنی مقبول الشفاعته اور ماذون الشفاعة ہیں)

☆ جیسے کہ عالم ذر میں اوّل پیدائش میں اوّل جواب دینے والے تھے —— اس لیے آپ اوّل وہ ہیں جنہوں نے الست بربکم کے جواب میں لفظ بلٰی اور انت ربنا کہا تھا۔ جس وقت آپ کے رب نے آدم علیہ السلام کی اولاد سے وعدہ لیا تھا۔ اور اولاد آدم علیہ السلام کو ان کے نفسوں پر گواہ کر کے فرمایا تھا: الست بربکم —— لہٰذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان تمام امور میں علی الاطلاق اوّل ہیں۔

اوّل شافع:

آپ امت کے لیے اوّل شفاعت کرنے والے ہیں۔

اوّل المسلمین:

آپ کے ساتھ اسلام میں اقتداء کی جاتی ہے' اسے عرفی نے ذکر کیا ہے۔ یعنی آپ اس امت کے پہلے مسلمان ہیں یہ نام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: وانا اوّل المسلمین سے اخذ کیا گیا ہے۔

اوّل مشفع:

سب سے پہلے آپ شفاعت کریں گے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی —— شفاعت کا معنی گنہگاروں کی بخشش اور ان کے بارے میں تجاوز کا سوال' اور فصل قضا اور اس کی مثل۔

اوّل المؤمنین:

آپ وہ اوّل ہیں کہ آپ کے ساتھ ایمان میں اقتداء کی گئی ہے۔

اوّل من تنشق عنه الارض:

آپ تمام مخلوق سے پہلے اٹھائے جائیں گے۔ شارح زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مصنف نے حرف الف میں آپ کے پینتالیس (۴۵) اسمائے مبارک ذکر کیے ہیں —— ان میں سے پانچ اسم اسمائے الٰہی سے ہیں —— شامی نے اور اسماء زیادہ کیے ہیں۔ ان میں سے پانچ اسم اسمائے الٰہی سے ہیں۔ شامی نے اور اسما زیادہ کیے ہیں وہ الابلج ہے با اور جیم سے اس کا

Marfat.com

معنی ابیض ہے۔

الاتقی - الاجل:

اجیر بہ جیم آپ کا نام اس لیے ہے کہ اپنی امت کو دوزخ سے چھڑائیں گے۔ اسے عزفی نے ذکر کیا ہے۔ بعض صحیفے جو آسمان سے اترے ہیں' ان سے نقل کیا ہے۔۔۔ شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے عزفی کے غیر سے اس اسم کو نہیں دیکھا اور میں خوف کرتا ہوں کہ احید سے اس کی تصحیف ہوئی ہو۔۔۔ احاد بضم ہمزہ اس عدد کا اسم ہے جو واحد سے معدول ہے۔ واحد نام اس لیے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متعدد امور میں واحد ہیں۔ جیسے کہ آپ کی سیادت آپ کے سوا لوگوں پر ہے۔ اور آپ انبیاء کے خاتم ہیں اور آپ کی شریعت اکمل الشرائع (دیگر شریعتوں سے مکمل ترین) ہے۔ اور آپ اپنے خصائص میں واحد ہیں' وہ خصائص آپ کے غیر کے لیے نہیں ہیں۔

الاحشم:

بہ حائے مہملہ و معجمہ وقار میں لوگوں سے اکثر اخوایا کو ضبط نہیں کیا ہے مگر اس کا رسم الخط ایسا ہی ہے۔۔۔ شارح علیہ الرحمہ نے اس کی تفصیل آگے کردی ہے۔ (اخو ناح) صحیح الاسلام

الاعج' لادوم:

بوزن افعل' یہ مداومت سے لیا گیا ہے۔۔۔ آپ اپنے رب کی طاعت ہمیشہ کرتے تھے۔

الارجح:

آپ علم اور فضل میں غیر سے زائد ہیں۔

الارحم:

بلااضافت (الازج) خمیدہ ابرو' کمان کی مثل

الازکی:

عالمین سے زیادہ طاہر۔

الاسد:

بہ فتح ہمزہ اور سین اور تشدید دال مہملہ۔۔۔ یہ لفظ سدایہ سے ہے۔ اس کا معنی استقامت' الاشدحیاء من العذرانی حذرھا۔ یعنی جو کنواری لڑکی اپنے پردہ میں رہتی ہے وہ حیا میں مشہور ہوتی ہے۔۔۔ آپ حیا میں اس کنواری لڑکی سے زیادہ تھے۔

الاشنب:

یہ لفظ شنب سے نکلا ہے۔ اس کا معنی دانتوں اور دانتوں کی آبداری کی رقت ہے۔۔۔ آپ کے دندان مبارک نہایت

Marfat.com

بارونق اور نہایت آب دار تھے —— اس کا معنی رقت اور غدوبت بھی ہے۔

اصدق الناس لھجۃ' الاطیب' الاعظم' الاغر:

یہ غین معجمہ اس کا معنی شریف اور کریم ہے —— افصح العرب ایسا ہی اس حدیث میں وارد ہوا ہے جسے علمائے احادیث غریب نے اس لفظ سے ذکر کیا ہے —— ابن اثیر' شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند پر ہم واقف نہیں ہوئے۔

الاکلیل:

بمعنی تاج —— آپ کا یہ نام اس لیے ہے کہ آپ انبیاء کرائے علیھم کا تاج ہیں اور اصفیاء کے سردار ہیں —— آپ کے شرف اور آپ کے علو کی وجہ سے یہ نام ہے —— آپ کی رسالت انبیاء کی رسالت پر محیط اور شامل ہے۔ جیسے تاج کا نام اکلیل رکھا گیا ہے کہ تمام سر کا احاطہ کرتا ہے۔

الامجد:

یہ لفظ مجد سے ہے۔ اس کا معنی ہے شرف۔

امام العالمین:

یہ فتح لام عالم کی جمع ہے۔

امام العاملین:

عامل کی جمع ہے۔ اس سے مراد عبادت گزار ہیں —— آپ عابدوں کے امام ہیں۔

امام الناس:

تمام انسانوں میں جو مسلمان ہیں' آپ ان کے امام ہیں۔

الامان' الامۃ :

ان الفاظ کے معانی پہلے آ چکے ہیں۔

الامۃ :

اس کا معنی یہ ہے کہ آپ خیر کے لیے جامع ہیں' لوگ آپ کی اقتداء کرتے ہیں —— آپ مخلوق کو خیر کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ معلم خیر ہیں۔

الم' المر' المعی:

الامی یہ فتح ہمزہ اس وجہ سے کہ یہ اسم ہے نہ مفہوم میں لغت (انفس العرب' اوفی' الناس' ذماماً) —— آپ حرمت

Marfat.com

میں لوگوں سے زیادہ ہیں۔

الانور المتجرد:

بہ فتح رائے متجرد اس کا معنی ہے مشرق' یہ لفظ اشراق سے ہے۔ آپ کے بدن مبارک کا جو حصہ دکھائی دیتا تھا وہ نورانی اور چمک دار تھا۔ اس پر بال نہیں تھے۔

الاوّاہ:

بہ تشدید واؤ (الاوسط)۔ اس کا معنی عادل ہے —— یا یہ معنی ہے کہ ہر ایک شی سے برگزیدہ اور چنے ہوئے —— آپ کی مدح میں شاعر نے کہا ہے

یااوسط الناس طرافی مفاخرھم　　　واکرم الناس امًّا برّۃً وابًا

''اے جمیع آدمیوں سے برگزیدہ! ان کے مفاخر میں اور اکرم الناس' ماں باپ کی وجہ سے نیکی اور خیر میں۔''

الاولیٰ:

اے بالمؤمنین من انفسھم —— یعنی آپ دینی اور دنیاوی امور میں ہر شے سے تمام مومنین سے ان کی جانوں سے اولیٰ ہیں۔

اول المرسل' آیۃ اللہ:

ابن المنذر نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں روایت کی ہے: سنریھم اٰیاتنا فی الافاق حتی یتبین انہ الحق کہ آیت الٰہی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں' اس لیے کہ آپ ظاہری علامت ہیں۔

حرف الباء

سردار انبیاء کے وہ اسمائے مبارک جو حرف ''ب'' سے شروع ہوتے ہیں

البر:

بہ فتح باموحدہ براسم فاعل ہے۔ اس کا معنی احسان اور طاعت اور صدق ہے —— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: بر حسن خلق ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ بر سے افضل تین چیزیں ہیں:

- ☆ غضب میں صدق کہنا۔
- ☆ عسرت کی حالت میں جود کرنا۔
- ☆ قدرت کے وقت عفو کرنا۔

بر اسمائے الٰہیہ سے ہے۔ اس کا معنی احسان میں مبالغہ کرنے والا ہے اور جس امر میں اس نے وعدہ کیا ہے وہ اس میں صادق ہے۔

Marfat.com

البارقلیط' فارقلیط:

آپ کا اسم شریف بارقلیط اور فارقلیط یائے موحدہ سے اور بدل با کے' فائے را اور قاف کے فتح کے ساتھ'اس کے بعد لامسکورہ ہے—— پھر یائے تحتانی مکسورہ ساکنہ پھر طائے مطبقہ—— اورسکون را سے قاف کے فتح کے ساتھ'اس کے بعد لام مکسورہ ہے۔ اور فتح را سے قاف کے سکون کے ساتھ اور را کے کسرہ سے قاف کے سکون کے ساتھ' مقتضی میں کہا ہے کہ یہ صحیح ہے—— اور شامی نے اس کے ساتھ قطعی طور سے کہا ہے۔

آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم یوحنا کی انجیل میں واقع ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تابعین سے ہے اور نبی نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ جیسا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور وہی صحیح ہے۔

صاحب الخمیس نے ''منتقی'' سے نقل کیا ہے کہ آپ کا یہ اسم شریف انجیل یوحنا میں واقع ہے اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانے میں دعوت کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار حواریوں کی ہے:

☆ متی ☆ یوحنا ☆ قیصر ☆ لوقا

ان چاروں حواریوں میں سے ہر ایک نے اس عبارت سے کلام کیا ہے جو ان لوگوں کے مناسب تھی۔ جنہوں نے ان کی دعوت کا اتباع کیا تھا—— اس لیے چاروں انجیلیں شدید اختلاف کے باعث مختلف ہوگئی ہیں۔

اس اسم شریف کا معنی روح الحق ہے۔ اس لیے کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ قائم ہیں' جیسے کہ روح کا قیام حیوانات کے ساتھ ہے۔ اگر روح حیوان سے جدا ہوتی ہے تو حیوان مرجاتا ہے—— اس اسم کے دیگر معانی یہ ہیں:

☆ وہ شخص جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرے—— (ثعلب)

☆ عامل حق ☆ حماد ☆ مخلص—— (تقی الشمنی)

ابن اثیر کی کتاب ''نہایہ'' میں آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں کتب قدیمہ کے مطابق پار قلیحا ہے۔ یا مشوبہ بفا اور اس کے آخر میں الف مقصورہ ہے—— پھر یہ لفظ یا سے فا کے ساتھ معرب کیا گیا ہے' اور اس کے آخر سے الف حذف کردیا گیا ہے۔ جیسا کہ دوانی نے کہا ہے—— دوانی کا یہ قول ابو عبید البکری کے معنی میں ہے کہ یائے موحدہ سے غیر صاف ہے—— کتب سابقہ میں ہے کہ اس کا معنی ''حق اور باطل کے درمیان فرق کریں گے'' ہے—— دوانی کا بیان ہے کہ اس کا معنی اس ولایت کا مظہر ہے جو باطن نبوت ہے—— ابن اثیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس معنی اسم سے یہ حدیث ہے:

محمد فرق بين الناس يعنى

''آپ مومنوں اور کافروں کے درمیان فرق کریں گے' مومن آپ کی تصدیق کریں گے۔ کافر آپ کو جھٹلائیں گے۔''

الباطن:

آپ کا اسم شریف باطن اس لیے ہے کہ آپ بواطن امور پر اس وحی کے ذریعے ہے' جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجی

Marfat.com

ہے مطلع ہیں ــــــ اور یہ اسم اسمائے حسنیٰ الٰہی سے ہے۔

البرھان:

برھان اسم الٰہیہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یا ایھاالناس قدجاکم برھان من ربکم ــــــ اس کے دیگر معانی میں یہ کہا گیا ہے:

☆ برھان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

☆ برھان آپ کے معجزات ہیں۔

☆ برھان قرآن مجید ہے' جو آپ کے جلیل ترین معجزات سے ہے۔

ہر طریق پر جو معانی بیان کئے گئے ہیں' آپ کا اسم شریف صحیح ہے۔ یہ مخفی نہیں ہے۔

ابن ابی حاتم نے سفیان بن عینیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ **لقد جاء کم برھان من ربکم** میں کہا ہے کہ برھان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ برھان لغت میں بمعنی حجت ہے۔ برھان کا معنی یہ بھی ہے کہ ''حجت روشن واضح ہے کہ کامل یقین دلاتی ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو معنوں سے حجت ہیں:

☆ ایک یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی خلق پر حجت ہیں۔

☆ دوسرا معنی یہ ہے کہ آپ روشن او واضح حجت ہیں۔ اس شے کے لیے جو ان آیات اور معجزات سے ہے کہ وہ آیات اور معجزات آپ کے صدق پر دلالت کرتے ہیں۔

البشر:

اس کا معنی انسان ہے' اس لیے کہ اس کا بشرہ ظاہر ہے۔ یعنی اس کا پوست بالوں سے پاک اور صاف ہے جبکہ دیگر حیوانات کی جلدیں بالوں سے چھپی رہتی ہیں ــــــ آپ کا نام بشر اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ **اعظم البشر** ہیں اور ان سے افضل ہیں۔ جیسا کہ اس کے ساتھ آپ کا نام رکھا گیا ہے۔ یہ تسمیہ خاص اسم عام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **قل انما انا بشر مثلکم**۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد پر اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ تمام انسان بشریت میں مساوی ہیں۔ انسانیت میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے' اور ان صفات کی وجہ فضیلت نہیں رکھتے جن کے ساتھ وہ مختص ہیں۔ وہ صفات معارف جلیلہ ہیں ــــــ اس لیے اس کے بعد یہ فرمایا **یوحی الی**۔ اس سے اس جہت پر تنبیہ ہے جس سے آپ کو تمام انسانوں پر فضل عظیم حاصل ہوا ہے ــــــ اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے آپ کو تم لوگوں میں ممتاز کیا' اور تمہارے درمیان سے وحی اور رسالت کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا۔

بشری عیسیٰ:

بشری بشارت سے ہے۔ اس کا معنی ہے ''وہ خیر جو عام ہو'' آپ کی بشارت اللہ کریم کے اس ارشاد میں ہے:

Marfat.com

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

اور مستدرک میں مرفوع روایت میں آپ نے فرمایا:

انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشری عیسیٰ

جن انبیائے کرام کی بشارت دی گئی ہے وہ پانچ ہیں:

☆ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم:

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ☆ حضرت اسحاق علیہ السلام

☆ حضرت یعقوب علیہ السلام ☆ حضرت یحییٰ علیہ السلام

البشیر:

اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی ہے "بشارت دینے والا" —— ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا ارسلنک بالحق بشیرا "ہم نے آپ کو بھیجا حق کی بشارت دینے والا۔"

البصیر:

بصیر کا معنی ہے دیکھنے والا' جاننے والا —— سبکی علیہ الرحمہ نے اس آیت شریفہ انہ ھو السمیع البصیر کی تفسیر میں کہا ہے۔ اس میں ضمیر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف رجوع کرنے والا ہے —— اس کا معنی آپ کی تعریف ان دونوں لفظوں سے ہے کہ آپ سمع اور بصر میں کامل ہیں —— وہ آیات جو خاص آپ کو دکھائی جاتی ہیں' آپ ان کو سمع اور بصر سے پاتے ہیں۔ اس لیے آپ کا وصف سمیع اور بصیر سے کیا گیا ہے —— اور آپ نذیر ہیں۔ لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں۔ ڈرانا عقل سے تعلق رکھتا ہے۔ سننا (سمع) اور دیکھنا (بصر) دونوں ان اعظم الحواس سے ہیں جو عقل کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اس لیے کہ ڈرانے اور استدلال میں کوئی شے عقل سے اکمل نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ:

☆ آپ اللہ تعالیٰ کا کلام بلاواسطہ سنتے ہیں'

☆ عین بصر سے اللہ تعالیٰ کے جمال کو دیکھتے ہیں'

یہ ان صفات سے ہیں جن کے ساتھ آپ مختص ہیں۔

البلیغ:

وہ فصیح جو اپنی عبارت سے اپنے کنہ ضمیر کا ابلاغ کرے۔ یعنی حسب موقع کلام کرنے والا۔ اپنے کمال میں انتہا کو پہنچا ہوا۔

البالغ البیان:

یہ دو اسم ہیں۔ انہیں شیخ ابوالفضل القسطلانی نے ذکر کیا ہے۔ اس پر صراحت معنی سے کچھ اضافہ نہیں کیا لیکن اس کی تصریح یوں کی ہے کہ البیان کا معنی کشف' یا اظہار ہے۔ یعنی وضاحت یا کشف اور اظہار کا اجتماع بلاغت کے ساتھ —— یا مقصود کا

Marfat.com

اظہار بلیغ تر لفظ کے ساتھ —— یا بیان بمعنی مبین —— یعنی

☆ اس شے کا مظہر جس کے ساتھ لوگ مامور ہیں' اور

☆ اس شے کا مظہر ہے جس سے ان کو منع کیا گیا' روکا گیا۔

☆ امردین کی جو شے ان سے مخفی ہے' اوجھل ہے' آپ اس کی وضاحت کرنے والے ہیں۔

یہ آخری معنی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ لفظ ''البیان'' جر سے پڑھا جائے اور اس کی اضافت بالغ کی طرف ہو۔ چنانچہ یہ ایک ہی اسم ہوگا جو مرکب ترکیبی اضافی ہے —— یہ اس قول کے الٹ ہے جو یہ کہا گیا ہے کہ یہ دو اسم ہیں۔

البینہ:

واضح حجت —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: حتی تاتیھم البینه رسول من اللہ —— اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ چنانچہ رسول بینه سے بدل ہے یا عطف بیان ہے۔ بن عطیہ نے کہا ہے کہ لفظ بینه میں ھا مبالغہ کے لیے ہے جیسے لفظ علامہ اور نسابہ کی ھا ہے —— اس مقام میں بارہ اسماء ذکر ہیں جیسے دو اسم اسمائے الٰہیہ سے ہیں۔ شامی نے یہ اسماء زیادہ کیے ہیں۔

البارع

علم وفضل میں اپنے اقران پر فاضل اور علم اور حکمت میں ان سے راجح۔

الباھر:

قصص کسائی میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بدر باھر ہیں۔ اس لیے کہ آپ نے اپنے نور سے جملہ انبیائے کرام کے نور پر غلبہ کیا ہے —— انبیائے کرام نے آپ کے نور سے کثرت سے فائدہ حاصل کیا ہے' اور آپ کے نور سے اقتباس کیا ہے —— یا اس کا یہ معنی ہے کہ آپ اپنے حسن کے سبب جمیع مخلوق پر غالب ہیں —— یا اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ظاھر الحجة ہیں۔

الباھی:

اس کا معنی ہے حسین وجمیل۔

البحر:

بر (زمین) کے خلاف عموم نفع کی وجہ سے آپ کو بحر کہا ہے۔ اس لیے کہ آپ فی نفسہ طاھر ہیں۔ ان لوگوں کے لیے مطھر ہیں جنہوں نے آپ کا اتباع کیا ہے۔ آپ کا یہ نام آپ کا کرم وسیع ہونے کے سبب ہے۔

البدء:

وہ سردار جس وقت سردار شمار کیے جائیں تو اس سے ابتداء کی جائے۔

Marfat.com

البدیع :

حسن و جمال میں مستقل۔ یہ اسم اسمائے حسنیٰ الٰہیہ سے ہے۔ اس کا معنی بے آلہ کے شے کا ایجاد کرنے والا اور بے مادہ کے پیدا کرنے والا۔

البدر :

وہ کامل چاند جس کا کمال اور علو اور شرف پورا ہو —— قصص کسائی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمایا کہ ''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بدر باھر ہیں اور نجم زاھر ہیں اور بحر ذاخر ہیں۔''

البرقیطس:

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ رومی زبان میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے۔ یہ فتح وکسر بای موعدۂ و فتح قاف وکسر طا۔

بموذماذ :

بکسر با وسکون میم وضم ہمزہ وسکون ذال۔ معجمہ —— ابن دحیہ نے اس اسم کو تورات کی طرف منسوب کیا ہے —— شیخ نے کہا ہے کہ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ اسم مر ذماذ ہو اور اس کے اوّل میم ہو۔ یہ تحریف کیا گیا ہو۔ میرے خیال میں اس اسم کو ابن القیم نے تورات کی نص سے نقل کیا ہے —— بعض شارحین نے اس کی ''مومنین اہل کتاب'' سے تصریح کی ہے۔

البھا :

آخر الف کے مد سے اس کا معنی ''عزت اور شرف'' ہے۔ آپ اس امت کا شرف اور عزت ہیں۔

البھی :

بای موحدہ کے ساتھ اس کا معنی ''حسین اور عاقل'' ہے۔

حرف تا

(سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اسمائے مبارک جو حرف ''ت'' سے شروع ہوتے ہیں)

التالی:

اپنے سے پہلے جو گزرے ہیں ان کا اتباع کرنے والا —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ثم اوحینا الیك ان اتبع ملة ابراھیم حنیفا —— یا تالی لفظ تلاوت سے ہے —— قرأت کے معنی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رسولا منکم یتلوا علیکم ایاتنا —— یہاں آیات سے مراد قرآن مجید ہے۔

Marfat.com

''وہ رسول ہیں جو تم میں سے ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں۔''

التذکرہ:

وہ شے جس سے بھولا آدمی شے کو یاد کر لے اور اس سے غافل ہوشیار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وانہ لتذکرۃ للمتقین۔ ''وہ ذکر ہے متقیوں کے لیے'' ——— کہا گیا ہے کہ تذکرہ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

التقی:

بروزن فعیل تقویٰ سے ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ قدیم پتھروں پر لکھا پایا گیا ہے۔

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تقی مصلح سیدامین ہیں۔''

التنزیل:

بمعنی رسل ——— یا یہ معنی کہ ''آپ کی طرف قرآن وحی کیا گیا'' ——— اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تنزیل من اللہ (اللہ کی طرف سے نازل ہوا) ——— کہا گیا ہے کہ:

☆ تنزیل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ چنانچہ اس کا معنی ہے: ''رسول من اللہ''

☆ تنزیل قرآن ہے۔

التہامی:

بکسر تا تہامہ کی طرف نسبت ہے ——— تہامہ مکہ شریف کے اسماء سے ایک اسم ہے ——— نجد جو بلاد حجاز سے ہے۔ اس سے اترتی ہوئی زمین کو تہامہ کہتے ہیں۔ تہامہ نام اس لیے ہے کہ یہاں کی ہوا متغیر ہے۔

ابن فارس نے کہا ہے کہ تہامہ لفظ ''تہم'' بہ فتحتین ہے۔ اس کا معنی حرارت کی شدت اور ہوا کا رک جانا ہے ——— مصنف نے حرف تا میں پانچ اسمائے مبارک ذکر کیے ہیں۔

التلقیط:

حرف تا میں شامی نے اضافہ کیا ہے۔ غرفی نے یہ نام ذکر کیا ہے کہ آپ کا یہ نام کتب روم میں ہے۔

حرف ثا مثلثہ

(سرکار مدینہ کے وہ اسمائے مبارک جو حرف ثا سے شروع ہوتے ہیں)

ثانی اثنین:

''دونوں میں سے ایک ——— '' وہ دونوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں''۔ یہ دونوں نام آیت شریف سے لیے گئے ہیں ——— ابن دحیہ نے الشمال کو ذکر کیا ہے ——— اس میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ شامی

Marfat.com

نے کہا ہے یہ کسر ثا وخفت میم اس کا معنی ''عیاذ' لجا' مغیث اور کافی'' ہے۔ آپ کے جد نے آپ کی مدح میں کہا ہے:

وابیض یستقی انعمام بوجهه　　　　شمال الیتامٰی عصمة الارامل

''جو شے یتیموں اور ارامل کو نقصان دیتی ہے آپ اس سے ان لوگوں کو بچاتے ہیں''—— آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے ایسی حالت میں کہا تھا کہ آپ زمانہ طفولیت میں تھے۔ انہوں نے آپ میں خیر کی علامت مشاہدہ کی تھی اور برکت پائی تھی۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر کے ساتھ باطن پر استدلال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

وقل من ضمنت یوما سربرته　　　　الاوفی وجهه للخیر عنوان

بالضم ثاء مثلثہ اس کا معنی ''منقطع الی اللہ'' اور اللہ تعالیٰ کی کفایت پر بھروسہ کرنے والا۔

اور صواب یہ ہے کہ یہ شعر آپ کے چچا ابوطالب کا ہے—— بیہقی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ شعر ابوطالب کا ہے''

کہ یہ شعر ان کے اس مشہور قصیدہ سے ہے جو حضرت ابوطالب نے استقساء میں آپ کی خیر وبرکت دیکھ لی تھی اور مشاہدہ کے بعد یہ کہا تھا۔ آپ کے دادا نے استقساء کی برکت نہیں دیکھی تھی۔

حرف جیم

(حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ پیارے نام جو حرف ج سے شروع ہوتے ہیں)

الجبار:

ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آپ کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی کتاب میں رکھا ہے۔ پھر فرمایا ہے:

تقلد سیفك ایها الجبار ''اے جبار! تو اپنی تلوار لگا''

اس لیے کہ تیری ناموس اور تیری شریعت تیرے دائیں ہاتھ کی ہیبت کے ساتھ قریب ہے—— جبار کے مختلف معنی ذکر کیے گئے ہیں:

☆ جبار کا معنی اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ ہے کہ شئے کی اصلاح کرنے والا۔ ایک قسم کے قہر سے اصلاح کرنے والا۔ علو رکھنے والا عظیم الشان۔

☆ جبار کا معنی متکبر ہے۔

☆ جبار کا معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ ہے کہ آپ نے ہدایت اور تعلیم سے اپنی امت کی اصلاح فرمائی۔ یا یہ کہ آپ نے اپنے دشمنوں پر قہر کیا۔ یا یہ کہ آپ کا مرتبہ بشر سے عالی ہے۔ اور آپ کا امر عظیم ہے' اور اللہ تعالیٰ نے اس تکبر کی جبریت کی آپ سے نفی فرمائی جو آپ کے لائق نہیں ہے۔ پھر فرمایا:

Marfat.com

وما انت علیم بجبار —— ''تم ان پر جبر کرنے والے نہیں''

یہ اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مزامیر حضرت داؤد علیہ السلام میں چوالیس (۴۴) مزمور اپنے ارشاد **تقلد ایھا الجبار سیفك فان ناموسك و شرایعك مقرونته بھیبت یمینك** میں آپ کا نام جبار رکھا ہے —— اللہ تعالیٰ نے یہ امر حضرت **محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی ولادت سے پہلے کیا ہے —— آپ کو مرتبہ موجود میں نازل کیا ہے کہ آپ کے وجود مبارک کا تحقق اللہ تعالیٰ کے نزدیک تھا کہ:

''اے جبار! تو اپنی تلوار کو اپنے کندھے پر حمائل کر' جیسے قلاوہ ڈالتے ہیں۔''

اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ کو جہاد کے لیے حکم کیا جائے گا —— تلوار کندھے پر اس لیے حمائل کر کہ تیری ناموس یعنی وہ وحی جو تجھ پر نازل کی جائے گی یا تیری وہ عظمت جو لوگوں کے دلوں میں پیدا کی جائے گی اور تیری شرائع تیرے دائیں ہاتھ کی ہیبت کے پاس ہیں —— خلاصہ یہ ہے کہ تجھ پر جو وحی بھیجی جائے گی اور جو تیرے شرائع ہوں گے کفار انہیں تیری تلوار کے خوف سے مانیں گے۔

الجد:

بہ فتح جیم —— یا بضم جیم ''عظیم اور جلیل القدر'' —— اور بہ کسر جیم و فتح جیم بمعنی ''حظ'' یعنی'' کے نزدیک صاحب حظ عظیم'' اور حظوۃ کے نزدیک —— یا فقط بہ کسر جیم بمعنی ''اجتہاد'' —— عبادت اور طلب سیادت میں نفس کا مشقت اٹھانا۔

الجواد:

بہ تشدید واؤ و تخفیف واؤ —— آپ کے یہ دونوں اسمائے شریفہ ہیں۔ ان کو شامی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ جواد تشدید واؤ کے ساتھ اس ''جود'' میں مبالغہ ہے جو تخفیف واؤ کے ساتھ ہے —— پھر کہا ہے کہ **الجواد** بہ تخفیف واؤ بمعنی کریم' سخی طالع —— جود سے صنعت مشبہ ہے' اس کا معنی ہے ''کرم اور طاعت کی وسعت''۔

الجامع:

جو صفات اور خصال حمیدہ آپ کے ساتھ لائق ہیں آپ ان کے جامع ہیں یا آپ ان کے معانی کثیرہ کے جامع ہیں جو الفاظ قلیلہ میں ادا فرماتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ کو جوامع الکلم دیئے گئے ہیں یا آپ ان کلمات کے جامع ہیں جو انواع حمد اور ثنائے الٰہی کو جامع ہیں —— اس مقام پر آپ کے چار اسمائے شریفہ ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے تین اسمائے الٰہیہ سے ہیں —— اور شامی نے **الجامع** کو ساقط کر دیا ہے اور جلیل صفت شبہ کو زیادہ کیا ہے کہ بمعنی عظیم ہے —— اور آپ کی صفات کاملہ سے **الجھنم** ہے جو ساقط ہو گیا ہے۔ اس کا معنی بڑی کھوپڑی اور بڑے سر والا' گول چہرہ' چوڑی پیشانی' چوڑا سینہ یہ تمام صفات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں جمع ہیں۔

Marfat.com

حرف حا

(رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وہ اسمائے مبارک جو حرف ح سے شروع ہوتے ہیں)

حاتم:

شفا شریف میں ہے کہ الحاتم الف اور لام کی زیادتی سے ہے—— آپ کا یہ نام مبارک کتب سابقہ میں ہے۔ اسے کعب الاحبار نے حکایت کیا ہے—— ثعلب نے کہا ہے کہ حاتم کے معنی ''خلقت اور اخلاق میں آپ احسن الانبیاء ہیں۔''

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ لفظ حاتم ازروئے لغت اس معنی میں معروف نہیں ہے اور لغت میں حاتم کا معنی ''قاضی'' ہے۔ جیسا کہ صحاح میں ہے۔ ثعلب چونکہ ائمہ لغت سے ہیں اس لیے ان کا قول باعث اعتبار ہے۔ صاحب صحاح نے حاتم کو بہ کسر تائے فوقانی ضبط کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم شریف بہ فتح تائے فرشت ہے—— لہٰذا حاتم بہ کسر تا و بہ فتح تا ایک جگہ نہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ لغت ٹھہرے ہیں—— چنانچہ آپ کا اسم مبارک حاتم بمعنی احسن الانبیا ازروئے خلقت اور خلق ہے۔

حزب اللہ:

حزب کا معنی لوگوں کا ایک گروہ—— دیگر معنی یہ ہیں:

☆ حزب وہ جماعت جس میں سختی ہو۔

☆ حزب اللہ کا معنی اللہ تعالیٰ کے متقی بندے اور اس کے انصار دین ہیں۔

الحاشر:

آپ کے اسم شریف حاشر کی تفسیر حدیث میں اس طور پر کی گئی ہے کہ آپ وہ ہستی ہیں کہ لوگ آپ کے قدموں پر حشر کیے جائیں گے۔ یعنی آپ لوگوں کے آگے ہوں گے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوں گے۔

آپ کو لوگوں پر سبقت حاصل ہوگی کہ آپ حشر میں ان سے پہلے اٹھیں گے—— لوگ آپ کے آگے اور اطراف میں ہوں گے۔ یعنی قیامت کے دن لوگ آپ کے پاس جمع ہوں گے—— اہل کتاب کے لیے آپ کا حشر دنیا میں ہوا۔ آپ نے اہل کتاب کو ان کے قلعوں اور ان کے شہروں میں سے جو آپ کا دار ہجرت ہے' نکال دیا—— کہ حشر کی سختی سے جو عذاب کی شے تھی اللہ تعالیٰ نے چاہی' اور انہیں دار دنیا میں ہی چکھائی جیسا کہ یہ امر ہمیشہ یہود کے ساتھ قائم رہا—— حشر کی سختی ان کی برزخ تک متصل رہے گی۔

آپ وہ پہلے شخص ہیں جس سے زمین شق ہوگی اور لوگ آپ کے نشان قدم پر حشر کیے جائیں گے اور لوگ اپنے حشر میں آپ کی طرف بے چین ہوں گے—— آپ لوگوں کے حشر کا سبب ہوں گے اس لیے کہ آپ حشر میں ان پر مقدم ہوں گے۔ پھر لوگ حشر کی جگہ ٹھہریں گے یہاں تک کہ آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے—— چنانچہ اس دوسرے حشر میں لوگوں کے جنت

Marfat.com

یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک ان کے محافظ ہوں گے۔

الحافظ:

اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ ہے کہ جمیع موجودات کی نگہبانی فنا ہونے سے کرتا ہے اور موجودات میں جو بعض کے متضاد بعض ہیں' ان کی حفاظت کرتا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حافظ بندگان خدا سے وہ شخص ہے جو اپنے جوارح اور قلب کی حفاظت کرتا ہے۔ اور سطوات غضب اور شہوات کی سختی سے اپنا دین محفوظ رکھتا ہے اور نفس کے مکر اور شیطان کے دھوکہ سے اسے بچاتا ہے —— حافظ لفظ حفظ سے اسم فاعل ہے۔

آپ کا نام حافظ اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ وحی اور امت کے حافظ ہیں —— آپ کا جو وصف حفظ سے کیا گیا ہے اگر آپ سے بھول واقع ہو تو وہ نسیان عیب نہ لگائے گا' اس لیے کہ نسیان کا آپ سے صادر ہونا نادر ہے۔ اور جو حکم کیا جاتا ہے وہ اکثر پر کیا جاتا ہے۔ کسی وقت کا نسیان حفظ کی صفت کے منافی نہ ہوگا —— جیسا کہ امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک صحابی کی قرأت سن رہے تھے جو مسجد میں پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انہیں رحمہ اللہ فرما کر کہا:

''اس نے مجھے ایک آیت یاد دلا دی جس کو میں نے بھلا دیا تھا۔''

اسے شامی نے بیان کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اس نسیان کا حقیقی ہونا منع کیا گیا ہے بلکہ اس نسیان کو عدم تذکر کہتے ہیں کہ ادنیٰ التفات سے اس کی طرف رجوع حاصل ہو جاتا ہے اور عدم تذکر کا نسیان سے مجازاً تعبیر کیا گیا ہے۔

پھر یہ امر ہے گویا اسم شریف کی وجہ تسمیہ اعظم الامۃ سے گردانی گئی ہے ورنہ غزالی علیہ الرحمہ کا کلام اور وجہ کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس چیز کے لیے جو ذکر کی گئی ہے' بلاشبہ اقوی الناس ہیں اور شیطان کو آپ پر کسی وجہ سے راستہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ بندگان خدا سے حافظ حقیقی ہیں۔

الحاکم بما اراہ اللہ:

اراہ کا معنی ''علم'' ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم کیا ہے۔ اس سے آپ حکم کرتے ہیں۔ ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے اس اسم شریف کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیا ہے:

لتحکم بین الناس بما اراك اللہ

لیکن یہ ذکر کیا ہے کہ اسم شریف فقط لفظ ''حاکم'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھا دیا تاکہ آپ لوگوں کے فیصلے فرمائیں۔

الحامد:

حمد سے اسم فاعل ہے اللہ تعالیٰ کی ثنا جس کے وہ اہل ہے' حمد ان اوصاف سے ہے۔ ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ

Marfat.com

اسم ابن کعب نے ذکر کیا ہے—— ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ایک کہنے والے کو دیکھا وہ ان سے کہتا تھا کہ:

''آپ خیر البریہ اور سید العالمین کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں۔ آپ جس وقت انہیں جنم دیں تو ان کا نام محمد رکھیں۔ اس لیے کہ آپ کا نام مبارک توریت میں حامد ہے اور انجیل میں احمد۔''

حامل لواء الحمد:

ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

انا حبیب اللہ و لا فخر وانا احامل لواء الحمد یوم القیٰمۃ ولافخر

اور اس امر میں علماء میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ کہ آپ حامل لواء الحمد کے ساتھ حقیقی مسمی ہیں اس کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس کے درے جمیع مقامات منتہی ہوتے ہیں—— جبکہ آپ دارین میں احمد الخلق ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوائے حمد عطا فرمایا تاکہ اولین اور آخرین آپ کے پاس ٹھکانا پکڑیں—— حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

ادم فمن دونہ تحت لوائی

آپ حامل لواء الحمد کے ساتھ معنوی مسمیٰ ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ آپ قیامت کے دن حمد کے ساتھ منفرد ہوں گے۔ اس کی شہرت علی روس الخلائق ہے—— جیسا کہ طیبی نے قطعی طور سے کہا ہے اور سیوطی علیہ الرحمہ نے اس کا اتباع کیا ہے۔

الحاید لامۃ عن النار:

حاید اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ اپنی امت کو آتش دوزخ سے دور کرنے والے ہیں یعنی آتش دوزخ سے بچانے والے ہیں۔

الحبیب:

بوزن فعیل لفظ محبت سے ہے۔ مفعول کے معنی ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں—— یا حبیب فاعل کے معنی میں ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنے والے ہیں۔

حبیب الرحمن:

بزار وغیرہ کے نزدیک وہ حدیث جو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج میں آئی ہے۔ آپ کا یہ اسم مبارک اس میں آیا ہے۔

حبیب اللہ:

یہ اسم شریف متعدد حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ محبت کا معنی اس شے کی طرف میل جو

Marfat.com

محب کے موافق ہو۔ لیکن یہ معنی مخلوق کے حق میں ہے—— اللہ تعالیٰ جو خالق خلق ہے' اس کی محبت اپنے بندہ کے لیے یہ ہے کہ سعادت سے اس کا وقار اور جملہ اشیاء سے اس کی پارسائی ہو۔ اور اسے نیکی کی توفیق ہو' اور اس کے لیے اسباب قرب کا تہیہ ہو —— اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بندے پر افاضت ہو۔ اس محبت کی انتہیٰ یہ ہے کہ بندہ کے قلب سے حجابات اٹھ جائیں یہاں تک کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو اپنے قلب سے دیکھے اور اس کی طرف اپنی بصیرت سے نظر کرے۔ چنانچہ بندہ ایسا ہو جائے گا جیسے، کہ حدیث شریف میں ہے:

فاذا احببته كنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه ولسانه الذی ینطق به

''میں جب کسی کو محبوب بناتا ہوں تو اس کی سماعت جس سے وہ سنتا ہے—— اور بصر و نظر جس سے دیکھتا ہے—— اور زبان جس سے بولتا ہے' ہو جاتا ہوں''۔

الحجازی:

حجاز کی طرف نسبت۔ حجاز' مکہ اور یمامہ اور ان کے قریئے ہیں—— حجاز کا نام اس لیے حجاز ہے کہ تہامہ اور نجد کے درمیان آ گیا ہے۔

الحجة البالغه:

وہ کامل ولایت جس میں کچھ نقصان نہ ہو اور اس کو انقطاع نہ ہو۔

حجة الله علی الخلائق:

یہ اسم شریف ''مسند الفردوس'' میں بلا اسناد آیا ہے۔ انا حجة الله—— بمعنی برہان—— یعنی ''میں اللہ کی دلیل ہوں۔''

حرز الامیین :

امیین عرب ہیں۔ یعنی آپ ان کی حفاظت فرمانے والے اور برائی سے منع فرمانے والے ہیں—— عرب لوگ ذکر کے ساتھ اس وجہ سے مخصوص ہوئے کہ آپ عرب سے تھے—— ان کے ساتھ زیادہ ہمدردی کا ارادہ مقصود ہے—— بنی اسرائیل کو اس امر کی تنبیہ مقصود ہے کہ عرب کی عظیم اور رفیع شان اس نبی کے سبب سے ہے جو عرب سے ظہور فرمائے گا—— عرب کے سوا جتنے لوگ ہیں وہ سب عرب کے تابع ہیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاصی سے روایت کی ہے۔

والله انه الموصوف فی التورات ببعض صفته فی القرآن —— وہ صفت یہ ہے:

یا ایها النبی انا ارسلنك شاهداً و مبشراً و نذیرا وحرز للامیین .

بخدا وہ تورات میں قرآن کی بعض صفات کے ساتھ موصوف ہوئے—— اے نبی! ہم نے آپ کو بھیجا گواہ بنا کر (شاهد) بشارت دینے والا (مبشر) ڈر سنانے والا (نذیر) اور حرز الامیین بنا کر۔)

Marfat.com

الحرمي:

مکہ کے حرم کی طرف آپ کی نسبت ہے۔

حریص :

فعیل بمعنی فاعل حرص سے ہے—— حرص کا معنی مطلوب کے لیے ارادے کی شدت۔

الحريص على الايمان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حریص علیکم یعنی تمہارے ایمان اور تمہاری ہدایت کرنے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حریص ہیں۔

الحسیب:

بمعنی شریف اور کریم—— حسیب' حسب سے ہے جو باپ دادا یا دین یا کرم سے شمار کیا جائے—— یا فعل میں یا باپ دادا میں جو شرف ہو وہ شمار کیا جائے—— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان تمام اوصاف کے ساتھ متصف ہیں۔ یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔ حسیب لغت میں کام کی کفایت کرنے والا جیسے کفیٰ باللہ حسیبا—— اس کا معنی محاسب اور کفایت کار کرنے والا—— امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بندہ کے لیے ایک نوع مجاز ہیں اس طور پر دخل نہیں ہے کہ اپنی اولاد کے لیے ایک نوع ذمہ داری سے کافی ہو—— یا اپنے شاگرد کو ایک نوع تعلیم سے کفایت کرے تاکہ وہ دوسرے کا محتاج نہ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ کہنا صحیح ہے اس لیے کہ آپ اپنی امت کے لیے دارین میں ان چیزوں کے لیے کافی ہیں جن کے وہ لوگ محتاج ہیں۔ اس طور پر کہ ان کو غیر کی طرف احتیاج نہیں ہے۔

الحفیظ:

حفظ سے ہے۔ حفظ کا معنی زوال سے شے کی حفاظت ہے—— اگر وہ شے ذہن میں ہے تو اس کی ضد نسیان (بھول جانا) ہے—— اور اگر خارج میں ہے تو اس کی ضد اس کی تضییع (ضائع کرنا) ہے—— حفظ امور ذہنیہ اور خارجیہ دونوں سے تعلق رکھتا ہے اور ذہنی اور خارجی اشیاء کی حفاظت کرتا ہے' ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔

حفیظ اللہ تعالیٰ کے اسماء کرام سے ہے۔ ان دونوں معانی کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق صحیح ہے۔ اس لیے کہ جملہ اشیاء اس کے علم میں محفوظ ہیں۔ اس پر نسیان طاری نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت زوال سے کرتا ہے۔

حفیظ کا معنی وہ شخص ہے جو تیرے راز کی غیر سے حفاظت کرے' اور فاجروں کی موافقت سے تیرے ظاہر کی حفاظت کرے۔ لیکن اس ارشاد باری تعالیٰ: وما انا علیکم بحفیظ کا معنی یہ ہے کہ میں تمہارے اعمال کی حفاظت نہیں کرسکتا ہوں اور تمہیں ان اعمال پر بدلہ نہیں دے سکتا۔ اس ارشاد باری تعالیٰ: فما ارسلنک علیھم حفیظا ''ہم نے آپ کو اس لیے نہیں بھیجا

Marfat.com

کہ آپ ان کی حفاظت کریں تا کہ وہ لوگ کفر اور گناہوں میں واقع نہ ہوں—— یا یہ کہ آپ ان کے عیوب (قصور برائیاں) اور ذنوب (گناہ) کا شمار کریں اور ان سے اس پر محاسبہ کریں—— کہا گیا ہے کہ یہ آیت' آیت قتال سے منسوخ ہوگئی ہے۔ اور یہ بات اس کے بعد ہوئی ہے کہ آپ کو امر کیا گیا۔

حفیظ معنی اوّل میں اس معنی میں ہے کہ آپ لوگوں کو کفر سے پھیرتے ہیں' اور ان کے کفر پر آپ ان سے جہاد کرتے ہیں—— دوسرے معنی میں یہ ہے کہ آپ قیامت کے دن ان پر گواہ ہیں—— حفیظ معنوں میں حافظ سے ابلغ ہے۔

الحق:

اسمائے الٰہیہ سے ہے۔

الحکیم:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم دیا' آپ نے عمل کیا اور اپنے رب کا بھروسہ کیا—— غرفی نے کہا ہے کہ حکیم فعیل کے وزن پر حکمت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یعلمهم الکتاب والحکمة ذلك مما اوحی الیك ربك من الحکمة

حکمت اور علم اور تعلیم کے ساتھ حکیم متصف ہے' اور حکمت کے باب میں کہ وہ نبوت ہے—— یا قرآن کی معرفت یا قرآن میں سمجھ یا—— قول اور اس علم میں جو عمل کی طرف رہبری کرے—— یا سنت یا خوف الٰہی کی طرف رہبر ہو—— اس میں اصابت ہو' اس میں بہت سے اقوال ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان تمام معنوں میں حکیم ہیں—— حکیم مفعل ہے' یہ احکام سے ہے۔ اس کا معنی اتقاق ہے یا بمعنی فاعل حکم سے اس کا معنی منع ہے۔ اصلاح کے یہ حکمت سے عام ہے—— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت سے امور کے لیے متقن ہیں اور اپنی امت کو منع کرنے والے ہیں۔

الحلیم:

ابن دحیہ نے کہا ہے کہ تورات میں آپ کا ذکر حلم سے ہے—— یہ مبالغہ کے لیے اسم فاعل ہے۔

حلم:

یہ ضم لام ہے۔ اس لیے کہ حلم آپ کی طبیعت ہوگیا تھا اور آپ کی پسندیدہ خصلتوں سے ایک خصلت ہوگیا تھا۔ ابوطالب نے کہا ہے:

حلیم رشید عادل غیر طائش یوالی الھالیس عنه بغافل

''آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احلم الناس تھے' ہر ایک لغزش تم حلم سے دیکھتے ہو اور اس کا ٹھوکر کھانا تم کو یاد ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی ایذا رسانی کی کثرت کے باوجود صبر کیا—— عہد جاہلیت میں مشرکین نے

Marfat.com

حد سے تجاوز کیا تھا۔ آپ نے اس پر حلم فرمایا۔ حلیم اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی یہ ہے کہ سزا کے لیے جلدی نہیں کرتا۔

حماد:

حمد سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی کثیر حمد کرنے والا۔

حمطایا ۔ حمیاطا:

آپ کا اسم شریف حمطایا بہ فتح حامی وسکون میم ہے—— شمنی نے فتح حا اور فتح میم مشدد سے ضبط کیا ہے—— ہروی نے اس اسم شریف کو کسر حا اور سکون میم سے ضبط کیا ہے اور یا کی تقدیم اور بعد الف کے طا——ہروی کے نزدیک ہے نہ کہ جیسا مصنف نے وہم کیا ہے—— ہروی کی مراد مجرد تفسیر ہے۔ اس نے اس کا معنی حامی الحرم کہا ہے—— ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے اس کا معنی حمی الحرم لیا ہے—— آپ حرم کی حمی ان چیزوں سے ہیں کہ ان نصب سے تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کی جاتی تھی اور زنا اور فجور تھا۔

ابن اثیر نے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہا ہے کہ کتب سابقہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارک محمد' احمد اور حمیاطا ہیں—— ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارقلیطا اور ماذا کا اضافہ کیا۔ لفظ حمیاطا حائے مہملہ پھر میم ساکن پھر یائے تحتانیہ' پھر الف' پھر طا' اس کے بعد الف ہے۔

ابوعمیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہود سے ایک شخص جو مسلمان ہوگیا تھا میں نے اس سے حمیاطا کا معنی پوچھا۔ اس نے کہا: اس کا معنی یحمی الحرم ہے—— حرم بہ ضم حا و فتح را' حرمت کی جمع ہے جیسا کہ شفا شریف کی شرح میں ہے کہ آپ عورتوں کو نکاح حرام سے منع فرمائیں گے جو کہ سفاح وغیرہ[1] اور آپ صحیح نکاح سے شادی کریں گے۔

حمعسق:

اسے ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے—— اور ماوردی نے جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے—— ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اسمائے الہیہ میں شمار کیا ہے۔

حفی:

اسے امام سخاوی نے ذکر کیا ہے—— الف لام کے ساتھ الحفی ہے۔ اس کا معنی مہربان' بڑا نیک اور لطیف ہے۔

الحمد:

شیخ امام سخاوی علیہ الرحمہ نے اس اسم کو ذکر کیا ہے۔ شامی نے اس کی شرح لکھی ہے—— مصنف کے شیخ نے حفی اور الحمد کو ایک ہی اسم گمان کیا—— اور یہ گمان کیا ہے کہ حفی الحمد کی طرف مضاف (ملا ہوا) ہے' جبکہ ایسا نہیں ہے

---

[1] سفاح—— دور جاہلیت میں زنا کی مختلف صورتیں۔ اس کی تفصیل جلد اول میں آ چکی ہے۔

Marfat.com

—— شامی نے پہلے الحفی کا ترجمہ کیا ہے پھر اس کے بعد سات اسماء ذکر کیے ہیں پھر الحمد کا ترجمہ کیا ہے۔ اس پر علامہ سخاوی نے الحنیف لکھا ہے۔ مصنف نے اٹھارہ (۱۸) اسماء ذکر کیے ہیں ان میں سے پانچ اسماء اسمائے الٰہیہ سے ہیں۔

حاط حاط :

شامی نے اسم حاط حاط کا اضافہ کیا ہے۔ غرفی نے کہا ہے کہ آپ کا یہ اسم مبارک زبور میں ہے اور اس کا معنی ہے ''حامی'' —— یعنی آپ اپنی امت کو دشمنوں سے بچانے والے اور ہلاکت سے ان کی حفاظت کرنے والے ہیں —— یا آپ حرم اور بیت اللہ کی حمایت کرنے والے ہیں —— اہل جرائم کے ہاتھوں سے انہیں بچاتے ہیں —— یا یہ معنی کہ آپ کو یہ سزاوار تھا کہ آپ اپنے نفس شریف کی حمایت کریں اگرچہ آپ سے یہ امر واقع نہیں ہوا۔

جنتا:

شامی نے کہا ہے انجیل میں آپ کے اسمائے شریفہ سے ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ حق اور باطل کے درمیان تفریق کریں گے۔

الحکم :

یہ فتحتین۔ بمعنی حاکم اور مانع —— یہ اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ایسا شخص جس کے حکم کا کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: افغیر اللہ ابتغی حکما —— حکم کا معنی مانع یعنی منع کرنے والا' روکنے والا۔

الحلاحل:

اس کا معنی سید اور شجاع یا بڑی مروتوں والا' یا رئیس' صاحب وقار' بردبار' گراں مایہ —— گویا یہ حلول اور استقرار سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اضطراب اور قلت ثبات مجلس میں سادات کی عادات سے نہیں ہے۔

الحمید:

فاعل بمعنی حامد اور محمود صیغہ مبالغہ ہے —— حمد سے ہے' حمد کا معنی ثناء ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص جس کے اخلاق کی تعریف کی گئی ہو اور اس کے افعال پسندیدہ ہوں —— یا یہ معنی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے حمد کرنے والے ہیں کسی حامد نے جن صفات سے اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کی ہے —— یا ان کا معنی کثیر المحامد ہے —— یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ

☆ وہ شخص جس نے ہمیشہ اپنی ذات کی ثناء کی ہے ——

☆ یا وہ شخص جس کی ثنا اس کے بندوں نے ہمیشہ کی ہے ——

☆ یا وہ شخص جو حمد کا مستحق ہے اس لیے کہ وہ ہر ایک کمال کے ساتھ موصوف ہے اور ہر ایک بخشش کا دینے والا ہے۔

Marfat.com

الحنان:

بلاتشدید بمعنی رحمت۔

الحئی:

بمعنی کثیرالحیاء—— دارمی نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسا لایسئل شیئا الااعطی ۔''ہر سائل کو منہ مانگا عطا فرماتے۔''

الحی:

اس کا معنی ہے باقی رہنے والا اور قبر میں نعمتوں سے لذت پانے والا۔

الحق المبین:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: حتی جاء ھم الحق و رسول مبین یعنی ''آپ مومنوں کے لیے احکام شرعیہ کے ظاہر کرنے والے ہیں—— اور ارشاد باری ہے: وقل انی اذا النذیر المبین ۔ یعنی ''میں تم کو اس امر سے ڈراتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوجائے اور تم سے سارے امور بیان اور ظاہر کرتا ہوں تا کہ تم کو ڈراؤں—— ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: قد جاء کم الحق من ربکم ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فقد کذبوا بالحق لما جاء ھم ''جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے پاس حق آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا۔''

ان تمام آیات میں حق سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں—— جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وعلمو ان الرسول حق اور حدیث شفاعت میں ہے کہ ''محمد حق ہیں اور ان کی تکذیب (جھٹلانا) ان کی رسالت کی تکذیب ہے—— حق سے مراد قرآن مجید بھی ہے—— اس پر دلیل کفار کا جھٹلانا ہے—— اس جگہ حق کا معنی باطل کی ضد ہے—— حق بمعنی ثبت ہے' مستحق ہے یعنی آپ کا امر اور صدق ثابت ہے۔

حنیف:

آپ کے اس اسم شریف کا معنی ہے ''دین اسلام کی طرف جھکنے والا اور دین پر ثابت قدم—— حنیف لفظ حنف سے ہے—— یا یہ معنی ہے کہ جس طریق پر عام خلقت ہے اس سے طریق استقامت اور حق کی طرف جھکنے والا یا مستقیم۔

ارشاد باری ہے: اقم وجھك للدین حنیفا ۔ یعنی پھر دین حق کی طرف مائل ہو—— یہ امر ہے یعنی اپنا دین اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرلو—— اس آیت شریف کا ذکر اس لیے ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں قطعی حکم (نص) ہے یعنی صریح آیت آپ کی شان میں ہے بخلاف اس آیت شریفہ کے: ثم اوحینا الیك ان اتبع ملة ابراھیم حنیفا —— اس میں اختلاف ہے کہ حنیفا ابراہیم سے حال ہے یا اس ضمیر سے حال ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹنے والی ہے یہ ظاہر ہے لفظ حنف کی اصل میل ہے یعنی ''جھکنا''

Marfat.com

حرف خای معجمہ

(حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وہ اسمائے مبارک جو حرف خ سے شروع ہوتے ہیں)

الخبیر:

اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے اور یہ آپ کا اسم مبارک بھی ہے یعنی خبر رکھنے والا' جاننے والا۔

خاتم النبیین:

جیسا کہ قرآن شریف میں ہے: ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین —— لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں —— خاتم النبیین بمعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے۔

خاتم المرسلین:

علمائے کرام نے خاتم النبیین والمرسلین میں جو حکمت ہے اسے ذکر کیا ہے جس کی بہت سی وجوہات ہیں:

☆ رحمت کے ساتھ خاتمہ ہو' اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ کے اکرام کی وجہ سے آپ کی امت کا ٹھہراؤ زمین کے نیچے دراز نہ ہو۔

☆ آپ کی شریعت منسوخ نہ ہو' بلکہ آپ کی شریعت کے شرف سے یہ امر ہے کہ اس سے جمیع شریعتیں منسوخ ہو جائیں —— یہ اس لیے ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان سے اتریں گے تو آپ کی شریعت کے ساتھ حکم کریں گے۔

الخاتم:

ابن دحیہ نے خاتم کو تا کے زیر اور زبر دونوں سے ذکر کیا ہے۔ اسے ثعلب اور ابن عساکر سے نقل کیا ہے —— خاتم کے معنی ہیں مہر لگانے والے یا کسی سلسلہ کو ختم کرنے والے' اختتام کو پہنچانے والے —— لغت میں خاتم کے معنی انگوٹھی' مہر کے بھی ملتے ہیں۔

الخازن لمال اللہ:

اس اسم کو ابن دحیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے اخذ کیا ہے جو مرفوعاً روایت کی ہے:

والله ماآتیتکم من شیٔ منه ان انا الا خازن اضع حیث امرت

اس حدیث کو احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ امام نووی نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ:

''جو شے میرے پاس ہے میں اس کا خازن ہوں۔ جس کے مطابق مجھے حکم کیا گیا ہے —— جس چیز کے بانٹنے کا مجھے حکم ہو جاتا ہے میں اسے بانٹ دیتا ہوں' اور تمام امور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہیں۔''

Marfat.com

الخاشع:

خاشع کے معنی ہیں "عاجزی کرنے والا" —— ازہری نے کہا ہے کہ لغت میں خشوع بمعنی سکون ہے اور تخشع بمعنی تذلل ہے —— خشوع کے دیگر معانی یہ ہیں:

☆ اپنی نگاہ زمین پر ڈال دینا یعنی عجز سے نیچے دیکھنا —— (ابن سیدہ)
☆ حق کے لیے فرماں برداری —— (صوفیہ کرام)
☆ رب کے سامنے قلب کا مجموع قصد سے قیام۔
☆ وہ خوف ہے جو ہمیشہ ملازم قلب رہے —— (حسن)
☆ علام الغیوب کے لیے قلوب کا تذلل —— (جنید علیہ الرحمہ)

حکیم ترمذی نے کہا ہے کہ خاشع وہ ہے کہ:

☆ جس کی شہوت کی آگ بجھ گئی ہو' اور
☆ اس کے سینہ کا دھواں ساکن ہوگیا ہو' اور
☆ نور تعظیم کا اشراق اس کے قلب سے ہوا ہو۔

چنانچہ اس کی شہوتیں مرگئی ہوں اور اس کا قلب زندہ ہوگیا ہو۔ لہٰذا اس کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء خشوع کریں گے —— امام قشیری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خشوع کا محل قلب ہے اور وہ تواضع سے قریب ہے۔

الخاضع:

اسے ابن وحیہ نے ذکر کیا ہے۔ جوہری نے کہا ہے کہ خضوع بمعنی تواضع ہے —— زہری نے کہا ہے کہ خضوع معنی میں خشوع سے قریب ہے مگر فرق اتنا ہے کہ خشوع قلب سے ہے اور وہ تواضع سے قریب ہے۔

الخالص:

آلودگی اور پلیدی سے پاک۔

خطیب الانبیاء:

حدیث شفاعت میں ہے: کنت امام النبیین و خطیبھم یعنی" میں انبیاء کرام کا امام اور خطیب تھا —— اس کا معنی یہ ہے کہ میں انبیا علیہم السلام سے مقدم ہوں گا اور ان سے پہلے صاحب کلام رہوں گا —— خطیب وہ کہ اچھا خطبہ پڑھے۔

☆ خطبہ ء کلام منثور مسجع
☆ خطبہ خطب سے نکلا ہے' اس کا معنی ہے زبان —— اس لیے کہ جس وقت عربوں کو کوئی دشوار امر پیش آجاتا تو وہ اس کے لیے جمع ہو جاتے۔ اس امر میں ان کی زبانیں خطبہ کہتیں —— یا

Marfat.com

☆ خطبہ مخاطبت سے نکلا ہے کہ خطیب امر اور نہی سے خطاب کرتا ہے —— یا

☆ خطبہ خطب سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ہر ایک شے سے بہت سی رنگین چیزیں —— چونکہ خطبہ فنون کلام کو شامل ہوتا ہے اس لیے اسے رنگ برنگ اشیاء سے اسے تعبیر کیا ہے۔

خطیب الامم:

اس اسم شریف کا مطلب ہے "امتوں کے خطیب۔"

خطیب الوافدین علی اللہ

ان دونوں اسماء مبارک کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے —— وافد' وفد کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے مہمان اور سفیر —— اس اسم مبارک کا معنی یہ ہے کہ "اللہ کے لیے سفیروں سے کلام کرنے والے"

الخلیل:

فعیل بمعنی فاعل خلت ہے۔ اس کا معنی ہے صداقت اور وہ محبت جو دل کو خالی کر کے اس میں داخل ہو جائے۔

☆ خلیل خلت سے اصطفا کے معنی میں ہے کہ خلیل اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں دوستی اور محبت کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے عداوت کرتا ہے —— یا

☆ خلیل خلت سے نکلا ہے اس کا معنی ہے حاجت' خلیل اپنے رب کی طرف منقطع ہو کر اپنی حاجات کو رب تعالیٰ پر مقصود کر دیتا ہے اور کسی سے غرض نہیں رکھتا۔

خلیل اللہ:

امام احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے:

لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا وان صاحبکم خلیل اللہ

"اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا' مگر تمہارے صاحب کا خلیل اللہ ہے۔"

ابو یعلی نے معراج کی حدیث میں روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: **انی اتخذتک خلیلا** —— خلت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مقابلہ کی وجہ سے ہے' اور اس وجہ سے ہے کہ خلت سے اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کو نصرت دی۔ اور آپ کو اپنی تمام خلق سے خیر کیا ہے —— یہ خلت بمعنی حاجت نہیں ہے' اس لیے کہ یہ جائز نہیں ہے —— کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلیل اس خلت سے ہے جو حاجت کے معنی میں ہے جیسا کہ امام واحدی نے افادہ کیا ہے۔

الخلیفہ:

خلیفہ وہ شخص ہے جو اپنے غیر کا خلف اور اس کا نائب ہو —— لفظ خلیفہ میں ھا مبالغہ کے لیے ہے۔ آپ کا نام خلیفہ

Marfat.com

رکھا گیا ہے اور ایسے ہی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا لوگ خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کی آبادی اور آدمیوں کی سیاست کے لیے انہیں خلیفہ کیا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے اس لیے خلیفہ کیا ہے کہ ان سے لوگوں کے نفوس کی تکمیل ہو اور ان سے اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ ہوں ـــــ نہ اس لیے انہیں خلیفہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت تھی ـــــ بلکہ اس لیے خلیفہ کیا ہے کہ جن لوگوں پر انہیں خلیفہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فیض قبول کرنے سے وہ قاصر تھے اور بغیر واسطہ کے اس کے امر کو نہیں لے سکتے تھے۔

خیر الانبیاء:

اس کا معنی ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اسے سخاوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

خیر البریہ:

اس اسم شریف کا یہ معنی ہے کہ آپ تمام مخلوق سے اچھے ہیں۔

خیر خلق اللہ و خیر العالمین طرا:

ان دونوں اسمائے شریفہ کو ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے۔ یہ احادیث و آثار مشہور سے ہے۔ ان دونوں اسماء کے معنی ایک ہیں ـــــ خلق مصدر ہے بمعنی مخلوق۔

خیر الناس:

اس اسم مبارک کو امام سخاوی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے۔ جوہری نے کہا ہے کہ رجل خیر کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی مرد فاضل ہے۔ رجل اخیر نہیں کہا جاتا۔ اس لیے کہ اس میں تفضیل کا معنی ہے۔ اس لفظ سے ہمزہ حذف کی گئی ہے۔ جیسے اشر سے ہمزہ حذف کی گئی ہے۔ حذف کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ کثیر الاستعمال ہے اور استعمال کرنے والوں نے لفظ ''اخیر'' اور ''اشر'' کو چھوڑ دیا ہے مگر اخیر اور اشر نادر طور پر آتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

بلال لخیر الناس و ابن الاخیر ''بلال بہترین انسانوں سے ہیں اور بہترین باپ کے بیٹے ہیں۔''

خیر ھذہ الامۃ:

ابن دحیہ نے اس اسم مبارک کو اس حدیث سے لیا ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کیا تم نے نکاح کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''نہیں میں نے نکاح نہیں کیا۔''

کہا۔ ''تم نکاح کرلو۔ تزوج فخیر ھذہ الامۃ اکثرھا نساء ـــــ یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیر امت تھے اور اپنی امت سے زیادہ عورتیں رکھتے تھے۔''

Marfat.com

خیرۃ اللہ:

بہ کسر خا بہ سکون یا ـــــ اس کا معنی مختار ہے ـــــ جوہری نے کہا ہے محمد خیرۃ اللہ من خلقہ ۔یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مختار اور برگزیدہ کئے گئے ہیں ـــــ اور خیرۃ بہ فتح خا بہ سکون یا اس کا معنی ''افضل الناس اور ''لوگوں سے خیر میں اکثر'' ہے۔

اس مقام پر جو اکیس اسمائے مبارک شمار کئے گئے ہیں ان میں سے ایک اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے۔شامی نے اس کا اضافہ کیا ہے:

الخافض:

خافض الجناح خفض سے ہے ـــــ اس کا معنی تواضع اور لین الجانب واخفض جناحك للمؤمنين یعنی ''مومنین میں جو لوگ فقراء اور ضعفاء ہیں ان سے تواضع کرو ـــــ اور مومنین میں جو لوگ اغنیاء ہیں ان سے اپنے نفس شریف کو خوش رکھو۔'' ـــــ یا

خافض کا یہ معنی ہے کہ وہ شخص جو اپنی سطوت سے جبارین یعنی سرکشوں کو لین الجانب اور پستی میں لا چھوڑے اور اپنی قوت یا خوف یا جنگ سے اکاسرہ کو شکست دے ـــــ خافض اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔

خلیل الرحمن:

اس اسم مبارک کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔اس کا معنی ہے خلیفہ اللہ ۔ اسے ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔شب معراج کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

نعم الخليفة حياه الله من اخ و من خليفة

اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر آیا ہے۔حدیث شریف میں ہے اللهم انت الصاحب فى السفر و الخليفة فى الاهل ۔ یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے ان اسماء سے ہے جس کے ساتھ آپ کا نام رکھا گیا ہے۔

الخیر:

اس کا معنی ہے فضل اور نفع ـــــ آپ کے وجود مبارک سے کثیر خیر حاصل ہوئی ہے ـــــ خیر بروزن عدل بمعنی فاضل عرب کہتے ہیں ـــــ رجل خیر اور خیر بہ وزن کیس یعنی فاضل خیر الخلق ـــــ اسے ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔

حرف دال

(محبوب داور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف دال سے شروع ہوتے ہیں۔)

دار الحکمۃ:

یہ اسم مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے ہے:

Marfat.com

انا دار الحکمة و علی بابها —— "میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔"

اس حدیث پاک کو حاکم نے "مستدرک" میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث کہا ہے —— ابن جوزی اور ذہبی کے گمان میں یہ حدیث موضوع ہے —— جبکہ حافظ علائی اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ صواب یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے نہ صحیح ہے اور نہ موضوع۔

الداعی الی اللہ:

قرآن مجید میں ہے: داعیا الی اللہ باذنه۔ یعنی "اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے" —— آپ کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف بلاتے تھے اور لوگوں کو اس کے لیے تحریک وترغیب دیتے تھے —— اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس مبارک کا وصف بلانے سے کیا ہے۔ وہ یہ ہے:

واللہ یدعوا الی دار السلام۔ "اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔"

آپ کا یہ نام اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے جس کے ساتھ آپ کا نام رکھا گیا ہے۔ یعنی دعوة ابراهیم (ابراہیم کی دعا) جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

انا دعوة ابی ابراهیم یعنی "میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قرآن کریم میں ہے:

ربنا وابعث فیهم رسولا منهم

دعوة النبیین:

اس اسم مبارک کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

دلیل الخیرات:

یہ پانچ اسماء شمار کئے گئے ہیں۔

الدامغ:

شامی نے الدامغ کا اضافہ کیا ہے۔ آپ کا یہ نام مبارک اس لیے ہے کہ آپ نے حق سے باطل کو کچل دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی حجت کی تلوار یا حق کی تلوار سے شرک کے لشکروں کو شکست دی۔

الدانی:

اسم فاعل دلو سے بمعنی قریب ہے۔ ثم دنیٰ فتدلیٰ قرآن مجید میں آیا ہے۔ "پھر وہ نزدیک ہوا' خوب اتر آیا۔"

دعوة التوحید:

آپ صاحب قول لاالہ الا اللہ ہیں —— یا دعوت بمعنی خبر دینا ہے —— آپ اعلم الناس ہیں کہ آپ نے لوگوں کو طریق ہدایت پر رہبری کی ہے —— یا دعوت بمعنی الدعویہ ہے۔ مصدر کا اطلاق اسم مفعول پر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

الدلیل:

بمعنی ھادی دھتم بروزن جعفر بمعنی سھل الخلق و الحسن الخلق۔

حرف ذال

(نور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو ذال سے شروع ہوتے ہیں۔)

الذاکر:

ذکر سے اسم فاعل ہے۔ ذکر کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی تمجید' تقدیس اور تسبیح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة و دون الجھرمن القول

''اپنے رب کو دل میں یاد کر' عاجزی اور پوشیدگی سے نہ کہ بلند آوازی سے''

امام رازی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہر ایک وقت میں حصول ذکر واجب ہے۔ اور ذکر کے ساتھ قلب کی ہمیشگی واجب ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

ولا تکن من الغافلین ——''غافلوں میں سے مت ہو''

اور یہ سزاوار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی یاد اور اس کی کبریائی کی یاد سے آدمی ایک لحظہ غافل رہے۔ اس موافق کہ قوائے انسانیہ اس کی طاقت رکھتے ہوں' اور طاقت بشریہ اس کا تحمل کر سکے —— اس میں شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ تمام مخلوق سے زیادہ حق دار ہیں۔ اور اس کے ساتھ اولیٰ ہیں اور درجات کمال مشاہدۂ جلال کے استغراق میں اس کے اختصاص کے لیے سب مخلوق سے زیادہ حقدار ہیں —— اسی لیے آپ کا نام مبارک ذاکر رکھا گیا ہے۔

الذکر:

بہ سکون کاف' اس کا معنی قوی' شجاع' غیرت مند ہے —— یا اس کا معنی ثنا اور شرف ہے۔ عرفی اور ابن دحیہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی نفسہ شریف ہیں اور اپنے غیر کو شرف دینے والے ہیں' اور اپنے ذاتی شرف سے خبر دینے والے ہیں —— اس لیے آپ کے لیے تین ذکروں کی وجوہات جمع ہوگئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قدانزل اللہ الیکم ذکرا رسولا

یعنی ''بے شک نازل فرمایا اللہ نے تمہاری طرف ذکر رسول''

رسول ذکر سے حال ہے —— علمائے کرام کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ذکر اللہ:

اس اسم مبارک کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے اور مجاہد نے کہا ہے:

Marfat.com

الابذکر اللہ تطمئن القلوب

''خبردار! دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔'' ــــ ذکر کلمہ طیبہ یا درود شریف۔

ذوالحوض المودود:

اس اسم مبارک کو بھی امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

ذوالخلق العظیم :

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانك لعلٰی خلقٍ عظیم

ذوالصراط المستقیم :

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : وانك لتهدی الیٰ صراطٍ مستقیم ۔ یعنی'' اور بے شک آپ کو ہدایت دی سیدھے راستہ کی طرف'' ــــ اس ۔ ۔ مراد اللہ کی راہ ہے۔

ذوی القوة :

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ذوی القوة حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ــــ آپ کا یہ نام اسمائے ربانی سے رکھا گیا ہے۔

ذومکانة :

آپ اپنے رب کے نزدیک صاحب مرتبہ عالی ہیں' وہ مرتبہ آپ کے غیر کے لیے نہیں ہے۔

ذوعزة :

اس اسم مبارک کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

ذوفضل:

اسے شامی نے ذکر کیا ہے ــــ فضل کا معنی ہے احسان۔

ذوالمعجزات:

وہ معجزے کہ کثیر اور حیرت انگیز ہیں اور روشن ہیں۔

ذوالمقام المحمود:

مشہور قول پر اس کا معنی شفاعت ہے ــــ امام واحدی نے اس قول میں مبالغہ کیا ہے اور اس پر مفسرین کے اجتماع کو حکایت کیا ہے۔

Marfat.com

ذوالوسیلۃ:

وسیلہ جنت میں اعلیٰ درجہ ہے—— وسیلہ بروزن فعیلہ ہے۔ اس کی اصل وسل الیہ ہے یعنی ''جس وقت اس کے قریب ہوا'' —— وسیلہ کا اطلاق مرتبہ عالی پر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

ثم سلوا اللہ الی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ لاینبغی الا العبد وارجو ان اکون ھو ——

''وسیلہ بہشت میں ایک مرتبہ ہے وہ کسی کے لیے سزاوار نہیں ہے مگر ایک بندے کے لیئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔''

اس مقام میں تیرہ (۱۳) اسمائے شریفہ ذکر کئے گئے ہیں شامی نے :

الذخر:

کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا معنی ہے ''ذخیرہ''

الذکار:

اس کا معنی ہے ''کثیر الذکر'' —— ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے سارے وقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

الذکر:

بہ فتح ذال وکاف—— اس کا معنی ہے ''جلیل وخطیر'' اور اسی سے یہ حدیث شریف ہے: القرآن ذکر فاذکروہ یعنی ''قرآن شریف جلیل اور خطیر ہے۔'' اس کا اجلال اور تعظیم کرو۔

ذوالتاج:

یعنی صاحب عمامہ—— عمامہ اہل عرب کا تاج ہے۔

ذوالجھاد' ذوالحطیم:

وہ پتھر ہے جو بیت اللہ سے نکلتا ہوا ہے' یہ صحیح روایت ہے—— یا حطیم رکن اور باب بیت اللہ کے درمیان۔ اس کا یہ نام سابقہ کتب میں تھا۔ اس لیے کہ آپ نے اسے مشرکین کے ہاتھوں چھڑایا ہے' اور اس میں جو بت تھے وہ آپ نے نکال دیئے ہیں اسے عبادت گاہ بنایا ہے۔

ذوالسیف:

آپ کا یہ نام مبارک سابقہ کتب میں ہے۔

Marfat.com

ذو السكينة:

اس کا معنی وقار اور حرکت میں دیر کرنا ہے —— صفانی نے کہا ہے کہ یہ کلمہ بہ کسر سین اور تشدید کاف ہے —— اس کا معنی ہے رحمت۔

ذو طيبه:

صاحب مدینہ

ذو العطايا:

جمع عطیہ بمعنی بخشش۔

ذو الفتوح:

فتح کی جمع ہے —— اس کا مسمی ہے دشمن پر نصرت پانا۔

ذو المدينه:

یہ طیبہ کا نام ہے۔

ذو القضيب:

اس کا معنی ہے صاحب سیف رقیق (تیز تلوار والے)

ذو الميسم:

بہ کسر میم وسکون۔ اس کا معنی علامت، جمال یا حسن یعنی صاحب حسن و جمال۔

ذو الهراوة:

اس کا معنی ہے: ''صاحب عطاء''

حرف الرا

(آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو را سے شروع ہوتے ہیں)

الراضع:

اس اسم مبارک کا معنی ہے ''شیر خوار'' —— امام سخاوی نے اسے ذکر کیا ہے۔ شامی نے کہا ہے کہ اس اسم کی مثل کے ذکر میں تامل ہے۔ اس لیے کہ راضع تعظیمی صفت نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ اسم آپ کے احتیاج کی آگاہی کرتا ہے —— اس اعتراض کا رد اس طرح سے ہے کہ راضع اپنی اس صفت پر ہے جو شیر خوار آپ کے سوا ہیں۔ یہ ان کے لیے واقع نہیں ہوا ہے

Marfat.com

کہ انہیں عدل سے الہام ہوا ہو' بلکہ یہ واقع ہوا ہو کہ ان کا کوئی دودھ شریک ہے —— مگر آپ کو الہام ہوا اور آپ کے زمانہ رضاعت میں بہت سی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں' یہاں تک گویا آپ وہ شیر خوار ہیں کہ آپ کے سوا کسی نے رضاعت نہیں کی۔

الراضی:

اس کا معنی وہ شخص ہے کہ جو کچھ اسے دیا جائے' وہ اس پر قائع ہو—— اس اسم شریف کو ابن وحیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیا ہے:

ولسوف يعطيك ربك فترضٰى

''عنقریب آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد باری تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں پڑھا:

رب انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فانه مني

اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پڑھا: **ان تعذ بهم فانهم عبارك** ...... آخر آیت تک۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: **اللهم امتي** —— اور آپ روئے۔

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا:

''اے جبرئیل! تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے کہہ دو :

انا سنر ضيك في امتك ولا نسوء ك

ابن دحیہ نے کہا ہے کہ یہی حدیث آیت پاک کی تفسیر ہے۔

الراغب:

رغب الیہ سے اسم فاعل ہے—— اس کا معنی تضرع اور ابتہال ہے—— یہ سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **والي ربك فارغب** ''اور اپنے رب کی رغبت کرو۔''

اس کے یہ مختلف معانی بیان ہوئے ہیں:

☆ اپنی رغبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرو' اس کے سوا جو لوگ مخلوق سے ہیں ان کی رغبت نہ کرو—— (حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرو اور اپنی حاجت اسی سے چاہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع کرو' دوزخ کی آگ سے ڈرتے رہو اور جنت کی رغبت کرتے رہو۔

الرافع:

آپ وہ ہیں کہ آپ کے سبب آپ کی امت کا مرتبہ رفیع ہوا ہے۔ آپ کی امت کے لوگوں نے آپ کی ملت کے اتباع

Marfat.com

کے سبب شرف پایا ہے —— یہ اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے
''وہ ذات جو مومنوں کو نیک بخت کرنے سے بلندی دیتی ہے اور کافروں کو دور کرنے سے پست کرتی ہے۔''

راکب البراق:

اس اسم مبارک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے ''براق کے سوار''

راکب البعیر:

یہ اسم شریف رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان اسمائے شریفہ سے ہے جو سابقہ کتب میں ہیں۔

راکب الجمل:

شعیا علیہ السلام جو ذوالکفل ہیں' یہ اسم شریف ان کی کتاب نبوت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا:

''مجھ سے کہا گیا تو اٹھ اور جو کچھ دیکھتا ہے غور سے دیکھ اور اس سے خبر کر —— میں نے کہا میں نے دو راکب (سوار) دیکھے۔ ان میں سے ایک گدھے پر سوار تھا اور دوسرا اونٹ پر۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنے دوست سے کہا کہ بابل اور اس کے بت گر گئے۔''

ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ گدھے پر سوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اونٹ پر سوار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ملک بابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے سبب چلا گیا۔ یعنی تباہ ہوگیا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خط مبارک جب نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس آیا تو وہ آپ پر ایمان لایا۔ اس نے کہا:

میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جیسے گدھے کے سوار کی بشارت دی تھی' ویسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اونٹ سوار کے لیے ہے۔''

ابن عساکر نے کہا ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ کی راکب جمل (اونٹ سوار) کے ساتھ کس لیے تخصیص کی گئی ہے جبکہ آپ گدھے اور گھوڑے پر بھی سوار ہوا کرتے تھے —— اس کا جواب یہ ہے کہ اس اسم سے مراد یہ ہے کہ آپ عرب سے ہیں نہ کہ غیر عرب سے۔ اس لیے کہ جمل یعنی اونٹ اہل عرب کا مرکب ہے۔ ان کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے۔ غیر عرب کی طرف اونٹ کی نسبت نہیں کی جاتی۔

راکب الناقۃ:

اس اسم شریف کا معنی ہے ''اونٹ سوار'' —— یہ اسم مبارک سابقہ کتب میں سے ہے۔

راکب الحبیب:

یہ اسم شریف اصطفا میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

الرحمۃ :

ابوبکر بن طاہر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت سے مزین فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کا ہونا اور آپ کے جمیع شمائل' آپ کی صفات' مخلوق پر رحمت ہیں—— آپ کی حیات مبارک رحمت ہے۔ آپ کا وصال رحمت ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

حیاتی خیر کم و مماتی خیر کم

اور جیسا کہ آپ فرمایا ہے:

اذا اراداللہ رحمۃ بامۃ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لھا فرطا و سلفا

''جس وقت اللہ تعالیٰ کسی امت کے ساتھ رحمت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نبی کو اس سے پہلے قبض کرتا ہے' اور اس نبی کو اس امت کے لیے فرط اور سلف بناتا ہے۔''

رحمۃ الامۃ:

یہ اسم مبارک امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

رحمۃ اللعالمین:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ومارسلنك الا رحمۃ للعالمین ۔ یعنی آپ جمیع مخلوق کے لیے رحمت ہیں—— مومنوں کے لیے آپ ہدایت سے رحمت ہیں—— منافقوں کے لیے یوں رحمت ہیں کہ ان کو قتل سے امان ملا—— کافروں کے لیے آپ اس طور پر رحمت ہیں کہ ان پر جو عذاب نازل ہوتا آپ کے سبب اس میں تاخیر ہوئی ہے۔

رحمۃ مھداۃ:

حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: انما انا رحمۃ مھداۃ ——طبرانی نے یہ روایت کی ہے: بعث رحمۃ مھداۃ—— ابن دحیہ نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندوں کے لیے رحمت کر کے بھیجا ہے جس کے لیے عوض ارادہ نہیں کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ جس وقت ہدیہ بھیجنے والے کا ہدیہ رحمت سے ہو تو اس سے عوض کا ارادہ نہ کیا جائے گا۔

الرؤف' الرحیم' الرسول:

الرؤف اللہ تعالیٰ کے ان اسماء سے ہے جس کے ساتھ آپ کا نام رکھا گیا ہے—— آپ کا اسم شریف رؤف اور رحیم ہے۔ قرآن شریف میں ہے:

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ من عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم

☆ لقد جاکم رسول من انفسکم کے معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے نفوس سے آئے

Marfat.com

ہیں—— ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انا انفسکم نسبا و صھرا و حسبا ۔ آپ نے لفظ انفسکم کو فا کو فتح سے پڑھا ہے۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ یعنی ''زیادہ نفیس' زیادہ پاکیزہ اور لطیف۔''

☆ عزیز علیه ماعنتم ۔ یعنی تم لوگ جو مشقت اٹھاتے ہو اور مکروہ امور دیکھتے ہو' تمہارے یہ امور آپ پر سخت اور دشوار ہیں۔

☆ حریص علیکم ۔ تم لوگوں کی ہدایت کے لیے آپ حریص ہیں۔

☆ بالمؤمنین رؤف رحیم ۔ مومنوں کے ساتھ آپ شدید الرحمتہ ہیں اور ان کے لیے خیر چاہتے ہیں۔ رؤف بوزن فعول

رافت سے ہے۔ لغت میں اس کا معنی رحمت ہے' زیادہ رفیق ہے۔ اس لیے کہ رحمت کا معنی دل کی رقت ہے اور رافت کا معنی شدت رحمت ہے—— رافت' رحمت سے ابلغ ہے۔

ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ رحیم بہ وزن فعیل رحمت سے ہے۔ اس کا معنی عطف اور اشفاق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارحم الخلق' اعطف' اشفق الخلق اور تمام مخلوق سے قلب میں زیادہ رقیق ہیں—— آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اطاعت کرنے والوں کے ساتھ رؤف ہیں اور گنہگاروں کے ساتھ رحیم ہیں۔

رسول الراحة:

آپ کی رسالت میں عام لوگوں کے لیے راحت ہے' اس لیے آپ رسول راحت ہیں—— لغت میں راحت کا معنی زوال' مشقت اور تعب ہے۔

رسول الرحمة:

اس اسم مبارک کا معنی واضح ہے اس لیے کہ آپ رحمت کر کے بھیجے گئے ہیں۔ آپ کا یہ اسم مبارک اس حدیث موقوف میں وارد ہوا ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ماجہ کے نزدیک ہے۔

رسول اللہ:

یہ اسم شریف شامی نے ذکر کیا ہے—— یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے ارشاد: محمد رسول اللہ سے ماخوذ ہے۔

رسول الملاحم:

ملاحم ملحمه کی جمع ہے۔ بہ فتح میم ۔ اس کا معنی ہے قتال کی جگہ۔ کہ آپ تلوار کے ساتھ جہاد کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

الرشید:

رشید سے بہ ضم را سکون شین ہے—— یا بہ فتحتین اس کا معنی امور میں استقامت' رشد بمعنی راشد یعنی مستقیم—— یا بمعنی

Marfat.com

مرشد کہ ہادی کو کہتے ہیں —— ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانك لتهدی الی صراط مستقیم ۔ یعنی آپ دین قیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں —— رشید اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔

☆ رشید وہ کہ اپنی تدبیریں ان کی غایات تک سیدھے راستوں سے چلاتا ہے اور کسی سے مشورہ نہیں لیتا ہے اور نہ کسی کے حکم پر وہ تدبیریں کرتا ہے۔ یا

☆ رشید وہ کہ مخلوق کو ان کے مصالح کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

الرفیع الذکر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ورفعنالك ذكرك —— ابن حبان نے ابوسعید سے مرفوع روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

اتانی جبریل فقال ان ربك يقول تدری كيف رفعت ذكرك قلت الله اعلم قال اذ ذكرت ذكرت معی

''میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا آپ کا رب کہتا ہے آپ جانتے ہیں ہم نے آپ کا ذکر کس طرح بلند کیا ہے۔'' —— آپ نے فرمایا ''اللہ بہتر جانتا ہے''۔ اللہ نے فرمایا ''میرے ذکر کے ساتھ ساتھ آپ کا ذکر ہوگا۔''

وفا میں کہا ہے اس کا معنی عالی —— یا

☆ اپنے غیر سے رفیع الدرجات —— یا

☆ ذکر سے رفعت دیا گیا —— یا

☆ یہ امت کفر اور گناہوں کی ذلت کے سبب پست تھی' آپ نے انہیں ایمان کے سبب رفعت دی' یعنی آپ ان کے رافع ہوئے۔

بمعنی رفیع ہے —— اور یہ اسم مبارک اسمائے الٰہی سے ہے

رفیع الدرجات:

علامہ سیوطی نے یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیا ہے: ورفع بعضهم درجات —— اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں' جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے —— زمخشری نے کہا ہے کہ اس ابہام میں آپ کی بزرگی تفخیم اور آپ کی قدر کا وہ اعلام ہے جو مخفی نہیں ہے —— اس وجہ سے کہ اس میں اس امر کی شہادت ہے کہ آپ وہ علم ہیں کہ آپ میں شبہ نہیں کیا جا سکتا —— اور آپ ایسے متمیز ہیں کہ آپ ملتبس نہیں ہو سکتے۔

کہنے والے نے اس مقام پر بہت اچھا کہا ہے:

واقول بعض الناس عنك كنايه   خوف الوشاة وانت كل النّاس

''میں غمازوں کے خوف سے کنایۃً'' کہتا ہوں کہ بعض آدمی تجھ سے ہیں اور تو کل لوگوں کا ہے —— خلاصہ یہ ہے کہ تیری ذات انسانی کمال کی جامع ہے —— اگر کسی میں کچھ صفت کمال ہے تو وہ تیرے ہی کمال سے ہے —— لہٰذا تو فرد جامع انسانی ہے اور دوسرے لوگ تیرے بعض ہیں اور تیرے ہی وصف کمال سے انہیں لوگ کہتے ہیں —— اور جو انبیاء آپ سے پہلے تھے

Marfat.com

ان بدائع فضل سے کسی کو وہ بزرگی نہیں دی گئی اور آپ کو اس کے ساتھ مختص کیا ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو رفعت دی ہے۔

الرقیب:

مراقبہ سے ہے۔ اس کا معنی ہے حفظ —— رقیب وہ جو اشیاء کی حفاظت کرتا ہے۔ بعض سادات کرام نے کہا ہے کہ مراقبہ ''رب کی اطلاع کے ساتھ بندے کا علم'' —— رقیب اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے —— اس کا معنی یہ ہے کہ ضمائر پر مطلع اور جو چیزیں سرائر میں ہیں' ان کا علم۔

روح الحق' روح القدس:

ابن دحیہ نے کہا ہے کہ یہ دونوں اسمائے مبارک انجیل میں وارد ہوئے ہیں —— قدس کا معنی مقدس' یعنی پلیدیوں سے ظاہر۔ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے اور حق یہ ہے —— یا اللہ تعالیٰ سے ارادہ کیا جائے' اور روح کی اضافت اس کی طرف بزرگی دینے کی وجہ سے ہو۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام روح اللہ رکھا گیا ہے —— یا حق سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارادہ کیا جائے اور اضافت بیان کے لیے ہو —— یعنی روح ہی حق ہے۔

رکن المتواضعین:

یہ اسم شریف حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں واقع ہے۔ اس مقام میں ستائیس (۲۷) اسمائے شریف شمار کیے گئے ہیں۔ ان میں سے چھ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہیں۔

آپ کا اسم شریف رکن المتواضعین اس لیے ہے کہ آپ اہل تواضع کے ستون ہیں' اور محل اعتماد ہیں —— محل اعتماد وہ شخص کہ امر کا رجوع اس کی طرف ہو۔ لوگ اپنے امور میں اس کا روز قیامت میں بھروسہ کریں —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو تواضع ظاہر ہوئی' آپ کے غیر سے نہیں ظاہر ہوئی جیسا کہ صحیح میں یہ حدیث تعلیقاً وارد ہوئی ہے —— ابن ماجہ کے نزدیک یہ حدیث موصول ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابو سعید خدری وغیرہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں اپنے اہل کے کام کی درستی فرماتے تھے۔ اور اپنے کپڑوں میں جوئیں خود دیکھتے تھے اور اپنی بکری خود دوھتے تھے۔ اپنی قمیض میں خود پیوند لگاتے تھے اور اپنے جوتے خود سیتے تھے۔ مکان میں خود جھاڑو دیتے تھے —— باوجود اس کے آپ کی ازواج مطہرات تھیں اور کثرت سے خادم تھے۔ آپ تواضعاً جھاڑو دیتے تھے نہ کہ حاجت کے سبب۔

عبرانی زبان میں جس شے میں نعت عربیہ میں علماء نے کتاب سعیا بہ فتح سین' ان نبی کا نام جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی ہے' اس قسم سے واقع ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت میں صریحاً ہے وہ یہ ہے: **ولایمیل الی الھوی** ۔ یعنی آپ ہوائے نفسانی کی طرف نہیں میل کریں گے بلکہ آپ اس شے کا اتباع کریں گے جو آپ کی طرف وحی کی جائے۔ **ولایذل الصالحین** اور ''صالح بندوں کو آپ ذلیل نہ کریں گے'' —— ان لوگوں سے مراد مسلمان اور

Marfat.com

اولیاء ہیں۔ بل یقوی الصالحین جولوگ صدق میں مبالغہ کریں گے ان کو آپ قوت دیں گے وہ لوگ ایسے ہوں گے جیسے کمزور بانس ہوتا ہے۔الذین ھم کاتقصیته وھو رکن المتواضعین—— آپ کے ذکر سے یہی مقصود ہے کہ آپ رکن المتواضعین ہیں۔

لہٰذا یہ معلوم ہوگیا کہ یہ نام شریف کتب قدیمہ سے ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں کہ نہیں بجھے گا بلکہ غالب ہوگا اور دنیا میں پھیلے گا۔ یہ اس کا معنی ہے: وھو نور اللہ لایطفایه —— آپ کا وصف اس شخص کے قول کی تائید کرتا ہے جس نے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں کہا ہے: یریدون ان یطفؤا نور اللہ —— ''اللہ تعالیٰ کا وہ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جسے کفار بجھانا چاہتے ہیں وہ نور جہان پر غالب آئے گا اور ہرگز نہ بجھے گا۔

الراجی:

یہ رجا سے ہے جو خوف کی ضد ہے۔

الرجل:

یہ فتح وکسر جیم اور بہ فتح جیم —— وہ جس کے بال لٹکے ہوئے ہوں یا گھونگر والے ہوں۔

الرجیح:

بزرگی میں اپنے غیر پر زیادتی رکھنے والا۔

الرحب الکف:

فراخ ہتھیلیوں والا یا کثیر العطا —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں صفوں کے ساتھ موصوف تھے۔

الرضی:

یعنی صاحب رضا —— یا یہ معنی کہ آپ بندگان خدا پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہیں۔

رضوان اللہ:

اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے بندوں پر —— اس ارشاد باری: یھدی به اللہ من اتبع رضوانه میں کہا گیا ہے کہ اس کا معنی اتبع رسوله ہے —— ''اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی خوشنودی یا رسول کا پیروکار ہو۔''

الرفیق:

رفق سے ہے اس کا معنی لطف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رفق سے بڑے درجہ میں تھے۔

الرھاب:

یہ اسم مبارک رھب سے ہے اس کا معنی ہے خوف —— یہ مبالغہ کے لیے کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ ترہیب سے نہیں —— اس

Marfat.com

لیے کہ مبالغہ کے صیغے اکثر بنائیں کئے جاتے مگر ثلاثی مجرد سے —— اور وجہ سے ترہیب سے نہیں ہے کہ آپ نے رہبانیت سے نہی کی ہے' لہٰذا رہبابیت کے ساتھ آپ کے نفس شریف کا وصف نہیں کیا جائے گا —— حدیث شریف میں ہے: وجعلنی لك شكارا بابا ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

الروح:

وہ شے ہے جس سے جسم قائم رہتا ہے۔ آپ کا نام ''روح'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ مخلوق کے ضلالت سے مرنے کے بعد آپ ہدایت سے مخلوق کی حیات ہیں۔

یوم یقوم الروح:

اس آیت شریف کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ روح سے مراد:

☆ روح سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

☆ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

☆ اس کے سوا اور مراد ہے۔

حرف الزا

(حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اسمائے مبارک جو حرف زا سے شروع ہوتے ہیں)

الزاهد:

کتب قدیمہ میں آپ کے اسمائے شریفہ سے ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی گئی ہے —— دنیا میں زہادت حلال کو حرام کرنے سے نہیں ہے اور نہ مال ضائع کرنے سے ہے لیکن دنیا میں زہادت یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ میں جو شے ہے اس پر اتنا زیادہ بھروسہ نہ ہو۔ جتنا بھروسہ اس شے پر ہو جو اللہ کریم کے ہاتھ میں ہے' اور یہ حالت ہو کہ اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے اور تمہارے ساتھ باقی رہ جائے تو تم اس کی مصیبت میں زیادہ رغبت کرو اور اس کے ثواب میں رہو۔

زعیم الانبیاء:

آپ امور کے متکفل اور متحمل ہیں —— یا یوم نشور میں اپنی امت کے فائز المرام ہونے کے ضامن ہیں —— آپ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ انبیاء کرام کے لئے شفاعت عظمیٰ کے کفیل ہیں۔

اس اسم شریف کا معنی ہے ''طاہر اور مبارک ذات'' اور اس کا معنی نمو اور طہارت ہے —— اس اسم مبارک کو ابن دحیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک سے لیا ہے:

یتلوا علیکم ایاته ویزکیکم

Marfat.com

''وہ تم پر اس کی آیتیں تلاوت کریں گے اور وہ تمہیں پاک فرمائیں گے۔''

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ لفظ ازکی سے وصف مزک ہے بمعنی فاعل نہ زکی—— زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بے شک یہ اسم شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں صحیح ہے——اور سطیح کی حدیث میں ہے یعنی زکی۔

الزمزمي:

ابن دحیہ نے کہا ہے کہ زمزم کی طرف نسبت ہے—— زمزم وہ سیرابی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے جد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دی تھی۔ چنانچہ زمزم کی طرف آپ کی نسبت اولیٰ ہے۔

زين من دافي القيامة:

اس اسم مبارک کو قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے—— حدیث ضب میں ضب کا قول آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ تھا:

السلام عليك يا زين من دان في القيامة

اس مقام میں آپ کے پانچ اسماء مبارک ذکر کئے ہیں اور شامی نے یہ اضافہ کیا ہے:

الزاجر:

زجر سے ہے بمعنی منع یعنی باز رکھنا—— آپ گناہوں سے باز کرتے ہیں۔

الزاهر:

چمک دار رنگ، روشن چہرہ۔

الزاهي:

خوبصورت، حسین، چمک دار، روشن —— یا آپ کا امر ظاہر اور آپ کے واضح برہان —— اور رفیع المنزلتہ ہدایت کی علامتوں سے —— اور فتوت سے —— اور جو امور منصب نبوت کے لائق نہیں ہیں، ان سے آپ منزہ ہیں۔

زلف:

یہ فتح زا بمعنی زلیف —— زلف سے اس کا معنی ہے قرب اور تقدم۔

الزين:

حسن خلقت اور خلق میں کامل —— یہ لفظ از روئے لغت شین کی ضد ہے جو عیب کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

حرف السین

(رحمۃ للعالمین کے وہ مقدس نام جو حرف سین سے شروع ہوتے ہیں)

السابق:

سبق سے ہے۔ اس کا معنی ہے تقدم ——— اور کبھی سبق احراز فضیلت کے لیے استعارہ کیا جاتا ہے ——— اور اس سے والسابقون السابقون مراد ہے ——— اس کا معنی وہ مخلص جس نے اپنے مولیٰ کی طاعت کی طرف سبقت کی ہے اور اس کی طلب رضا میں میدانوں کو شق کیا ہے ——— یا سابق کا یہ معنی ہے کہ مخلوق سے پہلے جنت کا دروازہ آپ کھولیں گے۔

السابق بالخیرات:

وہ خیرات جو دینیہ اور دنیاویہ دنیا اور آخرت میں ہیں۔

سابق العرب:

جیسا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے:

السباق اربعه انا سابق المعرب وصهيب سابق الروم و سلمان سابق الفرس و بلال سابق الحبش

''سبقت والے چار ہیں: میں عرب سے' صہیب روم سے' سلمان فارس اور بلال حبشہ سے''

الساجد:

اس اسم شریف کو علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیا ہے: **ومن اللیل فاسجدلهٗ** ——— اور اس آیت سے لیا ہے: وکن من السجدین یعنی ''سجدہ کرنے والوں میں ہوجا''۔ یعنی مومنوں کے ساتھ اپنی عبادت اور اپنے خضوع میں ہمیشہ رہو۔

سبیل اللہ:

یعنی آپ اللہ تعالیٰ کا وہ راستہ ہیں جو اس کی طرف پہنچانے والا ہے ——— اس لیے کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف پہنچانے والے ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا' اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا ——— یعنی رسول اللہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جو صفت سابقہ کتب میں تھی انہوں نے اسے چھپایا ——— ابن وحیہ نے اس اسم شریف کو اس فرمان الٰہی سے لیا ہے:

ویصدون عن سبیل اللہ '' وہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔'' ——— قول یہ ہے کہ سبیل آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

السراج المنیر:

آپ کا اسم شریف سراج منیر اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد وسراجا منیرا میں سراج اس لیے فرمایا کہ آپ کا امر واضح ہے۔ اس روشن چراغ کی مثل کہ مخفی نہیں ہے اور آپ کی نبوت کے بیان کے لیے سراج نام رکھا کہ آپ کی نبوت ظاہر ہے کہ اندھیری رات میں چراغ کی روشنی کی طرح اس کی روشنی ہے —— آپ کا نام سراج اس لیے رکھا ہے کہ:

☆ آپ کے سبب مومنوں اور عارفوں کے قلوب منور ہیں۔

☆ جو شے آپ لائے ہیں اس سے جہالت کے اندھیرے منور ہو گئے ہیں ——

☆ مومنوں نے آپ کے نور سے بصائر کے نور اقتباس کئے ہیں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور نبوت سے بصائر کو مدد دی ہے۔ جیسے کہ چراغ کے نور سے نگاہوں کے نوروں کو مدد دی ہے —— تاریک رات میں چراغ کے نور سے بینائیاں روشن ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات میں نیرّ ہیں اور غیر کو منور کرنے والے ہیں —— آپ روشنی میں کامل سراج ہیں کہ آپ کے نور سے دنیا روشن ہوگئی اور آپ کے ظہور کے سبب کفر کی ظلمت مٹ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سراج منیر آپ کا وصف کیا ہے' سراج وھاج سے وصف نہیں کیا جیسا کہ شمس کو اپنے ارشاد میں سراجا وھاجا میں شمس کا وصف کیا ہے —— یہ وصف اس لیے نہیں کیا کہ منیر وہ ہے جو غیر جلانے کے منور کرے بخلاف وھاج کے —— وھاج کا معنی وقار ہے کہ چراغ جلانے کے ساتھ منور ہوتا ہے —— یا یہ ہے کہ سراج سے مراد شمس ہو —— اس لیے کہ آفتاب نیرّات میں انتہا کے درجہ میں ہے —— یا اس لیے سراج کہا کہ:

☆ آپ ایسے زمانہ میں مبعوث کئے گئے کہ کفر اور جہل کی ظلمتوں سے وہ زمانہ رات سے مشابہ تھا۔ آپ نے ان ظلمات کفر اور جہل کو نور یقین اور ہدایت سے دفع فرما دیا۔

☆ قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام سراج اس لیے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے کثیر چراغ روشن کئے جاتے ہیں' اور اس چراغ کی روشنی سے کچھ کم نہیں ہوتا —— ایسے ہی طاعات کے چراغ آپ کے چراغ سے لیے گئے۔ آپ کے اجر سے کچھ نہ کم ہوا۔

سراج کی تفسیر حجت اور ہادی سے کی گئی ہے —— محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حجت ظاہر خلائق پر سراج کی مانند ہیں اور خلائق کے ہادی دین قویم کی طرف ہیں۔

الصراط المستقیم:

وہ واضح اور سیدھا راستہ جس میں کچھ ٹیڑھ یا کجی نہ ہو —— آپ کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ اس کی طرف یعنی سیدھے راستے کی طرف پہنچانے والے ہیں —— حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اس آیت میں رسول اللہ ہی مراد ہیں —— اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح حدیث کہا ہے۔

Marfat.com

السعید:

اس اسم شریف کا معنی ہے نیک' سعادت مند—— فعیل بمعنی فال۔ آپ کا یہ نام شریف اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سعادت کو آپ کے لیے قدیم سے واجب کیا ہے۔ آپ کے لیے سیادت تمام مخلوق پر متحقق کی ہے۔

سعداللہ سعد الخلا ئق:

ان تین اسماء کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلائق کو آپ کے اتباع کے سبب سعید کیا ہے۔

السمیع:

فعیل بمعنی فاعل سمع سے ہے جو حواس ظاہرہ سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لنریه من ایاتنا انه هو السمیع البصیر . کہا گیا ہے کہ ضمیر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے۔

☆ آپ کا نام سمیع اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ شب معراج میں اپنے مولیٰ کا کلام سماعت فرمانے سے مشرف ہوئے ہیں۔

☆ یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔

☆ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ سر اور اخفی کو سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سماعت وہ صفت ہے جو مسموعات سے تعلق رکھتی ہے۔

السلام:

عیب سے سالم اور ریب سے منزہ—— یہ اصل میں سلامت ہے۔ آپ کا اسم مبارک السلام اس لیے رکھا گیا ہے کہ:

☆ آپ سے اس امت کو سلامت ہے۔

☆ آپ کی امت کے سوا جو لوگ ہیں وہ آپ کے وجود کے سبب عذاب سے سلامت ہیں۔ آپ کے سبب انہیں عذاب سے امن ہے۔

سالم:

آپ کا نام سالم اس لیے ہے کہ آپ کو نقص اور عیب سے سلامت ہے—— اور اس کی صفات نقص سے مبرا ہیں—— یا یہ معنی کہ:

☆ بندوں کو مہالک سے سلامت رکھنے کا مالک ہے—— یا یہ معنی کہ

☆ مومنوں پر جنت میں سلام بھیجے گا—— یا یہ معنی کہ

☆ اپنی مخلوق پر ظلم نہیں کرتا' اس نے ان کو سلامتی دی ہے—— یا یہ معنی کہ

Marfat.com

☆ مومنوں کو عذاب سے سلامتی دی ہے ——— یا یہ معنی کہ
☆ برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ یعنی ان بندوں پر سلام جو برگزیدہ ہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام اول' چوتھے اور پانچویں معنی میں صحیح اور واضح ہے ——— اور تیسرا اور چھٹا معنی بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بعید نہیں ہے۔

السید:

یہ اسم شریف اسمائے الٰہیہ سے ہے ——— نحاس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کو نہ کہا جائے گا مگر الف لام کے ساتھ ——— امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ لام کے ساتھ اور لام کے بغیر اس کا جواز اس شخص کے لیے اظہر ہے جو علم اور صلاح سے مشہور ہو ——— اور جو شخص علم اور صلاح سے مشہور نہ ہو اس کے لیے اس کا استعمال مکروہ ہے ——— حاکم کے نزدیک مرفوع روایت ہے:

اذاقال الرجل للفاسق سید غضب ربہ عزوجل

یعنی ''جس وقت کوئی مرد' فاسق شخص کو سید کہے تو اس کا رب عزوجل غضب کرتا ہے''

السید کے مختلف معنی بیان ہوئے ہیں:

☆ وہ رئیس جس کا اتباع کیا جائے اور اس کے قول تک انتہا کی جائے ——— یا
☆ وہ شخص کہ حوائج میں اس کی طرف مضطر ہوں یا مطیع ——— یا
☆ عالم' فقیہ۔
☆ وہ شخص کہ علم اور عبادت اور ورع میں سردار ہو ——— یا
☆ اپنے اقران سے ہر ایک شے میں خالق ہو۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفات مذکورہ سے سعید ہیں۔

سیّد ولد آدم:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **انا سید ولد ادم یوم القیٰمۃ** ——— اس حدیث پاک کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

سید المرسلین:

نص جلی سے ہے۔

سیدالناس:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث شفاعت میں فرمایا ہے: **انا سید الناس یوم القیٰمۃ** ——— ''میں قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں ——— آپ نے قیامت کے دن کی پابندی اس لیے فرمائی ہے کہ بلا تنازع (بغیر کسی

Marfat.com

جھگڑے کے) اور معاہدہ کے آپ کی سیادت کا ظہور قیامت کے دن ہر ایک کے لیے ہوگا۔ بخلاف دنیا کے کہ کفار نے آپ سے منازعت کی۔

امام نووی نے کہا ہے کہ آپ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا امتثال کیا ہے: **واما بنعمة ربك فحدث** ''اور اپنے رب کی نعمتیں بیان کرو'' —— یہ اس سے ہے جس کی تبلیغ آپ کی امت کے لیے واجب ہے تاکہ آپ کو پہچانیں اور آپ سے اعتقاد رکھیں۔

سید الکونین:

دنیا اور آخرت کے سردار۔

سید الثقلین:

انسانوں اور جنوں کے سردار۔۔۔۔ جن اور انس زمین کے لیے ثقل یعنی بوجھ کی مثل ہیں اور زمین پر ہیں —— یا جن وانس کو اس لئے ثقلین کہتے ہیں کہ ان دونوں کو تمام مخلوقات پر اس بزرگی کی وجہ سے فضیلت ہے جو ان دونوں میں ہے —— ہر ایک شے کی یہ شان ہوتی ہے کہ اس میں وزن اور قدر ہو تو اس میں رغبت کی جاتی ہے' یعنی لوگ اس شے کو چاہتے ہیں۔

سیف اللہ المسلول:

اس اسم شریف کو شامی نے بھی ذکر کیا ہے —— اس کی غایت یہ ہے کہ شامی نے لفظ **مسلول** کو حذف کر دیا ہے اور لفظ **سیف** کو بلا اضافت زیادہ کیا ہے۔ یعنی لفظ اللہ کی طرف اس کی اضافت نہیں کی ہے —— حاکم نے یہ روایت کی ہے کہ کعب بن زہیر نے آپ کی شان میں قصیدہ **بانت سعاد** پڑھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اس شعر تک پہنچے:

ان الرسول سيف يستضاء به　　　مهندسن سيوف الهند مسلول

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے **سیوف الهند** کی جگہ **سیوف الله** فرمایا۔ مصنف نے انیس (۱۹) اسمائے شریفہ ذکر کئے جن میں سے اللہ تعالیٰ کے تین اسمائے مبارک ہیں اور شامی نے یہ اضافہ کیا ہے:

السابط:

وہ جس کے بال لٹکے ہوئے ہوں۔

السخی:

یعنی کریم

السدید:

اس کا معنیٰ صاحب استقامت یا بمعنی مسدد بہ وزن مفعل یعنی ''امت میں جو رخنہ پڑے آپ اس کی اصلاح فرمانے والے

Marfat.com

ہیں"۔ دنیا میں ان کے امور کی اصلاح اور آخرت میں جو خلل واقع ہو گا آپ شفاعت سے اسے دفع فرمائیں گے۔

سر خلیطیس:

غرفی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم شریف سریانی زبان میں ہے اس کا معنی بر قیطس کا معنی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف سرعت اور مبادرت کرنے والا ——یا اس کا معنی شدید سلطان یعنی شدید حجت اور برہان—— آپ دنیا اور آخرت میں مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں۔

السمی:

یعنی سامی اور عالی—— سمو سے مشتق ہے اس کا معنی علوٗ بلندی ہے۔

السنا:

بلند ضو (روشنی) اور نور لامع کو کہتے ہیں—— یہ لفظ سنا کا معنی بالتخفیف ہے اور مد کے ساتھ سناکا معنی شرف اور علو ہے—— آپ اس امت کا شرف اور فخر ہیں—— یا اس کا معنی ہے صاحب الشرف۔

السند:

سند کا معنی وہ کبیر جلیل ہے جس پر اعتماد کیا جائے' اور اس کا ارادہ کیا جائے اور لوگ اس کی طرف مضطر ہوں۔

السیف المخزم:

بہ وزن معظم بمعنی سیف القاطع الماضی۔

سیف الاسلام:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **انا سیف الاسلام و ابوبکر سیف المروۃ** یعنی "میں اسلام کی تلوار ہوں اور ابوبکر مروۃ کی تلوار ہیں"—— اس حدیث کو دیلمی نے روایت کیا ہے۔

حرف الشین

(شارع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ پاکیزہ نام جو حرف شین سے شروع ہوتے ہیں۔)

الشارع:

اس کا معنی عالم ربانی' عالم معلم ہے—— یا اس کا معنی دین قیم کا مظہر اور مبین ہے—— یہ شرع سے اسم فاعل ہے—— اس کا معنی ظاہر اور بیان کرنا ہے۔ اس لفظ کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو کیا جاتا ہے وہ مشتہر ہے۔ اس لیے کہ آپ نے دین اور احکام کا اظہار اور بیان فرمایا ہے—— شرع دین ہے جیسے کہ شریعت دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کریمہ کا وصف اپنے اس ارشاد سے فرمایا ہے: شرع لکم من الدین —— اللہ تعالیٰ کا یہ اسم اسمائے مبارک سے ہے' جس کے

Marfat.com

ساتھ آپ کا نام رکھا گیا ہے۔

الشافع:

اس کا معنی طالب شفاعت۔

الشاکر:

یہ اسم شکر سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ محسن اپنے احسان سے کسی کو عطا کرے۔ وہ شخص اس معروف کے سبب محسن کی ثنا کرے ـــــ یا نعمت کا تصور اور اس کا اظہار ـــــ یا اس کا معنی ذکر منعم سے امتلا ـــــ شاکر اسمائے الٰہیہ سے ہے۔

الشاهد:

اس کا معنی عالم ہے ـــــ یا یہ معنی ہے مطلع اور حاضر ـــــ شہود سے مشتق ہے کہ بمعنی حضور ہے ـــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے: انا ارسلنک شاهداً و مبشرا ''ہم نے آپ کو شاہد گواہ اور مبشر بنا کر بھیجا۔'' ـــــ یعنی آپ کو جن لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے ان پر آپ کی شہادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے جیسا کہ شاہد عادل قبول کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام اپنے اس ارشاد: انا ارسلنک شاهدا میں رکھا ہے۔ یہ حال مقدرہ ہے۔ اس کا معنی مقبول الشہادۃ ہے۔ یعنی جن لوگوں کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں، ان پر آپ کی شہادت مقبول ہے اور جو لوگ آپ کی تصدیق کریں گے اور تکذیب کریں گے (جھٹلائیں گے) ـــــ ان کی نجات اور ان کی گمراہی کے آپ شاہد ہوں گے۔

شیخین نے ابوالسعید الخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا:

''کیا تم نے تبلیغ رسالت کی ہے؟''

حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے:

''بے شک میں نے تبلیغ رسالت کی ہے۔''

حضرت نوح علیہ السلام کی امت سے پوچھا جائے گا:

''کیا تم کو انہوں نے تبلیغ رسالت کی ہے؟''

ان کی امت کے لوگ کہیں گے:

''ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔''

''تبلیغ رسالت پر تمہارا کون شاہد ہے۔''

حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے کہ:

''حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت میری رسالت کی تبلیغ پر شاہد ہے''۔

Marfat.com

آپ کی امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ رسالت کی ہے۔

امام احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ایک نبی آئے گا جس کے ساتھ ایک مرد ہوگا —— اور ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ دو مرد ہوں گے اور دو سے اکثر ہوں گے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام سے پوچھا جائے گا:

''کیا تم نے تبلیغ رسالت کی ہے۔''

اللہ تعالیٰ ان انبیاء علیہم السلام سے تبلیغ رسالت پر گواہی طلب کرے گا —— جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی تبلیغ کا علم ہے اور اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ گواہ منکرین پر اقامت حجت کے لیے طلب کئے جائیں گے۔

چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت لائی جائے گی۔ آپ کی امت کے لوگ انبیاء کی یہ شہادت دیں گے کہ انہوں نے تبلیغ رسالت کردی ہے۔ اس وقت اور امتیں امت محمدیہ سے پوچھیں گی کہ:

''تم نے جو یہ شہادت دی ہے تم نے کسی شے سے پہچانا کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے تبلیغ رسالت کردی ہے۔ اس لیے کہ تم لوگوں نے تو ہمارا زمانہ نہیں پایا۔''

امت محمدیہ کے لوگ یہ جواب دیں گے کہ:

''ہمیں اس کا علم اللہ تعالیٰ نے ان اخبار سے دیا ہے جو اس کی کتاب ناطق یعنی قرآن مجید میں اس کے نبی صادق کی زبان سے ہے۔''

پھر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے۔ آپ سے آپ کی امت کا احوال پوچھا جائے گا:

''کیا یہ لوگ عدول ہیں کہ ان کی شہادت قبول کی جائے۔''

آپ اپنی امت کی عدالت پر شہادت دیں گے —— اس میں آپ کی فضیلت اس لیے ہے کہ تمام انبیاء کرام سے سوال کیا جائے گا' اور آپ سے سوال نہ کیا جائے گا' اور نہ آپ کی امت سے سوال کیا جائے گا۔ اس لیے کہ آپ کی امت نے آپ کی تبلیغ کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغ کی شہادت دی ہے۔

الشہید:

آپ کا اسم شریف کا معنی ہے علیم' عادل' مزکی' —— یہ اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے۔

☆ وہ ذات کہ کوئی شے اس سے غائب نہیں ہے —— یا یہ معنی ہے کہ

☆ قیامت کے دن ان چیزوں پر شہید ہے جن کو اس نے جانا ہے۔

ابن اثیر علیہ الرحمہ نے کہا کہ صیغہ فعیل مبالغہ کی بناؤں سے فاعل کے معنی میں ہے۔

☆ جس وقت مطلق علم اعتبار کیا جائے تو وہ علیم ہے۔

☆ جس وقت امور باطنیہ کی طرف اضافت کیا جائے تو بمعنی خبیر ہے۔

☆ جب ظاہر کی طرف اضافت کیا جائے تو شہید ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شہید اپنے اس ارشاد ویکون الرسول علیکم شہیدا میں رکھا ہے—— یہ قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے۔ اس کے معنی میں مسلم نے یہ روایت کیا ہے کہ اکثر امتیں انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغ رسالت کا انکار کریں گی۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت کی عدالت کے لیے شہادت اگرچہ آپ کی امت ہی کے لیے ہوگی لیکن جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رقیب یعنی حافظ اور مھیمن یعنی مراقب ہیں—— یا بیضاوی کے قول سے امت پر موتمن ہیں تو تعدیہ علی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آیت شریف میں صلہ جو علیکم ہے' اس لیے مقدم کیا گیا ہے کہ آپ کی امت کے اختصاص پر دلالت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان پر شہید ہیں—— بیضاوی نے یہ سورہ بقرہ کی تفسیر میں کہا ہے۔

الشکور' الشاکر:

شاکر اسم فاعل ہے اور شکور کا معنی ہے کثیر شکر—— یہ اسم اسمائے الٰہی سے ہے۔ ان ربنا لغفور شکور فرمایا ہے۔ اس کا معنی ہے:

☆ تھوڑے عمل پر ثواب جزیل عطا کرنے والا۔

☆ اطاعت کرنے والوں کی ثنا کرنے والا۔

☆ شکر پر بدلہ دینے والا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نفس مبارک کو اس کے ساتھ وصف فرمایا ہے—— جبکہ آپ نے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں میں ورم آ گیا۔ آپ سے اصحابہ کرام نے کہا:

''آپ یہ تکلیف اٹھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہوں کی مغفرت کی گئی ہے''۔

آپ نے جواب دیا:

''کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ (شکور) نہ بنوں کہ تہجد کے شکر کے لیے مغفرت سبب ہے' میں تہجد کو کیوں ترک کروں۔''

اس معنی پر آپ کے ارشاد افلا اکون عبدالشکورا فاسیت کے لئے ہے—— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفاء شریف میں آپ کے ارشاد الشکور کی یہ تفسیر کی ہے کہ:

''میں اعتراف اور اقرار کرنے والا ہوں ان نعمتوں کا جو میرے رب نے مجھے عطا کی ہیں۔ اور ان نعمتوں کی عظمت کا عام ہوں۔''

اس سے نعمتوں کی تعداد مراد نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا ''جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہیں میں ان پر اللہ تعالیٰ کی ثنا کرنے والا ہوں—— اپنی زبان اور اپنے ارکان یعنی جوارح سے اور

Marfat.com

اپنے نفس سے جہد کرنے والا اور اپنی طاقت کا بذل کرنے والا اور تعب اٹھانے والا ہوں''۔

شکر کی زیادتی میں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لئن شکرتم لازیدنکم ۔ یعنی ''ان نعمتوں سے زیادہ کرنے والا ہوں جن نعمتوں کا تم نے شکر ادا کیا ہے—— یہ وعدہ اس کریم کی جانب سے ہے جس کے وعدہ میں کوئی خلاف نہیں ہے۔

شکور کثیر الشکر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ فعول بمعنی فاعل—— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مخلوق سے حق کا شکر اس کے احسان کی معرفت ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر مخلوق کے لیے ان کے افعال پر بدلہ دینا—— لہٰذا اجزائے شکر کا نام مجازاً شکر رکھا گیا ہے۔ اس میں علاقہ مشاکلہ ہے جیسے کہ سیئہ کی جزا کا نام سیئہ ہے۔

الشکار:

آپ کا اسم شریف شکار معنی میں شاکر سے زیادہ بلیغ ہے بلکہ مشکور سے بھی زیادہ بلیغ ہے۔ شکور وجود شکر اور کمال شکر سے خبر دیتا ہے—— اور شکار شکر کی تکرار اور کثرت سے خبر دیتا ہے۔ شکار میں شکر شاکر کی طبیعت سے ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے یہ تھا: رب اجعلنی لك شکاراً ۔ شاکر وہ شخص ہے کہ عطا پر شکر کرے یا موجود شے پر شکر کرے اور مشکور وہ شخص جو بالا پر یا شے کے کھوج جانے پر شکر کرے۔

الشمس:

شمس دن کا ایک ستارہ ہے—— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام شمس اس لیے رکھا گیا ہے کہ:

☆ آپ کی ذات مبارک سے نفع کی کثرت ہے۔

☆ آپ کو علوی رفعت ہے۔

☆ آپ کی شریعت کا ظہور ہوا ہے۔

☆ آپ کا مرتبہ جلیل ہے۔

☆ آپ کی منزلت عظیم ہے۔

☆ آپ کے ذاتی کمال کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔

☆ آپ کے اجلال (شان وشوکت' عظمت) کے سبب کوئی دیکھنے والا آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جیسا کہ آفتاب ارفع رتبہ میں ستاروں سے بڑھ کر ہے۔ ستاروں میں بڑھ کر زحل ہے کہ آفتاب سے زیادہ بلند ہے کہ زحل ساتویں آسمان میں ہے۔

کسی شاعر ظفرائی نے کہا ہے:

فان علانی من دونی فلا اسف　　　لی اسوۃ بانحطاط الشمس عن زحل

''جو شخص مجھ سے رتبہ میں کم ہے اگر اس نے رتبہ میں مجھ سے علو کیا ہے تو مجھے اس کا افسوس اس لیے نہیں ہے کہ میری تسلی

Marfat.com

کے لیے یہ ہے کہ آفتاب زحل سے فرد درجہ میں ہے۔''

گویا اپنے آپ کو باعتبار فضائل و کمالات' آفتاب قرار دیا ہے —— کہ آفتاب کے انوار اور اس کے منافع بے شمار ہیں —— جبکہ زحل ساتویں آسمان پر ہے۔ اس کا جرم ظلمانی ہے۔ اس سے آفتاب کی مثل انوار کا ظہور نہیں ہے۔ اگرچہ وہ ظاہری بلندی رکھتا ہے —— متاخرین محققین علم ہیئت کے نزدیک آفتاب چھٹے آسمان میں ہے —— قرطبی اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ آفتاب چوتھے آسمان میں ہے —— جبکہ ابن العماد نے آفتاب کو دنیا کے آسمان میں قرار دیا ہے —— جبکہ غیر آفتاب کی نسبت آفتاب سے زیادہ نفع ہے اور یہ بات ڈھکی چھپی نہیں۔

آفتاب کے جرم کے بڑے ہونے کے سبب بینائی آفتاب کو نہیں پا سکتی —— یہاں تک کہ اس کا جرم کبیر ہے —— آفتاب زمین سے:

☆ ایک سو ساٹھ مرتبہ'

☆ ایک سو پچاس مرتبہ'

☆ ایک سو بیس مرتبہ' زیادہ ہے۔

آپ کو شمس اس لیے کہا گیا ہے کہ جملہ انبیاء کے انوار آپ کے نور سے مدد پاتے ہیں' جیسا امام بوصیری علیہ الرحمہ نے کہا ہے:

وکل آیتی اتی الرسول الکرام بھا فانما اتصلت من نورہ بھم

''وہ تمام آیتیں جن کو رسولان کرام لائے ہیں' وہ آپ کے نور سے ان رسولوں کے ساتھ متصل ہیں —— جبکہ امر یہ ہے کہ باقی کواکب آفتاب کے نور سے مدد لیتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تسمیہ آفتاب کے ساتھ مناسب ہوا۔

المشفع:

یہ اسم شریف مسلم میں وارد ہے —— اس کا معنی ہے وہ شخص جو شفاعت کرے اور شفیع اس کی شفاعت کو قبول کرلے۔

الشافي:

یعنی دکھوں' تکلیفوں اور بیماریوں سے آزاد کرنے والا اور ہر دشوار امر کو امت سے کھولنے والا یعنی دور کرنے والا۔

الشتن:

عظیم کف دست اور قدم' جس کی ہتھیلیاں اور پیر قوت والے ہوتے ہیں —— عرب لوگ اس صفت سے مدح کیے جاتے ہیں —— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ نحیف (کمزور) ہتھیلی اور قدم —— یا وہ شخص جس کی انگلیاں موٹی ہوں اور چھوٹی نہ ہوں' یہ صفت مردوں میں محمود ہے —— اس لیے کہ موٹی اور لمبی انگلیوں سے پکڑے اور لینے میں زیادہ قدرت ہوتی ہے۔

الشدید:

اشد کا واحد ہے۔ صفت مشبہ ہے —— اس کا معنی شدت اور ظاہری طور پر قوت رکھنے والا۔

Marfat.com

الشدقم:

بہ فتح شین و فتح قاف اس کا معنی بلیغ اور گویا ہے—— اس کی اصل کبیر الشدق ہے جو قم کی جانب ہے۔ اس میں میم زائد ہے—— مسلم نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ: کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ضلیع الفم۔
''آپ فراخ دہان تھے۔''

الشریف:

شرف سے ہے اس کا معنی ہے علو' بلندی' عالی—— یا اپنے غیر پر مشرف یعنی تفضیل دیا گیا۔

الشفاء:

بیماریوں سے صحت اور سلامتی—— آپ کا نام شفا اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے بیماری کی سختی کو دفع کیا' اور آپ کی ملت کی سماحت سے سختی اور بلا کو زائل کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وشفاء لمافي الصدور—— کہا گیا ہے کہ شفا سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

الشہاب:

سردار امر میں گزر جانے والا—— یا روشن ستارہ۔ آپ کا نام مبارک شہاب اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے ہر ایک معاند سے دین کی حفاظت کی ہے۔ جیسے کہ دنیا کے آسمان کی حفاظت شہب سے ہر ایک شیطان سرکش سے کی ہے۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ

ان الرسول شهاب ثم يتبعه
نور مضنى له فضل على الشهب

''رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسا روشن ستارہ ہیں۔ یا پھر ایک ایسا نور روشن اس ستارہ کے پیچھے چلتا ہے جسے روشن ستاروں پر فضیلت حاصل ہے—— یا آپ وہ شہاب ہیں کہ نور کے سبب آپ کو سب ستاروں پر فضیلت حاصل ہے—— یہ ذات مبارک کا وصف ہے۔

Marfat.com

حرف الصاد

(صابر اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف صاد سے شروع ہوتے ہیں)

الصابر:

صبر سے اسم فاعل ہے۔ صبر کا معنی نفس کو جزع (بے صبری) سے روکنا اور ضیق (تنگی دشواری) اور فزع (دہشت خوف و ہراس) سے اس کا امساک (روکنا) صبر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

☆ واصبر لحکم ربك

☆ واصبر و ما صبرك الا بالله

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصبر الناس تھے۔ ابن سعد نے اسماعیل بن عیاش سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو پلیدیوں پر اصبر الناس تھے۔

الصاحب:

صحبت سے اسم فاعل ہے۔ صحبت کا معنی ہے معاشرت اور ملازمت —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ماضل صاحبکم وماغویٰ و ما صاحبکم بمجنون یعنی

''تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے اور تمہارے صاحب پاگل نہیں ہیں۔''

ابن دحیہ نے کہا ہے کہ صاحب بمعنی عالم حافظ اور لطیف ہے۔ غرفی نے کہا ہے کہ آپ کا نام صاحب اس لیے رکھا گیا ہے کہ جس شخص نے آپ کا اتباع کیا آپ پر اس کے ساتھ حسن صحبت اور جمیل المعاملۃ اور عظیم مردات وقار اور نیکوئی اور کرامت واجب تھی۔ صاحب کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر وارد ہوا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

اللھم انت الصاحب فی السفر

صاحب الایات:

یعنی المعجزات۔

صاحب المعجزات:

یعنی آپ سے کثیر معجزے ظاہر ہوئے ہیں۔

صاحب البرھان:

وہ روشن اور واضح حجت جو یقین دیتی ہے۔

Marfat.com

صاحب البیان:

بیان کا معنی کشف اور اظہار ہے—— بیان اور تبیان کے درمیان فرق یہ ہے کہ تبیان کا معنی حجت کے ساتھ اظہار—— اور بیان کا معنی بلاحجت اظہار۔

صاحب التاج:

آپ کا یہ اسم مبارک انجیل میں ہے۔ اس کا معنی ہے صاحب عمامہ—— بطریق استعارہ عمامہ کو اس تاج سے تشبیہ دی گئی ہے جو اکلیل ہے—— عرب لوگ عمامہ سے زینت کرتے تھے۔ جیسے عجم کے لوگ تاج سے زینت کرتے تھے—— اس وقت عمامہ نہ تھا مگر عرب کے لیے عمامہ عرب کا تاج ہے۔ اس سے عرب زینت کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے:

العمائم بتجان العرب والاحتباء حیطانها وجلوس المؤمن فی المسجد رباط

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی دوسری روایت ہے:

العمائم یتجان العرب فاذا وضعوا وصغر اغرهم

اور دیلمی کے نزدیک یہ حدیث پاک ہے:

العمائم وقار المومن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمها فقد قلعت عزهالی

صاحب الجهاد:

جہاد کا معنی ہے قتال' راہ خدا میں لڑنا۔

صاحب الحجة:

حجت کا معنی ہے برہان' دلیل—— آپ جو معجزے لائے ہیں' ان سے مراد ہے۔ ' پ کے ان اوصاف سے ہے جو کتب قدیمہ میں ہیں۔

صاحب الحطیم:

بیت اللہ شریف کے پتھر کا نام حطیم ہے۔ جیسا کہ برمادی نے کہا ہے۔

صاحب الحوض المورود:

قیامت کے دن آپ حوض پر رونق افروز ہوں گے۔

صاحب الخاتم:

خاتم سے مراد خاتم النبوۃ ہے—— اور وہ انگوٹھی جسے آپ پہنتے تھے۔

Marfat.com

صاحب الخیر:

شر کی ضد ـــــ اس لیے کہ آپ سے شر صادر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کا کفار کے ساتھ غزوہ اور کفار کو قتل کرنا اظہار دین کے لیے خیر محض تھا۔

صاحب الدرجة العالیه الرفیعة:

اس اسم شریف کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ جو کہ "مقاصد حسنہ" میں ہے۔ امام نے اسے کسی روایت میں نہیں دیکھا۔ اس کا منافی نہیں ہے ـــــ امام سخاوی کی مراد یہ ہے کہ اذان کے عقب میں جو پڑھتے ہیں وہ کسی روایت میں نہیں آیا ہے۔ چنانچہ آپ کا اسم شریف ہونا اس کا منافی نہ ہوگا۔

صاحب الرداء:

آپ کی چادر مبارک کا طول چار ہاتھ تھا اور عرض اڑھائی ہاتھ ـــــ اس حدیث کو ابوالشیخ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرسل احادیث سے روایت کیا ہے۔

صاحب الازوج الطاهرات:

اس اسم شریف کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

صاحب السجود للرب المحمود:

ایک نسخہ میں محمود کی جگہ معبود آیا ہے ـــــ دوسرے نسخہ میں المعبود المحمود دونوں لفظ آئے ہیں ـــــ لیکن امام سخاوی نے پہلا اسم مبارک ذکر کیا ہے۔

صاحب السرایا:

صاحب لشکر کثیر ـــــ سرایا، سریہ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے "لشکر"

صاحب السلطان:

مراد نبوت سے ہے ـــــ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قدیم کتب میں آپ کے اسمائے شریفہ سے ہے۔ حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں ہے کہ آپ کی نبوت کا اثر آپ کے شانہ مبارک پر ہے ـــــ ابن ظفر نے کہا ہے کہ عبرانیوں کی روایت میں اس کے بدل یہ ہے کہ آپ کے کتف مبارک پر خاتم نبوت ہے۔ سو اثر سے وہی مراد ہے۔

صاحب السیف:

یہ آپ کے ان اوصاف سے ہے جو کتب قدیمہ میں ہیں یعنی صاحب قتال اور جہاد ـــــ کتب قدیمہ میں یہ بھی ہے کہ آپ کی تلوار آپ کے دوش مبارک پر رہے گی۔ آپ اس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے۔

Marfat.com

امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے: بعثت بالسیف حتی یعبدالله لاشریك له —
علامہ جمال ابن نباتہ نے سیف و قلم کی مفاخرت میں سیف کی خوبیوں میں ذکر کیا ہے کہ:
''دست نبوی نے تلوار اٹھائی ہے نہ قلم''۔

صاحب الشرع:

وہ شرع جو باقی ہے اور باقی رہے گی۔ جو منسوخ نہیں کی گئی اور نہ ہی قیامت تک منسوخ کی جائے گی — آپ اس کے ظاہر کرنے والے اور بیان کرنے والے ہیں — آپ کی طرف شرع کی اضافت اس لیے کی گئی ہے کہ آپ سے پہلے اس شریعت کا ظہور نہیں ہوا۔

صاحب الشفاعة الکبریٰ:

فصل قضا میں آپ کی یہ اعلیٰ صفت ہے۔

صاحب العطایا:

آپ کی وہ عطائیں ہیں جو حصر نہیں کی جاتی ہیں اور بلامنت' بلا ایذا اور بلا مقابلہ ہیں۔

صاحب العلامات الباھرات:

وہ علامات جن کا اذعان کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ دشمنوں نے بھی ان کا اقرار کیا ہے:

ولکن من یضلل الله فماله من هاد

''لیکن جسے اللہ گمراہ کرے' اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔'' — وہ گمراہ ہی رہے اور انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔

صاحب العلو والدرجات:

دنیا اور آخرت میں صاحب رفعت اور صاحب مراتب عالیہ آپ ہیں۔

صاحب الفضیلة:

وہ فضیلت جسے آپ کے غیر نے نہیں پایا۔

صاحب الفرج:

آپ کو کوئی دشوار امر پیش نہیں آیا مگر آپ نے اپنے رب کا توسل ڈھونڈا — اللہ تعالیٰ نے وہ دشواری دفع کردی — یہ معنی بہ فتح فا اور بہ فتح را ہے — لیکن سکون را کے ساتھ مراد یہ ہے کہ آپ نے اپنی شرم گاہ کو باوجود کامل شہوت کے بچایا۔ سو آپ کا نفس شریف اس وجہ سے عورتوں کی طرف مائل نہیں ہوتا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جو کمال آنا تھا وہ کمال آپ کو منع کرتا تھا۔ اس لیے آپ کا یہ نام شریف ہوا۔

Marfat.com

صاحب القضیب:

قضیب بمعنی تلوار۔

صاحب قول لااله الا الله:

یہ اسم شریف تورات میں آپ کی صفت سے ہے۔

لن یقبضه الله تعالیٰ حتی یقیم به الملة العوجاء بان یقولوا لا اله الا الله

''ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ آپ کو قبض نہ کرے گا یہاں تک کہ آپ کے سبب ملت کج (گمراہ قوم) کو اس طور پر سیدھا کردے گا۔ (ہدایت عطا فرمائے گا) کہ لوگ لا اله الا الله کہیں گے۔''

صاحب الکوثر:

یہ نام مبارک قرآن مجید میں ہے: انا اعطینك الکوثر —— دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے: من اردا ان یسمع حزیر الکوثر فلیجعل اصبعیه فی اذنیه —— حافظ جمال الدین المزی نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے: من ارادا ان یسمع مثل حزیره —— خلاصہ یہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص کوثر کے پانی کی آواز کو سننا چاہتا ہے' وہ اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں رکھ کر آواز سنے —— جس طور سے اس کے کانوں میں آواز آئے وہ یہ سمجھ لے کہ کوثر کے پانی کی ایسی آواز ہے۔

صاحب القدم:

اس اسم شریف کو امام سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

صاحب اللواء:

لواء حمد سے مراد ہے —— کبھی اس لواء (پرچم) پر قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ لڑائی کے لیے اسے قائم فرماتے تھے —— لہٰذا لواء سے کنایہ قتال و جہاد سے ہوگا۔

صاحب المحشر:

یہ کسر شین حشر کی جگہ' وہ یوم قیامت ہے —— جوہری نے کہا ہے کہ قیامت کے دن آپ صاحب کلمہ' صاحب شفاعت' صاحب لواء' صاحب مقام محمود اور صاحب کوثر ہوں گے —— اس دن آپ کے کثیر خصائص ظاہر ہوں گے جو آپ کے غیر کے لیے نہ ہوں گے۔

صاحب المدینة:

آپ کو مدینہ سے اختصاص اس لیے ہے کہ آپ نے مدینہ کو یہود سے اس طور پر پاک فرمایا کہ ان کو قتل کیا اور جلاوطن

Marfat.com

کر دیا—— اس میں حق کا اظہار کیا اور بحکم قرآن مجید مدینہ کو فتح کیا' اور مدینہ کا شکار اور درخت قطع کرنا حرام فرمایا—— مدینہ میں آپ کا مقام یہاں تک ہوا کہ آپ مدینہ سے حشر کیے جائیں گے۔

صاحب المغفر:

اس اسم شریف کا معنی ہے خود استعمال کرنے والے—— مغفر بہ کسر میم وسکون نون و فتح فا آخر رائے مہملہ۔ زرہ کی قسم سے لوہے سے بنی ہوئی شے سر کی مقدار میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغفر کو حروب میں پہنتے تھے—— مغفر خود کو کہتے ہیں۔

صاحب المغنم:

آپ صاحب غنیمت ہیں۔اس لیے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو غنیمتیں حلال نہیں ہوئی تھیں۔ آپ ہی کو غنیمتیں حلال ہوئیں۔

صاحب المعراج :

آپ کا یہ اسم شریف آپ کے معجزہ معراج سے ہے۔ یہ وصف خاص آپ کے لیے ہے۔ کسی اور نبی کو یہ مقام حاصل نہیں ہوا۔

صاحب المظهر المشهود:

یعنی صاحب مقام۔

صاحب المقام المحمود:

مشہور صحیح قول پر مقام محمود شفاعت عظمیٰ سے مراد ہے—— امام واحدی نے مبالغہ کیا ہے اور مفسرین نے اس پر اجماع حکایت کیا ہے۔

صاحب المیزر:

میزر ازار کو کہتے ہیں جو تہبند ہے اور جسے وسط کمر پر باندھتے ہیں۔

صاحب المنبر:

منبر بہ کسر میم نبر سے نکلا ہے۔ اس کا معنی ہے ارتفاع' بلندی' خطبہ پڑھنے کی جگہ بلند ہوتی ہے۔

صاحب النعلین:

آپ کا یہ اسم شریف انجیل سے ہے۔ آپ کا وصف اس طرح سے ہے کہ آپ برہنہ پا نہ رہیں گے' کفش پہنیں گے—— اس سے مراد پاؤں کی طہارت ہے۔

Marfat.com

صاحب الهرادة:

ہرادۃ لغت میں عصا کو کہتے ہیں—— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک میں کثرت سے قضیب کو پکڑتے تھے۔ قضیب وہ شاخ ہے جسے درخت سے کاٹتے ہیں—— کبھی آپ اپنے سامنے عصا لے کر چلتے تھے اور اسے زمین میں گاڑ دیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے—— جب کبھی آپ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تو عصا مبارک ہاتھ میں تھامے رہتے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ میں یہ اعتقاد کرتا ہوں کہ یہ عصا حدیث حوض کوثر میں ذکر کیا گیا ہے اس حدیث کو مسلم نے مناقب میں روایت کیا ہے:

''میں اپنے عصا سے لوگوں کو حوض کوثر سے منع کروں گا' اہل یمن کی وجہ سے تاکہ وہ سب سے پہلے حوض پر وارد ہو جائیں۔''

اہل یمن کی تقدیم سب پر اس لیے ہے کہ انہوں نے سفر کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت بلا تردد اور بلا قتال قبول کر لی تھی۔ چنانچہ انہیں ان کے غیر سے پہلے حوض پر اس لیے وارد کریں گے کہ آپ ان کو آرام دیں جیسے کہ اہل یمن نے آپ کو آرام دیا تھا۔

یہ جنس عمل کی جزا سے جزا ہے—— بعض نے قاضی عیاض کی اس تاویل کو ضعیف کہا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق کے لیے راعی اور جمیع خلق کے دنیا و آخرت میں سائق ہیں۔ ان کے موارد کی طرف اس سبب سے آپ صاحب ہرادہ ہیں—— آپ اطاعت کرنے والوں کے اس عصا سے راعی تھے اور جن لوگوں کی حیات زیادہ نہیں کرتی تھی مگر شر کو۔ ان کے لیے آپ صاحب سیف تھے اس تلوار سے انہیں چیرتے اور کاٹتے تھے۔

صاحب الوسيلة:

وسیلہ جنت میں ایک خاص درجہ ہے جیسا کہ مسلم شریف میں بیان ہوا ہے۔

الصادع بما امر الله:

صادع صدع سے اسم فاعل ہے—— صدع بالحجة کہتے ہیں جس وقت کوئی شخص حجت کے ساتھ جہر سے کلام کرتا ہے—— اس لفظ کو سیوطی علیہ الرحمہ نے اس ارشاد باری: فاصدع بما تؤمر سے لیا ہے۔ یعنی امر کو ایسی امانت سے بیان کرو کہ وہ مخفی نہ رہے' جیسے شیشے کا شگاف نہیں ملتا ہے۔''

—— یہ تبلیغ اس سے اپنے تاثیر کے جامع کے ساتھ استعارہ کی گئی ہے۔

فاصدع کا معنی اظہرہ وامضہ ہے—— یا یہ معنی ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ حق اور باطل کے درمیان فرق کرو۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ' حق کو واضح کرو اور حق کو باطل سے بیان کرو۔

Marfat.com

صادق:

صدق سے اسم فاعل ہے۔ بخاری علیہ الرحمہ وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

حدثنا رسو ل اللہ وھو الصادق المصدوق

''اللہ کے رسول سچے اور تصدیق کیے ہوئے ہیں۔''

ابن دحیہ نے کہا ہے کہ صادق مصدوق آپ کا علم ہے اس لیے کہ اسماء کی جگہ واقع ہوا ہے۔ یہ اسمائے الٰہیہ سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن اصدق من اللہ حدیثا ۔''بیان میں اللہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں۔''

صادق بمعنی مصدوق ہے — اسم مفعول صدق متعدی سے ہے۔ جیسے آپ نے فرمایا ہے: صدق وعدہ ۔حدیث صحیح میں آپ کا نام صادق اور مصدوق دونوں کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

ان دونوں کے معانی مخفی نہیں ہیں۔ آپ فی نفسہٖ صادق ہیں۔ آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی کتابوں کی تصدیق فرمائی ہے جو آپ سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔ اور لوگوں کے نزدیک آپ جھوٹ نہیں کہتے۔ ترمذی اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ ابوجہل لعین نے آپ سے کہا:

''ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ آپ جو شے لائے ہیں ہم اس کی تکذیب کرتے ہیں۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فانھم لایکذبونك ولکن الظلمین بایات اللہ یجحدون

''وہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔''

جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ کی قوم جانتی ہے کہ آپ صادق ہیں: والفضل ماشھدت بہ الاعدا ۔یعنی ''فضل وہ ہے جس پر دشمن گواہی دیں'' — مصنف دلیل کے طور پر یہ مصرع لائے ہیں کہ آپ کا نام مبارک صادق کہا جاتا تھا۔ جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا تھا آپ صدق سے اپنے دشمنوں کے نزدیک معروف تھے جیسا کہ یہ ظاہر ہے۔

الصبور:

صبر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یہ رزن بصول یعنی فاعل صبور وہ شخص جسے مواخذہ پر نہ بھڑکائے — آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی ایذا رسانی پر نہایت درجہ صبر فرماتے تھے اور ان کے ساتھ حلم کرتے تھے۔ یہ اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے قول کا امتثال کرتے تھے جو آپ کی تسلی خاطر کے لیے تھا۔ فاصبر کما صبر او لو العزم من الرسل یعنی ''صبر کر جیسا رسولوں نے صبر کیا'' — صبور اسمائے الٰہیہ سے ہے۔

صدق:

بعض علما نے اس اسم شریف کو اس ارشاد باری سے لیا ہے:

Marfat.com

و کذب با لصدق اذجاء ہ ''جب وہ سچ کے ساتھ آیا تو ان کو جھٹلایا''—— اس اسم شریف کا معنی مخفی نہیں ہے۔ یہ صیغہ افعل التفضیل کے مبالغہ کے لیے ہے۔ اس کہ کوئی شخص اقوی اور اثبت آپ سے حق پر نہیں ہے' لہٰذا آپ اصدق ہیں۔

صراط اللّٰہ:

اس اسم شریف کا معنی ظاہر ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کا صراط (راستہ) ہیں۔

صراط الذین انعمت علیھم:

اسے ماوردی نے عبدالرحمٰن بن زید سے اس آیت کی تفسیر میں حکایت کیا ہے۔

الصراط المستقیم:

حضرت حسن بصری اور ابوالعالیہ نے اس آیت کی تفسیر میں اس اسم کو ذکر کیا ہے—— آپ کا یہ اسم شریف اس لیے ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف طریق موصل ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورہ فاتحہ کی تفسیر میں روایت ہے کہ صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خیار اہل بیت اور آپ کے اصحاب ہیں۔ آپ کے اہل بیت اور اصحاب کا نام صراط مستقیم اس لیے رکھا ہے کہ ہر ایک ان میں سے وہ طریق ہے جس سے ہدایت ہوتی ہے۔ ان کی تشبیہ طریق حق کے ساتھ دی ہے کہ موصل الی المطلوب ہے۔ اس کا معنی یہ ہے: اھدنا ایاھم و نتبعھم یعنی ''ہمیں خاص ان اہل بیت اور اصحاب کی ہدایت کرتا کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور ان کا اتباع کریں۔''

طریق کے لیے مرشد کا نام طریق رکھا گیا ہے۔ یہ دال کا تسمیہ مدلول کے ساتھ مجاز مرسل کے طور پر ہے—— اس پر اعتراض وارد نہ ہوگا بلکہ تم یہ کہو کہ ہم کو نبی اور آپ کے اصحاب کی ہدایت کر' مگر اس وقت کہ لفظ طریق مقدر مانا جائے—— اس اعتراض اور مقدر ماننے کی رکاکت ظاہر ہے—— یہ تفسیر جو ذکر کی گئی ہے اسے ماوردی نے عبدالرحمٰن بن زید سے صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر میں حکایت کیا ہے۔ چنانچہ یہ ماقبل سے بدل ہے—— یا عطف بیان ہے اور اوّل کا عین ہے یعنی صراط المستقیم کا عین ہے۔

اور شفا میں ہے کہ سمرقندی نے ابوالعالیہ سے اس آیت کی تفسیر صراط الذین انعمت علیھم میں اس کی مثل حکایت کیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو پہنچی تو انہوں نے سن کر فرمایا: ''واللہ! —— ابوالعالیہ نے سچ کہا ہے اور یہ دینی نصیحت کی ہے''۔

الصفوح:

آپ کی صفات سے قرآن مجید' تورات اور انجیل میں ہے—— ارشاد باری ہے:

فاصفح الصفح الجمیل فاعف عنھم و اصفح

یعنی ''چھوڑ ان کو چھوڑنا بھلائی سے' چنانچہ ان کو معاف فرماؤ درگزر سے۔''

Marfat.com

عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث میں بخاری علیہ الرحمہ کے نزدیک آپ کی صفت کے بیان میں تورات میں ہے:

ولا یجزی بالسیئة السیة ولکن یعفو ا ویصفح

یعنی ''برائی کا بدلہ برائی سے مت دو بلکہ معاف کر کے چھوڑ دو''۔

یعنی آپ کے ساتھ جو کوئی برائی کرے گا آپ اس کا بدل برائی سے نہ کریں گے بلکہ اس کو عفو کریں گے اور درگزر فرمائیں گے۔ ایسی ہی آپ کی عادت شریف تھی۔

آپ کا اسم شریف الصفوح' صفح سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔اس کا معنی ہے ''گناہ سے اعراض کرنا''۔ جیسا کہ صحاح میں ہے—— عفو اور صفوح دونوں کا معنی ایک ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ کل کا حاصل معنی ''سیئات سے اعراض ہے۔''

☆ عفو زیادہ بلیغ ہے اس لیے کہ انسان کبھی عفو کرتا ہے اور صفح نہیں کرتا یعنی اعراض نہیں کرتا۔

☆ عفو زیادہ بلیغ ہے اس لیے کہ صفح کا معنی مواخذہ سے اعراض ہے اور عفو کا معنی گناہ کا مٹا دینا اور اس کو اعراض الازم ہے اور اس کا عکس نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں وصفوں سے قرآن مجید میں آپ کا وصف فرمایا ہے—— اس لیے کہ عفو اور صفح کے ساتھ آپ کو امر فرمایا ہے: **فاعف عنهم واصفح** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے امر کا امتثال کیا اور عفو اور صفح کے ساتھ آپ متخلق ہوئے۔ چنانچہ آپ کا اتصاف عفو اور صفح کے ساتھ ابلغ اور اتم وجہ کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لیے کہ عفو اور صفح آپ کا جبلی وصف تھا۔ آپ کسی امر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے تھے—— اس پر یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ عفو اور صفح سے آپ کا وصف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہیں کیا ہے—— آپ کو عفو اور صفح کے لیے امر کیا گیا ہے۔ آپ کا اتصاف عفو اور صفح کے ساتھ اگر تسلیم کر لیا جائے تو عفو اور صفح اس مبالغہ کی وجہ پر ہونے کا تقاضا نہ کرے گا جس پر صیغہ فعول نے دلالت کی ہے—— اصح مذہب یہ ہے کہ امر تکرار کا مقتضی نہیں ہے۔

قرآن مجید میں آپ کا وصف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عفو کے ساتھ امر کیا ہے اور ارشاد فرمایا: **خذ العفو** —— اس بنا پر کہ اس سے مراد صفح ہے—— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: ''عفو کیا ہے؟'' —— حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''میں اس کا معنی نہیں جانتا ہوں۔ میں اپنے رب سے اس کا پوچھتا ہوں۔''

حضرت جبرئیل علیہ السلام گئے اور اپنے رب سے پوچھا پھر لوٹ کر یہ کہا:

ان ربك امرك ان تصل من قطعك و تعطی من حرمك و تعفو عمن ظلمك و تحسن من اساء الیك

اس کا یہ معنی ہے کہ آپ کے رب نے آپ کو تحقیق یہ امر کیا ہے:

☆ جس نے آپ سے قطع رحم کیا ہے آپ اس کے ساتھ صلہ رحم کیجئے۔

Marfat.com

☆ جس نے آپ کو محروم کیا ہے آپ اس کے ساتھ عطا کیجئے۔
☆ جس نے آپ کے ساتھ ظلم کیا ہے آپ اس کو عفو کیجئے۔
☆ جس نے آپ کے ساتھ برائی کی ہے آپ اس کے ساتھ نیکی کیجئے۔

اسے بغوی اور قرطبی نے ذکر کیا ہے—— اور وہ معنی جس پر اکثر علماء ہیں' یہ ہے کہ عفو مال وہ مال ہے جو عیال کے نفقہ سے فاضل رہے۔ جیسے کہ اس ارشاد باری میں ہے: ویسئلونك ماذا ینفقون قل العفو —— پھر یہ حکم زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ کردیا گیا۔ لہٰذا اس میں کوئی شاہد دعویٰ نہیں تھا—— مصنف ''مواہب للدنیہ'' دوسری دلیل اپنے اس قول سے لائے۔ قرآن حکیم میں ہے: فاعف عنهم واصفح :

آپ نے اللہ تعالیٰ کے امر کا امتثال فرمایا۔ یہاں تک کہ عفو اور صفح آپ کا جبلی امر ہو گیا—— چنانچہ ان دونوں لفظوں کے ساتھ وصف نے فائدہ دیا۔ آپ نے اتنے مواقع پر عفو اور صفح فرمایا ہے کہ ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔

الصفوح عن الزلات:

اگر کسی سے گناہ صادر ہو جاتا تو آپ اس سے اعراض فرماتے اور ترک ملامت کرتے اور تجاوز اختیار فرماتے تھے—— صفح عفو سے زیادہ بلیغ ہے' اس لیے کہ انسان کبھی عفو کرتا ہے اور صفح نہیں کرتا—— صفح کا معنی مواخذہ سے اعراض ہے اور عفو کا معنی گناہ کا مٹا دینا ہے اور اس کے لازم سے اعراض ہے اور اس کا عکس نہیں ہے

الصفوة :

خیار اور خلاصۂ ابن ماجہ اور حاکم کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا: انت نبی الله و صفوته

الصفی :

فعیل بمعنی مفعلو اس سے کو کہتے ہیں کہ بڑا آدمی غنیمت سے اس شے کو اپنے لئے اختیار کرے—— آپ کا یہ اسم شریف اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی خیر خلق سے برگزیدہ کیا ہے۔

الصالح :

اس چیز کے لئے قائم کرنے والا (قیم) جو اسے حقوق سے لازمی ہو۔ جیسا کہ طالع میں ہے اور حدیث معراج میں ملائکہ کا آپ کے لئے قول ہے مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح—— یہ کلمہ تمام خیر کے معانی کا جامع ہے—— اس جگہ پچپن (۵۵) اسماء شریفہ شمار کئے ہیں۔ ان میں سے دو اسم اسمائے الٰہیہ سے ہیں۔ شامی نے اس کا اضافہ کیا ہے۔

صاحب التوحید :

توحید مصدر ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کا وصف وحدانیت سے کیا جائے تو اسے واحد کہیں گے—— بعض علماء نے کہا ہے

Marfat.com

اور توحید کا معنی اس طور پر حکم کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اسکے ساتھ علم۔

صاحب زم زم:

اسے ابن دحیہ اور ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے۔

صاحب المدرعة:

یہ اسم شریف انجیل میں وارد ہوا ہے یعنی صاحب قتال اور ملاحم۔

صاحب المشعر:

بہ کسر میم اور فتح میم سے بھی ہے۔ ابن قرقول نے کہا ہے کہ اس اسم میں روایت وارد نہیں ہوئی —— امام نووی نے کہا ہے کہ مشعر معروف تمام مزدلفہ ہے۔ اس لئے کہ مزدلفہ میں شعائر ہیں اور شعائر دین کی علامتیں ہیں۔

صاعد المعراج:

صعود سے اسم فاعل ہے اس کا معنی چڑھنا' بلند ہونا۔

الصبیح:

یعنی جمیل' صفت مشبہ صباحت سے ہے..... صباحت حسن و جمال کو کہتے ہیں۔ آپ جمیل ترین مخلق اور ان سے احسن ہیں۔

الصدوق:

وہ شخص جس سے صدق متکرر ہو' یہ اخلاص ہے اور صدق کے اوّل مراتب سے یہ ہے کہ سر (خفی) اور علانیہ برابر ہوں۔

الصدیق:

بہ تشدید دال' اس کا معنی ہے موتمن' صدق سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی ہمیشہ سچ کہنے والا۔

الصندید:

سید مطاع اور بطل شجاع یا حلیم یا جواد یا شریف۔

الصین:

بہ فتح صواد و تشدید یا تخفیف نون صیانت سے ہے۔ اس کا معنی امور کا حفظ اور امور کا محفوظ رکھنا (احراز) ہے—— آپ نے اپنے نفس شریف کی پلیدی سے حفاظت کی۔ اور شک اور ہوس سے جو چیزیں آنے والی تھیں' ان سے اسے محفوظ رکھا۔

Marfat.com

حرف الضاد

(ضیائے حرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف ضاد سے شروع ہوتے ہیں)

الضارب بالحام الملثوم :

اس کے معنی پر کلام کرنے کے لئے شامی نے متعض کی ہے۔ اس کے شارح زرقانی علیہ الرحمہ نے اور تصریح نہیں کی۔

الضحاك :

وہ شخص کہ اپنی شجاعت سے دشمن کا خون بہائے۔

الضحوك :

ابن فارس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ توریت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف ضحوك ہے۔ اور یہ معنی بیان کیا ہے۔

الضحوك القتال یرکب البعیر و یلبس الشمله و یجتزی بالکسرة سیفه علی عاتقه

ابن فارس نے کہا ہے کہ آپ کا نام ضحوك اس لئے رکھا گیا ہے کہ خوش طبعی میں آپ پاکیزہ نفس تھے —— عرب کے بدخو لوگ آپ کے پاس کثرت سے آتے تھے' مہمان ہوتے تھے' اور اہل بواری یعنی صحرا نشین عرب آتے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص آپ کو غمگین اور بے چین نہیں دیکھتا تھا بلکہ باتوں میں لطیف اور اپنی مراد چاہنے میں نرمی کرنے والا آپ کو دیکھتا تھا۔ اس جگہ تین اسمائے شریفہ ذکر کئے ہیں —— شامی نے یہ اضافہ کیا۔

الضابطه :

یعنی صاحب حزم' یہ معنی حفیظ اور حافظ کی طرف راجع ہے اس لئے کہ جو شے آپ کو وحی کی جاتی' آپ اسے ضبط فرماتے تھے۔ یعنی تغیر اور تبدیلی سے اسے محفوظ رکھتے تھے۔

الضارع :

بمعنی فاضع اور متذلل اور مبتہل الی اللہ —— ضارع اس لئے کہا کہ آپ کثرت سے تضرع اور ابتہال اور خضوع اور اللہ تعالیٰ کی عظمت سے استکانت کرتے تھے۔ ارشاد باری ہے:

واذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفه

الضمین :

بروزن فعیل بمعنی فاعل۔ اس کا معنی دراصل کفالت ہے۔ اور اس سے مراد حفظ و رعایت ہے کہ آپ اپنی امت کے لئے

Marfat.com

فاعت کے متکفل ہیں اور ان کی حفاظت اور رعایت فرماتے ہیں۔

ضیغم :

اس کا معنی ہے بہادر' شجاع اور سید مطاع ہے۔

ضیاء :

اشد نور اعظم نور—— آپ کا یہ نام مبارک اس لئے رکھا گیا ہے جیسے کہ قرآن پاک میں ہے کہ سراسر نور ہے۔ قرآن مجید ر آپ سے اہل عقل ہدایت پاتے ہیں۔ جیسا کہ اندھیروں میں روشنی سے راستہ پاتے ہیں—— عمرو بن معدی کرب نے کہا ہے کہ آپ کی مدح کرتے ہیں۔

حكمة بعد حكمة و ضياء   قدهدينا بنورها من عماما

یعنی ''حکمت کے بعد حکمت اور روشنی۔ بے شک ہم نے ہدایت دی اس نور کی طرف ان کے اندھے ہونے کے باوجود''

حرف الطاء

(طاہر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مقدس نام جو حرف طا سے شروع ہوتے ہیں)

طاب طاب :

عرفی نے کہا ہے کہ یہ اسم شریف مکرر لفظ کے ساتھ توریت میں آپ کے مبارک اسماء سے ہے۔ اس کا معنی ہے:

☆ طیب'

☆ کسی قوم کے درمیان آپ کا ذکر نہیں کیا گیا مگر اس قوم کے درمیان آپ کا وہ ذکر پسندیدہ اور خوش ہوا۔

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ آپ کا اسم شریف انجیل میں **طاب طاب** ہے۔...... اور ان صحیفوں میں جو توریت سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے ...... ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں **عاقب** ہے' زبور میں **فاروق** ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک **طٰه و یٰسین** ہے...... اور مومنوں کے نزدیک **محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

الطاہر :

پلیدیوں سے پاک ۔ یعنی آپ نقصانات' حسی اور معنوی پلیدیوں سے پاک ہیں۔ ایک معتبر قول کے مطابق آپ کے فضلات مبارک بھی پاک ہیں۔

الطبیب :

فعیل بمعنی فاعل—— طب سے نکلا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جسم اور نفس کا علاج اس شے سے جو سقم (عیب یا نقص) کو

Marfat.com

زائل کردے۔ یعنی آپ وہ ہیں کہ بیماریوں کو دور کردیتے ہیں اور آپ کی برکت سے جمیع آلام چلے جاتے ہیں۔

طٰم طٰس:

ابن دحیہ اور نسفی نے انہیں آپ کے اسماء میں ذکر کیا ہے...... جبکہ ایک جماعت نے اسمائے الٰہی میں انہیں ذکر کیا ہے۔

طٰہٰ:

ایک خلائق نے اسے آپ کے اسماء میں ذکر کیا ہے—— معتمد قول یہ ہے کہ یہ اسم اسمائے حروف سے ہے—— نقاش نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ قرآن مجید میں میرے سات نام ہیں۔ ان اسماء سے طٰہٰ ہے—— قاضی عیاض نے حکایت کیا ہے کہ طٰہٰ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ہے—— چنانچہ اسم طٰہٰ ان اسماء سے ہوگا جن اسماء سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ اسم رکھا ہے۔

☆ اس کا معنی ہے یا رجل (اے بندے!) —— اس کے ساتھ حرف ندا اس میں مقدر ہے۔—— اسے بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے—— یہ لفظ زبان نبطی میں ہے جو:

☆ سواد عراق کا لغت ہے—— یا یہ

☆ یہ سریانی لغت ہے—— یا یہ

☆ حبشی لغت ہے—— یا یہ

☆ عک کا لغت ہے—— یا یہ

☆ عکل کا لغت ہے۔

○—— طٰہ کا معنی ہے یا انسان!—— اسے بغوی نے کلبی سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ لغت عک کا ہے—— اور یا رجل کا غیر اس حیثیت سے ہے کہ از روئے لفظ اسی کو شامل ہے۔ اگرچہ مراد مذکر سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

○—— طٰہٰ کا معنی ہے یا طاہر!—— یعنی ہر ایک گناہ اور ہر ایک عیب سے پاک۔

○—— طٰہٰ کا معنی ہے یا ہادی!—— یعنی ہر ایک خیر کی طرف رہنما—— اس اسم کا ہر ایک حرف بعض اسم کا ہے۔ لہٰذا یہ اسم مرکب ہے—— اس میں دو اسموں سے دو حرف ہیں جیسا کہ الم میں کہا گیا—— مراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

○—— اس کا معنی ہے: یا مطمع الشفاعة للامة و یاهادی الخلق الی الملة یعنی امت کے لئے شفاعت کا طمع رکھنے والے اور مذہب حقہ کی طرف مخلوق کو ہدایت کرنے والے۔

Marfat.com

○ —— کہا گیا ہے کہ حرف طا کے نو عدد ہیں' حرف ہ کے پانچ ہیں۔ کل چودہ اعداد ہوئے گویا یا بدر —— کہا گیا ہے کہ بدر میں با کے دو عدد ہیں' دال کے چار اور را کے آٹھ —— یہ تین قول جو لفظ ''یا انسان'' کے بعد میں محاسن تاویل قرآن سے ہیں —— لیکن معتبر قول یہ ہے کہ یہ دونوں حروف اسمائے حروف سے ہیں —— ایک جماعت نے جسے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حروف اس قسم سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں اختیار کیا ہے:

الطیب:

بہ وزن سید بمعنی طاہر' زکی —— اس لئے کہ آپ سے زیادہ طیب قلب اور قالب میں کوئی نہیں ہے۔ اس اسم مبارک کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر وارد ہوا ہے۔ مسلم نے مرفوع روایت بیان کی ہے:

ان اللہ طیّب لا یقبل الاطیبا

''اللہ تعالیٰ طیب ہے' اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا ہے مگر طیب کو''

اس جگہ مصنف نے سات اسماء شریف کا ذکر کیا ہے ——

شمائل ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ماشمت مسکا قط ولا عطرا کان الحیب من عرقہ و ریحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

''میں نے کسی مشک اور کسی عطر کو ہرگز نہیں سونگھا کہ آپ کے پسینہ مبارک اور آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو''۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طیب الطیبین ہیں۔ آپ کا پسینہ مبارک اس لئے لیا جاتا تھا کہ اس سے خوشبو لگائی جائے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بو وجود میں طیب کی ہے —— آپ کے وجود مقدس مطہر سے کائنات معطر ہوگئی ہے۔ —— اور مومنوں کے قلوب نے رفعت پائی ہے' اور آپ کی خوشبو سے غذا کی ہے۔ وہ قلوب پاکیزہ ہوگئے ہیں آپ کی اس خوشبو سے مومنوں کی روحیں خوشبودار ہوگئیں اور ان کو نمو ہوا ہے —— شامی نے ان اسماء شریفہ کا اضافہ کیا ہے:

الطراز المعلم:

وہ علم جو مشہور ہے اور جس سے لوگ ہدایت پاتے ہیں —— آپ کا یہ نام مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ کے اس نام سے آپ کی امت کو شرف دیا گیا ہے جیسے کہ طراز معلم سے پارچہ کو شرف دیا جاتا ہے۔ یعنی نقش و نگار سے پارچہ کی عظمت ہو جاتی ہے۔ اور انواع پارچہ سے وہ ممتاز ہو جاتا ہے —— معلم صفت ہے اور معنی للمفعول۔

الطہور:

بہ وزن صبور بمعنی طاہر فی نفسہ اور غیر کا طاہر کرنے والا —— آپ ذنوب (گناہوں) اور عیوب (نقائص) سے پاک و

Marfat.com

طاہر ہیں اور اپنی امت کو پاک کرنے والے ہیں۔

حرف الظاء

(ظاہر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف ظاء سے شروع ہوتے ہیں)

الظاهر :

اس کا معنی ہے جلی اور واضح —— یا اس کا معنی ہے قاہر —— یہ اسم شریف عرب محاورہ سے ہے: ظهر فلان علی فلان ای قهره —— یعنی اس پر غالب ہوگیا —— یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قدرت اور آیات کے ساتھ موجودات کا مجلی ہے——

ابن ابی حاتم وغیرہ کے نزدیک ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :

کنت اوّل الانبیاء خلقا و اخرهم بعثا

اوّل و آخر دونوں اسم اسمائے حسنیٰ الٰہی سے ہیں —— اور آپ کا اسم شریف ظاهر اس لئے ہے کہ جمیع ظاہرات پر آپ کا ظہور ظاہر ہوا ہے' اور جمیع ادیان پر آپ کا دین غالب ہوا ہے —— لہٰذا آپ ظہور کے کل وجوہ سے ظاہر ہیں اور غالب ہیں —— اور کل مظاہر میں آپ کے نور کا پرتو ہے۔

الظفور :

بہ وزن فعول بمعنی فاعل —— ظفر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا مجازی معنی ہے۔ فوز و کامرانی —— اور اصل میں یہ مو ظفر اذا نشب ظفره بالشی سے ہے۔ یہ معنی اس طور پر ہے کہ شامی نے بیان کیا ہے۔ لیکن مقتضی مختار مذہب یہ ہے کہ ناخن کا گاڑنا نہیں کہا جاتا ہے گو جس چیز میں تظفیر یعنی ناخن کا گاڑنا ہو —— اور تظفیر سے لفظ ظفر بالتشدید آتا ہے۔ مگر وہ ظفر جو ظفر کا مصدر ہے' وہ بالتخفیف آتا ہے —— اس جگہ دو اسم ذکر کئے ہیں' ایک اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔

حرف العین

(عابد اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مقدس نام جو حرف ع سے شروع ہوتے ہیں)

العابد :

العابد' عبد سے اسم فاعل ہے —— اس کا معنی ہے مطیع' عبادت گزار' ارشاد باری تعالیٰ ہے :

Marfat.com

واعبد ربك حتی یاتیك الیقین ــــــ یعنی ''اپنے رب کی اتنی عبادت کر کہ تجھے یقین آ جائے''۔
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مواظبت عبادت پر متواتر احادیث آئی ہیں۔

العادل :

عدل کرنے والا ــــ وہ مستقیم جس کے حکم میں کوئی جور نہ ہو اور عدل سے میل نہ کرے۔ عدل جور کی ضد ہے۔

العظیم :

یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔ اس کا معنی ہے:

- ☆ جلیل کبیر، جلیل الشان
- ☆ شے کی عظمت، اس کا فی نفسہ کامل ہونا اور اپنے غیر سے مستغنی ہونا۔
- ☆ وہ شخص کہ کل شے اس سے کم درجہ میں ہے۔
- ☆ انتہا مراتب عظمت کو پہنچنے والا جس کا تصور افہام نہ کر سکیں اور اوہام اس کی عظمت کا احاطہ نہ کر سکیں۔
- ☆ وہ ذات جس کی عظمت کی غایت نہیں، اس کی کبریائی کی نہایت نہیں ــــ وہ سبحانہٗ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی

شان میں فرمایا:

وانك لعلیٰ خلق عظیم

یعنی ''اللہ تعالیٰ آپ کی ذات عالی شان میں وہ محاسن اخلاق جمع کئے ہیں کہ آپ کے سوا میں وہ اخلاق تصور نہیں کئے جاسکتے ــــ جس وقت آپ کے خلق کا عظیم سے وصف کیا گیا تو آپ کا وصف عظیم سے کیا گیا ــــ چنانچہ عظیم آپ کے اسماء سے ہے ــــ یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ عظیم آپ کے خلق کی صفت ہے نہ آپ کی صفت ــــ اور نہ یہ اعتراض وارد ہوگا کہ عظمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے یا آپ کے ساتھ مختص ہے۔

توریت کے پہلے سفر میں حضرت اسماعیل ابن خلیل اللہ علیہما السلام کے بارے میں یہ آیا ہے کہ وہ ایک عظیم امت کے لئے ایک عظیم کو جنم دیں گے ــــ وہ عظیم پیارے مصطفیٰ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس لئے کہ آپ وہ عظیم ہیں جنہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جنم دیا ہے ــــ عظیم امت کے وصف سے آپ کے وصف میں عظمت کے ساتھ مبالغہ ہے۔ اس لئے کہ آپ نے تابعین کو عظما قرار دیا ہے۔ آپ کی عظمت کو ہم لوگ کیا پہچان سکیں! ــــ چنانچہ

- ☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عظیم ہیں ــــ جیسا کہ توریت میں عظیم کے ساتھ آپ کا وصف کیا گیا ہے۔ یعنی آپ کی شان جلیل ہے، آپ ذات اور صفات میں کامل ہیں۔
- ☆ آپ خلق عظیم پر ہیں ــــ جیسا کہ اس کے ساتھ قرآن مجید میں آپ کا وصف کیا گیا ہے۔

Marfat.com

العافی :

سیئات سے تجاوز کرنے والا' خطاؤں اور زلات کا مٹانے والا۔

العاقب :

اس کا معنی ہے آخر الانبیاء۔ یعنی وہ شخص کہ انبیاء علیھم السلام کے عقب میں آئے۔ لہٰذا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لئے کہ عاقب آخر ہی ہے یعنی انبیاء کے پیچھے آپ ہی دنیا میں تشریف لائے —— اور کہا گیا ہے کہ عاقب

☆ عرب کے نزدیک وہ شخص ہے جو سردار کا خلیفہ ہو۔

☆ عاقب کا معنی خلیفۃ اللہ ہے۔ اس لئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے لئے جمیع خلائق سے بڑھ کر حق رکھنے والے ہیں۔

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اسم شریف دوزخ والوں میں ہے کہ جس وقت آپ اہل دوزخ کی طرف تشریف لائیں گے تو آپ کی شفاعت کی حرمت کی وجہ سے دوزخ کی آگ بجھ جائے گی اور اسے سکون ہو جائے گا۔

جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کے حفاظ کی ایک قوم دوزخ میں داخل ہوگی —— ان لوگوں کو عذاب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فراموش کرا دے گا۔ یہاں تک کہ فراموش کریں گے —— حضرت جبرئیل علیہ السلام ان لوگوں کو ان کے اکرام کی وجہ سے کہ قران مجید کے حافظ ہیں' انہیں آپ کا ذکر یاد دلائیں گے —— وہ لوگ آپ کا ذکر آپ کے کسی نام سے کریں گے۔ چنانچہ آپ کے ذکر کے سبب دوزخ کی آگ بجھ جائے گی اور ان سے دور ہو جائے گی۔

العالم :

یہ اسم شریف اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی ہے کہ دینوی اور اخروی حقائق پانے والا۔ یہ اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے۔

علم الایمان

آپ ایمان کی وہ علامت ہیں جس سے ایمان کی طرف ہدایت کی جاتی ہے۔

علم الیقین :

آپ یقین کی وہ علامت اور دلیل اور وہ سبیل ہیں کہ یقین کی طرف موصل ہیں —— یقین کا معنی علم حقیقی اور تحقیق ہے۔ کبھی یقین مجرد علم ہوتا ہے اور کبھی یقین کشف اور شہود کے ساتھ ہوتا ہے —— پھر یہ حسب شعور بالغیر اور عدم شعور بالغیر' قوت اور ضعف میں مختلف ہوتا ہے اس لئے یقین تین قسموں کی طرف منقسم ہوا ہے :

Marfat.com

☆ علم الیقین ☆ عین الیقین ☆ حق الیقین

یہ اختلاف یقین میں یقین کی حیثیت سے ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یقین قوی اور اعلیٰ ہے۔

العالم بالحق :

حق سے مراد اللہ تعالیٰ عالی شانہ ہے — عالم بالحق کا معنی یہ ہے کہ علم کا جو حق ہے وہ آپ کو ہے یا اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی وحی کے آپ عالم ہیں۔

العامل :

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ اسم شریف شاید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیا گیا ہے :

یقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے شمائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے:

کان عملہ ویمۃ وایکم یطیق و ماکن یطیق

آپ جو عمل کرتے تھے ہمیشہ وہ عمل کرتے تھے کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ عمل کی جو طاقت آپ کو تھی، تم لوگوں میں وہ طاقت کس کو ہے۔ یعنی آپ کے عمل کی قدرت کسی کو نہیں ہے کہ آپ کی مثل کر سکے۔

عبداللہ :

اللہ تعالیٰ نے اس نام کے ساتھ آپ کا نام آپ کے اشرف مقامات میں رکھا ہے — اس آیت میں وانہ لما قام عبداللہ صریحاً ہے اور بقیہ آیات میں معنی ہے — اللہ تعالیٰ کی طرف جو ضمیر راجع ہے یعنی ھا۔ اس کی طرف آیات میں عبد کی اضافت ہے۔ چنانچہ معنی صریحاً عبداللہ کا مساوی ہو گیا۔ یہ اعتراض وارد نہ ہو گا کہ آپ کا نام لفظ عبداللہ سے نہیں رکھا گیا ہے مگر ایک آیت میں — ارشاد باری ہے:

وان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا

"اگر تم لوگوں کو اس شے میں شک ہے جو قرآن سے ہے اور ہم نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہے جو قرآن اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہے"۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ ......

"تم لوگ کوئی ایسی سورت لے آؤ کہ بلاغت اور حسن نظم اور غیب سے خبر دینے میں اس کی مثل ہو"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

"اللہ تعالیٰ کہ اس کی خیر کثیر ہے اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے بندہ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرقان کو نازل کیا

Marfat.com

ہے۔ —— تاکہ وہ بندہ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن وانس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والا ہو۔"

جن وانس پر علماء کا اتفاق ہے اور صحیح روایت پر ملائکہ بھی ہیں —— ارشاد باری ہے:

الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب

"جمیع حمد ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے۔ وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندہ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب یعنی قرآن مجید نازل کیا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب آپ پر نازل کرنے کے مقام میں آپ کو عبودیت سے سورہ کہف اور سورہ فرقان کی دو آیتوں میں ذکر کیا ہے —— اور مقام تحدی یعنی مخالف کے مقابلہ میں آپ کو عبدیت سے ذکر کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ مخالف اس قرآن کی مثل لائیں —— ارشاد باری ہے:

وانه لما قام عبدالله یدعوه

یہ مقام دعوت الی اللہ میں عبودیت سے آپ کو ذکر کیا ہے —— اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سبحان الذی اسریٰ بعبدهٖ لیلا

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرائی"۔

یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شب معراج کا بیان ہے۔ عبد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فاوحیٰ الیٰ عبدهٖ ما اوحیٰ ۔

عبد سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں —— دوسرا قول یہ ہے کہ عبد سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں ——

معلوم یہ ہوا کہ عبداللہ آپ کے اشرف اسماء سے ہے اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی حضرت سینہ کی طرف رفعت دی اور اعلیٰ معالی علو کی طرف آپ کو ارتقا دیا یعنی آپ کو اعلیٰ مراتب پر پہنچایا —— شرف دینی کے لئے عبودیت کا اسم آپ کو لازم کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عبودیت کی صفت کے درمیان ظاہر اور باطن میں جمع کیا —— رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھانے کے لئے عبد کے طور پر بیٹھے تھے۔ آپ جس حالت پر وجود ظاہری میں تھے اور اس کا ادراک حواس انسانی سے کرتے تھے' آپ کا نام عبداللہ اس کے مطابق تھا۔ اس لئے آپ جمیع وجوہ ترفعات سے تجرد کی حالت میں اپنے کھانے اور اپنے پینے میں تھے۔ یعنی آپ زمین پر بیٹھ جاتے اور خوان پر کھانا نہیں کھاتے تھے۔

جو بات آپ کے باطن میں اپنے رب کی عبودیت کے تحقق کے لئے ہے' اس سے آپ کی شب باشی اور رہنے کی جگہ ظاہری عبودیت کے اظہار کے لئے جس کا مشاہدہ ہوتا ہے' صدق سے تھی —— آپ نے ایسی عبودیت کا اظہار نہیں فرمایا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ثابت کرنے کے لئے والذی جاء بالصدق و صدق به —— اس آیت شریف کی تفسیر میں اکثر

Marfat.com

مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ۔

☆ الذی جاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

☆ بعض کے نزدیک الذی صدق بہ آپ ہیں۔

☆ الذی صدق بہ مومنین ہیں۔

☆ الذی صدق بہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

☆ الذی صدق بہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

☆ اور اس کے سوا کہا گیا ہے جیسا کہ شفائے قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں ہے
اور جب کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کے درمیان اختیار دیا گیا کہ

☆ آپ نبی بادشاہ ہوں—— یعنی نبوت کے ساتھ آپ کی ملوکانہ شان لشکروں' بہت سے گھڑ سواروں اور خدمت گزاروں اور عالی شان مکانوں اور دربانوں سے ہو'

☆ یا آپ نبی عبد ہوں۔

آپ نے یہ اختیار فرمایا کہ میں نبی عبد رہوں—— لہٰذا آپ نے کامل شے کو اختیار کیا—— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے:

لاتطرونی کما اطرت النصاری عیسیٰ و لکن قولوا عبداللہ و رسولہ

یعنی "تم لوگ میری مدح میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو کہ اس طور سے کہو جو میرے لائق نہیں ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نصاریٰ نے بے حد مبالغہ کیا ہے کہ ان کے حق میں انہوں نے جھوٹ کہا ہے کہ ابن اللہ اور الٰہ ہیں—— اور اس کے سوا کہا ہے یہ ان کا بہتان ہے—— لیکن تم لوگ مجھے عبداللہ کہو' رسول کہو' جو بات نصاریٰ نے کہی ہے' وہ نہ کہو"۔

عبدیت اور رسالت سے جو امر آپ کے لئے ثابت تھا' آپ نے اسے ثابت کیا ہے—— اور اللہ تعالیٰ کے لئے آپ نے وہ شے تسلیم نہیں کی ہے جو آپ کے لئے تھی'—— اور آپ نے وہ شے تسلیم نہیں کی جو اس کے سوا تھی' انہی امور سے ہے جو ذکر کئے گئے ہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح ہر ایک شخص سے مطلوب ہے—— آپ نے خود اپنی مدح سنی ہے اور اس پر صلہ دیا ہے' باوجود اس کے کہ کوئی آپ کی مدح کے مراتب پر نہیں پہنچتا ہے' جیسا کہ قائل نے کہا ہے ؎

لا یبلغ الواصف المطری مدایحہ وان یکن محسنا فی کل ما وصفا

اور عبد کے لئے سزاوار نہیں ہے مگر عبد کا نام اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو عبداللہ احب اسما ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

Marfat.com

☆ احب الاسماء الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمن ——(مسلم)

☆ احب الاسماء الی اللہ ما تعبد لہ —— (طبرانی)

☆ اذا سمیتم فعبدوا —— (طبرانی)

☆ خیر الاسماء ماحمد و ما عبد —— (امام سخاوی)

واللہ الحمد علی ما انعم اللہ سبحانہ، و تعالیٰ اعلم ۔

العبد :

یہ اسم شریف سبحان الذی اسریٰ بعبدہ سے ماخوذ ہے' اس لئے کہ آپ عبودیت میں کامل ہیں۔

العدل :

اس اسم کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے —— یہ اصل میں مصدر ہے —— یہ اللہ کریم کے اسماء سے ہے —— اس کا معنی :

☆ شہادت میں کافی متدین —— یا مستقیم'

☆ عدل میں مبالغہ کرنے والا' جور کی ضد —— یا

☆ استقامت میں اس کی غایات کی انتہا —— یا

☆ جس چیز کا ارادہ کرے' وہ اس کا کرنے والا ہے' اور اس کا حکم اس کے بندوں میں ماضی ہے یعنی گزرنے والا ہے' کسی کے روکے سے رک نہیں سکتا۔

العربی :

حسن بن عرفہ نے روایت کی ہے کہ حدیث معراج میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا :
مرحبا یا نبی العربی —— آپ کو خلاف عجم عرب کی طرف منسوب کیا۔

العروۃ الوثقیٰ

ابوعبدالرحمٰن سلمی نے بعض علماء سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حکایت کیا ہے' فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ —— عروہ وثقیٰ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں —— اس لئے کہ آپ دین میں مضبوط اور محکم گرہ ہیں —— اور آپ وہ سبب ہیں جو اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے ——

اس میں استعارہ تصریحیہ تمثیلیہ ہے۔ اس لئے کہ جو شخص آپ کا اتباع کرتا ہے وہ گمراہی کے گڑھے میں نہیں گرتا ہے۔ جیسے کہ جو شخص مضبوط رسی کو پکڑ کر مہالک کی پستی سے اوپر چڑھتا ہے' وہ گڑھے سے نکل آتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا :

☆ دین میں واثق' محکم گرہ' یا

Marfat.com

☆ وہ سبب جو موصل الی اللہ ہو۔

العزیز :

آپ کا یہ اسم شریف اسمائے حسنیٰ سے ہے۔اس کا معنیٰ :

☆ اللہ تعالیٰ کے حق میں ممتنع (منع کرنے والا) جو نہ پایا جائے—— یا

☆ اللہ تعالیٰ کے حق میں غالب' اس کے بندہ اور رسول کے حق میں غالب—— یا

☆ جلیل القدر' جلالت قدر—— یا

☆ وہ شخص جس کی نظیر اور مثل نہ ہو اور کوئی سے اس کے برابر نہ ہو—— یا

☆ دوسرے کو عزت دینے والا۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اس اسم کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔ وللہ العزۃ ولرسولہ کے ساتھ استدلال کیا ہے—— چنانچہ یہ جائز ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصف عزیز اور معز سے کیا جائے کہ آپ کے سبب دوسروں کو عزت حاصل ہوتی ہے—— اور کہنے والے کو یہ جائز ہے کہ یہ کہے کہ یہ لفظ ''عزت'' اور مومنوں کو بھی شامل ہے' اس لئے کہ اس کا عطف مومنوں کو شامل ہے۔اور قرآن مجید میں صریح طور سے آیا ہے۔

لہٰذا اس وصف میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اختصاص نہیں ہے اور وصف سے غرض آپ کا اختصاص ہے —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عزت کے ساتھ اختصاص اس درجہ سے ہے کہ آپ کے غیر کے لئے وہ عزت نہیں ہے—— اور یہ کہ عزت کے ساتھ مومنوں کا ذکر تبعاً ہے۔مومنوں کی عزت فقط آپ کی عزت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ عالم ہے۔

العفو :

عافی کی مثل ہے لیکن یہ اس سے زیادہ مبالغہ رکھتا ہے کہ اس میں کثرت اور تکرار پر دلالت ہے—— عافی' عفو کی اصل پر ہے—— آپ عفو میں لوگوں سے بڑھ کر ہیں۔ اور زیادہ تجاوز فرماتے ہیں اس لئے آپ کا یہ نام رکھا گیا ہے—— یہ اسم مبارک قرآن شریف' تورات اور انجیل میں آپ کی صفات سے ہے—— اس معنی عفو سیئات میں مبالغہ کرنے والے گناہوں کا عفو کرنا' ان کا مٹا دینا اور ان کا ازالہ—— اس لئے کہا گیا ہے کہ عفو غفور سے زیادہ بلیغ ہے—— غفور' غفر سے نکلا ہے' اور اس کا معنی چھپانا ہے نہ گناہ کا دور کرنا۔حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی مدح میں کہا ہے :

عفو عن الزلات یقبل عذرھم　　　فان احسنوا فاللہ بالخیر اجود

العطوف :

بمعنی شفوق—— امت پر آپ کی شفقت کثرت سے تھی۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کثرت سے رافت و رحمت و مہربانی

Marfat.com

کی شدت) کثرت سے فرماتے تھے۔حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ:

عطوف علیهم لایثنی جناحه　　الی کنف یحنو علیهم و یمهد

شامی نے عطوف کی اس طور پر تصریح کی ہے —— عطوف شفوق کے معنی میں مجازا ہے چنانچہ یہ کہا ہے کہ عطوف عطف سے صفت مشبہ ہے —— اس کا معنی ہے مڑ جانا' دوہرا ہو جانا —— عرب لوگ کہتے ہیں عطف الخصن یعنی شاخ مڑ گئی اور دوہری ہوگئی —— پھر اس کا استعارہ میل کے لئے کیا گیا اور شفقت کے لئے۔جس وقت یہ علی کے ساتھ متعدی کیا جائے اور اگر عن کے ساتھ متعدی کیا جائے گا تو اس کا معنی میل اور شفقت کے برعکس ہوگا۔

العلیم:

یہ صیغہ اسم فاعل کے مبالغہ کے لئے ہے —— وہ شخص جسے کمال علم ہو اور علم کا ثبات ہو —— عالم اور علیم دونوں۔اسم ان اسماء سے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھا ہے —— یہ دونوں اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہیں۔

آپ کا یہ اسم شریف اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نے علم کو گھیر لیا ہے اور آپ اس پر اس طور سے حاوی ہوئے ہیں کہ:

☆ ملکوت آسمان اور زمین پر آپ کو اطلاع ہوئی تھی۔
☆ آپ پر مغیبات کا کشف ہوا تھا۔
☆ آپ کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا تھا'
☆ جو شے کتب منزلہ سماوی میں ہے'
☆ حکما کی حکمتیں ماضی میں ہونے والی امتوں کی سیرتیں'
☆ لغات عرب اور ان کے غریب الفاظ اور ان کی اقسام فصاحت'
☆ ان کے ایام اور ان کے امثال'
☆ انکے احکام' اور ان کے اشعار کے معانی مع اپنے کلمات کے جو فنون علوم میں ہیں' آپ نے حفظ کئے تھے۔

العلی:

یہ اسم شریف اسماء الحسنیٰ سے ہے —— بروزن فعیل علو سے مشتق ہے —— علوی مرتبہ میں یہ اس حیثیت سے ہے کہ کوئی رتبہ اس سے بڑھ کر نہیں —— یہ اسم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ایسا ہی ہے لیکن اس رتبہ پر حمل کیا جاتا ہے جو بشر کے لائق ہے۔

العلامۃ:

بمعنی شاہد —— اور وہ علم جس سے رہنمائی ہوتی ہے۔اور اس سے راستہ پر استدلال کیا جاتا ہے —— آپ کا یہ اسم

Marfat.com

اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ طریق ہدایت پر دلیل ہیں۔

العز :

یعنی کل عزت' اس میں جو عزتیں جمع ہوں ۔۔۔ ہر عزت آپ کی عزت کے سبب سے ہے ۔۔۔ یہ لفظ بہ غین معجمہ و رای جمع اعزعزہ سے ہے ۔۔۔ اس کا معنی خیار الخلق' اکرم انبیاء اور مرسلین ملائکہ ہے ۔۔۔ اس لئے آدم علیہ السلام اور ان جو لوگ ہیں' آپ کے جھنڈے کے نیچے ہیں ۔۔۔ یا عز سے آپ کی امت مراد ہے۔

الکریم :

امام الحسین بن محمد الدامغانی نے اپنی کتاب ''شوق العروس'' اور ''انس النفوس'' اور ایسا ہی ابن جوزی نے ''تبصرہ'' میں ذکر ہے ۔۔۔ ان دونوں علماء نے کعب الاحیار سے نقل کیا ہے ۔۔۔ کعب الاحبار سابقہ کتب کے عالم تھے' انہوں نے بیان کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف اہل جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے ۔۔۔ اس لئے کہ آپ وہ ہیں مومنوں کو جنت میں پہنچائیں گے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ان کی تکریم اس سے شے کرے گا کہ آنکھ نے اس شے کو نہیں ہے اور نہ کان نے اسے سنا ہے' نہ ہی اس شے نے کسی بشر کے دل میں خطرہ کیا ہے ۔۔۔ وہ ذات وہ ہستی حضرت محمد صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ اپنی شفاعت کے سبب قضا کے اس فعل میں برگزیدہ ہیں' جس سے روسا اپنے آپ کو باہر نکال گے ۔۔۔ یعنی ان کا منصب فصل قضا نہ ہوگا' اس لئے وہ علیحدہ ہو جائیں گے ۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھلنے کی ابتداء ہیں...... اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کا وہ اکرام کرے گا جس کی شریک کوئی شے نہیں ہے۔

الجبار :

آپ کا یہ اسم شریف اہل دوزخ کے نزدیک ہے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ پر جبر اور قہر ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے کہا ہے۔ اس وجہ سے کہ اہل دوزخ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے' اور ان انبیاء کرام علیہم السلام مخالفت کی ہے۔ جو آپ سے پہلے آئے تھے ۔۔۔ ایک نبی کو جھٹلانا تمام انبیاء کو جھٹلانا ہے ۔۔۔ ارشاد باری ہے:

كذبت قوم نوح المرسلين

عبدالحمید :

اہل عرش کے نزدیک آپ کا اسم شریف عبدالحمید ہے ۔۔۔ آپ کو معراج ہوئی' آپ اللہ تعالیٰ کی طرف گئے' اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ ملائکہ کو آپ کی رویت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوئی۔ ملائکہ نے حمد کی۔ اس سبب سے یہ اسم شریف ہے۔

عبدالمجید :

آپ کا اسم شریف جملہ ملائکہ کے نزدیک عبدالمجید ہے۔ تمام ملائکہ اللہ تعالیٰ کی تمجید کرتے ہیں۔ اور ایک نوع سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ...... اللہ کریم نے تمام فرشتوں کو آپ کے لئے جمع کیا۔

عبدالوہاب :

آپ کا اسم شریف انبیاء کرام علیہم السلام کے نزدیک عبدالوہاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت آیات بینات عطا کی ہیں۔ پھر آپ کو وہ سب چیزیں عطا کیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا کی تھیں اور ان پر آپ کے در بلند کیا۔

عبدالقہار :

شیاطین کے نزدیک آپ کا اسم شریف عبدالقہار ہے — اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کے سبب شیاطین کو مقہور کیا اور ذلیل کیا ہے — شیاطین کو استراق سمع سے منع کیا ہے' اس کے سوا اور امور بھی ہیں۔

عبدالرحیم :

جنوں کے نزدیک آپ کا اسم شریف عبدالرحیم ہے — اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کے سبب جنوں پر رحم کیا — ان کو اعمال شاقہ کی تکلیف نہیں دی۔ جیسے محاریب اور تماثیل وہ بناتے تھے' اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں انواع مشقت کرتے تھے۔ آپ کی برکت نے کثیر جنوں کو اپنی لپیٹ میں لیا' وہ آپ پر ایمان لے آئے۔

عبدالخالق :

پہاڑوں میں آپ کا اسم شریف عبدالخالق ہے — وہ اللہ تعالیٰ جس نے آپ کو بشر پیدا کیا نہ اور بشروں کی مانند' پہاڑوں کو زمین پیدا کیا ہے نہ زمین کے مانند۔

عبدالقادر :

زمین میں آپ کا اسم مبارک عبدالقادر ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جس کی قدرت سے یہ ہے کہ جس نے بر میں (خشکی میں) س الاولین و آلاخرین کو پیدا کیا ہے۔

عبدالمہیمن :

دریا میں آپ کا اسم شریف عبدالمہیمن ہے — اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اجل ہے جو امن دینے میں بحر اس طور ہے کہ اس کے خطرات کا شمار نہیں ہو سکتا' اور اللہ تعالیٰ بحر کا حافظ ہے۔

عبدالقدوس :

دریا کی مچھلیوں کے نزدیک آپ کا نام مبارک عبدالقدوس ہے — اگرچہ مچھلیوں نے اللہ تعالیٰ کی تقدیس کثرت سے کی ہے — یہاں تک کہا گیا ہے کہ وہی مچھلی شکار ہوتی ہے جو ذکر و تسبیح سے غافل ہو جاتی ہے — مچھلیوں کی تسبیح آنحضر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تقدیس کے مقابلہ میں کوئی شے نہیں ہے۔

الغیاث :

ہوام کے نزدیک آپ کا اسم شریف عبدالغیاث ہے—— غیاث وہ ہے جس نے آپ کی برکت سے ہوام وغیرہ کی ایذا وگوں کی فریاد رسی کی ہے—— پھر اللہ تعالیٰ نے ان ہوام کی فریاد رسی اس طور سے کی ہے کہ ہوام کا رزق آپ کی برکت ہوام کے مسخر کیا ہے—— (ہوام بمعنی شیر' درندہ)

الرزاق :

آپ کا اسم مبارک وحوش یعنی جنگلی جانوروں کے نزدیک عبدالرزاق ہے—— رزاق وہ ہے کہ آپ کی برکت سے کہ آپ رحمت اللعالمین ہیں' پرندوں کو رزق دیتا ہے۔

السلام :

آپ کا اسم مبارک سباع یعنی درندوں کے نزدیک عبدالسلام ہے—— سلام وہ ہے جس نے لوگوں کو ان کے دشمنوں سلامت رکھا ہے۔

المؤمن :

(بہائم) چوپایوں کے نزدیک آپ کا اسم شریف عبدالمؤمن ہے—— اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اجل ہے جو امن دیتے —— بہائم کی تسخیر اللہ تعالیٰ سے ہے۔

الغفار :

پرندوں کے نزدیک آپ کا اس شریف عبدالغفار ہے—— غفار وہ ہے کہ گناہگاروں کی مغفرت کرتا ہے اور گناہوں کو پاتا ہے اور ان سے اقوی ہے جو اپنے انڈوں اور اپنے بچوں کو اپنے بازوؤں سے چھپاتے ہیں——

یہ اسرائیلیات سے ہے۔ مصنف نے اس جگہ اڑتالیس (۴۸) اسمائے شریفہ ذکر کئے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء سے اسم ہیں اور شامی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

عارف :

اس کا معنی صبور ہے جیسا کہ صحاح میں ہے—— یا اس کا معنی ہے عالم—— لغت میں اس کے معنی ہیں پہچاننے والا' اشناس۔

عاضد:

اس کا معنی معین ہے—— یہ اسم فاعل ہے عضد سے—— جس وقت کسی کی اعانت کی جائے تو کہا جاتا ہے عضد' اصل اس

Marfat.com

کی بازو کا پکڑنا یعنی الاخذ بالعضد ہے پھر معین کے لئے استعارہ کیا گیا ہے —— کہا جاتا ہے عضد تہ یعنی اخذت بع
و قویة

العایل :

بمعنی فقیر —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وو جدك عايلا فاغنى

یعنی اس طور پر غنی کیا کہ نعمتیں عنایت کیں —— یا یہ معنی کہ آپ کا دل غنی کیا —— غنا کے بعد آپ کا نام غایل
میں نظیر ہے۔ اس لئے کہ عایل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی کیا —— عایل کا وصف آپ سے زائل ہو گیا۔
کے ساتھ آپ کا وصف جائز نہیں ہے۔

العصمة :

وہ شخص جس کے وسیلہ کی رسی کو اولیاء اللہ پکڑیں اور اس کے دائرہ امن میں عاصی لوگ پناہ ڈھونڈیں —— عصمة
عاصم ہے۔ جیسے رجل عدل کہتے ہیں یعنی رجل عادل —— یا بمعنی معصوم اسم مفعول عصمت سے ہے۔ جیسے لقمہ بمعنی ملقوم
اس کی حقیقت جیسے کہ مواقف میں ہے۔ کل انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں کوئی گناہ پیدا نہیں کرتا

عصمة الله :

مسند فردوس بلا سند حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ۔

انا عصمة الله انا حجة الله

العفيف :

شر اور مکروہ سے کفایت کرنے والا —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعف الناس ہیں اور عفت سے مو
ہیں —— لغت میں پارسا' نیکوکار ہے۔

العلم :

بہ فتحتین —   جس کے ساتھ ہدایت کی جائے۔

العماد :

وہ سید جس پر اعتماد کیا گیا ہو —— عمد سے ہے بمعنی ارادے والا' اعتبار والا' اعتماد والا۔

العمدة :

بمعنی شجاع' بہادر' اطاعت کیا گیا۔

Marfat.com

العین :

بالاشتراک باصرہ پر اطلاق کیا جاتا ہے—— عین' آنکھ اور سونے وغیرہ کو بھی کہتے ہیں' اس لئے بالاشتراک کہا ہے—— جن اشیاء میں اشتراک ہے اس کی تفصیل کی جاتی ہے—— آپ کا نام اس لئے عین ہے کہ ہدایت کے طریقوں سے آپ امت کی بصر ہیں—— یا اس امت کا شرف آپ کے سبب

☆ عین کا اطلاق سونے اور ہر ایک اچھی چیز پر کیا جاتا ہے۔
آپ اشرف الانبیاء اور ان سے افضل ہیں—— یہ اس معنی سے استعمال کیا گیا ہے فلاں عین الناس ۔

☆ اس کا معنی لوگوں کا خیار اور اس کا اطلاق سید پر کیا جاتا ہے—— آپ سید الناس ہیں اور اپنی قوم کے کبیر ہیں۔
آپ اجل الخلق اور ان سے اعظم ہیں——

☆ انسان پر عین کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسے عرب کہتے ہیں مابھا عین یعنی اس جگہ کوئی نہیں ہے—— یہ خاص کا تسمیہ باسم عام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے اشرف ہیں—— اور

☆ جاری پانی پر عین کا اطلاق کیا جاتا ہے—— آپ فی نفسہ طاہر ہیں۔ آپ غیر کو پاک کرنے والے ہیں—— اور

☆ عین کا اطلاق لوگوں کی جماعت پر کیا جاتا ہے—— آپ کی مہابت اور شدتِ جلالت سے آپ کا یہ نام ہے —— اور'

☆ عین کا اطلاق پانی کے چشمہ پر کیا جاتا ہے—— آپ کو علو اور شرف ہے اور آپ سے نفع کثیر ہے۔

حرف الغین

(سید الغیاثین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف غین سے شروع ہوتے ہیں)

الغالب :

اس کا معنی قاہر ہے—— غلبہ سے اسم فاعل ہے—— غلبہ قہر کو کہتے ہیں—— یہ اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے—— اس کا معنی یہ ہے کہ اپنی مخلوق سے اپنی مراد کو پہنچنے والا' وہ مخلوق اس کو دوست رکھے یا کراہیت کرے۔

الغفور :

یہ اسم مبارک تورات میں آپ کی صفات سے ہے:

ولکن یعفو ویغفر

Marfat.com

''آپ عفو کرتے ہیں اور مغفرت فرماتے ہیں —— یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔ اس کا معنی ہے غفار یعنی غفار الذنوب گناہوں کو معاف کرنے والا ان لوگوں کا جو مومنوں سے ہیں اور گناہ کا ارادہ کرتے ہیں' ان کے گناہ چھپاتا ہے—— اور عقوبت کرنے سے ان گناہوں کو ظاہر نہیں کرتا' اگر عقوبت (سزا) دے تو گناہوں کا اظہار ہو جائے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ غفور اس قسم مبالغہ سے خبر دیتا ہے جو غفار میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ لفظ غفار مکرر مغفرت کی خبر دیتا ہے۔ مغفرت کی کثرت اس سے مفہوم ہوتی ہے اور

☆ لفظ غفور مغفرت کے کمال اور وجود سے خبر دیتا ہے' اس کا معنی کامل الغفران ہے۔ یہاں تک کہ وہ مغفرت کے درجات کے انتہا کو پہنچتا ہے۔

☆ ابن طلحہ نحوی نے کہا ہے کہ مبالغہ کے صیغے متفاوت ہوتے ہیں —— غفور اس شخص کے لئے ہے جس سے فعل مغفرت کثرت سے صادر ہو۔ اور غفار بہ وزن فعال اس شخص کے لئے ہے' جس کے لئے فعل مغفرت طبیعت کی مانند ہو گیا ہو۔

الغنی :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

ووجدك عائلا فاغنیٰ —

غنا سے ہے- اس کا معنی :

☆ ارتفاع الحاجات ہے۔ اور یہ کسی کے لئے نہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

☆ قلت حاجات بھی اس کا معنی ہے۔ جیسے ارشاد نبوی ہے :

الغنی غنی النفس "یعنی غنا قلت حاجت ہے"۔

یہ نفس کی بے پروائی اور عدم طلب اسباب سے ظاہر ہوتا ہے اور۔

☆ غنی کثرت مال کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے ارشاد باری ہے:

ومن كان غنيا فليس تعفف —— غنی اللہ تعالیٰ کے اسما سے ہے

☆ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ذات جو کسی شے کی طرف محتاج نہیں ہوتی' اور ہر ایک شے اس کی طرف محتاج ہے۔

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ غنی کا معنی خلق میں یہ ہے کہ وہ شخص جسے کوئی حاجت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی حاجت ہے —— ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی تھے۔

الغنی باللہ :

اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غنی ہیں۔

Marfat.com

الغوث :

وہ نصرت دینے والا جس سے سختیوں اور مصیبتوں میں استغاثہ کیا جائے —— اور حادثوں اور دشواریوں میں اس سے (استعانت) مدد چاہی جائے۔

الغیث الغیاث :

یہ شامی نے اضافہ کیا ہے۔ اس کا معنی ہے واسع الاخلاق اور حلیم الطبع۔

الغطمطم :

یہ شامی نے اضافہ کیا ہے —— اس کا معنی ہے: واسع الاخلاق اور حلیم الطبع۔

حرف الفاء

(فاتح اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مقدس نام جو حرف ف سے شروع ہوتے ہیں)

الفاتح :

یہ اسم اسمائے الٰہی سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانت خیر الفاتحین ''اور آپ بہترین فاتح ہیں''

ثم یفتح بیننا بالحق ''پھر فتح دی گئی ہم کو حق کے ساتھ''

آپ کا اسم شریف فاتح اور خاتم اس لئے ہے کہ حدیث معراج شریف میں حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے۔ انہوں نے کلام الٰہی میں جو آپ سے معراج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وجعلنک فاتحا و خاتما میں آپ کو خاتم الانبیاء اور ان کا آخر کہا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث معراج میں ارشاد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وجعلنی خاتما و فاتحا۔ اور آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب ہدایات کے دروازہ کو اس کے بعد کھول دیا ہے کہ مقفل تھا —— اور آپ کے سبب کفر کے شہروں کو فتح کر لیا —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ نبوت میں مکہ، خیبر، مدینہ، بحرین اور کل جزیرہ عرب اور یمن کی کل سرزمین فتح ہوئی —— اور مجوس ہجر اور بعض اطراف شام سے آپ نے جزیہ لیا —— ہرقل، مقوقش، ملوک عمان اور اس نجاشی نے جو اصحمہ کے بعد بادشاہ ہوا تھا، آپ کو تحفے بھیجے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بصرہ، دمشق اور بلاد حوران فتح ہوئے —— پھر حضرت عمر رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بلاد شام کل' مصر اور فارس کی اکثر اقلیم فتح ہوئی اور کسریٰ نے شکست کھائی اور اپنی مملکت کے انتہا میں بھاگ گیا۔ جبکہ ہرقل قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مدائن العراق' خراسان' اہواز اور بلاد مغرب تمام اور بلاد مشرق سے انتہا بلاد چین تک فتح ہوئے' کسریٰ قتل کیا گیا۔ اور اس کا ملک بالکل ہلاک ہو گیا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد روم وغیرہ ملکوں کی طرف ہمیشہ فتوحات ہوتی رہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے دنیا میں مجازاً اور یوم قیامت میں حقیقتاً کھولے — اور آپ ہی کے سبب اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا ہے — جن دلون پر غفلت اور گمراہی کے پردے پڑے تھے وہ ہٹا دیئے گئے' یعنی کفر کے سبب ہدایت کا راستہ نہیں دیکھ پاتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی روشن آیات دیکھیں — اور حق کو نہیں سنتے تھے' پھر حق کو سنا اور مطیع ہو گئے — دلوں میں حق بات اثر نہیں کرتی تھی' ان کے دل حق قبول کرنے کے لئے منور ہو گئے اور حق کو دلوں میں محفوظ رکھا۔

الفارقلیط :

بارقلیط کے تحت اس کے بارے میں گزشتہ صفحات پر تفصیل آ چکی ہے۔

الفارق :

غرفی نے کہا ہے کہ آپ کا یہ اسم شریف زبور میں ہے — اس کا معنی یہ ہے کہ حق اور باطل کے درمیان آپ فرق کرنے والے ہیں — عبدالباسط البلقینی نے کہا ہے کہ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے — فارق اسم فاعل فرق سے ہے — فرق کا معنی فصل اور ظاہر کرتا ہے۔

الفتاح :

بمعنی فاتح ہے۔ مگر یہ فاتح سے ابلغ ہے — یا بمعنی ناصر ہے اور اسی سے ان تستفتحوا فقد جاء کم الفتح ہے۔ یعنی نصرت — یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے — اس کا معنی

☆ وہ پاک ذات جو عیاں کے سبب وجوہ نعم کو بند نہیں کرتا ہے — اور نسیان سے ایصال رحمت کو ترک نہیں کرتا ہے — یا

☆ وہ پاک ذات کہ نفوس پر اپنی توفیق کا دروازہ کھولتا ہے اور قلوب پر اپنی تحقیق کا باب کشادہ کرتا ہے — یا

☆ وہ پاک ذات کہ اپنی عنایت سے ہر ایک دشواری کو کھولتا ہے اور اپنی ہدایت سے ہر ایک مشکل کو کشائش دیتا ہے۔

الفاروق :

حق اور باطل کے درمیان کثیر الفرق کرنے والا۔

Marfat.com

الفجر :

یعنی آپ سے ایمان جاری ہوتا ہے۔

الفرط :

بہ فتح رائے مہملہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

انا فرط لکم انا شھید علیکم۔ میں تمہارے لئے فرط ہوں اور تم پر گواہ ہوں

اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے—— فرط اس شخص کو کہتے ہیں کہ پہلے پانی کی طرف پہنچ کر واردین کے لئے حوض مہیا کرے اور ان کو پانی پلا دے اور وہ سیراب ہوں—— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے لئے ضرب المثل کے طور پر فرمایا ہے کہ جو اپنے اصحاب سے آگے پہنچے اور انہیں جس شے کی حاجت ہو وہ ان کے لئے مہیا کرے—— ابوعبیدہ علیہ الرحمہ نے اس کی تفسیر ایسی ہی کی ہے اس کی موافقت مسلم کی یہ روایت کرتی ہے: بانا الفرط علی الحوض

اس کا معنی یہ ہے کہ میں تمہارے آگے رہوں گا اور تم لوگ میرے پیچھے ہو گے—— یعنی آپ اپنی امت سے مقدم ہوں گے اور ان کی شفاعت فرمائیں گے۔

الفصیح :

فصاحت سے بہ وزن فعیل ہے۔ لغت میں اس کا معنی بیان ہے اور

☆ اصطلاح میں اس کا معنی کلام کا صنعت تالیف اور تنافر کلمات اور تعقید سے خالص ہونا—— یہ تعریف معنی کے اعتبار سے ہے۔

☆ لیکن لفظ کے اعتبار سے یہ معنی ہے کہ وہ فصحاء جن کی عربیت پر وثوق ہو وہ لفظ ان کی زبانوں پر ہو۔

فضل اللہ :

اس کا معنی اس ارشاد باری سے ہے:

ولولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ لا تبعتم الشیطان الا قلیلا

یعنی ''اگر تم پر اللہ کا فضل و رحمت نہ ہوتا تو سوائے چند نفوس کے' تمہاری اکثریت ابلیس کی پیروی کرتی''۔

یہ اس قول میں ہے جسے ماوردی نے حکایت کیا ہے۔

فواتح النور :

یعنی علوم کثیرہ کے مظہر—— گویا ہر ایک علم کا اظہار فتح ہے' اور جمع کے صیغہ سے تعبیر کیا ہے——

Marfat.com

مصنف نے دس اسمائے شریف شمار کئے ہیں جن میں سے دو اسمائے الٰہی ہیں۔ شامی نے یہ اضافہ کیا ہے:

الفاضل:

اس کا معنی حسن کامل، عالم —— اس لئے کہ فضل علم کے معنی میں وارد ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

ولقد اتینا داؤد منافضلا "بے شک ہم نے داؤد کو افضیلت دی"۔ یعنی علم دیا۔

الفایق:

ہر ایک سے خیار —— آپ خیار خلق ہیں۔

الفخر:

بمعنی عظیم وجلیل

الفدعم:

بہ وزن جعفر، حسن جمیل

الفرد:

یعنی اپنی صفات جمیلہ میں منفرد

الفضل:

بمعنی احسان —— آپ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور منت ہیں۔ بلکہ اس امت کے غیر پر آپ فضل اور منت الٰہی ہیں —— یا بمعنی فاضل کہ شریف اور کامل کو کہتے ہیں۔

الفطن:

بمعنی حاذق، فطنت سے بمعنی فہم —— آپ بہ طریق فیض حاذق ہیں یا بدون اکتساب حاذق۔

الفلاح:

غرفی نے کہا ہے کہ آپ کا یہ اسم شریف زبور میں ہے اور اس کی تفسیر یمحق اللہ بہ الباطل ہے۔ یعنی "اللہ ان کی وجہ سے باطل مٹا دے گا"۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے گویا یہ اسم غیر عربی ہے۔ اس لئے کہ فلاح کا معنی از روئے لغت "فوز اور نجاح" ہے۔ —— امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ کلام عرب میں زیادہ جامع خیر لفظ "فلاح" سے کوئی لفظ نہیں ہے —— اور یہ بعید نہیں ہے کہ یہ لفظ "فلاح" عربی ہو ——

Marfat.com

☆ آپ کا نام فلاح اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ میں خیر کے وہ خصائل جمع ہیں کہ اپ کے غیر میں جمع نہیں ہوئے — یا

☆ آپ کا نام فلاح اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ فلاح کا سبب ہیں۔

الفہم :

کنکف سریع فہم — ازروئے لغت اس کا معنی یہ ہے کہ شے کا علم اور اس کا فرمان قلب سے رکھتا ہو۔

فئة المسلمین :

اس اسم شریف کو اام سیوطی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے لیا ہے:

انا فئة المسلمين "میں مسلمانوں کے لئے سایہ ہوں"

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن حدیث کہا ہے۔

حرف القاف

(سرکار قاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مقدس نام جو حرف ق سے شروع ہوتے ہیں)

القاسم :

وہ شخص جو امور کو اپنی حیات میں تقسیم کرے اور عطا کرنے والا — قسم سے اسم فاعل ہے — اس کا معنی ہے عطا۔

بخاری علیہ الرحمہ نے مرفوعاً روایت کی ہے۔آپ نے فرمایا:

اما انا قاسم والله معطی "میں عطا کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے"۔

القاضی :

بمعنی حاکم ۔قاضی' قضا سے اسم فاعل ہے۔قضا فعل امر کو کہتے ہیں — آپ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ کے خصائص سے یہ ہے کہ آپ بلا دعویٰ اور بلا بینہ حکم دینے والے ہیں — یہ ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے اور مسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

وان يحكم لنفسه و لده تقبل شهادة من شهدله كما فى قصة خزيمه ولا يكره له القضاء ولا الافتاء فى حال غضبه بعصمة

Marfat.com

آپ کو یہ سزاوار ہے کہ اپنے نفس اور اپنی اولاد کے لئے حکم کریں' اور جو شخص آپ کی سہادت دے اس کی شہادت قبول کی جائے۔ جیسا کہ خیمہ کے قصہ میں ہے۔۔۔ اور آپ غضب کی حالت میں حکم دیں یا فتویٰ دیں' آپ کا فتویٰ اور حکم غضب کی حالت میں مکروہ نہ سمجھا جائے گا اس لئے کہ آپ خطا سے معصوم ہیں۔

القانت :

بمعنی طائع ۔۔۔ قنوت سے اسم فعال ہے ۔۔۔ اس کا معنی لزوم طاعت خشوع کے ساتھ ۔۔۔ یا قانت بمعنی خاشع ۔۔۔ یا اپنی نماز میں طویل القیام۔

قائد الخیر :

امت کی طرف خیر کے جالب ۔۔۔ یا امت کو خیر کی طرف کھینچ کر لانے اور امت کو خیر کی طرف ہدایت کرنے والے ۔۔۔ اس اسم کو علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے لیا ہے: ۔۔۔ قائدا لخیر جو آپ پر درود بھیجنے کی تعلیم کی حدیث میں ہے۔ یہ روایت ابن ماجہ میں ہے۔

قائد الغر :

غر کی جمع ہے جس گھوڑے کی پیشانی پر سفید داغ ہوا سے کہتے ہیں ۔۔۔ المحجلین جن کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں۔ محجلین سے مراد آپ کی امت ہے۔ آپ جنت کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے ۔۔۔ شیخین نے یہ روایت کی ہے:

ان امتی یدعون یوم القیامۃ غرالمحجلین من اٰثار الوضوء

''وضو کے آثار سے میری امت غر المحجلین کے نام سے بلائی جائے گی۔''

القائیل:

بمعنی حاکم' اس لئے کہ آپ کا قول نافذ ہوتا ہے یا بمعنی محب ۔۔۔ عرب کہتے ہیں :

قال بالشی ای احبہ واختص بہ

''کہا آپ کونسی چیز کو پسند کرتے ہیں اور اس کے ساتھ مخصوص ہوئے''

القائم :

بمعنی قیم

القتال :

ابن فارس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف تورات میں احمد الضحوك القتال ہے ۔۔۔ آپ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ آپ کو جہاد پر حرص تھی' قتال کی

Marfat.com

طرف آپ سرعت فرماتے تھے۔

القتول :

بمعنی قتال —— یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ جو توجیہہ دونوں میں سے ایک کے لئے صالح ہے وہی دوسرے کے لئے ہے۔

قثم :

بہ ضم و فتح شامی، مثلثہ جامع خیر —— جیسا کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آپ کی جود وعطا کے سبب یہ اسم شریف ہے —— اس کا معنی ہے "خیر کے لئے جامع" —— آپ کی ذات مبارک میں خیر کی خصلتیں اور فضیلتیں تمام تھیں۔"

ابن جوزی نے کہا ہے کہ قثم سے یہ نام مشتق ہے۔ اس کا معنی عطا کرنا۔ عرب لوگ کہتے ہیں :

قثم له من العطا يقثيم جس وقت عطا کرنے والا عطا کرتا ہے —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عطا میں الخلق تھے اور کل مخلوق سے ہاتھ سے دینے میں زیادہ سخی تھے۔

القثوم :

کثم کی مثل ہے —— حربی نے مرفوعاً روایت کی ہے :

اتاني ملك فقال انت قثم و خلقك قيم و نفسك مطمئنة

"میرے پاس ایک فرشتہ نے آ کر کہا کہ آپ سخی ہیں اور آپ کو پیدا کیا نگہبان اور آپ کا نفس مطمئن ہے"۔

قدم صدق :

ارشاد باری تعالیٰ: **و بشر الذين امنو ان لهم قدم صدق** ۔

"اور مومنوں کو بشارت دو کہ ان کے لئے اچھی اولیت ہے"۔

اس آیت کریمہ کے پیش نظر زید بن اسلم وغیرہ نے کہا ہے کہ **قدم صدق** حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

القرشي :

قبیلہ قریش سے منسوب۔

القريب :

اللہ سے نزدیک —— ارشاد باری ہے : **ثم دنى فتدلى** یعنی "پھر نزدیک بہت زیادہ نزدیک" —— یا لوگوں سے نزدیک —— آپ کی تواضع کے اعتبار سے آپ کا یہ اسم شریف ہے —— یہ نام مبارک اسماء الحسنیٰ سے ہے۔ فرمایا ہے :

Marfat.com

واذا سالك عباسدی عنی فانی قریب

''جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں ان سے نزدیک ہوں۔''

یعنی علم سے قریب عباد ہے۔ عباد کے احوال سے کوئی شے اس پر مخفی نہیں ہے۔

القمر:

قمر چاند کو کہتے ہیں ـــــ آپ کا اسم شریف قمر اس لئے ہے کہ آپ نے نور ہدایت سے کفر کی ظلمت دور کر دی ہے۔

القیم:

یائے تحتانی سے ـــــ جیسا کہ دیلمی کے نزدیک جو حدیث میں روایت کیا گیا ہے ـــــ اس کا معنی مکارم اخلاق کا جامع' اور اخلاق میں کامل یا بکھرے لوگوں کو جمع کرنے والے۔ ان کے درمیان اپنی تالیف سے اور ان کی پریشانیوں کو جمع کرنے والے' قیم بمعنی سید ہے۔ اس وجہ سے کہ لوگوں کے امور دین کے لئے وہ قیام کرتا ہے۔ جیسا کہ جرتیہ مصغر الاسدی نے کہا ہے کہ جس وقت آپ کے پاس آئے تھے

بدلت دنیا بعد دین قدیذم — کنت من الذنب کافی فی ظلم

یاقیم الدین اقم نامستقیم — فان اصارف ما ثما فلن اثم

قیم کی یہ وجہ روایت کی ہے' اگر صحیح ہو ـــــ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفا شریف میں کہا ہے کہ قیم کی جگہ قثم ہو۔ بہ ثاء مثلثہ۔ میں جس شے میں گمان کرتا ہوں اور قثم تفسیر کے ساتھ اشبہ ہے ـــــ لیکن کتب انبیاء علیہ السلام میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی:

اللھم ابعث لنا محمد القیم السنة بعد الفترة

''اے اللہ! ہمارے لئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما۔ جن کا سنت طریقہ فترت کے بعد قائم ہے''۔

قیم۔ بمعنی قثم ہوگا یعنی مقیم السنة ـــــ چنانچہ یہ قثم کا دوسرا اسم ہوگا ـــــ قیم اسمائے الٰہی سے ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

انت قیم السموات والارض ''تو آسمان وزمین کا قائم رکھنے والا ہے''۔

ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قیم بمعنی قائم ہے اور اس سے ابلغ ہے ـــــ اس کے بعد قیوم اور قیام کے درمیان فرق یہ ہے کہ یہ دونوں اسماء اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہیں۔ اس لئے کہ دونوں میں ابلغیت ہے' اور دونوں غیر مدح میں مستعمل نہیں ہوتے ہیں۔ بخلاف قیم کے کہ یہ غیر مدح میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

القوی:

صفت مشبہ ہے بمعنی شدید قدرت رکھنے والا ـــــ یہ اسماء الحسنٰی سے ہے۔ اس کا معنی قادر ہے' جیسا کہ خطابی اور قاضی

Marfat.com

یاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذی قوۃ —— یعنی قرآن شریف کے نزدیک آپ ذی قوت ہیں۔ عند ذی العرش مکین —— صاحب عرش کے نزدیک، مکین المنزلت ہیں۔ رفیع المحل ہیں —— ایک روایت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور دوسری میں جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

ارشاد باری: قٓ والقرآن المجید کے بارے ابن عطا نے کہا ہے کہ اپنے حبیب کے قلب کی قوت کی میں قسم کھاتا ہوں یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں —— ق، اکتفا کے نہج پر ہے، جیسے کہ شاعر کا قول قلت لها قفی فقالت قاف —— آپ کی قوت قلبی اس سبب سے ہے کہ آپ نے خطاب الٰہی کی برداشت کی۔ اور شب معراج میں آپ نے:

☆ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ کیا —— یا

☆ ملکوت کا مشاہدہ کیا —— یا

☆ تجلیات قلبیہ کا مشاہدہ کیا۔

اور ان کا مشاہدہ آپ پر دشوار نہ ہوا کہ اس کی مثل کی برداشت سے آپ کو مانع ہوتا —— اس لئے کہ آپ کے حال کو علو تھا۔ یعنی ثبات قلب میں آپ کا خاص مرتبہ تھا۔ اور آپ کی شان کو اس وجہ سے رفعت تھی کہ آپ کے قلب مبارک میں یقین راسخ تھا۔

اس تاویل میں جو بات ہے وہ مخفی نہیں ہے اس لئے کہ اس میں اس بات کی آگاہی نہیں ہے کہ ق سے مراد آپ کے قلب کی قوت کی قسم نہیں ہے بلکہ اس کی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی قسم کھائی ہے —— اور یہ امر ہے کہ لفظ ق یہ احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہی قسم کھائی ہو —— ق سورت کا نام ہے یا پہاڑ کا نام ہے —— مجرد لفظ جو مذکور معنی پر دلالت نہ کرے۔ قرآن مجید میں ایسی تاویل لائق نہیں ہے۔ شامی نے یہ اضافہ کیا ہے:

القاری:

یعنی کریم، جواد —— قری سے اسم فال ہے۔ اس کا معنی مہمانوں کے لئے بذل کرنا۔

القائد:

وہ شخص کہ لوگوں کے آگے رہے۔ لوگ اس کے پیچھے ہوں —— وہ انہیں ہدایت کے راستہ پر لے چلے، اور ہلاکت کے راستہ سے انہیں بچائے —— ترمذی میں مرفوعاً روایت ہے:

وانا قائدهم اذا فزعوا قدمايا "جب ان کے قدم ڈگمگائیں تو میں ان کا قائد ہوں"

آپ کا یہ اسم شریف تورات میں ہے۔ اس کا معنی ہے اوّل سابق

Marfat.com

حرف الکاف

(کامل اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف کاف سے شروع ہوتے ہیں)

کافۃ للناس :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وما ارسلنک الا کافۃ للناس

زمخشری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ رسالت عامہ ہے اور تمام لوگوں پر محیط ہے اس لئے کہ جس وقت رسالت ان کو شامل ہوگی تو ان کو اس بات سے کفایت کرے گی کہ کوئی شخص اس سے نکل نہ جائے۔

الکفیل :

وہ سید (سردار) جو اپنی قوم کے امور کا متکفل ہو اور ان کی شان کی اصلاح کرے۔

کفیل بوزن فعیل کفالت سے ہے:

☆ ضمان کے معنی میں آپ اپنی امت کے لئے اس امر کے متکفل ہیں کہ اس شفاعت سے فائز المرام ہوں اور نجات پائیں جو انکے لئے ذخیرہ رکھی گئی ہے —— یا

☆ کفیل بمعنی مفعول جیسے جریح اور کحیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت اور ظفر کا تکفل کیا ہے —— یا

☆ بمعنی کفل بہ وزن طفل یعنی رحمت اور نعمت —— آپ خلق کے لئے رحمت ہیں اور حق سے ان کیلئے نعمت ہیں۔

الکامل فی جمیع امورہ :

یعنی آپ خلقت اور اخلاق میں کامل ہیں۔ اسی سے عبادات وغیرہ ہیں۔ آپ کا خلق تحقیق قرآن مجید ہے۔

الکریم :

اس کا معنی جواد کثیر خیر متفضل عفو یہ سب معانی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس پر صحیح ہیں ...... یہ اسم اسمائے الٰہی سے ہے ——

اس کا یہ معنی بھی ہے کہ وہ شخص جس نے اپنے نفس کو مکرم کیا ہے یعنی اپنے نفس کو آلودگی سے پاک کیا ہے کچھ مخالفت سے۔

کھیعص :

ابن وحید علیہ الرحمہ نے اسے آپ کے اسما میں ذکر کیا ہے —— جبکہ دیگر علماء نے اسے اسمائے الٰہی میں ذکر کیا ہے ——

Marfat.com

پانچ اسما ہیں۔ایک اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے۔

کاف :

تشدید کاف سے ۔اس کا معنی وہ شخص جو لوگوں کو گناہ سے باز رکھے —— اس کا معنی مرسل الی الناس کافۃ نہیں ہے —— اس لئے کہ لفظ کافۃ سے فعل متصرف نہیں ہوتا ہے تا کہ اسم فاعل ہو۔ یہ ابن دحیہ نے بیان کیا ہے۔

کافۃ :

اس کا معنی جامع محیط اور ھا مبالغہ کے لئے ہے —— کف سے اسم فاعل ہے۔اس کا معنی ہے منع —— یا مصدر ہے جیسے عافیت مصدر ہے۔

کافی :

کفایۃ سے اسم فاعل ہے —— اس کا معنی سد فقر اور حاجت اور امر میں مراد کو پہنچنا —— آپ نے اپنی امت کے خلل کو شفاعت سے روز حساب میں بند کر دیا ہے' اور ان کو ان کی مراد پر پہنچایا ہے —— یا یہ معنی ہے کہ آپ نے اپنے دشمنوں کے شر کی کفایت کی ہے۔اس سے مکفی مراد ہے بفتح میم ۔

الکثیر الصمت :

یعنی کم کلام کرنے والے' جس سے نفع نہ پایا جائے۔

کندیدہ :

ابن دحیہ نے کہا ہے کہ آپ کا یہ اسم شریف زبور میں ہے۔

الکنز :

اصل میں مال مراد ہے' یا نفیس شے —— آپ کا یہ اسم شریف آپ کی نفاست کی وجہ سے ہے —— یا یہ معنی ہے کہ آپ کے سبب ہم کو دارین کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

الکوکب :

قوم کا سردار' قوم کا شہسوار یا مشہور ستارہ —— آپ کا یہ اسم شریف اس لئے ہے کہ آپ کی شریعت واضح ہے۔اور آپ کی ملت کو بلندی ہے۔

Marfat.com

حرف اللام

(تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف ل سے شروع ہوتے ہیں)

اللسان:

اس کا معنی یہ ہے کہ آپ قوم کی طرف کلام کرنے والے ہیں — آپ کا یہ اسم شریف اس لئے کہ آپ کی زبان شدت بلاغت اور فصاحت سے گویا آپ کا مجموعہ ذات ہے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ارشاد:

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین

سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں — اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ میری اولاد سے اس شخص کو میرا قائم مقام کر' کہ میرے مقام میں حق کے ساتھ قیام کرے اور حق پر رہبری کرے — چنانچہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبول کی گئی۔

اللبیب:

اس کا معنی فطن' عاقل' ذکی

اللسن:

بہ وزن کفت — اس کا معنی فصیح' بلیغ' لوذعی' ذکی فصیح' تیز ذہن — گویا اپنی ذکاوت کے بھڑکنے سے آگ کی تیزی رکھتا ہے اور اس سے لوگوں کو سوز و گداز ہوتا ہے۔

اللیث:

اس کا معنی شدید قوی ہے یا سید شجاع یا زبان آور فصیح و بلیغ۔

حرف المیم

(مفضل اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مقدس نام جو حرف میم سے شروع ہوتے ہیں)

الماجد:

مفضال کثیر جود یا حسن خلق' سماعت کرنیوالا۔ یا شریف — مجد سے اسم فاعل ہے اس کا معنی شرف کی وسعت اور

Marfat.com

شرت عواید کی ـــــ ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے:

سمع الخلیفه تاجد و کلام حق و فیه رحمة و نکال

ماجد اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔ (امام غزالی علیہ الرحمہ) نے کہا ہے کہ ماجد اور مجید وہ شیف کہ لذاتہ ریف ہو اس کے افعال حمیدہ ہوں۔ اس کی عطا جزیل ہو ـــــ اس میں جلیل اور وہاب اور کریم کے معانی جمع ہیں۔

ذ ماذ :

اس کا معنی ہے طیب طیب ـــــ شمنی نے کہا ہے کہ اس میں میم مفتوح ہے اور الف غیر ہمزہ سے ہے جیسا کہ قاضی عیاض یہ الرحمہ نے اس کے ساتھ اختصار کیا ہے اور موذ موذ روایت کیا ہے۔ دو الف کی جگہ دو واؤ ہیں ـــــ غرفی نے اسے حضرت راہیم علیہ السلام کے صحائف سے منسوب کیا ہے۔

میذ میذ دونوں میں ہائے تحتانیہ ہے۔ غرفی نے اس کی نسبت بھی تورات سے کی ہے۔ اسم ماذ ماذ کے اعراب کی یوں صریح کی ہے: الف کے بعد ذال معجمہ تنوین سے ہے ـــــ ایسا ہی بعض علماء کی کتب میں ہے۔

علامہ حجازی نے حاشیہ شفا شریف میں سہیلی سے نقل کیا ہے۔ ضم اور اشمام ضمہ ہمزہ واؤ اور الف ممدودہ کے درمیان ـــــ اور کہ علمائے بنی اسرائیل سے ایک شخص تھا جو مسلمان ہو گیا تھا' اس مسلمان عالم نے کہا ہے کہ اس کا معنی طیب طیب ہے اور لفظ کی تکرار تاکید کے لئے ہے ـــــ یا فی نفسہ طیب مراد ہے ـــــ یا اپنی دنیا میں طیب مراد ہے۔ اور اپنی صفات اور اپنی آخرت میں طیب ...... یہ اسم واحد مرمر کی طرح ہے۔ یا خلاف اصل کے مرکب ہے۔

سہیلی نے یہ زعم کیا ہے کہ ماذ ماذ کی ذال مہملہ ہے ـــــ تلمانی نے کہا ہے کہ یہ اسم ماذ سے لیا گیا ہے ـــــ سفید شہد کو اس کی ذاتی حلاوت اور صفات کے سبب ماذ کہتے ہیں ـــــ یا ماذ سے لیا گیا ہے' اس کا معنی نرم سہل زرہ ہے ـــــ آپ عالمین کے لئے زرہ کی مثل حصن حصین ہیں۔

المومل :

اس کا معنی یہ ہے کہ آپ سے خیر کی امید کی گئی ہے۔

الماحی :

آپ کے اسم شریف ماحی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کفر کو محو کر دیں گے۔ یعنی مٹا دیں گے ـــــ خلق میں اس درجہ کفر کسی سے نہیں مٹا جس درجہ کفر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مٹا ہے۔ اس لئے کہ آپ ایسے حال میں مبعوث کئے گئے کہ تمام اہل زمین بت پرستوں کے درمیان کفار تھے۔ یہود و نصاریٰ گمراہ تھے ـــــ نصاریٰ کو گمراہ اس لئے کہا کہ ان کی شریعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعثت کے وقت موجود تھی۔ مگر انہوں نے انجیل میں تحریف کی تھی اور دین کو بدل دیا تھا اس لئے گمراہ ہو گئے تھے۔

Marfat.com

جبکہ یہود کی شریعت پہلے ہی سے منسوخ ہو چکی تھی —— لہٰذا گمراہ گروہ نصاریٰ کی صفت ہے —— صابیہ اور دہریہ ایسے تھے کہ وہ نہ رب کو پہچانتے تھے اور نہ معاد کو —— کشاف میں ہے کہ صابیہ وہ قوم ہے جو یہودیہ اور نصرانیہ سے نکل گئی تھی اور ان لوگوں نے ملائکہ کی عبادت کی تھی۔

صاحب کشاف کے غیر نے کہا ہے کہ صائبیہ ایک ایسا گروہ ہے جو:

☆ نصاریٰ کی طرف میل کرتا ہے۔

☆ انہوں نے تاثیر افلاک' قدم عالم اور سورج کی الہیۃ وغیرہ کا اعتقاد کیا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشر میں رسالت کا انکار کیا ہے۔

☆ رسالت کا انکار کواکب میں نہیں کیا۔

☆ انکے درمیان آگ اور ستاروں کی عبادت کرنے والے تھے۔

☆ کچھ فلاسفہ تھے کہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کو نہیں پہچانتے تھے اور ان شریعتوں کا اقرار نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام کفر کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کے سبب مٹا دیا —— یہاں تک کہ آپ کا دین تمام دینوں پر غالب کر دیا۔ آپ کا دین اس جگہ پہنچا جس جگہ رات اور دن پہنچے ہیں —— یعنی تمام دنیا میں آپ کا دین اس طور پر پہنچا ہے جیسے دن اور رات ساری دنیا میں پہنچتے ہیں۔ آپ کی دعوت دنیا میں اس طور پر پہنچی ہے جیسے آفتاب پہنچا ہے —— جبکہ دریا ایسے تھے کہ کل آلودگیوں کو پاک کر دینے والے ہیں —— تو دریاؤں میں آپ کا اسم شریف ماحی ہوا ہے۔

المامون :

ائتمان سے اسم مفعول ہے۔ اس کا معنی استحفاظ ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کی امانت اور دیانت پر بھروسہ کیا گیا ہو —— آپ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ کی جہت سے خوف نہیں کیا جاتا ہے۔

المانح :

اس کا معنی ہے عطا کرنے والا —— یہ منح سے اسم فاعل ہے۔ جس وقت جزیل عطا کرے۔

الماء المعین :

بہ فتح میم —— اس کا معنی وہ پانی جو کہ روئے زمین پر ظاہر اور جاری ہو —— فعیل بمعنی فاعل۔

المبارك :

عظیم البرکتہ —— یہ لفظ جامع انواع خیر ہے —— اور اسی سے انا انزلناه فی لیلة مبارکة —— ''ہم نے اسے برکت والی رات میں نازل کیا'' —— حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے:

Marfat.com

صلی الا لہ ما ومن یحف بعرشہ والطیبون علی المبارك احمد

''اللہ تعالیٰ نے اور ان لوگوں نے جو عرش کو ڈھانکے ہوئے ہیں' وہ فرشتے ہیں'' اور پاک لوگوں نے مبارک پر جو احمد ہیں' درود بھیجا ہے''۔

عباس بن مرداس نے اپنے قصیدہ میں کہا ہے:

فامنت باللہ الذی انا عبدہ و خالفت من امسی برید المھالکا

''میں اس اللہ پر ایمان لایا ہوں جس کا میں بندہ ہوں اور میں نے ان لوگوں سے خالفت کی ہے جو مہالک کا ارادہ کرتے ہیں''۔

ووجھت وجھی نحومکۃ قاصدا وبایعت بین الاخشبین المبارکا

''اور میں نے اپنے منہ کو کعبہ کی طرف ایسے حال میں متوجہ کیا ہے کہ میں مکہ کا ارادہ کرنے والا ہوں اور میں نے دونوں اخشبین کے درمیان مبارک یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ہے''...... اخشبین پہاڑوں کا نام ہے۔

نبی اتانا بعد عیسیٰ بناطق من الحق فیہ الفضل منہ کذالکا

''وہ مبارک نبی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے پاس حق ناطق (بولتا ہوا حق' سچ) کو لائے ہیں۔ اس میں فضل اسی حق سے ایسا ہی ہے۔''

چنانچہ آپ کے اس نام مبارک کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کون کا مبدا اور اس کا تمام آپ کی اس برکت سے ہونے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی برکت سے استمداد کی گئی ہے۔۔۔۔ جس شخص کی مدد ایسی ہو' اس کی برکت کے احصا۔۔۔۔ کی کسی کو قدرت نہیں ہے۔ لیکن آپ کے کمال برکت سے پانی کا آپ کی انگلیوں سے ابلنا اور تھوڑے کھانے کی کثرت' آپ کی برکت سے یہاں تک تھی کہ آپ نے ایک لشکر کو اور اس کے سوا ایسا ہی اور لوگوں کو سیر اور سیراب کر دیا۔ اس شے سے جسے آپ نے لمس کیا۔

شامی نے کہا ہے کہ آپ کا نام ''مبارک'' اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے احوال میں برکت اور ثواب پیدا کیا تھا اور آپ کے اصحاب کرام میں فضائل اعمال پیدا کئے تھے' اور آپ کی امت میں اور امتوں سے مرتبہ میں اضافہ فرمایا تھا۔

آپ کا اسم شریف مبارک اس لئے رکھا گیا کہ آپ کے حال میں اللہ تعالیٰ نے خیر اور برکت پیدا کی ہے۔۔۔۔ ثواب' آپ کے اصحاب میں فضائل' اور آپ کی امت میں اور امتوں سے مرتبہ کی زیادتی کی ہے۔

المبتھل:

اس کا معنی متضرع اور متذلل ہے۔۔۔۔ ابتہال سے ہے' جس کا معنی تضرع ہے اس ارشاد باری میں ہے:

Marfat.com

ثم نبتهل یعنی "دعا میں خلوص"۔

المبرا :

اس کا معنی ہے منزہ — یعنی ہر اک برے وصف سے دوری۔

المبشر :

بشارت سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی وہ خیر جو عام ہو۔ بشارت دینے والا لیکن فبشرهم بعذاب اليم ۔ انذرهم کے معنی میں ہے۔ بشارت انذار کے لئے استعارہ کی گئی ہے — اس کا معنی ہے ڈرانا۔

مبشر البايسين :

عام خیر کے معنی میں ہے۔ جیسے المبشر ہے۔

المبعوث بالحق :

حق کے ساتھ بھیجے گئے۔

المبعوث :

بعث سے اسم مفعول ہے۔ اس کا معنی ہے بھیجنا۔

المبلغ :

جیسے آپ کو امر کیا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے تبلیغ کرنے والا۔ آپ رسالت ادا کرنے والے ہیں۔ آپ کو يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك سے امر کیا گیا ہے — "اے رسول! جو شے آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اللہ کے بندوں کو اس کی تبلیغ کر دیجئے اور اس سے کچھ شے نہ چھپائیں اس خوف سے کہ کوئی مکروہ آپ کو پہنچے"......مبلغ بمعنی فاعل ہے۔

المبیح :

جو چیزیں پہلی امتوں کے لئے حرام کی گئی تھیں حکم خداوندی سے آپ نے اپنی امت کو وہ چیزیں مباح کیں۔

المبين :

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ظاہر کہ اس کا امر اور رسالت مخفی نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے:

حتى جاء هم الحق و رسول مبين و قل انى انا النذير المبين

ابان سے یہ معنی بہ سکون یا ہے۔ اور یا کے تشدید سے تبین سے بمعنی اظہار ہے — یا مبین بہ تشدید یائے مکسور ہے۔ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو شے آپ کے ساتھ بھیجی ہے آپ اسے ظاہر کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

Marfat.com

لتبین للناس ما نزل الیھم

یعنی ''شرائع اور احکام جو آپ کی طرف نازل کئے گئے ہیں آپ ان کو ظاہر کر دیں''۔

المتین :

بمعنی قوی شدید ـــــ اسی سے الحبل المتین ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے ـــــ اس کا معنی ہے قوی' غالب' انتہا درجہ کی قدرت' امکان کے مراتب پر پہنچنے والا۔

المتبتل :

مخلص اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ غیر سے منقطع ـــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و تبتل الیہ تبتیلا یعنی ''سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو''۔

المتبسم :

تبسم سے ہے۔ اس کا معنی ہے بشاشت ـــــ آپ لوگوں سے بشاشت سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ انور میں ملاقات کے وقت اخلاق کے آثار پائے جاتے تھے اور حسن معاشرت کے ساتھ پیش آتے تھے ـــــ اس شعر کہنے والے پر اللہ کریم رحم فرمائے :

بشاشت وجہ المرء خیر من القری   فکیف الذی یاتی بہ و ھو ضاحک

''مرد کے چہرہ کی بشاشت اس کے مہمانی کرنے سے اچھی ہے۔ کیونکر ہو گا وہ شخص کہ مہمانی کرے اور مسکراتا ہو'' ـــــ یعنی اس کی صفت کی تعریف نہیں ہو سکتی۔

المتربص :

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ آپ کفار سے یہ کہہ دیں :

فتربصوا انی معکم من المتربصین

''تم لوگ میرے لئے جس چیز کی تمنا کرتے ہو اس کے منتظر رہو۔ میرے رب نے تم پر نصرت دینے اور تم پر ظفریاب کرنے کا جو وعدہ کیا ہے۔ اس کا منتظر ہوں''۔

شمس برماوی نے اس اسم شریف کو اس آیۂ کریمہ سے اخذ کیا ہے اور اسے ''رجال العمدہ'' میں ذکر کیا ہے۔

المترحم :

ترحم سے اسم فاعل ہے۔

Marfat.com

المتضرع :

دعا میں زاری کرنے والے اللہ تعالیٰ سے خشوع کرنے والے۔

المتقي :

تقی سے اسم فاعل ہے۔

المتلو علیه :

تلاوت سے ہے اس لئے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے سامنے قرآن پاک پڑھتے تھے۔

المجتهد :

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ومن الليل فتهجد به

''رات کے کچھ حصہ میں تہجد (کوشش) کرو'' —— اس سے مراد نماز نفل اور ذکر وفکر ہے۔

المتوسط :

اللہ تعالیٰ اور امت کے درمیان شفاعت کے بارے میں تردّد کرنے والے۔

المتوکل :

وہ شخص کہ اپنے امر کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے جس وقت اللہ تعالیٰ اسے امر کرے وہ اسے بلا جزع کرنے کا ارادہ کرے —— ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آپ کا یہ اسم شریف تورات میں ہے۔ جیسے کہ بخاری شریف میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے اس لفظ کے ساتھ روایت ہے:

انت عبدی و رسولی سمیتك المتوكل

''آپ کا نام متوکل رکھا' آپ میرے بندے اور رسول ہیں''۔

اور قرآن کریم میں ہے:

متوکل علی الله —— اللہ پر بھروسہ کرو''

وتوكل على الحى الذى لا يموت ''اللہ پر بھروسہ کرو وہ زندہ ہے' مرتا نہیں''۔

المثبت :

بہ کسر بائے موحدہ' مبنی للفاعل۔ یعنی جس شخص نے آپ کا دین میں اتباع کیا' آپ اسے دین پر ثابت رکھنے والے ہیں —— یا بہ فتح بای موحدہ' مبنی للمفعول —— ثبات سے اس کا معنی ''قرار'' اور ''تمکین'' ارشاد باری تعالیٰ: ولولا ان ثبتنك

Marfat.com

آپ کا یہ اسم شریف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر کو اپنے دین پر ثابت رکھا ہے۔ آپ کے یہ دو اسمائے شریفہ ہیں جیسا کہ شامی میں ہے۔

مجاب :

شامی میں الف لام کے ساتھ المجاب ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کا سوال عطا کیا گیا ہے۔

مجیب :

اجاب سے اسم فاعل ہے' شامی نے الف لام کی زیادتی سے المجیب کہا ہے۔

المجتبی:

اجتبا سے اسم مفعول ہے۔ اس کا معنی اصطفٰ ہے یعنی برگزیدگی۔ جیسا کہ صحاح میں ہے۔

المجیر :

اجار سے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ مصیبت کے وقت میں آپ سے پناہ لی آپ نے اسے مصیبت سے چھڑا دیا —— اور جس نے آپ سے استغاثہ کیا' آپ نے اس کی فریادرسی فرمائی۔

المحترض :

تحریض سے ہے۔ اس کا معنی ابھارنے والے۔ تحریک دینے والے یعنی آپ قتال اور جہاد اور عبادت پر لوگوں کو ابھارتے ہیں —— ارشاد باری ہے :

یاایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال

''اے نبی ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مسلمانوں کو جہاد وقتال کے لئے ابھاریئے''۔

المحرم :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے متولی' تحریم —— جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے —— یا ظلم کو حرام کرنے والے —— ظلم کا معنی حد سے تجاوز ہے۔ یہ معنی سیوطی کے غیر نے کہا ہے۔

المحفوظ:

حفظ سے ہے' آپ شیطان سے محفوظ ہیں —— امام بخاری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی۔ آپ نے فرمایا:

''مجھے شیطان نظر آیا' اس نے نماز قطع کرنے کے لئے مجھ پر حملہ کیا' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دی''۔

Marfat.com

اس میں یہ دلیل ہے کہ آپ شیطان سے محفوظ ہیں —— کسی نے یہ سوال کیا کہ شیطان آپ سے کس لئے نہیں بھاگا' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا بھاگنا فرمایا ہے:

مالقيك الشيطان سالكا فجاالا سلك فجا غيره

''اے عمر! شیطان تمہیں ایسے حال میں نہیں ملے گا کہ تم ایک راستہ پر جا رہے ہو' شیطان بھی اسی راستہ پر جائے —— بلکہ شیطان تمہارے خوف سے دوسرا راستہ اختیار کر لے گا''۔

یعنی جس راستہ پر تم چلتے ہو' شیطان اس راستہ سے بھاگ جاتا ہے —— اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے ——

اس کا جواب اس طور پر دیا گیا ہے کہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

- ☆ شیطان سے محفوظ اور اس کے مکر سے محفوظ تھے'
- ☆ اور اس کے کید اور غدر سے محفوظ تھے'
- ☆ اور اس کے شر اور وسواس سے آپ کو امن تھا'

شیطان کا آپ کے ساتھ اجتماع اور اس کا آپ سے بھاگنا آپ کے حق میں دو سبب ہیں۔ جبکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بلند مرتبہ کو نہیں پہنچے تو شیطان کا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھاگنا:

- ☆ ان کے حق میں اولیٰ اور ان کے حفظ کی زیادتی کے لئے اتقن ہے —— اور
- ☆ اس کے شر کے دفع کرنے لئے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔

اس دلیل پر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھاگنے والے کا حمل ان کے غیر قرین پر جائز ہے۔ لیکن شیطان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں بھاگتا ہے بلکہ ان سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے' جیسے کہ ان کے غیر کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے۔

المحلل :

حلال کے شارع —— حلال وہ شے کہ جسے لینے کے لئے شرعی طور پر اجازت دی گئی ہو۔

محمد :

آپ کے تمام اسما آپ کے اوصاف ہیں اور وہ کل اوصاف آپ کی ذات شریف کی طرف رجوع کرتے ہیں —— وہ اسم معنی میں ایک ہے اور اشتقاق میں اس کے دو صیغے ہیں۔ وہ لفظ آپ کی ذات شریف پر دلالت کرتے ہیں۔

سہیلی نے کہا ہے کہ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بھی صفت سے نقل کیا گیا ہے —— اور یہ **محمود** کے معنی میں ہے۔ لیکن اس میں مبالغہ ہے اور معانی کی تکرار ہے۔ اس پر فعل کی دلالت ہے —— **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وہ ہے کہ بار بار حمد کہا جائے جیسا کہ لفظ ''مکرم'' ہے —— اسی شخص کو مکرم کہیں گے جس کا اکرام بار بار کیا جائے —— ایسا

Marfat.com

ہی لفظ ممدح ہے' اس کی مثل جو لفظ ہے' اسم محمد اپنے معنی کے مطابق ہے —— اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام اس سے پہلے رکھا ہے کہ آپ کا یہ نام لوگوں کے نزدیک رکھا جائے —— آپ کے اعلام نبوت لینے اور نبوت سے یہ ایک دلالت ہے۔ اس لئے کہ آپ کا یہ اسم شریف آپ پر صادق ہے...... آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں اس شے کے سبب کہ آپ کو ہدایت کی گئی ہے' اور اس شے سے کہ آپ کو نفع دیا گیا ہے۔ وہ نفع علم و حکمت ہے' محمود ہیں —— اور آپ آخرت میں شفاعت عظمیٰ کے سبب محمود ہیں —— چنانچہ حمد کا معنی مکرر ہو گیا' جیسے کہ لفظ نے وضع عربی سے معنی حمد کی تکرار کر اقتضا کیا ہے۔ پھر یہ ہے کہ آپ کے لئے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا وصف ثابت نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ آپ احمد ہوئے۔ اس لئے کہ آپ نے اپنے رب کی حمد کی' آپ کے رب نے آپ کو نبی کیا اور شرف دیا۔ چنانچہ اس سے اسم احمد اسم محمد پر مقدم ہو گیا —— حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کا ذکر کیا اور کہا:

و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی طویل مناجات میں آپ کا ذکر کیا ہے —— جس وقت موسیٰ علیہ السلام کے رب نے یہ فرمایا: **تلک امة احمد**

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: **اللھم اجعلنی من امة احمد**

اس سے پہلے کہ محمد کو ذکر کرتے' احمد کو ذکر کیا۔ اس لئے کہ آنحضرت کی حمد اپنے رب کے لئے پہلے آ سکے' کہ لوگ رب کی حمد کریں۔

روز الست میں پہلے جس شخص نے الست بربکم کا جواب بلیٰ سے دیا ہے' وہ آپ ہی ہیں —— اور جبکہ آپ پائے گئے یعنی موجود ہوئے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے تو آپ بالفضل محمد ہوئے —— اسی طرح امت کی شفاعت میں اپنے رب کی حمد ان محامد سے جو محامد آپ کو الہام کئے جائیں گے۔ لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے احمد الحامدین ہوں گے' یعنی حمد الٰہی میں آپ سب سے اجل ہوں گے —— پھر آپ امت کی شفاعت کریں گے —— اولین اور آخرین آپ کی شفاعت پر آپ کی مدح کریں گے۔

غور کا مقام ہے کہ یہ اسم احمد دوسرے اسم محمد سے پہلے کیوں کر ترتیب سے ذکر اور وجود میں اور دنیا و آخرت میں پایا گیا —— ان دونوں اسموں کے ساتھ آپ کی تخصیص میں حکمت الٰہی ظاہر ہو گی۔

وہ حکمت الٰہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان دونوں اسما کے ساتھ اختصاص اس لئے دیا ہے کہ اس سے پہلے کہ اور لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں' آپ سب لوگوں سے پہلے مقام حمد میں قیام کریں گے —— آپ کے حمد کرنے پر تمام لوگ آپ کی تعریف کریں گے —— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے کہ محمد ہوں' احمد تھے جیسا کہ مرتبہ وجود میں واقع ہوا ہے۔ اس لئے کہ:

---

[1] ان دونوں خصائص میں سے ایک کو ابن مرزوق نے حکایت کیا ہے اور دوسری خصوصیت کو ابن عماد نے کتاب کشف الاسرار میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

☆ آپ کا اسم شریف احمد' سابقہ کتب میں واقع ہوا ہے۔

☆ آپ کا تسمیہ محمد قرآن شریف میں واقع ہوا ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ اور لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں' آپ نے اپنے رب کی حمد کی ہے۔

اور ایسا ہی آخرت میں ہوگا کہ آپ

☆ سب سے پہلے اپنے رب کی حمد کریں گے۔

☆ اپنے رب سے امت کی شفاعت چاہیں گے۔

☆ اس سبب سے لوگ آپ کی حمد کریں گے۔

آپ صورت حمد' لوائے حمد اور مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہوئے ہیں —— کھانا کھانے اور پینے کے بعد اور دعا کے بعد اور سفر سے آنے کے بعد آپ کے لئے مشروع ہوئی ہے۔ آپ کی امت کا نام حمادین رکھا گیا ہے —— آپ کے لئے حمد کے معانی اور انواع حمد جمع کیے گئے ہیں۔

محمد بن ابی بکر بن القیم نے کہا ہے کہ آپ کا اسم محمد سابق ہے اور احمد کی سابقیت غلط ہے —— اس پر اس طور سے استدلال کیا ہے کہ تورات میں آپ کا نام ماذ ماذ ہے۔ اس کی تصریح بعض ان شارحوں نے کی ہے جو مومنین کتاب سے ہیں کہ ماذ ماذ کا معنی محمد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کا نام احمد کہا ہے —— یہ احمد اس اسم محمد سے متاخر ہے جو تورات میں ہے' اور آپ کا جو نام قرآن پاک میں ہے وہ اس سے متقدم ہے۔

احمد بمعنی مفعول ہے۔ اس کے معنی کی تقدیر یوں ہے:

احمد الناس یعنی احق الناس و الادھم ان یحمد

چنانچہ احمد محمد کے معنی میں ہے لیکن احمد اور محمد دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ

☆ محمد وہ کثیر الخصال کہ ان خصال پر آپ کی حمد کی جائے اور

☆ احمد وہ کہ جن خصال سے غیر کی حمد کی جائے' ان خصائل سے اکثر حمد کیا جائے۔

☆ اسم محمد کثرت اور کمیت میں ہے اور

☆ اسم احمد صفت اور کیفیت میں ہے۔

جس حمد سے آپ کا غیر مستحق ہے۔ آپ اس سے اکثر حمد کے مستحق ہیں۔ یعنی جو یعنی حمد بشر نے کی ہو آپ اس سے افضل حمد کے مستحق ہیں۔ چنانچہ احمد اور محمد دونوں اسماء صیغہ مفعول پر واقع ہوئے ہیں۔

یہ قول آپ کی مدح میں زیادہ بلیغ اور معنی میں اکمل ہے —— اگر اسم فاعل کا معنی ارادہ کیا جائے تو آپ کا نام احمد کے بدل حماد رکھا جائے گا یعنی کثیر الحمد —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی کثیر حمد کیا کرتے تھے ——

Marfat.com

اگر آپ کا اسم شریف احمد اپنے رب کی حمد کرنے کے اعتبار سے ہوگا تو اس کے ساتھ اسم حماد اولیٰ ہوگا۔ جیسے کہ آپ کی امت کا نام حمادین رکھا گیا ہے—— اور بھی یہ امر ہے کہ دونوں اسمائے شریف آپ کے ان اخلاق اور محمودہ خصائل سے اشتقاق کیے گئے ہیں۔ جن کے سبب آپ اس امر کے مستحق ہوئے ہیں کہ آپ کا نام محمد اور احمد رکھا جائے (نہ کہ رب کی حمد کثرت سے کرنے کے سبب)

شفاء شریف میں قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بزرگی دی ہے کہ آپ کا نام اسمائے حسنیٰ سے رکھا ہے۔

آپ کے اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بہت سی خصوصیتیں ہیں:

☆ اسم محمد چار حرفوں پر آیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک اللہ کے موافق محمد ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اس اسم جلالی کے چار حرف ہیں جیسے محمد کے چار حرف ہیں۔

☆ جس شے سے اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مکرم کیا ہے کہ آدمی کی تصویر لفظ محمد کی شکل پر لکھی گئی ہے۔

لفظ محمد کی پہلی میم آدمی کا سر ہے—— حا آدمی کے دو ہاتھ ہیں—— دوسری میم آدمی کی ناف ہے—— اور دال آدمی کے دو پاؤں ہیں—— شامی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حا کا باطن آدمی کے پیٹ کے مثل ہے اور حا کا ظاہر پشت کی مثل ہے' اور مجمع سر میں مخرج میم کی شکل ہے اور دال کی طرف دونوں پاؤں کی مثل ہے۔

جو لوگ دوزخ میں جانے کے مستحق ہوں گے' ان میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہ ہوگا (اللہ تعالیٰ دوزخ سے بچائے) مگر صورت انسانی سے مسخ کیا ہوا یہ امر صورت لفظی محمد کے اکرام کی وجہ سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم شریف محمد اپنے مبارک نام محمود سے نکالا ہے جیسا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی مدح میں کہا ہے ۔

اعز علیه للنبوة خاتم　　　من الله من نور یلوح و یشهد

اعز' نیک مرد' نمایاں کردار' شریف قوم—— یہ آپ کی صفات ہیں۔ آپ کی ذات میں خاتم نبوت اللہ تعالیٰ کیطرف سے نور سے موجود ہے اور وہ ظاہر ہوتی ہے اور آپ کی نبوت پر گواہی دیتی ہے۔

و ضم الا له' اسم النبی باسمه　　　اذا قال فی الخمس الموذن اشهد

اللہ تعالیٰ نے تعظیم کی وجہ سے اپنے نام مبارک کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو کیا ہے۔ جس وقت موذن نماز کے پنجگانہ اوقات میں اشهد ان لا اله الا الله کہتا ہے تو اس کے ساتھ اشهد ان محمد رسول الله کہتا ہے۔

وشق له من اسمه لیجله　　　فذوالعرش محمود و هذا محمد

آپ کے اسم مبارک کا اشتقاق اپنے نام مبارک سے کیا ہے۔ کہ آپ کو معظم کرے۔ چنانچہ صاحب عرش محمود ہے اور یہ

Marfat.com

محمد ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)—— لفظ محمد محمود سے نکلا ہے' یہ ظاہر ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی ''تاریخ صغیر'' میں علی بن زید کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابوطالب یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وشق له من اسمه ليجله فذوالعرش محمود و هذا محمد

یہ امر ہے کہ

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے جاری ہوئی تھی۔

☆ آدم علیہ السلام جنت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے کنیت کیے جاتے تھے یعنی ابو محمد ...... نہ کہ دوسرے نبیوں کے نام سے۔

☆ اسم محمد سے ضرب اور بسط کے ساتھ مرسلون کے عدد تین سو تیرہ نکلتے ہیں۔

☆ شمس نشائی نے بعض اہل علم سے ذکر کیا ہے ہ جس عورت کو وضع حمل کی دشواری ہو' یہ شعر ایک ورق پر لکھ کر اس کے بدن سے باندھ دیں' وضع حمل فوراً حل ہو جائے گا:

المحمود :

اس امر کے مستحق کہ کثرت خصال حمیدہ سے آپ کی تعریف کی جائے۔

المخبر :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شے آپ کو وحی کی جائے' آپ اس کے پہنچانے والے ہیں۔

المختار :

اختیار سے اسم مفعول ہے۔ اس کا معنی اصطفا ہے یعنی برگزیدگی —— جیسا کہ صحاح میں ہے دارمی نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ تورات کی اوّل سطر میں ہے:

محمد رسول الله (صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم) عبدى المختار لافظ ولا ضحاب فى الاسواق

Marfat.com

ولایجزی السئیة بالیسئة ۔

المخصوص بالشرف :

آپ کامل شرف کے ساتھ مخصوص ہیں۔

المخصوص بالعز :

آپ کامل عزت کے ساتھ مخصوص ہیں۔

المخصوص بالمجد :

آپ مجد کامل کے ساتھ مخصوص ہیں۔ آپ وہ ہیں کہ ان تینوں مراتب تک آپ کا غیر نہیں پہنچا —— یہ اس کا منافی نہیں ہے کہ کل انبیاء کو شرف اور عزت اور مجد ہے۔

المخلص :

اللہ تعالیٰ کی عبادت میں آپ وہ صادق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں آپ نے ریا کو ترک کیا ہے قل اللّٰہ اعبد مخلصا لا دینی —— امام قشیری نے کہا ہے کہ حق کا اخلاص، طاعت افراد کے ساتھ بالقصد یا فعل کا تصفیہ مخلوق کے ملاحظہ سے اخلاص اور صدق کے درمیان فرق یہ ہے کہ صدق، نفس کے ملاحظہ سے بچانا اور نگاہ رکھنا۔

مخلص وہ ہے جس کو ریا نہ ہو —— صادق وہ ہے جسے اعجاب نہ ہو یعنی خود کو فضیلت دینا اور خود کو تعجب میں لانا، خود تعجب میں ہونا نہ ہو۔

المدثر :

اس کی اصل متدثر ہے، یہ تدثر سے ہے یعنی کپڑا اوڑھنا —— حرف تا دال میں قلب کے بعد ادغام کر دیا گیا ہے —— صحیحین میں جابر کی حدیث سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں غار حرا میں تھا[1] میں نے حرا میں ایک مہینہ مجاورت کی۔ جب میں نے مجاورت پوری کر لی تو میں اس پر سے نیچے اترا۔

میں نے اپنے فوق دیکھا۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ ندا کرنے والا شخص میری فوق ہے یعنی میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ ہے جو میرے پاس حرا میں آیا تھا، ایک تخت پر ہے زمین اور آسمان کے درمیان ہے —— میں اسے دیکھ کر ڈر گیا میں حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس پلٹ کے حرا سے آیا۔ میں نیلوگوں سے دوبار و شرونی و شرونی کہا —— بخاری میں ہے کہ میں نے زملونی زملونی کہا۔

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یاایھا المدثر کہا —— یہ انس پیدا کرانے اور تلطف سے کہا —— اس

---

[1] یہ وہ پہاڑ ہے جس کے درمیان اور مکہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔

Marfat.com

کا معنی یا ایھا المدثر بثیابہ ہے۔ اس صواب پر ہے جس پر علماء کا اجماع ہے—— نووی نے کہا ہے کہ "اس فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ اٹھو!"

طبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کھانا پکایا—— قریش نے جب کھانا کھا لیا تو ولید نے ان سے پوچھا:

"تم لوگ اس مرد کے حق میں کیا کہتے ہو؟"

☆ بعض قریش نے کہا—— "ساحر ہے!"

☆ بعض نے کہا—— "کاہن ہے!"

☆ بعض نے کہا—— "شاعر ہے!"

☆ بعض نے کہا—— "ایسا سحر ہے کہ اثر کرتا ہے!"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قریش کی اس گفتگو سے غمگین ہوئے اور آپ نے دھاٹہ سے اپنا منہ لپیٹ لیا اور کپڑا اوڑھ لیا—— پھر اللہ تعالیٰ نے یاایھاالمدثر ...... ولربک فاصبر نازل فرمایا۔

اوّل امر میں آپ کو مزمل اور مدثر سے ندا کی گئی ہے...... تبلیغ کے لئے تین سال کے بعد' نہ کہ اوّل امر میں کہ آپ کو وحی کی گئی—— جبکہ انداز اور تبلیغ میں شروع کیا گیا تو آپ کو نبوت اور رسالت سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا یعنی یاایھا النبی اور یا ایھا الرسول ...... تبجیلا اور اجلا لا ایسا فرمایا اور قرآن مجید میں آپ کو آپ کے نام سے ندا نہیں کی—— کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ودعا جمیع الرسل کلاباسمه ودعاك وحدك بالرسول و بالنبی

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو خطاب کے وقت ان کے نام سے پکارا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس وقت اے محمد! کہہ کے پکارا ہے تو آپ کو تعظیم اور اکرام سے یا ایھا الرسول اور یا ایھا النبی کہہ کر پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آپ کی عظمت ہے۔

المدنی:

آپ کا اسم شریف اس لئے ہے کہ آپ کا درا ہجرت مدینہ منورہ ہے اور دارالاقامت بھی—— آپ کی زندگی اور برزخ میں یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ سے اٹھیں گے—— آپ کا مدینہ سے کوچ کرنا اور سفر نہیں ہے—— جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے خطبہ کے دن فرمایا تھا:

المحیا محیا کم والممات مماتکم

یعنی "زندگی اور موت میں میں تمہارا شریک ہوں' تم سے جدا ہونے والا نہیں ہوں"۔

Marfat.com

...ۃ العلم :

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے : انا مدینة العلم و علی بابها —— اس حدیث کو ترمذی اور ... نے روایت کیا ہے اور صحیح حدیث کہا ہے —— اور محدثین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبرانی' ابوشیخ وغیرہ نے ...باس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

...کر :

اس کا معنی ہے تبلیغ کرنے والا اور وعظ کرنے والا —— تذکرہ سے اسم فاعل ہے۔جس کا معنی موعظت اور تبلیغ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فذکر انما انت مذکر ''کہہ دو میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں''۔

اے محمد !(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے بندوں کو:

☆ میری آیات کی تبلیغ کر دیں۔

☆ ان کو میری حجتوں سے وعظ کر دیں۔

☆ اور میری رعنالت ان کو پہنچا دیں۔

اس کے سوا نہیں ہے کہ آپ رسالت کے پہنچانے والے اور ان کو وعظ کرنے والے ہیں نہ کہ میرے بندوں پر مسلط کرنے ...لے——

یہ حکم جہاد کے امر سے پہلے تھا کہ جلال نے کہا ہے۔

...ذکور :

یہ نام سابقہ کتب میں آیا ہے —— یعنی آپ کا ذکر کثرت سے آیا ہے۔

...رتضی :

وہ شخص جس کو سا کے مولی نے دوست رکھا ہوا اور برگزیدہ کیا ہو۔

...رتل :

رتل سے اسم فاعل ہے —— وہ شخص کہ قرآن شریف ٹھہر ٹھہر کر اس طور سے پڑھے کہ اس کے حروف اور حرکات کا اظہار ...... جیسا کہ ارشاد باری ہے :

ورتل القرآن ترتیلا ''کہہ دو میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں''

ترمذی نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک سورۃ پڑھتے ...ور اس کو اتنے ٹھہراؤ سے پڑھتے کہ جو سورۃ اس سے اطول ہوتی وہ اس سے اطول ہو جاتی تھی۔

Marfat.com

المرسل :

اس اسم شریف کو ابن دحیہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے—— یہ اسم مبارک اس ارشاد باری سے ہے:

ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفٰی باللہ شھیدا

''اور ان کافروں نے کہا کہ آپ رسول نہیں' آپ فرما دیں مجھے اللہ کی گواہی کافی ہے''۔

مرسل اور رسول میں یہ فرق ہے کہ مرسل ارسال میں تابع کا اقتضا نہیں کرتا ہے یعنی اس کے بعد کوئی نہیں بھیجا جا تحقیق ایک ہی بار بھیجا جاتا ہے—— رسول بار بار بھیجے جانے کا اقتضا کرتا ہے یعنی ایک رسول کے بعد دوسرا رسول بھیجا جا اس امر کا مقتضی ہوتا ہے۔

المرتجیٰ :

بہ وزن مصطفیٰ جا سے ہے—— بمعنی امید' آدمی آپ سے کشف کروب اور دفع مصائب کے لئے امید رکھتے ہیں قیامت کے دن عظیم سختیاں اور مصائب ہوں گے۔ لوگ ان کے دفع اور فضل قضا کی آپ سے امید کریں گے—— علامہ علیہ الرحمہ اور عبدالباسط علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مرتجیٰ جیم کے کسرہ سے ہے—— اسم فاعل بمعنی مول یعنی امید رکھ اپنی امت کے باری میں اللہ تعالیٰ سے اپنی شفاعت کے لئے امید رکھنے والا——
شیخین نے مرفوع روایت کی ہے:

لکل نبی دعوۃ مستجابۃ وانی اختبات دعوتی شفاعۃ لامتی فھی نائلۃ ان شاء اللہ تعالیٰ من مات لا یشرک باللہ شیئاً

''ہر ایک نبی کی ایک دعا ہے جو قبول کی گئی ہے۔ میں نے اپنی دعا کو چھپا رکھا ہے کہ وہ قیامت کے دن امت کی شفاعت ہے—— جو شخص مر گیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا' اس نے انشاء اللہ تعالیٰ شفاعت کو پالیا ہے''۔

المرحوم :

رحم سے اسم مفعول ہے۔

المرتفع الدرجات :

اس کا معنی ہے بلند درجوں والے

المرء :

وہ مرد جو کامل مردات سے ہو۔ اس کا معنی ہے انسان۔ جوہری نے کہا ہے کل محاسن انسانی کا جامع —— اس کا معنی

Marfat.com

☆ نفس کو آلودگیوں سے محفوظ رکھنا' جو شے لوگوں کے نزدیک عیب لگا دے' اس سے پاک ہونا۔

☆ خلوت میں وہ کام نہ کرو جس کے علانیہ کرنے میں حیا معلوم ہو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مروت کا معنی یہ ہے:

☆ تم طمع نہ کرو کہ ذلیل ہو جاؤ' اور

☆ کسی سے سوال نہ کرو کہ تم اس پر بار ہو جاؤ اور

☆ بخل نہ کرو کہ تمہیں لوگ برا کہیں۔

☆ تم جہالت نہ کرو کہ کوئی تم سے خصومت کرے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مروت دو قسم ہے:

☆ ایک مروت ظاہری ہے جو ریاست ہے۔

☆ دوسری مروت باطنی ہے جو عفاف ہے۔

یہ امر محقق کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہر ایک تعریف کرنے والے نے مروت کا وہ معنی کہا ہے جو اس پر ظاہر ہوا ہے —— ...ب کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ مروت سے ایک خاص مرتبہ میں ہیں —— زہیر بن صرد نے کہا ہے:

امنن علینا رسول اللہ فی کرم　　　　فانک المرء نرجوہ و ندخر

...زکی:

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس اسم شریف کو اس ارشاد باری سے لیا ہے:

ویزکیھم یعنی "لوگوں کو شرک اور بتوں سے پاک کرتے ہیں"۔

...مزمل:

آپ کا اسم شریف المزمل بمعنی متزمل ہے —— تا قلب کرنے کے بعد زا میں ادغام کر دی گئی ہے —— تزمل سے ہے۔ ...پ کا نام مبارک مزمل اس لئے رکھا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے خوف ...رتے تھے۔ اوائل وحی میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے تو ان کے خوف سے آپ چادر لپیٹ لیتے تھے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کا نام مبارک مزمل اس لئے رکھا گیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس جب آئے تھے تو آپ ایک قطیفہ (پلودار چادر) میں تھے —— سدی نے کہا ہے کہ ارشاد باری: یا ایھا المزمل کا معنی یہ ہے اے سونے والے!" —— جبرئیل علیہ السلام کے آنے کے وقت آپ شب خوابی کے لباس میں تھے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے —— ...مزید معنی یہ ہیں:

Marfat.com

☆ تنزیل بالقرآن —— حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆ تنزیل بالنبوۃ —— حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆ مزمل' زمل سے ہے' —— یعنی ایک شے کو اٹھانا۔

☆ اسی سے ہے زاملہ (زاملہ اونٹ کو کہتے ہیں) کہ اونٹ مسافر کا سامان اٹھاتا ہے۔

زاملہ میں تا مبالغہ کے لئے ہے جیسا کہ مصباح میں ہے۔ آپ کی شان میں یہ معنی ہے کہ نبوت کے بار کو اٹھانے وا ...... حضرت ابن عباس اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر میں جو مذکور ہوا ہے ان پر تزمل مجاز ہوگا۔

سہیلی نے کہا ہے کہ مزمل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء سے کوئی اسم نہیں ہے کہ جس کے سا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معروف ہوں —— آپ کا اسم مزمل اس حالت سے مشتق ہے کہ خطاب الٰہی اس لب کی حالت میں تھا۔

عرب لوگوں کی عادت ہے کہ جس وقت مخاطب سے ملاطفت کا قصد کرتے ہیں اور ترک معاتبت تو اس مخاطب کو حالت پر وہ ہوتا ہے' ندا کرتے ہیں —— جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس وقت ارشاد ہے جبکہ آپ حضرت فا زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تشریف لائے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نہیں پایا۔ آپ نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

''تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟''

حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''میرے اور ان کے درمیان کچھ بات تھی۔ انہوں نے مجھ پر غضب کیا۔ پھر مکان سے باہر چلے گئے۔ میرے پاس قیلولہ نہیں کیا''۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے فرمایا:

''تم دیکھو حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کہاں ہیں؟''

اس شخص نے دیکھ کر کہا۔

''مسجد میں سو رہے ہیں''۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایسے حال میں فرمایا ان کا پہلو مٹی سے ملصق تھا —— دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی پیٹھ مٹی کی طرف تھی۔ یعنی مٹی چت سو رہے تھے' اس لئے پشت مٹی کی جانب تھی —— حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ گویا یہ حالت تھی کہ حضرت علی کر اللہ وجہہ الکریم اوّل ایسی جگہ میں سوئے تھے جس میں مٹی نہیں تھی۔ پھر کروٹ بدلی تو ان کی پیٹھ مٹی پر ہوگئی ہو —— یا ان کی

Marfat.com

پر ہوا سے اڑ کر مٹی پڑ گئی ہو --- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کرم اللہ وجہہ الکریم سے مٹی پونچھ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے: **قم یا ابا تراب**

دوسری روایت میں یہ ہے: **اجلس یا اباتراب**۔

آپ نے دوبار یہ فرمایا --- یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں ہے۔ اس کی روایت سہل ابن سعد سے ہے --- سہل نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس نام سے زیادہ دوست کوئی نام نہ تھا --- ان کے ساتھ اس خطاب میں اس طور پر آگاہی ہے کہ اس خطاب سے ان کے ساتھ ملاطفت ہے' اس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان غضب اور غصہ تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد **یا ایھاالمزمل** جو ہے اس میں آپ کو انس دلانا اور آپ کے ساتھ ملاطفت ہے۔

المسبح:

تسبیح سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی حق کو اوصاف خلائق سے منزہ کرنا --- تسبیح' تقدیس اور تنزیہ کے درمیان فرق اس طور پر ہے کہ:

☆ تقدیس کا معنی رب کو اس وصف سے بعید کرنا جس کے ساتھ ربوبیت لائق نہ ہو اور۔

☆ تنزیہ کا معنی رب کو اوصاف بشری سے بعید کرنا اور

☆ تسبیح کا معنی رب کو جمیع خلائق کے اوصاف سے بعید کرنا۔

المستغفر:

بغیر گناہ کے استغفار رکھنے والے۔ یہ بقیہ اسم ہے جیسا کہ شامی میں ہے۔ ارشاد باری ہے:

فسبح باسم ربك واستغفره --- استغفار گناہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے اظہار عبودیت اور اس نعمت کے شکر کے لئے ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی کیا ہے۔

ابن سنی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ایک مجلس میں سو بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گنتی کرتے تھے۔ اس سے پہلے کہ آپ کوئی بات کہیں' آپ یہ فرماتے تھے:

رب اغفرلی و تب علی انك انت التواب الرحیم

''اے رب! میری مغفرت کر اور توبہ قبول فرما' بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ومہربان ہے''۔

المستغنی:

اس کا معنی غنی کے بیان میں آچکا ہے

Marfat.com

المستقیم :

استقامت سے اسم فاعل ہے ارشاد کریم ہے: **فاستقم کما امرت**

اس استقامت کی مثل جس کے ساتھ آپ کو امر کیا گیا ہے کہ:

''جادہ حق پر رہو ــــ جادہ حق سے عدول کرنے والے نہ ہو ــــ یعنی ہمیشہ اس پر قائم رہو۔

امام قشیری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ استقامت ایک درجہ ہے جس سے امور کا کمال اور اتمام ہوتا ہے اور اس پر پہنچنے سے حصول خیرات اور نظام خیرات ہوتا ہے۔

استقامت کے اوّل مدارج سے تقویم نفس ہے جسے تادیب نفس کہتے ہیں ــــ پھر استقامت کا درجہ تقریب الاسرار ہے ...... استقامت معہودات سے خروج' رسوم و عادات کی مفارقت اور حق کے روبرو قدم صدق سے قیام۔

المسری به :

اسریٰ سے اسم مفعول ہے آپ کا اختصاص اسریٰ سے ہے۔

المسعود :

اسعدہ اللہ سے اسم مفعول ہے ــــ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غنی کرے اور اس کا تعب دفع کرے ــــ ابن دحیہ نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے کہ یہ بمعنی فاعل ہو جیسے محبوب بمعنی محب ہے اور سعد سے ہو جیسے علم ہے ــــ اور اس سے سعادت کا ارادہ کیا جائے۔

کہا جاتا ہے ''سعید و مسعود'' ــــ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کو یمن اور برکت حاصل ہوئی ہے۔

الملم :

اس کا معنی الفوض الی اللہ بلا اعتراض اور **المتوکل علیه فی جمیع الاغراض** ہے۔

المسلم :

بہ تشدید لام مفتوح ــــ یعنی قتل اور اچانک مارے جانے سے آپ کو سلامتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

واللہ یعصمك من الناس ''اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے آپ کی حفاظت کرے گا''۔

المشاور :

مشاورت سے اسم فاعل ہے ــــ اس کا معنی آراؤں (تجویزات) کا استخراج' اس لئے کہ صاحبان آرا کے نزدیک دیکھا جائے اور معلوم کیا جائے کیا امر ہے ــــ ارشاد باری ہے:

Marfat.com

و شاورھم فی الامر ۔ ''معاملات میں ان سے مشورہ کرو''۔

ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

ماراٰیت احدا اکثر مشورۃ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کسی کو مشورہ کرتا نہیں دیکھا''۔

المشفع :

وہ شخص جو شفاعت کرے اور اس کی شفاعت قبول کی جائے۔ اس میں فا قاف بھی روایت کیا گیا ہے ——سریانی میں بمعنی الحمد ہے۔

المشفوع :

اسے ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے۔ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مجھ کو اس کا معنی ظاہر نہیں ہوا —— یہ صحیح نہیں ہے کہ یہ لفظ شفاعت سے ہو۔ اس لئے کہ اسم مفعول شفاعت سے مشفع ہے اور شفع سے ہے کہ یہ دونوں مصدر ہیں۔

المشهود :

اسم مفعول —— وہ شخص جس کے اوامر ونواہی گواہی دیں اور حاضر ہوں۔ ارشاد باری ہے: و شاھد و مشھود —— قرطبی نے لکھا ہے کہ شاید انبیاء ہیں اور مشہود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اس کا ذکر واذا اخذ اللہ میثاق النبین ...... وانامعکم من الشھدین تک ہے۔

یعنی ''جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے وعدہ لیا ہے تاکہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں''۔

مشفح :

آپ کا اسم شریف مشفح بہ وزن محمد اور معنی محمد میں' اس لئے کہ شفح کا معنی لغت میں الحمد ہے- اسے ابن دحیہ نے ضبط کیا ہے...... اور قاف کے ساتھ بدل فا روایت کیا گیا ہے۔ اسے شمنی اور دلجی نے ضبط کیا ہے-

کتاب شعیا علیہ السلام میں اس نام سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت ہے۔ جیسا کہ ابن ظفر نے بشر میں نقل کیا ہے کہ:

☆ آپ اندھوں کی آنکھوں کو بینا کر دیں گے۔

☆ بہروں کے کانوں کو شنوا بنا دیں گے۔

☆ جن قلوب پر غفلت کے پردے پڑ گئے ہیں اور مردہ ہیں' ان کو ہدایت سے زندہ کر دیں گے۔

☆ اور جو شے میں محمد کو دوں گا' اس کی مثل کسی کو نہ دوں گا۔

Marfat.com

مشفح اللہ تعالیٰ کی حمد جدید حمد سے کرنے والا —— سریانی میں لفظ حمد کے معنی میں ہے۔

المشیر :

اشار علیہ سے اسم فاعل ہے' جس وقت اس کے لئے نصیحت کی جائے اور صواب بیان کیا جائے۔ آپ کا اسم شریف اس لئے ہے کہ آپ اپنی نصیحت میں مخلص ناصح ہیں۔

المصباح :

بمعنی چراغ اور کواکب کے اعلام سے ایک علم ہے۔ آپ کا یہ اسم شریف اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ کی ذات مبارک سے آفاق منور ہو گیا ہے۔

المصارع :

وہ شخص جو اپنی قوت سے لوگوں کو پچھاڑے یا اس لفظ کی اصل سین سے ہے۔ صاد سے بدل دی گئی ہے —— اس کا معنی وہ شے جو کسی کے سامنے آنے والی ہو وہ اس کی طرف مبادرت کرنے والا ہو —— لیکن اوّل لفظ جو صاد سے ہے' اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے' جسے بیہقی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابو الاسید کلدہ عجمی سے کشتی لڑی' آپ نے اسے پچھاڑ ڈالا' ابو الاسید کی قوت اس حد کو پہنچی تھی کہ وہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا اور دس آدمی اس کے قدموں کے نیچے سے اسے کھینچتے اس کے قدموں کے نیچے کا چمڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا اور اسے جنبش نہیں ہوتی تھی —— اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کشتی کے لئے بلایا اور کہا کہ آپ مجھے پچھاڑ ڈالیں گے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پچھاڑ ڈالا۔ مگر وہ ایمان نہیں لایا۔

المصافح :

مصافحہ سے اسم فاعل ہے —— اس کا معنی ہاتھ سے پکڑنا ہے۔ امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے۔ اس پر جملہ علماء کا اتفاق ہے۔ مصافحہ کے وقت چہرہ کی بشاشت اور جس سے مصافحہ کیا جائے اس کی مغفرت کے لئے دعا مستحب ہے۔

مصحح الحسنات :

حسنات کی صحت کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان ہو۔

المصطفیٰ :

آپ کے اشہر اسماء سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی تمام مخلوق پر برگزیدہ کیا ہے۔

Marfat.com

المصلح :

اصلاح سے اسم فاعل ہے — اصلاح فساد کا زائل کرنا اور ارشاد کا راستہ ظاہر کرنا ہے — آپ دین کے مصلح ہیں کہ شرک کو زائل کرتے ہیں اور خلق کی اصلاح ہدایت سے کرتے ہیں۔

المصلی علیہ :

مصلی بہ فتح لام یعنی آپ پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

المطاع :

وہ اتباع کیا گیا شخص' جس کا اعتقاد لوگ کریں — اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور مطاع ثم امین

میں مطاع نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

المطہر :

اس اسم شریف کو ابن دحیہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے — امام سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ لفظ ھا کے کسرہ سے اسم فاعل ہو۔ اس لئے کہ آپ نے اپنے غیر کو شرک سے پاک کیا ہے — اور یہ فتح ھا اسم مفعول ہے۔ آپ ذات سے طاہر' معنی میں طاہر' اور باطن میں طاہر ہیں۔

اس کا معنی گناہوں سے پاک جیسا کہ ارشاد باری ہے:

لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ماتاخر

مطہر کا یہ معنی بھی ہے کہ آپ کے سبب دوسرے لوگ گناہوں سے پاک و طاہر ہو گئے۔ آپ کے اتباع کے سبب لوگ گناہوں سے دور رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: **یزکیھم**

''یعنی آپ مومنوں کو گناہوں سے پاک کرتے ہیں'' ارشاد باری ہے:

یخرجھم من الظلمات الی النور

ظلمات سے مراد کفر اور گناہ ہیں — نور ایمان' تقویٰ اور طاعت آپ کے ارشاد سے انہیں حاصل ہوتا ہے۔ اور آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان امور کی توفیق دیتا ہے۔

المظہر :

بہ کسر ھا آپ شرائع اور احکام اور دین اسلام اور آیات بینات ظاہر کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

المطلع :

غیب کی خبروں سے آپ خبر رکھنے والے ہیں اور آپ کو ان کا علم ہے۔

المطیع :

اپنے رب کے فرماں بردار — طوع سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی ہے انقیاد — اس کے ساتھ ابن ماجہ کی وہ حدیث جس کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے' وارد ہوئی ہے۔

کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یقول رب اجعلنی شکارالك ذکارالك رھا بالك مطوعا لك مخبتا الیك اواھاً منیًا

''حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے: اے رب! تو مجھے اپنا شکر کرنے والا' ڈرانے والا' فرمانبردار' عاجزی کرنے والا' رونے والا' احسان ماننے والا کر دے''۔

المظفر :

جس نے آپ کے ساتھ عداوت کی آپ اس پر منصور ہوئے۔

المعزر :

ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے اسم شریف کو فرمان الٰہی و یعزروہ و یوقروہ سے اور اس ارشاد فالذین امنوا بہ عزروہ و نصروہ سے ذکر کیا ہے — اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعزیر یعنی آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرنے یا آپ کی اعانت کرنے کو واجب کیا ہے اور مخلوق پر آپ کی توقیر واجب کی ہے — دونوں زا سے بھی پڑھا گیا ہے یعنی بجائے رائے ہمازا واقع ہوا ہے۔

المعصوم :

ارشاد باری ہے: **واللہ یعصمك من الناس** ۔ ''اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے''۔

المعطی :

بخشش کرنے والے' متفضل عطا سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی ہے دینا...... ارشاد نبوی ہے: **انما انا قاسم واللہ معطی** میں عطا کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے'' — یہ اسمائے الٰہی سے ایک اسم ہے۔

المعقب :

بہ فتح عین و بہ کسر قاف مشدد — بمعنی عاقب۔ آپ انبیاء کرام کے عقب میں آئے ہیں یہ سیوطی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔ سیوطی کے غیر نے لکھا ہے کہ یہ اسم شریف عقب سے ہے — جس وقت کوئی شخص اپنے بعد کسی کو چھوڑے' آپ کے عقب میں حضرت فاطمہ رضی الہ تعالیٰ عنہا باقی رہیں۔ ان سے اولاد ہے جو قیامت تک رہے گی۔

Marfat.com

المعلم :

بہ کسر لام مشدد —— خیر کے لئے ارشاد کرنے والے' خیر پر رہبری کرنے والے —— حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ

معلم صدق ان یطیعوہ یھتدوا

''آپ خیر کی ہدایت کرنے والے ہیں۔ اگر لوگ آپ کی اطاعت کریں گے تو ہدایت پائیں گے''۔

یہ تعلیم سے اسم مفعول کا صیغہ ہے یا اسم فاعل کا صیغہ ہے —— ارشاد باری ہے :

وعلمك مالم تكن تعلم

''آپ کو ہر وہ علم سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے (علم غیب ہو یا علم ظاہر)''

المعلن :

اپنی دعوت ظاہر کرنے والے۔ آپ پر درود بھیجنے کی صفت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث میں یہ ہے :

المعلن الحق بالحق ''حق بات کا حق کے ساتھ اعلان کرنے والے''۔

المعلیٰ :

وہ شخص جو اپنے غیر پر بلندی دیا گیا ہو —— تعلیہ سے اسم فاعل ہے —— اس کا معنی ہے رفعت' بلندی۔

المفضال :

افضال سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی بہت جود اور کرم کرنے والے۔

المفضل :

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ مفضل بہ وزن مکرم ہو۔ یہ اس معنی میں ہے جو اس سے پہلے اسم میں بیان کئے گئے ہیں یعنی اسم مفضال میں —— یہ احتمال ہے کہ بہ وزن مقدس ہو۔ یعنی جمیع عالم پر تفضیل دیا گیا۔

علامہ سیوطی کے غیر نے کہا ہے کہ اس کا معنی مشرف علی غیرہ تفضیل سے اسم مفعول ہے —— اس کا معنی تشریف اور تکریم ہے —— آپ کا یہ اسم شریف اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمیع خلائق پر آپ کو تفضیل دی ہے اور مراتب کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا ہے۔

معلم امۃ :

آپ نے امت کو وہ علوم تعلیم کئے جن کا انہیں علم نہ تھا —— اس کا معنی امت کو خیر کے ساتھ ارشاد فرمانے والے' خیر پر امت کے رہبر اوّل —— ارشاد باری ہے:

Marfat.com

و علمك مالم تكن تعلم

اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو اس امر کی رشد و ہدایت کی جس کو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ کو اس کا علم نہیں تھا اور نہ آپ کو سابق معرفت ان امور کی تھی کہ وہ

☆ حوادث امور اور دلوں کے ضمائر میں اور غیبوں کے اسرار ہیں۔

☆ دین کا امر ہے' احکام اور شرائع اسلام ہیں۔

دونوں اسموں یا ایک آخر کے اسم پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد و یعلمکم الکتاب والحکمة میں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور حکمت سے مراد قرآن مجید کے احکام۔ و یعلمکم مالم تکونوا تعلمون سے استدلال کیا ہے۔

اس آیت شریف میں تعلیم سے مراد مواعظ اور ان کے اخبار مراد ہیں' جو گزر گئے ہیں۔ احوال قیامت اور قیامت کے مقدمات اور ان کے سوا وہ چیزیں کہ ان کی معرفت سوا غیر متلو وحی کے نہیں ہو سکتی۔ اس سبب سے کہ تعلیم کتاب اور حکمت اور دوسرے امور میں تغائر تھا اس لئے فعل کا اعادہ کیا گیا ہے یعنی فعل تعلیم کا اعادہ کیا گیا ہے۔

المفتاح :

وہ شخص جس سے بند دروازے یا دشواریاں کھل جائیں —— مفتاح بمعنی کھولنے والی' کنجی

مفتاح الجنة :

آپ وہ پہلے شخص ہیں جس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

المقتصد :

بہ کسر صاد اس کا معنی مستقیم ہے —— اقتصاد سے اسم فاعل ہے —— اس کا معنی راستہ کی استقامت یا اس کا معنی عدل ہے۔

المقفى :

المقفی : حدیث پاک میں ابن عدی کے نزدیک ہے۔ وانا المقسفی —— عام نبیوں کے پیچھے میں آیا ہوں —— اس لئے قفا النبین کہا گیا ہے۔ یعنی آپ ان کے پیچھے آئے' ان کے احوال اور ان کے شرائع سے آپ واقف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو شے احسن تھی وہ آپ کے لیے چن لی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں میں آپ اور آپ کی امت کے لئے عبرت تھی اور بہت سے فائدے تھے —— یا یہ مراد ہے کہ آپ انبیاء سے آخر اور ان کے خاتم ہیں۔

آپ کا اسم شریف المقفی بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ عاقب ہے۔ رسولوں میں سے جو آپ سے آگے گزرے ہیں۔ آپ ان کے آثار قدیم پر آئے ہیں —— مقفی وہ لفظ ہے جو قفو سے نکلا ہے —— عرب لوگ کہتے ہیں قفاہ یقفوہ جس وقت

Marfat.com

ایک سے دوسرا آخر آتا ہے ---- اور

☆ اسی لفظ سے قافیۃ الراس ہے ---- سر کے موخر کو کہتے ہیں۔

☆ اسی لفظ سے قافیۃ البیت ہے ---- جو موخر شعر کو کہتے ہیں۔

☆ ہر ایک شے کے موخر کو قافیہ کہتے ہیں۔

چنانچہ مقفی وہ شخص ہے جو اپنے جانب سے رسولوں سے پیچھے رہا ہو ---- آپ رسولوں کے خاتم ہیں اور ان کے آخر آئے ہیں۔

ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ مقفی کا معنی متبع ہے۔ یعنی آپ انبیاء کرام کے متبع ہیں۔ اس میں آپ کی فضیلت ہے کہ آپ نے انبیاء کرام کے احوال اور شرائع پر اطلاع پائی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہر ایک شے جو احسن تھی وہ اختیار کی اور انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں میں؛ جو اللہ تعالیٰ نے آپ سے بیان کئے ہیں۔ آپ اور آپ کی امت کے لئے عبرت ہے اور فائدے ہیں۔

المقدس :

بہ فتح دال مہملہ ---- اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ نام سابقہ کتب میں رکھا ہے۔ اس کا معنی گناہوں سے پاک' عیبوں سے بری' برے اخلاق سے پاک اور اوصاف ذمیمہ سے مطہر و پاک ---- اس لئے کہ اخلاق ذمیمہ اور اوصاف حقیرہ آپ کی جناب کے لائق نہیں ہیں ----

لفظ مقدس ' تقدیس سے ہے مطہر کے معنی میں ---- کہا گیا ہے کہ مقدس کا معنی متفضل ہے۔ اپنے غیر پر فضیلت دیئے گئے ---- آپ کی تقدیس یہ ہے کہ آپ پر درود بھیجا جاتا ہے۔

المقری :

وہ شخص جو اپنے غیر کو قرآن مجید پڑھا دے ---- صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن مجید پڑھاؤں یعنی قرآن کی تعلیم دوں'' جیسے شیخ طالب کے سامنے اس کی تعلیم کے لئے پڑھتا ہے تاکہ اسے فائدہ پہنچا دے' نہ اس لئے کہ طالب سے فائدہ حاصل کرے ---- اس حدیث میں ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ہے۔

المقسط :

اقسط سے اسم فاعل ہے جس وقت کوئی عدل کرتا ہے تو یہ کہتے ہیں یہ اسم اسمائے الٰہیہ سے ہے ---- اس کا معنی ہے اپنے حکم میں عادل اور ظالم سے مظلوم کا انصاف کرنے والا۔

Marfat.com

المقسم :

اقسم سے اسم فاعل ہے اس کا معنی ہے حلف کرنا۔ آپ قسم نہیں کھاتے تھے مگر اس شے میں کہ آپ کا رب آپ سے خوشنود ہوتا۔ آپ قسم میں نہیں ہوتے تھے مگر —— آپ کا یہ نام بار بار اس آگاہی کے لئے رکھا گیا کہ اس وصف کے آپ ہی سزاوار ہیں نہ کہ آپ کا غیر۔

المقصوص علیه :

ارشاد باری ہے: نحن نقص علیك احسن القصص

''ہم آپ کے سامنے زیادہ اچھا قصوں کا قصہ بیان کرتے ہیں''۔

المقضی :

امام احمد کے نزدیک حضرت حذیفہ اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مرفوعاً وارد ہوا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں —— کہا گیا ہے کہ مقتفی ہے۔ قاف کے بعد تاء فوقانی ہے۔

مقیل العثرات :

جس کسی سے لغزشیں سرزد ہوتیں آپ اسے بخش دیتے اور اپنے نفس مبارک کے لئے اس سے انتقام نہیں لیتے تھے —— آپ غضب میں نہیں فرماتے مگر اس وقت کہ حرمات الٰہی کی ہتک ہوتی —— لغزش کو عثرات کہتے ہیں اس لئے کہ عثرات گناہ میں گرنا ہے۔ احمد اور داؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے:

اقیلوا ذوی الھئیات عثراتھم الا فی الحدود

اس حدیث کو شافعی اور ابن حبان نے اس لفظ سے روایت کیا ہے:

اقیلوا ذوی الھینات زلاتھم

امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہ اہل علم سے نقل کرتے ہیں' وہ لوگ مراد ہیں کہ شر کو نہیں جانتے' کوئی ذلت کسی کو پھسلا دیتی ہے —— ماوردی نے کہا ہے کہ ان لوگوں کے عثرات میں دو وجہیں ہیں:

☆ ایک وجہ یہ ہے کہ ان سے صغیرہ گناہ صادر ہوں۔

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان میں کوئی مطیع پہلی بار پھسل گیا ہو۔

اس لئے ان کو عفو کرنا چاہئے مگر حدود الٰہی میں نہ انہیں چھوڑنا چاہئے ان پر حدود جاری کی جائیں۔

مقیم السنة بعد الفترة :

اس لفظ اور معنی سے زبور میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ہرگز قبض نہ کرے گا' یہاں تک کہ آپ کے سبب ملت کج کو

Marfat.com

سیدھا کر دے گا۔ اس طور پر کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں گے جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے ——
کتاب ''شفا شریف'' قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں وہ شے ہے جس کی تصریح کی ہے اور انبیاء کرام علیھم السلام کی کتابوں میں واقع ہوا ہے..... حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا:
''اے اللہ! لوگوں کے لئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کہ وہ سنت کو سیدھا کریں گے''۔
یعنی طریق شریعت اور دین کی اقامت کریں گے۔ فترت کے بعد[1] سنت کی اقامت اسلام کا اظہار کرنا۔

المکرم :

اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کل خلق سے مکرم ہیں۔

المتکفی باللہ :

آپ وہ شخص ہیں کہ آپ نے اپنے امور اللہ تعالیٰ کو سونپ دیئے ہیں اور اس پر توکل کر لیا ہے۔

المکفی :

آپ وہ ذات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مہمات کی کفایت کی ہے یعنی آپ کو دکھ' تکلیف سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ان مہمات کے دفع میں آپ کو اپنی نصرت دی ہے۔ اور آپ کے امر کے ساتھ قیام کیا ہے —— اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قتال کی کفایت کی ہے' مومنوں کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔

المکین :

آپ کا اسم شریف مکین بہ وزن فعیل مکانت سے ہے۔ ایک جماعت نے اس اسم شریف کو اس ارشاد باری سے لیا ہے:

ذی قوۃ عند ذی العرش مکین

یہاں مکین سے مراد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کے اس نام سے تسمیہ کی وجہ اس لئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ مکین ہیں کہ آپ کا عظیم مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علو رکھتا ہے۔ آپ کے اس مرتبہ سے یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ آپ کے ذکر کو جمع کیا ہے —— چنانچہ آپ کے نام مبارک کے سوا کسی کے نام سے اذان نہیں دی گئی اور نہ اپنے نام کے ساتھ کسی کا نام قرین کیا مگر خاص آپ کے نام کو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ورفعنالك' ذكرك

یعنی ''میں ذکر نہیں کیا جاتا ہوں مگر میرے ساتھ اے محمد! آپ کا ذکر کیا جاتا ہے''۔
جیسا کہ مفسراً جبرئیل علیہ السلام سے وارد ہوا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر دی ہے۔ چنانچہ آپ کے لئے

---

[1] فترت وہ زمانہ جس میں وحی اور رسولوں کا سلسلہ منقطع رہا۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور تک کا زمانہ

Marfat.com

سابق میں ساق عرش پر اعلان کر دیا ہے کہ آپ کا اسم شریف ساق عرش پر لکھا اور حوروں کے سینوں اور دوسری چیزوں پر آپ کا نام مبارک لکھا ہے—— آپ سے لاحق میں ایمان کے مینار پر آگاہی دی ہے کہ آپ کے اسم پاک کے ذکر کے لئے اللہ تعالیٰ نے موذنوں کو ہر اذان میں حکم دیا ہے—— لاحق سے مراد آخرت ہے۔ آخرت میں آپ ادائے حمد اور شفاعت اور مقام محمود کے ساتھ مخصوص ہیں—— آپ کا یہ وصف اس قسم سے ہے کہ اس کے ساتھ آپ کے غیر کو آخرت میں اجازت نہیں دی ہے۔

المکی الملاحمی :

ملاحم کی طرف نسبت ہے—— ملحمہ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے قتال—— آپ تلوار اور جہاد کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔

ملقی القرآن :

اپنی امت کو قرآن پہنچانے والے۔ یا متلقی بین' بمعنی متصدی یعنی جس وقت قرآن شریف نازل ہوا۔ آپ اسے سننے کو پیش آنے والے ہیں—— ارشاد باری ہے:

وانك متلقی القرآن من لدن حکیم علیم

قرآن کریم کی ذکر کے ساتھ تخصیص اس لئے ہے کہ معجزہ عظمیٰ ہے—— القا میں آپ کے غیر کی مشارکت آپ کے منافی نہیں ہے۔

الممنوح :

آپ کو عطا کی گئی ہے۔ ارشاد باری ہے :

ولسوف یعطیك ربك فترضٰی

قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ وعدہ اس شے کو شامل ہے جو شے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال نفس اور ظہور امر اور اعلاء دین کی عطا کی ہے—— اور آپ کے لئے جو شے ذخیرہ کی ہے' اس قسم سے ہے کہ اس کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے یہ وعدہ اس کو شامل ہے۔

المنادی :

اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کی طرف آپ بلانے والے ہیں—— ابن جریج نے اس ارشاد باری :

ربنا اننا سمعنا منا دیا ''اے ہمارے رب! بے شک ہم نے سنا منادی (پیغمبر) کی ندا کو''۔

کہا ہے کہ منادی کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں—— ابن ابی حاتم نے اسے روایت کیا ہے۔ یہ معنی بہ کسر دال منادی ہے—— اور بہ فتح دال منادی اس کا یہ معنی ہے کہ شب اسراء میں آپ جبرئیل علیہ السلام کی زبان سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے گئے تھے۔ آپ کے یہ دو اسم ہیں جیسا کہ شامی میں ہے۔

المنتصر :

اپنے رب کی طرف سے اپنے دشمنوں پر نصرت دیئے گئے۔

المنتظر :

انتظار سے ہے۔ یعنی جمیع امتوں کو آپ کا انتظار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء اور ان کی امتوں سے عہد لیا تھا کہ جو کوئی آپ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی نصرت کرے — چنانچہ ہر ایک نبی اپنی امت کے ساتھ آپ کے زمانہ کا انتظار کرتا تھا۔

المنجی :

جس نے آپ کا اتباع کیا اس نے آتش دوزخ سے نجات پائی۔ آپ نے اسے دوزخ سے بچا لیا۔

المنذر :

انذار سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی ہے خوف دلانے کے ساتھ ابلاغ — ارشاد ربانی ہے :

انما انت منذر

اور خاص حصر ہے۔ یعنی آپ کفار کی ہدایت پر قادر نہیں ہیں — عام حصر نہیں ہے۔ اس لئے کہ آپ کے اور بہت سے اوصاف ہیں۔ جیسے کہ بشارت ہے۔

آپ کے اسم شریف منذر کا معنی ہے خوف دلانے کے ساتھ تبلیغ کرنے والے۔ ارشاد باری ہے :

انا ارسلنك شاهدا

آپ ان لوگوں پر شاہد ہیں جن کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں۔ و بشیرا و نذیرا اور لوگوں کو بشارت دینے والے ہیں اور ڈرسنانے والے — جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتے ہیں ان کو آپ ثواب کی بشارت دینے والے ہیں — جنت اور جنت کی نعمتوں کی بشارت دینے والے۔

المنزل علیه :

اس کا معنی ہے کہ آپ پر قرآن شریف اور وحی نازل ہوئی ہے۔

المنحمنا :

بہ ضم میم و سکون نون و فتح حائے مہملہ و کسر میم ثانی و تشدید نون مفتوحہ مکسورہ سے ہے — دونوں میموں کے فتح سے بھی ہے — سریانی زبان میں محمد ہے۔ اس کا معنی روح القدس ہے۔

Marfat.com

یہ اسم شریف انجیل میں ہے۔ جیسا کہ ابن اسحٰق نے کہا ہے۔ شمنی اور ابن دحیہ نے دونوں میموں کے فتح سے ضبط کیا ہے۔

المنصف :

بمعنی عادل —— آپ انصاف میں لوگوں سے شدید تر ہیں۔

المنصور :

نصرت سے اسم مفعول ہے اس کا معنی ہے موئید یعنی تائید دیے گئے۔

المنیب :

طاعت پر متوجہ ہونے والے۔

المنیر :

انار سے ہے اس کا معنی روشن ہوا۔ یعنی آپ جو شے لائے ہیں۔ اس سے مومنوں کے دلوں کو روشن کرنے والے ہیں۔

المہاجر :

آپ نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی۔

المہتدیٰ :

ہدایت یافتہ

المہدی :

اہدیٰ سے اسم فاعل ہے۔ بمعنی ہدیٰ مرشد اور خیر کے راستہ کی طرف سے رہبر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ویھدیك صراطا مستقیما

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے:

جزعا علی المھدی اصبح ثاویا یاخیر من وطی الثری لا تبعد

یا بہ فتح دال اسم مفعول اھدی الشی سے ہے۔ یعنی ہدیہ کئے گئے آپ کے یہ دو اسماء شریفہ ہیں جیسا کہ شامی میں ہے۔

المہداۃ :

بہ ضم میم و فتح دال —— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :

انما انا رحمۃ مھداۃ —— اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے —— یعنی" میں وہ رحمت ہوں جو مخلوق کو ہدیہ کی گئی ہے۔

Marfat.com

المہیمن :

یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔ اس کے مختلف معانی ملتے ہیں:

☆ شاہد، حافظ، مومن، امین، رقیب، شہید، متعالی، شریف، مصدق، والی

☆ خلق پر قائم۔

اس اخیر معنی کے سوا اور معانی بھی آپ پر صادق ہیں۔ آپ مہیمن ہیں —— اور آپ پر یہ بھی صحیح ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر قائم ہیں —— ارشاد باری ہے:

وانزلنا الیك الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیه من الکتاب و مهیمنا علیه

یعنی "اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو حق ہے، اور پہلی کتاب کی مصدق اور محافظ ہے"۔

ابن الجوزی نے قرآن پاک کی تفسیر "زاد المسیر" میں کہا ہے کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے و مهیمنا علیه کے معنی میں روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن شریف پر موتمن ہیں —— ارشاد باری ہے:

وجعلنٰك یا محمد ' مهیمنا علیه

آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے دوران اپنے شعر میں آپ کا اسم شریف میہمن بیان کیا ہے۔

حتّیٰ احتوی بیتك المیهمن من خندف علیاء تحتها النطق

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے: ثم اعتدی بیتك المهیمن

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ نے یہاں یا ایها المهیمن کا ارادہ کیا ہے۔ اگر یہ ارادہ ہوتا تو المهیمن اسم نہ ہوتا —— یہ قتیبی کا قول ہے —— امام ابوالقاسم قشیری نے کہا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لفظ بیت سے آپ کے شرف کا ارادہ کیا ہے —— اور مہیمن آپ کی صفت ہے۔ یعنی آپ کا وہ شرف جو آپ کے فضل پر شاہد ہے۔ اعلیٰ مرتبہ پر حاوی ہے۔

الموتمن :

بہ فتح میم ثانی —— وہ شخص جس کی امانت پر بھروسہ کیا جائے، اور اس کی دیانت میں رغبت کی جائے۔ آپ حافظ وحی ہیں اور وحی پر آپ کا اعتماد کیا گیا ہے —— یا اس امت پر آپ کا اعتماد کیا گیا ہے۔ یعنی آپ اس امت پر شاہد ہیں۔

المولی جوامع الکلم :

الموقر :

صاحب حلم اور متانت۔ مجلس میں آپ کا ایسا وقار تھا کہ آپ کے اطراف سے کوئی شے نہیں نکل سکتی تھی۔

Marfat.com

الموحی الیہ :

اس کتاب کی جلد اوّل میں متعدد صفات پر اس کا معنی بیان ہو چکا ہے۔

الموصل :

اس کا معنی ہے مرحوم' رحمت کیا گیا —— یہ اسم شریف تورات میں ہے۔

المولی :

اس کا معنی سید منعم' ناصر' محب ہے۔ یہ اسم اسماء الحسنٰی سے ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔:

وهوا الولی الحمید ...... الله ولی الذين امنو ...... ذلك بان الله مولی الذين امنوا .

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو مومنوں کی نصرت ان کے دشمنوں پر کرتا ہے—— ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما وليكم الله و رسوله والذين امنو،

یعنی ''تم لوگوں کو نصرت دینے ولاا ہے'' —— اللہ تعالیٰ نے لفظ اولیاء کم نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ ان کی نصرت ایک ہی ہے یا اس لئے فرمایا ہے کہ ناصر اللہ کریم ہی کی ذات ہے۔ اس کا غیر اس کی متبعیت اور مدد سے ہی ناصر ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے:

وما النصر الا من عندالله

بخاری شریف میں حدیث رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

انا ولی كل مومن ——

''میں ہر مومن کا ناصر' ان کے امور کا متولی اور مصالح امور پر قائم ہوں''

بخاری شریف ہی میں ایک اور حدیث پاک ہے:

ما من مومن الا و انا اولی به فی الدنيا والاخرة فان ترك مالا فلعصبة من كانوا فان ترك ديناً او ضياعاً فالياتنی فانا مولاه

ترمذی شریف میں ایک حدیث حسن روایت کی گئی ہے:

من كنت مولاه فعلی مولاه

یعنی ''میں جن لوگوں کو نصرت دیتا ہوں' علی (اللہ وجہہ الکریم) ان کے ناصر ہیں''۔

المؤمن :

مومن اسمائے الٰہیہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نام سے آپ کا نام رکھا ہے۔ آپ کے حق میں اس نام کا معنی اپنے وعد

Marfat.com

اپنے قول اور مومن بندوں کے قول اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

ومنهم الذين يؤذون النبى و يقولون هو اذن قل اذن خير لكم يؤمن بالله و يؤمن للمؤمنين

انہیں لوگوں میں سے وہ منافقین تھے کہ آپ کا عیب بیان کرتے اور آپ کی باتوں کو دوسروں کے پاس نقل کرتے تھے۔

جس وقت ان منافقوں کو ان امور سے ممانعت کی جاتی کہ آپ کو ان کی باتیں نہ پہنچیں تو وہ منافقین یہ کہتے تھے:

''وہ سراپا گوش ہے یعنی جو کچھ آپ سے آپ کے اصحاب کہتے ہیں' آپ اسے قبول کر لیتے ہیں —— اور جس وقت ہم لوگ حلف کرتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ سنا ہے' وہ ہم نے نہیں کہا تو آپ ہماری تصدیق کرتے ہیں''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان منافقوں سے کہہ دیجئے کہ وہ تمہارے خیر کو سنتا ہے نہ تمہارے شر کو —— اور وہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے' اور مومن جو بات اس سے کہتے ہیں' ان کو وہ سچ سمجھتا ہے اس لئے کہ اس کو مومنوں کے صدق اور اخلاص کا علم ہے''۔

بیہقی کے نزدیک ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

انا امنة اصحابى ''میں اپنے اصحاب کے لئے امن اور طمانیت ہوں''۔

جس وقت میں چلا جاؤں گا تو ان کے پاس وہ شے آئے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یعنی مکروہات' جن سے اصحاب کو امنیت نہ رہے گی۔

امنہ مصدر ہے بمعنی امان —— یا مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے رجل عدل کہتے ہیں۔ لہٰذا یہ اسم بمعنی مومن ہے۔

المويد :

بہ فتح یائے تحتانی۔ اس کا معنی منصور یعنی مقوی اور معان —— یہ اسم شریف اس آیت کریمہ سے لیا گیا ہے:

هو الذى ايدك بنصره و بالمؤمنين

''وہ ذات جس نے آپ کو اور مومنوں کو اپنی نصرت سے تائید دی ہے''۔

یا کسر یا سے اس کا معنی ناصر' قوی یا شدید ہے —— یہ آپ کے دو اسم ہیں جیسا کہ شامی میں ہے۔

الميسر :

اس کا معنی ہے ''دین کو آسان کرنے والے'' —— اسم فاعل ہے مسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے' آپ نے فرمایا۔ **ان الله بعثنى ميسرا** ۔

مصنف نے اس مقام پر ایک سو بیالیس اسم شمار کئے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء سے چھ اسم ہیں۔ شامی نے دوسرے اسماء کا اضافہ کیا ہے۔

Marfat.com

المومم :

اس کا معنی وہ مقصود جس کا قصد (ارداہ) ہر ایک امید رکھنے والا کرے۔

المتلو :

تلو سے اسم مفعول ہے — اس کا معنی ہے متابعت

المتمکن :

المتمکن فی الارض یعنی وہ شخص جس کی لوگوں نے اطاعت کی ہو اور اتباع کیا ہو۔

المتحم :

اسم فاعل ہے — اس کا معنی ہے مکارم اخلاق کو پورا کرنے والے۔

المتمم :

اسم مفعول ہے — اپنی خلقت اور خلق میں کامل۔

المثبت :

بہ فتح با موحدہ مفعول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دین پر ثابت قام رکھا ہے۔

المجاول :

اس کا معنی ہے محکم اور امور دین کے لئے متیقن یا حجت کرنے والا۔

المجید :

رفیع قدر یا کریم — یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔

المحجة :

راستہ کے جادہ کو کہتے ہیں — حج سے ہے۔ اس کا معنی ہے قصد' ارادہ — اس میں میم زائدہ ہے۔

المحکم :

بہ فتح کاف مشدد — یعنی حاکم' جسے قاضی یا منصف کہتے ہیں۔

المحید :

حاد عن الشی سے لیا گیا ہے۔ جس وقت کوئی شخص کسی شے سے عدول کرے' اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے باطل

Marfat.com

سے عدول کیا ہے اور حق کا اتباع کیا ہے ــــ یا یہ اسم احاد سے ہے۔ معنی یہ کہ آپ نے اپنی امت کے ساتھ طریق مستقیم کی طرف عدول کیا ہے۔

المخبت :

اس کا معنی خاشع ہے (عاجزی کرنے والا)

المختص :

اسم مفعول ہے ــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ذات کے لئے مختص کیا ہے۔ اور آپ کو اپنی تمام مخلوق سے اختیار کیا ہے ...... یا اسم فاعل ہے' آپ ملازمت عبادت کے ساتھ مختص ہیں۔ آپ نے اپنی ذات مبارک کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب کی زیادتی کے لئے نکال لیا ہے۔

المختص بالقرآن ' المختص بای لا تنقطع

معنی ظاہر ہے کہ قرآن مجید آپ پر نازل ہوا ہے ــــ ای جمع آیت نشانی۔ آپ کی نشانیاں ایسی ہیں جن کو انقطاع نہیں ہے۔

المختم :

ختم سے اسم مفعول ہے ــــ آپ نے خاتم اختیار کی تھی۔

المخضم :

بہ وزن منبر ــــ معنی ہے' سید' شریف' عظیم' منیف'

مرحمت :

حدیث پاک ہے: ربعثت مرحمة و ملحمة .

اس حدیث کو ابو نعیم نے روایت یا ہے۔

المزمزم :

بہ فتح ثانی وضم اوّل ــــ آپ کا قلب اطہر زمزم کے پانی سے دھویا گیا تھا۔

المرشد :

بمعنی حادی' طریق ہدایت پر رہبر۔

Marfat.com

مرغمه :

صحاح ستہ میں ہے۔ بعثت مرغما للکفر حتی یلصق بالرغام—— یعنی میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ کفر کو ذلیل کر دوں۔ یہاں تک ذلیل کر دوں گا کہ کفر خاک میں مل جائے گا—— رغام بہ فتح مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد ذلت دنیا اور عاجز کر دینا ہے۔

المرغب :

اسم فاعل ہے—— آپ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر ابھارنے والے ہیں۔

مزیل الغمة :

دافع کرب اور سختی۔

المستجیب :

بمعنی مطیع یا بمعنی مستجاب—— فعیل بمعنی مفعول—— اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی طاعت اور آپ کے ارشاد کی تعمیل واجب کی گئی ہے' اگرچہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہے' اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔

المستغیذ :

عوذ سے ہے—— اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء۔

المساد :

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے یہ اس شریف آیہ کریمہ اسدوه لكل جميل سے لیا ہے۔ ارشاد باری ہے کہ میں آپ کو ہر ایک فعل جمیل کے لئے راست کر دوں گا۔

المسیح :

یونانی زبان میں بمعنی مبارک ہے—— یا اس کا یہ معنی ہے کہ وہ شخص کہ آفتوں کو مس کرتا ہے اور انہیں دفع کر دیتا ہے۔

المشذب :

طویل' معتدل القامت

المشرد بالعدد :

اسم فاعل ہے—— اس کا معنی عقوبت کرنا۔ آپ دشمن پر عقوبت کرنے والے ہیں—— دال مہملہ کی جگہ ذال معجمہ بھی ہے- ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا ہے۔ فشرذبهم .

Marfat.com

المشیح :

بہ ضم میم وکسر شین۔ وسکون یائے تحتانی ——— وہ شخص جس کا سینہ ابھرا ہوا ہو——اور پیٹ اور سینہ برابر ہوں۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ شاید مشیح بہ فتح اوّل ہے۔ اس کا معنی چوڑے سینے والا‘ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔

المصدق :

اسم فاعل —— اس کا معنی ہے اذعان کرنے والا‘ مطیع ——— اور جو امر اس سے کہا جائے‘ اسے وہ بجا لائے ——— جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو جس شے میں آپ کے رب کی خبر دی‘ آپ نے اس کی تصدیق کی۔

المصدق :

اسم مفعول ہے —— آپ کی امت نے آپ کی تصدیق کی۔

المصئون‘ المضخم :

بہ وزن منبر —— بمعنی سید‘ شریف۔

المضری :

آپ کے جد مضر کی طرف آپ کی نسبت ہے۔

المضی :

بمعنی منیر۔

المعروف :

آپ معروف اللہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نکوئی اور احسان ہیں —— یا آپ صاحب معروف ہیں یعنی صاحب نیکی۔

المعمم :

اسم مفعول ہے۔ اس کا معنی ہے صاحب عمامہ ——— سابقہ کتب میں مذکور آپ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

المعین :

اس کا معنی ناصر —— یا کثیر معونت اور معاضدت اور مساعدت ہے۔

المغرم :

بہ ضم میم وسکون غین ——— اس کا معنی ہے محب اللہ ——— غرام سے ہے۔ غرام کا معنی ایک شے کے ساتھ حرص اور اس کے لئے اہتمام۔

Marfat.com

المغنم :

بہ غین ونون' بہ وزن جعفر —— ہر ایک شے سے خیار شے۔

المغني :

اس کا معنی ہے محسن متفضل۔ ارشاد باری ہے:

وما نقموا الا ان اغنهم الله و رسوله من فضله

اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی' شرف اور تعظیم ہے —— اور اس امر پر تنبیہ ہے کہ آپ کا مقام عالی اور آپ کی شان عظیم ہے اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر اپنے ساتھ کیا ہے —— اللہ تعالیٰ آپ کے سبب اپنے بندوں پر اپنا احسان پہنچاتا ہے اور آپ کو بندِں کے لئے مغنی کیا ہے' اس فتح سے جو آپ کے مبارک ہاتھوں پر ہوئی اور غنیموں سے آپ کو فے دیا ہے۔

المفخم :

لوگوں کے دلوں میں مؤقر و معظم۔ لوگوں کی آنکھوں میں آپ کی ہیبت کی گئی ہے۔

المفلج :

اس کا معنی ہے دانتوں کے درمیان فاصلہ۔

المفلح :

فلاح سے اسم فاعل ہے —— اس کا معنی ہے کامیابی اور مقصد پر پہنچنا۔

المقدم :

اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کرام پر خلقت' رتبہ اور شرف میں مقدم کیا ہے۔ یہ بہ فتح دال ہے —— مقدم فاعل بہ کسر دال —— آپ کے سبب آپ کی امت مقدم کی گئی ہے —— یعنی آپ کی امت کو غیر امتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

المقوم :

بہ فتح واؤ —— اس کا معنی ہے مستقیم اور قیم۔

امکلم :

اسم مفعول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں آپ سے کلام کیا ہے۔

Marfat.com

الملاذ :

بہ ذال معجمہ —— معنی ظاہر ہے۔

الملبی :

اس کا معنی ہے مطیع، مخلص، مجیب یا محب

الملجاء :

بمعنی ملاذ۔

الميلك :

فعیل —— یہ اسماء الحسنٰی سے ہے۔ اس کا معنی ہے ایجاد اور اختراع پر قادر —— یا اس کا معنی ضابطہ امور اور متصرف امور۔

الملك :

بہ کسر لام —— وہ شخص کہ لوگوں کی اور ہر چیز کی حد کو نگاہ میں رکھے اور رعیت داری اور ان کے امور کی تدبیر کرے —— یا صاحب عزت یا صاحب غلبہ —— یہ اسماء الحسنٰی سے ہے۔ یعنی اپنی ذات اور صفات میں کون اور موجودات سے مستغنی۔ اس سے کسی کو غنا نہیں ہے —— یا اس کا معنی اختراع اور ابداع پر قادر۔

الملسی :

اس کا معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے ماسوا سے غنی یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا حکم حسن ہو اور جو فتویٰ دے وہ نیک ہو۔

الممنوع :

وہ ذات جسے ایسی قوت ہو کہ اس کو شیطان سے باز رکھے اور دشمنوں سے بچائے —— یا یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دشمنوں اور ہلاکت سے بچایا ہے۔

المنتخب :

بہ جیم —— یہ خائے معجمہ دونوں کا معنی ہے مختار۔

المنجد :

اسکا معنی ہے معین، ناصر یا مرتفع القدر

المنقذ :

بہ کسر قاف وسکون ذال معجمہ —— یعنی شدائد سے چھڑانے والا —— آپ ہمیں اپنی شفاعت کے ذریعے قیامت کے دن

Marfat.com

نجات دلائیں گے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں :

یدل علی الرحمٰن من یقتدی بہ و ینقذ من ہول الرزایا و یرشد

''جو شخص آپ کا اقتدا کرتا ہے' اسے آپ رحمٰن کی طرف ہدایت فرماتے ہیں —— قیامت کے دن آپ اپنی امت کو نجات دلائیں گے' اور دنیا میں آپ ان کی رہبری فرماتے ہیں''۔

منۃ اللہ :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

لقد من اللہ علی المؤمنین

علماء کرام نے آپ کو ذکر کے ساتھ اس لئے خاص کیا ہے کہ امت کے لوگوں نے آپ کے مبعوث ہونے سے فائدہ اٹھایا ہے۔

المھاب :

وہ شخص جس کی عظیم قوت کی وجہ سے یا اس کے عظیم خوف یا عظیم جنگ کی وجہ سے لوگ خوف کریں ...... اور اس کے عظیم غلبہ کی وجہ سے خوف کریں۔

المھذب :

پاک اخلاق والے' کدورتوں سے خالص کرنے والے۔

المورد حوضہ :

قیامت کے دن آپ کی امت آپ کے حوض پر وارد ہوگی۔

موذ موذ :

آپ کا یہ اسم مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے۔

میذ میذ :

عزفی نے کہا ہے کہ آپ کا یہ اسم شریف تورات میں ہے۔

الموعظۃ :

وہ شخص یا وہ شے جس سے لوگ نصیحت پکڑیں اور ان کو تذکرہ ہو۔

الموقن :

وہ شخص کہ اس کے فہم نے ایک امر کا یقین کیا وار وہ امر اس کے ذہن میں ثابت ہو جائے۔

Marfat.com

المیزان :

محمود کرمانی نے ارشاد باری تعالیٰ: بالحق والمیزان میں حکایت کی ہے کہ اس سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

المبحم :

بہ وزن معظم ...... اس کا معنی ہے مقصود ...... لوگ قیامت کے دن آپ کی حمایت کا ارادہ کریں گے۔ اور آپ کے مرتبہ کا اس لئے ارادہ کریں گے تاکہ انہیں سلامتی حاصل ہو۔

مکی :

آپ کے اس اسم شریف کے ساتھ تسمیہ کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ظہور کی ابتدا زمین پر مکہ شہر میں ہوئی ہے۔ اس لئے کہ وہ:

☆ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے'

☆ برکت کی مد ہے' اور

☆ ہدایت کا منشا ہے۔

اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول اوّل مکہ کے غار میں ہوا —— لہٰذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکی الاقامت (مکہ کے رہنے والے) مکی مبدأ نبوت اور مکی اعادہ ہیں —— آپ کا مکی وصف ان تین صفتوں سے ہے۔ یہ وصف اس وجہ سے نہیں کہ آپ کی ابتدا مطلقاً مکہ میں ہوئی ہے بلکہ آپ تو آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے سے پہلے تھے۔

آپ کے مکی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ کی طرف متوجہ کرایا اور آپ نے نماز میں مکہ کی طرف استقبال قبلہ کیا۔ یعنی جس جگہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے' آپ نے وہاں سے توجہ قبلہ کی طرف کی جو مکہ میں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ مکی ہیں کہ وجوداً اور قصداً ہمیشہ مکی ہیں- مرد اس جگہ ہوتا ہے جس جگہ کا ارادہ کرتا ہے۔ مرد اس جگہ نہیں ہوتا جس جگہ اس کا جسم ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت سے یہ ہے کہ میت کا منہ قبلہ (مکہ) کی طرف کیا جاتا ہے۔

مدنی :

آپ کا اسم شریف مدنی اس لئے ہے کہ آپ کا دار ہجرت مدینہ منورہ ہے اور دار الاقامت بھی —— آپ کی زندگی اور برزخ میں۔ یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ سے اٹھیں گے —— آپ کا مدینہ سے کوچ کرنا اور سفر نہیں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے خطبہ کے دن فرمایا تھا:

Marfat.com

المحیا محیاکم و الممات مماتکم

یعنی ''زندگی اور موت میں تمہارا شریک ہوں' تم سے جدا ہونے والا نہیں ہوں۔''

حرف النون

(نبی الاحمر والاسود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو حرف نون سے شروع ہوتے ہیں)

النامذ :

نبذ سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی کسی شے کو بہ سبب اس کے کہ اس کے عادی نہ ہوں' ڈال دینا —— ارشاد باری ہے:

فانبذ الیھم علی سوا

یعنی ان لوگوں کا عہد طریق مستوی پر اس طور پر ڈال دو کہ اس کا ان لوگوں پر ڈال دینا اس حیثیت سے ظاہر ہو جائے کہ آپ کے اور ان کے درمیان جو عہد تھا' وہ جان لیں کہ اس کا قطع ہے —— اور ان سے ایسے حال میں جنگ سے کشت وخون نہ کرو کہ وہ یہ جانتے ہوں کہ عہد باقی ہے۔

خلاصہ یہ کہ عہد قطعی طور پر توڑ کر ان سے جنگ کرنا چاہئے۔ وہ کھلم کھلا دھوکہ میں نہ رہیں۔ یہ نبوت اور قوت کی شان ہے۔

الناجز الناس :

اس کا معنی منجز ہے۔ یعنی کسی سے جو وعدہ کیا ہے اس کا پورا کرنے والا —— ارشاد باری ہے:

ام یحسدون الناس —— عکرمہ اور مجاہد کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کی تفسیر کی گئی ہے —— ابن جریر نے دونوں سے روایت کی ہے۔ آپ کا یہ نام تسمیہ خاص کا عام کے ساتھ ہے اس لئے کہ آپ تمام لوگوں سے اعظم اور اجل ہیں —— یا یہ معنی ہے کہ لوگوں میں جتنے خصائل حمیدہ ہیں' وہ سب آپ میں جمع ہیں۔

الناسخ :

نسخ سے اسم فاعل ہے —— لغت میں اس کا معنی یہ ہے کہ ایک شے کا ازالہ ایک شے کے ساتھ جو اس کے عقب ہو —— اصطلاح میں نسخ کا معنی خطاب کے ساتھ شرعی حکم کا رفع کرنا —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شریعت سے تمام شریعتوں کو نسخ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس مبارک کا وصف نسخ کے ساتھ کیا ہے۔ مانسخ من ایة ۔

الناشر :

آپ نے اسلام کو پھیلایا اور شرائع کو ظاہر کیا ہے —— ناشر کا معنی یہ ہے کہ طے کرنے کے بعد ایک شے کے ظاہر کرنے

Marfat.com

لے ـــــ نشر سے اسم فاعل ہے اس کا معنی بسط ہے۔ اور اسی سے نشر الصحیفہ ہے یعنی صحیفہ کا کھولنا اور نشر حدیث اور نشر کتاب ہے..... کہا گیا ہے کہ ناشر بمعنی حاشر ہے۔

الناصح :

شب معراج میں انبیاء کرام علیہم السلام نے جو کہا تھا:

مرحبا بالنبی الامی الذی بلغ رسالة ربه و نصح الامته

یعنی ''نبی امی کے لئے فراخی ہو اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحتیں فرمائیں''

اس قول سے یہ اسم شریف لیا گیا ہے۔

الناضر :

نضارۃ سے ہے۔ اس کا معنی حسن اور رونق ہے۔

الناطق بالحق :

حق کے معانی میں علما کے جو اقوال ہیں' ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ حق سے مراد قرآن ہے ـــــ قرآن پاک کے ساتھ آپ کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ جس شے سے آپ نے نطق فرمایا ہے۔ قرآن مجید اس شے سے اعظم ہے۔

الناھی :

نہی سے اسم فاعل ہے ـــــ اس کا معنی ایک شے سے زجر کرنے والے اور شے کے ساتھ امر کرنے والے۔

نبی الاحمر نبی الاسود :

احمر اسود انسان اور جن یا عجم و عرب ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بعثت الی الاحمر والاسود

''میں کالے گورے' سرخ و سفید سب کی طرف نبی بن کر آیا ہوں''۔

نبی التوبة :

توبہ کا معنی رجوع اور انابت ہے۔ امتوں نے تفرق کے بعد آپ کی ہدایت سے صراط مستقیم کی طرف رجوع کیا ہے ـــــ مسلم شریف میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات شریف کے اسماء بیان فرمائے۔ ان ناموں سے وہ نام ہے جسے ہم نے محفوظ رکھا۔ اور ان ناموں سے وہ نام ہے جو ہمیں یاد نہ رہا۔ آپ نے فرمایا:

☆ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔

☆ میں مقفی ہوں اور میں حاشر ہوں۔

Marfat.com

☆ میں نبی توبہ ہوں اور میں نبی ملحمہ ہوں۔

اس کے بعد کہ امت کے سب طریق متفرق ہو گئے تھے۔ آپ کی ہدایت امتوں نے ان طریقوں سے رجوع کیا لیکن پلٹ آتے۔ وہ ضلالت کے راستے کثیر انواع کے تھے اور امتوں نے صراط مستقیم کی طرف رجوع کیا۔

توبہ کا معنی رجوع اور انابت ہے۔ اس سبب سے کہ امتوں کی توبہ کا سب آپ ہیں۔ اس لئے آپ کی اضافت توبہ کی طرف کی گئی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتوں کی توبہ قبول ہونے کی خبر دی ہے ——— یا

☆ توبہ کی طرف آپ کی اضافت اس لئے کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے یا آپ نے توبہ کے لئے امر کیا ہے ——— یا

☆ توبہ کی طرف آپ کی اضافت اس لئے کی گئی ہے کہ آپ کثیر التوبہ ہیں۔

سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ توبہ کا معنی ترک تاخیر ہے ——— امام الحرمین نے کہا ہے کہ

☆ جس وقت توبہ کی اضافت بندوں کی طرف کی جائے تو زلات سے رجوع اور زلات پر ندامت کا ارادہ کیا جاتا ہے ——— اور

☆ جس وقت لفظ توبہ کی اضافت رب کی طرف کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے رجوع کا ارادہ کیا جائے گا۔

نبی الحرمین :

حرم مکہ اور حرم مدینہ سے مراد ہے۔

نبی الراحة :

اس کا معنی تھکنے اور مشقت کی تکلیف اٹھانے کے بعد نفس کا رجوع اور سکون ——— یا اس کا معنی سہولت ہے۔ آپ نے شرک کے رنج سے اپنی امت کو آرام دیا ——— یا یہ معنی کہ آپ کے غیر کی شرع میں جو تشدد اور تکالیف شاقہ تھے جیسے قتل نفس، آپ نے اپنی شرع میں توبہ میں اس تشدد کی تخفیف فرمائی۔

نبی رحمة :

آپ کا اسم شریف نبی الرحمۃ امام احمد وغیرہ کے نزدیک حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت ہے ——— اور ابونعیم کے نزدیک ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔

النبی الصالح :

انبیاء کرام علیہم السلام نے شب معراج آپ کو کہا ہے: مرحبا بالنبی الصالح

نبی اللہ :

آپ کا اسم شریف رسول اللہ بھی ہے۔

Marfat.com

نبی المرحمة :

آپ کا اسم شریف نبی الرحمۃ میم کے ساتھ مسلم شریف میں روایت کیا گیا ہے—— قاضی نے اس کا معنی لکھا ہے راحت دینے والا۔ یعنی جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو عقاب سے راحت دیتا ہے اور جس وقت اسے اس سے آگاہ کر دیتا تو قلق اور ضجر سے آرام دیتا ہے—— ارشاد باری ہے:

انا ارسلنك رحمةً للعالمين

نبی رحمت' رسول رحمت' نبی مرحمت تینوں کی یہ دلیل ہے اس لئے کہ:

☆ جب آپ کا وصف رحمت سے کیا' اور

☆ آپ کو عین رحمت گردانا'

☆ رحمت کو عالمین کے لئے عام کیا'

تو آپ کی اضافت رحمت اور مرحمت ہر ایک کی طرف صحیح ہوگئی—— برابر ہے کہ رسول رحمت کہا یا نبی رحمت و نبی مرحمت کہا—— ارشاد باری ہے:

بالمؤمنين رؤف رحيم —— اس آیہ شریفہ میں بالمومنین متعلق ہے۔

☆ اس کو تخصیص کے لئے مقدم کیا ہے' یا

☆ اہتمام یا بزرگی دینے کی وجہ سے فاصلہ کی رعایت سے مقدم کیا ہے۔

☆ رؤف کو اس لئے مقدم کیا ہے کہ جسے نعمت دی گئی ہے اس کے ساتھ شفقت اور تلطف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی امت کے لئے رحمت مبعوث کیا ہے۔ و رحمة للعالمين ...... اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عین رحمت کیا ہے۔ آپ انہیں ارشاد فرماتے ہیں اور ان کے ساتھ آپ لطف فرماتے ہیں—— اور آپ کو اپنی امت پر رحمت کرنے کے لئے ابھارا ہے۔

بیہقی اور ان کے شیخ حاکم نے روایت کیا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے—— ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بالمعنی روایت ہے کہ ارشاد نبوی ہے:

انما انا رحمة —— اس کا معنی ہے صاحب رحمت' یا آپ نے رحمت میں مبالغہ فرمایا ہے۔ گویا میں عین رحمت ہوں—— اس لئے کہ رحمت وہ شے ہے جس پر نفع مرتب ہو' آپ کی ذات مبارک نفع کی مثل ایسے ہی ہے اور آپ کی صفات جو آپ کی ذات مبارک کے تابع ہیں' ایسے ہی ہیں۔

مهداة یعنی رحمت **مهداة** مبعوث کیا گیا ہوں—— **مهداة** کا معنی ہدیہ کی گئی۔ ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مجھے ایسی رحمت بنا کے بھیجا ہے جس کے بدل کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ

Marfat.com

ہدیہ پہنچنے والا جس وقت اس کا ہدیہ رحمت ہو۔ اس کے لئے بدل ارادہ نہیں کیا جائے گا۔ ابن دحیہ کے غیر نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں نہیں ہوں مگر وہ رحمت جسے اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لئے ہدیہ کر کے بھیجا ہے۔

☆ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس ہدیہء رحمت کو قبول کیا' اس نے فلاح اور نجات پائی۔

☆ جس شخص نے اس ہدیہ سے انکار کیا' خائب (محروم) اور خاسر (نقصان اٹھانے والا) ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب:

☆ مخلوق میں جو مومن ہیں' رحم کیا ہے ـــــ اور

☆ مخلوق میں جو کافر ہیں ان پر امن سے رحم کیا ہے ـــــ ان کو خسف اور مسخ اور ان کا استیصال عذاب سے نہیں یعنی پہنچ کی نہیں کہ دنیا سے نابود ہو جاتے۔

☆ [illegible]ں پر آپ کے سبب اس طور پر رحم کیا ہے کہ ان کو قتل سے امان دی اور ان کے لئے عذاب کی تاخیر ہوئی۔

آپ کا یہ اسم شریف آپ کے اخص اسماء سے ہے۔

ابوبکر بن طاہر نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت کی زینت سے زینت دی ہے ـــــ چنانچہ:

☆ آپ کا ہونا خلق پر رحمت ہے'

☆ آپ کے جملہ خصال رحمت ہیں'

☆ آپ کی کل صفات رحمت ہیں'

☆ آپ کی حیات رحمت ہے'

☆ آپ کی موت رحمت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم

''میری حیات تمہارے لئے خیر ہے اور میری موت تمہارے لئے خیر ہے''۔

حدیث رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اذا ارادہ اللہ رحمة بامة قبض نبیها قبلها فجعله لها فرطا و سلفا

''اللہ تعالیٰ جس وقت کسی امت کے ساتھ اپنی رحمت کا ارادہ کرتا ہے تو اس امت سے پہلے اس کے نبی کو قبض کر لیتا ہے اور اس امت کے لئے اس نبی کو فرط اور سلف کرتا ہے''

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کو آپ کی رحمت سے یہ حظ ملا تھا کہ ان کی تعظیم کے لئے ملائکہ نے ان کو سجدہ کیا تھا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی صلب میں تھے...... جس وقت آدم علیہ السلام نے آپ کے ساتھ توسل اختیار کیا تو ان کی توبہ قبول کی گئی۔

اور آپ کی رحمت سے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ حظ ملا تھا کہ وہ طوفان کے بعد کشتی سے سلامت نکلے تھے ـــــ اس لئے کہ آپ اس وقت سام بن نوح علیہ السلام کی صلب میں تھے ـــــ لہٰذا آپ کی رحمت آپ کے موجود ہونے کے ساتھ ساتھ خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ آپ کی رحمت آپ سے پہلے عام تھی۔

آپ کی رحمت ابتدا سے خاتمہ تک دوام ہے۔ اس وجہ سے آپ کی شفاعت کی دعا کو قیامت کے دن باقی رکھا ہے...... آپ کی رحمت کے من جملہ دنیا میں یہ ہے کہ آپ کی امت کو مرحومہ کہا ہے ـــــ اور آپ کی امت کا وصف رحمت سے کیا ہے اور آپ کی امت کو تراحم کے ساتھ امر کیا ہے' اور آپس میں رحم کرنے سے آپ کی امت کی اللہ تعالیٰ نے ثنا کی ہے۔

ان اللہ یحب من عبادہ الرحماء

"اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جو لوگ رحم کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے"

جبکہ آپ کی نبوت رحمت دائمہ مکررہ مضاعفہ تھی تو آپ کے لئے لفظ رحمت سے اسم رحمت کا اشتقاق کیا گیا ہے۔

نبی الملحمة :

مسلم اور احمد وغیرہ نے روایت کی ہے:

انا نبی الرحمہ و نبی التوبة و نبی الملحمة

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی الملاحم روایت ہے۔ جمع کے ساتھ کثرت کے لئے ہے ـــــ ملاحم کا معنی ہے حروب ...... حروب کا نام ملاحم اس لئے رکھا گیا ہے کہ جنگ میں ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اور مختلط ہو جاتے ہیں جیسے کہ کپڑے کا بانہ تانہ کے ساتھ مل جاتا ہے ـــــ یا حروب کا نام ملاحم اس سبب سے رکھا گیا ہے کہ مقتولین کی گوشوں کی جنگ میں کثرت ہوتی ہے۔

نبی ملاحم سے اس شے کی طرف اشارہ ہے جس کے ساتھ آپ بھیجے گئے ہیں کہ وہ تلوار اور قتال ہے ـــــ اس کا معنی نبی القتال ہے ـــــ جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے: بعثت بالسیف میں تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہوں"۔

کسی اور نبی اور اس کی امت نے ہرگز جہاد نہیں کیا' جو جہاد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت نے کیا ہے۔ آپ کے رعب کے سبب جو آپ کے دین کی سطوت سے سلاطین کے دلوں میں تھا' آپ کو نصرت دی گئی' غنیمتیں آپ کو حلال کی گئیں ـــــ دوسرے انبیاء کرام سے جہاد کی جو نفی کی ہے:

☆ حضرت یوشع علیہ السلام نے قوم جبارین سے قتال کیا تھا۔

Marfat.com

☆ حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت سے جہاد کیا تھا۔

☆ اسرائیل نے ایک ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں سلاح اٹھایا تھا۔

وہ لڑائیاں جو آپ کی امت اور کفار کے درمیان واقع ہوئیں اور آئندہ واقع ہوں گی —— آپ سے پہلے ان کی مثل ظہور نہیں آئی ہیں۔ زمانوں کے تعاقب پر آپ کی امت کے لوگ اقطار زمین میں کفار کے ساتھ قتال کریں گے۔ یہاں تک کہ کانے دجال سے قتال کریں گے —— لہٰذا جنگ کی ہمیشگی اور جنگ کا دوام آپ کی امت کے غیر کے لئے نہیں پایا گیا —— آپ کی امت سے پہلے جو لوگ تھے اگرچہ انہوں نے شدت سے قتال کیا لیکن وہ گزر گیا اور منقطع ہو گیا۔

النبی النجم :

آپ کا اسم شریف النجم اس لئے ہے کہ لوگ آپ سے ہدایت پاتے ہیں یعنی ستارہ سے راستہ پہنچانتے ہیں —— حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ارشاد باری :

والنجم اذا هوى

کی تفسیر میں کہا ہے کہ النجم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں —— اللہ تعالیٰ کے ارشاد عالی !اذا هوىٰ کا معنی یہ ہے:

''جس وقت شب میں آپ آسمان سے اترے''۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ النجم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک ہے۔

☆ هوىٰ کا معنی یہ ہے کہ انوار الٰہی سے آپ کے قلب اطہر کو انشراح ہوا۔

☆ هوىٰ کا یہ معنی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے منقطع ہوا۔ جیسا کہ شفا میں ہے:

النجم الثاقب :

اس کا معنی وہ روشن ستارہ کہ جس کا نور اور روشنی جس شے پر پڑتی ہے اسے چیر کر نکل جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ:

والسماء والطارق و ما ادرك ما الطارق النجم الثاقب

کی تفسیر میں سلمی نے لکھا ہے کہ اس جگہ النجم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں —— ثاقب کا معنی روشن —— یعنی وہ ستارہ ایسا روشن ہے کہ اپنی روشنی کی شدت سے ظلمتوں میں سوراخ کرتا ہے۔

چنانچہ آپ کا نام مبارک النجم رکھا —— اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی —— صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر ارشاد پر النجم سے مراد ثریا ہے۔ جیسا کہ اسے ابن جریر اور زمخشری نے اختیار کیا ہے۔ اس لئے کہ النجم ثریا کا علم غلبہ کے سبب ہے۔ عمر ابن ربیعہ نے کہا ہے:

Marfat.com

احسن النجم فی السماء ثریا والثریا فی الارض زین السماء

""ثریا معشوقہ کا نام ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ آسمان میں جتنے ستارے ہیں ان میں نجم ثری احسن ہے۔ اور ثریا معشوقہ زمین پر آسمان کی زینت ہے ـــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام تشبیہ بلیغ کے طور پر النجم رکھا گیا ہے ـــ یا مطلق نجم سے یا مخصوص نجم سے استعارہ ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہدایت کے راستوں میں مخلوق کو ہدایت ہوتی ہے جیسے کہ ستارہ سے ظاہری راستے کی ہدایت ہوتی ہے۔

نجی اللہ :

اللہ تعالیٰ سے نجوی کرنے والے ـــ واحد اور جمع کے لئے نجی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: و قربنا نجیا کسی نے اس اسم کو اس آیت سے نہیں لیا ـــ اس لئے کہ قربناہ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے ـــ چنانچہ اس ارشاد سے کیونکر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اسم لیا جائے گا ـــ علماء نے اسے جو ذکر کیا ہے اس پر دلیل ہے کہ نجی واحد کے لئے کہا جاتا ہے۔

النذیر :

عواقب امور سے ڈرانے والا ـــ یعنی جو بندے اللہ تعالیٰ کے گناہگار ہیں' ان کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہیں۔ دوزخ عذاب کی قسم سے ہے ـــ اور یہ کہ ضلالت سے ڈرانے والے ہیں۔

النسیب :

خالص اور پاک نسب والے ـــ آپ کا نسب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اشرف الانساب ہے۔

نصیح :

فعیل کے وزن پر ـــ فاعل کے معنی میں نصح یعنی نصیحت کرنے والے ہیں۔

ناصح :

اسم فاعل بمعنی نصیح

النعمة :

حالت حسنہ

نعمة اللہ :

آپ کا اسم شریف نعمة اللہ ہے ـــ سہل تستری علیہ الرحمہ نے اس ارشاد باری: ان تعدوا انعمت اللہ لا تحصوھا . یعنی ""افراد جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہیں' اگر ان کی گنتی شروع کرو گے تو انہیں گن نہ سکو گے""

Marfat.com

کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں —— آپ نعمت عظمیٰ ہیں اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں —— ارشاد باری ہے:

یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا چم یکذبونہ

یعنی ''وہ لوگ پہچانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں (یعنی آپ معجزات باہرات سے نبی ہیں) پھر وہ لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں (عناد اور افترا سے)

ان عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت :الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا

کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس آیت میں جن لوگوں کا بیان ہے واللہ وہ کفار قریش ہیں۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

النقیب :

حاکم نے مستدرک میں واقدی کے طریق سے ابن ابی الرجال سے روایت کیا ہے کہ جب بنی بخار کے نقیب الوامامہ اسعد بن زرارہ نے وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا غم کیا۔ بنی نجار آئے۔ انہوں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارا نقیب فوت ہوگیا آپ نے ہم پر نقیب مقرر فرمایا''۔

آپ نے فرمایا۔

''تم لوگ میری ماموں ہو''۔

آپ نے ابوامامہ کے بعد بنی نجار پر کوئی نقیب مقرر نہیں کیا اور ان سے فرمایا کہ

''تمہارا نقیب میں ہوں''۔

یہ امر بنی نجار کے مفاخر جلیلہ سے تھا —— نقیب شاہد قوم' ان کا ناظر' ان کا ضامن اور امین قوم کو کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر شاہد ہیں —— آپ کی امت کے لوگ جو عمل کرتے ہیں۔ آپ ان کے ناظر ہیں —— ان کے عمل صالح سے ان کے لئے جزائے ادنیٰ کے ضامن ہیں' اور ان کے گناہوں کے تجاوز اور ان کی شفاعت کے ضامن ہیں —— یہاں تک کہ آپ اپنی امت کو جنت میں داخل کریں گے اگرچہ ایسا تعذیب کے بعد ہوگا۔

شامیہ میں ہے کہ نقیب کی اصل نقب ہے۔ اس کا معنی بڑا سوراخ ...... نقیب قوم کا وہ شخص کہ ان کے احوال کی کھوج کرے اور ان کے احوال سے جو امر مخفی ہو اس کو جانے۔

النقی :

اناس سے خالص اور پلیدیوں سے پاک ومنزہ۔

Marfat.com

النور :

آپ کا یہ اسم شریف اسمائے الٰہی سے ہے۔ اس کا معنی :

☆ صاحب نور اور خالق نور ہے —— یا

☆ اللہ تعالیٰ انوار سے آسمانوں اور زمین کا منور کرنے والا ہے —— یا

☆ مومنوں کے قلوب انوار ہدایت سے منور کرنے والا ہے۔

یہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اپنے غیر کی مثل کہا ہے —— امام غزالی اور دوسرے حکماء اس طرف گئے ہیں کہ نور اللہ تعالیٰ کی ذات میں حقیقت ہے —— اس لئے کہ نور کا معنی بنفسہ ظاہر ہے اور اپنے غیر کا منور کرنے والا ہے —— اشعری کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور دوسرے انوار کی مثل نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے :

لقد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین

یعنی "تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور روشن کتاب"

اس جگہ نور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس وجہ سے کہ آپ کی آیات کا ظہور ہے —— نور سے قرآن مجید بھی مراد لیا جاتا ہے۔ اس سبب سے کہ قرآن مجید نے کفر اور جہل کی ظلمت کو زائل کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ تمام حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید سے جو مذکور ہوا ہے' اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہے جو بجھایا نہیں جا سکتا۔

نور الامم :

امتوں کے ہادی —— آپ نے امتوں کو حق تک پہنچایا ہے جیسے کہ نور مطلوب تک پہنچاتا ہے —— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نور اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ کا امر واضح ہے اور آپ کی نبوت کا بیان واضح ہے۔ آپ نے عارفوں کے قلوب اس شے سے منور کر دیئے ہیں۔ جس شے کو آپ لائے ہیں —— نور اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارک سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نور کا پیدا کرنے والا ہے اور مومنوں کے دل ہدایت سے منور کرتا ہے' آسمانوں اور زمین کو اپنے انوار سے منور کرتا ہے۔

نور اللہ الذی لا یطفاء :

وہ مخلوق کے لئے اس طریق پر حجت والا کہ مخلوق کی صلاح اس میں ہے۔ وہ چیز اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیس ولد اور شریک سے ہے۔ ان دونوں کی مثل سے جو چیز ہے۔ وہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا اتباع اور اس کے نواہی سے اجتناب' اور ان کے سوا جو امور ہیں جن کے ساتھ اوامر اور نواہی کا تعلق ہے —— ارشاد باری تعالیٰ :

یریدون ان یطفؤا نور اللہ

میں نور سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

Marfat.com

مصنف نے چونتیس (۳۴) اسماء شمار کئے ہیں۔ ان میں ایک اسمائے الٰہی سے ہے۔ شامی نے یہ اضافات کئے ہیں:

الناسك :

بمعنی عابد —— اسم فاعل ہے۔

الناصب :

اس اسم کو ابن دحیہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے —— امام سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد۔ فاذا فرغت فانصب سے لیا گیا ہو۔ یعنی دعا اور تضرع میں تعب اٹھاؤ —— اور یہ احتمال ہے کہ اس کا معنی احکام دین کو ظاہر کرنے والا نصب سے ہے۔ بہ ضم اوّل و فتح ثانی' ان علامتوں کو کہتے ہیں جو راستے میں راستہ بتانے کے لئے نصب کی جاتی ہیں —— یا اس کا معنی یہ ہے کہ دین اسلام کے لئے مقیم نصبة سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے اقمة سیوطی علیہ الرحمہ کے غیر نے کہا ہے یا ناصب کا معنی مرتفع ہے —— یا یہ معنی ہے کہ حرب کے لئے مقیم اور طاعت میں کوشش کرنے والے' ناصر الدین یعنی کافروں کے طعن سے دین اسلام کو مانع۔

الناظر من خلفه :

من بہ فتح میم۔ یعنی وہ لوگ کہ آپ کے پیچھے ہوں' آپ ان کو دیکھتے ہیں —— یا حرف من بہ کسر اوّل حرف جارہ ہے۔ اس صورت میں یہ معنی ہے کہ آپ اپنے پیچھے سے دیکھتے ہیں جیسے کہ آپ اپنے آگے سے دیکھتے ہیں۔

نبی :

نبا سے ہے۔ اس کا معنی ہے شان عظیم یا بڑا کام —— قرآن مجید کی آیت عن النباء العظیم سے مراد ہے —— یا قرآن مجید ہی مراد ہے —— ایک اور معنی بھی ہے یعنی غیب کی خبریں دینے والے۔

نبی اور رسول کے ساتھ آپ کا تسمیہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کے خصائص سے ہے —— اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی اور رسول کے نام سے آپ کو خطاب کیا ہے۔

قرآن مجید میں آپ کو آپ کے نام مبارک سے نہیں پکارا گیا —— آپ کا اسم شریف مورد تعین میں وارد ہوا ہے۔ جیسے ارشاد باری ہے:

محمد رسول اللہ' وما محمد الا رسول

یہ اس لئے ہے کہ اس اسم کا صاحب رسول ہی ہے اس کے طریق پر ارشاد باری ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة

آپ کے اسم مبارک کے اس مقام میں وارد ہونے کا موقع نہیں تھا' اس لئے اسم شریف (محمد) ذکر نہیں کیا گیا ——

Marfat.com

باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں سے خطاب کیا ہے جیسے:

☆ یا آدم' یا نوح' یا ابراہیم' یا داؤد

☆ یا ذکریا' یا عیسیٰ' یا یحیٰ

لفظ نبوت کی لفظی تحقیق یہ ہے کہ لفظ نبوت ہمزہ کے ساتھ ہے ——— لفظ نبا سے لفظ نبوت لیا گیا ہے ——— اس کا معنی ہے خبر ——— لفظ نبوت کو آسانی کے لئے کبھی ہمزہ نہیں دی جاتی' ہمزہ واؤ سے بدل جاتی ہے اور واؤ آخر حرف میں ادغام کر دی جاتی ہے ——— حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک نبی جو نبا سے لیا گیا ہے' اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے غیب پر مطلع کیا ہے' اور آپ کو اس کا علم دیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

چنانچہ یہ معنی ہوگا' نبی خبر دیئے گئے ——— یا مخبر کے معنی میں ہوگا ——— مخبر اس شے سے' جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق کی طرف بھیجا ہے ——— اور جس شے پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا ہے' اس شے سے لوگوں کو خبر دینے والے ہیں۔ پہلی تاویل میں فعیل بمعنی مفعول ہے۔

اور اس دوسری تاویل میں فعیل بمعنی فاعل ہے اور بغیر ہمزہ کے ہے ——— نبوت سے مشتق ہے۔ اس کا معنی زمین کا بلند حصہ ——— باقی مخلوق سے آپ کا مرتبہ زمین سے مرتفع ہے ——— آپ کا رتبہ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کا مکان منیفہ ہے یعنی بلندی میں زیادہ ہے۔

شیخ بدر الدین زرکشی نے شرح قصیدہ بردہ میں کہا ہے کہ نافع لفظ نبی کو جمیع قرآن مجید میں ہمزہ کے ساتھ پڑھتے تھے ——— یہ اختیار ازروئے نقل نہیں بلکہ ازروئے لغت اور عربیت ہے۔ اس لئے کہ متواتر ہے۔ ہمزہ کا ترک کرنا اس حدیث پاک سے ہے کہ کسی نے آپ کو نبیء اللہ کہا بجائے یای نبی کے ہمزہ کے ساتھ کہا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نبیءُ اللہ نہیں ہوں بلکہ میں نبی اللہ ہوں''۔

یعنی ہمزہ کے بغیر ارشاد فرمایا ——— زرکشی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمزہ سے انکار فرمایا۔ اس لئے کہ ہمزہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لغت سے نہیں ——— جوہری اور صغانی نے کہا ہے کہ آپ نے ہمزہ کا انکار اس سبب سے کیا کہ اعرابی نے یامن خرج من مکۃ الی المدینۃ کا ارادہ کیا تھا۔ یعنی

''آپ مکہ سے مدینہ کی طرف نکال دیئے گئے ہیں''۔

نبی اللہ کی ہمزہ سے یہ احتمال ہوتا ہے: **باطر ید امن بلدہ الی غیرھا**

یعنی ''آپ اپنے شہر سے غیر شہر کی طرف نکال دیئے گئے ہیں۔

جیسا کہ ابوزید نے عرب سے حکایت کیا ہے وہ کہتے ہیں:

نبأت من ارض الی ارض اذا خرجت منھا الی اخریٰ ۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سبب سے اعرابی کو منع کیا۔ نہ کہ اس سبب سے کہ ہمزہ کے ساتھ آپ کا لغت نہیں ہے ـــــ یہ تاویل احسن ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر ذی لغت بلیغہ کو اپنے لغت سے خطاب فرماتے تھے کہ آپ کی فصاحت کو غایت درجہ وسعت تھی ...... آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی لغت کا انکار نہیں فرمایا۔

النجیب :

بمعنی کریم یا مختار

النجید :

اس کا معنی رہبر' ماہر یا وہ شجاع کہ اس معاملہ میں اپنا ارادہ پورا کرنے والا ہو' جس میں اس کا غیر عاجز ہو جاتا ہے۔

الندب :

بہ فتح نون وسکون دال ـــــ اسکا معنی نجیب ظریف۔

ن :

ابن عساکر نے بعض علماء سے اس ارشاد باری میں ذکر کیا ہے: ن والقلم ـــــ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف ہے' اور اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارک میں سے ہے۔

ناشر :

اس کا معنی یہ ہے کہ طے کرنے کے بعد ایک شے کے ظاہر کرنے والے ـــــ نشر سے اسم فاعل ہے ـــــ اس کا معنی بسط ہے اور اسی سے نشر الصحیفہ ہے یعنی صحیفہ کا کھولنا ـــــ اور یہ کہ ناشر بمعنی حاشر ہے۔

حرف الواوٗ

(وجیہہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک نام جو واؤ سے شروع ہوتے ہیں)

الوجیھه :

ذی جاہ' ذی وجاہت' اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

الواسط :

اس اسم شریف کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ جوہری نے کہا ہے :فلان وسیط فی القوم

Marfat.com

جس وقت قوم کے آدمیوں میں از روئے نسب اوسط ہو اور ان سے رتبہ میں ارفع ہو —— اوسط وہ جوہر ہے جو ہار کے درمیان رہتا ہے۔ یعنی سب جوہروں سے اعلیٰ اور برتر ہوتا ہے۔

الواسع :

اس کا معنی ہے جواد کثیر العطاب —— وسع سے ہے، جیسے سعت ہے کہ جدت اور طاقت کو کہتے ہیں —— یہ اسم شریف اسمائے الہیہ سے ہے۔ اس کا معنی :

- ☆ المحیط بکل شیٔ ہے —— یا۔
- ☆ وہ ذات کہ اس کا رزق اس کی جمیع مخلوق کے لئے وسیع ہے یا۔
- ☆ اس کی رحمت ہر ایک شے کے لئے وسیع ہوئی ہے —— یا۔
- ☆ المعطی غنا سے —— یا۔
- ☆ عالم یا غنی۔

الواصل :

اس کا معنی نہایت اور شرف میں اس درجہ کو پہنچنے والا کہ اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

الواضع :

وضع سے اسم فاعل ہے —— اس کا معنی زائل کرنے والا اور قطع کرنے والا ہے —— اس لفظ کا معنی حط سے اعم ہے۔ یعنی اتارنے کے معنی سے اعم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و یضع عنهم اصرهم —— ان کے بوجھ کو زائل کرے گا اور قطع کرے گا —— اصر وہ ثقل ہے کہ اپنے صاحب کو امر سے روک دے ——

بنی اسرائیل کی تکلیف اور صعوبت کے جو بوجھ تھے، یہ مثل ان کے لئے ہے —— وہ تکلیف اور صعوبت یہ تھی کہ بنی اسرائیل کی توبہ جب صحیح ہوتی تھی کہ قتل نفوس کرتے تھے اور جن اعضا سے خطا صادر ہوتی تھی اسے کاٹ ڈالتے تھے —— اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے آپ کی امت کو ان تکالیف سے نجات دی۔

الواعد :

وعد سے اسم فاعل ہے۔ جس وقت مطلق معنی لیا جائے تو اس کا استعمال خیر میں ہوتا ہے اور وعید کا استعمال شر میں ہوتا ہے مگر قرینہ سے جیسے بشارت ہے اور نذارت ہے۔

Marfat.com

الواعظ :

وعظ سے اسم فاعل ہے —— ارشاد باری ہے: انما اعظکم بواحدۃ

☆ وعظ' خوف دلانا —— (ابن فارس)

☆ وعظ' خیر کو یاد دلانا —— (خلیل)

☆ وعظ نصیحت اور عواقب امور کا یاد دلانا۔

الورع :

بہ کسر را —— اسم فاعل —— اس کا معنی تقی یعنی شبہات سے بچنے والا۔

الوسیلہ :

وہ چیز جس کے ساتھ تقرب اور توسل کیا جائے ایسے شخص کی طرف کہ صاحب مرتبہء عالی ہو۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف مخلوق کا وسیلہ ہیں۔

الوُفی :

کامل خلق' تام خلق —— وفا سے مشتق ہے —— آپ تمام لوگوں سے زیادہ عہد کی وفا کرنے والے ہیں —— اور تمام لوگوں سے زیادہ وفا فرمانے والے ہیں —— یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے۔

الوافی :

بمعنی الوفی' آپ کی خلقت اور آپ کا خلق کامل ہے۔ آپ کی عقل آپ کے غیر پر راجح ہے —— حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

واف وماض شهاب يستضاء به   بدر انار على كل الاناجيل

ولی الفضل :

احسان اور نیکوئی کے مولیٰ یعنی سردار۔

الولی :

بمعنی ناصر' والی یا مصالح امور کے متولی اور ان کے ساتھ قیام —— ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما ولیکم اللہ و رسولہ

یا اللہ تعالیٰ کے محب —— یا ولایت کے ساتھ متصف —— ولایت کشف حقائق' قطع علائق اور باطن خلائق میں تصرف

Marfat.com

—— امام قشیری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ولی کے دو معانی ہیں:

☆ فعیل بمعنی مفعول —— وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے امر کا ولی کر دیا ہے اور اسے ایک لحظہ کو اس نفس کی طرف نہیں سونپتا ہے...... اور

☆ بمعنی فاعل —— وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی طاعت اور عبادت کا متولی ہو —— چنانچہ اسے پے در پے جاری کرتا ہے' اور اس کی طاعت اور عبادت کے درمیان معصیت نہیں آنے پاتی۔

ولی اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے:

وھو الولی الحمید' اللہ ولی الذین امنوا

''اللہ تعالیٰ مومنوں کی نصرت اور معونت کا متولی ہے اور ان کی کفایت کرتا ہے اور ان کے مصالح کا متولی ہے۔

یہ تیرہ (۱۳) اسمائے شریفہ ہیں ان میں دو اسم اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہیں۔ شامی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

الواجد :

بہ جیم بمعنی عالم یا غنی —— جدت سے اس کا معنی استغنا ہے۔ یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔ یعنی عالم ہے یا وہ غنی ہے کہ اس کو افتقار نہیں ہے۔

الوالی :

بمعنی مالک' بادشاہ' حاکم یا شریف —— یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔

الوسیم :

بہ وزن امیر' خوبرو' جمیل

الوصی :

وہ خلیفہ کہ اپنے غیر کے بعد امر کے ساتھ قائم ہو —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ احکام اور رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کی۔ جنہوں نے مخلوق کو آپ کی بشارت دی تھی اور آپ کی رسالت کی خبر کی تھی۔ اور مخلوق کو آپ کے اتباع پر ابھارا تھا۔

الوھاب :

ہبہ سے ہے۔ اس کا معنی ہے بذل مال' بے عوض —— یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے —— اس کا معنی وہ ذات کہ بقدر استحقاق عطا کرتی ہے اور جو شے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' کثرت نفقہ سے اسے نہیں روکتا۔

لفظ وھاب کا لغت میں یہ معنی ہے کہ مستحق اور غیر مستحق سب کے لئے کثیر عطا ہو۔

Marfat.com

حرف الہا

(ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اسمائے مبارک جو حرف ھا سے شروع ہوتے ہیں)

الھادی :

بمعنی ہدایت اور دعا ــــ یعنی وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو اپنی معرفت کے راستہ کی بصیرت دی ہے۔ یہاں تک کہ بندوں نے اس کی ربوبیت کا اقرار کیا ہے ــــ یا ہر ایک بندہ کا اس شے کی طرف ہادی جو اس کیلئے لابد ہے۔

یہ اسم اسمائے الٰہی سے ہے ــــ اس کا معنی دلالت یعنی صاحب رہنمائی اور اس کا معنی دعوت ہے ــــ اس معنی میں یہ ارشاد باری ہے:

ولکل قوم ھاد ۔ ہر ایک قوم کے لئے ایک داعی ہے"۔

ہادی کا اطلاق ہدایت پیدا کرنے پر کیا جاتا ہے جسے توفیق کہتے ہیں۔ توفیق اللہ تعالیٰ سے مختص ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لا تھدی من احببت

اور ھادی بمعنی دلالت اور دعا ہے ــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانک لتھدی یعنی "آپ دعوت الی اللہ دیتے ہیں اور صراط مستقیم کی طرف رہبری کرتے ہیں"۔

صراط مستقیم وہ سیدھا راستہ جس میں کچھ کجی نہیں ہے وہ اسلام کا راستہ ہے کہ سعادت دارین کو پہنچانے والا ہے ــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں فرمایا ہے:

وادعیا الی اللہ باذنہ

آپ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے ارادہ اور آسان کرنے سے بلانے والے ہیں ــــ اذن ارادت کے معنی میں مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔

ھدی :

شامی نے الف لام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کا معنی ارشاد اور دلالت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے رب کی طرف سے ارشاد اور دلالت آئے ہیں ــــ **الھدی** مصدر ہے۔ آپ کا اسم شریف اس لئے ہے کہ اس میں مبالغہ ہے یعنی آپ محض ہدایت ہیں۔

ھدیۃ اللہ :

اللہ تعالیٰ کا وہ ہدیہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان پر فضل کرنے کی غرض سے پہنچایا ہے۔ امام نے مرفوع روایت کی ہے:

Marfat.com

ان اللہ بعثنی رحمة للعالمین و هدی للعالمین

الهاشمي :

آپ کے والد گرامی کے جد کی طرف نسبت ہے یہ چار اسماء ہیں ان میں ایک اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک سے ہے۔

الهجود :

بہ وزن صبور، کثیر التہجد

الهمام :

بہ ضم ھا بادشاہ عظیم

الهمة :

بالکسر اور بہ فتح دونوں صورتوں میں ہے۔ اس کی جمع ھمم ہے۔

الهين :

بہ فتح اوّل و سکون ثانی ...... بمعنی ساکن

حرف الیاء

(یاسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مبارک اسماء جو حرف یا سے شروع ہوتے ہیں)

اليثربي :

یثرب کی طرف نسبت ہے۔ عہدہ جاہلیت میں مدینہ شریف کا نام تھا —— اس نام سے مدینہ منورہ کا نام رکھنے کی ممانعت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

يٰسين :

ابوطفیل سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں:

انا محمد واحمد والفاتح و الخاتم و ابوالقاسم والحاشر و العاقب والماحی و يٰسين و طه [1]

یٰسین کا معنی بنی طے کے لغت میں یا انسان ہے۔[2] یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا ہے

---

[1] اس حدیث کی روایت ابن مردویہ اور ابونعیم نے کی ہے۔ ابوالطفیل اس کے راوی ہیں اس لئے اس کو ابن وحیہ نے حدیث ضعیف کہا ہے۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے ان کی پیروی اس طور پر کی ہے کہ اس کی روایت میں ابویحیٰ ہے۔ جو واضع حدیث ہے ...... اور سیف بن وہیب ہے وہ ضعیف ہے۔ یہ ابویحیٰ وہ وضاع حدیث نہیں ہیں جن کے وضاع ہونے کا گمان کیا گیا ہے۔ مگر اس حدیث میں وہ راوی ضعیف ہیں اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے۔

[2] یہ بھی کہا گیا ہے کہ لغت حبشیہ میں ہے (مقاتل) —— لغت سرمایہ میں ہے (کلبی) —— اور یہ کہ یہ بنی کلب کے لغت میں ہے۔

Marfat.com

—— یٰسین کی اصل یا انیسین ہے۔ اسم کے بعض حصہ پر اقتصار کیا گیا ہے۔ یہ اقتصار کثرت ندا کی وجہ سے ہے جیسا کہ اللہ' ایمن اللہ کے اقتصار میں کہا گیا ہے —— امام رازی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ لفظ انسان کی تصغیر انیسین ہے۔ گویا لفظ کا صدر یعنی اوّل لے لیا گیا ہے اور عجز یعنی لفظ کا آخر حذف کر دیا گیا ہے اور یٰسین کہا گیا ہے۔ اس صورت پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خطاب ہو۔ اس خطاب پر یہ لفظ انك لمن المرسلين دلالت کرتا ہے —— جو لفظ عرب سے نقل کیا گیا ہے اس کی تصغیر میں انیسیان ہے یا کے ساتھ یا کے بعد الف ہے۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ لفظ انیسیان نے اس امر پر دلالت کی ہے کہ اس کی اصل انسیان ہے۔ اس لئے کہ تصغیر اشیاء کو اس کے اصول کی طرف پھیر دیتی ہے۔ اور اس کی مثل مصباح میں رہے —— دونوں لفظوں کا ظاہر یہ ہے کہ اس کی تصغیر میں نہیں سنا گیا —— ابن حبان نے یہ تعاقب کیا ہے کہ تصغیر اس تحقیر کی قسم سے ہے جو نبوت کے حق میں اس کا استعمال ممتنع ہے۔ اس لئے کہ علماء نے اس پر نص کیا ہے کہ شرعاً اسمائے عظیمہ پر تصغیر داخل نہیں ہوتی ہے۔ جیسے اسمائے الٰہی اور اسمائے انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ اس لئے کہ تصغیر میں تحقیر کا ابہام ہوتا ہے۔ اگرچہ تصغیر تعظیم کے لئے آپ کے قول دویہ میں آئی ہے۔ تصغیر نہیں آتی ہے مگر اس اسم میں جس کی تصغیر جائز ہے۔

ابن الحنیفہ محمد بن علی بن ابی طالب الہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یٰسین کا معنی یا محمد ہے —— ابی العالیہ نے اس کا معنی یا رجل لکھا ہے اور اس امر سے مراد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں —— ابوبکر وراق نے اس کا معنی یاسید البشر بیان کیا ہے۔

امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا معنی یا سید ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خطاب ہے —— لفظ یاسین کی تفسیر جو یا سید ہے' اس میں آپ کی تعظیم اور تمجید جو کچھ ہے' اس کی انتہا نہیں ہے اس کی حد پر وقوف ممکن نہیں ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ: الحاقة ما الحاقة ہے۔ اس وجہ سے وقوف ممکن نہیں ہے کہ آپ کا وصف اس سیادت متعلقہ سے ہے جو عموم کا فائدہ مقام خطابی میں دیتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ آپ کے سوا ہیں یہ وصف ان پر آپ کے تفوق کا فائدہ دے گا۔ اس لئے کہ آپ ہر ایک خیر کا واسطہ ہیں —— یہ بعض کلمہ کے ساتھ باقی کلمہ سے اکتفا ہے۔

عرب کہتے ہیں الا تا بمعنی الاتفعل —— مخاطب یہ جواب دیتا ہے بلی فا) اے۔ افعل —— حدیث شریف میں ہے كفي بالسيف شا يعني شاهدا —— تجانی نے کہا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ اہل عرب بعض حروف کلمہ کے ساتھ ایسے حال میں اکتفا کرتے ہیں کہ بعض حروف کلمہ سے اسم کے ساتھ تعبیر کرنے والے ہوتے ہیں جیسے شاعر کا یہ قول ہے:

قلت لها قفي قالت قاف

''میں نے معشوقہ سے کہا تو ٹھہر جا' اس نے مجھے جواب قاف دیا' یعنی اس نے کہا میں ٹھہر گئی''۔

چنانچہ لفظ یٰسین سے یہ احتمال ہوتا ہے۔ کسی اسمائے حروف سے دو اسموں کے ساتھ اس سے تعبیر کی گئی ہو۔ نہ اسکے مسمی سے تعبیر کی گئی ہو۔ جیسا کہ امام رازی علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔ اگرچہ عرب بعض کلمہ کے ساتھ اکتفا کرتے ہیں۔ جیسے قائل کا یہ قول ہے:

Marfat.com

کانت منہا بارض لا یبلغہا

منا سے مراد منایا ہیں۔ اور جیسے شاعر کا قول ہے:

درس المنا بمعابع فابان

منا منازل کا اقتصار ہے۔ اس کے نظائر کثیرہ ہیں۔ یہ ترخیم غیر منادی کی نہیں ہے بلکہ ایک کلمہ کے حرف کے ذکر سے بقیہ کلمہ کی طرف اشارہ ہے۔

الیتیم:

شامی نے اسماء گرامی میں الیتیمؐ کا اضافہ کیا ہے —— یتم سے مشتق ہے۔ اس کا معنی باپ کا بیٹے کے بلوغ سے پہلے مر جانا —— یا اس کا معنی منفرد ہے جیسے در یتیم اس موتی کو کہتے ہیں جو صدف میں ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

الم یجدك یتیما

میں ہے —— اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو قریش میں ایک ہی پایا' آپ عدیم النظیر ہیں۔

ابو القاسم:

آپ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ جمہور کے نزدیک جو آپ کی اکبر اولاد کے نام ابو القاسم سے مشہور ہے۔ غرفی وغیرہ نے کہا ہے کہ آپ قیامت کے دن اہل جنت کے درمیان جنت تقسیم فرمائیں گے —— آپ کی کنیت شریف[1] ابو القاسم اس

---

[1] حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ لفظ کنیت بہ ضم کاف اور سکون نون کنایہ سے ہے۔ کنیت عن الامر جس وقت اس امر کو اس لفظ کے بغیر کہا جائے جس کے ساتھ اس امر پر صریحا استدال کیا جائے۔ اہل عرب میں کنیتیں مشہور ہوئی ہیں یہاں تک کہ کنیت اکثر اسم پر غالب ہوگئی ہے جیسے ابوطالب۔ کبھی ایک آدمی کی ایک اور ایک سے زائد کنیتیں ہوتی ہیں۔ اور کبھی آدمی اپنے اسم اور کنیت دونوں سے مشہور ہوتا ہے —— اسم کنیت اور لقب ان تمام کو علم جمع کرتا ہے۔ اسم' کنیت اور لقب علم کے متغائر اس طور پر ہوتے ہیں کہ لقب وہ اسم ہے جو مدح اور ذم سے خبر دیتا ہے اور کنیت وہ ہے جو لفظ اب اور ام کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے سوا جو ہے وہ اسم ہے۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب الموسوم بالمرصع میں کہا ہے کہ کنیت کنایہ سے ہے۔ کنایہ وہ ہے کہ تم ایک شے کے ساتھ کلام کرو اور اس کے غیر کا ارادہ کرو جو اس کنایہ سے لایا گیا ہو۔ اس وجہ سے کہ کنیت کے ساتھ جس کا کنایہ کیا گیا ہے اس کی تعظیم احترام اور اکرم تم کو مقصود ہے تاکہ خطاب میں اس کے نام سے تصریح نہ کی جائے اور اسی سے شاعر نے کہا ہے۔

اکنیۃ حین اناویہ لاکرمہ　　　ولا القہ والسؤاۃ اللقبا

عرب میں کنیت کا سبب یہ ہوا ہے کہ عرب کا ایک بادشاہ اوّل سے تھا۔ اس کے ایک بیٹا ہوا۔ اس نے اپنے فرزند میں فراست اور نظر غور سے نجات دیکھی وہ فریفتہ ہوگیا جبکہ وہ بڑھا اور ادب سلاطین کے لیے صالح ہوگیا تو اس کے ماں باپ نے اس امر کو دوست رکھا کہ اس کے لیے آبادی سے دور تنہا رہنے کے جگہ مقرر کی جائے اور ادب سکھلانے والوں کے اخلاق سے متخلق ہو۔ اس کے زمانہ کے بعض لوگ جو ہلکے ہیں ان کے ساتھ وہ معاشرت نہ رکھے۔ اس بادشاہ نے اپنے اس فرزند کے لیے ایک جنگل میں ایک مکان بنایا اور اس کو اس مکان کی طرف نقل کردیا۔ اس کے لیے وہ لوگ مہیا کیے جو انواع آداب علمیہ اور آداب ملکیہ سے اس کی تربیت کرتے تھے۔ دنیا کی چیزوں سے اس کی جو حاجت تھی وہ اسے کے لیے دستیاب کی گئیں۔ اس کے عزیزوں میں جو ہم عمر تھے اور ان کے علاوہ لوگوں کے جو لائق فرزند تھے اس کے ساتھ شریک کیے تاکہ اسے مانوس کریں اور موافقت کے ساتھ اس کے لیے ادب کو دوست رکھیں۔ بادشاہ ہر سال اس کے پاس جاتا۔ بادشاہ کے ساتھ وہ لوگ بھی جاتے جن کے فرزند بادشاہ کے فرزند کے ساتھ تھے۔ بادشاہ کا بیٹا ان لوگوں کو پوچھتا: (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

حدیث پاک کی وجہ سے ہے:

انی جعلت قاسما اقسم بینکم

جیسے کہ آپ کی یہ مشہور کنیت ابوالقاسم متعدد احادیث صحیحہ میں آئی ہے۔ جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول صحیح حدیث میں ہے:

قال ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم

ابو ابراھیم :

آپ کی کنیت ابوابراہیم آپ کی دوسری اولاد کے اسم سے ہے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بیہقی کے نزدیک آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے یہ کہا کہ سلام علیک کی:

السلام علیك یا ابا ابراھیم

ابو رامل :

ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی کنیت ابو رامل بھی ہے۔

ابو المومنین:

ابن دحیہ کے غیر نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی کنیت ابو المؤمنین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم و ازواجہ امھاتھم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مومنین کی جانوں سے بہتر (مقدم) ہیں' نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں''۔
ابی ابن کعب نے پڑھا ہے کہ آپ مومنوں کے باپ ہیں یعنی شفقت و راحت میں باپ کی مثل ہیں۔

(۔۔حاشیہ صفحہ گزشتہ سے آگے) لوگ اس سے کہتے کہ یہ شخص فلاں لڑکے کا باپ ہے فلاں لڑکے کا باپ ہے' اور یہ شخص فلاں لڑکے کا باپ ہے —— جو لڑکے اس کے پاس رہا کرتے تھے۔ وہ لوگ ان لڑکوں کے باپ تھے۔ ان لڑکوں کی نسبت و اضافت سے ان کے باپوں کو وہ شہزادہ پہچان جاتا۔ یعنی اس شہزادہ سے لوگ ہر لڑکے کے باپ کو یوں کہتے:

''یہ ابوفلاں ہے' اور یہ ابوفلاں ہے''۔

اس سبب سے ملک میں کنیت ظاہر ہوئی ہے۔

Marfat.com

دوسری فصل

آپ کی اولاد کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کرام جن پر علماء کرام کا اتفاق ہے۔ان میں سے چھ ہیں —— دو بیٹے ہیں:

☆ حضرت قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کی چار صاحبزادیاں ہیں:

☆ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

چاروں صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے' انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ان کی اولاد کے بارے علماء نے اختلاف کیا ہے۔

ابن اسحاق کے نزدیک طاہر اور طیب بھی آپ کی اولاد سے ہیں۔

صاحبزادوں کے بارے اختلاف:

جیسا کہ ابن اسحاق نے طاہر اور طیب دو نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرینہ اولاد میں شمار کئے ہیں —— اس طریق پر

---

[1] مصنف نے اولاد کے ذکر کے موقع پر یہ نہیں کہا کہ آپ کی اولاد اور پھر ان کی اولاد کا ذکر —— اگرچہ آپ کی صاحبزادیوں حضرت زینب اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کا ذکر کیا ہے —— ترجمہ میں اس لئے ذکر اس لئے نہیں کیا کہ آپ کی اولاد کی اولاد کا ذکر تبعاً ہے یا لفظ اولاد کو اس کی حقیقت اور مجاز دونوں معانی میں استعمال کیا ہے —— چنانچہ اس شے کا ارادہ کیا ہے جو اولاد کی اولاد کو شامل ہو' لیکن ہم نے جو بات پہلے کہی ہے' وہ کی ہے اس لئے کہ مصنف نے آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر نہیں کیا ہے تاکہ اس سے لازم ہو کہ جس شے کا ترجمہ کیا ہے' اس سے کمی کردی ہے۔شرح زرقانی۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند چار ہوئے۔

زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ ابراہیم کے سوا قاسم اور عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند تھے ـــــ عبداللہ نے کم عمری میں مکہ میں وفات پائی تھی ـــــ ان کی عمر اس لئے معلوم نہ ہو سکی کہ اس وقت تاریخ کی طرف دھیان کم تھا ـــــ ان کو طاہر وطیب کہتے تھے۔ چنانچہ ان کے تین نام تھے ـــــ

ابن بکار کا یہ قول اکثر اہل نسب کا قول ہے ـــــ ابوعمرو اور دارقطنی نے اس بات کو اثبت قرار دیا ہے کہ عبداللہ کا نام طیب اور طاہر تھا' اور وہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ اس طریق پر تین ذکور ہوئے:

☆ قاسم ☆ عبداللہ ☆ ابراہیم

دارقطنی نے حکایت کیا ہے کہ عبداللہ' طیب اور طاہر کے غیر ہیں ـــــ چنانچہ اس طریق پر پانچ فرزند ہوئے۔ (بشمول قاسم وابراہیم)

صاحب الصفوۃ نے لکھا ہے کہ طیب اور مطیب ایک بطن میں جڑواں پیدا ہوئے تھے ـــــ اور طاہر ومطہر ایک بطن میں جڑواں پیدا ہوئے تھے۔

ہیثم کذاب نے کہا ہے کہ مبعوث ہونے سے پہلے آپ کے ایک صاحبزادہ پیدا ہوا تھا' جس کا نام عبدمناف تھا ـــــ اس طرح سے تو بارہ صاحبزادے ہوئے۔

عبدمناف کے سوا آپ کی تمام اولاد اسلام میں مبعوث ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہے ـــــ جبکہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ابراہیم کے سوا آپ کی تمام اولاد اسلام سے پہلے پیدا ہوئی ہے ـــــ آپ کے صاحبزادے اسلام سے پہلے شیرخواری کی عمر میں وصال کر گئے۔

زبیر نے کہا ہے کہ عبداللہ چونکہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے' اس لئے ان کا نام طیب اور طاہر رکھا گیا......

علماء کے ان جمیع اقوال کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ آپ کے آٹھ صاحبزادے ذکور تھے۔ جن میں سے دو صاحبزادے قاسم اور ابراہیم پر سب کا اتفاق ہے...... جبکہ چھ صاحبزادوں سے متعلق علماء کو اختلاف ہے:

عبدمناف ' عبداللہ ' طیب ' مطیب ' طاہر اور مطہر

اصح قول :

اصح قول یہ ہے کہ یہ ہے کہ تین صاحبزادے ہیں: قاسم ' ابراہیم اور عبداللہ

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو لقب ہیں ـــــ طیب اور طاہر' اور چاروں بیٹیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد سے ہیں ـــــ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں بلکہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھے۔

Marfat.com

حضرت قاسم علیہ السلام :

آپ اوّل وہ صاحبزادہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار نبوت سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ انہی سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے —— حضرت قاسم یہاں تک زندہ رہے کہ وہ چلتے پھرتے تھے مگر رضاعت پوری نہیں ہوئی تھی۔ آپ کی عمر کے بارے میں مختلف روایات ہیں :

☆ دو سال سات راتیں —— (مجاہد)

☆ سترہ ماہ —— (مفضل بن غسان الغلابی)

☆ جانور پر سوار ہونے کے زمانہ کو پہنچ گئے تھے —— (ابن فارس)

فریابی کا کہنا ہے کہ حضرت قاسم نے اسلام میں وفات پائی ہے۔ وہ پہلے وہ ہیں جو آپ کی اولاد میں سے فوت ہوئے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اکبر اولاد سے ہیں۔ یعنی تمام صاحبزادیوں سے بڑی ہیں —— اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف اس بات پر ہے کہ حضرت زینب اور حضرت قاسم دونوں میں سے پہلے کون پیدا ہوا ہے —— ابن اسحٰق کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے تیسویں (۳۰) سال میں (بعثت سے دس برس پہلے) پیدا ہوئی ہیں انہوں نے اسلام کو پایا ہے اور جنگ بدر کے بعد ہجرت کی ہے —— آپ کا وصال ہجرت کے آٹھویں سنہ میں اپنے شوہر خالہ زاد بھائی ابی العاص لقیط کے پاس ہوا جو ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔

دوسری روایت میں شوہر کا نام مقسم بن الربیع بن عبدالعزی بن عبدالشمس ہے ——

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے پہلے ہجرت کی تھی۔ آپ نے اپنے شوہر کے شرک کے باعث انہیں چھوڑ دیا تھا —— دو سال بعد میں جب آپ کے شوہر اسلام لے آئے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عنہا کو پہلے نکاح کے ساتھ ہی بھجوا دیا تھا —— اس مدت کے بارے میں مختلف آراء ہیں :

☆ ہجرت کے چھ سال بعد بھجوایا گیا تھا۔

☆ عدت گزرنے کے بعد بھجوایا گیا تھا —— (بروایت موسیٰ ابن عقبہ)

☆ ہجرت کے ساتھ سال بعد بھجوایا گیا تھا —— (عمرو بن شعیب)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے علی پیدا ہوئے۔ جو اپنی والدہ کے وصال کے بعد چھوٹی عمر ہی میں وصال کر گئے —— علی ابن زینب فتح مکہ کے دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آپ کے اونٹ پر سوار تھے —— حضرت

Marfat.com

زینب نے ابی العاص سے امامہ کو جنم دیا تھا۔ امامہ کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز میں اپنی گردن پر اٹھا لیا تھا۔ جس وقت آپ نماز میں رکوع کرتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جس وقت اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھاتے تو امامہ کو پھر اپنی گردن پر بٹھا لیتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت کی وجہ سے ان کے بعد امامہ کے ساتھ نکاح کر لیا تھا —— امامہ کے باپ نے حضرت زبیر بن عوام کو ان کے نکاح کے لئے وصیت کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب نے امامہ سے نکاح کر لیا تھا —— مغیرہ سے امامہ نے یحییٰ کو جنم دیا اور امامہ نے مغیرہ کے پاس ہی وفات پائی۔

ایک روایت کے مطابق امامہ نے نہ حضرت علی سے کسی بچے کو جنم دیا اور نہ مغیرہ سے —— زبیر نے کہا ہے کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی پس ماندہ نہ رہا —— اسے ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے تینتیسویں سنہ میں پیدا ہوئی ہیں —— حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتبہ بن ابولہب کی زوجہ تھیں۔ اور ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتبہ کے بھائی عتیبہ کی زوجہ تھیں۔

جب سورہ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو عتبہ اور عتیبہ سے ان کے باپ ابولہب نے کہا:

''میرے سر کا قرب تمہارے سروں سے حرام ہے' اگر تم دونوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بیٹیوں سے مفارقت نہ کرو''۔

یہ مثل ہے کہ آپس میں محبت رکھنے والے ایک ہی تکیہ پر سر رکھتے ہیں'' —— عتبہ اور عتیبہ ان دونوں صاحبزادیوں کے پاس داخل نہیں ہوتے تھے —— حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں نکاح کر لیا ان کے ساتھ سرزمین حبشہ کی طرف دوبار ہجرت کی —— حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی جمیلہ تھیں کہ جن سے دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی —— ابن قدامہ نے ذکر کیا ہے کہ اہل حبشہ کا ایک گروہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتا تھا اور تعجب کرتا تھا۔ ان کے دیکھنے سے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایذا ہوئی۔ حضرت رقیہ رضے اللہ تعالیٰ عنہا کو ایذا ہوئی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دیکھنے والوں پر بددعا کی' وہ سب ہلاک ہو گئے۔

دولابی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بعثت سے پہلے ہوئی تھی۔ جبکہ دولابی کے غیر نے اس کے برعکس لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اسلام کے بعد ہوا ہے۔

Marfat.com

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب وصال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بدر میں تھے —— ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کی گئی تو آپ نے فرمایا:

"الحمد للہ دفن البنات من المکرمات —— (دولابی سے روایت)

بزار کی روایت میں دفن البنات کی جگہ موت البنات ہے۔

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان صاحبزادی صاحبہ کا کوئی نام معروف نہیں۔ وہ اپنی کنیت سے پہچانی جاتی ہیں۔ بلکہ یوں کہہ لیں کہ کنیت ہی ان کا نام ہے —— ان کا عتیبہ بن ابی لہب کے ساتھ نکاح ہوا تھا —— عتیبہ نے داخل ہونے سے پہلے ان سے مفارقت کر لی۔

ابن ابوخیثمہ نے بیان کیا ہے کہ عتیبہ نے جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھوڑ دیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا:

''کفرت بدنیک اور آپ کی صاحبزادی کو میں نے چھوڑ دیا —— نہ آپ مجھے دوست رکھیں اور نہ میں آپ کو دوست رکھوں''۔

پھر اس نے آپ پر حملہ کیا اور آپ کی قمیض مبارک پھاڑ ڈالی —— وہ تجارت کے لئے ملک شام کی طرف نکل رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عتیبہ سے فرمایا:

''تو سن لے! میں اللہ تعالیٰ سے یہ چاہتا ہوں کہ تجھ پر اپنا کوئی کتا مسلط کر دے کہ وہ تجھے قتل کر ڈالے''۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آپ نے عتیبہ پر یہ بددعا کی:

اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک

ابوطالب اس وقت موجود تھے۔ آپ کی دعا سے انہیں شدید رنج ہوا کہ قبول ہونے کا یقین تھا۔ ابو طالب نے عتیبہ سے کہا:

''میرے بھتیجے کی دعا سے تجھے کس چیز نے بے نیاز کر دیا تھا۔ میرا بھتیجا مستجاب الدعوات ہے''۔

عتیبہ قریش کے تاجروں میں گھر سے نکلا۔ یہاں تک کہ وہ تاجر ملک شام کی ایک جگہ رات کو اترے۔ جس کا نام زرقا ہے۔ اس رات ایک شیر ان تاجروں کے اطراف پھرنے لگا —— عتیبہ نے شیر کو دیکھا تو یا ویل امی پکارنے لگا۔ اور کہا:

''واللہ' یہ شیر مجھے کھا جانے والا ہے جیسے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر بددعا کی ہے —— کیا ابن ابی کبشہ میرا قاتل ایسے حال میں ہے کہ وہ مکہ میں ہے اور میں ملک شام میں ہوں''۔

Marfat.com

شیر نے لوگوں کے درمیان اس پر حملہ کیا اور اس کا سر پکڑ کر اسے چبا ڈالا —— ایک اور روایت میں ہے کہ شیر آیا اور لوگوں کے منہ سونگھنے لگا، اس نے اپنی دم کو لہرایا اور چھلانگ لگائی۔ عتیبہ کو ایک ہی کامل ضرب لگائی اور زخمی کر دیا۔ عتیبہ نے کہا ''مجھے مار ڈالا'' اور وہ اپنے کفر پر ہلاک ہو گیا۔

جب حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاجزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کرنا چاہی —— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ادب کی وجہ سے کہ ان کی بیٹی آپ کی بیٹی کی جگہ ہو گی۔ اسے مکروہ سمجھتے ہوئے) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کو رد کر دیا۔

یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

''اے عمر! میں تم کو اس اچھے مرد کی طرف رہبری کرتا ہوں کہ تمہارے لئے عثمان سے اچھا ہے —— اور عثمان کی رہبری اس کی طرف کرتا ہوں کہ ان کے لئے تم سے اچھا ہے''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''بہتر ہے یا نبی اللہ!''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو اور میں اپنی بیٹی کی شادی عثمان کے ساتھ کر دیتا ہوں''۔

اس حدیث کو خجندی نے روایت کیا ہے —— اس حدیث سے اس امر پر استدلال لیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاجزادیاں آپ کی ازواج سے افضل ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہجرت کے تیسرے سال ماہ ربیع الاول میں شادی کی —— حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(بروایت ابن سعد)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر میری ایک سو بیٹیاں ہوتیں —— اور وہ ایک کے بعد ایک فوت ہو جاتی تو میں تمہارے ساتھ ایک کے بعد دوسری بیٹی کی شادی کر دیتا —— یہ جبرئیل موجود ہیں انہوں نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ام کلثوم کی شادی کر دوں''۔

اس حدیث کو فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سن ۹ ہجری ماہ شعبان میں وفات پائی۔

Marfat.com

آپ کی نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی —— حضرت علیؓ فضل بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا۔

بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر بیٹھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا:

''کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو آج کی رات اپنی بیوی کے پاس نہ گیا ہو''۔

ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''میں ہوں''۔

آپ نے فرمایا۔

''ام کلثوم کی قبر میں اترو''

ابو طلحہ اترے —— گزشتہ سطور میں اس کے برعکس بیان ہوا ہے کہ ان کے دفن کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر میں تھے۔

اسما بنت عمیس اور صفیہ بن عبدالمطلب نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا —— ان کے غسل میں ام عطیہ بھی حاضر ہوئی تھیں —— انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی روایت کی ہے کہ ''تم عورتیں تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو۔

—— اکثر سات سے فرمایا[1] —— اگر تم عورتیں مناسب سمجھو تو پانی میں بیر کے پتے جوش دے کر اس سے غسل دو۔ غسل کے آخر میں کافور شریک کرو[2] —— جس وقت تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو''۔

جب ہم عورتوں نے غسل سے فراغت پائی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔ آپ نے ہماری طرف تبرک کی غرض سے ایک تہہ مبارک پھینک دیا اور فرمایا:

''اس سے میت کا شعار کرو''

ام عطیہ نے کہا:

''ہم نے آپ کی صاحبزادی کے بالوں میں کنگھی کی ان کے تین حصے کیے دو حصے سر کے دونوں طرف اور ایک حصہ سر کے پیچھے کیا''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تین حصے کیے گئے —— ابن حبان نے آپ کے ارشاد کی تصریح ام عطیہ سے کی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

---

1. لفظ ''اکثر'' سات بار کی تفسیر کے لئے ہے نہ کہ سات بار سے تجاوز کے لئے۔

2. کافور کے لئے اس لئے حکم فرمایا کہ ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جگہ پاکیزہ ہو جائے ...... کافور سے میت کے جسم میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ اس میں خشک کرنے اور سرد کرنے کا مادہ ہے اور قوت نفوذ ہے۔ اس کی بو حشرات الارض کو دفع کرتی ہے۔ فساد کی سرعت کو دفع کرتی ہے اور فضلات کے غلبہ کو روکتی ہے۔

Marfat.com

''ازار کا الحاق کرو''۔

اور آپ نے دوسرا تہبند دیا۔ اور ان غسل دینے والی عورتوں سے فرمایا:

''ام کلثوم کو اس میں لپیٹ دو اور اس کو ان کا وہ شعار کر دو جو جسم سے ملا ہوتا ہے' اس کو شعار کہتے ہیں —— اور اس کے مافوق وثار[1] ہے''۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے اکتالیس سال میں پیدا ہوئی ہیں۔ یہ ابوعمر نے ذکر کیا ہے —— جبکہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئی ہے سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے —— ابن جوزی نے کہا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش اعلان نبوت کے پانچ سال پہلے ایام بنائے کعبہ میں ہوئی ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ:

☆ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی ذریت کو قیامت کے دن آتش دوزخ سے منع کیا ہے۔

(حافظ ابن عساکر' غسانی' خطیب)

☆ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دوستوں کو آتش دوزخ سے بچایا ہے۔

☆ ان کے دوست رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ سے بچایا ہے (اس میں ہر ایک مسلمان کے لئے بشارت ہے)

ان کا نام بتول اس لئے رکھا گیا تھا کہ:

☆ فضیلت اور دین اور حسب میں اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے منقطع تھیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے منقطع تھیں —— (ابن اثیر)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے آپ کی شادی کے سن وتاریخ میں بہت سی روایتیں ہیں:

☆ ہجرت کے دوسرے سال میں اوائل محرم یا صفر یا رجب یا رمضان۔

☆ سنہ تین ہجری میں جنگ اُحد کے بعد۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیاہ کر اپنے گھر لائے تھے —— اس کے ساڑھے چار ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیاہ ہوا ہے —— ان کی شادی کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ساڑھے سات ماہ بعد ان کے پاس داخل ہوئے ہیں۔

☆ ماہ صفر ہجرت کے دوسرے سال میں شادی ہوئی ہے اور ان کے پاس ماہ ذوالحجہ ہجرت کے بائیسویں ماہ کے آغاز

[1] وثار وہ کپڑا جو اس پڑے کے اوپر ہو جو جسم سے ملا ہو۔

Marfat.com

میں داخل ہوئے ہیں۔

ان کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی سے ہوئی۔

شادی کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی۔

حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی افضل بنات سے ہیں —— حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے اہل سے آپ کو زیادہ دوست تھیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احب اھلی الی فاطمہ ''اپنے اہل میں فاطمہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے''۔

اس حدیث کے راوی ترمذی ہیں —— حاکم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں —— حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اقوی وہ بات جس کے ساتھ اس امر پر استدلال کیا جائے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے غیر پر مقدم ہیں۔ حدیث نبوی ہے:

انھا سیدۃ نساء العالمین الامریم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے دھان میں بوسہ دیتے تھے اور اپنی زبان ان کو چساتے تھے (تاکہ آپ کا لعاب دھن مبارک ان کے لعاب کے ساتھ مل کر ان کے اندر داخل ہو اور ان کو برکت ہو)

—— آپ جس وقت کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو سب سے آخر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملتے' اور جس وقت سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس داخل ہوتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

فاطمہ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبی

''فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جس نے فاطمہ سے دشمنی کی' مجھ سے دشمنی کی''۔

اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

"او ماترضین ان تکونی سیدۃ نساء المؤمنین

''کیا تو مومن عورتوں کے سردار بننے سے راضی نہیں''۔

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے...... امام احمد کی روایت میں ہے:

افضل نساء و اھل الجنۃ ''جنتی عورتوں سے افضل ہو''۔

آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کی تاریخ سے متعلق مختلف روایات ہیں کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

رحلت کے:

☆ چھ ماہ بعد —— سہ شنبہ کی رات' تین رمضان المبارک ہجری ۱۱

☆ آٹھ ماہ بعد ——

جبکہ عمر انتیس (۲۹) سال تھی' وفات پائی۔

روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسماء بنت عمیس سے کہا:

''جو امر عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے' میں اسے قبیح جانتی ہوں کہ مردہ عورت کی لاش پر ایک کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جس سے عورت کا موٹا یا دبلا پن معلوم ہوتا ہے''۔

اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی! آپ سن لیں۔ میں آپ کو شے دکھلاتی ہوں جسے میں نے ملک حبشہ میں دیکھا ہے۔''

پھر اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجور کی سبز شاخیں منگوائیں اور انہیں خم دیا۔ پھر ان شاخوں پر ایک کپڑا ڈال دیا —— حضرت فاطمہ اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھ کر کہا:

''یہ کتنا اچھا طریق ہے جس سے عورت سے مرد کی شناخت ہوتی ہے''۔

یعنی فرق محسوس ہوتا ہے اور عورت کا جنازہ معلوم ہوتا ہے —— حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسماء سے کہا:

''جس وقت میں مر جاؤں تو تم اور میرے شوہر (حضرت) علی مجھے غسل دینا اور میرے پاس کوئی شخص داخل نہ ہو''۔

اس حدیث کو ابوعمرو ابن عبدالبر نے روایت کیا ہے۔

ام رافع سلمیٰ کی حدیث میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں تو انہوں نے غسل کیا اور نئے کپڑے پہنے[1] اور مجھ سے فرمایا:

''میرا بستر وسط مکان میں بچھا دو''۔

میں نے بستر بچھا دیا۔ وہ گھر کے وسط میں بستر پر لیٹ گئیں اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا پھر قبلہ رخ ہوگئیں اور کہا:

''اب میں قبض کی گئی ہوں' مجھے کوئی کھول کر نہ دیکھے اور نہ مجھے کوئی غسل دے''۔

پھر وہ اپنی جگہ قبض کر لی گئیں —— اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان میں داخل ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام رافع سے جو کچھ کہا تھا' ان کو اس سے مطلع کیا گیا —— حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اٹھایا اور ان

[1] ام رافع سلمیٰ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ ہیں...... ان سے کئی احادیث روایت ہیں۔

Marfat.com

کے اسی غسل سے انہیں دفن کر دیا اور انہیں کھول کر نہیں دیکھا اور نہ کسی نے ان کو غسل دیا[1] —— ابو عمر نے کہا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان پہلی عورتوں سے ہیں جن کی لاش اسماء کی روایت کے مطابق ڈھانپی گئی ہے...... پھر ان کے بعد حضرت زینب بنت جحش ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں کہ ان کی نعش کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا ہے۔

حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں:

☆ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کم عمری میں ہی وفات پا گئے تھے)

☆ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی پس ماندہ نہ تھا —— چنانچہ آپ کی نسل شریف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فقط سبطین کی جہت ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، سے پھیلی ہے:

☆ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کوئی منسوب ہوتا ہے، اسے حسنی کہا جاتا ہے —— اور

☆ جو کوئی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہوتا ہے، اسے حسینی کہتے ہیں —— اور

☆ کبھی نسبت حسینی میں وہ شخص جو حضرت اسحاق ابن جعفر الصادق بن محمد الباقر ابن زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب سے ہوتا ہے ملا دیا جاتا ہے —— اسے اسحاقی، حسینی الاسحاقی کہا جاتا ہے۔

یہ اسحاق وہ ہیں جو سیدہ نفیسہ بنت الحسن بن زید بن علی کے شوہر ہیں —— حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عابدہ زاہدہ تھیں —— دن کو روزہ رکھتی تھیں اور رات بھر عبادت کرتی تھیں۔ اپنے شوہر اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مصر کو تشریف لے گئیں۔ ان کو قبول عام ہوا۔ آپ نے وہیں رحلت فرمائی —— ان کے شوہر اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی لاش کو مصر سے جنت البقیع لے جانا چاہا۔ اہل مصر نے ان سے تبرک اور برکت کی غرض سے انہیں مصر میں دفن کرنے کے لئے گزارش کی —— حضرت اسحاق نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ان سے فرمایا:

"نفیسہ کے معاملہ میں اہل مصر سے معارضہ نہ کرو۔ اسلئے کہ ان کی برکت سے اہل مصر پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے"۔

حضرت نفیسہ نے رمضان المبارک ۲۰۸ھ میں مصر میں وفات پائی ——

---

[1] اس حدیث کو امام احمد نے "مناقب" میں ضعیف سند سے روایت کیا ہے اسی طرح ابن سعد اور دولابی نے روایت کیا ہے...... یہ روایت اسماء کی روایت کے برعکس ہے......

Marfat.com

حضرت اسحاق اور حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک صاحبزادہ حضرت قاسم اور ایک صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے —— وہ دونوں حضرت اسحاق اور حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پس ماندہ نہ رہے۔

حضرت اسحاق کے پس ماندہ البتہ حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غیر سے باقی رہے ہیں' جو ان کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں جو اسحاقی کہلاتے ہیں۔

حضرت ام کلثوم بنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں —— سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی خلافت میں حضرت ام کلثوم بنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔

محمد ابن ابی عمر العربی مسلم کے شیخ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صاحبزادی ام کلثوم کے لئے درخواست کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

''وہ کم عمر ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا پیام رد کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ پیغام بھیجا —— حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''میں ام کلثوم کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ اگر وہ آپ سے راضی ہوگئیں تو آپ کی زوجہ ہیں''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا —— حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی پنڈلی کھولی۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔

''ٹھہر جائیں —— اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ امیر المومنین ہیں تو آپ کی آنکھ پر میں طمانچہ مارتی''۔

(یہ روایت ضعیف ہے)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پیام بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

''میں نے اپنی لڑکیوں کو جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بیٹوں (یعنی اپنے بھتیجوں) کے لئے روک رکھا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''آپ ام کلثوم کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے —— قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ پشت زمین پر کوئی شخص ام کلثوم کا امیدوار نہیں ہے' جس قدر میں آس مند ہوں''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''میں نے شادی کر دی''۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین کی طرف آئے اور ان سے کہا:

''مجھے مبارک باد دو''۔

انہوں نے مبارک باد دی اور پوچھا۔

''آپ نے کس کے ساتھ شادی کی ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی کے ساتھ —— نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: کل نسب وسبب منقطع یوم القیامۃ الانسبی و سببی اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا داماد بنایا تھا۔ اور اس بات کو میں نے بھی دوست رکھا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چالیس ہزار درہم مقرر کیا۔

حضرت عمر اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک صاحبزادہ زید اور ایک صاحبزادی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے۔ بعد میں وہ دونوں حیات نہ رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعد دیگرے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تین بیٹوں سے شادی کی ——

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضامندی سے سب سے بڑے بیٹے عون بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کی —— عون بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے ماں باپ یوم خیبر میں انہیں حبشہ سے لائے تھے —— کہتے ہیں کہ عون بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔

عون کی وفات کے بعد ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے بھائی محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ یہ بھی ملک حبشہ میں پیدا ہوئے ہیں —— اسلام میں ان کا نام محمد سب سے پہلے رکھا گیا ہے۔

محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شادی کی۔ عبداللہ عون اور محمد بن جعفر کے بھائی تھے —— پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں وفات پا گئیں —— ان تینوں بھائیوں میں سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں صرف محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جو چھوٹی عمر ہی میں وفات پا گئی —— ان کے بعد ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی بیٹی یا بیٹا نہ رہا۔

حضرت زینب بنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما :

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد ان کی ہمشیرہ حضرت زینب بنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کی ——

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کے چار صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی نے جنم لیا:

☆ علی بن عبداللہ بن جعفر ☆ عون بن عبداللہ بن جعفر

☆ عباس بن عبداللہ بن جعفر ☆ محمد بن عبداللہ بن جعفر

☆ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے چچا زاد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب سے بیاہ کیا —— قاسم بن محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد اولاد ہوئی۔ جن میں سے فاطمہ بن قاسم حضرت حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن عوام کی زوجہ ہیں —— اور ان سے عبداللہ کے پس ماندہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد علی اور علی کی بہن ام کلثوم جو زینب بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں' ان سے اولاد چلی —— علی اور ام کلثوم بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو لوگ نسبت کئے جاتے ہیں وہ جعفری کہلاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں ہے کہ جعفریوں کو شرف ہے لیکن وہ جعفری جو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت کئے جاتے ہیں اور غیر زینب سے ہیں' ان کے لئے بھی شرف ہے —— اس لئے کہ

☆ نسب کے لحاظ سے وہ بنی ہاشم سے ہیں۔

☆ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کی اولاد سے ہیں۔

☆ ان پر زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

☆ ذوی القربیٰ کے حصہ میں ان کو استحقاق ہے۔

دو شرف متضاد ہیں —— جو لوگ حضرت عبداللہ بن جفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے غیر زینب بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہیں' وہ اپنے غیر سے اشرف ہیں (یعنی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو اولاد حضرت زینب بنت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں ہے' وہ ان سے اشرف ہیں)' باوجود اس کے کہ ان کو یہ شرف ہے مگر اس شرف کی ہرگز برابری نہیں کر سکتے جو حضرات حسنین یعنی حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منسوب ہے —— اس وجہ سے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزید شرف حاصل ہے ——

اسی طرح سے بنی ہاشم کے شرف کی وجہ سے عباسی بھی شرف سے نسبت کئے جاتے ہیں —— (اور ایسے ہی عقیلی[1] جو حضرت عقیل بن ابی طالب —— اور علوی' ابن الحنفیہ وغیرہ جو اولاد علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں)

---

[1] شریف کا اطلاق قریش میں صرف ان لوگوں پر کیا جاتا ہے جو اہل بیت سے تھے ...... حسنی' حسینی یا علوی' عباسی یا جعفری' عقیلی ...... حافظ ذہبی کے تراجم میں ان نسبتوں کے باعث شریف ملیں گے ...... حافظ ذہبی کہتے ہیں: عباسی شریف' عقیلی شریف' جعفری شریف' شریف زینبی ...... جبکہ مصر کے والی فاطمی ہیں۔ جنہوں نے اسم شریف کا قصر حضرات حسن اور حسین علیہما السلام پر کیا' جواب تک مصر میں قابض ہیں ...... زرقانی۔

Marfat.com

ابن حجر علیہ الرحمہ نے ''نزہۃ الالباب فی معرفۃ الالقاب'' میں لکھا ہے کہ شریف کے لقب کے ساتھ ہر ایک عباسی بغداد میں ملقب ہوا ہے — اور اسی طرح سے ہر ایک علوی مصر میں — ابن الرفعہ کے شیوخ میں سے ایک شخص ہوا ہے' جس کا نام شریف عباسی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند عبداللہ نے کم عمری میں مکہ میں وفات پائی۔ ان کے وصال پر عاصی بن وائل نے کہا۔

''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد منقطع ہوگئی' آپ ابتر ہیں''۔[1]

اس پر سورہ کوثر نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان شانئک ھو الابتر

یعنی ''آپ کا دشمن ہی منقطع الخیر ہے اس کا کوئی پس ماندہ نہیں ہے''۔

یہاں یہ اعترض نہیں اٹھایا جا سکتا کہ عاصی کے دو بیٹے عمر اور ہشام اس کے بعد رہ گئے' وہ کیونکر ابتر ہوگا۔ چونکہ وہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عاصی سے ان کا کوئی تعلق نہ رہا تھا اور نہ وہ اس کے وارث ہو سکتے ہیں نہ وہ ان کا وارث ہو سکتا ہے — یہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین سے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عبداللہ نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار نبوت سے پہلے پیدا ہوئے تھے یا اظہار نبوت کے بعد۔

حضرت ابراہیم بن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہیں۔

(حضرت ماریہ گوری جمیلہ تھیں)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت:

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ ذی الحجہ ۸ھ میں مقام عالیہ میں پیدا ہوئے تھے — عالیہ وہ مقام ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اتارا تھا۔ اس کا نام مشربہ ام ابراہیم ہے۔

ان کی دائی ابو رافع کی بیوی ام رافع تھیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیز تھیں۔ ابو رافع نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ آپ نے ابو رافع کو ایک غلام عطا فرمایا —

عقیقہ اور نام رکھائی:

ساتویں دن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے عقیقہ کیا۔ ابو ہند نے ان کا سر مونڈا — ساتویں دن ہی نبی

---

[1] ابتر کا معنی ہے جس کی اولاد نہ رہے۔

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام رکھا' ساتویں دن ہی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام رکھا اور ان کے سر کے بالوں کے وزن سے مسکینوں کو چاندی صدقہ کی —— آپ کے حکم سے سر کے بال زمین میں دبا دیئے گئے' بالوں کا وزن نہ معلوم ہو سکا۔

بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آج کی رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام میں نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے''۔

پھر ام سیف کو جو دنیہ کے لوہار کی بیوی تھی' ابراہیم کو دے دیا —— اس لوہار کا نام ابوسیف تھا —— اس حدیث میں ہے کہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام سیف کے پاس اس وقت تک زندہ رہے کہ وفات پائی۔

ان دونوں حدیثوں کو جمع کیا جائے کہ نام رکھائی ساتویں دن سے پہلے تھی' جیسے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں ہے —— پھر نام ساتویں روز ظاہر ہوا۔

ترمذی شریف میں عمر بن شعیب سے مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مولود کا نام رکھنے کے لئے ساتویں روز امر کیا ہے —— اس حدیث سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔

☆ نام رکھنے میں سات دن سے تاخیر نہ کی جائے۔

☆ ساتویں دن نام رکھائی نہیں ہوتی ہے بلکہ مولود کے نام رکھنے کی مشروعیت ولادت کے دن سے ساتویں دن تک ہے۔

دایہ کا انتظام :

جب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو انصار نے ابراہیم علیہ السلام کی دودھ پلانے والی کے متعلق رغبت کی —— انصار نے اس امر کو دوست رکھا کہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فارغ کر دیں۔ (اس لئے کہ آپ کی رغبت ان کی طرف تھی)۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو ام بردہ خولہ بنت المنذر بن زید الانصاری کو دے دیا۔ جو بنی نجار سے تھیں اور براء بن اوس کی زوجہ تھیں —— ام بردہ اپنے بیٹے کے دودھ سے بنی مازن بن نجار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں —— دودھ پلا کے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی والدہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لایا کرتی تھیں —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پلانے کے سبب ام بردہ کو کھجوروں کا ایک قطعہ عطا فرمایا تھا۔[1]

---

[1] اس ... سے پہلے حضرت انس بن مالک کی حدیث پاک بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلانے کے لئے ام سیف کو دیا تھا ...... وہ ام سیف کے پاس وصال تک رہے ...... اس حدیث میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ام بردہ کے حوالے کیا ہو' اور پھر ام سیف کو دے دیا ہو ...... وہ ام سیف کے پاس وصال تک رہے ہوں ...... ام بردہ اور ام سیف دونوں نے ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلایا ہو۔ ابن عبدالبر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ام بردہ کے ہاں وفات پائی۔ چنانچہ ترجیح میں صحیح حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا' اس لئے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

Marfat.com

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اپنے عیال کے ساتھ رحم کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا —— ابراہیم علیہ السلام عوالی مدینہ میں دودھ پیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے' ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ مکان میں داخل ہو جاتے —— ان کی دایہ کا شوہر لوہار تھا۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کو پیار کرتے اور پلٹ آتے تھے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال :

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں مقام نخل میں لائے —— اچانک دیکھا کہ آپ کے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام اپنے نفس کے ساتھ جود کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کو لے کر اپنی آغوش میں رکھ لیا۔ پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔

''اے ابراہیم! میں تمہاری جدائی کے سبب ضرور غمگین ومحزون ہوں۔ ؎۲

آنکھیں روتی ہیں اور دل اپنی رقت سے حزن کرتا ہے' ہم وہ بات نہیں کہتے جو رب کو ناخوش کرے''۔

ابو داؤد کی حدیث میں لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جب وفات پائی تو آپ کی عمر ستر دن تھی۔ وفات دس ربیع الاول یوم سہ شنبہ کو واقع ہوئی —— آپ کی عمر سے متعلق مزید یہ روایات ملتی ہیں :

☆ سترہ ماہ آٹھ دن کو پہنچ گئے تھے۔

☆ ایک سال دس ماہ چھ دن کو پہنچ گئے تھے۔

ان کی لاش چھوٹے سے تخت پر اٹھائی گئی —— نبی اکرم —— نے ان پر بقیع میں نماز پڑھی اور فرمایا :

''ہم انہیں اپنے فرط (سب سے پہلے جانے والے) عثمان بن مظعون کے پاس دفن کرتے ہیں''۔

ابراہیم علیہ السلام کو غسل دینے والوں سے متعلق مختلف روایات ہیں :

☆ ابو بردہ ہانی

☆ فضل بن عباس

شاید غسل دینے میں ابو بردہ اور فضل دونوں جمع ہوئے ہوں —— ابراہیم کی قبر میں فضل اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اترے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبر کے کنارہ پر رہے —— پھر ان کی قبر پر پانی چھڑکا گیا اور قبر کی ایک نشانی کر دی تا کہ

؎۱ یہ حالت مرنے کے وقت کی ہے گویا مرنے والا اپنے نفس کے ساتھ اس طور سے جود کرتا ہے جیسے کوئی جود کرنے والا اپنے مال کے ساتھ جود کرتا ہے اور اسے نکالتا ہے۔

؎۲ محزون مفعول کا صیغہ ہے۔ اس لئے اس طرف اشارہ ہے کہ ہمارا حزن ارادی فعل نہیں ہے بلکہ غیر سے حزن ہوتا ہے۔ انسان غیر کے فعل سے مکلف نہیں ہوتا ہے کہ وہ دل اور آنکھیں ہیں' جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

قبر پہنچائی جائے ـــــ زبیر نے کہا ہے کہ یہ پہلی قبر ہے جس پر پانی چھڑکا گیا۔

آپ کے وصال پر غم آفتاب :

ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے دن کسوف شمس ہوا ـــــ لوگوں نے کہا کہ آفتاب کو کسوف نہیں ہوا بلکہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی وجہ سے ایسا ہوا [1] آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آفتاب اور ماہتاب اللہ تعالیٰ کی آیات سے دو نشانیاں ہیں ـــــ ان پر کسی کے مرنے سے کسوف نہیں ہوتا''۔

اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے ـــــ کسوف عموماً اٹھائیس یا انتیس تاریخ کو ہوتا ہے جبکہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے دن یعنی دسویں تاریخ کو کسوف شمس ہوا۔ اس لئے لوگوں نے (غیر متوقع یا خلاف معمول) دیکھ کر کہا کہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی وجہ سے کسوف شمس ہوا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ابراہیم کی دودھ پلانے والی جنت میں ہے''۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اگر ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہتے تو کیا نبی ہوتے؟:

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم اگر زندہ رہتے البتہ وہ نبی ہوتے' لیکن کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ اس لئے کہ تمہارے نبی آخر انبیاء ہیں ـــــ اس حدیث کو ابوعمر نے روایت کیا ہے۔

طبری نے کہا ہے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات توقیف سے کہتے ہیں کہ شارع نے تصریح کی ہے ـــــ یہ تصریح ابراہیم کو خاص کرتی ہے' وگرنہ یہ لازم نہیں آتا ہے کہ نبی کا بیٹا بھی نبی ہو ـــــ نوح علیہ السلام کے بیٹے کی اس امر پر دلیل ہے کہ ان کے بیٹے نبی نہیں ہوئے ـــــ (ایسے ہی حضرت آدم علیہ السلام کی بہت سی اولاد ہے کہ ان میں سے حضرت شیث کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا)

امام نووی نے ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں کہا ہے۔ [2] وہ حدیث جو بعض متقدمین سے روایت کی گئی ہے کہ:

''اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو البتہ نبی ہوتے''۔

متقدمین کا یہ قول باطل ہے اور مغیبات پر کلام میں جسارت ہے اور تخمینہ سے یہ بات ہے اور عظیم امر پر یکا یک آ جاتا ہے ـــــ ہمارے شیخ نے ''مقاصد حسنہ'' میں کہا ہے کہ عبدالبر کا قول ان کی کتاب ''تمہید'' میں اسی طور پر ہے۔ [3] میں نہیں جانتا یہ کیا بات ہے ـــــ تحقیق نوح علیہ السلام نے غیر نبی کو جنم دیا اور اگر نبی سے نبی نہ پیدا ہوتا تو پھر نبی کا ہر ایک بیٹا نبی ہوتا۔ اس لئے

---

[1] لوگوں کا گمان تھا کہ جب کسوف شمس ہوتا تو وہ یہ کہتے کہ کوئی عظیم شخص مر گیا ہے۔

[2] جو رافعی کی شرح کبیر میں واقع ہے...... وہ شرح وجیز پر ہے۔ [3] جو موطا کی کبیر شرح ہے۔

Marfat.com

کہ وہ سب نوح علیہ السلام کے بیٹے ہیں —— جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وجعلنا ذریة هم الباقین

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ حدیث مذکورہ سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم اگر زندہ ہوتے تو نبی ہوتے —— ابن عبدالبر نے جو ذکر کیا ہے کہ اس وجہ سے کہ یہ امر مخفی نہیں ہے کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو لازم نہیں آتا —— گویا ابن عبدالبر اس شے میں نووی سے بڑھ کر گئے جو نووی نے کہی ہے —— انہی حافظ ابن حجر نے "اصابہ" میں کہا ہے کہ نووی کے کلام کا تعاقب کیا گیا ہے۔

وہ عجیب کلام ہے۔ باوجود اس کے یہ حدیث تین صحابہ سے وارد ہوئی ہے۔

☆ ابن عباس نے مرفوعاً روایت کی ہے۔

☆ انس بن مالک اور ابن ابی اوفی نے لفظاً موقوف روایت کی ہے اور اس کا حکم حدیث مرفوع کا حکم ہے۔ رائے سے ایسا نہیں کہا جاتا۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ گویا امام نووی کو اس حدیث کی تاویل کی وجہ ظاہر نہیں ہوئی اس لئے جو کچھ کہا ہے اس حدیث کے انکار میں کہا ہے (اور گفتگو کو طول دیا ہے) —— اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ کے لئے وقوع لازم نہیں ہے جیسے کہ اس حدیث میں ہے —— ارشاد باری ہے:

لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا

اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے —— اپنے گمان سے صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا گمان نہ کیا جائے گا کہ وہ اچانک اس قول کی مثل پر آ گیا ہے (اور کلام میں جرات کی ہے۔ اس لئے کہ ان صحابہ کرام کے ساتھ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں عادل کہا ہے' بدگمانی ہے)

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے تین طریق ہیں:

☆ ایک طریق ان میں وہ ہے کہ جس کی روایت ابن ماجہ' بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے کی ہے —— کہا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم نے وفات پائی۔ آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ:

۱- ان کی دودھ پلانے والی جنت میں ہے۔

۲- اگر یہ زندہ رہتے تو البتہ نبی صدیق ہوتے' اور

۳- اگر زندہ رہتے تو اپنے ماموؤں کو جو قبط سے ہیں آزاد کراتے اور کوئی قبطی غلام نہ ہوتا۔

اس حدیث کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ہے' جو ضعیف ہے۔ اور اس کے طریق سے اس حدیث کو ابن مندہ

Marfat.com

نے کتاب ''معرفت صحابہ'' میں روایت کیا ہے' اور اسے غریب حدیث کہا ہے۔

☆ اس حدیث پاک کا دوسرا طریق وہ ہے جس کی اسماعیل سدی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ـــــ گویا ابراہیم نے گہوارہ بھر دیا تھا ـــــ اگر باقی رہتے تو نبی ہوتے۔

☆ اس حدیث کا تیسرا طریق امام بخاری علیہ الرحمہ کے نزدیک ان کے شیخ محمد بن بشر کے طریق سے ہے ـــــ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا گیا ''کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے'' ـــــ عبداللہ نے کہا' ''وہ صغیر فوت ہو گئے''۔ (میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اشبہ (مشابہت رکھتے) تھے ـــــ اگر حکم الٰہی یوں جاری کیا گیا ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتو آپ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات رہتے۔ چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس۔ لئے ان کی حیات کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم جاری نہیں ہوا ـــــ

اس حدیث کو امام احمد نے شیخ وکیع سے' شیخ وکیع نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے سنا ہے وہ کہتے تھے:

''اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کے صاحبزادے ابراہیم فوت نہ ہوتے''

چنانچہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے طریق متعدد ہیں۔ اس کے باوجود اس حدیث کی وجہ ظاہر ہے اس حدیث کا کیونکر انکار کیا جائے ـــــ اللہ تعالیٰ زیادہ عالم ہے۔

Marfat.com

تیسری فصل

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات و باندیاں

مومنوں کی مائیں:

ارشاد باری ہے:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھتھم

یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں —— ان میں وہ سب بیبیاں برابر ہیں کہ:

☆ آپ نے ان کے سامنے وفات پائی ہو —— یا

☆ ان بیبیوں نے آپ کے سامنے ایسے حال میں وفات پائی ہو کہ وہ آپ کے تحت میں تھیں۔

☆ آپ کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

☆ ان کا احترام واجب ہے۔

چنانچہ وہ ماؤں کی مانند ہیں —— یہ حکم ان پر نظر کرنے اور ان کے ساتھ خلوت کرنے میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کے ساتھ اجانب کی مثل نظر اور خلوت حرام ہے —— ارشاد باری ہے:

واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب

یہ نہیں کہا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی بیٹیاں مومنوں کی بہنیں ہیں —— (اس لئے کہ مومنین میں سے ان کا نکاح کسی پر حرام نہیں ہے) —— اور نہ یہ کہا جائے گا کہ ان کی بہنیں اور بھائی مومنوں کے ماموں اور خالائیں ہیں —— امام بغوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات مومن مردوں کی مائیں ہیں' مومن عورتوں کی مائیں نہیں ہیں —— یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ہے۔ جیسا کہ بیضاوی میں ہے:

لنا امھات النساء ۔''ہم عورتوں کی مائیں نہیں ہیں''۔

اور یہ حکم ہمارے اصحاب اور ان کے سوا جو لوگ اہل اصول سے ہیں' ان کے نزدیک صحیح طور پر جاری ہے' کہ عورتیں مردوں کے خطاب میں داخل نہ ہوں گی۔

Marfat.com

امام بغوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عورتوں اور مردوں کے باپ تھے۔
یعنی آپ عورتوں اور مردوں پر باپ کی مثل شفقت فرماتے تھے۔ مرد اور عورتیں باپ کی طرح آپ کا احترام کرتے تھے
—— واضح ہو کہ یہ بات اللہ کریم کے اس ارشاد کے منافی نہیں:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم

"محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں"۔

اور یہ جائز ہے کہ یہ کہا جائے کہ آپ حرمت میں مومنوں کے باپ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو تمام عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ ان کا ثواب اور عقاب دونوں مضاعف ہیں۔ ان سے پردہ کے اس طرف سے علاوہ کسی چیز کو پوچھنا جائز نہیں ہے —— آپ کی ازواجِ مطہرات میں افضل حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ ان دونوں کے افضل ہونے میں کسے زیادہ فضیلت ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

ازواجِ مطہرات کی تعداد اور ان کی ترتیب نکاح

علماء متفق علیہ کا یہ قول کہنا ہے کہ آپ کی ازواجِ مطہرات گیارہ ہیں۔ ان میں سے چھ عورتیں قبیلہ قریش سے ہیں:

☆ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا —— بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ ابن کعب بن لوئی ہیں —— حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے جد قصی میں جمع ہوتی ہیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا —— بنت ابوبکر بن ابی قحافہ عبداللہ بن عثمان ابن عامر ابن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ابن مرہ بن کعب بن لوئی ہیں —— حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے جد مرہ میں جمع ہوگئی ہیں۔

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا —— بنت عمر بن الخطاب بن نفیل ابن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح ابن عدی ابن کعب بن لوئی ہیں —— حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے ساتھ کعب میں جمع ہوگئی ہیں ...... آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان باپوں کی گنتی متفاوت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور کعب کے درمیان سات باپ ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان نو باپ ہیں۔

☆ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا —— بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب

Marfat.com

بن مرہ بن کعب بن لوئی ہیں ـــــ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عبد مناف میں جمع ہوئی ہیں۔

☆ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت امیہ ابن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ابن لقطہ ابن مرہ بن کعب بن لوئی ہیں ـــــ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مرہ میں جمع ہوگئی ہیں۔

☆ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت زمعہ بن قیس ابن عبدالشمس بن عبدود ابن نصر بن مالک بن حل ابن عامر بن لوئی بن غالب ہیں ـــــ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوئی میں جمع ہوگئی ہیں۔

چار ازواج مطہرات عربی الاصل اور غیر قریش ہیں' قریش کے حلیف خاندانوں سے ہیں۔ جیسا کہ شامی میں ہے ـــــ مصنف نے عربی غیر قریش سے ارادہ کیا ہے' ورنہ یہ ظاہر ہے کہ قریش بھی خالص عرب ہیں۔

☆ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ـــــ بنت جحش ابن ریاب ابن یعمر ابن صبرہ ابن مرہ بن کبیر ابن غنم ابن دودان ابن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہیں ـــــ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے جداعلیٰ خزیمہ میں جمع ہوگئی ہیں۔ لہٰذا عربیہ ہیں۔

☆ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت الحارث بن خرن بن بجیر ابن ہزم ابن رویہ ابن عبداللہ بن ہلال بن عامر ـــــ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہلالیہ ہیں۔

☆ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر ـــــ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہلالیہ ہیں۔ آپ کا لقب ام المساکین ہے۔

☆ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن ابی عایذ بن مالک بن جذیمہ مصطلق ہیں' بن سعد بن کعب بن عمرو یہ خزاعۃ ہیں ـــــ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی طرف منسوب ہیں' اس لئے خزاعیہ مصطلقیہ کہتے ہیں۔

ایک زوجہ غیر عربیہ ہیں کہ بنی اسرائیل سے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ وہ آپ کے چچا حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام سے ہیں۔

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت حیی بنی نضیر سے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں ان ازواج مطہرات میں سے دو نے انتقال کیا' حضرت خدیجہ اور حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نو بیویاں چھوڑ کر رحلت

Marfat.com

فرمائی —— حافظ ابوالحسن بن الفضل المقدسی نے ان بیویوں کے نام نظم میں ذکر کئے ہیں:

توفی رسول اللہ من تسع نسوۃ　　　الیھن تعزی المکرمات و تنسب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نو بیویوں کی حیات میں وفات پائی۔ وہ بیویاں ایسی معظم ہیں جن کی طرف مکرمات نسبت کئے جاتے ہیں۔

فعائشۃ میمونۃ و صفیۃ　　　وحفصۃ تتلوھن ھند و زینب

ان بیویوں میں سے ایک حضرت عائشہ ہیں' دوسری حضرت میمونہ' تیسری حضرت صفیہ' چوتھی حضرت حفصہ' پانچویں حضرت ہند اور چھٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

جو یرید مع رملۃ ثم سودہ　　　ثلاث وست ذکر ھن مھذب

ساتویں حضرت جویریہ' آٹھویں حضرت رملہ اور نویں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں —— لہٰذا یہ تین اور چھ نو ہیں۔ ان خواتین کا ذکر مہذب ہے۔

اس بارے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلی وہ عورت جس کے ساتھ آپ نے ان بیویوں میں سے شادی کی' وہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال تک ان کی زندگی میں کوئی اور شادی نہیں کی۔

اب ان بیویوں کا علی الترتیب ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ ترتیب شادی کے لحاظ سے ہے نہ کہ ان کی فضیلت کے اعتبار سے۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی والدہ فاطمہ بنت زاہدہ بن الاصم ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہد جاہلیت میں طاہرہ کہتے تھے۔

عہد جاہلیت میں آپ کی شادیاں:

عہد جاہلیت میں آپ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں

☆ ابی ہالہ نباش بن ابی زرارہ۔ ان سے دو بیٹے ہوئے۔ ہند اور ہالہ

☆ عتیق بن عایذ المخزومی القرشی

ابی ھالہ نباش کی وفات کے بعد آپ نے عتیق بن عایذ سے شادی کی۔ ان سے ایک لڑکی ہند پیدا ہوئی۔

رسول کریم سے شادی:

عتیق کے فوت ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا

Marfat.com

—— شادی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر اکیس سال تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نفس شریفہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ آپ سے عقد کرنے کے لئے بلاواسطہ آپ سے اظہار کیا۔ اپنی کنیز نفیسہ بنت منیہ کے ذریعے نکاح کا پیام بھیجا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا ذکر اپنے چچوں سے کیا۔ آپ کے چچوں میں سے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد خویلد بن اسد سے ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات مبارک کے لئے خویلد سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ مانگا —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور بیس اونٹ ان کا مہر مقرر فرمایا۔

ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ کے نکاح میں ابوطالب اور روساء مضر حاضر ہوئے۔ ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ اور نکاح کا ذکر زیر نظر کتاب کی جلد اول میں آچکا ہے۔

دولابی نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر ٹھہرایا۔

لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی شخصیت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے رب تعالیٰ کا سلام :

صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! یہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔ آپ کے پاس ایک برتن لا رہی ہیں جس میں کھانا ہے (یا سالن ہے یا پینے کی شے برتن میں ہے) —— جس وقت خدیجہ آپ کے پاس آجائیں تو ان کے رب کی طرف سے انہیں سلام پہنچا دیجئے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے''۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں کہا:

هو السلام و منه السلام و علی جبریل السلام

''وہ سلام ہے اور اس کی طرف سے سلام اور جبرئیل پر سلام''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ یہ جواب دیا:

ان الله هوا لسلام و علی جبریل السلام و علیك السلام و رحمة الله و بر کاته

ابن سنی نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے:

و علی من سمع السلام الا الشیطان

Marfat.com

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت کے اس مکان کی بشارت دیجئے جو لولوئے مجوف سے ہے۔ اس مکان میں کسی قسم کا شور وغل نہیں ہے اور نہ کسی قسم کا تعب ہے''۔

دعوتِ اسلام کے لئے آپ کی حوصلہ افزائی:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے امر نبوت کو بیان فرماتے' اور لوگ آپ کا رد کرتے اور آپ کو جھٹلاتے۔ لوگوں کا رد اور تکذیب آپ کو غمگین کرتے' مگر اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سبب آپ کے سارے غم دور فرما دیتا —— جس وقت آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لوٹ کر آتے تے آپ کو دلاسا دیتیں' آپ کو آپ کی حالت پر قائم رکھتی تھیں' غم واندوہ میں تخفیف کرتی تھیں اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرتی تھیں۔ آپ کے امر کو آپ پر سہل کر دیتی تھیں یعنی یہ کہتی تھیں کہ آپ کے معاملہ میں لوگوں نے جو باتیں کی ہیں وہ لوگ جانتے ہیں کہ:

☆ آپ کذب سے بری ہیں اور

☆ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ حسد سے کہا ہے۔

یہ حالت ایک زمانہ تک رہی۔ یہاں تک کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آدم علیہ السلام پر فضیلت:

عبدالرحمٰن بن زید سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن البتہ میں سید البشر ہوں مگر ایک ذات کا سید نہیں ہوں۔ وہ میری اولاد سے ہے' نبیوں میں سے ایک نبی ہے اور اس کا نام احمد ہے —— اسے دو خصلتوں کی وجہ سے مجھ پر فضیلت دی گئی ہے:

☆ اس کی زوجہ نے اس کی اعانت کی' لہٰذا اس کی زوجہ اس کے لئے عون تھی ...... (اظہار نبوت سے پہلے او اظہار نبوت کے بعد) —— اور میری زوجہ مجھ پر عون تھی (کہ شجر کھانے کی اس نے ترغیب دی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کے شیطان پر اس کی مدد کی' وہ شیطان مسلمان ہو گیا (یعنی آپ کا ہم زاد مسلمان ہو گیا) —— اور میرا شیطان ابلیس لعین کافر ہو گیا (یعنی میرا ہم زاد)

اس حدیث کی روایت دولابی نے کی ہے۔ جیسا کہ طبرانی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اہل جنت میں چار افضل عورتیں:

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں افضل چار عورتیں ہیں:

☆ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

☆ حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

☆ حضرت مریم بنت عمران' والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

☆ حضرت آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون۔

امہات المومنین میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی افضلیت:

شیخ ولی الدین عراقی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امہات المومنین سے افضل ہیں۔ یہ قول صحیح اور مختار علماء کا ہے —— یہ حدیث پاک اور اس سے پہلے کی وہ حدث پاک اس پر دلیل ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام پہنچایا ہے —— ارشاد مصطفوی ہے:

خیر نسائها مریم و خیر نسائها خدیجه

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ یعنی

☆ امت ماضیہ کی عورتوں کی خیر حضرت مریم علیہا السلام ہیں۔

☆ اس امت کی عورتوں کی خیر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

براء اور طبرانی نے عمار سے مرفوع روایت کی ہے:

لقد فضلت خدیجه علی نساء امتی کما فضلت مریم علی نساء العلمین

اس حدیث کی اسناد حسن ہیں —— کہا گیا ہے کہ افضل امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

شیخ الاسلام ذکریا انصاری نے شرح بہجۃ الحاوی' میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے ذکر میں کہا ہے کہ آپ کی ازواج میں افضل حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

ابن عماد نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت کو درست کہا ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا جس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اچھی بیوی نصیب کی —— یہ اس لئے کہا تھا کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کثرت سے ثنا کرتے اور ان کے لئے مغفرت چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس پر غیرت آ گئی —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اچھی بیوی مجھے نصیب نہیں کی' ان سے یہ امور صادر ہوئے:

☆ جس وقت لوگوں نے میری نبوت سے انکار کیا وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

☆ جس وقت لوگوں نے میری تکذیب (جھٹلایا) کی' انہوں نے میری تصدیق کی۔

☆ جس وقت لوگوں نے مجھے محروم کر دیا' انہوں نے اپنا مال مجھے دیا''۔

Marfat.com

صحیحین میں اصل حدیث مختصر آئی ہے۔

ابن داؤد علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کون افضل ہیں؟ —— ابن داؤد علیہ الرحمہ نے جواب دیا:

''عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کا سلام کہا —— اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان کے رب کی طرف سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے سلام پہنچایا —— چنانچہ حضرت خدیجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں''۔

حضرت خدیجہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت:

ابن داؤد علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ کون افضل ہے —— حضرت خدیجہ یا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما —— ابن داؤد علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

فاطمه بضعة منى —— میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بضعتہ کے ساتھ کسی کو برابر نہ کروں گا۔ اس کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے ملتی ہے جو آپ نے اپنے مرض موت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ظاہر کیا تھا کہ میں اب قبض کیا گیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہا رونے لگیں۔ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

اماترضين ان تكونى سيدة نساء اهل الجنة الامريم

یہ سن کر حضرت فاطمہ ہنسیں —— یہ دلیل ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی والدہ پر فضیلت ہے۔ اس کے ساتھ امام سبکی نے استدلال کیا ہے —— فتح الباری میں ہے کہ وہ امر کہ ظاہر ہوتا ہے' یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان جمع کرنا اولیٰ ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت کے بارے ابو محمد بن حزم نے احتجاج کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخرت میں جنت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اعلیٰ درجہ میں ہوں گی' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنت میں ہوں گی''۔[1]

امام سبکی علیہ الرحمہ سے کسی نے اس فضیلت کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس شے کو ہم اختیار کرتے ہیں' اس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور عبادت کرتے ہیں —— حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں۔ پھر ان کی والدہ افضل ہیں' پھر ان کی والدہ افضل

---

[1] اس میں کوئی حجت نہیں ہے۔ اگر حجت ہوتی تو یہ لازم آتا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی بقیہ ازواج مطہرات کل انبیاء کرام علیہم السلام اور مرسلین سے افضل ہوں...... اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں کل سے اعلیٰ درجہ میں ہیں۔ یہ بالضرورت دین سے جو امر معلوم ہے اس کے خلاف ہے۔ اس جگہ سے فتح باری میں کہا ہے کہ اس حجت کا فساد ظاہر ہے۔

Marfat.com

ں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا افضل ہیں —— اس کے لئے امام سبکی نے اس حدیث اماترضین ان تکونی —— سے تدلال کیا ہے۔

طبرانی کی یہ حدیث جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے:

خیر نساء العلمین مریم بنت عمران ثم خدیجه بنت خویلد ثم فاطمه بنت محمد ثم اسیه امراة فرعون

ابن عماد نے اس حدیث کا جواب اس طور پر دیا ہے کہ حضرت خدیجہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر فضیلت والدہ ونے کے اعتبار سے ہے نہ سیادت کے اعتبار سے —— اس خبر کی وجہ سے امام سبکی علیہ الرحمہ نے یہ اختیار کیا ہے کہ حضرت مریم یہا السلام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں اور اس وجہ سے یہ اختیار کیا ہے کہ حضرت مریم کی نبوت میں علماء کا ختلاف ہے —— امام سبکی نے حضرت مریم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت سے تعرض نہیں کیا —— جبکہ امام یوطی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر دلائل سے فضیلت دی ہے۔

ابو امامہ ابن نقاش علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سبقت اور ان کی تاثیر اوّل اسلام میں —— ران کا بوجھوں کا اٹھانا —— اور ان کا نصرت دینا —— اور اللہ تعالیٰ کے لئے قیام دین میں ان کا اپنے نفس اور مال کے ساتھ تنے —— امور ہیں' ان میں نہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریک ہوئیں اور نہ ان کے سوا امہات المومنین سے کوئی شخص حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شریک ہوا —— لہٰذا اس حدیث سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا افضل ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تاثیر آخر اسلام میں ہوئی ہے:

☆ انہوں نے دین کا بوجھ اٹھایا ہے'

☆ امت کو دین کی تبلیغ کی'

☆ احادیث نبویہ سے دین کے احکام کا ادراک کیا ہے۔

یہ وہ امور ہیں جن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی شریک نہیں ہیں۔ اور نہ ان کا غیر شریک ہوا —— یہ امور اس قسم سے ہیں جن کے سبب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے غیر سے امتیاز کی گئی ہیں۔ اس اعتبار سے حضرت عائشہ' حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ میں ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی اور حجون میں دفن کی گئیں۔ ان کی قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے تھے۔ وفات کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پینسٹھ سال کی تھیں۔ ان دنوں جنازوں پر نماز نہیں پڑھی جاتی تھی۔ اس لئے کہ نماز جنازہ مشروع نہیں تھی —— حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پچیس سال ساتھ رہا۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ ہیں' ان کی والدہ شموس بنت قیس ہیں—— حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قدیم مسلمان ہیں۔ وہ اسلام کی بیعت میں قدیم ہیں۔

آپ کی پہلی شادی:

وہ اپنے چچا زاد بھائی سکران بن عمرو سے بیاہی ہوئی تھیں۔ وہ سہل بن عمرو کے بھائی تھے۔ سکران بن عمرو بھی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثل قدیم مسلمان تھے —— حضرت سکران اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت ثانی کی تھی —— سکران اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حبشہ سے مکہ میں آئے۔ ان کے شوہر سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت کی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح:

قتادہ اور ابی عبید نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مکہ میں نکاح کیا' اس سے پہلے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ عقد کریں —— جبکہ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا —— ان دونوں اقوال کو اس طور پر جمع کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہلے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ داخل ہوئے —— شادی' دخول اور نکاح دونوں پر اطلاق کی جاتی ہے —— چنانچہ اول قول عقد پر قیاس کیا جائے اور دوسرا قول دخول پر قیاس کیا جائے۔ دونوں قول متفق ہو جائیں گے —— اگرچہ فہم کی طرف متبادر عقد ہے نہ دخول۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ایثار:

جبکہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضعیف العمر ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طلاق کا ارادہ کیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے چاہا کہ آپ طلاق نہ دیں —— حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے وقف کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس روک لیا' طلاق نہیں دی۔

Marfat.com

وفات:

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ماہ شوال ۵۴ ہجری میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر ابن عبدالشمس بنی غنم بن مالک بن کنانہ سے ہیں —— حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبر ابن معطم سے نامزد ہو چکی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے منگنی کر لی۔[1]

بیاہ اور رخصتی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو درہم ٹھہرایا —— ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ شوال نبوت کے دسویں سال اور ہجرت سے تین سال پہلے مکہ میں بیاہ کیا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اس وقت چھ سال تھی —— اور اپنے گھر مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال ماہ اٹھارہ کے شروع ماہ شوال میں لائے۔ رخصتی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر نو سال تھی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ میں آئے ہوئے سات ماہ ہوئے تھے۔

شیخین نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ جب شادی کی میں چھ سال کی تھی۔ پھر ہم مدینہ منورہ میں آئے۔ ہم بنی الحارث بن الخزرج کے پاس رکے۔ مجھے بخار آ گیا اور میرے سر کے بال گر گئے۔ میری ماں ام رومان میرے پاس آئی۔ میں اس وقت اپنی ہم جولیوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھی۔[2]

میری نے مجھے پکارا۔ میں اس کے پاس آئی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ مجھ سے وہ کیا ارادہ رکھتی ہے۔ میری ماں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر کے دروازہ پر لا ٹھہرایا۔ اس وقت میری سانس چڑھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ میری بعض سانس ٹھہری۔ پھر میری ماں نے کچھ پانی لے کر میرا منہ دھلایا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر میری ماں نے مجھے گھر میں داخل کیا —— یکا یک میں نے انصار کی عورتوں کو اس مکان میں موجود پایا۔ ان عورتوں نے کہا:

"تمہارا آنا خیر اور برکت پر ہوا"۔

---

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منسوب ہو جانے کا آپ کو علم نہ تھا یا یہ امر قبل نہی کے ہوا کہ ایک کے پیام کے بعد دوسرا پیام نہ کرے۔

[2] اس کھیل کو ارجوحہ کہتے ہیں۔ ایک رسی کے دونوں سروں میں ایک ایک لکڑی باندھ کر دو لڑکے ایک ایک طرف بیٹھ کر دونوں حرکت دیتے ہیں۔ دونوں لڑکوں میں سے ایک دوسرے کی طرف جھک جاتا ہے۔ چھوٹے بچے اس طور سے کھیلتے ہیں۔

Marfat.com

یعنی اچھے خط اور اچھے نصیب پر ہوا ـــــ میری ماں نے مجھے ان عورتوں کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے میری کنگھی چوٹی کی' لباس پہنچایا اور عروسی کے کام پورے کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کے وقت تشریف لائے۔ میری ماں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ اس دن میری عمر نو سال تھی۔ اس حدیث کے راوی ابو حاتم ہیں۔

ابو عمر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماہ شوال میں ہوا ـــــ اور ماہ شوال میں آپ ان کے پاس داخل ہوئے ـــــ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس امر کو دوست رکھتی تھیں کہ ان کے گھرانے کی عورتیں اور جو عورتیں ان کی دوست تھیں' اپنے شوہروں کے پاس ماہ شوال میں داخل ہوں۔[۲]

محبوبۂ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب ازواج سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب اور دوست تھیں۔ (یعنی آپ کی محبت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو زیادہ تھی' اس میں یہ بات ہے) جس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوئی شے لینے کے لئے جھکتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شے کے لینے کے لئے ان کی موافقت سے جھک جاتے تھے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض سفروں میں انہیں گم کیا تھا۔ آپ نے واعروساہ فرمایا تھا۔ اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

آپ کی شادی اللہ تعالیٰ نے طے فرمائی:

صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں نے تمہیں تین رات خواب میں دیکھا ـــــ جبرئیل علیہ السلام تمہاری صورت حریر سفید میں ایک قطعہ لائے وہ فرشتہ مجھ سے کہتا تھا کہ یہ آپ کی عورت ہیں ـــــ میں تمہارا منہ کھول کر دیکھتا یہ کہتا تھا کہ اگر یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جاری کرے گا۔

ترمذی شریف میں صحیح حدیث سے یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صورت سبز حریر کے ٹکڑے میں لائے اور آپ سے کہا کہ:

"یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں"۔

ترمذی شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ کی شادی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی کے ساتھ کی ہے"۔

اس وقت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صورت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی مدت نو سال تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رحلت فرمائی اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال

Marfat.com

تھی ---- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی بکر کے ساتھ نکاح نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقیہ عالمہ فصیحا :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقیہ عالمہ فصیحا تھیں ---- ان کی فصاحت کی تعریف معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے:

مارایت خطیبا قط ابلغ ولا افصح ولا الفطن من عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها (طبرانی)

صحیح بخاری کے رجال موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے:

مارایت احدا کان الفصح من عائشه

حاکم نے احنف بن قیس سے روایت کی ہے کہ:

''میں نے ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خطبے سنے ہیں ---- اور خلفا کے خطبے سنے ہیں' اسی طرح بہت سے خطبے سنے ہیں ---- ان میں سے کسی کے منہ سی کوئی کلام ایسا افخم نہیں سنا اور نہ کوئی احسن کلام سنا جو کلام کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ سے سنا ہے ---- اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کثیر احادیث روایت فرمائی ہیں''۔[1]

آپ ایام عرب یعنی واقعات عرب اور اشعار عرب سے بڑی واقف تھیں ---- صحابہ کرام اور تابعین کی ایک کثیر جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر خاص عنایت :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے دو راتیں تقسیم فرماتے تھے ---- ایک رات ان کی اور ایک رات حضرت سودہ بنت زمعہ کی ---- اس لئے کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جبکہ ضعیف العمر ہوگئی تھیں تو اپنی رات ان کو بخش دی تھی۔ آپ نے اور بیویوں کے لئے ایک ایک رات تقسیم کی تھی۔ آپ اپنی بیویوں پر دورہ کرتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ختم فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کے سنہ ستاون (۵۷) میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی ---- امام واقدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سترہ رمضان اور سہ شنبہ کا دن تھا اور سنہ اٹھاون ہجری تھا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف چھیاسٹھ سال کی تھی ---- انہوں نے اپنی بہن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے کو یہ وصیت کی تھی کہ بقیع میں رات کے وقت دفن کی جائیں۔ نماز جنازہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی ---- اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور

---

[1] پہلے زمانہ میں ماہ شوال میں طاعون آ گیا تھا۔ اس لئے لوگ ماہ شوال میں اپنی بیویوں کے پاس داخل ہونے کے مکروہ سمجھتے تھے۔

Marfat.com

خلافت تھا اور مدینہ پر مروان بن الحکم حاکم تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی —— آپ عبداللہ بن زبیر سے کنیت کی جاتی تھیں۔ جو ان کی بہن اسماء کے بیٹے تھے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت پیدا ہوئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ میں لعاب دہن مبارک ڈالا تھا اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا کہ:

''یہ عبداللہ ہے اور تم ام عبداللہ ہو''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے کہ:

''میں ہمیشہ ام عبداللہ سے کنیت کی جاتی ہوں اور میں نے ہرگز کوئی بچہ نہیں جنا''۔

اس کی روایت ابو حاتم نے کی ہے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر بن خطاب ہیں۔ اور ان کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان ہو گئی تھیں۔

بیوگی اور پھر رسول اللہ سے شادی :

ان کی شادی پہلے خنیس ابن حذافۃ السہمی سے ہوئی تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خنیس کے ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت کی —— غزوۂ بدر کے بعد خنیس کا وصال ہو گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے ان کے نکاح کے لئے ذکر کیا۔ ان حضرات میں سے کسی ایک نے بھی جواب نہیں دیا —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مانگا —— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا نکاح ہجرت کے تیسرے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔

ایک طلاق کے بعد رجوع :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک طلاق دے دی تھی' پھر نکاح میں پھیر لیا —— آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا۔

''حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ساتھ رجوع کر لیجئے۔ وہ صوامہ اور قوامہ ہیں' اور وہ جنت میں آپ کی زوجہ ہیں''۔

---

۱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) حدیثیں روایت کی گئیں ہیں۔ شیخین نے ایک سو چوہتر پر اتفاق کیا ہے...... امام بخاری چون احادیث میں منفرد ہیں اور مسلم اڑسٹھ (۶۸) احادیث میں منفرد ہیں۔

Marfat.com

اس حدیث کی روایت ابن سعد اور طبرانی نے صحیح بخاری کے رجال سے قیس بن سعد کی مرسل حدیث سے کی ہے کہ ...رت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی۔ ان کے پاس ان کے دونوں ماموں ...ہ اور عثمان آئے' جو عثمان مظعون کے بیٹے تھے —— حضرت حفصہ روئیں اور کہا:

''واللہ مجھے کسی بات سے طلاق نہیں دی''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تخلیہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حفصہ کے ساتھ رجوع کرلو''۔

ابن ابی خثیمہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دی۔ آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا:

''آپ نے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دی ہے۔ جبکہ وہ صوامہ' قوامہ ہیں اور جنت میں آپ کی زوجہ ہیں''۔

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دی۔ یہ خبر ...رت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا:

''اللہ تعالیٰ اس کے بعد عمر اور اس کی بیٹی کے ساتھ پرواہ نہ کرے گا''۔

دوسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ سے کہا:

''تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ حفصہ کے ساتھ رجوع کریں''۔

یہ امر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رحمت کے لئے کیا ہے ——

...سری بار طلاق کا ارادہ:

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری بار ان کی طلاق کا ارادہ کیا۔ آپ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''آپ حفصہ کو طلاق نہ دیجئے وہ صوامہ اور قوامہ ہیں''۔

ابویعلی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ ...ہا کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں ان سے پوچھا:

''کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو طلاق دی ہے۔ آپ نے پہلے بھی تم کو طلاق دے دی تھی' اور میرے سبب آپ نے رجوع کیا تھا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں دوسری بار طلاق دے دی ہے تو میں کبھی تم سے کلام نہ کروں گا''۔

ان احادیث میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت اور ان کی بزرگی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہہ ہے کہ بہت

Marfat.com

روزہ رکھتی ہیں اور بہت نمازیں پڑھتی ہیں اور اس بات کی خبر دینا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں کہا ہے کہ:

''وہ اپنے باپ کی بیٹی ہیں''۔

یہ ان کی فضیلت پر تنبیہ ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے زہری سے روایت کیا ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اعزاء کی بدر میں شرکت:

غزوہ بدر میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاندان سے سات آدمیوں نے شرکت کی:

☆ ان کے والد گرامی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ان کے چچا حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ان کے پہلے شوہر خنیس ابن خدافتہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ان کے ماموں عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ان کے ماموں عبداللہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ان کے ماموں قدامہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ان کے ماموں زاد بھائی سائب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایات:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحابہ کی ایک جماعت اور تابعین نے روایت کی ہے —— ان سے ساٹھ احادیث روایت کی گئی ہیں —— ان میں سے پانچ (۵) بخاری میں ہیں۔

وصال:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ماہ شعبان پینتالیس ۴۵ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ میں وفات پائی —— دوسری روایت میں سنہ وصال اکتالیس ہجری ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی ہے۔

وصال کے وقت ان کی عمر ساٹھ برس تھی —— مدینہ کے حکام مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی —— ان کی نعش بعض راستہ میں مروان نے اٹھائی' پھر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نعش قبر تک اٹھائی —— قبر میں ان کے بھائی عبداللہ' عاصم' سالم' حمزہ اور عبداللہ بن عمر کے بیٹے اترے۔

Marfat.com

اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہند تھا —— دوسری روایت میں نام رملہ ہے —— جبکہ زیادہ صحیح نام ہند ہے —— ان کی والدہ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہیں عاتکہ بنت عبدالمطلب نہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمال میں برتر، عقل میں غایت درجہ کی پہنچنے والی اور صاحب الرائے تھیں۔

پہلے شوہر اور ان سے اولاد :

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ابی سلمہ بن عبدالاسد سے بیاہی تھیں۔ وہ اور ان کے شوہر قدیم مسلمانوں سے تھے۔ اور ان لوگوں سے اول تھے جنہوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درج ذیل اولاد ہوئی:

☆ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اول وہ ہودج نشین بی بی ہیں جو ہجرت کی حالت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوئی ہیں —— دوسری روایت میں اول مہاجرہ ان کی غیر ہے یعنی عامر بن ربیعہ کی اہلیہ لیلیٰ اس اولیت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشارک ہیں —— جبکہ شامی نے لیلیٰ کو اول مہاجرہ کہا ہے۔

ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہجرت کے چوتھے سال وصال ہوا —— دوسری روایت میں سنہ وفات تین ہجری ہے۔

مصیبت میں دعا :

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ مسلمانوں میں سے جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یہ دعا مانگے:

اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منها الا اخلف الله خیرا منها [1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصول ہوگیا تو میں نے اپنے دل میں کہا:

''مسلمانوں میں ابوسلمہ سے اچھا کون شخص ہے؟''

پھر میں نے یہ دعا پڑھی۔

نکاح ثانی کے لئے پیام رسانی اور شادی :

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ پر خلیفہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پاس

---

[1] (اجرنی کا معنی ثابت رکھ تو مجھے اور دے)

Marfat.com

حاطب ابن ابی بلتعہ کو بھیجا۔ حاطب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کرنے کو مجھ سے کہا —— دوسری روایت میں ہے کہ ان کو:

☆ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا —— انہوں نے انکار کر دیا۔

☆ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا —— انہوں نے انکار کر دیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کسی کو بھیجا۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مرحبا! مجھ میں تین خصلتیں ہیں:

☆ میں شدید الغیرت عورت ہوں۔

☆ میں وہ عورت ہوں کہ میرے لڑکے لڑکیاں ہیں۔

☆ میرے اولیاء سے اس جگہ کوئی نہیں ہے کہ میری شادی کرے''۔

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ باتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے' حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اس سے سخت تر غضب ناک ہوئے۔ جیسا کہ اپنے نفس کے لئے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غضب ناک ہوئے تھے جب ان کے پیام نکاح کو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رد کیا تھا —— اور ان سے یہ کہا کہ تو وہ عورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیام کو رد کرتی ہے''۔

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے جواب میں کہا:

''اے ابن الخطاب! مجھ میں یہ یہ باتیں ہیں یعنی غیرت اور اولاد اور یہاں میرا کوئی قرابتی نہیں ہے جو میرا نکاح کر دے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا:

''تم نے اپنی غیرت کا جو ذکر کیا ہے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم سے اس غیرت کو دور کر دے —— لیکن تم نے جو اپنے بچوں کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی کفایت کرے گا —— اور تم نے اپنے اولیا کا جو ذکر کیا ہے کہ یہاں پر ان میں سے کوئی نہیں ہے' تمہارے اولیاء سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھے مکروہ سمجھے گا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گفتگو سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے عمر سے یا سلمہ اپنے بھائی سے کہا:

''تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میری شادی کر دے''۔

ان کے بھائی یا ان کے بیٹے نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔

اس حدیث میں اس امر پر دلالت ہے کہ بیٹا اپنی ماں کے عقد کا والی ہو تا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور علما کی

Marfat.com

ایک جماعت اس طرف گئی ہے ——— شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ بیٹے نے ماں کا نکاح نہیں کرایا مگر عصبہ ہونے کے سبب' اس لئے کہ سلمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا کے بیٹے کا بیٹا ہے۔[1] اس لئے کہ ابو سلمہ عبداللہ بن الاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی ہیں ——— ام سلمہ ہند بنت سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم مذکور ہیں ——— سلمہ کے سوا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عصبات سے کوئی شخص وہاں حاضر نہ تھا ——— حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اجمل الناس تھیں[2]۔ ابو سلمہ کے سنہ وصال سے ماہ شوال کی کچھ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کے انسٹھ (۵۹) سال میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن کی گئیں۔ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی ——— آپ کی عمر چوراسی (۸۴) سال تھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایات:

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے بیٹوں وغیرہم نے روایت کی ہے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام وکنیت:

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ——— بنت ابوسفیان صخر بن حرب ہیں ——— ایک روایت میں ان کا نام ہند ہے ——— لیکن رملہ اصح ہے ———

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بیٹی حبیبہ کی کنیت سے مشہور ہیں۔ حبیبہ' عبیداللہ کی اولاد ہیں جو مکہ میں پیدا ہوئیں۔ حبیبہ نے اپنے والدین کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' پھر مدینہ کی طرف پلٹ کے آئی تھیں۔ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحابیہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوتیلی بیٹی تھیں ——— ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص ہیں۔ یہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پھوپھی ہیں۔

---

1. ابو سلمہ اور ام سلمہ کی کنیت ان کے بیٹے کی وجہ سے ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے چچا کے بیٹے کا بیٹا بھی ہو..... لیکن یہاں افضلیت تو ان کے اپنے بیٹے کی ہے۔
2. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی تو مجھے اس وجہ سے شدید غم ہوا کہ ان کے جمال کا ہم سے ذکر کیا گیا تھا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا جیسا کہ لوگ کہتے ہیں وہ ویسی خوبصورت نہیں تھیں..... انہوں نے مجھ سے تلطف کیا' یہاں تک کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا' ان کا جو کچھ وصف کیا گیا تھا' واللہ! اس سے دگنا تگنا میں نے دیکھا۔ میں نے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا "بے شک وہ ایسے ہی حسین ہیں' لیکن میں نے غیرت سے کہہ دیا تھا"۔

Marfat.com

پہلا شوہر مرتد ہو گیا :

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی پہلے عبید اللہ بن جحش سے ہوئی تھی۔ عبید اللہ نے انہیں ساتھ لے کر سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت ثانی کی تھی۔ پھر عبید اللہ نصرانی بن گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا اور حبشہ میں فوت ہوا —— ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسلام اور ہجرت پوری کر دی۔

ابن سعد نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے خواب میں اپنے شوہر عبید اللہ کو بری صورت میں دیکھا۔ میں ڈر گئی' میں صبح کو اٹھی۔ یکا یک میں نے اسے دیکھا کہ وہ نصرانی ہو گیا ہے —— میں نے عبید اللہ کو اپنے خواب سے خبر کی۔ اس نے کچھ خوف نہیں کیا اور شراب پر جھک پڑا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیام نکاح :

پھر ایک آنے والا میرے خواب میں آیا۔ اور اس نے مجھے ''یا ام المومنین'' کہا۔ میں ڈر گئی۔ کچھ مدت بعد میری عدت پوری ہو گئی۔ مجھے معلوم نہ ہوا مگر یہ کہ نجاشی کا بھیجا ہوا آدمی اجازت چاہتا ہے۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ اجازت چاہنے والی ایک کنیز ہے اس کا نام ابرہہ ہے اس نے یہ کہا کہ:

''بادشاہ نے تمہیں کہلا بھیجا ہے کہ اس شخص کو وکیل ٹھہرا دو جو تمہاری شادی کر دے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کس وقت اور کس جگہ کیا اور عاقد کون ہے؟ —— اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے سرزمین حبشہ میں سنہ چھ ہجری میں عقد کیا —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تا کہ نجاشی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیام بھیجے اور عمرو بن امیہ آپ کے لئے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کی التماس کریں اور آپ کے لئے قبول کریں —— چنانچہ نجاشی نے خاص ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ سے عقد کر دیا۔ آپ کی طرف سے چار سو اشرفیاں مہر مقرر کیں۔ پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کی طرف شرجیل بن حسنہ کے ساتھ بھیج دیا۔

روایت ہے کہ نجاشی نے اپنی کنیز ابرہہ کو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا۔ اس نے کہا کہ:

''بادشاہ حبشہ نے تمہیں کہلایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے لکھا ہے کہ میں تمہاری شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کروں —— تم اس شخص کو اپنا وکیل مقرر کر دو جو تمہاری شادی کر دے''۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا آدمی خالد بن سعید بن العاصی کے پاس بھیجا اور ان کو وکیل نکاح مقرر کیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بشارت کے سبب جو ابرہہ نے دی تھی' اس کے سرور کی وجہ سے ابرہہ کو دو کنگن اور چاندی کی انگوٹھیاں دیں۔

Marfat.com

خطبہ نکاح :

نجاشی نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلمانوں میں سے جو وہاں موجود تھے انہیں بلایا' وہ آ گئے تو نجاشی نے یوں خطبہ پڑھا:

الحمد للہ الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار اشهد ان لا اله الاالله واشهد ان محمدا عبده و رسوله ۔ ارسله بالهدیٰ و دين الحق ليظهره على الدين كله ولوكره المشركون امابعد فانى اجبت الى مادعا اليه رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم وقد اصدقتها عنه اربعمائة دينار ذهبا

پھر لوگوں کے سامنے وہ چار سو دینار نجاشی نے بٹوا دیئے —— نجاشی کے بعد پھر خالد بن سعید نے کلام کیا اور کہا۔

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده و رسوله ۔ ارسله بالهدیٰ و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ۔ اما بعد فقد اجبت الى ما دعا رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم' وسلم و زوجته ام حبيبه بنت ابى سفيان ، فبارك الله لرسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم واله وسلم فيها

نجاشی نے وہ چار سو دینار خالد بن سعید ابن العاصی کو دے دیئے۔ انہوں نے وہ لے لئے۔

دعوت طعام :

نکاح کے بعد تمام مسلمانوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہاں سے اٹھ کر چلے آئیں۔ نجاشی نے کہا:

"آپ لوگ بیٹھ جائیں' اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ جس وقت وہ شادی کرتے ہیں شادی کے موقع پر کھانا کھلایا جاتا ہے"۔

نجاشی نے طعام طلب کیا۔ لوگوں نے کھانا کھلایا اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے —— اس حدیث کی روایت صاحب الصفوۃ نے کی ہے۔ یہ امر سنہ سات ہجری میں ہوا۔

وکیل نکاح کے بارے میں علماء کا اختلاف :

ابو عمر بن عبد البر نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شادی کی ہے ان میں اختلاف کیا گیا ہے۔

☆ خالد بن سعید بن العاصی

آپ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ کے چچا کے بیٹے ہیں۔

Marfat.com

اس لئے کہ عاصی ابن امیہ ہیں —— اور ابوسفیان ابن حرب بن امیہ ہیں۔[۱]

☆ حضرت عثمان غنی بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ —— (بروایت امام بیہقی)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان کی پھوپھی کی بیٹی تھیں —— حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت کے دوسرے سال میں جنگ بدر سے پہلے مدینہ منورہ آ گئے تھے —— جبکہ نکاح کا واقعہ ان کے کہیں بعد میں ہوا۔ لہٰذا حضرت عثمان نہیں بلکہ خالد بن سعید ہی وکیل نکاح تھے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان ان کے نکاح کے وقت مکہ معظمہ میں شرک کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے والے تھے —— دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مدینہ منورہ میں ان کے حبشہ سے پلٹنے کے بعد ہوا ہے۔

رحلت :

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مدینہ میں سنہ چوالیس ہجری میں ہوا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایات :

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعدد احادیث روایت کی ہیں۔ اپنی سوت ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی روایتیں میں بیان کی ہیں۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔

پہلی شادی :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شادی اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی تھی۔

طبرانی نے قتادہ اور ابن جریر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیام بھیجا۔ آپ ان کا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ارادہ کرتے تھے —— حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ گمان کیا کہ آپ اپنے نفس شریف کے لئے نکاح کا ارادہ کرتے ہیں —— حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب یہ علم ہوا کہ آپ ان کا ارادہ زید کے لئے کرتے ہیں تو

---

[۱] اس حدیث کو ابن سعد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کیا۔ اور اسے باعث ننگ و عار خیال کرتے ہوئے کہا:

''میں حسب میں زید سے خیر ہوں''۔

اس پر یہ ارشاد باری نازل ہوا:

و ماکان لمومن و لا مومنة

چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا راضی ہو گئیں اور نکاح کو تسلیم کیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طلاق:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مدت تک ٹھہری رہیں—— اللہ تعالیٰ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کراہت ڈال دی—— زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکایت کی۔ آپ نے ان سے فرمایا:

امسك عليك زوجك و اتق الله

چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

و تخفی فی نفسك مالله مبديه

یعنی وحی سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ زید حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دیں گے اور آپ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کریں گے—— پھر زید نے ان کو طلاق دے دی۔

حضرت زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیام نکاح لے کر گئے:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عدت مکمل ہو گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''تم زینب کے پاس جاؤ اور ان سے میرا ذکر کرو کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں''۔

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زینب کے پاس گئے۔ اپنی پیٹھ دروازہ کی طرف کی' یہ ان کے کمال درجہ کی ورع کی شان تھی تاکہ انہیں نہ دیکھیں اور یہ امر نزول حجاب سے پہلے واقع ہوا ہے—— حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

''اے زینب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے' آپ تمہارے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں''۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''میں وہ نہیں ہوں کہ کوئی بات نئی پیدا کروں یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اس کی خبر دریافت کر لوں''۔

Marfat.com

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی مسجد کی طرف گئیں ارشاد باری ہوا:

فلما قضی زید منها وطرا زوجنا

''جبکہ زید نے اپنی حاجت پوری کر لی' ہم نے زینب کی شادی آپ کے ساتھ بلاواسطہ شادی کر دی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر اجازت کے تشریف لائے اور ان کے پاس داخل ہوئے —— اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

یہ واقعہ دیکھ کر منافقین نے کہا کہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹوں کی عورتیں باپوں پر حرام کی ہیں اور اپنے بیٹے کی عورت سے نکاح کر لیا ہے''۔ [1]

اس پر ارشاد باری ہوا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم [2]

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فخر و امتیاز:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں:

''تمہاری شادی تمہارے باپوں نے کی ہے اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر کی ہے''۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح حدیث کہا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب نام رکھا۔

دعوتِ ولیمہ:

امام بخاری نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی تو لوگوں کو دعوت دی۔ لوگوں نے ولیمہ کھایا۔ کھانے میں گوشت اور روٹی تھی۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے —— صحیح بخاری میں بھی یہی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ولیمہ کیا۔ مسلمانوں کو روٹی اور گوشت سے آپ نے سیر کر دیا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنی بیویوں سے کسی کا ولیمہ ایسا کیا ہو جیسا کہ ولیمہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کیا۔ آپ نے ایک بکری سے اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے ولیمہ اس لئے کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی آپ کے ساتھ کی تھی' جیسا کہ کرمانی نے کہا ہے:

پھر کھانا کھا کے وہ لوگ بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے اور بیٹھنے میں طول کیا —— اچانک میں نے دیکھا کہ

---

[1] جیسا کہ علی بن الحسین اور زہری نے کہا ہے اور اہل تحقیق اس بات پر متفق ہیں۔

[2] زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متبنی کیا تھا' اس لئے منافقین نے ان کو آپ کا بیٹا کہا۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام کے لئے تہیہ کر رہے ہیں تا کہ لوگ آپ کی مراد کو سمجھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ مگر وہ لوگ نہیں اٹھے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ نہیں اٹھے تو آپ خود اٹھ کھڑے ہوئے (تا کہ یہ لوگ اٹھ کر چلے جائیں) ـــــ اکثر لوگ اٹھ گئے مگر تین آدمی بیٹھے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تا کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس داخل ہوں۔ پھر دیکھا کہ لوگ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں بیٹھے ہیں' آپ پلٹ گئے ـــــ صحیح بخاری کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی طرف پلٹ کے چلے گئے' پھر وہ لوگ اٹھے اور مکان سے باہر چلے گئے۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ میں گیا اور میں نے آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ پھر آپ تشریف لائے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس داخل ہوئے۔ میں گیا کہ مکان میں داخل ہوں۔ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ چھوڑ دیا۔ لوگوں کے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یایھاالذین امنوا الا تدخلوا بیوت النبی ـــــ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی ۵ ھ میں ہوئی۔

وفات:

آپ کی ازواج میں آپ کی رحلت کے بعد جنہوں نے وفات پائی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان میں اول ہیں ...... حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۲۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ترپن سال کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی عورت ہیں جن کا جنازہ چھتری کے طور پر بنایا گیا۔

خصائص حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کہا ہے کہ دین میں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والی اور بات میں زیادہ سچی' صلہ رحمی میں زیادہ اور صدقہ دینے میں اعظم تھیں۔ اور اس عمل میں جس کے ساتھ تصدق کیا جاتا ہے اور تقرب الی اللہ ہوتا ہے' اس میں اپنے نفس کو نہایت متبذل کرتی تھیں۔ یعنی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا چمڑے کی دباغت کرتیں اور موزوں کو پیوند لگاتی تھیں اور اس کی اجرت کو تصدق کرتی تھیں ـــــ کوئی عورت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اچھی نہیں تھی ـــــ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی خدمت میں بارہ ہزار درہم بھیجے۔ آپ نے وہ تمام درہم یتیموں وغیرہ میں تقسیم کر دیئے ـــــ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ آپ نے کچھ باقی نہ رکھا تو ایک ہزار

---

[1] منافقین وغیرہ کے دلوں میں جو بات متبنیٰ کی زوجہ کے نکاح سے واقع ہوئی تھی' اس ارشاد سے اللہ تعالیٰ نے اسے دفع کر دیا اور اس بیٹے ہونے کی نفی فرما دی۔

Marfat.com

درہم اور بھیجے —— حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ بھی تقسیم کر دیئے اور دعا کی:

''اے میرے اللہ! اس سال کے بعد عمر کی عطا مجھے نہ پائے''۔

جبکہ وفات کا وقت آ گیا تو فرمایا:

''میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے۔ اگر عمر کفن بھیجیں تو اسے یا میرے کفن کو خیرات کر دیا جائے —— اور اگر تمہیں قدرت ہو تو میرا تہبند خیرات کر دینا''۔

ام المساکین و اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا —— بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ھلال بن عامر بن صعصعہ بن بکر بن ہوازن ھلالیہ ہیں —— عہد جاہلیت میں آپ کا نام ام المساکین تھا کہ خاص مسکینوں کو کھانا کھلاتی تھیں —— زہری نے کہا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مساکین کو کثرت سے کھانا کھلاتی تھیں۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ان کا یہ نام اس سبب سے تھا کہ مساکین کے ساتھ رحمت اور رقت کرتی تھیں —— طبرانی اور ابن اسحاق نے عہد جاہلیت کی قید نہیں کی ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادیاں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چار شوہروں کے نام ملتے ہیں:

طفیل بن الحارث، طفیل کے بعد ان کے بھائی عبیدہ بن الحارث مطلبی کا نام ملتا ہے وہ یوم احد میں شہید ہو گئے۔

جبکہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے اپنے چچا کے بیٹے جہنم بن عمرو بن الحارث سے بیاہی تھیں —— جہنم کے بعد عبیدہ بن الحارث کے پاس تھیں، وہ شہید ہو گئے۔

جبکہ ابن شہاب نے کہا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں تھیں، وہ یوم احد میں شہید ہو گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان ۳ ھ میں آپ کے ساتھ شادی کی —— حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنا عرصہ ساتھ رہا، اس سے متعلق مختلف روایات ہیں:

☆ دو یا تین ماہ —— (ابن الکلبی)

☆ آٹھ ماہ —— (فضائلی)

آپ ان لوگوں کو اٹھنے کے لئے کہنے سے حیا فرماتے تھے۔

Marfat.com

وصال:

آپ نے تیس برس کی عمر میں ماہ ربیع الآخر ۴ھ میں وفات پائی۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وفات پائی۔ آپ کو بقیع میں راستہ پر دفن کیا گیا۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت الحارث بن حزن بن عجیر ابن ہزم ابن رویبہ ابن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالیہ ہیں۔ ان کی والدہ ہند بنت عوف بن زہیر بن الحارث بن حماطہ بن حمیر ہیں۔

بیوگی کے بعد رسول کریم سے نکاح:

یہ حمیر یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ ذیقعد ۷ھ میں جب غزوہ خیبر کے بعد عمرہ قضیہ لینے کی حالت میں مکہ معظمہ میں تھے' آپ نے ان کے ساتھ شادی کی ـــــ کہا جاتا ہے کہ آپ نے جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیام دے کر بھیجا' آپ ان سے شادی چاہتے تھے ـــــ جبکہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح کی اجازت دی تھی۔ انہوں نے آپ کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف کی اور یہ کہا کہ:

''وہ ابورہم سے بیوہ ہوگئی ہیں''۔

یہ سن کر آپ نے ان سے شادی کر لی ـــــ ابن سعد کے نزدیک اس کی سند سے یہ ہے کہ ماہ شوال ۷ھ میں آپ نے ان سے نکاح کیا ـــــ اگر نکاح کی یہ تاریخ ثابت ہو گی تو یہ امر صحیح ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب نکاح کیا تو آپ احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ اس لئے کہ آپ نے ماہ ذیقعد میں احرام باندھا تھا۔ گویا اس وقت آپ حلال تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وکیل نکاح:

موطا امام مالک میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے غلام ابو رافع اور ایک انصاری مرد اوس بن خولی کو بھیجا۔ ان دونوں نے آپ کی شادی حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے عمرو بن امیۃ الضمری کو وکیل نکاح کیا تھا۔ اس کی تصریح یوں ہو گی کہ ابو رافع جو کہ اس روایت کے راوی ہیں' اور ان کے ساتھی نے آپ کی طرف سے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درخواست کی۔ اور

Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی آپ کے ساتھ مکہ معظمہ میں آپ کے حلال ہونے کے بعد کی تھی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہنیں:

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال میں مصنف نے آپ کی ان بہنوں کا بھی ذکر کیا ہے:

☆ ام الفضل لبابتہ الکبریٰ ☆ لبابتہ الصغریٰ

☆ اسماء بنت عمیس ☆ سلمہ بنت عمیس

حضرت ام الفضل لبابتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبدالمطلب کی شریک حیات تھیں ـــــ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سابقین الاولین سے ہیں ـــــ یہاں تک کہ ابن سعد نے کہا ہے کہ ام الفضل وہ پہلی خاتون ہیں جو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد مسلمان ہوئی ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اسلام میں ام الفضل سے حضرت سمیہ ام عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سبقت کی ہے۔

ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں رحلت فرمائی ـــــ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۶ بچوں کو جنم دیا:

☆ فضل بن عباس ☆ عبداللہ بن عباس

☆ عبیداللہ بن عباس ☆ سعید بن عباس

☆ قثم بن عباس ☆ عبدالرحمٰن بن عباس

ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن لبابتہ الصغریٰ خالد الولید کی والدہ ہیں ـــــ ان کا لقب عصما ہے۔ وہ صحابیہ ہیں جیسا کہ "اصابہ" میں ہے۔

ان کی والدہ کی طرف سے انکی بہن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریک حیات تھیں ـــــ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کے تین صاحبزادے ہوئے:

☆ عبداللہ بن جعفر ☆ محمد بن جعفر

☆ عون بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کر لی۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے محمد بن صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنم دیا۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے شادی کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو بیٹے ہوئے:

Marfat.com

☆ یحییٰ بن علی ☆ عون بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ان کی والدہ سے ان کی دوسری بہن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحابیہ ہیں۔ وہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریک حیات تھیں..... حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے امتہ اللہ کو جنم دیا۔

سید الشہداء اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد انہوں نے شداد بن الہاد اللیثی نے شادی کر لی۔ شداد سے ان کے دو بیٹے ہوئے:

☆ عبداللہ بن شداد ☆ عبدالرحمٰن بن شداد

حالت احرام میں نکاح پر اختلاف:

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر چھ صاحب کتب احادیث اماموں —— نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اس میں بخاری کی روایت میں عمرۃ القضا میں یہ اضافہ کیا ہے' اور اس کے ساتھ گروہ حنفیہ نے احتجاج کیا ہے کہ:

☆ محرم کا نکاح احرام کی حالت میں جائز ہے' اور

☆ محرم احرام کی حالت میں دوسرے کا نکاح کرے' جائز ہے۔

جمہور نے یہ جواب دیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قوم وہم ہے (یعنی غلط ہے)۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ ہیں —— ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ روایت کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ حلال تھے"۔

متواتر طور پر حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' اور ابو رافع اور سلیمان بن یسار حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں خادموں سے یہ روایت ہے۔

یزید بن الاصم جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے ہیں' سے یہ روایت ہے۔ یہ قول جمہور علمائے مدینہ منورہ کا ہے اور سوائے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اور صحابہ سے میں کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے یہ روایت کی ہو کہ۔

"آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا ہے کہ آپ محرم تھے"۔

دل کی یہ حالت ہے کہ ایک جماعت کی روایت کی طرف زیادہ میل کرتا ہے' اس لئے کہ تنہا ایک شخص غلط سے زیادہ قریب ہے۔

امام شافعی نے ابن عبدالبر سے اس طریق پر سبقت کی ہے جیسے عمرۃ القضا میں پہلے بیان ہوا ہے —— لیکن اس دعویٰ میں کہ اس حدیث کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ منفرد ہیں' تقصیر ہے ——

Marfat.com

بزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طریق پر روایت کی ہے ——— دارقطنی نے بھی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ضعیف سند سے روایت کی ہے:

''اے میرے اللہ! یہ ہو کہ علم کی نفی صحت کی قید کے ساتھ ہو اور علم کی نفی اس طور پر ہو کہ اس روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہم نہیں ہے ——— جمہور کے نزدیک احرام کی حالت میں نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے ——— چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد معارض نہ ہوگا:

المحرم لا ينكح ولا ينكح

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے ——— ابوعمر ابن عبدالبر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے واپس تشریف لائے تو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مقام شرف میں داخل ہوئے ——— صحیح مسلم میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ حلال تھے''

مسلم کا لفظ یزید بن الاصم کے طریق سے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ ہے:

تزوجني صلى الله عليه وآله وسلم ونحن حلالا كان بسرف

یزید بن الاصم نے کہا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ تھیں ——— زرقانی نے اس قول کے بعد کہ:

''حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے نکاح کیا''۔

یہ اضافہ کیا ہے:

تزوجها حلالا و مبنى بها حلالا ۔

اس اضافہ سے یہ فائدہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ حلال تھے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مقام سرف میں رحلت کی ——— خلاصہ نکاح کا یہ ہے کہ ترمذی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابورافع سے روایت کی ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ حلال تھے اور آپ کے پاس ایسے حال میں داخل ہوئے کہ حلال تھے اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان قاصد تھا''۔

ابن سعد نے میمونہ بن مہران سے یہ روایت کی ہے کہ میں صفیہ بنت شیبہ کے پاس داخل ہوا وہ عجوز کبیرہ تھی۔ میں نے صفیہ سے پوچھا:

Marfat.com

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا تھا کہ آپ محرم تھے؟'' ——صفیہ نے کہا:

''ایسا نہیں ہے۔ واللہ! آپ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا کہ دونوں حلال تھے''۔

یونس بن بکار وغیرہ نے یزید بن الاصم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ حلال تھے —— آپ مقام سرف میں ان کے قبہ میں داخل ہوئے —— اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے بعد اسی قبہ میں رحلت کی —— ابن سعد نے ابن لہیب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں تشریف لائے کہ آپ محرم تھے' جب آپ حلال ہو گئے تو آپ نے نکاح کیا۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کہ ''آپ محرم تھے'' —— اس پر قیاس کیا جائے کہ آپ حرم میں داخل تھے' آپ نے یا شہر حرام میں نکاح کیا' اسلئے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی النسل اور فصیح اللسان تھے...... عرب کے کلام کے ساتھ کلام کرتے تھے —— عرب والے کہتے ہیں احرم یعنی جس وقت کوئی حرم میں داخل ہو —— اور عرب انجلد کہتے ہیں' جس وقت کوئی نجد میں داخل ہو۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

قتلوا بن عفان الخلیفة محرما ۔۔۔ فدعا فلم ارمثله مجدلا

شرح موطا میں ابو الباجی اور سہیلی نے اپنے بعض شیوخ سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ عالم ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ارادہ کیا ہے یا انہیں کیا اور نکاح حرم میں واقع ہوا ہو۔ عمرۃ القضیہ گزرنے کے بعد پھر آپ حرم سے نکل کر سرف کی طرف تشریف لے گئے ہوں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سرف میں داخل ہوئے ہوں —— سرف مکہ معظمہ سے دس میل پر واقع ہے۔[1] سرف کا مکہ سے فاصلہ چھ میل یا سات میل —— نو میل یا بارہ میل بھی لکھا ہے اور یہ کہ مقام سرف تنعیم اور بطن مرد کے درمیان ہے بلکہ تنعیم سے زیادہ قریب ہے۔

''اصابہ'' میں ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نکاح آپ کے احرام باندھنے سے پہلے کیا گیا ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا امر اس کے بعد منتشر ہوا ہے جب کہ آپ نے احترام باندھا' اس سبب سے امر مشتبہ ہو گیا۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری بیوی تھیں جن کے پاس داخل ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح سے پہلے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح سے پہلے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہاں تھیں' اس بارے مختلف روایتوں

---

[1] اس واقعہ کی تائید وہ حدیث کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ کو اپنے نکاح کی خوشی میں کھانے کی دعوت دی تھی مگر اہل مکہ نے قبول نہیں کی تھی۔ اس سے حرم میں نکاح کا ثبوت ہوتا ہے اور آپ کا حلال ہونا بھی۔

Marfat.com

میں مختلف نام آتے ہیں:

☆ ابو رہم ابن عبدالعزی ☆ عبداللہ ابن رہم

☆ جویطب ابن عبدالعزی ☆ فردہ ابن عبدالعزی

اصابہ میں ہے کہ فردہ جویطب کا بھائی تھا اور وہ صحابی نہیں تھا ـــــ جبکہ ابن ابی خثیمہ نے قتادہ سے ذکر کیا ہے کہ فردہ جویطب کا بھائی نہیں تھا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے نزول آیت:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دیا۔ اور آپ کی طرف سے چار سو درہم ان کا مہر مقرر کیا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا نفس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ اس حدیث کو ابن ابی خثیمہ نے زہری اور قتادہ سے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیام نکاح جب حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچا تو وہ اپنے اونٹ پر سوار تھیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کا پیام سن کر کہا:

البعیر و ما علیه لله و لرسوله

''یہ اونٹ اور اس پر جو مال اسباب ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر تبرکاً کیا ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد یہ ہے کہ اونٹ اور جو شے اونٹ پر ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کے طور پر ہے۔

وصال:

ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۵۱ھ میں مقام سرف پر وفات پائی ـــــ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھی' اور دفن کرنے کے لئے ان کی قبر میں اترے۔

شیخین نے عطا سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ پر مقام سرف میں حاضر ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہیں۔ جس وقت تم اٹھاؤ' ان کی لاش کو جنبش نہ دو اور نہ ہلاؤ ـــــ نرمی کرو یعنی رفتار میں آہستگی کرو''

ابن سعد نے یزید بن الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام سرف میں اس خیمہ میں دفن کیا جس میں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے تھے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا —— بنت الحارث بن ابی ضرار ابن حبیب ابن عایذ بن مالک بن جذیمہ' یہ مصطلق ہیں —— مصطلق بنی خزاعہ کا ایک بطن ہے —— حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خزاعیہ مصطلقیہ ہیں۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی:

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی مسافع ابن صفوان المصطلقی سے ہوئی تھی —— وہ غزوہ مریسیع میں کافر مقتول ہوا۔

غزوہ مریسیع:

اس غزوہ کی تفصیل جلد اول میں بیان ہو چکی ہے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام برہ تھا۔ آپ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں —— حارث بن ضرار دشمن اسلام دشمن رسول خدا اپنی قوم کا رئیس تھا۔ اس نے لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اکسایا' بھڑکایا —— رسول کریم نے بریدہ بن حصیب الاسلمی کو صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے آ کر ساری صورت حال بیان کی۔ چنانچہ جنگ ہوئی۔ اور بنی مصطلق کچھ مارے گئے اور کچھ قید ہوئے —— ان قیدیوں میں بنی مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی برہ بھی تھیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی:

حضرت جویریہ بردہ کی صورت ثابت بن قیس بن شماس الانصاری کے حصہ میں آئیں۔ حضرت برہ نے حضرت ثابت بن قیس سے نو اوقیہ سونا کے بدلے مکاتبت کر لی۔ یعنی حضرت برہ مجوزہ مقدار کا سونا ادا کر کے آزاد ہوسکیں گی۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —— کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا:

"یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں برہ بنت حارث سردار بنی مصطلق کی بیٹی ہوں —— جنگ کی وجہ سے میں مال غنیمت میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں —— میں نے اپنے آپ کو مکاتب بنایا ہے میں آپ کے پاس آئی ہوں کہ مکاتبت کے سلسلے میں آپ سے سوال کروں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس چیز میں تمہارے لئے بہتری ہے' اسے پسند کروں گی!"

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کیسی بہتری ہے؟"

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے ثابت ابن قیس کو مکاتبت کی مطلوبہ مالیت ادا کر دوں اور تمہیں آزاد کر کے تم سے بیاہ کرلوں''۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''مجھے اس بات سے اتفاق ہے''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی کو بھیجا اور ان سے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلب کیا۔ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' یہ آپ ہی کے لئے ہیں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابت ادا کر دی اور حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا۔

شادی پر بنی مصطلق سے حسن سلوک:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح فرما لیا ہے تو انہوں نے بنی مصطلق کے جتنے قیدی تھے' سب رہا کر دیئے' اور ان سے فدیہ نہیں لیا اور کہا کہ:

''یہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرال والے ہیں''۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکت سے ۱۰۰ آدمی آزاد کئے گئے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

''ہم نے جویریہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے کسی عورت کو بابرکت نہیں دیکھا''۔

اس کی روایت ابوداؤد اور امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے کی ہے۔

شادی کے وقت حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بیس سال تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا مہر چار سو درہم مقرر فرمایا۔ برہ سے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھا' رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''جویریہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حسین اور ملیح تھیں' کوئی شخص انہیں نہیں دیکھتا تھا مگر اپنے دل میں جگہ دیتا''۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب:

امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

فرماتی ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے تین رات قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ یثرب سے چاند نکلا اور میری آغوش میں آ گرا ـــــ میں نے اس کا کسی سے ذکر نہ کیا ـــــ اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ـــــ جب ہم قید ہوئے تو مجھے اپنا وہ تین رات پہلے والا خواب یاد آ گیا اور مجھے بڑی امید ہوئی کہ اس خواب کی تعبیر مل جائے گی۔ بالآخر آپ نے مجھے آزاد فرما کے اپنی زوجیت میں لے لیا''۔

وصال:

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ماہ ربیع الاوّل ۵۰ھ میں ہوا۔ وصال کے وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی...... ابن سعد نے لکھا ہے کہ اس وقت مروان بن الحکم مدینہ کا گورنر تھا' اسی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ـــــ بنت حیی ابن اخطب ابن سعیہ ابن ثعلبہ بن عبید بنی اسرائیلؑ سبط لادی بن یعقوب علیہ السلام ـــــ اور پھر سبط حضرت ہارون ابن عمران برادر حضرت موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے تھا ـــــ ان کی والدہ ضرہ بنت سموال ہیں جو کنانہ بن ابی الحقیق کی شریک حیات تھیں۔ کنانہ یوم ہجرت محرم ۷ھ میں یوم خیبر میں قتل ہوا۔

فتح خیبر سے غلام اور کنیزیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خیبر کو فتح کیا تو مال غنیمت میں غلام اور کنیزیں بھی تھیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غلاموں میں سے ایک کنیز مجھے بھی عطا فرمائیں''۔

آپ نے فرمایا:

''تم جاؤ اور غلاموں میں سے ایک کنیز لے لو''۔

دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب:

مغلطائی نے لکھا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک خواب میں دیکھا کہ۔

''چاند ان کی آغوش میں اترا ہے''۔

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح سے اس خواب کی تاویل فرماتی تھیں۔۔۔۔ حاکم نے کہا ہے کہ ایسا ہی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھی ہوا۔۔۔۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزرا کہ انہوں نے بھی ایسا ہی ایک خواب دیکھا تھا کہ۔

''یثرب سے ایک چاند آ رہا ہے اوران کی آغوش میں اترا ہے''۔

صفیہ بنت حیی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لائق تھیں:

ایک صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے دحیہ کو صفیہ بنت حیی عطا فرمائی ہیں' وہ تو ملک زادی ہیں' بنی قریظہ اور بنی نظیر کی سیدہ ہیں ان کے باپ کو ان لوگوں میں سرداری حاصل تھی اور عظمت و مقام تھا۔۔۔۔ وہ آپ ہی کے لائق ہیں اس لئے کہ وہ ریاست کے گھرانے اور خاندان نبوت سے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔۔۔۔ اور یہ کہ عظیم جمال رکھتی ہیں۔ آپ ان اوصاف میں اکمل الخلق ہیں بلکہ کل خلق میں حمید ہیں''۔

جلد اول میں زیرعنوان فتح خیبر مصنف مواجب لدنیہ نے لکھا ہے کہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان عورتوں میں سے نہیں تھیں کہ دحیہ کو بخش دی جاتیں۔ اس لئے کہ دحیہ کی مثل صحابہ اور دحیہ سے فوق مرتبہ میں کثیر تھے۔ جبکہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثل نفاست نسب اور جمال میں غلاموں سے قلیل عورتیں تھیں۔۔۔۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مخصوص فرما دیتے تو بعض صحابہ کرام کے تغیر خاطر کا امکان تھا۔۔۔۔ چنانچہ یہ امر مصلحت عامہ سے تھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پلٹا لیا جائے۔۔۔۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اختصاص حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہوا۔ اس میں جمیع صحابہ کی رضامندی تھی۔۔۔۔ رہی یہ بات کہ آپ نے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دحیہ کو دے دیا' اور پھر آپ نے ھبہ سے رجوع کا' یہ بات ھبہ سے رجوع کرنے میں کچھ نہیں ہے یعنی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ھبہ کی گئی تھیں' پھر واپس لے لی گئیں۔۔۔۔ گویا ھبہ سے رجوع ہوا۔۔۔۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ھبہ سے پلٹایا جانا نہیں ہے بلکہ یہ اسباب علت تھے:

☆ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقسیم میں شامل نہیں ہوئی تھیں لہٰذا ھبہ بھی نہ ہوگا۔

☆ دوسرے صحابہ کرام دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل تھے' ان کی دل شکنی ہوتی۔

☆ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملک زادی تھیں' دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے لائق نہ تھے۔

جب صحابی نے آپ سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حسب نسب' مقام وعظمت کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

''دحیہ کو صفیہ کے ساتھ بلا لو''۔

دحیہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور دحیہ سے فرمایا:

Marfat.com

''غلاموں میں سے ایک کنیز ان کے برعکس لے لو''۔

مسلم شریف کی ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بعوض سات غلاموں کے عوض خرید کیا تھا —— اس پر خریدنے کا اطلاق بر سبیل مجاز ہے۔ یعنی عوض میں لینا' خریدنا نہیں کہا جاتا —— حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ —— نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا۔

عروسِ نبوی اور ان کا مہر:

ثابت ھنائی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''اے ابا حمزہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا مہر کیا مقرر کیا؟''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ان کا نفس ہی ان کا مہر تھا' ان کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا۔ یہاں تک کہ جس وقت طریق میں یعنی مقام صہبا میں پہنچے تو وہ آپ کو حلال ہو گئیں (یعنی حیض سے پاک ہو گئیں) —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا —— ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی کنگھی چوٹی کی' لباس پہنایا اور عطر لگا کر تیاری کی —— اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا''۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو عروسی کی حالت میں اٹھے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''جس کسی کے پاس کچھ شے ہو' وہ لے کر آئے''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''ایک چمڑے کو بچھونا کیا —— ایک شخص پنیر لایا' دوسرا تمر اور تیسرا گھی —— سب نے یہ چیزیں جمع کر کے حیس تیار کیا —— یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ تھا —— یعنی تینوں چیزیں' پنیر' تمر' روغن اور غالباً کوئی ستو بھی لایا تھا''۔

مدینہ منورہ کو روانگی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لئے اپنے اس طرف عبا سے پردہ بناتے تھے۔ پھر آپ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ

Marfat.com

جاتے اور اپنا گھٹنہ رکھ دیتے اور صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنا پاؤں آپ کے گھٹنہ مبارک پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تھیں ـــــ"

بخاری کی ایک روایت ہے کہ صحابہ کرام نے آپس میں کہا:

''صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) امہات المومنین سے ہیں یا غنیمت میں آنے والی لونڈی ہیں' اور آپ ان کے مالک ہو گئے ہیں''۔

انہی میں سے کچھ نے کہا:

''اگر آپ نے ان کا پردہ کیا تو امہات المومنین سے ہیں ـــــ اور اگر آپ نے ان کو نہ چھپایا تو لونڈی ہیں ـــــ''

جب آپ نے کوچ فرمایا تو ان کے لئے اونٹ پر اچھا بستر بچھایا اور پردہ تان دیا ـــــ پھر ہم چل دیئے یہاں تک کہ جس وقت ہم نے مدینہ منورہ کے در و دیوار دیکھے تو ہمیں مسرت ہوئی ـــــ ہم نے اپنی سواری کے اونٹوں کو دوڑایا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی سواری کے اونٹ کو دوڑایا۔ اس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹ پر آپ کے پیچھے سوار تھیں' آپ نے انہیں اپنا ردیف کرلیا تھا۔

دوران سفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ نے ٹھوکر کھائی تو دونوں سوار یعنی آپ بھی گر گئے اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی گر گئیں ـــــ اس وقت کسی نے بھی احترام اور اجلال کے سبب آپ کو اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خود کھڑے ہو گئے اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھپا لیا ـــــ ہم لوگ آپ کے پاس آئے' تو آپ نے فرمایا:

''ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا''۔

ہم لوگ مدینہ میں داخل ہوئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی کنیزیں گھر سے نکلیں۔ وہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ رہی تھیں اور ان کے گھر جانے سے خوش ہو رہی تھیں''۔

اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی گئیں ـــــ غزوہ کے دوران ان کے باپ اور بھائی مارے گئے تھے ـــــ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت دحیہ کلبی کی تحویل میں تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت کو طلب فرمایا ـــــ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں لاتے ہوئے ان کے دونوں مقتولوں کے درمیان سے گزار کر لائے ـــــ ان کے ہمراہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چچازاد بہن بھی تھی۔ اس کی نظر جب اپنے مقتولین پر پڑی تو اس نے چیخ ماری اور اپنا منہ پیٹا

Marfat.com

اور اپنے سر پر خاک ڈالی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس شیطانی کو مجھ سے دور کرو۔۔۔'' اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''(تمہیں رحم نہ آیا) تمہارے دل سے رحمت نکال لی گئی تھی جس وقت تم ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتولوں کے درمیان سے لائے''۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بزرگی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس امر کا اختیار دیا تھا کہ:

☆ آپ انہیں آزاد کر دیں وہ اپنے ان عزیزوں کے پاس پلٹ کر چلی جائیں جو ان کے خاندان سے باقی ہیں۔۔۔ یا

☆ یا مسلمان ہو جائیں۔۔۔ یا

☆ آپ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے نفس کے لئے انہیں اختیار کر لیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کو اختیار کرتی ہوں''۔

اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے ان کو برگزیدہ کیا۔۔۔ اس حدیث کی روایت ابن جوزی نے اپنی کتاب ''صفوۃ'' میں کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

''کیا تم کو مجھ میں رغبت ہے؟''

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں شرک کی حالت میں اس امر کی تمنا کرتی تھی اب کیونکر میں اس کی خواہش نہ کروں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کے سبب اس کی قدرت دی ہے''۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایات:

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعدد احادیث روایت کی ہیں۔۔۔ اور ان سے

☆ ان کے بھائی کے بیٹے ☆ ان کے خادم کنانہ اور یزید نے

☆ حضرت امام زین العابدین بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

☆ اسحاق بن عبداللہ بن حارث ☆ مسلم بن صفوان

نے روایت کی ہے۔

وصال :

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ۵۰ھ میں ہوا۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دور خلافت تھا۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ وصال کے وقت حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ساٹھ برس تھی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے کہ جس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس داخل ہوئی' میں سترہ سال کو نہیں پہنچی تھی —— اسے ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر ازدواج کرام

یہ خواتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ازدواج ہیں جن کے پاس آپ داخل ہوئے ہیں۔ اس میں سیرت نگاروں اور اہل علم حدیث کے درمیان کچھ ضاف نہیں ہے۔ گزشتہ سطور میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سوا جن عورتوں سے نکاح کیا ہے' ان کی تعداد بارہ ہے:

☆ ام شریک قرشیہ عامریہ بنت جابر ☆ خولہ بنت حکیم

☆ خولہ بنت الہذیل ☆ اسماء بنت نعمان

☆ عمیرہ بنت یزید ☆ اسماء بنت نعمان

☆ ملیکہ بنت کعب ☆ فاطمہ بنت ضحاک

☆ عالیہ' بنت ظبیان ☆ قتیلہ بنت قیس

☆ سنی بنت اسماء ☆ شرف بنت خلیفہ

☆ لیلیٰ بنت الحطیم ☆ بنی غفار سے عورت

ام شریک قرشیہ عامریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

وہ پہلی خاتون جنہوں نے اپنا نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ھبہ[1] کیا تھا۔

اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ وہ کون خاتون ہیں۔

---

[1] ھبہ کرنا...... معنی ہے عنایت کرنا' وقف کرنا۔

Marfat.com

☆ وہ ام شریک قرشیہ عامریہ ہیں —— ان کا نام غزیہ بنت جابر بن عوف ہے۔ بنی عامر ابن لوئی ابن غالب سے ہیں۔

☆ وہ غزیہ بنت دودان بن عوف ہیں۔

عمر زیادہ ہونے کے سبب ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دے دی —— اس بارے میں اختلاف ہے کہ آپ ان کے پاس داخل ہوئے تھے۔

ایک روایت یہ ہے کہ جس عورت نے اپنا نفس ھبہ کیا تھا وہ قرشیہ نہیں ہے۔ وہ عورت بنی نجار سے ہے اور اس کا نام ام شریک غزیہ انصاریہ ہے...... یہ دونوں عورتیں نام اور کنیت میں موافق ہیں لیکن خاندانی نسبت میں مختلف ہیں ——

ابن جوزی نے ''صفوۃ'' میں لکھا ہے کہ اکثر علماء اس پر ہیں کہ ام شریک وہ عورت ہے جس نے اپنا نفس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا تھا۔ لیکن اس کی عمر زیادہ (کبیر السن) ہونے کی وجہ سے آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا —— اس نے مرتے دم تک شادی نہیں کی۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ابن قتیبہ نے ''کتاب المعارف'' میں ابی الیقطان کے حوالے سے لکھا ہے کہ اپنے نفس کی ھبہ کرنے والی خولہ بنت حکیم بن امیہ السلمی ہے۔ قضا و روایات کے بغیر یہ کہنا جائز ہے کہ ام شریک اور خولہ دونوں نے اپنے آپ کو ھبہ کیا تھا۔

عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ خولہ بنت حکیم ان عورتوں سے تھی جنھوں نے اپنی ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ھبہ کی تھی ——

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے کہ کیا عورت حیا نہیں رکھتی ہے کہ ایک مرد کو اپنا نفس ھبہ کر دے جبکہ یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:

ترجی الیک من تشاء و تووی الیک من تشاء

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی ہوں مگر آپ کی ہوا میں آپ کے لئے سرعت فرماتا ہے''[1]

اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے —— یہ خولہ عثمان بن مظعون کی زوجہ ہے —— خولہ سے یہ امر شاید عثمان سے پہلے واقع ہوا ہو۔

---

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غیرت سے لفظ ''ہوا'' کہا۔ اس لئے اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ورنہ نبی کی نسبت ایسا لفظ ہرگز نہیں کہا جا سکتا...... یہاں ہوا بمعنی رضا ہے۔

Marfat.com

خولہ بنت الہذیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

خولہ بنت الہذیل بن ھبیرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ آپ کے پاس پہنچے راستے میں ہلاک ہوگئی۔

عمرہ بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہاں دو نام ملتے ہیں:

☆ عمرہ بنت یزید بن الجون کلابیہ۔

☆ عمرہ بنت یزید بن عبید بن اوس بن کلاب کلابیہ

ابوعمر بن عبدالبر نے کہا ہے کہ دوسری اپنے نسب میں اصح ہے۔ اس کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا تھا ...... جس وقت آپ کے پاس داخل کی گئی تو اس نے کہا:

"اعوذ باللہ منک میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ سے پناہ مانگتی ہوں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

"تو نے اس ذات کے ساتھ پناہ مانگی ہے جس کیساتھ پناہ مانگی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے"۔

آپ نے اسے طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا:

"اسے تین کپڑے دے دو"۔

ابوعمر بن النمری نے کہا ہے کہ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا گیا ہے —— ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اس عمرہ کے باپ نے ان کے کمال کا وصف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا —— پھر اس کے وصف میں یہ اضافہ کیا کہ عمرہ ہرگز بیمار نہیں ہوئی —— یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اس عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی خیر نہیں ہے" —— اس لئے کہ:

☆ بیماری سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

☆ بیماری آدمی کے درجوں کو بڑھاتی ہے۔

☆ آدمی کا غرور توڑتی ہے۔

آپ نے اس عورت کو طلاق دے دی —— یہ طلاق اس کے بیمار نہ ہونے کی خبر سے دی گئی' نہ ہی اس کے اعوذ باللہ کہنے سے۔

Marfat.com

اسماء بنت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

یہاں بھی دو نام کی روایتیں ہیں:

☆ اسما بنت نعمان الجون ابن الحارث

☆ اسما بنت نعمان ابن الاسود بن الحارث بن شرجیل

یہ خاتون کندیہ جونیہ ہے کہ اپنے جد کی طرف منسوب ہے ـــ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسماء سے نکاح کیا تھا ـــ آنحضرت نے اسے جو طلاق دی اس کے سبب میں اختلاف ہے:

☆ قتادہ اور ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اسماء کو اپنے پاس بلایا تو اس نے کہا ـــ ''آپ ہی آؤ'' ـــ اور خود آنے سے انکار کیا۔

☆ بعض علماء نے کہا ہے کہ اسماء نے **اعوذ باللہ منک** کہا ـــ آپ نے اسے جواب دیا کہ ـــ ''آدمی جس کے ساتھ پناہ ڈھونڈتے ہیں' تو نے اس کے ساتھ پناہ مانگی ہے' اللہ تعالیٰ نے تجھے مجھ سے پناہ دی''۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں نے اسے یہ لفظ **اعوذ باللہ منک** سکھلا دیا تھا۔ اس لئے کہ اسماء اجمل الناس تھی ـــ بیویوں نے یہ خوف کیا کہ وہ ہم سب عورتوں پر غالب آ جائے گی۔ ان بیویوں نے اسماء سے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ جس وقت آپ تیرے قریب آئیں تو **اعوذ باللہ منک** کہے ـــ جس وقت اس نے آپ سے یہ لفظ کہا' آپ نے فرمایا: **قد عذت بمعاذ** ـــ اور اسے طلاق دے دی ـــ پھر اسے اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔ اسماء نے اپنا نام شقیہ رکھا تھا۔

☆ جرجانی نسابہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں نے اس سے کہا کہ اگر تو یہ ارادہ رکھتی ہے کہ آپ کے پاس تیری قدر ومنزلت اور محبت زیادہ ہو تو **اعوذ باللہ منک** آپ کے روبرو کہہ۔ اس نے آپ سے یہ لفظ کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ **اعوذ باللہ** کہنے والی عورت اسماء کے علاوہ ہے ـــ ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے کہ دو عورتوں نے **اعوذ باللہ منک** کہا ہو ـــ کچھ علماء نے کہا ہے کہ اسماء کو برص تھا جیسا کہ عامریہ کو تھا ـــ آپ نے اس سے فرمایا۔ تو اپنے اہل میں چلی جا''۔

اسماء کے نام سے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ امیمہ تھا یا امامہ تھا۔

ملیکہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

پورا نام ملیکہ بنت کعب اللیثیہ الکنانیہ ہے ـــ بعض علماء نے کہا ہے کہ ملیکہ وہ عورت ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم سے اعوذ باللہ منک کہا ہے—— آپ اس کے پاس داخل ہوئے ہیں اور وہ آپ کے پاس فوت ہوئی ہے—— پہلی بات زیادہ صحیح ہے—— کچھ علماء وہ ہیں جو اس کے ساتھ آپ کے نکاح کا محض انکار کرتے ہیں۔

فاطمہ بنت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

پورا نام فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان کلابی ہے—— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد اس سے نکاح کیا تھا—— جس وقت آیت تخیر یا ایھا النبی قل لا زواجك (دو آیتیں) نازل ہوئی تو آپ نے اسے اختیار کیا' اس نے دنیا کو اختیار کیا—— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔

اس کے بعد وہ عورت اونٹوں کی مینگنیاں چنتی تھی اور وہ کہتی تھی کہ وہ شقیہ ہے—— اس نے دنیا کو اختیار کیا۔ ابن اسحاق نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ابو عمر نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک غیر صحیح ہے۔ اس لئے کہ ابن شہاب عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت اپنی بیویوں کو اختیار دیا۔ سب عورتوں سے پہلے میرے ساتھ ابتداء کی—— حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کو اختیار کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اتباع کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا۔

قتادہ اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ تخیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نو عورتیں تھیں—— وہ عورتیں وہ ہیں جو آپ کے وصال کے وقت حیات تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت ضحاک سے ۸ھ ہجری میں نکاح کیا تھا۔ ابن سعد کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعرانہ سے نکلتے وقت نکاح کیا تھا——

فاطمہ کلابیہ کے قبیلہ کے ایک شخص سے اسماعیل بن مصعب نے روایت کی ہے کہ فاطمہ کا انتقال ۶۰ھ میں ہوا ہے—— ابو عمر نے لکھا ہے کہ کلابیہ کے باپ نے کہا کہ اس کے سر میں ہرگز درد نہیں ہوا—— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا:

''مجھے اس کی حاجت نہیں ہے''۔

عالیہ بنت ظبیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

عالیہ بنت ظبیان ابن عمرو بن عوف بن عبد بن ابی بکر بن کلاب بھی بنی کلابیہ سے ہیں—— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالیہ سے نکاح کیا۔ عالیہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے جتنے دن چاہا' رہی' پھر آپ نے طلاق دے دی—— اس حدیث کی یعقوب بن سفیان نے زہری سے روایت کی ہے۔

بہت کم لوگوں نے عالیہ کا ذکر کیا ہے—— ابو سعید نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عالیہ جب

Marfat.com

داخل کی گئی' آپ نے اس کو طلاق دے دی۔

قتیلہ بنت قیس

قتیلہ بنت قیس' اشعث بن قیس کندی کی بہن ہے۔ قتیلہ کے ساتھ آپ کی شادی ۱۰ھ میں کی تھی۔ جبکہ بنی کندہ کے قاصد آپ کے پاس دو ربیع الاول ۱۰ھ کے بعد آئے تھے —— اشعث بن قیس حضرموت کی طرف لوٹ گیا اور اپنی بہن قتیلہ کو سوار کرایا —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض موت میں قتیلہ کے ساتھ نکاح کیا تھا' بلکہ اپنی وفات سے دو ماہ پہلے نکاح کیا تھا —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۱ھ میں قتیلہ کے آنے سے پہلے وفات پائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طور پر وصیت فرمائی تھی اور قتیلہ کو یہ اختیار دیا تھا کہ:

☆ اگر وہ چاہے تو پردہ میں رکھی جائے' قتیلہ امہات المومنین سے ہو۔ تاکہ مومنین پر حرام ہو۔

☆ اگر چاہے تو جس سے چاہے نکاح کر لے۔

قتیلہ نے نکاح اختیار کیا۔ عکرمہ بن ابوجہل نے حضرت موت میں قتیلہ سے نکاح کر لیا —— یہ خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پہنچی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ اس پر اس کا گھر جلا دوں' تاکہ اس کا مال جل کر ہلاک ہو جائے''۔

یہ ارادہ تعزیر کے طور پر کیا تھا' اس کا جلانا مقصود نہ تھا —— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''قتیلہ امہات المومنین سے نہیں ہے' اس کا پردہ نہیں کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس داخل نہیں ہوئے''۔

بعض قائلین نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتیلہ کے بارے میں کچھ وصیت نہیں فرمائی —— وہ اس وقت مرتد ہو گئی جس وقت اس کا بھائی مرتد ہو گیا —— یوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احتجاج کیا کہ قتیلہ امہات المومنین سے نہیں ہے وہ مرتد ہو گئی ہے۔

سبنی بنت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کے نام کے بارے اختلاف ہے۔

☆ بعض نے سبی کہا ہے۔

☆ بعض نے وسنی کہا ہے' اور

☆ قتادہ نے اسماء کہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبنی بنت اسماء بن الصلت السلمیہ سے نکاح کیا —— اس سے پہلے کہ آپ اس کے

Marfat.com

پاس داخل ہوں، وہ مرگئی ـــــ جبکہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ نے سبنی کے پاس داخل ہونے سے پہلے طلاق دے دی۔

شرف بنت خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

شرف بنت خلیفہ کلبیہ بنی کلب سے ہے اور دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ نکاح کیا ـــــ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل ہونے سے پہلے شرف کا انتقال ہوگیا۔

لیلیٰ بنت الخطیم:

لیلیٰ بنت الخطیم قیس کی بہن ہے- قیس مشہور شاعر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نکاح کیا تھا۔ یہ دو غیور عورت تھی اس نے آپ سے چاہا کہ مجھے چھوڑ دیجئے ـــــ اس نے کہا:

''آپ نبی اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتیں حلال کی ہیں اور میں زبان دراز عورت ہوں۔

مجھے سوتوں پر صبر نہیں ہے''۔

آپ نے اسے چھوڑ دیا' اسے بھیڑیے نے کھایا ـــــ لیلیٰ وہ عورت ہے جس نے اپنا نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ھبہ کر دیا تھا۔

بنی غفار سے عورت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ آپ نے اسے امر فرمایا' اس نے اپنے کپڑے اتارے۔ آپ نے اس کی کمر کی جگہ سفیدی دیکھی۔ اس سے فرمایا:

''تو اپنے اہل کے ساتھ لاحق ہو جا''۔

آپ نے جو شے اسے عطا فرمادی تھی' اس میں سے کچھ نہیں لیا ـــــ اس حدیث کو امام احمد نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔

حاصل کلام:

یہ تمام وہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ہے:

☆ بعض ان ازواج کو آپ نے اپنی حیات میں چھوڑ دیا ہے اور آپ ان کے پاس داخل نہیں ہوئے ہیں۔

☆ بعض ازواج کو ان کے پاس داخل ہونے کے بعد آپ نے چھوڑ دیا ہے جیسا کہ ان کا ذکر ہوا۔

وہ تمام عورتیں جن پر عقد قائم ہوا ہے تیئیس (۲۳) ہیں۔ ان کے بعض کے پاس آپ داخل ہوئے ہیں اور بعض کے پاس داخل نہیں ہوئے ......

☆ ان میں سے دخول کے بعد آپ کے پاس حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وفات

Marfat.com

پائی ہے۔

☆ ان میں سے دخول سے پہلے دو عورتیں مر گئی ہیں' ایک دحیہ کی بہن شرف بنت خلیفہ اور دوسری خولہ بنت الہذیل' ان پر علماء کا اتفاق ہے۔

ملیکہ اور سبٰی میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ:

☆ کیا یہ دونوں مر گئیں' —— یا

☆ آپ نے ان دونوں کو طلاق دے دی تھی۔

اس اختلاف کے ساتھ ساتھ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس داخل نہیں ہوئے تھے ——

☆ —— علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ دخول کے بعد آپ نے فاطمہ بنت ضحاک اور عالیہ بنت ظبیان کو چھوڑ دیا۔

☆ —— علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ دخول سے پہلے آپ نے عمرۃ' اسماء اور غفاریہ کو چھوڑ دیا ہے۔

☆ —— ام شریک کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے:

''کیا آپ اس کے پاس داخل ہوئے ہیں؟''

اس اختلاف میں اس پر اتفاق ہے کہ آپ نے ام شریک کو چھوڑ دیا تھا۔

☆ —— جس عورت نے اپنے آپ کو آپ سے چھڑانا چاہا تھا' اس کا حال نہیں جانا گیا ہے...... آپ نے اس سے مفارقت اختیار فرمائی تھی۔

☆ —— وہ عورتیں جن کو آپ نے چھوڑ دیا تھا' سات ہیں ......اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

☆ —— جو عورتیں آپ کی حیات میں مر گئیں' چار ہیں ...... اس میں علماء کا اتفاق ہے۔

☆ —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس عورتیں چھوڑ کے وفات پائی ...... یہ مشہور نو بیویاں ہیں ...... ان میں سے ایک عورت وہ ہے جس کے پاس آپ داخل نہیں ہوئے تھے' وہ قتیلہ بنت قیس' اشعث کی بہن ہے۔

جن عورتوں سے آپ نے بیاہ کرنا چاہا:

روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد عورتوں سے بیاہ کرنا چاہا تھا:

☆ جمرہ بنت الحارث ☆ سودہ قرشیہ

☆ صفیہ بنت بشامہ ☆ چوتھی عورت (نام معلوم نہیں)

☆ ام ہانی فاختہ ☆ ضباعہ بنت عامر

Marfat.com

☆ امامہ بنت حمزہ ☆ غرہ بنت ابوسفیان

☆ جندعیہ بنت جندب بن ضمرہ

جمرہ بنت الحارث:

یہ عورت بنی مرہ بن عوف بن سعد سے تھی —— آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باپ کے ذریعے بیاہ کرنا چاہا۔ اس کے باپ نے کہا:

''اسے برص ہے''۔

اس نے جھوٹ کہا۔ بارگاہ نبوت سے جب وہ گھر واپس آیا تو اس کی بیٹی کو سچ مچ برص ہو چکا تھا —— یہ عورت شاعر شبیب بن برصا بنت الحارث بن عوف کی بہن ہے —— ابن اثیر نے ''جامع الاصول'' میں اس عورت کا نام جمرہ بنت الحارث بن عوف لکھا ہے۔

سودہ قرشیہ:

سودہ قبیلہ قریش سے تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نکاح کرنا چاہا —— اس عورت کے پانچ یا چھ بچے تھے۔ اس نے کہا:

''میں یہ خوف کرتی ہوں کہ میرے بچے آپ کے سر کے پاس شور کریں گے اور روئیں گے''۔

آپ نے اس کے لئے دعا کی اور اسے ترک کر دیا۔

صفیہ بنت بشامہ:

آپ کو وہ عورت بردون میں پہنچی تھی۔ آپ نے اسے اپنے نفس کریمہ اور اس کے شوہر کے درمیان اختیار کیا —— اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا۔ آپ نے اسے بھیج دیا —— بنو تمیم نے اس عورت پر لعنت کی۔

چوتھی عورت:

اس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نکاح کرنا چاہا۔ اس نے کہا:

''میں اپنے باپ سے مشورہ کرتی ہوں''۔

اس کے باپ نے آپ کے ساتھ نکاح کرنے کیلئے اجازت دے دی۔ وہ عورت پلٹ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ نے اس سے فرمایا:

''ہم نے تیرے غیر کو لحاف بنا لیا''۔

یعنی ہم نے دوسری عورت کر لی۔

Marfat.com

ام ھانی فاختہ :

ام ھانی فاختہ بنت ابی طالب ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بہن ہیں ــــــ آپ کے متعدد نام روایت ہوئے ہیں :

☆ فاطمہ ☆ ھند ☆ رملہ

☆ حماتا ☆ عاتکہ

لیکن زیادہ مشہور یہی نام ام ھانی فاختہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کرنا چاہا۔ ام ھانی نے کہا:

''میں بچوں والی عورت ہوں''۔

اور آپ سے عذر کیا۔ آپ نے ان کا عذر قبول فرمایا ــــــ ام ھانی سے روایت ہے کہ آپ نے مجھ سے نکاح کرنا چاہا ــــــ یہ آیت نازل ہوئی:

وبنات عمك و بنات عمالك و بنات خالك و بنات خالاتك واللتی هاجرن معك

میں نے ہجرت نہیں کی تھی' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے ساتھ نکاح کی ممانعت ہوگئی۔

ضباعہ بنت عامر بن قرط :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بیٹے سلمہ بن ھشام کے ذریعہ اس سے نکاح کرنا چاہا۔ اس نے کہا:

''میں اپنی ماں سے مشورہ کرلوں''۔

کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دیا کہ وہ زیادہ عمر کی (کبیر السن) ہوگئی ہے۔ اس کا بیٹا لوٹ کے آپ کے پاس آیا ــــــ اس نے اپنے بیٹے کو اپنے نکاح کی اجازت دے دی تھی ــــــ لیکن آپ اس کی طرف سے ساکت ہوگئے اور آپ نے اس سے نکاح نہیں کیا۔

امامہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب :

آپ کے روبرو پیش کی گئی۔ آپ نے فرمایا:

''یہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے''۔

غرہ بنت ابوسفیان :

اسے اسؓ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے حضور پیش کیا۔ آپ نے فرمایا:

''وہ میرے لئے حلال نہیں ہے''۔

غرہ آپ پر اس وجہ سے حلال نہیں تھی کہ اس کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوسفیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔

Marfat.com

جندعیہ بنت جندب بن ضمرہ:

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جندعیہ سے نکاح کیا۔ وہ بنی جندع سے ایک عورت ہے۔ آپ اس کے پاس داخل نہیں ہوئے۔

حاصل کلام:

یہ وہ عورتیں ہیں:

- ☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا' —— یا
- ☆ ان سے نکاح کرنا چاہا' —— یا
- ☆ ان کے پاس آپ داخل ہوئے ہیں' —— یا
- ☆ آپ ان کے پاس داخل نہیں ہوئے' —— یا
- ☆ آپ کے روبرو وہ عورتیں پیش کی گئی ہیں۔

آپ کی خاص لونڈیاں

آپ کی ہم بستر لونڈیاں چار ہیں:

- ☆ ماریہ قبطیہ بنت شمعون
- ☆ ریحانہ بنت زید بن عمر
- ☆ حضرت زینب بنت جحش کی لونڈی
- ☆ جمیلہ

لیکن تھوڑی بہت تفصیل دو ہی کے بارے میں دستیاب ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خدمت میں مصر سے بھیجی گئی تھیں۔ مقوقس قبطی حاکم مصر و اسکندریہ کو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک ملا تو اس نے آپ کی خدمت میں تحائف اور صدقات بھیجے[1]۔ خیر سگالی کے طور پر یہ اشیاء بھیجی گئیں:

- ☆ حضرت ماریہ اور ان کی بہن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
- ☆ ایک خدمت گزار خواجہ سرا' جس کا نام مابور تھا۔
- ☆ ایک ہزار مثقال سونا۔

---

[1] مقوقس کا نام جریج ہے۔ یہ نصرانی ہے اور نصرانیت پر ہی اس کا انتقال ہوا۔ تحائف و صدقات روانہ کرتے وقت اس نے اپنے آدمی سے کہا کہ اگر آپ وہی نبی موعود ہیں تو ☆ صدقہ نہ لیں گے' اور ☆ دو بہنوں کو جمع نہ کریں گے۔

چنانچہ آپ نے تحائف قبول فرمائے لیکن صدقات نہیں لئے اور حضرت ماریہ کی بہن سیرین حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی۔

Marfat.com

مصر کے نرم قباطی بیس کپڑے۔

☆ ایک سفید رنگ کا گدھا' جس کا نام عفیر ہے' اسے یعفور بھی کہتے ہیں۔

☆ مقام بنہا سے شہد۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہد کو ملاحظہ فرما کے تعجب کیا اور مسرور ہوئے۔ آپ نے بنہا کے شہد کے لئے برکت کی دعا بھی فرمائی —— ابن اثیر نے کہا ہے کہ بنہا بہ کسر با' اور سکون نون کے' مصر کے قریوں سے ایک قریہ ہے —— آج کے دن آدمی لفظ بنہا کی با کو فتح دیتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیرین کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیا —— سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت حسین تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان پر رشک کیا کرتی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے چھوٹے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہی سے پیدا ہوئے تھے —— حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۱۶ھ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کی گئیں۔

حضرت ریحانہ بنت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی قریظہ سے تھیں —— جب غزوہ بنی قریظہ میں مسلمان فتح سے ہمکنار ہوئے تو مال غنیمت میں مال و اسباب کے علاوہ غلام اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ ان جنگی قیدیوں میں حضرت ریحانہ بھی شامل تھیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پسند فرمایا۔ آپ نے انہیں آزاد فرما کے نکاح کرلیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰ھ میں جب حجتہ الوداع سے واپس تشریف لائے تھے' حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وقت وفات پائی۔ آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری باندی ہیں' جو کسی لڑائی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوئیں۔

چوتھی باندی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوتھی باندی وہ ہیں جنہیں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمت گزاری کے لئے پیش کیا تھا۔ ان کے نام کے بارے میں سیرت کی کتب خاموش ہیں۔

Marfat.com

چوتھی فصل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا' پھوپھیاں' دادیاں' نانیاں اور دودھ شریک بھائی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا:

صاحب ''ذخائر العقبیٰ'' نے اپنی اس کتاب میں جو مناقب ذوی القربیٰ میں ہے' لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ چچا تھے۔ وہ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تیرہویں بیٹے تھے...... آپ کے چچاؤں کے نام یہ ہیں:

- ☆ حارث بن عبدالمطلب
- ☆ ابوطالب' آپ کا نام عبد مناف ہے۔
- ☆ زبیر' ان کی کنیت ابوالحارث ہے
- ☆ حمزہ بن عبدالمطلب
- ☆ ابولہب' ان کا نام عبدالعزیٰ ہے
- ☆ غیداق بن عبدالمطلب
- ☆ مقوم بن عبدالمطلب
- ☆ ضرار بن عبدالمطلب
- ☆ عباس بن عبدالمطلب
- ☆ قثم بن عبدالمطلب
- ☆ عبدالکعبہ بن عبدالمطلب
- ☆ حجل' ان کا نام مغیرہ تھا

کسی نے عبدالمطلب کے گیارہ بیٹے لکھے ہیں' کسی نے دس اور کسی نے نو—— مختلف روایتیں ہیں۔ مصنف نے صرف دو چچا کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب' کی والدہ ہالہ بنت وھب بن عبد مناف بن زہرہ ہیں—— آپ کی کنیت ابوعمارہ اور ابویعلی دونوں بیٹوں کے نام سے ہے—— معجم بغوی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان میں لکھا ہوا ہے کہ حمزہ اسد اللہ

ا حجل کا معنی ضخیم مشک ہے—— دارقطنی نے کہا ہے کہ لفظ حجل بتقدیم حائے حطی۔ اس کا معنی تسمیہ او خلخال ہے۔

Marfat.com

اور اسد رسول اللہ ہیں''۔

حضرت حمزہ کا اسلام لانا:

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثت کے دوسرے سال میں ایمان لائے —— دوسری روایت میں ہے کہ بعثت کے چھٹے سال میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارارقم میں داخل ہوئے' حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے تین دن پہلے ایمان لائے۔

غزوۂ بدر میں شرکت:

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے۔ وہاں پر صف سے نکل کر عتبہ بن ربیعہ کو جنگ سے قتل کیا۔ دوسری روایت میں عتبہ کی بجائے شیبہ بن ربیعہ کا نام بیان ہوا ہے۔

چند امتیازات:

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں سے سب سے پہلا جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے قائم فرمایا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تیار فرمایا۔

☆ حافظ الدمشقی نے یہ حدیث روایت کی ہے: **خیر اعمامی حمزہ**

☆ ابن السری نے مرفوعاً روایت کی ہے:

سیدالشهداء یوم القیامة حمزہ بن عبدالمطلب

☆ سلفی نے بریدہ سے سا ارشاد باری کو ذکر کیا ہے:

یا ایتها النفس المطمئنة

☆ ارشاد باری: **فمنهم من قضی نحبه**' یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت جنگ اُحد میں ہوئی' انہیں وحشی نے شہید کیا —— مشرکین نے جب صف جنگ باندھی تو سباع ابن عبدالغری خزاعی نکلا۔ اس نے کہا:

''ہے کوئی لڑنے والا!''

---

۱ یہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے۔ ۲ یہ ابن اسحاق کی روایت ہے۔

Marfat.com

حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف سے مقابلہ کے لئے نکلے —— حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سباع پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا —— وحشی اس وقت ایک پتھر کی اوٹ میں گھات میں تھا۔ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس کے قریب سے گزرے تو اس نے ایسا تاک کے حربہ مارا کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں درکون کے درمیان سے نکل گیا۔ آپ اس کاری زخم کی تاب نہ لا سکے اور آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔

حضرت حمزہ کے قاتل کا انجام:

سعید بن المسیب سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے کہ میں تعجب کیا کرتا تھا کہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل کیونکر نجات پائے گا —— اگرچہ اسلام' اسلام سے پہلے کے گناہوں یا دوسرے بداعمال کو مٹا دیتا ہے۔

جس وقت وحشی مسلمان ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''تو میرے سامنے مت آیا کر''۔

یہ حدیث اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ جس گناہ پر سزا دی جائے' اس سے بچاؤ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ شراب میں غرق ہو کر مر گیا۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے ——

عبدالملک ابن ہشام نے سیرت میں لکھا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وحشی ہمیشہ شراب سے حد کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ لشکر کی کچہری سے اس کا نام خارج کر دیا گیا' اور اسے نکال دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس امر کا علم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کو بغیر عذاب کے نچوڑے گا۔

حضرت حمزہ کی لاش نے آپ کا دل دکھا دیا:

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جنگ کے بعد ہند بنت عتبہ اور وہ عورتیں جو ہند کے ساتھ تھیں' اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قتل کئے گئے تھے' ان کا مثلہ کرنے لگیں۔ وہ کان اور ناک کاٹتی تھیں۔ ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر چاک کیا' اور اسے چبایا۔ ہند کو اسے نگلنے کی قدرت نہ ہوئی' چنانچہ منہ سے پھینک دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلے۔ آپ نے انہیں بطن وادی میں پایا۔ جب آپ نے دیکھا کہ ان کو مثلہ کیا گیا ہے یعنی ان کے ناک اور کان کاٹ ڈالے گئے ہیں اور ان کا پیٹ جگر کی جگہ سے چاک کر دیا گیا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت دیکھی تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ آپ کی ہچکی لگ گئی —— ابن ہشام نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''رحمتہ اللہ علیک ۔ آپ بہت خیر کے کام کرتے تھے اور بہت صلہ رحمی کرتے تھے —— لوگو سن لو! واللہ میں

---

[1] آپ کا اس قدر رونا' میت پر گریہ زاری سے ممانعت سے پہلے تھا۔

Marfat.com

آپ کے بدلے مشرکین کے ستر آدمیوں کا ضرور مثلہ کروں گا ــــــ
تمہاری مثل کسی کو کبھی ایسی مصیبت نہیں پہنچی (یعنی کوئی اس انداز پر قتل نہیں کیا گیا) ــــــ میں کسی ٹھہرنے کی جگہ ہرگز نہیں ٹھہرا کہ میرے دل کو وہ جگہ زیادہ غیظ میں لانے والی ہے''۔
یعنی یہ وہ جگہ ہے کہ میرے دل کو زیادہ غضب میں لا رہی ہے۔ اس سے زیادہ غضب میں لانے والی جگہ میں کبھی میں کھڑا نہیں ہوا...... آپ پر سورہ نحل کے خواتیم نازل ہوئے:

فان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم ــــــ

چنانچہ آپ نے صبر کیا اور اپنی قسم کا کفارہ دیا اور جو آپ نے کیا تھا' اس سے رک گئے۔
ابن شاذان کے نزدیک ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس شدت سے گریہ زاری کرتے دیکھا کہ اس سے بڑھ کر گریہ و زاری کرتے ہوئے ہرگز نہیں دیکھا ــــــ انہیں قبلہ کی جانب رکھا' پھر ان کے جنازہ پر آپ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے اس قدر روئے کہ آپ کی ہچکی لگ گئی اور غش آ گیا۔ روتے ہوئے آپ فرماتے تھے:

''یا حمزہ ایا عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسد اللہ واسد رسولہ ــــــ یاحمزہ یا فاعل الخیرات ــــــ یاحمزہ یا کاشف الکربات ــــــ یاحمزہ یا ذایا عن وجد رسول اللہ !

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جنازہ پر نماز پڑھتے تو چار تکبیریں کہتے تھے۔ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ پر آپ نے ستر تکبیریں کہیں ــــــ اس حدیث کو امام بغوی نے اپنی ''معجم'' میں روایت کیا ہے۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ شہدائے احد کو غسل نہیں دیا گیا' وہ اپنے خونوں کے ساتھ دفن کیے گئے۔ ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ اس حدیث کی روایت احمد وار ابوداؤد نے کی ہے ــــــ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ خصوصی طور پر ادا کی گئی ــــــ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ جو لوگ ہیں' ان پر اس لئے نماز جنازہ ادا کی گئی کہ وہ جنگ کے دوران زخمی ہوئے تھے' شہید نہیں ہوئے تھے۔ ان کی شہادت جنگ کے ختم ہونے کے بعد ہوئی۔
شہادت کے وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر انسٹھ سال تھی ــــــ ان کی بہن امیمہ کے فرزند عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے وہ بھی شہید جنگ احد ہیں۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالفضل ہے۔ ابوالفضل ان کے بڑے بیٹے کا نام ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام نتیلہ ہے۔[1] نتیلہ بنت ابن الکلب (یا کلیب یا حبیب) بن المرا ابن قاسط۔

[1] نثلہ کی تصغیر ہے۔ نثل کا معنی ہے شتر مرغ کا انڈا۔

Marfat.com

ام عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا امتیاز:

نُتیلہ وہ پہلی عرب عورت ہے جس نے کعبہ یعنی بیت الحرام کو دیباج اور اقسام کا لباس پہنچایا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم عمری میں گم ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نے یہ منت مانی تھی کہ:

''اگر میں ان کو پاؤں گی تو بیت اللہ کو لباس پہنا دوں گی''۔

جب انہیں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اپنی نذر کے مطابق کعبہ کو لباس پہنچایا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمیل اور وسیم یعنی خوبصورت چہرہ تھے۔ رنگ گورا کھلتا ہوا تھا ان کی دو چوٹیاں تھیں۔ معتدل القامت (نہ دراز قد' نہ بوٹا قد) —— دوسری روایت میں ہے کہ طویل القامت تھے۔

چند خصائص:

آپ واقعہ فیل سے تین برس پہلے پیدا ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں دو تین برس بڑے تھے —— قریش میں رئیس تھے۔ ذی رائے صائب تھے' جواد تھے' کثرت سے کھانا کھلاتے تھے۔ صلہ رحمی کرتے تھے۔ مسجد الحرام کی عمارت ان کے ذمہ تھی۔

یوم العقبہ ثالثہ میں آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ کے لئے انصار سے بیعت موکد کراتے تھے۔ وہ ستر مرد تھے جو جمع ہوئے تھے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد کا عہد مضبوط کرایا تھا۔ اس وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام امور میں ان پر اعتماد کرتے تھے۔

اسیر بدر:

یوم بدر میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کے ہمراہ مکہ سے نکلے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

''جو شخص حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھے وہ ان کو قتل نہ کرے۔ اس لئے کہ وہ مجبوری کی حالت میں نکلے ہیں''۔

حضرت کعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں قید کر لیا —— گرفتاری کے بعد صحابہ نے بدر کے قیدیوں میں سختی کر دی۔ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے نہیں بلکہ جاگتے رہے۔ کسی نے آپ سے پوچھا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کیوں نہیں سوئے''۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

''عباس کی گریہ وزاری نے مجھے سونے نہیں دیا''۔

Marfat.com

ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بندشیں ڈھیلی کر دیں —— ان کے ساتھ یہ نرمی اور رعایت دوسرے قیدیوں کے ساتھ عدل سے کی گئی۔

بعد میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت پر اپنے نفس اور اپنے دو برادر زادوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن الحارث کا فدیہ دیا اور مکہ کی طرف لوٹ گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا:

آپ کے ایمان لانے سے متعلق تین مختلف روایتیں ملتی ہیں:

☆ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے تھے لیکن اپنا اسلام چھپاتے تھے —— پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی حالت میں آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم فتح میں ابواء کے مقام پر استقبال کیا —— یوم فتح مکہ میں وہ آپ کے ساتھ تھے مکہ کی اس فتح کے ساتھ ہجرت ختم ہوگئی۔

☆ ابوعمر نے کہا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح خیبر سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے ...... اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جس شے کی فتح دیتا' اس سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہوتے تھے —— انہوں نے یوم فتح مکہ میں اپنا اسلام ظاہر کیا۔ غزوہ حنین' طائف اور تبوک میں حاضر ہوئے۔

☆ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام بدر سے پہلے تھا۔ آپ مشرکین کی خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا کرتے تھے۔ مکہ معظمہ میں مسلمان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پناہ میں مشرکوں کے شر سے بچا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کو دوست رکھتے تھے۔ آنے کے لئے اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا تھا:

''آپ کا مقام مکہ میں آپ کے لئے اچھا ہے''۔

حضرت عباس خاتم الہجرت ہیں:

ابومصعب اسماعیل بن قیس بن سعد بن زید بن ثابت نے کہا ہے کہ ہم سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے سہل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کے متعلق اجازت چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو لکھا:

یا عم اقم مکانك الذی انت فیه فان اللہ عزوجل یختم بك الهجرة كما ختم بی النبوة

''اے چچا! آپ جس جگہ ہیں' اسی جگہ قیام کریں —— اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہجرت کو ختم کر دے گا' جیسے کہ میرے ساتھ نبوت ختم کی ہے''۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا لکھا تھا' ویسا ہی ظہور میں آیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر مہاجرین سے تھے' ان پر ہجرت ختم ہوگئی۔

اسلام لانے کے بعد حضرت عباس کی تعظیم واکرام:

سہیلی نے فضائل میں ذکر کیا ہے کہ ابورافع نے جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی بشارت دی تو آپ نے ابورافع کو آزاد فرما دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اکرام کرتے اور ان کی تعظیم فرماتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصف:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوں وصف کیا ہے:

اجود الناس کفا واحنا علیهم

اس حدیث کو فضائلی نے روایت کیا ہے — امام بغوی کی معجم میں یوں ہے:

العباس عمی و صنوبی من اذاہ فقد اذانی

سہیلی نے فضائل میں لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے جب ان کو دیکھا تو ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ پھر ان کو اپنے دائیں جانب بٹھایا۔ پھر فرمایا:

هذا عمی فمن شاء فلیباہ بعمہ

''یہ میرے چچا ہیں۔ جو شخص چاہے سو اپنے چچا کے ساتھ فخر کرے''[1]

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ اچھا فرمان ہے جو آپ نے فرمایا''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں یہ کس لئے نہ کہوں — آپ کی شان یہ ہے:

- ☆ انت عمی — آپ میرے چچا ہیں۔
- ☆ وصنو ابی — اور میرے باپ کے بھائی ہیں۔[2]
- ☆ و بقیة آبائی — میرے باپ دادا کے آپ بقیہ ہیں۔

---

[1] وہ فخر مذموم ہے جو دوسرے کو حقیر کرنے کے لئے ہو۔

[2] صنو کھجور کا وہ درخت جو دوسرے کے ساتھ نکلتا ہے اور اس کی ایک ہی جڑ ہوتی ہے۔ باپ کا بھائی ولادت میں ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے' شریک ہوتا ہے۔

Marfat.com

☆ ووارثی —— اور آپ میرے وارث ہیں۔[1]

☆ وخیر من اخلف من اھلی —— اور اپنے اہل سے جنہیں میں چھوڑوں گا' آپ ان کے خیر ہیں۔[2]

حضرت عباس اور ان کی اولاد چادر رحمت تلے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''کل کے دن آپ اور آپ کے بیٹے اپنا مکان چھوڑ کر کہیں نہ جائیں' یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آ جاؤں۔ اس لئے کہ تم لوگوں میں میری کوئی حاجت ہے''۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹوں کے پاس تشریف لائے —— آپ نے سلام علیکم کہا اور ان سے حال احوال پوچھا اور فرمایا:

''سب ایک جگہ ہو جاؤ''۔

جب وہ سب ایک جگہ ہو گئے تو آپ نے اپنی چادر مبارک سے ان کو چھپا لیا اور ان کے لئے یہ دعا فرمائی۔

یا رب ھذا عمی وصنوابی و ھولاء اھل بیتی فاسترھم من النار کستری ایاھم بملاتی ھذہ

راوی نے کہا ہے کہ آپ کی دعا پر دروازے کی چوکھٹ اور گھر کی دیواروں نے تین بار آمین کہا ——

...... اس حدیث کو ابن غیلان اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو ابن السری نے روایت کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا ہے کہ:

''مکان میں کوئی ڈھیلا اور دروازہ باقی نہ رہا جس نے آمین نہ کہا ہو''

ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں چادر اوڑھائی۔ پھر آپ نے یوں دعا کی:

اللھم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا اللھم احفظ فی ولدہ

ابن عبدالباقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ دعا مرفوعاً روایت کی ہے:

اللھم اغفر للعباس وولدہ العباس ولمن حبھم

یعنی ''جو لوگ ان کو دوست رکھیں' ان کی بھی مغفرت فرما''۔

---

[1] یعنی میرے مرنے کے بعد آپ میرے تعلقات اہل کے ساتھ قیام کرنے والے ہیں۔ جیسے میرے غسل کی ولایت ہے...... اور لوگ آپ کی تعظیم کریں گے...... اور لوگ آپ کے طفیل استسقا کریں گے جیسے میرے طفیل استسقا کرتے ہیں' اور اس کے سوا اور امور ہیں ورنہ انبیاء کرام (علیھم السلام) کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

[2] اہل ہونا آپ کے اہل کے تعلقات کے سبب ہے...... یا اس سبب سے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں خلفا ہوں گے یا عمر کے اعتبار سے خیر ہونا مقصود ہے یا قرب ومنزلت کے لحاظ سے...... چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہنے پر آپ کے اہل سے یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ اس پر اجماع ہے کہ ''حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خیر ہیں''۔

Marfat.com

اس حدیث پاک میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد کے دوستوں کو عظیم بشارت ہے۔

تاریخ دمشق میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یوم فتح مکہ میں تین بار یہ دعا فرمائی:

اللھم انصر العباس وولد للعباس

پھر آپ نے ان سے فرمایا:

''اے چچا! کیا آپ کو معلوم نہیں ہوا ہے کہ مہدی آپ کے بیٹوں سے ہے''۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ:

حاکم نے ''مستدرک'' میں اور بغوی نے ''معجم'' میں سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا:

العباس خیر ھذہ الامۃ و وارث النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و عمہ

ذہبی نے کہا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقرب حاصل تھا اور وہ آپ پر شفقت کرتے تھے ــــ زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- ☆ بنی ہاشم کے برہنہ لوگوں کو لباس پہناتے۔
- ☆ بھوکوں کو کھانا کھلاتے' اور
- ☆ اپنے ہمسایہ کی حفاظت کرتے۔
- ☆ اپنا مال خرچ کرے تھے۔
- ☆ حوادث (مصیبت) میں عطا کرتے۔

ابن المسیب نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ سفیہ کو ادب سکھاتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست شدید تھی اور ان کی سیاست حسن کے ساتھ تھی۔ جیسے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض موت میں کہا تھا:

---

[1] یہاں مہدی سے مراد محمد بن ابی جعفر المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہیں' جو عباسی دور حکومت میں تیسرے خلیفہ ہیں ــــ ان مہدی سے امام مہدی مراد نہیں ہیں۔ وہ آخر زمانہ میں ظہور کریں گے ارشاد نبوی ہے۔ المھدی من ولد فاطمہ .

اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ابونعیم کے نزدیک مہدی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں ــــ دوسری روایت ہے کہ مہدی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں اور حسنی حسینی ہیں۔

Marfat.com

"واللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ عنقریب وفات پا جائیں گے۔ میں بنی عبدالمطلب پر موت کے وقت ان کے چہرے کو ضرور پہچان لیتا ہوں"

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

حاکم وقت کے سامنے احتیاط:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے فرزند عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

"اے میرے بیٹے! تجھے امیر المومنین حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بلاتے ہیں، اپنے نزدیک کرتے ہیں اور تجھ سے مشورہ لیتے ہیں —— تین باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا:

☆ امیر المومنین کے سامنے جھوٹ نہ کہنا۔

☆ ان کے بھید کی تفتیش نہ کرنا۔

☆ ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا"۔

اس حدیث کو ابو محمد بن السقا نے روایت کیا ہے۔

اس امت کے خیر:

اس امت کو خیر علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں —— پھر ان کے بعد جو خلفاء ہیں، علی الترتیب وہ خیر اور خیر امت ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت:

حضرت جابر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من لم یحب العباس بن عبدالمطلب واھل بیت فقد بری من اللہ و رسولہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے بلند کر کے فرمایا:

من لم یحب عمی ھذا عزوجل والقرا بتہ لی فلیس بمؤمن

یعنی "جو کوئی میرے اس چچا کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور میری قرابت سے دوست نہ رکھے وہ مومن نہیں ہے"۔

ترمذی نے عبدالمطلب ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان مالم یحبکم للہ ولرسولہ

Marfat.com

پھر آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا:

یا ایہاالناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ

''اے لوگو سن لو! جس شخص نے میرے چچا عباس کو تکلیف دی' اس نے مجھے تکلیف دی۔ مرد کا چچا نہیں مگر اس کے باپ کا بھائی۔''

بغوی نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لك یا عم من اللہ حتیٰ ترضیٰ

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لئے خیر کثیر ہے یہاں تک کہ آپ راضی ہو جائیں گے''۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بشارتیں:

(۱)

سہمی نے فضائل میں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

ان اللہ عزوجل غیر معذبك ولا احدا من ولدك

''اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولاد کو عذاب نہ دے گا''۔

یہاں اولاد سے مراد ہے جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلا واسطہ اولاد ہے' یا عموم اولاد کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے۔

(۲)

طبرانی کی معجم کبیر میں سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

اللہم اغفر للعباس وابناء العباس و ابناء ابناء العباس

(۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ آپ نے یہ دعا فرمائی:

اللہم اغفر للعباس ولدك العباس و ملجی ولد العباس و شیعتہم

(۴)

امام احمد کی مناقب میں حدیث پاک ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔

''دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو تم دیکھتے ہو؟''

میں نے کہا ——''ہاں دیکھ رہا ہوں''۔

Marfat.com

آپ نے پوچھا۔
''کون سا ستارہ دیکھتے ہو''؟
میں نے کہا...... ''ثریا کو دیکھتا ہوں''۔
آپ نے فرمایا:
''سن لیجئے' آپ کے صلب سے جو اولاد ہوگی' ثریا کے عدد کے موافق اس امت کی والی ہوگی''۔
یعنی ثریا میں جتنے ستارے ہیں' آپ کی اتنی اولاد اس امت کی والی ہوگی ——

(۵)

ہی نے تین حدیثیں روایت کی ہیں —— ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

الا الشرك یا عم قال بلیٰ بابی انت وامی فقال علیه الصلوٰة والسلام
ان من ذریتك الاصفیاء لمن عترلك اخلفاء

''اے چچا! کیا میں آپ کو بشارت نہ دوں''۔
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ بے شک بشارت دیجئے''۔
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
''آپ کی اولاد سے اصفیاء ہیں' آپ کی اولاد سے خلفاء ہیں''۔

(۶)

دوسری حدیث پاک کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ:

فیکم النبوة والمملکة

نبوت باعتبار بنی ہاشم کے ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ نبی ہیں اور مملکت آپ کے چچا کی اولاد کے لئے ہے —— یا نبوت بنی عباس میں ہو —— اس سے مراد شاید یہ ہے کہ آپ کی اولاد میں نبوت کی خصلت ہوگی —— یا نبوت سے زیادہ موکد قرابت ہے۔

(۷)

تیسری حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جو انہوں نے اپنے باپ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

Marfat.com

هذا عمی ابو الحلفا اجود قریش کفاد اجملها و ان من ولده لسفاح والمنصور والمهدی[1]

(۸)

ابن حبان اور ملا عمر الموصلی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔

ابابکر هذا الباس تدالیس و علیه ثباب بیض و سلیبس ولده من بعده السواد

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا سیاہ لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا سے تھا۔ اس لئے کہ آپ نے یوم فتح مکہ میں سر اقدس پر سیاہ عمامہ باندھا تھا۔

---

۱ سفاح بنی عباس کے اول خلیفہ کا لقب ہے۔ انکی کنیت ابو العباس ہے اور نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے...... چار سال نو ماہ خلیفہ رہے۔

منصور سفاح کے بھائی ہیں۔ ابو جعفر کنیت ہے۔ نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے...... ان کے بھائی نے ان کو خلیفہ بنایا...... بائیس سال خلیفہ رہے۔ مکہ معظمہ میں ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔ اس وقت حج کے لئے احرام باندھے ہوئے تھے...... منصور محدث' فقیہ بلیغ' حافظ قرآن مجید و سنت تھے۔ مال بہت جمع کیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کا لقب ابو الدوانیق رکھا گیا تھا۔

مہدی بن منصور دس سال خلیفہ رہے۔ ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔ مورخین نے ان کے ذکر کے ساتھ اس لئے مخصوص کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں فتنہ کو سکون ہو گیا۔ انہوں نے مظالم کو دفع کیا۔ یہاں تک کہ مہدی کے حق میں کہا گیا ہے کہ

''مہدی بنی عباس میں ایسے ہیں جیسے بنی امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں''۔

۲ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث' فقہ' عربیت اور انساب' شعر اور تفسیر میں واسع العلم تھے' اس لئے آپ کا نام ترجمان القرآن تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت علم سے جبر اور بحر تھے...... صحابہ کرام نے حضرت ابن عباس کا نام جبر اور بحر رکھا تھا...... ابونعیم نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا:

نعم ترجمان القرآن انت

تم کو جبرئیل نے دوبارہ پکارا ہے...... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کندھے پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ دعا فرمائی:

اللهم فقه فی الدین و علمه التاویل

اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے صحیح بخاری کے رجال سے روایت کیا ہے...... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ آپ کے دست مبارک کی سردی میں نے اپنے سینے میں پائی' پھر حضور نے یہ دعا فرمائی:

اللهم احش جوفه علماء و حلما

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لپٹایا اور یہ دعا کی: اللهم علمه الحکمه

دوسری روایت میں ہے یہ دعا ہے: اللهم علمه الکتاب

ان دو حدیثوں کو بخاری نے روایت کیا ہے...... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفا کے باپ ہیں...... آپ کی والدہ ام الفضل نے جس وقت انہیں جنم دیا تو انہیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ آپ نے ان کی والدہ سے فرمایا ''خلفا کے باپ کو لے جاؤ''۔ اس حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ان کے پس ماندوں نے روئے زمین کو بھر دیا۔ آپ کی اولاد مامون الرشید کے زمانہ میں چھ لاکھ کی تعداد کو پہنچ گئی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ چھ لاکھ تھے یا کم یا زیادہ تھے۔

Marfat.com

(۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:

لیکونن فی ولده ملوك و یکونون امراء امتی یعز الله بهم الدین

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ ۳۳ھ ۱۲ رجب جمعہ کا دن تھا۔ اور عمر ستاسی (۸۷) سال تھی۔ اتنی عمر میں آپ نے تیئس سال اسلام میں گزارے۔ آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا—— ان کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ دفن ہونے کے لئے ان کی قبر میں داخل ہوئے۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچوں میں حضرت عباس چھوٹے تھے۔ آپ کے چچوں میں سے حضرت عباس اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ ان سب میں کمسن حارث تھے۔ وہ ایمان نہیں لائے۔

حضرت عباس راوی احادیث:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی اولاد اور دوسرے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں جو عبدالمطلب بن ہاشم کی بیٹیاں ہیں' ان کی تعداد چھ ہے:

☆ عاتکہ ☆ امیمہ ☆ بیضا (ام حکیم)

☆ برہ ☆ صفیہ ☆ اروی

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہے۔

آپ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' مقوم اور حجل کی بہن ہیں—— عہد جاہلیت میں آپ کی شادی حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے ہوئی۔ حارث کے مرنے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے بیاہ ہوا—— عوام سے آپ کے دو بیٹے ہوئے:

☆ سایب ☆ عبدالکعبہ

Marfat.com

آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ۱۰ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ وصال کے وقت عمر تہتر (۷۳) برس تھی۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔ آپ نے غزوہ خندق میں حصہ لیا —— جہاں مسلمانوں کے گھر والے جمع تھے۔ وہاں ایک یہودی آیا۔ آپ نے اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا —— رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غزوہ بنی قریظہ کے مال غنیمت سے حصہ مرحمت فرمایا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب :

عاتکہ کے اسلام میں علماء نے اختلاف کیا ہے —— ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ ہیں —— عاتکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد گرامی قدر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ابوطالب' عبدالکعبہ اور زبیر کی بہن ہیں۔

غزوہ بدر کے بارے میں عاتکہ نے خواب دیکھا تھا۔

اروی بنت عبدالمطلب :

اروی کے اسلام میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے —— ان کی والدہ صفیہ بنت جندب ہیں —— اروی' حارث بن عبدالمطلب اور قثم بن عبدالمطلب کی بہن ہیں —— ان کی شادی عمیر ابن وہیب بن عبدالدار ابن قصی سے ہوئی تھی —— عمیر سے ان کا ایک فرزند طلیب پیدا ہوا۔

عمیر کے بعد ان کا بیاہ کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی سے ہوا —— طلیب ایمان لے آئے تھے۔ ان کا شمار فاضل صحابہ میں ہوتا ہے۔ طلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے اسلام میں ایک سبب تھا جیسا کہ واقدی نے اسے بیان کیا ہے۔

ام حکیم بیضا بنت عبدالمطلب :

ام حکیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد ماجد کی بہن ہیں۔ یعنی ان کی والدہ بھی فاطمہ بنت عمرو بن عایذ ہیں۔

برہ بنت عبدالمطلب :

برہ بنت عبدالمطلب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد گرامی قدر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں —— ان کی والدہ بھی فاطمہ ہیں۔

یہ ابی رہم بن عبدالعزی العامری کی شریک حیات تھیں —— ابی رہم کے بعد ان کی شادی عبدالاسد بن ہلال المخزومی سے ہوئی۔ عبدالاسد سے ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے جو کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر تھے —— جو بعد ازاں حرم نبوی میں داخل ہو کر ام المومنین کے شرف سے سرفراز ہوئیں۔

Marfat.com

امیمہ بنت عبدالمطلب :

یہ بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں۔ ان کی شادی جحش بن ریاب سے ہوئی تھی —— جحش سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں :

☆ عبداللہ	☆ عبیداللہ	☆ ابواحمد
☆ زینب ام المومنین	☆ ام حبیبہ	☆ حمنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادیاں

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مائیں جو آپ کے والد ماجد کی طرف سے ہیں :

- ❖ ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران ابن مخزوم ہیں۔
- ❖ ...... عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی ابنۃ عمرو بنی نجار سے ہیں —— ہاشم سے پہلے احیحہ ابن الجلاح کے نکاح میں تھیں۔ احیحہ سے انہوں نے عمرو بن احیحہ کو جنم دیا —— عمرو ماں کی طرف سے عبدالمطلب کا بھائی تھا کیونکہ ہاشم کے بعد سلمٰی احیحہ کے نکاح میں آئی تھیں۔
- ❖ ...... ہاشم کی والدہ عاتکہ بنت مرہ بن ھلال بن فالج ابن ذکوان بنی سلیم تھیں۔
- ❖ ...... عبد مناف کی والدہ عاتکہ بنت فالج ابن ذکوان بنی سلیم سے تھیں۔
- ❖ ...... قصی کی والدہ فاطمہ بنت سعد از دالسراۃ سے تھیں۔
- ❖ ...... کلاب کی ماں نعم بنت سریر ابن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ تھیں۔
- ❖ ...... مرہ کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بنی فہم سے تھیں۔
- ❖ ...... کعب کی والدہ سلمٰی بنت محارب فہم سے تھیں۔
- ❖ ...... لوی کی والدہ وحشیہ بنت مدلج بن مرہ بن عبد مناف بن کنانہ تھیں۔
- ❖ ...... غالب کی ماں سلمٰی بنت سعد بن ہذیل تھیں۔
- ❖ ...... فہر کی والدہ عیندلہ بنت حارث الجرہمی تھیں۔
- ❖ ...... مالک کی والدہ ہند بنت عدوان ابن عمرو بن قیس بن عیلان تھیں۔

Marfat.com

❖ ...... نضر کی ماں برہ بنت مرہ اخت تمیم بن مرہ تھیں۔[1] [2]

❖ ...... کنانہ کی ماں عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان بن مضر ہیں۔

❖ ...... مضر کی ماں سودہ بنت ملک بن عدنان ہیں۔

❖ ...... سعد کی ماں ان کی قوم سے ہیں' ان کا نام امینہ ہے۔

طبری نے کہا ہے کہ قبیلے کے اعتبار سے ان جدات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

❖ پہلی جدہ قرشیہ فخرومیہ ہیں

❖ دوسری جدہ نجاریہ ہیں

❖ تیسری جدہ سلیمیہ ہیں

❖ چوتھی جدہ بھی سلیمیہ ہیں دوسری روایت میں

❖ پانچویں جدہ ازدیہ ہیں۔خزاعیہ ہیں

❖ چھٹی جدہ فہمیہ ہیں

❖ ساتویں جدہ بھی فہمیہ ہیں

❖ آٹھویں جدہ بھی فہمیہ ہیں یا فہریہ ہیں

❖ دراصل خط سے وہم ہوتا ہے کہ فہمیہ ہیں یا فہریہ ہیں۔

❖ نویں جدہ کنانیہ ہیں

❖ دسویں جدہ ھذلیہ ہیں

❖ گیارہویں جدہ جرہمیہ ہیں

❖ بارھویں قیسیہ ہیں

❖ تیرہویں جدہ مرہمیہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نانیاں

❖ ...... حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ ابن کلاب بن مرہ......

❖ ...... کلاب کی والدہ برہ بنت عبدالغری بن قصی بن عثمان بن عبدالدار کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی ہیں۔

❖ ...... حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد وہب کی والدہ عاتکہ بنت الاوقص بن مرہ بن ھلال ابن فالج ابن ذکوان بنی سلیم سے ہیں- اسے ابن قتبہ نے ذکر کیا ہے۔

ابوعمر ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ عاتکہ کے والداوقص بن ابوکیشہ کے نام سے مشہور ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف نسبت کئے جاتے تھے' یعنی لوگ آپ کو ابن ابی کیشہ کہتے تھے۔[3]

---

[1] ایسا ہی ابن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔مصنف نے اقتصار سے وہ ذکر کیا ہے جس کو ابن قتبہ نے ''کتاب المعارف'' میں ذکر کیا ہے جیسا کہ طبری نے اسے ابن قتبہ سے حکایت کیا ہے۔

[2] مصنف نے کنانہ سے چھوڑ دیا ہے۔زرقانی نے سعد تک بیان کیا ہے......مگر اصل کتاب زرقانی شرح مواہب الدنیہ میں بھی نزار کی والدہ کے ذکر کی جگہ سے تفصیل متروک ہے۔ [3] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں):

Marfat.com

❖ …… ام برہ، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ وہ ام حبیب ہیں۔ یہ ابن قتیبہ اور ابن اسحاق نے لکھا ہے۔ ابوسعید نے کہا ہے کہ وہ ام سفیان ہیں —— ان دونوں ناموں میں توفیق یوں ممکن ہے کہ دونوں اسموں سے ایک اسم کنیت کے لفظ سے ہو اور دوسرا کنیت ہو۔

ام حبیب یا ام سفیان بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب۔

❖ ام حبیب کی ماں برہ بنت عوف بن عبید بن عویج ابن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد آدم علیہ السلام میں حسب میں اشرف ہیں اور ماں باپ کی طرف سے کل اولاد آدم سے افضل ہیں۔

❖ برہ بنت عوف کی والدہ کا نام قلابہ ہے۔ قلابہ بنت حارث بن طانجہ ابن صعصعہ بن عائذ بن لحیان بن ہزیل ہیں۔ محمد بن حبیب سے کتاب الروض میں یوں روایت ہے:

صعصعه ابن غاديه بن كعب بن طانجه بن لحيان بن هذيل

زبیر نے کہا ہے کہ حادثہ کی کنیت ابو قلابہ تھی —— حارث اقدام شعرائے ہذیل ہے۔ حارث کے شعر سے ان کا یہ قول ذکر ہے:

لا تامنن وان امسيت فى الحرم
حتىٰ تلاقى مايمنى لك المانى
كالخير والشر مقرونان فى قرن
بكل ذلك ياتيه الجديدان

☆ قلابہ کی ماں ہند بنت یربوع، بنی ثقیف سے ہے۔ یہ ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے —— ابن سعد نے کہا ہے کہ ہند بنت

صفحہ گزشتہ کا حاشیہ: آپ ابو کبشہ کی طرف اس لئے نسبت کئے گئے ہیں کہ ابو کبشہ عربوں کے برعکس شعریٰ ستارہ کی عبادت کرتے تھے۔ اہل عرب میں ان کے سوا کوئی اور شخص شعریٰ ستارہ کی عبادت نہیں کرتا تھا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طریق کے خلاف لائے ہیں جس راہ پر اہل عرب تھے۔ یعنی وہ لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے……

اہل عرب نے آپ کو ابن ابی کبشہ کہا تو یہ کہنا محض مخالفت سے تھا کہ ابو کبشہ عربوں کے برعکس شعریٰ ستارہ کی عبادت کرتے تھے…… حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائے واحد کی عبادت کی تعلیم فرمائی۔ یہ بات بھی عربوں کی روش کے خلاف ہوئی۔ آپ کا نام ابن ابی کبشہ برائی کے ارادے سے نہیں تھا بلکہ برائے مخالفت تھا۔

آپ اپنی والدہ ماجدہ کے بھائی وھب کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں جو کہ ابو کبشہ کے لقب سے مشہور تھے…… یہ نسبت ماموں کی طرف سے عربوں کی عداوت اور تحقیر کی وجہ سے تھی…… دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ کا لقب ابو کبشہ تھا…… حارث کی ایک بیٹی کا نام کبشہ تھا۔ آپ حارث کی طرف نسبت کئے گئے۔ دودھ پلانے والی کے شوہر کی طرف نسبت عداوتاً تھی…… ایک اور روایت ہے کہ ابو کبشہ حلیمہ کے باپ کا نام تھا…… یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبدالمطلب کے جدّ کے جد جو ماں کی طرف سے تھے، یہ نسبت ان کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے کہا ہے۔

Marfat.com

مالک ابن عثمان، بنی لحیان سے ہے۔

محمد بن حبیب نے کہا کہ قلابہ کی ماں امیہ بنت مالک بن غنم بن لحیان بن غادیہ ہے —— ان کی والدہ بنت کہف الظلم بنی ثقیف سے ہے جیسا کہ کتاب الروض میں ہے۔

حاصل کلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی امہات سے:

☆ جدہ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ قرشیات ہیں۔

☆ آپ کی والدہ کے باپ کی ماں سلیمہ ہیں۔[1]

☆ چوتھی لحیانیہ ہذلیہ اور

☆ پانچویں ثقیفہ ہیں۔

عرب قبائل میں سے ہر ایک قبیلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصبہ نسبیہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی مائیں اور آیائیں

☆ ثویبہ ☆ حلیمہ سعدیہ ☆ ام ایمن[2]

ان رضاعی ماؤں کے ساتھ ساتھ ایک خاتون ہیں، جنہوں نے آپ کو گود کھلایا ہے:

☆ شیما بنت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ثویبہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے ان کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دودھ پلایا —— حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ثویبہ نے سات روز تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔

ثویبہ ابولہب کی کنیز تھیں۔ ثویبہ نے ابولہب کو جب اس کے مرحوم بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کی پیدائش کی خبر سنائی۔ اس نے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔[3]

ثویبہ کے اسلام میں علماء نے اختلاف کیا ہے —— آپ ثویبہ کا اکرام فرماتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی تو ثویبہ آپ کے ہاں آیا کرتی تھیں —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ

---

[1] اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انا ابن العواتك من سليم

[2] خولہ بنت منذر بھی آپ کی رضاعی ماں ہیں۔

[3] حضور کے صدقے میں سب سے پہلے ثویبہ کو غلامی سے آزادی ملی --- طاہر

Marfat.com

منورہ سے ثویبہ کو لباس اور صلہ بھیجتے تھے۔ ابو عمر نے کہا ہے کہ ثویبہ نے فتح خیبر کے بعد ۷ھ میں انتقال کیا۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ان کا نام برکہ بنت ثعلبہ بن حصن بن مالک تھا۔ ان کے اصل نام کے بجائے ان کی کنیت غالب ہوگئی تھی۔ ان کے بیٹے ابن الحبشی کے نام سے ان کی کنیت تھی۔

عبید کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیاہ کیا۔ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنم دیا۔

ام ایمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن نے ام ایمن کو آپ کو دے دیا تھا۔ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو ہجرتیں کیں:

☆ ایک ہجرت حبشہ کی طرف'
☆ دوسری ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف'

ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملکیت سے متعلق یہ روایتیں بھی ہیں:

☆ ام ایمن حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملک میں تھیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ایمن کے وارث ہوئے۔

☆ ام ایمن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کی ملک تھیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

''میری ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہیں۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ کی رضاعی والدہ حلیمہ بنت ابی ذویب بنی ہوازن سے ہیں۔ حلیمہ نے آپ کو یہاں تک دودھ پلایا کہ آپ کی رضاعت کو کامل کردیا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یوم حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ ان کے لیے کھڑے ہوگئے۔ ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس پر بیٹھ گئیں۔

حضرت شیما بنت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنی ماں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لیا کرتی تھیں۔

غزوہ بنی ہوازن کے دوران حضرت شیما بھی جنگی قیدی بنائی گئیں۔ شیما نے مسلمان لشکریوں سے کہا:

''میں تمہارے صاحب کی بہن ہوں۔''

سواروں نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ جب آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو حضرت شیما نے

Marfat.com

آپ سے کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کی بہن ہوں۔''

آپ نے شیما سے مرحبا فرمایا اور ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ انہیں اس پر بٹھایا۔ آپ کی چشمان مبارک میں آنسو بھر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیما سے فرمایا:

''اگر تم اس بات کو دوست رکھتی ہو کہ تم میرے پاس ٹھہرو' تو میرے پاس ٹھہر جاؤ' تمہارا اکرام کیا جائے گا اور تمہیں محبت سے رکھا جائے گا—— اور اگر تم اس بات کو پسند کرتی ہو کو پلٹ کے اپنی قوم کی طرف چلی جاؤ تو میں تجھے تیری قوم میں پہنچا دوں گا۔''

شیما نے کہا:

''آپ مجھے پہنچا دیجئے' میں اپنی قوم کی طرف پلٹ جاؤں گی''۔

شیما نے اسلام قبول کرلیا—— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیما کو تین غلام' ایک کنیز اور اونٹ اور بکریاں عطا فرمائیں—— اسے ابوعمر اور ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے۔

آپ کے دودھ شریک بھائی اور بہنیں

ثویبہ سے دودھ شریک بھائی یہ ہیں:

☆ سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ ابوسلمہ بن عبدالاسد

☆ سروح بن ثویبہ (ابن ابولہب)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دودھ شریک بھائی بہن یہ ہیں:

☆ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب ☆ عبداللہ ابن حلیمہ سعدیہ

☆ آسیہ بنت حلیمہ سعدیہ ☆ جدامہ یعنی شیما بنت حلیمہ سعدیہ

Marfat.com

پانچویں فصل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو لوگ خادم تھے ان میں یہ نام ہیں:

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت سعد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت ابوالسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت ابوذر جندب غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ حضرت نعیم بن ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت انس بن مالک بن نفر بن ضمضم بن زید الانصاری بنوخزرج سے ہیں ـــــ آپ کی کنیت ابوحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت نو یا دس سال تک کی ـــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

اللھم اکثرمالہ و ولدہ وادخلہ الجنة

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ نماز میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشابہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۹۳ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی ـــــ جن صحابہ کرام کا بصرہ میں وصال ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب سے آخر میں فوت ہوئے ـــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور مناقب کثیر ہیں۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں سے ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو آپ کو وضو کراتے تھے

Marfat.com

—— انہوں نے ۶۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طہارت کا ظرف رکھتے تھے۔ آپ کے سامنے غزدہ حنین میں شہید ہوگئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شعر میں ان کا ذکر کیا ہے:

وعاشر نالاقی الحام بنفسه　　لمامس فی الله لایتوجع

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل ابن حبیب الہذل اسلام میں سابقین اولین میں سے ہیں—— حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر .ور دوسرے کل مشاہد میں آپ کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔

ان کے ذمہ آنحضر ۔ ۔لی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکیہ، مسواک، نعلین مبارک اور وضو کے پانی کا اہتمام تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان اشیاء کے والی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کھڑے ہوتے تھے تو عبداللہ آپ کی نعلین مبارک آپ کو پہناتے تھے اور جس وقت تشریف فرما ہوتے تو عبداللہ آپ کی نعلین مبارک کو آپ کے اٹھنے کے وقت تک اپنی کلائیوں میں پہنے رہتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۳۲ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عقبہ بن عامر بن عبس بن عمرو الجہنی کے ذمہ آپ کے بغلہ کا اہتمام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغلہ کی لگام پکڑے رہتے۔ پستی اور بلندئ راہ کے خیال سے یا اس سبب کے بغلہ بے راہ نہ چلے—— یا اس سبب سے کہ آپ بغلہ پر نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ عقبہ آپ کے سفروں میں آپ کو نہایت رفق سے بغلہ پر لے جاتے تھے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغلہ پر ایک راستہ میں سفر کے راستوں سے لے جا رہا تھا۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عقبہ! سوار ہو جاؤ''

یعنی تنہا مرکب پر بیٹھ جاؤ عقبہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجلال اس امر سے کیا کہ میں آپ کے مرکب پر سوار ہوں۔ پھر میں نے یہ خوف کیا کہ آپ کے حکم کے خلاف عمل کرنے سے گناہ ہوگا—— میں تھوڑی دیر سوار ہو۔ . رہغلہ سے اتر پڑا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوگئے اور میں بغلہ کی باگ پکڑ کے آپ کو لے جا رہا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا:

''اے عقبہ! کیا میں تم کو دو اچھی سورتوں کی تعلیم نہ کروں۔ ان دونوں کو لوگوں نے پڑھا ہے۔''

Marfat.com

عقبہ نے کہا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک آپ سکھائیں۔''

آپ نے فرمایا:

قل اعوذ بربك الفلق اور **قل اعوذ برب الناس** یہ دو سورتیں ہیں۔ [1]

امام احمد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عقبہ! کیا میں تم کو ان تین سورتوں کی بہتر سورۃ نہ سکھاؤں جو تورات' انجیل اور معنا اور قرآن مجید میں لفظ نازل کی گئی ہیں۔''

عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں نے آپ سے عرض کیا' بے شک مجھے سکھلائیں۔''

عقبہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سورہ قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائی۔''

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب اللہ کے عالم تھے اور علم الفرائض خوب جانتے تھے۔ فصیح البیان اور شاعر تھے اور اعلیٰ درجہ کا نطق رکھتے تھے—— ۴۴ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مصر کے حاکم ہوئے۔ پھر حضرت معاویہ نے انہیں اس حکومت سے علیحدہ کر دیا اور مسلمہ بن مخلد کو ان کی جگہ والی بنایا۔

حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر میں ۵۸ھ میں وفات پائی۔

حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کی سواری کے اونٹ کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ اونٹ پر کجاوہ باندھتے اور کھولتے تھے۔ حضرت اسلع روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کے اونٹ پر آپ کے لیے کجاوہ رکھا کرتا تھا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''اے اسلع اٹھو اور اونٹ پر کجاوہ باندھو''

میں نے عرض کیا:

''یارسو اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جنب ہوں۔'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اسی وقت آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور صعید کی آیت لائے۔''

---

[1] اس حدیث کو امام احمد' ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

[1] قرآن شریف میں سورۂ نسا میں آیت تیمم ہے۔ اس کے شان نزول کی نسبت صحیح روایت یہ ہے کہ دوران سفر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے کا ہار گم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ڈھونڈا۔ صبح ہو گئی لشکر میں پانی نہیں تھا کہ نماز کے لئے وضو کریں۔ اللہ تعالیٰ نے بطفیل آل ابوبکر آیت تیمم نازل ہوئی —— اسلع کا واقعہ نزول آیت تیمم شاید مکرر ہو۔

Marfat.com

یعنی جنابت کی حالت میں پاک مٹی سے تیمم کرو اگر پانی نہ پاؤ۔ جبرئیل علیہ السلام کے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے اسلع اٹھو اور تیمم کرلو۔''

اسلع نے کہا:

''میں اٹھا اور میں نے تیمم کیا۔ پھر میں نے آپ کے لیے اونٹ پر کجاوہ باندھا۔ پھر آپ چل دیئے۔ یہاں تک کہ ایک پانی پر گزر ہوا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا:

''اے اسلع اپنی جلد کو مس کرو یعنی غسل کرلو۔''

اسلع نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تیمم کرنا سکھایا۔ ایک ضرب چہرہ کے لیے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے دونوں کہنیوں تک۔''

یہ طبرانی میں ربیع بن بدر بن عمرو سے روایت ہے جو کہ عمرو نے اسلع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلاواسطہ بیان کی۔

حضرت سعد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام سعد ہیں۔ دوسری روایت میں سعید نام لکھا ہے۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ماجہ نے ایک حدیث روایت کی ہے جسے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں سے حضرت ابوذر جندب ابن جناوۃ الغفاری ہیں۔ ان کا اسلام قدم تھا۔ انہوں نے زبذہ میں ۳۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے چند دن بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔ جبکہ ابن اثیر نے ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' میں لکھا ہے کہ اسی دن وفات پائی۔

حضرت ابوحذیفہ مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کا نام مہاجر اور کنیت ابوحذیفہ ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور ان کی خدمت کی ہے۔ فتح مصر میں حاضر ہوئے ہیں۔ مصر سے طحا میں چلے گئے تھے۔ وہیں انتقال کیا۔

حضرت حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کے خادموں سے حضرت حنین ہیں جو عبداللہ بن حنین الہاشمی مدنی ثقہ کے والد ہیں۔ حنین حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے غلام ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے — پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیا۔

حضرت نعیم بن ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت نعیم بن ربیعہ بن کعب الاسلمی ہیں۔ ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوالحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کے ان خادموں سے ابوالحمراء بھی آپ کے خادم ہیں۔

حضرت ہلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ہلال بن الحارث یا ابن ظفر نام ہے۔ یہ بھی آپ کے خادم ہیں۔ حمص میں رہے اور وہیں وفات پائی۔

حضرت ابوالسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں سے ابوالسمح ہیں۔ ان کا نام ایاد ہے۔ ان خادموں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی خادم تھے جنہیں مصنف مواہب نے ترک کردیا ہے لیکن زرقانی شارح مواہب نے ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادم عورتیں

آپ کی خاداؤں میں یہ نام ذکر کیے گئے ہیں:

- ☆ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ☆ خولہ اون رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- ☆ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ☆ میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- ☆ ام عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

عورتوں میں سے آپ کی خادمہ برکہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بیس دن بعد وفات پائی۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ حضرت حفص بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دادی ہیں — حضرت حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالواسطہ اپنی دادی سے روایت کی ہے کہ آپ کے تخت کے نیچے کتے کا ایک بچہ مرگیا۔ وحی رک رہی۔ آپ نے خولہ سے فرمایا:

''کیا وجہ ہے کہ جبرئیل میرے پاس نہیں آتے''

Marfat.com

آپ نے اپنی چادر مبارک اوڑھی اور باہر تشریف لے گئے۔ ہم نے مکان میں جھاڑو پھیری۔ کتے کا مردہ بچہ نکلا۔ پھر آپ پر وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے سورہ والضحیٰ و اللیل اذا سجیٰ نازل فرمائی۔

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ کی خادمہ سلمیٰ ام رافع زوجہ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ کی خادمہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اصحاب سنن اربعہ نے حدیثیں روایت کی ہیں۔

حضرت ام عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

آپ کی خادمہ ام عیاش کا نام بعض علماء نے ام عباس لکھا ہے۔ یہ حضرت رقیہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ ہیں۔ اور آپ کی خدمت کرتی رہی ہیں۔ ان سے متعدد احادیث روایت کی گئی ہیں۔

مجرموں کی گردن مارنے والے صحابہ کرام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کفار مجرموں کی گردن مارنے والے صحابہ کرام کے دس نام سامنے آئے ہیں:

- ☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابن ابی طالب
- ☆ حضرت زبیر بن عوام جواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ مقداد بن عمرو معروف بہ ابن الاسود الکندی
- ☆ محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ عاصم بن ثابت بن افلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو سواروں کے درجہ میں شمار کئے جاتے تھے۔

آپ کے دیگر خادم

- ☆ قیس ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ معیقیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ رباح النوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

قیس ابن سعد بن عبادۃ الخزرجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوتوال کے درجہ میں تھے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ مؤذن کی خدمت پر مامور تھے اور آپ کے عیال کے تعلقات پر تھے۔

Marfat.com

حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ الدوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی پر مقرر تھے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اسلم ہے —— بعض علماء نے اختلاف کیا ہے اور ان کے دس نام بیان کئے ہیں۔ یہ قبطی ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متاعون پر مامور تھے۔

حضرت رباح النوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج سے اعتزال فرمایا تھا اور بالا خانہ پر تشریف فرما تھے —— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے پاس حاضر ہونے کے لیے اجازت چاہی۔ رباح النوبی نے انہیں اجازت دے دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محافظ

آپ کی مختلف مواقع پر حفاظت کرنے والوں کے یہ نام سامنے آتے ہیں :

- ☆ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ محمد بن مسلمۃ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت ابن مغیرو بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کے جارسوں سے سعد بن معاذ بن نعمان ابن امراء القیس بنی اوس کے سردار تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقبہ ثانیہ اور ثالثہ کے درمیان مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، جس وقت حضرت مصعب قرآن مجید کی تعلیم کے لیے ان کے قبیلے میں بھیجے گئے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد اور غزوۂ خندق میں شامل ہوئے تھے۔ وہاں ان کی آنکھ میں ایک تیر لگا۔ ایک ماہ تک زندہ رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ کیا۔ بنی قریظہ کے بارے میں ان کی دعا قبول ہوئی۔ ان کا زخم صحت پذیر ہوگیا تھا —— پھر ان کا زخم کھل گیا اور خون جاری ہوگیا۔ ایک بھیڑ ان کی طرف سے گزری اس کا کھران کے زخم میں لگ گیا اور وہ زخم جاری ہوگیا اور انہوں نے وفات پائی۔

جس وقت رسول اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں عریش[1] میں سوئے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ آپ کی حفاظت کی تھی۔

---

[1] کھجور کی شاخوں سے جو سائبان بنایا جاتا ہے اسے عریش کہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت محمد بن مسلمۃ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

انہوں نے یوم احد میں جنگ کے وقت تک آپ کی حراست کی تھی۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

انہوں نے یوم خندق میں رسواللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت کی تھی۔ یعنی جتنی مدت غزوہ خندق کی تھی اسی مدت تک آپ کی حراست کی تھی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ظالموں نے بہت دکھ دیئے۔ امیہ بن خلف انہیں تپتی ریت اور چلچلاتی دھوپ میں لٹا دیتا اور ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر کہتا کہ:

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ دو اور کفر کو اختیار کرو۔"

لیکن ان کے ہونٹوں سے یہی بات نکلتی:

"اللہ احد اللہ احد" اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ اوقیہ چاندی اور ایک حبشی غلام کے عوض خرید کر آزاد کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم دی تو وہ ٹھہر گئے —— ان کی وفات کے بعد جہاد کے ارادہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لے کر ملک شام میں مقیم ہو گئے۔ یہ قیام عمر کے آخری حصے میں ہوا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وادی القریٰ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حراست کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

غزوہ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عریش میں رسواللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے پاس اپنی برہنہ تلوار لیے کھڑے تھے تاکہ مشرکوں سے کوئی شخص آپ تک نہ پہنچ سکے۔ اس حدیث کو ابن السمان نے "موافقت" میں روایت کیا ہے۔

حضرت ابن مغیرو بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یوم حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے پاس تلوار لیے کھڑے تھے۔

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حراست کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپ نے حراست ترک کر دی۔

Marfat.com

ترک حراست کا حکم:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حراست کی جاتی تھی۔ یہ آیت نزل ہوئی: واللہ یعصمك من الناس ۔

آپ نے اپنا سر مبارک قبہ سے نکالا اور صحابہ کرام سے فرمایا:

''تم لوگ پلٹ کے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے میری نگہبانی کی ہے''

اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام

یوں تو تمام اہل ایمان میرے پیارے آقا کے غلام ہیں لیکن صحابہ کرام میں سے خاص طور سے جو آپ کے غلام تھے' خادم تھے۔ یہاں ان کا ذکر مقصود ہے۔ مصنف نے اٹھارہ غلاموں کا ذکر کیا ہے:

- ☆ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت ابو کبشہ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت یسار الراعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت رباح الاسود نوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت زید توبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت مدعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت سندر و واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت رفاعہ بن زید الخذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت مابور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت ابوبکرہ نقیع بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت انجشہ الحادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ☆ حضرت شمعون بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔ آپ نے زید کو آزاد کر دیا تھا اور اپنی کنیز خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا تھا۔ جن کا نام برکہ تھا۔ برکہ سے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بن حرام نے اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے چار سو درہم میں خرید کیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زید کو ہبہ کر دیں ——— حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کو ہبہ کر دیا۔

Marfat.com

ان کے قصہ کو محمد بن اسحاق نے سیرت میں ذکر کیا ہے کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور چچا مکہ میں آئے۔ انہوں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا۔ ان دونوں نے یہ چاہا کہ ان کا فدیہ ادا کردیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امر کے درمیان اختیار دیا کہ:

☆ آپ زید کو ان دونوں کے حوالے کردیں' —— یا

☆ زید کو اپنے پاس رکھیں۔

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر کو اختیار کیا کہ حضور ان کو اپنے پاس رکھیں۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ پر کسی کو اختیار نہ کروں گا۔"

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں مسلمانوں کے لشکر پر اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا۔ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ یا وادی القریٰ میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہمیشہ رہتے تھے۔ آپ کے بعد ملک شام میں رملہ کو چلے گئے۔ پھر ۵۴ھ میں حمص میں وفات پائی۔

حضرت ابوکبشہ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کے بارے میں یہ بھی ہے کہ ان کا نام سلیم ہے۔ آپ مکہ میں پیدا ہوئے —— حاکم نے کہا ہے کہ سرزمین دوس میں پیدا ہوئے۔ غزوہ بدر میں حصہ لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے پہلے دن ۱۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا نام صالح بن عدی الحبشی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ فارسی ہیں —— آپ کے بارے دو روایتیں ہیں:

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شقران کو ہدیۃً بھیجا تھا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شقران کو خرید کیا تھا۔

شقران بدر میں حاضر ہوئے تو غلام تھے۔ بدر کے بعد آزد کردیئے گئے —— حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شقران نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت رباح الاسود نوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت تنہا تشریف رکھتے تو رباح کسی کو آپ کے پاس داخل ہونے کے لیے اجازت دیتے۔ یہ وہی رباح ہیں جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت اذن دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے۔

حضرت یسار الراعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان غلاموں میں سے یسار الراعی ہیں جن کو عرینہ کے لوگوں نے قتل کیا تھا۔ بخاری اور مسلم میں ان کا قصہ ہے۔

حضرت زید نوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ یسار الراعی کے والد ہیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ نہیں ہیں۔ ابن اثیر نے معرفت میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مدعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مدعم بہ کسر میم اول و فتح عین وسکون میم ثانی —— یہ حبشی غلام ہیں۔ رفاعہ بن زید الضبی کے غلام تھے۔ رفاعہ نے مدعم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیۃً بھیج دیا تھا۔ جیسا کہ صحیحین اور موطا میں ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کا نام اسلم ہے۔ یہ قبطی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ابورافع کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا تھا —— ابورافع نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی جب خبر دی تو آپ نے ابورافع کو آزاد کر دیا تھا۔

ابورافع نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے تھوڑا عرصہ پہلے وفات پائی ——

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت کے اوائل میں وفات پائی جیسا کہ ''اصابہ'' میں ہے۔

حضرت رفاعہ بن زید الجذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

انہی موالی سے رفاعہ بن زید الجذامی ہیں۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کے نام میں علماء نے اختلاف کیا ہے —— اکیس نام روایت کیے گئے ہیں:

☆ طہمان	☆ کیسان	☆ مہران	☆ مروان
☆ نجران	☆ رومان	☆ ذکوان	☆ سنبہ (بہ سین)
☆ شنبہ	☆ احمر	☆ احمد	☆ رباح
☆ مفلح	☆ عمیر	☆ نقیب	☆ عبس

Marfat.com

☆ عبسی ☆ ایمن ☆ قیس ☆ مرقیہ

☆ صالح جیسا کہ ''اصابہ'' میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام سفینہ رکھا تھا۔ اس لیے کہ سفر میں اصحاب ان پر کثیر شے بار کرتے تھے—— سفینہ بڑی کشتی کو کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احمل خانما انت سفينة

حضرت مابور رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ قبطی خواجہ سرا تھے۔ ام المومنین حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قرابت داروں سے تھے۔ یہ ان جملہ سے ہیں جنہیں مقوقس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیۃً بھیجا تھا۔

''اصابہ'' میں ان کا نام ہابور لکھا ہے۔

حضرت سندر و واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

ان غلاموں سے سندر اور واقد ہیں—— جسن بن سفیان اور طبرانی نے زادان کے طریق سے واقد سے روایت کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں۔ آپ نے فرمایا:

من اطاع الله فقد ذكر الله وان قلت صلوٰته وصيامه و قرأت القرآن

حضرت انجشہ الحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ حبشی غلام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدی خوانوں میں سے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سلمان بن عبداللہ فارسی کی کنیت ابوعبداللہ ہے—— عالم اور زاہد تھے۔ اپنے ہاتھ سے کسب کرکے کھاتے تھے اور اس سے عطا کرتے تھے—— انہیں سلمان ابن الاسلام اور سلمان الخیر بھی کہتے ہیں۔

ان کا تعلق فارس کے شہر اصفہان سے ہے—— دیگر روایتوں میں رام ہرفر سے تعلق ہے۔ ان کا اول مشاہد خندق ہے۔ یعنی انہی کے مشورہ کے پیش نظر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اور مشرکین کی مزاحمت کی گئی۔

۳۴ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ ان کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے:

☆ تین سو برس ☆ اڑھائی سو برس ☆ اسی برس

چونکہ یہ ایک غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے مکاتب ہو جانے کے لئے فرمایا۔ مکاتب میں کھجور کے تین سو درخت اور چالیس اوقیہ سونا ٹھہرے—— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کھجور کے تین سو درخت لگائے اور اصحاب سے چالیس اوقیہ سونا کے لیے مدد چاہی۔ تب سلمان آزاد ہوئے۔

Marfat.com

حضرت شمعون بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان کے نام سے متعلق تین روایتیں ہیں:

☆ شمعون بن زید ☆ شمغون بن زید ☆ عبداللہ بن النضر

ان کی کنیت ابوریحانہ ہے اور کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ ان کی نسبت تین آراء ہیں:

☆ انصاری ہیں ☆ قرشی ہیں ☆ ازدی ہیں

''اصابہ'' میں ہے کہ کل انصار ازدی ہیں —— حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ انصار کے حلیف ہیں اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں —— فتح دمشق میں حاضر ہوئے اور مصر میں آئے ہیں۔ بیت المقدس میں رہائش اختیار کی —— ان سے اہل مصر کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حضرت ابوبکرہ نقیع بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابوبکرہ نقیع بن الحارث بن کلدہ قاضی جلیل بکار بن قتیبہ الحنفی قاضی مصر کے دادا ہیں —— (ابو قاضی جلیل قرافہ مصر میں مدفون ہیں —— لوگ ان کے مزار کی زیارت کرتے ہیں —— امام شافعی نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر جو اعتراضات کیے تھے انہوں نے اس کا رد کیا ہے —— عدل' عفت' نزاہت اور ورع میں ان کے اخبار مشہور ہیں۔ خلیفہ متوکل باللہ نے انہیں قاضی مقرر کیا تھا۔)

نوٹ: مصنف نے بہت سے موالی کا ذکر ترک کر دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلام خواتین

مصنف نے چھ غلام خواتین کے نام بیان کیے ہیں:

☆ حضرت ام ایمن والدہ اسامہ بن زید ☆ حضرت سلمٰی ام رافع زوجہ ابورافع

☆ حضرت ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم فرزند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ حضرت ریحانہ قرظیہ یا نضریہ ☆ قیصر ہمشیرہ ماریہ

☆ حضرت سیرین ہمشیرہ ماریہ

مقوقس نے حضرت ماریہ کے ہمراہ قیصر اور سیرین کو بھیجا تھا۔ تینوں بہنیں تھیں۔ سیرین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ قیصر کو ابی جہیم بن حذیفہ کو دے دیا۔ دوسری جگہ جہیم بن قیس لکھا ہے۔

ابن جوزی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تینتالیس (۴۳) ہیں اور گیارہ لونڈیاں ہیں —— ابن جوزی کے غیر نے غلام مرد اور غلام عورت ایک منفرد تصنیف میں زیادہ کیے ہیں۔

Marfat.com

چھٹی فصل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلفاء کرام قاصد، کاتب اور مکتوبات شریف

خلیفہ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان خلفائے راشدین سے ہر خیر کی سربلندی ہے جس میں اسلام اور دخول جنت ہے—— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول خلیفہ ہیں—— سالم بن ابی الجعد نے کہا ہے کہ میں نے محمد الحنیفہ سے پوچھا:

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس وجہ سے سب پر امتیاز ہے؟ صحابہ کرام میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کا ذکر نہیں آتا۔''

ابن الحنیفہ نے کہا:

''تمام صحابہ میں آپ اسلام میں افضل تھے۔ جس وقت آپ مسلمان ہوئے، آپ ہمیشہ اسی صفت سے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔''

اس حدیث کو محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

شانِ صدیق بزبان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

طبرانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ آپ حلفیہ یہ فرماتے تھے:

ان اللہ انزل اسم ابی بکرم من السماء الصدیق

ابویحییٰ نے کہا ہے کہ میں نے کتنی بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا ہے، میں اس کا شمار نہیں کرسکتا۔ آپ منبر پر یہ فرماتے تھے:

لے اے صاحب رسول خداوند بحر و بر صدیق پاک، مخزن تصدیق کے گہر
اے یار غار اس سے زیادہ میں کیا کہوں بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر

ماہنامہ نور الحبیب، بصیر پور شریف، شمارہ ستمبر ۲۰۱۰ء ص ۱۶

Marfat.com

ان اللہ عزوجل اسمی ابابکر علی لسان محبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیقا لے

اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

شان صدیق بزبان رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں متعدد حدیثیں ہیں' جو درج ذیل ہیں:

☆ ابابکر ان اللہ سماك الصدیق —— (بروایت دیلمی)

☆ امافك یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی (ابوداؤد' حاکم)

☆ ماطلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین والمرسلین علی افضل من ابی بکر —— (ابونعیم)

''انبیاء و مرسلین کے بعد ابوبکر صدیق سے افضل پر سورج طلوع یا غروب نہیں ہوا۔'' الریاض النضرۃ صفحہ ۱۳۶)

یعنی صدیق اکبر نبیوں اور رسولوں کے علاوہ کائنات بھر میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

☆ ثانی الملائکة ابی بکر مع النبیین و تصدیقین تزفه الی الجنة زفارف (دیلمی)

☆ ان امن الناس علی فی صحبة وماله ابوبکر ولو کنت متخذاخلیلا غیرربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومودته لایقین فی المسجد باب الاسد الاباب ابی بکر (بخاری)

☆ احب الناس الی عائشه ومن الرجال ابوها (شیخین)

☆ لیس احد من الناس امن علی فی نفسه و ماله من ابی بکر

☆ مالا حد عندنا مدالا کا فانه علیها ماخلا ابابکر فان له عندنا یدایکا فیه اللہ بها یوم القیامة (ترمذی)

☆ ان اعظم الناس علینا منا ابوبکر زوجنی ابنته دواسانی بنفسه وان خیر المسلمین مالا ابوبکر اعتق منه بلا لاوحملنی الی دارالهجرة —— (ابن عساکر)

☆ الناس کلهم بحاسبون الاابابکر —— (خطیب)

☆ اللهم اجعل ابابکر معنی فی درجتی یوم القیامة —— (ابونعیم)

''بارالہا ابوبکر کو روز قیامت میرے ساتھ میرے مرتبے پر فائز فرما''۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی اس دعا کی قبولیت کی بشارت دی۔ (حلیۃ الاولیاء جلد نمبرا صفحہ ۳۳)

☆ لست اناالذی قدمته وللن اللہ قدمه —— (طبرانی)

☆ ان اللہ یکره فوق سمائه ان یخطا ابوبکر —— (طبرانی)

روایات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

☆ الفق ابوبکر علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربعین الف درهم —— (ابن حبان)

☆ لمامات ابوبکر ماترك دینار اولاد رهما —— (زبیر بن بکار)

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کثیرہ ہیں۔ علماء نے اپنی تالیفات میں جمع کیا ہے — زرقانی سے یہ احادیث نقل کی گئیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق کس لیے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عہد جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا۔ اسلام میں عبداللہ رکھا گیا — حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ گھر والوں نے حضرت ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ رکھا تھا لیکن اس پر اسم عتیق غالب ہوگیا۔

☆ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدیق رکھا گیا — اس لیے کہ سب صحابہ میں سب سے پہلے آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔

☆ آپ نے صدق کو لازم کیا تھا۔ آپ سے کوئی بے ہودہ بات واقع نہیں ہوئی۔ نہ احوال سے کسی حال میں وقفہ واقع ہوا۔

☆ آپ کے اسم صدیق کی ابتدا معراج کی صبح سے ہوئی ہے' جیسا کہ فتح الباری میں ہے

☆ ابن اسحاق نے حسن بصری اور قتادہ سے روایت کی ہے کہ صدیق پہلا نام ہے جو معراج کی صبح کو مشہور ہوا۔

☆ حاکم نے جید سند سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا:

''اے امیر المومنین! آپ ہمیں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے احوال سے مطلع فرمائیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ان کا نام صدیق رکھا ہے۔ وہ نماز پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کے لیے خوشنود کیا۔ اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے خوشنود کیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ یعنی آپ کی نسبت صدیق کے ساتھ قول وفعل میں تصدیق کی ہے۔:

نامامن اعطی واتق و صدق بالحسنیٰ

یہ آیات ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ آیات ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی ہیں کہ جب آپ نے ان سات آدمیوں کو خرید کے آزاد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کفار جنہیں عذاب دیتے تھے۔

☆ ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت:

رب او زعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی — اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ ان کے ماں باپ اور تمام اولاد وغیرہ مسلمان ہوگئے۔

Marfat.com

☆ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب عتیق ہے—— اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ عتیق آپ کا اصلی نام ہے۔ جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ پہلے آپ کا نام عتیق رکھا گیا' پھر عبداللہ رکھا گیا۔

☆ عتیق آپ کا لقب آپ کے جمال کے سبب ہے۔

☆ عتیق عتاقہ سے ہے۔ اس کا معنی حسن و جمال ہے۔

☆ عتیق نام اس لیے ہے کہ آپ کے نسب میں وہ شئے نہیں ہے جس پر عیب لگایا جائے۔

☆ یا اس لیے ہے کہ آپ خیر میں ثابت قدم تھے اور اسلام میں سب سے پہلے آپ نے سبقت کی تھی۔

☆ عتیق اس لیے کہا گیا کہ ان کی والدہ کا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا۔ جب ان کی والدہ نے انہیں جنم دیا تو کعبہ کی طرف لے آئیں اور یہ کہا کہ:

''اے میرے اللہ! یہ تیرا عتیق ت سے ہے۔''

☆ عتیق نام اس لیے ہے کہ آپ آتش دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہیں—— جیسا کہ ترمذی اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا:

انت عتیق اللہ من النار

ابویعلی اور ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے:

واللہ میں اپنے مکان میں تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحن میں تشریف رکھتے تھے۔ میرے اور صحابہ کے درمیان پردہ تھا۔ اس دوران ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من سره ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر

آپ کا دورِ خلافت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اڑھائی برس امیرِ خلافت رہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب دین کے ستون مستحکم کئے۔ منافقین کے سر جو بلند ہو گئے تھے ان کو پست کر دیا۔ آپ نے مرتدوں سے جہاد کیا جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

انا سیف الاسلام و ابوبکر سیف الروۃ

مسلمانوں نے آپ کا لقب ''خلیفہ رسول اللہ'' رکھا۔ اور لوگوں نے آپ کو خلیفۃ رسول اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا:

''میں خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔''

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

فتح الباری میں ہے کہ آپ دو برس تین ماہ اور کچھ دن خلیفہ رہے۔

مرض الموت اور وفات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر یکساں تھی۔ یعنی ۶۳ سال۔ آپ کو زہر دیا گیا تھا۔

ابن سعد نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حارث بن کلدہ نے وہ خزیرہ کھایا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہدیۃً بھیجا گیا تھا —— حارث طبیب تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اپنا ہاتھ خزیرہ سے اٹھا لیجئے —— اللہ تعالیٰ کی قسم! اس میں وہ زہر ہے جو آدمی کو ایک سال میں ہلاک کر دیتا ہے۔''

خزیرہ کھانے کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حارث بن کلدہ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک برس گزرنے کے بعد دونوں نے ایک ہی دن وفات پائی۔

حاکم نے شعبی سے روایت کی ہے کہ اس دنیائے دینہ سے کیا توقع رکھی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دیا گیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا۔

فتح الباری میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک یہودیہ نے خزیرہ میں زہر دیا —— یا غیر خزیرہ میں زہر دیا —— زبیر بن بکار کا کہنا ہے کہ آپ نے سل کے مرض سے وفات پائی۔

واقدی سے روایت ہے کہ آپ نے سردی کے دن غسل کیا' اس سے بخار آ گیا جو پندرہ دن رہا —— واقدی اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اول مرض کی یہ ابتداء ہوئی کہ سات جمادی الآخر دوشنبہ کے دن آپ نے غسل کیا۔ سردی کا دن تھا۔ پندرہ دن تک بخار رہا۔ مکان سے کسی نماز کے لیے باہر نہیں نکلتے تھے۔ سہ شنبہ کی رات کو وفات پائی۔ جمادی الآخر کی ۲۲ بائیس تاریخ تھی ۱۳ھ کا سال تھا۔ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔

بیماری کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے حکم فرمایا۔ دیگر صحابہ کی نسبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس عیادت اور تیمارداری کے لیے زیادہ رہتے تھے۔

آپ کے مرض اور وفات کے بارے تین مختلف روایتیں آئی ہیں۔ ان میں منافات نہیں ہے۔ اس لیے کہ:

☆ زہر کا کھانا بیماری کا سبب ہوا اور بیماری منقطع نہ ہوئی۔

☆ اس بیماری سے آپ کو سل ہوگئی۔

☆ پھر وفات کے مہینے میں آپ نے غسل کیا جس سے بخار آ گیا اور بخار سے ہی وفات پائی۔

امراض میں حکمت الٰہی:

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے یہ امراض زیادہ قرب اور بلندی درجات کے لیے جمع کئے۔ تیمارداروں نے بیماری کی حالت

Marfat.com

میں آپ سے کہا:

''ہم آپ کے لیے طبیب کو بلاتے ہیں وہ آپ کو دیکھے گا۔''

آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میری طرف نظر کی ہے۔''

انہوں نے پوچھا:

''آپ سے کیا کہا گیا ہے؟''

فرمایا: انی فعال لما ارید

اسے ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم وفات سے مماثلت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نزع کے عالم میں حاضر ہوئی۔ مجھ سے پوچھا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس دن وفات پائی؟''

میں نے کہا:

''دوشنبہ کے دن!''

آپ نے فرمایا:

''میرے اور اس رات کے درمیان جو وقت ہے' اس میں وفات کی امید کی رکھتا ہوں۔''

آپ نے سہ شنبہ کی رات کو وفات پائی اور صبح سے پہلے دفن کیے گئے۔ اس حدیث کی روایت ابویعلی نے صحیح بخاری کے رجال سے کی ہے۔

ایمان والدین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوقحافہ یوم فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔ ان کا نام عثمان ابن عامر تھا —— ابوقحافہ نے اپنے بیٹے ابوبکر صدیق کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ۱۴ھ میں وفات پائی۔ ان کی عمر ستانوے (۹۷) برس تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام خیر سلمٰی بنت صخر قدیم سے دارارقم میں مسلمان ہوگئی تھیں۔

Marfat.com

خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر بن خطاب بن نفیل ابن عبدالغری ابوحفص اقرشی العددی واقعہ فیل کے تیرہ برس کے بعد پیدا ہوئے۔

آپ کا لقب:

آپ کا لقب فاروق ہے۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

☆ آپ پہلے شخص ہیں جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لقب سے سرفراز فرمایا:
(بروایت ابن ابی شیبہ ابوسعد)

☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ لقب دیا ہے —— (بروایت بغوی)

☆ اہل کتاب نے یہ لقب دیا ہے —— (بروایت ابن سعد)

حضرت عمر کا ایمان لانا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت عمر شدید تھے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دولت ایمان سے سرفراز ہوگئے —— یوں آپ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کے لیے فتح ہوئی اور تنگی و پریشانی دور ہوئی۔

شان عمر بزبان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں:

☆ اتقوا غضب عمر فان اللہ یغضب اذا غضب —— (ابوداؤد)

☆ اصاب اللہ بك یا ابن خطاب —— (حاکم)

☆ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبه —— (ابوداؤد ترمذی)

☆ ابن الخطاب والذی نفسی بیده مالقیك الشیطان سالکا فیحا قط الاسالك فجاقی غیر فجك
(شیخین)

☆ ان الشیطان لم یلق عمر منذاسلم الاخرعلی وجهه —— (طبرانی)

☆ مافی السماء ملك الادهو یوقر عمرولا فی الارض شیطان الادهویفرمن عمر —— (ابن عدی ابونعیم)

☆ من بالغض عمر الغضبی ومن احب عمر فقداجنی وان اللہ جاهی عشقیه عرفة بالناس عامته وباهی بعمر خاصتة —— (ابن عساکر)

Marfat.com

اگر کوئی اور نبی ہوتا تو ......:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر

اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن حدیث کہا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بینا انا نایم رایتنی فی الجنة ناذ ا امراة توضا الی جانب قصر فقلت لمن هذا القصر فقالو العمر فاروق ان ادخله فانظر الیه نذکرت غیرتك فولیت مدبرا

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو دیئے اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا۔''

اس حدیث کو شیخین وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

عمرہ کے لیے خصوصی اجازت:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمرہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا:

لاتنتنا یا اخی من دعائك

ایک اور روایت میں اس طرح ہے: **اشرکنا فی دعائك**

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کلمہ فرمایا ہے کہ مجھے یہ امر خوش نہ کرے گا۔ کہ اس کلمہ کے بدلے دنیا ہو''

یعنی آپ کا مجھ سے دعا کے لیے فرمانا وہ کلمہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں دنیا ہیچ ہے۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کثیر ہیں جو آپ کی صلابت دین اور موافقین دین میں مشہور ہیں۔

آپ کا دور خلافت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ آپ کا دور خلافت دس برس چھ ماہ چار رات پر محیط تھا۔ آپ کے دور میں بڑے بڑے شہر فتح ہوئے۔ لوگوں کو پے در پے حج کرائے۔

قاتلانہ حملہ اور شہادت:

اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی:

Marfat.com

اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسولك

اس دعا کی قبولیت سے ان کی شہادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔

آپ نے صبح کی نماز کی نیت باندھی تھی کہ ابولولو فیروز مجوسی نے قاتلانہ حملہ کیا—— ابولولو فیروز حضرت مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا—— حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے مدینہ میں داخل ہونے کے لیے اجازت چاہی تھی اور یہ کہا تھا:

''اس کے پاس ایسے کام ہیں جن سے لوگ فائدہ پائیں گے۔ یہ لوہار ہے' نقاش ہے' ترکھان ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے مدینہ آنے کے لیے اجازت دے دی۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ایک سو درہم ماہانہ مقرر کیا—— اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خراج کی زیادتی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

''جو کام تو کرتا ہے سو درہم ان کے مقابلہ میں زیادہ نہیں ہیں۔''

یہ سن کر فیروز غضب کی حالت میں پلٹ کے چلا گیا اور کہا:

''میرے سوا تمام لوگوں کے لیے عمر کا عدل وسیع ہے۔''

اس نے دل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ ان کے قتل کے لیے ایسا خنجر بنایا جس کے دو سر تھے۔ پھر اسے زہر میں بجھایا—— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز کا ارادہ کیا۔ فیروز نے آپ پر تین وار کیے۔ ایک وار ناف کے نیچے کیا۔ اس وار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر ڈالا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملے کے بعد وہ خنجر لہراتا ہوا دوڑا۔ یہاں تک کہ اس نے تیرہ صحابہ کو زخمی کیا۔ ان میں سے سات شہید ہو گئے۔ مسلمانوں میں سے ایک نے اس پر اپنا جبہ ڈال دیا۔ اس نے جب یہ گمان کیا کہ وہ پکڑا گیا ہے تو اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخمی ہونے پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں امامت کے لیے کھڑا کر دیا۔ انہوں نے حالات کی سنگینی اور موقع کی نزاکت کے پیش نظر صبح کی نماز خفیف کی اور سورۂ کوثر اور سورۂ فتح کے ساتھ نماز پڑھائی—— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے؟''

وہ ایک ساعت دوڑتے رہے۔ پھر آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا:

الحمد لله الذی لم یجعل منیتی بید رجل یدعی الاسلام

''میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔''

یہ واقعہ چھبیس (۲۶) ذی الحج ۲۳ھ کو ہوا۔ ذی الحج کا آخری روز تھا جب کہ آپ نے وفات پائی۔

آپ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا—— جس تخت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اٹھائے گئے تھے اسی تخت پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھایا گیا —— حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ یکم محرم کو دفن کیے گئے۔ آپ کی عمر ۶۳ برس تھی۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلسلہء نسب:

عثمان بن عفان بن العاصی بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی۔

ذی النورین لقب کیوں؟:

آپ ذی النورین اس وجہ سے ہیں کہ:

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یکے بعد دیگرے آپ کی شادی ہوئی —— مہلب بن صفرہ نے کہا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس نے کسی نبی کی دو بیٹیوں سے شادی کی۔ نبی بھی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —— تاریخ اسلام بلکہ تاریخ انسانی میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی یہ شرف و امتیاز حاصل ہے۔

☆ آپ تمام قرآن وتر میں ختم فرماتے تھے —— قرآن نور ہے اور قیام لیل بھی نور ہے۔

اس لیے آپ کا لقب ذی النورین ہے۔ جس وقت آپ جنت میں داخل ہوں گے آپ کے لیے دو روشنیاں چمکیں گی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ذاك امر يدعى فى الملاء الا على ذالنورين

یعنی ''آپ وہ شخص ہیں کہ ملائکہ میں ذوالنورین مشہور ہیں۔''

شان عثمان بزبان نبی ذیشان علیہ الصلوٰۃ والسلام:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد ارشادات ہیں۔ چند ایک پیش خدمت ہیں:

☆ **لكل بنى رفيق و رفيقى فى الجنة عثمان** —— (ترمذی)

☆ **من يحفر بيررومة فله الجنة** —— (بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومہ کا کنواں کھدوا دیا تو وہ جنت کے حقدار ہوئے۔

☆ **من جهز حبيش العسرة فلما لجنة** —— (بخاری)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیش عسرت کا ساز وسامان مہیا کر دیا' جنت کے سزاوار ہوگئے۔

Marfat.com

☆ والذی نفس رسول اللہ بیدہ ان الملائکہ تستحیی من عثمان کما تستحیی من اللہ و رسولہ
(مسلم' ابویعلیٰ' طبرانی)

☆ اشد الناس حیاءً عثمان —— (ابونعیم)

☆ واللہ یشفعن عثمان بن عفان فی سبعین الفاً من امتی قد استوجبوا النار حتی یدخلھم اللہ الجنۃ (ابن عساکر)

"قسم اللہ تعالیٰ کی عثمان بن عفان میری امت کے ان ستر ہزار آدمیوں کی ضرور شفاعت کریں گے جن پر دوزخ واجب ہوگئی ہے اور عثمان ان کو جنت میں داخل کریں گے۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کثیرہ ہیں۔

آپ کا دور خلافت:

اللہ تعالیٰ نے آپ کی خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کثیر شہر فتح کیے —— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت گیارہ برس گیارہ ماہ اور تیرہ دن تھی —— ابن اسحاق نے بائیس دن لکھے ہیں۔

شہادت عثمان کے عوامل و اثرات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مربی جبریل وعندی جیل من الملائکۃ فقالو اشھید من الارمیین یقتلہ قومہ انا النستحی منہ
(طبرانی' ابن عساکر)

یعنی "میرے پاس سے جبرئیل ایسے حال میں گزرے کہ میرے پاس ایک گروہ تھا۔ ان ملائکہ نے کہا ان دمیوں میں سے ایک شہید ہے جسے اس کی قوم قتل کرے گی۔"

آپ یوم دار میں شہید کیے گئے —— یوم دار وہ زمانہ ہے جس میں لوگوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کیا تھا۔

آپ کی شہادت کا قصہ مختصر طور پر یہ ہے کہ آپ کے قرابت دار شہروں کے امیر تھے:

☆ ملک شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکمران تھے۔

☆ بصرہ میں سعید بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ مصر میں ابن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ خراسان میں عبداللہ بن عامران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان ملکوں کے لوگ جب حج کو آتے تو اپنے اپنے حاکم کے مظالم کی شکایت کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نرم طبیعت' کثیرالاحسان اور کثیرالحلم تھے —— اہل مصر نے آ کر ابن ابی سرح کی شکایت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں معزول کر کے محمد بن ابوبکر صدیق کی تولیت کے لیے لکھ دیا۔ اہل مصر راضی ہوگئے۔ یہ لوگ ابھی راستے ہی میں تھے کہ انہوں نے ایک شتر سوار کو دیکھا۔ اس اونٹ سوار نے ان لوگوں کو بتلایا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کا خط

Marfat.com

لایا ہوں۔ اس میں لکھا ہے:

''ابن ابی سرح کو اپنی امارت پر برقرار رکھا جائے اور مصر کے جو نامور سر کردہ لوگ ہیں انہیں سزا دی جائے۔''

ان لوگوں نے وہ خط اس شتر سوار سے لے لیا اور لوٹ کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلف کیا کہ میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ لکھنے کے لیے اجازت دی۔ انہوں نے کہا کہ:

''اپنے کاتب کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔''

کاتب آپ کا چچازاد بھائی مروان بن الحکم تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں سے یہ خوف ہوا کہ مروان کو قتل کر ڈالیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان کو ان کے حوالے نہیں کیا۔

ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غضب کیا اور ان کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی حفاظت کے لیے بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے انہیں قتال سے منع فرمایا۔ شریر لوگ دیوار چڑھ گئے اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف سے مکان کے اندر آ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر ڈالا۔ اس وقت آپ تلاوت قرآن پاک کر رہے تھے۔ آپ کا خون زیر مطالعہ قرآن پاک پر گرا۔

آپ کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے وقت اٹھارہ (۱۸) ذوالحج کو ہوئی۔ مغرب و عشاء کے درمیان شنبہ میں بقیع میں دفن کئے گئے۔ ان کی عمر ۸۲ برس تھی۔

صحابہ کرام اور وہ لوگ جو اہل خیر سے تھے ان کے لیے آپ کی شہادت کا واقعہ عظیم تھا۔ آپ کے قتل سے فتنے کا دروازہ کھل گیا۔ پس جو کچھ ہوا واللہ المستعان۔ یہ قصہ بہت طویل ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عثمان ان اللہ عزوجل لقمیصک قمیصا فان ارادک المنافقون علی خلعہ فلاتخلعہ ولا کرامۃ

(امام احمد' ابن ماجہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے دو تین بار فرماتے تھے — ابن عدی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یاعثمان انک ستری الخلافۃ و سیریدک المنافقون علی خلعھا فلاتخلعھا وصم فی ذلک الیوم لقفطر عندی

ترمذی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یوم دار میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عھدالی عھد افانا صابر علیہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ عہد جاہلیت میں پاجامہ پہنا اور نہ اسلام میں' بلکہ اس دن پہنا جس دن قتل کئے

Marfat.com

گئے۔

طبری نے اپنی کتاب "الریاض النضرہ" میں جو فضائل عشرہ میں ہے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

ان رسو اللہ لمسند ظھرالی دان جبرئیل لیوحی الیہ القرآن و انہ یقول لعثمان اکتب یا عثیم

یہ تصغیر محبت سے ہے اور ملاطفت سے۔ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ رفیع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتبانِ وحی سے تھے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دائیں جانب بیٹھتے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بائیں طرف بیٹھتے جبکہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے بیٹھتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب سر تھے ـــــ یعنی وہ امور جن کو آپ لوگوں سے چھپانے کا ارادہ فرماتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو لکھتے تھے۔ گویا آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دار تھے۔

خلیفہ چہارم امیرالمومنین حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی بن ابوطالب (ابوالحسن ہاشمی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر العلم، وافر الزہد امیر المومنین خاتم خلافت نبوت ہیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد باری کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منطق کیا ہے:

ویعتھا اذن واعیتہ یا علی ان اللہ امرنی ان ادیك ولا اقصیك وان یعلماك و ان نغی و حق لك تعی سالت ربی ان یجعلھا اذنك ـ ـــــ (بروایت سعید ابن منصور، ابن جریر، ابن المنذر)

شانِ علی بزبانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد مواقع پر شیر خدا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مراتب بیان فرمائے۔ ذیل میں کچھ احادیث پیش کی جاتی ہیں:

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

☆ اماترضین انی زوجتك اقدم امتی سما و اکثرھم علماً واعظمھم حلما ـــــ (امام احمد، طبرانی)

☆ ایک روایت میں اول المسلمین اسلاما

☆ ان اللہ امرفی یحب اربعۃ واخبرفی انہ یحبھم علی و ابوذر والمقداد و سلمان ۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

Marfat.com

الله و رسوله و جبريل عنك راضون —— (طبرانی)

☆ من اذى عليا فقد آذانى —— (امام احمد ابویعلی)

☆ من احب عليا فقدا احبنى و من احبنى احبه الله ومن ابغض عليا فقد ابغضنى ومن ابغضنى فقد البغض الله (طبرانی)

☆ من كنت مولاه اللهم وال من والاه وعارمن عاده واحب من احبه و ابغض من الغضبه .
(ترمذی نسائی امام احمد)

☆ لايحبك الامومن ولا يبغضك الامنافق —— (مسلم ترمذی)

☆ على من وانا منه وعلى ولى كل مومن من بعدى —— (ابن ابی شیبہ)

☆ على اخى فى الدنيا والآخرة —— (طبرانی)

☆ على من بمنزله راسى من بدنى —— (ابن مردویہ دیلمی)

☆ على مع القرآن و القرآن مع على لن يفترقاحتى يرداعلى الحوض —— (حاکم)

☆ انت منى وانا منك —— (امام بخاری)

☆ انه يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله —— (امام بخاری)

زہدواجتہادعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

يا ايهالذين آمنو اذانا جيتم الرسول فقد موابين يدى نجواكم صدقة

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''ایک دینار کو تم کیا دیکھتے ہو یعنی نجوے کے صدقہ میں ہر ایک نجوی کرنے والے سے ایک دینار لیا جائے۔ تمہاری اس میں کیا رائے ہے؟''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''لوگوں کو ایک دینار دینے کی طاقت نہ ہوگی؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نصف دینار لیا جائے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

"کتنا لیا جائے؟"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"نجوی کے وقت نجوی چاہنے والے سے ایک جو کی مقدار میں لیا جائے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انت لزھید یعنی تم زاہد ہو جو اتنی مقدار کو کافی خیال کرتے ہو۔"

چنانچہ آیت کریمہ اشفقتم نازل ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس امت سے میرے سبب تخفیف کی۔"

فضائل ومناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنی امیہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کثیرہ ہیں۔ یہاں تک کہ امام احمد' اسماعیل القاضی' نسائی اور بوعلی نیشاپوری نے کہا ہے کہ جو احادیث جید الاسناد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں وارد ہوئی ہیں اس قسم کی حدیثیں صحابہ میں سے کسی کے حق میں وارد نہیں ہوئی ہیں۔

مناقب مرتضیٰ پر مبنی احادیث کی کمی کا سبب یہ تھا کہ بنی امیہ آپ کی تنقیص کرتے تھے—— صحابہ کرام میں سے ہر ایک کے نزدیک جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مناقب میں کوئی شے تھی' وہ اسے بیان کرتا تھا۔

بنی امیہ نے جس وقت آپ کی گمنامی کا ارادہ کیا تو جو لوگ آپ کے مناقب کی احادیث بیان کرتے تھے' بنی امیہ نے انہیں ڈرایا دھمکایا—— ان کا یہ ڈرانا دھمکانا انتشار کو بڑھا رہا تھا۔

آپ کا دور خلافت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار برس نو ماہ آٹھ دن خلیفہ رہے—— آپ سے مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ ہر شخص نے حاضر ہو کر بیعت کی——

آپ کی بیعت کے لیے آفاق میں لکھا گیا تمام مسلمانوں نے بھروسہ کرلیا مگر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورنر شام نے اہل شام میں آپ کی بیعت کا اعتبار نہ کیا۔ ان کے درمیان جو امر ہوا وہ ہوا۔

آپ نے ایام خلافت میں خوارج اور باغیوں سے قتال کیا۔ اس عہد کی بنا پر جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے ذمہ کیا تھا—— ابویعلی نے جید سند سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے:

عھدالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اقاتل الناکثین والقاسطین و المارقین

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان منکم من یقاتل علی تاویل القران کما قاتلت علی تنزیلہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

Marfat.com

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تاویل قرآن پر جو شخص قتال کرے گا کیا وہ شخص میں ہوں؟''

آپ نے فرمایا:

''وہ تم نہیں ہو۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''کیا وہ شخص میں ہوں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم وہ نہیں ہو بلکہ وہ شخص فاصف النعل ہے'' یعنی جوتا سینے والا شخص ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نعلین مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی تھی وہ اس کو سی رہے تھے۔ اس حدیث کو ابویعلی نے صحیح بخاری کے رجال سے روایت کیا ہے۔

شہادت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پس منظر:

اصابہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ رائے تھی کہ ملک شام کے لوگ میری طاعت میں داخل ہو جائیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا ولی کھڑا ہو جائے اور ان کے پاس خون کا دعویٰ کرے۔ اس کے بعد آپ ان قاتلوں کے ساتھ وہ عمل کریں شرع جس کا حکم واجب کرے۔

جو لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف رکھتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہم قاتلوں کا پیچھا کرتے ہیں اور انہیں قتل کرتے ہیں —— حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر یہ امر تھا کہ دعویٰ اور گواہی کے بغیر قصاص نہیں ہو سکتا —— جبکہ حقیقت حال یہ تھی کہ دونوں فریق مجتہد تھے —— صحابہ کرام سے ایک فریق وہ تھا جو قتال میں داخل نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ صواب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا —— اس اختلاف کے بعد جو قدیم زمانہ میں تھا اہل سنت نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

شہادت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن وفات پائی' اس دن روئے زمین پر آپ سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں تھا —— اور جس شخص کے ہاتھوں آپ شہید ہوئے اس سے بڑھ کر اشقی الآخرین کوئی نہیں تھا۔ اس کا نام عبدالرحمٰن بن ملجم تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ قتل مختصراً یہ ہے کہ خوارج سے تین آدمیوں نے مکہ شریف میں ایک رات میں حضرت علی' حضرت معاویہ اور عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کرنے پر باہم عہد کیا۔ وہ رات سترہ رمضان یا اکیس رمضان کی تھی:

☆ ابن ملجم نے کہا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں گا۔

☆ برک بن عبداللہ التمیمی نے کہا کہ میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں گا۔

Marfat.com

☆ عمرو بن بکیر التمیمی نے کہا کہ میں عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں گا۔

پھر ایک نے اس شہر کی طرف رخ کیا جس میں ان کا مطلوب تھا ـــــ چنانچہ ابن ملجم کوفہ میں آیا اور چھپ رہا۔ اس نے خوارج میں قطام نامی ایک عورت سے بیاہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔ اس عورت نے اپنے مہر میں تین ہزار درہم' ایک غلام ایک مغنیہ لونڈی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی شرط کی۔ یہ سترہ رمضان المبارک جمعہ کی رات تھی اور ۴۰ھ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز کے لیے مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ابن ملجم نے آپ کی پیشانی پر ایسی تلوار سے وار کیا جو زہر آلود تھی۔ اور اس زخم سے زہر آپ کے دماغ تک پہنچ گیا۔ ضرب کھا کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

فزت ورب الکعبۃ "رب کعبہ کی قسم! میں شہادت پر فائز ہو گیا"۔

ابوداؤد نے لکھا ہے کہ اس رات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو کہا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے آپ کی امت سے کیا دیکھا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم ان پر بددعا کرو۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا کی:

اللھم ابدلنی بھم من ھو خیر منھم وابدلھم من ھو شر منی

"اے میرے اللہ تعالیٰ! مجھے ان لوگوں کے عوض ان لوگوں کو بدل دے جو ان سے اچھے ہیں' اور ان لوگوں کو میرے عوض ان لوگوں کو بدل دے جو مجھ سے برے ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یک شنبہ کی رات میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ نے ایسی عظیم وصیت کی جس میں نصائح تھے ـــــ پھر آپ نے کوئی بات نہیں کی سوائے کلمہ طیبہ کے ذکر کے۔ اور اس کلمہ کی اس وقت تک کثرت کرتے رہے جب تک کہ آپ کا سفر آخرت آ گیا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۶۳ برس تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حسنین اور عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غسل دیا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر نماز پڑھی۔

قاتل کا انجام:

حاضرین نے ابن ملجم کو پکڑ کر قید کر دیا ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکفین و تدفین کے بعد ابن ملجم کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور حجرہ میں ڈالا گیا۔ پھر آگ سے جلا دیا گیا۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا تھا:

"من اشقی الاولین"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا تھا کہ:

''حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

"من اشقی الآخرین ۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا تھا کہ:

''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا قاتل اشقی الناس ہے۔'' [1]

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی ستقتلک الفتنۃ الباغیہ وانت علی الحق لمن لم لیضرك یومئذ للسیں منی

امام احمد وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی ان لك یکندا فی الجنة

حضرت معاویہ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہما پر حملے:

جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف قتل کرنے کے لیے گیا تھا اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وار کیا—— ان کا علاج کیا گیا۔ وہ صحیح ہو گئے'' لیکن اولاد کے قابل نہ رہے۔

ان کے قاتل کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے۔ وہ کوفہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ زیاد نے کہا:

''معاویہ کے قاتل کو اولاد ہو اور معاویہ کو اولاد نہ ہو۔''

زیاد نے اسے قتل کر ڈالا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ کو اس رات پیٹ کی شکایت ہوگئی۔ انہوں نے خارجہ کو صبح کی نماز پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا۔ عمرو کے قتل کا ارادہ کرنے والے نے خارجہ کو کونچہ دیا اور قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے صبح کے وقت عمرو سے قصہ بیان کیا' پھر اس شخص کو قتل کر ڈالا۔

---

[1] اس حدیث کو خطیب اور طبرانی نے جابر بن سمرہ سے ...... اور امام احمد نے عمار سے ...... اور ابویعلیٰ نے لین سند سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ...... بزار نے جید سند سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے ...... اور طبرانی نے صہیب سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد و کاتب

یہاں مصنف نے اکیس صحابہ کرام کے نام اور ان کے مختصر احوال لکھے ہیں۔

☆ حضرت طلحہ بن عبداللہ التیمی ☆ حضرت زبیر بن عوام
☆ حضرت سعد بن العاصی ☆ حضرت خالد دابا
☆ حضرت عامر بن فہیرہ ☆ حضرت سعد ابن ابی وقاص
☆ حضرت ابی ابن کعب ☆ حضرت عبداللہ بن الارقم
☆ حضرت حنظلہ بن ربیع ☆ حضرت ثابت بن قیس
☆ حضرت معاویہ ابن ابوسفیان ☆ حضرت ابوسفیان بن حرب
☆ حضرت زید بن ثابت بن ضحاک ☆ حضرت یزید بن ابی سفیان
☆ حضرت علا بن حضرمی ☆ حضرت شرجیل بن حسنہ
☆ حضرت عمرو بن العاص ☆ حضرت خالد بن ولید
☆ حضرت عبداللہ بن رواحہ ☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ

حضرت حذیفہ بن ایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما و رضوعنہم۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ اللہ کے جن پیاروں نے اسلام کی طرف سبقت کی ہے' حضرت طلحہ ان میں سے ایک ہیں —— اور اصحاب شوریٰ سے جو چھ حضرات ہیں ان میں سے ایک ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ صعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں —— صعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔ طویل عمر پائی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد زندہ رہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا:

☆ طلحه هذا جبريل يقرا كلك السلام و يقول انامعك فى اهوال القيامة حتى انجيك منها (دیلمی' ابن عساکر)

☆ اللهم القح طلحه يضحك اليك تضحك اليه —— (طبرانی' ابونعیم' ضیاء)

☆ طلحہ و زبیر یہ دونوں جنت میں میرے ہمسایہ ہیں۔ (ترمذی)

☆ طلحه خير شهيد يمشى على وجه الارض —— (ابن ماجہ' حاکم)

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ ذی القرد میں ایک پانی پر گزرے۔ جس کا نام غسان الملح تھا۔ آپ نے فرمایا:

''وہ نعمان ہے' وہ طیب ہے۔''

آپ نے اس پانی کا نام بدل دیا۔ اس پانی کو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر لیا اور اس کے ساتھ تصدق کیا ---- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''الت یاطلحہ الفیاض''

اس سبب سے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فیاض کہا گیا ---- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ کا نام ''طلحہ خیر'' رکھا۔

واضح رہے کہ طلحہ جود اور طلحہ الطلحات اور ہیں اور یہ طلحہ خزاعی اور ہیں ---- اس حدیث کو زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے ---- طلحہ خزاعی کی تعریف میں یہ شعر کہا گیا ہے:

نضر اللہ اعظما و فنوها   بسجتان طله الطلحات

حضرت طلحہ فیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کثیر ہیں۔ ۳۳ھ میں جنگ جمل میں شہید ہوگئے۔ ان کی عمر ۶۳ برس تھی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن القصی القرشی اسدی ---- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کے بیٹے ہیں ---- آپ کے حواری یعنی ناصر ہیں۔ آپ سے خاص خلوص رکھنے والے ہیں' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

ان لکل نبی حواری وان حواری الزبیر (شیخین)

آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور مجلس شوریٰ کے چھ سے ایک ہیں' اور جو لوگ کہ مسلمان ہوئے ہیں ان سے ایک ہیں۔

جس وقت آپ دولت ایمان سے سرفراز ہوئے تو آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا چچا ایک بورے میں لپیٹ کے تکلیفیں دیتا اور ان پر آگ سے دھواں دیتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ''دین اسلام کو چھوڑ دو۔''

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ ''میں کفر اختیار نہ کروں گا''۔

جس وقت لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ:

''آپ زبیر کو خلیفہ کر دیجئے۔''

تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اصحاب سے البتہ وہ اچھے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصحاب سے زیادہ دوست ہیں۔''

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے ---- زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کثیرہ ہیں۔

اللہ کے لیے سب سے پہلے تلوار کھینچنے والے:

عروہ اور ابن المسیب سے روایت ہے:

Marfat.com

اول من سیفه فی الله الزبیر

یعنی "اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے پہلے جس نے اپنی تلوار کھینچی ہے وہ زبیر ہیں۔"

واقعہ یہ ہے کہ شیطان نے زور سے پھونکا اور یہ کہا:

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پکڑے گئے۔"

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار سے لوگوں کو چیر رہے تھے۔ جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ مکہ میں تھے

آپ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا:

"یا زبیر! تم کو کیا ہو گیا جو تم تلوار کھینچے ہوئے ہو۔"

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"مجھے یہ خبر ملی تھی کہ آپ پکڑے گئے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر درود بھیجا اور ان کے لیے دعا کی اور ان کی تلوار کے لیے دعا کی —— اس

حدیث کو زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام:

یعقوب بن سفیان نے روایت کیا ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے۔ وہ غلام انہیں خراج

کرتے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تمام خراج کو خیرات کر دیتے۔ اس خراج میں سے کچھ بھی ان کے گھر میں داخل

نہیں ہوتا تھا۔

انتقال:

جنگ جمل میں لڑائی کے دوران حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ

اے زبیر! تم علی سے قتال کرو گے اور تم علی کے حق میں ظالم ہو گے۔"

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اس

وقت تک مجھے یاد نہیں آیا۔"

اس کے بعد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ سے پلٹ کے چلے گئے۔

عمرو بن برموز نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وادی سباع میں دھوکہ سے اس وقت قتل کیا کہ وہ سو رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قرب حاصل کرنے کے لیے اس قتل کے سبب آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو کو

دوزخ کی بشارت دی —— یہ تینتیس (۳۳ھ) کا واقعہ ہے —— اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے

Marfat.com

حضرت سعد بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت خالد دابا رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ ابواحیحہ کی اولاد ہیں۔ مسلمان ہوگئے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ عشرہ مبشرہ سے ایک ہیں۔ مجلس شوریٰ جو چھ اصحاب پر مشتمل تھی آپ اس کے رکن ہیں۔ چھ سابقین الاولین اور شہسواروں کے بعد آپ کا نام ساتواں ہے۔

جس وقت آپ نے اسلام قبول کیا آپ کی عمر انیس برس تھی ---- آپ مستجاب الدعوۃ تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی:

اللهم اجب لسعد اذا دعاك

سعد کوئی دعا نہیں کرتے مگر ان کے لیے اجابت دعا ہوتی تھی ---- اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیراندازی کی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کا وصال عشرہ مبشرہ کے آخر میں ہوا ---- آپ کے مناقب کثیرہ ہیں۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیمی ہیں۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں۔ آپ سابقین اسلام سے ایک ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں عذاب دیا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

آپ کی شہادت غزوہ بیر معونہ میں ہوئی ---- بخاری میں ہے کہ اہل مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ عامر بن الطفیل امیر لشکر نے پوچھا:

''تم لوگوں میں وہ کون شخص ہے جس وقت اسے شہید کیا گیا' میں نے اسے دیکھا کہ آسمان اور زمین کے درمیان اٹھا گیا۔''

اہل لشکر نے جواب دیا:

''عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔''

حضرت عبداللہ بن الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

عبداللہ بن الارقم ابن ابی الارقم بن عبدیغوث بن عبدمناف بن زہیرہ بن کلاب القریشی الزہری ---- ان کے دادا عبدیغوث

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں تھے۔

حضرت عبداللہ بن الارقم یوم فتح مکہ میں مسلمان ہوئے—— حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بادشاہوں وغیرہ کو خطوط لکھتے تھے—— جیسا کہ اسے بغوی نے روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اپنی امانت داری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اس درجہ کو پہنچے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حکم فرماتے:

''ملوک کی طرف لکھو''

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے اور اس پر مہر لگا دیتے۔ آپ کے نزدیک حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امانت کے سبب اس نامہ کو نہیں پڑھتے تھے۔

امام مالک نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط لکھا۔ آپ نے عبداللہ بن الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''ان لوگوں کو جواب لکھو''

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط لے لیا اور ان لوگوں کو جواب لکھا۔ پھر اس جواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا:

''جو تم نے لکھا ہے اس کے ساتھ اصابت ہوئی۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ بات ہمیشہ میرے دل میں تھی یہاں تک کہ میں نے انہیں بیت المال پر مقرر کیا۔ اس حدیث کو بھی ابوالقاسم بغوی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خطوط لکھے—— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں انہیں بیت المال پر عامل رکھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''اگر یہ امر نہ ہوتا کہ کہ تمہاری قوم میرا انکار کرتی تو میں عبداللہ بن الارقم کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی رہے—— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے استعفائے ولایت چاہا اور ولایت سے علیحدہ رہے۔ اور اسے ترک کر دیا—— امام مالک سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس ہزار درہم کی اجازت دی۔ انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا:

''میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کیا ہے اور میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔''

Marfat.com

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بارے میں کہتے تھے:

''میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ عبداللہ بن الارقم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھے۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جن انصار نے اسلام کی طرف سبقت کی ہے حضرت ابی ابن کعب ابن قیس الانصاری النجاری ان میں سے تھے—— آپ اصحاب عقبہ ثانیہ سے تھے۔ غزوہ بدر اور دیگر مشاہد میں حاضر تھے۔

امام احمد اور مسلم نے ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن مجید میں برکت میں کون سی آیت اعظم ہے؟''

ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''آیت الکرسی ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اے ابومنذر! تمہیں علم مبارک باد دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ سورہ لم یکن الذی کفروا تمہارے سامنے پڑھوں۔''

حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا:

''کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں تمہارا نام لیا ہے''

یہ سن کر ابی رو دیے—— اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابومنذر! مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے سامنے قرآن مجید پیش کروں''

حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا' اور آپ کے ہاتھوں پر میں مسلمان ہوا اور میں نے آپ سے تعلیم پائی۔ آپ میرے سامنے قرآن مجید پیش فرماتے ہیں۔''

آپ نے ان کی بات دہرائی۔ ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس جگہ میرا ذکر کیا گیا ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا نام اور تمہارا نسب ملاء اعلیٰ میں ہے۔''

Marfat.com

ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اب آپ قرآن مجید پڑھیئے۔''

اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے--- اس کے رجال ثقات ہیں۔

حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وحی لکھتے تھے۔ آپ ان چھ قاریوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ انصار سے وہ قراء یہ ہیں:

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس حدیث کو طبرانی' بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان فقہاء سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں فتوے دیتے تھے۔ آپ نے ۹ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط عمان کے دو بادشاہوں کو لکھا تھا۔ وہ بادشاہ جیفر اور عبد جلندا کے دو بیٹے ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ثابت ابن قیس بن شماس ابن زہیر بن مالک الانصاری الخزرجی۔ آپ انصار کے خطیب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نعم الرجل ثابت قیس

اس حدیث کو ترمذی نے حسن اسناد سے روایت کیا ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط قطن بن حارثہ العلیمی کو لکھا تھا۔

حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت حنظلہ بن الربیع بن صیفی ابن الحارث التمیمی الاسدی ہیں۔

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی اموی ہیں--- ان کی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زینت ہیں۔

Marfat.com

...رت معاویہ ابن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ملک شام کے گورنر تھے۔ حضرت عثمان ...اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کی ولایت پر برقرار رکھا تھا—— ابن اسحاق ...کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف ملک شام کے امیر اور والی ...سال تک رہے تھے——اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلافت سے علیحدہ ...ہانے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سال تک خلیفہ و امیر المومنین رہے تھے—— حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...ضعف اور عجز سے ترک خلافت نہیں کیا تھا بلکہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے ترک خلافت کیا تھا۔

امام احمد کی مسند میں عرباض کی حدیث روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

اللهم علم معاوية الكتاب و الحساب و قة العذاب

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحی کی کتابت سے مشہور ہیں۔ یوم فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ۵۹ھ کے عشرہ اخیر میں ...ت پائی۔ اسی برس عمر پائی۔

...ضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دمشق پر امیر کیا تھا۔ ان کی کنیت ابوالحکم تھی۔ انہیں یزید الخیر کہتے تھے۔ ابن عبدالبر ...نے کہا ہے کہ بنی ابوسفیان میں یزید افضل ہیں—— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یزید کو بنی فراس کے صدقات پر عامل ...قرر فرمایا تھا—— یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمائے صحابہ اور ان کے سردار تھے۔ یوم فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی ...للہ علیہ وآلہ وسلم نے حنین کے مال غنیمت سے یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

زید بن ثابت بن ضحاک الانصاری النجاری ہیں۔ وحی لکھنے کے ساتھ مشہور ہیں۔ ۵۰ھ میں وفات پائی۔ فقہائے صحابہ میں ...سے ایک تھے—— ان خوش نصیبوں میں سے ایک تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں قرآن ...مجید جمع کیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں مصحف میں نقل کیا۔

حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حسنہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھا ہے—— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتوحات شام میں حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تھا—— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی زمینوں سے ایک زمین پر ان کو والی کیا تھا۔ آپ نے وہیں ۱۸ھ میں رحلت فرمائی۔

Marfat.com

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علاء بن حضرمی بن عبداللہ بن عمار ہیں۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کی تھی۔ حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔ حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل الشان ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بحرین پر عامل مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کو برقرار رکھا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برقرار رکھا۔

آپ مستجاب الدعواۃ تھے۔ کچھ کلمات کہہ کے دریا میں اتر گئے تھے ـــــ ۱۴ھ میں وفات پائی۔ صحابہ کرام میں سے حضرت سائب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے روایت کی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ الخزرجی ہیں۔ آپ کا لقب سیف اللہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان مسلمان ہوئے ہیں ۲۱ھ میں بمقام حمص میں وفات پائی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

عمرو بن العاص بن وائیل القرشی السہمی ہیں۔ عام حدیبیہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں انہوں نے مصر کو فتح کیا تھا ـــــ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کی امارت پر دوبار والی ہوئے تھے:

- ☆ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں۔
- ☆ دوسری بار حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں۔

۵۰ھ کے بعد وفات پائی۔ عمر چالیس برس سے زائد تھی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدیبیہ سے قبل مسلمان ہوئے تھے۔ یکے بعد دیگرے دو جگہ کے والی ہوئے:

- ☆ پہلے امارات بصرہ کے والی ہوئے' پھر۔
- ☆ کوفہ کی امارت کے والی ہوئے۔

۵۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن رواحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ خزرجی الانصاری ہیں۔ سابقین اسلام میں سے ایک ہیں۔ غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے ـــــ غزوہ موحتہ میں

Marfat.com

شہادت پائی۔

حضرت خضیب ابن ابی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ دوسی ہیں اور سابقین الاولین سے ہیں اور مشاہد میں حاضر ہوئے ہیں—— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرصہ خلافت میں وفات پائی ہے۔

حضرت حذیفہ بن ایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سابقین سے ہیں۔ مسلم میں صحیح روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیامت قائم ہونے تک جو شے تھی یا جو کچھ ہونے والا تھا ان سب کا علم تعلیم فرمایا تھا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن پر آخر زمانہ تک امیر رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کے اول میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت حویطب بن عبدالعزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت حویطب بن عبدالعزی القرشی العامری ہیں—— یوم فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔ ایک سو بیس برس عمر پائی۔ ۵۴ھ میں وفات پائی۔

الحاصل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اصحاب کے سوا اور کاتب بھی ہیں—— حضرت زید بن ثابت اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کتابت خطوط رسالت کے الزم اور سب سے اخص تھے جیسا کہ حافظ شرف الدین دمیاطی وغیرہ نے کہا ہے——

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھے ہیں—— حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں سے اول ہیں جنہوں نے آپ کے خطوط مدینہ منورہ میں لکھے ہیں۔

اول ان لوگوں سے جو قریش سے ہیں اور مکہ معظمہ میں انہوں نے آپ کے خطوط لکھے ہیں—— عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری ہیں۔ پھر وہ مرتد ہو گئے۔ بعد میں یوم فتح مکہ میں اسلام کی طرف عود کیا۔

جن لوگوں نے آپ کے خطوط لکھے ہیں ان سب میں اپنے غیر سے اکثر خلفائے اربعہ ہیں اور بن العاصی بن امیہ کے دونوں بیٹے ابان بن سعید اور خالد بن سعید ہیں۔

مکتوبات شریف

صدقات وزکوٰۃ کے بارے میں گرامی نامہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل اسلام کو شرائع اور احکام میں جو خط لکھے ہیں۔ ان میں سے آپ کا وہ خط ہے جو

Marfat.com

صدقات وزکوٰۃ کے بارے میں ہے۔

یہ خط حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا۔ ان کو یہ خط اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا یا کاتب سے لکھا کے دیا۔ بخاری اور ابوداؤد میں اس خط کا متن یوں ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذہ فریضۃ الصدقۃ التی فرضھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علی المسلمین التی امر اللہ بھا رسولہ فمس سلھا من المسلمین علی وجھھا فلیعطہ اومن سل فوقھا فلایعط

یہ فریضہ اس صدقہ کا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ وہ صدقہ یعنی زکوٰۃ ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ مسلمانوں میں سے جس شخص کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے سوال کیا جائے اس وجہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس خط میں اس کا بیان ہے۔ اس مسلمان کو چاہیے کہ وہ زکوٰۃ طلب کرنے والے کو دے دے اور جس مسلمان سے زکوٰۃ زیادہ طلب کی جائے تو وہ زکوٰۃ مفروضہ سے زیادہ نہ دے۔

اونٹوں میں زکوٰۃ مفروضہ:

☆ **فی اربعہ وعشرین من الابل فما ودنھا من الغنم فی کل خمس شاۃ** ——یعنی چوبیس (۲۴) اونٹوں میں یا ان سے کم اونٹ ہوں تو —— ہر پانچ میں غنم سے ایک شاۃ یعنی بکری زکوٰۃ دے۔

☆ **فاذا بلغت خمساد عشرین الی خمس و ثثین ففیھا بنت مخاض انثیٰ** ——

جس وقت اونٹ کی تعداد پچیس (۲۵) ہو اور تینتیس (۳۳) تک ہو جائیں تو —— ان کی زکوٰۃ ایک بنت مخاض انثیٰ ہے —— بنت مخاض اونٹنی کا ایک سالہ مادہ بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہوا ہو اور اس کی ماں حاملہ ہوگئی ہو۔

فان لم تکن بنت مخاض فابن لبون ذکر یعنی اگر بنت مخاض نہ ہو تو زکوٰۃ مذکورہ میں ابن لبون نر دے —— ابن لبون اونٹنی کا وہ بچہ جو تیسرے سال میں داخل ہوگیا ہو اور اس کی ماں وضع حمل کے سبب دودھ والی ہوگئی ہو۔

☆ **فاذا بلغت ستاد ثلثین ابی خمس و اربعین** —— جس وقت اونٹ چھتیس (۳۶) کی تعداد کو پہنچیں اور پینتالیس (۴۵) تک ان کی تعداد ہو جائے تو ان میں بنت لبون انثیٰ زکوٰۃ ہے۔

☆ جس وقت چھیالیس (۴۶) کی تعداد کو پہنچیں اور ساٹھ (۶۰) تک ہو جائیں تو ان میں **حقہ طروقۃ الجمل** زکوٰۃ ہے —— **حقہ طروقۃ الجمل** اونٹنی کا مادہ بچہ جس پر تین سال گزر کے چوتھا سال ہو اور اونٹ اس کے ساتھ جفتی کرے۔

☆ جس وقت اونٹ اکسٹھ (۶۱) کی تعداد کو پہنچیں اور پچھتر (۷۵) تک ہو جائیں تو —— ان میں زکوٰۃ ایک **جذعہ** ہے۔ **جذعہ** بہ فتح جیم وہ اونٹ جو پانچویں سال میں داخل ہوگیا ہو اور اپنے سامنے کے دانت گرا دیے ہوں۔ زکوٰۃ

Marfat.com

یہ اونٹ انثی ہے۔

☆ فاذا بلغت ستاد سبعین ففیها بنتا لبون ——— جس وقت اونٹ چھہتر (۷۶) کی تعداد کو پہنچیں تو ان میں زکوٰۃ دو بنت لبون ہیں۔

☆ فاذا بلغت احدی و تسعین الی عشرین ومائه ففیها حقتان طروقته الجمل ——— جس وقت اونٹ اکانوے (۹۱) کی تعداد کو پہنچیں اور ایک سو بیس تک ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ دو حقہ طروقۃ الجمل ہیں۔

☆ فان ذادت من عشرین ومائه ففی کل اربعین بنت لبون جس وقت ایک سو بیس سے تعداد میں زیادہ ہو جائیں تو ہر ایک چالیس اونٹوں میں ایک ایک بنت لبون زکوٰۃ ہے۔

———وفی کل خمسین حقه——— ہر ایک پچاس میں ایک حقہ زکوٰۃ ہے۔

☆ ومن لم یکن معه الاربع من الابل فلیست فیها صدقة ...... اور جس شخص کے پاس نہ ہوں مگر چار اونٹ تو ان میں صدقہ نہیں ہے۔

...... الاان یشآء بها ...... مگر ان چار اونٹوں کا مالک اگر تطوع کے طور پر ان کی زکوٰۃ نکالے تو اسے اختیار ہے۔

☆ فاذا بلغت خمسامن الابل ففیها شاه ...... جس وقت اونٹ پانچ کی تعداد کو پہنچیں تو ان میں زکوٰۃ ایک بکری ہے۔

☆ ومن بلغت عذره من الابل صدقة الجذعة ولیست عنده جذعة وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ویجعل معهاشاتین ——— جس شخص کے پاس اونٹوں سے جذعہ کا صدقہ پہنچے ——— اور حالت یہ ہے کہ اس کے پاس جذعہ نہیں ہے اور اس کے پاس حقہ ہے تو اس کے پاس حقہ ہے تو اس شخص سے حقہ قبول کیا جائے ——— اور زکوٰۃ دینے والا اس حقہ کے ساتھ دو بکریاں دے دے۔ اگر اپنے مال میں بکریاں پائے یا دو بکریوں کے بدلے زکوٰۃ دینے والا دس درہم دے دے۔

☆ ومن بلغت عنده صدقة الحقة ولیست عنده الجذعة فانها تقبل منه الجذعة وتعطیة المصدق عشرین درهما ——— جس شخص کے پاس حقہ کی زکوٰۃ پہنچے اور حالت یہ ہے کہ اس کے پاس حقہ نہیں ہے اور جذعہ ہے تو زکوٰۃ لینے والا شخص زکوٰۃ دینے والے کو بیس درہم دے دے۔ اور زکوٰۃ میں جذعہ لے لے ——— اور شاتین یا دو سیائی بکریاں صدقہ دے دے۔

☆ ومن بغلت صدقة بنت لبون وعنده الحقة فیها تقبل منه الحقة ویعطیه المصدق عشرین درهما

Marfat.com

او شاتین

جس شخص کی زکوٰۃ بنت لبون کو پہنچے —— اور حال یہ ہے کہ اس کے پاس حقہ ہے تو اس سے حقہ قبول کیا جائے اور زکوٰۃ لینے نکالنے والے کو بیس درہم یا دو بکریاں دے۔

☆ ومن بلغت عنده صدقة بنت لبون وليست عنده بنت مخاض فانها تقبل منه بنت المخاض' و يعطی معها عشرين درهما اوشاتين

اور جس شخص کے پاس بنت لبون کی زکوٰۃ پہنچے اور حال یہ ہے کہ اس کے پاس بنت لبون نہیں ہے' اور اس کے پاس بنت مخاض ہے تو اس زکوٰۃ دینے والے سے بنت المخاض قبول کی جائے۔ اور زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ لینے والے کو اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں دے دے۔

☆ ومن بلغت صدقة بنت مخاض و ليست عنده و عنده بنت لبون فانها تقبل منه بنت لبون و يعطيه المصدق عشرين درهما اوشاتين فان لم يكن عنده بنت مخاض على وجهها و عنده ابن لبون فانه تقبل منه بو ليس معه شئی

اور جس شخص کا صدقہ بنت مخاض کو پہنچے اور اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے بلکہ اس کے پاس بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون قبول کی جائے —— اور زکوٰۃ لینے والا اس کو بیس درہم دے یا دو بکریاں دے۔

اگر اس زکوٰۃ دینے والے کے پاس بنت مخاض اس وجہ پر نہ ہو کہ جو زکوٰۃ فرض کی گئی ہے' اور حال یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کے پاس ابن لبون ہے تو قبول کیا جائے۔ اگرچہ قیمت میں بنت مخاض سے اقل ہو اور اس کے حاصل کرنے میں تکلیف اور اس کے ساتھ کچھ شے زیادہ نہیں ہے —— یہ وہ حکم ہے جس پر کل علماء کا اتفاق ہے۔

چرنے والی بکریوں میں زکوٰۃ مفروضہ:

چرنے والی بکریوں اور ان کے صدقہ یعنی زکوٰۃ کا یہ حکم ہے کہ:

☆ اذابلغت اربعين الىٰ عشرين ومائة شاة شاة

جس وقت چالیس بکریاں ایک سو بیس تک کی تعداد کو پہنچیں تو زکوٰۃ ایک بکری ہے۔

☆ فاذا زادت على عشرين ومائة الى مائتين شاتان

جس وقت ایک سو بیس بکریوں سے ایک یا ایک سے زیادہ ہوں اور دو سو تک پہنچ جائیں تو ان میں دو بکریاں زکوٰۃ ہیں۔

☆ فاذا زادت على مائتين الىٰ ثلث مائة ففيها ثلث شياه

جس وقت دو سو بکریوں سے زیادہ ہوں' اگرچہ ایک ہی بکری زیادہ ہو تین سو تک کی زکوٰۃ تین بکریاں ہیں۔

☆ فاذا زادت على ثلث مائة ففى كل مائة شاة

جس وقت تین سو بکریوں سے چار سو تک پہنچیں اور کم نہ ہوں تو ہر ایک سو بکریوں کی زکوٰۃ ایک بکری ہے۔

Marfat.com

اس قول کا مقتضایہ ہے کہ چوتھی بکری واجب نہ ہوگی مگر جس وقت بکریاں پوری چار سو تک پہنچیں گی۔ یہ جمہور کا قول ہے—— جمہور علماء نے کہا ہے کہ تین سو کی تعداد کے ذکر سے فائدہ اس نصاب کا بیان ہے جو اس کے بعد ہے کہ اس کا ماقبل مختلف ہے۔

بعض اہل کوفہ سے روایت ہے جیسے حسن بن صالح ہیں—— اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ جس وقت تین سو بکریوں پر ایک بکری زیادہ ہو جائے تو چار بکریاں واجب ہوں گی۔

☆ **فاذا کانت سائمة الرجل ناقصة اربعين شاة فليس فيها صدقة الا ان يشاء بها ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجمع خشية الصدقة**

جس شخص کی سائمہ بکریوں سے ایک بکری چالیس بکریوں سے کم ہو تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے—— مگر ان بکریوں کا مالک تطوع کے طور پر زکوٰۃ نکالے تو زکوٰۃ لی جائے ورنہ زکوٰۃ کا مطالبہ نہ کیا جائے—— اور متفرق بکریوں میں صدقہ کے خوف سے نہ جمع کیا جائے اور نہ ہی مجتمع بکریوں میں صدقہ کے خوف سے تفریق کی جائے۔[1]

وما کان خليطين فانهما يترا جعان بينهما بالسويه

اور وہ بکریاں جو شریکوں کی ملکیت سے ہوں وہ دونوں اپنے درمیان بالسویہ رجوع کریں۔

ولا يوخذني الصدقة هرمة اور صدقہ میں وہ بوڑھی بکری نہ لے جائے جس کے دانت گر گئے ہوں——

ولا ذات عوار...... اور صدقہ میں وہ بوڑھی بکری نہ لے جائے جو کانی ہو یا عیب دار ہو۔ یعنی جو شرائط قربانی میں ہیں۔ ان کے مواقف صحیح سالم ہو اور بے عیب ہو وہ بکری صدقہ میں لی جائے۔

ولا تيس الاان يشاء المصدق...... اور صدقہ میں نر بکرا نہ لیا جائے مگر صدقہ دینے والا اگر دے تو صدقہ لینے والا لے لے۔

درہموں یعنی چاندی کے سکہ روپیہ کی زکوٰۃ:

☆ **ولى مائتى درهم من الرقة ربع العشر**

---

[1] امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ تین آدمیوں کا گروہ ہے...... ہر آدمی کے حصہ کی چالیس چالیس بکریاں ہیں...... ہر ایک چالیس میں زکوٰۃ واجب ہے...... چنانچہ وہ تینوں ان بکریوں کو جمع کریں تاکہ ان کل پر زکوٰۃ ان بکریوں میں واجب نہ ہو مگر ایک بکری
یا دو شریکوں پر تین بکریاں زکوٰۃ نکالنا واجب ہو۔ اور وہ ان بکریوں کو متفرق کر دیں۔ یہاں تک کہ ان دونوں میں سے ہر ایک پر واجب نہ ہو مگر ایک بکری۔
امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب ایک جہت سے مال کے مالک کے ساتھ خطاب ہے۔ اور ایک جہت سے ساعی یعنی صدقہ لینے والے کے ساتھ خطاب ہے...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کو یہ حکم فرمایا ہے کہ صدقہ کے خوف سے جمع اور تفریق سے کوئی بات نہ پیدا کریں...... مال کا مالک یہ خوف کرے کہ صدقہ زیادہ ہو جائے تو وہ بکریوں کو جمع کرے یا ان کو متفرق کرے تاکہ صدقہ زیادہ ہو جائے یا صدقہ کم ہو جائے۔
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد دو حکموں کا احتمال رکھتا تھا تو ایک پر حمل کرنا دوسرے پر حمل کرنے سے اولیٰ انتہا...... لہٰذا دونوں پر معاً حمل کیا گیا۔
حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ وہ امر جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا حمل مالک کے حمل کرنے سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

چاندی کے دوسو درہموں میں زکوٰۃ پانچ درہم ہیں—— دوسو درہموں سے جو زیادہ ہوں تو از روئے حساب زکوٰۃ دی جائے۔ یعنی عشر کا جو ربع ہے اس کے حساب سے زیادہ درہموں کی زکوٰۃ دی جائے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ دوسو پر جو کچھ زیادہ ہو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے' یہاں تک کہ چالیس تک پہنچ جائیں۔ ان چالیس میں ایک درہم زکوٰۃ ہے—— اسی طرح ہر ایک چالیس میں چاندی کا ایک درہم زکوٰۃ ہے۔

☆ **فان لم تكن الاتسعين و مائة فليس فيها صدقة الا ان يشاء بها**

اگر چاندی نہ ہو مگر ایک سونو درہم ان میں صدقہ نہیں ہے کہ نصاب نہیں ہے—— مگر درہم کا مالک تو زکوٰۃ تطوعاً دے۔[1]

نصابوں کے بارے میں نامہ مبارک:

انہی' صدقات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ خط ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ پاس نصابوں کے بارے میں تھا۔[2] یہ صریح اس بارے میں ہے کہ یہ خط اس خط کے علاوہ ہے جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لکھا تھا اور یہ خط تبدیلی الفاظ کا بھی تقاضا کرتا ہے—— یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کے ساتھ عمل کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے—— اس لیے کہ یہ خط پہلے خط کے ساتھ اتحاد کا تقاضا نہیں کرتا۔

اس خط میں زکوٰۃ جنس ذکر کی گئی ہے نہ جمیع انواع زکوٰۃ—— جیسا کہ ابوداؤد' ترمذی' امام احمد اور حاکم وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ زہری نے سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب القرشی العدوی المدنی سے روایت کی ہے جو سات فقہا سے ایک ہیں اور اپنے زمانہ کے لوگوں سے افضل اور وسط تابعین سے ہیں—— سالم علیہ الرحمہ نے اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کا خط لکھا لیکن اسے اپنے عمال کی طرف نہیں بھیجا اور اپنی تلوار کے ساتھ اس خط کو نزدیک کیا۔ یعنی اپنے مرض موت میں اس خط کو اپنی تلوار کے نیام میں رکھ دیا۔ وہ خط آپ کی تلوار کے نیام میں رہا یہاں تک کہ آپ نے وصال فرمایا:

اس خط پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا—— پھر اس خط پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا' یہاں تک کہ انہوں نے رحلت فرمائی۔

اس خط میں یہ تھا:

☆ **في خمس من الابل شاة وفي عشر شاتان وفي خمس عشر ثلث شياه وفي عشرين اربع شياه**

پانچ اونٹوں میں ایک بکری زکوٰۃ ہے—— اور دس میں دو بکریاں—— پندرہ میں تین بکریاں ۓ

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں جو لفظ رقہ آیا ہے' اس سے مراد درہم مسکوکہ ہے...... رقہ میں جو حرف ھا ہے۔ وہ اس واؤ کے عوض ہے جو لفظ ورق سے محذوف ہوگئی ہے۔ جیسے لفظ عدۃ اور وعد میں محذوف ہے...... یہ ابن اثیر نے جامع میں کہا ہے......
اور فتح الباری میں کہا ہے کہ رق بہ کسر راؤ تخفیف قاف خالص چاندی برابر ہے کہ مضروبہ ہو یا غیر مضروبہ

[2] نصاب وہ قدر معتبر جو زکوٰۃ وغیرہ کے واجب ہونے میں ہو۔

Marfat.com

☆ **الی خمس وثلثین** پینتیس تک **فان زادت واحده ففیها بنت لبون الی خمس واربعین**
اگر پینتیس پر ایک اونٹ بھی زیادہ ہوجائے تو ان میں بنت لبون زکوٰۃ ہے۔ پینتالیس اونٹوں تک۔

☆ **فان زادت وحدة ففیها حقه الیٰ ستین**
اگر پینتالیس سے ایک زیادہ ہو تو ان میں ساٹھ تک ایک حقہ ہے۔

☆ **فان زادت وحدة ففیها جذعة الی خمس و سبعین**
اگر ساٹھ سے ایک اونٹ زیادہ ہو تو ان میں پچھتر تک ایک جزعہ زکوٰۃ ہے۔

☆ **فان زادت وحدة ففیها ابنتالبون الی تسعین**
اگر ان میں ایک اونٹ زیادہ ہو تو نوے تک ان میں دو بنت لبون زکوٰۃ ہے۔

☆ **فان ذادت وحدة ففیها حقتان الی عشرین و مائة**
اگر نوے پر ایک اونٹ زیادہ ہو تو ایک سو بیس تک دو حقہ ہیں۔

☆ **فان کانت الابل اکثر من ذلك ففی کل خمیس حقه وفی کل اربعین ابنة لبون**
اگر اونٹ اس تعداد سے اکثر ہوں تو ہر ایک پچاس میں ایک حقہ زکوٰۃ ہے —— اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون زکوٰۃ ہے۔

بکریوں کی زکوٰۃ:

☆ **وفی الغنم فی کل اربعین شاة شاة الی عشرین و مائة**
ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ ایک سو بیس تک۔

☆ **فان زادت واحدة فشاتان الیٰ مائتین**
اگر ان پر ایک بکری زیادہ ہوجائے تو دو بکریاں زکوٰۃ ہیں دو سو کی تعداد تک

☆ **فاذا زادت علی المائتین ففیها ثلث شیاه الی ثلث مائة**
جس وقت دو سو بکریوں سے زیادہ ہوں تو ان میں تین سو تک تین بکریاں ہیں۔

☆ **فان کنت الغنم اکثر من ذلك ففی کل مائة شاة شاة ثم لیس فیها شئی حتی تبلیغ بمائة**
اگر بکریاں تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر ایک سو میں ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ ایسے ہی پانچ سو تک پہنچیں تو ان میں پانچ بکریاں زکوٰۃ ہیں۔

ا؎ چوبیس (۲۴) اونٹوں کی تعداد تک چار بکریاں ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی دلیل ہے: **وفی خمس وعشرین بنت مخاض** اس کی طرف جمہور علماء گئے ہیں ...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پچیس (۲۵) اونٹوں میں ایک بکری زکوٰۃ ہے ...... جس وقت اونٹ چھبیس (۲۶) ہو جائیں تو ان میں بنت مخاض زکوٰۃ ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ...... اس کی روایت موقوف اور مرفوع دونوں طریق پر آئی ہے۔ مرفوع کی اسناد ضعیف ہیں۔

Marfat.com

☆ ولایفرق بین مجتمع ولا تجمع بین متفرق مخافۃ الصدقۃ

اور جو بکریاں جمع ہوں تو ان کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔ زکوٰۃ کے خوف سے متفرق بکریاں جمع نہ کی جائیں۔

☆ وما کان من الخلطین فانھما یترا جعان بالسویۃ

وہ بکریاں جو دو شریکوں سے ہوں ان دونوں کو چاہیے کہ برابری کے ساتھ رجوع کریں۔

☆ ولایوخذ فی الصدقۃ ھرمۃ

اور جس بکری کے دانت بڑھاپے کے سبب گر پڑے ہوں تو صدقہ میں وہ بکری نہ لی جائے۔

☆ ولاذات عیب

اور جس بکری میں عیب ہو وہ نہ لی جائے ...... زہری نے کہا ہے:

☆ واذا جاء المصدق تسم الشاء اثلا ثلث خیار وثلث اوساط وثلث شرار

اور جس وقت صدقہ لینے والا آئے تو بکریوں کی تین اقسام کرے:

☆ ایک ثلث اچھی ☆ ایک ثلث متوسط درجہ کی

☆ اور ایک ثلث بری

واخذ من الوسط ...... اور جو بکریاں متوسط درجہ کی ہوں ان میں سے صدقہ لے کر اس مال سے نہ لے —— رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت دوسری حدیث میں فرمائی ہے: ایاك و کرایم اموالھم

یعنی صدقہ دینے والوں کے چنے ہوئے مال سے بچو...... اس حدیث حسن کو ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا ہے۔ [1] خطابی نے کہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد تیرا جعان کا معنی یہ ہے کہ مثلاً دو شخصوں کے درمیان چالیس بکریاں ہیں۔ ہر ایک کی ان میں سے بیس بکریاں ہیں —— ان دونوں شریکوں نے یہ پہچان لیا ہے کہ میرا عین مال یہ ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ لینے والا ایک سے ایک بکری لے —— جس شخص سے مال لیا گیا ہے وہ اپنے خلیط پر رجوع کرے۔ نصف قیمت شاۃ کے لیے۔ اس خلط کا نام خلط الجوار ہے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک خلیط شریک ہے...... امام ممدوح پر اس طور پر اعتراض کیا گیا ہے کہ شریک اپنا عین مال نہیں پہچانتا ہے۔[2] اور کہا ہے کہ دونوں شریک اپنے درمیان مساوی حصہ کے لیے رجوع کریں (جیسا کہ امام ممدوح نے فرمایا ہے۔) اگر ایسا نہ ہوگا تو دونوں کے رجوع کے لیے سویہ کے ساتھ اپنے درمیان کوئی معنی نہ ہوگا۔ اے میرے اللہ تعالیٰ! مگر اس

---

[1] ابن الاثیر نے ''نہایہ'' میں کہا ہے کہ خلیط مخالط کو کہتے ہیں۔ اس سے اس شریک کا ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے مال کو اپنے شریک کے مال کے ساتھ شریک کردے۔ اور ان دونوں کے درمیان تراجع ہو۔ مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہوں اور دوسرے کی تیس گائے ہوں ...... حال یہ ہے کہ دونوں کا مال مختلط ہے ...... چنانچہ ساعی یعنی زکوٰۃ لینے والا ان چالیس سے ایک سنہ زکوٰۃ لے۔ اور تیس گائیوں سے ایک تبیع لے۔ چنانچہ باذل السنہ اپنے شریک پر اس کے ثلثہ اسباع کے لئے رجوع کرے اور باذل تبیع اپنے شریک پر اربو اسباع کے لئے رجوع کرے۔ اس لئے کہ مسون سے ہر ایک شیوع پر واجب ہے۔

[2] خلیط کو اپنے شریک کے مال کے سبب اپنے مال کا تمیز نہیں ہوتا کہ جو زکوٰۃ لی گئی ہے اس کے حصہ کے لئے رجوع کرے۔

Marfat.com

ر پر جواب دیا جائے کو تراجع بحسب حساب ہو یعنی بکریوں کی تعداد کے ساتھ تراجع ہو۔)

اور اس قسم سے کہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خلیط مستلزم نہیں ہے کہ شریک کے معنی میں ہو...... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان کثیرا من الخلطاء

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے اپنے اس ارشاد سے بیان کیا ہے:

ان ھذا اخی لہ تسع و تسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ

چنانچہ اس ارشاد باری نے یہ فائدہ دیا کہ خلطہ سے مراد مطلق اجتماع ہے نہ شرکت۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی طرف سے ض علماء نے اس طور پر عذر کیا ہے کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی۔ وہ حدیث پاک جس میں یہ ہے:

وما کان من الخلیط

یا وہ حدیث امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو پہنچی ہو اور انہوں نے یہ دیکھا ہو کہ اصل زکوٰۃ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ لہ وسلم کا ارشاد موطا اور صحیحین میں امام صاحب کے طریق سے:

لیس فیما دون خمس ذو و صدقۃ

پانچ سے کم جماعت میں صدقہ نہیں ہے۔ ذود اونٹوں کی جماعت تین سے دس تک یا پندرہ تک یا بیس تک یا تیس تک۔ یہ ط مادینوں کی جماعت میں بولا جاتا ہے۔ اس میں واحد جمع برابر ہے۔ یہ لغوی تحقیق ہے۔

زرقانی علیہ الرحمہ شارح ''مواہب'' فرماتے ہیں کہ ذود مذکر اور مؤنث اور جمع اور مفرد پر واقع ہوتا ہے۔ اس لیے لفظ خمس ود کی طرف اضافت کیا گیا ہے ـــــ خلط کا حکم اس اصل کے مغائر ہے۔ اس کے ساتھ علماء نے اختلاف نہیں کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک پر جس شے کا وہ مالک ہے اس میں صدقہ واجب نہیں ہے۔ مگر س مال کی مثل ہو جس پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ اگر خلط نہ ہو۔

عبدالرزاق اور امام بخاری نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی یہاں تک کہ اس کے لیے چالیس بکریاں پوری ہو جائیں جبکہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہر ایک شریک پر ایک بکری واجب ہے۔

امام شافعی امام احمد اور اصحاب حدیث نے کہا ہے کہ جس وقت دونوں شریکوں کے جانور حد نصاب کو پہنچ جائیں تو وہ دونوں زکوٰۃ دیں ـــــ ان علماء کے نزدیک خلطہ یہ ہے کہ:

- ☆ بکریاں چرنے کی جگہ ـــــ اور
- ☆ ان کے رات میں رہنے کی جگہ
- ☆ حوض یعنی پانی پینے کی جگہ اور
- ☆ نردینے میں جمع ہوں۔

اور شرکت خلط سے اخص ہے ـــــ خلط مال کا اشتراک بوجہ شیوع خلط اس کو اور مجاورۃ کو شامل ہے۔

Marfat.com

اہل یمن کے نام نامہ مبارک

یہ جلیل خط ہے۔ اس میں:

☆ زکوٰۃ اور دیات اور احکام'

☆ ذکر کبائر' طلاق اور عتاق'

☆ احکام صلوٰۃ ثوب واحد میں اور

☆ ثوب واحد میں احتبا' اور

☆ مصحف مجید کا مس کرنا۔

اور ان امور کے سوا بلاغ فقہ ہے اور اس خط میں جو شے دیات کی مقدار دن سے ہے۔ کل فقہا نے اس پر احتجاج کیا ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے متصل طور سے' یونس نے زہری سے مرسل اور نسائی کے شاگرد ابوحاتم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل یمن کو لکھا جس میں فرائض اور سنن اور دیات ہیں۔ اور اس خط کو عمرو بن حزم کے ہاتھ بھیجا تھا۔ عمرو بن حزم وہ خط اہل یمن کے پاس لائے۔ اس کی نقل یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد النبی الی شرجیل بن عبد کلال و الحارث بن عبد کلال ونعیم بن عبد کلال

امابعد!

کے بعد حدیث پاک کو اس کے طول کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ آپ کے خط میں یہ تھا:

☆ **من اعتبط مومنا قتلاعن غیر نبیة فانه قود**

جس شخص نے کسی مومن کو بغیر بینہ کے قتل کیا' اس سے قصاص لیا جائے۔

☆ **الا ان یرضی اولیاء المقتول**

مگر یہ کہ بلا جنایت کے جو قتل کیا ہے اس کے وارث راضی ہو جائیں تو قصاص نہ لیا جائے۔

☆ **ان اله جل یقتل بالمرة**

مرد عورت کے بدلے قتل کیا جائے۔

اور اس خط میں جو خطاء' ہو' یہ ہے:

☆ **الدیة مائة من الابل**

ایک سو اونٹ دیت ہے جس کے پاس اونٹ ہوں۔

☆ **وعلی اهل الذهب الف دینار**

Marfat.com

اور مالدار شخص کے ذمہ ایک ہزار دینار ہیں۔

☆ وفی الانف اذا اعیب جدعه' الدية من الابل مائة

جس وقت کوئی پوری ناک اس طرح سے کاٹ ڈالے کہ کچھ نہ باقی ہے اس پوری ناک کی دیت جس کے پاس اونٹ ہوں ایک سو اونٹ ہیں۔

☆ وفی اللسان الدية —— وفی الشفتين الدية

اور زبان کاٹنے میں دیت ہے اور ہونٹوں کے کاٹنے میں دیت ہے۔

☆ وفی الخصيتين الدية —— وفی الذكر الدية

اور خصیتین کے کاٹنے میں دیت ہے اور عضو تناسل کے کاٹنے میں دیت ہے۔

☆ وفی الصلب الدية —— وفی لعينين الدية

اور صلب کے کاٹنے میں دیت ہے اور دونوں آنکھیں پھوڑ دینے میں دیت ہے۔

☆ وفی الرجل الواحدة نصف الدية

اور ایک پاؤں کاٹنے میں نصف دیت ہے۔

☆ وفی المامون ثلث الدية

اور دماغ کی چوٹ میں نصف دیت ہے۔

☆ وفی الجائفة ثلث الدية

اور پیٹ کے اندر جو زخم پہنچے ثلث دیت ہے۔

☆ وفی المنقلة خمس عشرة من الابل

اور اس زخم میں کہ ہڈیاں ٹوٹ کے نکلیں۔ پندرہ اونٹ دیت ہیں۔

☆ وفی كل اصبع من اصابع اليد و الرجل عشرمن الابل

ہاتھ کی انگلیوں سے ایک انگلی کی دیت اور پاؤں کی انگلیوں سے ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں۔

☆ وفی السن خمس من الابل

اور دانت کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔

اور امام مالک کی روایت میں ہے:

☆ وفی العين خمسون و فی اليدخمسون وفی الرجل خمسون

آنکھ کی دیت میں پچاس اونٹ ہیں—— ہاتھ کی دیت میں پچاس اونٹ ہیں

☆ وفی الموضحة خمس من الابل

Marfat.com

اور موضحہ (وہ زخم جس سے سر کی یا چہرہ کی ہڈی ظاہر ہوجائے) کی دیت میں پانچ اونٹ ہیں۔

بادشاہوں کے نام مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قیصر ملک روم ہرقل کے نام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی الحجہ ۶ھ میں جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو روم کے بادشاہ کو خط لکھا:

اہل روم کے دستور کا احترام:

آپ کو بتایا گیا کہ:

''اہل روم کسی خط کو نہیں پڑھتے جب تک کہ وہ سربمہر نہ ہو۔''

چنانچہ آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں تین سطریں نقش کرائیں:

☆ پہلی سطر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

☆ دوسری سطر میں رسول

☆ اور تیسری سطر میں اللہ

اس انگوٹھی سے خط پر مہر لگائی۔ اہل روم کا یہ دستور تھا کہ وہ کسی ایسے خط کو اہمیت نہ دیتے تھے جس پر کوئی مہر نہ ہو۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ:

☆ اہل روم کو اپنے راز ظاہر ہوجانے کا خوف تھا۔

☆ اور یہ کہ جو احوال ان سے بیان کیا گیا ہے وہ لائق توجہ ہے۔

☆ اور اہل روم کے علاوہ کوئی اس پر مطلع نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کتاب سلطان اور کتاب قضاۃ کی مہر وہ سنت ہے جس کا اتباع کیا گیا ہے—— اس لیے بعض علمائے کرام نے کہا ہے کہ یہ مہریں لگانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے سبب ہے—— آپ نے قیصر ملک روم جس کا نام ھرقل تھا' کو خط تحریر فرمایا—— خط لکھنے کے بعد آپ نے یہ فرمایا:

خط لے جانے والے کے لئے جنت کی بشارت:

''میرا یہ خط لے کر ہرقل کے پاس کون جائے گا۔ اس کے لیے جنت ہے۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر خط لے جانے والا ہرقل تک نہ پہنچے۔''

یعنی کوئی رکاوٹ پیش آجائے یا وہ راستے میں فوت ہوجائے۔ آپ نے جواب دیا:

Marfat.com

''اگرچہ نہ پہنچے اس کے لیے جنت ہے۔''

اس خط کو حضرت دحیہ بن الکلبی نے لیا اور اس طرف روانہ ہو گئے جہاں ہرقل تھا۔ وہ اس وقت بیت المقدس میں تھا۔

نامہ مبارک کا متن:

اس خط کا متن یہ تھا:[1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

اسلم تسلم یؤتیک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسین دیا اھل الکتاب تعالوالی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لانعبدالا اللہ و لانشرک بہ شیاً ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولو افقولوا الشھدوا بانا مسلمون

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہے —— یہ خط ہرقل کی طرف ہے جو اہل روم کے نزدیک عظمت والا ہے —— جس نے ارشاد کا اتباع کیا۔ اس پر سلام ہے۔

امابعد! بعد حمد کے اے ہرقل تجھے معلوم ہو کہ میں تجھے اس کلمہ کے ساتھ دعوت دیتا ہوں' جو اسلام کی طرف بلاتا ہے وہ یہ ہے:

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

تو مسلمان ہو جا اور سلامت رہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے تیرا اجر دوبار دے گا:

☆ ایک اجر یہ ہے کہ تو اپنے نبی پر ایمان لایا ہے۔

☆ دوسرا اجر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

اگر تو اسلام سے منہ پھیرے گا تو تجھ پر اریسین کا گناہ ہوگا۔[2]

اے اہل الکتاب!...... تم لوگ اس کلمہ کی طرف آؤ کہ ہم مسلمانوں اور تم اہل کتاب[3] کے درمیان برابر ہے۔ اس میں

---

[1] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خط کو اپنے نفس مبارک سے شروع فرمایا۔ یہ سنت ہے۔ جمہور کا اس پر اتفاق ہے صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے۔ بخاری کی روایت میں ابتدا یوں ہے: من محمد عبداللہ ورسولہ

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے' جو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہے'' —— عبداللہ لکھنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے کل رسول اکرم الخلق ہیں' مگر اس مرتبہ کے باوجود وہ تمام رسول اس بات کے مقرر ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عبید ہیں۔ اور اس کے باطل ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں جس امر کا دعویٰ کرتے ہیں ——

بخاری میں من محمد بن عبداللہ رسول اللہ الی ھرقل عظیم الروم —— وارد ہے۔ یعنی یہ خط ہرقل کی طرف ہے جو روم کے نزدیک معظم ہے...... ابونعیم اور ابن عساکر میں دحیہ کی حدیث سے یوں ہے: الی قیصر صاحب الروم سلام...... اور ''کتاب اسجد ان'' بخاری میں السلام الف لام کے ساتھ ہے...... علی من اتبع الھدی...... یعنی ''جس نے رشاد کا اتباع کیا' اس پر سلام ہے۔ ھدیٰ کا معنی ہے ارشاد۔

[2] خطابی نے کہا ہے کہ اریسین سے مراد ضعیفوں اور تابعین سے ہے۔ اس لئے کہ ہرقل کی تقلید کی وجہ سے وہ مسلمان نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ چھوٹے بڑوں کے تابع ہوتے ہیں...... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

قرآن مجید، تورات اور انجیل اختلاف نہیں کرتی ہے اور یہ کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں—— اسے عبادت میں ایک مانیں۔ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کریں۔ اس کی عبادت میں ہم کسی کو شریک نہ کریں اور کسی کو عبادت کا مستحق نہ ٹھہرائیں—— اور ہم سے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب نہ اختیار کرنا پڑے۔ ہم:

☆ عزیر کو ابن اللہ نہ کہیں۔

☆ نہ مسیح کو ابن اللہ کہیں۔

☆ حلال اور حرام میں یہودی علماء کی اطاعت نہ کریں کہ وہ بھی ہماری طرح بشر ہیں——

اگر تم توحید سے منہ پھیرو تو یہ اعتراف کرو کہ ہم مسلمان ہیں——یا یہ اعتراف کرو کو جس شے کے ساتھ کتاب ناطق ہے ہم اس کے ساتھ کافر ہیں۔''

خط ملنے پر ردعمل:

نبی کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نامہ مبارک جب قیصر کے روبرو پڑھا گیا تو قیصر کے بھتیجے نے شدید غضب کیا اور قیصر سے کہنے لگا:

''مجھے یہ خط دکھا۔''

قیصر نے اس سے پوچھا:

''تو اس خط کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟''

اس نے جواب دیا:

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس خط میں اپنی ذات سے ابتداء کی ہے کہ من محمد رسول اللہ لکھا ہے اور تیرا نام صاحب الروم رکھا ہے۔''

اس کے چچا قیصر نے کہا:

''تو ضرور ضعیف الرائے ہے۔ تو اس بات کا ارادہ کرتا ہے کہ میں اس شخص کے خط کو پھینک دوں جس کے پاس ناموس اکبر یعنی جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے ہیں۔'' یا قیصر نے ایسا کلام کیا جس کا یہ معنی ہے یا قیصر نے یہ کہا کہ:

(صفحہ گزشتہ کا حاشیہ) ازہری نے کہا ہے کہ اریسین کھیتی باڑی کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ لفظ لغات شامیہ سے ہے...... اہل السواد اہل فلاحت تھے، مجوس تھے اور اہل صناعت سے تھے...... ازہری کے غیر نے لکھا ہے کہ اریسین عبداللہ بن اریس کی طرف منسوب ہیں۔ نصاریٰ اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اس نے دین نصاریٰ میں بہت سی چیزیں بدعات کے طور پر ایجاد کی تھیں جو دین عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف تھیں...... ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ شخص اس قوم سے تھا جس کی طرف ایک نبی بھیجے گئے تھے...... اور ان لوگوں نے اس نبی کو قتل کر ڈالا تھا...... لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کے نامہ مبارک میں یوں مقدر مانا جائے کہ ''اریسین کی مثل تجھ پر گناہ ہے۔''

[1] روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت شریف یا اھل الکتاب اس کے نزول سے پہلے لکھی تھی...... آپ کا یہ لفظ اس آیت کے موافق ہوا جبکہ یہ بعد میں نازل ہوئی۔ یہ آیت شریف نجران کے وفد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے...... اہل نجران کا قصہ سنہ وفود میں تھا، جو کہ سنہ ۹ ہجری ہے...... ابوسفیان کا یہ قصہ اس سے پہلے سنہ ۶ ہجری میں تھا...... ایک روایت کے مطابق یہ آیت شریف یہود کے قصہ میں نازل ہوئی۔

Marfat.com

''میں اس خط کو ڈال دوں جبکہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس خط میں کیا لکھا ہے۔ اگر آپ رسول اللہ ہیں تو آپ اس امر کے زیادہ حق دار ہیں کہ خط کی ابتداء اپنی ذات سے کریں ——— اور آپ نے سچ بات کہی ہے کہ میں صاحب الروم ہوں اور اللہ تعالیٰ میرا مالک ہے اور اہل روم کا مالک ہے۔''

نامہ مبارک کا ادب و احترام:

پھر قیصر نے اس خط کو اپنے سر پر رکھا اور اس کو بوسہ دیا اور اسے دیبا اور حریر میں لپیٹا اور جامہ دان میں رکھ دیا ——— پھر قیصر نے دحیہ کے اتارنے اور ان کا اکرام کرنے کے لیے امر کیا۔ دحیہ نے کہا:

''قیصر نے دوسرے دن مجھے خفیہ طور پر بلایا اور ایک عظیم مکان میں مجھے داخل کیا۔ میں نے تین سو تیرہ تصویریں دیکھیں جو کہ انبیاء و مرسلین علیھم السلام کی تھیں۔ قیصر نے مجھ سے کہا کہ ان انبیاء میں تم دیکھو کہ تمہارے صاحب کہاں ہیں؟ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دیکھی۔ گویا آپ باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے کہا ''یہ ہیں'' قیصر نے کہا ''تم نے سچ کہا''

اس حدیث کو ابو نعیم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ قیصر کے امر سے وہ تھا جسے امام بخاری نے اپنی حدیث میں ذکر کیا ہے ——— خط ملنے کے بعد قیصر حمص کو گیا۔ وہاں نصاریٰ کو جمع کر کے ان سے کہا:

''کیا تم کو رشد اور فلاح کی رغبت ہمیشہ کے لیے ہے اور یہ رغبت ہے کہ تمہارا ملک ہمیشہ قائم رہے۔ تم اس نبی سے بیعت کر لو۔''

یہ سن کر سب وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے۔ دروازے مقفل تھے۔ قیصر نے جب ان کی ایسی وحشت دیکھی تو حکم دیا کہ ان کو میرے پاس بلا کر لاؤ جب وہ آئے تو ان سے کہا:

''میں تمہارے دین پر تمہاری شدت دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے تم سے وہ امر دیکھا جسے میں دوست رکھتا ہوں۔''

سب نصاریٰ نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔ یہ ہرقل کا آخری احوال تھا۔ آپ کے پاس ہرقل کا جواب آیا تو آپ نے فرمایا:

''اس کا ملک ثابت رہا۔''

نسل در نسل برکات:

ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں سیف الدین فلیج المنصوری سے روایت کی ہے کہ جو دولت قلا دونیہ کے امراء سے ایک شخص ہے۔ وہ بادشاہ مغرب کے پاس ملک منصور قلادون کی طرف سے ہدیہ لایا تھا۔ سیف الدین کو ملک مغرب نے ملک فرنج کے پاس کسی کی شفاعت کے بارے میں بھیجا اور ان سے شفاعت کو قبول کر لیا اور سیف الدین کا اکرام کیا۔ اور سیف الدین سے کہا:

''میں تم کو ایک تحفہء سینہ ضرور دوں گا۔''

اس نے سیف الدین کے روبرو ایک ایسا صندوق نکالا جس کے تختے سونے کے تھے۔ اس صندوق میں سے ایک قلم دان نکالا

Marfat.com

اور قلم دان سے ایک خط نکالا جس کے اکثر حروف زائل ہو گئے تھے۔ اس پر سے حریر کا کپڑا چپک گیا تھا۔ خط نکالنے کے بعد کہا:

''یہ خط تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے جو کہ آپ نے میرے دادا قیصر کو لکھا تھا —— ہم لوگ اب تک اس خط کو میراث پا رہے ہیں —— ہمارے باپوں کے باپ جو قیصر تک ہیں انہوں نے ہمیں یہ وصیت کی ہے کہ جب تک یہ خط ہمارے پاس رہے گا تو ملک ہمیشہ ہم لوگوں میں رہے گا —— ہم لوگ اس کی حفاظت نہایت حفظ سے کرتے ہیں اور ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں —— اس خط کو ہم نصاریٰ سے چھپاتے ہیں تاکہ ملک ہمیشہ ہم لوگوں میں رہے۔''

کسریٰ پرویز ملک فارس کے نام نامہ مبارک:[1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الیٰ کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ و آمن باللہ و رسولہ وشھدان الاالہ اللہ وحدہ لاشریک و شھد ان محمد عبدہ' و رسولہ' ادعوک بدعایة اللہ فانی رسول اللہ الی الناس کلھم لینذر من کان حیا و یحق القول علی الکا فرین اسلم تسلم فان تولیت فعلیک اثم المجوس .

''یہ خط محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف سے ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کسریٰ عظیم فارس کی طرف ہے —— اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان لوگوں کو سلامتی ہے جنہوں نے رشاد کا اتباع کیا ہے۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور لوگوں نے یہ شہادت دی ہے:

☆ لاالہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ —— اور

☆ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

اے کسریٰ پرویز! میں تجھے اس دعوت سے دعوت دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی دعوت ہے —— میں تمام کافة للناس کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ جو لوگ کہ زندہ ہیں یعنی عاقل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے غافل نہیں ہیں ان کو عذاب آخرت سے ڈراؤں۔ عذاب کا کلمہ کافروں پر واجب ہے۔

تو مسلمان ہو جا! —— آخرت کے عذاب سے سلامتی پا —— اگر تو منہ پھیرے گا تو تجھ پر مجوس کا عذاب ہوگا۔

☆ ایک گناہ تیرے کفر کا —— اور

☆ دوسرا گناہ تیری قوم مجوس کا۔

کہ آتش پرست ہیں اور خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔''[2]

---

[1] کسریٰ اور پرویز کا معنی مظفر ہے۔ [2] امام شافعی علیہ الرحمہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ مجوس کی ایک کتاب تھی۔ مگر ان لوگوں نے اس میں تبدیلی کر دی...... اس حدیث کے بعض راوی ضعیف ہیں اور بعض مدلس ہیں۔

Marfat.com

خط کی بے ادبی سے بدبختی کی مہر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط مبارک کسریٰ پرویز کے سامنے جب پڑھا گیا تو اس بدبخت نے خط کو پھاڑ ڈالا۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا:

''اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔''

یہ بات اخبار کے طور پر ہے ---- اور دعا کے طور پر اس طرح سے ہے:

''اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔''

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خط شریف عبداللہ بن حذافۃ السہمی کو بھیجا کہ وہ اس خط کو عظیم البحرین منذر بن مساوی کو پہنچا دیں ---- عظیم البحرین نے وہ خط کسریٰ پرویز ابن ہرمزان ابن نوشیروان کو بھجوا دیا ---- کسریٰ نے جب وہ خط پڑھا تو اس نے اسے چاک کر ڈالا۔

ابی عبید کی کتاب الاموال میں عمر بن اسحاق کی مرسل حدیث سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کو خطوط لکھے۔ کسریٰ نے جب آپ کا خط پڑھا تو اسے پھاڑ ڈالا جبکہ قیصر نے آپ کا خط پڑھا تو اسے لپیٹا اور پھر اس کو اٹھا رکھا۔ یہ واقعہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ مجوس پھاڑ دیئے جائیں گے۔ (یعنی متفرق اور پریشان کر دیئے جائیں گے ---- اور اہل روم کو بقا ہوگی۔''

والیٔ حبشہ اصحمہ نجاشی کے نام نامہ مبارک:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبشہ !......حمد وصلوٰۃ کے بعد میں تجھے اس خدا کی تحریک سناتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جو:

☆ بادشاہ ہے ☆ مقدس ہے ☆ سلامتی والا ہے ☆ جائے پناہ ہے۔
☆ نگہبان ہے

اور اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ جس کو اس نے مریم بتول پاکیزہ صفت دامن والی ذات میں القا کیا۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوگئیں ---- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حمل سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی روح سے پیدا کیا۔ اور نفخ روح فرمایا۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا تھا۔

میں تجھے خدائے وحدہ لاشریک لہ اور اس کی اطاعت' مودت ومحبت کی دعوت دیتا ہوں ---- اور یہ کہ تو میری پیروی کرے اور اس کلام پر ایمان لائے جو میرے پاس اللہ کی طرف سے آیا ہے ---- میں اللہ کا رسول ہوں۔ تجھے اور تیرے لشکر کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دے رہا ہوں۔

چنانچہ میں نے تبلیغ اور نصیحت کر دی۔ تم سب کو چاہئے کہ میری خیر خواہی کو قبول کر لیں ---- سلامتی ہے اس پر جو ہدایت کا

Marfat.com

متبع ہو جائے۔

میں نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کو تمہاری طرف روانہ کیا ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خط عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ تھا۔

نجاشی سے جب یہ خط پڑھ کر دیکھا تو کہا:

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہی وہ صاحب وہ امی نبی ہیں جن کا اہل کتاب کو انتظار تھا—— اور بے شک راکب حمار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوشخبری سنانا ایسا ہے جیسا کہ راکب جمل کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تھی—— اور عیاناً کسی چیز کا مشاہدہ کسی سنی ہوئی خبر کی واقفیت سے زیادہ تسلی بخش نہیں ہوتا لیکن میرے معاون لوگ باشندگان حبش بہت تھوڑے ہیں لہٰذا مجھے مہلت دی جائے کہ میں اپنے ہم خیال لوگ زیادہ تعداد میں تیار کرلوں اور ان کی تالیف قلب کروں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نجاشی کا جوابی خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کے نام یہ خط اصحمہ نجاشی کی طرف سے ہے—— آپ پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمت و برکت ہو۔ یا رسول اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) امابعد! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے مکتوب گرامی کی زیارت کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا میں رب السماء و الارض کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ بہ لحاظ ثفروق[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت بالکل ایسی ہے جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے اور ہم نے ان باتوں کو خوب سمجھ لیا ہے۔ جو آپ نے ہم تک پہنچائیں۔

بس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں۔ میں آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوگیا اور آپ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے بیعت کرلی اور اسلام قبول کرلیا—— اے اللہ کے نبی! میں آپ کی خدمت میں اپنے لڑکے کو روانہ کرتا ہوں۔ اور اگر آپ کا حکم ہو تو میں خود بھی حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔

''السلام علیك و رحمة اللہ و برکاته''

اہل حبشہ کی اسلام میں رغبت:

پھر اصحمہ نے اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جنہیں اپنے یہاں سے آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا تھا—— یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ وسط سمندر میں پہنچے تو وہاں ڈوب گئے—— اس طرح حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت حبشہ کا جو عہد کیا تھا' اسے پورا کیا۔ اور خدمت اقدس میں

[1] ثفروق — نواۃ اور قمع کے درمیان ایک ملاقہ ہے۔

Marfat.com

حاضر ہوئے۔ ان کے جسم پر اون کا لباس تھا ان کی تعداد ستر تھی۔ ان میں سے باسٹھ حبشہ کے باشندے تھے اور باقی آٹھ آدمی ملک شام سے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کامل سورہ یاسین شریف پڑھ کر سنائی۔ جب ان لوگوں نے قرآن سنا تو بے اختیار رونے لگے اور ایمان لائے۔ ایمان لاکر کہنے لگے:

''یہ قرآن اس کلام سے بالکل مشابہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا''

اللہ تعالیٰ نے انہی مسلمانوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ولتجدن اقربھم مودة للذین امنوا الذین قالوا ......

شاہ حبش کی نماز جنازہ:

یہ وہی اصحمہ شاہ حبش ہے کہ جس کی طرف مسلمانوں نے رجب ۵ھ میں ہجرت کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لکھ بھیجا کہ:

''وہ اسلام قبول کرلے''

یہ مکتوب عمرو بن امیہ بن ضمری کے ذریعے ۶ھ میں روانہ کیا گیا۔ وہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ ۹ھ میں اس نے وفات پائی۔ وفات کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مطلع ہوئے اور مدینہ میں اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

اور وہ نجاشی (شاہ حبش) جو اس کے بعد تخت نشین ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دعوت اسلام دی وہ کافر تھا۔ تاریخ میں اس کا اسلام معروف نہیں ہے اور نہ ہی اس کا نام — بعض مورخین نے واقعات کو مخلوط کر دیا۔ ان دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے کی وضاحت نہیں کی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کو خط لکھا۔ وہ نجاشی نہیں ہے جس پر آپ نے نماز جنازہ پڑھی ہے۔

مکتوب مبارک بنام مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی کی طرف سے عظیم قبط مقوقس کے نام یہ مکتوب ارسال ہوا ہے۔

سلام علی من اتبع الھدیٰ!

اما بعد! میں تجھے دین اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ اسلام قبول کر۔ تو مقابلہ اور لڑائی کی زحمت سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تجھے اس کا دوگنا اجر عطا فرمائے گا — اگر تو اسلام قبول نہ کرے تو قبطیوں کی گمراہی کا وبال تجھ پر عائد ہوگا — ترجمہ آیت:

''اے اہل کتاب! آؤ اس کلمے کی طرف' جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر قبول کرنے کی بات ہے۔ ہم صرف

Marfat.com

اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کیا کریں اور اس میں کسی چیز کو شریک نہ کریں۔ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں سے کسی اور کو اپنا رب نہ بنائیں۔

چنانچہ اگر وہ نہ مانیں تو اے مسلمانو! تم ان سے کہو کہ ہم مسلمان ہیں تم گواہ رہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس خط کو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے روانہ کیا۔ وہ مصر گئے اور اس سے اسکندریہ میں ملاقات کی۔

اسکندریہ پہنچے تو مقوقس کو دیکھا کہ وہ سمندر کے ساحل پر اپنے اہل مجلس کے ساتھ مشغول ہے۔ کشتی میں بیٹھ کر وہاں پہنچے۔ اس کے سامنے ہوئے اور اپنے مکتوب سے اشارہ کیا۔ مقوقس نے جب دیکھ لیا تو ان کو روبرو لانے کا حکم دیا—— حاطب جب اس کے سامنے پیش ہوئے اور کھڑے ہوئے تو اس نے خط کو کھول کر پڑھا۔ خط پڑھنے کے بعد اس نے حاطب بن ابی بلتعہ سے کہا کہ:

''اگر وہ سچے نبی ہیں تو اس بات سے کیوں باز رہے کہ وہ میرے خلاف دعا کریں اور مجھ پر اپنی قوت کے غلبے کو مسلط کریں۔''

یہ سن کر حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جواب دیا کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بات سے کس چیز نے منع کیا تھا کہ وہ اپنی دعا سے کام لے کر اپنے مخالفین پر اپنا تسلط قائم کر لیں۔''

مقوقس نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس جواب کو دوبارہ کہلوایا۔ پھر لاجواب ہو گیا۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا::

''تجھ سے پہلے ایک ایسا شخص بھی گزرا ہے جو ربوبیت کا دعویٰ کرتا تھا۔ اللہ نے اسے سزا دی۔ دنیا و آخرت دونوں جگہ رسوا ہونے کے لیے اسے دریا میں غرق کر دیا۔ لہٰذا اے مقوقس! اپنے غیر سے نصیحت حاصل کر کہ لوگ تیری وجہ سے عبرت نہ لیں۔''

مقوقس نے کہا:

''ہمارا ایک دین پہلے سے مقرر ہے۔ ہم اسے ہرگز نہ چھوڑیں گے مگر اس صورت میں کہ اس سے بہتر کوئی دین ہو۔''

یہ سن کر حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''تجھے ہم اللہ کے دین کی دعوت دے رہے ہیں اور وہ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی کفایت کو اپنے ذمے لے لیا ہے اور اس کے علاوہ جتنے بھی دین ہیں ان سب کو باطل قرار دیا ہے۔

بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب لوگوں کو اس کی دعوت دی ہے اور اس میں کامیابی اور غلبہ حاصل کیا۔ قریش اور یہود نے سب سے زیادہ اس کی مخالفت کی۔ اسلام سے قریب تر عیسائی مذہب والے ثابت ہوئے۔

Marfat.com

میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی نسبت ایسی نہ تھی جیسی کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پیش کی ہے —— ہمارا قرآن کی طرف تجھے بلانا انجیل کی طرح اہل تورات کو دی جانے والی دعوت کے مماثل نہیں ہوسکتا۔

ہر نبی کو ایک قوم ملی اور وہ اس کی امت ہوگئی۔ اس کی اطاعت ان کے ذمہ کی گئی —— چنانچہ اے مقوقس! تو بھی انہی میں سے ایک ہے جنہوں نے نبی آخرالزماں کا زمانہ پایا ہے۔ ہم تجھے دین مسیح سے نہیں روکتے ہیں اس کا حکم سنا رہے ہیں۔"

مقوقس نے کہا:

"میں نے اس نبی کے حکم میں غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ:

☆ وہ کسی ایسی بات کا حکم نہیں فرماتے ہیں جس سے بچنا چاہئے' اور

☆ کسی ایسی چیز سے منع نہیں کرتے ہیں جس سے رغبت کی جائے'

☆ اور میں نے ان کو نہ گمراہ پایا ہے نہ وہ ساحر ہیں۔

☆ نہ وہ کاہن ہیں جھوٹی بات پیش کرنے والے۔

☆ میں نے انہیں ایسا پایا کہ آپ کے ساتھ سامان نبوت ہے۔

اخراج خباء کی وجہ سے اور راز و سرگوشی کی بات بیان کردینے کی وجہ سے —— اور ابھی میں ان امور میں نظر رکھوں گا۔"

یہ کہہ کر مقوقس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتوب شریف کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پھر اپنی کنیز کو یہ خط دیا۔ اس کے بعد کاتب کو طلب کیا۔ جو عربی لغت میں خط لکھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام خط لکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مقوقس کا خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط حضرت محمد بن عبداللہ کے لیے ہے۔ مقوقس کی طرف سے جو عظیم القبط ہے۔ امابعد!

میں نے آپ کے خط کو پڑھا اور سمجھا جو کچھ آپ نے اس میں ذکر فرمایا ہے اور جس چیز کی آپ دعوت دے رہے ہیں —— میں یہ معلوم کرچکا ہوں کہ ایک نبی ہیں جن کا مبعوث ہونا باقی ہے —— میرا خیال تھا کہ وہ ملک شام میں ظاہر ہوں گے۔

میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا —— اور آپ کی خدمت میں دو باندیاں روانہ کی ہیں جو قبط عظیم کے پاس اپنا مرتبہ حاصل کرچکی ہیں اور پارچہ روانہ کیا ہے اور آپ کی سواری کے لیے خچر روانہ کررہا ہوں۔ والسلام"

مقوقس نے اس خط میں اس قدر مضمون سے زائد کچھ نہیں لکھا تھا اور نہ ہی وہ مسلمان ہوا تھا۔

نامۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنام والی بحرین منذر ابن ساوی:

واقدی نے اپنی سند سے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہیں یہ خط حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کی وفات کے بعد آپ کی کتابوں میں ملا۔ انہوں نے اسے لکھ لیا۔ اس میں اس طرح لکھا تھا:

''رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علاء ابن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منذر ابن ساوی کی طرف بھیجا اور اسے خط لکھا۔ اس خط میں اسے اسلام کی دعوت دی تو منذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوابی خط لکھا۔''

منذر ابن ساوی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام خط:

امابعد! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے آپ کا مکتوب پڑھا۔ بحرین کی رعایا کو سنایا۔ بعض لوگوں نے اسے پسند کیا اور انتہائے شوق سے مذہب اسلام قبول کرلیا اور بعض لوگوں نے اسے پسند نہیں کیا —— میری سرزمین حکومت میں یہود اور مجوس ہر دو قسم کے لوگ رہتے ہیں بستے ہیں اس خصوص میں آپ اپنا حکم اور مشورہ دوبارہ روانہ فرمائیں۔ میرے پاس یہ صورت مناسب ہوگی۔''

مکتوب نبوی بنام منذر ابن ساوی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ مکتوب منذر بن ساوی کے نام پر ہے ——

سلام علیك میں تجھے خدا کی تعریف بتاتا ہوں۔ جس کے سوا دوسرا معبود نہیں ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

امابعد! میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی تذکیر بیان کر رہا ہوں کہ جو کوئی کسی کے ساتھ خیرخواہی کرتا ہے وہ اپنی ذات کی خیرخواہی کرتا ہے —— جو شخص میرے رسولوں کی اطاعت کرے گا اور ان کے احکام کی اتباع کرے گا...... گویا اس نے میری اطاعت کی جو شخص ان کے ساتھ نیک سلوک کرے گا تو میرے ساتھ خیرخواہی کیے جیسا ہوگا۔

مجھ سے تیرے اوصاف بیان کیے گئے ہیں تو ایک نیک اور بھلا آدمی ہے۔ میں تبلیغ اسلام کے لیے تیری قوم میں تیری شفاعت چاہتا ہوں...... تو مسلمانوں کو اس کا موقع دے کہ وہ تیری قوم میں رہیں اس وقت تک کہ لوگ مسلمان ہوجائیں اور میں خطاکاروں کی غلطی معاف کروں۔ لہٰذا تو ان کے عذرات کرے۔

جب تک تو ان کے اصلاح کار میں مشغول رہے گا تیرے اس سلوک کے برخلاف ہم اور لوگوں کی قدرومنزلت ہرگز نہیں کریں گے اور جو لوگ اپنے مذہب یہودیت و مجوسیت پر قائم رہیں گے تو ان پر جزیہ لازم کیا جائے گا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط بنام بادشاہ عمان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول الی جیفر و عبدا بنی الجلندی السلام علی من اتبع الهدیٰ......

امابعد! —— میں تم دونوں (جیفر، عبد) کو دعوت اسلام دیتا ہوں —— مسلمان ہوجاؤ تو ان مسلمانوں کی جنگ سے محفوظ

Marfat.com

رہو گے...... میں سارے انسانوں کے لیے اللہ کا رسول مقرر ہوں تاکہ میں زندہ لوگوں کو ڈراؤں اور کافروں پر خدا کا فیصلہ صحیح ہوجائے ——— تم دونوں اگر اسلام کا اقرار کرلو تو تمہیں حکومت پر قائم رہنے دیا جائے گا' اور اگر تم انکار کرو گے تو تم سے تمہاری حکومتیں چھین لی جائیں گی۔ اور میری فوج تمہاری حدود میں داخل ہوجائے گی اور میری نبوت تمہارے ملک پر غالب آجائے گی۔''

بادشاہ عمان کی اسلام کے لیے تحقیق:

اس خط کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا تھا اور خط پر مہر لگائی ——— حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ خط لے کر نکلا اور عمان پہنچا۔ جب میں وہاں گیا تو عبد کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اپنے بھائی جیفر کی نسبت عبد زیادہ حلیم المزاج اور نرم اخلاق کا آدمی تھا۔ میں نے اسے کہا:

''میں اللہ کے رسول کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو تیرے پاس اور تیرے بھائی کے پاس بھیجا گیا ہوں۔''

اس نے کہا:

''میرا بھائی مجھ سے زیادہ عمر اور حکومت والا ہے۔ میں تمہیں اس کے پاس لیے چلتا ہوں تم اس کو اپنا خط پڑھ کر سنانا ——— تم کس چیز کا پیام لائے ہو؟''

میں نے کہا:

''تجھے اس خط سے اللہ وحدہ لاشریك له کی دعوت دینے آیا ہوں اور غیر اللہ کی عبادت تجھ سے چھڑانے آیا ہوں ...... اور اس لیے آیا ہوں کہ تو کلمہ شہادت پڑھے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

عبد نے کہا:

''اے عمرو بن العاص! تم اپنی قوم کے سردار کے فرزند ہو ——— آپ کے والد نے آپ کے ساتھ (اسلام لانے پر) کیا سلوک کیا تھا؟ ——— اسی طرح وہ ہمارے لیے بھی ان کے عقل مندانہ فعل کا ایک نمونہ ہے۔''

میں نے کہا:

''ان کا انتقال ہوگیا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر وہ ایمان نہیں لائے ——— میں نے ہر چند چاہا کہ وہ مسلمان ہوجائیں اور آپ کی تصدیق کریں ——— بے شک (اسلام سے پہلے) میں انہی کے حسب منشاء عمل پیرا تھا۔ لیکن مجھے اللہ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی۔''

یہ سن کر بادشاہ نے کہا:

''تم نے کب اسلام قبول کیا؟''

میں نے کہا:

Marfat.com

''نجاشی کے پاس ـــــ اور یہ کہ نجاشی بھی مسلمان ہو گیا ہے۔''

وہ کہنے لگا:

''اس کی حکومت میں اس کی قوم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟''

میں نے کہا:

''اسے تسلیم کیا اور اطاعت کی۔''

پھر پوچھنے لگا:

''کیا اساقفہ اور خدارس لوگوں نے بھی اطاعت کر لی؟''

میں نے کہا ''ہاں!''

اس نے غیر یقینی کیفیت سے کہا:

''دیکھو اے عمرو! تم جو کہہ رہے ہو وہ بات کسی ایسے آدمی کی نہیں ہونا چاہئے جس پر جھوٹ کی تہمت لگائی جا سکے۔''

میں نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا:

''میں نے جھوٹ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہی اپنے مذہب میں ہم اسے جائز سمجھتے ہیں۔''

پھر بادشاہ نے استفسار کیا:

''یہ پیغمبر کس چیز کا حکم دیتے ہیں ـــــ اور کون سی چیز ہے جس کو منع کرتے ہیں؟''

میں نے کہا:

☆ اللہ کی ہدایت کا حکم دیتے ہیں'

☆ اس کی معصیت سے منع کرتے ہیں'

☆ نیک کام کرنے اور رشتہ داروں کی ہمدردی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

☆ ظلم کرنے اور دشمنی کی چال چلنے سے منع فرماتے ہیں۔

☆ اس کے علاوہ زنا' شراب خمر' پتھروں کی عبادت' وثن وصلیب کی عبادت وغیرہ سے منع فرماتے ہیں۔''

بادشاہ نے کہا:

''یہ کس قدر اچھے اصول ہیں جن کی طرف بلایا جا رہا ہے ـــــ اگر میرا بھائی بھی میرے موافق ہو جائے تو ہم دونوں مل کر اس کام کے لیے سفر کریں' حتیٰ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو جائیں' اور آپ کی تصدیق کر لیں تو بہتر ہے ـــــ لیکن میرا بھائی حکومت کی وجہ سے تنگ دل زیادہ ہے۔ یہ نسبت اس بات کے کہ وہ حکومت سے دست بردار ہو جائے' اور یہ چیز اس کے حق میں ایک گناہ ثابت ہو جائے۔''

''اگر وہ اسلام قبول کر لے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اس کی قوم پر بادشاہ مقرر کریں گے ـــــ وہ ان

Marfat.com

سے صدقات وصول کرے گا۔ اور یہ صدقات انہی پر ان کے محتاجوں کے لیے تقسیم کرے گا۔"

بادشاہ نے کہا:

"یہ اخلاق تو بہت ہی اچھا ہے —— اور یہ صدقہ کیا چیز ہے؟ بیان کرو۔"

میں نے اس کا اصول اور قاعدہ بتا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کے فرائض مال میں تعلیم فرمایا ہے —— یہاں تک کہ میں نے اسے اونٹ کا نصاب زکوٰۃ بھی بتایا —— اس پر والی عمان نے کہا:

"اے عمرو! کیا ہمارے چوپایوں سے زکوٰۃ لی جاتی ہے، جن کی غذا درخت کے پتے ہیں، وہ جنگل کا پانی پیتے ہیں۔"

میں نے کہا کہ "ہاں!"

وہ کہنے لگا:

"خدا کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ میری قوم اس کو مانے گی جو دور دراز کے رہنے والے ہیں اور کثیر تعداد میں ہیں کہ وہ اس حکم کی اطاعت کر لیں۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کئی روز تک حاکم عمان کے ہاں ٹھہرا رہا —— وہ میرے تمام واقعات سے اپنے بھائی کو مطلع کرتا رہا۔ پھر ایک دن اس نے مجھے طلب کیا۔ میں اس کے پاس گیا اس کے لوگ مجھے پکڑ کر دبوچنے لگے تو اس کے کہنے پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں بیٹھنے لگا مگر انہوں نے مجھے بیٹھنے نہیں دیا۔ میں نے حاکم کی طرف دیکھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے کہا:

"تم اپنی ضرورت کی گفتگو کرو۔"

میں نے اسے خط دیا جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ اس نے مہر توڑ کر آخر تک خط پڑھا۔ پھر اپنے بھائی کو پڑھنے کے لیے دیا اس نے بھی پڑھ لیا مگر یہ کہ وہ خط پڑھنے سے متاثر ہوا اور کہنے لگا:

"تم مجھے یہ بتاؤ کہ قریش والوں نے اس مسئلہ میں کیا کیا؟"

میں نے انہیں بتایا کہ:

"انہوں نے اطاعت قبول کر لی ہے —— یا تو خوشی سے دین اسلام میں شریک ہو گئے ہیں یا مسلمانوں کی یلغار کی وجہ سے مغلوب ہو گئے ہیں۔"

اس نے پوچھا:

"حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ساتھ کون دے رہے ہیں؟"

میں نے کہا:

"وہ لوگ جو شوق اور رغبت سے اسلام قبول کر چکے ہیں اور دین اسلام کو دیگر ادیان پر ترجیح دے چکے ہیں —— اور اپنی عقل کی پوری قوت سے اللہ کی ہدایت کے ساتھ جو اس بات سے واقف ہو چکے ہیں کہ وہ اس سے پہلے گمراہی

Marfat.com

میں مبتلا تھے۔

میرے علم میں نہیں ہے کہ تیرے سوا کوئی اور علاقے کا حاکم اس سلسلے میں باقی رہ گیا ہوگا۔ اگر تو آج اسلام قبول نہیں کرے گا اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا تابع نہیں بنائے گا تو تجھ پر اسلامی فوج حملہ آور ہوگی۔ چنانچہ تو اسلام قبول کرلے تاکہ جنگ و جدل سے محفوظ رہے' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدستور تجھے اپنی قوم پر والی رہنے کی منظوری عطا فرمائیں' اور تجھ پر کسی کا حملہ نہ ہونے پائے۔''

والی عمان نے آپ کی تمام گفتگو بڑے تحمل سے سنی اور کہنے لگا:

''آپ مجھے ایک دن کی مہلت دیں' پھر کل تشریف لائیں تو بہتر ہے۔''

میں وہاں سے لوٹ کر اس کے بھائی ک پاس گیا۔ اس نے مجھے کہا:

''میرا بھائی اسلام قبول کرلے گا اگر اس کی حکومت کو کوئی حرج نہ ہو''۔

چنانچہ میں دوسرے دن اس کے پاس گیا لیکن اس نے مجھے ملاقات کی اجازت نہیں دی۔ میں وہاں سے واپس اس کے بھائی کے پاس پہنچا اور ظاہر یہ کیا کہ اس کے بھائی سے ملنا نہ ہوسکا تو وہ مجھے اس کے پاس پہنچا دے۔ اس نوبت پر اس نے مجھے کہا:

''اس معاملے پر غور کیا تو خود کو عرب قوم کے مقابلے میں کمزور پایا۔ اگر میں اپنے مقبوضات کو کسی ایسے شخص کے حوالے کردوں جس کا لشکر میرے مقام تک نہیں پہنچتا ہے ...... اور اگر خود اس کی فوج چڑھائی کرے تو یہ ایک ایسی جنگ کا محرک ثابت ہوگا جس کی ذمہ داری خود اس پر عائد ہوگی۔''

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا:

''اچھا تو پھر میں کل جارہا ہوں''

جب اس نے میرے چلے جانے کا یقین کرلیا تو اس نے تنہائی میں اپنے بھائی سے بات کی۔ اگلے دن جب صبح ہوئی تو اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کا جواب دیا۔ وہ اور اس کے بھائی دونوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا مان لیا اور ان دونوں نے مجھے اپنی قوم میں نیک کاموں کے لیے تعلیم کی اور ان کے نزاعی امور میں احکام نافذ کرنے کی آزادی دی — اور میرے خلاف کام کرنے والوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے میری دست و بازو ہوگئے۔

والیٔ یمامہ ہوذہ بن علی کے نام نامہ مبارک:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی ہوذۃ بن علی ...... سلام علی من اتبع الھدیٰ

تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ میرا دین کچھ عرصے میں تمام روئے زمین پر پھیل جائے گا تو اس سے مشرف ہوجا — تو جنگ و جدل کی زحمت سے محفوظ رہ سکتا ہے اور میں تیرے مقبوضات کو تیرے ہی تابع کردوں گا۔''

Marfat.com

حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ مہر شدہ خط لے کر ہوذہ کے پاس پہنچے تو وہ انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آیا۔ خط پڑھا اور اس انداز میں جواب دیا کہ رد کئے جیسا نہ معلوم ہو۔

خط کا جواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب لکھا کہ:

''بہت ہی بہتر تحریک ہے جس کی آپ نے دعوت دی اور بہت ہی قابل قدر ہے..... عرب قوم پر میرے وقار کی ہیبت چھائی ہوئی ہے۔

آپ میرے لیے بعض احکام مقرر فرما دیجئے تاکہ میرا اتباع ہو جائے۔''

اس نے حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انعام واکرام سے سرفراز کیا' آپ کو فاخرہ لباس پہنایا۔

چنانچہ حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رد عمل:

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا مکتوب پڑھ کر ارشاد فرمایا:

''اگر وہ مجھ سے زمین کی شادابی وسرسبزی مانگتا تو میں منظور نہ کرتا—— تباہ ہو جائے اور جو کچھ اس کی ملکیت میں ہے' خدا کرے کہ برباد ہو جائے۔''

مقام غوطہ کے حاکم حارث بن ابی شمر غسانی کے نام خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی حارث بن ابی شمر . سلام علی من اتبع الهدیٰ وامن باللہ و صدق

میں تجھے اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں—— تیری حکومت تیرے حق میں باقی رہے گی۔''

یہ مکتوب شریف حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے روانہ کیا گیا۔

بنی تمیم کا قبول اسلام:

صاحب ''باعث النفوس'' ابو ہند داری کی روایت ہے کہ ہم چھ آدمی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئے:

- ☆ تمیم بن اوس داری
- ☆ نعیم بن اوس داری
- ☆ یزید بن قلیس
- ☆ ابو عبداللہ بن عبداللہ
- ☆ طیب بن عبداللہ
- ☆ ابو ہند داری

ہم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ہند داری کا نام عبدالرحمٰن تجویز فرمایا..... اسلام قبول

Marfat.com

کر لینے کے بعد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی حاجت طلب کی کہ شام کے علاقے کی زمین کا کوئی حصہ ہمیں عنایت ہو۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''طلب کرو کہ تمہیں کون سے مقام کی زمین چاہیے؟''

ابوہند کہتے ہیں کہ ہم مشورے کے لیے آپ کے پاس سے اٹھ کر ایک اور جگہ جا بیٹھے۔ کہ کس جگہ کی درخواست پیش کی جائے ——— تمیم فرمانے لگے:

''بیت المقدس کی زمین کا ایک علاقہ حاصل کرنا چاہیے۔''

ابوہند نے فرمایا:

''عجم کا بادشاہ اس زمانے میں کیا بیت المقدس کا بادشاہ نہیں ہے؟''

تمیم نے کہا کہ ''ضرور'' ——— ابوہند نے فرمایا:

''اسی طرح سے ان میں عرب کا بادشاہ ہونا ممکن ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ صورت ہمارے لیے ناتمام رہے گی۔''

تمیم نے کہا:

''بیت جبرون کا وسیع علاقہ طلب کیا جائے۔''

ابوہند نے کہا:

''نہیں' بڑا اور اس سے بھی بڑا''

تمیم نے پوچھا:

''پھر آپ کے خیال میں کون سی جگہ ہے کہ سرکار سے مانگیں۔''

ابوہند نے رائے دی:

''میری رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم اس بستی میں جگہ مانگ لیں کہ ہم اس میں قلعہ تعمیر کر سکیں ——— اس کے ساتھ اس میں آثار ابراہیمی بھی موجود ہوں۔''

تمیم نے اتفاق کرتے ہوئے کہا:

''بہت ٹھیک! ——— اللہ کی طرف سے تم کو اس کی توفیق ہوئی ہے۔''

ابوہند نے کہا کہ ''یہ قرارداد بہتر ہے۔''

چنانچہ اس اتفاق رائے کے بعد ہم اٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حاضر و ناظر و عالم الغیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے تمیم! تمہیں تمہارے مشورے کا سوال کرنا محبوب ہے ——— یا میں تمہیں سنا دوں جو تمہاری خواہش ہے۔''

Marfat.com

تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''آ قا بلکہ آپ فرمادیں تا کہ ہماری ایمانی ترقی اور زیادہ ہوجائے۔''

پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمیم تم کو کچھ چاہتے تھے جبکہ ابوہند کی رائے اس کے برعکس تھی اور بہت بہتر رائے ابوہند کی ہوئی جو طے کی گئی ہے۔''

عطائے رسول کی تحریر وسند:

آپ نے چمڑے کی ایک تختی منگوائی۔ اس پر آپ نے ان دونوں کے لیے وثیقہ تحریر کرا دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ تحریر اس امر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوہند اور تمیم کے لیے یہ عطا کیا ہے۔ یہ دونوں داری قبیلے کے ہیں —— اس وقت کہ اللہ زمین عطا کرے رسول کریم نے انہیں:

☆ بیت عینوں ☆ بیت جیرون اور مرطوم

☆ بیت ابراہیم اور وہ لوگ جو اس میں رہتے بستے ہیں ابدالآباد تک کے لیے ہبہ فرما دیا۔''

اس تحریر کے تین گواہ تھے:

☆ حضرت عباس بن عبدالمطلب ☆ حضرت خزیمہ بن قلیس

☆ شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پھر آپ یہ تحریر لے کر اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ اس رقعے کی تحریر میں کسی ایسی چیز سے کچھ ترمیم کی جو ہمیں نہ معلوم ہوسکی اور رقعے کے بیرونی حصے پر ہلکے سے دوگھیاں دے دیں —— اسے لپیٹا ہوا لے کر ہمارے سامنے باہر تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمارہے تھے:

ان الولی الناس بابراھم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین

پھر فرمایا:

''چلے جاؤ حتیٰ کہ تم سن لو کہ میں ہجرت کر چکا ہوں۔''

ہجرت کے بعد تجدید تحریر وسند:

ابوہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چلے گئے جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے ایک دوسرا وثیقہ تجدید فرمائیں تو مناسب ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا وثیقہ عنایت فرما دیا:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ تحریر وہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمیم داری اور ان کے اصحاب کو عطا کیا...... میں نے تمہیں بیت عینون و جبرون والمرطوم اور بیت ابراہیم عطا کیا ہے تمام کا تمام جملہ امور کے ساتھ۔

اس کے محاصل کو سابقہ تعلق منقطع ہو کر اور میں نے یہ جائیداد ان کے سپرد کردی ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں ہمیشہ کے لیے۔ چنانچہ جو لوگ اس سلسلے میں انہیں تکلیف پہنچائیں گے انہیں اللہ تکلیف پہنچائے گا۔''

اس دستاویز پر پانچ گواہوں نے دستخط ثبت کئے:

- ☆ حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ
- ☆ حضرت عمر بن الخطاب
- ☆ حضرت عثمان بن عفان
- ☆ حضرت علی بن ابی طالب
- ☆ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توثیق:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے جب آپ نے شام کی طرف فوج کو روانہ کیا تو ہمارے نام ایک مکتوب روانہ فرمایا۔ اس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''ابوبکر صدیق کی طرف سے عبیدہ بن الجراح کے نام یہ خط لکھا ہے...... سلام و علیک ! میں خدا کا شکر گزار ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امابعد!

میں ان تمام لوگوں کو فساد سے منع کرتا ہوں جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں —— داریوں کی آبادی میں حکم عدولی نہ کرو' اگر اس بستی کے رہنے والے تخلیہ کریں' اور ابو ہند و تمیم داری کے خاندان والے وہاں زراعت کرنا چاہیں تو انہیں زراعت کرنے دی جائے۔ اگر اس مقام کے اہل وطن اپنی جگہ واپس ہوں تو وہ انہی کی جگہ ہے وہ اس کا حق رکھتے ہیں۔

''والسلام علیک''

حاکم ایلہ یحنہ بن روبہ کے نام تحریر وسند:

کتاب ''اسعاف الاخصیٰ بفضائل المسجد الاقصیٰ'' میں ہے کہ تبوک کے مقام پر ایلہ کا حاکم یحنہ بن روبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ کی خدمت میں مصالحت چاہی اور جزیہ داخل کیا —— آپ نے اس کے نام ایک تحریر وسند لکھوا کر پیش فرمائی:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اللہ اور محمد نبی رسول اللہ کی جانب سے یہ تحریر منظوری امن وحق شہریت کی قرار داد ہے ـــــ یحنہ بن روبہ اور ایلہ کے باشندوں کا وثیقہ اس کی سربرآوردہ جماعت اور عام رعایا ـــــ سمندری حصے کے وطن دار ہوں یا غیر سمندری حدود کے باشندے ...... اللہ اور اللہ کے نبی کی ذمہ داری کا حق انہیں دیا گیا۔

جو لوگ شام یمن اور بحرین کی وطنیت والے یہاں مقیم ہیں ان میں سے کوئی بھی شخص ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضروریات کے علاوہ کسی قسم کے مال ومتاع کے تصرف سے باز رہے ـــــ یہ نہایت بہتر ضابطہ ہے' رعایا اس کی پابند رہے۔

پانی لینے کے مقامات میں مانع نہ ہوں' نہ کسی راستہ کے لیے' خواہ سمندر کا راستہ ہو یا خشکی کا۔"

یہ تحریر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے حضرت جہیم بن الصلت اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تحریر فرمائی۔

جرباد اذرح کے نام امان نامہ:

جیرباد اذرح کے وطن داروں کے لیے بھی جب وہ تبوک کو آئے اور جزیہ ادا کیا' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی امان نامہ مرحمت فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"محمد نبی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مکتوب اہل اذراح کے لیے ہے ـــــ وہ اللہ کی امان حاصل کر چکے ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امان میں ہیں ـــــ ان پر ہر سال رجب کے مہینے میں سو دینار ادا کرنا واجب ہے ـــــ مکمل اور جائزہ آمدنی کی رقم کا اور ان کا اللہ کفیل ہے ـــــ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ خیرخواہی اور احسان مندی کا معاملہ رکھیں ـــــ اور ان کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آئیں جو ان میں سے مسلمان ہوں یا کسی خوف زدہ وجہ کی بنا پر جرجاد اذرح والوں کے پاس رجوع رجوع ہوئے ہوں۔"

حضرت ابوضمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پروانۂ آزادی:

حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ کی ان کے والد اور دادا ضمیرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ضمیرہ کے یہاں سے گزر رہے تھے۔ وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا:

"کیوں روتی ہو؟ ـــــ کیا اس کا سبب بھوک ہے یا تجھے لباس کی حاجت ہے؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا میرے اور میرے بیٹے میں جدائی قائم کرنا جائز ہے؟"

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایک ماں کو اس کے بیٹے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔"

Marfat.com

پھر آپ نے ایک آدمی کو بھیج کر اس شخص کو بلوایا جس کے یہاں ضمیرہ تھے۔ اور —— ذایتاعه منه ببکر' ایک جوان اونٹ کے بدلے اس شخص سے آپ نے ضمیرہ کو خرید لیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط حسین بن عبداللہ نے ابن ابی ذویب سے پڑھوایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے یہ تحریر ابوضمیرہ کے بارے میں ہے کہ میں نے ضمیرہ کو اور ان کے گھر والوں کو آزاد کر دیا ہے۔ وہ عرب خاندان سے ہیں —— اگر وہ میرے یہاں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں) رہنا پسند کریں تو وہ رہ سکتے ہیں اور اگر وہ چاہیں تو اپنے قبیلے اور خاندان کو واپس جاسکتے ہیں۔ ان کے ارادے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا' سوائے کسی شرعی حکم کے۔

جس کسی مسلمان کی ان سے ملاقات ہو وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا انتظام رکھے۔''

یہ خط حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا تھا۔

اکیدر اور اہل دومہ کے نام نامہ مبارک:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے یہ تحریر اکیدر اور اہل دومتہ الجندل کے لیے ہے جبکہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور بت پرستی کو چھوڑ دیا ہے ——

دومہ کے تالابوں کی آمدنی —— بنجر زمین' غیر مملوکہ زمین —— نزول کی زمین' زرہ' اسلحہ' گھوڑے اور قلعہ سرکاری ہیں —— تمام درخت' چشمے' دریا اور پیداواری زمینیں وغیرہ سب تمہاری ملکیت ہیں۔

چراگاہوں میں چرنے والے جانوروں کے علاوہ کسی جانور پر زکوٰۃ نہ لی جائے گی —— اور حساب سے الگ کسی جانور کو شامل زکوٰۃ نہ کیا جائے گا۔

وقت پر نماز ادا کیا کرو —— زکوٰۃ سچائی کے ساتھ ادا کرو —— تم پر یہ اللہ کا عہد و میثاق ہے جسے پورا کرنا ضروری ہے —— اگر تم یہ عہد پورا کرو گے تو ہماری طرف سے صدق و وفا کی ضمانت ہے اور ہم اللہ اور اس کے موجودہ مسلمانوں کو گواہ بناتے ہیں۔''

غلام فروخت کرنے پر تحریر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک غلام کو عداء بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دیا اور یہ تحریر لکھ دی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ بیع نامہ ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک غلام خریدا۔

Marfat.com

مبیع کے اندر نہ کوئی بیماری ہے اور نہ سرقہ اور زنا کی قسم کا کوئی نقص وعیب ہے —— اور نہ کوئی خباثت نفسی (نفسانی) —— مسلمان نے مسلمان سے بیع کی ہے۔'' [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاکم مقرر فرمائے

اس قسم کے حاکموں میں سے مصنف نے گیارہ اصحاب کے نام ذکر کئے ہیں:

- ☆ حضرت باذان بن ساسان
- ☆ حضرت خالد بن سعید
- ☆ حضرت زید ابن لبید انصاری
- ☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری
- ☆ حضرت معاذ بن جبل
- ☆ حضرت ابوسفیان بن حرب
- ☆ حضرت یزید بن ابوسفیان
- ☆ حضرت عتاب بن اسید
- ☆ حضرت علی ابن ابی طالب
- ☆ حضرت عمرو بن العاص
- ☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت باذان بن ساسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ بہرام کی اولاد سے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت باذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر امیر مقرر فرمایا۔

اسلامی زمانے میں حضرت باذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے سب سے پہلے امیر ہیں۔ عجمی بادشاہوں کی جماعت میں سے آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صنعا پر خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر مقرر ہونے کی منظوری فرمائی۔

حضرت زید ابن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرموت پر حضرت زید بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والی مقرر فرمایا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کا تقرر زبید اور عدن کے والی کی حیثیت سے ہوا۔

---

[1] ابوداؤد اور دارقطنی نے اسے روایت کیا ہے..... ابن ابی عروبہ نے کہا کہ مذکورہ بیع غیر اہل سلم کی ہے۔ عداء بن خالد فتح خیبر کے بعد ایمان لائے..... یہ چیز معاملات میں گواہی کی شروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ ارشاد باری ہے: اشهد وا اذا تبايعتم —— اس جگہ امر وجوب کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع کی اور گواہ نہیں رکھے اور بغیر گواہوں کے خریداری/فروخت کی ہے..... یہودی کے پاس اپنی زرہ بغیر گواہ کے رکھی..... اگر مذکورہ آیت میں اس امر فی الاشہاد وجوب کے لئے ہوتا تو رہن کے ساتھ گواہی واجب ہوتی۔ بنظر اندیشہ ونزاع۔ واللہ اعلم

Marfat.com

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجد پر حاکم کیا۔ آپ کو ماہ ربیع الاول ۱۰ھ میں یمن بھی بھیجا گیا تھا۔

حضرت ابوسفیان ابن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد گرامی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کی عملداری ان کے سپرد فرمائی۔

حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

انہیں کو۔ تما کا حاکم مقرر کیا گیا۔

حضرت عتاب ابن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو مکہ اور پھر ۸ھ میں اقامتہ ایام حج اور حج بالمسلمین کا والی مقرر کیا گیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن میں خدمت قضا وعدل پر مامور کیا گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو عمان کا والی مقرر کیا گیا۔ جیسا کہ آپ سابق والی عمان جیفر وعبد کے نام مکتوب نبوی لے کر وہاں تشریف فرما ہوئے تھے۔ عمان کے علاوہ آپ کو وہاں کے عمال پر بھی والی مقرر کیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۹ھ میں اقامتہ زمانہ حج کا امیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا تھا — اور آپ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا گیا کہ وہ لوگوں کو سورہ توبہ پڑھ کر سنائیں — اس خصوص میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر حج کے بعد جو نزول قرآن ہوا ہے وہ سورہ توبہ کا ابتدائی حصہ ہے۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد میں روانہ کیا گیا تھا — ایک قول یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا تھا۔ اسی لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تھا: امیر او ماء مور

تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ: بل مامور

لیکن شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول فرمایا تھا — ایسا کہنا روافض

Marfat.com

کے بہتان اٹھانے اور افترا پردازی کے لحاظ سے کوئی بعید ثابت نہیں۔

دیگر امراء برائے وصولی زکوٰۃ وصدقات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کے اموال وصول کرنے پر ایک کثیر جماعت کو والی مقرر کیا تھا۔ جنہیں کیم محرم ۹ھ کو روانہ کیا گیا:

☆ حضرت عینیہ ابن حصن فزاری
☆ حضرت بریدہ کعب ابن مالک
☆ حضرت عباد ابن بشیر
☆ حضرت رافع ابن مکیث
☆ حضرت عمرو بن العاص
☆ حضرت ضحاک بن ابوسفیان
☆ حضرت بشر ابن سفیان
☆ حضرت عبداللہ ابن اللبیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت عینیہ ابن حصن فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو بنی تمیم کی جانب صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جنہیں کعب ابن مالک کہا جاتا ہے کو قبیلہ اسلم وغفار سے وصولی صدقات کے لیے روانہ کیا۔

حضرت عباد ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو قبیلہ سلیم اور قبیلہ مزینہ کی طرف زکوٰۃ وصدقات کی وصولی کے لیے بھیجا گیا۔

حضرت رافع ابن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو اہل جہینہ کی طرف بھیجا گیا۔

حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو صدقات اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے فزارہ کی طرف بھیجا گیا۔

حضرت ضحاک ابن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کے ذمہ بنی کلاب سے محاصل کی وصولیابی لگائی گئی۔

حضرت بشر ابن سفیان کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

بنی کعب جن کو تمام عدوی کہا جاتا تھا۔ ان سے زکوٰۃ وصدقات وصول کرنا اور ان کے سپرد کیا گیا۔

حضرت عبداللہ ابن للبیتۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو اہل دیبان کی طرف روانہ کیا گیا تا کہ محاصل زکوٰۃ وصدقات وصول کرسکیں۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز میں چھ صحابہ کرام کو اپنا نمائندہ اور قاصد مقرر فرمایا —— قاضی عیاض نے واقدی کے حوالے سے ''شفا شریف'' میں لکھا ہے کہ جس جس قوم میں قاصد روانہ کئے گئے وہ اس قوم کی زبان اور لغت میں بات کرنے لگے تھے جس قوم میں انہیں بھیجا گیا تھا۔

مصنف نے یہ نام ذکر کئے ہیں:

- ☆ حضرت عمرو بن امیہ ضمری
- ☆ حضرت دحیہ بن کلبی
- ☆ حضرت عبداللہ السہمی
- ☆ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ
- ☆ حضرت شجاع بن وہب الاسدی
- ☆ حضرت سلیط بن عمرو العامری
- ☆ حضرت عمرو بن العاص
- ☆ حضرت علاء الدین ابن حضرمی
- ☆ حضرت مہاجر ابن امیہ المخزومی
- ☆ حضرت جریر ابن عبداللہ بجلی

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

انہیں نجاشی اصحمہ حبشہ کے والی کے پاس بھیجا گیا —— اور دو خط ارسال کئے گئے:

☆ ایک خط میں شاہ حبش کو دعوت اسلام دی گئی۔ قرآن پاک سنایا گیا —— اس خط کو نجاشی نے اپنے ہاتھ میں لیا' آنکھوں پر رکھا —— پھر تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور حق بات قبول کرنے کا گواہ بن گیا —— کہنے لگا کہ ''مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ممکن ہوتا تو حاضر ہو جاتا۔''

☆ دوسرے خط میں لکھا تھا کہ شاہ حبش ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کا انتظام کردے —— شاہ حبش اصحمہ نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اور اس نے ان لوگوں کے لیے دعا کی جن کے دل ٹیڑھے ہیں کہ اللہ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مکتوبات شریف کے واسطہ اور وسیلہ سے دعا کی اور کہا:

''جب تک یہ دونوں مکتوب گرامی ملک حبش پر سایہ فگن رہیں گے' اہل ملک حبشہ ہمیشہ ہمیشہ خیر و برکت کی خوشحالی میں رہیں گے۔''

اس کا جنازہ حبشہ میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

علاوہ ازیں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکتوب گرامی کے ساتھ مسلیمہ کذاب کے ہاں بھی روانہ فرمایا گیا۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ملک روم قیصر کے پاس روانہ فرمایا۔ اس وقت ہرقل قیصر روم تھا۔ حضرت دحیہ

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گرامی نامہ پیش فرمایا۔ اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ہرقل نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرلیا لیکن اہل روم نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اس نے اپنی سلطنت کے خیال سے ان لوگوں کا اندیشہ کیا اور اسلام قبول کرنے سے محروم رہا۔

حضرت عبداللہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ملک کسریٰ ایران کے پاس پیام رساں کی حیثیت سے روانہ فرمایا:

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقوقس شاہ مصر کی طرف روانہ کیا۔ وہ آپ کے ساتھ بہت اکرام سے پیش آیا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو کنیزیں' کپڑے اور سواری کے لیے خچر روانہ کئے لیکن ایمان کی دولت سے محروم رہا۔

حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

انہیں ملک بلقاء حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس روانہ فرمایا۔

حضرت سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو ہوذہ والی یمامہ کی طرف روانہ فرمایا۔ ثمامہ بن اثال الحنفی کی طرف ثمامہ مسلمان ہوگئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ملک عمان کے دو بادشاہ جیفر اور عبد جو جلندی کے بیٹے تھے' ان کے پاس ماہ ذیقعد میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا۔ وہ دونوں اسلام میں داخل ہوئے اور تصدیق کی۔

Marfat.com

ساتویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن، خطباء شعراء

رسول پاک کے موذنین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن چار تھے جوکہ مدینہ منورہ کے ہیں:

☆ حضرت بلال ابن رباح
☆ حضرت عمرو ابن ام مکتوم
☆ حضرت سعد ابن عابد
☆ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت بلال ابن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حمامتہ ہے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اذان کہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو بھی اذان نہیں سنائی۔ خلفائے راشدین میں سے سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام فتح کر کے واپس آئے تو ان کی خواہش کے احترام میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرنے لگے —— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اسلم نے کہا ہے کہ اس روز سے زیادہ میں نے کسی کو روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات داری کے علاقے باب کیسان میں ۱۷ھ یا ۱۸ھ یا ۲۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی تدفین حلب میں ہوئی اور ایک روایت کے مطابق آپ دمشق میں مدفون ہیں۔

حضرت عمرو ابن مکتوم قریشی اعمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں دوسرے موذن حضرت عمرو ابن مکتوم قریشی اعمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں —— جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے۔

حضرت سعد ابن عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہاں نام پر اختلاف ہے کہ تیسرے موذن سعد بن عابد ہیں یا ابن عبدالرحمٰن ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

Marfat.com

سعد حجاج کی حکومت علی الحجاز تک بقید حیات رہے۔ یہ زمانہ چوہتر (۷۴) ہجری کا ہے۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں اذان سنانے والے موذن جو بہ لحاظ تعداد چوتھے موذن ہیں ابومحذورہ کا نام اوس الجمحی ہے۔ ان کے والد کا نام مغیر ہے۔ انہوں نے ۵۹ھ میں مکہ میں وفات پائی۔

ان موذنین کی تقلید:

ایک قول کے مطابق اس کے بعد ان موذنین میں سے بعض وہ ہیں جو اذان میں ترجیع (پھیرنا' دوہرانا) کرتے اور اقامت کو مثنی ادا فرماتے —— حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کی ترجیع نہیں کرتے تھے اقامت میں افراد اختیار کیا تھا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقامت سے اخذ کیا۔

اہل مکہ نے ابومحذورہ کی اذان کو اختیار کیا اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقامت کو——

حضرت اما ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل عراق کا مسلک بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان اور ابومحذورہ کی اقامت ہے۔

امام احمد علیہ الرحمہ اور اہل مدینہ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان اور آپ کی اقامت پر عمل ہوا۔

امام مالک نے ان لوگوں سے دو جگہ اختلاف کیا ہے۔ تکبیر کے اعادہ اور لفظ اقامت کی تکرار میں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعراء

وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام پر اعتراضات کے دفع ہونے کے لیے اشعار لکھے۔ وہ لوگ جنہوں نے مخالفین کے اعتراضات کو اشعار کے ذریعے دین اسلام کی طرف سے رفع کیا ان میں سے حسب ذیل صحابہ کبار ہیں:

☆ حضرت کعب ابن مالک
☆ حضرت عبداللہ ابن رواحۃ خزرجی انصاری
☆ حضرت حسان بن ثابت
☆ حضرت زبرقان بن بدر
☆ حضرت مالک بن النمط
☆ حضرت ثابت بن قیس
☆ حضرت عامر بن الاکوع
☆ حضرت انجشہ السعید الاسود
☆ حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مصنف نے حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ صرف اس قدر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعراء میں حضرت حسان اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کفار پر اشد تھے۔

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ثناء خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت حسان ابن ثابت ابن منذر ابن عمرو ابن حرام انصاری سب سے نمایاں ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت کی دعا دی:

اللهم ايده بروح القدس

حدیث شریف میں ہے کہ:

''حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ ہیں۔
جب تک حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری طرف سے خصومت کو دفع کر رہے ہوں۔''

اس سے مراد حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار میں مشرکین کی ہجو اور ان کا جواب ہے۔ روایت ہے کہ آپ کو ستر اشعار میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اعانت حاصل ہوئی۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو بیس برس زندہ رہے —— ساٹھ سال زمانہ جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام کے دور میں۔ اسی طرح بقید حیات رہے —— آپ کے والد ثابت اور آپ کے دادا منذر نے بھی یہی عمر پائی۔ اور اتفاق سے آپ کے جداعلیٰ حرام انصاری نے بھی ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔

شاعر بنوتمیم کا تعاقب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بنوتمیم کے ہاں تشریف لائے تو بنوتمیم کے شاعر اقرع ابن حابس نے کہا:

''یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باہر آیئے کہ ہم آپ کا فخر کریں گے اور آپ کی مدح میں اشعار سنائیں گے ——
کیونکہ ہماری مدح ممدوح کے لیے زین ہوتی ہے اور ہماری مذمت ہمارے عدو کا شین ہوتی ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا:

ذالك الله ...... اذا مدح زان و اذم شان انی لم ابعث بالشعر ولم اومر بالفخر و لکن هاتو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ بنوتمیم کے خطیب کا جواب دیں۔
حضرت ثابت نے خطبہ دیا اور غالب ہوئے۔

ان کا شاعر اقرع ابن حابس اٹھا اور کہنے لگا:

اتيناك كيما يعرف الناس فضلنا　　　اذا خلفونا عند ذكر المكارم

''ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تا کہ لوگ ہماری بزرگی کو پہچانیں جس وقت ہمارے بعد جو لوگ آئیں اور مکارم کا ذکر کیا جائے تو سب پر ہماری بزرگی اور مکارم ظاہر ہوں۔

وانا رؤس الناس من كل معشر　　　وان ليس في ارض الحجاز كدارم

Marfat.com

''ہم لوگ ہر ایک گروہ میں سردار ہیں یا اصل ہیں۔ سرزمین حجاز میں دارم کی مثل فضل اور مکارم میں کوئی نہیں ہے۔''

—— دارم بنی تمیم کا بطن ہے۔

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ بنی تمیم کو جواب دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور یہ اشعار پڑھے:

بنی دارم لاتفحزوا ان فخر کم　　　یعود وبالا غد ذکر المکارم

''اے بنی دارم! تم لوگ فخر نہ کرو کہ تحقیق تمہارا فخر مکارم کے ذکر کے وقت از روئے وبال عود کرے گا۔''

هبلتم علینا تفخرون وانتم　　　لنا خول ما بین قن و خادم

''تم لوگوں نے ہم پر اپنی عظمت ظاہر کی ہے اور تم ہمارے اوپر فخر کرتے ہو جبکہ حال یہ ہے کہ تم لوگ خانہ زاد غلاموں اور خادموں کے درمیان ہمارے غلام اور لونڈی ہو۔'' [1]

حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

بنو تمیم میں سے سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ ان شاعر حضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں—— وہ ان لوگوں سے پہلے آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے اور فتح مکہ میں حاضر ہوئے تھے۔

حضرت مالک بن النمط رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں ہمدان کا ایک وفد حاضر ہوا۔ وہ لوگ یمن کی چھوٹی چھوٹی چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔ یا وہ قطع کیا ہوا سیا ہوا لباس پہنے ہوئے تھے۔ جیسے قمیص وغیرہ ہوتی ہے اور ان کے سروں پر عدن کے عمامے تھے۔

مالک بن النمط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو خبر پڑھنے لگے۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب حضرت ثابت بن قیس ابن شماس خزرجی تھے—— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے اور انصار کے خطیب تھے۔ آپ یوم الیمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سفر میں حدا کہتے تھے۔ شمائل ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں عمرۃ القضیہ میں جب داخل ہوئے تو

[1] خول 'اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت اور غلام اور کنیز—— قن' وہ غلام جس کے ماں باپ غلام ہوں ان سے وہ پیدا ہوا ہو' یا وہ غلام جو اپنے آپ کو آزاد نہ کر سکے۔

Marfat.com

ابن رواحہ آپ کے سامنے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

خلوابنی الکفار عن سبیله — الیوم نضربکم علی تنزیله

ضربا فیریل الهام عن مقلیه — ویذهل الخلیل عن قلیله

اس کی تفصیل عمرۃ القضیہ میں گزشتہ صفحات پر بیان ہو چکی ہے۔

حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدا خوانوں سے تھے۔ یوم خیبر میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر غزوہ خیبر میں آچکا ہے۔

حضرت انجشہ السعید الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ خوب حدا کہتے تھے —— حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ انجشہ عورتوں کے ساتھ حدا خوانی کرتے تھے اور شعر اور رجز پڑھتے تھے۔

انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''اے عبد! تو نرمی کر اور خواریر کے ساتھ رفق کر۔''

یعنی عورتوں کے ساتھ نرمی کر —— آپ نے عورتوں کو شیشوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کانچ سے بنے ہوتے ہیں اور ان کی طرف شکست سرعت کرتی ہے۔ یعنی جلد ٹوٹ جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے بے خوف نہیں ہوئے کہ عورتوں کو صدمہ پہنچے یا ان کے دلوں میں اس کا حدا واقع ہو۔ یعنی اس کے حدا پر فریفتہ ہو جائیں' اس سے آپ مطمئن نہیں ہوئے —— چنانچہ آپ نے حضرت انجشہ کہ حدا پڑھنے سے باز رکھا۔

مثل میں یہ ہے: الغنا رقیة الزنا

یعنی نغمہ زنا کے لیے منتر ہے۔ یعنی زنا کی طرف لے جانے والا راستہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کا ارادہ فرمایا کہ اونٹ جس وقت حدا سنتا ہے' چلنے میں تیزی اور شدت کرتا ہے اور سوار کو بے چین کر دیتا ہے۔ اور دکھ پہنچاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسے چلانے سے اس لیے منع فرمایا کہ عورتیں حرکت کی شدت سے کمزور ہو جاتی ہیں۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں کے ساتھ حدا کہتے تھے۔

Marfat.com

آٹھویں فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آلاتِ حرب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلواریں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو تلواریں تھیں:

☆ ماثور ☆ عضب ☆ ذوالفقار ☆ قلعی ☆ بتار ☆ حتف

☆ مخذمہ ☆ رسوب ☆ قضیب

ماثور:

یہ پہلی تلوار ہے جس کے مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پدری میراث سے ہوئے تھیں — یہ وہ تلوار ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ اسے لے کر مدینہ میں ہجرت کے وقت آئے تھے۔

عضب:

یہ وہ تلوار ہے جو سعد بن عبادہ نے آپ کو اس وقت بھیجی تھی جب آپ بدر کو تشریف لے گئے تھے۔

ذوالفقار:

اس کے وسط میں پٹیہ کے مہروں کی مانند مہرے تھے — لفظ ذوالفقار کی فا میں فتح اور کسرہ جائز ہے۔

ذوالفقار عاصی بن منبہ کی تلوار تھی۔ جو یوم بدر کے مال غنیمت میں آپ کی طرف آئی تھی — ہر ایک لڑائی میں جب آپ جاتے' آپ کے ساتھ رہتی تھی۔

ذوالفقار کا قائمہ اور قبیعہ اور اس کا حلقہ اور ذوابہ' اس کے بکرات' اس کا نعل یہ سب چاندی کے تھے — تلوار کی نعل کوتھی۔[1]

قلعی:

وہ تلوار ہے جو موضع قلع سے آپ کو پہنچی — قلع بادیہ میں نہی ایک موضع ہے' یا قلعہ ہے — اس کا نام مرج ہے جو ہمدان کے راستہ پر حلوان سے قریب ہے۔

---

[1] قائمہ کا معنی ہے قبضہ ..... قبیعہ وہ شے جو قبضہ کی طرف ہوتی ہے ..... حلقہ کا معنی جس میں علاقہ ڈالا جائے ذوائب کا معنی علاقہ بکرات کا معنی ہے وہ حلقہ جو میان کے وسط میں ہوں۔

Marfat.com

بتارہ:

یعنی قاطع —— کاٹنے والی۔

حتف:

اس کا معنی ہے موت۔

مخذمہ:

اس کا معنی بھی قاطع ہے —— یہ تلوار بنی طے کے بت فلس سے پہنچی تھی۔

رسوب:

ضرب میں گزر جاتی تھی یعنی رکتی نہیں تھی بلکہ مقام ضرب میں غائب ہو جاتی تھی —— رسوب سے مشتق ہے اس کا معنی ہے نیچے جانا۔ یہ تلوار جس جگہ لگتی بیٹھ جاتی اور قائم رہتی۔

یہ تلوار بھی بنی طے کے بت فلس سے پہنچی تھی —— آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی طے کی طرف بھیجا تھا۔ انہوں نے فلس بت کو منہدم کر دیا۔ حارث نے یہ دونوں تلواریں اس بت پر چڑھائی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال غنیمت میں بکریاں، اونٹ، غلام اور چاندی لی تھی۔ یہ دونوں تلواریں سہم صفی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علیحدہ کر لی تھیں۔[1]

ابوالحسن المدائنی نے کہا ہے کہ زید انجیل نے یہ دونوں تلواریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیتاً دی تھیں جب وہ آپ کے پاس وفد کے طور پر حاضر ہوئے تھے۔

قضیب:

اس کا معنی لطیف قاطع تلوار ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ آپ کی تلوار نہیں ہے بلکہ مشوق آپ کی تلوار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات زرہیں تھیں:

☆ ذوالفضول ☆ ذات الوشاح ☆ ذات الحواشی ☆ سعدیہ
☆ فضہ ☆ بترا ☆ خرنق

ذوالفضول:

یہ طویل زرہ تھی۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ زرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت بھیجی تھی جبکہ آپ جنگ بدر کو تشریف لے گئے تھے۔ یہ زرہ لوہے کی تھی۔

[1] سہم صفی: وہ حصہ جو امام وقت کے لئے غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے جدا کر لیا جائے۔ [2] فضول فضل سے ہے جس کے معنی ہیں کثرت، زیادتی

Marfat.com

یہ وہی زرہ ہے جسے آپ نے ابوالشحم یہودی کے پاس تیس صاع جو ان کے عوض اپنے گھر والوں کے لیے رہن فرمایا تھا — یہ رہن ایک سال تک رہا تھا۔

ذات الوشاح / ذات الحواشی:

مصنف نے ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ فقط نام لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

سغدیہ:

اس کا تلفظ غین معجمہ سے ہے — کہا جاتا ہے کہ یہ زرہ عکمر القنیذ قائی کی تھی۔
ایک روایت میں ہے کہ یہ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی وہ زرہ تھی جسے آپ نے جالوت کے قتل کے وقت پہنا تھا۔

فضہ:

یہ زرہ بھی آپ کو بنی قینقاع سے پہنچی تھی۔

بترا:

یہ تعیر زرہ تھی۔

خرنق:

خرگوش کے جوان بچے کے نام پر اس کا نام تھا۔

زرہوں کا استعمال:

یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر دو زرہیں تھیں:

☆ ایک ذات الفضول ☆ اور دوسری فضہ

یوم حنین میں آپ کے جسم پر دو زرہیں تھیں:

☆ ایک ذات الفضول ☆ دوسری سغدیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمانیں

☆ زوار ☆ روحا ☆ صفرا
☆ بیضا ☆ کتوم ☆ سداء

اس کمان کا صرف نام ذکر کیا گیا ہے۔

بنی قینقاع سے ملنے والی کمانیں:

تین کمانیں بنی قینقاع کے اسلحہ سے تھیں:

☆ ایک کمان کا نام روحا تھا ☆ دوسری کا نام صفرا

Marfat.com

تیسری کا نام بیضا جسے شوحط کہتے ہیں۔

کتوم:

یہ کمان یوم احد میں ٹوٹ گئی' اسے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا۔ پھر آپ کے دست مبارک میں پلٹنے کے بعد پہلے سے زیادہ اچھی ہوگئی۔

سداد:

اس کے نام کے علاوہ اور کچھ نہیں ذکر کیا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منطقہ:

اس کا مطلب ہے کمر میں باندھنے کا پٹکا جو کہ چمڑے کا تھا —— اس میں چاندی کے تین حلقے تھے' اور دو طرفیں تھیں جو ابزیم میں داخل ہوتی ہیں' چاندی کی تھیں۔

آپ کا تیر دان:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکش کا نام کافور تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈھالیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین ڈھالوں کا ذکر ملتا ہے:

☆ ذلوق ☆ فتق ☆ تصویر والی ڈھال

ذلوق:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ڈھال' جس کا نام ذلوق تھا۔ اس پر سے ہتھیار پھسل جاتا تھا۔

فتق:

اس کا فقط نام لکھا ہے۔ مصنف نے مزید کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔

تصویر والی ڈھال:

آپ کی یہ ڈھال آپ کے پاس ہدیئے کے طور پر بھیجی گئی تھی۔ اس میں عقاب کی تصویر تھی یا مینڈھے کی تصویر تھی۔ آپ کو وہ صورت مکروہ معلوم ہوئی۔ آپ نے اس پر دست مبارک رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مٹا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیزے

مغلطائی نے آپ کے چار نیزے شمار کیے ہیں ——

---

۱ طرف کا معنی ہے بلد کا وہ حصہ جو ابزم میں داخل ہوتا ہے۔

Marfat.com

☆ مثوی ☆ ثنی ☆ بیضا ☆ عنزہ

جبکہ صاحب العیون، صاحب الہدیٰ، صاحب السبل اور عراقی نے پانچ نیزے ان اشعار میں گنتی کئے ہیں۔

كان له من الرماح خمسة — من قينقاع جاءه ثلاثة
و رابع له يسمى مثويا — والخامس المثنى بذاك سميا

مثوی:

ایک نیزہ کا نام مثوی تھا یعنی قاتل —— ابن اثیر نے کہا ہے کہ مثوی نام اس لئے رکھا گیا تھا کہ جس کو اس کی طعن لگتی، وہ ثابت رہتا تھا —— یہ لفظ ''ثوا'' سے ہے۔ اس کے اور لغوی معنی کے درمیان مناسبت ہے۔ اس کا معنی ہے اقامت۔

ثنی:

اس کا معنی منعطف ہونے والا۔ اس میں شاید لچک تھی۔

بیضا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بڑا حربہ تھا، جس کا نام بیضا تھا۔

عنزہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا حربہ چھوٹا سا تھا اور نیزہ سے نصف۔ اس کے نیچے چوڑا پھل بوری کا تھا، عکاز یعنی عصا کے مشابہ۔ اس کا نام عنزہ تھا —— اسے آپ اپنے سامنے گاڑ دیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود:

آپ کے دو مغفر تھے...... ☆ سبوغ ☆ موشح

سبوغ:

یہ مغفر لوہے کا تھا۔ اس کا نام سبوغ یا ذوالسبوغ تھا یعنی صاحب طول۔

موشح:

دوسرے مغفر کا نام موشح تھا۔

دیگر اشیائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ ڈیرہ ☆ مجن ☆ محضر ☆ لکڑی

☆ قدح ☆ طشت ☆ مخسیل ☆ [illegible]

Marfat.com

☆ غزا ☆ پیمانے ☆ قطیفہ ☆ تخت

☆ بستر ☆ انگوٹھیاں ☆ موزے ☆ جبے

☆ عمامے ☆ چادر شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ڈیرہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ڈیرہ تھا۔ جس کا نام کن تھا...... گرمی اور سردی وغیرہ میں اس سے پناہ ہوتی تھی۔

آپ کا مجن:

آپ کا ایک مجن تھا یعنی آنکڑ د۔ جس کا سر ٹیڑھا تھا۔ اور ایک وزاع کی مقدار میں تھا یا ایک وزاع سے اکثر تھا—— آپ چلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اس کو ساتھ رکھتے تھے اور اپنے سامنے اپنے اونٹ پر اس کو لٹکا دیتے تھے۔

آپ کا مخصر:

آپ کا ایک مخصر تھا جس کا نام مرجون تھا۔

آپ کی لکڑی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لکڑی شوحط کی تھی جس کا نام ممشوق تھا—— شوحط ایک قسم کا درخت ہے جو پہاڑوں میں اگتا ہے۔

آپ کے قدح:

آپ کے پانچ مختلف قدح تھے:

☆ آپ کے ایک قدح کا نام ریان تھا۔

☆ دوسرے قدح کا نام مغیث تھا۔

☆ ایک اور قدح تھا جو کہ تین جگہ سے شق ہو گیا تھا—— چاندی کی زنجیر سے ٹانکے دیئے ہوئے تھے۔ یہ ٹانکے حضرات انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگائے تھے۔

☆ ایک قدح لکڑی کا تھا۔

☆ ایک قدح کانچ کا تھا۔

آپ کے طشت:

آپ کے پانچ مختلف طشت وظرف تھے:

Marfat.com

☆ آپ کا ایک تور یعنی طشت پتھر کا تھا —— جس میں آپ وضو کرتے تھے۔ اور اس کا نام مخضب تھا۔

☆ ایک رکوہ تھا' جس کا نام صاورہ تھا۔

☆ ایک طشت تانبے کا تھا۔

☆ ایک پیتل کا ظرف غسل کرنے کے لئے تھا۔

☆ ایک ظرف سر میں تیل ڈالنے کے لئے تھا۔

آپ کی تھیلی :

آپ کی تھیلی چمڑے کی تھی —— اس ربعہ یعنی تھیلی کو صاحب اسکندریہ مقوقس نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ (جوام ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرزند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں) آپ کے لئے ہدیہ بھیجا تھا۔

اس تھیلی میں آپ منہ دیکھنے کا آئینہ' —— عاج کی کنگھی (عاج ذیل کو کہتے ہیں) —— وہ سرمہ دان جس سے شب میں آرام فرماتے وقت ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگاتے تھے...... اس تھیلی میں قینچی اور مسواک رہتی تھی۔

آپ کا کٹھلا :

آپ کا ایک بڑا کٹھلا تھا۔ جس میں چار حلقے پڑے تھے اور چار آدمی اسے اٹھاتے تھے اور اس کا نام غرا تھا۔ یہ کٹھلا لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے تھا۔

آپ کے پیمانے :

اشیاء ناپنے کے لئے آپ کے پاس دو پیمانے تھے: ایک صاع اور ایک مد

آپ کا قطیفہ :

آپ کا ایک قطیفہ یعنی روئی دار کمبل تھا جس میں مختلف خطوط تھے۔

آپ کا تخت :

آپ کا ایک تخت تھا جس کے پائے ساج کے تھے —— یہ تخت اسعد بن زارہ نے آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔ اس پر آپ آرام فرماتے تھے۔ وفات کے بعد آپ کا جنازہ اس پر اٹھایا گیا —— آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جنازہ اس پر اٹھایا گیا —— پھر صحابہ کرام اپنے موتی کو تبرکاً اس پر اٹھاتے تھے۔

بنو امیہ کے عہد میں اس کے تختے فروخت ہوئے۔ عبداللہ ابن اسحاق نے چار ہزار درہم میں خرید کئے۔

آپ کا بستر :

آپ کا بستر چمڑے کا تھا۔ اس میں خرما کا پوست بھرا تھا۔

Marfat.com

آپ کی انگوٹھیاں :

آپ کی مختلف انگوٹھیاں تھیں :

☆ آپ کی ایک انگوٹھی لوہے کی تھی۔ اس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

☆ آپ کی ایک انگوٹھی سونے کی تھی۔ آپ نے اسے پہنا' پھر ڈال دیا۔ اس کے نگینہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے' حبشی یا جزع یا عقیق۔

☆ آپ کی ایک انگوٹھی چاندی کی تھی۔ جس کا نگینہ چاندی کا تھا۔ اسے آپ اپنے دست مبارک میں رکھتے تھے ـــــ پہلے یہ انگوٹھی آپ کے دائیں ہاتھ میں رہتی تھی' پھر آپ نے اسے بائیں ہاتھ میں پہن لیا ـــــ اس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔

آپ کے موزے :

شاہ حبش نجاشی اصحمہ نے آپ کو دو خف سادھے یعنی موزے ہدیہ بھیجے تھے۔ آپ نے وہ پہنے۔

آپ کے جبے :

آپ کے تین جبے تھے۔ ان کو آپ جنگ میں پہنتے تھے :

☆ ایک سندس اخضر کا تھا۔

☆ ایک جبہ طیالسہ کا تھا۔

☆ تیسرے جبہ کا ذکر نہیں کیا گیا کہ کیسا تھا۔

آپ کے عمامے شریف :

آپ کے دو عمامہ شریف تھے۔

☆ ایک عمامہ کا نام سحاب تھا' وہ عمامہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عنایت فرما دیا تھا۔

☆ دوسرا عمامہ سیاہ تھا ـــــ یوم فتح مکہ میں آپ کے سر مبارک پر خود کے نیچے تھا تاکہ میل سر پر نہ لگے ـــــ یا مغفر کے اوپر تھا۔

آپ کی چادر مبارک :

آپ کی ایک چادر تھی۔ جس کا طول چار ذراع اور عرض ایک ذراع تھا اور ایک شبر یعنی ایک بالشت ـــــ دوسری روایت میں عرض دو ذراع بیان ہوا ہے۔ صلوٰت اللہ و سلامہٗ علیہ ۔

Marfat.com

نویں فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پالتو چوپائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیس گھوڑوں کا نام ذکر کیا گیا ہے:

☆ سکب	☆ مرتجز	☆ ظرب تمما	☆ لحیف
☆ الزاز	☆ ورد	☆ مسجد	☆ بحر
☆ سج	☆ ذوالملمہ	☆ ذوالعقال	☆ سرحان
☆ طرف	☆ مرتجل	☆ مرواح	☆ ملاوح
☆ مندوب	☆ نجیب	☆ یعوب	☆ یعسوب

سکب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں میں ایک گھوڑے کا نام سکب تھا۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ فرس سکب یعنی کثیر الجری —— گویا اس کی رفتار پانی کے بہنے کے طور پر ہے۔ اس کی اصل سکب الماء یسکب سے ہے۔

سکب اول وہ گھوڑا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے مالک ہوئے ہیں۔ اسے آپ نے دس اوقیہ میں خریدا تھا۔ (ایک اوقیہ برابر ہے چالیس درہم کے) ——

☆ سکب اغر تھا —— یعنی اس کی پیشانی پر درہم سے زیادہ سفید داغ تھا۔

☆ سکب محجل تھا —— یعنی گھٹنے سے گاچی تک سفیدی تھی۔

☆ سکب طلق الیمین اور کمیت تھا —— یعنی اس کے رنگ میں سرخی اور سیاہی ملی ہوئی تھی' کوئی خالص رنگ نہیں تھا۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس کا رنگ ادہم تھا —— طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھوڑا سیاہ رنگ کا تھا جس کا نام سکب تھا۔

مرتجز:

دوسرا گھوڑا مرتجز تھا —— اس کا یہ نام اس لئے تھا کہ اس کی آواز اچھی تھی۔ گویا رجز پڑھتا رہتا تھا۔ رجز شعر کی قسم ہے۔ مرتجز اسی سے لیا گیا ہے۔ اس کا رنگ نقرئی تھا۔

Marfat.com

مرتجز وہ گھوڑا ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت دی تھی۔ آپ نے خزیمہ کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت گردانا —— اس واقعہ کو ابن ابی شیبہ ابویعلیٰ ابن خزیمہ اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواء بن الحارث سے ایک گھوڑا خرید کیا۔ اس نے انکار کیا کہ میں نے فروخت نہیں کیا —— آپ کی شہادت خزیمہ نے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہیں کس چیز نے شہادت پر آمادہ کیا' تم اس کے ساتھ حاضر نہیں تھے''۔

خزیمہ نے کہا:

''جو شے آپ لائے ہیں' میں نے اس کی تصدیق کی ہے —— اور مجھے علم ہے کہ آپ حق سچ کے سوا نہیں فرماتے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من شهد له خزيمه —— یا یہ فرمایا: **شهد عليه الخسبه** ۔

ظرب تمما:

تیسرے گھوڑے کا نام ظرب تمما تھا —— یہ ظراب کا واحد ہے۔[1] ظرب نام اس لئے تھا کہ یہ بہت بڑا اور فربہ تھا —— دوسری روایت کے مطابق ظرب نام اس کی قوت اور سمعون کی سلابت کی وجہ سے تھا۔

ظرب' فردہ بن عمرو الجذامی نے آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا —— عرب سے جو ملک ملا تھا ہوا تھا' اس کا عامل قیصر کی طرف سے تھا' وہ مسلمان ہو گیا' اہل روم نے اسلام کے سبب اسے قتل کر ڈالا۔

لحیف:

چوتھے گھوڑے کا نام لحیف تھا —— ربیعہ بن ابی البراء نے آپ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا تھا۔ لحیف نام اس لئے رکھا تھا کہ بہت بڑا اور فربہ تھا —— ہروی نے لکھا ہے کہ اس کی دم طویل ہونے کی وجہ سے اس کا نام لحیف تھا —— اور یہ انسب اس لئے ہے کہ مصنف نے اس کی دم کی تعریف یوں کی ہے۔ گویا وہ اپنی دم سے زمین کو لحاف اوڑھاتا تھا' یعنی دم سے زمین کو ڈھانپ لیتا تھا —— فعیل بمعنی فاعل ہے جیسے عرب کہتے ہیں:

لحفت الرجل باللحاف —— میں نے مرد کو لحاف سے ڈھانپ دیا۔

یعنی اس پر لحاف ڈال دیا —— اور جیم اور فا معجمہ سے روایت کیا گیا ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور بخاری کو متحقق نہیں ہوا کہ اصل میں کیا ہے —— اور معروف حاء مہملہ سے ہے۔ یہ نہایہ میں ہے۔

الزاز:

پانچواں گھوڑا الزاز تھا —— اس کا یہ نام شدت تلزز سے تھا یعنی گٹھیلا تھا۔ اس کے کل اعضاء خلقت میں مجتمع تھے ——

[1] ظراب چھوٹے پہاڑوں کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

عرب لوگ کہتے ہیں:

لزبه الشی ای لزق به ——''وہ چیز اس کو چمٹ گئی''۔

گویا وہ اپنی سرعت سے مطلوب کو چمٹ جاتا تھا —— یہ گھوڑا مقوقس جریج بن مینا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تھا۔

ورد:

ورد کمیت اور اشقر کے درمیان ایک رنگ ہے —— ابن سعد نے کہا ہے کہ تمیم الداری نے یہ گھوڑا آپ کو ہدیہ بھیجا تھا —— آپ نے وہ گھوڑا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کو عطا فرما دیا تھا —— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سوار ہوئے —— پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ایسے حال میں پایا کہ وہ سستا بکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خریدنے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خریدنے سے منع فرما دیا۔ کہ ایک درہم کے بدلے ملے' اس لئے کہ جو شخص اپنے صدقہ میں عود کرے' وہ ایسا ہے جیسے کتا قے کرے اور اس کو پھر کھاوے۔

مسجد:

ساتویں گھوڑے کا نام مسجد تھا۔ عرب کہتے ہیں: فرس سانح یعنی جس وقت گھوڑا اپنی دوڑ میں خوبی سے' ہاتھوں کو بڑھا کر رکھے —— ابن سیرین نے کہا ہے کہ یہ گھوڑا اشقر تھا —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے مول لیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ سات گھوڑے تھے۔ ان پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ ان سب پر علماء کا اتفاق ہے۔ ان سب گھوڑوں کو بدر میں جماعہ نے ایک بیت میں جمع کیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے:

والخیل سکب لحیف سجة ظرب   لزاز مرتجز درد لها اسرار

بحر:

مصری محدث عبدالغنی بن سلیمان بن بیلن نے اس شے میں جسے حافظ الامیاطی نے حکایت کیا ہے' ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں میں ایک گھوڑا بحر تھا —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ان تاجروں سے خرید فرمایا تھا جو اسے یمن سے لائے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گھوڑے سے گھڑ دوڑ میں بارہا سبقت کی ہے یعنی سب گھوڑوں سے آگے آپ کا گھوڑا نکل گیا —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں گھٹنوں پر بیٹھے اور اپنا دست مبارک بحر کے منہ پر پھیرا اور فرمایا:

''تو نہیں ہے مگر بحر'' یعنی تو بحر ہے۔

چنانچہ اس کا نام بحر رکھا گیا —— اس لئے کہ دوڑ میں اس دریا کی مثل جاتا تھا جس کا پانی منقطع نہ ہو —— ابن اثیر نے کہا ہے کہ یہ گھوڑا کمیت تھا۔ آپ کے گھوڑے کی زین دو پٹھوں کے طور پر درخت خرما کے پوست سے تھی۔

Marfat.com

سج :

آپ کا گھوڑا سج بکسر سین وسکون جیم تھا —— اسے علی بن محمد بن الحسین بن عبدوس الکوفی نے روایت کیا ہے۔ شاید یہ اسم اس قول سے ماخوذ ہے:

سجلت الماء فانسجل یعنی میں نے پانی بڑیا وہ بٹ گیا۔

ذواللمہ :

آپ کا ایک گھوڑا ذواللمہ تھا۔ بکسر لام وتشدید میم —— اسے ابن حبیب اخباری نے ذکر کیا ہے۔

ذوالعقال :

آپ کا گھوڑا ذوالعقال تھا' بہ ضم عین اور تشدید قاف کے —— بعض علماء نے تخفیف قاف سے کہا ہے۔

سرحان :

آپ کا ایک گھوڑا سرحان تھا۔ بہ کسر سین وسکون رائے مہملہ —— اسے ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے —— سرحان بھیڑیے کو کہتے ہیں —— لغت ہذیل میں شیر کو سرحان کہتے ہیں۔

طرف :

آپ کا ایک گھوڑا طرف تھا۔ بہ کسر طا' وسکون را —— اس کے بعد فا ہے۔

اسے ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے —— ماں باپ کی طرف سے نجیب تھا —— ایک روایت میں ہے کہ طرف وہ گھوڑا ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے خرید کیا تھا اور آپ کی شہادت اس کے ساتھ خزیمہ بن ثابت نے دی تھی۔

مرتجل :

آپ کے ایک گھوڑے کا نام مرتجل تھا۔ بکسر میم' اسے ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے۔ یہ لفظ عرب کے اس قول سے لیا گیا ہے:

ارتجل الفرس او متجالا

کبھی پوئی اور کبھی قدم سے چلتا تھا۔

مرواح :

آپ کا ایک گھوڑا مرواح تھا۔ بکسر میم' مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے مطعام ہے۔ یہ لفظ ریح سے مشتق ہے۔ بمعنی ہوا —— یا رواح سے مشتق ہے۔ بمعنی ہوا —— یا رواح سے مشتق ہے۔ ریح سے مشتق ہونے کی صورت میں اس کی سرعت مراد ہے۔ یعنی

Marfat.com

جیسے ہوا تیز چلتی ہے ویسے ہی وہ تیز چلتا تھا ـــــ رواح سے مشتق ہونے کی حالت میں اس کی رفتار کی وسعت مراد ہے۔

اس گھوڑے کو قوم مذحج نے آپ کو ہدیہ کیا تھا ـــــ اسے ابن سعد نے ذکر کیا ہے۔

ملاوح:

بہ ضم میم اور کسرا وٗ سے اس کا نام ملاوح ہے۔ اسے ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے۔

مندوب:

اسے ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے گھوڑوں سے تھا۔

نجیب:

اسے ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے ـــــ ایک روایت میں ہے کہ یہ وہ گھوڑا ہے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی سے خرید کیا تھا اور اس کے ساتھ آپ کی شہادت خزیمہ بن ثابت نے دی تھی۔[1]

یعبوب اور یعسوب:

ان دونوں کو قاسم بن ثابت نے کتاب الدلائل میں ذکر کیا ہے۔

آپ کے سوار ہونے کی زین کی دوظرفیں درخت خرما کے پوست سے تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر

آپ کے چھ خچر تھے، جنہیں مصنف نے ذکر کیا ہے:

☆ دلدل ☆ فضہ ☆ عطاء کے بیٹے کا ہدیہ

☆ اکیدر نصرانی کا ہدیہ ☆ نجاشی کا ہدیہ ☆ کسریٰ کا ہدیہ

دلدل:

آپ کے خچروں سے دلدل تھا۔ اس کے رنگ کو شہبا کہتے تھے ـــــ شہبا وہ ہے جس کے بالوں کی سپیدی سیاہی پر غالب ہو...... بعض نے کہا ہے بیضا تھا۔

یہ خچر مقوقس نے آپ کے پاس ہدیہ بھیجا تھا ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سفر میں سوار ہوئے تھے ـــــ آپ کے بعد زندہ رہا۔ دانت گر گئے اور ماندھا ہو گیا اور مقام ینبع میں مر گیا۔

---

[1] یہ تیسرا گھوڑا ہے جس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی خرید کے بارے میں خزیمہ بن ثابت نے آپ کی شہادت دی تھی...... اس سے پہلے مرتجز اور طرف نامی گھوڑوں کے بارے میں خزیمہ بن ثابت کی شہادت کا ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

قضہ :

یہ خچر فردہ بن عمرو الجذامی نے آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔

علاء کے بیٹے کا ہدیہ :

یہ آپ کے لئے علاء کے بیٹے نے ہدیہ بھیجا تھا جو صاحب ایلہ تھا —— علا بفتح عین وسکون لام اعلیٰ کی تانیث ہے —— اس کو کہتے ہیں کہ جس کا اوپر کا ہونٹ چرا ہوا ہو —— یہ قرطبی کی روایت ہے۔

اکیدر نصرانی کا ہدیہ :

یہ خچر دومۃ الجندل سے آپ کے پاس آیا تھا —— یہ خچر اکیدر بن عبدالملک نصرانی نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔ اکیدر مسلمان نہیں ہوا۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اکیدر کو قتل کیا۔

نجاشی کا ہدیہ :

ایک خچر شاہ حبش نجاشی نے ہدیہ بھیجا تھا —— حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ اس پر سوار ہوتے تھے۔

کسریٰ کا ہدیہ :

شاہ کسریٰ نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا —— یہ بات محل نظر ہے اس لئے کہ کسریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط چاک کر ڈالا تھا —— اس کا جواب اس طور پر دیا گیا ہے کہ جس کسریٰ نے آپ کو خچر بھیجا تھا وہ شیرویہ بن ہرمز تھا۔ یا اس کے چچا زاد بھائی کسریٰ بن قباد نے اردشیر بن شیرویہ نے بھیجا تھا یا جرہان نے بھیجا تھا۔ یہ تمام لوگ قتل پرویز کے بعد بادشاہ ہوئے۔ پھر ان کے بعد بوران بنت کسریٰ ملکہ ہوئی۔ جیسا کہ ابن قیتبہ نے ذکر کیا ہے۔

شارح کہتے ہیں کہ پرویز نے ملک کے غلبہ اور شقاوت سے آپ کا خط چاک کر ڈالا۔ بعد میں اس نے اپنے نفس میں گور کیا ہو اور آپ کی نبوت کا یقین کرنے سے ڈر گیا ہو اور خچر آپ کو ہدیہ بھیجا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گدھے :

آپ کے تین گدھوں کا ذکر کیا گیا ہے :

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گدھوں سے عفیر تھا جو مقوقس نے آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔

☆ ایک گدھا یعفور تھا جو فردہ بن عمرو الجذامی نے آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ عفیر اور یعفور دونوں ایک ہی ہیں۔

Marfat.com

☆ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گدھا دیا تھا' آپ اس پر سوار ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیاں

☆ قصوا	☆ عضبا	☆ جدعا	☆ مکتسب
☆ مہرہ	☆ اطلال	☆ اطراف	☆ بردہ
☆ یغوم	☆ برکہ	☆ حنانہ	☆ زمزم
☆ ریا	☆ سعدیہ	☆ سقیا	☆ سمرا
☆ شقرا	☆ عجزہ	☆ عریس	☆ غوثہ
☆ قمریہ	☆ مروہ	☆ مہرہ	☆ درشہ
☆ یسیریہ			

قصوا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیوں سے قصوا اونٹنی تھی۔ یہ وہ اونٹنی ہے جس پر آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تھی۔

عضبا اور جدعا:

ایک اونٹنی عضبا تھی اور ایک جدعا تھی۔ ان دونوں میں عضب تھا نہ جدع —— نہ اس کے کان کٹے ہوئے تھے اور نہ چرے ہوئے تھے اور نہ ناک کٹی ہوئی تھی اور نہ ہونٹ چرے ہوئے تھے۔

زمخشری نے کہا ہے کہ ناقہ عضبا یعنی قصیر القد —— عضبا اور جدعا ان کے نام تھے —— ایک روایت ہے کہ اس کے کان میں عضب تھا یعنی چرا ہوا تھا —— دوسری روایت میں ہے کہ عضبا اور جدعا ایک ہی اونٹنی ہے —— یہ وہ اونٹنی ہے کہ کوئی اونٹ یا اونٹنی اس سے آگے نہیں نکلتی تھی۔ ایک اعرابی اپنے اونٹ پر آیا' وہ اس سے آگے نکل گیا۔ مسلمانوں پر یہ امر شاق ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ دنیا کی چیزوں سے کسی چیز کو رفعت نہیں دیتا ہے مگر اسے پست کر دیتا ہے''۔

مکتسب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوم بدر میں ابوجہل کا اونٹ مال غنیمت میں ملا۔ اس کی ناک میں چاندی کا حلقہ تھا۔ اس کا نام مکتسب تھا۔

یوم حدیبیہ میں آپ نے اسے قربانی کے اونٹوں کے ساتھ بھیج دیا تاکہ مشرکین اس سے غیظ میں آئیں۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پینتالیس اونٹنیاں دودھ دینے والی تھیں۔

مہرہ :

یہ اونٹنی آپ کی خدمت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھیجی تھی۔

اطلال اور اطراف :

ان دونوں اونٹنیوں کو عراقی نے بکریوں کے باب میں ذکر کیا ہے۔

بردہ :

یہ اونٹنی ضحاک بن سفیان نے آپ کو ہدیہ بھیجی تھی' یہ دو اونٹنیوں کے برابر دودھ دیتی تھی۔ اسے یعمری نے ذکر کیا ہے۔

یغوم :

وہ اونٹنی جس کی آواز فصیح نہ ہو۔

برکہ :

اسے عراقی نے ذکر کیا ہے — بکری کا بھی نام ہے۔

حنانہ :

وہ اونٹنی ہے جسے غرسینین نے ذبح کر ڈالا تھا۔

زمزم :

اس کو عراقی نے ذکر کیا ہے — بکری کا بھی نام ہے۔

ریا' سعدیہ اور سقیا :

الفیہ میں بکری کا نام ہے۔

سمرا :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اونٹنی تھی۔

شقرا' عجزہ' عریس :

انہیں عراقی نے الفیہ میں ذکر کیا ہے — بکری کا بھی نام ہے۔

غوثہ' قمریہ :

غیثہ نام ہے — ان سے پہلے جو ہیں ان کو عراقی نے اور یعمری نے ذکر کیا ہے — یہ بکریوں کے بھی نام ہیں —

Marfat.com

مروہ مہرہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی عقیل کے اونٹوں سے آپ کے پاس ہدیہ بھیجا تھا۔

درشہ یسیرہ:

اونٹنیوں کے ذیل میں یہ نام بھی آتے ہیں ــــ مصنف کے بعض نسخوں سے اسماء ساقط ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بکریاں:

ان میں سے کثیر اونٹنیوں کو عراقی نے بکریوں کے نام سے ذکر کیا ہے ــــ عراقی کی موافقت یعمری نے کی ہے۔ بعض اسماء پر اور باقی کے اسماء پر کلام نہیں کیا ــــ جو نام مصنف نے ذکر کئے ہیں۔ اگر اس بناء پر صحیح ہوں کہ ثبوت اس کا مصنف سے ہے تو وہ اسماء جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیاں اور بکریاں موسوم ہیں۔ دونوں کے نام ہوں گے ــــ واللہ اعلم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سو بکریاں تھیں اور چھ بھیڑیں تھیں جو دودھ دیتی تھیں۔ ان کو ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چراتی تھیں۔

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بکری کا نام قمر تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گائے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی گائے نہ تھی ــــ اس پر یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے حجتہ الوداع میں قربانی کی ــــ برہان نے اسے اس طور پر رد کیا ہے کہ مسند امام احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوئی آدمی ہمارے پاس گائے کا گوشت لے کر آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ــــ اس نے کہا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے ذبح کی تھی"۔

اس حدیث سے امام بخاری نے یہ باب قائم کیا ہے:

"باب ذبح الرجل البقرعن نساء من غیر امرھن"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرغ:

عراقی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سفید مرغ تھا ــــ

و سمان دیلک عندہ ابیض لہ بدکذالمحب الطبری لقلہ بعض نے مرغ کی حدیث کو موضوع کہا ہے اور بعض نے ضعیف کہا ہے۔

Marfat.com

دسویں فصل

بارگاہ نبوی میں آنے والے وفد

وفد کیا ہے؟:

امام نووی نے کہا ہے کہ وفد اس جماعت مختار کو کہتے ہیں جو عظما کی ملاقات کے لئے متقدم کی جائے یعنی آگے کی جائے —— وفد کا واحد وافد ہے —— ایسے لوگ فصیح اور شائستہ ہوتے ہیں' اس لئے وہ مقدم کئے جاتے ہیں۔

وفود کا آغاز:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان وفود کے آنے کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جبکہ آپ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تھے۔ یہ ۸ھ کا آخر تھا۔ ۸ھ سے ۹ تا ۱۰ھ میں آپ کی وفات تک وفود آتے رہے——

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ وفود کی آمد غزوہ تبوک کے بعد سے ہوئی ہے —— آپ غزوہ تبوک سے شعبان یا رمضان ۹ھ میں واپس تشریف لائے تھے —— ابن ہشام نے ۹ھ لکھا ہے اور سنۃ الوفود لکھا ہے —— محمد بن سعد نے وفود کو ''طبقات'' میں پے درپے نقل کیا ہے —— دمیاطی نے اپنی سیرت میں محمد بن سعد کا اتباع کیا ہے —— ابن سعد کے شاگرد ابن سید الناس' مغلطائی اور حافظ زین الدین عراقی نے اپنی منظومہ میں ذکر کیا ہے۔

علماء نے ان وفود کا مجموع ساٹھ سے زیادہ نقل کیا ہے —— شامی نے ایک سو سے زیادہ وفود کا ذکر کیا ہے —— جبکہ مصنف نے اختصار کے ارادے سے پینتس (۳۵) وفود ذکر کئے ہیں:

- ☆ بنی ہوازن سے وفد
- ☆ بنی ثقیف سے وفد
- ☆ بنی عامر سے وفد
- ☆ عبدالقیس کا وفد
- ☆ بنی حنیفہ سے وفد
- ☆ بنی طے سے وفد
- ☆ بنی کندہ سے وفد
- ☆ اہل یمن سے وفد
- ☆ ازد سے وفد
- ☆ بنی حارث سے وفد
- ☆ بنی ہمدان سے وفد
- ☆ مزینہ کے وفد
- ☆ بنی دوس سے وفد
- ☆ نجران کے وفد
- ☆ فردہ بن عمرو الجذامی کا وفد
- ☆ بنی سعد بن بکر سے وفد
- ☆ بنی محارب سے وفد
- ☆ بنی نجیب سے وفد

Marfat.com

☆ بنی سعید ہذیم سے وفد
☆ بنی اسد سے وفد
☆ بنی عذرہ سے وفد
☆ بنی مرہ سے وفد
☆ بنی محارب سے وفد
☆ بنی غسان سے وفد
☆ بنی عبس سے وفد
☆ ازد سے وفد
☆ بنی نخع سے وفد
☆ بنی فزارہ سے وفد
☆ قبیلہ بھرا سے وفد
☆ بلیٰ سے وفد
☆ قبیلہ خولان سے وفد
☆ بنی صدا سے وفد
☆ سلامان سے وفد
☆ بنی غامد سے وفد
☆ بنی المنتفق سے وفد

بنی ہوازن سے وفد:

امام بخاری اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ ماہ شوال میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طائف سے پلٹ کر جعرانہ کی طرف آئے۔ وہاں بنی ہوازن کے قیدی تھے—— آپ کی خدمت میں بنی ہوازن سے وفد حاضر ہوا۔ وفد کے ارکان مسلمان ہو گئے تھے۔ ان میں نو آدمی ان کے اشراف سے تھے۔ وہ مسلمان ہوئے اور آپ سے بیعت کی۔ پھر انھوں نے بات چیت شروع کی اور کہنے لگے:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جن لوگوں کو آپ نے پایا ہے۔ ان میں آپ کی مائیں، آپ کی بہنیں، پھوپھیاں اور خالائیں ہیں۔''

آپ نے یہ سن کر فرمایا:

''میں لوگوں کو تمہارے لیے بلاتا ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ مال غنیمت تقسیم ہو کر متفرق ہو گیا ہے۔ دونوں باتوں میں سے کون سی بات تمہیں زیادہ دوست ہے۔ بردے یا مال؟''

انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے ہمیں حسب اور مال کے درمیان اختیار دیا ہے۔ ہمارے نزدیک مال سے زیادہ حسب دوست ہے۔ ہم لوگ بکریوں اور اونٹوں کے بارے میں کلام نہ کریں گے۔''

آپ نے ان سے فرمایا:

''وہ شے جو بنی ہاشم کے لیے ہے وہ تمہاری ہے۔ میں تمہارے لیے مسلمانوں سے بات کروں گا۔ تم لوگ مسلمانوں

Marfat.com

سے باتیں کرو اور ان سے اپنا اسلام ظاہر کرو تا کہ وہ تم پر مہربانی کریں۔''

آپ نے اس ارشاد سے یہ ارادہ فرمایا کہ پہلے میں امر نہ کروں کہ بردوں وغیرہ کے رد کرنے سے بعض کے نفوس میں کچھ بات پیدا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا فرمائی تو ان لوگوں نے بات کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دے دی ـــــ ان کے خطیبوں نے کلام کیا۔ نہایت مبالغہ کیا۔ یا زیادہ بلیغ باتیں کیں' اور دورانِ خطاب صحابہ کرام کو قیدیوں کے رد کرنے کے بارے میں رغبت دلائی ـــــ جبکہ اذکار نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ یا جبکہ ہوازن کا خطیب خطبہ سے فارغ ہوا تو آپ کھڑے ہو گئے ـــــ مسلمانوں سے ان کی شفاعت فرمائی اور قیدیوں کو رد کرنے پر مسلمانوں کو تحریک دلائی اور فرمایا:

''جو غنیمت بنی ہاشم کے لیے ہے وہ میں نے ہوازن کو پھیر دی۔''

ابن اسحاق کی روایت میں جو ان کے شیخ عمر بن شعیب سے ہے۔ شعیب نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ یہ ہے کہ ہوازن کے وفد نے آپ کو جعرانہ میں پایا۔ جبکہ وہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ انہوں نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اہل اور عشیرہ ہیں اور ہم لوگوں پر وہ بلا پہنچی ہے جو آپ سے مخفی نہیں ہے۔ آپ ہم لوگوں پر احسان کیجئے' اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔''

پھر ہوازن کا خطیب زہیر بن صرد کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ عورتیں جو قیدیوں سے خطائر میں ہیں' آپ کی رضاعی خالائیں اور پھوپھیاں ہیں ـــــ اور آپ کو گود میں لینے والی عورتیں ہیں جو آپ کا تکفل کرتی تھیں۔ آپ ایسے ہیں کہ ہر ایک مکفول پر فضل اور شرف میں زیادہ ہیں۔''

واقدی کی روایت میں ہے کہ:

''جو عورتیں قیدی بنائی گئی ہیں' ان میں قرابت میں جو آپ سے دور ہیں' وہ اس وجہ سے آپ سے قریب ہیں کہ:

☆ انہوں نے آپ کو گود میں لیا ہے'

☆ اپنی چھاتیوں سے آپ کو دودھ پلایا ہے'

☆ اور اپنے کولھوں پر سوار کرایا ہے'

حقیقت حال یہ ہے کہ آپ خیر المکفولین ہیں۔''

ابن اسحاق کے نزدیک ایک روایت میں یہ ہے کہ زہیر بن صرد نے کہا:

''اگر ہم لوگ حارث بن تمر کو یا نعمان بن المنذر کو دودھ پلاتے' پھر ہم لوگوں پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے' اس کی مثل اگر نازل ہوتی تو ہم حارث اور نعمان سے اس کے لطف وکرم اور اس کے احسانوں کی امید رکھتے کہ وہ ہم پر

Marfat.com

بذل کرتے۔''

پھر زہیر نے آپ کو مخاطب کر کے یہ اشعار پڑھے:

امنن علینا رسول اللہ فی کرم　　فانک المرء نرجوہ و مذخر

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس صفت جمیلہ سے جو آپ کا کرم ہے' ہم لوگوں پر احسان فرمائیں...... یا کرم بمعنی اکرام' یعنی آپ اس اکرام کے سبب ہم لوگوں پر احسان فرمائیں جو ہمارے اور آپ کے درمیان وصلہ ہے۔ اس لیے کہ وہ صفات محمودہ جو لوگوں میں متفرق طور پر ہوتے ہیں وہ کلی صفات آپ کی ذات واحد میں جمع ہیں۔ ہم اپنی مہمات کے لیے آپ کی امید کرتے ہیں۔ اور آپ کو اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ جو مصیبتیں ہمیں آئندہ درپیش ہوں' آپ کی برکت سے وہ دفع ہوں۔''

طبرانی کی ثلاثیات میں سے ہے کہ اس شخص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان جو باتیں ہوئیں وہ تین آدمی ہیں ــــــ زہیر بن صرد سے یہ روایت ہے کہ جب ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسیر کر لیا وہ دن یوم حنین اور یوم ہوازن تھا۔ یعنی ہماری عورتیں اور ہمارے بچے قید کر لیے گئے ــــــ اولاد اور عورتوں سمیت چھ ہزار تھے۔ آپ قیدیوں اور بکریوں کو تقسیم فرما رہے تھے کہ میں آپ کے پاس آیا اور یہ اشعار پڑھے:

امنن علینا رسول اللہ فی کرم　　فانک المرء نرجوہ و مذخر

امنن علی بیضۃ قدعا قہا قدر　　مشتت شلمها فی دهرها غیر

''بیضہ سے مراد اہل اور عشیرہ ہیں۔ آپ اہل اور عشیرہ کے ساتھ احسان فرمائیں۔ ہمارے اس اہل اور عشیرہ کو قدر عائق ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کی جمعیت بکھری ہوئی ہے اور اس کے زمانہ میں تبدیلی ہے ــــــ یعنی احوال متغیر ہو گیا ہے۔

البقت لنا الدهر هتا فاعلی حزن　　علی قلوبهم الغماء والغمر

''ہمیں زمانے نے اس آواز کے ساتھ باقی رکھا ہے جو غم پر شامل ہے۔ ہمارے عشیر کے دلوں میں وہ دکھ ہے جو سرور کو چھپا دیتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں کینہ ہے۔''

ان لم تدارکم نعما تنشرها　　یاارجح الناس حلما حین تختبر

''اگر آپ ان لوگوں کا تدارک اس نعمت سے نہ کریں گے جسے آپ مخلوق میں پھیلاتے ہیں تو وہ ہلاک ہو جائیں گے ــــــ آپ جس وقت آزمائش کیے جائیں تو عقل میں سب لوگوں سے زیادہ راجح ہیں۔''

امنن علی نسوۃ قد کنت ترضعها　　اوفوک نملوۃ من محضا الدرر

''محض خالص الدرر دودھ کی کثرت اور اس کا سیلان ــــــ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ان عورتوں پر احسان کیجیے جن کا آپ دودھ پیتے تھے۔ ان کے خالص دودھ کی کثرت آپ کے دہان مبارک کو پر کر دیتی تھی۔ یعنی آپ نے ان

Marfat.com

عورتوں کا دودھ کثرت سے پیا ہے"۔

اذ انت طفل صغیر کنت ترضعها   واذ یزنیك ماتاتی دما تذر

''اس وقت آپ ننھے منے بچے تھے اور ان کا دودھ پیتے تھے۔ اس وقت آپ کو وہ شے جو آپ لاتے' اور وہ شے جسے آپ چھوڑ دیتے آپ کو زینت دیتی تھی—— یعنی بچپنے میں آپ کا ہر فعل اچھا معلوم ہوتا تھا۔''

لا تجعلنا کمن شالت نعامة   واستبق منا ذانا معشر زهر

''شالت بلند ہوا۔ نعامہ' باطن قدم' شالت نعامہ سے مراد ہلاک ہوا—— آپ ہم لوگوں کو ان لوگوں کی مثل نہ کیجیے جو ہلاک ہو گئے۔ آپ ہم سے اپنی ثناء ہمیشہ کے لیے باقی رکھیے۔ اس لیے کہ ہم اچھا گروہ ہیں۔''

انا لنشکر للنعماء اذ کفرت   وعندنا بعد هذا لیوم مدخیر

''ہم لوگ نعمت کا شکر کرتے ہیں۔ جس وقت اس نعمت کا کفران کیا جائے یعنی دوسرے لوگ۔ اس نعمت کا کفران کریں—— ہمارے نزدیک آج کے دن کے بعد شکر کا ذخیرہ ہے یعنی ہم لوگ ہمیشہ آپ کے شکرگزار رہیں گے۔

فالبس العفومن فذکنت ترضعه   من امهاتك ان العفو مشتهر

''عفو کا لباس ان لوگوں کو اپنائیں جن کا آپ دودھ پیتے تھے۔ اور وہ لوگ آپ کی رضائی ماؤں سے ہیں—— عفو کی خوبی زمانہ میں مشہور ہے کہ وہ وصف نبی ہے۔

یاخیر من مرحت کمت الجیاوبه   عندالهیاج اذا ما استو قدالشرر

''اے ان لوگوں کے اچھے! جن کے سبب تیز رفتار گھوڑے ناز سے اترا کر چلتے ہیں' جس وقت لڑائی کے شرارے بھڑکائے جاتے ہیں۔''

انا نومل عفوامنك تلبه   هادی البریة اذ تعفود تنتصر

''ہم لوگ آپ سے عفو کی اُمید رکھتے ہیں کہ آپ عفو کو ہمارا لباس فرما دیں—— اے مخلوق کو ہدایت کرنے والے! اس لیے کہ آپ عفو کرتے ہیں اور لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔''

فاعفو عفاالله عما انت راهبه   یوم القیامة اذ یهدی لك الظفر

''آپ عفو فرما دیں' اللہ تعالیٰ آپ کو اس شے سے عفو کرے جس سے آپ ڈرانے والے ہیں۔ قیامت کے دن آپ کو ظفر ہدیہ کی جائے یعنی آپ کو قیامت کے دن اپنے مقاصد پر فوز ہوگا۔ جو آپ کے مقاصد ہیں آپ ان کو پائیں گے۔''

راوی نے کہا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اشعار سنے تو فرمایا:

''جو شے میرے لیے اور آلِ عبدالمطلب کے لیے ہے وہ بلا ذرا تمہارے لیے ہے۔''

اور قریش نے یہ کہا:

Marfat.com

''جو شے ہمارے لیے ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔''

اور انصار نے یہ کہا:

''جو شے ہمارے لیے ہے' وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔''

وہ حدیث جو عمرو ابن شعیب سے ہے' ابن اسحاق نے اس پر یہ زیادہ کیا ہے کہ اقرع بن حابس نے کہا:

''میں اور بنی تمیم قیدی واپس نہ کریں گے۔''

عیینہ بن الحصن نے کہا:

''میں اور بنی فزارہ نہیں دیں گے۔''

عباس بن مرداس نے کہا:

''میں اور بنی سلیم نہیں دیں گے۔''

بنی سلیم نے کہا:

''بے شک جو شے ہماری ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے لیے ہے۔''

بنی سلیم نے کہا:

''تم لوگوں نے میری توہین کی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص اپنے حق کے سبب ان قیدیوں سے روک کر رکھتا ہے اس کے لیے ہر ایک انسان کے بدلے چھ فرائض اول ان قیدیوں سے ہیں' جنہیں میں پاؤں گا۔''

چنانچہ سب نے اپنے قیدیوں سے ہوازن کے بچے اور عورتیں لوٹا دیں۔ مگر عیینہ بن الحصن نے اس گمان سے ایک بڑھیا کو رکھ لیا کہ قبیلہ میں اس کا نسب ہوگا' اس کا فدیہ زیادہ ہوگا۔ لیکن اس کے عیب پیری (زیادہ عمر) کی وجہ سے چھ فرائض کے بدلے لوٹا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان قیدیوں میں سے ہر ایک کو قبطیہ لباس پہنایا —— ابن عقبہ نے کہا کہ مقام ہجر کی ایک قسم کی چادریں ہر ایک کو اوڑھائیں۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ ہوازن کے وفد چوبیس (۲۴) گھرانوں کے تھے۔ ان میں ابو برقان السعدی تھے۔ انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یہ خطائر آپ کی رضاعی ماؤں اور خالاؤں' اور آپ کو گود میں لینے والیوں اور دودھ پلانے والیوں کے لیے ہیں۔ (یعنی جیسے اونٹ احاطہ میں بھر دیئے جاتے ہیں' ویسے ہی یہ عورتیں احاطوں میں بھر دی گئی ہیں) آپ ہم لوگوں پر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کیا ہے۔''

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے تمہارا انتظار کیا اور یہاں تک تاخیر کی کہ میں نے یہ گمان کیا کہ تم نہ آؤ گے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میں نے قیدی تقسیم کر دیے ہیں۔''

بنی ثقیف کا وفد:

تبوک سے آنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ثقیف کے وفد آئے۔ ثقیف کے امر سے یہ تھا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ طائف سے واپس تشریف لائے اور ان کا محاصرہ ترک کر دیا' پھر سفر کا عزم فرمایا۔ لوگوں نے آپ سے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ثقیف پر بددعا کیجیے۔ ان کے تیروں نے ہم کو جلا دیا ہے۔'' آپ نے یوں دُعا فرمائی:

اللھم اھد ثقیفا وایت بھم

''اے اللہ! ثقیف کو اسلام کی ہدایت کر اور ان کو مسلمان بنا کے لا۔''

جب آپ ان کی طرف پلٹے تو آپ کے پیچھے عروہ بن مسعود آیا۔ یہاں تک کہ آپ کو اس سے پہلے پالیا کہ آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوں اور مسلمان ہو گیا۔ اور آپ سے عرض گزار ہوا:

''وہ اپنی قوم کی طرف اظہارِ اسلام اور ان سے اسلام طلب کرنے کے لیے پلٹ جائے۔'' آپ نے فرمایا:

''لوگ تجھے قتل کر ڈالیں گے۔''

عروہ نے کہا:

''میری قوم مجھے اپنی نگاہوں کی مثل چاہتی ہے۔''

آپ نے اجازت دے دی لیکن ہوا وہی جو پیارے آقا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا تھا۔ عروہ پلٹ کے طائف کو آئے اور غرفہ کے مقام پر اپنی قوم میں جا پہنچے۔ انہیں اسلام کی طرف بلایا اور ان سے اپنا دین ظاہر کیا—— قوم کے لوگوں نے عروہ کو ہر طرف سے تیروں سے مارا۔ عروہ کو ایک ایسا تیر لگا جس نے انہیں قتل کر ڈالا—— ابن عقبہ کی روایت میں ہے کہ عروہ پلٹ کر چلے گئے اور ان کو پھر دین کی طرف بلایا اور نصیحت کی۔ بنی ثقیف نے ان سے بدسلوکی کی اور ان کو الٹی سیدھی سنائیں۔ سحر کے وقت عروہ نے اپنے غرفہ میں اذان دی۔ بنی ثقیف نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایک تیر جان لیوا ثابت ہوا جس نے انہیں قتل کر ڈالا۔

عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت و ہلاکت کے بعد بنی ثقیف کچھ ماہ ٹھہرے رہے' غالباً آٹھ ماہ۔ پھر بنی ثقیف نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ دیکھا کہ ان کے اطراف جو عرب لوگ ہیں ان کے ساتھ ہمیں جنگ کی طاقت نہیں۔ ان لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اور مسلمان ہو گئے ہیں۔ بنی ثقیف نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

پاس کسی کو بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر کو بھیجا۔

عبد یالیل کے ساتھ دو مرد ان کے حلیفوں سے تھے:

☆ ایک حکم بن عمرو بن وہب بن مستب ابن مالک۔ ☆ دوسرا شرجیل بن غیلان۔

اور تین شخص بنی مالک سے ہمراہ ہوئے:

☆ عثمان بن ابی العاصی ☆ اوس بن عوف ☆ عمیر بن خرشہ

جبکہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ان کے قیام کے لیے مسجد کے ناحیہ میں ایک وطیرہ کھڑا کر دیا تاکہ وہ قرآن شریف سنیں اور صحابہ کرام کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

بنی ثقیف سے خالد بن سعید بن العاصی وہ شخص تھے جو بنی ثقیف کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان آتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے ایک تحریر لکھ دی۔ خالد نے اس کو لکھا' جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دریافت کیا تھا کہ:

''طاغیہ یعنی لات بت کو تین سال تک چھوڑ دیں' منہدم نہ کریں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار فرمایا بلکہ یہ ارادہ فرمایا کہ حضرت ابوسفیان بن حرب اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کو طائف کی طرف بھیجیں کہ یہ دونوں لات کو منہدم کر دیں —— ان لوگوں نے اس بت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سوال کیا تھا کہ:

''آپ ان کو نماز معاف فرما دیں' اور ان کے بت کو اور لوگ نہ توڑیں مگر وہی لوگ اپنے ہاتھوں سے توڑیں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''تم لوگ اپنے بت اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالو —— لیکن تم لوگ جو نماز کی معافی چاہتے ہو تو سن لو کہ اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے جس دین میں نماز نہیں ہے۔''

جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو آپ نے ان کے لیے خط لکھ دیا اور ان پر عثمان بن ابی العاصی کو امیر کر دیا —— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں سے اگرچہ عمر میں چھوٹے تھے لیکن تفقہ دین اور قرآن سیکھنے میں ان سب سے زیادہ حریص تھے۔

بنی ثقیف کے وہ وفد اپنے ملکوں کی طرف جب پلٹے تو ان کے ساتھ حضرت سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے جو کہ طاغیہ کو منہدم کرنے گئے تھے —— حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب طاغیہ کے پاس داخل ہوئے' اس پر غلبہ کیا۔ وہ اس پر پتھر توڑنے کے لیے اس پر ہتھوڑا مار رہے تھے کہ ثقیف کی عورتیں برہنہ نکل آئیں۔ وہ اس پر رو رہی تھیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طاغیہ کو توڑ ڈالا۔ اس کا مال اور زیور جو اس پر چڑھایا گیا تھا' لے لیا۔

Marfat.com

بنی ثقیف کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی المؤمنین ان اعضاہ وج وصیدہ حرام لا یعضد من وجد یفعل شیاء امن ذلک فانہ یجلد وتنزع ثیابہ فان تعدی ذلک فیوخذ فیبلغ النبی محمد او ان ھذا امر النبی محمد رسول اللہ وکتب خالد ابن سعید بامرالرسول محمد بن عبداللہ فلا یتعداہ احد فیظلم نفسہ فیما امربہ محمد رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے یہ خط مومنین کی طرف ہے—— مقام وج کے عضاہ یعنی خاردار درخت اور اس کا شکار حرام ہے۔ اس کا درخت نہ کاٹا جائے۔ جو شخص درخت کاٹتا یا شکار کرتا ہوا پایا جائے تو اسے درے مارے جائیں اور اس کے کپڑے اتار لیے جائیں—— اگر درخت کاٹنے والا سرکشی کرے اور جس نے اسے پایا ہے' اپنے کپڑے اس کے حوالے نہ کرے تو اسے گرفتار کر لیا جائے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بھیجا جائے تاکہ آپ اس کے معاملہ میں غور فرمائیں—— یہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم ہے۔ یہ خط خالد بن سعید نے محمد بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے لکھا ہے۔

کوئی شخص اس حکم سے تجاوز اور سرکشی نہ کرے۔ اگر تجاوز کرے گا تو جس شے کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔''

وج میں شکار کی ممانعت کس لیے؟:

وج طائف میں ایک جنگل ہے۔ وج کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے:

''کیا وہ ایسی حرم ہے جس کا شکار حرام ہے اور درخت کاٹنا حرام ہے۔''

جمہور نے کہا ہے کہ وج بقاع میں حرم نہیں ہے۔ اس کا درخت کاٹنا اور شکار حرام نہیں ہے مگر حرم مکہ معظمہ اور حرم مدینہ منورہ میں ممنوع ہے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے حرم مدینہ منورہ کے بارے میں ان علماء سے خلاف کیا ہے اور اس کا شکار اور درخت کاٹنا احادیث صحیحہ کے سبب مباح کہا ہے۔ وہ احادیث بخاری وغیرہ میں ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے دو قولوں میں سے ایک قول میں کہا ہے کہ وج ہے کہ جس کا شکار اور درخت حرام ہے—— امام شافعی کے اس قول کے لیے دو حدیثوں سے احتجاج کیا گیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں سے ایک وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کے بارے میں ہے کہ وج کا شکار اور درخت حرام ہے۔

جمہور نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ ابن اسحاق نے اس حدیث کو بلا اسناد ذکر کیا ہے——

Marfat.com

دوسری حدیث عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ زبیر بن عوام سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وج کا شکار اور اس کے خاردار درخت حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے حرام کیے گئے ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ لیکن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے باپ سے حدیث سننے میں نظر ہے۔ اس لیے کہ اصحاب حدیث نے اس بات کی نفی کی ہے یعنی عروہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا — پس یہ وہ علت ہے جو حدیث کی صحت میں عیب لگاتی ہے۔

معمر بن سلیمان کے مغازی میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن الطائفی سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے چچا عمرو بن اوس سے انہوں نے عثمان بن ابی العاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایسے حال میں عامل مقرر فرمایا کہ بنی ثقیف کے چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ میں ان سے کم سن تھا اور یہ امر اس لیے تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۂ بقرہ پڑھتا تھا۔ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ سے قرآن شریف فوت ہو جاتا ہے۔ یعنی میں بھول جاتا ہوں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا:

''اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔''

میں جس شے کو یاد کرنے کا ارادہ کرتا اس کے بعد میں اسے نہیں بھولتا — صحیح مسلم میں عثمان بن ابی العاص سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اور میری نماز کے درمیان شیطان حائل ہوگیا ہے۔''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''وہ ایک شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے جس وقت تم اس کا احساس کرو اس کے دفع کے لیے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو اور تین بار اپنی بائیں جانب تھوک دو۔''

عثمان نے کہا۔ میں نے یہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے دفع کر دیا۔

بنی عامر سے وفد:

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے فارغ ہوئے یعنی واپس تشریف لائے تو بنی ثقیف مسلمان ہو گئے اور انہوں نے بیعت کی۔ ہر طرف سے عرب کے وفود آئے اور اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہوئے۔ یہ وفود ہر ایک جانب سے آپ کے پاس آتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنی عامر بن صعصعہ آئے۔ ان میں عامر بن طفیل' اربد بن قیس بن حزین' خالد بن جعفر اور حبان بن اسلم بن مالک تھے — یہ شخص سرکردہ مگر شیاطین قوم تھے یعنی سرکش تھے۔[1] اللہ تعالیٰ کا دشمن عامر بن

[1] جن وانس یا دواب سے جو کوئی متمرد ہو اسے شیطان کہتے ہیں۔

Marfat.com

الطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس انداز میں آیا کہ وہ آپ کے ساتھ بے وفائی کا ارادہ رکھتا تھا یعنی برا خیال رکھتا تھا۔ عامر ملعون نے اربد بن قیس سے کہا کہ:

''جس وقت ہم اس مرد کے پاس آئیں میں تیری طرف سے اس کا منہ پھیر دوں گا۔ جب میں ایسا کروں تو تو اس مرد کی گردن پر تلوار مار دینا۔''

عامر ملعون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگا اور کہا کہ:

''واللہ میں مدینہ منورہ کو سواروں اور پیادوں سے آپ پر بھر دوں گا۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تجھے اس کام سے باز رکھے گا۔''

جب عامر ملعون پیٹھ پھیر کے گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دُعا کی:

اللهم اكفنی عامر بن الطفيل

ایک اور روایت میں یہ زیادہ کیا ہے:

بما شئت وابعث له داء اليقتله واهد قومه

جب یہ لوگ آپ کے پاس سے نکل کے گئے تو عامر ملعون نے اربد بن قیس سے کہا:

''تیرا برا ہو جس کام کے لیے میں نے تجھے کہا تھا' تو کہاں تھا؟ —— میں سمجھا روئے زمین میرے نفس پر تجھ سے زیادہ خوف کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی' میں تجھ سے ہمیشہ خوف کروں گا۔''

اربد بن قیس نے کہا:

''واللہ جس کام کے لیے تو نے مجھے کہا تھا' میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا مگر تو میرے اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان حائل ہو گیا حتیٰ کہ تیرے سوا مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ کیا میں تلوار سے تجھ پر وار کرتا۔''

جبکہ یہ لوگ ابھی مقام رقم تک ہی پہنچے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر پر الطفیل پر طاعون کو بھیج دیا۔ اس کی گردن میں ایک غدود نکل آیا جس سے اس کی ہلاکت واقع ہوئی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ عامر بن الطفیل ملعون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے آپ سے کہا:

''میں تین شرائط کے درمیان آپ کو اختیار دیتا ہوں:

☆ اہل سہل یعنی بادلہ کے رہنے والے آپ کے تابع رہیں اور اہل بدر یعنی بلاد کے رہنے والے میرے تابع رہیں —— یا

☆ آپ کے بعد میں آپ کا خلیفہ ہوں —— یا

☆ غطفان کے ہمراہ ایک ہزار اشقر اور ایک ہزار شقرا گھوڑوں پر آپ سے جنگ کروں۔''

Marfat.com

مدینہ منورہ میں ایک عورت کے مکان میں اسے طاعون ہوگیا۔ اس نے دیکھ کر لوگوں سے پوچھا:
''کیا یہ غدود اونٹ کے غدود کے مثل ہے جو اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ گویا اس کا طاعون ہے۔''
یہ غدود فلاں عورت کے مکان میں جو بنی فلاں سے ہے' نکلا...... وہ عورت آل سلول سے تھی۔ ذہل ابن شیبان کی بیٹی تھی۔ اس کا شوہر مرہ بن صعصعہ' عامر بن صعصعہ کا بھائی تھا—— اس کے بیٹے اس کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں—— میرا گھوڑا آیا۔ اس پر وہ سوار ہوا اور گھوڑے کی پیٹھ پر ایسے حال میں مر گیا کہ کافر تھا—— یہ عامر صحابی نہیں ہے۔ عامر بن الطفیل عامری کافر تھا اور عامر بن الطفیل اسلمی صحابی تھے۔

قبیلہ عبدالقیس کا وفد:

عبدالقیس بڑا قبیلہ ہے۔ یہ لوگ بحرین میں رہتے ہیں—— عبدالقیس بن افصی کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں' ابن دعمی ابن جدیلہ ابن اسد بن ربیعہ بن نزار۔

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عبدالقیس سے وفد آیا۔ آپ نے پوچھا:

''یہ قوم کن لوگوں سے ہے؟''

ان لوگوں نے کہا...... ''ربیعہ سے ہے۔''

آپ نے فرمایا:

مرحبا بالوفد غیر خزایا ولا ندامی

عبدالقیس کے لوگوں نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہمارے اور آپ کے درمیان یہ قبیلہ کفار مضر کا ہے—— اور ہم لوگ آپ کے پاس اس مہینہ میں نہیں پہنچتے ہیں جس میں قتال حرام ہے۔[1]

آپ ہمیں اس امر کے ساتھ حکم دیجیے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرے اور ہمارے ساتھ قبیلے کے جو دوسرے لوگ رہتے ہیں ہم ان کو بھی یہ بتائیں اور اس کے بدلے ہم جنت میں داخل ہوں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''میں تمہیں چار چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں ان کا حکم دیتا ہوں کہ:

☆ اللہ تعالیٰ واحد کے ساتھ ایمان رکھو۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان باللہ کیا چیز ہے؟ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی شہادت ایمان ہے۔

---

[1] وہ ماہ رجب ہے...... رجب کے علاوہ جن مہینوں میں قتال حرام تھا' کفار مضر ان مہینوں کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔

Marfat.com

☆ فرض نماز قائم رکھنا —— اور

☆ زکوٰۃ معہودہ کا ادا کرنا اور فرض نماز قائم رکھنا۔

☆ اور رمضان کے روزے رکھنا۔

☆ اور یہ امر ہے کہ غنیمت سے خمس ادا کرو

اور چار چیزوں سے تمہیں منع کرتا ہوں:

☆ خشک کدو اور سبز رنگ کا گھڑا[1]

☆ اور کھجور کی درخت کی جڑ سے جو ظرف بنایا جاتا ہے[2] اور مزفت کا استعمال نہ کرو۔[3]

☆ مشکوں کا استعمال نہ کرو اور ان سب ظروف کا استعمال کرو۔

☆ جو شے نشہ آور ہو وہ استعمال نہ کرو۔

تم لوگ ان آٹھ باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے اس طرف ہیں' انہیں ان امور کی طرف بلاؤ (کہ وہ ان پر عمل کریں)۔"

ابن القیم نے کہا کہ اس قصہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھنا ان خصائل کا مجموعہ قول اور عمل سے ہے جیسا کہ اس طریق پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تابعین اور سب تبع تابعین تھے۔

امام شافعی نے اسے "مبسوط" میں ذکر کیا ہے۔ اس پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سو کے قریب دلائل ہیں —— آپ نے ان خصائل سے حج کو شمار نہیں فرمایا —— ان وفود کی آمد کا سلسلہ ۹ھ میں ہوا۔ جبکہ حج ۹ھ کو فرض نہیں ہوا تھا —— اس پر جو دلائل ہیں ان میں سے ایک یہ دلیل ہے جس کے ساتھ احتجاج کیا جاتا ہے کہ حج فرض نہیں ہوا تھا۔ وہ ۱۰ھ میں فرض ہوا۔ اگر حج ۹ھ میں فرض ہوتا تو یقیناً آپ اسے ایمان سے شمار فرماتے جیسا کہ روزے اور زکوٰۃ کو شمار کیا۔

عبدالقیس کے دو وفد آئے تھے —— ان میں سے ایک فتح مکہ سے پہلے آیا تھا اس لیے کہ ان لوگوں نے آپ سے کہا تھا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر حائل ہو گئے ہیں۔ یہ امر قدیم سے تھا یا ہجرت کے ۵ھ میں۔ یا اس سے پہلے۔ ان کا قریہ بحرین میں تھا۔[4] وفد کی تعداد چودہ شتر سوار تھے —— اور اسی سنہ میں ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

[1] یہ گھڑا مٹی' بالوں اور چمڑے سے بنایا جاتا تھا۔ اسے ختم کہتے تھے۔

[2] اسے نقیر کہتے تھے...... بخاری میں نقیر کی جگہ مقیر ہے' جس پر قیر لگایا جائے۔

[3] جس برتن میں رال ٹپکائی جاتی ہے وہ مزفت ہے۔ ابوداؤد طیالسی کی سند میں ابوبکرہ سے روایت ہے کہ اہل طائف کدو خشک کرتے اور اس میں انگور ڈال دیتے اور زمین میں دفن کر دیتے تھے —— جب اس سے شراب بننے لگتی تو نکالتے تھے۔
اہل یمامہ کھجور کی جڑ کو خالی کر کے رطب اور بسر اس میں ڈالتے، شراب ہو جاتی تھی اور سبز رنگ کے گھڑوں میں شراب لائی جاتی تھی —— ایسا ہی مزفت تھا۔ آپ نے سرعت سکر کی وجہ سے ان ظروف کے استعمال سے ممانعت فرمائی۔

[4] مدینہ منورہ کے بعد اس مقام پر جمعہ قائم کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ایمان کے بارے میں استفسار کیا اور ان ظروف کے بارے میں پوچھا جن میں پینے کی چیزیں ہوتی ہیں ــــ اس وفد میں اشج تھے جوان میں کبیر تھے یعنی عمر میں چھوٹے مگر مرتبہ میں بڑے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشج سے فرمایا:

''تجھ میں البتہ وہ خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے:

☆ ایک حلم ☆ اور دوسری عدم عجلت۔''

اس حدیث کو مسلم نے ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا ہے ــــ بیہقی' ابویعلی اور طبرانی نے جید سند سے مزیدہ بن مالک العصر سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام سے گفتگو فرما رہے تھے' دوران کلام آپ نے فرمایا:

''اس جگہ سے تم پر ایک جماعت ظاہر ہوگی' وہ لوگ خیر اہل مشرق ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کے آنے کی طرف گئے اور تیرہ شتر سواروں سے ملاقات کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ ان کے بارے میں فرمایا تھا' اس سے ان کو بشارت دی۔ پھر ان کے ہمراہ ہو لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ لوگ اکٹھے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اونٹوں سے کود پڑے۔ کوئی چل کر اور کوئی دوڑ کر آیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دست مبارک پکڑا اور اسے بوسہ دیا۔ [1]

ان دونوں وفود کا دوسرا وفد اس سنہ میں آیا تھا جس سنہ میں اور وفود بھی آئے تھے ــــ اس وقت ان کی تعداد چالیس مرد تھے جیسا کہ نوخبرۃ الصباحی کی حدیث میں ہے۔ [2] ــــ ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا:

''مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے چہروں کے رنگ بدل گئے ہیں۔''

اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس تبدیلی سے پہلے آپ نے ان لوگوں کو اچھی حالت میں دیکھا تھا اور ان لوگوں کے قول میں لفظ یارسول اللہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ لوگ گفتگو کے وقت مسلمان تھے۔ اور ان کی اس گفتگو میں کفار مضر ہمارے اور آپ کے درمیان حائل ہیں۔ ان کی اسلام پر دلیل ہے ــــ اور ان کا یہ کہنا اللہ و رسولہ اعلم بھی ان کے اسلام پر دلیل ہے۔

اور وہ حدیث جو بخاری میں ہے' ان کی اسلام میں سبقت پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمعہ کے بعد پہلا جمعہ وہ ہے جو قریہ جواثی بحرین میں عبدالقیس کی جامع مسجد مصلین میں ہوا ہے۔ اور وہ لوگ جمعہ میں جمع نہیں ہوئے۔ اگرچہ اس کے بعد ان کے وفد ان کی طرف پلٹ کے گئے تھے۔

فتح الباری میں ہے کہ ان کے جمعہ کی صلوٰۃ جامعہ نے اس امر پر دلالت کی ہے کہ جمیع قریوں سے انہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی ہے۔ اور جس چیز کے ساتھ ابن القیم نے بکوم کیا ہے کہ حدیث میں حج ذکر نہیں کیا گیا یہ اس لیے ہے کہ حج فرض نہیں تھا۔ یہی قول معتمد ہے اور ان کے قدم اسلام پر مبنی دلیل گزشتہ سطور میں بیان ہوئی ہے ــــ لیکن ابن القیم کا قطعی طور

---

[1] امام بخاری نے اس حدیث کی روایت ادب مفرد میں کی ہے۔ ممکن ہے کہ جو شتر سوار مذکور ہیں' ان میں سے ایک پیادہ پا ہو یا دوسرے کا ردیف ہو ــــ اس طریق سے تیرہ چودہ مرد ہوگئے۔ [2] صباح عبدالقیس کا ایک بطن ہے۔

Marfat.com

پر یہ کہنا امام واقدی کے اتباع سے ہے کہ ان کا آنا ہجرت کے ۹ھ میں تھا' فتح مکہ سے پہلے یہ قول جید نہیں ہے—— اس لیے کہ حج ۶ھ میں فرض ہوا ہے۔ یہ ارجح قول پر ہے۔

خلاصہ یہ کہ وہ لوگ دوبار آئے تھے:

☆ ایک بار ۶ھ سے پہلے' اس لیے حج کا ذکر نہیں کیا گیا اور

☆ ۶ھ کے بعد ۸ھ یا ۹ھ میں آئے۔

لیکن ابن القیم نے اپنے غیر کی مثل اس امر کو اختیار کیا ہے کہ حج ۱۰ھ میں فرض ہوا ہے تاکہ ان کے مذہب پر وارد نہ ہو جائے کہ حج کا فرض فوری شے ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے حج کے تراخی پر ہونے کے ساتھ احتجاج کیا ہے۔ اس طور پر کہ حج ہجرت کے بعد فرض ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸ھ' ۹ھ میں حج پر قادر تھے لیکن آپ نے حج نہیں کیا بلکہ ۱۰ھ میں حج کیا—— چنانچہ ۸ھ جو فتح مکہ کا سنہ ہے' آپ نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج پر والی کیا تھا—— اور ۹ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج پر امیر مقرر فرمایا تھا۔ دو سال بعد جو آپ نے حج کیا تو اس نے تراخی پر دلالت کی ہے—— اور جو لوگ حج کے فوری ہونے کے قائل ہیں انہوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدرات کی وجہ سے دو سال حج نہیں کیا۔

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے کیونکر فرمایا کہ میں تم کو چار چیزوں کے لیے امر کرتا ہوں جبکہ آپ نے ان سے پانچ چیزیں بیان فرمائیں—— قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اس کا جواب ابن بطال کے اتباع سے یوں دیا ہے کہ چار چیزیں پانچویں چیز کی ادا کے سوا ہیں—— گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا ہے کہ قواعد ایمان اور فروض اعیان پر ان کو مطلع فرمائیں۔ پھر ان کو اس شے سے آگاہ کیا کہ جس وقت ان کو کفار کے ساتھ جہاد واقع ہو' ان کو اس شے کا نکالنا لازم ہے۔ اس لیے کہ وہ لوگ کفار مضر سے جہاد کے درپے تھے۔ آپ نے بعینہٖ پانچویں چیز کے ذکر کا ارادہ نہیں فرمایا کہ وہ پانچویں بات جو اخراج خمس غنیمت سے ہے—— جہاد سے سبب کی گئی ہے اور اس وقت جہاد فرض عین نہیں تھا—— اور ایسا ہی آپ نے حج کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ اس وقت فرض نہیں تھا اور قاضی صاحب نے یہ کہا ہے کہ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا ذکر نہیں فرمایا اس لیے کہ اس وقت حج فرض نہیں تھا۔ جبکہ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ان تطعوا آپ کے ارشاد با اربع پر معطوف ہے' یعنی میں تمہیں چار چیزوں سے امر کرتا ہوں کہ غنیمت سے خمس دو۔ اس پر سیاق اربع سے عدول اور حرف ان اور فعل تعطوا ان کی طرف توجہ خطاب کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو ایک شمار فرمایا ہے۔ اس لیے کہ کتاب اللہ میں زکوٰۃ نماز کے ساتھ ذکر کی گئی ہے—— اور چوتھی چیز جس کے لیے آپ نے ان

Marfat.com

...وں کو امر کیا ہے وہ ادائے خمس غنیمت ہو یا یہ احتمال ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس کو شمار نہیں کیا۔ اس لیے خمس عموم زکوٰۃ دینے میں داخل ہے — ان دونوں کے درمیان امر جامع یہ ہے کہ مال معین کا خارج کرنا قاضی بیضاوی نے شرح مصابح'' میں کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ امور خمسہ اس جگہ ایمان کی تفسیر ہیں۔ اور وہ ان چار کا ایک ہے جن کے ذکر کا وعدہ کیا گیا ہے اور دوسرے تیسرے کو راوی نے ازروئے اختصار حذف کر دیا ہے یا نسیان سے حذف کر دیا ہے۔

قاضی بیضاوی کا تعاقب اس طور پر کیا گیا ہے کہ صحیح بخاری میں ایک روایت میں جو مغازی میں ہے' یوں واقع ہوا ہے کہ میں تم لوگوں کو چار چیزوں کے ساتھ امر کرتا ہوں — لاالہ الا اللہ کی شہادت کو ایک شمار کیا۔ چنانچہ اس نے اس امر پر دلالت کی ہے کہ شہادت چار چیزوں کی ایک چیز ہے۔

امام قرطبی نے کہا ہے کہ چار کی اول شے جو مامور بہا ہیں' وہ نماز کا قائم کرنا ہے۔ شہادتوں کا ذکر تبرکاً ہے — طیبی نے کہا ہے کہ بلغاء کی یہ عادت ہے کہ جس وقت کلام کا سیاق کسی غرض کے لیے کیا جائے تو کلام کا سیاق اس غرض کے لیے ہوتا ہے اور اس غرض کے سوا جو شے ہوتی ہے' اس کو ایک طرف ڈال دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کو ذکر کریں اور اس جگہ شہادتوں کا ذکر لانے سے غرض نہیں تھی۔ اس لیے کہ قوم کے لوگ مومنین تھے اور شہادت کے دونوں کلموں کے ساتھ وہ اقرار کرنے والے تھے۔ لیکن اکثر وہ یہ گمان کرتے تھے کہ ایمان شہادتوں پر مقصود ہے جیسا کہ ابتدائے اسلام میں امر تھا۔ — طیبی نے کہا ہے کہ اس لیے شہادتوں کو اوامر میں شمار نہیں کیا۔

یہ جمیع دلائل فتح الباری سے کتاب ایمان اور مغازی میں ملخص ہیں' مگر ابن القیم کا بیان فتح الباری میں نہیں۔

بنی حنیفہ سے وفد:

اس وفد کے اترنے کی جگہ انصار بنی النجار کی ایک عورت کا مکان تھا۔ وہ وفد مسیلمہ کذاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا۔ مسیلمہ اپنے آپ کو کپڑوں سے چھپا رہا تھا۔ (یا وہ لوگ تعظیم و اکرام کے سبب کپڑوں سے چھپا رہے تھے) — شاید ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جس کی تعظیم کرتے اسے کپڑوں میں چھپاتے تھے — لوگوں کے لیے مسیلمہ کا امر عظیم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے پہلے اسے رحمٰن الیمامہ کہا جاتا تھا۔ قریش نے جب بسم اللہ سنی تو مسیلمہ کے قائل نے کہا:

دق فوك مسیلمه یعنی یمامہ کا رحمٰن ذکر کیا کرتا ہے۔

قتل کے وقت مسیلمہ کذاب کی عمر ڈیڑھ سو برس تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ کے دست مبارک میں پتوں والی کھجور کی ایک شاخ تھی۔ مسیلمہ جب بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا تو لوگ اسے کپڑوں سے چھپا رہے تھے۔ اس نے آپ سے باتیں کیں اور آپ سے یہ چاہا کہ آپ کے بعد امر نبوت اس کے لیے ہو۔ اور وہ آپ کے ساتھ شریک نبوت رہے —

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''اگر تو مجھ سے کھجور کی یہ شاخ مانگتا جو میرے ہاتھ میں ہے' وہ بھی نہ تجھے دیتا۔''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے مسیلمہ سے متعلق حدیث اس کے غیر طریق پر ذکر کی ہے کہ مجھ سے ایک شیخ نے جو اہل یمامہ اور بنی حنیفہ سے تھا' یہ حدیث بیان کی ہے کہ بنی حنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور مسیلمہ کو اپنے کجاووں میں چھوڑ دیا۔ جبکہ وفد کے لوگ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسیلمہ کے بارے میں ذکر کیا اور کہنے لگے:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم نے اپنے صاحب کو اپنے کجاووں اور اونٹوں میں چھوڑا ہے —— وہ ہمارے کجاووں اور اونٹوں کی حفاظت کرتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفد کے لوگوں میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیے عطا فرمائے' مسیلمہ کے لیے بھی پانچ اوقیہ کے لیے حکم فرمایا اور ان لوگوں سے کہا:

''تمہارا وہ بشر کوئی درجہ نہیں رکھتا —— اس نے تمہارے ساتھ آ کر احسان کا ارادہ کیا ہے۔ (یعنی اس کے ساتھ سلوک کیا جائے' وہ نفع اٹھائے) تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ تمہاری ضرورتوں میں کام آتا ہے۔''

پھر بنی حنیفہ پلٹ کے چلے گئے۔ جبکہ یہ لوگ یمامہ پہنچے تو مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا دشمن مرتد ہو گیا۔ اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس نے کہا کہ:

''میں امر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو گیا ہوں۔''

مسیلمہ کی خرافات: [1]

پھر وہ مسجع عبارتیں بنانے لگا۔ لوگوں سے وہ جس چیز کے بارے بات کرتا' قرآن مجید کے مشابہ کہتا تھا:

لقد انعم الہ علی الحبلی اخرج منھا نستھہ تسعی من صفاق وحشی

''حاملہ پر اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان ہے کہ حاملہ عورت نے نسمہ کو نکالا' وہ نسمہ چلتا ہے' اس نسمہ (روح) کو پیٹ کی جھلی اور حشی سے نکالا ہے۔''

اس لعین نے سورۂ کوثر پر سجع کیا:

انا اعطیناك الجواھر فصل لربك وھاجر ان مبغضك رجل فاجر

ایک اور روایت میں یہ ہے:

انا اعطینا الجماھر فتخذ لنفسك وباور واحذر ان تحرص اوتکاثر

---

[1] نقل کفر، کفر نباشد

Marfat.com

اور ایک روایت میں یہ ہے:

انا اعطیناك الكوثر فصل لربك وباور فی اللیالی الفو اور

اس مخذول نے یہ نہیں پہچانا کہ وہ مطلوب سے محروم ہے۔

روایت ہے کہ مسیلمہ نے ایک انڈے کو شیشہ میں داخل کیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ انڈا شیشہ میں اس کا معجزہ ہے۔ چنانچہ اس طریق پر وہ فضیحت ہوا۔

نوشادر جس وقت شراب کے سرکہ میں اچھی طرح ملایا جائے اور جس دن مرغی وغیرہ نے پہلا انڈا دیا ہو وہ انڈا ایک دن اور ایک رات اس سرکہ میں رکھا جائے۔ وہ ایک ڈورے کی مثل لمبا ہو جائے گا۔ پھر وہ انڈا ایک شیشہ میں اتار دیا جائے اور اس پر سرد پانی ڈالا جائے وہ انڈا جم جائے گا۔

جب اس لعین نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھا کہ اس سر میں کوئی بیماری تھی' وہ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور جب مسیلمہ لعین نے یہ سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کنوئیں میں کلی ڈالی تو اس کا پانی کثیر ہو گیا۔

اس خبیث نے یہ بھی سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا۔ ان کی آنکھوں کا آشوب لعاب دہن مبارک کی برکت سے اچھا ہو گیا۔

اس بدبخت نے ایک کنوئیں میں تھوک دیا' اس کنوئیں کا پانی خشک ہو گیا —— اس نے ایک بینا کی آنکھ میں لعاب دہن ڈالا وہ اندھا ہو گیا —— اس نے اپنے ہاتھ سے ایک دودھ والی بکری کے تھن کو چھوا تو اس کا دودھ جاتا رہا اور تھن خشک ہو گیا۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس لعنتی کا موازنہ:

شقراطیسی شاعر کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جس مقام پر وہ شان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اعجزت هالوحی ارباب البلاغة فی عصر البیان فضلّت اوجه الحیل

''وحی سے مراد قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو وحی فرمایا ہے: ان هو وحی الایوحیٰ

ارباب' جمع رب بمعنی ملوک۔ بیان' بلاغت اور فصاحت قریب المعنی ہیں۔ ضلت بمعنی ضائع ہوا' ہلاک ہوا۔ حیل' حیلہ کی جمع ہے۔

معنی یہ ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے قرآن شریف سے ان لوگوں کو عاجز فرما دیا جو بلاغت کے بادشاہ تھے۔ یعنی ملک بلاغت میں حکمرانی کرتے تھے۔ ان کو ایسے زمانہ میں عاجز کیا جو بیان کا زمانہ تھا —— لہٰذا حیلوں کی جتنی وجہیں تھیں وہ ضائع ہو گئیں اور وہ ملوک بلاغت کوئی حیلہ نہ کر سکے۔

Marfat.com

سالتهم سورة فی مثل حکمة　　　فتلهم عنه حین العجز حین تل

"تلهم بمعنی صرعهم' صرع کا معنی پچھاڑنا۔ حین' بالفتح وسکون بمعنی ہلاکت۔ معنی یہ ہے کہ ملوک بلاغت سے آپ نے ایک سورۃ کے بارے میں فرمایا کہ قرآن شریف کی حکمت کی مثل وہ ایک سورۃ لائیں تو عاجز رہنے کی ہلاکت نے انہیں پچھاڑ دیا جس وقت قرآن شریف پڑھا گیا۔

فرام رجس کذوب ان یعارضه　　　بعی غی فلم یجس ولم یطل

"رجس' پلیدی...... کذوب' جھوٹا۔ عی ضعف نطق اور انقطاع نطق۔ یطل' طال' یطول سے بمعنی دراز ہونا۔

مسیلمہ کذاب لعین جو محض پلیدی تھا یا پلیدی رکھتا تھا۔ اس نے اس ضعف نطق سے قرآن شریف کے معارضہ کا ارادہ کیا جو ضلالت سے تھا۔ لہٰذا وہ معارضہ نہ کر سکا۔ حقیقت حال یہ تھی کہ اس نے کلام کو گم کر دیا تھا اور کلام اس کے ضعف نطق اور گمراہی سے دراز نہ ہو سکا۔

مبثج بر کیك الافك ملتبس　　　ملجلج بزری الزور والحظل

"مبثج' مبہم بات جو ظارہ نہ ہو یا مضطرب' فاسد المعانی بر کیك ' ضعیف۔ افك' کذب۔ ملتبس' مخلط اور مشتبہ کلام۔ ملجلج' غیر مفصح کلام۔ بر زی' حقیر۔ زور' کذب۔ حظل' فاحش کلام۔

مسیلمہ کذاب مبہم اور مضبر ط فاسد المعانی کلام کرتا تھا۔ اس کا کلام رکیک جھوٹ سے مخلط تھا اور غیر مفصح کلام جو حقیر تھا۔

یمج اول حرف سمع سامعه　　　وبقریه کلال العجز والملل

"یمج' ڈال دیتا ہے' پھینک دیتا ہے۔ کلال' تعب۔ یعنی مسیلمہ کذاب ایسا فضول گفتار تھا کہ اس کے کلام کا پہلا حرف سننے والے کی سماعت اسے پھینک دیتی تھی' اور سننے والے کو اس سے تعصب اور ملالت پہنچتی تھی۔

کانه منطق الورها' وشذبه　　　لیس من الخبل اومس من الخبل

ورھا' احمق عورت۔ شذب' غلط۔ لیس' خلط۔ خبل' فساد بمعنی جنون —— گویا مسیلمہ کذاب کا وہ کلام احمق عورت کی گفتگو ہے جس میں فساد سے خلط ہے یا جنون نے اس کی باتوں کو مس کیا ہے —— مقصود یہ ہے کہ احمق عورت جو باتیں کرتی تھی وہ سمجھی نہیں جاتی تھیں —— مسیلمہ کذاب کی باتیں حمق میں اس سے بڑھ کر ہیں۔ یا مجنوں شخص کا کلام ہے۔ جس میں فساد ہے' یعنی دیوانے کی بڑ ہے۔

امرت البیر واغودت لمحة　　　فیها واعمی بصیر العین بالتفل

"کنواں کڑوا ہو گیا اور اس کا پانی نیچے چلا گیا۔ اس لیے کہ مسیلمہ کذاب نے اس میں پانی کی کلی ڈالی تھی۔ اور بینا شخص جس کی آنکھ میں مسیلمہ نے اپنے دہن کا لعاب ڈالا تھا وہ اندھا ہو گیا۔

والیس الضرع منه شوم راحة　　　من بعد ارسال رسل منه منهل

"مسیلمہ لعین کے شوم ہاتھ کی نحوست نے بکری کے تھن کو خشک کر دیا اس کے بعد کہ کثیر دودھ بہاتا تھا —— خلاصہ یہ کہ

Marfat.com

بکری کثرت سے دودھ دیتی تھی۔ مسیلمہ کے ہاتھ کی نحوست سے اس کا تھن سوکھ گیا اور اس کا دودھ منقطع ہو گیا۔

ضرع' پستان۔ شوم' منحوس۔ راحۃ' کف۔ رسل' دودھ۔ منھل' انہال سے پانی وغیرہ کا بہانا۔

شاعر نے مسیلمہ کے اس کلام کو جس کے ساتھ اس نے کلام اللہ شریف کا معارضہ کیا' اس عورت کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو احمق عورت ہو اور اپنے حمق کی وجہ سے ان الفاظ سے گفتگو کرے کہ سمجھے نہ جائیں۔ وہ عورت ایسے مختلط کلام سے بے ہودہ باتیں کرے کہ بعض کلام بعض کے ساتھ مقترن نہ ہو — اور بعض کلام بعض کلام کے ساتھ مشابہ نہ ہو — وہ کلام اس شخص کے کلام کی مثل تھا کہ مجنوں ہو — یا اس کے کلام میں فساد ہو۔ لفظ خبل کے دو معنی ہیں ایک جنون دوسرا فساد۔ دونوں معنوں سے بے ہودگی مراد ہے۔

پھر مسیلمہ لعین نے اپنی قوم سے نماز معاف کر دی۔ شراب اور زنا کو اس لیے حلال کر دیا' تاکہ قوم کے لوگ اس کی اتباع کریں — ان قبیح امور کے باوجود مسیلمہ لعین اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مسیلمہ کذاب کا خط :

مسیلمہ کذاب نے ۱۰ھ میں جب نبوت کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خط لکھا تھا:

من مسیلمه رسول الله الی محمد رسول الله — امابعد! فانی قد ا شرکت معك فی الامر و ان لنا نصف الامر والقریش نصف الامر

''اللہ تعالیٰ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف یہ خط ہے۔ حمد کے بعد واضح ہو کہ میں تحقیق آپ کے ساتھ امر نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ اور ہمارے لیے نصف امر ہے اور قریش کے لیے نصف امر ہے۔''

لفظ امر کی جگہ لفظ ارض بھی آیا ہے کہ زمین کو کہتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کا قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ خط لایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیلمہ کو خط کا جواب یوں تحریر فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط مسیلمہ کذاب کے نام :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول الله الی مسیلمة الکذاب سلام علی من اتبع الھدیٰ .

امابعد! فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ و العاقبة للمتقین .

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو یہ خط ہے — سلام اس شخص پر جس نے ارشاد کا اتباع کیا — حمد کے بعد واضح ہو کہ تحقیق زمین اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنے بندوں سے چاہتا ہے' اپنی زمین کا وارث کرتا ہے۔ آخرت کی نیکی متقی بندوں کے لیے ہے۔''

Marfat.com

مسیلمہ کذاب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات:

صحیحین میں نافع بن جبیر کی خدمت سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور یہ کہنے لگا کہ:

''اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امر نبوت کو اپنے بعد میرے لیے ٹھہرائیں گے تو میں آپ کا اتباع کروں گا۔''

مسیلمہ اپنی قوم بنی حنیفہ کے کثیر آدمیوں میں مدینہ منورہ میں آیا تھا —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اور اس کی قوم کی تالیف قلبی کے لیے اس لیے تشریف لائے کہ وہ لوگ مسلمان ہو جائیں اور جو کچھ نازل ہوا ہے آپ وہ ان کو پہنچا دیں —— اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا۔ یہاں تک کہ آپ مسیلمہ کے پاس اس کی قوم میں کھڑے ہوئے۔ آپ نے مسیلمہ سے اسلام کے بارے میں کلام کیا۔ اس نے طلب کیا کہ امر نبوت سے کچھ اس کے لیے ہونا چاہیے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''اگر تو مجھ سے کھجور کی شاخ کا یہ ٹکڑا طلب کرتا تو میں تجھ کو یہ نہ دیتا —— تجھ میں اللہ تعالیٰ کا حکم تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو امر حق سے مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا —— میں تجھے وہی آدمی گمان کرتا ہوں جس کے بارے میں مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے جو کچھ مجھے دکھایا گیا ہے۔ یہ ثابت بن قیس موجود ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔''

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب تھے۔ آپ نے ان کے ذمہ جواب دینا اس لیے فرمایا کہ آپ کو جوامع الکلم عطا ہوئے تھے۔ آپ نے مختصر مفید جامع کلام سے مسیلمہ کو جواب دے دیا۔ اگر اس کو زیادتی بیان مقصود ہوگی تو ثابت اسے تفصیل سے جواب دیں گے۔ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ امام اہل عناد کے جواب میں اہل بلاغت سے استعانت کر سکتا ہے۔ پھر آپ مسیلمہ اور اس کی قوم کے پاس سے پلٹ گئے۔

جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں خواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بارے میں پوچھا کہ:

''تو وہی شخص ہے جس کے بارے میں مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے جو کچھ کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔''

مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس درمیان کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ ان دونوں کنگنوں کی شان نے مجھے غمگین کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں وحی بھیجی کہ میں ان دونوں کنگنوں پر پھونک ماروں۔ میں نے ان پر پھونک ماری۔ وہ دونوں

Marfat.com

اڑ گئے۔ میں نے ان دونوں کنگنوں کی یہ تاویل کی کہ دو کذاب میرے بعد خروج کریں گے۔ سو یہ دونوں وہی کذاب ہیں۔ ان میں سے ایک عنسی صاحب صنعا ہے۔"

عنسی اسود کذاب:

عنسی اسود بنی عنس سے تھا ــــ صنعا میں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں خروج کیا تھا۔ اس کے باپ کا نام کعب تھا۔ اور اس کا نام عیہلا اور ذوالخمار تھا۔ اسے ذوالحمار بھی کہتے ہیں۔ خمار سے منہ چھپائے پھرتا تھا۔ اسے دو شیطان خبر دیا کرتے تھے۔ ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا نام شقیق تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عامل باذان جب مرگیا تو اس کی عورت مرزبانہ کو اسود عنسی اپنے تصرف میں لایا ــــ مرزبانہ نے فیروز سے اسود کے قتل کا وعدہ کیا۔ اسے شراب پلائی ــــ ایک ہزار آدمی اسود کی حراست کرتے تھے۔ فیروز نے نقب لگائی اور اسود کو قتل کر کے مرزبانہ اور اسود کا مال لے لیا ــــ ان لوگوں نے مدینہ کو خبر بھیجی۔ خبر اس وقت آئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تھا ــــ ایک رات اور ایک دن پہلے آپ کے پاس وحی آ گئی تھی۔ آپ نے صحابہ کرام کو اسود کے قتل کی خبر دے دی تھی۔ اور جس صبح کو آپ دفن ہوئے اسود کی خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی۔

مسیلمہ کذاب کا انجام:

حدیث شریف میں یہ لفظ آیا ہے کہ "میرے بعد دو کذاب خروج کریں گے"۔ مسیلمہ اور اسود عنسی دونوں آپ کے زمانہ میں موجود تھے۔ بعد سے مراد بعد نبوت ہے یا تغلیب پر حمل کیا جائے کہ مسیلمہ آپ کے بعد قتل کیا گیا۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت تھا ــــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ــــ مسیلمہ کو حضرت عبداللہ بن زید الانصاری المازنی نے قتل کیا۔

بنی طی سے وفد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی طی کے سامنے اسلام پیش کیا۔ وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ ان کا اسلام اچھا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> "عرب سے کوئی شخص فضل میں مجھ سے ذکر نہیں کیا گیا ــــ پھر وہ شخص میرے پاس آیا۔ اس کے بارے میں جو صفات بیان کی جاتی تھیں، میں نے اسے ان صفات سے کم دیکھا (یعنی لوگ توصیف میں حد سے تجاوز کرتے تھے درحقیقت اتنے اوصاف اس شخص میں ہوتے نہیں تھے) مگر میں نے زید الخیل کو دیکھا کہ جو صفات اس میں ہیں، وہ تمام نہیں پہنچائی گئیں۔"

یعنی کسی نے میرے سامنے زید الخیل کا پورا وصف بیان نہیں کیا ــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا ــــ زید الخیل کے پانچ گھوڑے تھے۔ اس لیے ان کا نام زید الخیل رکھا گیا تھا۔ گھوڑوں کے نام بیان نہیں

Marfat.com

کیے—— زید الخیر اپنی قوم میں واپس جانے کے لیے لوٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''زید مدینہ کے بخار سے نجات نہ پائیں گے۔''

زید جب نجد کے پانیوں میں سے ایک پانی فردہ تک پہنچے تو انہیں بخار آ گیا اور اس بخار سے انہوں نے وفات پائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ زید الخیر نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری خلافت میں وفات پائی ہے۔

حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹے تھے: مکنف اور حریث۔ دونوں مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اہل روت کے قتال میں حاضر ہوئے۔

بنی کندہ سے وفد:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنی کندہ کے وفد کے اسی یا ساٹھ شتر سواروں میں آئے۔ یہ وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔

ان کا حلیہ عجب تھا۔ پیشانیوں کے بال شانوں تک چھوڑے ہوئے اور سرمہ لگائے ہوئے اور مسلح تھے ——اور ایسے جبے پہنے ہوئے تھے کہ مخطط اور منقش چادروں سے بنائے گئے تھے۔ ان پر منجاف لگی ہوئی تھی۔

جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

''کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے ہو؟''

انہوں نے کہا:

''بے شک ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔''

آپ نے ان سے پوچھا:

''تمہاری گردنوں میں جو یہ حریر ہے' اس کا کیا حال ہے؟''

انہوں نے اپنی گردنوں میں حریر کے کپڑے لپیٹ رکھے تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا:

''اسے چاک کر ڈالو۔''

انہوں نے ان کپڑوں کو چاک کر دیا اور گردنوں سے نکال کر ایک طرف ڈال دیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ہر شخص کو دس دس اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی جبکہ اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہ اوقیہ عنایت ہوئے۔ اشعث بنی کندہ کے سرداروں سے تھے اور ان کی زمین حضر موت میں تھی۔

اہل یمن سے وفد:

اہل یمن کو اشعریین کے بعد ذکر کیا گیا ہے—— ابن حجر نے کہا ہے کہ اہل یمن سے مراد بعض اہل یمن ہیں اور یہ لوگ

Marfat.com

حمیر کے وفد ہیں ـــــ یہ لوگ وفد کی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا:

''ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہم دین میں تفقہ حاصل کریں۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ دو گروہ پر مشتمل ہے: اشعریین اور حمیریین۔

ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ اشعریین کا آنا ۷ھ میں فتح خیبر کے وقت ہوا ـــــ جبکہ حمیریین جو یمن سے تھے' ان کی آمد ۹ھ میں ہوئی۔ ۹ھ عام وفود کے آنے کا سال ہے اس لیے حمیری تمیم کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ یزید بن ہارون نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارے پاس وہ لوگ آئیں گے کہ وہ تم سے زیادہ رقیق القلب ہیں۔''

چنانچہ اشعریین آئے۔ وہ یہ رجز پڑھتے:

غدا نلقی الاحبہ محمداً و حزبہ

''کل کے دن ہم دوستوں سے ملاقات کریں گے' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ملیں گے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا فرمان عالی سے ان لوگوں کی صحابہ کرام پر فضیلت نہیں ثابت ہوتی اس لیے کہ صحابہ کرام میں ان سے افضل لوگ تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ:

''اہل یمن آئے۔ وہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے غشاء قلوب زیادہ اور رقیق اور ان کے دل زیادہ نرم ہیں۔[1] ایمان اہل ایمان کی طرف منسوب ہے اور حکمت یمانیہ ہے۔[2] اور وقار اور تواضع ان لوگوں میں ہے جو بکریاں پالتے ہیں' اور بڑے ہونے اور عظمت اور شرف کا دعویٰ۔ اور کبر اور غرور کو حقیر سمجھنا فداوین میں ہے۔[3]

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ بخاری شریف میں عمران بن الحصین کی حدیث سے یہ ہے کہ بنی تمیم کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا:

''اے بنی تمیم کے لوگو! تمہیں بشارت ہو تم لوگ جنت میں داخل ہو گئے۔''

انہوں نے عرض کیا:

---

[1] یعنی جو بات ان کے غشاء قلوب سے دلوں کی طرف جاتی ہے، ان کے دل قبول کر لیتے ہیں۔

[2] اہل یمن کے قلوب ایمان کے معادن اور حکمت کے سرچشمے ہیں۔

[3] فداد وہ شخص جو اونٹوں میں، گھوڑوں میں اور کھیتی میں زور سے پکارے ـــــ فدید، شدید آواز کو کہتے ہیں ـــــ فداوین وہ لوگ ہیں جو دو سو اونٹوں سے ہزار تک کثرت چاہیں۔ فداوین جمال اور بقارین اور حمارین اور راعی ہیں فداوین وہ لوگ ہیں جو صحرا میں رہتے ہیں۔ فداوین اہل مدن سے نہیں بلکہ اہل بدو سے ہیں۔ آفتاب طلوع ہونے کی جانب سے ان لوگوں کی برائی اس وجہ سے ہے کہ اپنے جانوروں میں مشغول رہتے ہیں اور دین کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

Marfat.com

''آپ نے ہمیں بشارت دی ہے' مال عطا فرمائیں۔''

یہ سوال اقرع بن حابس نے کیا تھا' ان میں بادیہ کے اخلاق تھے—— یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا۔ چہرۂ مبارک کے تغیر کے دو سبب ہوئے:

☆ ایک ان کے احوال پر افسوس کی حیثیت سے کہ انہوں نے دنیا کو کیوں کر اختیار کیا۔

☆ دوسرا سبب یہ کہ اس وقت آپ کے پاس کوئی شے حاضر نہیں تھی کہ انہیں عطا فرماتے اور اس سے ان کی قلبی تالیف کرتے۔

اور ایک گروہ اہل یمن سے آیا۔ آپ نے ان سے فرمایا:

''تم لوگ بشارت کو قبول کرو۔ بنی تمیم نے جنت کی بشارت کو قبول نہیں کیا۔ دنیا کو چاہا۔'' [1]

اہل یمن نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے جنت کی بشارت کو قبول کیا۔ ہم اس لیے آئے ہیں کہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور آپ سے اس عالم کا احوال پوچھتے ہیں۔''

اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ پوچھا کہ مخلوقات میں اول کون جنس پیدا ہوئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ازل میں منفرد اور واحد تھا—— اور اس کے سوا کوئی شے نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔''

یعنی پہلے پانی پیدا کیا' پھر عرش اور کائنات سے ہر ایک شے ذکر میں لکھی یعنی لوح محفوظ میں ہر ایک چیز کا اندازہ فرمایا—— صاحب فتح الباری کا یہ کہنا کہ ایک گروہ اہل یمن سے آیا' وہ اشعریین' ابوموسیٰ اشعری کی قوم سے ہیں—— یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اہل یمن سے مراد اہل حمیر ہیں۔

ازد سے وفد:

ازد کے وفود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرد بن عبداللہ ازدی آئے اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قوم سے جو لوگ مسلمان ہوئے' ان پر حضرت صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یمن کے جو قبائل اہل شرک سے ہیں' اپنے مسلمان ساتھیوں کے ہمراہ ان سے جہاد کیا جائے۔

حضرت صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جرش میں جا کر پڑاؤ کیا۔ جرش میں عربوں کے بہت سے قبیلے تھے۔ حضرت صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان قبیلے والوں کا ایک ماہ قلعہ میں محاصرہ کیا لیکن اس قلعہ میں داخل نہ ہو سکے۔ قلعہ ایک شہر تھا۔

---

[1] یعنی جس شے کی تمہیں بشارت دی جاتی ہے' جس وقت اس کے ساتھ عمل کرو گے تو تمہیں جنت ملے گی۔

Marfat.com

حضرت صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان محصورین یعنی قلعے والوں کو چھوڑ کر اس طرح سے پلٹے گویا اپنی سرزمین کو واپس جا رہے ہیں۔ آپ قلعہ کے محاصرہ چھوڑ کر شکر نامی ایک پہاڑ کے پاس جا ٹھہرے۔ قلعہ والوں نے یہ گمان کیا کہ صرد نے ہزیمت کی حالت میں پیٹھ پھیری ہے۔ وہ لوگ اپنے قلعہ سے صرد کی تلاش میں نکلے۔ انہوں نے ساتھیوں سمیت انہیں پہاڑ کے دامن میں پا لیا۔ حضرت صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلٹے اور انہیں کثرت سے قتل کیا۔

اس واقعہ سے پہلے اہل جرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خبر معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ دونوں عشاء کے وقت حاضر ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی کس زمین میں شکر ہے؟"

دونوں جرشی کھڑے ہو گئے اور انھوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے علاقے میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام کشر ہے۔"

کشر۔ اہل جرش کا تلفظ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"وہ پہاڑ کشر نہیں ہے بلکہ وہ شکر ہے۔"

انھوں نے پوچھا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس پہاڑ کا کیا واقعہ ہے؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ کی قربانی کے اونٹ شکر کے پاس ذبح کیے جاتے ہیں۔"

شکر دراصل وہ جگہ ہے جہاں ان کی قوم کے لوگ قتل کیے گئے تھے —— راوی نے کہا کہ وہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے جو ارشاد فرمایا تھا' بیان کیا۔

دونوں حضرات نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم دونوں کو تمہاری قوم کے لوگوں کے مرنے کی خبر دی ہے۔ تم حضور کے پاس جا کر آپ سے یہ عرض کرو کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم سے اپنا عذاب اٹھا لے۔" ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ چاہا۔ آپ نے یوں دعا فرمائی:

"اللھم ارفع عنھم

وہ دونوں اجازت لے کر اپنی قوم کی طرف چل پڑے۔ انھوں نے اپنی قوم کے آدمیوں کو اس ساعت اور اس دن جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا' ویسا ہی پایا یعنی مقتول پایا۔

یہ صورت حال دیکھ کر اہل جرش کی آنکھیں کھلیں۔ وہ اپنی بستی سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بستی کے اطراف ان کے چوپایوں اونٹ' گھوڑے' کھیتی کے بیل وغیرہ کے لیے چارے کا کھیت مقرر کیا جسے حمی کہتے ہیں۔

بنی الحارث ابن کعب سے وفد :

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاول ۱۰ھ میں بنی الحارث ابن کعب کی طرف نجران میں بھیجا۔[1] اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

''انہیں تین دن اسلام کی دعوت دو۔ اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں تو ان کا اسلام قبول کر لینا۔ اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے قتال کرنا۔''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کے پاس پہنچے۔ اپنے شترسواروں کو ہر طرف بھیجا۔ وہ شترسوار لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے۔ اور ان سے یوں کہتے تھے:

اسلمو اتسلموا ! چنانچہ لوگ مسلمان ہو گئے اور جس شے یعنی اسلام کی طرف وہ بلائے گئے تھے' اس میں وہ داخل ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں ٹھہر گئے۔ آپ انہیں احکام دین' کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ نے یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھ بھیجی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ تم چلے آؤ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آ گئے — واپسی پر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بنی الحارث کا وفد بھی تھا۔ اس وفد میں:

☆ قیس بن الحصین

☆ زید بن المحجل اور ☆ شداد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

''جو لوگ تم سے قتال کرتے' تم لوگ کس سبب سے ان پر غالب ہو جاتے تھے؟''

انہوں نے عرض کیا:

''ہم لوگ جمع ہو کر جنگ کرتے اور متفرق نہیں ہوتے تھے۔ ہم ابتداء میں کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتے تھے۔''

آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے سچ کہا۔''

---

[1] نجران یمن اور ہجر کے درمیان ایک ناحیہ ہے۔ اس کا نام نجران بن زید بن سبا کے نام پر رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

قیس بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر کیا —— وہ لوگ آخر ماہ شوال یا ذی قعد میں پلٹ کے چلے گئے۔ چار ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

بنی ہمدان سے وفد :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی ہمدان سے ایک وفد حاضر خدمت ہوا۔ اس وفد میں:

☆ مالک بن النمط ☆ عمام ابن مالک ☆ عمرو بن مالک شامل تھے۔

انہوں نے یمن کی چھوٹی چھوٹی چادریں اوڑھ رکھی تھیں —— یمن کے شہر عدن کے عمامے باندھے ہوئے تھے۔ اور مہریا اور ارحبیہ اونٹوں پر سوار تھے۔ یعنی لباس اور سواری میں تجمل سے آئے تھے۔ مالک بن النمط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ رجز پڑھ رہے تھے:

الیک جا وزن سواد الصیف الریف

فی ہیوات الصیف والخریف

مخطمات بجبال الالیف

علماء نے حضرت مالک بن النمط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کثیر کلام حسن وفصیح ذکر کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے ایک خط لکھا اور انہوں نے جو شے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگی تھی۔ اس کتابت میں آپ نے انہیں جاگیر لکھ دی اور حضرت مالک بن النمط کو ان لوگوں پر امیر مقرر کیا اور عامل بنایا۔ بنی ثقیف کے قتال کے لیے انہیں حکم فرمایا۔

بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض اہل یمن کی طرف بھیجا۔ وہ بنی ہمدان تھے تاکہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اسلام کی طرف بلائیں —— حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جانے والوں میں، میں بھی شامل تھا۔ ہم نے وہاں چھ ماہ قیام کیا۔ ہم ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے مگر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بھیج دیں مگر جو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ گئے ہیں، انہیں وہیں رہنے دیں یعنی ان کے ہمراہی وہیں رہیں۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان ہمراہیوں میں، میں بھی تھا جو کہ اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

Marfat.com

ہمرکاب تھا۔ جب ... لوٹ کے پہنچے تو وہ لوگ ہماری طرف جنگ کی تیاری سے نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ انہوں نے انکار کرتے ہوئے تیر اور پتھر چلائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے بیس آدمی مارے گئے۔ اور باقی بھاگ گئے' بکھر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھوڑے لوگوں کو قتل سے چھوڑ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد پھر ہم نے اپنی ایک صف جنگ کے لیے بنائی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سامنے آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں سے ملحق ہو گئے۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ اور ان کے روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پڑھا۔ خط سنتے ہی تمام بنی ہمدان مسلمان ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا کہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پڑھا تو آپ سجدہ میں گر پڑے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا:

اسلام علی همدان

اس واقعہ کی اصل حدیث صحیح بخاری میں ہے' اس سے پہلے جو بیان ہوا یہ اس سے اصح حدیث ہے۔ ہمدان ثقیف سے قتال نہیں کرتے تھے اور نہ ان کے چرنے والے جانور لوٹتے تھے۔ اس لیے کہ ہمدان یمن میں تھے اور ثقیف طائف میں رہتے تھے۔ ابن القیم نے یہ بات ''ہدی النبوی'' میں کہی ہے۔

مزینہ سے وفد:

بیہقی اور امام احمد نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مزینہ سے ہم چار سو آدمی حاضر ہوئے۔ جب ہم نے لوٹ جانے کا ارادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''ان لوگوں کو زادِ راہ دے دو۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرے پاس وہ شے نہیں ہے جو ان کو زادِ راہ دوں۔ مگر کچھ کھجوریں ہیں۔ مجھے گمان نہیں کہ ان سب آدمیوں کو پوری ہو جائیں یعنی کفایت کر سکیں۔''

یعنی کھجوریں تھوڑی مقدار میں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''عمر جاؤ اور ان سب کو زادِ راہ دو۔''

راوی نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور انہیں اپنے مکان میں داخل کیا' پھر انہیں ایک چوبارے پر چڑھایا۔ جب ہم چوبارے میں داخل ہوئے تو اچانک اپنے سامنے اوراق اونٹ کی مثل کھجوروں کا ڈھیر موجود پایا۔ لوگوں نے اپنی اپنی حاجت کے مطابق کھجوریں لے لیں۔ حضرت نعمان جو کہ راوی ہیں' بتلاتے ہیں کہ جو لوگ کھجوریں لے

Marfat.com

کر نکلے تھے' میں ان سب کے آخر میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ جس جگہ کھجوریں تھیں' ایک کھجور بھی اپنی جگہ سے کم نہ ہوئی تھی' جیسے تھیں' ویسے ہی رہیں۔ یہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے ہیں کہ:

☆ کھجوریں کم مقدار میں تھیں' زیادہ ہو گئیں۔

☆ چار سو آدمیوں کو دے دینے کے بعد بھی کھجوروں میں کچھ کمی نہ آئی۔

بنی دوس سے وفد:

بنی دوس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں خیبر میں حاضر ہوا۔ ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے سیرت میں لکھا ہے کہ حضرت طفیل بن عمر الدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ معظمہ میں آیا۔ اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے---- حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شریف آدمی اور معروف شاعر و لبیب تھے۔ قریش آ کر ان سے ملے اور انہیں بہکانے کی کوشش کی اور کہنے لگے:

"تم ہمارے علاقے میں آئے ہو۔ یہاں ایک شخص نے ہم میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ اور ہمارا دینی سلسلہ بکھیر کر رکھ دیا ہے کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اس شخص کی باتوں میں وہ جادو ہے کہ:

☆ اس کا کلام باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔

☆ اس کا کلام بھائیوں کے درمیان جدائی کرتا ہے۔

☆ اس کا کلام مرد اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کر دیتا ہے۔

ہم لوگ تجھ پر اور تیری قوم پر اس کلام سے خوف کرتے ہیں جو فتنہ میں ڈالتا ہے---- اور ہم پر وہ فتنہ داخل ہوا ہے۔ تو اس شخص سے کوئی بات نہ کر نہ اس سے کوئی بات سن' تاکہ تو فتنہ میں نہ پڑے۔"

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کے لوگ مجھ سے یہی کہتے رہے۔ آخر کار میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں آپ سے نہ کوئی بات سنوں اور نہ کوئی بات کروں۔ صبح کو میں آپ کی طرف اگر جاؤں تو اپنے دونوں کانوں میں اس خوف سے روئی رکھ لوں کہ آپ کی باتوں میں سے کچھ مجھ تک پہنچے۔

دوسرے دن صبح کے وقت میں مسجد کی طرف گیا۔ اچانک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ کے نزدیک کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آپ سے قریب کھڑا ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت نے یہ چاہا کہ آپ کا کچھ کلام مجھے سنوائے---- میں نے اس کے کرم سے کلام حسن سنا۔ ایسا کلام کہ جسے سنتے ہی میں نے خود سے کہا:

"میری ماں مجھے روئے۔ واللہ! میں صاحب عقل آدمی ہوں' شاعر ہوں۔ مجھ پر حسن قبیح سے مخفی نہیں رہتا ہے۔ مجھے ایسی کون سی چیز اس بات نے روکنے والی ہے کہ میں اس شخص سے وہ بات سنوں جو یہ شخص بات کہتا ہے۔ اگر حسن ہے تو قبول کر لوں گا اور اگر بات قبیح ہو گی تو میں اسے ترک کر دوں گا۔

Marfat.com

چنانچہ میں کھڑا انتظار کرتا رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان کی طرف تشریف لائے۔ میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ جس وقت آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے' میں بھی آپ کے پاس داخل ہوا۔ میں نے عرض کیا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کی قوم نے مجھ سے ایسا ایسا کہا۔ واللہ! قوم کے لوگ مجھے آپ سے خوف ہی دلاتے رہے حتیٰ کہ میں نے اپنے دونوں کان روئی سے بند کر لیے تاکہ آپ کی بات ہی نہ سنوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا انکار فرمایا اور یہ اس کی رحمت ہوئی کہ میں آپ کی بات سنوں۔ میں نے کلام حسن سنا' آپ اپنا امر میرے سامنے پیش فرما دیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سامنے اسلام کو پیش کیا اور بعض قرآن شریف مجھے سنایا۔ واللہ! میں نے کوئی کلام اس سے احسن ہرگز نہیں سنا اور کوئی امر قرآن کے احکام سے اعدل نہیں سنا —— میں مسلمان ہو گیا اور میں نے شہادت حق ادا کی۔ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنی قوم میں وہ آدمی ہوں کہ لوگ میری اطاعت کرتے ہیں —— میں اپنی قوم کی طرف لوٹنے والا ہوں۔ اور انہیں اسلام کی طرف بلانے والا ہوں —— آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا فرمائیں کہ میرے لیے کوئی نشانی پیدا کر دے تاکہ جس شے کی طرف میں ان لوگوں کو بلاؤں' وہ علامت میرے لیے مددگار ہو۔''

آپ نے یہ دُعا فرمائی: اللهم اجعل له............

طبرانی کے نزدیک یہ دُعا اس طرح ہے: اللهم نور له ....

ابن الجوزی نے یہ کلمات لکھے ہیں: اللهم اجعل له نورا ....

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اپنی قوم کی طرف نکلا۔ جس وقت میں پہاڑ کی گھاٹی میں تھا' نیچے کے لوگ دیکھتے تھے —— میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک ایسا نور واقع ہو گیا کہ جو چراغ کی مثل تھا۔ میں نے یہ دعا مانگی:

اللهم فی غیر وجهی

''اے اللہ! میرے چہرہ کے غیر میں یہ علامت پیدا کر دے۔ میں یہ خوف کرتا ہوں کہ میری قوم کے لوگ کہیں گے کہ یہ مثلہ ہے کہ دین چھوڑنے کی وجہ سے میرے چہرے میں واقع ہو گیا ہے۔''

وہ نور میرے چہرے سے پھر گیا اور میرے کوڑے کے سرے پر واقع ہو گیا جیسے کہ قندیل معلق ہوتا ہے اور میں اسی حال میں اس گھاٹی سے اپنی قوم کے لوگوں کی طرف اتر رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں ان کے پاس آیا اور ان میں صبح کی۔

جب میں اپنے مکان میں آیا' میرا باپ میرے پاس آیا۔ میرا باپ ایک بوڑھا آدمی تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا:

''میرے پاس سے ہٹ جاؤ تم مجھ سے نہیں ہو اور میں تم سے نہیں ہوں۔''

Marfat.com

میرے باپ نے مجھ سے پوچھا: ''اے میرے پیارے بیٹے! یہ کس لیے ہے؟''

میں نے کہا:

''میں مسلمان ہوگیا ہوں اور دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع ہوگیا ہوں۔''

میرے باپ نے کہا:

''اے میرے پیارے بیٹے! میرا دین تیرا دین ہے۔''

میں نے اپنے باپ سے کہا:

''آپ جائیں اور غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کریں' پھر آپ آئیں جو شے مجھے سکھائی گئی ہے میں آپ کو تعلیم کروں گا۔''

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا باپ گیا' اس نے غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کیے' پھر وہ آیا۔ میں نے اس کے سامنے اسلام کو پیش کیا۔ وہ مسلمان ہوگیا۔ پھر میری بیوی آئی۔ میں نے اس سے کہا:

''مجھ سے دور ہو' میں تیرا شوہر نہیں ہوں اور نہ تو میری بیوی ہے۔''

اس نے پوچھا:

''بات کیا ہے؟ یہ کس لیے ہے؟''

میں نے کہا:

''اسلام نے میرے اور تیرے درمیان جدائی کر دی ہے۔ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا تابع ہوگیا ہوں۔''

میری عورت بولی:

''میرا دین تیرا دین ہے۔''

میری زوجہ مسلمان ہوگئی۔ پھر میں نے بنی دوس کو اسلام کی طرف بلایا۔ انہوں نے میرے پاس آنے میں دیر کی اور تنہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ میں آیا اور عرض کیا:

یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اہل دوس پر بددعا فرما دیں۔ دوس زانی ہیں۔ ان کا زنا مجھ پر غالب آ گیا۔''

وہ جانتے ہیں کہ جب مسلمان ہو جائیں گے' انھیں زنا سے ممانعت ہوگی۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے عرض کیا:

''اہل دوس عاصی ہوگئے اور انہوں نے اسلام سے انکار کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ان پر بددعا فرمائیں۔''

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

"اللھم اھد دوسا ."(اے میرے اللہ! تو دوس کو ہدایت کر۔"

پھر آپ نے مجھ سے فرمایا:

"تم اپنی قوم کی طرف پلٹ کے جاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ' اور ان کے ساتھ نرمی کرو۔"

میں ارشاد عالی کے مطابق اپنے لوگوں کی طرف پلٹ کے آیا۔ میں سرزمین دوس میں ہمیشہ رہا کرتا' انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا کرتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تشریف فرما تھے جبکہ میں حاضر خدمت ہوا۔ میرے ہمراہ اہل دوس کے ستر یا اسی گھرانے تھے۔ میں نے انہیں مدینے میں اتارا۔ پھر ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لاحق ہو گئے۔

بخاری' ابن خذیمہ' طحاوی اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم اسی گھرانے دوس کے مدینہ منورہ میں آئے۔ ہم نے صبح کی نماز سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی۔ انھوں نے پہلی رکعت میں سورۂ مریم اور دوسری میں ویل للتمقین پڑھی۔ جب انہوں نے اذاکتالو اعلی الناس یستوفون پڑھا۔ میں نے دل میں کہا کہ میں نے اپنے چچا کو چھوڑ دیا۔ اس کے دو کیل ہیں۔ جس وقت وہ آپ لیتا ہے تو پورا کیل لیتا ہے' اور جس وقت وہ دوسرے کو دیتا ہے تو ناقص کیل دیتا ہے۔ ہم لوگ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو کسی کہنے والے نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تشریف رکھتے ہیں اور وہ آپ لوگوں کے پاس مدینہ منورہ میں آنے والے ہیں۔"

میں نے کہا:

"میں سنوں گا' آپ جس جگہ ہیں میں آپ کے پاس جاؤں گا۔"

ہم لوگوں کو سباع نے زاد راہ دیا۔ ہم لوگ خیبر میں آئے۔ ہم جب حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے نطاۃ قلعہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور کتیبہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ ہم وہاں تب تک ٹھہرے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہم پر فتح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں کی غنیمت سے دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہمیں بھی حصہ دیا۔

یہ واقعہ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقدم اسلام پر دلالت کرتا ہے —— ابن ابی حاتم نے جزم کیا ہے کہ طفیل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خیبر میں آئے گویا حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ آنا دوسری بار تھا۔

نجران کے نصاریٰ سے وفد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نصاریٰ نجران کے وفد آئے۔ وہ لوگ عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ ان کی نماز کا وقت ہو گیا۔ وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور مسجد نبوی ہی میں نماز پڑھنے لگے۔ صحابہ کرام نے انہیں منع کرنے کا

Marfat.com

ارادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔ انہوں نے مشرق کی طرف منہ کیا اور اپنی نماز ادا کی۔

یہ لوگ ساٹھ شتر سوار تھے۔ ان میں سے چوبیس آدمی ان کے اشراف سے تھے۔ ان اشراف میں سے تین آدمی ایسے تھے کہ سب کے اموران کی طرف رجوع کرتے تھے:

☆ عاقب امیر قوم' ان کا ذی رائے' اور ان کا صاحب مشورہ تھا—— عاقب کا نام عبدالمسیح تھا۔

☆ سید ان کا راستوں کا رہنما یعنی کوچ تھا۔ اس لیے کہ وہ راستوں سے واقف تھا—— ان کی رائے کے وقت جمع ہونے کی جگہ تھا۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ سید کا نام ایہم تھا—— ایک روایت کے مطابق اس کا نام شرجیل تھا۔

☆ ابوحارثہ بن علقمہ' بکر بن وائل کا بھائی تھا—— یعنی بکر بن وائل کے قبیلہ سے تھا—— اس نے نصاریٰ نجران میں شرف پایا تھا' اور ان کے مذہب کی کتابیں پڑھی تھیں۔ روم کے جو بادشاہ نصرانی تھے' انہوں نے اسے بزرگی دی تھی اور اس کے لیے وظیفہ مقرر کیا تھا۔

وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر' آپ کی شان اور آپ کی صفت کو ان کتب متقدمہ سے پہچانتا تھا جن کو اس نے پڑھا تھا—— لیکن اس کے جہل نے اسے نصرانیت پر ہمیشہ رہنے کے لیے اس وجہ سے بھڑکایا تھا کہ اہل نصرانیت اس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور وہ ان میں وجاہت رکھتا تھا اور وہ اس بات کو دیکھتا تھا کہ میں بڑا آدمی ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام کی طرف بلایا اور ان کے سامنے قرآنِ شریف پڑھا۔ انہوں نے اسلام سے انکار کیا۔ آپ نے ان سے ارشاد فرمایا:

''جو بات میں کہتا ہوں اگر تم لوگ اس سے انکار کرتے ہو' تو تم لوگ آؤ میں تم سے مباہلہ کرتا ہوں۔''

یعنی ہم اس طور سے لعنت کریں کہ ہم سے ہر ایک جھوٹے پر لعنت کرے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين

بہلہ کا معنی لعنت ہے۔ اس کی اصل ترک کرنا ہے۔ عرب لوگ کہتے: **بهلت الناقة** یعنی میں نے اونٹ کو صرار کے بغیر چھوڑ دیا—— صرار ایک ڈورا ہوتا ہے جو کہ اونٹ کے تھن میں باندھ دیتے ہیں تاکہ بچے کو دودھ نہ پلا سکے۔

صحیح بخاری میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ سید اور عاقب قوم نجران کے دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ وہ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ آپ سے مباہلہ کریں۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا:

''تو ایسا نہ کر'' یعنی مباہلہ نہ کر۔

☆ ابونعیم کے مطابق مباہلہ کی دعوت دینے والا سید ہے۔

Marfat.com

☆ ایک اور روای نے کہا ہے کہ وہ عاقب ہے' اس لیے کہ وہ ان کا مشیر تھا۔

☆ کتاب زیادات یونس بن بکیر بین مغازی میں ہے کہ مباہلہ کے لیے کہنے والا شرجیل ہے۔ اس منع کرنے والے نے کہا:

''واللہ اگر یہ شخص نبی ہے اور اس سے مباہلہ کریں گے تو ہم لوگ صلاح نہ پائیں اور نہ ہمارے بعد ہمارے پس ماندہ رہیں گے۔''

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں لفظ ''ابداً'' کا اضافہ کیا ہے۔ پھر سید اور عاقب دونوں نے کہا کہ:

''آپ جو چاہتے ہیں ہم آپ کو وہ دیں گے —— آپ ہمارے ساتھ ایک امین شخص کو بھیجیں' کسی غیر امین کو نہ بھیجیں۔''

آپ نے ان سے فرمایا:

''میں ضرور ایسے امین آدمی کو بھیجوں گا جو برحق امین ہے۔''

صحابہ کرام ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ اس کام کے لیے کس کا انتخاب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوعبیدہ بن الجراح! اٹھو......''

جب وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ شخص اس امت کا امین ہے۔''

یونس بن بکیر کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصاریٰ نجران سے دو ہزار حلوں پر مصالحت کر لی۔ ایک ہزار وہ رجب میں دیں گے اور ایک ہزار وہ ماہ صفر میں ادا کریں گے۔ اور ہر ایک حلہ کے ساتھ ایک اوقیہ بھی ٹھہرایا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

یونس بن بکیر نے اس خط کو جوان لوگوں کے درمیان لکھا گیا ہے مطول طور پر بیان کیا ہے۔ شامی اور ابن سعد نے لکھا کہ اس کے بعد سید اور عاقب پلٹ کے مدینہ کو آئے اور مسلمان ہو گئے۔[1]

رومی عامل فردہ بن عمرو الجذامی سے وفد:

فردہ بن عمرو الجذامی کا قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ کو ان کے اسلام لانے کی خبر دی —— معان نامی ایک پہاڑ کے دامن میں فردہ کا مقام تھا۔ معان پہاڑ کے اردگرد شام کی زمین ہے اور معان وہ جگہ ہے جہاں اونٹ

---

[1] اس حدیث شریف میں یہ ہے کہ جس وقت مخالف ظہور حجت کے بعد اصرار کرے تو ایسے کے ساتھ مباہلہ کرنا مشروع ہے اور یہ واقعہ سلف اور خلف کے علما ایک جماعت کے لیے واقع ہوا ہے کہ اظہار حجت کے بعد مخالف سے مباہلہ کیا ہے۔ یہ بات تجربے کی بناء پر کہی گئی ہے کہ جو شخص مباہلہ کرے اور وہ مبطل ہو مباہلہ کرنے کے دن سے اس پر ایک سال نہ گزرے گا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔

Marfat.com

اور گھوڑے روکے جائیں۔

حضرت فردہ بن عمرو الجذامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسعود ابن سعد الجذامی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک خچر بھیجا۔ جس کے دو نام لیے جاتے ہیں: بیضا اور فضہ۔

روم والوں کو جب فردہ کے اسلام کی خبر ملی تو انہوں نے انہیں طلب کیا اور انہیں گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر فلسطین میں عفرا نامی پانی پر سولی دے کر شہید کر دیا۔

بنی سعد بن بکر سے وفد:

امام احمد اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ضمام اپنے اونٹ پر مسجد کو آئے۔ اونٹ کو بٹھلایا پھر اس کے زانو باندھے' پھر وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر پوچھا:

''تم میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون شخص ہے؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کے درمیان تکیہ سے بیٹھے تھے یا سیدھے فرش پر بیٹھے تھے۔ ہم نے اسے جواب دیا:

'یہ شخص جو تکیہ سے بیٹھا ہے اور گورے رنگ کا ہے۔''

اس شخص نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا: ''یا ابن عبدالمطلب!''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''تو نے جو کچھ کہا' میں نے سنا۔''

اس شخص نے کہا:

''میں آپ سے سوال کرنے والا ہوں' میں آپ سے سختی سے سوال کروں گا۔ آپ اپنے نفس میں مجھ پر غضب ناک نہ ہوں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''جو بات تجھ پر ظاہر ہوئی ہے' وہ پوچھ۔''

اس نے کہا:

''آپ کے رب اور جو لوگ آپ سے پہلے ہوئے' ان کے رب کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کل آدمیوں کی طرف بھیجا ہے؟'' آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"اللھم نعم" اے اللہ! بے شک۔

پھر اس نے کہا:

"میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے؟"

آپ نے فرمالیا: "اللھم نعم"

پھر اس نے کہا:

"میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سال کے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے حکم فرمایا ہے؟"

آپ نے فرمایا: "اللھم نعم"

اس نے پوچھا:

"میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ یہ آپ ہمارے غنی لوگوں سے صدقہ مفروضہ لیں' اور اسے ہمارے فقیروں میں آپ تقسیم کریں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللھم نعم

اس شخص نے کہا:

"آپ جو شے لائے ہیں میں اس کے ساتھ ایمان لایا۔ میری قوم کے جو لوگ میرے اس طرف ہیں' میں ان کا قاصد ہوں۔ اور میں ضمام بن ثعلبہ اخ سعد بن بکر ہوں"۔ یعنی اس قبیلہ سے ہوں۔

ابن سعد نے اپنے مغازی میں اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ ضمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

"کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ امر کیا ہے کہ ہم لوگ اس کی تنہا عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کریں —— اور ان شریکوں کو کہ جن کی عبادت ہمارے باپ دادا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ کرتے تھے' ہم ترک کر دیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللھم نعم

ضمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد شہادت دی:

اشھدان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ

اور یہ بھی کہا:

"میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جس شے سے آپ نے مجھے منع فرمایا ہے میں اس سے منع رہوں گا —— پھر میں زیادہ

Marfat.com

کروں گا نہ کم۔“

پھر ضمام پلٹ کے چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اگر اس نے سچ کہا تو جنت میں داخل ہوگا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ضمام سخت اور سرخ و سپید مرد تھا۔ اس کی دو زلفیں تھیں۔ پھر وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس کے زانو باندھنے کی رسی کھولی' پھر مدینہ منورہ سے نکلا۔ اپنی قوم میں پہنچا تو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سب سے پہلی بات جو اس نے کہی' یہ تھی:

”لات اور عزیٰ برے ہیں۔“

ان لوگوں نے کہا:

”اے ضمام!

ٹھہر یہ نہ کہو۔ اے ضمام! برص و جنون اور جذام سے ڈر۔“

ضمام نے کہا: ”تم کو ہلاکت ہو۔ لات اور عزیٰ نہ ضرر دیتے ہیں اور نہ نفع پہنچاتے ہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایک رسول بھیجا ہے۔ اس رسول پر اپنی کتاب نازل کی ہے —— جس بلا میں تم لوگ تھے' اللہ تعالیٰ نے اس رسول کے سبب تمہیں اس سے چھڑایا ہے۔ اور میں یہ شہادت دیتا ہوں:

اشھدان لاالہ اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ

جس شے کے ساتھ اس رسول نے تم لوگوں کو امر کیا ہے' وہ شے لایا ہوں' اور جس شے سے تمہیں منع کیا ہے' وہ لایا ہوں۔“

وہ اوامر و نواہی ہیں۔ واللہ! اس دن میں کسی مرد اور عورت نے اپنی قیام گاہ میں شام نہیں کی مگر وہ اسی دن مسلمان ہو گئی تھی —— ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ضمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرف کی دو عظیم شہادتیں بیان فرمائیں:

☆ ہم نے قوم کے کسی وافد کو نہیں سنا کہ وہ ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔

☆ سوال کرنے اور مختصر کہنے میں ضمام سے احسن نہیں دیکھا گیا۔

بنی محارب سے وفد:

بیہقی نے جامع بن شداد محاربی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے طارق بن عبداللہ نامی ایک شخص نے حدیث بیان کی ہے کہ میں سوق ذی المجاز میں کھڑا ہوا تھا۔ ایک شخص آیا وہ یہ کہہ رہا تھا:

”اے لوگو! لاالہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے۔“

ایک آدمی یہ کہنے والے کو پیچھے سے پتھر مار رہا تھا۔ پتھروں کی مار سے اس کے پاؤں کے ٹخنے خون آلود تھے۔ پتھر مارنے

Marfat.com

والا کہہ رہا تھا:

اے لوگو! یہ جھوٹا ہے تم اس کی تصدیق نہ کرو۔"

میں نے پوچھا:

"یہ شخص کون ہے جو اسے جھٹلا رہا ہے اور ایذا رسانی کر رہا ہے۔"

لوگوں نے کہا: "یہ بنی ہاشم کے خاندان کا ایک مرد ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔"

پھر میں نے پوچھا: "وہ کون ہے جو اسے پتھر مار رہا ہے۔"

لوگوں نے کہا: "یہ اس لڑکے کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب ہے۔"

راوی نے کہا کہ جب لوگ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے ہجرت کی۔ ہم لوگ ربذہ سے مدینہ منورہ کے ارادہ سے نکلے تا کہ مدینہ کی کھجور لاد کر لائیں۔ جب ہم مدینہ کے باغوں اور اس کے درختوں کے قریب پہنچے تو ہم نے کہا کہ کاش ہم اتر پڑتے اور ان موجودہ کپڑوں کے بدلے اپنے کپڑے بدل لیتے۔

اچانک ہم نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنی دو چادروں میں تھا۔ اس نے سلام کیا اور پوچھا:

"یہ قوم کہاں سے آئی ہے؟"

ہم نے کہا: "ربذہ سے یہ لوگ آئے ہیں۔"

اس نے کہا: تم لوگ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟"

ہم نے بتلایا کہ ہم مدینہ منورہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔" اس نے پوچھا:

"مدینہ میں تمہاری کیا حاجت ہے؟"

ہم نے کہا کہ مدینہ کی کھجوریں لینی ہیں۔

طارق بن عبداللہ نے بتایا کہ ہمارے ساتھ ہماری ایک پردہ نشین عورت تھی۔ ہمارے ساتھ ایک سرخ اونٹ تھا جس کے مہار لگی ہوئی تھی۔ اس شخص نے پوچھا:

"کیا تم اپنا یہ اونٹ بیچتے ہو؟"

ہم نے کہا:

"ہاں اتنی اتنی کھجوروں کے صاعوں کے بدلے ہم یہ اونٹ فروخت کرتے ہیں۔"

اس شخص نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اسے لے گیا۔ جب وہ آدمی مدینہ کے باغوں اور درختوں کی اوٹ میں ہو گیا تو ہم نے آپس میں کہا:

Marfat.com

''یہ ہم نے کیا کیا...... واللہ ہم نے اپنا اونٹ اس شخص کے ہاتھ نہیں بیچا جسے ہم پہچانتے ہوں اور نہ ہم نے اس کی قیمت لی۔''

وہ پردہ نشین جو ہمارے ساتھ تھی' وہ یہ کہتی تھی:

''واللہ! میں نے اس شخص کو دیکھا' گویا اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا ہے۔ تمہارے اونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں۔''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ اس پردہ نشین عورت نے ان سے کہا:

''آپس میں ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو۔ میں نے ایسے مرد کے چہرہ کو دیکھا ہے کہ وہ تم سے بے وفائی نہ کرے گا۔ میں نے چودھویں رات کے چاند سے اشبہ کوئی شے اس کے چہرے سے نہیں دیکھی۔''

یعنی آپ ہی کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے اور کوئی شے اس سے مشابہ نہیں ہے۔ وہ عورت یہ کہہ رہی تھی:

''اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک شخص آیا۔ اس نے ہم سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں —— مجھے انہوں نے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ انہوں نے کہا تم کھاؤ اور پیٹ بھرلو۔ ناپ لو اور پورے کرلو —— ہم نے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ ہمارا پیٹ بھر گیا —— پھر ہم نے ناپ لیے اور پورے لے لیے۔

اس کے بعد ہم مدینہ میں داخل ہوئے جبکہ ہم مدینہ منورہ کی مسجد میں داخل ہوئے۔ ہم نے اچانک اسی مرد کو دیکھا کہ وہ منبر پر کھڑا ہے اور لوگوں کو خطبہ سنا رہا ہے۔ ہم نے آپ کے بعض خطبہ کو پایا۔ وہ بعض خطبہ یہ تھا' آپ فرماتے تھے:

تصدقون فان الصدقة خير لكم اليد العليا خير من اليد السفلى

بنی کندہ کے بطن' سکون سے وفد:

سکون یمن میں بنی کندہ کا ایک بطن ہے۔ وہاں سے تیرہ افراد پر مشتمل ایک وفد حاضر خدمت ہوا۔ اپنے اموال کے صداقت جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیے تھے' اپنے ساتھ لائے —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے مسرور ہوئے اور ان کے ٹھہرنے کے لیے عمدہ جگہ ٹھہرائی —— اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''ان کی ضیافت احسن طور پر کریں۔''

وہ لوگ بہت کم ٹھہرے۔ پھر وہ لوگ واپس جانے کے لیے وداع کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''وفود کو جو انعام دیا جاتا ہے' اس سے بڑھ کر ان لوگوں کو انعام دیں۔''

انعام دینے کے بعد آپ نے ان سے دریافت فرمایا:

Marfat.com

''کیا تم لوگوں میں سے کوئی شخص باقی رہ گیا؟''

انہوں نے عرض کیا:

''ایک لڑکا باقی رہ گیا ہے' جسے ہم کجاووں اور اونٹوں میں چھوڑ آئے ہیں۔ وہ ہم لوگوں سے کم سن ہے۔''

آپ نے ان سے فرمایا:

''اس لڑکے کو ہمارے پاس بھیج دو۔''

وہ لڑکا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری حاجت میرے اصحاب کی حاجت کی مثل نہیں ہے۔ اگرچہ وہ اسلام میں رغبت کرنے والے ہیں۔ واللہ! مجھے میرے علاقہ سے کسی حاجت نے نہیں نکالا مگر صرف ایک طلب نے کہ آپ لیے یہ دعا فرما دیں کہ وہ:

''میری مغفرت کرے—— مجھ پر رحم کرے—— اور میرے دل میں غنا پیدا کرے دے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

''اللھم اغفرہ ارحمہ واجعل غناہ فی قلبہ''

پھر اس نے اس لڑکے کے لیے حکم دیا کہ

''اس کے ہمراہیوں میں ایک آدمی کو جو انعام دیا گیا ہے' اتنا ہی انعام اسے بھی دیا جائے۔''

پھر لوگ اپنے اہل کی طرف لوٹ گئے—— ان لوگوں کی ۱۰ھ میں مقام منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا:

''وہ لڑکا کہاں ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:

''ہم نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھا اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے اسے نصیب کی ہے' اس چیز کے ساتھ اس سے زیادہ قناعت کرنے والا ہم نے دیکھا نہ سنا...... اگر لوگ تمام دنیا کو تقسیم کر دیں' پھر بھی وہ دنیا کی طرف نظر نہیں کرے گا اور نہ اس کی طرف التفات کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اس کے حق میں قبول فرمائی۔

بنی سعد ہذیم سے وفد:

واقدی علیہ الرحمہ نے ابن نعمان سے اور انہوں نے اپنے باپ نعمان سے روایت کی ہے جو بنی سعد ہذیم سے تھے۔ میں اپنی قوم کے ایک گروہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔

Marfat.com

ہم مدینہ کے ایک ناحیہ میں اترے۔ پھر ہم اپنی قیام گاہ سے مسجد الحرام (مسجد نبوی) کے ارادے سے نکلے۔ ہم ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ وہ وہاں نماز جنازہ ہو رہی تھی۔ ہم نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوئے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کریں اور آپ سے بیعت کریں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پلٹ کے آئے اور ہمیں دیکھا تو ہم سے پوچھا:

''تم کن لوگوں سے ہو؟''

ہم نے عرض کیا:

''ہم بنی سعد ہذیم سے ہیں۔''

آپ نے دریافت فرمایا:

''کیا تم مسلمان ہو؟''

ہم نے عرض کیا:

''بے شک ہم مسلمان ہیں۔''

آپ نے ہم سے پوچھا:

''تم لوگوں نے اپنے بھائی پر نماز کیوں نہیں پڑھی؟''

ہم نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے گمان کیا کہ جب تک ہم کو بیعت نہ کریں' ہمیں نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''تم جہاں کہیں مسلمان ہوئے ہو' تم مسلمان ہو۔''

پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر ہم اپنے سواری کے اونٹوں کی طرف پلٹ کے آئے۔ ہم لوگوں میں جو کم عمر تھا' اسے ہم نے اونٹوں میں چھوڑ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طلب میں کسی کو بھیجا۔ ہم اس شخص کے ہمراہ آپ کے پاس پہنچے —— وہ چھوٹا لڑکا جو اونٹوں میں رہ گیا تھا وہ آپ کی طرف بڑھا۔ اس نے اسلام پر بیعت کی' ہم نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ ہم سے زیادہ چھوٹا ہے اور ہمارا خادم ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''اصغر القوم خادمہم

راوی نے کہا:

"واللہ! ہم لوگوں میں وہ لڑکا نیک تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے سبب ہم لوگوں سے زیادہ قاری تھا۔ پھر آپ نے اسے ہم پر امیر بنایا۔ وہ ہماری امانت کرتا تھا۔ پھر ہم اپنی قوم کی طرف پلٹ کے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اسلام نصیب کیا۔"

بنی فزارہ سے وفد:

امام ابوالربیع سالم اندلسی نے اپنی کتاب "الاکتفا" میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور تین خلفاء کے مغازی کے بارے میں ہے کہا ہے کہ رمضان ۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے پلٹ کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ بنی فزارہ سے انیس (۱۹) آدمیوں کا ایک وفد آیا —— اس وفد میں خارجہ بن حصن اور عیینہ بن حصن کا برادر زادہ حر بن قیس بھی تھے اور وفد کے تمام شرکا میں سب سے چھوٹا تھا۔

یہ لوگ اسلام کا اقرار کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ان کے شہروں کا احوال پوچھا۔ ان میں سے ایک نے کہا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے شہر قحط زدہ ہو گئے۔ ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے کہ انہیں چارہ نہیں ملا۔ ہمارا قرب و جوار قحط زدہ ہو گیا اور بچے بھوکے ہو گئے (کہ انہیں کھانا نہیں ملتا)۔ آپ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ پانی برسائے۔ اور اپنے رب سے آپ ہماری شفاعت کیجیے اور آپ کا رب آپ سے ہماری شفاعت کرے۔"

اس لفظ کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت تعجب کیا کہ "اللہ تعالیٰ مجھ سے شفاعت کرے۔" آپ نے فرمایا:

"سبحان اللہ ویلک [1] میں تیری شفاعت اپنے رب سے کروں گا۔ وہ کون شخص ہے جس سے ہمارا رب شفاعت کرے۔ اس کی صفت یہ ہے لاالہ الاھو العلی العظیم واسع کرسیہ السمٰوات والارض (اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کا احاطہ کیے ہوئے ہے) اس کی کرسی اس کی عظمت اور جلال کے سبب چرچراہٹ کرتی ہے جیسے نیا کجاوا راکب کے بیٹھنے سے چرچراہٹ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری اس انتہا تنگی رزق پر ضرور ہنسے گا۔"

یعنی تم کو بڑا ثواب عطا کرے گا۔ ضحك کے لازم معنی یہ ہوئے کہ غنی سائل کی حالت دیکھ کر تبسم کرتا ہے اور اسے عطا کرتا ہے۔

خلاصہ معنی یہ ہے کہ تم لوگوں کو جو تنگی رزق کی شدت ہے اس کے ساتھ کشائش متصل ہے اور فریاد رسی زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر تبسم کرے گا یعنی عطا کرے گا۔

---

[1] ویل کلمہ عذاب ہے۔ آپ نے کہنے والے سے زجر کے طور پر فرمایا تاکہ اس کلمہ کا اعادہ نہ کرے۔ وہ اگرچہ قریب میں مسلمان ہوئے تھے۔ وہ ایسا کلمہ کہنے سے معذور تھے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل سے اس سے پہلے فرمایا تھا کہ آپ منبر پر تشریف نہیں لے گئے تھے۔ شاید اس کا علم آپ کو وحی سے ہوا تھا۔ اعرابی نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا اللہ تعالیٰ ہنستا ہے؟''

''آپ نے فرمایا: ''بے شک!''

اعرابی نے کہا:

''وہ رب جو ہنستا ہے اس کی خیر کی ہم آپ سے کمی نہیں کریں گے۔ آپ کی وجہ سے ہمیں خیر حاصل ہوگی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کی اس بات پر مسکرائے اور منبر پر چڑھے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ لوگوں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ (آپ کی بغل نہایت صاف اور نورانی تھی' لوگوں نے اس کی سپیدی دیکھی) آپ نے یہ دعا فرمائی:

''اللهم اسق بلادك الميت اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريعا طبقاً واسعا عاجلا غير آجل نافعا غير ضار اللهم سقيا رحمة لاسقيا عذاب ولاهدم ولاغرق ولامحق اللهم اسقنا الغيث وانصرنا على الاعداء ــــ الحديث

اس حدیث کو ابن سعد نے اور بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کیا ہے۔

بنی اسد سے وفد:

یہ دس آدمیوں کا گروہ تھا۔ ان میں وابصہ بن معبد اور طلیحہ بن خویلد تھے۔ یہ جب حاضر خدمت ہوئے' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے ــــ اس وفد میں سے کلام کرنے والے شخص نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم نے شہادت دی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ــــ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے ــــ اور یہ شہادت دی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ہم لوگ خود آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ہمارے پاس اسلام کے لیے کسی کو نہیں بھیجا۔ جبکہ اور لوگوں سے اسلام لانے کے لیے قتال کیا گیا اور ہم بغیر قتال کے مسلمان ہوئے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریف نازل فرمائی:

يمنون عليك ان اسلموا قل لاتمنو على اسلامكم بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان ان كنتم صادقين .

قبیلہ بھرا' بنی قضاعہ سے وفد:

یمن سے قبیلہ بھرا جو بنی قضاعہ سے ایک قبیلہ ہے کے تیرہ (۱۳) آدمیوں پر مشتمل ایک وفد مدینہ منورہ آیا۔ یہ لوگ حضرت

Marfat.com

مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پہنچے۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مرحبا کہا۔ ان کی خاطر تواضع کے لیے حیس[1] کا ایک بڑا برتن ان کے سامنے رکھا۔ ان لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر پانی سے سیراب ہوئے۔ اس کے بعد حیس والا برتن اٹھا لیا گیا۔ اس میں کچھ حیس بچ گیا تھا —— اسے چھوٹے برتن میں ڈال لیا۔ ضباء نے اپنی خادمہ سدرہ کے ہاتھ یہ برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ اور جو لوگ اس گھر میں تھے' سب نے اور سدرہ نے ان کے ساتھ حیس کھایا۔ پھر آپ نے سدرہ سے فرمایا کہ:

''اس حیس کو اپنے مہمانوں کے پاس لے جاؤ۔''

اسی حیس میں سے ان مہمانوں سے جس قدر کھایا گیا' کھا لیا گیا۔ جب تک وہ قیام پذیر رہے' یہ برتن آپس میں ایک دوسرے کو پھیر دیتا تھا۔ اور ان کے کھانے سے کم نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مہمان کہنے گے:

''یا ابا معبد[2] تم نے ہمیں اس کھانے سے سیر کیا جو ہم کو زیادہ دوست ہے —— اس کھانے کی مثل پر ہم قدرت نہیں رکھتے تھے مگر زمانہ سے کسی وقت میں نادر طور پر۔''

ابو معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مہانوں کو بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حیس میں سے کھایا ہے اور پھر برتن واپس بھیجا۔ یہ برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں کی ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے:

''ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

ان لوگوں نے آپ کی رسالت کے یقین کو زیادہ کیا۔ انہوں نے فرائض سیکھے اور مزید کچھ دن ٹھہرے رہے۔ پھر انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپس جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے انہیں انعام دینے کے لیے امر فرمایا۔ پھر وہ لوگ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ کے چلے گئے۔

بنی عذرہ سے وفد:

یہ وفد ۹ھ ماہ صفر میں آیا۔ اس وفد میں بارہ افراد تھے —— ان میں جمرہ بن نعمان بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو مرحبا فرمایا۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے کہا:

''ہماری تجارت ملک شام میں ہے۔ ہرقل کے بارے میں آپ کے پاس کیا وحی آئی ہے؟''

آپ نے انہیں شام کے فتح ہونے کی بشارت دی اور یہ فرمایا:

''ہرقل اپنے متمنع بلاد کی طرف بھاگ جائے گا۔''

---

[1] حیس وہ کھجوریں جن میں روغن زرد اور پنیر ملایا جاتا ہے۔ [2] مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے۔

Marfat.com

پھر یہ وفد واپس چلا گیا۔ انہیں اور تحائف دیے گئے۔

بلی سے وفد [1]:

یہ لوگ آئے تو حضرت رویفع بن ثابت البلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ٹھہرے ـــــ رویفع انہیں اپنے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا:

''یہ میری قوم کے لوگ ہیں۔''

آپ نے مرحبا کہا' اہل وفد مسلمان ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الحمد للہ الذی ھداکم للاسلام

''تم لوگوں میں سے جو کوئی غیر اسلام پر مرا ہے وہ دوزخ میں ہے۔'' امیر وفد نے آپ سے پوچھا:

''مجھے لوگوں کی ضیافت کرنے میں رغبت ہے' کیا میرے لیے اس میں اجر ہے؟''

آپ نے فرمایا:

کل معروف صنعة الی غنی او فقیر فھو صدقہ

''ہر ایک وہ احسان جو تم غنی یا فقیر کے ساتھ کرو' وہ صدقہ ہے۔''

ابو ضبیب نے آپ سے پوچھا:

''ضیافت کا کیا وقت ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''تین دن۔ اس کے مابعد صدقہ ہے۔ اور مہمان کو حلال نہیں ہے کہ تمہارے پاس ٹھہرے اور حرج پہنچائے۔''

اس کے بعد وفد کو انعام دیا گیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوداع کیا۔

بنی زُمرہ سے وفد:

اس وفد میں تیرہ آدمی تھے۔ اس کا رئیس حارث بن عوف تھا۔ حارث عہد جاہلیت میں مشہور شہ سواروں میں تھا۔ اس پر لوگوں کے خون تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف کر دیے۔ آپ نے حارث سے پوچھا:

''بستی کے لوگ کیسے ہیں؟''

لوگوں نے کہا:

''واللہ ہم لوگ قحط زدہ ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں۔''

---

[1] بہ تشدید یائے۔ اسی نسب سے بلوہ کہتے ہیں۔ بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاء

Marfat.com

آپ نے دعا مانگی: "اللھم اسقھم الغیث"

پھر وہ لوگ کچھ دن ٹھہرے اور انعام کے ساتھ اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ بستی میں بارش ہوئی تھی' بارش برسنے کا وہی دن تھا' جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے بارش کی دعا فرمائی تھی۔

قبیلہ خولان سے وفد:

خولان یمن میں ایک قبیلہ ہے۔ اس قبیلے کے باپ کا نام عمر ہے۔ وہاں سے لوگوں نے آ کر عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہیں اور اس کے رسول کی رسالت کی تصدیق کرنے والے ہیں—— باوجود لمبے سفر کے ہم نے سختی تو تکلیف برداشت کی ہے۔ ہم نرم و سخت زمین میں سواری کر کے آئے ہیں۔

ہمارا اتنی تکلیف اٹھانا منت نہیں ہے۔ منت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہے—— ہم اس حال میں آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"لیکن تم نے اپنے آپ کا میرے پاس جو ذکر کیا ہے' اس سے ہر ایک قدم کے بدلے جو تمہارے ایک اونٹ نے راہ سفر میں رکھا ہے' ایک نیکی ہے—— لیکن تمہارا یہ کہنا کہ ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جو شخص میری زیارت مدینہ میں کرے گا' وہ میرے جوار میں رہے گا۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے پوچھا:

"خولان کا وہ بت جسے خولانی پوجتے تھے' اس کا کیا حال ہے' کہاں گیا؟"

انہوں نے عرض کیا:

"جو شے آپ لائے ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اس بت کو بدل دیا۔ مگر ایک بوڑھی عورت اور بوڑھا آدمی اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ تمسک کرتے ہیں—— ہم واپس اس کے پاس جائیں گے تو ان شاء اللہ اسے منہدم کر دیں گے۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دین کے فرائض سکھائے' یعنی نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج۔ یہ فرائض کثیر الوقوع ہیں—— اور انہیں ارشاد فرمایا:

☆ وفائے عہد اور ادائے امانت اپنے ذمہ لازم رکھو۔

☆ ہمسایہ کے ساتھ تم نے جو عہد کیا ہے' اور وہ اس عہد کی وجہ سے تمہارا ہمسایہ بنا ہے تو اس کے ساتھ وفا کرو۔

☆ کسی پر ظلم نہ کرو۔"

Marfat.com

پھر انہیں انعام سے نوازا گیا اور وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ اور انہوں نے اپنے قبیلے کے بت کو منہدم کر دیا۔

...س بت کا نام ''عم انس'' تھا۔

...ی محارب سے وفد:

بنی محارب عربوں میں نہایت درجہ بدخلق اور جفا میں اشد الناس! —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ اس وقت ...ھے کہ جب آپ قبائل عرب کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتے تھے' اور ہجرت سے پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔

ان لوگوں میں سے دس آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ ...الیٰ عنہ ان کے لیے صبح اور شام کا کھانا لاتے تھے —— پھر یہ لوگ اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔

...ی صدا سے وفد:

صدا یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ اس قبیلے کا باپ صدا بن حرب بن علہ تھا —— اس وفد کے آنے کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت ...لی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ سے پلٹ کے آئے۔ آپ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو ...سواروں کے ہمراہ بھیجا۔ اور انہیں تاکید فرمائی کہ:

''یمن کے جس ناحیہ میں بنی صدا ہے وہاں جائیں۔''

بنی صدا کو جب لشکر کا علم ہوا تو انہوں نے اپنا ایک نمائندہ مسلمانوں کی طرف بھیجا۔ یہ سفیر زیاد بن حارث تھا زیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''آپ لشکر کو واپس بلالیں' میں آپ کے لیے اپنی قوم کے اسلام کا ذمہ لیتا ہوں۔''

یعنی میں ان لوگوں کی طرف سے آپ کے پاس قاصد آیا ہوں —— آپ نے حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بلالیا اور بنی صدا کا قاصد واپس چلا گیا۔

بنی صدا سے پندرہ آدمیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ انہوں نے اسلام پر بیعت کی اور اپنے قبیلے میں واپس چلے گئے۔ ان لوگوں میں اسلام فاش ہو گیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر بنی صدا کے ایک سو افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ اسے واقدی نے بیان کیا ہے —— واقدی نے کہا ہے کہ یہ وہی زیاد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے بعض سفروں میں رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیاد سے پوچھا:

''اے صدا کے بھائی! کیا تیرے پاس پانی ہے؟''

زیاد نے کہا:

''میرے پاس لوٹے یا چھاگل میں کچھ پانی ہے۔''

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

''اسے برتن میں ڈال کر میرے پاس لاؤ۔''

زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑے پیالے میں پانی ڈال کر لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پیالہ میں رکھ دیا۔ زیاد فرماتے ہیں کہ آپ کی انگشتان مبارک سے پانی یوں جوش مار رہا تھا جیسے چشمہ سے پانی زور سے نکلتا ہے' ویسے ہی آپ کی ہر ایک انگلی سے پانی نکل رہا تھا۔

بنی غسان سے وفد:

بنی غسان سے رمضان ۱۰ھ میں وفد آیا۔ اس وفد میں تین آدمی تھے۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں انعام مرحمت فرمایا' وہ واپس چلے گئے۔ ان کی قوم نے اسلام قبول نہیں کیا۔ بنی غسان اپنے ملک کی بقا اور قیصر کے قرب کو دوست رکھتے تھے۔ ان تینوں حضرات نے اپنے اسلام کو اپنی قوم سے چھپایا۔ ان میں سے دو کا اسلام پر انتقال ہوا ایک جو باقی رہ گیا وہ جنگ یرموک میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا۔ اور اپنا اسلام ظاہر کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا اکرام کرتے تھے۔

بنی سلامان سے وفد:

سلامان قضاعہ سے ایک بطن ہے۔ اس قبیلے والے اپنے جد اعلیٰ سلامان بن سعد بن زید بن لوث بن سود بن اسلم بن العاف بن قضاعہ کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔

واقدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ وفد شوال ۱۰ھ میں آیا۔ اس وفد میں سات آدمی تھے۔ ان میں حبیب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو پہاڑوں پر مقیم تھے۔ سارے وفد والے مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے علاقے میں قحط سالی کی شکایت کی۔ آپ نے ان کے لیے پانی برسنے کے لیے دعا فرمائی۔ آپ نے انہیں وداع فرمایا رخصت ہونے سے پہلے انہیں انعام دینے کے لیے حکم فرمایا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک کو پانچ پانچ اوقیہ دیے اور قلت مال کا عذر کیا۔ انہوں نے کہا:

''یہ بہت ہے اور اطیب ہے۔''

وہ لوگ جب اپنی بستی میں واپس آئے اور دیکھا کہ وہاں بارش ہوئی ہے۔ اور وہ بارش اسی ساعت میں ہوئی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے بارش کی دعا فرمائی۔

بنی عبس سے وفد:

بنی عبس کے وفد نے آ کر عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے پاس قاری لوگ آئے۔ انہوں نے ہمیں خبر دی کہ جو ہجرت نہ کرے

Marfat.com

اس کا اسلام نہیں ہے۔ اور ہمارے اموال اور مویشی ہیں ـــــ اگر یہ امر ہے کہ جو شخص ہجرت نہ کرے اس کا اسلام نہیں ہے تو ہم اپنے اموال اور مویشی کو فروخت کر ڈالیں گے اور ہجرت کریں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''جس جگہ تم رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اموال سے کچھ کم نہ کرے گا۔''

بنی غامد سے وفد:

بنی غامد یمن میں بنی ازد کا ایک بطن ہے۔ وہاں سے دس آدمیوں کا وفد حاضر خدمت ہوا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرائع اسلام کے بارے میں انہیں ایک تحریر لکھ کر دی۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا:

''تم نے اپنے کجاوؤں میں کسے چھوڑا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا:

''ہم میں جو کم سن تھا' اسے چھوڑا ہے۔''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''وہ تمہارے سامان سے غافل ہو کر سو گیا۔ وہاں ایک شخص آیا۔ اس نے تم میں سے کسی کی جامہ دانی لے لی۔''

ان میں سے ایک شخص نے کہا:

''میرے سوا کسی کی جامہ دانی نہیں تھی۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جامہ دانی پھر واپس لے لی گئی اور اپنی جگہ لوٹا دی گئی۔''

وہ لوگ واپس اپنے کجاوؤں میں آئے اور اس کم سن سے پوچھا:

''اس نے بتایا کہ میں سو گیا تھا۔ جب نیند سے جاگا تو جامہ دانی موجود نہیں تھی۔ میں نے ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا' مجھے دیکھ کر وہ بھاگا۔ میں اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ بھاگتا ہوا ایک گڑھے تک گیا۔ اس گڑھے میں وہ جامہ دانی تھی' چنانچہ میں لے آیا۔'' قافلے والوں نے اس لڑکے سے واقعہ سن کر کہا:

''ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ ہماری جامہ دانی چرالی گئی۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ وہ واپس مل جائے گی' وہ مل بھی گئی۔ یہ بات آپ کے معجزات سے ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا' انہوں نے وفد کو قرآن شریف کی تعلیم دی۔ آپ نے وفد کو انعام عطا فرمایا پھر وہ اپنے وطن کو لوٹ گئے۔

Marfat.com

بنی ازد سے وفد:

ابونعیم کی کتاب ''معرفتہ الصحابہ'' میں علقمہ بن یزید بن سوید الازدی سے حدیث روایت کی ہے کہ میرے باپ یزید میرے دادا سے حدیث بیان کی ہے کہ ہماری قوم کے سات آدمیوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ ان ساتواں آدمی میں تھا۔ جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تو ہم نے آپ سے بات چیت کی۔ آپ کو ہماری طمانیت' وقار ہیبت سے بڑی مسرت ہوئی۔ آپ نے ہم سے دریافت فرمایا:

''تم لوگ کس صفت پر ہو۔ مسلمان ہو یا کافر؟''

ہم نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم مومن ہیں۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

''ہر ایک قول کی ایک حقیقت ہے (یعنی علامت ہے یا وہ ماہیئت ہے کہ اس قول کے تحقق کا سبب ہے)۔ تمہارے قول تمہارے ایمان کی کیا علامت ہے؟''

ہم نے عرض کیا:

''کہ پندرہ خصلتیں ہیں۔ ان پندرہ خصلتوں میں:

☆ پانچ خصلتیں وہ ہیں کہ آپ کے رسولوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں۔

☆ پانچ خصلتیں وہ ہیں کہ آپ کے رسولوں نے ہم سے فرمایا ہے کہ ہم ان کے ساتھ عمل کریں۔

☆ پانچ خصلتیں وہ ہیں جن کے ساتھ ہم نے عہد جاہلیت میں خو پکڑی ہے۔ ہم عہد جاہلیت کی خصال پر ہیں' مگر حقیقت یہ ہے کہ ان خصال سے ہم کچھ کراہت کرتے ہیں۔

یعنی ہم جاہلیت کے ان خصال کو ترک کر دیں گے۔ یہ امر ان کی قوت ایمانی کی دلیل ہے اور مزید تفقہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''وہ پانچ خصلتیں کیا ہیں جن کے ساتھ میرے رسولوں نے تمہیں امر کیا ہے؟''

ہم نے عرض کیا کہ:

''آپ کے رسولوں نے ہمیں یہ امر کیا ہے کہ ہم:

☆ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے وجود کی اور اس کی صفات واجبہ کی تصدیق کریں۔

☆ اس کے ملائکہ کے وجود کی تصدیق کریں —— جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت کی ہے کہ وہ عباد مکرموں ہیں۔

Marfat.com

☆ اس کی کتابوں کی تصدیق کریں ـــــ اس طور پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور جو اس میں شامل ہے، وہ حق ہے۔

☆ اس کے رسولوں کی تصدیق کریں ـــــ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہوں نے جس چیز کی خبر دی ہے، ان کے صدق کی ہم تصدیق کریں۔

☆ اور اس بات کی تصدیق کریں کہ موت کے بعد قبروں سے اٹھنا ہے ـــــ اس کے بعد صراط اور میزان، جنت اور دوزخ ہے۔"

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

"وہ پانچ خصلتیں کیا ہیں جن کے ساتھ میرے رسولوں نے تم کو امر کیا ہے کہ ان کے ساتھ تم عمل کرو۔"

ہم نے عرض کیا:

"آپ کے رسولوں نے ہمیں یہ امر کیا ہے کہ ہم:

☆ لا الہ الا اللہ کہیں۔

☆ صلوٰۃ مکتوبہ ہمیشہ قائم رکھیں۔

☆ وہ زکوٰۃ جو فرض کی گئی ہے، اسے ادا کریں۔

☆ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھیں۔

☆ بیت اللہ کا حج ادا کریں ـــــ اگر ہمیں اس کی طرف راستہ ممکن ہو یعنی مالی استطاعت ہو۔"

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

"وہ پانچ خصلتیں کیا ہیں جن کے ساتھ تم عہد جاہلیت میں خوگر تھے۔"

ہم نے عرض کیا:

☆ رضا کی حالت میں شکر الٰہی ادا کرنا ـــــ یعنی نعمتوں کے حصول کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثنا کرنا۔

☆ ان نعمتوں کو اس جگہ صرف کرنا جس میں تعریف کی جائے، جیسے صدقہ ہے۔ اور مظلوم کی فریادرسی وغیرہ۔

☆ نزول بلا کے وقت صبر کرنا اور جو شے کہ بحکم الٰہی گزرنے والی ہے اس کے ساتھ رضا یعنی انقیاد قضائے الٰہی اور طمانیت باطنی کرنا۔

☆ صدق یعنی ان جگہوں میں ثابت قدم رہنا جہاں دشمن سے مقابلہ اور جنگ کی جائے۔

☆ اور دشمن کے ساتھ ہم شماتت نہ کریں ـــــ جس وقت ان پر کوئی مصیبت نازل ہو۔"

یہ باتیں سن کر رسول اللہ ؑ نے فرمایا:

"بنی ازد کے لوگ حکماء ہیں، علماء ہیں۔"

یعنی وہ لوگ جو امور کرتے ہیں وہ حق کے موافق ہیں ـــــ خطاب حاضرین کے ساتھ تھا مگر ان کے غیر یعنی آپ نے ان

Marfat.com

کی قوم کی تعریف فرمائی۔ بنی ازد اپنے تفقہ کے سبب قریب تھے کہ انبیاء ہوتے۔ اس لیے کہ عہد جاہلیت کے یہ خصائل بعض انبیاء کی صفات ہیں۔۔۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان تمام خصال پر میں پانچ خصلتیں زیادہ کر دیتا ہوں' کل خصلتیں بیس پوری ہو جائیں گی اگر تم ان خصلتوں پر ہو جیسا کہ تم کہتے ہو:

☆ تم وہ مال جمع نہ کرو جسے نہ کھاؤ۔۔۔ یعنی حاجت سے زیادہ نہ جمع کرو کہ تمہارے بعد جو لوگ ہوں گے اس کا نفع انہیں ہوگا' اور اس کا حساب تم پر رہے گا۔

☆ ایسے مکان نہ بناؤ جن میں تم رہائش نہ کرو۔۔۔ یعنی مکان حاجت کے مطابق بناؤ' تم اسے چھوڑ جاؤ گے وہ ہمیشہ قائم نہ رہے گا' اور تمہارے وہ لوگ اس میں رہیں گے ان کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

☆ اس شے میں رغبت نہ کرو کہ کل کے دن تم اسے چھوڑنے والے ہو۔

☆ اس اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو جس کی طرف تم رجوع کرنے والے ہو اور اس کے روبرو تم پیش کیے جاؤ گے۔

☆ اس شے میں رغبت کرو جس پر تم پیش کیے جاؤ گے اور اس میں ہمیشہ رہو گے۔۔۔ وہ جنت ہے کہ جس میں مومن ہمیشہ رہیں گے اور اس میں رغبت اعمال صالحہ کی طرف سبقت کرنا اور گناہوں سے بچنا ہے۔''

اس کے بعد یہ لوگ اپنے وطن کی طرف لوٹ گئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو یاد کر لیا اور اس پر عمل پیرا ہوئے۔ آپ کی برکت کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان امور کی توفیق دی۔

بنی منتفق سے وفد:

بنی منتفق' عامر بن صعصعہ سے قبیلہ ہے۔۔۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے عبداللہ نے اپنے والد کی ''زوائد مسند'' میں لہم بن الاسود سے' انہوں نے عاصم بن لقیط سے' انہوں نے اپنے باپ لقیط ابن عامر بن صبرہ ابن عبداللہ بن المنتفق بن عامر بن عقیل ابن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ' جن کی کنیت ابورزین العقیلی ہے یعنی لقیط بن عامر بن صبرہ کی کنیت ہے۔۔۔ جو اہل طائف میں معروف تھے۔ اپنے ہم سفر نہیک ابن عاصم ابن مالک بن المنتفق کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس وقت پہنچے کہ آپ صبح کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لائے تھے اور آپ خطبہ پڑھنے کے لیے لوگوں میں کھڑے ہوئے تھے آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے چار دن سے اپنی آواز تمہارے لیے چھپا رکھی تھی' آج کے دن تم ضرور سن لو۔۔۔ آگاہ ہو جاؤ' کیا کوئی شخص ہے جسے اس قوم نے بھیجا ہے۔''

قوم کے لوگوں نے اس سے کہا:

''ہمیں آگاہ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں تاکہ ہم اس پر عمل کریں۔''

Marfat.com

پھر آپ نے فرمایا:

''آگاہ ہو جاؤ۔ پھر اس شخص کو شاید اس کے دل کی باتیں سننے سے لہو میں رکھیں یا اس کے ہم صحبت کی باتیں اسے مصروف رکھیں۔''

تیسری بات مصنف سے رہ گئی تھی۔ شارح زرقانی فرماتے ہیں:

''تیسری بات آپ نے یہ فرمائی —— یا اس شخص کو گم کی ہوئی شے لہو میں رکھے —— آگاہ ہو جاؤ۔ مجھ سے پوچھا جائے گا' کیا تبلیغ رسالت کر دی' اور جو وحی بھیجی گئی ہے اسے پہنچا دیا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ تم لوگ حیات ابدی سے زندگی کرو کہ وہ حیات سعید ہے' وہ حیات مطلوب ہے۔''

یہ طویل حدیث ہے اس میں بعث ونشر اور جنت و دوزخ کا ذکر ہے —— اور اس حدیث میں ہے کہ پھر لقیط نے کہا کہ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں کس چیز پر آپ سے بیعت کروں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک دراز فرمایا اور فرمایا:

''نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے پر بیعت کرو' اور اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرو۔''

بنی نخع سے وفد:

بنی نخع کا وفد آخری وفد ہے جو آپ کے پاس آیا۔ یہ وفد محرم ۱۱ھ میں آیا۔ اس وفد میں دوسو آدمی تھے۔ یہ لوگ دارالاخیاف میں اترے۔ یہ مکان حضرت رملہ بنت الحارث نجاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحابیہ کا تھا' جو حضرت معاذ بن عفرا کی زوجہ تھیں۔

نخع مذحج کے قبیلہ سے آئے جو یمن میں ہے —— اس وفد کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ اس سے پہلے ان لوگوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا —— اس وفد سے ایک شخص زرارہ بن عمرو نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے اپنے اس سفر میں عجیب خواب دیکھا ہے۔''

آپ نے زرارہ سے پوچھا:

''وہ کیا خواب دیکھا ہے؟''

اس نے کہا:

''میں نے اس گدھی کو دیکھا جسے میں نے قبیلے میں چھوڑا ہے۔ اس نے بکری کا ایک ایسا بچہ جنا ہے جو سرخ رنگ سیاہی مائل ہے۔''

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:
''کیا تم نے اپنے قبیلے میں کوئی حاملہ لونڈی چھوڑی ہے؟''
اس نے کہا:
''ہاں چھوڑی ہے۔''
آپ نے فرمایا:
''اس لونڈی نے ایک لڑکا جنا ہے جو تمہارا بیٹا ہے۔''
اس نے کہا:
''اس لڑکے کا کیا احوال ہے کہ سیاہی مائل سرخ رنگ ہے۔''
آپ نے زرارہ سے فرمایا:
''میرے قریب آؤ۔''
آپ نے زرارہ کی عیب پوشی کا ارادہ فرمایا کہ وہ اس عیب کو چھپاتے تھے۔ زرارہ آپ کے نزدیک ہو گئے۔ آپ نے ان سے پوچھا:
''کیا تم کو برص ہے جسے تم چھپاتے ہو۔''
اس استفسار سے زرارہ کا اعتراف مقصود تھا۔ زرارہ نے کہا:
قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی کیا ہے اور بھیجا ہے کسی کو اس برص کا علم نہیں ہوا اور آپ کے سوا کوئی اور اس پر مطلع نہیں ہوا۔''
آپ نے فرمایا:
''وہ رنگ جو تمہارے بیٹے میں ہے اس پر برص کا اثر ہے جو جسم میں ہے۔''
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد آپ کے معجزات سے ہے۔ زرارہ نے عرض کیا:
''میں نے نعمان بن منذر کو دیکھا کہ اس کے دونوں کانوں میں مندرے ہیں اور اس کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں یا عاج کے کنگن ہیں یا بل کے کنگن ہیں۔''
ذبل عاج کی مثل ہوتا ہے یا کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی کے کنگن ہیں — آپ نے یہ تعبیر فرمائی:
''وہ عرب کا بادشاہ ہے کہ اپنی احسن ہیئت اور جس کی طرف پلٹ آیا ہے۔''[1]
زرارہ نے عرض کیا:

---

[1] نعمان بن منذر عرب کا بادشاہ تھا۔ اہل عرب کو جو عزت اور شرف پہلے تھا، وہ اس حالت پر وہ ہو گئے، اور ان پر فرس اور عجم کا جو غلبہ تھا، وہ جاتا رہا — یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے ہوا۔

Marfat.com

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں نے سفید بالوں والی ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ وہ زمین سے نکلی۔''

آپ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی:

''وہ بقیہ دنیا ہے۔''

زرارہ نے عرض کیا:

''میں نے دیکھا کہ زمین سے آگ نکلی ہے اور وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ:

''وہ فتنہ ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا۔''

زرارہ نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کیا فتنہ ہوگا؟ اس لیے کہ فتنے ہزاروں ہوتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالیں گے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشتان مبارک کے درمیان خلاف کیا—— اصابع میں خلاف کیوں کر کیا' اس کی تصریح نہیں کی گئی—— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

''اس فتنہ میں برائی کرنے والا شخص گمان کرے گا کہ وہ محسن ہے اور مومن کا خون مومن کے نزدیک حلال تر پانی سے ہوگا (جیسے پیاسے کو لذیذ اور شیریں زیادہ محسوس ہوتا ہے)—— اگر تمہارا بیٹا عمرو مر جائے گا تو تم اس فتنہ کو پاؤ گے' اگر تم مر جاؤ گے تو تمہارا بیٹا اس فتنہ کو پائے گا۔''

زرارہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میں اس فتنہ کو نہ پاؤں۔''

آپ نے یوں دعا فرمائی:

''اللھم لایدرہ۔''

زرارہ فوت ہوگئے۔ ان کا بیٹا عمرو ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلع کیا تھا۔

ابن القیم کا کلام ختم ہوگیا۔ جو ان کی کتاب ''ہدی النبوی'' سے ملخص لیا گیا ہے' اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

Marfat.com

تیسرا مقصد

شمائل النبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کے جو شمائل کا بیان ہے — محبوں کے لئے آرامِ جاں ہے
زبان ہند میں اس کو سناؤں — رلاؤں، عاشقوں کو اور ہنساؤں [1] (کافی)

تیسرا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان صفات کے بارے میں ہے جو آپ کے کمال خلقت اور جمال صورت سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان صفات کے سبب آپ کو آپ کے غیر پر فضیلت دی ہے۔ آپ کو اصل اور ذات وصفات میں اخلاق ذکیہ سے معظم کیا ہے اور آپ کو اوصاف مرضیہ سے غیر پر علو دیا ہے —— آپ کی حیات مبارک کی ضرورت جن چیزوں کی داعی ہے، جیسے غذا وغیرہ ہے، ان کے بارے میں اس مقصد میں چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمالِ خلقت اور جمالِ صورت مبارک:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں — یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کامل ایمان رکھنے سے ایک شرط یہ ہے کہ مومن اس طور پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کی تقدیر اس حال اور ہیئت پر کی ہے کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی آدمی کی خلقت آپ کی مثل ظاہر نہیں ہوئی۔ جو صفت آپ کے بدن شریف کی خلقت سے مشاہدہ کی جاتی ہے یعنی ظاہری صفت بدن شریف۔

اس پر آیات ہیں کہ آپ کے نفس کریمہ کی عظیم خلقت ہے۔ آپ کے نفس کریمہ کی صفت آپ کے عظیم اخلاق سے منکشف ہوتی ہے —— وہ اور اس شے پر آیات ہیں کہ آپ کے قلب مقدس کا سر جو آپ کے لیے متحقق ہے۔ یعنی وہ اسرار جو

---

۱ - ممتاز دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب فرماتے ہیں: ——

''حقیقت یہ ہے کہ شمائل شریف عاشقوں کے لئے آرام جاں ہے..... روئے زیبا کی طرف نظر جاتی ہے تو دل کی کلی کھل جاتی ہے، اور جب گزر اوقات پر نظر جاتی ہے تو بے اختیار رونے کو جی چاہتا ہے۔ اللہ اللہ

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم — شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ

(''جانِ ایمان ص ۲۳' مطبوعہ لاہور)

Marfat.com

آپ کے قلب اطہر میں معانی کی شکل پر پوشیدہ ہیں' ان پر کوئی مطلع نہیں ہوتا—— آپ کے اخلاق سے ان معانی کا اظہار ہوتا ہے۔ جن کو لوگ آپ کے باطن میں دیکھتے ہیں' وہ علوم اور معارف جن کو لوگ دیکھتے ہیں ان پر دلیل ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمہ نے اس مقام پر آپ کی مدح میں کہا ہے:

فھو الذی تم معناہ وصورۃ　　ثم اصطفاہ حبیباً باری النسم

''آپ وہ ہیں کہ آپ کا حال باطن اور حال ظاہر کامل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں کا پیدا کرنے والا ہے آپ کو اپنا حبیب اختیار کیا ہے۔''نسمہ کی جمع نسم ہے' نسم انسان کو کہتے ہیں۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ　　فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

یعنی حسن کامل کی حقیقت آپ کی ذات اقدس میں کاین ہے۔ اس لیے کہ آپ وہ ہیں کہ آپ کا معنی آپ کے غیر کے سوا کامل ہے۔ اور وہ آپ کے اور آپ کے غیر کے درمیان ناتقسیم ہونے والا ہے ورنہ آپ کا حسن کامل نہ ہوتا—— اس لیے کہ جس وقت وہ تقسیم ہوتا' آپ اس کے بعض کو نہ پاتے اور حسن کامل نہ ہوتا۔

سلف سے یہ منقول ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکروں میں سے ایک لشکر کے ساتھ گئے اور بعض قبیلوں میں اترے۔ اس قبیلہ کے سردار نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کریں۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سردار سے کہا:

''میں آپ کی صفات کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔''

گویا صفت بیان کرنے سے اپنی عاجزی کا اظہار کیا۔ سردار نے کہا:

''مجمل طور پر ہی آپ کا وصف بیان کرو۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول مرسل کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے۔''

یعنی جیسا مرتبہ بھیجنے والے کا ہوتا ہے' ویسا ہی وہ قاصد بھیجتا ہے—— اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہے۔ جیسے کہ کوئی بادشاہ اپنی حاجت میں قاصد کو بھیجتا ہے وہ اس شخص کو بھیجتا ہے جسے اس کی حاجت پر قدرت ہوتی ہے۔ اس طور پر کہ وہ صاحب مرتبہ شریفہ ہو اور تصرف رکھتا ہو—— اس اثر کو ابن المنیر نے اپنی کتاب ''اسرار الاسرار'' میں ذکر کیا ہے۔

---

[1] منقسم سے مراد متفرق ہے۔ معنی یہ ہے کہ آپ کا باطن کمالات میں کامل ہے، آپ کا ظاہر صفات میں کامل ہے—— پھر خالق انسان نے آپ کو اپنا حبیب اختیار فرمایا ہے کہ آپ کے حسن میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے اور حسن کا جوہر آپ کے اور آپ کے غیر کے درمیان قسمت کو قبول نہیں کرتا—— جیسا کہ جوہر فرد متوہم جسم میں ہے۔ متکلمین کے نزدیک قسمت قبول نہیں کرتا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جسم جوہر فرد سے مرکب ہے، کسی وجہ سے منقسم نہیں ہوتا۔ نہ فرض کرنے سے تقسیم ہوتا ہے اور نہ وہم سے تقسیم ہوتا ہے۔ جو شخص ظاہر اور باطن میں کامل صفات سے متصف ہوگا، وہ محبوب ہوگا—— یہ شیخ خالد نے کہا ہے۔

Marfat.com

آپ کو جو کمالات دیے گئے ہیں ایسا کون شخص ہے کہ آپ کے مرتبہ کمال کو پہنچے اور آپ کے مرتبہ کا اندازہ کر سکے —— یا جس سے آپ کے کمالات معلوم کرنے کی امید کی گئی ہو اور اس سے وہ کمالات پوچھے گئے ہوں۔ وہ مسئول اور ماموں شخص آپ کے احوال ماثورہ پر مطلع ہو سکے اور ان تک پہنچے یہ ناممکن ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے کمالات ظاہری اور باطنی کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا اور ان پر مطلع نہیں ہو سکتا' کمال درجہ عجز بیان ہے۔

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا　　　کہتے ہیں اگلے زمانے والے

قرطبی نے ''کتاب الصلوٰۃ'' میں بعض علماء سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل حسن ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ اگر آپ کا تمام حسن ہم پر ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کی طاقت نہیں رکھتیں —— بوصیری علیہ الرحمہ نے کیا احسن بات کی ہے ؎

اعيا الورىٰ فهم معنا وفيلس يرى　　　للقرب والبعد فيه غير منفحم

آپ کے معنی معرفت نے مخلوق کو عاجز کر دیا۔ اس میں قرب اور بعد سے سوا نہیں دیکھا جاتا ہے۔ سکوت کے منحم انحم سے ہے۔ اس کا یہ معنی ہے جدال سے سکوت کیا اور جواب نہیں دیا۔

كاسمش تظهر للعنين من بعد　　　صغيرة و تكل الطرف من امم

جیسے آفتاب دیکھنے والے کی دونوں آنکھوں کو دور سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے ڈھال ہے' یا آئینہ ہے۔ ویسے وہ چھوٹا نظر آتا ہے اور اس کے قرب سے آنکھ ٹھہر جاتی ہے۔ اس کی طرف نہیں بڑھ سکتیں۔ امم کا معنی قرب ہے —— خلاصہ معنی یہ ہے کہ جیسے آفتاب کا کمال آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معنی قرب اور بعد سے ادراک نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا جائے۔

یہ قول بھی بوصیری کے قول کی مثل ہے یعنی اوپر کے اشعار قصیدہ بردہ کے ہیں —— ایک شعر بوصیری علیہ الرحمہ کے ''قصیدہ ہمزیہ'' کا ہے جو یہ ہے:

/انما مثلو اصفا تلك للنا　　　من كما مثل النجوم الماء

آپ کا وصف کرنے والوں نے آپ کی صفات کی صورت لوگوں کو سمجھانے کے لیے اس طور سے باندھی ہے جیسے پانی ستاروں کی صورت باندھتا ہے یعنی پانی میں ستاروں کا عکس پڑتا ہے۔ پانی میں ستاروں کی حقیقت موجود نہیں ہوتی —— خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف کرنے والوں نے آپ کی حقیقت کا احاطہ نہیں کیا۔ انہوں نے آپ کی صورت مبارک کی تصویر ظاہر کر دی ہے جیسے پانی ستاروں کی صورت کی تصویر ظاہر کرتا ہے۔

امام بوصیری علیہ الرحمہ نے قصیدہ بردہ شریف کے مذکورہ بالا شعر میں کاشمس تظهر وللعنين جو کہا ہے' وجہ تشبیہ شمس کی طرف اشارہ کیا ہے نہ مطلقاً کہا ہے۔ آفتاب کے ساتھ تشبیہ میں جو عیب علی الاطلاق ہے' اسے ابونواس شاعر نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

تیتہ الشمس والقمر المنیر اذا قلنا کاھنما الامیر

''آفتاب اور ماہتاب تکبر کرتے ہیں اور اس شے کا دعویٰ کرتے ہیں جو ان کے لیے نہیں ہے۔ جس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب گویا امیر ہیں یعنی ہمارے ممدوح کی مثل ہیں۔ ان کو امیر کا رتبہ حاصل نہیں ہے کہ وہ امیر سے رتبہ میں ادنیٰ ہیں اور امیر کے صفات اس کے ذات کے ساتھ ایک حالت پر قائم ہیں۔''

لان الشمس تغرب حین تمسی　　　وان البدر ینقصہ المیر

''آفتاب غروب ہو جاتا ہے جس وقت رات ہو جاتی ہے۔ آفتاب کا یہ نقصان ذات و صفات میں ہے اور ماہتاب کو سیر ناقص کر دیتی ہے کہ وہ آخر میں ہلال ہو جاتا ہے' یہ اس کی ذات و صفات میں نقصان ہے۔ جو شخص کسی کامل کی مدح میں یوں کہے گویا وہ آفتاب اور ماہتاب ہے۔ تو اس نے تشبیہ کو برعکس کر دیا ہے۔ اس کا حق یہ ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے ساتھ تشبیہ دے۔ اس لیے کہ تشبیہ کی حقیقت یہ ہے کہ ناقص کا الحاق کامل کے ساتھ نہ ہو۔ بلکہ کامل کا الحاق ناقص کے ساتھ ہو۔

یہ تشبیہات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں وارد ہیں' بر سبیل تقریب اور تمثیل ہیں۔ ورنہ آپ کی ذات اقدس واعلیٰ ہے۔ آپ کی عزت اور شرف گراں ہے کہ مافوق الفطرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس:

رفعتیں بہر سجدہ جہاں خم رہیں　　　روز و شب کعبہ و لامکاں خم رہیں
بہر آداب کرو بیاں خم رہیں　　　جس کے آگے سر سروراں خم رہیں

اس سر تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

آپ کے سر مبارک کا وصف وہی کافی ہے جسے ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی جامع میں اس سند سے ذکر کیا ہے جس کی نسبت ہند ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ہے۔ ہند نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الہامہ تھے یعنی آپ کی کھوپڑی بڑی تھی جس سے سر مبارک کی عظمت ظاہر تھی۔

یہ صفت دماغی قوت پر دلیل ہے اور اس کی وجہ سے انسان اپنے غیر سے تمیز کیا جا سکتا ہے۔ یہاں پر سر مبارک کا اعتدال مراد ہے اور جو سر حد اعتدال سے بڑا ہوتا ہے وہ بلاوت کی دلیل ہے۔ جیسے بہت چھوٹا سر بلاوت کی دلیل ہے۔

نافع بن جبیر نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کیا ہے کہ آپ کی کھوپڑی عظیم تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور:

چہرہ حضور کا ہے کہ قرآن کھلا ہوا
ہر اک ادا ہے رفعت عرفاں لیے ہوئے　　(فیاض کاوش)

Marfat.com

چہرۂ مصطفیٰ اصل قرآن ہے
عاشقوں کی تلاوت پہ لاکھوں سلام

آپ کا چہرۂ مبارک جس شان سے تھا' اسے وہ حدیث شریف کفایت کرتی ہے جسے شیخین علیہ الرحمہا کی براہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے:

کان رسول اللہ احسن الناس وجھا واحسنھم خلقا لیس بالطویل الذاھب ولا بالقصیر البائن ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرہ میں احسن الناس تھے اور اخلاق میں احسن الناس تھے—— وجہ سے مراد ظاہری حسی حالت اور خلق سے معنوی حالت مراد ہے۔ کہ خلق طبیعت کو کہتے ہیں۔ وہ معنوی صفت ہے۔

نہ آپ زیادہ لمبے تھے اور نہ ٹھگنے۔ بلکہ آپ کا قد مبارک میانہ تھا۔ بائن کا معنیٰ واضح ہے کہ قد مبارک میں قصر نہیں تھا۔

سایۂ حق کے ہمسایۂ مرحمت — گنج رحمت کے سرمایۂ مرحمت
شرح نورانی آیۂ مرحمت — قد بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظل ممدو و رافت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

مارایت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الشمس تجری فی وجھہ

(ترمذی' بیہقی' احمد' ابن حبان)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احسن کوئی شے نہیں دیکھی۔ گویا آفتاب آپ کے چہرۂ انور میں جاری ہوتا تھا''—— یہ انوار کی صفت ہے گویا آفتاب آپ کے چہرۂ مبارک میں دوڑتا نظر آتا تھا۔

طیبی نے کہا ہے کہ آسمان میں جریان شمس جو ہوتا ہے' آپ کے چہرۂ مبارک میں جو حسن جاری ہوتا تھا' اسے اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ تشبیہ تناہی تشبیہ ہے۔[1] اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو جائے قرار اور آفتاب کے لیے مکان قرار دیا ہے۔ ان اشعار کے شاعر کو خدا جزائے خیر دے:

لم لا یضی بک الوجود ولیلہ — فیہ صباح من جمالک مسفر

کون سی چیز مانع ہے کہ آپ کے سبب سے وجود روشن نہ ہو۔ حال یہ ہے کہ اس کی رات ایسی ہے جس میں آپ کے جمال مبارک سے صبح روشن ہوتی ہے۔

فبشمس حسنک کل یوم مشرق — و ببدر وجھک کل لیل مقمر

پہلے شعر میں یہ گمان ہوتا تھا کہ صباح سے مراد مجرد صبح ہے۔ صبح کا نور قلیل ہوتا ہے۔ مصنف نے اسے اس وصف سے دفع

---

[1] یعنی وہ تشبیہ جو نہایت درجہ کو پہنچتی ہے یعنی صفت کی موصوف کی طرف اضافت

Marfat.com

کیا کہ آپ کے آفتاب جمال کے سبب ہر ایک دن روشن ہے اور آپ کے چہرۂ انور کے چاند کے سبب ہر ایک رات چاندنی رات ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے حسن و جمال سے دن رات منور ہیں، کبھی تاریکی نہیں ہوتی۔ کسی نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

کان وجهه رسول الله مثل السيف

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی مانند صیقل کیا ہوا اور شفاف تھا؟ اور چہرہ دراز تھا۔''

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قول کو بلیغ طور پر رد کر کے سائل کو جواب دیا ہے۔ بل مثل القمر بلکہ چاند کی مثل تھا یعنی گول چہرہ تھا ـــــ سائل نے جو توہم کیا تھا' یہ اس کا رد ہے۔

حافظ نسابہ ابو الخطاب عمر بن حسن بن علی بن محمد المشہور ابن دحیہ نے اپنی کتاب ''التنویر فی مولد البشیر والنذیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث لانے کی جگہ میں جو کچھ کہا ہے' ان کا لفظ یہ ہے کہ اس حدیث میں علم پہلے کہ جو شخص اچھا ہے' بطور تشبیہ نہ دے سکے' اس پر اقرار صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو تلوار کے ساتھ تشبیہ دی اور اگر آپ کے چہرۂ مبارک کو آفتاب کے ساتھ تشبیہ دیتا تو اولیٰ ہوتا۔ اس وجہ سے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل پر رد کیا اور کہا:

''بلکہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کی مثل تھا۔''

اور اس کی تشبیہ میں ابداع کیا اس لیے کہ چاند اپنے نور سے روئے زمین کو بھر دیتا ہے ـــــ اور جو شخص اس کا مشاہدہ کرتا ہے وہ اُنس پکڑتا ہے اور چاند کا نور ایسا نہیں ہوتا کہ حرارت رکھے اور الم پہنچائے' اور نہ اس سے آنکھوں پر بھاری پن محسوس ہوتا ہے کہ نگاہ کو کھینچ لے اور چاند کی طرف دیکھنے والا نظر پر قادر ہوتا ہے۔ برخلاف آفتاب کے کہ نگاہ کو ضعیف کر دیتا ہے یا نگاہ پر پردہ کے طور پر غشا پیدا کر دیتا۔

مسلم کی روایت میں جو جابر بن مرد کی حدیث سے ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا:

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی مثل تھا؟''

انہوں نے سائل سے کہا:

''تلوار کی مثل نہیں تھا بلکہ آفتاب اور ماہتاب کی مثل تھا۔''

یعنی بہا اور اشراق میں آفتاب کی مثل تھا اور متدیر ہونے کے اور نور میں چاند کی مثل تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک متدیر تھا یعنی گول تھا ـــــ جابر نے متدیر اس لیے کہا کہ سائل کو اس امر پر تنبیہ ہو۔ اس لیے کہ سائل نے اس میں دو صفتیں جمع نہیں کیں کہ سائل نے پوچھا تھا:

Marfat.com

''کیا چہرۂ مبارک تلوار کی مثل تھا؟''

اس قول سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ سائل نے تلوار کے ساتھ تشبیہ دینے میں چہرۂ مبارک کے طول کا ارادہ کیا ہے یعنی آپ کا چہرۂ مبارک لمبا تھا اور یہ گمان ہوتا تھا کہ سائل نے تلوار سے تشبیہ دینے میں لمعان یعنی اس کی روشنی اور چمک کا ارادہ کیا ہے جیسا کہ سابق میں جو عبارت آئی ہے اس میں اس کی طرف اشارہ آگے آچکا ہے۔ لہٰذا مسئول نے بلیغ طور پر رد کر دیا اور جبکہ اس کے ساتھ امر متعارف جاری ہے کہ آفتاب کے ساتھ جس شے کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس تشبیہ میں غالب اشراق آفتاب کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ اور چاند کے ساتھ جو تشبیہ دی جاتی ہے اس سے چہرے کی ملاحت کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ نہ ان دونوں کے سوا ارادہ کیا جاتا ہے ـــ جابر کا یہ کہنا کہ آپ کا چہرۂ مبارک مستدیر تھا' اس لیے انہوں نے دو صفتوں سے معاً تشبیہ کا ارادہ کیا ہے۔ وہ دو صفتیں حسن اور چہرے کا گول ہونا ہے۔

ابن اسحاق نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس چاندنی رات میں ایسے حال میں دیکھا جس میں اول سے آخر تک چاندنی ہوتی ہے' نہ اندھیرا ہوتا ہے نہ بادل' آپ سرخ رنگ کا حلہ پہنے ہوئے تھے ـــ کبھی میں آپ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاندنی کی طرف نظر کرتا تھا جبکہ آپ میری آنکھوں میں چاند سے احسن تھے۔

کل چودھویں کی رات تھی' شب بھر رہا چرچا تیرا
کچھ نے کہا ہے یہ چاند ہے' کچھ نے کہا چہرہ تیرا

ایک روایت میں جابر کے اس قول کے بعد کہ آپ سرخ حلہ پہنے ہوئے تھے یہ ہے کہ میں آپ اور چاند کے درمیان مماثلت کرنے لگا ـــ یعنی میں کہتا تھا کہ آپ چاند کی مثل ہیں' البتہ میرے نزدیک آپ چاند سے احسن تھے۔ یعنی

فھو عندی احسن من القمر ـــ ''نہیں نہیں چاند سے بھی زیادہ حسین۔''

نذر کرتی ہے صبح بہاراں درود ۔۔۔ پھول سے رخ پہ ہر دم گل افشاں درود
مہ لقا حسن ذیشان قربان درود ۔۔۔ چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

ترمذی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کی:

لم یکن بالمطھم ولا بالمکلثم مطھم

''موٹے گال یا ایسا پھولا ہوا چہرہ کہ معلوم ہوتا ہے منہ بنائے ہوئے ہے'' ـــ یہ زیادہ فربہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

شمع خورشید ضو دیکھ کر جھلملائے ۔۔۔ نجم طور حسیں کی نظر جھلملائے
مشعل حسن روئے حسن جھلملائے ۔۔۔ جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے

Marfat.com

ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

مطہم کا معنی نحیف الجسم ہے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ گندم گوں سیاہی کی طرف متجاوز نہ ہو ـــــ آپ کے چہرۂ مبارک میں زیادہ گوشت نہیں تھا کہ جس سے بدنما معلوم ہوتا۔ نہ آپ کا جسم مبارک لاغر تھا اور نہ آپ کے رنگ میں ایسی گندم گونی تھی جو مائل بہ سیاہی ہو۔

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے — جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے — جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

نہ آپ مکلثم تھے۔ یعنی آپ کا چہرۂ مبارک بالکل گول نہیں تھا بلکہ آپ کے چہرۂ مبارک میں قلیل تدویر تھی یعنی کم گول تھا۔ یہ امر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو کتاب غرائب میں ابی عبید کے نزدیک ہے' یہ ہے:

وکان فی وجھہ تدویر قلیل

ابوعبید نے اس کی شرح میں کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ آپ کا چہرۂ مبارک غایت تدویر میں نہیں تھا بلکہ آپ کے چہرۂ مبارک میں سہولت تھی یعنی درازی تھی' بالکل گول نہیں تھا ـــــ اس قسم کا چہرہ عرب کے نزدیک زیادہ شیریں اور پسندیدہ ہے۔

امام بخاری نے کعب بن مالک سے روایت کی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اذ سرا اسنار وجھہ

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسرور ہوتے تو آپ کا چہرۂ مبارک روشن ہو جاتا' گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اس امر کو ہم آپ سے پہچان لیتے تھے یعنی وہ جگہ جہاں سرور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جبین ہے۔ [1]

جس کے چہرے پہ جلووں کا پہرا رہا — نجم و طٰہٰ کے جھرمٹ میں چہرا رہا
حسن جس کا ہر اک چھب میں گہرا رہا — جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے پاس تشریف لائے کہ مسرور تھے اور آپ کی پیشانی مبارک کے خطوط اس مسرت سے روشن تھے اور چمک رہے تھے۔ اس نور اور چمک کی وجہ سے

---

[1] جبیں کن پٹیوں کی دونوں جانب سے بالائی حصہ کو کہتے ہیں۔ ایک جانب پیشانی کے دائیں طرف ہے اور ایک جانب پیشانی کے بائیں طرف جو نور جبیں سے مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ جبہ میں نہیں ہوتا ہے۔

Marfat.com

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے —— جبیر بن مطعم کی حدیث میں جو طبرانی کے نزدیک ہے' یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کی طرف ایسے چہرہ سے ملتفت ہوئے کہ شقہ قمر تھا یعنی چاند کے ٹکڑے کی مثل تھا۔ راوی نے آپ کے نفس مبارک کو چاند قرار دیا اور چہرۂ مبارک کو چاند کا ٹکڑا —— راوی کا یہ کہنا آپ کے التفات کے وقت آپ کے چہرہ میں صفت پر محمول ہے۔

لوگ اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ چاند کے ٹکڑے کے ساتھ جو آپ کے چہرۂ مبارک کو تشبیہ دی گئی ہے۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول پر کوئی بھید ہے یا کوئی خفیہ نکتہ ہے باوجود اس کے کہ بلغا کے کلام میں کثرت سے وارد ہوا ہے —— کہ چہرہ کی تشبیہ مطلق چاند کے ساتھ دی گئی' اور ٹکڑے کی قید کسی شاعر نے نہیں کی ہے بلکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' جنہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے —— وہ شعرائے صحابہ سے ہیں —— چاند کے ٹکڑے کے ساتھ جو تشبیہ ہے اس میں کوئی حکمت لابد ہے۔ اور جو کچھ اس سلسلے میں جواب دیا گیا ہے کہ چاند کا ٹکڑا کہنے میں اس سیاہی سے احتراز ہے جو چاند میں ہے ——

یہ جواب قوی نہیں ہے اس لیے کہ چہرۂ مبارک کی تشبیہ چاند کے ساتھ جو ہے اس ضیاء اور روشنی کے ساتھ تشبیہ ہے جو چاند میں ہے —— نہ کہ چاند کے نور اور سیاہی کے ساتھ تشبیہ ہے۔ چاند جب پورا ہو جائے تو اس میں اس قطعہ سے سیاہی اقل نہ ہو گی۔ چنانچہ گویا تشبیہ بعض چہرے پر ہو گی جو پیشانی ہے۔ لہٰذا یہ مناسب ہوا کہ وہ چہرۂ مبارک بعض قمر کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كان وجهه رسول الله كدارة القمر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک چاند کے دائرہ کی مثل تھا —— ابن اسحاق نے بنی ہمدان کی ایک عورت سے روایت کی ہے۔ اس عورت کا نام یاد نہیں رہا۔ اس عورت نے کہا ہے کہ:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اکثر حج کیا ہے۔ ا میں نے آپ کو آپ کے اونٹ پر سوار دیکھا۔ آپ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ کے دست مبارک میں ایسا عصا تھا جس کا سر ٹیڑھا تھا اور آپ کے جسم مبارک پر دو سرخ چادریں تھیں کہ جس وقت حجر اسود کے پاس گئے' قریب تھا کہ آپ کے سر مبارک کے بال مونڈھوں کو لگ جائیں۔ آپ نے اس عصا سے حجر اسود کا بوسہ لیا۔ پھر آپ اس عصا کو اپنے دہان مبارک کی طرف اٹھا کے بوسہ دیتے تھے"۔

ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے اس عورت سے کہا:

"تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشبیہ دی۔"

اس نے کہا:

القمر ليلة البدر لم ارقبله وبعد مثله صلى الله عليه وآله وسلم

Marfat.com

یعنی آپ حسن و جمال میں چودھویں رات کا چاند ہیں کہ وہ کامل ہوتا ہے— میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا۔''

دارمی' بیہقی' ابونعیم اور طبرانی نے ابوعبیدہ ابن محمد عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ میں نے ربیع بنت مسعود سے کہا:

''مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کرو۔''

ربیع نے کہا:

''اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو یہ کہتے کہ آفتاب طلوع ہوا ہے۔''

اور ایک جگہ اس طرح سے ہے کہ:

''اے میرے پیارے بیٹے! اگر تو آپ کو دیکھتا تو آفتاب کو دیکھتا کہ طلوع کیا ہوا ہے؟''

حسن روئے مجلیٰ پہ دائم درود — روح والشمس و طٰہٰ پہ دائم درود
شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود — تاجدارِ تدلیٰ پہ دائم درود
نوشہء بزم جنت پہ لاکھوں سلام

مسلم نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ ان سے کسی نے کہا:

''آپ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان فرمائیں۔'' انہوں نے کہا:

کان ابیض ملیح الوجہ ۔

''آپ گورے تھے' رنگ میں سرخی تھی اور آپ کا چہرہ ملیح تھا۔''

جس طویل حدیث کی روایت ترمذی نے ھند ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی ہے' یہ ہے:

کان رسول اللہ فخما مفخما یتلاء و وجھہ تلالاء القمر لیلة البدر[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی نفسہ عظیم تھے اور بڑے معظموں کے دلوں اور اعیان زمانہ کی آنکھوں میں معظم تھے— آپ کا چہرۂ مبارک ایسے چمکتا تھا جیسے چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے اور روشن ہوتا ہے۔ یعنی کمال درجہ اشراق اور استنارہ تھی۔

جس وقت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کیا اور یہ کہا:

---

[1] فخم کا یہ معنی ہے کہ اپنے اصحاب میں عظیم القدر تھے، اور جن لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا ان کے نزدیک آپ عظیم القدر تھے۔ مافخم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور مفخم مخلوق کے نزدیک، جسم کی فخامت مراد نہیں ہے بلکہ چہرے کی فخامت مراد ہے۔ چہرے کی فخامت اس کا جمال سے بھرا ہونا، یا مہابت سے یا دونوں رخساروں کے گوشت کی کثرت جمال کے کمال کے ساتھ۔ واصف نے چہرے مبارے سے ابتداء اس حلیے سے کی کہ چہرہ اول وہ شے ہے جس کی طرف نظر متوجہ ہوتی ہے۔

Marfat.com

تبلج الوجه یعنی "چہرہ روشن اور پر ضیا تھا"۔

اسی سے سلج الصبح عرب میں محاورہ ہے۔ جب صبح ہوتی ہے اور اس کا نور چمکتا ہے تو یہ کہتے ہیں۔ سید علی باوفا نے درجہ اچھی یہ بات کہی ہے:

الایا صاحب الوجه الملج سالتك لاتغیب فانت روحی

"اے ملیح چہرے والے! جان لے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو مجھ سے اس طور پر اوجھل نہ ہو کہ میں تجھے نہ دیکھوں — اس لیے کہ تو میری روح ہے یعنی جیسے میری روح میری حیات ہے۔ تیری غیبت میری ہلاکت کا سبب ہے۔"

متی ماغاب شخصك عن عیانی رجعت فلا تری الاضریحی

"جس وقت تیرا شخص میرے مشاہدہ سے ہو جائے گا یعنی میں اس کا مشاہدہ نہ کروں گا تو پھر پلٹ کے میرے پاس آئے تو مجھ کو نہ دیکھے گا بلکہ میری قبر کو دیکھے گا —— یعنی تیری جدائی کے صدمے سے مر جاؤں گا اور تو مجھے نہ پائے گا۔

بحقك جد لرقك یا حبیبی وداو لوغه القلب الجریحی

"میں تجھ سے کہتا ہوں کہ حبیب اپنے غلام کی بخشش کرائے یعنی اپنے غلام کو اپنی عطا سے سرفراز کر۔ لرقلك میں جو لا تعدیہ ہے اس کے مطابق یہ معنی ہے اور اگر لام سبّیہ قرار دیں تو یہ معنی ہو گا کہ اپنے وصل کے لیے اپنے غلام کے لیے بخشش اور اپنے عاشق کے دل مجروح کی اپنے وصل سے سامان تسکین کر۔

ورق المغرم فی الحب امسی واصبح بالهوی ونفاطریحی

"اپنے محبّ پر رحم کر کہ اس کا دل جل گیا ہے اور تیری محبت میں وہ ہمیشہ مریض رہتا ہے۔ اور ایسے مرض سے وہ مریض گیا ہے کہ کسی وقت اسے نہیں چھوڑتا۔ وہ اپنی جگہ پڑا ہوا ہے کہ محبّ کا صدمہ اسے پہنچا ہے۔"

محب ضاق بالا شواق ذرعا وآری منك للكرم الفیح

"وہ عاشق شیدا ایسا محبّ ہے کہ شوق کے ہجوم نے اسے عاجز کر دیا ہے اور اس کا سینہ اس ہجوم کی وجہ سے تنگ ہو گیا اور تیرے پاس وہ ٹھہرا ہوا ہے —— اسے تیرے وسیع کرم کی امید ہے۔"

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ.........:

نہایہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كان اذا سرفكان وجهه المرآة —— یعنی جس وقت آپ مسرور ہوتے آپ کا چہرۂ مبارک گویا ایک آئینہ تھا۔ آئینے میں آدمی کی صورت نظر آتی ہے اور اس میں ہر ایک شے دیکھی جاتی۔ آپ کے چہرۂ مبارک میں ہر ایک شے کا عکس نمایاں ہوتا اور دیواروں کی صورت آپ کے چہرۂ مبارک میں دکھائی دیتی تھی۔

رُخِ انور کو چاند سے تشبیہ کیوں؟:

ہند ابن ابی ہالہ کی حدیث میں یہ ہے:

Marfat.com

یتلا لاء وجهه تلا لاء القمر ليلة البدر

چاند کے ساتھ تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ چاند اپنے نور سے روئے زمین کو بھر دیتا ہے اور جو شخص چاند کو دیکھتا ہے' اس کا دل اس سے سکون پاتا ہے اور اس سے نفرت نہیں کرتا۔ چاند دکھ دیئے بغیر نور کو جمع کرتا ہے۔ اسے دیکھنے سے نظر کو ٹھہراؤ ہوتا ہے—— بلکہ نگاہ چاند کے دیکھنے سے لذت پاتی ہے—— اس کے برعکس آفتاب نگاہ پر پردہ ڈال دیتا ہے اور نظر کے ٹھہرنے میں رکاوٹ کرتا ہے۔ عام طور پر بدر کے ساتھ تشبیہ اس تشبیہ سے زیادہ بلیغ ہے جو قمر سے دی جائے۔ اس لیے کہ بدر کامل چاند ہوتا ہے۔ بدر ہونے کی حالت میں چاند کا کمال ہوتا ہے—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت آپ کو دیکھا ہے' یہ شعر کہا ہے:

لو كنت من شئى سوى بشر — كنت المنور ليلة البدر

''اگر آپ بشر نہ ہوتے اور کسی شے کی قسم سے ہوتے تو یقیناً آپ چودھویں کے چاند تھے' منور چاند''

اس شعر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تمثیل کی ہے' یہ شعر مسبب بن عیسیٰ ابن مالک کے قصیدہ کی ہے۔ جو اعشیٰ شاعر کا ماموں تھا۔ اس نے یہ قصیدہ قیس کی مدح میں کہا تھا—— بدر کے ساتھ جو تشبیہ ہے تحقیق وہ اپنے حقیقی معنی میں پائی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارک میں سے ایک اسم شریف بدر ہے—— آپ کا اسم مبارک البدر اس لیے ہے کہ آپ کا کمال کامل ہے' آپ کا شرف عالی ہے—— کسائی کے قصص میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

ان محمدا هو البدر الباهر والنجم الزاهر واللحر الزاخر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے' یا غزوۂ تبوک سے آپ تشریف لائے تھے' اس لیے آپ کو خوش آمدید کہنے والوں نے آپ کے جمال مبارک کو دیکھ کر یہ اشعار پڑھے تھے:

طلع البدر علينا — من ثنيات الوداع

''ہم لوگوں پر ثنیات وداع سے چاند طلوع ہوا ہے—— ثنیات' ثنیہ کی جمع ہے۔ ٹیلہ اور چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہیں—— مدینہ منورہ کے قریب حجاج یا مسافروں کے وداع کرنے کا مقام ہے۔

وجب الشكر علينا — مادعا للهه داع

''ہم لوگوں پر اس بات کا شکر واجب ہوگیا ہے کہ اس چاند نے ہماری آنکھوں اور ہمارے ملک کو منور کر دیا ہے۔ یہ شکر اس وقت تک واجب ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے—— اور جس نے یہ خوب صورت شعر کہا ہے' کمال کیا ہے۔

كالبدر والكاف ان الصفت زايدة — فيه فلا تظنها كافا للتشبيهه

لفظ کالبدر کے ساتھ کاف ہے۔ اگر تو انصاف کرے گا تو اس کاف کو اس لفظ میں زیادہ تسلیم کرے گا اور تو تشبیہ کا کاف

Marfat.com

گمان کرے گا۔ یعنی کالبدر کا معنی بدر کے مثل ہے —— جب کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف کیا تو یہ معنی ہوگا کہ آپ بدر کی مثل ہیں۔ اس تشبیہ میں بدر مشبہ بہ ہوگا' اور آپ کی ذات کامل الصفات مشبہ ہوگی جس سے مشبہ بہ کا اعلیٰ ہونا اور مشبہ کا ادنیٰ ہونا ثابت ہوگا —— لہٰذا آپ کے کمالات ذاتی پر نظر کر کے انصاف کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ کالبدر میں حرف کاف تشبیہ زیادہ ہے۔ آپ نورِ جمال سے عین بدر ہیں۔

نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ابن الحلادی کا یہ شعر کس قدر شیریں ہے:

یقولون یحکی البدر فی الحسن وجھہ — وبدر الرجیٰ من ذالك الحسن ینحط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں لوگ کہتے ہیں کہ حسن میں بدر آپ کے چہرۂ مبارک کے مشابہ ہے۔ آپ کی ذات اقدس میں جو حسن ہے' شب تاریک کے بدر کا حسن اس سے کمتر ہے۔

کما تشبھوا نحمن النقا بقوامہ — بقد بالغوا فی المدح للغصن واشتطوا

جیسے کہ نقا کی شاخ کو آپ کے اعتدال سے تشبیہ دی ہے۔ تشبیہ دینے والوں نے شاخ کی مدح میں مبالغہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے جور اور ظلم کیا ہے۔ اس لیے کہ تشبیہ اس وجہ کی متدعی ہوئی ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں جامع ہو۔ بدر اور غصن کے درمیان اور آپ کے چہرہ اور آپ کے قوام کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ تشبیہ صحیح نہیں ہے —— البتہ تشبیہ سے بدر اور غصن کو غایت فخر حاصل ہوا ہے۔

یہ تشبیہات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں وارد ہوئی ہیں' یہ شعراء اور عرب کی عادت پر وارد ہوئی ہیں کہ وہ ذات مبارک کو بدر وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں ورنہ ان محدثات میں کوئی شے ایسی نہیں ہے کہ آپ کی صفاتِ خلقیہ مبارک کے برابر ہو' اور آپ کی صفات خلقیہ کی برابری کر سکے۔

سیدی محمد وفا شاذلی مالکی علیہ الرحمہ نے مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہا ہے:

کم فیہ الابصار حسن مدھش — کم فیہ الارواح راح مسکر

''آپ کی ذات مقدس میں بے حد ایسا حسن ہے جو کہ بہت سی بینائیوں کو متحیر کرتا ہے۔ یعنی آپ کے حسن سے بینائیوں کو دہشت ہوتی ہے۔ وہ متحیر ہو جاتی ہیں —— آپ کی ذات میں بہت سی ایسی صفات ہیں کہ دیکھنے والوں کی روحوں کے لیے نشہ آور شراب ہے۔ وہ ان کو دیکھ کر بے خود ہو جاتے ہیں جیسے شراب سے بے خودی ہوتی ہے۔

سبحان من انشاء من سبحاتہ — بشرا باسرار الغیوب یبشر

قاموس میں ہے سبحات مضمتین وجہ اللہ وانوارہ اور صحاح میں سبحات کا معنی جلالت الٰہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو جمیع عیوب سے پاک ہے' اس نے اپنے انوار سے ایسے بشر کو پیدا کیا ہے جو کہ غیبوں کے اسرار سے بشارت دیتا ہے —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یاجابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ

Marfat.com

اس حدیث کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے۔ ''مواہب لدنیہ'' جلد اول میں بھی یہ حدیث شریف بیان ہوئی ہے۔

تاسوه جهلا بالغزال تغزلا　　　　هيهات يشبهه الغزال الاحور

شعراء نے جہالت سے غزال سے تشبیہ دی ہے۔ ان کو تشبیہ کا توہم آپ کے اور غزال کے درمیان ہوا ہے—— یہ امر بعید ہے کہ آپ کو اس غزال سے تشبیہ دی جائے کہ وہ ایک حیوان ہے اور اس کی آنکھوں کی سپیدی اور سیاہی شدت سے ہے—— احور' حور سے بہ فتحتین ہے۔ کہ آنکھ کی شدت سپیدی و سیاہی کو کہتے ہیں۔

هذا وحقك ماله من مشبه　　　　دارى المشبه بالغزالة يكفر

هذا کا معنی خذ ہے یعنی امر کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی لو ہے۔ یہ کلمہ وہاں لاتے ہیں جہاں فصل کلام مراد ہوتا ہے۔ اور ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف انتقال مقصود ہوتا ہے—— آپ کی ذات مبارک کی قسم ہے کہ غزال کو آپ کے ساتھ کچھ مشابہت نہیں ہے۔ جو شخص غزالہ یعنی آفتاب کے ساتھ آپ کو تشبیہ دیتا ہے وہ ان نعمتوں کا کفران کرتا ہے جو اسے پہنچی ہیں۔ اس نے اس شے سے آپ کو تشبیہ دی ہے جس کی آپ کے اور اس شے کے درمیان کچھ نسبت ہی نہیں ہے—— یہاں کفر سے مراد خلاف ایمان نہیں ہے۔

ياتى عظيم الذنب فى تشبيهه　　　　لولا لرب جماله يستغفر

یعنی جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غزال یا آفتاب سے تشبیہ دیتا ہے' وہ عظیم گناہ کرتا ہے۔ اگر رب جمال سے استغفار نہ کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ جواب قسم محذوف ہے۔ وہ یہ ہے کہ کافر ہو جائے گا۔

فخر الملاح لحنهم وجمالم　　　　و بحنه كل المحاسن تفخر

ملیح حسین کو کہتے ہیں یعنی حسینوں کو اپنے حسن و جمال پر فخر ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سے کل محاسن فخر کرتے ہیں۔ چنانچہ کوئی شے آپ کے حسن کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی جو آپ کے اور اس شے کے درمیان مناسبت ہو۔

فجماله مجلى لكل جميلة　　　　وله منار كل وجه نيه

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال جہاں آراء ہر ایک صفت جمیلہ کا محل ظہور ہے۔ اس لیے کہ آپ کا جمال کل محاسن ہیں۔ جو شے منافی کمال ہے اس کا مطلق شائبہ آپ کے جمال میں نہیں ہے۔ بخلاف آپ کے غیر کے جس وقت اس کا جمال صفات جمیلہ کو شامل ہونا ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کا مغائر وصف اس کی صفات کو چھپا دیتا ہے—— چنانچہ اس جمال کا ظہور ممتنع ہوتا ہے۔

آپ کے لیے منارہ کمال ہے کہ ہر ایک چہرہ اس سے منور ہے۔ یعنی آپ کے جمال کے نور سے کل انوارِ جمال اقتباس کیے ہوئے ہیں—— منارہ وہ علامت جو راستہ کے پہچاننے کے لیے نصب ہوتی ہے۔

جنات عدن فى جنى جناته　　　　وو ليله ان المراشف كوثر

جنتوں کی وہ نعمتیں جنہیں بندہ آخرت میں پائے گا' وہ اس قسم سے نہیں ہے کہ آپ کے علوم اور معارف سے بندے نے

Marfat.com

اقتباس کیا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جو شے ہونٹوں سے چوسی جاتی ہے اور قیامت کے دن تشنگی زائل کرنے کے لیے نہر کوثر ہے۔ اس کے لیے آپ کے رب نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس میں کثیر فائدہ ہے۔ یہ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سپید اور برف سے زیادہ نرم ہے۔ وہ شخص کوثر سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

هيهات الهو عن هواه بغيره　　　والغير فى حشر الاجانب يحشر

یہ امر بعید ہے کہ میں آپ کی محبت اور میل سے بے شغل رہوں اور آپ کے غیر کی محبت میں مشغول رہوں۔ حال یہ ہے کہ اجنبی لوگوں کے گروہ میں حشر کیا جائے گا —— مجھے تو آپ کی محبت کا شغل ہے میں آپ کے گروہ میں محشور رہوں گا۔

كتب العزام على فى اسفاره　　　كتبا تؤول بالهوىٰ وتفر

''عزام' شیفتگی' مشاقی اور آرزومندی۔ ھوی' میل' خلوص اور محبت —— معنی یہ ہے کہ عزام کی جو بڑی بڑی کتابیں ہیں' ان میں عزائم مجھ پر لکھی گئی ہے یا مجھ پر فرض کی گئی ہے۔ جو کثیر احکام عزام کے ہیں' وہ مجھ پر فرض کیے گئے ہیں۔ وہ احکام خالص محبت سے تاویل کیے جاتے ہیں اور ان کی تفسیر خالص محبت سے کی جاتی ہے۔

مذع الدعى وما اوعاه فى الهوىٰ　　　فدعيه بالبحر فيه تهجر

دع صیغۂ امر ہے۔ اس کا معنی ہے ''چھوڑ دی''۔ دعی' وہ شخص جو ایک قوم سے نہ ہو اور وہ اپنے آپ کو اس سے منسوب کرے —— ھجر بالضم' ہذیان' جو بیماری کے باعث لاحق ہوتا ہے —— شعر کا معنی یہ ہوا کہ جو شخص محبت میں زبانی جھوٹے دعوے سے اپنے آپ کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہے' تو اس کو چھوڑ دے —— اس لیے کہ جو شخص جھوٹی محبت سے اپنے آپ کو اہل محبت سے شمار کرتا ہے' وہ ہذیان سے یہ دعویٰ کرتا ہے —— اور ھجر کا معنی یہ بھی ہے کہ ہاجرہ کے وقت راہ چلا۔ جو شدت حرارت کا وقت ہے۔ زبانی مدعی محبت کو اس شخص سے تشبیہ دی ہے جو شدت حرارت کے وقت راستہ چلے۔ اور اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالے اور اس تکلیف سے نفس کو دکھ دے جس پر اسے اب اور آئندہ ملامت کی جائے۔

وعليك بالعلم العليم فانه　　　لخطيبه فى كل خطب منبر

علم' وہ علامت جو راستہ کے پہچاننے کے لیے قائم کی جائے —— علیم' کثیر العلم۔ معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کثیر علم ہیں۔ ان کا اتباع اپنی ذات پر لازم کر لو۔ اس لیے کہ آپ ہر ایک امر عظیم میں اپنے خطیب کے لیے مثل منبر ہیں —— خطیب کی شانِ خطابت کا اظہار منبر سے ہوتا ہے۔

عليك　کا معنی الزام ہے۔ یعنی اپنی ذات پر لازم کر لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر انور:

پڑ گئی جس پہ محشر میں بخشا گیا　　　دیکھا جس سمت' ابر کرم چھا گیا
رخ جدھر ہو گیا' زندگی پا گیا　　　جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

Marfat.com

اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

فرق مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی　　قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی　　کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصر شریف[۱] کا وصف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اپنے اس ارشاد سے فرمایا:

ما زاغ البصر وما طغیٰ

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شے دیکھی، آپ کی بصر شریف نے اس سے دوسری چیز کی طرف میل نہیں کیا، اور اس کو متجاوز نہیں کیا ــــ بلکہ اسے اثبات صحیح یقینی سے ثابت دکھایا ــــ یا یہ معنی ہے کہ جن عجائبات کے دیکھنے کے لیے آپ کو امر کیا گیا تھا، ان سے عدول اور تجاوز نہیں کیا۔ جیسا کہ بیضاوی میں ہے۔

تاریکی میں دیکھنے کا عالم:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی تاریکی میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے ــــ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکی میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھتے تھے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

پیٹھ پیچھے سے دیکھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ میری معاجہت اسی جگہ ہے کہ میں اس جگہ تم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہارا رکوع اور سجود مجھ پر مخفی نہیں رہتا ہے۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں ــــ تم لوگ رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ میں تم لوگوں کو اپنے سامنے اور اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

ارشاد باری تعالیٰ: الذی یراك حین تقوم و تقلبك فی الساجدین　میں مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[۱] بصر وہ نور ہے جس کے سبب جارحہ مبصرات کا ادراک کرتا ہے جیسا کہ مصباح میں ہے۔ یہ متکلمین کے قول کے معنی میں ہے کہ بصر وہ قوت ہے جو آنکھ میں ودیعت کی گئی ہے۔ یہ صریح ہے کہ بصر آنکھ میں ایک شے ہے جو مخلوق کی گئی ہے، آنکھ پر زیادہ ہے۔

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے سے نمازیوں کو صفوں سے ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ اپنے سامنے سے ان کو دیکھتے تھے —— اس حدیث کو حمیدی نے اپنی مسند میں اور ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

یہ روایت جو حضرت ابن عباس' حضرت عائشہ' حضرت ابوہریرہ' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مجاہد کی حدیث میں ہے۔ ادراک کی روایت ہے [1] اور مطلق روایت (جس کے ساتھ وصف مقید نہیں کیا جاتا ہے) وہ اہل حق کے نزدیک اس آلہ کے وجوہ پر موقوف نہیں ہے جو آنکھ ہے —— اور نہ وہ روایت وجود شعاع پر موقوف ہے' اور نہ مقابلہ شے پر موقوف ہے —— یہ ادراک جس کی یہ تفسیر کی گئی ہے' قدیم عالی کی نسبت کے سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ' ہے۔ [2]

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مخلوق کی روایت جو ہے مخلوق کی روایت کی صفت قوت حاسہ اور شعاع اور مقابلہ شے پر موقوف ہے۔ اس لیے پیٹھ کے پیچھے سے نمازیوں کو دیکھنا آپ کے خرق عادات سے آپ کے حق میں تھا۔ آنکھ میں بصر کا پیدا کرنے والا اس بات پر قادر ہے کہ آنکھ کے غیر میں بصر پیدا کر دے۔

چنانچہ یہ کہنا جائز ہوگا کہ حق سبحانہ' وتعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس میں بصر کی قوت غیر آنکھ میں پیدا کر دی تھی —— آپ اپنے پیچھے سے اس آلہ بصر سے دیکھتے تھے کہ آپ کے جسد مبارک سے کسی محل میں ہوتا۔

حرالی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نشانی کو اس شے پر دلالت کیا تھا کہ آپ کی حقیقت امر میں تھی کہ باطن علم کی وسعت کی وجہ سے اور معرفت الٰہی کی وجہ سے آپ کو اطلاع تھی۔ جبکہ اپنے صحابہ سے اپنے رب کی تعریف کی۔ یعنی آپ نے لوگوں کو اس طور پر تبلیغ رسالت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں ایک ہے۔ اور اس امر کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اور اس کے سوا جو اس کی ذات کے ساتھ لائق ہے۔

لوگوں سے آپ نے ان کمالات کی تعریف نہیں کی جو آپ کی ذات اقدس میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس شے پر مطلع فرمایا جو آپ کے سامنے تھی۔ اور وہ شے ان اشیا سے تھی جن کا ظہور امر الٰہی سے ہوا تھا —— یا جو شے آپ کے سامنے تھی' اس لیے مراد ہے —— یہ شے ان اشیاء سے تھی جو امر الٰہی سے پہلے موجود ہوئی تھی اور اس وقت کے سوا جس میں آپ موجود تھے' اللہ تعالیٰ نے اس شے پر آپ کو مطلع فرمایا۔ جس کا وجود آپ کے زمانہ سے متاثر ہوگا۔ یعنی قیامت تک جو شے ہوگی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم عطا فرمایا —— جبکہ ادراک مدرکات قلوب کا احاطہ اس حالت پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس کی مثل عیون میں مدرکات کیا۔ یعنی آپ کی چشمان مبارک ظاہری اشیاء کو اس طور پر ادراک نہیں کرتیں جس طور پر آپ کا قلب مبارک ادراک اسرار کرتا تھا —— چنانچہ آپ پیٹھ مبارک کے پیچھے سے محسوسات کو دیکھتے تھے۔ جیسے کہ

---

[1] یعنی ان خاص الابصار حقیقی کی روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں اور آپ کے خرق عادات سے ہیں۔

[2] مصنف نے اس تعریف روایت سے شاید لوگوں کے رد کا قصد کیا ہے جنہوں نے یہ زعم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کو اصلاً بلا روایت ادراک کرتے تھے بلکہ مجرد علم کے ساتھ ادراک فرماتے تھے —— یا اس طور پر کہ آپ کے اصحاب کے فعل کی وحی کی جاتی تھی —— یا آپ کو الہام کیا جاتا تھا۔
حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس قول میں نظر ہے۔ اس لیے کہ اگر علم مراد ہوتا تو آپ اس کو اس لفظ سے مقید نہ فرماتے کہ "میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔"

Marfat.com

آپ محسوسات کو اپنے سامنے سے دیکھتے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آپ کی یہ صفت خرق عادت سے تھی۔

اور وہ غریب امر جسے لوگ نہیں پہچانتے' یہ ہے کہ جسے زاہدی بختیار محب بن محمود شارح قدوری نے اپنے رسالہ ناصریہ میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے روزن کی طرح دو آنکھیں تھیں۔ آپ ان دونوں سے دیکھتے تھے۔ اور لباس پہننے سے ان کا حجاب نہیں ہوتا تھا۔

یہ بھی روایت ہے کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی صورتیں آپ کے سامنے کی دیوار پر منطبع ہو جاتی تھیں۔ جیسے کہ لوگوں کی صورتوں کے عکس آئینہ میں منطبع ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ ان کی مثالی صورتوں کو اس دیوار پر دیکھ لیتے تھے اور ان کے افعال کا مشاہدہ فرما لیتے تھے—— یہ بات اسی وقت قابل قبول ہو سکتی ہے جبکہ شارع علیہ السلام سے بطریق صحیح اس کی روایت نقل ہوئی ہو—— ورنہ اس مقام پر محض رائے زنی مناسب نہیں۔ وہ بھی صرف اس بنیاد پر کہ اس روایت کو جو بغیر آلہء بصر کے ثابت ہو رہی ہے' آپ کے معجزات پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

کچھ کے خیال میں اس رواۃ سے مراد روایت قلبی ہے—— کچھ اور لوگوں نے اس سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ کیفیت افعال وحی یا الہام کے ذریعے آپ کو معلوم ہو جاتی تھی—— ان تمام باتوں میں صحیح ترین بات وہی ہے جو سب سے پہلے بیان کی گئی۔

اس شخص کی بات پر اشکال وارد ہوتا ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ اس سے مراد وہ علم ہے جسے علامہ ابن جوزی نے اپنی ایک کتاب میں کسی سند کے بغیر ذکر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انی لا اعلم ماوراء جداری ھذا

یعنی "میں اس سے بھی واقف نہیں ہوں جو میری اس دیوار کے پیچھے ہے۔"

اگر اس روایت کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے آپ کا غیب کی باتوں کو نہ جاننا ثابت ہوتا ہے۔ پھر ان دونوں باتوں کا جمع ہونا کس طرح ممکن ہے؟—— اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلی حدیثوں سے بظاہر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ کا غیب کی باتوں کو مشاہدہ کرنا نماز کی حالت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس صورت میں مطلق کو مقید پر حمل کیا جائے گا—— لیکن جب ہم یہ تسلیم کر لیں کہ اس ادراک سے مراد ادراک بالبصر ہی ہے جو کہ درست بھی ہے تو اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں علم کی نفی صرف غیب کی باتوں کے ساتھ مخصوص ہو گی اور یہ تو مشاہدہ سے ثابت ہو رہی ہے۔

"مقاصد حسنہ" میں علامہ حافظ شمس الدین سخاوی نے جو روایت لکھی ہے: **ما اعلم ماخلف جداری ھذا**۔ علامہ ابن حجر نے لکھا ہے اس روایت کی کوئی اصل نہیں—— حالانکہ خود علامہ ابن حجر نے تخریج احادیث رافعی کی تلخیص میں خصائص نبوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

Marfat.com

ویری صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من وراء ظهره کمایری من قدامه

یعنی ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ اپنے پیچھے کی چیزوں کا اس طرح مشاہدہ فرماتے تھے جس طرح اپنے سامنے کی چیزوں کا۔''

یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سوا اور لوگوں سے مروی ہے۔

وہ تمام حدیثیں وہ اس بارے میں آئی ہیں نماز کی حالت کے ساتھ مختص ومقید ہیں۔ اور اسی طرح ان روایتوں کو آپ کے ارشاد: لاأعلم ماوراء جداری هذا کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے—— ہمارے شیخ نے کہا کہ یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ حدیث مذکورہ ضرور وارد ہوتی ہے' اور اس کی اصل بھی موجود ہے۔ چونکہ دونوں باتیں ایک محل کے ساتھ وابستہ نہیں اس لیے ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں اگر مزید ایک اور اشکال پیش کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی حالت سے قطع نظر بہت سی ایسی باتوں کی نسبت پہلے ہی خبر دے دی تھی جن میں سے بعض کا تعلق آپ کے زمانہ سے تھا' اور بعض کا آپ کے زمانہ مابعد سے—— چنانچہ وہ تمام باتیں اپنے اپنے وقت پر بعینہٖ ظہور پذیر ہوئیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علم غیب کی نفی اصل وضع پر وارد ہوئی ہے——اور یہ حقیقت ہے کہ غیب کا علم ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اور جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر انبیاء اور اولیاء کی زبانوں سے غیب کے متعلق جاری ہوئی ہیں' وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ جن سے وہ اپنے پسندیدہ بندوں کو وحی یا الہام کے ذریعے واقف کرا دیتا ہے' اور وہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جس میں یہ صراحت آئی ہے:

انه لما ضلت ناقته..........

یعنی ایک مرتبہ جب آپ کی اونٹنی گم ہوگئی تو ایک منافق نے کہا:

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تمہیں آسمانی خبریں بتاتے ہیں—— حالانکہ وہ یہ بات تک نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں گم ہوگئی۔''

جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

والله انی لاأعلم الا ما علمنی ربی..........

یعنی ''حقیقی بات تو یہی ہے کہ میں سوائے ان باتوں کے کچھ نہیں جانتا جن سے میرا رب مجھے واقف کرا دیتا ہے—— چنانچہ اب اللہ رب العزت نے مجھے بتلایا ہے کہ وہ اونٹنی کس جگہ موجود ہے۔ اس کی مہار ایک درخت میں پھنس جانے کی وجہ سے محبوس ہوگئی ہے۔''

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس مقام پر پہنچے تو اونٹنی کو اس مقام پر ویسے ہی پایا جیسا کہ آپ نے بتایا تھا۔

لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ انہی کو جانتے تھے جن سے اللہ تعالیٰ آپ کو واقف کرا دیتا تھا۔

Marfat.com

قاضی عیاض نے اپنی کتاب ''شفاء'' میں بیان کیا ہے:

انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یری فی الثریا احد عشر نجما وعند السہیلی اثنی عشر نجما۔

یعنی ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثریا پر گیارہ (بروایت سہیلی بارہ) ستارے دیکھا کرتے تھے۔۔۔ ابوہالہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے تھے۔نظر کو پست کیے ہوئے بہ نسبت آسمان کے آپ کی نظر مبارک زمین پر زیادہ رہتی تھی۔۔۔ دیکھتے وقت عموماً آپ چشم مبارک نہایت کھلی رکھتے تھے۔ جسے عربی میں ملاحظہ کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ مفاعلہ سے لحظہ سے مشتق ہے۔ ملاحظہ محاورہ عرب میں ترچھے انداز پر دیکھنے کو کہتے ہیں۔ جس کی حالت سینہ کی طرف رہے اور وہ حالت جو ناک کی طرف مائل ہوا سے ماق کہتے ہیں۔ حدیث پاک ہے:

اذا التفت جمیعاً ۔اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نظر بچا کر نہیں دیکھتے تھے۔

اوج تاب نگاہِ رسا پر درود ۔۔۔ بے جھجک دیدِ عین خدا پر درود
معنیٔ آیۂ ماطغیٰ پر درود ۔۔۔ ''نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کی طرف دیکھتے تو دائیں بائیں طرف اپنی گردن نہیں پھیرتے تھے جیسا کہ یہ فعل کسی غضب ناک اور منفعل آدمی کا ہوتا ہے۔لیکن جب آپ متوجہ ہوتے تو سامنے بھی آپ پوری طرح سے رخ کرتے اور پیچھے بھی پوری طرح سے۔۔۔ ابن اثیر نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

آنکھیں حضور کی ہیں کہ رحمت کے میکدے ۔۔۔ ہر ہر نظر ہے نشۂ ایمان لیے ہوئے (کاوش)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بروایت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آپ کا حلیہ مبارک اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارک بڑی بڑی اور پلکیں لانبی لانبی تھیں' اور آنکھوں میں سرخی کی آمیزش تھی۔۔۔ بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔۔۔

وہ حسین چشم مازاغ و احسن مژہ ۔۔۔ کوکب صبح پر سب کا دامن مژہ
لطف کے در پہ بخشش کی چلمن مژہ ۔۔۔ ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظلہء قصر رحمت پہ لاکھوں سلام

رحمت ابر باراں پہ برسے درود ۔۔۔ ماحیء فرد عصیاں پہ برسے درود
شبنم لطف احساں پہ برسے درود ۔۔۔ اشک باریء مژگاں پہ برسے درود
سلک درّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضرت جابر ابن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضلیع الفم اشکل العینین

یعنی ''آپ نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ دہن' بڑی آنکھوں والے تھے۔ آپ کے قدم پر گوشت نہیں تھا۔ ایڑیاں پتلی پتلی تھیں ـــــ اسے امام مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے:

کعبہ دین و دل یعنی نقش قدم — جن کی عظمت نہیں عرش اعظم سے کم
ہر بلندی کا سر ہو گیا جس پہ خم — کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

لفظ شکلۃ سے مراد وہ سرخی ہے جو آنکھ کی سفیدی میں ہوتی ہے۔ جو نہایت یہ ستودہ اور پسندیدہ وصف ہے۔ شکلۃ کی مذکورہ توضیح ٹھیک اور صحیح ہے نہ کہ وہ تفسیر جسے بعضوں نے بیان کیا ہے کہ شکلۃ کے معنی آنکھ کے کناروں کا دراز ہونا ہے ـــــ حافظ عراقی نے کہا کہ یہ وصف آپ کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کیا اور کہا:

کان صلی اللہ علیہ فی وجھہ تدویر ابیض مشرب بحمرۃ..........

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور میں قدرے گولائی تھی اور آپ کا رنگ گورا تھا۔ جس میں سرخی شامل تھی۔

یہ سراپا حسین' رب ہے مطلق جمیل — اب نہیں اس میں گنجائش قال وقیل
یہ بھی اک ایک ہے جیسے رب بے دلیل — بے سہیم وقسیم و عدیل و مثیل
جوہر فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

چشمان مبارک نہایت خوب صورت بڑی بڑی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تبلیغ کے لیے یمن بھیجا۔ وہاں پہنچ کر جب میں وعظ کرنے لگا تو ایک یہودی عالم جو کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جسے وہ پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا:

صف لی ابا القاسم! ''تم مجھ سے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حلیہ بیان کرو۔''

میں نے کہا: لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر

یعنی ''نہ تو آپ بہت لمبے ہیں اور نہ بہت ہی چھوٹے قد کے۔''

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا۔ اس نے کہا:

''تم نے یہ کیا کہا؟ یہ وہ بات ہے جو مجھے یاد آ گئی۔ کیا ان کی آنکھوں میں کچھ سرخی بھی ہے؟ اور کیا آپ خوب صورت داڑھی والے۔''

اس کے بیان کی تصدیق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''بخدا یہی آپ کا وصف ہے۔''

اس نے کہا:

''میں نے اپنے بزرگوں کے صحیفوں میں ایسا ہی دیکھا ہے لہٰذا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی اللہ کے وہ پیغمبر ہیں جو تمام نوع انسانی کی ہدایت کے لیے معبوث ہوئے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سماعت شریف:

وصف گوش نبی اور میں کج مج زبان — ہے سجود القمر اسمع جن کی شان
جن پہ قربان حسن سماعت کی جان — دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سماعت کے بارے میں آپ کی وہ حدیث بڑی جامع اور حاوی ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

انی اریٰ مالا ترون و اسمع مالا تسمعون ۔

یعنی آپ نے فرمایا: ''میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ باتیں سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے۔[1] آسمان چیل گیا ہے اور اس میں یہ امر محقق ہوگیا ہے کہ اس کی وسعت میں کوئی جگہ چار انگلیوں کے مقدار میں نہیں ہے جہاں فرشتوں نے سجدہ نہ کیا ہو۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کو امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ

بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ اذا قال لھم تسمعون ما اسمع ......

یعنی ایک مرتبہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ یکایک فرمانے لگے:

''کیا تم وہ سن رہے ہو جو کچھ کہ میں سن رہا ہوں۔''

---

[1] نزہۃ المجالس، جلد ۲، ص ۱۵۸ پر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ: ''بے شک میں چاند کے سجدے کی آواز عرش کے روبرو سنتا ہوں، اس وقت جبکہ میں شکم مادر میں تھا۔''

Marfat.com

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں تو کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا۔''

آپ نے ارشاد فرمایا:

انی لاسمع اطیط السماء.........

یعنی ''میں آسمانوں کی گونج سن رہا ہوں'' —— اور اس میں وہ لائق ملامت نہیں۔ کیونکہ ان میں ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں کہ جہاں فرشتے قیام وسجود (عبادت الٰہی) میں مشغول نہ ہوں۔

پیشانی مبارک:

جس کے چہرے پہ جلووں کا پہرا رہا　　نجم و طٰہٰ کے جھرمٹ میں چہرہ رہا
حسن جس کا ہر اک چھب میں گہرا رہا　　جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

آپ کی پیشانی مبارک کا وصف یہ تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک نہایت کشادہ اور ابروئے مبارک باہم متصل تھے —— حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی بیان کیا جسے ابن سعد اور ابن عساکر نے ذکر کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ابروئے مبارک آپس میں متصل، عرض وطول میں کشادہ اور باہم ملے ہوئے تھے۔ پیشانی مبارک کشادہ اور وسیع تھی۔''

بیہقی میں ایک صحابی سے یہ روایت ذکر ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا جسم اطہر بڑا ہی خوب صورت ہے اور جبیں مبارک نہایت کشادہ اور ابروئے مبارک باریک باریک (خوشنما)۔''

واللہ در القائل خوشا بختے کہ قائلے گفت

جبینه مشرق من فوق طرته　　يتلوا الضحى الليه والليل كا فرة
بالمسك خطت على كافور جبيهته　　من فوق نوناتها سينا ظفائرة
مكمل الخق مانحصى خصائصه　　منضر الحسن قد قلت نظائره

آپ کی جبیں مبارک اپنی چمک اور نورانیت کی وجہ سے عمامہ کے کناروں کو روشن ونمایاں کر رہی ہے۔ اور عمامہ کے کنارے اس روشنی پر حائل ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ صبح کے تڑکے وقت کو اخیر رات کی تاریکی نمایاں ہونے سے مانع ہوتی ہے۔ آپ کے گیسوئے مبارک جب آپ کی معطر کافوری پیشانی پر آ پڑتے ہیں تو اس سے مشک وعنبر کی خوشبو مہک اٹھتی ہے۔ جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے آپ ایسے کامل واکمل تھے کہ جس کی خصوصیات بیان سے باہر ہیں۔

Marfat.com

آپ کی خوب صورتی اور پر نشاط چہرۂ اقدس کی تروتازگی عدیم المثال تھی۔

ابن ابی ہالہ نے کہا ہے کہ ازج الحواجب کی تفسیر یہ ہے کہ ابرو مبارک کے بال نہایت گھنے اور دراز تھے —— اور لفظ المقوس کا مفہوم یہ ہے کہ ابروئے مبارک کمان کی طرح خمیدہ تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سوابغ کی تفسیر یہ ہے کہ بھنوؤں مبارک میں گھنے بال تھے۔ دونوں بھنوؤں میں زیادہ فصل نہیں تھا۔ اور ان کے درمیان ایک رگ حائل تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی جیسا کہ دودھ سے پر ہونے کی حالت میں تھن ابھر جاتے ہیں —— اسے ابن اثیر نے بیان کیا ہے۔

لامکاں کی جبیں بہر سجدہ جھکی ۔۔۔ رفعت منزل عرش اعلیٰ جھکی
عظمت قبلۂ دین و دنیا جھکی ۔۔۔ جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی

ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی:

اسمع واطع یابن الطاهرة البكر البتول........

''اے پاک دامن، کنواری، دنیا سے بے رغبت عورت کے بیٹے، سن اور اطاعت کر! کہ میں نے تجھے بن باپ کے پیدا کیا اور تمام اہل جہان کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنا دیا —— لہٰذا میری ہی عبادت کر اور مجھ پر ہی بھروسا رکھ۔ اور اہل سوران کو خوش خبری سنا دے کہ:

انی انا الله الحی القیوم لا ازول صدقوا النبی الامی......

یعنی میں ہی خدائے حی و قیوم ہوں۔ میں ہمیشہ سے ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔ تمہیں چاہیے کہ نبی امی پر ایمان لائیں جو اونٹ پر بیٹھنے والے ہیں —— زرہ زیب تن کرنے اور عمامہ باندھنے والے ہوں گے۔ اور جن کے پیر میں نعلین اور ہاتھ میں عصا ہوگا —— جن کے بال گھنگریالے اور پیشانی کشادہ ہوگی —— ابرو ملے ہوئے، پلکیں لانبی لانبی سیاہ ہوں گی اور آنکھیں بھی بڑی بڑی سیاہ ہوں گی۔ ناک اونچی، رخسار بھرپور اور ریش مبارک گھنی ہوگی —— چہرۂ اقدس پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے ہوں گے، اور اس کے پسینے کی خوشبو مشک کی طرح مہکتی ہوگی۔ ان کی وضع دار گردن چاندی کے ابریق کی مثل ہوگی۔''

اس سے گردن کی صفائی اور متوسط طول مراد ہے۔

جن الفاظ سے ابن ابی ہالہ نے آپ کا وصف کیا ہے وہ اس کے مخالف ہے جو مقاتل ابن حبان کی حدیث میں ہے —— ابن ابی ہالہ نے آپ کی ابرو مبارک کے وصف میں کہا ہے:

سوابغ من غیر قرن —— ''آپ کے ابروئے مبارک کامل تھے، ان میں اتصال نہیں تھا۔

ام معبد نے کہا ہے: —— ازج اقرن یعنی مقرون الحاجبین۔

Marfat.com

ابن اثیر نے کہا ہے کہ اول قول سوابع من غیر قرن آپ کا صحیح وصف ہے۔

اور ناک کی تعریف میں اقنی کا معنی یہ ہے کہ ناک طویل تھی' نتھنے باریک تھے' اس کے وسط میں ابھار تھا یعنی بلندی تھی۔

اوج تاب رسا پہ درود — بے جھجک' دید عینِ خدا پہ درود
معنیٔ آیۂ ماطغیٰ پہ درود — نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پہ درود

اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی میں یہ روایت ہے:

وکان علیه الصلوٰة والسلام دقیة العرفین .

یعنی ''آپ کی ناک پتلی اور بلند تھی۔[1] اسے ابن سعد اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے —— ابن عساکر کی ایک اور روایت میں ابن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے' جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ یہ صحابی کی صحابی سے روایت ہے —— آپ کے وصف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے:

اقنی الانف —— نہایہ میں اس کی تفسیر ''سائل'' کی گئی ہے۔ یعنی وسط بینی مرتفع —— ابن ابی ہالہ نے کہا ہے:

اقنی العرنین له نور یعبلوه یحسبه من لم یتا مله اشم

یعنی ''آپ کی ناک کا متوسط حصہ بلند تھا' اس پر نور ابھرا ہوا تھا۔ جو شخص دیکھتا اور تامل نہ کرتا تو وہ اشم گمان کرتا۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری نے حدیث میں کہا ہے:

وکان علیه الصلوٰة والسلام ضخم الکرا دیس .

یعنی ''آپ کی ہڈیوں مبارک کے جوڑ عظیم تھے'' —— جیسا کہ اس وصف کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترمذی کی حدیث میں آپ کا وصف کیا ہے۔ ترمذی میں آپ ہی دوسری روایت یوں ہے:

جلیل المشاش والکتدنشاش .

یعنی ''آپ کے گھٹنوں' کلائیوں اور شانوں کے جوڑ عظیم تھے یعنی قوی تھے۔ اور یہ نجابت کی علامت ہے۔

اکثر صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف اس طور پر بیان کیا ہے:

کان عظیم الهامة ''آپ کا سر اقدس عظیم تھا مگر متوسط۔''

---

[1] اس کا اوّل حصہ اس طور پر تھا کہ اس پر ابھار تھا —— وہ حصہ وہ ہے جو ابروؤں کے نیچے ہے یا یہ مطلب ہے کہ ناک کی ہڈی کا جو حصہ سخت ہوتا ہے، اس میں ابھار تھا —— اس وصف سے اشراف وصف کیے جاتے ہیں کہ ان کی ناک اونچی ہوتی ہے۔ اور اپنے ہم عصر لوگوں میں انہیں بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اس وصف سے اس شخص سے کنایہ کیا جاتا ہے کہ جو اپنی قوم میں عزیز اور محسود ہوتا ہے۔

[2] اشم کا معنی قصبہ انف کا طول اور اعلیٰ حصہ مستوی اور نتھنوں کا جدا ہونا —— یا یہ کہ شمم کا معنی ناک کا طول، اس کی بلندی اور باریکی کے ساتھ اول معنی صحیح ہے۔

Marfat.com

ابن ابی ہالہ کی مشہور حدیث میں ایسا ہی ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ صحیح حدیث ہے۔

بیہقی نے روایت کیا ہے:

ضخم الراس ۔ ''آپ کا سر مبارک بڑا تھا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہن یعنی منہ مبارک:

جس کے عالی مقالات وحیٔ خدا
جس کے غیبی اشارات وحیٔ خدا
جس کے الفاظ آیاتِ وحیٔ خدا
وہ دہن جس کی ہر بات وحیٔ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

آپ کے دہان مبارک کی ظاہری اور باطنی صفت اس میں دانت اور رخسار دونوں داخل ہیں۔ دہان کی وہ حقیقت مراد ہے جو خالی ہے۔ آپ کے دہان مبارک میں غایت رونق اور کمال تھا۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ان کان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضلیع الضم

''آپ کا دہان مبارک فراخ اور عظیم تھا۔''

اس صفت سے فصاحت سے کنایہ ہے۔ عرب لوگ دہان کی فراخی اور عظمت کی مدح کرتے ہیں۔ اور دہان کی تنگی کو مذموم سمجھتے ہیں۔

ایسا ہی وصف ابن ابی ہالہ نے کیا ہے اور بعض طریق احادیث میں یہ اضافہ کیا ہے:

یفتح الکلام و یختمہ باشداقہ [1]

آپ جب کلام کو شروع فرماتے اور اپنے اشداق سے اسے ختم کرتے تھے۔ یعنی نہایت فصاحت سے اول و آخر کلام ہوتا تھا۔ شمر ابن عطیہ الاسدی الکاہلی الکوفی نے کہا ہے کہ ضلیع الضم کا معنی یہ ہے کہ آپ کے دانت بڑے بڑے تھے — اس بات پر اعتراض کیا گیا ہے کہ دانتوں کا بڑا ہونا عیب ہے — اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ آپ کے دانت سخت اور مضبوط اور کامل تھے اور بعض کے نزدیک ضلیع الضم سے مراد دہان مبارک کی فراخی ہے اور اس کی عظمت عظیم الاسنان سے مراد دانتوں کا بڑا ہونا نہیں ہے۔

بزار اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسیل الخدین ۔

---

[1] شدق بہ کسر شین وفتح سکونِ دال — دہان کے اطراف کو کہتے ہیں۔ یعنی باچھ، منہ کے اندر کا رخ — اور بہ فتح شین و دال۔ فراخی کنج دہان۔

Marfat.com

''آپ کے رخسار نرم تھے' ابھرے ہوئے نہیں تھے۔'' یہ ہند ابن ابی ہالہ کے اس قول کی مثل ہے:

سیل الخدین واسع الضم ۔

چنانچہ یہ اس امر کی تائید ہے کہ ضلیع کا معنی وسیع ہے۔ اس لیے کہ بعض حدیث بعض حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف ابن ابی ہالہ نے کیا ہے اور ضلیع الضم کے یہ کہا ہے: اشنب مفلج الاسنان شنب کا معنی ہے دانتوں کی خوب صورتی اور آب داری ــــ اور یہ کہ دانتوں کی رقت اور تیزی۔ مفلج الاسنانس یعنی آپ کے دانت ایسے نہیں تھے کہ ایک پر دوسرا ہو' بلکہ جدا جدا اور خوب صورت تھے۔

جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مبلج الثنایا کہا ہے یعنی چمک دار اور روشن ــــ یہ فلج کی تفسیر نہیں ہے بلکہ مستقل معنی رکھتا ہے ــــ اس حدیث کی روایت ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ یعنی یہ صحابی کی روایت صحابی سے ہے ــــ ابن عساکر کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مبلج الثنایا ہے جس کا معنی ہے شفاف اور چمک دار۔

دندانِ پاک سے ہیں دمکتے گہر بھی ماند — اور لب خراجِ لعل بدخشاں لیے ہوئے
جس کی ضو سے ملے راستے دور کے — دن پھرے بخت شب ہائے مہجور کے
جن سے برسیں گہر حسن مستور کے — جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم افلج الثنتین ۔ ''آپ کے سامنے کے دو دانت اور رباعی میں جدائی تھی۔ یعنی ملے ہوئے نہیں تھے۔ فلج اور فرق کا ایک ہی معنی ہے۔

اذا تکلم رء ی کالنور یخرج من ثنایاہ

''جس وقت آپ کلام کرتے تو نور کی مثل دیکھا جاتا کہ آپ کے سامنے کے دو دانتوں سے نکلتا تھا'' ثنایا جمع ثنیہ یعنی سامنے کے اوپر کے دو دانت اور نیچے کے دو دانت ــــ اس حدیث کو ترمذی نے شمائل میں روایت کیا ہے۔

مسند دارمی اور معجم اوسط و معجم کبیر میں ایسا ہی روایت کیا ہے:

و کان علیہ الصلوٰۃ والسلام احسن عباد اللہ شفتین و الطفھم ختم فم ۔

''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں آپ کے ہونٹ زیادہ خوبصورت تھے اور حلقۂ دہن مبارک نازک تھا۔''

عارف ربانی محمد وفی علیہ الرحمہ نے آپ کی نعت میں فرمایا ہے:

بحر من الشھد فی فیہ مراشفہ — یاقوتہ صدف فیہ جواھرہ

Marfat.com

فی بمعنی وہاں۔ مراشف جمع مرشف یعنی چوسنے کی جگہ یعنی ہونٹ۔ یاقوت، کنایہ دہان اور ہونٹ۔ جواھر سے مراد دندانِ مبارک یا الفاظ جو جواہر کی مثل نکلتے ہیں ——معنی یہ ہے کہ آپ کے ہونٹ آپ کے دہن مبارک میں شہد کا دریا ہیں، اور آپ کا دہن یاقوت ہے یا ہونٹ یاقوت ہیں۔ وہ ایسی صدف ہیں جس میں آپ کے جواہر ہیں۔ یعنی داندنِ مبارک یا کلام جو جواہر کی مثل ہے۔ جیسے صدف میں موتی ہوتے ہیں۔

موج حسن تبسم میں گل باریاں — اور گل باریوں میں لطافت کی شان
جن میں قدرت کی باریکیاں ہیں نہاں — تپلی تپلی گل قدس کی پتیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

ابی قرصافہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔ میں، میری ماں اور میری خالہ بیعت میں شریک تھے۔ جس وقت ہم بیعت کر کے لوٹے تو میری ماں نے اور میری خالہ نے مجھ سے کہا:

''اے ہمارے پیارے بیٹے! ہم نے اس شخص کی مثل چہرہ میں احسن اور لباس میں زیادہ پاکیزہ اور کلام میں زیادہ نرم نہیں دیکھا۔ اور ہم نے دیکھا گویا نور آپ کے دہن مبارک سے نکلتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن مبارک:

لعاب دہن مبارک کی صفت یہ تھی کہ ظاہری اور باطنی بیماریوں کو شفا بخشتا تھا۔ کھارا پانی میٹھا ہو جاتا تھا۔

(۱)

صحیحین میں سہل بن سعد سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم خیبر میں فرمایا:

''کل کے دن میں جھنڈا اس شخص کو ضرور دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں۔''

صبح جب لوگ بیدار ہوئے تو صبح دم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ سب آدمی یہ امید کرتے تھے کہ آپ وہ جھنڈا ہمیں عطا فرمائیں گے۔ آپ نے پوچھا: ''علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کی آنکھیں آ گئیں ہیں، وہ علیل ہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''ان کے پاس کسی کو بھیجو۔''

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لیے بھیجا۔ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں ساتھ لایا۔ ان کی آنکھوں پر آشوب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور وہ اچھے ہو گئے۔ ان کو یہاں تک صحت ہوئی گویا ان کو کوئی بیماری نہیں تھی۔ یہ حدیث

Marfat.com

متفق علیہ ہے یعنی امام بخاری اور امام مسلم نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ کسی لفظ اور معنی میں باہم خلاف نہیں ہے۔

(۲)

آپ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا۔ آپ نے ڈول سے پانی پیا۔ پھر وہ پانی کنوئیں میں ڈلوا دیا گیا۔ راوی نے یہ کہا ہے کہ آپ نے کنوئیں میں کلی ڈالی۔ اس کنوئیں سے مشک کی بو کی مثل بو مہکنے لگی۔ یہ معجزہ ہے—— اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ نے وائل بن حجر کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ حضرت وائل بن حجر بن مسروق الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے متعدد حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور ان سے دوسرے علماء نے روایت کی ہیں۔

(۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنوئیں میں جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تھا' لعابِ دہن مبارک ڈالا۔ اس کی برکت سے مدینہ منورہ میں کوئی کنواں اس کنوئیں سے زیادہ شیریں نہیں تھا[1]—— اس حدیث کو ابونعیم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قلزم معرفت' نہر عرفاں بنے ۔۔۔ بحر توحید' دریائے ایماں بنے
عین سرچشمہ آبِ حیواں بنے ۔۔۔ جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

(۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم عاشورہ مین اپنے شیر خوار بچوں اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شیر خوار بچوں کو طلب فرماتے اور ان کے منہ میں لعاب دہن مبارک ڈالتے' اور ان کی ماؤں سے فرما دیتے:

''رات تک ان کو دودھ نہ پلانا''

آپ کا لعاب دہن مبارک دن بھر ان بچوں کو کفایت کرتا تھا—— اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

جس سے ہیں زندگی یاب جان و جناں ۔۔۔ پاتے ہیں رونق تاب جان و جناں
فیض سے جس کے سیراب جان و جناں ۔۔۔ جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

(۵)

آپ کے پاس عمیرہ بنت مسعود اور ان کی بہنیں بیعت کے لیے داخل ہوئیں۔ یہ پانچ عورتیں تھیں۔ اس وقت آپ قدید[2]

---

[1] قدید: وہ گوشت جو دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

کھا رہے تھے۔ آپ نے وہ خشک گوشت ان کے لیے چبایا اور ان کو دیا۔ ہر ایک عورت نے اس گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لے کر کھایا۔ مرتے دم تک انہوں نے اپنے منہ میں بدبو نہیں پائی۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

عتبہ کے جسم پر پتی نکلی یا سرخ بادہ نکلا۔ آپ نے اپنے دست مبارک پر لعاب دہن مبارک ڈالا اور اسے عتبہ کی پیٹھ اور پیٹ پر پھیرا۔ عتبہ کے جسم میں ایسی خوشبو پیدا ہو گئی کہ ایسی طیب خوشبو کسی سے سونگھی نہیں جاتی تھی —— اس حدیث کو طبرانی نے ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد سے معجم کبیر اور معجم صغیر میں روایت کیا ہے۔

(۷)

آپ نے اپنی زبانِ مبارک حضرت حسن بن فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے منہ میں دے دی۔ اس وقت وہ نہایت پیاسے تھے۔ انہوں نے آپ کی زبان مبارک چوسی یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

امام العارفین سدی وفا شاولی کی نیکی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس مقام پر انہوں نے یہ اشعار کہے ہیں:

جنی النحل فی فیہ وفیہ حیاتنا　　　ولکنہ من لی بلثم لثامہ

''آپ کے دہن مبارک میں ایسا شیریں کلام ہے جیسے شہد شیریں ہے اور اس میں ہماری حیات ہے۔ لیکن میرے لیے کون شخص ہے کہ آپ کے دیدار سے میں ظاہری روایت سے حیات کا لطف آپ کے کلام سے اٹھاؤں۔

رحیق الثنایا و المثانی تنفست　　　اذا قال فی فیح بطیب ختامہ

نبی اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت و بلاغت

رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں　　　دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں
کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں　　　وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

فصاحت سے طلاقت اور زبان کی جودت مراد ہے۔ اور آپ کے جواہرات الکلم یعنی قلیل الفاظ میں کثیر معانی اور آپ کا بیان بدیع۔

آپ کی بدیعہ حکمتیں ایسی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افصح خلق اللہ تھے۔ اور کلام میں مخلوق الٰہی سے زیادہ شیریں تھے۔ آپ ایسے شیریں اور لطیف الفاظ سے کلام کرتے تھے کہ سننے والے کا ذہن اس کے معنی کی طرف فوراً پہنچ جاتا تھا —— اور جیسے کہ لوگ عام طور پر سستی سے کلام کرتے ہیں، ان کے برعکس آپ کلام کو سرعت سے ادا کرتے تھے۔ آپ گویائی اور خوش کلامی میں مخلوق سے زیادہ شیریں بیان تھے۔ گویا آپ کا کلام جمیع قلوب کو لے لیتا تھا۔ گویا سننے والوں کے دل آپ کے ہاتھ میں ہوتے تھے۔ جس طور پر آپ چاہتے ان کو پھیرتے تھے۔ آپ کا کلام معجز نظام ارواح کو سلب کر لیتا تھا۔ یعنی سننے والوں کی روحیں اس کی لذت میں محو ہو جاتی تھیں۔

Marfat.com

ینظم درالثغر نثر مقولہ　　　فیا حسنہ فی نثرہ و نظامہ

یعنی جس وقت آپ نثر سے کلام فرماتے' وہ نثر اس موتی کی مثل ہوتی تھی جو اپنے حسن میں بڑا ہوتا ہے اور اسے دل قبول کرتے ہیں۔ اس کلام کا نظام الفاظ اور نثر میں عجیب حسن تھا — نظم سے مراد یہاں شعر نہیں ہے۔

نیاجی فینجی من نیاجی من الجوی　　　فکل کلیم برہ فی کلامہ

جوی معنی جوش اور شدت وجد عشق کے سبب یا غم کے باعث — مطلب یہ ہے کہ جو دل جلا شخص اپنا غم آپ سے عرض کرتا' آپ اس کی شدت غم کو دفع فرما دیتے تھے اور اسے غم سے نجات ہو جاتی تھی۔ لہٰذا آپ کے کلام میں ہر ایک مجروح کی شفا تھی۔

اس تکلم کی لذت پہ بے حد درود　　　صاف' شستہ عبارت پہ بے حد درود
حسن طرزِ خطابت پہ بے حد درود　　　اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کی فصاحت ایسی غایت تھی کہ اس کی انتہا ادراک نہیں کی جاتی تھی۔ اس فصاحت کا وہ مرتبہ تھا کہ اس کی غایت کا قرب نہیں پایا جاتا تھا۔ آپ کی زبان مبارک کی فصاحت ایسی کیوں کر نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تلواروں میں سے آپ کی زبان مبارک کو تلوار کی مثل بنایا تھا۔ یعنی آپ جو بات فرماتے اس کا اثر جانوں میں کامل طور پر ہوتا تھا۔ اور وہ بات رد نہیں کی جاتی — اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک سے اپنی مراد کو ظاہر کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی طرف بلاتا تھا۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے: وداعیا الی اللہ۔

آپ اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی شرائع الٰہی سے کلام فرماتے تھے۔ آپ کا ناطق ہونا اللہ تعالیٰ کے امر سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بلغ ما انزل الیك من ربك

یا آپ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں سے ناطق ہوتے تھے۔ یعنی وہ کلامت حق بیان فرماتے جو واقعہ کے مطابق ہیں — اور آپ کا نطق امر الٰہی سے ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کی شان وما ینطق عن الھوی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی مراد یا اپنی مراد آپ ذکر حق سے ظاہر فرماتے اور اس کا کشف کرتے تھے جس میں شک نہیں تھا۔

جس وقت آپ تکلم فرماتے' جملہ بندگانِ خدا سے زیادہ فصیح تھے — جس وقت لوگوں کو وعظ فرماتے' لوگوں کے لیے مخلوق الٰہی سے زیادہ ناصح تھے — آپ فحش بات نہیں فرماتے تھے — جو بات کہنے کے لائق نہ ہوتی آپ اسے کلام نہ فرماتے — غیر مختلط کلام آپ سے صادر نہیں ہوتا تھا۔ جو لوگوں کی سمجھ میں نہ آتا — آپ کا کلام مبارک ایک شجرۂ طیبہ تھا جس کا ثمر علم تھا۔ سننے والے اس سے لذات روحانی پاتے تھے — دورانِ کلام آپ کوئی مثل لاتے یا کوئی حجت لاتے تو وہ مثل اور حجت شرع سے ہوتی تھی۔ اور حکمت سے ہوتی تھی۔[1] کوئی بشر آپ کے کلام کے مساوی کلام کی قدرت نہیں رکھتا تھا اور نہ ایسا

[1] حکمت، امور مختلفہ متفقہ — اور بیضاوی میں حکمت کا معنی علم کی تحقیق اور علم کا اتقان ہے۔

Marfat.com

کلام کرسکتا تھا کہ آپ کے کلام مبارک سے اپنی حلاوت میں جو زیادہ سلیس ہوتا:

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مراد سے اپنی زبان کے ساتھ تعبیر کرے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ اپنے بندوں پر حجت یعنی دلیل و برہان اس کے بیان سے قائم کی ہو۔

☆ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے فرائض و اوامر اور نواہی اور زواجر کے مقام لوگوں سے بیان کر دیے ہوں۔

☆ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے' اس کے ساتھ خیر کا وعدہ کیا ہو۔

☆ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے' اس کے ساتھ شر کی وعید کی ہو۔

وہ شخص اس بات کا حق رکھتا ہے کہ از روئے قلب وہ مخلوق سے زبان میں زیادہ فصیح ہو اور بیان میں مخلوق سے زیادہ واضح ہو۔

اوج شانِ فصاحت پہ لاکھوں درود — حسن جانِ بلاغت پہ لاکھوں درود
گفتگو کی حلاوت پہ لاکھوں درود — اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شان تھی کہ جس وقت آپ کلام فرماتے تو کلامِ مفصل اور مبین سے کلام فرماتے —— گنتی کرنے والا آپ کے کلام کو گنتی کر سکتا تھا —— آپ ایسی سرعت سے باتیں نہیں فرماتے تھے کہ سننے والے کی سمجھ میں نہ آئیں اور اس کو یاد نہ کر لے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طور لے باتیں نہیں کرتے تھے جس طور سے تم لوگ باتیں کرتے ہو۔''

یعنی عجلت سے باتیں نہیں کرتے تھے کہ ایک بات کے ساتھ دوسری بات ہوتی۔ جس سے سننے والے کو التباس نہ ہوتا —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی باتیں ہوتی تھیں جن کو قلوب سمجھتے تھے۔ اگر کوئی شخص گنتی کرنا چاہتا وہ ضرور ان باتوں کا شمار کر سکتا تھا۔ آپ ایک کلمہ کا تین بار اعادہ فرماتے تھے تاکہ آپ سے وہ کلمہ سمجھ لیا جائے۔ آپ فرماتے تھے:

انا افصح العرب .

حدیث کو اس لفظ سے اصحاب الغریب نے ذکر کیا ہے —— حافظ ابن کثیر اور امام سیوطی نے کہا ہے کہ اس کی سند پر ہم واقف نہیں ہوئے۔ حدیث کا مفہوم یوں ہے کہ:

''اہل جنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لغت سے کلام کریں گے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا سبب ہے کہ آپ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔ حال یہ ہے کہ آپ ہمارے

Marfat.com

درمیان سے کہیں نہیں گئے۔ اگر کہیں تشریف لے جاتے تو البتہ ہم یہ کہتے کہ آپ نے ان لوگوں کا لغت سیکھا ہے جن سے آپ نے معاشرت کی ہے۔ اس سبب سے آپ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔''

آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں جواب دیا:

''(حضرت) اسماعیل بن ابراہیم کے لغت پرانے ہو گئے تھے جو سب لغات میں زیادہ فصیح تھے۔ جبریل علیہ السلام میرے پاس وہ لغت لائے میں نے ان کو حفظ کر لیا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے یاد کرا دیئے —— ابن عساکر نے یہ روایت کیا ہے۔ اس لیے کہ آپ افصح العرب اور اتم البلاغات تھے۔ اپنی فصاحت کے سبب آپ نے بلغائے عرب کو ساکت کر دیا۔ آپ نے بلغائے عرب سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر عاجز اور ذلیل اور اپنے امر میں حیران کر دیا —— اس حدیث کو تاریخ اصفہان میں ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ ابن عساکر نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔

ابو احمد غطریف نے اس طرح سے ذکر کیا ہے:

''میرے پاس جبریل علیہ السلام وہ لغت لائے اور مجھے حفظ کرائے۔''

عسکری نے ''کتاب الامثال'' میں روایت کی ہے[1] یہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جو ضعیف سند سے ہے۔ روایت یہ ہے کہ بنی لہذ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے خطبے کا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خطبے کا جو جواب دیا ہے' اس کا ذکر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا:

''یا نبی اللہ! ہم لوگ ایک باپ کے بیٹے ہیں' اور ایک ہی شہر مکہ میں ہم نے نشوونما پائی ہے۔ آپ عرب لوگوں سے ایسی زبان سے کلام کرتے ہیں کہ ہم میں سے اکثر اسے سمجھ نہیں پاتے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے۔ چنانچہ میرا ادب احسن ہوا ہے اور میں نے بنی سعد بن بکر میں نشوونما پائی ہے۔ اس لیے میں اہل عرب سے زیادہ فصیح ہوں۔''

امام سخاوی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند تحقیق ضعیف ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن الزہری سے روایت ہے کہ جو بالترتیب ان کے والد اور پھر دادا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا:

''یارسول اللہ! ایدالك الرجل امراته

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''نعم اذا کان ملضحا

---

[1] عسکری نے اس کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار مثلیں نقل کی ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شخص نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے اس سے کیا فرمایا؟''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''اس شخص نے پوچھا' ایما طل الرجل اله—— میں نے جواب دیا۔ نعم اذا کان مفلسا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نے عرب میں گردش کی ہے۔ اور عرب فصحاء کی گفتگو سنی ہے مگر آپ سے زیادہ فصیح میں نے کسی کو نہیں سنا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''مجھ کو میرے رب نے ادب سکھایا ہے' اور میں نے بنی سعد میں نشوونما پائی ہے۔''

گویا آپ میں شہر والوں اور گاؤں والوں کی دو قوتیں جمع ہوئی ہیں' بخلاف اکثر لوگوں کے کہ انہوں نے یا شہر میں پرورش پائی ہے یا دیہات میں نشوونما پائی ہے۔ اس حدیث کو سرقسطی نے روایت کیا ہے۔[1] یہ روایت سرقسطی کی کتاب ''الدلائل'' میں واہی سند سے ہے۔ یعنی بہت ضعیف سند سے ہے۔

دوسرے شخص نے کہا ہے کہ ایداعب الرجل امراتہ کا معنی یہ ہے کہ

''جماع سے پہلے مرد اپنی عورت کے ساتھ خوش طبعی اور مذاق کی باتیں کرے۔ اس مرد کا نام مطل اس لیے رکھا گیا ہے کہ عورت کی اعظم غرض جماع ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کا جواب فرمایا:

''جس وقت مرد عاجز ہوتا ہے کہ اس کا مذاق اور دل لگی اس کی شہوت کو بھڑکانے والی ہو''۔

وہ مرد اپنے عجز کے سبب مفلج کہا گیا۔ ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جس وقت مرد فقیر ہو' وہ ادائے مہر میں عورت کے ساتھ توقف کرے—— انا افصح من نطق بالضاد جو روایت کیا گیا ہے—— ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس کی اصل نہیں ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ یہ دراصل انا افصح العرب کا معنی ہے۔[1] نفس الامر میں اللہ تعالیٰ زیادہ علم رکھنے اولا ہے۔

فصاحت کی مقررہ و مجوزہ حد:

علمائے بیان نے فصاحت کی حد مقرر کی ہے کہ

☆ کلام تنافر سے خالص ہو۔[2]

---

[1] سرقسطہ اندلس میں ایک شہر ہے۔ [2] اس لیے کہ اہل عرب وہ لوگ ہیں جو کہ ضاد سے ناطق ہوتے ہیں—— اور عرب کے سوا جو لوگ ہیں، ان کے لغت میں حرف ضاد نہیں ہے—— اس میں شک نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افصح العرب ہیں۔ اگرچہ اس لفظ کے لیے سند معلوم نہیں ہوئی جیسا کہ اسے بھی ابن اثیر نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

☆ کلام غرابت سے خالص ہو۔[1]

☆ قیاس کے مخالف نہ ہو۔[2]

☆ کلمہ اول وہلہ میں دوسرے معنی کے احتمال سے مراد پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے فالحم' مرسن اور مسرج الفاظ ہیں۔ مسرج یہ احتمال رکھتا ہے کہ باریکی اور ہمواری میں مشبہ سیف سریجی کی مثل ہے۔ سریج لوہار کا نام ہے کہ اس کی طرف تلواریں نسبت کی جاتی ہیں۔ مسرج سے احتمال ہوتا ہے کہ مشبہ میں مثل چراغ کے چمک اور لمعان ہے۔ فاحم' کالے بال' کوئلہ کی مثل۔ اور مرسن کا معنی ناک ہے۔

☆ مخالفة القیاس کا معنی یہ ہے کہ کلمہ کا استعمال غیر قیاس پر ہو۔ جیسے شلین کے وجوہ کا کلمہ واحد سے باقی رکھنا' غیر اس کے کہ ایک حرف کا دوسرے میں ادغام کیا جائے۔ جیسے الحمدللہ العلی الاجلل اس میں دو لام ہیں۔ ایک کا دوسرے میں ادغام نہیں کیا گیا —— یہاں قیاس یہ چاہتا تھا کہ اجلل کی جگہ اجل ہوتا۔

☆ کلام' کلمہ اور متکلم فصاحت کے ساتھ وصف کیے جاتے ہیں۔ جیسے کلام فصیح' کلمہ فصیح' کلام کرنے والا فصیح ہے۔

☆ بلاغت یہ ہے کہ کلام مقتضی حال کے مطابق اور معنی فصاحت کے ساتھ ہو۔ اور جزالت کے ساتھ رکاکت کے خلاف ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال فصاحت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت اس حد تک تھی کہ خارق عادت تھی اور نہایت فضیلت کے مراتب کو پہنچنے والی تھی' اور

☆ اس کمال کو پہنچنے والی تھی کہ سامعین کے دل شق کر دیتی تھی' اس سے پہلے کہ اس کا ذہنوں پر اثر ہوتا۔

☆ کانوں سے پہلے سمتوں میں موثر ہوتی تھی' یعنی سننے والے کے اندروان میں اپنا اثر کرتی تھی —— اس کا اثر ابھی کانوں پر نہیں ہوا تھا۔ یہ اثر کمال درجے کا تھا۔

☆ خارق عادت ہونے پر بین دلیل تھی۔

☆ اس میں اعلیٰ درجہ کی صفا تھی۔

☆ اپنے غیر پر راجح اور فائق تھی۔

☆ جملہ انسانوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کو ثابت کرتی تھی —— اس لیے کہ فصاحت میں افراد

---

[1] تنافر وہ صفت ہے کہ زبان پر اس کا ثقل ہوتا ہے۔ اس سے نطق دشوار ہوتا ہے۔ تنافر سے مراد مخارج حروف کا تقارب۔ جیسے امراء القیس کا یہ قول ہے: غدائره مستشزرات الى العلا۔ لفظ مستشزرات میں حروف سین، شین اور تا اور زا کل قریب المخرج ہیں۔ [2] غرابت کا معنی یہ ہے کہ لفظ وحشی ہو۔ اس کا معنی غیر ظاہر ہو اور استعمال میں مانوس نہ ہو۔ یعنی ایسا کلام ہو کہ استقراء لغت سے اس کا استنباط کیا گیا ہو۔

Marfat.com

انسان ہی جھگڑا کرتے ہیں۔ انسان کی قید اس کے منافی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق جنوں اور فرشتوں پر بھی ثابت تھے —— اور وہ حقوق وہ تھے جن کا مقابلہ عصیاں سے نہیں کیا جاتا تھا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب جوامع الکلم تھے۔ یعنی آپ کے الفاظ مختصر' قلیل تھے لیکن ان کے معنی کثیر تھے۔

☆ آپ صاحب بدائع الحکم تھے۔[1]

☆ آپ صاحب قوارع الزجر تھے —— یعنی لوگوں کو معاصی سے منع کرتے تھے۔

☆ آپ صاحب قواطع امر اور امثال سائرہ تھے —— امثال سے مراد وصف ہے۔ جیسے ضرب اللہ مثلا ہے ای وصفا۔

☆ صاحب غرر سالہ اور درر منشورہ اور دراری ماثورہ تھے۔ یعنی آپ کے الفاظ روشن اور وہ موتی تھے جو آپ بکھیرتے تھے۔

☆ آپ کا کلام اور الفاظ روشن ستارے تھے جو کہ دلوں کی ظلمت کو دور کرتے تھے۔ جیسے ستارے ظاہری ظلمت کو دور کرتے ہیں۔

☆ آپ صاحب احکام محکمہ تھے جن کو غایت درجہ اتقان تھا۔

☆ آپ صاحب وصایا محکمہ تھے۔

☆ آپ ان مواعظ کے صاحب تھے جو کہ دلوں میں محکم ہو جاتے تھے یعنی دلوں میں بیٹھ جاتے تھے۔

☆ آپ ان محبتوں کے صاحب تھے جو نہایت جھگڑالو آدمیوں کو ساکت کرنے والی تھیں۔ اور ان کے لیے لگام دینے والی تھیں۔ یعنی آپ کی حجتوں کے سامنے بڑے بڑے جھگڑا کرنے والے ساکت ہو جاتے تھے۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو یہ وصف کیا ہے' آپ کے حق میں قلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا فضل اور شرف اپنے نزدیک کرے۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے یہ روایت ہے کہ:

''اہل جنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لغت سے کلام کریں گے۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ آپ کی فصاحت کے ساتھ علم کسی شاہد کا محتاج نہیں ہے —— یعنی جس شخص کو آپ کی فصاحت کا علم ہے اسے آپ کی فصاحت کا قطعی یقین ہے۔ وہ اس پر کوئی گواہ نہیں طلب کرتا۔ گواہ تو شک کی حالت میں اثبات دعویٰ کے لیے طلب ہوتے ہیں —— آپ کا فصاحت کا انکار نہ موافق کو ہے اور نہ معاند کو۔

---

[1] حکمت کا معنی تحقیق علم اور اتقان علم یعنی وہ حکمتیں جو بدیعہ ہیں۔ بدیع، وہ نادر چیز جو لائی جائے اور اس کی مثل پہلے سے نہ ہو۔

Marfat.com

علمائے کبار مثلاً ابن السنی' قضاعی اور ابن الصلاح نے' آپ کا

☆ وہ کلام جو فرد ہے' یعنی جس کی نظیر نہیں ہے۔ اور

☆ موجز یعنی وہ کلام جو قلیل الالفاظ' کثیر المعانی اور بدیع یعنی جس کی مثال نہ ہو' اور

☆ وہ کلام ایسا ہے کہ اس سے پہلے کتب مستقبلہ میں نہیں پایا گیا۔

☆ قاضی عیاض علیہ الرحمہ کی شفا میں اس قسم کا کلام اس درجہ ہے کہ جس سے علیل کو شفا ہوتی ہے۔

فصیح و بلیغ ارشادات عالیہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ شرف عطا فرمایا ہے' وہ عظمت دی ہے' آپ کو مکرم کیا ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے جو کلام ادا ہوا وہ ترجمانِ حق سبحان ہے۔ وہ اس قدر عالی شان ہے کہ کوئی بات اور گفتگو اس کی نظیر نہیں۔

مصنف نے متعدد فصیح و بلیغ ارشاداتِ عالیہ یہاں بیان کیے ہیں۔ ان میں کچھ کی تفصیل دی ہے اور کچھ کے فقط ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ ہر بات میں جہانِ معنی آباد ہیں۔ قطرے میں سمندر ہیں:

﴿۱﴾

المرء مع احب .

''آدمی اپنی حسن نیت کے سبب جنت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور عمل کی زیادتی کی اس کو ضرورت نہ ہوگی۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ جس وقت وہ جن لوگوں کو دوست رکھے گا' ان کے اعمال کی مثل عمل کرے گا —— حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو شخص کسی قوم کو دوست رکھے گا' ان کے آثار کا اتباع کرے گا —— جب تک تم اخیار کے ساتھ دوست نہ ہو سکو گے کہ ان کا اتباع نہ کرو گے' ان کی سیرت پر عمل نہ کرو گے' اور ان کی سنت کا اقتداء نہ کرو گے' اور صبح و شام ان کے راستوں پر نہ چلو گے تو تمہیں یہ حرص ہوگی کہ تم ان لوگوں سے ہو۔

﴿۲﴾

اسلم تسلم یئو تك الله اجرك مرتین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک اس خط میں ہے جو آپ نے ہرقل کو لکھا تھا۔ یعنی تو اسلام قبول کر' سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے دوبار اجر دے گا۔ دو بار اجر یوں ہوگا کہ:

☆ ایک بار وہ اپنے نبی پر ایمان لایا تھا' اس کا اجر' اور

☆ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا' اس کا اجر۔ یوں دو اجر ہو گئے۔ یا اس کا اسلام اس کے تابعین کے اسلام کا سبب ہوگا تو

Marfat.com

☆ ایک اجر اسے اپنے اسلام کا ملے گا' اور

☆ دوسرا اجر قوم کے اسلام کا —— دو اجر ہو گئے۔

﴿۳﴾

السعید من وعظ بغیرہ والشقی من وعظ بہ غیرہ

''اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے نزدیک مبارک اور پسندیدہ وہ شخص ہے جو اپنے غیر سے وعظ کیا جائے۔ یعنی کسی نے بدعمل کیا اور اس کا اثر اس پر پڑا۔ دیکھنے والے نے اس میں تامل اور فکر کی۔ اور عواقب امور کو سوچ کر وہ اس بدعمل سے بچ گیا۔ وہ شخص سعید ہے۔

اور شقی وہ شخص ہے جس کو عمل بد کی وجہ سے نصیحت کی جائے کہ عمل کرنا سزاوار نہ تھا —— دوسرے شخص نے اس کے بدعمل پر جو نصیحت اسے کی گئی اس نصیحت کو سنا اور اس نے اس عمل کا ارتکاب نہیں کیا۔ [1]

اس حدیث کی عسکری' قضاعی اور بیہقی نے ''مدخل'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع اضافہ کے ساتھ روایت کی ہے:

الشقی من شقی فی بطن امہ

بزار نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے:

السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ

﴿۴﴾

انما الاعمال بالنیات

اعمال بدنیہ اور اعمال و اقوال فرض اور نفل قلیل و کثیر' و مومنین مکلفین سے صادر ہوتے ہیں —— وہ اعمال صحیحہ ہوں یا مجزیہ ہوں یا کامل ہوں' ہر ایک عمل نیت سے صادر ہوتا ہے —— حربی نے کہا ہے گویا آپ نے انواع نیت کی طرف اشارہ کیا ہے —— جیسے اعمال کے انواع ہیں مثلاً

☆ جیسے کسی نے لوجہ اللہ عمل کا قصد کیا' —— یا

☆ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کرنے کی غرض سے عمل کیا' —— یا

☆ اللہ تعالیٰ کی وعید سے بچنے کے لیے عمل کیا۔

اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے —— امام بخاری علیہ الرحمہ نے سات جگہوں میں روایت کیا ہے۔ امام مسلم' امام احمد بن حنبل اور تمام اصحاب سنن نے اس حدیث پاک کو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

[1] اس حدیث کو دیلمی نے عقبہ بن عامر سے اور عسکری نے زید بن خالد سے ان الفاظ سے مختصر طور پر روایت کیا ہے —— حافظ ابن حجر اور ان کے شیخ عراقی نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے —— جبکہ ابن جوزی نے اپنے ''امثال'' میں کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے۔

Marfat.com

{۵}

لیس للعامل من عمله الامانواه

''عمل کرنے والے کے لیے اس کے عمل سے کوئی فائدہ نہیں ہے' مگر جس شے کی اس نے نیت کی ہے وہ اس کو فائدہ دے گی۔''

ان دونوں کلموں یعنی دونوں احادیث کے تحت علم کے خزانے ہیں۔ اس لیے امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حدیث الاعمال بالنیات نصف علم دین میں داخل ہے۔ وہ یہ کہ دین کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ نیت کا تعلق باطن سے ہے' یہ نصف علم ہے—— اور جو عمل ہے اس کا تعلق ظاہر سے ہے' لہٰذا وہ دین کا نصف آخر ہے۔

دوسری توجیہہ یہ ہے کہ نیت عبودیت قلب ہے اور عمل عبودیت جوارح ہے—— یعنی عبودیت قلب سے مراد عبادت ہے' اور عبادت قلب کا انقیاد' خشوع —— جبکہ عبودیت اظہار تذلل کو کہتے ہیں—— عبادت عبودیت سے ابلغ ہے۔ اس لیے کہ عبادت غایت درجہ تذلل اور تذلل قیاد کا مستحق کوئی نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

بعض آئمہ یعنی امام احمد' ابن مہدی' ابن المدینی' ابو داؤد' دارقطنی' حمزة الکنانی اور امام شافعی علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ الاعمال بالنیات کی حدیث ثلث دین ہے—— انہی میں سے بعض نے کہا ہے کہ ربع دین ہے اور دین کے تعین میں اختلاف کیا ہے—— ثلث دین ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ دین قول' عمل اور نیت ہے۔

{۶}

فیه المرء خیر من علمه و عمل المنافق خیر من نیته کل یعمل علی نیة فاذا عمل المومن عملا صالحاً ثارفی قلبه نور .

آدمی کی نیت اس کے عمل سے خیر ہے—— اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں سہیل بن سعد سے مرفوع اضافے سے روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

نیة المؤمن ابلغ من عمله قضاعی

ایک اور حدیث پاک ہے جسے عثمان بن عبداللہ الشامی نے نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے:

نیة المؤمن خیر من عمله ونیة الفاجر شرمن علمه

نیت سر ہے یعنی چھپی ہوئی بات ہے۔ لیکن عمل ظاہری بات ہے۔ عمل سر افضل ہے اور وہ اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ اگر مومن نے یہ نیت کی کہ:

''اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے یا فکر کرے۔''

تو ذکر اور تفکر کی نیت ہوگی اور نیت ذکر اور تفکر سے خیر ہوگی اور یہ امر صحیح نہیں ہے—— مجرد نیت اس مجرد عمل سے جو نیت

Marfat.com

کے بغیر ہو خیر ہے۔ اور یہ امر عقل سے بعید ہے۔ اس لیے کہ جس وقت عمل نیت سے خالی ہوگا۔ اس میں اصلاً خیر نہ ہوگی۔
نیت عمل قلب ہے اور فعل عمل جوارح ہے ـــــ قلب کا علم جوارح کے عمل سے خیر ہے اس لیے کہ قلب جوارح کا آمر ہے۔ قلب اور جوارح کے درمیان خاص تعلق ہے۔

☆ جس وقت جوارح دردناک ہوتے ہیں تو قلب کو الم ہوتا ہے۔

☆ جس وقت قلب کو الم ہوتا ہے تو جوارح کو ایسا الم ہوتا ہے کہ شانوں اور پسلیوں پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔ یعنی جسم پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے اور آدمی کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔

اس لیے کہ قلب ایسا بادشاہ ہے جو کہ جوارح کا راعی ہے۔ جوارح قلب کا لشکر اور اس کی رعیت ہیں۔ اور بادشاہ کا عمل اس کی رعیت کے عمل سے ابلغ ہوتا ہے اس لیے وہ نیت جس کا مقام قلب ہے، ابلغ ہے اور عمل سے خیر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ:

☆ نیت قلب کا فعل ہے۔ قلب اشرف ہے۔ چنانچہ اشرف کا فعل اشرف ہے۔

☆ نیت اعمال کی اصل ہے اور ان کی روح اور لب ہے۔

☆ اعمال نیت کے تابع ہیں۔ اعمال نیت کی صحت سے صحیح ہوتے ہیں، اور نیت کے فساد سے اعمال فاسد ہوتے ہیں۔

☆ نیت وہ شے ہے کہ عمل صالح کو ایک حال سے دوسرے حال پر پھیر دیتی ہے ـــــ جیسے کہ نماز ہے۔ نیت کا فساد اسے ریا کی وجہ سے فاسد کر دیتا ہے ـــــ ''تحفہ'' میں ہے کہ عمل منقلب نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا ثواب اور اثم منقلب ہوتا ہے۔

☆ نیت غیر صالح عمل کو صالح کر دیتی ہے۔ اس پر اس سے اضعاف ثواب دیا جاتا ہے، جو ثواب کہ عمل پر دیا جاتا ہے ـــــ اس لیے مومن کی نیت اس کے عمل سے خیر ہوتی ہے۔

ابوبکر ابن درید نے اپنی کتاب ''مجتبیٰ'' میں کہا ہے کہ معنی کا علم اللہ تعالیٰ کو زیادہ ہے ـــــ معنی یہ بیان کیے ہیں کہ مومن آدمی ابواب بر سے بہت سی چیزوں کی نیت کرتا ہے۔ مثلاً صدقہ، روزہ اور اعمال خیر۔ مومن آدمی ان کے بعض سے عاجز ہوتا ہے جبکہ حال یہ ہوتا ہے کہ اس کا عزم اس عمل خیر پر مصمم ہوتا ہے۔ اس عالم میں اس کی نیت اس کے عمل سے خیر ہوتی ہے۔

﴿۷﴾

یاخیل اللہ ارکبی

اس حدیث پاک کو ابوالشیخ عبداللہ بن محمد جعفر بن حبان نے اپنی کتاب ناسخ اور منسوخ میں سعید بن خبیر سے الحار کے قصبہ میں روایت کیا ہے کہ بہت سے آدمی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ:

''ہم آپ سے اسلام پر بیعت کرتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا: لوگوں میں یہ ندا کی گئی۔

Marfat.com

یاخیل اللہ ارکبی

چنانچہ وہ لوگ اس طور سے سوار ہوئے کہ ایک سوار دوسرے سوار کا انتظار نہیں کرتا تھا۔

اسے عسکری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عابد نے مغازی میں قتادہ سے روایت کیا ہے —— ابن عابد کے نزدیک اس حدیث کا متن یہ ہے کہ یوم احزاب میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی کرنے والے کو بھیجا کہ وہ یوں منادی کرے:

یا خیل اللہ ارکبی

عسکری اور ابن درید نے اپنی کتاب مجتبیٰ میں کہا ہے کہ یہ قول مجاز بالحذف اور توسع سے ہے۔ اصل میں یہ ہے:

یافرنسان خیل اللہ ارکبی

اس کا اختصار اس لیے کیا ہے کہ جس امر کے لیے آپ نے ارادہ فرمایا تھا' مخاطب کو اس کا علم تھا۔

﴿۸﴾

الولد للفراش وللعاھر الحجر

عھر یعنی زنا —— عرب کا قول ہے۔ عھر الی المراۃ جس وقت اس کے ساتھ فجور کے لیے رات میں آئے تو یہ کہا جاتا ہے —— یعنی زانی اگر کسی عورت کے ساتھ زنا کرے' وہ عورت کسی کی بیوی ہو یا کسی کی لونڈی ہو' تو زانی سے جو اولاد مذکر یا مونث پیدا ہوگی وہ اس عورت کے شوہر کی ہوگی۔ یا لونڈی کے مالک کی ہوگی اس لیے کہ وہ دونوں مالک اور متصرف ہیں۔ زانی کے لیے خیبت اور حرمان ہے —— ولد میں اس زانی کا کچھ حصہ نہیں ہے۔

اس حدیث کو شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث پاک متواتر ہے۔ اس میں ایک قصہ ہے۔ اس کے معنی کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔

زانی کا حصہ خیبت اور حرمان ہے۔ جیسے عرب لوگ کہتے ہیں: بفیۃ الحجر یعنی اس کے منہ میں پتھر ہے۔ یعنی وہ بے نصیب ہے' اور زانی کے لیے اس کے ولد میں کچھ نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس زانیہ عورت یا زانیہ لونڈی کا فراش یعنی شوہر یا مالک موجود ہے —— اس سبب سے زانی کا دعویٰ ولد کی نسبت ثابت نہیں ہوتا۔ بعض عرب جو زنا کے سبب اثباتِ نسب کرتے تھے' اس حدیث سے وہ باطل ہوگیا۔

زانی کا خط غلظت اور خشونت اسی حد کی اقامت سے ہے کہ جس کی نہایت پتھر مارنا ہے —— جس وقت زانی محصن ہو یعنی صاحب زوجہ ہو —— طیبی نے امام نووی کے اتباع سے کہا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ حجر کے ساتھ رجم مراد ہے' اس نے خطا کی ہے۔ اس لیے کہ رجم بالحجر محصن کے ساتھ خاص ہے۔ رجم سے اس ولد کی نفی نہیں لازم نہیں آتی ہے جس کے بارے میں کلام ہے۔

حجر کے ساتھ یہاں اس کنائے سے ارادہ کیا گیا ہے کہ جس وقت زانیہ عورت' زانی کی بیوی نہ ہو تو زانی ولد سے بے

Marfat.com

نصیب رجوع کرے گا۔ چنانچہ وہ ولد شرعاً بے نصیب ہو گا کہ اس کا باپ نہیں ہے۔ زنا کی وطی سے نسبت ثابت نہ ہو گا۔

جس شخص نے پہلی بار ولد الزنا کا الحاق کیا ہے وہ معاویہ ہیں۔ انہوں نے اپنی خلافت میں زیاد بن سمیہ کو اپنے ساتھ لاحق کر لیا اور اپنا بھائی ٹھہرا لیا — اس کا سبب یہ ہے کہ معاویہ کے باپ ابوسفیان نے اپنے کفر کے زمانہ میں سمیہ سے زنا کیا تھا۔ اس نے ابوسفیان سے زیاد کو جنا۔ اس بارے میں ابوسفیان نے اشعار کہے ہیں۔

بازری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ الحاق مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مراد سے زیادہ عالم ہے۔

﴿۹﴾

کل الصید فی جوف الفرا

ہر ایک شکار دمعشی یعنی گورخر کے جوف میں ہے — اس حدیث کو امام ابو محمد الحسن بن عبدالرحمٰن الرام ہرمری فارسی نے ''کتاب الامثال'' میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند جید ہے۔ مقبول محدثین ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

عسکری نے کہا ہے:

کل العید فی جوف او جنب الفرا

شک کے ساتھ کہا ہے۔ یعنی لفظ جوف واقع ہوا ہے یا لفظ جنب واقع ہوا ہے۔ اس میں شک ہے۔

اس ارشاد سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو مخاطب فرمایا ہے۔ جس وقت وہ آپ کے پاس مسلمان ہونے کی حالت میں آئے ہیں۔[1] جب مسلمان ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حیا سے اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دوست رکھتے تھے۔ اور ان کے لیے جنت کی گواہی دیتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ:

''میں یہ امید کرتا ہوں کہ ابوسفیان حمزہ سے خلف ہوں۔''

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ گورخر ان جانوروں میں اعظم صید ہے جو شکار کیے جاتے ہیں اور ہر ایک شکار اس سے ادنیٰ ہے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان سے ملاطفت کے طور پر یہ فرمایا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ فتح مکہ کے عازم تھے۔ کچھ لوگ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو اجازت دی مگر ابوسفیان کو اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔ انہوں نے عدم باریابی کی شکایت کی اور روئے۔ اس لیے ان کی دلدہی کے لیے آپ نے فرمایا:

''تم حقیر نہیں ہو عظیم القدر ہو۔''

جیسے قایل نے کہا ہے:

---

[1] مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء ہے۔ ابوسفیان وہاں اس وقت آئے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کو تشریف لے جا رہے تھے۔ اس کے بعد کہ ابوسفیان آپ کے دشمن تھے، آپ کی کثیر ہجو کی تھی۔ اس ہجو میں ابوسفیان نے مبالغہ کیا ہے۔ یہ ہجو بعثت کے بعد کی تھی۔ بعثت سے پہلے آپ سے مالوف تھے۔

Marfat.com

كل الصيد في جوف الفرا

شکار کرنے کے جانوروں میں فرا عظیم القدر ہے۔ جیسے کہ تم میرے اعظم اہل سے ہو۔ اور رحم میں میرے ساتھ میرے اہل سے زیادہ قریب ہو۔ اور جو لوگ میرے پاس آتے ہیں' آپ ان سے زیادہ مکرم ہو' کل تم لئے ادنیٰ ہوں۔

﴿۱۰﴾

الحرب خدعة

''جنگ فریب اور دھوکا ہے۔'' اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کا نام خدعہ یعنی فریب رکھا ہے۔ یہ آپ نے مبالغہ کے طور پر فرمایا۔ اس لیے کہ جنگ میں خدعہ اعظم نافع ہے۔ یہاں تک کہ شجاعت سے زیادہ نافع ہے۔ یہ قول الحج عرفة کی مثل ہے۔ مسلم کے نزدیک لفظ ہی نہیں ہے۔ یہ صرف روایت ہے۔ الحرب خدعة خائے خدعہ کی تین حرکتیں ہیں:

☆ زیادہ مشہور حرکت کا فتح ہے اور دال کا سکون —— امام نووی نے کہا ہے کہ لفظ خدعہ زیادہ فصیح ہے —— ثعلب وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ لغت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے —— ابوبکر بن طلحہ نے کہا ہے کہ ثعلب نے یہ ارادہ کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لفظ کا کثیر استعمال فرماتے تھے کہ مختصر لفظ ہے۔ اور اس سے دوسرے معنی حاصل ہوتے ہیں۔

☆ دوسری حالت میں لفظ خدعہ کی خا کا ضمہ اور دال کا سکون' اور

☆ تیسری صورت خا کا ضمہ اور دال کا فتح۔

امام نووی نے کہا ہے کہ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ جنگ میں کفار سے خداع جس طور پر ممکن ہو' جائز ہے —— مگر اس صورت میں کفار سے خداع کرنا جائز نہیں ہے کہ جس میں شکست عہد ہو یا کفار کو امان دیا گیا ہو —— چنانچہ عہد اور امان کی حالت میں کفار کے ساتھ خداع حلال نہ ہو گا —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم احزاب میں اس وقت خداع فرمایا جس وقت نعیم بن مسعود کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ قریش اور غطفان اور یہود کے درمیان تفرقہ ڈال دیں۔ اور اس کے ساتھ اس طرف اشارہ فرمایا کہ غرض کو پہنچنے میں حیلہ کرنا اس سے زیادہ نافع ہے کہ کثرت لشکر سے دشمن پر غالب ہوں۔

ابن المنیر نے کہا ہے کہ الحرب خدعہ کا معنی ہے وہ کامل جنگ جو اپنے مقصود میں پہنچنے والی ہو۔ وہ نہیں ہے مگر خدعہ نہ دشمن کے روبرو ہونا۔ ایسی صورت میں دشمن سے روبرو ہونے میں خطرہ ہے اور روبرو ہونے کے بغیر حصول ظفر مخادعت ہے۔

ابن العربی نے کہا ہے کہ خداع دشمن سے اعراض کرنے اور اس کی گھات میں رہنے وغیرہ امور سے واقع ہوتا ہے۔

﴿۱۱﴾

اياكم و خضراء الدمن

''تم اس عورت سے بچو جو اراذل سے ہو۔ اس کے ظاہری حسن سے فریب نہ کھاؤ' کہ اولاد ناقص ہو گی۔ [1]

---

[1] اس حدیث کو رام ہرمزی نے، عسکری نے ''امثال'' میں، ابن عدی نے کامل میں اور ابوبکر بن درید نے ''مجتبیٰ'' میں، قضاعی نے ''مسند الشہاب'' میں، دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں، دارقطنی نے ''افراد'' میں اور خطیب نے ''ایضاح الملتبس'' میں واقدی کی حدیث سے روایت کی ہے —— واقدی نے کہا ہے کہ ہم سے محمد یحییٰ ابن سعید بن دینار نے ابو وجزہ یزید ابن عبید سے انہوں نے عطا بن یزید اللیثی سے انہوں نے ابو سعید سے مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

Marfat.com

واقدی کی روایت ہے کہ کسی نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خضراء الدمین کیا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''خوب صورت عورت برے منبت میں یعنی جس جگہ وہ پیدا ہوئی ہے وہ جگہ پلید ہے۔''

ابن عدی نے کہا ہے کہ واقدی ہی نے تنہا اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ نے فاسدہ کے نکاح کو مکروہ سمجھا ہے اور یہ کہا ہے کہ میری رگیں اس کی اولاد کو اس کی طرف مائل کراتی ہیں' اور اس کے ساتھ مشابہ کراتی ہیں—— اس حقیقت کی تفسیر یہ ہے کہ ھوا' من کو یعنی مینگنیوں کو زمین کی ایک جگہ میں جمع کر دیتی ہے۔ پھر ان مینگنیوں پر غبار بیٹھ جاتا ہے۔ جس وقت ان پر مینہ برستا ہے تو ایسی تر و تازہ نباتات اگاتا ہے کہ وہ جھومتی ہے یعنی لہلہاتی ہے۔ اس کے نیچے اصل خبیث ہوتی ہے کہ وہ مینگنی ہے۔ اس کا ظاہر خوب ہوتا ہے' اور باطن فاسد اور قبیح ہوتا ہے۔ دمن دمنہ کی جمع ہے۔ دمنہ مینگنی کو کہتے ہیں۔ زفر بن الحارث نے شعر کہا ہے۔

وقد ینبت المرعی علی دمن الشری وتبقی حزاذات النفوس کما ھیا

شعر کا معنی یہ ہے کہ دو آدمی صلح اور مودت کو ظاہر کرتے ہیں اور دلوں میں ان کے بغض اور عداوت ہوتی ہے۔ جیسے زمین پر ہریالی اگتی ہے۔ یہ امر اکثری ہے یا کلی طور پر ہمارے زمانہ میں ہے۔ امام سخاوی نے ''مقاصد حسنہ'' میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے—— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد **الانصار کرشی و عستی** یعنی انصار میرے بطانہ اور موضع سر ہیں کہ اس کو چھپاتے ہیں۔ جگال کرنے والا جانور اپنے چارہ کو اپنے کرش یعنی معدہ کی جگہ میں جمع کرتا ہے جس سے اس کا نمو ہے اور آدمی اپنے کپڑے اپنی جامہ دانی میں رکھتا ہے—— اس میں ان لوگوں سے مراد ہے جن پر اعتماد کیا گیا ہے۔ یعنی میں ان کے ساتھ پناہ ڈھونڈتا ہوں اور ان سے قوت پاتا ہوں۔ یہ معنی بھی ہیں کہ کرش کے ساتھ جماعت سے ارادہ کیا گیا ہے یعنی انصار میری جماعت ہیں' اور میرے صحابہ ہیں۔

عرب لوگ کہتے ہیں **وعلیہ کرش من الناس** یعنی لوگوں کی ایک جماعت اس کے پاس ہے—— امام ترمذی علیہ الرحمہ کی روایت میں یہ ہے کہ:

''تم لوگ سن لو! میری وہ جماعت جس کی طرف میں رجوع کرتا ہوں وہ میرے اہل بیت ہیں اور میرا کرش انصار ہیں۔''

﴿۱۲﴾

ولا یجنی علی المرء الایدہ

مرء مرد کو کہتے ہیں۔ یہاں انسان سے مراد ہے کہ مرد عورت دونوں کو شامل ہے۔ یعنی مرد ہو یا عورت ہو اس کو کوئی مکروہ نہیں پہنچتا مگر اس کا ہاتھ۔ اس لیے کہ وہ گناہ کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا دی جاتی ہے یا حاکم اسے سزا دیتا ہے۔ جنابت کی مباشرت اکثر ہاتھوں سے ہوتی ہے—— اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

امام احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں عمرو بن الاحوص کی حدیث سے یوں ہے:

لایجنی جان الاعلی نفسه

یعنی ''کوئی جنایت کرنے والا جنایت نہیں کرتا مگر اپنے نفس پر''—— اس قول کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ کوئی آدمی اپنے غیر کی جنایت میں نہیں پکڑا جاتا ہے—— اگر کسی کو قتل کرے یا زخمی کرے یا زنا کرے اور گرفتار نہیں ہوتا ہے، مگر وہ فعل جو اس کے ہاتھ نے کیا ہے۔ چنانچہ گناہ کرنے والے کا وہی ہاتھ ہے جس نے مواخذہ کو پہنچایا ہے۔[1]

﴿۱۳﴾

لیس الشدید من غلب الناس لفا الشدید من غلب نفسه

جو شخص قول اور فعل سے لوگوں پر غالب ہو جائے وہ قوی نہیں ہے—— قوی وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر غالب ہو۔[2]

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کو اس کے معنی میں شیخین نے ادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملك نفسه الغضب

اس کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی قوت اور زور سے دوسروں کو پچھاڑے وہ قوی نہیں ہے—— حقیقت میں قوی وہ شخص ہے جو غضب کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو—— یعنی جو شخص جو غضب کو ضبط کرے اور اپنے نفس پر قہر کرے اور اس پر غالب ہو جائے تو قوت ظاہری سے قوت باطنی کی طرف اس میں معنی کا تحول ہے۔

جس وقت آدمی اپنے نفس کا مالک ہو جائے گا۔ گویا اس نے اپنے قوی تر دشمنوں کو زیر کیا۔ اور اس کے ساتھ بری خصومت کرنے والے جو ہیں ان پر وہ غالب ہو گیا—— انہی دونوں مذکورہ امور کی وجہ سے آپ نے یہ فرمایا ہے:

اعدا عدو لك نفسك التی بین جنبیك

''تیرے دشمنوں میں تجھ سے جو شدید عداوت کرتا ہے وہ تیرا وہ نفس ہے جو تیری دو پسلیوں کے درمیان ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد باب مجاز اور فصیح کلام سے ہے۔ اس لئے کہ جب غضب ناک آدمی غیظ سے شدید حالت میں ہو اور غضب کی شدت نے اس پر غلبہ کیا ہو تو اس کے حلم پر قوت غضبیہ کا غلبہ ہوگا۔ اور اس قوت غضبیہ کا پچھاڑ دینا اس کے ثبات اور وقار کے لئے ہوگا—— یا وہ غلبہ اور پچھاڑنا اس پچھاڑنے کی مثل ہے کہ مردوں کو پچھاڑتا ہے اور وہ اپنے

---

[1] امر جاہلیت کا ابطال ہے کہ جس سے جنایت صادر ہوتی ہے۔ اسے اور اس کے قرابت دار قریبہ کو قتل کر ڈالتے تھے۔ اسی عادت پر اب بھی وہ اہل جفا ہیں جو دیہات اور پہاڑوں کے رہنے والے ہیں۔

[2] غیر پر ظفر قول اور فعل میں تعدی سے ہوتی ہے۔ ایسے افعال مرتکب اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک مذموم ہوتا ہے اور ضعیف ہوتا ہے۔ قوی وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو اس کے ان مطلوبات سے منع کرے جو شروع شریف کے مخالف ہیں۔ اس لیے کہ نفس کو ایسے امور سے مانع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بڑا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں نے سفید بالوں والی ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ وہ زمین سے نکلی۔''

آپ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی:

''وہ بقیہ دنیا ہے۔''

زرارہ نے عرض کیا:

''میں نے دیکھا کہ زمین سے آگ نکلی ہے اور وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ:

''وہ فتنہ ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا۔''

زرارہ نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کیا فتنہ ہوگا؟ اس لیے کہ فتنے ہزاروں ہوتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالیں گے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشتان مبارک کے درمیان خلاف کیا —— اصابع میں خلاف کیوں کر کیا' اس کی تصریح نہیں کی گئی —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

''اس فتنہ میں برائی کرنے والا شخص گمان کرے گا کہ وہ محسن ہے اور مومن کا خون مومن کے نزدیک حلال تر پانی سے ہوگا (جیسے پیاسے کو لذیذ اور شیریں زیادہ محسوس ہوتا ہے) —— اگر تمہارا بیٹا عمرو مر جائے گا تو تم اس فتنہ کو پاؤ گے اگر تم مر جاؤ گے تو تمہارا بیٹا اس فتنہ کو پائے گا۔''

زرارہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میں اس فتنہ کو نہ پاؤں۔''

آپ نے یوں دعا فرمائی:

''اللھم لایدرہ۔''

زرارہ فوت ہو گئے۔ ان کا بیٹا عمرو ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلع کیا تھا۔

ابن القیم کا کلام ختم ہو گیا۔ جو ان کی کتاب ''ہدی النبوی'' سے ملخص لیا گیا ہے' اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

Marfat.com

تیسرا مقصد

شمائل النبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کے جو شمائل کا بیان ہے — محبوں کے لئے آرامِ جاں ہے
زبان ہند میں اس کو سناؤں — رلاؤں' عاشقوں کو اور ہنساؤں [1] (کافی)

تیسرا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان صفات کے بارے میں ہے جو آپ کے کمال خلقت اور جمال صورت سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان صفات کے سبب آپ کو آپ کے غیر پر فضیلت دی ہے۔ آپ کو اصل اور ذات وصفات میں اخلاق ذکیہ سے معظم کیا ہے اور آپ کو اوصاف مرضیہ سے غیر پر علو دیا ہے — آپ کی حیات مبارک کی ضرورت جن چیزوں کی داعی ہے' جیسے غذا وغیرہ ہے' ان کے بارے میں اس مقصد میں چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمالِ خلقت اور جمالِ صورت مبارک:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں — یہی پھول خار سے دور ہے' یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کامل ایمان رکھنے سے ایک شرط یہ ہے کہ مومن اس طور پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کی تقدیر اس حال اور ہیئت پر کی ہے کہ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی آدمی کی خلقت آپ کی مثل ظاہر نہیں ہوئی۔ جو صفت آپ کے بدن شریف کی خلقت سے مشاہدہ کی جاتی ہے یعنی ظاہری صفت بدن شریف۔ اس پر آیات ہیں کہ آپ کے نفس کریمہ کی عظیم خلقت ہے۔ آپ کے نفس کریمہ کی صفت آپ کے عظیم اخلاق سے منکشف ہوتی ہے — وہ اور اس شے پر آیات ہیں کہ آپ کے قلب مقدس کا سر جو آپ کے لیے متحقق ہے۔ یعنی وہ اسرار جو

---

۱ - ممتاز دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب فرماتے ہیں: —

''حقیقت یہ ہے کہ شمائل شریف عاشقوں کے لئے آرامِ جاں ہے..... روئے زیبا کی طرف نظر جاتی ہے تو دل کی کلی کھل جاتی ہے' اور جب گزر اوقات پر نظر جاتی ہے تو بے اختیار رونے کو جی چاہتا ہے۔ اللہ اللہ

ظاہر میں غریب الغرباء' پھر بھی یہ عالم — شاہوں سے سوا سطوت سلطان مدینہ

(''جانِ ایمان ص ۲۳' مطبوعہ لاہور)

Marfat.com

پھر آپ نے فرمایا:

''آگاہ ہو جاؤ۔ پھر اس شخص کو شاید اس کے دل کی باتیں سننے سے لہو میں رکھیں یا اس کے ہم صحبت کی باتیں' اسے مصروف رکھیں۔''

تیسری بات مصنف سے رہ گئی تھی۔ شارح زرقانی فرماتے ہیں:

''تیسری بات آپ نے یہ فرمائی ---- یا اس شخص کو گم کی ہوئی شے لہو میں رکھے ---- آگاہ ہو جاؤ۔ مجھ سے پوچھا جائے گا' کیا تبلیغ رسالت کر دی' اور جو وحی بھیجی گئی ہے اسے پہنچا دیا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ تم لوگ حیات ابدی سے زندگی کرو کہ وہ حیات سعید ہے' وہ حیات مطلوب ہے۔''

یہ طویل حدیث ہے اس میں بعث ونشر اور جنت و دوزخ کا ذکر ہے ---- اور اس حدیث میں ہے کہ پھر لقیط نے کہا کہ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں کس چیز پر آپ سے بیعت کروں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک دراز فرمایا اور فرمایا:

''نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے پر بیعت کرو' اور اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرو۔''

بنی نخع سے وفد:

بنی نخع کا وفد آخری وفد ہے جو آپ کے پاس آیا۔ یہ وفد محرم ۱۱ھ میں آیا۔ اس وفد میں دوسو آدمی تھے۔ یہ لوگ دارالاخیاف میں اترے۔ یہ مکان حضرت رملہ بنت الحارث نجاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحابیہ کا تھا' جو حضرت معاذ بن عفرا کی زوجہ تھیں۔ نخع مذحج کے قبیلہ سے آئے جو یمن میں ہے ---- اس وفد کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ اس سے پہلے ان لوگوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا ---- اس وفد سے ایک شخص زرارہ بن عمرو نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے اپنے اس سفر میں عجیب خواب دیکھا ہے۔''

آپ نے زرارہ سے پوچھا:

''وہ کیا خواب دیکھا ہے؟''

اس نے کہا:

''میں نے اس گدھی کو دیکھا جسے میں نے قبیلے میں چھوڑا ہے۔ اس نے بکری کا ایک ایسا بچہ جنا ہے جو سرخ رنگ سیاہی مائل ہے۔''

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''کیا تم نے اپنے قبیلے میں کوئی حاملہ لونڈی چھوڑی ہے؟''

اس نے کہا:

''ہاں چھوڑی ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''اس لونڈی نے ایک لڑکا جنا ہے جو تمہارا بیٹا ہے۔''

اس نے کہا:

''اس لڑکے کا کیا احوال ہے کہ سیاہی مائل سرخ رنگ ہے۔''

آپ نے زرارہ سے فرمایا:

''میرے قریب آؤ''

آپ نے زرارہ کی عیب پوشی کا ارادہ فرمایا کہ وہ اس عیب کو چھپاتے تھے۔ زرارہ آپ کے نزدیک ہو گئے۔ آپ نے ان سے پوچھا:

''کیا تم کو برص ہے' جسے تم چھپاتے ہو۔''

اس استفسار سے زرارہ کا اعتراف مقصود تھا۔ زرارہ نے کہا:

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی کیا ہے اور بھیجا ہے' کسی کو اس برص کا علم نہیں ہوا اور آپ کے سوا کوئی اور اس پر مطلع نہیں ہوا۔''

آپ نے فرمایا:

''وہ رنگ جو تمہارے بیٹے میں ہے' اس پر برص کا اثر ہے جو جسم میں ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد آپ کے معجزات سے ہے۔ زرارہ نے عرض کیا:

''میں نے نعمان بن منذر کو دیکھا کہ اس کے دونوں کانوں میں مندرے ہیں اور اس کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں یا عاج کے کنگن ہیں یا بل کے کنگن ہیں۔''

ذبل' عاج کی مثل ہوتا ہے یا کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی کے کنگن ہیں —— آپ نے یہ تعبیر فرمائی:

''وہ عرب کا بادشاہ ہے کہ اپنی احسن ہیئت اور جس کی طرف پلٹ آیا ہے۔''[1]

زرارہ نے عرض کیا:

---

[1] نعمان بن منذر عرب کا بادشاہ تھا۔ اہل عرب کو جو عزت اور شرف پہلے تھا، وہ اس حالت پر وہ ہو گئے، اور ان پر فرس اور عجم کا جو غلبہ تھا، وہ جاتا رہا —— یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے ہوا۔

Marfat.com

تیہ الشمس والقمر المنیر اذا قلنا کاھنما الامیر

''آفتاب اور ماہتاب تکبر کرتے ہیں اور اس شے کا دعویٰ کرتے ہیں جو ان کے لیے نہیں ہے۔ جس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب گویا امیر ہیں یعنی ہمارے ممدوح کی مثل ہیں۔ ان کو امیر کا رتبہ حاصل نہیں ہے کہ وہ امیر سے رتبہ میں ادنیٰ ہیں اور امیر کے صفات اس کے ذات کے ساتھ ایک حالت پر قائم ہیں۔''

لان الشمس تغرب حین تمسی وان البدر ینقصہ المیر

''آفتاب غروب ہو جاتا ہے جس وقت رات ہو جاتی ہے۔ آفتاب کا یہ نقصان ذات وصفات میں ہے اور ماہتاب کو سیر ناقص کر دیتی ہے کہ وہ آخر میں ہلال ہو جاتا ہے' یہ اس کی ذات وصفات میں نقصان ہے۔ جو شخص کسی کامل کی مدح میں یوں کہے گویا وہ آفتاب اور ماہتاب ہے۔ تو اس نے تشبیہ کو برعکس کر دیا ہے۔ اس کا حق یہ ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے ساتھ تشبیہ دے۔ اس لیے کہ تشبیہ کی حقیقت یہ ہے کہ ناقص کا الحاق کامل کے ساتھ نہ ہو۔ بلکہ کامل کا الحاق ناقص کے ساتھ ہو۔

یہ تشبیہات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں وارد ہیں' بر سبیل تقریب اور تمثیل ہیں۔ ورنہ آپ کی ذات اقدس واعلیٰ ہے۔ آپ کی عزت اور شرف گراں ہے کہ مافوق الفطرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس:

رفعتیں بہر سجدہ جہاں خم رہیں　　روز و شب کعبہ و لامکاں خم رہیں
بہر آداب کرو بیاں خم رہیں　　جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سر تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

آپ کے سر مبارک کا وصف وہی کافی ہے جسے ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی جامع میں اس سند سے ذکر کیا ہے جس کی نسبت ہند ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ہے۔ ہند نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الہامہ تھے یعنی آپ کی کھوپڑی بڑی تھی جس سے سر مبارک کی عظمت ظاہر تھی۔

یہ صفت دماغی قوت پر دلیل ہے اور اس کی وجہ سے انسان اپنے غیر سے تمیز کیا جا سکتا ہے۔ یہاں پر سر مبارک کا اعتدال مراد ہے اور جو سر حد اعتدال سے بڑا ہوتا ہے وہ بلاوت کی دلیل ہے۔ جیسے بہت چھوٹا سر بلاوت کی دلیل ہے۔

نافع بن جبیر نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کیا ہے کہ آپ کی کھوپڑی عظیم تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور:

چہرہ حضور کا ہے کہ قرآن کھلا ہوا
ہر اک ادا ہے رفعت عرفاں لیے ہوئے　　(فیاض کاوش)

Marfat.com

چہرۂ مصطفیٰ اصل قرآن ہے

عاشقوں کی تلاوت پہ لاکھوں سلام

آپ کا چہرۂ مبارک جس شان سے تھا' اسے وہ حدیث شریف کفایت کرتی ہے جسے شیخین علیہ الرحمہا کی براہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے:

كان رسول الله احسن الناس وجها واحسنهم خلقا ليس بالطويل الذاهب ولا بالقصير البائن ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چہرہ میں احسن الناس تھے اور اخلاق میں احسن الناس تھے—— وجہ سے مراد ظاہری حسی حالت اور خلق سے معنوی حالت مراد ہے۔ کہ خلق طبیعت کو کہتے ہیں۔ وہ معنوی صفت ہے۔

نہ آپ زیادہ لمبے تھے اور نہ ٹھینگنے۔ بلکہ آپ کا قد مبارک میانہ تھا۔ بائن کا معنی واضح ہے کہ قد مبارک میں قصر نہیں تھا۔

سایۂ حق کے ہمسایۂ مرحمت ۔۔۔ گنج رحمت کے سرمایۂ مرحمت

شرح نورانی آیۂ مرحمت ۔۔۔ قد بے سایہ کے سایۂ مرحمت

ظل ممدو رافت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ما رايت شيئاً احسن من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الشمس تجرى فى وجهه

(ترمذی' بیہقی' احمد' ابن حبان)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے احسن کوئی شے نہیں دیکھی۔ گویا آفتاب آپ کے چہرۂ انور میں جاری ہوتا تھا''—— یہ انوار کی صفت ہے گویا آفتاب آپ کے چہرۂ مبارک میں دوڑتا نظر آتا تھا۔

طیبی نے کہا ہے کہ آسمان میں جریان شمس جو ہوتا ہے' آپ کے چہرۂ مبارک میں جو حسن جاری ہوتا تھا' اسے اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ تشبیہ تناہی تشبیہ ہے۔[1] اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک کو جائے قرار اور آفتاب کے لیے مکان قرار دیا ہے۔ ان اشعار کے شاعر کو خدا جزائے خیر دے:

لم لا يضى بك الوجود وليله ۔۔۔ فيه صباح من جمالك مسفر

کون سی چیز مانع ہے کہ آپ کے سبب سے وجود روشن نہ ہو۔ حال یہ ہے کہ اس کی رات ایسی ہے جس میں آپ کے جمال مبارک سے صبح روشن ہوتی ہے۔

فبشمس حسنك كل يوم مشرق ۔۔۔ و ببدر وجهك كل ليل مقمر

پہلے شعر میں یہ گمان ہوتا تھا کہ صباح سے مراد مجرد صبح ہے۔ صبح کا نور قلیل ہوتا ہے۔ مصنف نے اسے اس وصف سے دفع

---

[1] یعنی وہ تشبیہ جو نہایت درجہ کو پہنچتی ہے یعنی صفت کی موصوف کی طرف اضافت

Marfat.com

آپ کے قلب اطہر میں معانی کی شکل پر پوشیدہ ہیں' ان پر کوئی مطلع نہیں ہوتا—— آپ کے اخلاق سے ان معانی کا اظہار ہوتا ہے۔ جن کو لوگ آپ کے باطن میں دیکھتے ہیں' وہ علوم اور معارف جن کو لوگ دیکھتے ہیں ان پر دلیل ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمہ نے اس مقام پر آپ کی مدح میں کہا ہے:

فهو الذی تم معناه وصورة ۔۔۔ ثم اصطفاه حبيباً باری النسم

''آپ وہ ہیں کہ آپ کا حال باطن اور حال ظاہر کامل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں کا پیدا کرنے والا ہے آپ کو اپنا حبیب اختیار کیا ہے۔'' نسمہ کی جمع نسم ہے' نسم انسان کو کہتے ہیں۔

منزه عن شريك فی محاسنه ۔۔۔ فجوهر الحسن فيه غير منقسم

یعنی حسن کامل کی حقیقت آپ کی ذات اقدس میں کاین ہے۔ اس لیے کہ آپ وہ ہیں کہ آپ کا معنی آپ کے غیر کے سوا کامل ہے۔ اور وہ آپ کے اور آپ کے غیر کے درمیان ناتقسیم ہونے والا ہے ورنہ آپ کا حسن کامل نہ ہوتا—— اس لیے کہ جس وقت وہ تقسیم ہوتا' آپ اس کے بعض کو نہ پاتے اور حسن کامل نہ ہوتا۔

سلف سے یہ منقول ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکروں میں سے ایک لشکر کے ساتھ گئے اور بعض قبیلوں میں اترے۔ اس قبیلہ کے سردار نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کریں۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سردار سے کہا:

''میں آپ کی صفات کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔''

گویا صفت بیان کرنے سے اپنی عاجزی کا اظہار کیا۔ سردار نے کہا:

''مجمل طور پر ہی آپ کا وصف بیان کرو۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول مرسل کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے۔''

یعنی جیسا مرتبہ بھیجنے والے کا ہوتا ہے' ویسا ہی وہ قاصد بھیجتا ہے—— اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہے۔ جیسے کہ کوئی بادشاہ اپنی حاجت میں قاصد کو بھیجتا ہے وہ اس شخص کو بھیجتا ہے جسے اس کی حاجت پر قدرت ہوتی ہے۔ اس طور پر کہ وہ صاحب مرتبہ شریفہ ہو اور تصرف رکھتا ہو—— اس اثر کو ابن المنیر نے اپنی کتاب اسرار الاسرار' میں ذکر کیا ہے۔

---

[1] منقسم سے مراد متفرق ہے۔ معنی یہ ہے کہ آپ کا باطن کمالات میں کامل ہے، آپ کا ظاہر صفات میں کامل ہے—— پھر خالق انسان نے آپ کو اپنا حبیب اختیار فرمایا ہے کہ آپ کے حسن میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے اور حسن کا جوہر آپ کے اور آپ کے غیر کے درمیان قسمت کو قبول نہیں کرتا—— جیسا کہ جوہر فرد متوہم جسم میں ہے۔ متکلمین کے نزدیک قسمت قبول نہیں کرتا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جسم جوہر فرد سے مرکب ہے، کسی وجہ سے منقسم نہیں ہوتا۔ نہ فرض کرنے سے تقسیم ہوتا ہے اور نہ وہم سے تقسیم ہوتا ہے۔ جو شخص ظاہر اور باطن میں کامل صفات سے متصف ہوگا، وہ محبوب ہوگا—— یہ شیخ خالد نے کہا ہے۔

Marfat.com

آپ کو جو کمالات دیے گئے ہیں ایسا کون شخص ہے کہ آپ کے مرتبہ کمال کو پہنچے اور آپ کے مرتبہ کا اندازہ کر سکے —— یا جس سے آپ کے کمالات معلوم کرنے کی امید کی گئی ہؤ اور اس سے وہ کمالات پوچھے گئے ہوں۔ وہ مسئول اور مامول شخص آپ کے احوال ماثورہ پر مطلع ہو سکے اور ان تک پہنچے یہ ناممکن ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے کمالات ظاہری اور باطنی کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا اور ان پر مطلع نہیں ہو سکتا' کمال درجہ عجز بیان ہے۔

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا　　　کہتے ہیں اگلے زمانے والے

قرطبی نے ''کتاب الصلوٰۃ'' میں بعض علماء سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل حسن ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ اگر آپ کا تمام حسن ہم پر ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کی طاقت نہیں رکھتیں —— بوصیری علیہ الرحمہ نے کیا احسن بات کی ہے ۔

اعیا الوریٰ فهم معنا وفیلس یری　　　للقرب والبعد فیه غیر منفحم

آپ کے معنی معرفت نے مخلوق کو عاجز کر دیا۔ اس میں قرب اور بعد سے سوا نہیں دیکھا جاتا ہے۔ سکوت کے منحم الحم سے ہے۔ اس کا یہ معنی ہے جدال سے سکوت کیا اور جواب نہیں دیا۔

کاسمش تظهر للعنین من بعد　　　صغیرة و تکل الطرف من امم

جیسے آفتاب دیکھنے والے کی دونوں آنکھوں کو دور سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے ڈھال ہے یا آئینہ ہے۔ ویسے وہ چھوٹا نظر آتا ہے اور اس کے قرب سے آنکھ ٹھہر جاتی ہے۔ اس کی طرف نہیں بڑھ سکتیں۔ امم کا معنی قرب ہے —— خلاصہ معنی یہ ہے کہ جیسے آفتاب کا کمال آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معنی قرب اور بعد سے ادراک نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا جائے۔

یہ قول بھی بوصیری کے قول کی مثل ہے یعنی اوپر کے اشعار قصیدہ بردہ کے ہیں —— ایک شعر بوصیری علیہ الرحمہ کے ''قصیدہ ہمزیہ'' کا ہے جو یہ ہے:

/انما مثلو اصفا تلک للنا　　　من کما مثل النجوم الماء

آپ کا وصف کرنے والوں نے آپ کی صفات کی صورت لوگوں کو سمجھانے کے لیے اس طور سے باندھی ہے جیسے پانی ستاروں کی صورت باندھتا ہے یعنی پانی میں ستاروں کا عکس پڑتا ہے۔ پانی میں ستاروں کی حقیقت موجود نہیں ہوتی —— خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف کرنے والوں نے آپ کی حقیقت کا احاطہ نہیں کیا۔ انہوں نے آپ کی صورت مبارک کی تصویر ظاہر کر دی ہے جیسے پانی ستاروں کی صورت کی تصویر ظاہر کرتا ہے۔

امام بوصیری علیہ الرحمہ نے قصیدہ بردہ شریف کے مذکورہ بالا شعر میں کاشمس تظهر وللعنین جو کہا ہے' وجہ تشبیہ شمس کی طرف اشارہ کیا ہے نہ مطلقاً کہا ہے۔ آفتاب کے ساتھ تشبیہ میں جو عیب علی الاطلاق ہے' اسے ابونواس شاعر نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

مطھم کا معنی نحیف الجسم ہے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ گندم گوں سیاہی کی طرف متجاوز نہ ہو—— آپ کے چہرۂ مبارک میں زیادہ گوشت نہیں تھا کہ جس سے بدنما معلوم ہوتا۔ نہ آپ کا جسم مبارک لاغر تھا اور نہ آپ کے رنگ میں ایسی گندم گونی تھی کہ مائل بہ سیاہی ہو۔

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے — جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے — جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

نہ آپ **مکلثم** تھے۔ یعنی آپ کا چہرۂ مبارک بالکل گول نہیں تھا بلکہ آپ کے چہرۂ مبارک میں قلیل تدویر تھی یعنی کم گول تھا۔ یہ امر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو کتاب غرائب میں ابی عبید کے نزدیک ہے' یہ ہے:

وکان فی وجهه تدویر قلیل

ابوعبید نے اس کی شرح میں کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ آپ کا چہرۂ مبارک غایت تدویر میں نہیں تھا بلکہ آپ کے چہرۂ مبارک میں سہولت تھی یعنی درازی تھی' بالکل گول نہیں تھا—— اس قسم کا چہرہ عرب کے نزدیک زیادہ شیریں اور پسندیدہ ہے۔

امام بخاری نے کعب بن مالک سے روایت کی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اذ سرا استنار وجهه

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرور ہوتے تو آپ کا چہرۂ مبارک روشن ہو جاتا' گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اس امر کو ہم آپ سے پہچان لیتے تھے یعنی وہ جگہ جہاں سرور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جبین ہے۔ [1]

جس کے چہرے پہ جلووں کا پہرا رہا — نجم و طٰہٰ کے جھرمٹ میں چہرا رہا
حسن جس کا ہر اک چھب میں گہرا رہا — جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے کہ مسرور تھے اور آپ کی پیشانی مبارک کے خطوط اس مسرت سے روشن تھے اور چمک رہے تھے۔ اس نور اور چمک کی وجہ سے

---

[1] جبیں کن پٹیوں کی دونوں جانب سے بالائی حصہ کو کہتے ہیں۔ ایک جانب پیشانی کے دائیں طرف ہے اور ایک جانب پیشانی کے بائیں طرف جو نور جبیں سے مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ جبہ میں نہیں ہوتا ہے۔

Marfat.com

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے—— جبیر بن مطعم کی حدیث میں جو طبرانی کے نزدیک ہے' یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کی طرف ایسے چہرہ سے ملتفت ہوئے کہ شقہ قمر تھا یعنی چاند کے ٹکڑے کی مثل تھا۔ راوی نے آپ کے نفس مبارک کو چاند قرار دیا اور چہرۂ مبارک کو چاند کا ٹکڑا—— راوی کا یہ کہنا آپ کے التفات کے وقت آپ کے چہرہ میں صفت پر محمول ہے۔

لوگ اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ چاند کے ٹکڑے کے ساتھ جو آپ کے چہرۂ مبارک کو تشبیہ دی گئی ہے۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول پر کوئی بھید ہے یا کوئی خفیہ نکتہ ہے باوجود اس کے کہ بلغا کے کلام میں کثرت سے وارد ہوا ہے—— کہ چہرہ کی تشبیہ مطلق چاند کے ساتھ دی گئی' اور ٹکڑے کی قید کسی شاعر نے نہیں کی ہے بلکہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' جنہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے—— وہ شعرائے صحابہ سے ہیں—— چاند کے ٹکڑے کے ساتھ جو تشبیہ ہے اس میں کوئی حکمت لابد ہے۔ اور جو کچھ اس سلسلے میں جواب دیا گیا ہے کہ چاند کا ٹکڑا کہنے میں اس سیاہی سے احتراز ہے جو چاند میں ہے——

یہ جواب قوی نہیں ہے اس لیے کہ چہرۂ مبارک کی تشبیہ چاند کے ساتھ جو ہے اس ضیاء اور روشنی کے ساتھ تشبیہ ہے جو چاند میں ہے—— نہ کہ چاند کے نور اور سیاہی کے ساتھ تشبیہ ہے۔ چاند جب پورا ہو جائے تو اس میں اس قطعہ سے سیاہی اقل نہ ہو گی۔ چنانچہ گویا تشبیہ بعض چہرے پر ہو گی جو پیشانی ہے۔ لہٰذا یہ مناسب ہوا کہ وہ چہرۂ مبارک بعض قمر کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

کان وجهه رسول الله کدارة القمر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک چاند کے دائرہ کی مثل تھا—— ابن اسحاق نے بنی ہمدان کی ایک عورت سے روایت کی ہے۔ اس عورت کا نام یاد نہیں رہا۔ اس عورت نے کہا ہے کہ:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اکثر حج کیا ہے۔ ا۔ میں نے آپ کو آپ کے اونٹ پر سوار دیکھا۔ آپ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ کے دست مبارک میں ایسا عصا تھا جس کا سر ٹیڑھا تھا اور آپ کے جسم مبارک پر دو سرخ چادریں تھیں کہ جس وقت حجر اسود کے پاس گئے' قریب تھا کہ آپ کے سر مبارک کے بال مونڈھوں کو لگ جائیں۔ آپ نے اس عصا سے حجر اسود کا بوسہ لیا۔ پھر آپ اس عصا کو اپنے دہان مبارک کی طرف اٹھا کے بوسہ دیتے تھے''۔

ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے اس عورت سے کہا:

''تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشبیہ دی۔''

اس نے کہا:

القمر ليلة البدر لم ارقبله وبعد مثله صلی الله علیه و آله وسلم

Marfat.com

کیا کہ آپ کے آفتاب جمال کے سبب ہر ایک دن روشن ہے اور آپ کے چہرۂ انور کے چاند کے سبب ہر ایک رات چاندنی رات ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے حسن و جمال سے دن رات منور ہیں' کبھی تاریکی نہیں ہوتی۔ کسی نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

کان وجهه رسول الله مثل السيف

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی مانند صیقل کیا ہوا اور شفاف تھا؟ اور چہرہ دراز تھا۔''

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قول کو بلیغ طور پر رد کر کے سائل کو جواب دیا ہے۔ بل مثل القمر بلکہ چاند کی مثل تھا یعنی گول چہرہ تھا—— سائل نے جو تو ہم کیا تھا' یہ اس کا رد ہے۔

حافظ نسابہ ابو الخطاب عمر بن حسن بن علی بن محمد المشہور ابن دحیہ نے اپنی کتاب ''التنویر فی مولد البشیر اولنذیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث لانے کی جگہ میں جو کچھ کہا ہے' ان کا لفظ یہ ہے کہ اس حدیث میں علم پہلے کہ جو شخص اچھا ہے' بطور تشبیہ نہ دے سکے' اس پر اقرار صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو تلوار کے ساتھ تشبیہ دی اور اگر آپ کے چہرۂ مبارک کو آفتاب کے ساتھ تشبیہ دیتا تو اولیٰ ہوتا۔ اس وجہ سے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل پر رد کیا اور کہا:

''بلکہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کی مثل تھا۔''

اور اس کی تشبیہ میں ابداع کیا اس لیے کہ چاند اپنے نور سے روئے زمین کو بھر دیتا ہے—— اور جو شخص اس کا مشاہدہ کرتا ہے وہ اُنس پکڑتا ہے اور چاند کا نور ایسا نہیں ہوتا کہ حرارت رکھے اور الم پہنچائے' اور نہ اس سے آنکھوں پر بھاری پن محسوس ہوتا ہے کہ نگاہ کو کھینچ لے اور چاند کی طرف دیکھنے والا نظر پر قادر ہوتا ہے۔ برخلاف آفتاب کے کہ نگاہ کو ضعیف کر دیتا ہے یا نگاہ پر پردہ کے طور پر غشا پیدا کر دیتا۔

مسلم کی روایت میں جو جابر بن مرد کی حدیث سے ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا:

''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی مثل تھا؟''

انہوں نے سائل سے کہا:

''تلوار کی مثل نہیں تھا بلکہ آفتاب اور ماہتاب کی مثل تھا۔''

یعنی بہا اور اشراق میں آفتاب کی مثل تھا اور مستدیر ہونے کے اور نور میں چاند کی مثل تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک مستدیر تھا یعنی گول تھا—— جابر نے مستدیر اس لیے کہا کہ سائل کو اس امر پر تنبیہ ہو۔ اس لیے کہ سائل نے اس میں دو صفتیں جمع نہیں کیں کہ سائل نے پوچھا تھا:

Marfat.com

''کیا چہرۂ مبارک تلوار کی مثل تھا؟''

اس قول سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ سائل نے تلوار کے ساتھ تشبیہ دینے میں چہرۂ مبارک کے طول کا ارادہ کیا ہے یعنی آپ کا چہرۂ مبارک لمبا تھا اور یہ گمان ہوتا تھا کہ سائل نے تلوار سے تشبیہ دینے میں لمعان یعنی اس کی روشنی اور چمک کا ارادہ کیا ہے جیسا کہ سابق میں جو عبارت آئی ہے اس میں اس کی طرف اشارہ آگے آ چکا ہے۔ لہٰذا مسئول نے بلیغ طور پر رد کر دیا اور جبکہ اس کے ساتھ امر متعارف جاری ہے کہ آفتاب کے ساتھ جس شے کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس تشبیہ میں غالب اشراق آفتاب کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ اور چاند کے ساتھ جو تشبیہ دی جاتی ہے اس سے چہرے کی ملاحت کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ نہ ان دونوں کے سوا ارادہ کیا جاتا ہے—— جابر کا یہ کہنا کہ آپ کا چہرۂ مبارک مستدیر تھا' اس لیے انہوں نے دو صفتوں سے معاً تشبیہ کا ارادہ کیا ہے۔ دو صفتیں حسن اور چہرے کا گول ہونا ہے۔

ابن اسحاق نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس چاندنی رات میں ایسے حال میں دیکھا جس میں اول سے آخر تک چاندنی ہوتی ہے' نہ اندھیرا ہوتا ہے نہ بادل' آپ سرخ رنگ کا حلہ پہنے ہوئے تھے—— کبھی میں آپ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاندنی کی طرف نظر کرتا تھا جبکہ آپ میری آنکھوں میں چاند سے احسن تھے۔

کل چودھویں کی رات تھی' شب بھر رہا چرچا تیرا
کچھ نے کہا ہے یہ چاند ہے' کچھ نے کہا چہرہ تیرا

ایک روایت میں جابر کے اس قول کے بعد کہ آپ سرخ حلہ پہنے ہوئے تھے یہ ہے کہ میں آپ اور چاند کے درمیان مماثلت کرنے لگا—— یعنی میں کہتا تھا کہ آپ چاند کی مثل ہیں' البتہ میرے نزدیک آپ چاند سے احسن تھے۔ یعنی

فھو عندی احسن من القمر —— ''نہیں نہیں چاند سے بھی زیادہ حسین۔''

نذر کرتی ہے صبح بہاراں درود — پھول سے رخ پہ ہر دم گل افشاں درود
مہ لقا حسن ذیشان قربان درود — چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

ترمذی اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کی:

لم یکن بالمطھم و لا بالمکلثم مطھم

''موٹے گال یا ایسا پھولا ہوا چہرہ کہ معلوم ہوتا ہے منہ بنائے ہوئے ہے''—— یہ زیادہ فربہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

شمع خورشید ضو دیکھ کر جھلملائے — نجم طور حسیں کی نظر جھلملائے
مشعل حسن روئے حسن جھلملائے — جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے

Marfat.com

يتلا لاء وجهه تلا لاء القمر ليلة البدر

چاند کے ساتھ تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ چاند اپنے نور سے روئے زمین کو بھر دیتا ہے اور جو شخص چاند کو دیکھتا ہے' اس کا دل اس سے سکون پاتا ہے اور اس سے نفرت نہیں کرتا۔ چاند دکھ دیئے بغیر نور کو جمع کرتا ہے۔ اسے دیکھنے سے نظر کو ٹھہراؤ ہوتا ہے—— بلکہ نگاہ چاند کے دیکھنے سے لذت پاتی ہے—— اس کے برعکس آفتاب نگاہ پر پردہ ڈال دیتا ہے اور نظر کے ٹھہرنے میں رکاوٹ کرتا ہے۔ عام طور پر بدر کے ساتھ تشبیہ اس تشبیہ سے زیادہ بلیغ ہے جو قمر سے دی جائے۔ اس لیے کہ بدر کامل چاند ہوتا ہے۔ بدر ہونے کی حالت میں چاند کا کمال ہوتا ہے—— حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت آپ کو دیکھا ہے' یہ شعر کہا ہے:

لو كنت من شئى سوى بشر كنت المنور ليلة البدر

''اگر آپ بشر نہ ہوتے اور کسی شے کی قسم سے ہوتے تو یقیناً آپ چودھویں کے چاند تھے' منور چاند''

اس شعر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تمثیل کی ہے' یہ شعر مسبب بن عیسیٰ ابن مالک کے قصیدہ کی ہے۔ جو اعشی شاعر کا ماموں تھا۔ اس نے یہ قصیدہ قیس کی مدح میں کہا تھا—— بدر کے ساتھ جو تشبیہ ہے تحقیق وہ اپنے حقیقی معنی میں پائی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارک میں سے ایک اسم شریف بدر ہے—— آپ کا اسم مبارک البدر اس لیے ہے کہ آپ کا کمال کامل ہے' آپ کا شرف عالی ہے—— کسائی کے قصص میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

ان محمدا هو البدر الباهر والنجم الزاهر والبحر الزاخر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے' یا غزوۂ تبوک سے آپ تشریف لائے تھے' اس لیے آپ کو خوش آمدید کہنے والوں نے آپ کے جمال مبارک کو دیکھ کر یہ اشعار پڑھے تھے:

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع

''ہم لوگوں پر ثنیات وداع سے چاند طلوع ہوا ہے—— ثنیات' ثنیہ کی جمع ہے۔ ٹیلہ اور چھوٹے پہاڑ کو کہتے ہیں—— مدینہ منورہ کے قریب حجاج یا مسافروں کے وداع کرنے کا مقام ہے۔

وجب الشكر علينا مادعا لله داع

''ہم لوگوں پر اس بات کا شکر واجب ہو گیا ہے کہ اس چاند نے ہماری آنکھوں اور ہمارے ملک کو منور کر دیا ہے۔ یہ شکر اس وقت تک واجب ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے—— اور جس نے یہ خوب صورت شعر کہا ہے' کمال کیا ہے۔

كالبدر والكاف ان الصفت زايدة فيه فلا تظنها كافا للتشبيهه

لفظ کالبدر کے ساتھ کاف ہے۔ اگر تو انصاف کرے گا تو اس کاف کو اس لفظ میں زیادہ تسلیم کرے گا اور تو تشبیہ کا کاف

Marfat.com

گمان کرے گا۔ یعنی کالبدر کا معنی بدر کے مثل ہے —— جب کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف کیا تو یہ معنی کہ آپ بدر کی مثل ہیں۔ اس تشبیہ میں بدر مشبہ بہ ہوگا' اور آپ کی ذات کامل الصفات مشبہ ہوگی جس سے مشبہ بہ کا اعلیٰ اور مشبہ کا ادنیٰ ہونا ثابت ہوگا —— لہٰذا آپ کے کمالات ذاتی پر نظر کر کے انصاف کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ کالبدر حرف کاف تشبیہ زیادہ ہے۔ آپ نور جمال سے عین بدر ہیں۔

نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ابن الحلادی کا یہ شعر کس قدر شیریں ہے:

یقولون یحکی البدر فی الحسن وجهه — وبدر الرجیٰ من ذالك الحسن ینحط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں لوگ کہتے ہیں کہ حسن میں بدر آپ کے چہرۂ مبارک کے مشابہ ہے۔ آپ ذات اقدس میں جو حسن ہے' شب تاریک کے بدر کا حسن اس سے کمتر ہے۔

کما تشبهوا نحمن النقا بقوامه — بقد بالغوا فی المدح للغصن واشتطوا

جیسے کہ نقا کی شاخ کو آپ کے اعتدال سے تشبیہ دی ہے۔ تشبیہ دینے والوں نے شاخ کی مدح میں مبالغہ کیا ہے۔ ا لوگوں نے جور اور ظلم کیا ہے۔ اس لیے کہ تشبیہ اس وجہ کی متدعی ہوئی ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں جامع ہو۔ بدر اور غصن درمیان اور آپ کے چہرہ اور آپ کے قوام کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ تشبیہ صحیح نہیں ہے —— البتہ تشبیہ سے بدر ا غصن کو غایت فخر حاصل ہوا ہے۔

یہ تشبیہات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں وارد ہوئی ہیں' یہ شعراء اور عرب کی عادت پر وارد ہوئی ہیں وہ ذات مبارک کو بدر وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں ورنہ ان محدثات میں کوئی شے ایسی نہیں ہے کہ آپ کی صفاتِ خلقیہ مبارک برابر ہو' اور آپ کی صفات خلقیہ کی برابری کر سکے۔

سیدی محمد وفا شاذلی مالکی علیہ الرحمہ نے مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہا ہے:

کم فیه الابصار حسن مدهش — کم فیه الارواح راح مسکر

''آپ کی ذات مقدس میں بے حد ایسا حسن ہے جو کہ بہت سی بینائیوں کو متحیر کرتا ہے۔ یعنی آپ کے حسن سے بینائیو دہشت ہوتی ہے۔ وہ متحیر ہو جاتی ہیں —— آپ کی ذات میں بہت سی ایسی صفات ہیں کہ دیکھنے والوں کی روحوں کے لیے آور شراب ہے۔ وہ ان کو دیکھ کر بے خود ہو جاتے ہیں جیسے شراب سے بے خودی ہوتی ہے۔

سبحان من انشاء من سبحاته — بشرا باسرار الغیوب یبشر

قاموس میں ہے سبحات مضمتین وجه الله وانواره اور صحاح میں سبحات کا معنی جلالت الٰہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جمیع عیوب سے پاک ہے' اس نے اپنے انوار سے ایسے بشر کو پیدا کیا ہے جو کہ غیبوں کے اسرار سے بشارت دیتا ہے —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یاجابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره

Marfat.com

یعنی آپ حسن و جمال میں چودھویں رات کا چاند ہیں کہ وہ کامل ہوتا ہے—— میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا۔"

دارمی، بیہقی، ابونعیم اور طبرانی نے ابوعبیدہ ابن محمد عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ میں نے ربیع بنت مسعود سے کہا:

"مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کرو۔"

ربیع نے کہا:

"اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو یہ کہتے کہ آفتاب طلوع ہوا ہے۔"

اور ایک جگہ اس طرح سے ہے کہ:

"اے میرے پیارے بیٹے! اگر تو آپ کو دیکھتا تو آفتاب کو دیکھتا کہ طلوع کیا ہوا ہے؟"

روح والشمس و طٰہٰ پہ دائم درود — حسن روئے مجلّٰی پہ دائم درود
تاجدارِ تدلّٰی پہ دائم درود — شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہء بزم جنت پہ لاکھوں سلام

مسلم نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ ان سے کسی نے کہا:

"آپ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان فرمائیں۔" انہوں نے کہا:

كان ابيض مليح الوجه .

"آپ گورے تھے، رنگ میں سرخی تھی اور آپ کا چہرہ ملیح تھا۔"

جس طویل حدیث کی روایت ترمذی نے ھند ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی ہے، یہ ہے:

كان رسول الله فخما مفخما يتلاءء وجهه تلالاء القمر ليلة البدر[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی نفسہٖ عظیم تھے اور بڑے معظموں کے دلوں اور اعیان زمانہ کی آنکھوں میں معظم تھے—— آپ کا چہرۂ مبارک ایسے چمکتا تھا جیسے چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے اور روشن ہوتا ہے۔ یعنی کمال درجہ اشراق اور استنارہ تھی۔

جس وقت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کیا اور یہ کہا:

---

[1] فخم کا یہ معنی ہے کہ اپنے اصحاب میں عظیم القدر تھے، اور جن لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا ان کے نزدیک آپ عظیم القدر تھے۔ مافخم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور مفخم مخلوق کے نزدیک، جسم کی فخامت مراد نہیں ہے بلکہ چہرے کی فخامت مراد ہے۔ چہرے کی فخامت اس کا جمال سے بھرا ہونا، یا مہابت سے یا دونوں رخساروں کے گوشت کی کثرت جمال کے کمال کے ساتھ۔ واصف نے چہرے مبارک سے ابتداء اس حلیے سے کی کہ چہرہ اول وہ شے ہے جس کی طرف نظر متوجہ ہوتی ہے۔

Marfat.com

تبلج الوجہ یعنی ''چہرہ روشن اور پرضیا تھا''۔

اسی سے سلج الصبح عرب میں محاورہ ہے۔ جب صبح ہوتی ہے اور اس کا نور چمکتا ہے تو یہ کہتے ہیں۔ سید علی باوفا نے کس درجہ اچھی یہ بات کہی ہے:

الایا صاحب الوجہ الملیح سالتك لاتغیب فانت روحی

''اے ملیح چہرے والے! جان لے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو مجھ سے اس طور پر اوجھل نہ ہو کہ میں تجھے نہ دیکھوں —— اس لیے کہ تو میری روح ہے یعنی جیسے میری روح میری حیات ہے۔ تیری غیبت میری ہلاکت کا سبب ہے۔''

متی ماغاب شخصك عن عیانی رجعت فلا تری الاضریحی

''جس وقت تیرا شخص میرے مشاہدہ سے ہو جائے گا یعنی میں اس کا مشاہدہ نہ کروں گا تو پھر پلٹ کے میرے پاس آئے گا تو مجھ کو نہ دیکھے گا بلکہ میری قبر کو دیکھے گا —— یعنی تیری جدائی کے صدمے سے مر جاؤں گا اور تو مجھے نہ پائے گا۔

بحقك جد لرقك یا حبیبی وداو لوغہ القلب الجریحی

''میں تجھ سے کہتا ہوں کہ حبیب اپنے غلام کی بخشش کرائے یعنی اپنے غلام کو اپنی عطا سے سرفراز کر۔ لرقك میں جو لام تعدیہ ہے اس کے مطابق یہ معنی ہے' اور اگر لام سببیہ قرار دیں تو یہ معنی ہو گا کہ اپنے وصل کے لیے اپنے غلام کے لیے بخشش کر اور اپنے عاشق کے دل مجروح کی اپنے وصل سے سامان تسکین کر۔

ورق المغرم فی الحب امسی واصبح بالھوی ونفاطریحی

''اپنے محب پر رحم کر کہ اس کا دل جل گیا ہے اور تیری محبت میں وہ ہمیشہ مریض رہتا ہے۔ اور ایسے مرض سے وہ مریض ہو گیا ہے کہ کسی وقت اسے نہیں چھوڑتا۔ وہ اپنی جگہ پڑا ہوا ہے کہ محب کا صدمہ اسے پہنچا ہے۔''

محب ضاق بالا شواق ذرعا وآری منك للکرم الفیح

''وہ عاشق شیدا ایسا محب ہے کہ شوق کے ہجوم نے اسے عاجز کر دیا ہے اور اس کا سینہ اس ہجوم کی وجہ سے تنگ ہو گیا اور تیرے پاس وہ ٹھہرا ہوا ہے —— اسے تیرے وسیع کرم کی امید ہے۔''

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ............:

نہایہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا سرفکان وجھہ المرآۃ —— یعنی جس وقت آپ مسرور ہوتے آپ کا چہرۂ مبارک گویا ایک آئینہ تھا۔ آئینے میں آدمی کی صورت نظر آتی ہے اور اس میں ہر ایک شے دیکھی جاتی ہے آپ کے چہرۂ مبارک میں ہر ایک شے کا عکس نمایاں ہوتا اور دیواروں کی صورت آپ کے چہرۂ مبارک میں دکھائی دیتی تھی۔

رُخِ انور کو چاند سے تشبیہ کیوں؟:

ہند ابن ابی ہالہ کی حدیث میں یہ ہے:

Marfat.com

واما صاحب العلم فیزداد فی رضاالرحمن

یعنی ''حریص النفس شکم سیر نہ ہو سکنے والے دو آدمی ہیں: طالب علم اور طالب دنیا —— یہ دونوں مساوی درجہ نہیں رکھتے۔ دنیا دار تو شیطنت و سرکشی میں دراز ہوتا چلا جائے گا اور علم والا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں ترقی کرتا رہے گا''۔

بیہقی کہتے ہیں یہ حدیث موقوف و منقطع ہے۔ اسی طرح سے بزار عسکری وغیرہ نے اور مجموعی حیثیت سے یہ حدیث ضعف کے درجے سے نکل کر قوی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کہ ہر ایک روایت منفرد طور پر اس حدیث کی ضعیف ہے۔ واللہ اعلم!

﴿۷۰﴾

لافقر اشد من الجشل ولامال اکثر من العقل ولا وحشة اشد ...... من العجب

''مفلسی ومحتاجی کی حالت سب سے زیادہ جہالت میں ہے ...... اور مال کا مرتبہ عقل سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا ...... اور انسان میں خود پسندی سے بڑھ کر وحشت اور خوف زدہ رہنے کی کوئی چیز نہیں''۔

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔

﴿۷۱﴾

الذنب لاینسی والبر لایبلی والدیان لایموت فکن کماشئت

''گناہ بھولا نہیں جاتا' نیکی بوسیدہ نہیں پڑ سکتی' اعمال کا عوض کرنے والا نہیں مرتا —— لہٰذا تم جس طرح چاہو' رہو''۔

اس حدیث پاک کو ''مسند فردوس'' میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

﴿۷۲﴾

ماجمع شئی الی شئی احسن من حلم الیٰ علم

''کوئی شے کسی چیز کے ساتھ جمع نہیں ہوئی جو اس حلم سے بہتر ہو جو علم کے ساتھ جمع ہوا ہو''۔

عسکری نے ''امثال'' میں جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط مرفوع جس میں یہ عبارت زیادہ ہے:

وافصل الایمان التحبب الی الناس' ثلاث من لم تکن فیہ فلیس منی ولامن اللہ حلم یردبہ جھل الجاھل و حسن خلق یعیش بہ فی الناس وورع یحجزہ عن معاصی اللہ ۔

یعنی ''لوگوں سے محبت کے ساتھ گزارا کرنا۔ تین چیزیں ہیں۔ جس شخص میں وہ تین چیزیں نہ ہوں' اس شخص کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اللہ کی طرف سے اسے تعلق ہوگا:

☆ حلم' جس کے ذریعے وہ جاہل کے جہل کو رد کرتا ہے۔

☆ حسن اخلاق' جس کے ساتھ وہ اپنا عیش پورا کرتا رہے۔

☆ ورع یعنی پاک بازی' جس کی وجہ سے گناہوں سے خود کو بچائے رکھنا ہے۔

Marfat.com

عسکری کے پاس حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے مرفوع پر مضمون زیادہ ہے۔

ما اویٰ شئی احسن من حلم علم و صاحب العلم غرثان الی حلم

یعنی ''کوئی چیز کسی چیز کے پناہ میں رہنے والی جو سب سے بہتر ہو' حلم اور علم کے سوانہیں ہوتی —— اس لئے کہ حلم جو علم کے ساتھ جمع ہو جائے تو صفت تمام اشیاء سے بہتر ہے اور علم والا آدمی حلم کا بھوکا ہوتا ہے''۔

﴿۷۳﴾

التمسوا الرزق فی خبایا الارض

یعنی ''زمیں کے چھپے ہوئے کونوں سے رزق تلاش کرو''۔

اس حدیث کو روایت کیا جز رب ی ب ی میں—— ابوشریح کی روایت سے مراد اس سے کھیتی (زراعت) ہے۔

لتبع خبایاالارض وادع ملیکھا لعلک یوماً ان تجاب فترزقا

''تو رزق کی تلاش میں زمین کے پردوں کے پیچھے جا' اور زمین کے مالک کے پاس دعا کیا کرتا کہ کسی نہ کسی طرح تیری دعا سنی جائے اور تجھے رزق نصیب ہو''۔

﴿۷۴﴾

کن فی الدنیا کانک غریب ادعا برسبیل وعد نفسک فی اھل القبور

''دنیا میں مسافر کی طرح سے رہو یا راستہ کا گزر جانے اور اپنے آپ کو قبرستان میں رہنے والا سمجھو''۔

بیہقی نے شعب میں اور عسکری نے اس حدیث کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے مرفوع کیا ہے —— بخاری و ترمذی وغیرہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

﴿۷۵﴾

صنائع المعروف تقی مصارع السوء و صدقۃ السر تطفیء غضب الرب وصلۃ الرحم تزید فی العمر

''نیکی کے کام کرنا برے مقامات سے بچنے کا فائدہ دیتا ہے۔ چھپے ہوئے خیرات کرنے کا کام خدا کے غصے کو ٹھنڈا کرنے والی چیز ہے۔قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے سے عمر میں برکت نصیب ہوگی''

طبرانی نے معجم کبیر میں اس کی تخریج کی جس کی سند حسن ہے۔

﴿۷۶﴾

العفو لایزید العبد الاعزا والتواضع لایزیدہ الارفعۃ وما نقص مال من صدقۃ

''معافی دینے سے آدمی کی عزت کو ترقی ملتی ہے—— تواضع سے رہنے والے کا اللہ تعالیٰ مرتبہ بلند فرماتا ہے—— نیک کام میں جو مال صرف ہوگا اس میں کمی نہیں آتی''۔

مسلم کے الفاظ ہیں:

Marfat.com

مانقصت صدقة من مال و مازادالله عبدالعفو الاعز وما تواضع احدالله الارفعه الله —— قضاعی نے ابوسلمہ عن ام سلمہ کی مرفوع حدیث پیش کی ہے:

مانقص مال من صدقة ولاعفا رجل من مظلمة الازاد الله تعالیٰ بهاعزا

یعنی مال صدقہ (زکوٰۃ) کی وجہ سے کم نہیں ہوتا —— اور آدمی اپنی مظلومیت کے بعد اپنا حق انتقام اگر معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی عزت سے زیادہ کرتا ہے"۔

دیلمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے:

والذی نفس محمد بیده لاینقص مال من صدقة

اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

﴿۷۷﴾

اللهم انی اعوذبك من شر سمعي و من شر بصري و من شر لساني و من شرقلبي و من شرمني ۔

"اے اللہ! میں سماعت، بصارت، زبان، دل اور منی کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں"

ابوداؤد نے اپنی جامع میں اور حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو نقل کیا۔

﴿۷۸﴾

اللهم انی اعوذبك من شر فتنة الغنی

"اے اللہ! میں تونگری کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں"۔

﴿۷۹﴾

ان الدنیا عرض حاضر یاکل منه البر و الفاجر و ان الاخرة وعد صادق یحکم فیها ملك عادل قادر یحق فیها الحق و یبطل الباطل فکونوا ابناء الاخرة ولاتکونوا بناء الدنیا فان کل ام یتبعها ولدها

"دنیا کا سامان پھیلا ہوا ہے موجود ہے۔ جس سے نیک اور بد دونوں اپنی گزر اوقات کرتے ہیں۔ آخرت سچا وعدہ ہے۔ قدرت والا منصف بادشاہ آخرت میں حکم دے گا، حق کا حکم دے گا۔ باطل کو غلط کر دے گا —— لہٰذا تم لوگ آخرت کی اولاد ہو جاؤ...... دنیا کی اولاد مت بنو۔ کیوں کہ اولاد اپنی ماں کے تابع ہوتی ہے"۔

اسے ابونعیم نے "حلیہ" میں شداد کی حدیث سے روایت کیا۔

﴿۸۰﴾

اخسر الناس صفقةً من اذهب اخرته بدنیا غیره

"وہ شخص ہے جس نے دوسرے کی دنیا بنانے کی خاطر اپنی آخرت کو ضائع کر لیا۔ زمانہ سازگار ہوا اور وہ آخرت کے لئے توشہ تیار کئے بغیر مر گیا۔ کل قیامت کے روز خدا کے سامنے پیش ہوگا تو اس کے پاس مغفرت کے لئے حجت اور دلیل نہیں۔

Marfat.com

صفقةً یعنی انسانی دستاویز کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والا —— اس کے ہم معنی حدیث کو ابن بخار نے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کی حدیث سے ربیعہ کی روایت میں ہے۔

﴿۸۱﴾

ان من كنوز البر كتمان المصائب

''ذخرہ تکلیف کا پوشیدہ رکھنا نیکی ہے''۔

﴿۸۲﴾

اليمين حنث او ندم

یعنی ''یہ صفت نیکی کا خزانہ ہے کہ مصیبتوں کو مخفی رکھا جائے''۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم کھانے کا انجام یا تو قسم کا توڑنا ہو گا یا شرمندگی اٹھانی پڑے گی —— اس حدیث پاک کو ابویعلی اور ابن ماجہ نے روایت کیا —— ابن ماجہ کی حدیث میں یمین کی بجائے انم الحلف آیا ہے۔

﴿۸۳﴾

لاتظهر الشماتة باخيك فيعا فيه الله يبتليك

یعنی ''اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت کر' اللہ اسے عافیت نصیب کر دے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا''۔

ترمذی نے مکحول کی حدیث سے اسے روایت کیا —— ابن ابی الدنیا کے پاس فیعا فیه الله کی بجائے فی رحمه الله آیا ہے۔ ترمذی کی حدیث مرفوع ہے:

من عير اخاه بذنب لم يميت حتى يعمله

''جس نے اپنے بھائی کو اس کی کسی غلطی پر عار دلایا' جب تک یہ شخص اس غلطی پر عمل نہ کرے۔ اسے موت نہ آئے گی''۔

﴿۸۴﴾

القلم بما انت لاق

فتح المنہ کے مصنف نے کہا کہ یہ اس بات کا کنایہ کیا گیا ہے کہ بندوں کے مقدرات کا قلم چل چکا ہے اس کا کام ختم ہو چکا' اس کام سے فراغت ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ لکھنا شروع کر کے اس کام سے فارغ ہو جانے کو لازم ہے کہ سیاہی خشک ہو جائے —— چنانچہ یہ کلام اصول بلاغت کے مطابق ہے کہ لازم کا ملزوم پر اطلاق کیا جائے۔

یہ لفظ کلام عرب میں نہیں پایا گیا' فصاحت نبویہ ہی اس کی مقتضی ہو سکتی ہے۔

﴿۸۵﴾

اليوم الرهان وغد السباق والغاية الجنة والهالك من دخل النار

Marfat.com

﴾۸۶﴿

من ضمن لی مابین لحییه وبین رجلیه ضمنت له علی الله الجنة

یعنی ''آج اس دنیا میں عمل صالح کے میدان کی گھڑ دوڑ ہے اور کل کے دن اس میں سبقت لے جانے کا نتیجہ سنایا جائے گا۔ جس کی انتہا جنت ہوگی۔ اور جو دوزخ میں گیا وہ تباہ و برباد ہوا''۔

ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کے لئے ضمانت دے گا تو میں اللہ کے پاس اسے جنت دلانے کا ضامن ہو جاؤں گا''۔

محدثین کی ایک جماعت نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ انہی میں عسکری بھی ہیں۔ بخاری و ترمذی میں سہل بن سعد کی روایت سے یہ الفاظ آئے ہیں:

من یضمن لی مابین لحییه وما بین رجلیه اضمن له الجنه

مابین لحییه سے زبان اور گفتگو ہے —— مابین رجلیه سے مراد شرم گاہ ہے —— دو اوروی کے پاس مابین لحییه سے مراد ہے۔ لہٰذا اس کا مطلب باتِ چیت' کھانے پینے اور وہ تمام امور کو شامل ہو جائے گا جن کا تعلق منہ سے ہے۔ بعض روایات میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح آئے ہیں:

من تر کل لی مابین فقیمه ورجلیه اتو کل له بالجنه

اور فقم کا لفظ حرف اول ''ف'' کے ضمہ اور فتحہ دونوں طرح سے صحیح ہے۔ اس کے معنی داڑھی کے ہیں —— ایک اور روایت میں یہ حدیث پاک ان الفاظ میں ہے:

من یکفل لی تکفلت له

دیلمی کے پاس جو سند ضعیف سے مرضوع حدیث ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی یہ عبارت ہے:

من وقی شر قبقبه وذ بذبه ولقلقه و جبت اله الجنة

کتاب احیاء کی حدیث میں بطن کا لفظ ہے۔ **من وقی البطن من القبقبة قبقبة** —— پیٹ میں سے جو آواز سنائی دیتی ہے اسے کہتے ہیں۔ گویا کہ یہ لفظ قبقبة اس آواز کی حکایت کر رہا ہے۔ اس لفظ سے اشارۃً حرام کھانا مراد لینا جائز ہے اور جو چیز مشتبہ ہو اس کی طرف اشارہ ہے —— شرم گاہ اور زبان سے اس کا کنایہ درست ہے۔

یہ کلام اور اس کے مانند جو الفاظ احادیث نبوی میں ہیں' بے شمار ہیں۔ اس کا حساب لگانا دشوار ہے...... یہ بلاغت عربی کا سب سے ارفع و اعلیٰ مقام ہے جو بلاغت نبویہ کے ساتھ مخصوص ہوا ہے۔ اسی بناء پر فصاحت اور جوامع الکلم کے لحاظ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مرتبہ ہے جس پر کوئی شخصیت قیاس نہیں کی جاسکتی۔ اس خصوصی میں آپ نے وہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

Marfat.com

اسلام کے جملہ امور آپ کی بلاغ کا شاہکار:

آپ کی بلاغت میں جن امور کا شمار کیا گیا ہے ان میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ آپ مختلف النوع شرائع آسمانی کے جامع ہیں۔ قواعد مذہب اسلام کے موسس ہیں۔ آپ نے صرف چار حدیثوں میں مذہب اسلام کے جملہ امور جمع فرما دیئے۔ وہ چار حدیثیں یہ ہیں:

☆ انما الاعمال بالنیة
''عمل کی بنیاد نیت پر ہے''—— اسے شیخین نے روایت کیا۔

☆ الحلال بین والحرام بین
''حلال وحرام میں واضح فرق ہے''—— اس کی روایت مسلم نے کی۔

☆ البینه للمدعی والیمین علی من انکر
''بینہ دلیل مدعی کے لئے ہے' قسم مدعا علیہ پر ہے۔

☆ لایکمل ایمان المرء حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه
شیخین نے اس کی روایت کی۔

پہلی حدیث تمام عبادات کے چوتھے حصے کی حامل ہے —— دوسری حدیث معاملات کے بارے میں چوتھے حصے دین اسلام پر مشتمل ہے—— اس طرح سے تیسری حدیث ہے کہ تنظیمات حکومت' عدل وانصاف کا چوتھائی تکمیل کرتی ہے—— چوتھی حدیث میں وہ تمام امور آجاتے ہیں جو آداب انسانی زندگی میں معاش و معاشرت کے لحاظ سے ضروری ہیں' اس کا چوتھائی اس حدیث میں ہے—— ابن المنیر کے قول کے مطابق ممنوعات شرعیہ سے باز رہنے کا حکم بھی اس حدیث سے ظاہر ہے۔ تاکہ انسان میں تہذیب وشائستگی پیدا ہو سکے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو مبارک میں بلاغت کا جو وصف تصور کیا گیا ہے' آپ کا کلام فرمانا بھی ہے...... ہرکس وناکس کے ساتھ اس کی مادری زبان کی لغت ولہجے کے موافق شائستہ انداز گفتگو اور بہ طریق تالیف قلب' آپ کسی شہری آدمی سے گفتگو فرماتے تھے تو آپ کا کلام تیل سے زیادہ ملائمت اور لطف لئے ہوئے ہوتا تھا' ماء مزن سے بھی بہتر اور خوشگوار—— جب آپ کو دیہات کے کسی آدمی سے بات چیت کا اتفاق ہوتا تھا تو آپ اسی کے الفاظ وانداز گفتگو کے طرز پر کلام فرماتے۔

اہل مدینہ کو دعائیں:

آپ کی فصاحت وبلاغت کے نمونہ میں مصنف نے اہل مدینہ کے لئے آپ کی تین دعائیں پیش کی ہیں:

(۱)

اللهم بارك لهم في كلبالهم و بارك لهم في صاعهم و مدهم

Marfat.com

''اے اللہ! ان کے غلے اور خورد و نوش کی چیزیں ناپنے کے پیمانوں کو برکت عطا کیجئے''۔

(۲)

اللھم بارك لهم لنافی ثمرنا و بارك لنا فی مدینتنا و بارك لنافی صاعنا و بارك لنافی مدنا

اس دعا کا بھی قریب قریب وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا۔

(۳)

اللھم انی ادعوك للمدینه بمثل مادعا به ابراھیم لمکۃ و مثله معه

''اے اللہ! میری دعا ہے اہل مدینہ کے لئے اس دعا کی برکت کی مثل جو دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے فرمائی تھی اور انہیں اتنا ہی مستزاد عطا کر''۔

قبیلہ بنی نہد کے لئے خصوصی دعا:

قبیلہ بنی نہد کا وفد جو حاضر خدمت ہوا تو آپ نے کس قدر شیریں الفاظ میں ان کو دعا دی ہے —— اور جماعتیں بھی تھیں۔ ان میں سے اس قبیلے کا ایک شخص طہفد ابن رہم نہدی اٹھ کر کھڑا ہوا اور قحط سالی کی شکایت کرتے ہوئے کہا:

اتیناك یارسول اللہ من غوری تھامة باکوار المیس ترتمی بناالعیس نستحلب الصبیر و نستحلب الخبیر و نستعضد البریر و نستخیل الرھام و نستخیل الجھام من ارض غائلة العطا غلیظة الوطا قد نشف المدھن ویبس الجعثن وسقط الاملوج و مات العسلوج وھلك الھدیٰ ومات الوریٰ برما الیك یا رسول اللہ من الوثن والعنن وما یحدث الزما لنا دعوۃ الاسلام و شریعة الاسلام ماطما البحر وقام نفارولنا نعم ھمل اغفال ماتبل ببلابل و قیر کثیر الرسل قلیل الرسل اصابتھا صنیة حمراء موزله لیس لھا عال ولا نھل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم بارك لھم فی محضھا و محضھا ومذقھا وابعث راعیا فی الدثر بیانع الثمی وافجرله الثمد وبارك له فی المال والولد من اقام الصلوٰۃ کان مسلما ومن آتی الزکاۃ کان محسنا و من شھد ان لاالہ الااللہ کان مخلصا لکم یا نبی نھد ودائع الشرك ووضائع الملك لا تلطط فی الزکاۃ ولاتلحد فی الحیاۃ ولاتتثا قل عن الصلوٰۃ (ثم کتب معه کتاب الٰی بنی نھد)

بنی نہد بن زید کے نام نامہ مبارک:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللہ ای بنی نھد بن زید السلام علی من امن باللہ عزوجل و رسوله لکم یا بنی نھد فی الوظیفة الفریضه ولکم الفارض والفریش وذوالضنان الرکوب والغلوا بضیس لایمنع سرحکم

Marfat.com

ولا يعضد طلحكم ولا يحبس دركم مالم تضمرو الاماق و تا كلو الرباق من اقر بمافي هذا الكتاب فله من رسول الله الوفابالعهد والذمة و من ابى فعليه الربوة ...... و تحتاج ۔

''وہ سب آپس میں ایک ہیں۔ اورلوگوں سے علیحدہ ان کا مرتبہ ہے۔ وہ اپنے روایتی عہد و پیمان کو آپس میں ایک لحاظ سے مضبوط رکھتے ہیں تو ان کا دوسرا رویہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خوش اخلاقی کے ساتھ اپنے اسیروں کو دہائی دیتے ہیں—— ایمان دار آپس میں عدل کرتے ہیں—— اور مومنین اہل تقویٰ اتحاد و تفاق میں ایک دوسرے کا بازو بنے ہوئے معاون ہوا کرتے ہیں—— جب کوئی ان پر حملہ کرے تو بغاوت پسند جماعت کے خلاف ظلم ڈھانے والے کے مقابلے میں اپنے تعاون و احسان کی قوت صرف کرتے ہیں۔ اگرچہ کہ مخالف جماعت کا ایک شخص بھی بچ کر نکل جائے۔ اور منصفانہ رویہ سے رہتا ہو۔ جب ایک مرتبہ آپس میں جنگ ہو کر ختم ہو جائے' پھر ان میں سے کوئی جماعت خلاف ہو جائے' پھر برسر پیکار آ جائے تو یہ لوگ اتنے محتاط اور عقل مند ہیں کہ دوبارہ جنگ نہیں ہونے دیتے۔ تاوقتیکہ اس کے علاوہ کوئی اور فتنہ اس کے بعد پیش نہ آ جائے۔

جب کوئی کسی مسلمان آدمی کا قتل کر دے تو وہ قصاص کے لئے ماخوذ ہوگا۔ مگر اس صورت میں چھوڑ دیا جائے گا کہ مقتول کا وارث اور جو شخص سرپرست ہے' وہ راضی ہو جائے۔ جو شخص ظلم کرے گا' یا کسی جرم کا مرتکب ہو گا تو وہ خود کو ہلاک کیا ہوا سمجھے''۔

یہ بلیغ الفاظ بلاغت کے اعلیٰ انواع کا مقام رکھتے ہیں۔ ان کی تفسیر کی حاجت ہے:

المیس :

ایک درخت ہے جس کی لڑکی سخت ہوتی ہے۔ اس سے اونٹ پر رکھنے کے اکوار اور کجاوے تیار ہوتے ہیں۔

ونستحلب بالحاء المهمله الصبر :

سفید بادل کو کہتے ہیں۔ جو گنجان اور پرت در پرت امنڈ آتا ہے۔ اس جملے کے معنی ہیں ہم بادل سے دودھ طلب کرتے ہیں۔

ونستخلب بالخاالمعجمعه الخبير :

یہ لفظ بھی خاء معجمہ کے فتحہ سے' اس کے بعد بے سے ہے۔ نیابت ارضی اور گھاس کو خبیر' اہل کو نبات و عشب ارضی سے تشبیہ دی۔ اسے مراد دبر اونٹ کے بال ہیں—— استحلاب کے معنی کاٹنا اور کترنا' قینچی اور درانتی کے مماثل آلہ کے ذریعہ جسے منجل کہتے ہیں۔

ابن اثیر نے کہا کہ خبیر کا اطلاق دبر اور زرع دونوں پر ہوتا ہے۔ اونٹ کے بال کو بھی خبیر کہا گیا ہے۔ اور خبیر کا لفظ کھیتی کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

نستعضد البریر :

Marfat.com

یعنی بریر کے درخت سے کھانے کے لئے ہم بریر کا پھل توڑیں —— یہ لفظ ''ب'' سے شروع ہوا۔ اس کے بعد دو ''ر'' اس طرح سے ہیں کہ درمیان میں یاء ہے —— بریر درخت اراک کے پھل کو کہتے ہیں۔ جب وہ پھل سیاہ ہو جائے اور پک جائے بعض نے کہا کہ خاص سیاہ رنگ کی ضرورت نہیں۔ ہر حالت میں اراک کا پھل بریر ہے۔ عرب اسے قحط کے زمانے میں کھاتے تھے۔

ونستخیل بالخاء المعجمة الدهام :

یعنی مختصر بادل کو دیکھ کر ہم ترشح یہ کسر بررا ہے۔ بارش کی بھینی بھینی بوندوں کو دھام کہتے ہیں۔ اس کا واحد دھمہ ہے۔ باران کا خیال کر رہے ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق دھمہ مسلسل برسنے والی بارش ہے۔ تیز قسم کی بارش دھمہ ہے۔

ونستجیل :

بالجیم یعنی ہم بادل کو دیکھتے ہیں' ہوائیں اسے ہٹا دیتی ہیں۔ یہاں سے وہاں' وہاں سے یہاں۔

والجهام :

باجیم یعنی وہ بادل جو کسی اور جگہ برس کر خالی ہو گیا ہے۔ اور کسی نے جو اس لفظ کو نستجیل روایت کیا ہے۔ وہ لفظ نستفعل ہے۔ خلت اخال کے باب کا بمعنی خیال وگمان اس سے مراد ہے۔ بادل میں ہم کو خیال ہوتا ہے کہ فوراً بارش برسے گی۔ اگرچہ وہ بادل جہام کی قسم کا ہو۔ حد سے زیادہ بارش کی ہم کو حاجت ہونے سے ہم ایسا بیان کرتے ہیں اور جس راوی کی روایت سے لفظ حاء مہملہ آیا' اس کے کیا معنی ہوں گے؟ —— بالکل ظاہر ہے کہ ہم قحط بارش کی وجہ سے جب کبھی بادل نظر آنے یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ یہ بادل بارش نہیں دے گا۔

ہلاک کر دینے والی زمین کی وجہ سے یہ سبب بعد کے جھاڑ کی بلندی سے جاری ہونے والے چشمے خشک ہو چکے۔ درخت خشک ہو کر گرنے لگے۔ چارانہ ملنے کی وجہ سے شجر الموج کے پتے کھانے سے اونٹ کی بکارت (کنوارہ پن) زائل ہوئی۔ اونٹ مرنے لگے' کھجور کے درخت خشک ہو گئے۔

شرک اور ظلم سے خود کو چھڑا کر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یارسول اللہ! زمانے کے حوادث سے ہم اپنے کو دور کر لیتے ہیں۔ ہمیں سلامت روی کی دعوت پسند آئی۔ اور مذہب اسلام کی شریعت کا سمندر اپنی موجوں کے ساتھ مرتفع ہے' نظر آیا۔ شعار نامی پہاڑ اپنی جگہ پر کھڑا ہے۔

حال یہ ہے کہ ہمارے مویشی یعنی چوپائے اور جانور چارہ نہ ہونے سے وہ ست پڑے ہوئے بیکار نظر آتے ہیں اور اونٹ بے دودھ ہو گئے۔ ہم سے تعلق رکھنے والی جماعت جو نوکر چاکر خدم وحشم رکھتی تھی (اب) نان شبینہ کی محتاجی کے سبب کم تعداد ہو کر چھوٹی پڑ گئی۔ اسے سرخ رنگ کے نقصان دہ پانی سے مصیبت پہنچی۔ میٹھا پانی انہیں دو ایک بار بھی پینے کو نصیب نہیں ہوتا''۔

بنی نہد کے لئے دعا کا ترجمہ:

بنی نہد کے مصائب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

Marfat.com

''اے اللہ! برکت دے تو ان کو خالص قسم کے دودھ اور چھاچھ میں اور غیر خالص قسم کی اشیاء میں بھی' جو پانی ملے ہوئے ہوتے ہیں —— تو اس قبیلے بنی نہد کے لئے اپنی برکت اس طرح پیدا فرما کر اس قبیلے کے سربراہ یعنی سب سے بڑے آدمی کا تھوڑا مال بہت ہو جائے اور اس کے کم مقدار پانی کو کثیر مقدار کا کر دے۔ اس کے مال اور اولاد میں برکت عطا کر۔[1]

جو لوگ نماز قائم کر لیں وہ مسلمان ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کریں وہ احسان کرنے والے تصور ہوں گے —— اور جو لوگ گواہی دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے' وہ مخلص مسلمان ہیں۔

اے بنی نہد! تمہارے لئے عہد پیمان دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی طرح آسائش سے رہیں۔ صدقات وزکوٰۃ مسلمانوں کے مال میں تمہارے وظائف مقرر ہوں گے' جو جاری رہیں گے' منع نہیں کئے جائیں گے —— جب تک آدمی زندہ ہے اس کا وظیفہ عطا ہوتے رہنا بند نہ ہوگا' نہ اس کی مقررہ مقدار کو کم یا زیادہ کیا جائے گا''۔

(ثم كتب معه كتابا الى بنى نهد)

بنی نہد بن زید کے نام نامہ مبارک کا ترجمہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''محمد اللہ کے رسول کی طرف سے بنی نہد بن زید کے نام یہ خط لکھا جاتا ہے —— سلام ہو ان لوگوں پر جو اللہ عز وجل اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

اے بنی نہد! مذہب اسلام کے احکام کا جو حق تم پر واجب کیا جاتا ہے' اس میں تم سے عمر رسیدہ جانور نہیں حاصل کئے جائیں گے۔ جن کی حالت کسی علت کی وجہ سے لاغر ہو گئی ہو' نیز گھوڑوں میں ادنیٰ قسم کا مال صداقات وزکوٰۃ کے سلسلے میں نہیں لیا جائے گا —— اعلیٰ قسم کا بہترین مال بھی تمہارے ہی لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔

قاعدہ یہ مقرر ہے کہ اوسط اور درمیانی قسم کا اچھا مال ہم تم سے لیں گے۔ تمہارے مویشیوں کے رہنے کی جگہ پر کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ تمہارے جانور کاٹے نہ جائیں گے اور نہ وہ اونٹ' جو اس قابل ہوتے ہیں کہ ماندہ حالت میں ہونے کی وجہ سے انہیں ذبح کر دیا جائے اور تمہارے دودھ دینے والے مویشی محصور نہیں کئے جائیں گے۔

مذکورہ امور کی پابندی سے تم سے صدقات کا حق اللہ وصول کرنا مقرر ہوا ہے —— جب تک تم خوشی سے اس پر عمل پیرا رہو گے اور جب تم پر زکوٰۃ کے لزوم سے ناراضی اور غصہ مسلط ہو جائے اور نقض عہد پر تمہاری طبیعت مجبور ہو جائے تو پھر ٹھیک نہیں ہے۔

جو شخص مکتوب ہذا کے احکام کا اقرار کرے گا اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وثیقہ اور ذمہ داری منظور کی جاتی ہے —— اور جو اس سے انکار کرے گا تو اس پر جو مقدار مقرر ہو چکی ہے' اس میں سزا کے طور پر زیادتی کی جائے

---

[1] نہد کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ قبیلہ بنی نہد کے لوگوں نے جن کافروں کا مال اپنے ہاں ودیعت رکھا' اسے یہ لوگ استعمال کر کے سہولت حاصل کریں۔ کیونکہ وہ مال کافروں کا ہے جو بغیر عہد وشر کے ان کے قبضے میں ہے۔

Marfat.com

گی"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط اور رویئے:

یہ دعا اور یہ خط جو بنی نہد کے نام ہے' ان کی زبان کے مطابق ہے اور اسے زیادہ بہتر طریقے سے پیش کیا گیا۔ بزرگی اور بیان گفتگو کے اعتبار سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مکتوب گرامی یہ ہے اور آپ کا دوسرا وہ مکتوب جو زکوۃ کے حکم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا گیا۔ دونوں کی لغت اور انداز بیان میں کتنا واضح فرق ہے اور وہ خط ان دونوں خطوط کی فصاحت بیانی سے کتنا منفرد اور اپنی نوعیت میں جداگانہ ہے۔ جس میں آپ نے قریش اور انصار کو مخاطب فرمایا۔

اس صحیفہ گرامی سے زیادہ قریب کی نسبت رکھنے والا وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ نیکو کار اور محسن ہے—— اسی طرح ابن شہاب کی حدیث سے یہ مکتوب علی الاختصار روایت ہوا ہے—— کلام کی نرمی اور اس میں مآخذ الفاظ کی موزونیت جو مقتضائے حال کے اسلوب پر ہو۔ ایسے مکتوب کا کس قدر اونچا مقام ہے۔ جمہور اہل علم میں معروف اور مشہور خط ہے۔ یہ ذی المشاعر ہمدان کے نام جو اس وقت لکھا گیا جب کہ ہمدانی وفد نے تبوک سے آ کر آپ سے ملاقات کی۔

بنی ہمدان سے وفد:

مالک بن نمط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قبیلہ ہمدان کے معززین و اکابر افراد کی ایک جماعت حاضر خدمت ہے۔ جو شہری اور دیہی دونوں قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ آپ کی خدمت میں توانا اور تیز رو اونٹوں پر سوار آئے ہیں—— اس جماعت نے مذہب اسلام کی قراردادوں اور اس کے وجوہ و اسباب سے ربط حاصل کیا ہے—— اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا انہیں خوف نہیں ہے' جو خارف دیام کی جانب سے پیش آنے کا احتمال رکھتا ہے——

کسی حیلہ ساز فسادی کی تدبیر اور سازش سے ہمارا عہد نہیں ٹوٹے گا' اور نہ کوئی بڑی سے بڑی مصیبت کے پیش آنے سے جب تک کہ لعلع نامی پہاڑ اپنی جگہ پر قائم ہے' اور وحشی بقر کی نسل بے آب و گیاہ زمین پر باقی ہے"۔

ہمدانیوں کے نام نامہ مبارک:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا كتاب من محمد رسول الله لمخالف خارف واهل جناب الهضب و حفاف الزمل مع وافدها ذى المشارع مالك بن نمط و من اسلم من قومه على ان لهم نراعها وها طها و عزاز ها ماقامو الصلوٰة و اتوالزكاة يا كلو اعلافها ويرعون عفاء هالنا من دفنهم و صرامهم ماسلموا بالميثاق والا مانة ولهم من الصدقة الثلب والناب و الفصيل و الفارض والدا جن والكبش الجورى وعليهم فيها الصالغ والفارح .

"محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے یہ خط باشندگان مقامات الجناب الحضب وحفاف الزبل کے

Marfat.com

نام ہے—— اور ذی المشاعر کی جماعت کے نمائندہ مالک بن نمط کے ساتھ یہ مکتوب ہے۔
اس قوم کا جو بھی شخص مسلمان ہو جائے ہمیں اس امر پر عہد منظور ہے کہ اس قوم کے فراغ پہاڑ کی چوٹیوں زمین کے نشیبی مقامات اور بنجر زمینوں وھاط اور اعزاز کی منفعت انہیں ملے گی جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں اور زکوٰۃ ادا کریں۔
وہ جانوروں کا اپنا حصہ کھا سکتے ہیں۔ اور ان اشیاء کی حفاظت کیا کریں گے جو مباح ہوں۔ اس میں ہمارا حق ہوگا اونٹ کی اولاد اور دودھ کا اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کا۔
کھجور کے درختوں میں بھی ہمارا حق مقرر ہے جب تک کہ وہ ہمارے عہد اور امانت داری کے پابند رہیں—— ان کے لئے صدقات سے حق مقرر کیا جاتا ہے—— عمر رسیدہ نر اونٹ بوڑھی عمر کے اونٹ اونٹ کی نوعمر اولاد جوان کی ماں سے جدا کر دیئے گئے ہوں—— اور بڑی عمر کے اونٹ خواہ مادہ ہوں یا نر—— اور وہ چوپائے جو گھروں میں پالنے سے مانوس ہو جاتے ہیں—— اور وہ مینڈھے جس کے بالوں کا رنگ سرخ ہو چھوٹی عمر کے جانور جن کے دانت نکل آئے ہوں اور پانچ سالہ گھوڑے ان پر واجب کئے جاتے ہیں''۔

بنوکلب کے قطعن بن حارثہ علیمی کے نام نامہ مبارک:

ہمدانیوں کے نام مذکورہ بالا مکتوب مبارک اس مکتوب مبارک سے ملتا جلتا ہے جو بنی کلب کے قطعن بن حارثہ علیمی کے نام آپ نے روانہ فرمایا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا كتاب من محمد لعمائر الكلب واحلافها و من ظاراه الاسلام من غير هم مع قطن بن حارثهةالعليمى با قام الصلوة تو قتها و ايتاء الزكوة بحقها فى شدة عقدها ووفاء عهد ها بمحضر من شهود المسلمين و سمى جماعة منهم دحية بن خليفة الكلبى عليهم من الهمولة الراعية البساط انطار فى كل خمسين ناقة غير ذات عوار والحمو لة المائرة لهم لاغية و فى الشوى الورىٔ المسنة حامل او حائل و فى ماسقى الجدول من العين المعين العشرى شطره بقيمة الامين لايزاد عليهم وطيفة ولايفرق شهد ذلك الله و رسول الله (صلى الله عليه و آله وسلم) .

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط کے کاتب مقرر ہوئے تھے۔
ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ مکتوب روساء پائیگاہ جات قبیلہ بنوکلب از قوم عرب اور ان سے معاہدہ شدگان زعماء کے نام لکھا جا رہا ہے—— نیز اس خط کے ذریعے وہ لوگ بھی مخاطب ہیں جو اسلام کی رغبت رکھتے ہیں—— یا وہ جنہیں خود اسلام نے منتخب کر لیا ہے اور لوگوں میں سے علیحدہ تسلیم ہوئے ہیں۔ یہ مکتوب قطن بن حارثہ علیمی کے ساتھ کیا گیا ہے۔
اس مکتوب کے مخاطب حضرات بروقت نماز قائم کرنے پر مامور ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی پر از روئے حق اس حکم کی تعمیل

Marfat.com

سختی سے اور وفادارانہ طریقے پر کی جائے ـــــ یہ اعلان حاضرین مجلس مسلمان کے روبرو کیا گیا ہے۔ اس کے لئے ایک جماعت مخصوص کی گئی۔ ان میں دحیہ بن کلبی خلیفہ ہیں۔

اونٹوں میں سے وہ جانور جن سے کام نہیں لیا جاتا' جو صرف چرتے ہیں ـــــ اور وہ جو اولاد والے ہیں یا اولاد پر مائل رہتے ہیں' ان میں سے ہر پچاس پر ایک اونٹ جو عیب دار نہ ہو' زکوٰۃ واجب ہے۔

بار برداری کا کام لئے جانے والے جانوروں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی ـــــ بکریوں میں جو فربہ جانور ہوں کے ان میں مسنہ (ایک سالہ) واجب ہے حاملہ ہو یا بانجھ۔

پیداوار میں ان زمینوں سے جنہیں چشمہ سے بہنے والی ندیوں اور نالوں سے سیراب کیا جاتا ہے' اس پر عشر (دسواں حصہ) واجب ہے ـــــ عشری محاصل میں نصف عشر اس کا حکم ہے' قیمت امین کے تعین سے ان معمولات میں اضافہ نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کوئی تبدیلی لائی جائے گی۔

اس پر اللہ شاہد ہے اور اللہ کا رسول شاہد ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

وائل بن حجر کے نام نامہ مبارک:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے یہ مکتوب رئیسوں با جگزار شاہان رعیت' صاحبان حسن و جمال اور خاندانی شرف مع حسن ظاہری رکھنے والے کے نام ہے۔

چالیس بکریوں کے گلے پر ایک بکری کی زکوٰۃ واجب ہے ـــــ زکوٰۃ میں دی جانے والی بکری متوسط درجے کا بہتر مال جو اسے زکوٰۃ میں دو نہ زیادہ گوشت والا بہت قیمتی جانور ہو اور نہ ہی کم گوشت اتنا کہ لاغری کی وجہ سے اس کی جلد پر جھریاں پڑ گئی ہوں۔

مال مدفون و معدنی اشیاء میں پانچواں حصہ (خمس) لیا جائے گا ـــــ جو غیر شادی شدہ شخص زنا کرے' اسے سو کوڑے لگانے کی سزا دو اور اسے ایک سال کے لئے جلا وطن کر دو ـــــ جو شادی شدہ آدمی زنا کرے تو اسے تمام لوگ مل کر سنگساری کی سزا دے کر خون آلود کر دو۔

سزا جاری کرنے میں کسی قسم کی تاخیر یا رعایت نہیں ہے اور اللہ کے فرض کئے ہوئے احکام کے لئے پردہ پوشی ہے نہ اسے چھپانا۔ ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز حرام ہے۔

وائل بن حجر رئیسوں اور بادشاہوں کی سرداری کریں گے۔

اہل اکیدر و اہل دومہ کے نام نامہ مبارک کی مثال:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب گرامی جو آپ نے اہل کیدر اور اہل دومہ کے نام ارسال فرمایا تھا اس کا نفس مضمون بھی اس وائل بن حجر کے نام مکتوب کی عبارت کے قریب تر ہے۔ یہ خط آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکاتیب کے سلسلے میں نقل ہو چکا ہے۔

Marfat.com

کلام عرب میں تمام لغات میں کلام کرنے والے:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطیہ سعدی کی حدیث میں فرمایا:

ہم اپنی لغت کے موافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کئے اور آپ کی خصوصیات سے ہے کہ لغت کے آدمی کے ساتھ اس کے محاورہ کے موافق نہایت بلیغ قسم کا کلام فرماتے تھے۔

لغت عرب کے اختلاف کے مطابق اس کے الفاظ کی ترکیب اور کلمات کے انداز بیان کی رعایت سے آپ کا کلام ہوتا ہے ـــــ حال یہ تھا کہ کسی عرب قبیلہ کا آدمی جو اپنے قبیلہ کی لغت کے انداز بیان کے موافق زبان جاننے والا ہوتا تھا۔ وہ اپنی زبان میں گفتگو پر قادر ہوتا' لیکن کسی دوسرے قبیلہ کی لغت اور محاورہ' کلام کے مقابل اس کی مثال ایک عجمی شخص کی ہوتی تھی۔ جیسے کہ کوئی کوئی عرب آدمی کسی عجمی زبان والے کی بات سن رہا ہے ـــــ یہ وصف کہ کلام عرب کے تمام لغات میں کلام کرنے کی قدرت حاصل ہو۔ یہ خاصیت صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں پائی گئی۔

یہ صفت خدا وندی قوت اور موہبت ربانی ہے۔ اس لئے یہ خصوصیت آپ کو عطا ہوئی تھی کہ آپ سارے جہاں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ ساری خلقت اسود و احمر تمام آپ کی رسالت کی معترف ہے ـــــ زبان سے بات کرنا اظہار مافی الضمیر کا انتہائی مقام ہے ـــــ علی سبیل الاکثریت کوئی متکلم اس طرح نہیں پایا جائے گا کہ وہ اپنی مادری زبان سے ہٹ کر کسی اور زبان میں گفتگو کرے اور وہ اس دوسری زبان کی گفتگو کو اس طرح کرے جیسے کوئی اپنی مادری زبان میں بہتر گفتگو کرتا ہے۔ اس شخص کا درجہ اپنی اصلی مادری زبان بولنے والے سے ضرور کم رہے گا' سوائے ہمارے نبی مکرم آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

چنانچہ آپ کی ذات اقدس واحد شخصیت ہے' اللہ اس کی تکریم وعزت کو زیادہ کرے کہ آپ کلام فرماتے ہیں:

☆ عربی زبان میں اعلیٰ ترین فصاحت سے۔

☆ عمدہ ترین لطافت سے۔

☆ اس کے تمام لغات کے ساتھ۔

☆ ہر لغت کا انتہائی مقام لے کر۔

یہ کام صرف آپ ہی کے لائق ہو سکتا ہے ـــــ اور کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ آپ کو تمام بشری طاقتوں میں محمودیت کا وصف سب سے زیادہ عطا کیا گیا ہے ـــــ ساری دنیا کے لوگوں پر امتیاز حاصل ہونے کے لئے جنسی اور نوعی' اس قدر وسیع اختلاف ہونے کے باوجود کہ اس کا کوئی اصول حیز قیاس میں نہیں آ سکتا' اور اس کی تحقیق میں شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

آپ کی آواز مبارک:

آپ کی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی آواز مبارک کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر حسن صورت اور خوش آوازی کی صفت سے ـــــ تمام انبیاء کرام

Marfat.com

حسن صورت اور خوش آواز ہی پیدا اور مبعوث ہوئے۔ حتیٰ کہ تمہارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے خوشنما چہرے اور حسن
صورت کا نبی بنا کر مبعوث کیا''۔
اس حدیث کو ابن عسا کر نے روایت کیا ۔۔۔۔ اس طرح کی ایک حدیث حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ:

''جب آپ گفتگو فرماتے تو نورانیت اور روشنی رونما ہوتی تھی جو کہ آپ کے دانتوں کے اندر سے ظاہر ہوتی ہوئی
دکھائی دیتی ۔۔۔۔ آپ کی آواز اس قدر بعید مسافت تک پہنچتی تھی کہ اتنی دور تک کسی آدمی کی آواز نہیں جا سکتی''۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اتنی بلند آواز سے
خطبہ دیا کہ عورتیں پردے میں بیٹھ کر سن لیں۔ اسے بیہقی نے روایت کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جمعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھے۔ لوگوں سے فرمایا
''بیٹھ جاؤ'' ۔۔۔۔ عبداللہ بن رواحہ قبیلہ بنی غنم میں تھے' وہاں آپ کی آواز مبارک سن کر اسی جگہ بیٹھ گئے ۔۔۔۔ ابونعیم نے اس کی
روایت کی۔

عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام منیٰ میں خطبہ دیا تو
ہمارے کان کھل گئے ۔۔۔۔ ایک اور روایت میں ہے: ففتح الله اسما عنا
ہم لوگ اپنے گھروں میں صاف سننے لگے جو کچھ آپ فرماتے''۔
ابن سعد نے اسے روایت کیا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم لوگ اپنے اپنے تخت پر سوئے ہوئے ہوتے تھے۔ آدھی رات کے وقت
کعبے کے نزدیک ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت سنا کرتے تھے ۔۔۔۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

تبسم مبارک:

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

مارایت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مستجمعا قط ضا حکا حتی اری من لهواته انما کان یتبسم

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکمل طور پر (ضحک کی ہنسی) ہنستے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ میں آپ
کے منہ میں پڑی زبان کو دیکھ لوں ۔۔۔۔ بے شک آپ تبسم فرمایا کرتے تھے''۔

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں ۔۔۔ رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اٹھیں' سوتے ہوئے ہنس پڑیں ۔۔۔ ''جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھ سلام''

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو دل جمعی لئے ہوئے ضحك کی ہنسی کے طریقے پر

Marfat.com

نہیں دیکھا کہ کبھی ہنسنے میں اس حیثیت سے کہ کامل ضحک کا آپ کے ہنسنے پر اطلاق کیا جائے۔

روایت میں لھوات جو آیا ہے وہ فتح لام سے ہے۔ لھاۃ کی جمع ہے' یعنی گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو گلے کے پاس منہ کے اندر اوپر کے حصے میں ہے اور اس عدم ضحک کے منافی نہیں ہے۔

وہ صورت حال جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مواقع اہل کے قصہ میں رمضان میں ہوا۔

فضحك رسول الله حتى بدت نواجذه

یہ امام بخاری کی روایت میں ہے۔ نواجذ کا کلمہ جیم کے کسرہ سے ہے اور ذال معجمہ سے ہے جو کہ داڑھوں کے معنی دیتا ہے اور داڑھ ظاہر نہیں ہوتے مگر اس وقت جب ضحك میں مبالغہ کیا جائے —— حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رویت ضحك کی نفی فرمائی۔ جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس چیز کی خبر دی وہ مشاہدہ سے دی جس نے ضحك کا اثبات پیش کیا۔ نفی کرنے والے پر وہ مقدم ہے۔

اہل لغت نے کہا ہے کہ تبسم مبادی ضحك ہے اور ضحك انبساط وجہ کا نام ہے اس طرح کہ خوشی کی وجہ سے دانت نظر آجائیں —— اگر وہ آواز کے ساتھ ہو کر دور تک سنائی دے تو وہ قہقہہ ہے —— اس قہقہے کی خلاف صورت کو ضحك کہتے ہیں۔ ابن ابی ہالہ نے کہا:

جل فضحكه التبسم و يفتر عن مثل حب الغمام

اکثر و بیشتر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا تبسم کی صفت میں رہا ہے اور دانت بارش کے اولوں کی طرح چمکتے تھے۔ یعنی آپ ہنستے وقت دانتوں کو ظاہر فرماتے —— حب الغمام' اولوں کو کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا اور وہ بات جو تمام احادیث کو ملانے کے بعد ثابت ہے یہ ہے کہ آپ کے اکثر حالات ہنسی کے تبسم سے زائد نہیں ہیں —— کبھی کبھی اس سے زیادہ کی صورت پیش آئی ہے تو آپ ہنسے ہیں —— مکروہ چیز ضحك کی کثرت ہے —— ضحك کی جہاں زیادتی و کثرت ہوگی' وقار جاتا رہے گا۔

ابن ابطال نے کہا کہ وہ چیز کہ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال میں اقتدا کی جائے' یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مواظبت فرمائی ہو ——

امام بخاری نے ''ادب مفرد'' میں اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت کی:

لا تكثر الضحك فان كثرة الضحك تميت القلب

یعنی دیدہ ضحك کی صفت دل کو مار ڈالتی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضحك کی ہنسی سے ہنستے تو دیواروں میں روشنی چمک اٹھتی۔

بزار اور بیہقی کی روایت ہے یعنی روشن کر دیتے تھے دیواروں کو۔

Marfat.com

جدر کا لفظ جیم اور را کے ضمہ سے جدار کی جمع ہے اور جدار دیوار کو کہتے ہیں ——— یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور دیواروں کو روشن کر دیتا تھا جیسے کہ دھوپ کی روشنی دیواروں پر پڑتی ہے ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جبرئیل علیہ السلام سے گفتگو فرماتے تھے تو تبسم نہیں فرماتے تھے جب تک کہ وہ چلے نہ جائیں۔

جب آپ خطبہ دیتے اور قیامت کا ذکر فرماتے' آپ کے غصے کی حالت زیادہ ہوتی اور آواز اونچی ہو جایا کرتی تھی ۔ گویا کہ آپ میدان جنگ کے سپاہیوں کو ہشیار کر رہے ہیں فرماتے تھے۔ **صبحکم او مساکم** ——— مسلم نے اسے روایت کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رونا آپ کے **ضحك** کی قسم کا آواز دار تھا اور بلند آواز کا نہ تھا جیسا کہ آپ کا **ضحك** قہقہے کا نہ تھا ——— آپ کے آنسو بھر آتے' اس قدر کہ جاری ہو جاتے اور آپ کے سینے سے جوش کی آواز سنائی دیتی ——— آپ رحمت کی صفت کی وجہ سے کسی میت کو دیکھ کر روتے یا شفقت کی وجہ سے اپنی امت کا خوف لے کر روتے۔ یا خشیت الٰہی میں آپ رویا کرتے ——— قرآن شریف سننے کے وقت اور کبھی رات کی نماز میں روتے۔

جمائی لینے کی عادت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی حفاظت میں رکھا۔ تاریخ بخاری اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یزید اصم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔

آپ کا دست مبارک:

دین و دنیا دیئے' مال اور زر دیا — حور و غلماں دیئے' خلد و کوثر دیا
دامن مقصد و زندگی بھر دیا — ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

آپ کے دست مبارک کی اکثر علماء نے اس طرح تعریف کی ہے:

شثن الکفین ۔ کماسباتی

موٹی انگلیاں اور اس طرح کہ پر گوشت موٹے اور کشادہ ہاتھ تھے' اور چوڑی ہتھیلیاں تھیں۔ آپ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخسار کو مسح کیا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ہتھیلیوں سے اس کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی۔ گویا کہ عطر فروش کے نافہ عطر سے اسے باہر نکالا۔

امام مسلم نے اس طرح روایت کی اور حدیث وائل بن حجر میں طبرانی اور بیہقی کے پاس ہے کہ:

"میں مصافحہ کرتا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا میرا جسم آپ کے جسم سے چھو جاتا تھا تو اس کے بعد میں اپنے ہاتھ میں خوشبو سونگھ لیا کرتا تھا ——— اور یہ خوشبو مشک کی خوشبو سے بہتر قسم کی ہوتی تھی"۔

مستور بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

"میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیا تو یہ محسوس ہوا کہ وہ ریشم سے زیادہ

Marfat.com

نرم ہے اور برف سے زیادہ ٹھنڈا''۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

جس کی لہروں میں رواج سرور کرم — جس کی باریکیوں میں ظہور کرم
شاخ دریائے آب طہور کرم — جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم

اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کوتشریف لے گئے' وہ بیمار تھے' انہوں نے کہا:

''آپ نے میری پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھا' میرے چہرے' میرے سینے اور پیٹ پر آپ نے مسح کیا۔ آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک میرے جگر پر جو محسوس ہوئی' وہ ہمیشہ ہی اس وقت بھی ہے''

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

مامسست حریرا ولا دیبا جاالین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی ''کف دست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر ملائم اور نرم ریشم اور دیباج کو میں نے ہاتھ میں نہیں لیا''۔

یہ قول عطف خاص علی العام کی قسم کا ہے۔ کیونکہ ریشم کی ایک قسم ہے —— دیکھا جائے تو یہ وصف اس حدیث میں اس صفت کا مخالف ہوتا ہے جو حدیث ابن ابی ہالہ میں ہے —— ترمذی کے پاس باب ماجاء فی صفته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کے لئے شثن الکفین کا لفظ آیا ہے۔ یعنی انگلیوں کا سختی میں موٹا ہونا۔ ایسا ہی وصف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا۔ یہ روایت ترمذی اور حاکم کے پاس کئی طریق سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی ہی توصیف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہوئی۔

ابن ابی خثیمہ کے پاس دونوں روایتوں کی موافقت یہ ہے کہ نرمی سے مراد جلد میں ملائمت اور سختی سے مراد ہڈی کی سختی ہے تو اس اعتبار سے آپ کے جسم کا نرم ہونا اور اس کی قوت دونوں روایتیں صحیح ہو جائیں گی —— ابن بطال نے کہا کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں' اس کے باوجود اس کے موٹاپے میں لینت اور نرمی موجود تھی''۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے —— اصمعی کا یہ کہنا ہے کہ ہاتھ کے موٹاپے کو سختی میں شثن کہتے ہیں —— لہٰذا اس بات سے متعلق یہ صورت ہو جائے گی کہ آپ جہاد میں جب اپنے کف دست سے کام لیتے تھے' یا ضروریات اہل بیت میں' تو عارض مذکور کی وجہ سے آپ کی ہتھیلیاں سخت ہو جاتی تھیں اور جب وہ کام آپ سے ترک ہو جاتے تو اس کی صفت اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ آتی تھی اور وہ جبلی طور پر آپ کے کف دست کی نرمی اور لینت ہے۔

Marfat.com

قاضی عیاض نے کہا کہ ابو عبیدہ نے سشتن کی تفسیر غلط مع القصر سے کی۔ اور اوصاف نبی میں یہ ثابت ہوا ہے کہ آپ سائل الاطراف تھے۔ اس سے تائید ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کف دست مبارک نرم واقع ہوئے تھے۔

نعمان کی روایت میں سبط الکفین آیا ہے۔ ''ب'' سے پہلے ''س'' آ کر ''سبط'' —— لہٰذا یہ قول موافق ہے کہ آپ کے کف دست مبارک کی تعریف لینت ونرمی سے کی جائے' اور لفظ شتن کی بات یہ ہے کہ شتن صرف موٹاپے اور پر گوشت کو کہتے ہیں۔ اس میں نرمی اور سختی کا لحاظ نہیں ہے۔

طبرانی اور بزار کے پاس حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

اردفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفه فی سفر فما مسست شیئا قط الین من جلده صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے کبھی کسی ایسی چیز کو مس نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے زیادہ نرم ہو''۔

جنگ حنین میں حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے اور سینے پر زخم آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کے چہرے اور سینہ سے خون صاف کیا۔ پھر ان کے لئے دعا فرمائی —— ان کے سینہ کے آخری حصہ جہاں تک آپ کے دست مبارک نے مسح کیا تھا' اتنے حصے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کا یہ اثر ہوا کہ وہ حصہ چمکدار ہو گیا۔ جس طرح کہ گھوڑے کا ماتھا سفید ہوتا ہے۔

اس حدیث کی حاکم' ابونعیم اور ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں تخریج کی۔ لغوی اور ابن مندہ نے صحابہ میں بیان کیا۔

جس کے قدموں پہ سجدے کریں جانور — منہ سے بولیں شجر' دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوب رب' مالک بحر و بر — صاحب رجعت شمس و شق' القمر

نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

ساعد بن العلاء بن بشر عن ابیہ عن جدہ بشر بن معاویہ کے طریق پر روایت ہے کہ بشر اپنی والد معاویہ بن ثور کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور انہیں برکت کی دعا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست شفقت پھیرنے سے ان کے چہرے میں چمکدار روشنی ہو گئی۔ اس اثر سے یہ فیض حاصل ہوا کہ بشر درد وغیرہ کی جس چیز کو مسح کر دیتے اسے صحت ہو جاتی۔

مدلوک ابوسفیان کے سر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسح کیا تھا۔ تو جہاں تک آپ کے ہاتھ مبارک کا گزر ہوا وہاں

Marfat.com

تک سیاہ رہا' سر کے بقیہ حصے کے بال ضعیفی سے سفید ہو گئے۔ اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بغوی اور بیہقی نے سائب بن یزید کے سر کے بارے میں لکھا ہے۔ ترمذی نے ابوزید انصاری کی روایت سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی کو اپنے ہاتھ مبارک سے مسح کیا اور فرمایا: **اللھم جملہ** ان کی عمر ایک سو سے چند سال زائد ہوئی۔ ان کی داڑھی میں سفیدی نہیں ظاہر ہوئی تھی۔ مرتے دم تک وہ خوش رو رہے۔ چہرہ پر تبدیلی اور انقباض کبھی نہ آیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنظلہ بن جذیم کے سر کا اپنے ہاتھ مبارک سے مسح فرمایا اور کہا:

بورك فيك وارم

کسی بیماری کا ورم زدہ آدمی آپ کے پاس لایا جاتا تھا یا اونٹ' جسے ورم اور سوج چڑھ گئی ہو تو حنظلہ اپنے ہاتھ میں **بسم الله على ثويد رسول الله صلى الله عليه وآلہ وسلم** کہہ کر پھونکتے اور اپنے سر پر مسح کرتے' پھر ورم کے مقام پر مسح کرتے تو ورم ختم ہو جاتا ـــــ احمد' بخاری اور ابویعلی نے روایت کیا۔

بغل مبارک:

صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بغلوں میں سفیدی تھی..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

رايت رسول الله صلى الله عليه وآلہ وسلم يرفع يده فى الدعا حتى رايت بياض ابطيه

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ یہاں تک کہ میں نے دونوں بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا''۔

طبری کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں داخل ہے۔ عام لوگوں کے بغل جس صفت سے ہیں' رسول عربی کے بغل کی کیفیت اس سے بہ اعتبار مختلف تھی۔

اس سے ملتی جلتی ایک روایت قرطبی کی بھی ہے۔ اس میں یہ بات زائد ہے کہ اس پر بال نہیں تھے۔ عبداللہ بن اقرم خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے' وہ کہتے ہیں کہ میں دیکھا کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغل کی عفرہ صفت کو ـــــ یہ روایت ترمذی کے پاس حسن کا درجہ رکھتی ہے۔ عفرہ اس صفت کو کہتے ہیں جو بیاض ہو اور اس میں عدم شعر کا مفہوم نہ آئے۔

بن حریش کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے گلے لگا کر لپٹا لیتے تھے تو مجھ پر آپ کے بغل کا پسینہ بہنے لگا تھا' جو مشک کی خوشبو کے مماثل تھا۔

Marfat.com

سینہء اطہر:

وہ جو حمد و ثنا کا ہوئے مطلع درود
ہے جو نعت و مناقب کا مقطع درود

وہ جو پڑھتے تھے اصحاب اربع درود
رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود

شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلیہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذومسربہ تھے۔ اس کی تفسیر بیان کی کہ سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک دھار تھی —— ابن ابی ہالہ نے کہا دقیق المسربہ یعنی ناف تک باریک لکیر —— ابن سعد نے کہا طویل المسربہ یعنی لمبی لکیر —— بیہقی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر بال تھے۔ گلے کی ڈگڈگی کے مقام سے ناف تک یہ بالوں کا سلسلہ جاری ہوا تھا' سیدھا کھجور کی چھڑی کے موافق۔ اس کے سوا بال نہیں تھے۔ نہ آپ کے سینہ مبارک پر اور نہ پیٹ پر —— حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے پیٹ کا وصف اس طرح بیان فرمایا کہ:

''میں نے جب کبھی شکم مبارک نبی اکرم کو دیکھا تو یاد کیا نوشتہ تحریر ایک دوسرے کے ساتھ دہرائی گئی ہو''۔

طیالسی اور طبرانی نے اس کی روایت کی ہے —— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توصیف کی۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گورے رنگ کے تھے۔ جیسے کہ آپ کا جسد اطہر چاندی سے ڈھالا گیا ہے۔ آپ کے بال درمیانی قسم کے تھے۔ (نہ چھڑی دار سیدھے اور نہ زیادہ پیچیدہ گھنگھرو کی طرح گولائی لئے ہوئے اعضاء جسمانی کے جوڑ بند (جیسے شانے اور گھٹنے) بڑے بڑے' شکم مبارک چوڑا''۔

ایک اور روایت ہے کہ مسطح صفت کا خوبصورت سینہ' سطح کے ساتھ ہموار تھا —— امام احمد نے محرش کعبی سے تخریج روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام جعرانہ سے اہتمام فرما کر عمرہ ادا فرمایا اس وقت میں نے آپ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا نہایت خوشنما چاندی کی طرح چمکدار۔ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان نمایاں فاصلہ تھا —— اسے بخاری نے روایت کیا —— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا —— ابن سعد کے نزدیک رحب الصدر کا لفظ ثابت ہے —— سینہ کی ہڈیوں کی ساخت بڑی ہونے کو رحب کہتے ہیں۔ جس سے بغل کی وضع خوشنما ہو کر پہلوان کی طرح کمر سے اوپر کے جسم کی خوبصورتی دوبالا ہو جاتی ہے۔

قلب اطہر:

عقل حیراں ہے' ادراک کو ہے جنوں
کیف ہے سر بہ سجدہ' خرد سرنگوں

کون پہنچا ہے تا حد سر دروں
دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں

غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

قلب کی ماہیت :

فاعلم ان القلب —— جاننا چاہئے کہ قلب دل میں ایک مضغہ ہے۔ جو کہ دل کے ساتھ ملی ہوئی ایک موٹی رگ ہوتی ہے۔ اس رگ سے ملا ہوا جو عضغہ گوشت ہے اسے قلب کہتے ہیں —— جو کہ فواد کے (دل) معنی سے علیحدہ ایک خاص چیز ہوتی ہے۔ اس پر خیالات اور ارادے مرتب ہوتے ہیں۔ وہ چونکہ بدلتے رہتے ہیں اس لئے اس کا نام قلب ہے۔ واحدی نے یہ وجہ تسمیہ لکھی ہے —— کسی شاعر نے کہا ہے ۔

وما سمی الانسان الانسیہ   ولا القلب الا انہ ینقلب

''انسان کا نام انسان اسی لئے ہے کہ اس میں بھولنے کی صفت موجود ہے —— اور قلب کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بدلتا رہتا ہے'' ——

زمخشری نے کہا کہ قلب'' تقلب'' سے مشتق کیا گیا —— اس میں زیادہ تبدیلی کے معنی پائے جانا اس کا سبب ہے' اور تقلب مصدر ہے۔ کیا نہیں دیکھتے ہو —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادِ مبارک میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اس قلب کی مثال ''پر'' کی مثال ہے جو نیچے گرا ہوا ہے —— ہوا ''پر'' کے اندر کے حصہ کو اوپر کی طرف پلٹ دیتی ہے''۔

زمخشری نے کہا کہ قلب اور فواد کا فرق یہ ہے کہ فواد وسط قلب رہتا ہے' فواد نام اس لئے ہوا کہ وہ حرارت اور سوزش پاتا ہے۔ یعنی سلگنا اس کا فواد ہے —— جوہری نے قلب کی فواد سے تفسیر کی۔ پھر فواد کی قلب نے قلب سے تفسیر کی۔

زرکشی نے کہا کہ ایک بہتر بات اور ہے کہ دونوں کو الگ الگ تصور کیا جائے :

☆ فواد قلب کے حق لباس کا قائم مقام ہے۔

☆ قلب اس لباس کا جثہ اور جسم تصور کیا جانا صحیح ہے۔

اس فرق کی تائید اس ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے :

الین قلوبا وارق افئدہ

حدیث شریف کے کلمات کو اس فرق پر محمول کرنا بہتر ہے' بہ نسبت اس قول کے جو کسی نے کہا کہ یہ حدیث ایک ہی شے مکرر ظاہر کرتی ہے۔

راغب نے اختلاف لفظ کی خوبی لے کر کہا کہ قلب کے لفظ سے ان معانی کا اظہار کیا جاتا ہے جو قلب کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں جیسے علم اور شجاعت۔

کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں لفظ قلب کا ذکر فرمایا' اس سے عقل اور علم کی طرف اشارہ ہے: ان فی ذلک

Marfat.com

لذکری لمن کان لہ قلب

اور جہاں کہیں صدر کا لفظ قرآن میں مذکور ہوا وہاں دل کی طرف بھی اشارہ ہے اور تمام قوائے بشری کی طرف بھی۔ جیسے شہوۃ' غضب وغیرہ۔

قلب کی اہمیت وضرورت:

بعض علماء کا قول ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اسے دل دیا جو انسان کی طرف سے اس کی ذمہ داری کو ادا کرتا ہے۔ دل ہی انسانی وجود کی اصل چیز ہے۔ جب انسان کا دل صلاحیت قبول کر لے تو انسان کے سارے کام اور تمام اعضاء جسمانی صلاحیت اختیار کرتے ہیں —— اور جب انسان کا دل ہی فاسد ہو تو انسان کے تمام حالات میں فساد رہتا ہے۔

اللہ پاک نے دلوں کو راز اور بھید کی جگہ بنایا اور اسے اخلاص کا محل مقرر کیا۔ اخلاص اللہ کا سر یعنی اس کا راز ہے —— اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے قلب ودیعت کرتا ہے —— سب سے پہلے قلب جس میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص ودیعت فرمایا' وہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کیونکہ وہ قلب سب سے پہلی مخلوق ہے اور آپ کی صورت سب سے آخری مخلوق ہے۔ جو صور انبیاء میں ظاہر ہوئی —— چنانچہ آپ انبیاء میں سب سے اول بھی ہیں اور سب سے آخر بھی ہیں ——

اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اخلاق کو ان کے اسرار قلب میں نفوس کے لئے علامت بنایا۔ چنانچہ جس شخص کا قلب اللہ تعالیٰ کے راز سے منکشف ہو جائے تو اس کے اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے لئے وسعت اور کشادگی پیدا ہو جاتی ہے —— اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک تشخص عطا فرمایا جو آپ ہی کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص رہا اور تمام عالمین میں یہ امتیاز آپ ہی کو حاصل ہے —— اس خصوصیت کی علامات آپ کی نشانیاں ہیں۔ آپ کی شرافت نفس پر دلالت کرتے ہیں اور آپ کے عظیم ترین اخلاق پر دال ہیں۔ آپ کے عظیم ترین اخلاق کی علامات' اور آپ سر قلب مقدس کی نشانیاں ہیں —— جبکہ آپ کا قلب مبارک وسیع ترین قلب قرار پایا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے طلوع فرمایا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ ہی کو اس بات کی اولیت ہوئی کہ بندے کا قلب ہو۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ماوسعنی ارضی ولاسمائی ووسعنی قلب عبدی المومن

یعنی "میری زمین اور میرے آسمان کو اتنی گنجائش نہیں ملی کہ اس میں سما جاؤں"

میرے مومن بندے کا دل اس وسعت کا مقام ہوا۔

واقعہ شق صدر:

معراج سے پہلے جب آپ کا کمال تمام انبیاء کے مرتبہ میں مماثل تھا تو آپ کے سینہ میں تنگی محسوس ہوتی تھی۔ پھر آپ کا قلب مبارک شرح صدر سے وسیع ہو گیا اور آپ کا ثقل دور ہو جانے سے اور آپ کا ذکر مرتفع ہو گیا۔

یہ روایت ہے بے شک صحیح ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے شق صدر کئے اور اس سے علقہ نکالے اور آپ

Marfat.com

سے کہا کہ یہ خط شیطان ہے —— پھر آپ کے قلب اطہر کو سونے کے برتن میں رکھ کر آب زم زم سے غسل دیا۔ پھر اس قلب کو درست حالت کا کر دیا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنی جگہ پر لوٹا دیا —— حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ پر سلائی کے اثر کو دیکھا کرتا تھا اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ کی ذات کریمہ میں جو اس علقہ کو پیدا کیا گیا' پھر آپ سے جدا کیا اس لئے کہ اجزائے انسانی میں وہ بھی ایک جزو ہے۔ اسے خلقی تکمیل کے لئے پیدا کیا تھا۔ جو تخلیق انسانی کے لئے ضروری امر تھا اور اس کا نکال دیا جانا امر ربانی تھا' جو اس کے بعد طاری ہوا...... اس توجیہہ کو امام سبکی نے احمد سے بیان کیا۔ اور اس کی حاکم نے تصحیح کی:

ثم استخر جا قلبی فشقاہ ...... بماء و ثلج ...... به قلبی ...... و ختم علیه نجا تم النبوۃ

پھر ان دونوں فرشتوں نے میرا قلب نکالا۔ پھر اسے چیرے نکالے۔ اس میں سے سیاہ رنگ کے دو عدد علقہ نکالے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ

''پانی اور برف لاؤ''۔

پھر ان دونوں فرشتوں نے اس پانی سے پیٹ دھویا۔ پھر ایک نے کہا:

''سکینہ لاؤ''

انہوں نے سکینہ میرے دل میں ڈال دیا۔ پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ''سی دو''

اس کے ساتھی نے میرے قلب کو سی کر اس پر ختم نبوت کی مہر لگا دی''۔

بیہقی میں روایت ہے کہ میرے پاس کبین کی شکل کے دو فرشتے آئے۔ ان دونوں کے پاس برف' اولے اور ٹھنڈا پانی تھا —— ایک فرشتے نے میرا سینہ کھولا اور دوسرے نے اپنے منہ کی چونچ سے سینہ میں ڈالا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کی نبوت کا کام سب سے پہلے کس چیز سے شروع ہوا؟'' آپ نے فرمایا:

''میں دس سال کا تھا۔ میں جنگل میں جا رہا تھا۔ اچانک میرے سر کے اوپر سے دو آدمی میرے پاس نمودار ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا ''یہ وہی ہیں''۔ دوسرے شخص نے کہا ''ہاں!''

ان دونوں نے مجھے پکڑ کر حلاوۃ قفا کے لئے لٹا لیا —— یعنی پیٹھ کی طرف سے لیٹ جانے میں لذت ہونے کے لئے پھر میرا پیٹ چاک کیا۔ ایک شخص سونے کے برتن میں پانی لانے میں مشغول تھا۔ دوسرا میرا پیٹ دھونے لگا۔ ایک نے دوسرے سے کہا ''اس کا سینہ چیر دو'' تو مجھے میرا سینہ چیرا ہوا معلوم ہوا۔ مجھے اس کا کچھ درد نہیں محسوس ہوا۔ پھر کہا ''اس کے قلب کو چیر دو''۔ تو دوسرے فرشتے نے قلب کو شق کر دیا۔ پہلے فرشتے نے کہا:

''اس میں سے مادہ دشمنی اور حسد کو نکال دو''۔

Marfat.com

دوسرے فرشتے نے بستہ خون کی مانند نکالا اور پھینک دیا۔ پھر فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا:

''اس کے دل میں محبت اور رحم کو تو ڈال دے''۔

اس نے چاندی کی شکل کی اس میں چیز ڈال دی۔ اس میں سے پھر باریک باریک چیونٹی جیسی چیزیں نکلیں جو اس کے پاس تھیں۔ پھر اس نے میرے انگوٹھے کو ٹھونگا مارا اور کہا ''جاؤ'' —— پھر میں وہاں سے واپس ہوا۔ میرے اندر وہ چیز جو پہلے مجھ میں نہیں پائی جاتی تھی۔ میرا جسم چھوٹوں کے ساتھ اور نرم دلی کی صفت بڑوں کے مقابلہ میں''۔

اس واقعہ کو عبداللہ ابن امام احمد بن حنبل نے ''زوائد مسند احمد'' میں روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس حکایت میں معاذ کا ان کے والد سے تفرد ہے اور آپ کے عمر کے ذکر میں بھی تفرد ہے ——

ابونعیم کی روایت میں جو حدیث یونس بن میسرہ سے ہے' میں ہے:

فاستخرج عشرۃ جو فی ...... ثم ...... قلبک ...... و ھذا الشق

یعنی ''پس فرشتے نے میرے پیٹ کے آلات کو نکالا' انہیں دھویا اور پھر اپنی جگہ پر کر دیا —— پھر کہا: ''قلب وکیع ہے۔ جو کچھ اس میں ہے' دو دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے دو کان اس کی حفاظت کرتے ہیں —— آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سب سے آخر میں آپ کی بعثت ہوئی —— آپ حاشر ہیں۔ آپ کا قلب سلیم اور آپ کی زبان صادق ہے —— آپ کا نفس مطمئن' آپ کی پیدائش مضبوط اور سیدھی اور آپ بڑے سخی۔ یہ واقعہ آپ کا شق صدر ہے''۔

آپ کے شق صدر کا واقعہ زمانہ طفولیت میں کئی مرتبہ ہوا۔ نبوت کی استعداد پیدا ہونے کے لئے' بعثت قائم ہونے سے معجزے کا ظہور مصلحت استعداد جائز ہے۔ اور اسی کی مانند ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کثرت سے واقعات پیش آئے —— اور اسی سے آپ کی طفولیت میں ایسے واقعات پیش آنے کے اشکال کا جواب دیا جاتا ہے —— اس لئے کہ وہ معجزات میں داخل نہیں —— اور معجزے کا نبوت پر مقدم ہونا جائز نہیں سمجھا جاتا۔ اسے امام رازی نے بیان کیا ہے —— اور وہ بات جس پر اکثر اہل اصول متفق ہیں' یہ ہے کہ دعوائے نبوت سے معجزہ متصل رہنا شرط ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے ابتدائی مضامین میں اس مسئلہ پر متنبہ کیا ہے۔

الم نشرح لک صدرک میں شرح سے مراد وہ چیز ہے جس کا مرجع معرفت اور طاعت ہو۔ پھر علماء اس خصوص میں وجوہات ذکر فرماتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

''جب آپ اسود واحمر' دونوں کی طرف مبعوث کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل سے تمام ہموم کو نکال دیا —— آپ کا سینہ کھل گیا۔ اس میں تمام اہم کاموں کو انجام دینے کی گنجائش نکل آئی ——

لہٰذا آپ کو کسی بات کا رنج نہیں ہوتا اور نہ آپ کشیدہ دل ہوتے۔ بلکہ آپ تکلیف اور کشائش کی دونوں حالتوں میں

Marfat.com

صاف دلی یعنی شرح صدر کے ساتھ ادائے فرض میں مشغول رہتے تھے۔''

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کس وجہ سے الم نشرح لك فرمایا اور قلبك نہیں فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

''سینہ وسوسے کا محل ہے —— فرمایا: یوسوس فی صدور الناس

چنانچہ اس وسوسے کا ازالہ اور اس وسوسے کو خیر کی تحریکات میں تبدیل کرنا بس یہی شرح صدر ہے —— اس شرح کو لازمی طور پر صدر کے ساتھ مخصوص کیا گیا' قلب کے ساتھ نہیں''۔

محمد بن علی ترمذی نے کہا ہے کہ قلب محل عقل ہے —— قلب محل معرفت ہے —— اور یہی وہ چیز ہے جو شیطان کا مقصود بن گئی ہے —— وہ سینہ کی طرف سے آتا ہے جو کہ قلب کے حق میں قلعہ کی مانند ہے۔ جب راستہ سے داخل ہوتا ہے تو دل میں گھس پڑتا ہے اور اس میں اپنا لشکر اتار دیتا ہے' اس میں ہموم' آلام' غموم اور حرص کو پھیلا دیتا ہے اس وقت آدمی کا دل تنگ ہو جاتا ہے —— اس صورت میں انسان کو طاعت میں لذت نہیں حاصل ہوتی اور نہ اسے حلاوت اسلام نصیب ہوسکتی ہے۔ اگر دشمن کو شروع ہی میں دور کر دیا جائے تو بے فکری حاصل رہے گی۔ طبیعت تنگ نہ ہوگی۔ سینہ کھلا رہے گا۔ عبادت کا فرض انجام دینا میسر ہوگا۔

حبیب اور کلیم میں فرق:

یہاں ایک نازک بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ارشاد فرمایا ہے:

رب اشرح لی صدری

جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا:

الم نشرح لك صدرك

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر مانگے شرح صدر عطا کیا گیا۔ پھر نعت شریف میں ارشاد فرمایا: وسراجاً منیرا۔

—— دیکھو کتنا فرق ہے۔ کیونکہ شرح صدر تو یہ ہوا کہ ہوشی نور کے قابل اور سراج یہ ہے کہ اس سے نور کو حاصل کیا جائے —— دونوں میں کیا فرق ہے؟ —— ظاہر ہے:

دقاق نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرید ہوئے اس لئے کہ انہوں نے کہا:

رب اشرح لی صدری

اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہوئے —— اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الم نشرح لك صدرك

واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

...ی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب معاشرت:

آپ دن رات کی ایک ساعت اہل خانہ بیویوں کے پاس گشت فرماتے جن کی تعداد گیارہ تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا:

''کیا آپ اتنے طاقت ور تھے؟''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''ہم اپنی گفتگو میں کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیس آدمی کی قوت عطا ہوئی تھی ——

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور روایت بیان فرماتے ہیں کہ پوچھا گیا:

''مومن جنت میں ایسی قوت جماع کا حامل ہوگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' کیا اس کو اتنی طاقت ہوگی؟''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''سو آدمی کی قوت عطا کی جائے گی''

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں چالیس آدمیوں کی قوت بیان ہوئی ہے —— ابونعیم مجاہد کی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے:

''ہر آدمی رجال الجنت ہے''

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو صحیح غریب کہا ہے کیونکہ قتادہ کی حدیث سے روایت کو ہم نہیں جانتے' سوائے عمران قطان کی حدیث کے —— لہٰذا جب ہم چالیس کو ۱۰۰ سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب چار ہزار آئے گا —— چنانچہ اس بات سے وہ اشکال رفع ہو جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف چالیس کی نسبت کیا جائے گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تو سو کی قوت یا ایک ہزار کی قوت رکھتے تھے

ابن عربی علیہ الرحمہ ذکر کرتے ہیں۔

''حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وطی پر مخلوق کی قوت سے مافوق قوت ظاہری حاصل تھی —— اور کھانے میں آپ کی قناعت کی صفت ثابت ہے تاکہ عادتی کاموں میں دو فضیلتیں آپ کے لئے یکجا ہوں۔ جیسا کہ امور شرعیہ میں آپ دو فضیلت کے جامع ہیں۔ تاکہ دارین میں آپ کا حال کامل معلوم ہو جائے''۔

ابن سعد نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے پاس جبرئیل علیہ السلام ہریسہ لائے' اس میں سے میں نے کھایا۔ مجھے چالیس آدمیوں کی قوت جماع عطا ہوئی''۔

Marfat.com

اس سے ملتی جلتی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیان کی ہے۔ نماز کے لئے ''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ہریسہ کھلایا تا کہ میں اپنی پیٹھ مضبوط کرلوں اور قوت حاصل کروں''

حضرت حارث بن ابی اسامہ سے روایت ہے:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس پر کئی آدمی کی قوت حاصل تھی کہ ان میں سے ہر آدمی جنتی ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔ اس لئے کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے''

اسے طبرانی نے روایت کیا۔

آپ کے قدم مبارک:

کعبہ دین و دل یعنی نقش قدم — جن کی عظمت نہیں عرش اعظم سے کم
ہر بلندی کا سر ہو گیا جس پہ خم — کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم

اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

اکثر حضرات نے روایت کیا ہے کہ آپ شثن القدمین تھے۔ یعنی آپ کے قدم مبارک موٹی انگلیوں کے تھے —— اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا —— حضرت میمونہ بنت کروم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے۔ انہوں نے کہا:

''میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور بھولی نہیں ہوں۔ آپ کے دونوں قدم کی انگلیوں میں سے سب سے زیادہ دراز انگلی سبابہ تھی۔''

احمد اور طبرانی نے اسے روایت کیا —— حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

''آپ کے پیر کی چھوٹی انگلی'' ''خنصر'' نمایاں قسم کی تھی۔''

اسے بیہقی سے روایت کیا —— السنہ قوم میں مشہور و معروف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسطی یعنی درمیانی انگلی زیادہ لمبی تھی —— حافظ ابن حجر نے اسے غلط کہا ہے۔ یہ بات آپ کے پیروں کی انگلی کی ہے —— مسند امام احمد میں یزید بن ہارون نے حضرت سارہ بن مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث بیان کی ہے:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں اونٹ پر سواری کی حالت میں دیکھا۔ میں اپنے باپ کے ساتھ موجود تھی۔ میرے والد سرکار کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم مبارک کو پکڑ لیا۔ رسول کریم نے انہیں اس کا موقع دیا —— میں آپ کے قدم مبارک کی تمام انگلیوں میں سبابہ نامی انگلی کی درازی کو نہیں بھولی ہوں''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تھے تو پورا پیر زمین پر جمتا تھا۔ قدم مبارک کا تلوا کھڑا واں دار نہیں تھا۔

Marfat.com

جن کے آنے سے یثرب مدینہ بنا
ان کے قدموں کی برکت پہ لاکھوں سلام

ابوامامہ باہلی کی حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے:
''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے میں خمیدگی نہیں تھی۔ آپ پورا قدم جما کر چلتے تھے''۔
ابن ابی ہالہ کی روایت کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے:

خمصان الا خمصین مسیح القدمین

ابن اثیر نے کہا: الاخمص من القدم
''پیر کا وہ حصہ ہے جو چلتے وقت زمین سے متصل نہ ہو۔ اور خمصان اس کی مکمل حالت ہے۔ یعنی یہ جگہ سطح زمین سے پیر کے نیچے کی طرف زیادہ جوف دار نہ تھی۔
ابو ہالہ کی روایت میں مسیح القدمین یعنی چکنے نرم' دونوں قدم شریف میں کھردرا پن اور شگاف نہیں۔ جب پانی پہنچتا تو قدم کی جلد پر نہیں ٹھہرتا' نکل جاتا —— حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:
''قدم مبارک کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن البشر تھے''۔ اسے ابن سعد نے روایت کیا۔[1]

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا' ہمارا نبی

قد و قامت مبارک:

سایہ حق کے ہمسایہ مرحمت — گنج رحمت کے سرمایہء مرحمت
شرح نورانی آیہء مرحمت — قد بے سایہ کے سایہء مرحمت
ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

جس پہ قرباں ہیں طوبیٰ کی رعنائیاں — حسن موزونیت کی فدا جس پہ جان
جس کا روح الامیں بلبل مدح خواں — طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سروقامت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔
''آپ نہ قصیر تھے اور نہ طویل القامت۔ آپ کا قد طول کی طرف زیادہ مائل تھا''۔

---

[1] اس حدیث کو ابن سعد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

اسے بیہقی نے روایت کیا —— حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ:

''آپ کا قد مبارک اونچائی کی طرف جانے والا نہ تھا' بلکہ درمیانہ قد سے بڑھ کر تھا۔ جب آپ سب لوگوں کے ساتھ جاتے تو آپ سب کو اپنے میں لے لیتے''

اسے عبداللہ ابن امام احمد نے روایت کیا ہے —— حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوسط القامت تھے۔ آپ کا قد مبارک طول کی طرف مائل تھا''۔

اسے بزار نے روایت کیا:

قولہ ربعۃ

ای مربوعة و التانیث باعتبار النفس و قد فسر فی الحدیث الا تی بانه لیس بالطول البائن ولا بالقصیر ——

یعنی ''سرکار کی قامت شریف کا وصف میانہ قد لیا ہوا —— لفظ ربعة میں تانیث کو باعتبار نفس استعمال کیا گیا —— حدیث میں ربعة کے لفظ کی تفسیر **لیس بالطول البائن ولا بالقصیر** سے کی گئی ہے۔ طول بائن سے طوالت کی زیادتی مراد ہے جو قد قامہ کے اضطراب کے ساتھ ہو —— ابن ابی ہالہ نے کہا کہ آپ **اطول من الموبوع** تھے اور **اقصر من المشذب** تھے۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بہت دراز قد تھے اور نہ قصیر متردد تھے'' ——

یعنی اجزائے جسم ایک دوسرے میں جمع ہو کر قد چھوٹا ہو گیا' ایسے بھی نہ تھے —— آپ کو میانہ قد کہنا صحیح تھا —— جب آپ اکیلے ہو کر چلتے اور کوئی شخص جو لمبے قد کا ہو' آپ کے ساتھ چلتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طول اس کے قد کے طول سے زیادہ ہے —— اور جو بھی دو آدمی طویل القامت آپ کے ساتھ مل کر چلتے تو آپ ان دونوں سے میں اونچے معلوم ہوتے —— پھر جب وہ دونوں آپ سے جدا ہو جائیں تو آپ میانہ قد نظر آتے''

اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے ——

قد نبی کے سوا کچھ ہمیں نہیں بھاتا
ہمارے آگے کوئی ذکر سرو کا نہ کرے (رضا)

بیہقی اور ابن سبع نے اس روایت میں یہ بھی زائد بیان کیا کہ:

''جب آپ بیٹھتے تو آپ کا مونڈھا تمام بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے اونچا رہتا تھا''۔

---

[1] لفظ مشذب معجمتین 'مفتوحتین' تشدید ذال کے ساتھ —— بالن دبلے پن کے ساتھ جو لمبا قد ہوتا ہے اسے بالن کہتے ہیں۔ اور وہ مثال کے طور پر راوی سے دوسری حدیث میں لم یکن بالطویل الممغط —— دوسری میم کے بعد یہ لفظ غین کی تشدید کے ساتھ ہے۔ یعنی انتہائی دراز قد وامغط النہار (محاورہ ہے) یعنی ''جب دن دراز ہو جاتے'' —— اور مغطت الحبل یعنی میں اسی کو لمبا کر دیا۔ اس کی اصل منمغط ہے۔ اور نون مطاوعت کا ہے۔ سے بدل کر میم میں مدغم ہو گیا۔ عین مہملہ سے بھی اسی معنی میں یہ لغت آئی ہے۔

Marfat.com

ابن ابی ہالہ نے آپ کی یہ تعریف کی:

''آپ بادن متماسک تھے یعنی جسمانی اعتبار سے گٹھیلے جسم کے تھے اعضاء آپس میں مضبوط''۔

آپ کے موئے مبارک:

ان کے پاکیزہ گیسو پہ لاکھوں درود — ان کی عنبر فشاں بو پہ لاکھوں درود
ان کے آئینہ رو پہ لاکھوں درود — الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کی نسبت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بال کیسے تھے؟''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''آپ کے بال مبارک دو قسم کے بالوں کے مابین حالت کے تھے' جسے ربعہ کہتے ہیں —— نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل گولائی —— مائل بہ لچھے دار قسم۔ کاندھے اور کانوں کے درمیان تک چھٹے ہوئے بال تھے''۔

اسے بخاری' مسلم' ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

شام فردوس کی' نور واللیل کا — پر تو مرحمت' رحمت کبریا
وہ سحاب عطا' ظل لطف خدا — وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکہ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے' آپ فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں' ہم دونوں مل کر ایک برتن سے غسل کرتے تھے —— آپ کے سر کے بال آپ کے کندھے سے اوپر' وفرہ قسم کے بال نیچے تک'' [1]

اسے ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے —— ابی ہالہ کا قول بھی یہ ہے کہ:

''آپ رجل الشعر یعنی چھڑی دار اور لچھے دار بالوں کے درمیانی قسم کے سر کے بال والے تھے''۔ [2]

آپ کے سر کے بال خود سے ہٹ جاتے تو ہٹا کر مانگ نکال دیتے ورنہ نہیں —— آپ کے سر مبارک کے بال کان کی لولکی سے آگے چھٹے ہوئے ہوتے' جب آپ نے وغیرہ بال چھوڑے ہوتے —— اور عقیقہ [3] جب خود بخود جدائی لیتے تو آپ سر

[1] کان کی لولکی تک جو بال پہنچتے ہیں' ان بالوں کو وفرہ کہتے ہیں۔
[2] اس روایت میں رجل کا لفظ جو آیا ر کے فتحہ اور جیم کے کسرہ سے ہے۔ یعنی گولائی لئے ہوئے' تھوڑی سی سبط اور جعد (سر کے بالوں کی لٹ) کے خلاف حالت
[3] عقیقہ --- یہ دو قاف سے کلمہ ہے۔ اس کے معنی ہیں ''سر کے بال''

Marfat.com

کے بالوں کا فرق کر دیتے' ورنہ اسی حال پر جمے ہوئے رہنے دیتے۔[1]

منہ اندھیرے ضیائے سحر کی رمق　　صبح کے خط سے یا پردہ شب ہے شق
چرخ واللیل پر والضحیٰ کی شفق　　لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر کے بال چھوڑا کرتے تھے اور مشرکین کی عادت فرق یعنی مانگ بنانے کی تھی—— اور اہل کتاب سدل کرتے تھے[2] ——اور یہاں پیشانی پر بال چھوڑنا مراد ہے۔ لیکن فرق (مانگ) بعض بالوں سے علیحدہ کرنے کا نام ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت کے ان کاموں کی نسبت جن کا کوئی حکم مقرر نہ ہوا ہو اس میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے—— پھر آپ نے سر کے بالوں کا فرق کیا (یعنی مانگ نکالی)''

——اسے ترمذی نے روایت کیا ہے—— صحیح مسلم میں شمائل میں اس کے مانند روایت ہے:

علماء نے کہا ہے کہ فرق (مانگ نکالنا) سنت ہے۔ اس لئے کہ یہ وہ کام ہے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجوع ہوئے۔ لیکن صحیح مسئلہ یہ ہے کہ فرق اور سدل دونوں جائز ہیں۔ مگر فرق (مانگ) کو افضلیت حاصل ہے—— آپ کے بال مبارک کے متعلق معتد بہ روایات ہیں:

☆ آپ کے بال مبارک جمہ سے اوپر وفرہ سے نیچے تھے—— (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

☆ آپ کے بال مبارک کانوں تک تھے—— (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ یضرب الی منکبیہ—— (حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ یبلغ الی کتفیہ او منکبیہ—— (ابی امثہ)

☆ مارایت من ذی لمۃ احسن منہ—— (ایک روایت)[3]

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا کہ ان روایات میں جمع کرنا یہ ہے کہ جو بال کان سے متصل ہو وہ شحمہ اذنین کو پہنچے گا۔ جو اس کے پیچھے رہے گا وہ منکبین کو لگے گا —— یہ اختلاف اوقات کی وجہ سے ہے—— چنانچہ جب بال کٹانے میں دیر ہوگی تو وہ منکب تک پہنچنے کی صورت ہے—— اور جب بالوں کی کٹائی سے اصلاح کر دی جائے تو یہ صورت شحمہ سے اوپر انصاف اذنین والی ہے—— لہٰذا اسی لحاظ سے آپ کے بال دراز یا کم ہوتے رہتے تھے۔

---

[1] روایت میں ان انفرقت عقیقہ کا لفظ بھی آیا ہے۔ صاد مہملہ کے ساتھ۔ اس کے بعد وہی شعر معقوص معنی ہوں گے۔ [2] سدل شعر سر کے بال رکھنے اور دراز حالت میں چھوڑنے کا نام ہے۔

[3] جمعہ' منکبین تک اتر آنے والے بالوں کو کہتے ہیں —— وفرہ سے مراد کان کی لو تک اترنے والے بال ہیں—— لمۃ' دونوں منکب کے درمیان رہنے والے بال ہیں۔

Marfat.com

حضرت ام ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے یہاں مکہ معظمہ تشریف لائے۔ آپ کے سر مبارک کے چار فدائر یعنی چوٹیاں تھیں''۔ [1]

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''اگر میں چاہتا تو شمار کرسکتا تھا سر میں جو تغیر شدہ بال تھے۔ آپ خضاب کا استعمال نہیں فرماتے تھے''

یہ بھی مسلم کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب نہیں کیا —— آپ کے عنفقہ میں کنپٹی اور سر کے متفرق حصوں میں تھوڑی سی سفیدی پائی گئی —— وفی الراس نبذ' نبذ یعنی متفرق طور پر چند مختصر بال ——

ایک اور روایت میں ہے:

ماشانہ اللہ ببیضآء قال الشیخ عبدالجلیل فی شعب الایمان فیما حکاہ عنہ الفاکھانی

آپ کے بڑھاپے کو واضح نہ ہونے دینے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر عورتیں بوڑھے پن کو پسند نہیں کرتیں —— اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چیز کو بھی مکروہ سمجھے وہ کافر ہوجاتا ہے —— نہایہ میں ہے کہ حدیث میں مکرر اس موقع پر بوڑھے پن کو عیب قرار دیا گیا اور وہ عیب نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ

''بڑھاپا وقار وعزت کی چیز ہے اور وہ نور ہے اور شیب مدروع''

شیب یعنی بوڑھے پن کے تعلق سے خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ عجیب بات ہے اور ان دونوں کو موافق بیان کرنا ممکن ہوسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماقحافہ کے سر کی جانب نظر فرمائی (مثل ثغامہ پرندہ کی مانند ہے) تو آپ نے اسے تغیر کرنے کا حکم دیا۔ آپ کو مذکورہ حالت پسند نہیں آئی۔ اسی بناء پر کہا: غیر والشیب —— پھر جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کی عادت ہوگئی ہے تو فرمانے لگے۔

''اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑھاپے کے عیب سے معیوب نہیں کیا''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محولہ بالا قول کی بنا پر ایسا فرمایا —— اسی رائے پر اپنے خیال کو محمول فرمایا۔ انہوں نے دوسری حدیث نہیں سنی ہوئی تھی اور احتمال صحیح ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی ناسخ ہوگی —— ان کے نزدیک ابو جحیفہ کی روایت ہے:

رایت رسول اللہ و ھذہ منہ بیضآء

راوی نے اپنی ایک انگلی زیریں لب کے بالوں پر رکھ کر بتایا۔ یعنی بالوں میں یہ مقام سفیدی کا تھا —— بیہقی نے حضرت

---

[1] غدائر کے معنی ہیں چوٹیاں —— اس کا واحد ہے غدیرہ

Marfat.com

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے:

ماشانه الله بالشيب......

کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو شیب کا عیب نہیں پہنچنے دیا''۔

آپ کے سر اور داڑھی مبارک میں صرف سترہ (۱۷) یا اٹھارہ (۱۸) سفید بال آئے تھے —— ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ۔

''آپ اس طرح ابیض تھے کہ سفیدی سیاہ بالوں کے ساتھ مخلوط تھی''۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے —— صحیحین میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زرد چیز کا خضاب کرتے ہیں —— ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کا شیب صرف بیس بال کی مقدار تھا —— ترمذی نے اسے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بھی روایت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ بوڑھے ہوئے''۔

آپ نے فرمایا:

''مجھے سورہ ہود، واقعہ، والمرسلات، عم يتسالون اور اذا الشمس كورت نے بوڑھا کیا ہے''۔

ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''لم يكن في راسه —— واراهن الدهن یعنی نبی کریم کے سر میں سفیدی نہیں مگر تالو کے پاس چند بال، جب تیل لگاتے تیل ان بالوں کو چھپا لیتا''۔

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

داڑھی مبارک:

''مہ کو گھیرے'' ہوئے ''سنہری کرن'' — یا ''لب جو'' ہے خورشید پہ توفگن
''موج دریا رواں'' ہے ''کنار چمن'' — ''خط کی گرد دہن وہ دل آراء پھبن
سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی داڑھی مبارک میں چند بال سفید تھے —— مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔

''بڑھاپا نظر نہیں آتا تھا مگر بہت تھوڑا یعنی لم ير من الشيب الا قليلا

Marfat.com

بیہقی ہے میں ہے کہ آپ اسود لحیہ تھے- داڑھی کے خوبصورت بال تھے۔

کیوں نہ ملت کا ہر زخم ہو مندمل کیوں نہ پائے سکوں خاطر مضمحل
ہر جراحت بنی صحت مستقل ریش خوش معتدل' مرہم ریش دل
ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا آپ نے داڑھی کا خضاب فرمایا یا نہیں ــــ

☆ اکثر علماء نے اسے ممنوع قرار دیا ہے ــــ (قاضی عیاض' امام مالک)

مختار و مذہب یہ ہے کہ

☆ آپ نے داڑھی کا خضاب کیا لیکن اکثر عادت خضاب نہ کرنے کی رہی (نووی)

لہٰذا جس نے جس طرح سے دیکھا' اسی طرح روایت کیا' اور اپنے بیان روایت کی صحت پر قابل تسلیم ہیں۔ اور یہ تاویل متعین کے مماثل ہے ــــ صحیحین میں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''اس کا ترک صحیح نہیں اور مقدار شیب میں اختلاف کے باعث تاویل نہیں کی جا سکتی۔''

مقدار شیب کے متعلق دونوں روایتوں میں موافقت کہ شیب تھوڑی مقدار میں پایا گیا:

☆ جس نے شیب ثابت کیا، اس نے اس مقدار کو ثابت کیا۔

☆ جس نے نفی شیب کیا، اس نے کثیر عدم شیب مراد لیا، جیسا کہ دوسری روایت میں آیا:

لم یرمن الشیب الاقلیلا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوط شیب کے ساتھ سر کے اگلے حصے اور داڑھی میں اور تدہین فرماتے، تو شیب ظاہر نہیں ہوتا تھا ــــ اور جب آپ سر کے بال کھول دیتے تو شیب نظر آ جاتا تھا۔ آپ کثیر شعر لحیہ تھے۔''

اسے مسلم ونسائی نے روایت کیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

''آپ سر کی تدہین اور داڑھی میں زیادہ کنگھی کرنے کے عادی تھے۔''

امام بغوی نے اسے شرح سنہ میں روایت کیا ــــ ابن ابی ہالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصف میں کہا ہے:

ما بین اللبہ والشرہ بشعر یجری کالحط عادی الثدیین مما سوی ذلک اشعرا الذراعین والمنکبین واعالی الصدر......

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ایک حجام حلق راس میں مشغول ہے۔ صحابہ آپ کے گرد گشت لگا رہے ہیں۔ وہ تمام اس کوشش میں ہیں کہ آپ کا کوئی بال نیچے نہ گرنے پائے ــــ کوئی نہ کوئی شخص اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے۔''

اس حدیث کو مسلم نے روایت ــــ کیا۔ حجتہ الوداع کے بیان میں عنقریب حلق راس کا قصہ آئے گا ــــ مناسک حج وغیرہ کے علاوہ اوقات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلق سر مبارک کہیں بیان نہیں ہوا۔

سر کے بال باقی رکھنا سنت پر عمل ہے ــــ معلوم ہونے پر جو شخص اس کا منکر ہوگا، اسے باادب بنانا واجب ہے ــــ جس شخص کے لیے ممکن نہ ہو کہ سر پر بال باقی رکھ سکے اس کے لیے سر مونڈھنا مباح ہے۔

مکہ شریف میں ماہ ذیقعدہ ۸۹۷ھ میں مرشدی شیخ احمد نے اعلان کیا تھا کہ وہ بال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ ان کے پاس میں نے اس کی زیارت کی۔

صحبة المقام المقرى خليل العباسی والی الله احسانه عليه

امام التعبیر محمد بن سیرین نے کہا کہ میں نے عبیدہ سے کہا:

''ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال کے آثار مبارک ہیں ــــ اسے ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے عزیزوں کی طرف سے حاصل کیا۔''

عبیدہ نے کہا:

''میرے پاس اس میں سے اگر ایک بال ہوتو میں اسے ساری دنیا کی دولت سے بڑھ کر سمجھوں گا۔''

اسے بخاری نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا۔ اور یہ کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی لیتے تھے عرض سے اور طول سے'' ــــ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مونچھ کو کترتے تھے۔''

زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے:

''حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مونچھ کے بال نہ کترائے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

صحیح میں حدیث پاک ہے:

''مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو زیادہ چھوڑو اور مونچھ کو کم کرو۔''

مونچھ کے بال کترنے کی کیا صورت ہو۔ اس میں اختلاف روایت ہے کہ مونچھ کو منڈاھنا افضل ہے یا کترانا!

☆ مونچھ کے بال اس مقدار میں لیے جائیں گے کہ لب نظر آئیں ــــ (موطا)

☆ مونچھ کے بال مبالغہ کے ساتھ لیے جائیں اور داڑھی بخوبی چھوڑی جائے ــــ اخفاء شارب سرے سے مونڈھنا

Marfat.com

نہیں ہے۔ جو شخص مونچھ منڈائے، اسے سزا دی جائے —— (ابن عبدالحکیم کی مالک سے روایت)

☆ مونچھ منڈانا بدعت ہے —— اس کے اس فعل پر تکلیف کی مار ماری جائے گی —— (اشہب)

☆ مونچھ کترنے میں پسندیدہ تصور ہوا ہے۔ مونچھ کے بالوں کو کترا جائے حتیٰ کہ ہونٹ کا کنارہ نظر آئے —— بالوں کی جڑ سے تحفیہ نہ کرے —— (امام نووی)

☆ ہم کو اس میں کوئی نص نہیں ملی۔ مزنی اور ربیع مونچھ کے بال مبالغہ کے ساتھ لیتے تھے —— امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صاحبین کا قول بال اور مونچھ دونوں میں قصر کی نسبت یہ خوبی بال کترنا افضل صورت ہے —— (امام طحاوی)

☆ امام احمد بن حنبل مونچھ کا شدید احفا کرتے ہیں —— (اثرم)

مونچھ کے کترنے کی کیفیت میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ شارب کے دونوں بازو کے بال بھی لیے جائیں یا سبالین کو چھوڑا جائے جیسا کہ اکثر لوگوں کا فعل ہے۔[1]

☆ سبالین کو چھوڑ رکھنے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لوگوں نے بھی کیا ہے —— کیونکہ ایسا کرنے سے منہ نہیں ڈھنپتا —— منہ میں کھانا جانے کی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ کیونکہ سبال وہاں تک نہیں پہنچتا —— (امام غزالی)

☆ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم حج اور عمرہ کے سوا اور اوقات میں بھی سبال کو کم کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

☆ بعض اہل علم نے اسے مکروہ قرار دیا۔ اس لیے کہ اس میں عجمی لوگوں کی مشابہت پائی جاتی ہے —— بلکہ مجوس اور اہل کتاب کے ساتھ مشابہ ہونے کا احتمال ظاہر ہوتا ہے۔

یہ خیال صحیح رائے سے قریب تو معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث کی بنا پر جسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے، انہوں نے کہا:

''حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مجوس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ سبال رکھنے کو بہتر سمجھتے ہیں۔ داڑھی منڈایا کرتے ہیں —— لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔

آپ نے خود اس پر عمل کیا ہے کہ سبال قطع کرتے تھے جیسا کہ بکرے اور مینڈھے کے جسم کے بال کتر دیے جاتے ہیں۔''

مسند امام احمد میں ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اہل کتاب اپنی داڑھیوں کو قطع کیا کرتے ہیں۔ اور مونچھ کے دونوں بازو خوب بڑے

---

[1] مونچھ کے دونوں بازو کو سبالین کہتے ہیں۔

Marfat.com

بڑے رکھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

قصوا سبالکم رد فروا عثانینکم.....

''اور مخالفت کرو اہل کتاب کی۔'' **عثانین**۔ عین مہملہ، ثاء مثلثہ و تکرار نون سے ہے۔ اس کا مطلب ہے داڑھی ——— شرح تقریب رسانیہ میں یہ لفظ آیا ہے۔

زیر ناف بال مبارک:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب زیر ناف بال بڑھ جاتے تو آپ چونہ نہیں لگاتے تھے بلکہ انہیں منڈاتے تھے ——— لیکن اس روایت کی سند ضعیف ہے ——— ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت جس کے رجال ثقہ ہیں، ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کو پیش کیا ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طلا کرتے تو عانہ (شرم گاہ کے بال) سے شروع کرتے اور اسے چونے کا طلا دیتے ——— آپ کے تمام جسم کو آپ کے اہل طلا کرتے۔''

وہ حدیث جو کہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جحفہ کے حمام میں داخل ہوئے تھے ——— وہ حدیث موضوع ہے۔ جسے حافظ ابن کثیر نے پیش کیا، بلکہ قوم عرب کو بلاد عرب میں یہ تک معلوم نہیں تھا کہ حمام کیا چیز ہے ——— اس کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہوا۔

ناخن مبارک:

بیہقی نے مرسل ابی جعفر باقر کی روایت کو بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مونچھ اور ناخن لینے کے لیے جمعہ کا دن پسند فرماتے تھے۔''

اس روایت کی شاہد دوسری روایت بھی ہے جو حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصل ہے لیکن سند ضعیف ہے، اسے بھی بیہقی نے شعب میں نقل کیا۔ اس خصوص میں امام احمد سے پوچھا گیا تو کہا:

''زوال کے وقت سے پہلے تک جمعہ کا دن مسنون ہے۔''

پنج شنبہ کی روایت بھی احمد سے آئی ہے ——— حافظ ابوالفضل ابن حجر نے کہا:

''یہی وہ لائق اعتماد بات ہے کہ ضرورت کے لحاظ سے مستحب قرار دیا جائے۔ لیکن حدیث سے ناخن کترنے کے استحباب میں جمعرات کا دن ثابت نہیں ہوا۔ اور اس کی کیفیت میں بھی کوئی چیز ثابت نہیں ہے اور نہ اس کام کے لیے کوئی دن مقرر کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔''

اور وہ عمل جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا اور اس کے اشعار میں پھر ابن حجر سے اس کا حوالہ دیا گیا ——— امام سخاوی نے فرمایا:

Marfat.com

''یہ باطل ہے ناحق کی جو زائد چیز انگلیوں کے پوروں پر آ جاتی ہے، صرف اس کا ازالہ مقصود ہے —— اس میں میل جمع ہونے کی وجہ سے ناپاک سمجھا جاتا ہے اور کبھی انگلیوں میں پانی پہنچنے کو مانع ہونے کی حد تک پہنچ جاتا ہے حتیٰ کہ جس حصہ کی طہارت غسل میں واجب ہے کسی وقت یہ ناخنوں کا یہ میل اس کا بھی مانع ہو جائے گا۔''

اصحاب شافعی نے اس کے دو وجوہ بیان کیے —— ایک یہ کہ اس صورت میں وضو صحیح نہیں ہوتا —— متولی نے اس کا قطعی حکم کیا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے ''احیاء العلوم'' میں یہ بات قطعی بتائی ہے کہ اس قسم کی چیز کو معان کا درجہ حاصل ہے۔

عاصیوں کی بھلائی کے چمکے ہلال   قید غم سے رہائی کے چمکے ہلال
جلوۂ مصطفائی کے چمکے ہلال   عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

کنگھی، مسواک اور آئینہ مبارک:

معجم اوسط میں طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک اور کنگھی کو خود سے جدا نہیں ہونے دیتے تھے اور جب داڑھی کو کنگی فرماتے، آئینہ میں دیکھ لیا کرتے تھے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرمہ دانی تھی۔ اس سے آپ ہر رات تین دفع اس آنکھ میں اور تین دفعہ اس آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے۔''

اسے ابن ماجہ، ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا —— محمد بن علی کی روایت نسائی اور بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

''کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو استعمال کرتے تھے؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں مشک وعنبر کی تیز خوشبو!'' [1]

رفتار مبارک:

عرش جس خوبی رفتار کا پامال ہوا   دو قدم چل کے دکھا سرو خراماں ہم کو

[1] حالانکہ آپ کے بدن اطہر کی وہ مہک تھی کہ جس راہ سے آپ گزر جاتے۔ وہ راستے وہ فضائیں آپ کے گزر جانے کے باعث مہک مہک اٹھتے تھے --- آپ کا پسینہ مبارک خوشبو کے طور پر استعمال کرنے کی روایتیں ہیں ----

Marfat.com

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار مبارک روایت ہے:

''حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو قوت کی رفتار سے چلتے، گویا آپ کس یا وپر کے مقام سے نیچے کی سطح کی طرف چلے آ رہے ہیں۔''

اسے ترمذی نے روایت کیا۔ دیگر روایتیں ملاحظہ فرمائیں:

☆ اذا وطیٔ بقدمه وطیٔ بکلها —— (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروایت بزار)

☆ وما رایت احد......

یعنی ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز چلتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا، گویا کہ زمین خودبخود آپ کے پیروں تلے لپیٹی جا رہی ہے —— ہم آپ کے ساتھ چلنے میں مشقت اٹھاتے تھے، اور آپ پر کچھ بار نہیں ہوتا تھا۔'' (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بروایت ترمذی)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو تیز چلتے حتیٰ کہ آپ کے ساتھ پیچھے چلنے والے کو جلدی کرنا پڑتا تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پا سکتا تھا۔ (حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بروایت ابن سعد)

☆ جب آپ چلتے تو اطمینان کی چال چلتے جیسے کہ اعضاء کی قوت والا چلتا ہے کہ چلنے میں سستی کی حالت نہیں رہتی۔

☆ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو قوت سے پیر اٹھاتا تھا۔ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ اذا زال زال تقلعا...... ذریع المشیه .

یعنی آپ چلتے وقت پاؤں کو قوت سے اٹھاتے لیکن زمین پر نرمی سے رکھتے۔ آپ تیز رفتار تھے۔ جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی شخص بلندی کی جگہ سے نیچے کی طرف اتر رہا ہے —— (ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆ اذا زال زال قلعا [1]

☆ ایک اور حدیث کا مضمون بھی اسی مانند ہے:

کانما ینحط من صبب انحدار من الصبب تقلع من الارض .

ایک دوسرے کے قریب المعنی ہیں۔ اس سے مراد ثابت قدمی سے چلنے کی حالت پر عمل ہے —— اس حالت میں آپ سے استعجال اور مبادرت شدیدہ ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ آپ تیز چلنے والے تھے۔ یعنی قدم مبارک چلنے میں کافی فاصلہ پر پڑتا تھا۔

(ابن اثیر)

---

[1] قاف کے فتحہ اور ضمہ دونوں طرح سے روایت ہے۔ فتحہ سے یہ لفظ مصدر ہے بمعنی فاعل۔ اس صورت میں قالع معنی ہوں گے۔ یعنی زمین سے اپنا پیر قوت کے ساتھ اٹھانے والے۔'' اور ضمہ سے قاف کے یہ لفظ مصدر بھی ہوسکتا ہے اور اسم بھی۔ اس لحاظ سے بھی قلعا بالفتحہ کے ہی معنی ادا ہوتے ہیں۔

ہروی نے کہا کہ اس لفظ کو میں نے ''غریب الحدیث'' کی کتاب میں پڑھا۔ جو ابن انباری کی مصنفہ ہے کہ قلعا فتحہ قاف اور کسر لام سے ثابت ہے اور اسی طرح سے میں نے اس کو بخط ازہری تلفظ کیا۔

Marfat.com

ابن قیم نے کہا کہ: ''زمین سے پیر کا پورا اٹھنا'' تقلع کے معنی ہیں جیسا کہ منحط فی الصبب کی حالت ہوتی ہے—— پیر چلنے کی یہ مذکورہ صفت، عزیمت، ہمت اور بہادری کی صفات رکھنے والوں میں ہوتی ہے۔ اور یہ چلنے کے اعتدال کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اس سے اعضاء جسمانی کو زیادہ راحت ملتی ہے۔

لوگوں میں کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو قطعہ واحدہ بن کر چلتے ہیں۔ گویا کہ یہ چلنے والا آدمی لکڑی کا تخت ہے۔ اور وہ اسے اٹھائے ہوئے ہے۔ لیکن یہ چال مذموم متصور ہوئی ہے—— ایک دوسری طرح کا پیر چلنا یعنی دور دور قدم پھینک کر اچکتے ہوئے اونٹ کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بھی حالتِ مذموم ہے جو آدمی کی کم عقلی پر دلالت کرتی ہے—— خصوصاً چلتے وقت ادھر ادھر دیکھتے چلنے کی عادت خراب ہے۔

بعض مستند روایات سے ثابت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر چلنے والوں کی لوگوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت پیش کی۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نسلان قسم کی رفتار سے مدد حاصل کرو۔'' [1]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چلنا جس شان کا تھا، وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام آپ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور آپ ان کے پیچھے چلتے، اور فرماتے:

''ملائکہ کے لیے میرے پیچھے جگہ خالی رہنے دو۔''

عام سہولت کے لحاظ سے آپ اپنے اصحاب کے پیچھے بھی چلے ہیں، برابر بھی چلے ہیں، اکیلے اکیلے اور جماعت کے ساتھ بھی—— ایک مرتبہ ایک غزوہ میں آپ شریک رہے۔ آپ کی انگلی مجروح ہوئی اور اس سے خون جاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا:

''اے انگلی تو اللہ کے راستہ میں ہے، تو خون آلود ہو گئی۔ یہ تیرا مصیبت زدہ حال۔''

اس حدیث کو ابوداؤد نے بیان کیا۔

آپ کا سایہ:

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں کہ سارے جہاں پہ ہے سایہ تیرا

جب آپ دھوپ میں چلتے تو زمین پر آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ اور نہ اس وقت کہ جب آپ چاندنی کی روشنی میں چلتے۔ آپ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

ایک دوسرے شخص نے روایت کی ہے کہ آپ کی اس خصوصیت کا شاہد آپ کا کلام مبارک ہے جو دعا میں ہے:

واجلعنی نورا۔

---

[1] بہت آہستہ قسم سے دوڑتے چلنے کی رفتار کو نسلان کہتے ہیں۔ جس سے چلنے والے پر بار نہیں ہوتا۔

Marfat.com

آپ کی رنگت مبارک:

آپ کا چمکتا ہوا رنگ گورا تھا۔ جسے تمام اصحاب نے بیان کیا۔ مثلاً حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت ابوجحیفہ، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عباس، حضرت ابن ابی ہالہ، حضرت حسن بن علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ابوالطفیل اور محرش کعبی علیہ الرحمہا ہیں۔

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے　　جس کے ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے

جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے　　جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت بیاض کی ان سب حضرات کی موافقت میں آئی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

☆ لیس بیض امہق —— (بخاری شریف)

☆ ابیض ملیحا —— (شمائل ترمذی)

☆ ابیض ملیح الوجه —— (مسلم شریف)

☆ ماانسی شدة بیاض وجهه ومع سواد شعره —— (طبرانی)

یعنی "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سیاہ بالوں کے ساتھ گورے رنگ کو کبھی نہ بھولوں گا۔"

حضرت ابوطالب نے یوں منظوم اظہار خیال فرمایا:

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه　　ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

☆ آپ مشرب اللون تھے۔[1]

☆ ابیض مشرب بحمره .

☆ ازهر اللون . (مسلم شریف)

نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

بینا النبی صلی اللہ علیه و آلهٖ وسلم جالس بین اصحابه جاء رجل فقال ایکم ابن عبدالمطلب فقالو اهذا الامغزا المرتفق

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا: "تم میں ابن

---

[1] مشرب وہ شخص کہلاتا ہے جس کے گورے رنگ میں سرخی شامل ہو

[2] الامغز اس رنگ کے آدمی کو کہتے ہیں جس کے رنگ میں سرخی ہو۔ اور المرتفق کے معنی ہیں کہنی پر ٹیکا دیا ہوا آدمی۔

Marfat.com

عبدالمطلب کون شخص ہے؟''—— صحابہ نے کہا:
''یہ ہیں جن کا رنگ سرخی مائل ہے اور وہ کہنی پر ٹیکا دیے ہوئے ہیں۔''
بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لیس بلیض امھق کے بارے حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ روایت مروزی کے تابع داؤدی کے پاس اس طرح سے ہے:
امحق لیس بابیض—— جبکہ ابوحاتم وغیرہ کے پاس اسمر کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی علماء نے محض مشکل قرار دیا۔ اور یہ کہا کہ:
''اکثر یہ روایات متدافع ہیں اور بعض ممکن ہیں—— ان میں موافقت معنی کو ظاہر کیا جائے''۔
جیسے ابیض کی روایت ہے۔ اسے مشرب بالحمرہ کی اور ازہر کی روایت کے ساتھ موافق کیا جا سکتا ہے—— اور بعض روایات کا جمع ممکن نہیں ہے۔ جیسے:
ابیض شدید الوضح کو اسمر اللون کی روایت کے ساتھ ملایا نہیں جا سکتا۔
داؤدی نے امھق لیس بابیض کی روایت پر اعتراض کیا ہے اور یہ وہی روایت ہے جو کہ مروزی کی روایت کے متعلق تابع واقع ہوئی ہے۔
قاضی عیاض نے کہا کہ یہ روایت وہم راوی ہے۔ اسی طرح وہ روایت بھی وہم راوی ہے جس میں لیس بالابیض ولا الادم مذکور ہے، صحیح نہیں ہوسکتی۔
حافظ ابن حجر نے اسے لیس بجید کہا کیونکہ لیس بالابیض سے شدید الابیض مراد ہے۔ اور لیس بالادم سے الشدید الادم مقصود ہے۔
مطلب یہ ہے کہ آپ کی بیاض میں حمرۃ مخلوط تھی۔ اس قسم کے موقع پر عرب اسمر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اسی لیے حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں احمد اور بزار اور ابن مندہ کے پاس سند صحیح سے مذکور ہے:
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اسمر
بیہقی نے دلائل میں نعت نبی کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسرے طریق سے بیان کیا۔ چنانچہ کہا کہ:
''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابیض تھے۔ آپ کا رنگ بیاض مائل بہ گندم تھا۔''
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صفت نبوی میں مذکور ہے کہ:
''آپ جثہ اور جسامت کے اعتبار سے ایک درمیانی قسم کے آدمی تھے۔ آپ کی رنگت سرخی مائل سفیدی تھی۔''
امام احمد نے اسے روایت کیا۔ ان تمام روایات کو ملانے سے اب بخوبی یہ ظاہر ہے:
☆ سمرہ یعنی گندمی رنگ سے مراد گورا ہے۔

Marfat.com

☆ بیاض سے رنگ مراد ہے۔

☆ سرخی وہ جو بیاض سے مخلوط ہوئی ہو۔

☆ بیاض سے مقصود وہ سفیدی ہے جس میں سرخی شامل رہے۔

☆ جس بیاض میں حمرۃ شامل نہ ہو، اس رنگ کی نفی کی جا رہی ہے عرب قوم جسے پسند نہیں کرتی، اور اسے مھق کہا کرتے ہیں۔

امھق لیس بابیض مقلوب الفاظ میں جو روایت ثابت ہے اس کی توجیہہ اس طرح ممکن ہے کہ امھق سے مقصود اخضر اللون سبز رنگ ہے جو لغت میں غیر بیاض، غیر سمرہ، غیر حمرہ یعنی خالص سفید یا سرخ یا گندمی، آپ کے رنگ نہیں تھے۔

روایت ہے کہ پانی کی سبز کیفیت پر مھق کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس رویات کی تقدیر پر توجیہہ صحیح ہو جائے گی۔

ابوحنیفہ کا اس پر ابیض کا اطلاق کرنا اوپر گزر چکا ہے۔ اسی طرح مسلم و ترمذی میں ابوالطفیل کی حدیث ہے:

فجعلت انظر.......... حمارة .

یعنی میں آپ کی پنڈلی مبارک کو دیکھا کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی چمک آگ کی چنگاری کی طرح روشنی دے رہی ہے۔''

محرش کعبی علیہ الرحمہ کی حدیث قصہ عمرہ جعرانہ میں امام احمد نے روایت کی:

فنظرت الی ظھرہ کانھا سبیکة فضه

یعنی ''چمکتی ہوئی چاندی کی مانند آپ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا۔''

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

''کان شدید البیاض''

یعنی ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت گورے رنگ کے تھے۔''

اس روایت کو یعقوب بن سفیان بزار نے قوی سند سے پیش کیا۔

گزشتہ سطور کے مضمون کے ساتھ اس روایت کو جمع کیا جاسکتا ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ کہا جاتا ہے:

''آپ کا رنگ سرخی مائل ہونا، عمدہ گندمی رنگ ہونا یہ بات ہے کہ جیسے دھوپ اور ہوا کی وجہ سے دس بجے کے وقت کی روشنی بہت بھلی نظر آتی ہے — یہ بات آپ کے چہرۂ مبارک اور گردن کے رنگ کی بتائی گئی۔ اور لباس کے اندر کا جسم کامل قسم کا گورے رنگ کا تھا جسے ازہر کہا گیا ہے، اور ابیض کہتے ہیں۔''

یہ مباحث ابن ابی خیثمہ کے ہیں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے بعد درج کیا ہے — اوپر کے بیان سے زیادہ بسط کے ساتھ ان کے پاس یہ تقریر ہے — اور اس پر یہ عبارت

Marfat.com

زیادہ کی گئی ہے:

ولونه الذی لایشك فیه لابیض الازهر

اور کسی کا جو قول ذکر ہوا ہے، بیہقی نے اس کی تضعیف کی ہے کہ آفتاب کی شعاع آپ پر پڑنے کی حالت کو سمرۂ گندمی رنگ تعبیر کیا گیا۔ اس لیے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں تھی۔ سب سے زیادہ قریبی تعلق ہونے کی وجہ سے آپ کے کسی لازمی وصف کے خلاف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی چیز سے توصیف کریں، ایسا نہیں ہوسکتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ دھوپ میں رہے ہوں، ایسا تو نہیں ہے۔[1] ہاں اگر اس طرح کی توصیف کسی ایسے شخص سے ہوتی جو آپ کے پاس ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہو، اور وہ ملاقات دھوپ کے وقت میں ہوئی ہو تو اس سے سمرہ کا مطلب لینا ممکن تھا ــــ لیکن بہتر یہ ہے کہ سمرہ کے معنی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ میں اس سرخی پر محمول کیے جائے جو بیاض کو شامل ہو۔

تنبیہ واحتیاط بالایمان:

شفا شریف از قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون سے مذکور ہے کہ:

''جو شخص کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک سیاہ تھا، اسے قتل کیا جائے۔''

اور یہ امر اس کا مقتضی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے کسی ایک صفت میں بھی دروغ گوئی کرنے سے کفر ہوتا ہے ــــ اور کفر کے لیے قتل واجب کیا جاتا ہے۔ یہاں نفس شے اس طرح کی نہیں ہے بلکہ اسے سمجھنے کے لیے ایک ضمیمے کی ضرورت ہے جو ہمارے زیر بحث مضمون کے نقصان کو ظاہر کرنے والا ہو۔ جیسا کہ ہمارے اس مسئلہ میں ہے لہٰذا سیاہ رنگ جو ہے وہ مغفول ہے۔

خوشبو مبارک:

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے محسوس ہونے والی ہوا کی خوشبو اور آپ کا پسینہ اور فضلات کی کیا خصوصیت تھی تو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی جلد اطہر سے خوشبو ظاہر ہونا، رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت تھی۔ اگرچہ آپ عطر کا استعمال نہ کریں۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے   بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے   (رضا)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے:

''میں نے کبھی کسی ہوا کو نہ مشک وعنبر کو نہیں سونگھا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوا سے بہتر ہو۔''

---

[1] اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ دھوپ میں آپ پر بادل سایہ کرتا تھا۔ پھر دھوپ سے رنگت مبارک میں تغیر کیونکر ممکن ہے؟ ــــ طاہر

Marfat.com

اسے امام احمد نے روایت کیا — بخاری شریف میں ان الفاظ سے روایت ہے:

''نہیں سونگھا میں نے، نہ مشک کو نہ عنبر کو، جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بو سے بہتر ہو۔''

امام ترمذی کی حدیث میں اس طرح سے ہے:

''میں نے کبھی نہیں سونگھا مشک وعطر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک سے بہتر خوشبو کا ہو۔''

ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد سلمی سے روایت ہے کہ عتبہ کے پاس ہم چار عورتیں تھیں — ہر ایک کی کوشش ہوتی تھی کہ سب سے اچھی خوشبو استعمال کرے۔ جبکہ عتبہ صرف داڑھی کی تدہین (لگانا، ملنا) کیا کرتے تھے۔ ان کی خوشبو ہم سب سے بہتر رہتی تھی۔ جب عتبہ باہر نکلتے تو لوگوں میں تعریف ہوتی کہ عتبہ سب سے بہتر عطر استعمال کرتے ہیں — میں نے ایک دن عتبہ سے کہا:

''ہم کوشش کرتے ہیں کہ بہترین خوشبو کا استعمال کریں۔ لیکن آپ ہم سے بڑھ جاتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟''

انہوں نے کہا:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کیچڑ میں گر گیا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔ میں کپڑے اتار کر سامنے بیٹھ گیا۔ البتہ شرم گاہ کو کپڑے سے ڈھانپ لیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ دم کیے اور میری پیٹھ پر مسح فرمایا تھا اور پیٹ پر بھی۔ اس دن سے میرے اندر یہ خوشبو بھڑک اٹھی ہے۔''

معجم صغیر میں طبرانی نے اسے روایت کیا ہے۔ ابویعلی اور طبرانی نے ایک شخص کا قصہ بیان کیا ہے جس کے پاس اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا، اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہی تھی۔

آپ نے اس شخص کے ہاتھ ایک شیشی منگوائی۔ اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈالا اور اس شخص کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

''اپنی بیٹی کو حکم دے کہ یہ خوشبو استعمال کرے۔''

جب کبھی وہ اس خوشبو کو لگایا کرتی تو اس خوشبو سے مدینہ کے تمام در و دیوار سرشار ہو جایا کرتے۔ اس آدمی کے خاندان کو بیت المطیبین سے نامزد کیا گیا۔

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ — مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دلہن پھول (رضا)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر چند خاص صفات تھیں:

☆ آپ جس راستہ سے گزرتے، آپ کے بعد اس راستہ سے جو شخص بھی گزرتا، اسے معلوم ہو جاتا کہ اس راہ سے آپ کا گزر ہوا ہے۔ آپ کے پسینہ کی خوشبو اور ذات اقدس کی عطریت کی وجہ سے راہگیر اسے محسوس کر لیتا۔

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر — رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

Marfat.com

☆ آپ کا گزر کسی پتھر کے نزدیک ہوتا تو پتھر آپ کو سجدہ کرتا۔ (بروایت دارمی، بیہقی، نعیمی)

تعریف اللہ پاک ہی کے لائق ہے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

فلو ان رکبا یمموك لقادهم　　نسیمك حتی یستبدل به الرکب

یعنی ''اگر لوگ آپ کا ارادہ کریں تو ذات اقدس کی خوشبو کی مہک ان کو راستہ سے لے جاسکتی ہے۔ حتیٰ کہ راہ گیر آپ کے اس راستہ پر گزرنے کا پتا لگا لیتے ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں جب آپ کا گزر ہوتا تو لوگ اس راستہ میں آپ کی خوشبو کو معلوم کرتے، اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستہ پر گزرے۔''

اسے ابویعلیٰ اور بزار نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ قائل نے کیا بہتر بیان کیا ہے۔

یروح علیٰ غیر الطریق اللتی عذا　　علیها فلا یهیٰ علاه نهایة

''آپ جو راستہ چلے ہوں، اس کے خلاف کوئی نادان شخص اپنے لیے راہ اختیار کرے تو آپ کی بلند مرتبہ شخصیت آپ کے راستہ کے متعین کو زجر (ملامت) نہیں فرماتی۔''

''آپ کے عطر کی ہوا ایسے لائق زجر و توبیخ (لعنت ملامت) آدمی کو بھی راحت و سکون کا بروقت فائدہ پہنچاتی — چنانچہ اس آدمی کے راستے سرکار کی نہایت ہی خوش گوار خوشبو کی وجہ سے پسندیدہ اور خوش گوار ہو جاتے۔''

تروح له الارواح حیث تنسمت　　لحا سحرا من حبه نسماته

''جس طرف محبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جادو اثر ہوائیں چلتی ہیں اس جگہ نفوس انسانی کی ارواح رحلت کے بعد حاضر خدمت ہوتی ہیں۔''

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں　　جس راہ چل گئے ہیں، کوچے بسا دیے ہیں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک سب سے زیادہ خوب صورت تھا — اور سب سے زیادہ نورانی رنگ آپ کا تھا۔ اس کا وصف جب بھی کوئی شخص بیان کرے، چہرۂ مبارک کو چودھویں رات کے چاند کے مشابہ قرار دے گا — چہرۂ مبارک میں موتی کی مانند آپ پسینہ اطہر کے قطرات چمکتے نظر آتے تھے۔ جو اذفر اور مشک سے بھی عمدہ قسم کی خوبو سے مزین ہوتے۔''

اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

مصحف نور پر آپ زر کا ورق　　یا کف حور پر موتیوں کا طبق

Marfat.com

من دانی میں ہے قد اژی کی رمق شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آپ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ تھوڑی دیر کے بعد استراحت خواب فرمایا۔ نیند کے دوران آپ کو پسینہ آیا۔ میری ماں ایک شیشی لے آئیں اور اس میں آپ کا پسینہ مبارک لے لیا۔ اس دوران آپ نیند سے بیدار ہو گئے اور فرمایا:

''اے ام سلیم! تم یہ کیا کرتی ہو؟''

عرض کیا:

''یہ آپ کا پسینہ ہے۔ اسے ہم اپنی خوشبو بناتے ہیں اور وہ سب سے بہتر عطر ہے۔''

اس کی مسلم نے روایت کی۔ مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلیم کے گھر جایا کرتے تھے۔ ان کے بستر پر سو جاتے اور وہ اپنے گھر میں نہیں ہوتی تھیں۔ ایک روز آپ آئے اور ان کے بستر پر سو رہے۔ وہ آئیں تو ان سے کہا گیا کہ تمہارے مکان میں تمہارے فرش پر نبی اللہ سوئے ہیں — اس وقت تک نیند میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آ گیا تھا۔ آپ نے چمڑے کے ٹکڑے سے پسینہ پونچھ کر وہ ٹکڑے فرش پر رکھ چھوڑے تھے — حضرت ام سلیم نے اپنا قلم دان کھولا اور اس پسینہ کو پونچھ کر اپنی شیشی میں نچوڑنے لگیں — دفعتاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے گھبرائے ہوئے پوچھا:

''اے ام سلیم! تم یہ کیا کرتی ہو؟''

انہوں نے عرض کیا:

''ہم اپنے بچوں کے لیے اس کی برکت کے خواہش مند ہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔''

تنقید:

یہ قلم دان کی طرح چھوٹا صندوق ہوتا ہے جس میں عورتیں اپنی ضرورت کی عزیز چیزیں اس میں رکھ لیا کرتی ہیں۔ لیکن یہ روایت کہ گلاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک یا براق کے پسینہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے بارے احادیث کے بارے امام سخاوی نے کہا کہ یہ صحیح نہیں۔

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔ ابن عساکر نے بھی مسند فردوس میں ایسا ہی کہا ہے یعنی:

اورد الابیض خلق من عرقی ......

یعنی ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

☆ سفید گلاب میرے پسینہ سے معراج کی رات پیدا ہوا۔

☆ سرخ گلاب حضرت جبریل علیہ السلام کے پسینہ سے پیدا کیا گیا۔

☆ زرد گلاب براق کے پسینہ سے پیدا کیا گیا۔"

اسے مکی بن بندار زنجانی کے طریق سے روایت کیا گیا۔[1]

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے، انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں، انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب معراج میں آسمانوں کی سیر اکرائی گئی تو میری دوری کی وجہ سے زمین روئی — چنانچہ زمین کے نبات سے اللصف کی نبات پیدا ہوئی۔ پھر جب میں معراج کی سیر سے واپس ہوا تو میرے پسینے کا قطرہ زمین پر گرا، اس سے سرخ گلاب پیدا ہوا۔ جسے منظور ہو کہ میری (خوش) بو سونگھے، اسے سرخ گلاب سونگھنا چاہیے۔"

پھر ابوالفرج نہروانی نے کہا:

"اللصف الکبر ۔یہ حدیث (خبر) جس بزرگی کا پتا دیتی ہے وہ بہت میں سے تھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس قدر اکرام و مراتب عالیہ سے سرفراز فرمایا وہ آپ کا مقام عالی ہے۔ جو آپ کی فضیلت اور آپ کے رفیع المرتبت ہونے پر دال ہے۔"

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رخسار مبارک کو میرے ہاتھوں سے مسح فرمایا۔ میرے ہاتھ کو برودت اور ٹھنڈک محسوس ہوئی اور خوشبو گویا کہ اسے عطار کی تھیلی سے باہر نکالا۔"

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا ایک اور صحابی نے فرمایا:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک عطر سے مس کرے یا نہ کرے۔ آپ سے مصافحہ کرنے والا آدمی سارا

---

[1] یعنی حسن بن علی بن عبدالواحد قرشی نے ہم سے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے ہشام بن عمار نے زہری سے حدیث بیان کی اور زہری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے مرفوعاً روایت کیا۔ ثم قال قال ابومسعود حدث به ابو عبداللہ حاکم نے اس حدیث کو ایک شخص سے روایت کیا اور اس شخص کی روایت مکی سے ہے۔ مکی اس حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہے۔

اسی حدیث کو ابوالحسین بن فارس لغوی نے الرحیان والراح له میں مکی سے روایت کیا — مکی ان لوگوں میں سے ہے جن کو دارقطنی نے متہم قرار دیا ہے اور وضع کی علت بیان کیا۔ یہ حدیث مکی کے طریق سے ثابت ہونے کے علاوہ ایک دوسرے طریق سے اس کا ثبوت ہے — ابوالفرج نہروانی اس کا روای ہے۔ جلیس صالح کی قسم خامس و تسعین میں به طریق محمد بن عنبسه بن حماد که حدثنا ابی عن جعفر..... یعنی محمد سے ان کے والد عنبسہ نے حدیث بیان کی بروایت جعفر بن سلیمان اور وہ بروایت مالک بن دینار اور مالک بن دینار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا۔

Marfat.com

دن آپ کے کف دست کی خوشبو محسوس کرتا رہتا تھا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تھے تو وہ بچہ دوسرے بچوں میں دست مبارک کی خوشبو کے اثر سے پہچان لیا جاتا تھا۔''

آپ کے فضلات مبارک (جونۃ العطار)[1] :

مولفین شمائل کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ضرورت کو جانے کی حاجت ہوتی تو زمین شق ہوتی اور آپ کے پیشاب اور فضلہ کو نگل جاتی اور اس جگہ خوشبو مہکتی تھی۔

کسی اور شخص نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ کبھی کوئی آدمی اس بات پر مطلع نہ ہو سکا کہ آپ کا جو بول و براز خارج ہوتا تو وہ کیا چیز ہوتی تھی۔

محمد ابن سعد نے سند کے ساتھ بیان کیا جیسا کہ ''شفاء شریف'' کے بعض نسخوں میں موجود ہے۔ جسے اہل علم نے کہا کہ یہ روایت نہیں ہے اور نہ ہی ابن جبیر کی اصل کے حواشی سے اس کا تعلق ہے بلکہ کس یاور شخص کے حواشی میں مذکور ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

''آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ بیت الخلا جاتے ہیں تو آپ سے خارج ہونے والی کوئی اذی کی چیز ہم نہیں دیکھتے۔''

آپ نے فرمایا:

''اے عائشہ! **وما علمت ان الارض یاکل شیٔ خرج من الانبیا** ۔

کیا تمھیں معلوم نہیں کہ انبیاء سے جو چیز خارج ہوتی ہے، اسے زمین نگل جایا کرتی ہے۔''

کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ:

''میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا۔ جب آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا تو میں نے غور کیا۔ آپ ایک جگہ تشریف لے گئے۔ جب آپ ضرورت سے فارغ ہوئے تو میں اس جگہ پر گیا۔ جہاں سے آپ لوٹے تھے۔ وہاں میں نے کوئی اثر نہیں پایا پاخانہ کا نہ پیشاب کا۔ اس جگہ مجھے تین ڈھیلے نظر آئے۔ میں نے ان ڈھیلوں کو لے لیا۔ ان میں عمدہ قسم کی خوشبو تھی اور عطر کی بو۔''

خطیب قسطلانی کہتے ہیں کہ حافظ عبدالغنی مقدسی سے کسی نے پوچھا:

''کیا ایسی کوئی روایت ہے کہ فضلہ کہ جو چیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن سے نکلتی تھی اسے زمین نگل جایا کرتی

---

[1] جونۃ العطار ۔ بہ ضم جیم و ہمزہ...... جیم کے ضمہ اس کے بعد ہمزہ سے ہے۔ تخفیف ہمزہ یعنی واؤ سے بھی جائز ہے — یہ گول شیشی نما ڈبیہ ہوتی ہے۔ جس کے چمڑے سے ڈھکن بنا دیا جائے — بحوالہ علم تاریخ از قاضی عیاض علیہ الرحمہ

Marfat.com

تھی۔"

ملاذی نے کہا:

"اس کی روایت غریب اور نادار طریقہ پر آئی ہے اور ظاہر حال اس کا موئید ہے — واقعہ یہ ہے کہ کسی نے بھی بیان نہیں کیا کہ کسی صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلہ کو دیکھا اور نہ اسے ذکر کیا لیکن آپ کے پیشاب کا تو بہت سارے لوگوں کو مشاہدہ ہو۔ اور آپ کی رازدان حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس کا مشاہدہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

بیہقی نے ابوالحسن بن بشر سے روایت کی جو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو میں آپ کے پیچھے جاتی تھی۔ میں کچھ نہیں دیکھتی تھی سوائے اس کہ خوشبو یعنی رائحة الطیب میں سونگھا کرتی تھی۔ پھر میں نے سرکار سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

"اے عائشہ تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے جسم اہل جنت کی ارواح کی طبیعت پر نشوونما پائے ہیں۔ جو چیز اس سے خارج ہوتی ہے، زمین اسے کھا لیتی ہے۔"

آپ کے خون مبارک سے تبرک:

مستدرک میں حاکم نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول اور آپ کے خون سے تبرک حاصل کیا جاتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"قریش کے ایک لڑکے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پچھنے لگائے فارغ ہوا تو اس خون کو لے کر دیوار کے پیچھے چلا گیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا کوئی نہ پایا تو اس نے نبی کریم کے خون کو چاٹ لیا۔ اس سے فارغ ہو کر سامنے آیا تو نبی کریم نے اس کے چہرہ کو دیکھا اور فرمایا:

"افسوس تم نے خون کو کیا کیا؟"

لڑکے نے کہا: "دیوار کے پیچھے اسے غائب کر دیا۔"

آپ نے فرمایا:

"کس جگہ اسے غائب کر دیا ہے۔"

لڑکے نے کہا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے بے ادبی خیال کیا کہ میں آپ کے خون کو زمین میں بہا ڈالوں، لہٰذا میرے پیٹ میں ہے۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:

"جا تو نے خود کو دوزخ کی آگ سے محفوظ کر لیا۔"

Marfat.com

سنن سعید بن منصور میں عمرو بن السائب کے طریق سے یہ روایت پہنچی کہ:

''حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے والد ''مالک'' نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زخم کو چوس لیا تھا جبکہ آپ زخمی ہوئے تھے۔ انہوں نے زخم کو اس قدر چوسا کہ پاک صاف کر دیا اور جلد کا گورا رنگ نظر آنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ منہ سے نکالو تو کہنے لگے: ''خدا کی قسم! اسے ہرگز نہ تھوکوں گا۔''

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملنے آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس کسی کو منظور ہو جنتی آدمی کو دیکھنا تو وہ اس شخص کو دیکھے۔''

پھر حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت کا درجہ پایا اور وہ شہید ہوئے۔

بزار، طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے روایت کی جسے ابونعیم نے ''حلیہ'' میں پیش کیا۔ عامر بن عبداللہ بن الزبیر عن ابیہ کی حدیث کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجامت کے ذریعے خون خارج کیا اور مجھے وہ خون دے کر فرمایا:

''اسے غائب کر دو۔ جاؤ!''

چنانچہ میں گیا اور اسے پی لیا۔ پھر حاضر خدمت ہوا تو آپ نے پوچھا:

''تم نے کیا کیا؟'' —— میں نے کہا۔ ''غائب کر آیا ہوں —'' فرمایا۔ ''شاید تو نے پی لیا ہوگا ——'' میں نے کہا۔ ''ہاں پی آیا ہوں۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ:

میں نے کہا:

''سب سے زیادہ مخفی جگہ سے میں اسے جگہ میں رکھ آیا ہوں جعلته فی اخفیٰ مکان (لڑکے نے شاید لوگوں سے خوف کیا ہوگا) —— رسول عربی نے فرمایا:

''شاید تم نے پی لیا ہے؟'' لڑکے نے کہا: ''ہاں میں نے پی لیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''افسوس ہے تجھ پر لوگوں کی طرف سے —— اور افسوس ہے لوگوں پر تیری وجہ سے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لڑکے سے فرمایا:

''اس فعل پر تجھے کس نے آمادہ کیا؟''

لڑکے نے کہا:

Marfat.com

''مجھے معلوم تھا کہ آپ کے خون تک آگ نہیں پہنچ سکتی۔ لہٰذا میں نے اسی وجہ سے اسے پی لیا۔''

آپ نے فرمایا:

ویل لک من الناس

دار قطنی کے پاس اس حدیث سے مماثل حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث آئی ہے۔ اس میں ولا تمسک النار کے الفاظ بھی ہیں۔ یعنی ''تجھے آگ نہیں جلائے گی۔''

کتاب ''جوہر مکنون'' میں قبائل اور بطون کے بیان میں آیا ہے کہ:

''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کو پی لیا تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو نکل کر پھیلنے لگی اور یہ مہک آپ کے منہ میں ہمیشہ کے لیے قائم ہوگئی تھی حتیٰ کہ آپ کو سولی دی گئی۔''

آپ کا بول یعنی پیشاب مبارک:

حاکم، دار قطنی، طبرانی اور ابو نعیم نے ابو مالک نخعی کی حدیث اسود بن قیس کی روایت میں بیان کیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں نیند سے بیدار ہوئے۔ آپ نے مکان کے بازو کی ایک جانب پیالے میں پیشاب کیا —— حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''میں بڑی رات کے وقت نیند سے جاگی اور مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ میں نے اس پیالے کو دیکھا، اور جو کچھ اس میں تھا میں نے اسے بے خبر پی لیا —— جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ام ایمن اٹھو اس پیالے میں کیا ہے اسے پھینک دو۔''

میں نے عرض کیا:

''خدا کی قسم اس پیالے میں جو کچھ تھا میں نے اسے پی لیا ہے۔''

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ کے منہ کے کچھ پچھلے حصہ کے داڑھ ظاہر ہوئے، پھر فرمایا:

''واللہ تیرے پیٹ کو بھوک کی تکلیف نہ ہوگی۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے اور اسے تخت کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ پھر وہ پیالہ خود بخود خالی ہو جایا کرتا تھا۔ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک خادمہ جس کا نام برکت تھا اور وہ ارض حبشہ سے آئی تھی۔ اس سے پوچھا کہ اس پیالے میں پیشاب تھا وہ کہاں ہے؟ —— اس نے کہا۔ ''اسے تو میں پی چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا:

''ام یوسف! تیرے لیے صحت ہے۔''

چنانچہ وہ عورت مرتے دم تک بیمار نہیں ہوئی۔ مرض موت آیا، اس میں اس کا انتقال ہوا۔ اس واقعہ کو ابوداؤد نے ابن جریج

Marfat.com

عن حکیمہ عن امہا امیمہ بنت رقیقہ کی سند سے روایت کیا ہے اور ابن دحیہ نے اسے صحیح کیا۔ اس طور پر یہ دو قصے ہیں جو علیحدہ علیحدہ عورتوں کے ہیں۔

یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ برکت ام یوسف، ام ایمن کی برکت نامی عورت کے سوا دوسری عورت ہے۔ اور یہی وہ رائے ہے جس کی طرف شیخ بلقینی کا میلان ہے —— ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشاب اور خون کے پاک ہونے پر دلالت ہے —— ''شرح المہذب'' میں نووی نے کہا ہے کہ اور استدلال کیا ہے کہ:

''جو شخص دو معروف و مشہور حدیثوں سے ان دونوں چیزوں کے پاک ہونے کا قائل ہے:

☆ ابو طیبہ حجام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے لگائے اور آپ کا خون پی لیا —— اس پر انکار نہیں کیا گیا۔

☆ ایک عورت نے آپ کا پیشاب پی لیا —— اس پر بھی کسی نے انکار نہیں کیا۔

حدیث ابو طیبہ ضعیف ہے اور پیشاب پینے کی حدیث صحیح کو دارقطنی نے روایت کیا اور اسے حسن صحیح بتایا —— اس قدر مضمون مذکورہ تمام قیاسی زائد امور کے لیے استدلال میں کافی ہے —— پھر دارقطنی نے کہا کہ قاضی حسین نے کہا ہے کہ صحیح ترین بات تمام چیزوں کی طہارت کو قطعی سمجھتا ہے۔''

حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا جیسا کہ عینی اور ابو طیبہ کا قول ہے —— ابو طیبہ نافع ہیں —— پیشہ حجام ہے —— اور محیصہ کے آزاد کردہ غلام ہیں —— اور محیصہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔

ابن حجر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضلہ چیزوں کو طاہر اور پاک ماننے پر کثرت سے دلائل پیش ہو چکے ہیں اور آئمہ دین نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات میں تسلیم کیا ہے۔

بعض آئمہ نے کہا کہ اس خصوصیت میں وہ راز چھپا ہوا ہے کہ جو اس واقعہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ دو فرشتوں نے آپ کے شکم مبارک کو (آب زم زم سے) غسل دیا ہے —— واللہ تعالیٰ اعلم!

قضائے حاجت کا نبوی طریق کار:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قضائے حاجت سے متعلق عادت شریف کیا تھی۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ابو عوانہ نے روایت کی ہے اسے حاکم نے بھی بیان کیا ہے:

مابال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قائمه منذ انزل علیه القرآن

یعنی ''حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزول قرآن کے آغاز سے آخر زمانہ تک کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔''

نسائی اور ابن ماجہ میں عبدالرحمٰن بن حسنہ سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر پیشاب کیا تو لوگوں نے کہا کہ دیکھو ان کو عورت کی طرح بیٹھ کر

Marfat.com

پیشاب کرتے ہیں۔''
ابن ماجہ نے اپنے بعض مشائخ سے بیان کیا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا عربوں کی عادت تھی۔ حدیث عبدالرحمٰن بن حسنہ کا مضمون بھی اس کا موید ہے—— حدیث شریف سے بھی اس بات کا ثبوت ملا کہ آپ عربوں کی مخالفت کرتے تھے اور پیشاب کرنے میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے بیٹھ کر پیشاب کرنے میں ستر کی حالت زیادہ حاصل ہوتی ہے اور اس میں پیشاب سے دور رہنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

بخاری میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:
''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کے گھر پر تشریف لائے اور کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا۔ میں پانی لایا تو آپ نے وضو کیا۔''

دوسری روایت میں ہے:
''آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا اور دونوں پاؤں ہٹا کر کشادہ کر لیے تاکہ دونوں پیروں کے درمیان فاصلہ ہو جائے۔''
السباطہ ضمہ سین اور اس کے بعد ب سے یہ لفظ ہے۔ کوڑا اور کچرا پھینکنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ جو گھروں کے اطراف و اکناف گھروں میں رہنے والوں کی سہولت کے لیے اکثر نرم زمین کی جگہ پر ہوتے ہیں۔ جہاں پیشاب کے چھینٹے پیشاب کرنے والے پر اثر کرنہیں آتے۔ لفظ سباطہ قوم کی طرف اختصاص کے لیے ہے ملک کے لیے نہیں ہے کیونکہ وہ جگہ نجاست سے خالی نہیں رہتی۔

اس گفتگو سے اس شخص کا اعتراض بھی رفع ہوا جسے گھوڑے پر پیشاب کرنے کی مصلحت کا سمجھنا مشکل ہوگیا تھا۔ اس لیے کہ پیشاب دیوار کو خراب کر دیتا ہے جس سے ضرر کا احتمال ہے—— اس سے بچنے کی مصلحت پر مبنی یا' ہم کہیں گے کہ آپ نے گھر پر پیشاب کیا، دیوار کی بنیاد میں نہیں کیا جو حرج کا باعث ہوتا۔ یہ بھی صراحت سے ہے۔

ابوعوانہ کی روایت میں ایک یہ بھی احتمال ہے کہ پیشاب کرنے کے بارے میں صراحتاً یا بلاصراحت اہل محلہ کی اجازت تھی—— آپ اس سے واقف تھے، اسی لیے آپ نے گھر پر پیشاب کیا ہے—— یا یہ کہ مذکورہ عمل اس قسم کا ہے جس سے عموماً لوگ تسامح کرتے ہیں—— یا اس وجہ سے ہوگا کہ آپ کو اہل محلہ کے ایثار صفت ہونے کا علم ہوگا—— یا اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ فعل صادر ہوا ہوگا کہ آپ کو اپنی امت کے مال میں تصرف کرنا جائز ہے، غیر کے مال میں جائز نہیں۔ کیونکہ شان اولیٰ بالمومنین من انفسھم ہے۔

یہ آخری احتمال اگرچہ صحیح المعانی ہے لیکن آپ نے اسے مقرر نہیں فرمایا۔ یہ امر آپ کی اپنی سیرت مبارک کی وجہ سے اور مکارم اخلاق کی بناء پر تھا۔

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ قضائے حاجت کے لیے:

Marfat.com

☆ زیادہ دور جانے کی'

☆ چلتے ہوئے راستے سے دور

☆ لوگوں کی نظروں سے مخفی

ہو جانے کی آپ کی عادت تھی۔ اس کے خلاف آپ کا فعل جو کہیں سرزد ہوا' وہ اس وجہ سے ہوا کہ آپ مسلمانوں کے مصالح کی مصروفیات میں رجوع تھے —— اور ہو سکتا ہے کہ دیر تک بیٹھ جانے کی وجہ سے آپ کو پیشاب کی حاجت لاحق تھی۔ اگر آپ دور فاصلہ پر جاتے تو ضرر کا اندیشہ تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے سے پردہ پکڑنے کی غرض سے نزدیک ہو گئے کہ ایسے میں آپ کسی کو دکھائی نہ دیں اور ممکن ہے کہ آپ کا یہ فعل بیان جواز کے لیے صادر ہوا ہو —— پھر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ پیشاب کا کام بیت الخلاء جانے کے کام سے چھوٹا ہوتا ہے —— جبکہ قضائے حاجت میں زیادہ بے پردگی کی ضرورت ہوتی ہے اور دور جانے سے ستر اور پردہ پوشی مقصود ہوتی ہے اور وہ حاصل ہے دامن چھوڑ دینے سے اور پردہ پکڑنے والے کے نزدیک ہو جانے سے۔

طبرانی نے عصمہ بن مالک کی حدیث کو روایت کیا:

''مدینہ کی بعض گلیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سامنے آئے۔ آپ گھر کی طرف باوز ہو گئے اور فرمایا: ''اے حذیفہ! مجھ پر پردہ پکڑ لو۔'' پھر پوری حدیث ذکر فرمائی —— حذیفہ کو اس حالت میں اپنے قریب ٹھہرنے کا حکم فرمانے سے حکمت معلوم ہوئی —— ایک قول ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا تھا کہ اس صورت میں آواز کے ساتھ ہوا خارج ہونے سے بے فکری رہتی ہے —— ایسا اس لیے کیا تھا کیونکہ وہاں مکانات قریب تھے۔ عبدالرزاق کی روایت اس مصلحت کی تائید کرتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا:

''کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دبر کی زیادہ حفاظت کے لیے مفید ہے۔''

امام شافعی اور امام احمد سے روایت ہے کہ عرب صلب کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تدبیر سے کرتے تھے۔ شاید کہ آپ کو یہ تکلیف تھی۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے کہ آپ کے گھٹنے کے اندرونی حصہ میں زخم تھا۔''

والمابض کا لفظ حدیث پاک میں ہمزۂ ساکن، اس کے بعد باء موحدہ پھر ضاء سے ہے۔ اس کے معنی ہیں ''باطن رکبہ'' گویا آپ کو اس دشواری کی وجہ سے بیٹھنے کی متواتر قدرت حاصل نہیں ہو رہی تھی —— اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو تمام وجوہ سے جن کا ذکر کیا گیا ہے، بے فکری ہو جائے گی۔ لیکن دارقطنی اور بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا۔

سب سے زیادہ واضح بات تو یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تا کہ اس کا جائزہ ہونا معلوم ہو جائے۔ آپ نے

Marfat.com

اکثر حالات میں بیٹھ کر پیشاب کیا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا طریقہ منسوخ ہو گیا ہے۔ اس پر حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیش کی گئی جو اوپر بیان ہو چکی ہے اور صحیح طور پر صورت مسئلہ یہ ہے کہ:

☆ یہ منسوخ نہیں ہے۔

☆ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب یہ ہے کہ اس کا تعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علم سے ہے ——— لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو عادت شریف گھروں کی حد تک تھی، اس پر محمول کیا جائے گا۔

☆ گھر کے سوا اور مقامات پر آپ کا فعل کیسا رہا، اپ پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اطلاع نہیں تھی جسے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یاد رکھا۔ آپ صحابہ کبار میں شمار ہوتے ہیں۔

لہٰذا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا فعل اگر چھینٹے اڑنے کی حالت سے محفوظ ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حاجت کو جاتے تو کپڑا نہیں اٹھاتے حتیٰ کہ زمین سے قریب ہو جاتے۔''

اسے ترمذی، ابوداؤد، اور دارمی نے روایت کیا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری نے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی پاخانہ کو جائے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرے اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرے بلکہ (اس کے مخالف سمت رخ کرو) جہت مشرق کو اختیار کرو یا جہت مغرب کو۔''

یہ حکم صحرا کے لیے ہے۔ مکان اور عمارات کے لیے نہیں ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''میں کسی ضرورت سے بی بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے اوپر چڑھا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ کی طرف پیٹھ کیے قضاء حاجت کرتے ہیں، آپ کا منہ شام کی طرف ہے۔''

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ ابوداؤد اور ابن خزیمہ کے پاس حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو روایت ہوئی اس کے الفاظ احمد کے پاس اس طرح سے ہیں:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ینھانا ان نستدبرا القبلۃ......

یعنی ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں قبلہ کی طرف پیٹھ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور طہارت لیتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے۔''

پھر میں نے آپ کے انتقال سے ایک سال پہلے قبلہ کی طرف منہ کرتے ہوئے آپ کو دیکھا۔''

Marfat.com

فتح الباری میں ہے کہ اس حدیث کا حدیث نہی کے لیے ناسخ نہ ہونا حق ہے۔ برخلاف ان لوگوں کے جو اس کے قائل ہیں ـــــ بلکہ اس پر محمول ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمارت اور عمارت جیسے مقام پر دیکھا تھا۔ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقرر شدہ حالت ہے۔ پردہ اور ستر کے اصول میں مبالغہ کرنا ـــــ اور دعویٰ کرنا خصوصیت نبی کا، بے دلیل ہے۔ اس لیے کہ خصائص نبی احتمال کے ساتھ ثابت نہیں کیے جاتے۔

جمہور علماء کا مذہب نیز مالک و شافعی و اسحاق کا عمارات اور صحرا دونوں کے حکم میں تفریق کرنے کا ہے ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال و افعال کے متعلق تمام دلیلوں میں یہ قول زیادہ معتدل ہے۔

ایک جماعت نے مطلق ناجائز کا حکم کیا ہے اور وہی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد سے مشہور ہے۔ جسے فقہ مالکی کے علماء میں سے ابن عربی نے ترجیح دی ہے اور ان کی دلیل نہی اباحۃ پر مقدم ہوتی ہے۔ مذکورہ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحیح تسلیم نہیں کیا۔

ایک جماعت نے مطلق جائز قرار دیا ہے اور یہی قول حضرت عائشہ، عروہ اور ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ ان کا استدلال ہے کہ احادیث میں تعارض آ گیا ہے۔ ایسے وقت اصل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اور اباحۃ اصل ہے۔

طہارت کیلئے پانی کا استعمال:

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كان صلى الله عليه و آله وسلم اذا خرج لحاجة اجئ انا و غلام معنا اداوة من ماءٍ يعني ليسنجي به ۔

''حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رفع حاجت کے لیے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا حاضر ہوتے اور ہمارے ساتھ پانی کا ایک برتن ہوتا۔''

اس سے مراد لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آب دست لینے کے لیے ہم پانی لاتے تھے۔

''آپ رفع حاجت کر کے پانی سے طہارت کیے ہوئے نکلتے۔''

طہارت کیلئے مٹی کے ڈھیلے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت ضروری کے لیے نکلے تھے۔ میں آپ کے پیچھے چلا گیا ـــــ آپ نے فرمایا:

''میرے لیے ڈھیلے تلاش کرو اور انھیں جھٹک لو، ہڈی اور گوبر نہ لانا۔''

ڈھیلوں کو میں نے اپنے کپڑوں کے کنارے میں پکڑ کر حاضر خدمت کیا، آپ کے پہلو میں رکھ دیے ـــــ جب آپ قضائے حاجت فرما چکے تو ان ڈھیلوں کو استعمال فرمایا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

Marfat.com

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاخانہ کے لیے تشریف لائے۔ مجھے حکم فرمایا کہ میں تین ڈھیلے آپ کو لا کر دوں —— مجھے دو ڈھیلے ملے، تیسرا تلاش کیا۔ نہیں ملا تو لید اٹھا لایا —— تینوں ڈھیلے حاضر خدمت کیے تو آپ نے دو ڈھیلے لے لیے اور لید کو چھوڑ دیا''

یہ بخاری کی روایت ہے۔ مسلم میں سلمان کی مرفوع حدیث ہے:

لا يستنج احد كم باقل من ثلاثه احجار

یعنی ''تین ڈھیلوں سے کم تعداد یک ساتھ کوئی شخص طہارت نہ کرے۔''

امام شافعی، احمد اور اصحاب حدیث نے اسی سے حکم اخذ کیا —— چنانچہ پاک ہونے کی مراعات کے ساتھ تین کی تعداد ناقص نہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ اگر اس سے پاکی نہ ہو تو زیادہ ڈھیلے استعمال ہوں تاکہ مبرز پاک ہو جائے اور اس وقت ڈھیلوں کی طاق تعداد استعمال کرنا مستحب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی بناء پر ''من استجمر فليوتر'' واجب نہیں ہے کیونکہ ابوداؤد میں حسن کی سند میں اتنا زائد آیا ہے: ومن لافلاح حرج یعنی جس کو ڈھیلے وتر تعداد میں نہ ملیں تو کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔

خطابی نے کہا ہے کہ اگر صرف پاک کرنا ہی مقصد ہو تو عدد کی شرط فائدہ سے خالی رہے گی۔ لہٰذا جب تعداد کی شرط ہے اور اس کے الفاظ واضح موجود ہیں اور پاک کرنا معلوم ہے تو اس میں معنی ہیں جس کی دلالت پر ہر دو امر پر واجب ہو رہی ہے۔ اور اس کی مثال عدت گزارنا ہے۔ عورت کے حیض کے حساب سے۔ اس لیے کہ تعداد شرط کی گئی ہے۔ اگرچہ کہ رحم کی پاکی ایک ہی حیض میں تحقیق ہو جائے۔

امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ اگر عدد کی شرط لازم ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسرا ڈھیلا ضرور طلب فرماتے —— اس روایت حدیث سے طحاوی کو غفلت ہوئی ہے۔ اللہ ان پر رحم کرے —— اس روایت حدیث کو امام احمد نے معمر کے طریق سے اپنی سند میں پیش کیا۔ روایت ابن مسعود اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں مذکور ہے فالقى الروثة وقال انهار كس.

کہ ''پھینک دیا اپنے روثہ کو اور فرمایا یہ ناپاک ہے، میرے لیے ایک ڈھیلا لاؤ۔''

اس روایت کے رجال ثقات، مسلمہ افراد ہیں۔ امام طحاوی کے استدلال میں اعتراض کی گنجائش ہے اس احتمال سے کہ آپ نے کسی ایک ڈھیلے کے کنارے کو استعمال کرنا کافی سمجھا ہو اور تیسرے سے نظر ہٹا لی گئی —— کیونکہ تین کی تعداد سے یہ مقصود ہے کہ تین بار مسح ہو جائے۔ اور یہ بات تو حاصل رہتی ہے اگرچہ ایک ہی ڈھیلا استعمال ہو۔

قضائے حاجت سے پہلے دُعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللهم انى اعوذ بلك من الخبث والخبائث

Marfat.com

اسے بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

خبث کا کلمہ خ اور ب دونوں کے ضمہ سے ہے۔ اس سے مراد مونث مذکر دونوں قسم کے شیاطین ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اظہارِ عبودیت کے لیے استعاذہ فرماتے اور دوسروں کو تعلیم ہونے کے لیے اسے آواز سے پڑھتے رہتے۔

قابلِ استعاذہ کے مقام کیا وہ عمارات ہیں جو قضائے حاجت کے لیے تعمیر کیے جاتے ہیں یا عام ہے؟ —— زیادہ صحیح بات احتمال ثانی ہے۔ آدمی بیت الخلاء میں جانے سے پہلے یہ اعوذ پڑھے گا۔ اگر بیت الخلاء نہ ہو (کھلا میدان، جنگل یا صحرا) تو قضائے حاجت سے پہلے اس اعوذ کو پڑھنا چاہیے یعنی کپڑے اٹھانے سے پہلے۔ یہی جمہور کا مذہب ہے —— اور اگر بھول گیا ہو تو دل میں پڑھ لے، زبان سے ادا نہ کرے۔

قضائے حاجت کے بعد کی دُعا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب پاخانہ سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے نکلتے تو غفرانک فرماتے۔

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا —— حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''جب آپ بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے:

الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وافانی

اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔

مضمون ہذا فتح الباری کے مضمون سے خلاصہ شدہ ہے۔

تمت بالخیر والحمد للہ علی ذلک

جمعۃ المبارک ۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ/۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱ء۔

۲۰ اسوج ۲۰۵۸ ب۔ سہ پہر تین بجے

Marfat.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیری تصانیف، ترجمہ شرح و تخریج کی ہوئی کتب

تنظیم المدارس اہلِ سنّت پاکستان کے نصاب کے مطابق

جہانگیری

انتخاب احادیث 1

صحیح بخاری و صحیح مسلم

جہانگیری

انتخاب احادیث 2

ترمذی، ابوداؤد نسائی ابن ماجہ، شرح معانی الآثار

شبیر برادرز

Marfat.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیرؒ تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

تنظیم المدارس اہلِ سنّت پاکستان کے نصاب کے مطابق

جہانگیری

ریاض الصالحین

شبیر برادرز

Marfat.com

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیری تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

تنظیم المدارس اہلِ سنّت پاکستان کے نصاب کے مطابق

جہانگیری

انتخاب

تفسیر جلالین

انتخاب

مشکوٰۃ المصابیح

جہانگیری

اربعین نووی

شبیر برادرز

Marfat.com

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

20 کتب سے تخریج

جہانگیری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ

قدوۃ علماء المحققین

زبدۃ فضلاء المدققین

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

8 جلدیں مکمل

احادیث نبویہ کی سب سے مستند کتاب کا عام فہم، آسان، سلیس، بامحاورہ ترجمہ

امام احمد رضا خان کی تعلیقات علی البخاری

کا ترجمہ وضاحتِ الفاظ کے ہمراہ

صحیح بخاری میں موجود

- آیات و الفاظ قرآنی
- صحابہ کرام کے آثار
- تابعین و آئمہ تبع تابعین کے اقوال
- امام بخاری کی فقہی و تحقیقی آراء

جملہ افراد • اشخاص • قبائل • بلاد و اماکن • دیگر کی

مفصل فہرستیں پہلی مرتبہ منصۂ شہود پر

ایک ایسی خدمت جس کی عربی، فارسی، اردو میں کہیں بھی، کوئی بھی مثال نہیں پیش کی جا سکتی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا

Marfat.com

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

جہانگیری

صحیح بخاری شریف

20 کتب سے تخریج

ترجمہ

قدوۃ علماء المحققین
زبدۃ فضلاء المدققین

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

8 جلدیں مکمل

احادیث نبویہ کی سب سے مستند کتاب کا عام فہم، آسان، سلیس، بامحاورہ ترجمہ

نور علی نور

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات علی البخاری

کا ترجمہ، وضاحتی الفاظ کے ہمراہ

صحیح بخاری میں موجود

- آیات و الفاظ قرآنی
- صحابہ کرام کے آثار
- تابعین و آئمہ متبوعین کے اقوال
- امام بخاری کی فقہی و تحقیقی آراء

جملہ افراد • اشخاص • قبائل • بلاد و اماکن • دیگر کی

مفصل فہرستیں پہلی مرتبہ منصہ شہود پر

ایک ایسی خدمت جس کی عربی، فارسی، اردو میں کہیں بھی، کوئی بھی مثال نہیں پیش کی جا سکتی

وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور